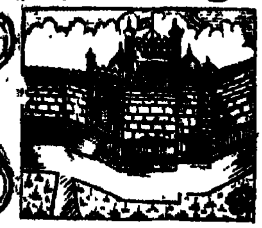
DUE DATE

. No.____________ Acc. No.____________

Late Fine Ordinary books 25 p. per day, Text Book **Re. 1/-** per day, Over night book **Re. 1/-** per day.





۱۹۲۲ء



رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

چیست دُنیا؟

از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

کو دینداری ا د

دین و دنیا

جس کیساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

اڈیٹر:- سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے۔ دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے

اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے



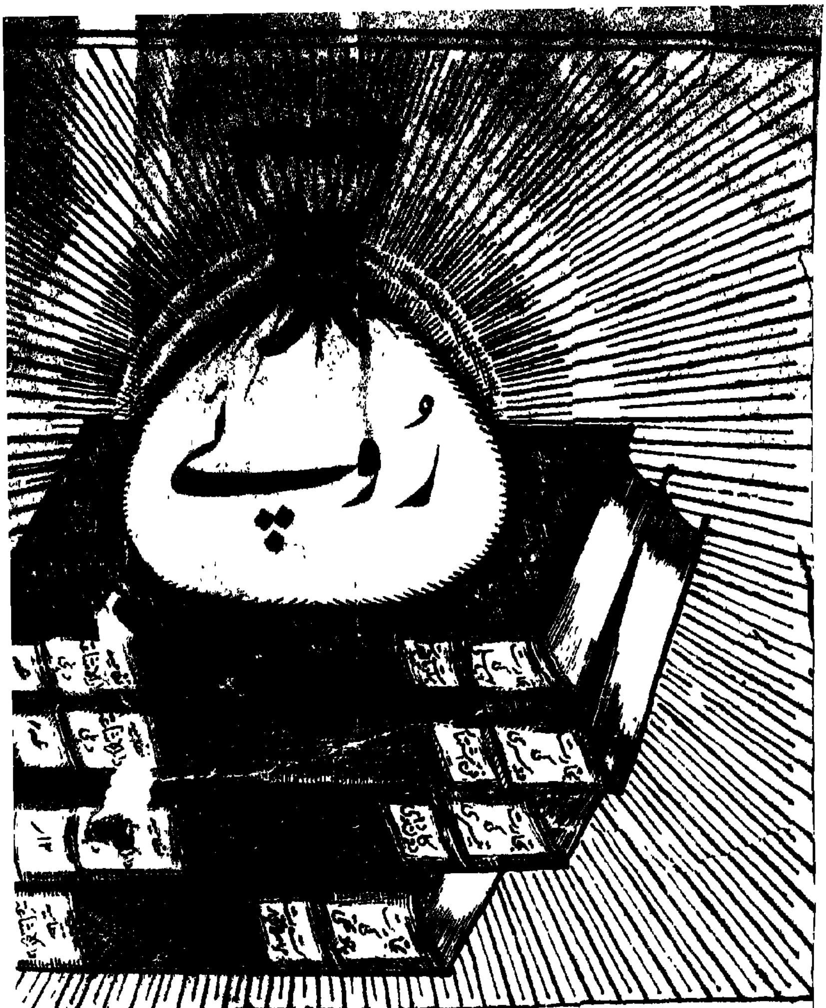
سالانہ قیمت اعلی ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت (اعلی ایڈیشن)... عہ

معمولی ایڈیشن:- سالانہ قیمت عہ

ششماہی عہ، مع محصول ڈاک وغیرہ





اردو زبان کی تجارتی انسائیکلوپیڈیا

بے روزگاروں کو برسرِ روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت دور کرنے اور ذہنی نشوونما تعلیم دینے کے لئے نظامیہ دارالاشاعت دہلی نے تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جس کے تین حصے تجارت کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

تجارت کی پہلی

اس میں مبادیات تجارت کا بیان ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں کی جاتی ہے اور کیونکر کی جاتی ہے، تجارت کے حیرت انگیز منافع، تجارت شروع کرنے اور [illegible] کامیاب ہونے کے طریقے اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت سے خرچ کرنے کے ایسے بیش بہا اصول بیان کیے ہیں کہ آدمی ان پر عمل کر کے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار بنانے اور تجارت کی [illegible] پر قابو پانے کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت مجلد [illegible]۔ غیر مجلد [illegible] علاوہ محصول

تجارت کی دوسری

اس میں فنِ اشتہار کی تعلیم ہے اور اشتہارات کے ذریعے ہر قسم کی جائز تجارتوں کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں [illegible] مضمون لکھنے، ڈیزائن تجویز کرنے، بلاک بنوانے، چھپوانے اور ان کی اشاعت کیلئے کم از کم [illegible] اختیار کرنے [illegible] سے تعلق رکھنے والی تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں موجود ہیں [illegible] ہندوستانی ناواقف [illegible] قیمت مجلد [illegible] غیر مجلد [illegible]

تجارت کی تیسری

اس میں دوکانداری [illegible]
[illegible]

دوکانوں کی خوبصورتی و ہر دلعزیزی کے لئے کیا طریقہ اختیار کیے جائیں۔ دوکان کا حساب کتاب کیونکر رکھا جاتا ہے۔ الغرض اس قسم کی [illegible] متعلق اس کتاب میں جن سے ہندوستانی عموماً ناواقف ہیں۔ قیمت [illegible]

تجارت کی چوتھی

مراسلات تجارت [illegible] کاروبار شروع کرنے کے لئے کس طرح سودا اور [illegible] آدمی کو خط و کتابت کس طرح کامیاب [illegible] آپ اعلیٰ درجے کے کلرک بن [illegible] خطوط [illegible] مراسلات تجارت میں [illegible] حقوق کی فہرست۔ [illegible]



اردو زبان کی

عظیم الشان قرآنی انسائکلوپیڈیا

یعنی

تفسیر مواہب الرحمٰن

جو

۹ صفحوں میں ختم ہوئی ہے

نی ہزار کتابوں کی قائم مقام صرف ایک نہایت مستند اور بیمثل تفسیر ہے

اور جس کی قیمت [illegible] علاوہ محصول مقرر ہے

کے ساتھ پندرہ روپے پیشگی آنے چاہئیں۔ چونکہ کتاب بہت بڑی ہے اس لیئے قریب کے

[illegible] ضرور لکھیئے۔ ڈاک کے ذریعہ منگانے میں محصول بہت صرف ہوگا

پتہ۔ منیجر [illegible] دارالاشاعت دہلی

پیر بھائی

بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۱ھ

یا اللہ نیا سال مبارک ہو یا اللہ رسالہ پیر بھائی کے پڑھنے والے مردوں، عورتوں، بچوں کو مسلمانوں کا نیا سال مبارک کر۔ اور حسن نظامی کو توفیق دے کہ وہ گزشتہ سال کی خطاؤں سے توبہ کرے اور آئندہ سال اعمال صالحہ اُس کو نصیب ہوں۔

حسن نظامی دوسری محرم کو ۴۴ سال کی عمر سے آگے بڑھا اور ۴۵ کا دور شروع ہوا۔

حیدر آباد کا سفرنامہ

۱۰ ذی قعدہ سے ۹ ذی الحجہ تک کے حالات سفر حیدر آباد (دکن) یہاں لکھے جاتے ہیں تاکہ دوسرے علاقہ کے پیر بھائی اپنے حیدر آبادی بھائیوں کے حالات سے آگاہ ہوں، مگر یہ سفرنامہ مختصر و مجمل ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اس میں نہیں لکھا گیا۔ نہ حیدر آباد کی ملکی حالت کی تفصیلات اس میں آسکیں وہ سب ایک علیحدہ کتاب میں شائع ہوں گی، جن سے حیدر آباد کی موجودہ ترقیات کا حال معلوم ہوسکیگا اور جس میں اہل دکن کی تصاویر کا بھی ایک کافی ذخیرہ ہوگا۔

۱۰ ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۰ھ جمعہ کے دن صبح ۹ بجے دہلی سے روانگی ہوئی۔ بھتیجا شیخ احسان الحق صاحب۔ محمد انوار ہاشمی مالک رسالہ دین و دنیا۔ خان نعمت اللہ خاں صاحب نظامی جیلر دہلی۔ ملک سلطان محمود صاحب غزنوی نظامی۔ محمد دین صاحب ملتانی نظامی۔ شیخ محمد یعقوب صاحب۔ ابن عربی نظامی کارکن حلقۂ مشایخ۔ حکیم محمد صدیق صاحب وغیرہ حضرات مشایعت کے لئے تشریف لائے تھے، خان نعمت اللہ خاں صاحب اور ملک صاحب کی عجیب پُرلطف بذلہ سنجی ریل کی روانگی تک برستی رہی۔

۱۱ ذی قعدہ یوم شنبہ کو سوا گیارہ بجے دن کے منماڑ پہنچنا ہوا۔ وہاں سرکار نظام کی ریل ملی۔ ہر گاڑی پر اسلامی ہلال دور سے چمکتا نظر آتا تھا اور جی کو لبھاتا تھا۔ مسافروں کی کثرت تھی اور جگہ کی قلت۔ اسباب آدمیوں سے زیادہ تھا اور ہم سب مال گاڑی کی بوریوں کی طرح سکنڈ کلاس میں پھوسے ہوئے بیٹھے تھے۔ یہ غنیمت ہے کہ مجمع اہل علم و فضل کا تھا۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے پروفیسر سائنس اور چند عرب امرا کی ہمنشینی سے راستہ خوب گذر رہا تھا، پروفیسر صاحب پنجاب کے رہنے والے اور میرے پُرانے ملاقاتی تھے حبیب محسن عرب صاحب دس سال کے واقفکار اور نہایت زندہ دل نوجوان ہیں، ان کے والد اعلیٰ حضرت بادشاہ دکن کے صاحبزادوں کے اتالیق ہیں اور یہ خود بھی دربار کے حاضر باشوں میں ہیں، فوجی عہدہ رکھتے ہیں، پہلی ملاقات سنہ ۱۹۱۱ء میں قلعہ گولکنڈہ کے کھنڈرات میں ہوئی تھی۔ دوسری دہلی میں جبکہ وہ بادشاہ دکن کے ہمراہ دہلی آئے تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی یورپ سے تعلیم حاصل کرکے آئے ہیں وہ بھی اسی گاڑی میں تھے۔ بمبئی جا کر آگے لائے ہیں۔ دونوں بھائی بڑے خوش مزاج دانشمند اور علم مجلسی کے ماہر ہیں۔ یورپ سے آئے ہوئے بھائی پر یورپ کا کچھ اثر نہ تھا۔ وہ پان کھاتے تھے اور کھلاتے تھے۔ انگریزی ٹوپی اور پان کی پیک عجب لطف تھا۔

تیسرے پہر اورنگ آباد گاڑی پہنچی۔ سید محمود شوکت صاحب دہلوی کھانا لئے ہوئے موجود تھے۔ بارش ہو رہی تھی۔ سید صاحب بڑے قابل و عابد نوجوان ہیں۔ انگریزی کتب کا ترجمہ کرتے ہیں۔

رات کو آٹھ بجے گاڑی پورنا پہنچی۔ وہاں امیر الدین نظامی۔ ڈاکٹر جلال شاہ کے بھائی استقبال کے لئے موجود تھے۔ اس جگہ ٹرین میں کئی درجے سکنڈ کلاس کے لگائے گئے اور رات کے سونے کی جگہ سب مسافروں کو مل گئی۔

صبح بلارم پہنچے تو سید عبد الرحمن نظامی سعید آبادی اور مس نیڈو کے ایک ملازم استقبال کے لئے ملے۔ یہ لوگ رات سے یہاں آگئے تھے۔

صبح سات بجے کے بعد سکندر آباد پر گاڑی پہنچی۔ وہاں بہت بڑا مجمع اہل سلسلہ و احباب کا تھا۔ پھولوں کے ہار پہنے اور محمد موسےٰ صاحب جنرل مرچنٹ سکندر آباد کی موٹروں میں سوار ہوکر طرب خانہ پہنچے (محمد موسےٰ کے مکان کو طرب خانہ کا نیا خطاب دیا ہے) ضروریات اور ناشتہ سے فارغ ہوکر حیدر آباد جانا ہوا کیونکہ نواب عابد یار جنگ کی علالت کی خبر سُنی تھی۔ نواب صاحب میرے والد کے ملنے والے اور بڑے وضعدار ذی علم امیر ہیں۔ حلقۂ مشایخ کے کتب خانۂ عام کو دس برس سے مسلسل کتابیں دے رہے ہیں۔ ان کے پاس بہت بڑا ذخیرہ نایاب کتابوں کا ہے۔

نواب عابد یار جنگ دراز قد۔ چھریرہ بدن۔ چھوٹی مگر تیز آنکھیں مختصر ڈاڑھی۔ متانت گفتگو۔ ستر برس کی عمر مکہ مسجد کا اہتمام ان کے سپرد ہے۔ حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ تونسوی کے مرید ہیں۔ اشغال و اذکار عمر کے تقاضہ سے نہیں بلکہ ذوق دلی سے

کرتے ہیں۔ اتنے وظائف پڑھتے ہیں کہ تسبیح گھبرا جاتی ہوگی۔ میں جوں کی وضعداری میں بڑے مستقل مزاج ہیں۔ میرے والد سے تعلقات تھے اس لیئے مجھ کو بھی عزیز رکھتے ہیں اور میں بھی بزرگانہ احترام اُن کا کرتا ہوں اور یہی وجہ تھی کہ سب سے پہلے میں انہیں کے پاس گیا۔ ان کے دو لڑکے میر خورشید علی و میر حسین علی علیگڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں۔ چھوٹے کو ٹینس کا بہت شوق ہے اور میں اُن کو ٹینس نواز جنگ کہا کرتا ہوں۔ مکہ مسجد میں مقابر سلاطین دکن پر فاتحہ خوانی کرکے سر علی امام کے پاس گیا اور دو گھنٹے تخلیہ کی ملاقات رہی۔

سر علی امام

دراز قد۔ مضبوط اور بھرا ہوا بدن۔ سانولا رنگ۔ ڈاڑھی صاف ۵۰ سے زیادہ عمر۔ حیدرآباد میں غیر ملکی ہیں، مگر خدا نے صورت ملکیوں کی طرح کالی بنائی ہے تاکہ ملکی جماعت ان کو اپنے سے غیر نہ سمجھے۔ گہری اور چکدار سیاہی چہرہ پر نہیں ہے بلکہ سانولا پن ہے جوانی میں سلونے بھی ہوں گے۔ آواز دلکش ہے۔ آنکھوں میں غیر معمولی موہنی ہے۔ باتیں بہت مدلل اور پُرلطف کرتے ہیں۔ نواب محسن الملک کے بعد گفتگو کی فصاحت جس سے مخاطب محو ہو جاتا ہے انہیں میں پائی جاتی ہے۔ بادشاہ دکن نے مؤید الملک کا خطاب دیا ہے۔ برٹش گورنمنٹ نے "سر" کا لقب بخشا ہے۔

لارڈ ہارڈنگ کے دور میں برٹش انڈیا کی مسلم پالیسی ان کے اشارہ پر منحصر تھی۔ لارڈ موصوف کی ہر دلعزیزی کا راز بہت کچھ علی امام کی حکمت عملی میں پوشیدہ ہے۔ یہ نہ ہوتے تو لارڈ ہارڈنگ کی کامیابی مشتبہ تھی۔

پٹنہ میں بیرسٹری کرتے تھے اُس وقت میری پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ پھر دہلی و شملہ والسرائے ہند کی کونسل کے ممبر بنکے آئے تو بارہا ملنا ہوتا تھا۔ حیدرآباد کی وزارت حاصل ہونے کے بعد بھی کئی دفعہ ملنا ہوا۔ کمال یہ ہے کہ اٹھارہ برس کے سلسلۂ ملاقات میں برتاؤ یکساں رہا، کسی قسم کا فرق محسوس نہیں ہوا حالانکہ ہم دونوں کے حالات میں تغیرات ہوتے رہے۔

وہ اخلاق ہندوستان کی مجسم تصویر ہیں۔ ہر شخص سے نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔

میں نہیں جانتا ارکان مذہب کی تعمیل کرتے ہیں یا نہیں؟ لیکن احکام مذہب کے محرم کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ لارڈ ہارڈنگ کے پاس مسلمانوں کا ڈیپوٹیشن گیا لارڈ صاحب نے چا، پانی میوہ مٹھائی سے اُن کی مدارات کی۔ میں نے اُس سے منہ اُٹھایا۔ والسرائے مولانا عبد الباری سے باتیں کر رہے تھے۔ میں علیحدہ بیٹھا تھا۔ علی امام میرے پاس آئے۔ اور کچھ کہانے کو کہا میں نے عذر کیا یہ سب چیزیں مسلمانوں کے ہاتھ کی ہیں، کوئی مشتبہ چیز نہیں ہے۔ اسوقت سر علی امام کو سرکار کی نیک نیتی ثابت کرنی مقصود تھی، ورنہ میں جانتا تھا کہ کہنے میں کوئی مشتبہ چیز نہیں ہے۔ برٹش گورنمنٹ مسلمانوں کو شراب دینے کی ضرورت نہیں سمجھتی کیونکہ وہ جانتی ہے کہ مسلمان بغیر ظاہری شراب پیئے مخمور ہو سکتے ہیں۔

سر علی امام باب حکومت ملک دکن کے صدر اعظم ہیں۔ ترکوں کے باب عالی سے باب حکومت کا لفظ لیا ہوگا۔ اور صدر اعظم کا لفظ بھی ترکی تقلید ہے۔

بادشاہ دکن کو اپنے صدر اعظم پر بڑا اعتماد ہے۔ صدر اعظم اپنے بادشاہ کو حاضر و غائب تابعدار معلوم ہوتے ہیں۔ اس سفر میں چار بار ملنا ہوا۔ اور ہر ملاقات دو دو تین تین گھنٹہ رہی مگر جب بادشاہ دکن کا ذکر آیا وہ پیر و مرشد کے لفظ سے اُن کو یاد کرتے ہیں۔ اور ایسا ادب الفاظ میں ظاہر ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ جس شخص کی تمام زندگی انگریزی معاشرت میں گزری وہ تین سال میں ایسا "حیدرآبادی" کیونکر بن گیا۔

حیدرآباد کی تاریخ وزارت کو غور سے دیکھا جائے تو ہر وزیر یا تو بادشاہ دکن کا معتمد ہوتا تھا اور یا برٹش گورنمنٹ کا۔ مگر سرکشن پرشاد اور سر علی امام کی یہ خصوصیت قابل داد ہے کہ اپنے بادشاہ اور برٹش گورنمنٹ دونوں کا اعتماد ان کو حاصل ہے غور کرو تو برٹش گورنمنٹ سر علی امام کے وجود پر اعتماد کرنے کے لیئے مجبور بھی ہے۔

سر علی امام نے دو بار کھانے کی دعوت کی اور میرے اعتراضات سیاسی کو ٹھنڈے دل سے سُنا اور ہر اعتراض کا پورا جواب دیا۔ (یہ تمام تفصیلات بڑے سفرنامہ میں ہوں گی)۔

سر علی امام شیعہ ہیں۔ ان کی اہلیہ غالباً سُنی ہیں کیونکہ اُن کی والدہ یعنی سر علی امام کی خوشدامن نے مجھ سے بیعت کی تھی۔ سر علی امام باوجود شیعہ ہونے کے بے تعصب ہیں۔ انگریزی تعلیم یافتہ عموماً سب ہی بے تعصب ہوتے ہیں۔

سر علی امام یقیناً بڑے آدمی ہیں کیونکہ بڑے آدمیوں کی بیماری اُن کو بھی ہے یعنی دل کے مریض ہیں۔ یورپ و ہندوستان کے اکثر بڑے آدمی دل کے بیمار پائے جاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آجکل بڑائی پالیٹکس سے پیدا ہوتی ہے اور پالٹیکس میں وہی کامیاب ہوتا ہے جو دل و دماغ سے زیادہ کام لے چونکہ آجکل کی سیاست نہایت پیچیدہ ہوگئی ہے اس واسطے مدبروں کو دل و دماغ سے بہت زیادہ کام لینا پڑتا ہے اور وہ عموماً امراض قلب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

سید احمد صاحب

گورا رنگ۔ مضبوط جسم۔ خوبصورت آنکھیں۔ تیس کے اندر عمر۔ سر علی امام کے داماد بھی ہیں اور سکریٹری بھی ہیں۔ کم سخن مگر بیدار طبع معلوم ہوتے ہیں۔ ان کی کم سخنی سے شبہ ہوتا ہے کہ مزاج میں تمکنت زیادہ ہے مگر وہ درحقیقت مغرور نہیں ہیں۔ سر علی امام کو ان پر اعتماد ہے۔ میری تخلیہ کی ملاقاتوں میں اکثر وہ موجود ہوتے تھے۔

مولوی عبد القدیر صاحب

گندمی رنگ۔ بڑی آنکھیں۔ گداز جسم تیس کے قریب عمر۔ سر علی امام کے دوسرے سکریٹری ہیں۔ آرہ کے مشہور عالم مولانا ابراہیم صاحب کے فرزند ہیں علمی شوق رکھتے ہیں۔ گھر میں نایاب قلمی تصاویر جمع کی ہیں بہت خلیق و ملنسار ہیں سر علی امام ان پر بھی بہت بھروسہ رکھتے ہیں اور خلوت و جلوت کے محرم راز ہیں۔

مولوی نثار احمد صاحب

گورا رنگ۔ درمیانہ قد۔ چھریرا بدن۔ آنکھوں میں عاشقانہ کیفیت۔ ۴۰ کے قریب عمر۔ مہر علی امام کی پیشی کے منتظم ہیں۔ اس سفر میں ان سے ملاقات نہیں ہوئی مگر حیرت ہے کہ حیدرآباد میں ہر شخص ان کی تعریف کرتا ہے۔ جس ملک میں ان کے آقا سر علی امام کو ہزاروں بُرا کہنے والے موجود ہیں وہاں ایک آدمی بھی ان کے سر رشتہ دار کو بُرا کہنے والا نہیں ملا۔ سر علی امام کچھ دن کے لئے خود اپنی پیشی کے منتظم بن جائیں۔ شاید اس عہدہ میں کوئی تاثیر ہو اور لوگ اس عہدہ کے سبب ان کو اچھا کہنے لگیں +

فخر اللہ شاہ نظامی

حیدرآباد میں رہتے ہیں۔ حضرت شاہ اعتبار رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے متولی ہیں جو گھوڑے کی قبر کے پاس مشہور درگاہ ہے۔

گندمی رنگ۔ دراز قد۔ بڑی آنکھیں۔ بڑی ڈاڑھی۔ عمر ۵۰ سے زیادہ خاندانی درویش ہیں۔ توکل پیشہ ہے۔ تاہم بہت بڑے پیمانہ پر دعوت کی تھی، اکثر پیر بھائیوں کو بھی مدعو کیا تھا۔ محفل سماع بھی تھی۔ شاہ صاحب کے تمام اہل و عیال میرے سلسلہ میں ہیں۔ وہ اس سفر میں اکثر ساتھ رہتے تھے۔ صاحب ذوق و صاحب حال ہیں +

تیرھویں کی نیاز

حضرت شاہ خاموش چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں حضرت مخدوم صابر کلیری رضی اللہ عنہ کی ماہانہ نیاز تھی میں بھی شریک ہوا۔ حضرت شاہ اصغر حسین صاحب سجادہ نشین سے ملاقات ہوئی ان کے صاحبزادے میاں صابر حسین صاحب میرے پرانے دوست ہیں۔ ہر سفر کے موقع پر میں ان کے دادا حضرت شاہ ہاشم حسین عرف محمد شاہ صاحب رح کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اب اُن کا وصال ہو گیا۔

جناب صابر حسین صاحب اور جناب امجد صاحب سے جو حیدرآباد کے مشہور صوفی شاعر ہیں کئی بار ملنا ہوا۔

موتی بیگم سرفدا

سکندرآباد میں محمد موسےٰ صاحب کے ہاں قیام تھا۔ موتی بیگم انہی کی صاحبزادی ہیں۔ جب میرا بھتیجا پیدا ہوا تو اس لڑکی نے اپنے سر کے بال کاٹے اور ان کی ٹوپی بنا کر بھیجی۔ پس میں نے اس کو سرفدا کا خطاب دیا۔

محمد موسےٰ صاحب میرے مرید نہیں ہیں مگر ان کے دونوں لڑکے عبد الکریم صاحب اور محمد صاحب اور چاروں لڑکیاں داخل سلسلہ ہیں۔ نیز عبد الکریم صاحب کے بچے اور محمد موسےٰ صاحب کی منجھلی لڑکی کا بیٹا بھی سلسلہ میں داخل ہے۔ [illegible] گھر میں محمد موسےٰ صاحب کا مہمان تھا تاہم موتی بیگم اور منجھلی بیگم نے [illegible] سے جو تہیہ کیا وہ اکثر پیر بھائیوں کو مدعو کیا۔ سماع کی [illegible]

[illegible] محمد موسےٰ صاحب کے فرزند معنوی ہیں جو دوکان کے شریک [illegible]

ہیں بڑے خدمت گزار اور دانشمند بھائی ہیں۔ عبد الکریم صاحب اور نور محمد صاحب رات دن خدمتیں کرتے تھے۔ ان کے حُلیے میرے دل پر لکھے ہوئے ہیں۔ کاغذ پر لکھنے کی ضرورت نہیں۔

محمد اسمعیل نظامی

دراز قد۔ گندمی رنگ۔ سنجیدہ صورت۔ ۵۰ کے قریب عمر۔ پولیس کے دفتر میں ہیڈ کلرک ہیں۔ یہ اور ان کا تمام خاندان سلسلہ میں داخل ہے۔ ان کی اہلیہ کو رویائے صادقہ میسر ہے یہ خود بھی ذاکر شاغل اور پابند عبادت ہیں۔ میں ان کے ذوق خالص کا فریفتہ ہوں۔

نواب ابو الفتح خاں

نواب وقار الامراء اقبال الدولہ بہادر سابق وزیر اعظم حیدرآباد کے پوتے۔ نواب سلطان الملک کے بیٹے۔ حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رح کی اولاد۔

درمیانہ قد۔ بڑی اور مؤثر آنکھیں۔ ڈاڑھی مُنڈی ہوئی۔ گندمی رنگ۔ خوب موٹے تھے۔ اب بدن کم ہو گیا ہے۔ آٹھ سال کے دوست ہیں۔ بہت روشنخیال امیر ہیں۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔ موٹا آدمی بھدا ہوتا ہے مگر یہ بڑی پھرتی اور مستعدی سے کام کرتے ہیں۔ تجارت کا شوق ہے۔ اکثر تجارتی کمپنیوں میں حصے ہیں۔ مُرید نہیں ہیں، مگر مریدوں سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

قیام سکندرآباد کے ایام میں انہوں نے بھی دعوت کی تھی۔ بڑا پر تکلف اہتمام تھا ان کے تین بھائی مظفر نواز جنگ۔ فرید نواز جنگ۔ نذیر نواز جنگ حضور نظام مرحوم کی صاحبزادیوں سے منسوب ہیں۔ مظفر نواز جنگ بڑے پابند صوم و صلوٰۃ ہیں۔ اور جزئیات میں بھی تقوے کا خیال رکھتے ہیں۔ فرید نواز جنگ محتاط طبیعت رکھتے ہیں اپنے عقائد کو جلدی نہیں بدلتے۔

نذیر نواز جنگ سب بھائیوں سے زیادہ خوبصورت۔ کم سخن اور خوش عقیدہ ہیں۔ مگر خوش عقیدگی میں بے علمی نہیں ہوتی۔ احترام شریعت کو ملحوظ رکھتے ہیں دعوت طعام کے ساتھ دعوتِ سماع بھی تھی، مگر سماع ذرا بے لطف رہا۔ نواب ابو الفتح خاں داخلہ دکن سے لیکر روانگی تک برابر ملنے آتے رہے۔

محمد ابراہیم میخانہ

اب کے سکندرآباد میں شراب فروش انگریز کمپنی کے ملازم خاص محمد ابراہیم ملے تھے۔ میں نے ان کو میخانہ کہا۔ مسائل خاص پر گفتگو کا شوق تھا اور ایک محویت کے عالم میں باتیں ہوتی تھیں۔ مجھ پر ان کے خلوص کا بہت اثر ہوا ان کے کارخانہ کو بھی جا کر دیکھا جہاں سگریٹ بھی بنائے جاتے ہیں۔

میخانہ صاحب کی ایک بات اچھی معلوم ہوئی۔ جب وہ مجھ سے رخصت ہونا چاہتے تو کہتے "اب رہائی چاہتا ہوں"

تیسرے دن کے آنسو

سکندرآباد سے تیسرے دن حیدرآباد جانے کا ارادہ ہوا تو زنانہ سے خبر آئی کہ عورتیں آنسو بہا رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ تیسرے دن جانا ہمارے لئے بدشگونی ہے۔ مجھے ہنسی آئی اور محبت کے آنسوؤں کا احترام کیا۔ یعنی حیدرآباد کا جانا

ایک دن کے لیئے اور ملتوی کر دیا۔

چین بسیرا سید عبدالرحمٰن سعید انلی ٹھیکہ دار کے مکان کو گزشتہ سال میں نے چین بسیرا کہا تھا۔ اور حیدرآباد میں انہی کے مکان پر قیام قرار پایا تھا۔ کیونکہ جس روز سکندرآباد میں داخل ہوا اُسی روز ملکہ خانو اور سعید بانو اہلیہ سید عبدالرحمٰن وغیرہ مستورات اپنے ہاں ٹھہرانے کی دعوت دینے آئی تھیں، مگر میں چونکہ میر تراب علی خاں یاورحق نظامی کے لڑکے میر بدیع الزماں نظامی کی شادی کے لیئے دہلی سے آیا تھا اور یاورحق کے ہاں ٹھہرنا مقدم معلوم ہوتا تھا اس واسطے پہلے ان کے مکان پر گیا اور ایک شب قیام کرکے پھر چین بسیرے میں آگیا۔

یاورحق اور مراد بانو مولوی میر تراب علی خاں نظامی تحصیلدار پندرہ سال سے دوست ہیں، ان کو یاورحق کہتا ہوں دراز قد۔ فربہ جسم۔ کتابی چہرہ۔ بڑی آنکھیں ملی رنگ۔ بڑے دیانت دار۔ اور محنتی تحصیلدار رہے۔ اسی مہینے میں پنشن ہوئی ہے۔

ان کی اہلیہ امیرا بیگم جن کو مراد بانو کہتا ہوں چھٹا پور کی جاگیر دار ہیں تمام خاندان سلسلہ میں داخل ہے۔ ان کے بڑے لڑکے کی شادی کے لیئے دہلی سے حیدرآباد جانا ہوا تھا۔

بدیع الزماں کی شادی احترام شریعت کے بموجب بہت سادگی سے ہوئی فضول رواسم سب ترک کر دی گئیں۔

۹۳ سال کا دولھا بدیع الزماں کی شادی میں ایک بوڑھے صاحب سے ملاقات ہوئی جن کی عمر ۹۳ سال کی متعقہ روایت سے بیان کی گئی، اور خود بھی انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ ان صاحب نے ابھی ایک سترہ برس کی لڑکی سے شادی کی ہے اور خدا نے ان کو بیٹا بھی دیا ہے۔ بیوی کا ذکر ایسے الفاظ میں کرتے تھے گویا اٹھارہ سال کے جوان ہیں + بہت زیادہ عقلمند نہ تھے اور بےعقل آدمی ہی عموماً زیادہ زندہ رہتے ہیں۔

اس شادی میں ڈاک خانہ کے ایک افسر سے ملاقات ہوئی۔ جن کا بچہ بہت ہونہار ثابت ہوا۔ کسی وقت بڑا آدمی کہلائے گا۔ یہیں ایک اور صاحب ملے جن کے خاندان کے ناموں میں نور کا لفظ ہوتا ہے۔ بہت ذی علم اور صاحب عقل شخص تھے۔ گفتگو میں اثر روحانیت پایا جاتا تھا۔

سیّد ہمایوں میرزا چھوٹا قد۔ گورا رنگ۔ کتابی چہرہ۔ بڑی آنکھیں شیعہ ہیں۔ بیرسٹر ہیں۔ لیڈر ہیں۔ مہمانوں کی تلاش میں عرب ہیں۔ ہر علم اور ہر موضوع کی بحث میں حصہ لینے کا شوق ہے ایک ایڈیٹر۔ مصنف۔ لیڈر۔ اور فلاسفر بیوی کے شوہر ہیں ان کی اہلیہ ماہانہ رسالہ النسا، کی اڈیٹر ہیں۔ اور متعدد کتابوں کی مصنفہ ہیں۔ حیدرآبادی مستورات کی ترقی کا شوق ہے۔ انجمنیں قائم کرتی ہیں۔ زنانہ جلسے مدعو کرتی ہیں۔ مجھ سے ہمایوں بانو خطاب پایا ہے۔ مسز ہمایوں مرزا مشہور ہیں۔

انہوں نے ہمایوں نگر بسایا ہے، دونوں میاں بیوی کا اصرار تھا کہ میں اس لق و دق صحرا میں قیام کروں جہاں جنگل کو منگل بنایا گیا ہے۔ مجھ کو ڈر تھا کہ اتنی دور میرے عزیا کو آنے میں دقت ہوگی۔ تاہم ایک رات اُن کے شاندار بنگلہ میں قیام ہوا۔

زندگی میں دلیسی دعوتیں بہت سی دیکھی تھیں، انگریزی دعوت سید ہمایوں مرزا نے دکھائی۔ یعنی ایٹ ہوم دیا۔ حیدرآباد میں ایٹ ہوم بہت دیئے جاتے ہیں اسمیں یہ فائدہ ہے کہ شہر کے وہ لوگ جو ملنے کے قابل ہوتے ہیں جمع ہوکر مل لیتے ہیں چنانچہ حسب ذیل حضرات سے ایٹ ہوم میں ملاقات ہوئی بعض لوگوں کے نام یاد نہیں رہے۔

مہاراجہ سر کشن پرشاد۔ نواب نذیر جنگ۔ نواب شوکت جنگ حسام الدولہ نواب منیر جنگ خلف رکن الملک خانذوراں۔ غلام احمد انسپکٹر مال غلام غوث خاں ناظم کورٹ آف وارڈس۔ سید محمد حسن بلگرامی صدر محاسب۔ نواب لیاقت جنگ۔ نواب ممتاز یار الدولہ۔ عبداللہ یوسف علی صدرالمہام ملکی مولوی مصاحب علی ناظم اول عدالت دیوانی۔ مولوی خورشید علی مددگار معتمد فنانس۔ نواب سیف نواز جنگ سلطان مکلہ۔ مولوی محب حسین ایڈیٹر معلم نسواں نواب ریاست علی خاں۔ نواب فرخندہ نواز جنگ۔ میجر سید علی رضا۔ میجر ناصر بن جان نثار جنگ۔ مولوی عبدالسلام ناظم دوم دیوانی۔ سید امین الحسن ناظم اسٹیٹ سر سالار جنگ۔ نواب احمد علی خاں ناظم فوجداری۔ سید محمد تقی نائب ناظم آبکاری۔ مولوی ابوالحسن قیصر۔ ولایت حسین مددگار ناظم کوتوالی۔ سید عسکری حسن بیرسٹر۔ میجر محمد اشرف مددگار ناظم طبابت۔ نواب محمد نجم الدین خاں خلف نواب دائم جنگ۔ سید عطا حسین چیف انجینیئر۔ رحمت اللہ ناظم مردم شماری ہیم چندر وکیل وغیرہ۔

امراء و عہدہ داران کا یہ مجمع علمی بات چیت کے لحاظ سے بہت دلچسپ تھا مولوی محب حسین سے پردہ کے سلسلہ پر خوب بحث ہوئی۔ سوائے عبداللہ یوسف علی صاحب صدرالمہام کے تمام حاضرین مولوی صاحب کے خلاف تھے، مولوی صاحب سالہا سال سے پردہ کے مخالف ہیں اور ہندوستان میں پردہ کے خلاف لکھنے والے سب سے پہلے وہی ہیں۔ نابینا ہوگئے ہیں، انکی اہلیہ اور لڑکیاں بھی ان کے عقائد بے پردگی کو تسلیم نہیں کرتیں۔ اب وہ تصوف کے دلدادہ ہیں اور اسی پر کتابیں لکھتے ہیں۔ تناسخ کے ثبوت میں بھی انہوں نے کچھ لکھا ہے۔

سید ہمایوں میرزا اور ہمایوں بانو اگرچہ شیعہ ہیں لیکن تصوف سے خاص دلبستگی ہے مریدوں کی طرح اخلاص و عقیدت رکھتے ہیں، اکثر مجالس سماع میں میرے ساتھ رہتے تھے۔ اور وجد طاری ہوتا تھا۔ ہمایوں بانو مجھ سے مسائل تصوف پر گفتگو کرتی تھیں۔

نواب صفدر یار خاں شوقی نظامی نواب محی الدولہ سابق افسر امور مذہبی کے خاندان میں

ہیں، گورا رنگ۔ پستہ قد۔ کتابی چہرہ۔ مضبوط جسم۔ ۳۰ برس کا سن و سال نواب لیاقت جنگ کے داماد ہیں، تمام بال بچے یہاں تک کہ موٹر ڈرائیور بھی سلسلہ میں داخل ہیں۔ اس گھر میں کوئی غیر نظامی نہیں ہے۔

بہت اہتمام سے شاندار دعوت کی تہی۔ مجلس سماع بھی تہی۔ نواب اطہر جنگ بہادر کے صاحبزادہ سے وہیں ملاقات ہوئی۔ نواب اطہر جنگ بادشاہ دکن کے سب سے زیادہ منظور نظر مصاحب ہیں۔

فوج کے ایک اور میجر صاحب سے بھی اس دعوت میں ملنا ہوا جو مسائل فقہ پر عبور کامل رکھتے ہیں اور پورے عالم ہیں۔ فوجی ملازمت کے باوجود بڑے دیندار اور علمی دلچسپی رکھنے والے ہیں۔ معاملات اسلام پر بہت اچھی باتیں کر سکتے ہیں۔

اس مجلس میں علی بخش قوال نے مولوی سید عبد الرؤف صاحب دہلوی کو مخاطب کر کے غزلیں گائیں۔ مولوی صاحب غیر مقلد ہیں۔ اس کا گانا گویا تردید کا ایک وعظ تہا۔

نواب عماد الملک

مولوی سید حسین بلگرامی عرف نواب عماد الملک بہادر ایک روز سکندر آباد میں ملنے تشریف لائے تھے، مگر میں موجود نہ تہا دوسرے دن اُن کے مکان پر ملنے گیا۔

دراز قد۔ چھریرہ بدن۔ کتابی چہرہ۔ گورا رنگ جو اب سانولا معلوم ہوتا ہے اسی برس کے قریب عمر ہے۔ زبان میں لکنت ہے۔ عربی کے پورے عالم ہیں انگریزی بھی خوب جانتے ہیں۔ انڈیا آفس لندن میں کئی سال وزیر ہند کے نائب رہ چکے ہیں۔ گزشتہ ایام میں پرنس آف ویلز حیدر آباد آئے تو یہ کمزوری کے سبب اُن کے پاس ملنے نہ جا سکے آخر وہ خود ان کے پاس ملنے آئے۔

مذہب شیعہ ہے مگر متعصب نہیں ہیں، حیدر آباد میں بلگرامی خاندان کی وہی شہرت ہے جو عباسیوں کے ہاں برامکہ خاندان کی تہی۔ موجودہ بادشاہ دکن ان کی بڑی عزت کرتے ہیں شاید ان کو انہوں نے کچھ پڑہایا بھی ہے۔ قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ شروع کیا تہا مگر پورا نہ کر سکے۔ ہر وقت مطالعہ کے شوق میں رہتے ہیں، مزاج میں انگریز پسندی بہت ہے۔ جدید تحریکوں کے خلاف ہیں۔ مجھے اپنے مضامین کا مجموعہ دیا۔ اخلاق سے باتیں کرتے رہے میری ان کی مدت سے ملاقات ہے، جب لندن سے واپس آئے تو میں کبھی ملنے گیا تہا۔

اگرچہ بہت کمزور ہو گئے لیکن چہرہ اُن لوگوں کا ہے جو سو برس تک زندہ رہا کرتے ہیں۔

نواب خدیو جنگ

گورا رنگ۔ چھریرہ بدن۔ کتابی چہرہ۔ سنجیدہ صورت آنکھوں میں شریفانہ وقار۔ شیعہ مذہب۔

میری کتابوں کے بہت شوقین ہیں۔ ان کی لڑکیاں بھی میری تحریرات پڑھتی رہتی ہیں۔ بیمار تھے۔ میں عیادت کو گیا۔ معاشرت تمام انگریزی ہے تاہم پردہ کی بڑی پابندی ہے۔ متانت سے گری ہوئی کوئی تحریر زنانہ میں نہیں جانے دیتے۔ ان کی مرحومہ بیوی دکن کی مستورات میں اعلیٰ درجہ کی لیڈر تہیں، ان کی خوبیوں کے افسانے دکن کی مرید عورتوں سے میں نے جتنے زیادہ سُنے اُتنا ہی اُن کے مرنے کا افسوس بڑھتا گیا۔ خدیو جنگ کی غیرت و حمیت سے بہت متاثر ہوا۔ ان کو اپنی مرحومہ بیوی سے عشق تہا۔ ذکر کرتے ہیں تو باوجود سنجیدگی کے چشم پُر آب ہو جاتے ہیں۔

ان کا نوجوان لڑکا علی خوبصورت اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہے۔ مزاج اسکا بھی حلیم و سلیم ہے۔ مجھ سے ملنے کئی بار آیا۔ ایک روز حلقہ کے وقت اس کی آمد معلوم ہوئی۔ میں نے باوجود اس کے شیعہ ہونے کے غیر نہ سمجھا اور حلقہ کے اندر بُلا کر اس کو جگہ دی ●

نواب نذیر جنگ

دراز قد۔ گندمی رنگ۔ موثر چہرہ۔ شاید وزیر جنگ کا عہدہ ہے۔ قادریہ خاندان سے عقیدت زیادہ ہے۔ میرے دیرینہ دوست ہیں۔ اب کے کئی بار ملنا ہوا علی گڑھ کے تعلیمیافتہ ہیں۔ خوب رو اور شوخ خو طالب علم سمجھے جاتے تھے تدبر و اخلاق میں برگزیدہ ہیں۔ غربا کے کام آتے ہیں، اپنا فرض مستعدی سے ادا کرتے ہیں، باوجود بڑے عہدے کے مزاج میں سادگی و انکسار ہے سید علی امام کی کونسل میں ان کو ممتاز شخص مانے جاتے ہیں۔ میرے دل کی کونسل میں پیار کی کرسی کبھی کبھی ان کو بھی مل جاتی ہے ●

غلام احمد صاحب

دراز قد۔ گورا رنگ۔ فوجی جسم۔ کتابی چہرہ۔ ڈاڑہی مُنڈی ہوئی۔ مونچھیں آدہی حاضر۔ آدہی غائب بہت سنجیدہ اور باوقار گفتگو۔ انگریزی کے فاضل۔ عربی کے ماہر۔ پہلے ناظم لوکل فنڈ تھے۔ اب محکمۂ مال کے انسپکٹر ہیں۔ افسروں کے اعمال کی نگرانی سپرد ہے۔ گویا کراماً کاتبین کا منصب ہے۔ گزشتہ سال ملاقات ہوئی تھی۔ پھر دہلی میں بھی ملنے آئے تھے۔

شہر سے دور ایک غیر آباد مقام پر بنگلہ بنایا ہے۔ پہاڑی منظر لاجواب ہے کہانا کھانے گیا تو میں نے اس جگہ کا نام وادی ایمن پسند کیا۔ ماشاءاللہ متعدد بچے ہیں۔ دو لڑکیاں بڑی ہیں۔ ایک نے انٹرنس پاس کیا ہے۔ ایف اے میں پڑہتی ہے۔ دوسری بھی اسی کے قریب تعلیمیافتہ ہے۔ ترکوں کی طرح انہوں نے بھی اپنی لڑکیوں کو گانا اور باجہ سکھایا ہے۔ بڑی نے ستار بجایا۔ چھوٹی نے بانسری بجائی۔ اور مرحومہ بنت نواب محمد مزمل اللہ خاں کی ایک غزل گا کر سُنائی۔ مرحومہ کی یاد سے آنسو آگئے۔

غلام احمد صاحب نے دوسری دعوت عثمان ساگر پر کی تہی، یہاں بھی بڑا اہتمام تہا۔ اثنائے قیام میں کئی بار ملاقاتیں ہوئیں۔ مرید نہیں ہیں مگر مریدوں سے زیادہ اپنی محبت و اخلاصمندی کے سبب مجکو عزیز ہیں۔ ایک قلمی کتاب ہرن کی کہال پر لکھی ہوئی بالتصویر اُنکے پاس تہی۔ میں نے ڈاکہ زنی کی

اور اس کتاب کو ان سے چھین لیا۔

عثمان ساگر حیدر آباد سے بارہ تیرہ میل دور ایک تالاب موجودہ بادشاہ نے اپنے نام پر بنایا ہے۔ کئی میل کا گھیر ہے ڈیڑھ کروڑ روپیہ تیاری میں خرچ ہوا ہے۔ تمام حیدر آباد اسی کا پانی پیتا ہے زراعت کو بھی اس سے بہت فائدہ ہوگا۔ دو پہاڑوں کو ایک مستحکم دیوار سے ملایا ہے اور اس سے ایک بند بندھ گیا ہے۔

دو بڑی چیزوں کی جدائی دور ہو جائے اور مرکز وصل قائم ہو تو ایسی ہی سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن خدا نخواستہ اگر یہ بند ٹوٹ جائے تو حیدر آباد کی ایک اینٹ بھی باقی نہ رہے گی، مگر معماروں نے اس کا کافی بندوبست کر دیا ہے۔ اللہ کا فضل بھی درکار ہے۔ یہ تالاب موجودہ دور کی بڑی تاریخی یادگار مانا جائے گا۔

فرخندہ نواز جنگ درمیانہ قد۔ چھریرا بدن۔ گندمی رنگ۔ ملنسار چہرہ۔ چالیس کے قریب عمر۔ تاڑبند کے نواب کہلاتے ہیں۔ حیدر آبادی امراء کی طرح مقروض نہیں ہیں انتظامی قابلیت بہت اچھی ہے۔ سکندر آباد کے ایک انگریز تاجر نے مجھ سے کہا تاڑبند کے نواب سب نوابوں سے زیادہ معاملہ اور لین دین میں کھرے ہیں۔

بادشاہ دکن ان پر بہت مہربان ہیں اور یہ بھی حاضر و غائب اپنے آقا و مالک کے خیر خواہ ہیں، دنیا میں ان کو اپنے بادشاہ سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔ جب اُن کا ذکر آتا ہے فدایانہ جذبہ سے اُن کو یاد کرتے ہیں مہاراجہ سرکشن پرشاد کے بعد ان سے زیادہ میں نے کسی امیر میں ولولۂ اطاعت نہیں پایا۔

بہت اہتمام سے دعوت کی تھی۔ متعدد امراء مدعو تھے۔ سماع کی مجلس بھی ہوئی۔ ان کا لڑکا قیافہ سے بہت بلند اقبال معلوم ہوتا ہے۔ خدا اُس کو جیتا رکھے۔

روانگی کے وقت تک متعدد بار ملنے آئے۔ ان کی تصویر اور خاندانی تذکرہ بڑے سفرنامہ میں شائع ہوگا۔

فرخندہ نواز جنگ نے اپنی کم سخنی مگر دل کی موہنی اور محبت سے میرے دل پر اپنی یاد کا نقش ایسی طرح کندہ کیا جس کو مدتوں یاد رکھوں گا۔ ان کے ہاں دعوت میں فوج کے ایک افسر سے ملاقات ہوئی جنہوں نے بلاد اسلامیہ کا ایک عجیب سفرنامہ لکھا ہے۔

مسٹر حیدری چھوٹا قد۔ گندمی رنگ۔ گول چہرہ۔ سفید و سیاہ ڈاڑھی۔ آواز میں نسائیت کی سی لچک ہے۔ پریشان کرنے والی گرج نہیں ہے۔ پہلے ہوم سکریٹری تھے۔ اب صدر المہام محکمۂ فنانس ہیں۔ علمی قابلیت بہت اعلیٰ ہے۔ عملی لیاقت غالباً اکثر عہدہ داروں سے بڑھکر ہے۔ محنت کا یہ حال ہے کہ رات کے ۹ بج جاتے ہیں مگر جب تک کام ختم نہ ہو دفتر سے نہیں اُٹھتے۔ نایاب قلمی کتابیں اور تصاویر جمع کرنے کا شوق ہے۔

میرے بارہ سال کے پُرانے دوست ہیں۔ حیدر آباد انہی کی دعوت پر سب سے پہلے گیا تھا۔ اگرچہ سلیمانی عقائد کے شیعہ ہیں لیکن فقراء سے عقیدت رکھتے ہیں۔ دہلی میں آتے ہیں تو مزارات و فقراء کی زیارت ضرور کرتے نماز و تہجد کے پابند ہیں۔ سماع کا بھی شوق ہے۔ حضرت حبیب صاحب عرب حیدر آباد کے ایک مشہور بزرگ سے بہت عقیدت ہے۔

ان کا پہلا سوال "کیا خبر ہے" بہت دلچسپ ہوتا ہے۔ حکیم اجمل خاں کی طرح ان کو بھی صاحب مکاشفہ اور صاحب رویا درویشوں کی تلاش رہتی ہے۔ معاشرت اگرچہ انگریزی ہے لیکن تمام گھر مذہبی رنگ سے رنگا ہے۔ ۱۹۱۳ء میں جب پہلی بار میرا حیدر آباد جانا ہوا تو بارہ دن ان کے ہاں قیام رہا تھا اُسوقت ان کے اعمال و خیالات و عقائد کی خوبیاں دیکھی تھیں۔ اس سفر میں باوجود وقت کی تنگی کے میں نے ان کی دعوت قبول کی ان کی جماعت مذہبی کے پیشوا مولانا فتح اللہ صاحب بھی شریک تھے بہت پُر لطف صحبت رہی۔ چلتے وقت انہوں نے پھر اپنی وضع کے آہستہ سے پوچھا "کوئی اچھا فقیر ملا ہے" مفصل حالات بڑے [سفرنامہ] میں ہیں۔

احمد دادا چھوٹا قد۔ گول چہرہ۔ مضبوط جسم۔ میمن قوم کے بڑے اصرار سے گھر میں لیکر گئے۔ اور خوب شاندار [دعوت] کی علمی شوق رکھتے ہیں۔ محض روپیہ کمانے والے میمن نہیں ہیں، [دنیا] سے باخبر ہیں۔ اہل تصوف کی معلومات سے دلچسپی ہے۔ زمانۂ قیام [میں] رفیق مجلس بنتے تھے۔

نواب سیف نواز جنگ دراز قد۔ گندمی رنگ۔ کتابی [چہرہ] عربی خد و خال۔ آہستہ بولتے بہت بردبار و حلیم مزاج معلوم ہوتے ہیں۔

عربوں کی مشہور ریاست مُکلّہ کے سلطان ہیں۔ برٹش گورنمنٹ [میں] بڑی عزت ہے۔ سلطانِ دکن کے امرائے خاص میں شمار ہے مکلا [میں] قائم مقام حکومت کرتے ہوں گے۔ کیونکہ یہ ہمیشہ حیدر آباد میں [رہتے ہیں] عربوں کی فوج ان کے ماتحت ہے مکان بہت شاندار ہے "سبع [...]" مکان کا نام ہے۔

بہت تکلف سے دعوت کی تھی۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد و دیگر امراء دکن بھی مدعو تھے۔ ایک بہت عمدہ گانے والا بھی بلایا تھا علمی مذاق بھی اچھا ہے۔ سجدۂ تعظیم اور تقلید و عدم تقلید [پر مولوی] عبد الرؤف صاحب سے گفتگو تھی، اس میں انہوں نے بھی حصہ لیا۔

ہندوستان آجکل عربوں سے ناراض ہے مگر میں ایسے عربوں کا عاشق ہوں
جیسے سیف نواز جنگ ہیں، کہ ایک ملک کے سلطان ہیں۔ ایک ملک کے
بڑے امیر ہیں عہدہ دار ہیں مگر اسلامی سادگی و محمدی اخلاق کا مجسم نمونہ ہیں
جب میرا پہلا تعارف ان سے کرایا گیا کہ یہ سیف نواز جنگ بہادر ہیں اور
مکلہ کے سلطان۔ تو میں نے بے اختیار اُن سے پوچھا ہاں آپ تو سیف نواز
جنگ ہیں مگر وہ آپ کی سیف کہاں ہے ؟۔
عربوں میں علمیت اب بہت کم ہو گئی ہے مگر سیف نواز جنگ میں
مذہبی علم کا ذوق کمال درجہ کا ہے۔

مکہ مسجد

حیدرآباد کی مشہور مسجد ہے۔ قطب شاہی سلطنت نے
بنائی تھی۔ چار مینار اور مکہ مسجد کی تعمیر میں بہت کچھ نسبت
ہے۔ اس کے صحن کے جنوبی گوشہ میں سلاطین دکن کے مزارات ہیں۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد

درمیانہ قد۔ گورا رنگ۔ معصوم چہرہ
سوچنے والی آنکھیں۔ جسم سپاہیانہ
اور سڈول۔ آواز بولنے میں شیریں اور فولاد کی صدا سے ملتی جلتی۔ اور
حکم دینے میں پُرہیبت گونج دار۔ عمر ۵۰ سے زیادہ۔ وہ اپنے چہرہ
پر قابض ہیں۔ اعصاب کی باریک جنبشیں بھی اُن کی مطیع ہیں۔ یہی وجہ
ہے کہ دل کے جذبات و حالات کو ان کے چہرہ سے معلوم کرنا آسان نہیں ہے
میں چند سکنڈ میں صورت دیکھتے ہی ہر شخص کی اندرونی خواہش کو معلوم
کر لینے کا ملکہ رکھتا ہوں لیکن کشن پرشاد کے اندروں کو سمجھنے میں بعض وقت
ناکامی ہوتی ہے۔

وہ سپاہی ہیں اور مجروح بھی۔ شاعر ہیں اور ممدوح بھی۔ مدبر ہیں
اور بنے ہوئے انجان بھی۔ سب خبریں رکھتے ہیں مگر بے خبر نظر آنا چاہتے
ہیں۔ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ ہندی اور ہندوستان کی اکثر زبانیں جانتے
ہیں۔ فن قرأت سیکھا ہے۔ تلاوت کرتے ہیں۔ گیتا۔ رامائن اور گرنتھ صاحب
سے واقف ہیں۔ دنیا اور دین میں ہر چیز کو معلوم کرنے کی خواہش رکھتے ہیں
البتہ اہل دنیا و دین کو اپنی حقیقت سے واقف نہیں ہونے دیتے۔
مجذوبوں کے معتقد ہیں۔ دکن کے ہر مجذوب کی آخری پناہ ہیں۔ مرنے
کے بعد بھی مجاذیب انہی کے مکان میں دفن ہوتے ہیں۔ ہر فقیر نما شخص
سے عقیدتمندانہ ملتے ہیں، وہ ادنےٰ ادنےٰ درویش سے انجان بنکر
اسرار تصوف دریافت کرتے ہیں حالانکہ اعلےٰ سے اعلےٰ واقفیت سلوک
کی ان کو حاصل ہے۔

کئی بیویاں ہیں۔ مگر یہ کمال انہی کے گھر میں ہے کہ سوکن کا جلاپا
اندر نہیں آنے پاتا۔ آجکل کے پیروں میں بھی سوکنوں کا جلاپا ہوتا ہے
مگر کشن پرشاد ہر پیر سے ایسا برتاؤ کرتا ہے کہ سوکنا پا پیدا نہیں ہونے
پاتا۔ جس سے پوچھو یہی کہتا ہے کشن پرشاد سب سے زیادہ میرا معتقد ہے

ان کے مذہب کی بابت ہر شخص کو تلاش ہے مگر متلاشی وہی اشخاص ہیں
جن کو اپنے مذہب کی خبر نہیں ہے، ورنہ معلوم ہو جاتا کہ کشن پرشاد
مذہب اللہ ہے جو خشک کا اللہ ہے تو تر بھی اُسی کی مخلوق ہے۔ خیر
اللہ ہے تو شر بھی اُسی سے ہویدا ہے۔ فوق کا اللہ ہے تو تحت بھی اُسی
سے نمایاں ہے۔

مشرق میں حکمرانی اُن کی کامیاب ہوتی ہے جو دوسروں کو عقلمند
بنانے کے لئے بے وقوف بنیں۔ جو دوسروں کو عالم کہوانے کے لئے جاہل
بنیں۔ جو دوسروں کے متمول بنانے کی خاطر اپنی تہیدستی گوارا ہو۔ جو
ضرورت اسباب نمائش رکھتے ہوں۔ کیونکہ مشرقی طبائع اپنے لباس و
مکانات۔ عقائد و خیالات کی طرح سیاسی میلانات بھی رنگا رنگ رکھتی ہیں
اور ان کو وہی حکمران مرغوب ہوتا ہے جو بیوقوف بنکر ماتحتوں کے بے عقلی
پردہ پوش ہو۔ جاہل بنکر کم علم عہدہ داروں کی ہمت بڑھائے۔ مفلس
دوسروں کو مالامال کرنا چاہے۔

دہلی کے پٹھان اور مغل بادشاہوں کے درباروں میں بھی امیر ترقی
پاتا تھا جسکا دستر خوان وسیع ہو اور جو خرچ کرنے میں دلیر ہو۔ کیونکہ
تجربہ کہ ضرورت کے وقت وہی امیر سلطنت کے کام آسکتا ہے جسکا اثر
کے دلوں پر زیادہ ہو۔

برٹش سلطنت بھی ایک حد تک اس پر عمل کرتی ہے ایک ہی عہدہ کے
آدمی ہوتے ہیں، ایک کو اس عہدہ کی سو روپے تنخواہ ملتی ہے اور دو
کو پانسو۔ جب تفریق کی وجہ دریافت کی جائے تو جواب ملتا ہے کہ
سو روپے میں سے بھی پچاس روپے بچا لیتا ہے اور پانسو روپے پا
سب خرچ کر دیتا ہے۔ پس جس کا خرچ زیادہ ہے اُس کی تنخواہ
زیادہ ہونی چاہیئے۔

سلطنت کے لئے امراء اعصاب ہوتے ہیں۔ شعراء حواس۔ فقہا
علماء زبان۔ تجار و صناع خون۔ کاشتکار غذا۔ اس لئے بادشاہ
ہر طبقہ کی سلامتی کا خیال رکھنا پڑتا ہے خواہ وہ کسی خاص گروہ
نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ ان میں سے ایک بھی کمزور ہو جائے تو سلطنت
کے کسی حصہ کو ضعف پہنچ جاتا ہے۔

کشن پرشاد فضول خرچی میں مشہور ہیں۔ آدھے کروڑ کے
ہیں۔ تصویر بنانے۔ فقیر بنانے اور دلوں کو خوش کرنے میں
خرچ کرنا اب بھی نہیں چھوڑا۔ وقت کے حالات اس عادت کو
سمجھیں لیکن جو اُصول میں نے اوپر بیان کئے ہیں اُن کو پیش نظر
رکھیں کشن پرشاد اپنے آقا کی سلطنت اور دکن کی لازوال شان
رکھنے کے لئے ان بے عقلیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

لارڈ ریڈنگ موجودہ والیسرائے کے عہدہ داروں میں

نے کہا۔ جبکہ مہاتما گاندہی کے غلغلہ نے حکومت کو پریشان کر رکھا تہا، کہ ہندوستان جب ہی قابو میں آئے گا کہ گورنمنٹ مرحوم حضور نظام کی اس نصیحت پر عمل کرے جو اُنہوں نے لارڈ منٹو کو اُصول حکمرانی کی نسبت کی تہی۔ ہم کو ایک خالص ہندوستانی امیر کونسل میں رکھنا چاہیئے، جو ہندوستانیوں کے علم النفس (سائکالوجی) کو جانتا ہو۔ اور وہ ہم کو حیدر آباد ہی میں مل سکتا ہے"۔

اس سفر میں مہاراجہ کشن پرشاد نے تمام اہل سلسلہ کی دعوت کی، اور بڑے اہتمام سے پر تکلف سامان کیا۔ مجلس سماع بھی شاندار و پُرکیف تہی۔ آخر میں تصویر بھی لی گئی۔

حسب معمول کتب خانہ کی سیر کرنے میں چند کتابیں جو نایاب تہیں مجکو پسند آئیں، اُن میں ایک تو بہت ہی نادر الوجود تہی، جس میں دکن کی جڑی بوٹیوں کا تذکرہ ہے۔ موٹر میں سوار ہونے لگا تو وہ سب وہاں رکھی ہوئی تھیں۔ گویا میری ملک بن گئی تھیں۔ اسے کہتے ہیں خاموش فیاضی۔

کشن پرشاد کو سلطنت دکن اور اُس کے مالک سے ایسا تعلق ہے گویا ان کی روح کے ساتھ وہ تعلق بھی امر رب بنکر پیدا ہوا ہے۔ وہ بادشاہ کی سلامتی کو اور اُن کے اقتدار کی ترقی کو اپنی سلامتی اور اپنے اقتدار سے زیادہ ملحوظ رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو وہ اسقدر بڑھتے ہیں کہ بشری خود داری پر حرف آنے لگتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اُن کے بت پرست ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ مردم پرستی کرتے ہیں اور بادشاہ اُن کا معبود ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کا ضمیر مردہ ہوگیا ہے۔

میں نے کہا شخصی سلطنت اُسی وقت تک سلامت رہتی ہے جب تک اُس کے امرا ایسا اعصاب ہوتے ہیں اس سلطنت کے دل وجان سے پجاری ہوں۔ راجہ بیربل اکبر کی پوجا کرتا تہا تو کیا اُس کا ضمیر بھی مردہ ہوگیا تہا۔ نہیں۔ سیاست ایک دوسری دُنیا ہے۔ اسکا ایمان اور اس کا ضمیر ہماری دنیا سے ایک علیحدہ چیز ہے۔

لائڈ جارج صاحب وزیر اعظم کا ضمیر اپنی قوم اور اپنی سلطنت کی نقطہ نظر سے زندہ اور برگزیدہ ضمیر ہے مگر مشرقی اقوام اپنے حالات کے آئینہ میں ان کے ضمیر کو مردہ خیال کرتی ہیں۔ اور ان کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لائڈ جارج اقتدار وحکومت کی پوجا کرنے لگے ہیں۔

پوشے سفرنامہ میں کشن پرشاد کا خاندانی تذکرہ اور اُن کے واقعات زندگی پر تبصرہ شائع ہوگا یہاں اسقدر لکھنے کی گنجائش بھی نہ تہی مگر تاجدار دکن کی عظمت ظاہر کرنے کو چند باتیں لکھدی گئیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ ہندوستان میں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے امیروں میں مشرقی اوصاف ایسے اعلےٰ درجہ کے ہیں اور وہ اپنے آقا کا حلقہ بگوش غلام ہے)

پس جب تک ہند میں نظام کی سلطنت برقرار ہے مشرقی روایات زندہ رہیں گی۔

عبداللہ یوسف علی درازقد مضبوط جسم۔ موثر بشرہ۔ رعب دار آنکھیں۔ ۵۰ برس کی عمر گندمی رنگ۔ داڑھی شیعہ۔ ایک مسلمان یورپین عورت معصومہ بیگم کے شوہر حیدر آباد میں صدر المہام محکمۂ مال کے عہدہ پر سرفراز۔ بولتے ہیں تو ہندوستانی۔ چپ رہتے ہیں تو انگریز۔ ہم اولڈ فیشن کے لوگوں کو کھرچکر دیکھو تو اندر سے انگریز نکلیں گے۔ ان نیو فیشن صاحب بہادر کو کھرچو تو مسلمان برآمد ہونگے۔ کہ اُنہوں نے اپنے اوپر انگریزیت کی کہال اوڑہی ہے اور ہمنے ہندوستانیت کی کھال اپنے اوپر لپیٹ لی ہے۔

ایک رات اپنی میز پر چھری کانٹے کی ملاقات کے لیے اُنہوں نے بہی مدعو کیا تہا۔ بات چیت سے معلوم ہوا وہ سیدھا۔ کھرا۔ ظاہر وباطن ایک اور درد قومی سے آشنا مسلمان ہے۔

نواب لیاقت جنگ گورا۔ گورا۔ دُبلا دُبلا لمبوترے چہرہ والا ہنس مکھ۔ پولٹیکل آنکھوں کا انگریز نما سنی مسلمان۔ عمر ۴۰ سے زیادہ۔ انگریزی معاشرت کا سلیقہ چیزوں کا رکھ رکھاؤ۔ دوانی کو روپیہ اور روپے کو اشرفی دکھانے والا۔ یعنی معمولی چیز کو قابلیت سے غیر معمولی بنا دینے میں کمال رکھتا ہے۔

پرنس آف ویلز کے تازہ سفر دکن کے یہی منتظم تھے۔ مجھے مدعو کیا تو دانستہ یا نادانستہ یہ سمجھ لیا کہ یہ بھی کوئی پرنس آف ویلز ہوں گے میرا کھدر کا کُرتہ جس پر پان کی پیک کے دھبے۔ چہرہ پر بے قرینہ ڈاڑھی۔ سر پر کھدر کی ٹوپی منڈھی ہوئی۔ اس جگمگاتے محل میں داخل ہوا تجلی اول و آخر ظاہر وباطن فوق وتحت کا جلوہ دکھاتی تہی۔ میز وں کی آرائش۔ ظروف کی کثرت جس کے اجسام میں عکس رخ برق تجلیاں دکھاتا تہا۔ اُجلے اُجلے مہمان۔ ڈاڑھی مُنڈی مورتیں اُن کے بیچ میں ایک دہقان اس جگمگاہٹ سے بے اوسان۔ خاموشی میں شیشے کے برتن گلے ملکر چھنچے لگاتے تہے یا صاف سُتہرے نوکر کمربستہ دوڑتے نظر آتے تھے۔

بالاخانہ کی میز پر مہاراجہ سرکشن پرشاد جو اُن کے سمدہی ہیں چند خاص امرا کے ساتھ میرے شریک تھے۔ نیچے کی میز پر بقیہ مہمان تھے گانا بجنے ہوا۔ پھر کھانا۔ اس کے بعد زنانہ میں گیا۔ لیاقت جنگ کی دو معصوم لڑکیاں باجہ کے پاس آئیں، ایک نے باجہ بجایا جسکا نام عطیہ تہا

دوسری نے کھدر کی شان میں قصیدہ گایا اسکا نام رقیہ تھا۔ معصوم باجہ کے نغمے ان بچیوں کی آواز سے شرماتے تھے۔ فرشتے خلا میں کھڑے "ہپ ہپ ہرّا" کے نعرے لگاتے تھے۔ میں نے کہا "شاباش۔ بیٹی۔ خوب گایا۔ مگر کھدر پہنتی نہیں ہو۔ فقط اُسکی تعریف گاتی ہو"۔

کیوں لیاقت جنگ تم نے سنا؟ میں تم کو عیشِ آخرت کی دعا دیتا ہوں +

ڈاکٹر قمر الدین ہلالی درمیانہ قد۔ سیاہی مائل گندمی رنگ۔ کتابی چہرہ سیاہ و سفید ڈاڑھی جو ٹھوڑی سے آگے بڑھنا نہیں چاہتی۔ عمر ۵۰ کے قریب۔ آنکھوں میں موہنی کی قوت۔ دل میں فضول خرچی کی لت پُرانے دوست ہیں۔ چند سال سے مُرید بھی ہو گئے ہیں۔ کئی بار دہلی میں ملنے کے لیے آئے ہیں۔ ڈاکٹری پیشہ ہے۔ مریدین حیدرآباد کی نگرانی اور مجالس عرس و سماع کے نظم پر میری طرف سے مامور ہیں۔ اولاد نہیں ہوئی۔ مریدوں کو اولاد کی طرح سمجھتے ہیں قوالی کا شوق زیادہ ہے۔ صاحب وجد و حال ہیں۔ شعر بھی کہتے ہیں۔ فارسی اُردو کا دیوان چھپ چکا ہے۔ مجالس سماع میں ان کا کلام ہر جگہ گایا جاتا ہے۔ اپنی نوکری کو مستعدی سے ادا کرتے ہیں۔ مروت زیادہ ہے۔ حیثیت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اس لیئے قرضہ کا بوجھ سر پر رکھا رہتا ہے۔

اس سفر میں کئی بار پُر تکلف وسیع دستر خوان بچھائے۔ کھانے کھلائے۔ گانے سُنائے تمام گھر سلسلہ میں داخل ہے۔ ان کے بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکیوں نے اپنی سعادتمندی و سگھڑاپے کے بہت سے ہنر دکھائے۔ بھائی کی لڑکی کے ہاتھ کا بنا ہوا پنکھا اور تکیہ اب تک میرے ساتھ ہے۔ بہت ہونہار بچیاں ہیں۔ ان کی اہلیہ ڈاکٹر بانو بڑی صابرہ اور نیک خاتون ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرشید نظامی گورا رنگ۔ دراز قد۔ چھریرا بدن۔ ۴۰ برس کے قریب عمر۔ امراضِ متعدی کے بہرہ دار ہیں پیری مریدی کے مرض کو متعدی سمجھتے تھے اور اس سے احتیاط تھی۔ مجھ بیمار کے پاس آئے شاید دوا ساتھ نہ تھی۔ مرض چمٹ گیا۔ سجدۂ تعظیم نہ کرنے کی شرط پر مرید ہوئے مشروط مریدی زندگی کا عجیب واقعہ تھا۔ مجھے ان کی ادا نے ان کا مبتلا کر دیا۔ روانگی کے دن ایک پُر تکلف دعوت میں شریک ہوا جہاں بڑے بڑے ڈاکٹر اور دوسرے صاحب کمال جمع تھے۔ ڈاکٹر ارسطو یار جنگ سے پہلی ملاقات اسی گھر میں ہوئی۔ فوٹو کھینچے۔ ہم قید ہوئے۔ ہاتھ ملا۔ دل ملے۔ پان منہ میں لیا اور موٹر اس گھر سے لے آئی جہاں میرا پیارا رشید اپنے جسم کو رکھتا ہے۔

مولوی ابوالحسن قیصر سروقد۔ چشم پُر خمار۔ سُرخ و سپید رنگ۔ نہایت ذہین۔ معمولی باتوں میں اعلیٰ تصویر کھینچکر دکھا دیتے ہیں۔ ان کے ہاں شادی کی تقریب میں شریک ہوا۔ دکن کی ایک خاص شان نظر آئی۔ قیصر یا تو اپنے نام کے سبب اور یا اپنے نسبی خون کے سبب خاص جوہر اپنے اندر رکھتے ہیں، اور دکن کے اہلِ کمال میں انکا شمار ہو سکتا ہے +

مولانا عبدالباری درمیانہ قد۔ گورا رنگ۔ گول چہرہ۔ طویل ڈاڑھی۔ فرنگی محل لکھنؤ کے مشہور عالم درویش ہیں۔ میں ان کو صوت الایمان کہتا ہوں۔ اور غلط نہیں کہتا۔ وہ ایمان کی آواز ہیں۔ میری طرح حیدرآباد میں مسافر تھے ملنے گیا۔ تیسرے پھیرے میں ملاقات ہوئی۔ وہیں مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی اور سرور الملک نواز جنگ صاحب بھی ملے۔ مولانا سفر میں اور حضر میں ہر وقت خدمت ملت میں مصروف رہتے ہیں۔ دکن میں بھی خاموش مگر بولتی ہوئی خدمت خلق جاری ہی تھی +

سید یوسف سانولا رنگ۔ دبلا بدن۔ حیدرآبادی قاف کو تے اور تے کو قاف بنانے میں اُستاد۔ کتاب فروشی کرتے ہیں۔ خدا نے آواز اچھی دی ہے۔ امراء کے گھروں میں مقبول ہیں، فقراء کے پاس اپنی رغبت سے جاتے ہیں۔ گاتے ہیں۔ ہنستے ہیں۔ اپنی عمر کے لحاظ سے مسلسل باتیں کرتے ہیں۔ بہت ملنسار و خوش مزاج ہیں۔

عبدالقادر نظامی درمیانہ قد۔ مضبوط جسم۔ گورا رنگ۔ سلسلہ کے بھائی ہیں۔ لکڑی کا بیوپار ہے۔ محبت سلسلہ رکھتے ہیں۔ مدعو کیا تھا۔ میں نے کچھ پھل اور پان کھائے۔ دل ان مراسم کے بغیر بھی اپنے بچوں کو پیار کرتا ہے +

صادق الیقین غلام محی الدین نام۔ دراز قد۔ گول چہرہ۔ سیاہ رنگ محبت میں بھرپور۔ لوہے کی تجارت کرتے ہیں۔ میری کتابوں کی ایجنسی بھی لی ہے۔ ان کا سارا گھر سلسلہ میں داخل ہے۔ عبدالقادر کے قرابت دار ہیں۔ صادقانہ محبت کے سبب صادق الیقین کہتا ہوں۔ ان کے والد عبداللطیف بڑے مخلص محب الفقراء ہیں۔ عبدالنبی بہنوئی اور ان کے چھوٹے بھائی اکثر ساتھ رہتے تھے۔ ان کے گھر کی دعوت بھی بہت وسیع تھی۔ بکثرت سنئے آدمی یہاں داخل سلسلہ ہوئے۔ مجھے اس تمام خاندان کی مخلصانہ الفت سالہا سال سے عزیز ہے۔ مُرید ہونے سے پہلے بھی میری تحریرات کے فریفتہ تھے۔ دہلی بھی آچکے ہیں۔

خدا عبدالقادر اور عبدالنبی کو ہدایت دے کہ وہ دونوں سگے بھائی ہیں پیر بھائی ہیں مگر دلوں میں جدائی ہے' وہ دور رہو تو میرا دل مسرور رہو +

نواب صادق جنگ مست الست۔ دراز قد۔ گندمی رنگ۔ بُردبار چہرہ۔ ۵۰ سے زیادہ عمر۔ ازلی صوفی۔ بادشاہ دکن کی حضوری سے ہر وقت شرف یاب۔ ہندی شاعری کے ماہر۔ ان کا کلام ۲۵ برس پہلے سُنا تھا کہ اُس کو سُنکر صوفی لوٹتے لوٹتے ٹھہرتے تھے۔ ٹھمریوں میں حلم تخلص کرتے ہیں۔ خود بھی گاتے ہیں۔ دوبار ملنے آئے۔ بادشاہوں کو جیسے جلیس درکار ہیں وہ سب اوصاف اس بولتی مورت میں موجود ہیں۔ ادب۔ وقار۔ ہمہ گیر معلومات شاہ پرستی۔ آقا کی جاں نثاری میں یہ پُتلا بھی پورا صادق ہے۔ جس نے اسکو صادق جنگ کہا۔ کچھ سمجھکر ہی کہا ہوگا +

نواب نصیب یاور جنگ درمیانہ قد۔ گندمی رنگ۔ رعب دار صورت

مہدوی عقیدہ رکھتے ہیں۔ گزشتہ سفر میں بھی ملنے آئے تھے۔ اس دفعہ کھانے پر مدعو کیا۔ اپنے ہم عقیدہ و ہم قوم بڑے بڑے پٹھانوں اور مہدوی علما کو بھی دعوت دی تھی۔ میرے سلسلہ والے بھی بڑی تعداد میں بلائے گئے تھے۔ گانا بھی تھا اور کھانا بھی۔ نیاز کی مجلس بھی کرائی اور سرو قد تعظیم کے لیئے کھڑے رہے جب تک خواجگان چشت کے نام لیے گئے۔

ہندوستان میں جسقدر پٹھان امیر دیکھے سب میں ایک خاص شان سادگی اور فیاضی اور زندہ دلی کی پائی، یہی حال حیدرآباد کے ان مہدوی پٹھانوں کا ہے مشہور تھا بڑے خونخوار ہیں اپنے عقیدہ کے خلاف مسلمانوں کے جان و مال کو حلال جانتے ہیں۔ مگر دیکھا کہ وہ اور اُن کے علماء اعلانِ محمدی میں شامل ہیں اور ایک بات بھی درندگی اور وحشی پن کی اُن میں نہیں ہے۔

نصیب یار جنگ سچا۔ کھرا۔ ظاہر باطن صاف امیر ہے۔ ان کے تین لڑکے بھی ملے۔ بڑا بہت دانشمند۔ احوال زمانہ سے باخبر اور ہونہار جوان ہے۔ چھوٹے لڑکوں میں بھی سعادتمندی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

مولانا سید ابراہیم سورتی۔ مولانا سید عبدالکریم تو۔ سید یوسف تسکین۔ مہدوی فرقہ کے علماء اس جلسہ میں ملے۔ متقی مسلمانوں کی صورتیں۔ چہروں پر نور برستا تھا۔ بڑے کٹ وہ اخلاق۔ خبر نہیں ایسے لوگوں کو درندہ صفت کس نے مشہور کر دیا۔

یہ فرقہ حضرت سید محمد صاحب جونپوری کو مہدی موعود خیال کرتا ہے حیدرآباد و گجرات میں اس عقیدے کے بہت لوگ ہیں۔ پالن پور ریاست کے نواب بھی اسی عقیدے کے ہیں۔ بڑے سفرنامے میں اس جماعت کے حالات و عقائد کی تفصیل لکھی جائے گی۔

نواب غوث محی الدین خاں دراز قد۔ گورا رنگ۔ اکہرا بدن فقیر دوست۔ فقیر منش اور ذاکر شاغل رئیس ہیں، ہر مہینے حضور خواجہ خواجگان اجمیری رح کی چھٹی کرتے ہیں تمام مزارات کی زیارت کے لیئے ان کی موٹر گشت لگاتی رہتی ہے۔ نماز و وظائف کے پابند۔ بھولے اور کم سخن۔

گزشتہ سال بھی ملے تھے، اب کے بھی کئی بار ملنا ہوا۔ مگر افسوس کہ روانگی کے وقت اس قدر کم فرصتی تھی کہ ان کی دعوت میں باوجود وعدہ کے شریک نہ ہو سکا۔

نواب سالار جنگ درمیانہ قد۔ اکہرا جسم۔ گورا رنگ۔ آنکھوں میں حسن پُر اثر۔ تمکین آمیز چہرہ۔ ۲۰ برس سے زیادہ عمر۔ باتوں میں سادگی اور بھولپن۔ خیالات میں آزادی و شوخی۔

خاندانی امیر ہیں۔ ان کے دادا سالار جنگ اول دُنیا کے اعلیٰ مدبرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مذہب شیعہ ہے لیکن اسلامی قومیت کے دلدادہ ہیں۔ یوسف نام ہے۔ یوسفی شکل ہے۔

دعوت میز کی تھی۔ کھانے دسترخوان کے بھی تھے۔ چھری کانٹے بھی تھے۔ ہاتھ بھی تھے، مجکو صدر میں برابر بٹھایا تھا۔ چھریاں میرے ہاتھ سے گری پڑتی تھیں۔ دل ہنستا تھا کہ بے تمیزیاں کر رہا ہوں۔ میں دل کو جواب دیتا تھا مصر کے یوسف کو دیکھکر تو چھریوں نے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔

انگریزی دستور کی موافق میز پر سب اچھے بولنے والے جمع تھے۔ عقد کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صاحب عبداللطیف نامی بہت شوخی سے بذلہ سنجی کرتے تھے۔ محمد اصغر صاحب بیرسٹر نے بھی علم مجلسی کی شان دکھائی خود سالار جنگ ہر بحث میں اپنی معلومات کا ثبوت دیتے جاتے تھے۔

کھانے کے بعد قلمی کتابوں اور قدیمی ہتھیاروں کی سیر کرائی۔ چار گھنٹے صرف ہوئے۔ بیچارے بیمار تھے۔ ابھی ایک خوفناک اپریشن سے اچھے ہوئے تھے۔ مگر اخلاقاً چار گھنٹے تک خود ہر چیز دکھاتے رہے۔

ان کی ایک تصویر دیکھی۔ گھوڑے پر سوار ہیں شکار کا قصد ہے۔ آغا حیدر حسن نے مسکرا کر کہا اس کے نیچے لکھ دینا چاہیئے:۔

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف — بامید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

سالار جنگ یہ فقرہ سنکر شرما گئے۔ بہت متحمل مزاج ہیں۔ مہمانوں کی چھیڑ سے برا نہیں مانتے۔

ان کی تصویر اور کتب خانہ و سلاح خانہ کا مفصل تذکرہ سفرنامہ کلاں میں ہے، ان کے بزرگوں میں بہت لوگ وزارت کر چکے ہیں۔ یہ بھی کچھ عرصہ تک دکن کے وزیر اعظم تھے۔ سولہ لاکھ سالانہ کی جاگیر ہے۔ مقروض نہیں ہیں تجارت کا شوق ہے۔

پدمجا سروجنی نیڈو نغمۂ ازل کی بیٹی۔ نسوانی قد۔ سانولا رنگ۔ نوکیلی آنکھیں اتنی دبلی کہ شاخ گل اپنی نزاکت اس کو دیکھکر بھول جائے۔ اٹھارہ سال کی عمر۔ آواز ہونٹوں سے باہر آتی ہے تو بلبل کی صدا فضائے شاعری میں منہ چھپا لیتی ہے۔ اس کو مطالعہ کتب سے محبت ہے۔ بیماریوں کو اس کے تن زار سے الفت ہے۔ گوتم بدھ کی مورتی سے پریم ہے سامنے رکھی رہتی ہے سارے گھر میں دیسی سجاوٹ ہے۔ مگر ہر چیز میں اس کے حسن تمیز کا اظہار ہے فرش پر پانی سے بھرے تھال رکھے ہیں اور اُن میں پھول تیر رہے ہیں تصوف و ویدانت کی دلدادہ ہے۔ اسلامی روحانیت کا ذوق رکھتی ہے۔ سروجنی میری بہن ہیں۔ یہ میری بیٹی۔ جب حیدرآباد جاتا ہوں اس کے ہاں کے پھل پھول ضرور ملتے ہیں۔ گزشتہ سال والدہ موجود نہ تھیں، اب کے بھی والدہ بمبئی میں تھیں۔ ڈاکٹر نیڈو اس کے والد بھی نہ ملے۔ مگر بھائی موجود تھا۔ دونوں بہن بھائی وحدت الٰہی کے ذوقین ہیں۔ حیدرآباد سے کئی اسٹیشن دور اس کی ملازمہ نے استقبال کیا۔ خود ایک بار ملی۔ مگر اپنی موٹر کو ہمیشہ میرے دروازہ پر حاضر رکھا

میشا سروجنی نیڈو کا بیٹا۔ پدمجا کا بھائی۔ کرشن کی مورت۔ کالی رنگت آنکھیں بنگالہ کا جادو۔ سیاہ کھدر کا لباس۔ سولہ برس یا کچھ زیادہ کا

عمر بعض مجالس سماع میں ساتھ رہا۔ حسن سماعت کا یہ عال ہے کہ قوال جب کوئی بتہ کی چیز گاتا اسی وقت اٹھکر یہ مجکو نذر دیتا۔ مسلمان صوفی حیران ہوتے تھے کہ یہ ہندو۔ انگریزی تعلیم۔ عمر کم اور پھر سمجھ اتنی کہ خاص خاص اور گہرے نکات تصوف سے متاثر ہوتا ہے +

میں نے ٹھیک کہا اس کے نام میں تصوف ہے۔ میں کی نفی مینا اسم میں جو ہر جس نے میں کو نفی کر دیا وہ سب کچھ ہو گیا +

جاگیردار صاحب گورا رنگ۔ گول چہرہ۔ درمیانہ قد۔ فالج ہوا تھا۔ اعصاب کمزور ہیں۔ مذہب شیعہ ہے۔ نام یاد نہیں رہا۔ بہت نفیر دوست ہیں۔ بڑے اہتمام سے کھانے اور گانے کی دعوت کی تھی۔ اللہ تعالے صحت جسم اور صحت روح عطا فرمائے اور امید و اتیج دامن مراد لبریز کرے +

عیسیٰ شاہ مولوی عبدالسلام نام۔ سانولا رنگ۔ دراز قد۔ گول چہرہ انگریزی تعلیم یافتہ۔ بورڈنگ ہاؤس کے منتظم ہیں عربی خوب جانتے ہیں۔ مولانا انوار اللہ خاں صاحب مرحوم سے کتب حضرت ابن عربی سبقاً پڑھ چکے ہیں۔ مسائل تصوف اور سلوک پر عبور ہے۔ پہلے کہیں اور بیعت تھی۔ مرید بھی کرتے تھے۔ دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بشارت ہوئی۔ خود بھی مرید ہوئے اپنے مریدوں اور پیر بھائیوں کو بھی مرید کرایا۔ میں نے کلاہ اور عیسیٰ شاہ لقب دیا۔ شعر بھی کہتے ہیں۔ ذہن تیز۔ عقل سلیم صاحب اولاد۔ صاحب تمیز و صاحب اخلاق۔ میرے قلب کو بھی ان سے مناسبت پیدا ہوئی

برادران محبوب نگر جس آبادی کے نام میں محبوبیت ہے اُس کے رہنے والے بھی مجکو محبوب ہیں اس سال بھی دو بار وہاں جانے کا قصد کیا مگر بارش و علالت کے سبب رہ گیا۔ غلط فہمیاں ہوئیں کہ کسی نے منع کر دیا۔ روکنے سے کسی کا کیا فائدہ تہا۔ میں خود اپنی ناتوانی کے سبب سفر نہ کر سکا۔ اور بہی متعدد مقامات سے بلاوے آئے تھے مگر کہیں نہ جا سکا۔ خدا کو منظور ہے تو پھر کبھی ان سب سے ملنا ہو گا +

محبوب نگر کے بہت سے بہائی اور بہنیں خود حیدرآباد میں آکر ملے اُن کی مسافرانہ تکلیف میرے دل پر لکھی گئی خدا اُن کے ہر قدم کو قبول کریگا۔

ایک بہائی نے جو محبوب نگر میں رہتے ہیں دوسرے بہائی کی جو حیدرآباد میں ہیں شکایت کی کہ وہ بدچلن ہیں، یہ بات اُن کو زیبا نہ تھی اس لیے میں نے اُن کو ملامت کی اور اپنے سامنے سے ہٹ جانے کو کہا۔ اُس نے ایک ایسا الزام اپنے بھائی پر لگایا کہ شریعت کے حکم کی بموجب اسّی کوڑے اُس کے مارے جاتے۔ اس کو چاہیے کہ وہ توبہ کرے اور پھر کسی کی عیب بینی کا گناہ اُس سے نہ ہو۔

مہاراجہ کے ہاں محفل میں برادران محبوب نگر کے وجد و حال کا خوب لطف رہا۔ ان سب میں ذوق خالص پایا جاتا ہے خدا ان کے دلوں کی محبت میں ترقی دے

آغا حیدر دہلوی درمیانہ قد۔ گورا رنگ۔ کتابی چہرہ۔ ڈاڑھی مونچھ منڈی ہوئی۔ نازک اندام۔ نازک مزاج۔ آنکھیں لیڈی کرزن کی سی۔ دہلی کے خاندانی امیرزادے ہیں۔ حیدرآباد میں پولیس کی وردیوں کے چوکیدار ہیں، اردو زبان میں زنانہ طرز کے مضامین لکھنے میں جدت پیدا کی ہے۔ ایک تعلیمیافتہ شیعہ بیوی ملی ہے۔ فرصت میں اس کے دوپٹے رنگا کرتے ہیں +

میں دوبار ان کے گھر پر گیا۔ وہ روزانہ میرے پاس آتے تھے۔ آواز رسیلی ہے۔ بولنے کی ادا زنانہ انداز رکھتی ہے۔ دہلی کا قدیمی لباس بھی پہنتے ہیں اور انگریزی کپڑوں کا بھی شوق ہے۔

انگریزوں میں دستور ہے عورت کا نام شادی کے بعد خاوند کے نام میں شریک ہو جاتا ہے میں نے آغا حیدر کا نام شادی کے بعد بیوی کے نام میں شریک کر دیا، اور اب میں ان کو آغا بدرالنسا کہتا ہوں +

محمد یوسف نظامی درمیانہ قد۔ سانولا رنگ۔ گول چہرہ۔ تیس سے زیادہ عمر۔ خزانۂ عامرہ میں ملازم ہیں۔ پُرانے مرید ہیں، اخلاص کامل رکھتے ہیں، آواز اچھی پائی ہے۔ اکثر مرغوب قوالی کا حق ادا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ہلالی شاہ کے قدیمی دوست ہیں۔ میرے دل میں بھی مدت سے قیام ہے۔ چنچل گوڑہ میں رہتے ہیں۔ مگر خود چنچل نہیں ہیں۔

مولوی امیر حسن درمیانہ قد۔ گورا رنگ۔ گداز جسم۔ آنکھوں میں ذہانت کی تیزی اور چمک۔ عمر ستر کے قریب۔ نواب محسن الملک کے بہائی ہیں۔ آواز لہجہ۔ حتےٰ کہ کھانسنے اور کھنکارنے کی ادا بھی ہو بہو نواب محسن الملک کے مشابہ ہے۔ مرحوم میرے دوست اور بزرگ تھے۔ جب اُن کا لہجہ کان میں آیا جی بیقرار ہو گیا۔

مولوی صاحب پکے شیعہ ہیں اپنے مرحوم بہائی کی کتاب "آیات بینات" کا جو اہل سنت کے ہاں لاجواب کتاب مانی جاتی ہے محکمات کے نام سے جواب لکھ رہے ہیں۔ کئی ضخیم جلدیں لکھ چکے ہیں، مگر مجھے اُمید نہیں کہ محسن الملک کی سی فصاحت اور دلنشین طرز بیان کسی اور کا ہو سکیگا۔ تاہم امیر حسن صاحب نے عمر کا بڑا حصہ اس میں خرچ کیا ہے۔ ابھی کوئی جلد شائع نہیں ہوئی۔ ان کے لڑکوں کو باپ کی علمی محنت سے اختلاف ہے انہوں نے باپ کے سامنے کہا ہندو مسلمان تو مل گئے۔ یہ سُنی شیعہ کو جدا کرانا چاہتے ہیں +

مولوی صاحب پُرانی وضع کے بزرگ ہیں۔ کئی بار میرے پاس تشریف لائے میں بھی اُن کے گھر پر گیا۔ تینوں لڑکے کھدر پوش ہیں اور گاندہی جی کا جھنڈا علمی میدان میں اب دکن کے اندر انہی کے ہاتھ میں ہے۔

زنانہ میں گیا۔ مولوی صاحب کی اہلیہ سے بات کر کے حیرت ہوئی۔ ایسی زبردست تقریر کرتی ہیں کہ مرد کیا بول سکینگے۔ اندر بھی تمام لوگ کھدر کے لباس میں تھے۔ حیدرآباد میں اس گھر کے سوا پوری آزاد خیالی اور خود اختیاری

اور کسی گھر میں نہیں پائی گئی۔ امیر حسن نے اپنے بیوی بچوں کو سوراج دیدیا ہے اب ایسے لوگ پیدا نہیں ہوتے۔

سید عبد الرحمٰن قادری دراز قد۔ گندمی رنگ۔ گول چہرہ۔ ۴۰ کے قریب عمر۔ جفت فروشی کرتے ہیں۔ پتھر گٹی پر دوکان ہے۔ سلسلہ کے بھائی ہیں۔ اب میری کتابوں کی ایجنسی بھی لی ہے۔ ایک دن دوکان پر مدعو کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ ان کے مقاصد دلی پورے کرے۔

مولوی ناظر الدین حسن دراز قد۔ گندمی رنگ۔ خندہ پیشانی ڈاڑھی دار چہرہ۔ مشہور دیندار و دیانت دار عہدہ دار۔ مولوی نظام الدین حسن مرحوم کے فرزند ہیں اور کسی بات میں باپ کی تقلید سے باہر نہیں ہیں، وہی ذہانت ہے۔ وہی دینی الفت ہے وہی فرض شناسی ہے وہی اصول کفایت شعاری ہیں، جب ڈاڑھی منڈاتے تھے اُسوقت سے میری ان کی دوستی ہے۔ میرے خاص خاص محبوبوں کے دوست ہیں ڈاکٹر سید محمود دشمن فرنگ ان کے دلدادہ اور میں ان پر شیفتہ۔ جب دیکھتا ہوں سجد میں پاتا ہوں حضرت اکبر نے کہا تھا "کونسل میں بہت سید سجد میں فقط جمن"۔ مگر ناظر الدین حسن نے جمن جلّاہے کی رفاقت نہیں چھوڑی۔ کونسل بھی ہے اور مسجد بھی +

عدالت کے فرائض عمدگی سے ادا کرتے ہیں۔ سوشل تعلقات کو کبھی نہیں بھولتے کئی بار ملنے آئے۔ میں بھی ملنے گیا اُمید ہے کہ آخرت میں بھی خدا ایک جگہ رکھیگا۔

مظفر امام صاحب درمیانہ قد۔ گورا رنگ۔ بڑی آنکھیں۔ سنجیدہ چہرہ بیرسٹری کرتے ہیں۔ پٹنہ کے رہنے والے ہیں۔ اصلاحیت و شائستگی و علم و دوستی رگ رگ میں بھری ہوئی ہے۔ اکثر ملنے آتے تھے اپنے فرض قانون کے بڑے ماہر ہیں۔ ملک و قوم کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ ان سے ملکر دل کی کلی بھی کھل جاتی ہے +

محمد مظہر اللہ نظامی دراز قد۔ گورا رنگ۔ گول چہرہ۔ ۳۰ سالہ عمر۔ پہلے ہوم سکرٹری کے دفتر میں تھے۔ اب تعلیمات کے محکمہ میں مددگار ہیں۔ پُرانے پیر بھائی ہیں، اخلاص و عقیدت کامل ہے دہلی آچکے ہیں، اشغال اللہ کا شوق ہے۔ خدا نے اولاد بھی دی ہے، اور ذوق و شوق والا دل بھی۔ کئی بار اپنے مکان پر لے گئے۔ کچھ کھلایا کچھ پلایا۔ فوٹو کے آئینہ میں مقید بھی کرایا +

تو دس برس سے مسز حیدری کا دیا ہوا تکیہ سرہانے رکھتا تھا اب وہ بدل گیا محترمہ بانو نظامی اہلیہ مظہر اللہ کے تکیہ نے اُس کی جگہ لے لی۔ وہ مجھکو جس قدر عزیز ہے خدا بھی اتنا ہی اس کو اپنا مقبول بنائے۔

مسٹر بیجنا تھ گندمی رنگ۔ گول چہرہ۔ مضبوط جسم۔ آنکھوں میں تقریر کرنے اور جھگڑنے کی غیر معمولی قوت۔ یعنی وہ زبان سے بھی بولتے ہیں اور آنکھوں سے بھی۔ مگر آنکھوں میں گویائی زیادہ ہے۔ شاہی کونسل میں قانون سازی کرتے ہیں، ہنود حیدرآباد میں علمیت کے لحاظ سے برگزیدہ ہیں، گیتا اور سری کرشن جی کی نسبت مجھ سے جس قدر باتیں ہوئیں اُن سے معلوم ہوا کہ وہ ہندو مذہب کی روحانی عظمت سے بے پروا ہیں۔ گیتا کو سری کرشن کی تقریر نہیں مانتے۔ جس قدر دلیلیں بیان کیں وہ نئی نہ تھیں مسٹر میکڈانلڈ ایک انگریز کے خیالات تھے۔

میرے دل کو اُنسے اُنکی علمی مشغولی کے سبب محبت لگاؤ ہو گیا ہے اور اب تک وہ میرے سامنے ہیں،

مولوی عنایت حسین خان وکیل دراز قد۔ گورا رنگ۔ گول چہرہ شریفانہ بشرہ۔ رامپور کے رہنے والے ہیں۔ وکالت پیشہ ہے۔ مظفر امام صاحب۔ بیجناتھ صاحب اور چند دیگر افسران عدالت کے ہمراہ ملنے آتے تھے جنکے نام یاد نہیں رہے مگر صورتیں یاد ہیں۔ ایک صاحب کا نام شاید مولوی عبد السلام تھا۔ ناظم دوم دیوانی۔

ضیافت بہت اہتمام سے کی تھی۔ مطبوعہ رقعے تقسیم کیئے گئے تھے جس کے سبب اکثر اہل علم سے ایک جگہ ملاقات ہو گئی۔

بہت متواضع دیندار اور فقیر دوست ہیں۔ خبر نہیں ایسے نیک خصائل لوگ وکالت کی پیچیدہ باتیں کیونکر برداشت کرسکتے ہیں۔ خدا مجھے بھی ان کے قالب میں پہچیدہ بناتا تو دیکھتا۔ ابتو فقط وہی میرے دل میں آئے ہیں +

مولانا فتح اللہ صاحب درمیانہ قد۔ گندمی رنگ۔ ہنستا چہرہ۔ طویل لحیہ۔ پچاس سے زیادہ عمر۔ سلیمانی بوہروں کے ملّا صاحب ہیں، ان کے بڑے بھائی مولانا غلام حسین صاحب بڑودہ میں رہتے ہیں ہندوستان میں ان کی جماعت کم ہے۔ یمن میں بہت زیادہ ہے۔ میرے قدیمی عنایت فرما ہیں۔ دہلی میں بھی ملاقات ہوئی تھی۔ بڑودہ میں ان کے بھائی صاحب سے بھی ملنا ہوا تھا وہ بھی بہت محبت رکھتے ہیں، یہ بھی اکثر ملنے تشریف لاتے تھے۔ ایک روز برادران طریقت سمیت مدعو بھی کیا۔ مدرسہ دکھایا جہاں ہندوستان و یمن کے طلبہ پڑھتے ہیں۔ ہر وقت خوش اور بشاش نظر آتے ہیں تنگ نظری اور تعصب کا نام و نشان بھی نہیں ہے، باوجود ایک جماعت کا پیشوا ہونے کے نہایت منکسر المزاج اور خلیق ہیں کسی قسم کی تمکنت اور خود پسندی نہیں ہے۔ مسلمانوں کو ایسے ہی عالم درکار ہیں ان کے مدرسہ کے طلبہ میں بیداری کے آثار درخشاں نظر آتے ہیں۔

شروانی صاحب سرد قد۔ گورا رنگ۔ ملاحت و صباحت سے ملا ہوا۔ آنکھوں میں سحر حلال۔ ڈاڑھی شرعی اُسپر خضاب کا جلوہ کانوں سے ذرا کم سُنتے ہیں اور مخاطب کو لطف آتا ہے جب وہ گردن اُسکی طرف کان کے پاس ہاتھ رکھکر خم کرتے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمٰن خان صاحب نام حبیب گنج ضلع علی گڑھ کے رئیس ہیں۔ علوم عربی کی تکمیل ہے۔ چند صدی پہلے ایسے ذی علم امرا پیدا ہوتے تھے، اب اس صدی میں مستثنا و قائم رکھنے کو پیدا ہوئے ہیں، اُمور مذہبی سرکار نظام کے صدر الصدور ہیں۔ ہر قسم کا علمی شوق

رکھتے ہیں، اعتقاد نہایت پختہ ہیں، عملی حالت بھی اعلیٰ ہے۔ نقشبندیہ طریق کے گرویدہ ہیں، عمر کا بڑا حصہ خدمت قوم و خدمت علم میں گزرا ہے۔

۲۰ سال سے میری ان کی دوستی ہے، مگر ایسی دوستی نہیں ہے جو حیدرآباد کے باشندوں کی سفارش میں کام آئے۔ سر علی امام کے بعد ان کے اندر باتوں کی تصویر بنانے کا مادہ بہت اچھا ہے۔ مخاطب کو مسحور کر دیتے ہیں۔ اس سفر میں بھی ان سے ملاقات ہوئی اور ایک نماز ان کی امامت میں پڑھی۔

نواب ممتاز یار الدولہ گورے۔ ڈبلے۔ انگریزی چہرے کے سُنّی مسلمان گیارہ سال کے دوست ہیں۔ حلقۂ مشائخ کے ابتدائی معاون ہیں۔ دہلی میں کئی بار ملے ہیں۔ علمی شوق بہت ہے۔ ان کی لڑکیاں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں، مدرسۂ آصفیہ وغیرہ علمی مرکز ان کی محنتوں کے آثار قدیم و جدید حیدرآباد میں موجود ہیں، جن میں سے بعض کو میں نے بھی دیکھا۔ کئی بار ملاقات ہوئی وہی انداز برتاؤ کا ہے جو گیارہ سال پہلے تھا ٭

مولوی امین الحسن خوب گورے۔ خوب ملنسار۔ قد درمیانہ جسم بھاری۔ پہلے موٹے نہ تھے۔ وضعدار خلیق اور علمی حیثیت رکھتے ہیں، قدیمی ملنے والے ہیں۔ سر سالار جنگ کی ریاست کے معتمد ہیں، مزاج میں سادگی۔ عمل میں مستعدی۔ فرائض کے احساس میں بیداری پائی جاتی ہے۔ نہ بے تابانہ اظہار تعلقات کرتے ہیں، نہ مغرورانہ بے تعلق ہونا چاہتے ہیں، آدمی ہیں، آدمیت کی شان پوری ہے۔

ارسطو یار جنگ [illegible] دیکھا تو کیا مضائقہ ہے دکن [illegible] تو دیکھ لیا۔ عبد الحسین نام داؤدی شیعہ۔ ارسطو یار جنگ خطاب دُبلا۔ درمیانہ قد۔ چھوٹی ڈاڑھی مرحوم بادشاہ دکن اور موجودہ سلطان ان پر مہربانی خاص رکھتے تھے اور رکھتے ہیں، باوجود بڑھاپے کے اپنے فرائض عمدگی سے ادا کرتے ہیں۔ ان کے لڑکے سب لائق اور باپ کے قدم بقدم ہیں۔ نام سنا تھا۔ اب کے خوب مفصل ملاقات ہوئی اور تصویر میں ساتھ کھینچے ٭

محمد اصغر بیرسٹر گورا رنگ۔ درمیانہ قد۔ حسین چہرہ۔ چالیس کے قریب عمر۔ ڈاکٹر انصاری کے عزیز ہیں، حیدرآباد میں خلافت کا جھنڈا بلند کیا تھا۔ اب خاموش ہیں۔ بہت دانشمند ذی علم۔ اور ضروریات قوم سے باخبر۔ امراء کے ملک میں رہتے ہیں۔ ہر قسم کی باتیں کر سکتے ہیں۔ گو تم بدھ سے میری طرح ان کو بھی محبت ہے۔ میز پر مورت رکھی رہتی ہے۔ چند ساعت ان کے کمرہ میں رہا۔ کچھ کھایا۔ کچھ پیا۔ کچھ دیکھا۔ کچھ سُنا۔ بیرسٹری کامیاب ہے۔ قانونی میدان میں بھی دماغ زبان کی طرح چلتا ہے۔

حکیم عبد الغنی انصاری درمیانہ قد۔ گورا رنگ۔ گیسو دراز سرگیں آنکھیں۔ عمر ۲۵ سال۔ دکن کے مشہور طبیب مسیح حکیم نابینا صاحب کے فرزند ہیں، جن کے والد حضور نظام مرحوم کے خاص طبیب بھی

جو آجکل بودہ میں مقیم ہیں۔ حکیم عبد الغنی بہت مخلص اور ادب شعار جوان ہیں۔ طب جانتے ہیں سالہا سال سے غائبانہ مرید تھے اور مرید مشہور تھے۔ باقاعدہ بیعت اب کی ہوئی۔ مریدی کے نقشہ میں ایک خانہ اس سوال کا ہے کہ "کیوں مرید ہوئے ہو؟" اس کے جواب میں اُنہوں نے یہ شعر پیش کیا ؎ :-

آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام　　بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

مجھے اب تک معلوم نہ تھا کہ میں "چیزے دیگر" ہوں۔ حکیم صاحب کو نبض سے معلوم ہوا ہوگا۔ بہت ہونہار ہیں۔ کسی وقت کامل درویش ہوں گے ٭

پنڈت جذب نظامی ضلع رائچور دکن کے رہنے والے۔ دراز قد گندمی رنگ۔ دُبلا بدن۔ میں سے زیادہ عمر برہمن ذات۔ خط کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ حیدرآباد میں میرا آنا سُنا تو ملنے آئے قادیانی حضرات نے اعتراض کیا کہ ہندوؤں کو کیوں مُرید کرتے ہو؟ مجمع عام میں سوال ہوا تھا میں نے کہہ دیا خدا سے پوچھو اُس نے ہندوؤں کو کیوں پیدا کیا۔ جس قوم کا آدمی خدا کی طلب میں آئے گا اُس کو راستہ بتایا جائے گا ٭

جذب بہت محبت والا جوان ہے حقانیت اس کے اندر جذب ہو گئی ہے ٭

حضرت شاہ عبد العلی نظامی چھوٹا قد۔ گورا رنگ۔ آنکھوں میں خمار شب بیداری و یاد الٰہی۔ ۵۰ برس سے زیادہ عمر۔ حضرت میرزا سردار بیگ صاحب نظامی کے خلیفہ ہیں اُنہی کے مزار کے قریب رہتے ہیں، ذاکر شاغل۔ منکسر المزاج۔ نمود و شہرت سے پاک بہت اچھے درویش ہیں گزشتہ سال بھی ملنے تشریف لائے تھے۔ اس سال بھی تکلیف فرمائی۔ میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بادشاہ میاں صاحب نظامی شاہ لطیف الزمان نام۔ بھاری جسم سانولا رنگ۔ بڑی بڑی آنکھیں گھونگر والے بال۔ کمبل اوڑھتے ہیں، حضرت مولانا حسن الزماں رحمہ کے فرزند و سجادہ نشین ہیں جنہوں نے فقہ اہلبیت کی ۱۹ جلدیں لکھی تھیں اور دیگر بڑی بڑی عربی فارسی اُردو کتب کے مصنف اور دور آخر میں سلسلۂ نظامیہ کے آفتاب تھے، ان کا کتب خانہ بے نظیر ہے۔ مہاراجہ کے ہاں ملاقات ہوئی تھی تصویر بھی میرے ساتھ کھنچی ہے۔ میں خود بھی ان کی خانقاہ میں حاضر ہوا تھا اپنے والد کی غیر مطبوعہ کتابیں دکھائیں۔ مطبوعہ عنایت کیں ہر جمعرات کو حلقہ کرتے ہیں بزرگوں کے قدم بقدم مگر گوشہ نشین درویش ہیں ٭

محمد نذیر شاہ نظامی سیاہ فام۔ دُبلا بدن۔ لمبی ڈاڑھی۔ کچھ سفید کچھ کالی۔ حضرت کملی شاہ صاحب کے سجادہ نشین اور فرزند ہیں۔ ان کے والد حیدرآباد کے نامور مشایخ میں تھے حضور نظام مرحوم کو ان سے بہت عقیدت تھی۔ عشرۂ محرم کے دن شاہ صاحب کا انتقال ہوا۔ تو مہاراجہ سرکشن پرشاد کا بیان ہے مرحوم اعلیٰحضرت نے جنازہ کو خود کندھا دیا۔ اب دبیر پورہ کے باہر ان کا مزار ہے گنبد بنا ہوا ہے گذشتہ

حاضرین آتے ہیں ٭

نذیر شاہ بہت اچھے درویش ہیں، کئی سال کا ذکر ہے جب مجھ سے بیعت ہوئے تھے۔ ڈیڑھ سال ہوئے جب میں نے اُن کو بیعت کی اجازت بھی دی تھی مگر مرید نہیں کرتے۔ مزاج میں انکسار بہت ہے۔ آجکل کے مشایخ کی طرح نہیں ہیں، بلکہ نام و نمود سے گھبراتے ہیں عاجزوں مسکینوں کی طرح رہتے ہیں۔ حیدر آباد کے بعض پیر بھائی شاید ان کو جانتے بھی نہ ہوں گے۔ باطنی مدارج میں ان کا درجہ اکثر پیر بھائیوں سے بلند ہے۔ میں گزشتہ سال ان کے گھر پر گیا تو اپنا عمامہ دروازے سے نشستگاہ تک بچھا دیا تھا کہ اس پر پاؤں رکھکر اندر جاؤں۔ اب کے بھی ایسا ہی ہوا ٭

ان کا تمام گھر سلسلہ میں داخل ہے خدا ان کی عبادت کے طفیل مجھکو اور میرے سب بچوں کو اپنا بنالے ٭

سید ولی اللہ حسینی سرو قد گورا رنگ مخمور آنکھیں۔ اٹھارہ سال کے قریب عمر۔ حضرت افتخار علی شاہ صاحبؒ کے سجادہ نشین ہیں جو چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے مشہور بزرگ تھے اور جن کی کتاب "سفر در وطن" بہت شہرہ آفاق ہے۔

یہ صاحبزادے اگرچہ نوعمر ہیں۔ لیکن چہرہ سے آثار اقبالمندی ہویدا ہیں۔ لباس درویشانہ استعمال کرتے ہیں۔ سُنا ہے ان کے چچا نے سجادگی کا دعوے کیا ہے، اُن کو بھی میں جانتا ہوں، دہلی میں میرے پاس قیام فرما چکے ہیں۔ مگر رسم مشایخ اور حکم شرع کے بموجب حق بیٹے کا فائق ہے۔ لہذا سید ولی اللہ کو سجادہ نشین ہونا چاہیئے اور انہی کو منتخب کیا گیا ہے۔ خدا کرے یہ بزرگزادے عدالتوں میں جاکر ذلیل نہ ہوں اور خانگی طور پر فیصلہ کرلیں۔

حکیم سید محمد قاسم صاحب درمیانہ قد۔ گندمی رنگ۔ آنکھوں میں اثر علمیت و فضیلت۔ محکمہ رسمیات کے ناظم ہیں۔ بزرگوں کی اولاد ہیں، رات دن فقرا و غربا کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں، ایک بے نظیر نایاب کتب خانہ کے مالک ہیں۔ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت وغیرہ علوم کی بے شمار عجیب و غریب کتابیں ان کے پاس ہیں۔ خصوصاً ہندؤں کی قدیمی کتابیں تاڑ کے پتوں پر لکھی ہوئی کثیر تعداد میں ہیں۔ فن طب کے عجائبات اور دیگر علوم میں [illegible] بعض ایسے کمالات ہیں جن کی تفصیل بڑے سفرنامہ میں مذکور ہوگی۔ افسوس ہے کہ روانگی کے دن ان کے ہاں جانا ہوا بمشکل ایک گھنٹہ میں کتابوں کی سیر کرسکا۔ انہوں نے ایک سنسکرت کتاب مجھ کو بھی بطور تحفہ کے دی، جو میں نے کتب خانہ مشایخ میں داخل کردی۔ سید صاحب سراپا اخلاق ہیں اور [illegible] میں جنکا بیان اس مختصر جگہ دشوار ہے۔

فاروقی صاحب درمیانہ قد۔ گورا رنگ۔ نورانی چہرہ۔ ۵۰ کے قریب عمر۔ آنکھوں میں مردم شناسی کی نگاہیں۔ جسم قانون دنیا کی [illegible] اور بڑی پابندی سے قانونی کام کرتا ہے۔ مگر خیال میں درویشی پیوست ہے۔ حیدر آباد میں ان کے گھر کی مجالس سماع مشہور ہیں۔ سالہا سال سے ان کا نام سُنتا تھا۔ اب کے ملاقات ہوئی دست بکار دل بیار کی حقیقت ان کو دیکھکر سامنے آگئی۔ میرا ان سے بھائی چارہ ہے کہ وہ بھی پان تمباکو کے عاشق ہیں اور میں بھی اس قاتل کا دلدادہ ہوں۔

فقرا غیر نہیں ہیں خدا کا شکر ہے کہ اب مشایخ و فقرا سے غیریت کے حجابات دور ہوتے جاتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ مشایخ آپس میں ایک جان و ہزار قالب تھے۔ پھر وقت آیا کہ ایک قالب ہزار جان کی تفریق ہوگئی، یا اب وہ زمانہ ہے کہ تفریق دور ہوتی جاتی ہے۔ اس سفر کے موقع پر حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت سید قاسم علی صاحب کلیمی کے مریدین بھی کامل خلوص سے ملنے آتے تھے اور ثابت کرتے تھے کہ فقرا میں غیریت نہیں ہے۔

حکیم مقصود علیخاں دراز قد۔ گندمی رنگ کتابی چہرہ۔ سیاہ و سفید ڈاڑھی عمر ۴۰ کے قریب۔ بیس برس کے دوست ہیں۔ حیدر آباد میں غیر ملکی ہیں، مگر ملکیوں کو بھی عزیز ہیں۔ اکثر امرائے دکن ان کو دوست رکھتے ہیں۔ بہت اچھے واعظ ہیں۔ درد قومی سے آشنا ہیں قدیمی مسلمانوں کی طرح دوست نوازی کا جذبہ ہے۔ طب جسمانی کا مشغلہ ہے طب علمی و قومی کا ذوق ہے۔ شعر بھی کہتے ہیں جب کسی کو دیکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے بجلی کی عینک لگائی ہے۔ سینہ کے اندر گھس جاتے ہیں۔ گویا فراست ایمانیہ حاصل ہے۔

عابدی شاہ دراز قد۔ سیاہ فام۔ بڑی آنکھیں پہلے نقشبندی سلسلہ میں مرید تھے۔ نظامیہ سلسلہ میں مجھ سے بیعت کی ہے۔ آبکاری کے محکمہ میں ملازم ہیں۔ علمی شوق پرانا ہے۔ ہمیشہ رسائل و مضامین لکھا کرتے ہیں۔ کئی رسائل شائع بھی ہوچکے ہیں۔ قادیانی عقائد کی تردید کا اچھا ملکہ ہے۔ آجکل گھر سے دور صحرائی مقام پر نوکری ہے۔ بیمار و ضعیف والدہ ان کے لیئے تڑپتی ہیں۔ اور یہ اُن کی خدمت سے محروم ہیں ٭

سعید ازلی لمبا قد۔ سانولا رنگ۔ گول چہرہ۔ سید عبد الرحمن نام سعید ازلی خطاب۔ چین بسیرے کے مالک حسن نظامی کے میزبان اور پھر حسن نظامی کے مہمان۔ بس اس سے زیادہ لکھنا خلوص و محبت کی خصوصیات میں بیکار ہے حاصل مقصد یہ کہ او من شدہ۔ من او شدم۔

ان کی بیوی سعید بانو۔ بیوی کی بہن ممتاز بانو سالکہ خاتون۔ بیوی کی والدہ حرمت النساء بیوی کی نانی [illegible] ولی شاہ اور پھر سعید ازلی کی بیٹی حبیب بانو اور اُن کی سہیلی محبوب بانو نے جس قدر خدمتیں کیں اُن کا شکریہ یہی ہے کہ اللہ تعالے میری خدمات قبول کرے اور ان کے دلی مقاصد پورے فرمائے۔ سعید بانو بہت کم سخن اور اطاعت شعار خاتون ہیں۔ ان کی چھوٹی بہن سالکہ خاتون اہلیہ سید عبد المنان صاحب تعلیمیافتہ۔ تحریر و تقریر میں مشاق۔ رموز تصوف کی شوقین۔ شب بیدار اور بڑی پُرجوش بیوی ہیں۔ اپنی لڑکیوں کے نام میرے گھر کی عورتوں کے نام پر

رہتے ہیں۔ ان کے خسر ذاکر شاغل سید ہیں۔ ان کی والدہ بھی عابد تگزار بیوی ہیں اور نانی جیلانی شاہ جن کی عمر ۸۰ برس سے زیادہ ہوگی رابعہ ثانی معلوم ہوتی ہیں بڑی نورانی صورت ہے۔ شعر خوب کہتی ہیں۔ نعت میں ان کا کلام سراپا ذوق ہوتا ہے۔

اس گھر سے جب میں رخصت ہوا تو بچوں اور مستورات نے میرے موزوں کو آنسوؤں سے تر کر دیا۔ چھوٹی چھوٹی بچیاں بیتاب ہو ہو کر روتی تھیں اور آنکھیں موزوں پر ملتی تھیں۔ میں نے ان موزوں کو احتیاط سے علیٰحدہ رکھ دیا ہے کہ وہ خلوص و محبت کے آنسوؤں سے بھیگ کر ایک خاص یادگار ہو گئے ہیں۔

احمدی نظامی اور ان تمام پردہ نشین خواتین کا ذکر لکھوں جو طلب حق کے لیئے دن رات حاضر ہوتی تھیں اور خدا کا راستہ دریافت کرتی تھیں تو یہ سفرنامہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گا۔ اس کے علاوہ پردہ نشین خواتین کے حالات کی اشاعت مناسب بھی نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حیدرآباد کی عورتوں میں جو میرے سلسلہ میں داخل ہوئیں خدا کی طلب مردوں سے زیادہ معلوم ہوئی۔ مردوں میں بکثرت امور دُنیا کے طالب ہوتے تھے، اور عورتوں میں زیادہ حصہ خدا کا راستہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔

سالکہ خاتون اور سعید بانو نے باوجود مسلسل میزبانی کے جداگانہ بھی نہایت دھوم دھام کی دعوتیں اور مجلسیں کیں، جن میں پیر بھائیوں اور پیر بہنوں کو مدعو کیا گیا تھا +

اور وہ جو میرے دل میں رہتے ہیں

ایک نہیں۔ دو نہیں۔ دس نہیں بیس نہیں۔ سو نہیں دو سو نہیں ایک بڑا قافلہ مردوں کا، عورتوں کا بچوں کا ایسا ہے جن کی صورتوں اور سیرتوں کو میں اپنے دل کے سفرنامہ میں نام بنام لکھتا تھا اور اب پڑھتا ہوں اور جو سب سلسلہ کے بھائی بہن ہیں،

دیکھا ہوگا۔ اس سفرنامہ میں بڑا حصہ اُن لوگوں کے ذکر کا ہے جو سلسلہ میں داخل نہیں ہیں سوائے چند بھائیوں کے۔ اسکی وجہ محض یہ ہے کہ سلسلۂ نظامیہ میں ظاہرداری اچھی نہیں سمجھی جاتی جو کچھ تھوڑا بہت ذکر اہل سلسلہ کا لکھا بھی وہ بھی محض سلسلۂ واقعات کے ضمن میں آگیا ورنہ میں اس تعلق کو جو میرے دل میں اہل محبت کے ساتھ ہے کسی کے سامنے کہنا نہیں چاہتا حالانکہ وہ مجکو دنیا کے ہر بڑے سے بڑے تاجدار کے مقابلہ میں بھی زیادہ عزیز ہیں +

جب میں اپنے غریب سے کچے مکانوں میں جاتا تھا۔ کونلوں اور ٹھیکریوں کی گلکاری ٹوٹی پھوٹی دیواروں پر دیکھتا تھا جن کے سروں کو بارش نے جھکا رکھا تھا اور جنہیں بوندوں نے مٹی بہا بہا کر گہری گہری لکیریں بنا دی تھیں اور جن گھروں کے اندر بجائے فانوس میز کرسی قالین و چاندنی کی جگہ ٹوٹے ہوئے بوریے ہوتے تھے تو میرا دل شاہی محلوں کو ان پر صدقے اور قربان کرتا تھا اور مجکو وہ بہشت کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے کیونکہ میرے آقائے نامدار سرکار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مساکین و غرباء کے غریب گھروں کو قیصر و کسرےٰ کے محلات سے بہتر سمجھا کرتے تھے مجھ میں طاقت نہ تھی جو میں اپنے سچے پیار کو ان غریبوں پر ظاہر کر سکتا نہ وہ غریب میرے الفاظ اور ظاہرداری کی باتوں کے خواستگار تھے۔ وہ تو بس اللہ تعالےٰ کی محبت کے سبب میرے گرد جمع رہتے تھے نہ اُنکو میری مدارات کی ضرورت تھی نہ اسکی کہ میں اُن کو اپنے قریب بٹھاؤں یا مزاج پُرسی کروں یا مخاطب ہو کر باتیں کروں کیونکہ وہ اور اُن کے دل جانتے تھے کہ میری نظریں اُنہی پر رہتی تھیں اور میرا دل اُنہی سے ہمکلام ہوتا تھا۔ حالانکہ میری زبان امراء سے باتیں کیا کرتی تھی۔ اُن کو معلوم تھا کہ امراء باتوں کے اور اخلاق ظاہر کے اور حفظ مراتب کے بھوکے ہوتے ہیں اور اُن کو راہ حق پر متوجہ کرنے کے لیئے ضرورت تھی کہ اُن کے ظاہری درجوں کے موافق اُن سے برتاؤ کیا جاتا۔ وہ سمجھتے تھے کہ اسلام اور ایمان کا نور تو ہم غرباء کے حصہ میں آگیا ہے اور باتوں کی دھوم دھام امراء کی قسمت میں لکھی گئی ہے جو عارضی اور بے نتیجہ ہے اور ہماری عزت کی مقبولیت دربار خدا میں دوامی و لازوال ہے +

جو بہن بھائی کوسوں کے رستے طے کر کے اور کئی کئی دن کی تکلیفیں اُٹھا کر حیدرآباد میں مجھ سے ملنے آتے تھے ایک ایک کا نام ارشاد الٰہی کی بموجب میں نے اپنے دل پہ لکھا ہے۔ پٹن چرو۔ رائچور۔ اکیلی۔ بیدر۔ محبوب نگر۔ کھمم۔ کاماریڈی کے آنیوالے چلے بھی گئے اور میں اُن سے جدا ہو کر دہلی پہنچ بھی گیا پھر بھی وہ نظر قلب کے سامنے کھڑے ہیں اور پاؤں پر سر رکھے رو رہے ہیں اور میں اُن کو اُٹھا اُٹھا کر سینہ سے لگا رہا ہوں حقیقی بچوں سے زیادہ پیارے بھائیو۔ اور بہنو! میں نے یہاں اگرچہ نہیں لکھا کہ تم نے کیسی کیسی محبتوں سے مجھ مسافر کے کھانے اور اپنے گھروں میں مدعو کرنے اور سماع کی مجالس منعقد کرنے میں دھوم دھام کی۔ مگر خدا کے دربار میں وہ سب کا سب پوری تفصیل سے لکھا جا چکا ہے اسواسطے یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ تم مجھ کو دیتے نہ تم تو میرے دل میں رہتے ہو۔

میرا ایک قلق

اس سفر میں غور کرنے سے مجھ کو اس بات سے بڑا صدمہ اور قلق ہے کہ حیدرآبادی برادران سلسلہ میں نماز کا شوق کم ہے۔ وہ کاہلی سے نماز پڑھتے ہیں اور بعض اُن میں بالکل بے توجہ ہیں۔ ڈاکٹر ملا جنا شاہ محمد نذیر۔ مولانا عینی شاہ سے امید ہے کہ وہ اہل سلسلہ کو نماز اور جماعت کی پابندی سکھائیں گے کہ نظامیہ سلسلہ میں تمام بزرگوں نے نماز کی تاکید پر بڑا زور دیا ہے

مریدوں کی حالت سے پیر پہچانے جاتے ہیں

حیدرآباد میں جس قدر لوگ ملے اُنمیں حضرت آغا داؤد صاحبؒ کے مرید زیادہ تھے اور ان سب کے اندر وحدتہ وجود کی واقفیت اور تصوّف کا معنوی ذوق پایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت آغا داؤدؒ بڑے پایہ کے بزرگ تھے چشتیہ نظامیہ سلسلہ میں حضرت مولانا حسن الزماں صاحبؒ اور حضرت میرزا اسردار بیگ رح صاحب اور حضرت حبیب علیشاہ صاحب رح کے مریدوں میں بھی درویشی کی ایک خاص شان پائی جاتی ہے جو علامت ہے اسکی کہ ان کے شیوخ کمالات درویشی میں فائق درجہ رکھتے تھے۔ ایسے ہی حضرت شاہ خاموش صاحبؒ اور حضرت محمد شاہ صاحبؒ چشتی صابری کے مریدین ہیں اور حضرت افتخار علی شاہ صاحبؒ

چشتی نظامی کے مریدین میں بھی توحید و روحانیت کا خاص اثر پایا گیا۔ حیدرآباد میں بھی چند ممتاز مشائخ سلسلۂ چشتیہ کے علمبردار ہیں۔

قوال اس دفعہ علی بخش۔ بدیع الزماں۔ عبدالعظیم خاں۔ انور خاں وغیرہ قوالوں کی چوکیاں بہت پسندیدہ ثابت ہوئیں۔ علی بخش ایک واعظ کی حیثیت رکھتا ہے اور جو خوبی اُس کے اندر ہے میں اُس کو ہندوستان بھر کے موجودہ قوالوں سے بڑھکر سمجھتا ہوں، یہ سچ ہے کہ قوالیت اس میں کم ہو گئی ہے اور اب وہ واعظ کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے لیکن موجودہ وقت میں ایسے ہی قوال کی ضرورت ہے جو واعظ کی شان رکھتا ہو علی بخش کی برتری تضمین کے سبب ہے وہ ایک مضمون کے شعر کو اس شعر کے ہم معنی اشعار سے چپکاتا اور اُسکی تشریح کرتا ہے اور اُسکو عربی فارسی ہندی اُردو کے بیشمار اشعار یاد ہیں اسمیں ایک آرٹ اور شاعری بھی ہے کہ ایک ہی مضمون کے شعر کو کئی مضامین کے اشعار سے چسپاں کر دیتا ہے اور ہم معنی بنا دیتا ہے۔

حیدرآباد کے محاورے حیدرآباد کی زبان اُردو میں بعض دلچسپ محاورے قابل بیان ہیں وہ دس برس گزشتہ کی کیفیت بیان کرتے ہیں تب بھی لفظ برسوں استعمال ہوتا ہے کہ برسوں ایسا ہوا تھا اور جب وہ کسی سے ملاقات کر کے رخصت ہونا چاہتے ہیں تو بجائے اس کے کہ اب رخصت ہوتا ہوں۔ اجازت مانگتا ہوں تکلیف القدر بعید چاہتا ہوں۔ کہیں۔ یہ کہتے ہیں اب میں حاضر ہوتا ہوں یعنی جانے کی خواہش کو حاضر کے لفظ سے ظاہر کرتے ہیں۔ کاٹھیاواڑ میں ایسے موقع پر "اب میں ضاؤں" بولتے ہیں اور حیدرآباد میں "اب حاضر ہوتا ہوں"

حیدرآبادی لوگ عورت مرد سب قاف کو خے اور خے کو قاف بولتے ہیں جسطرح پنجابی قاف کو کاف بولنے کے عادی ہیں، حیدرآباد میں اقرار کے وقت گردن کو اسطرح پر زور جنبش دی جاتی ہے جسطرح ہمارے ہاں انکار کے وقت گردن ہلاتے ہیں اور اجنبی آدمی کو یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ شخص انکار کرتا ہے یا اقرار۔

حیدرآبادیوں کی شائستگی اس سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ لڑائی کے وقت بھی حضرت کا لفظ بولتے ہیں "کیا لو لے حضرت۔ آپ ایسا نکو بولو حضرت۔ تمہاری بیٹی تو د (حوض) میں گر گیا بولے۔ انہو نکو بقار (بخار) ہوتا تو خاضی (قاضی) کو جا کو بوری قبر (خبر) دیا تھا"

کھانے کے تکلفات حیدرآبادی کھانے میں بہت تکلف کرتے ہیں غریب سے غریب آدمی بھی دعوتمیں سات قسم سے کم کھانے دسترخوان پر نہیں رکھتا۔ ۵۔ ۴ قسم کے کھانے ہمارے سامنے رکھے۔ کہتے ہیں ستر قسم کے کھانے بھی چنتے ہیں لیکن ایک بڑے برتن میں کھانا اکٹھا رکھ دیتے ہیں۔ ہر شخص اپنی تھالی رکابی میں نکال نکالکر کھاتا ہے اس سے کھانا خراب نہیں ہوتا اور خرچ بھی کم ہوتا ہے میں حیدرآباد کے اس دستور کو پسند کرتا ہوں اور سال سے عمل کرتا ہوں۔

عورتوں کا لباس حیدرآبادی عورتوں کا لباس بہت پردہ دار اور خوبصورت ہوتا ہے مگر پاجامہ کی موریاں پنڈلیوں یا ٹخنوں سے اونچی ہوتی ہیں معلوم ہوتا ہے ننگی ہیں عورتوں کیلئے ٹخنوں تک کھلا [illegible]

موری زیب دیتی ہے۔ مجھے امید ہے کہ سالک خاتون اور مسز ہمایوں مرزا اسکی اصلاح کرینگی۔

تمیزدار نوکر حیدرآباد کے سوا ہندوستان بھر میں کسی جگہ تمیزدار نوکر نہیں ہیں۔ مگر حیدرآباد میں بھی سب جگہ تمیز نہیں ہے چند خاص خاص امراء کے ہاں یہ بات پائی جاتی ہے مہاراجہ سرکشن پرشاد کے نوکر تمیزدار بھی ہیں مگر مودب بہت ہیں نواب لیاقت جنگ کے نوکر تمیزدار زیادہ ہیں، نوکروں کے ادب کی وجہ یہ بھی ہے کہ حیدرآباد میں تمام باشندے مودب ہیں وہ دوہرے ہو کر کئی کئی سلام کرتے ہیں۔ اپنے سے بڑے کے سامنے دست بستہ ڈرے سہمے کھڑے رہتے ہیں مہاراجہ بہادر کے نوکروں میں یہ خصوصیت دیکھی کہ جب انکو آواز دی جاتی ہے تو وہ دونوں ہاتھ جوڑے رکوع میں جھکے ہوئے آقا کی طرف نظریں جھکائے ایسے دوڑ کر آتے ہیں گویا کوئی ہولناک واقعہ پیش آگیا ہے اور آقا کے سامنے اسطرح کھڑے ہوتے ہیں گویا انہوں نے آقا کا کوئی بہت بڑا قصور کیا ہے۔

سفارش و سازش ان دو الفاظ سے حیدرآباد کے باشندے بہت کم محفوظ ہیں سفارش کی عادت تو ناشتہ کی عادت سے زیادہ ہے ہر شخص اپنا وقت سفارش مہیا کرنے کی فکر میں خرچ کرنا ضروری سمجھتا ہے۔

نوکری کا شوق حیدرآباد میں تجارت و صنعت و حرفت کا کسی کو بھی شوق نہیں ہے تجارت کو حقیر سمجھا جاتا ہے ہر شخص نوکری کا دلدادہ ہے ایک ایک جگہ کے لئے سینکڑوں امیدوار بیس بیس برس بیکار بیٹھے رہتے ہیں۔

پھولوں کے ہار حیدرآباد میں پھولوں کے ہار اور تیاشتوں کے بغیر کوئی آدمی مہمان نہیں ہوتا ایک ہار دو روپے چار روپے اور بہ بیچ تک کا تیار ہوتا ہے میں جس گھر میں جاتا تھا دو چار ہار میرے گلے میں ڈالے جاتے تھے اور روانگی کے وقت تو اتنے ہار ڈالے گئے کہ میری گردن جنبش نہ کر سکتی تھی۔

امام ضامن سفر کے وقت امام ضامن کا روپیہ بازو پر باندھنا وہاں بہت پرانا دستور ہے اس میں بڑے بڑے تکلفات کیے جاتے ہیں موتی بیگم وغیرہ اسمیں عجیب عجیب جدتیں کرتی ہیں۔

حیدرآباد کی شہرت گزشتہ زمانہ میں جبکہ ریل نہ تھی اہل کمال بمشکل حیدرآباد پہنچتے تھے اور ان کی غیر معمولی قدردانی ہوتی تھی اب اس کثرت سے اہل کمال وہاں جمع ہیں کہ کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ اسلیئے میری صلاح ہے کہ نوکری کے لئے یا کسی اور قدرافزائی کے خیال سے کوئی شخص حیدرآباد جانیکا قصد کرے ورنہ مفت کی پریشانی اٹھانی پڑے گی۔ نوکری تو غیر ملکیوں کیلئے دشوار ہو گئی ہے۔ ملکی کہتے ہیں غیر ملکی ہمارا حق غصب کر رہے ہیں۔ غیر ملکی کہتے ہیں ملکی ہم کو چین سے کام نہیں کرنے دیتے غرض ایسی حالت میں حیدرآباد نوکری کے خیال سے جانا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔

خاتمہ:۔ درحقیقت یہ سفرنامہ نہیں ہے بلکہ حلیہ نامہ ہے جو محض رسالہ سیرسپاہی کی ناظرین کے لئے لکھا گیا ہے تاکہ وہ حیدرآبادی بھائیوں اور میرے دوستوں سے واقف ہوں سفرنامہ تو پوری وضاحت سے بعد میں شائع ہوگا۔ رسالہ دین و دنیا کے مالک نے مہربانی کر کے یہ پہلا مضمون اپنے نمبر میں چھاپ دیا اسکا میں ممنون ہوں۔

(حسن نظامی)

ماہ ستمبر ۱۹۲۲ء ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ ماہ محرم الحرام ۱۳۴۱ھ

جلد ۲ نمبر ۶

رسالہ دین و دنیا

حمد

(از جناب سجاد علی شاہ صاحب بیکش)

اک رنگ نہو کیونکر پھر وحدت و کثرت کا — ہر شکل سے ملتا ہے نقشہ تری صورت کا
جس شے پہ نظر ڈالی وہ تجھ سے نہیں خالی — کثرت میں نظر آیا عالم مجھے وحدت کا
خورشید کو ذرے میں اُس بحر کو قطرے میں — جب دیکھا کہ جب اُٹھا پردہ جو تھا غفلت کا
مجمع یہ عناصر کا ضدین ہیں سب یک جا — عالم سے نرالا ہے کینڈہ تری حکمت کا
تو اور اگر ہوتا۔ میں اور اگر ہوتا — شہ رگ سے نہ ملجا تا زینہ تری قربت کا
دیکھوں تجھے بے پردہ پھر جسم یہ ہو جامہ — عریاں جو نہیں ہوں میں احساں ہے شریعت کا
تو میکدہ والوں میں مسجد کے شوالوں میں — کس کس سے نہیں ملتا جادہ تری ملت کا
اس وقت مرا سینہ عرفاں کا ہے گنجینہ — محتاج نہیں ہوں میں یارب کسی دولت کا

بس اتنی تمنا ہے جس وقت یہ دم نکلے
عریاں تن بیکش ہو۔ دامن تری رحمت کا

رباعیات

مشغول ہے اک جہاں پہ رحمت تیری — کثرت سے جدا ہوئی نہ وحدت تیری
ہر عکس سے ہو گیا یہ ثابت مجھ کو — آئینے ہزار ایک صورت تیری

پیچھے ہے جس کو جستجو باقی ہے — واصل ہے وہ کیا جو آرزو باقی ہے
آئینہ کا دیکھنا ہے ہستی کی دلیل — ظاہر ہے ابھی دوئی کی بو باقی ہے

بیکش

خلقت میں ہے جلوہ دیکھئے خلقت طراز کا — آئینہ خود مرقع ہے آئینہ ساز کا
ہے اسقدر بلند کسی کا حریم ناز — جاتا نہیں غبار بھی راہ و نیاز کا

(ملک الکلام قوی)

نعت

(از جناب مولوی سید عبد الرؤف صاحب عبرت دہلوی تلمیذ حضرت ملک الکلام فرہی)

کہوں کس طرح داستانِ پیمبر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
جو ہیں مرتبے اُن کے اللہ اکبر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
جو ہے عزت و شانِ محبوبِ داور — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
ہوئے کس طرح سب سے بالا و برتر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
وہ بانکی ادائیں وہ پُرپیچ کاکل وہ سج دھج وہ چتون وہ رُخ غیرتِ گل
بیانِ جمالِ جنابِ پیمبر — نہ میں کہہ سکوں گا نہ تم سن سکو گے
ہوا جب وہ مہرِ جہاں تاب روشن، ہٹی ظلمتِ کفر دنیا سے فوراً
حرم میں گرے خاک پہ بت تو کیونکر؟ — نہ میں کہہ سکوں گا نہ تم سن سکو گے
وہ ہیں سید الانبیا۔ فخرِ عالم وہ ہیں افتخارِ بنی نوعِ آدم
وہ کیا ہیں اور کیا ہیں اے بندہ پرور — نہ میں کہہ سکوں گا نہ تم سن سکو گے
نرالا سا ہوا ہے نہ ہوگا جہاں میں۔ زمین و زماں میں نہ کون و مکاں میں
حقیقت رسولِ عرب کی سراسر — نہ میں کہہ سکوں گا نہ تم سن سکو گے
ملے اُن کو اصحاب بھی ایسے چاروں فدا جن پہ دل اور جانیں ہزاروں
عطا جو کیے تھے انہیں حق نے جوہر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
ابوبکر جو یارِ غارِ نبی تھے بڑے عابد و زاہد و متقی تھے
جو اوصاف تھے ذات میں اُنکی مضمر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
وہ فاروقِ اعظم کی شان اور شوکت وہ عثمانؓ کا حلم وہ حسنِ طینت
مری حد سے افزوں ہے امکاں سے باہر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
کروں کیا بیاں میں علیؓ ولی کا جو رتبہ ہے اُس جانشینِ نبی کا،
اگر میں کہے جاؤں تا روزِ محشر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے
مرے دل میں کتنی ہے بطحا کی حسرت۔ مجھے کس قدر شوقِ طیبہ ہے عبرت
وہ لشکر کا لشکر یہ دفتر کا دفتر — نہ میں کہہ سکونگا نہ تم سن سکو گے

تفسیر قرآن مجید

سلسلہ گذشتہ سے پیوستہ

غضب خواہش انتقام کا نام ہے لیکن یہاں ناخوشی یعنی رضا کے برخلاف معنی مراد ہیں۔ خدا کی ناخوشی طرح طرح سے نمایاں ہوتی ہے، مثلاً طوفان کا آنا۔ وباؤں کا مسلط کیا جانا دریاؤں کا موجزن ہونا۔ پتھروں کا برسنا حشرات الارض کا دشمن ہو جانا۔ آگ میں جلایا جانا کرو تزویر کے پھندوں کا اُٹھنا اور سر بازار رسوا ہونا یہ سب اُس کی ناخوشی کے نمونے ہیں۔

ضلالت: صحیح راستہ سے روگرداں ہو جانے کو کہتے ہیں خواہ یہ روگردانی ارادۃً ہو یا سہواً اس آیت کریمہ میں "مغضوب علیہم" سے گنہگار اور "ضالین" سے وہ لوگ مراد ہیں جو حقائق سے ناواقف ہیں بعض مفسرین کی رائے ہے کہ مغضوب علیہم سے یہود اور ضالین سے نصاریٰ مراد ہیں چنانچہ کئی حدیثیں بھی اسکی تائید میں موجود ہیں۔

المختصر یہ کہ پہلے بندہ نے پروردگار عالم کی حمد و ثنا کی اور اپنی تمام دینی و دنیوی امیدوں کا اُسے دار علیہ ٹھہرایا اور اس کے بعد کمال عجز و ادب کے ساتھ اُس سے رہنمائی کی درخواست کی اور خواہش ظاہر کی کہ وہ سیدھی راہ دکھائے اور اُن لوگوں کی راہ دکھائے جن پر انعام کیا گیا ہے یعنی جن کو علم معرفت اور فہم اسرار عطا ہوئی ہے اور سعادت ازلی سے بہرہ یاب ہو کر خدائے قادر کی قضا و قدر پر راضی و شاکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اُن کے نفس کی خودی فنا کر دی ہے شیطان کا فریب اُن پر تسلط نہیں پاتا۔ ان نعمتوں کیساتھ ہی خوف زدہ بندے کا ذہن یکایک اُن لوگوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جن کی حالت اس کے برعکس ہے وہ یہود کو دیکھتا ہے جنہوں نے ہزاروں احسانات خداوندی کے باوجود کفرانِ نعمت اور خطرناک گناہوں کا ارتکاب کیا اور خدا کے پیارے نبیوں کو قتل کر دیا۔ اور کانپ اُٹھتا ہے وہ نصاریٰ کو دیکھتا ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی بیش بہا تعلیمات اور جناب احدیت کی بیشمار مہربانیوں کے باوصف اسلام و توحید کے صحیح راستہ کو چھوڑ دیا۔ اور لرز جاتا ہے۔ اس لئے وہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ کہتا ہے کہ باری تعالےٰ نہ تو مجھے ان لوگوں کی راہ دکھا جو تیرے غضب میں گرفتار ہوئے ہیں اور جنہوں نے جان بوجھکر تیری نافرمانی کی ہے اور نہ اُن لوگوں کی راہ پر چلا جو تیری ذات پاک سے بیخبر اور تیرے جاہ و جلال سے ناواقف ہیں اور سیدھی راہ سے بھٹک کر گمراہی کے قعر ذلت میں جا پڑے ہیں۔

آمین: "خدایوں ہی کیجئے" "اے خدا قبول فرمائیے" آمین جزو قرآن نہیں ہے لیکن سورۂ فاتحہ کے بعد اسکا کہنا مستحب و مسنون ہے۔ بلکہ ہر دعا کے بعد آمین کہنا بہتر ہے کیونکہ یہ التجا اور نیاز مندی کی سب سے آخری حالت ظاہر کرتا ہے بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ آمین کہنا گویا دعا پر مہر لگا دینا ہے جس طرح کسی لفافہ یا کسی چیز پر مہر لگا دینا اُس کی حفاظت اور اصلی حالت پر باقی رہنے کا باعث ہوتا ہے اسی طرح دعا کے بعد آمین کہنا دعا کو محفوظ رکھتا ہے اور یہ جناب باری تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ مقتدی اور امام دونوں کو نماز میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہیئے۔ اس بارہ میں اختلاف ہے کہ بآواز بلند کہا جائے یا بآواز پست۔ علمائے احناف کی رائے ہے کہ پست آواز میں آہستہ سے آمین کہنا چاہیئے۔ سرور عالمؐ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہیں جسکا آمین کہنا ملائکہ کے آمین کہنے کے موافق ہو جائے گا اُس کے اگلے پچھلے گناہ خدا بخشدے گا۔ جب ایک شخص دعا پڑھے تو دیگر حاضرین کو بھی آمین کہنا چاہیئے کیونکہ جو شخص آمین کہتا ہے وہ بھی دعا میں شامل ہو جاتا ہے۔

فضائل و فوائد: سورۂ فاتحہ خدا کی سب سے بڑی نعمت ہے جو اُس نے مسلمانوں کو عطا فرمائی ہے۔ حضرت حسن البصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ایک سو چار صحیفے نازل کیے اور ان صحائف کے تمام علم و عرفان کو توریت۔ انجیل۔ زبور اور قرآن میں جمع کیا اور پھر ان سب کا عطر سورۂ فاتحہ میں بھر دیا پس جو شخص سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے کماحقہٗ آگاہ ہے وہ گویا تمام کتب آسمانی کی تفسیر سے آگاہ ہے۔ سورۂ فاتحہ کی سات مخصوص فضیلتیں ہیں (۱) خدا کی حمد و ثنا اور اسمائے حسنیٰ کو مشتمل ہے۔ (۲) روز قیامت کا ذکر ہے (۳) عبادت کا طلب امداد کو ذات باری کیساتھ مخصوص و محدود کیا گیا ہے (۴) بندوں کو آداب دعا سکھائے گئے ہیں (۵) بتایا گیا ہے کہ صراط مستقیم کو پالینا ایک بلند ترین مقصد ہے (۶) جن لوگوں پر خدا نے اپنی نعمتیں نازل کی ہیں اور جن کو اپنی رحمتوں سے مالامال کیا ہے اُن کی پیروی کی التجا کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ تمام انعامات کا سرچشمہ جناب احدیت ہے۔ (۷) گمراہی اور غضب الٰہی سے پناہ مانگی گئی ہے۔

الحمد للہ ایک ایسا پیارا کلمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے پسند فرمایا ہے اور جب یہ کلمہ زبان پر آتا ہے تو اُس کی خوشنودی و رضا کا باعث ہوتا ہے۔ جب کوئی بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میرا شکر ادا کیا۔ سرور عالم کا ارشاد ہے کہ جو شخص الحمد للہ کہتا ہے وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے لہذا خدا اُسے مزید نعمتیں عطا کریگا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کلمۂ طیبہ افضل الذکر ہے اور الحمد للہ افضل الدعا ہے حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا ہوئی اور اُس نے الحمد للہ کہا تو خدا کی نظر میں یہ الحمد للہ کہنا اُس نعمت سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ چنانچہ سرور انبیاء کا ارشاد ہے کہ اگر کسی بندے کو ساری دنیا عطا کر دی جائے اور وہ بندہ اس انعام الٰہی پر الحمد للہ کہے تو "الحمد للہ" ساری دنیا سے زیادہ افضل ہوگی اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا اور اُسکی راحتیں فانی ہیں اور ثنائے الٰہی باقی و لازوال ہے۔ بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ دونوں میں "الرحمٰن الرحیم" آیا ہے اس سے ایک لطیف نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا کی رحمت مکرر ہے۔ خالق کی حمد و ستائش ہر مخلوق پر فرض ہے۔ (باقی آیندہ)

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

شرح: یہ دونوں بیتیں ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور قریب المعنی ہیں زیر و بم سے مراد ذکر خفی و جلی ہے، یعنی روح انسانی جن ذکر خفی و جلی میں مصروف ہے اگر میں اُسے واضح طور پر بیان کر دوں اور ان اذکار سے جو ذات پنہاں مراد ہے اُسکا راز آشکار کر دوں تو کائنات کا نظام درہم و برہم ہو جائے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ عشاق اپنے کلمات عشق میں رمز و کنایہ کے طور پر کبھی کبھی جو باتیں کہہ جاتے ہیں اگر میں اُس اجمال کی تفصیل بیان کروں اور اس راز کو کھول دوں تو معمورہ ہستی تباہ و برباد ہو جائے یہ راز جو عشاق کے سینے میں پنہاں ہے اور جس کی جھلک نغمہ و سرود کی لطیف موجوں میں محسوس ہوتی ہے وحدۃ الوجود کا راز ہے اور اس کے سامنے ماسویٰ کا وجود بیکار اور کالعدم ہے کیونکہ موجود حقیقی صرف ذات احدیت ہے، اس راز کا انکشاف اگرچہ شریعت کے خلاف نہیں ہے لیکن چونکہ اسکا مدار ذوق و وجدان پر ہے اور کیفیات کے بیان کرنے سے الفاظ قاصر ہیں اور ایسا طریق ادا مجبوراً اختیار کرنا پڑتا ہے جو عوام میں طرح طرح کے مغالطوں کا باعث ہوتا ہے اور وہ اوہام میں مبتلا ہو کر حلال و حرام کی تمیز کھو بیٹھتے ہیں اس لیئے شریعت کی دُنیا میں برہمی پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ عالم کا نظام شریعت پر مبنی ہے، پس اگر شریعت برہم ہوئی تو عالم برہم ہو گا۔ انسانوں پر تو اس لیے تباہی آئیگی کہ وہ احکام شریعت سے منحرف ہوں گے اور انسان کے سوا باقی مخلوقات کی بربادی اس لحاظ سے متصور ہے کہ انسان کے سوا دُنیا میں جو کچھ ہے وہ انسان کے لیے ہے اور جب انسان ہی برباد ہوا تو پھر دُنیا میں کیا باقی رہیگا پس ان تمام احتمالات کو پیش نظر رکھکر مولانا فرماتے ہیں کہ اگر میں ان اسرار کو منکشف کر دوں جنپر ذکر خفی و جلی کا مدار ہے یا جو نغمہ و سرود کے زیر و بم میں پنہاں ہیں، یعنی وحدۃ الوجود کی طلسم آرائیاں بے نقاب کر دوں تو مجھے یقین ہے کہ دُنیا کا نظام برہم ہو جائیگا۔

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ

(ترجمہ) سب معشوق ہی معشوق ہے اور عاشق تو ایک پردہ ہے۔ معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے۔

شرح: بیت کا پہلا مصرع ہمہ اوست کا مفہوم رکھتا ہے یعنی جو کچھ ہے وہ معشوق ہے لیکن اسجگہ ہمہ اوست کا مطلب بتا دینا ضروری ہے کیونکہ لوگ کثرت سے غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور ہمہ اوست کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ نعوذ باللہ دُنیا کی ہر ہستی خدا ہے حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جس طرح کلمہ توحید ہر ہستی کو فانی اور لاشے قرار دیکر ذات احدیت کے لیئے وجود و بقا ثابت کرتا ہے اسی طرح ہمہ اوست کا لفظ تمام کائنات کو ہیچ ٹھہرا کر واجب الوجود کا وجود پیش کرتا ہے یعنی دنیا کی جسقدر مخلوق ہے وہ فانی ہے ہیچ ہے۔ عدم و وجود میں برابر ہے اور جو کچھ ہے وہ ذات باری ہے۔ یہی مطلب اس مصرع کا ہے کہ عاشق کا وجود بمنزلہ عدم ہے اور جو کچھ ہے وہ معشوق ہی کی ذات ہے۔ مزید تشریح کے لیئے یوں سمجھنا چاہئے کہ جملہ سے تمام ممکنات و موجودات مراد ہیں چونکہ یہ سب محض اعتباری و وہمی ہیں اس لیئے باطل و ہیچ و لاشے ہیں جیسا کہ آیہ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۝ سے ظاہر ہے، اور باقی و لازوال صرف ذات الٰہی ہے، چونکہ ذات الٰہی کا نظارہ چشم شوق کے لیئے دشوار ہے پس اُس نے ممکنات و موجودات کا پردہ اختیار کیا ہے ورنہ درحقیقت یہ ممکنات و موجودات کچھ بھی نہیں اور حقیقت میں جو کچھ ہے وہ صرف ذات خداوندی ہے جو ہر آنکھ کی مطلوب اور ہر دل کی محبوب ہے چنانچہ دوسرے مصرع میں مولانا نے اس مفہوم کو زیادہ واضح کر دیا ہے، یعنی عاشق مردہ ہے کیونکہ وہ محض ایک پردہ اور لاشے ہے لیکن معشوق زندہ ہے کیونکہ وہ ہر ایک کا مطلوب حقیقی ہے وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

بیت کا ایک مطلب یہ بھی بعض شارحین نے لکھا ہے کہ جملہ معشوق میں اضافت مقلوب ہے یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ تمام موجودات و ممکنات کا مطلوب و محبوب اور ہر شے میں جلوہ نما ہے لیکن نظر نہیں آتا کیونکہ ممکنات و موجودات نے انوار الوہیت پر پردے ڈال رکھے ہیں۔ ہاں اہل باطن کی آنکھ کھلے اور دل کے پردے اُٹھیں جو فنا کی منزلیں طے کرنے کے بعد ممکن ہے تو جمال جہاں آرا کا نظارہ دشوار نہیں ہے۔

چوں نباشد عشق را پروائے او او چو مرغے ماند بے پروائے او

(ترجمہ) اگر عشق سرا یعنی معشوق کو عاشق کی پروا نہ ہو تو وہ ایک طائر بے پر کی طرح رہ جائے اور اُس کی یہ حالت کیسی قابل افسوس ہو۔

شرح: اس بیت میں مولانا طالبان حق کو تسلی دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ عاشق جو طلب محبوب میں فنا کی منزلیں طے کرتے ہیں اور اپنی ہستی کو اُسی کی راہ میں پامال کر دیتے ہیں وہ مایوس و محروم نہیں ہوتے خود محبوب کو اُن کی طرف توجہ ہوتی ہے اور ایک دن اُنہیں کشش وصل و قرب کی گلچینی کا موقع ملتا ہے اگر ان پامالیوں اور بربادیوں کے بعد بھی محبوب کو عاشق کے حال زار پر توجہ نہ ہو اور وہ آخر تک بے نیازی اور بے پروائی کا برتاؤ کرے تو کیسے افسوس کی بات ہو اور عاشق بیچارہ ایک طائر بے پر و بال کی طرح بے بال و پر رہ کر تڑپتا رہ جائے۔

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس چوں نباشد نور یارم ہم نفس

(ترجمہ) مجھے پیش و پس کا ہوش کیونکر ہو سکتا ہے اگر دوست کا نور ہر وقت میرے ساتھ نہ ہو۔ (باقی آئندہ)

شرحِ دیوانِ حافظ

۴۸۶

(گذشتہ سے پیوستہ)

اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے اور فرصت کو غنیمت سمجھکر دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا چاہیئے تاکہ احسان قائم ہو جائے اور زمانہ کی مختلف گردشیں شروع کرنے سے ایک اچھی یادگار قائم ہو جائے اس مضمون کو بہ تبدیلِ الفاظ حضرت سعدی علیہ الرحمہ اسطرح ادا کرتے ہیں ؎ :-

خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

کشتی شکستگانیم ای بادِ شرطہ برخیز باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را

(ترجمہ) ہم ٹوٹی ہوئی کشتی پر سوار ہیں۔ اے ہوائے موافق شاید اُٹھ ہا آشنا کو ہم پھر دیکھیں +

لغات :- شرطہ :- نشانی۔ علامت۔ ہوائے موافق۔ آشنا :- دوست۔ شناسا شناور۔ تیرنے والا۔

مطلب :- بعض نسخوں میں کشتی شکستگانیم کی جگہ کشتی نشستگانیم ہے۔ دونوں الفاظ کے ساتھ شعر کا صحیح مفہوم پیدا ہوتا ہے۔ اگر کشتی شکستگاں کہا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ اے بادِ موافق ہم ٹوٹی ہوئی کشتی میں سوار ہیں ہماری کشتی کو اُس دوست تک پہنچادے جو تیرنے سے واقف ہے تاکہ وہ ہمیں ورطۂ ہلاکت میں غرق ہونے سے بچالے۔ دوسری صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ اے بادِ موافق ہم کشتی میں بیٹھے ہوئے ہیں تو چلنا شروع کر تاکہ ہم دوبارہ اپنے اُس دوست کے دیدار سے شادکام ہوں جو ہمارا پُرانا واقفکار ہے اگر غائر نگاہ سے دیکھا جائے تو اس شعر میں کشتی وغیرہ الفاظ محض مجازاً استعمال کیئے گئے ہیں ورنہ کشتی سے شاعر کی حقیقی مراد اپنی حیات ہے جو معمورہ عالم کے بحرِ مواج میں طوفانی آہستی چلی جارہی ہے۔ شاعر حقیقت شناس فیض ربانی اور نسیم روحانی کی طلب ہو کر کہتا ہے کہ اے ہوائے موافق تو چلنا شروع کر تاکہ یہ کشتی جس پر ہم ... پر جا پہنچے اور ہماری مشتاق نگاہیں محبوب حقیقی کے جمال دلفروز سے ... جس کی جلوہ آرائیوں اور برق پاشیوں سے دلِ پُرشوق نہ صرف انجمن ... کام ہو چکا ہے بلکہ وادی ایمن میں بھی ہزار خلوتوں اور قدوسی تجلیوں ... اس کی ایک جھلک دیکھ چکا ہے۔

حلقۂ گُل و مُل خوش خواند دوش بلبل ہات الصبوح حیّوا یا ایہا السکارا

(ترجمہ) حلقۂ گُل و مُل میں کل بلبل کیا خوب کہہ رہی تھی (کہ) مستو۔ آؤ۔ آؤ صبح کی شراب لاؤ

لغات :- مل :- شراب۔ ہات :- لاؤ۔ صبوح :- وہ شراب جو صبح کو پی جائے حیّوا :- آؤ۔ چلو۔ اُٹھو۔ سکارٰی :- نشہ میں مست لوگ +

مطلب :- حلقۂ گُل و مل سے شراب کی وہ محفل مراد ہے جو باغ میں منعقد کی جائے کیونکہ بلبل بھی باغ ہی میں ہوگی۔ شعر میں صبح کا سماں دکھایا گیا ہے۔ ایک دلکشا باغ ہے۔ ہر طرف پھولوں کے تختے ہیں۔ سرمستانِ ذوق کی محفل گرم ہے بلبلیں اپنے سُریلے نغمے بلند کر رہی ہیں اور یہ رندانِ بدمست چونکہ اپنی ستی نگاہ کی وجہ سے ہر شے میں سرمستی کے آثار محسوس کر رہے ہیں اس لیئے بلبلوں کے نغموں سے اُنہیں یہ آواز آرہی ہے کہ مستو! چلو۔ صبح کی شراب لاؤ اور دورِ ساغر کا آغاز کرو" چونکہ واقعہ روز گزشتہ کا بیان کیا گیا ہے اس لیئے ممکن ہے صبح ازل۔ حلقہ گُل و مل سے بزمِ الست اور بلبل سے نغمہ نوازِ کن فکاں مراد ہو سکتا ہے جس نے اپنے لعل جاں نواز سے "الست بربکم" کی صدا بلند کر کے تشنہ کامانِ ازل کو شرابِ دید کی نوید سُنائی اور خمخانہ جاوید کی طرف توجہ دلائی۔

ای صاحب کرامت شکرانہ سلامت روزے تفقدے کن درویش بینوا را

(ترجمہ) ای صاحب کرامت سلامتی کے شکرانے میں کسی دن درویش بینوا پر مہربانی کر۔

لغات :- کرامت۔ بزرگی۔ بخشش۔ شکرانہ :- پیشکش۔ شکریہ۔ تفقد۔ تلاش و جستجو۔ پرسش۔ مجازاً دلجوئی۔ غمخواری۔ مہربانی۔ بے نوا :- بے سرو سامان -

مطلب :- شعر کا مطلب ظاہر ہے۔ مخاطب کو اُن نعمتوں کی طرف توجہ دلاکر۔ جو بارگاہ ایزدی سے اُسے عطا ہوئی ہیں یہ خواہش کی گئی ہے کہ ان نعمتوں کے شکریہ میں کسی روز ایک فقیرِ بے نوا پر بھی عنایت کر اور اُسے اپنی مہربانی سے شادکام فرما +

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

(ترجمہ) دونوں جہان کی آسائش و آرام ان دو حرفوں کی تفسیر ہے کہ دوستوں کے ساتھ لطف و مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ مدارات کی جائے +

لغات :- گیتی :- دُنیا۔ عالم۔ جہان۔ تلطف :- نرمی۔ آشتی۔ لطف و مہربانی۔ مدارا یا مدارات :- صلح۔ رعایت۔ مراعات +

مطلب :- یہ شعر اخلاق میں ہے اور اس میں شک نہیں کہ معاشرت کی تمام پیچیدگیاں اس سے حل ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص صرف ان دو حرفوں پر عمل کرے تو زندگی کی تمام دُشواریوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ ہمارے نزدیک صرف نصف ہدایت ہی کافی ہے کیونکہ دشمن دوستوں ہی کی جماعت سے پیدا ہوتے ہیں پس اگر دوستوں کے ساتھ تلطف کا برتاؤ کیا جائے تو دشمن پیدا ہی نہ ہونگے۔

در کوئے نیکنامی ما را گذر نہ دادند گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

(ترجمہ) نیکنامی کے کوچہ میں ہم کو (کارکنانِ قضاء نے) چلنے نہیں دیا اگر تم پسند نہیں کرتے ہو تو تقدیر کو بدل ڈالو

شرح گلستان

گزشتہ سے پیوستہ

لغات :- خداوند :- مالک آقا صاحب۔ قطب :- چکی کے بیچ کی کیل۔ مدار :- جسپر کوئی شے منحصر ہو۔ مدار علیہ۔ دائرہ :- حلقہ۔ زمان :- زمانہ وقت۔ عصر۔ ناصر :- مددگار۔ معاون۔ اہل ایمان :- مومن۔ ایمان والے مسلمان مظفر الدین یا مظفر الدنیا والدین۔ بادشاہ کا لقب :- ظل اللہ :- سایہ خدا مسلمان بادشاہوں کو از راہ عقیدت ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ کہتے ہیں۔ ظل اللہ تعالیٰ فی ارضہ :- سایہ خدا کا اُس کی زمین میں۔ رب ارض عنہ وارضہ۔ اے پروردگار تو اس سے راضی ہو اور اُسے راضی کر۔ ارض رضا سے۔ اور ارض ارضا سے مشتق ہے رضا کے معنی خوش ہونا۔ ارضا کے معنی خوش کرنا۔ عین عنایت :- خالص مہربانی مہربانی کی آنکھ۔ تحسین :- تعریف کرنا۔ اچھا ٹھہرانا۔ بلیغ :- وہ کلام جو مقتضائے حال کے مطابق ہو، بہت بہت زیادہ ارادت :- ارادہ کرنا۔ نیت کرنا۔ اعتقاد عقیدت :- مرید ہونا۔ کافہ۔ سب۔ کُل۔ انام :- مخلوق۔ دنیا۔ خاصہ :- خاص لوگ۔ الناس علی دین ملوکہم :- لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہیں :-

مطلب :- سعدی کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہے یہ اُس کی اپنی قابلیت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اُسکا باعث یہ ہے کہ بادشاہ نے اُسپر مہربانی کی ہے اور اُس کی تعریف فرمائی ہے اور قاعدہ ہے کہ لوگ بادشاہ کی تقلید کرتے ہیں۔ اس لیۓ بادشاہ کو سعدی سے محبت کرتے ہوئے دیکھکر سب خاص وعام اُس سے محبت کرنے لگے ہیں +

رباعی

زانگہ کہ ترا بر من مسکین نظر است
آثارم از آفتاب مشہور تر است
گر خود ہمہ عیبہا بدیں بندہ در است
ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است

(ترجمہ) جب سے مجھ غریب پر تیری نظر ہے، میری نشانیاں آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں۔ اس بندہ میں سب ہی عیب سہی، لیکن جس عیب کو بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہے +

قطعہ

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم

(ترجمہ) :- ایک دن حمام میں خوشبودار مٹی ایک دوست کے ہاتھ سے میں پہنچی

بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویز تو مستم

(ترجمہ) :- میں نے اس سے کہا کہ تو مشک ہے یا عبیر ہے کہ تیری دلآویز خوشبو سے مست ہوں،

بگفتا من گلِ ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم

ترجمہ :- اُس نے کہا میں ناچیز مٹی تھی لیکن عرصہ تک پھول کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ :- ہمنشیں کی خوبیاں مجھ میں اثر کرگئیں ورنہ میں تو وہی مٹی ہوں۔

مطلب :- شاعروں اور عارفوں کا ذہن ایک معمولی چیز دیکھکر بڑے بڑے اسباب اور نتائج کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اُنہیں ذرّوں میں حقائق کے آفتاب نظر آتے ہیں اور درختوں کے ناچیز پتّوں کو اوراق معرفت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی طرح یہاں حضرت شیخ سعدی کا ذہن حمام میں خوشبودار مٹی پاکر اس نتیجہ کی طرف منتقل ہوا کہ صحبت اور نسبت انسان کو کچھ سے کچھ بنا دیتی ہے۔

نوٹ :- عبیر ایک خشک خوشبو کا نام ہے جو مشک و زعفران اور صندل وغیرہ سے مرکب ہوتی ہے +

اللّٰھم متع المسلمین بطول حیاتہ وضاعف ثواب جمیلہ وحسناتہ وارفع درجات اودائہ وولاتہ ودمر علی اعدائہ وشناتہ بما تلی فی القرآن آیاتہ وامن بلدہ یارب واحفظ ولدہ +

(لغات) تمتیع :- فائدہ پہنچانا۔ مضاعفت :- دُگنا کرنا۔ جمیل :- نیکی۔ حسنات :- جمع حسنہ۔ نیکی۔ خوبی۔ رفع :- بلند کرنا۔ درج :- جمع درجہ۔ اودا جمع ودود :- دوست۔ ولاۃ :- جمع ولی :- دوست۔ تدمیر :- ہلاک کرنا برباد کرنا۔ اعداء :- جمع عدو۔ دشمن۔ شنات :- جمع شانی :- دشمن۔

(ترجمہ) اے خدا مسلمانوں کو اُسکی درازی عمر سے فائدہ پہنچا۔ اُسکی نیکیوں اور خوبیوں کو دُگنا کردے، اُس کے دوستوں اور محبت کرنیوالوں کے رتبے بلند کر اُس کے دشمنوں اور بدخواہوں کو برباد کر۔ قرآن کی اُن آیتوں کی حرمت سے جن کی تلاوت کی جاتی ہے اور اُس کے شہر کو امن وامان سے رکھ اور اُسکی زندگی کی حفاظت کر

لقد سعد الدنیا بہ دام سعدہ
وایدہ المولیٰ بالویۃ النصر
کذالک ینشأ لینۃ ہو عرقہا
وحسن نبات الارض من کرم البذر

(لغات) سعد :- سعید ہونا۔ مبارک ہونا۔ سرسبز ہونا۔ سعد :- نیکی۔ سعادت تائید :- مدد دینا۔ تقویت دینا۔ الویہ :- جمع لوا۔ جھنڈا +

ترجمہ :- دُنیا اُسکے دم سے سرسبز ہے اُسکی سرسبزی وسعادت ہمیشہ رہے اور خدا اُسکو فتح کے جھنڈوں سے مدد دے۔ اسی طرح وہ درخت ہی بالیدہ ہوتی ہے جس کی وہ (بادشاہ) جڑ ہو اور روئیدگی زمین کی خوبی

قرآن میں مسلمانوں کی صفت

(از جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب)

اہل اسلام اپنے زمانہ عروج میں تمام دیگر قوموں کے اوپر اس طرح تھے جس طرح تیل پانی پانی کے اوپر تیرتا ہے۔ اور اب وہ دُردِ تہ جام کی طرح ہو گئے ہیں۔ آب ہیا موجودہ حالت کا گذشتہ حالت سے مقابلہ کر دیکا یہ ایک شاعرانہ طرز بیان ہے۔ معمولی زبان میں یوں کہیں گے کہ جتنا ہی وہ بلند تھے اتنا ہی اب وہ پست ہیں۔ الفاظ کی ضرورت نہیں جو حالت ہے عیاں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس حالت کو کیوں پہنچے؟ اسکا جواب نہ صرف ہندوستان میں زیر غور ہے بلکہ نصف صدی سے یعنی جب سے انتہائی مدت کا انتباہ ہوا ہے۔ تمام بلاد اسلام میں یکساں غور ہو رہا ہے۔ بہت سے جواب دئے گئے ہیں لیکن میرے نزدیک کیا خود جواب دینے والوں کے نزدیک کوئی تشفی بخش جواب ابتک نہیں ہوا ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ عیش پسندی باعث زوال ہوئی لیکن جب دیکھتے ہیں کہ یورپ میں عیش پسندی کا معیار مسلمانانِ عہد ما قبل زوال سے کہیں بڑھا ہوا ہے تو عیش پسندی محض لازمہ دولت ہو کر رہ جاتی ہے۔ قوم میں دولت کا آنا قوم کی تباہی کا باعث نہیں ٹھہرتا اگر دولت تباہی قوم کا باعث ہوتی تو زمانہ مابعد رسول میں جب مسلمانوں کے پاس دولت اتنی تھی کہ بموجب پیشین گوئی رسول صدقہ لینے کے لئے گدا نہیں ملتے تھے۔ زوال قومی شروع ہو جانا چاہئے تھا آجکل لندن سب سے بڑھکر مالدار قوموں سے آباد کہا جاتا ہے لیکن دہاں کے محتاج باشندے بھی جو منکوب محلوں میں بستے ہیں شمار کئے جائیں تو بے تکلف کہا جا سکتا ہے کہ لندن سے کہیں زیادہ شہر مدینہ مالدار لوگوں سے حضرت عثمانؓ کے عہد حکومت میں آباد تھا لیکن باوجود اس تمول کے بھی وہ لوگ بجائے زوال کے ترقی کے زینوں پر برابر چڑھتے گئے۔ لوگ کہتے ہیں کہ محمد شاہ رنگیلے یا واجد علی شاہ اودھ کیفیت میں عیش پرستی نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ کیا ہارون الرشید کے زمانہ سے زیادہ ان کے وقت میں دولت و ثروت مسلمانوں کے پاس تھی۔ ان کے پاس تو ہارون الرشید کے زمانہ کا عشر عشیر سامان عشرت بھی نہ تھا۔ یا عبد الحمید کے وقت میں جو سلطنت ٹرکی کا ضعف ہوا تو کیا وہ یا اُس کے وقت کے مسلمان سابق سلاطین عثمانیہ یا انکے امرائے دولت سے زیادہ تر عیش میں بسر کرتے تھے؟ دولت اور فکر زائد دیگر امرا و سلاطین یورپ کے مقابلہ میں ان کے پاس مال جتنا کچھ بھی نہ تھا اور پھر نکبت آگھیرا۔ یہ کیا؟

کہا جاتا ہے کہ علم کی کمی زوال کا سبب ہوئی لیکن میرے نزدیک یہ وجہ بھی دلنشین نہیں ہوتی جب کہ اور جب سلطنت مغلیہ کو کر رہے تھے علمائے فرنگی محل فلسفہ منطق اور حکمت پر ایسی ایسی کتابیں لکھ رہے تھے جو آپ اپنی نظیر ہیں۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ یہ علم جدیدہ سے بے بہرہ تھے۔ مشغلہ علمی رکھنے والے ہمیشہ نئی نئی اختراعیں کرتے رہتے ہیں جنکے مقابلہ میں معلومات سابقہ تقویم پارینہ ہو جاتے ہیں۔ اس کلیہ سے علمائے سلف کسی دور میں مستثنیٰ نہیں رہے جب زمانہ میں کہ اور بغداد اسلام جا رہے تھے کیا ایک ذرہ کا بھی علوم کا ذخیرہ انکے پاس تھا؟ ہرگز نہیں۔ کفار مغل نے خوارزم شاہ کے ساتھ باتش ہند بغداد اسلام پر تسلط کیا اور عرصہ تک تسلط قائم رکھا کیا اسکا سبب مغلوں کا علم اور مسلمانوں کی جہالت تھی؟ اسوقت مسلمانان وسط ایشیا کے علم و فضل اور تہذیب کی تمام دنیا میں دھوم تھی لیکن مغلوں کی جہالت ضرب المثل بن چکی تھی۔ یہاں یہ کہنا بے موقع نہیں ہے کہ بنو عباس کا زمانہ حکومت علم و فضل کیلئے مشہور تھا لیکن علم و فضل سے انکی ترقی یا شہرت نہیں ہوئی شہرت پہلے ہوئی تب یونان کے علوم عربی جامہ پہن کر مشہور ہوئے۔ اگر ان علوم میں کچھ برکت ہوتی تو اہل روم جو فی الواقع یونانیوں کی ایک شاخ تھے بنو عباس کے پہلے ہی عربوں کے زیر اثر نہ آ گئے ہوتے انکے اسپر بھی یاد رکھنا چاہئے کہ عباسی ترقی دنیا کے لئے یونانی، ہندی اور ایرانیوں کے علوم نہیں پڑھتے تھے بلکہ تفنن کے طور پر انھیں حاصل کرتے میرے کہنے کا منشا یہ ہے کہ سابق مسلمان صرف علم شریعت کو اصل علم سمجھتے تھے اور انھیں صرف اسی ایک علم پر فخر و ناز تھا۔ دیگر علوم بھی وہ حاصل کر لیتے تھے مگر محض دل بہلانے کیلئے۔ اور اس خصوص میں علم ہیئت، فلسفہ، ریاضی، موسیقی، شطرنج بازی سب کا درجہ انکے نزدیک یکساں تھا۔ مثلاً انھوں نے علم ریاضی میں اپنا کمال جبر و مقابلہ کے ایجاد سے دکھا دیا لیکن تحصیل علم ریاضی کو تفنن کی مد میں شمار کرنے کا ثبوت یوں دیا کہ اپنے علم فرائض میں حصہ کشی کے لئے علم حساب کو داخل نہیں کیا بلکہ سہام کے ذریعے سے حصہ کشی کا طریقہ مسلمانانِ سابق نے قائم رکھا تھا طلبا کے لئے وہ علم حساب کے کسر، ضرب، تجزیہ اور تفریق سے کہیں آسان تھا اور اسلئے علمائے مابعد علم فرائض کو محتاج علم ریاضی کرنا اسراف قوائے دماغی سمجھے۔ علم شریعت کے مقابلہ میں دیگر علوم کی یہ قدر تھی جو وہ کرتے تھے مسلمانوں کے زوال کا سبب علوم عقلی کا نہ پڑھنا کسی طرح صحیح نہیں ہے علوم عقلی پڑھ کر جوانانِ ترک عبد الحمید کی دنیا کی حالت بھی قائم نہ رکھ سکے تو میں سمجھتا کہ علوم جدیدہ میں کوئی بات ہے۔ جاپان نے ترقی کی اور چین نے بھی ترقی کی لیکن علوم کی ترقی سے اسکی ترقی نہیں ہوئی۔ جاپان کا کوئی باشندہ عالم کی حیثیت سے مشہور نہیں ہوا ضروریاتِ زندگی کا زمانہ کے موافق فراہم کرنا صنعت و حرفت کی ایک شاخ ہے علم کی شاخ نہیں ہے ایسے مواقع پر علم سے ہمیشہ علم عقلی مراد ہوتا ہے۔ میں نے "دین و دنیا" کے ایک پرچہ میں مسلمانوں کے علوم عقلی کا ذکر کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ یورپ سے جو علم مسلمانوں نے لیا تھا اُسے بہت بڑھا کر دیا کچھ اور بھی اُس میں جس قدر اضافہ کیا تھا اسپر پھر بہت کم اہل یورپ نے اضافہ کیا۔ مسلمانوں کے علم دوست ہونے سے انکار نہیں ہوا اور نہ علم کی زد عقلی ہو یا نقلی، تو ہیں مراد ہے۔ بلکہ یہ تسلیم ہے کہ انسان کی فضیلت علم سے ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا قومی ترقی اور تنزل علم کے گھٹنے بڑھنے پر ہے۔ جرمنوں کی علمی معلومات پر نظر کیسے زبانی علم پر بھروسہ کرنے والے لڑائی کا نیصلہ یہ نہیں سمجھتے تھے جو قدرت کی طرف سے ہوا کیا اب بھی یہ سبق نہیں ملا کہ قوم کی ترقی و تنزل میں تعلیم علوم عقلیہ کو کچھ دخل نہیں ہے، اور مسلمانوں کو تو بطور جزو مذہب ماننا چاہئے کہ مصر، شام، ایران کا علم عربوں کی بے علمی کا کچھ مقابلہ نہ کر سکا۔

تہی کہ نا کردہ قرآن درست ... خانہ چند ملت بشست

میں مخاطب کے مفروضات کے مطابق بحث کرتا ہوں ورنہ میری یہ رائے نہیں ہے کہ سابق مسلمان بے علم تھے۔ اماں علم شریعت جو اس زمانہ کے مسلمانوں کے پاس تھا۔ اسکے مقابلہ میں دیگر قوموں کے علوم کے مصنوعی نگینے بیکار تھے۔ اس زمانہ کے سے علما زمانہ مابعد میں پیدا نہیں ہوئے اور نہ علم شریعت اسلامی کے مقابلہ میں کوئی دوسرا علم کسی زمانہ میں قابل لحاظ تھا فنون پہلے مسلمانوں کے پاس بہت تھے اور اب بہت کم ہیں مگر ان کی کثرت یا قلت عروج یا زوال کا سبب نہیں ہے مسلمانوں کو فنون سے ایک مناسبت خاص تھی۔ یہ نچلے بیٹھنے کا کام نہ تھے، زور دار تھے اور اسلئے استعمال نہ سے واقف بھی تھے مشہور رہے کہ اسپین کے عیسائیوں نے مسلمانوں کو جلا وطن کرکے یہ محسوس کیا تھا کہ فن صنعت و حرفت بھی مسلمانوں کے ساتھ اسپین سے چلا گیا اور یورپ میں اسپین اس خصوص میں پیچھے رہ گیا لیکن فن کو ملک داری سے تعلق ہوتا تو اسپین کو مسلمانوں سے عیسائی خالی نہ کرا سکتے۔ مشہور ہے کہ انگریز ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد عرصہ تک ہندوستانیوں کی حرفت و صنعت اپنے ملک والوں کو سکھاتے رہے۔ ریل، تار، جہاز، صیغہ انجینیری، تعمیرات یہ سب صنعت و حرفت کی شاخیں ہیں ضرورت و موقع سے ان میں ترقیاں ہوئی رہتی ہیں تمام نامور علما ...

سلطنت ہوتے تو ان کے بناتے ہی ترک و اق عرب کو خدا حافظ نہ کہتے۔ پشاور دہلی کے رہنے والوں کو جہاز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جزائر کے رہنے والوں کو البتہ اس کی حاجت ہے کہ وہ براعظم سے اپنی ضرورت اس کے ذریعہ سے حاصل کریں۔ عربوں نے جب ہرقل پر حملہ کیا تھا تو جہازوں سے کیا مدد ملی تھی، یا اودھ کے شہزادے نے جب لنکا پر سابق زمانہ میں چڑھائی کی تھی تو راون کے جہازوں نے راون کی کیا محافظت کی طرابلس، تونس، مراکو کی تاریخ پڑھئے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے جہاز کس طرح یہاں آج سے تین سو برس پہلے گزرتے تھے۔ جنگ حال میں جب تک جرمنوں کے دن تھے تھا اس کے مخالفوں نے اسے جہازوں سے کیا نقصان پہنچایا۔ جرمن نے تو اپنے رہے تھے جہاز بھی نیست و نابود کر دیے تھے کہ یہ بار برداری کے اونٹ ہیں جنگ کے کام کے نہیں ہیں۔ یہ کہنا کہ مسلمانوں خاص کر ترکوں کے زوال کا سبب جہازوں کی کمی ہوئی بالکل بے جوڑ بات ہے۔ ترکوں نے جب مغرب میں فتوحات شروع کی تھیں ان کے پاس جہاز کہاں تھے؟ اور فریق مخالف کے پاس جہازوں کی کیا کمی تھی؟ ترکوں نے ایک زمانہ میں جہاز رانی میں بڑی شہرت حاصل کی اور تمام یورپ سے بڑھ گئے لیکن اس جہاز رانی کے قبل ترک اہل یورپ پر غالب آچکے تھے۔ بایزید یلدرم کے مقابلہ میں تمام یورپ نے جب شکست کھائی تھی تو بایزید کو جہاز کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی اور اکثر مقابلہ کی فوجیں جہاز پر آئی تھیں۔ نفاق بھی ایک شے ہے جو مسلمانوں کے زوال کے علامات میں شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ناحق بدنام ہے مسلمانوں میں کچھ جان ہو تو ان کا اتفاق اچھا ہے اور نفاق برا ہے۔ اور جب وہ کچھ نہیں ہیں تو ان کا باہمی نفاق بھی کچھ نہیں۔ لیکن میں تو سرے سے انکے نفاق کا قائل ہی نہیں ہوں اور قوموں کی حالت سے مقابلہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے سب کچھ کھو دیا مگر اخوت اسلامی کی آگ کم و بیش ہر سینہ میں روشن ہے گو کسی کام کی نہیں ہے۔ مگر ہے۔ جو حالت اتفاق مسلمانوں میں پائی جاتی ہے وہ بہت غنیمت ہے دنیا کی دوسری مہذب یا غیر مہذب قوموں میں اتنا بھی نہیں ہے ابھی جنگ حال کے وقت باہمی اتحاد کی قلعی کھل گئی اور جنگ ختم ہونے پر دوستی کی نوعیت بھی ظاہر ہو گئی۔ مہذب قوموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا نفاق باہمی کم ہے اور نہ مسلمانوں کے زوال میں اسے کچھ دخل ہے مسلمانوں کا جب عروج تھا جب بھی انکی جدا جدا سلطنتیں ایک دوسر کی خیر طلب نہ تھیں لیکن ہر ایک کی دھاک جدا جدا دوسری قوموں پر تھی۔

شجاعت نہ رہی۔ اس لئے مسلمان تباہ ہوئے یہ بھی ایک وجہ بیان کیجاتی ہے۔ محض شجاعت اگر اقبال کا سبب ہوتا تو اہل عرب بعثت رسول سے پہلے دوسری قوموں کے زیر اثر نہ رہتے تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ سے اہل عرب ایران، شام یا ابی سینا کے زیر اثر تھے۔ افغانستان کی بہادری مسلم ہے لیکن ہندوستان یا ایران کے زیر حکم یہ ہمیشہ رہے اور آخر میں رنجیت سنگھ کی اطاعت قبول کر کے تو انھوں نے پورا ثبوت اس کا دے دیا کہ بہادری اور قومی ترقی لازم و ملزوم نہیں۔ اخلاق حسنہ مسلمانوں میں نہ رہے اس لئے حالت غلامی کو پہنچے یہ بھی تسکین بخش نہیں ہے۔ میری نظروں میں تو اب بھی مسلمانوں میں نا قدر اخلاق حسنہ موجود ہیں ان کی نسبتاً بہادر یا اقبال قوموں سے اس خصوص میں اچھے ہیں۔ لیکن وہ کیا خاص اخلاق تھے جو مسلمانوں کو ممتاز اور بلند رکھتے تھے۔ ایک معمہ لاینحل تھا۔ میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ قرآن مجید کی ایک آیت پر میری نظر پڑی اور میری تشفی ہو گئی گویا فال یہ نکلی۔ "کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ" (ترجمہ) "مسلمانو تم دنیا میں بہترین گروہ پیدا کئے گئے ہو۔ کہ اچھے اعمال کا تم حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو" اس آیت میں مسلمانوں کی تعریف کی گئی ہے جب تک مسلمان اسکے مصداق تھے اسلام کا عروج تھا اور جب مصداق نہ رہے اسلام کا انحطاط شروع ہوا۔ ریلوے ٹرالی کو پہلے چلاتے ہیں اور جب وہ چل نکلی تو چلانے والے اُس پر بیٹھ جاتے ہیں اور پھر وہ خود بخود دور تک ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس آیت کے مصداق جو مسلمان تھے وہ نہ رہے اور جب بھی کچھ دور تک اسلام کی ٹرالی چلتی رہی۔ لیکن بالآخر رفتار سابق کا اثر کم ہوتے ہوتے زائل ہو گیا تو رک گئی۔ اس آیت میں مسلمان خیر امت (بہترین گروہ) اسلئے کہے گئے ہیں کہ ان میں تین صفتیں تھیں وہ امر معروف تھے "نہی المنکر" تھے مومن تھے، مومن اخیر میں کہا گیا ہے، کیونکہ اُس وقت یہودیوں اور عیسائیوں میں بھی اللہ پر ایمان رکھنے والے لوگ موجود تھے، لیکن اعلائے کلمہ حق کی صفت اُن سے مفقود تھی صرف مسلمانوں میں یہ صفت مستزاد تھی علاوہ مومن ہونے کے اعلائے کلمہ حق کی صفت بھی ان میں تھی اسلئے وہ اوروں سے ممتاز تھے اور اسلئے وہ بہترین گروہ ہو گئے تھے یعنی وہ خود اچھے کام کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ دنیا کے تمام لوگ اچھے کام کریں اور اسلئے لوگوں کو وہ اچھے کام کرنے کا حکم دیتے تھے اور برے کام کرنے سے منع کرتے تھے حکم دینا اور منع کرنا بمعنی نصیحت کرنے کے ہیں۔ جہاں وہ کسی کو راہ راست سے الگ دیکھتے تھے تو ٹوک دیتے تھے اور جو صاحب امر ہوتے تھے وہ کسی کو بھٹکا ہوا پاتے تھے تو روک دیتے تھے یہ انتظار نہیں کرتے تھے کہ جرم سرزد ہو جائے تو فرد جرم لگے۔ ایک چھوٹی سی مثال سے سمجھ لیجئے، آجکل کسی بازار کے درزی کے پاس اگر کوئی گاہک آکے کہے "کہ تم نے صبح کو کپڑا دینے کا وعدہ کیا تھا شام ہو گئی اور تم نے اب تک تیار نہیں کیا" اسپر گفتگو کا سلسلہ بڑھ جائیگا تو تمام بازاری لوگ تماشے کے لئے جمع ہو جائینگے۔ اور ان دونوں کے جھگڑے کو اپنی تفریح طبع کا ذریعہ سمجھیں گے مسلمانوں کا کام اس موقع پر یہ ہونا چاہئے تھا کہ شروع ہی میں درزی کو سمجھا دیں۔ کہ بجائے ایک دن کے تین دن کا وعدہ تمہیں کرنا چاہئے تھا غلط وعدہ کیوں کیا جو خلاف شرع ہوا اور تم گنہگار ہوئے اس سے دونوں سمجھ جاتے تو بات نہ بڑھتی۔ تماشا بازی کے مجمع میں جاکر مسلمان کا کام دل بہلانا نہیں ہے بلکہ یہ کہنا ہے "کہ بھائیو جو تمہارے نقصان کا سبب ہے اسے اللہ نے حرام کیا ہے" شرابی کو دیکھکر مسلمان کا کام ہے "حرمت شراب کا اُس سے بیان کرنا نہ کہ اُسکی ستانہ روش پر قہقہہ لگانا، ریلوے اسٹیشنوں پر پوریوں کے بیچنے والے گرم پوری کی صدا لگاتے ہیں مسلمانوں کا کام ہے یہ کہنا "کہ تم کذب سے زبان کیوں آلودہ کرتے ہو ایک شخص بھی باور نہیں کرتا کہ تمہاری پوریاں گرم ہیں گناہ بے لذت اسی کو کہتے ہیں"۔ سڑک پر کوئی مرد کسی عورت سے دل لگی کرتا ہو تو مسلمان کا کام ہے کہ منہ پھیر لے اور سمجھائے "کیا تمہارے لئے دنیا اسقدر تنگ ہے کہ کہیں اور جگہ بات کرنے کو نہیں ملی" بجائے ایسا کرنے کے خود بھی شریک گفتگو ہو جائے تو یہ کہاں کی مسلمانی ہے، دو شخص سڑک پر لڑتے ہوں تو تماشا ہوگا ایک مجمع ہو جائیگا لیکن کسی کے دل میں لڑنے والوں کو علیحدہ کرنے کا خیال نہ ہوگا اور مسلمانوں کی شان یہ ہے کہ کتنی ہی زحمت ہو لڑائی بڑھنے نہ دیں۔ روز کچہری میں جھوٹی گواہیاں گذرتی ہیں دونوں طرف گواہ ہیں تو ایک فریق کے خواہ مخواہ جھوٹے ہیں۔ جھوٹی گواہی دینے والوں سے اگر محلہ والے پوچھیں "ارے میاں تم نے یہ کیا کہا تھا؟ تو جھوٹی گواہی دینے کی پھر جرأت کسی کو نہ ہو۔ مسلمان کا فرض ہونا چاہئے۔ جھوٹی گواہی دینے والوں سے ملنا صحبت نہ رکھیں۔ زانی۔ سارق۔ شراب خوار۔ دغاباز غاصب۔ بے نماز۔ تارک صوم کو لوگ نصیحت نہ کریں تو اس سے کنارہ کش تو ہیں۔ اتنا ہی بہت ہے۔ کہ اس سے قومی شعار درست رہیگا۔ اور

ایک دوسرے کے تار سے یا دوسرے کے اتباع سے اچھے اور برے میں امتیاز کریگا جس قوم میں یہ احساس پیدا ہوگا تو وہ قوم زندہ کہلائیگی اور اُسے قوم مردہ پر تفوق لازم ہے۔ حال زمانہ یہ ہے کہ کوئی کیسا ہی ظلم۔ بدعت۔ بے ہمتی۔ بے وفائی۔ بدعہدی۔ بدسلوکی حتٰی کہ شرک تو بھی مذہب کرے کوئی یہ بھی نہیں پوچھتا۔ تم نے یہ کیا کیا؟ پوچھے کون ایک سے ایک بڑھکر ہے۔ جب خوف لائم نہیں تو حیا نہیں اور حیا نہیں تو ایمان نہیں۔ سابق زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ہر اک مسلمان قومی شعار سمجھتا تھا۔ اور اسی لئے قرآن میں اللہ تعالےٰ نے انھیں بہترین گروہ کہا ہے۔ جب یہ بہترین گروہ تھے تو ان کو سب پر بالا رہنا لازم تھا اور ایسا ہی ہوکر رہا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک کسی قوم کے تمام نہیں تو اکثر افراد کے دل میں بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا خیال نہ جیگا اُس کی حالت ایسی ہوگی کہ اس کے اجزا باہم ملکر بہترین گروہ ہوسکیں اور دنیا کی سرداری کے مستحق ہوں ؎

چھوڑدی پیروی دین محمدؐ ہم نے

بخت و دولت نے ہمیں چھوڑدیا۔ یا قسمت!

تو نے مر کے اے حسینؑ اسلام کو زندہ کیا

(از جناب سید محمد انور صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر)

اے حسینؑ ابن علیؑ اے نور چشم فاطمہؑ   آسمان مصطفےٰؐ کا نیر اعظم ہے تو
اے شہید کربلا اے حامئ دین ہدا   ہاں فروغ دیدۂ ہر مومن و مسلم ہے تو

پرورش پائی ہے تو نے اُس نبیؐ کی گود میں   جس کے دامن میں پھلا پھولا شجر اسلام کا
مصطفےٰؐ کا ہاتھ تھا دونوں کے تار و پود میں   ہے بجا تجھ کو اگر کہئے ثمر اسلام کا

سید اہل جناں اے راکب دوش نبیؐ   امت عاصی کی خاطر ہو گیا قربان تو
تیری راحت گاہ تھی بچپن سے آغوش نبیؐ   ریگزار کربلا میں کیوں ہوا مہمان تو

تھا گویان نبیؐ سے بعد مرگ مصطفےٰؐ   عترت احمدؐ کی دیکھو کیا عجب توقیر کی
غرق موج خوں کیا جو تھا سفینہ نوح کا   ہاں حدیث مصطفےٰؐ کی خوب ہی تفسیر کی

ستمگار کربلا میں دشمنان دین نے   کردیا برباد و ویراں ہائے باغ مصطفےٰؐ
تیغ خونخوار کو نہ چھوڑا اے اہل کین نے   دھو گیا باد ستم سے گل چراغ مصطفےٰؐ

لشکر اعدا کی کیجے شقاوت پر نظر   اس طرف آل محمدؐ کی شجاعت دیکھئے
اُن ظالموں کی پھر یہ شہادت پر نظر   اور ادھر ان بھوکے پیاسوں کی جرات دیکھئے

سید مظلوم اے لخت دل شاہ امم   لیکے جب میداں میں تو نکلا برات عاشقاں
اے ضیائے دیدۂ مہر عرب و عجم   کربلا میں پائی تو نے کیا حیات جاوداں

مشعل راہ ہدا ہے تیرا عالم میں وجود   ہے ضیا افروز جنت شمع ایمانی تری
اے نواسے مصطفےٰؐ کے تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام   ہم پہ لازم ہے کریں ہر دم ثنا خوانی تری

اے سر بریدۂ خنجر رضا شاہ انام   تیرے دم سے گلشن تسلیم میں آئی بہار
اے نہنگ بحر ایماں سرور عالی مقام   تو مٹا پر ہو گیا اسلام کا نقش استوار

موت تھی باطل کی مضمر بس شہادت میں تری   تو نے مر کے اے حسینؑ اسلام کو زندہ کیا
حق پہ تو قائم رہا باطل کی کب پرواہ کی   لشکر ابلیس کو دم میں پراگندہ کیا

خاندان مصطفےٰؐ پر ختم تھے انعام سب   رہ گئی تھی اک شہادت کی فقط باقی کسر
اس کو پورا کر دیا تو نے شہ عالی لقب   جان دی۔ اولاد دیدی اور لٹایا اپنا گھر

اور اک اس میں بھی پنہاں حکمت رب کریم   امت خیر البشر پر تا کہ ہو حجت تمام
صدق و باطل میں بپا ہو گر کبھی جنگ عظیم   سنت شبیرؑ پر عامل ہو وہ بالاہتمام

آزمائش سخت تھی اور ابتلا تھی بس شدید   امتحاں گاہ وفا میں تو رہا ثابت قدم
اک طرف امر خدا تھا اور ادھر حکم یزید   اک طرف تھا حوض کوثر اور ادھر تھا جام سم

پر تھی تیرے واسطے اک ہی صراط مستقیم   گام زن جس پر سدا ہیں عاشقان باوفا
اے امام المومنین اے مرجع ذبح عظیم   انبیا عاجز تھے جس سے کام تو نے وہ کیا

سجدہ گاہ قدسیاں ہے سرزمین کربلا   خلد سے لائی ہیں حوریں تحفۂ جنت کے پھول
انور جاں سوختہ بھی اے امام الاتقیا   گلشن دل سے ہے لایا نذر میں الفت کے پھول

ایک سلام کے چند شعر

(از جناب ملک الکلام امروہوی)

اے مجرئی کی فزا اور ہی کچھ ہے   رُتبے ہیں۔ مگر۔ کرب و بلا اور ہی کچھ ہے
دیتی ہے پتہ سبط پیمبرؐ کی شہادت   پابندی تسلیم و رضا اور ہی کچھ ہے
جاتے تو ہیں پانی کے لئے نہر پہ عباسؑ   تقدیر سے منظور خدا اور ہی کچھ ہے
اکبرؑ کو حرم دیتے ہیں حسینؑ کی دعائیں   کس وقت؟ کہ تاثیر دعا اور ہی کچھ ہے
کس طرح رکھا گردن شبیرؑ پہ خنجر؟   اے شمر۔ نہ سمجھا یہ گلا اور ہی کچھ ہے
ہے اور تو کوئی مدحت شاہان زمانہ   مداحی شاہ شہدا اور ہی کچھ ہے

دولت روپیہ ہے یا اسکا خرچ

(از مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی)

دولتمند اس کو کہا جاتا ہے جس کے پاس سونے چاندی کے سکے ہوں، مکانات ہوں زمینیں ہوں، عمدہ کپڑے ہوں، یعنی دولت روپیہ یا قیمتی اسباب کا نام ہے جس کے پاس یہ سامان نہو وہ دولتمند نہیں سمجھا جاتا۔

شیخ سعدی نے فرمایا تھا۔ تونگری۔ دولتمندی دل سے ہوتی ہے مال سے نہیں ہوتی۔ مجھے کہنا چاہیئے جب میں اپنے وقت کے حالات کو غور سے دیکھ چکوں کہ تونگری دولت کے خرچ کا طریقہ جاننے سے ہوتی ہے، دولت کے انبار جمع کر لینے سے نہیں ہوتی۔

جس کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہوں اور وہ اُن کے خرچ کا طریقہ نہ جانتا ہو اسکو مفلس و تہیدست سمجھنا چاہیئے، اور جو صرف چار پیسے پاس رکھتا ہو مگر انکے خرچ کا طریقہ جانتا ہو وہ بڑا دولتمند ہے۔ پس دولت روپیہ نہیں ہے بلکہ اُسکے خرچ کا طریقہ جاننا ہے۔

مثلاً جس آدمی کے پاس ہزار روپے ہیں اور وہ خرچ کا طریقہ نہیں جانتا تو وہ ہزار روپے کنکر پتھر کی طرح گھر میں ڈالے رکھتا ہے۔ نہ صاف کپڑا پہنتا ہے نہ صاف و مفید غذا کھاتا ہے، نہ صاف مکان میں رہتا ہے نہ اپنے ہم جنس محتاجوں کی مدد کرتا ہے اور ہر وقت اُسکو ہزار روپے کی حفاظت کا فکر گھیرے رہتا ہے اسواسطے وہ دولتمند نہیں بلکہ مفلس محض ہے۔

اور یا وہ شخص جس کے پاس ہزار روپے ہیں ایسا بے فکرا ہو جاتا ہے کہ آنکھیں بند کر کے خرچ کرتا ہے اُس کو خبر نہیں ہوتی کہ گھر میں آٹا کتنا پکا۔ گوشت ترکاری کتنی آئی۔ کھانیوالے چار ہیں مگر کھانا چھ کا پک گیا۔ ضرورت ایک روپے کے خرچ کی ہے مگر ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو گیا۔ اُس کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اُس کے ہزار روپے دن بدن کم ہو رہے ہیں اور بے موقع و بے ضرورت کم ہو رہے ہیں۔

جس کے پاس چار پیسے ہیں مگر وہ خرچ کا طریقہ جانتا ہے تو وہ قوت انتظام کی خوبی سے ایک پیسہ کو بھی ایسی عمدگی سے خرچ کرتا ہے کہ ایک روپیہ کے خرچ کی سی شان پیدا ہو جاتی ہے۔

وہ پہلے سے سوچکر کام کرتا ہے کہ مجکو صاف کھانے صاف کپڑے اور صاف مکان میں اتنا خرچ کرنا چاہیئے اسواسطے وہ غور کرتا ہے کہ کم سے کم قیمت کی کونسی چیز ایسی آسکتی ہے جس سے ضرورتیں پوری ہو جائیں اور خرچ زیادہ نہ ہو۔ وہ ہر خرچ کا حساب کرتا ہے اور ایک ایک کوڑی کو فضولیات سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔

پس جس کو خدا نے انتظام کی عقل دی ہے وہ بڑا دولتمند ہے اور جو اس سے محروم ہے وہ بڑا مفلس ہے خواہ وہ بے شمار دولت کا مالک ہو۔

ہم مسلمان حکومت جاتے رہنے کے سبب مفلس ہوگئے ہیں یعنی ہمارے پاس نقدی کم ہوگئی ہے۔ مگر سب سے بڑا افلاس ہمارے ہاں عقل کا انتظام نہونے کے سبب ہے۔ ہندوستان کیا تمام دنیا کے مسلمان انتظامی عقل سے تہیدست ہیں۔ انگریز ہم پر اسی وجہ سے غالب آئے ہیں کہ اُن کو خرچ کرنا آتا ہے اور ہم خرچ کرنا بھول گئے اور ہم میں کسی کو خرچ کا سلیقہ نہیں رہا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ مضمون لکھدینے سے سلیقہ پیدا ہو جائے گا۔ مگر میرا فرض ہے کہ میں مسلمانوں کو اُن کی ایک بڑی فروگزاشت سے آگاہ کردوں۔ اگر ان کے بچوں کو انتظامی سلیقہ کی تعلیم و تربیت دی جائے تو وہ دوسری قوموں سے زیادہ خوشحال ہو جائیں، کیونکہ مسلمانوں کے دل بڑے گنجائش دار ہوتے ہیں اور بڑے دل والا سلیقہ مند بھی ہو تو اُس کی خوشحالی میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔

محرم میں ہماری حالت

(از منشی سید نواب علی صاحب صولت لکھنوی منشی فاضل)

کیا بتائیں آجکل کیا اپنا حال زار ہے ۔۔۔ ہیں وہ مسلم۔ خود مسلمانی کو جسسے عار ہے
وہ محرّم جو مہینہ ہے غم شبیرؑ کا ۔۔۔ اُس میں یہ حال مسلمانان خوش کردار ہے
فکر لطف و عیش ہے ذکر سرور وانبساط ۔۔۔ دل میں لاکھوں حسرتیں یا انتظار یار ہے
نام غم ہے اور سامان مسرت صد ہزار ۔۔۔ چشم پُرنم ہے نہ دل پُرغم۔ یہ کیا اسرار ہے
ختم ہوتی ہی نہیں شیعہ کی اور سُنی کی جنگ، ۔۔۔ جسکو دیکھو دوسرے کا در پئے آزار ہے
ہے دلوں میں بغض و رنج و کاوش و کاہش کا گھر ۔۔۔ جو ہے وہ اظہار ظلم و جور پر تیار ہے
کیا یہی ہے شان ماتم۔ کیا یہی تصویر غم ۔۔۔ کیا یہی حکم خدا و احمد مختار ہے؟
کیا یہی ہے حرمت ماہ محرم دوستو ۔۔۔ کیا یہی شان و شکوہ مسلم دیندار ہے
کیا اسی طرز عمل پر مغفرت کی ہے اُمید ۔۔۔ کیا اسی پر جو ہے وہ جنت کا ٹھیکیدار ہے
کیا انہی باتوں پہ ہے فخر مسلمانی ہمیں ۔۔۔ حشر کا ڈر ہے۔ نہ کچھ خوف عذاب النار ہے
ایک خالق۔ ایک پیغمبر ہے۔ قرآن ایک ہے ۔۔۔ کیا قیامت ہے کہ پھر آپس میں یہ تکرار ہے
تعزیے شیعہ بنائیں یا کوئی اور اس سے کیا ۔۔۔ ان سے کب ہوتا غم شبیرؑ کا اظہار ہے
تعزیوں کے گرد لگ جاتا ہے میلا سا ضرور ۔۔۔ کچھ تماشا کیا عزائے سید ابرار ہے
اس مہینہ میں تو چھوڑو تم سیہ کاری کا رنگ ۔۔۔ یادگار قتل سبط احمد مختار ہے
اس مہینہ میں ہوا تاراج باغ فاطمہؑ ۔۔۔ اور تم کو فکر گلگشت گل و گلزار ہے
مست رہ صولت کا کب ہے در خور قہر و غضب ۔۔۔ تمتما یا غیظ میں کیوں چہرۂ سرکار ہے

رسائل کی روح

عورت کی حیثیت اسلام میں

(۱) ومن عمل من الصلحت من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ - ترجمہ - جو نیک کام کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہے - وہ بہشت میں داخل ہوں گے (سورہ ۴ - آیت ۱۲۴)

(۲) من عمل صالحًا من ذکر او انثیٰ وھو مؤمن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ -
ترجمہ - جو کوئی نیک کام کرتا ہے - خواہ وہ مرد ہو یا عورت - وہ ایک پاکیزہ زندگی جلد حاصل کرے گا۔

(۳) ایک اور آیت بھی ہے جو نہایت صفائی کے ساتھ مرد اور عورت دونوں کو ان کے نیک اعمال کے بدلے میں تمام جنت کا وعدہ دیتی ہے - چنانچہ سیپارہ ۲۲ - رکوع ۵ میں لکھا ہے کہ :- ان المسلمین والمسلمٰت والمؤمنین والمؤمنات والقٰنتین والقٰنتٰت والصٰدقین والصٰدقٰت والصٰبرین والصٰبرات والخاشعین والخاشعٰت والمتصدقین والمتصدقٰت والصائمین والصٰئمٰت والحٰفظین فروجھم والحٰفظٰت والذٰکرین اللہ کثیرًا والذٰکرات اعد لھم مغفرۃ واجرًا عظیمًا - ترجمہ تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں - اور قرآن پڑھنے والے مرد اور قرآن پڑھنے والی عورتیں - اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں - اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں - اور خیرات کرنیوالے اور خیرات کرنے والیاں - اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں - اور نگہبانی کرنے والے اور نگہبانی کرنے والیاں - اور یاد کرنے والے اللہ کو بہت اور یاد کرنے والیاں - طیار کیا ہے اللہ نے واسطے ان کے بخشش اور ثواب بڑا۔

(اشاعت اسلام)

نماز

وہ چیزیں جو نماز کو خوبی سے ادا کرنے میں مانع ہوتی ہیں۔ ان میں سب سے پہلی وجہ گھر کے لوگوں کی بات چیت اور شور وغل ہے - ان کی آوازیں نمازی کے کان میں پڑ کر اس کا دھیان اپنی طرف [illegible] ہیں - دوسری شے ہماری آنکھیں ہیں - کہ سامنے کی جس چیز پر پڑتی ہیں - [illegible] خیال کو اسی طرف متوجہ کر لیتی ہیں - تیسری - ہمارے دل و دماغ کے آئندہ [illegible]

[illegible] کی طرف متوجہ کرنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے [illegible] ایک گھنٹہ تنہائی نماز کے لئے مخصوص کر لیں - جہاں [illegible]

[illegible] ساتھ نماز میں کھڑے ہوں - تاکہ خلل

باتوں سے دھیان میں خلل ڈالنے والے کم ہی رہ جائیں - شاید یہی وجہ ہے کہ جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ کہا جاتا ہے۔

تیسرے نماز پڑھتے وقت اپنی آنکھیں نیچی رکھیں - تاکہ کوئی چیز ہمارے خیال کو اپنی طرف نہ کھینچ سکے۔

چوتھے یہ کہ جب تک ہم نماز پڑھتے رہیں - ہر لحظہ ہمیں اپنے دل میں یہ خیال رکھنا چاہئیے - کہ ہم اس وقت ایک ایسے پرجلال بادشاہ کے حضور میں حاضر ہیں جسے کن فیکون کی قوت ہے - جس کا قہر و عتاب شداد کی بہشت کو چشم زدن میں نگل گیا - جس کی غضب آلود نگاہ نے شہروں کو جلا کر خاک کر دیا۔

پانچویں یہ کہ نماز کو بامعنی پڑھیں - نماز پڑھنے میں جو کچھ عربی زبان میں کہیں - اسے دل ہی دل میں اردو زبان میں بھی کہتے جائیں - تاکہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہوں اس کا ہمیں خیال رہے - نماز پڑھتے وقت معنی کا خیال رکھنا اشد ضروری ہے - کیونکہ خدا کو طوطے کی رٹ بالکل پسند نہیں - قرآن میں کئی جگہ فرمایا ہے - کہ ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا - تاکہ تم اسے صاف سمجھ سکو - لہٰذا اس حالت میں جبکہ ہم ہندوستانی عربی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے - ہمیں لازم ہے کہ ہم اس کی آیتوں کو اپنے سمجھنے کے لائق بنا لیں - یعنی ان کے معنی بھی یاد کر لیں۔

صبح صادق کی نماز نہایت طمانیت بخش اور روح پرور ہوتی ہے بشرطیکہ موذن کی آذان کے ساتھ ادا کی جائے - اگر کوئی حضور قلب کے ساتھ نماز پڑھنا چاہے تو صبح صادق کے وقت بامعنی نماز پڑھے - دل حمد الٰہی میں ڈوب جاتا ہے - سجدے سے سر اٹھانا جبر گزرتا ہے - یہی خواہش ہوتی ہے کہ بس دن بھر یونہی جبین نیاز کو اس کے دربار میں رگڑتے رہئے ٭ (تہذیب النسواں)

خدا پر اعتماد

دنیا میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی پائی جاتی ہے جو معاش کی تنگی سے نالاں - مصائب سے نجات پانے کے خواہاں اور روزی کی تلاش میں سرگرداں ہیں - ان سب کو اس اکسیر تاثیر اور کیمیا اثر نسخہ کی اطلاع ہو جانی چاہئیے - کہ تقویٰ اختیار کرنے اور قرآن مجید کو تدبر کے ساتھ پڑھنے سے معیشت کی تنگی دور مصائب و نوائب کی گرفت ڈھیلی اور روزی کی تلاش وجستجو سے نجات و آزادی میسر ہو سکتی ہے - یہ علاج میرا تجویز کردہ نہیں بلکہ میرے خالق و مالک و رزاق کا تجویز کردہ ہے - وہ فرماتا ہے :-

"ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب"

اور فرماتا ہے :- "ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمیٰ" اس علاج کے بے خطا اور پر تاثیر ہونے کی شہادت تاریخ عالم کے ہر صفحہ میں موجود ہے - ہر ایک وہ شخص جو دل دانا اور چشم بینا رکھتا ہے میری تصدیق کرے گا - مگر ہر کور چشم و تیرہ اندرون میری بات پر ہنسے گا - اور اس طرح اپنی انتہائی حماقت و نابینائی کا ثبوت پیش کرے گا ٭

([illegible])

روحانی ٹیلیفون

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ سائنس کی بنیاد محسوسات اور مادیات تک محدود ہے اور مذہب ہمیشہ روحانیت اور غیر محسوس حقائق کی بحث کرتا ہے اس لئے مذہب اور سائنس کے درمیان ایک ایسی حد فاصل ہے۔ جیسا کہ خشکی اور تری کے درمیان ہوتی ہے گو بعض علماء نے سائنس اور مذہب کے واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے ان دونوں کو ایک دوسرے کا دشمن قرار دیا ہے۔

ڈریپر کی مشہور کتاب جس کا ترجمہ مولانا ظفر علی خاں صاحب نے فرمایا ہے اسی قسم کے مضامین پر مشتمل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سائنس بے چارہ جن مشکلات اور صدیوں کے تجربوں اور تحقیقات کے بعد جہاں پہنچا ہے۔ اس انتہائی نقطۂ نظر سے بھی مذہب کے ابتدائی مرحلے بہت بلند ہیں۔ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ سائنس کے علماء نے روحانیات کے ساتھ بھی تعلق کا ارادہ کیا ہے یقیناً اس قسم کی تحقیقات کے نتائج نہایت دلچسپ اور دنیا میں مذہبی خدمت کے انجام دینے کا مفید ترین ذریعہ ہونگے۔

امریکہ کے مشہور موجد اڈیسن نے کوشش شروع کی ہے کہ ایسے ٹیلیفون ایجاد کرے جس کے ذریعہ ان روحوں کے ساتھ تبادلۂ خیالات ہو سکے جو قید اجسام سے آزاد ہو چکی ہیں۔ یعنی مردہ لوگوں کی ارواح کے ساتھ بات چیت کرنے کے لئے اس نے ایک ٹیلیفون ایجاد کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے اگر اس کوشش میں کامیابی ہوئی تو روح کے جسم چھوڑ دینے کے بعد بھی موجود رہنے کا سوال جس کو ہمیشہ ہر ایک مذہب نے پیش کیا اور سائنس انکار کرتا رہا تھا۔ ثابت ہو جائے گا۔ اور عجب نہیں کہ اسی سلسلہ میں مذہب کے بڑے بڑے کئی ایک اور دعاوی کو بھی سائنس تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے۔ جن سے اس وقت تک انکار کیا جاتا رہا ہے۔ (آفتاب)

مطالعۂ فطرت

ہم نے اس کارخانۂ قدرت میں کتنی مرتبہ صبح کا دلفریب نظارہ کیا ہوگا۔ کتنی مرتبہ شفق کی گلگونی نے ہمارے پژمردہ دلوں کو اپنی نظر فریب رنگت سے خوش کیا ہوگا۔ موسم کی الٹ پھیر نے بھی ہماری حالت میں تغیر کیا ہوگا۔ کبھی سردی کبھی گرمی کا ہم نے مزہ چکھا ہوگا موسم بہار آ آ کر ہمارے لئے الوان نعمت کا کام کرتے ہیں موسم برسات میں سدا بہتی کی جگانے والی گھڑیاں ہماری غفلت کے توڑنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن بہت کم ہم نے اپنے ان فطری معلموں سے سبق لیا ہے۔ دھوپ بادل ہوا مینہ دریا کہسار ان سب ہی سے ہم واقف ہیں۔ مگر یہ واقفیت اتنی نہ جدید پہنچ گئی ہے کہ ہم کو ذرا بھی ان کے حال پر متوجہ ہونے نہیں دیتی۔ (کانفرنس گزٹ)

فلسفۂ مذہب

کیا یہ لطیفہ انسان کہ گفتار و عمل کا آئینہ نہیں ہے [illegible]

ہمیشہ چھپانا چاہتا ہے۔ اس سے بحث نہیں کہ وہ حقیقت مستحسن ہے یا غیر مستحسن وہ اپنے مطلب برابری کے لئے ہر ایسے قول و فعل کا دعوے کریگا جس سے شاید اسے کوئی نسبت بھی نہ ہو۔ ہر شخص اگر اپنے قلب و دماغ کا جائزہ لے اور ایمانداری سے اعتراف کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ اس کا ہر قول و فعل اور اس کے تمام حرکات و سکنات کسی نہ کسی حد تک مکارانہ ہیں۔ دنیا ایک عظیم الشان مکر ہے۔ کیونکہ اس میں انسان بستے ہیں۔ میں دنیا کی اس صفت کو پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ میں خود انسان ہوں اور اپنی کمزوریوں کو ایک ایسی بڑی ہستی میں جلوہ فرما دیکھ کر مطمئن اور مسرور ہو جاتا ہوں۔ ریاکاری، مکاری کا صرف ایک لطیف پہلو ہے جسے تہذیب انسانی نے ایک آرٹ بنا دیا ہے۔ یہ سوسائٹی کی جنت گاہ ہے۔ ایسے لوگ کم ہیں جو اس حقیقت سے آشنا ہیں کہ دنیا کی ہر بھلائی یا برائی فی نفسہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ اس کا وجود صرف سوسائٹی کے فیصلہ پر ہے۔ اخلاقیات کے نام نہاد پاکیزہ اصول جن کی آڑ میں انسان اپنی زندگی کو چھپاتا ہے مکاروں اور ریاکاروں کا وہ تکیہ کلام ہے جو صرف اس کے خبث نفس اور فاسد کلامی پر پردہ ڈالنے کی سعی کرتا ہے۔ دنیائے تمدن کے جس پہلو پر نظر ڈالی جائے یہ حقیقت نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ حکومت کے قصر استبداد میں آپ نے درباران سلطنت کی معرکۃ الآرا تقریریں سنی ہونگی۔ جادو بیان خطیبوں کی فصاحت و بلاغت سے آپ مسحور ہوئے ہوں گے۔ لیکن کیا آپ نے کبھی ان بزرگ ہستیوں کے "کاریکٹر" کا بھی مطالعہ کیا ہے۔

خلوص اور نیک نیتی کسی شخص کے سن و سال وضع قطع۔ اطوار و گفتار سے نہیں آزمائی جاتی۔ اس کے لئے کسی معبدگاہ کا متبرک گوشہ یا زیارت گاہ کا مقدس آستانہ نہیں ہوتا۔ شرافت نفس کے لئے شخصیتوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ صفت قلوب میں ہوتی ہے۔ عالی شان قصور و محلات کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اس کی طاق و در کے تزئین اس کے مکینوں کی عالی منشی اور صفائی قلب کی ترجمان ہو۔ دنیا میں کوئی شخص اتنا عالی منش نیک طینت اور فرشتہ خصلت نہیں ہے جتنا لوگ اسے سمجھتے ہیں یا وہ خود اپنے آپ کو تصور کرتا ہے۔ ہر انسان جو دوسروں کے متعلق بھلی یا بری رائے قائم کرتا ہے۔ اپنے معیار کو صحیح نہیں کہہ سکتا۔ غلو انسان کی فطرت ہے؟ (علی گڑھ میگزین)

ارسجانس و سقراط

سقراط۔ اے میرے پیارے ہونہار ارسجانس رات کو ایسی جگہ باتیں کیا کرو جہاں چمگادڑوں کے گھونسلے نہ ہوں۔

ارسجانس۔ اے حکیم تیری مراد یہ ہے کہ میں تنہائی میں بیٹھ کر غور و فکر کیا کروں اور حق کی طلب کے وقت محسوسات کے ملاحظہ سے اپنے نفس کو روکوں۔

سقراط۔ غرض یہی ہے خوش طبع مت بنو۔

ارسجانس۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عقل کو علم و فہم سے معمور کروں۔

سقراط: ترازو سے باہر نہ جاؤ۔
ارسچانس۔ آپ کی مراد یہ ہے کہ حق سے تجاوز نہ کرو۔
سقراط۔ چھری کی آنچ کو تیز نہ کرو۔
ارسچانس۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو غصہ میں ہو اس کو غصہ نہ دلاؤں۔
سقراط۔ اس شہر سے کچھ جو چوپایہ نہ ہو۔
ارسچانس۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ سے بچے رہو۔
سقراط۔ جب مرد ز چیونٹی نہ ہو۔
ارسچانس۔ مدعا یہ ہے کہ جب تمہارا نفس خواہشوں کے مار دینے پر راضی ہو جائے تو فنا ہو جانے والی چیزیں جو محسوس ہوتی ہیں۔ جمع کر کے نہ رکھو۔
سقراط۔ کسی زمانہ میں بہار کا موسم دور نہیں رہتا۔
ارسچانس۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کسی زمانہ میں فضائل کے حاصل کرنے کی چیز مانع نہیں ہے۔

(المعارج)

نئی دنیا میں دولت کے کرشمے

(نیویارک)

مقامی خصائص اہل امریکہ نیویارک کو تجارتی دارالسلطنت کہتے ہیں۔ اور فی الحقیقت ایسا ہی ہے۔ نیویارک کی بعض خصوصیتیں یہ ہیں:-

(۱) نیویارک میں ایک عمارت ساٹھ مراتب کی ہے جو اپنی بلندی کے اعتبار سے ساری دنیا میں بےمثل ہے۔ اس کا نام آلورتھ ہے اور اپنی رفعت و شان کے لحاظ سے قابل دید ہے۔

(۲) نیویارک کی مردم شماری اٹھاون لاکھ ہے۔

(۳) یہاں آئرلینڈ کے صدر مقام ڈبلن سے بھی زیادہ آئرش رہتے ہیں۔ اسی طرح یہاں اطالیہ کے پایہ تخت روم سے زیادہ اطالوی رہتے ہیں۔

(۴) اس کے تیس میل کے رقبہ میں آٹھ کروڑ انسان کے حساب بستے ہیں

(۵) یہاں سالانہ ڈھائی لاکھ کے حساب سے نئے آدمی آتے ہیں

(۶) یہاں کے محکمہ پولیس میں بارہ ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔

(۷) یہاں کی پبلک تعلیم گاہوں میں اٹھارہ ہزار دو سو معلم اور نو لاکھ طالبعلم ہیں

(۸) نیویارک کی زمین کی قیمت دس عرب ڈالر یعنی چالیس ارب روپیہ ہے۔

(۹) اس کے مشہور باغ سنٹرل پارک کی قیمت اس وقت تین ارب روپیہ ہے

(۱۰) اس کی مشہور شاہراہ براڈوے کے ایک کٹڑے کے بنانے میں پانچ کروڑ روپے خرچ ہوئے تھے۔

(۱۱) یہاں ہر پچیس سکنڈ میں ایک ریل گاڑی آتی ہے۔ ہر تیرہ منٹ میں ایک شادی ہوتی ہے۔ اور ہر گھنٹہ میں ایک جدید مکان کی تعمیر شروع ہوتی ہے۔ ہر ۵۱ منٹ میں ایک کمپنی کھلتی ہے۔ ہر سکنڈ میں یہاں چار لعاردو آتے ہیں۔ ہر ۴ منٹ میں ایک بچہ ہوتا ہے۔ ہر اڑتالیس منٹ میں یہاں سے ایک جہاز باہر جاتا ہے اور ایک باہر سے یہاں آتا ہے۔

(۱۲) یہاں ہوٹلوں اور کھانوں کی دکانوں میں روزانہ پچاس لاکھ روپے کھانے پر صرف ہوتے ہیں۔ اور ساڑھے تین لاکھ روپے روزانہ کی یہاں ملائی کا برف خرچ ہوتا ہے۔

(۱۳) نیویارک کی زمین دوز ٹرام گاڑیوں میں سالانہ چوبیس کروڑ آدمی سفر کرتے ہیں۔

(۱۴) اس کے ایک کٹڑہ میونسپل بلڈنگ میں ساڑھے سات ہزار آدمی روزانہ کام کرتے ہیں۔ براڈوے میں آس پاس پانچ کٹڑے ہیں جن میں اٹھائیس ہزار آدمی روزانہ کام کرتے ہیں۔ اور ان کٹڑوں کی قیمت پندرہ کروڑ روپیہ ہے۔

نیویارک اور لندن کا موازنہ پہلے دنیا میں لندن اور پیرس ممتاز تھے۔ اول الذکر شہر تجارت وغیرہ میں خصوصیت رکھتا تھا۔ اور موخر الذکر خوبصورتی اور فنون لطیفہ وغیرہ میں۔ مگر اب نیویارک لندن سے مردم شماری، دولتمندی، انجینیرنگ، غرض کسی بات میں کم نہیں ہے۔ بلکہ بعض باتوں میں تو وہ لندن سے ممتاز ہے۔ مثلاً آلورتھ بلڈنگ کی طرح لندن میں کوئی اونچی عمارت نہیں ہے۔ نیویارک کے ریلوے اسٹیشن کے مقابلہ میں جو ہندوستان کے عہد مغلیہ کی شاہی عمارتوں سے بھی زیادہ خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ لندن کا ریلوے اسٹیشن محض بےحقیقت ہے۔

نیویارک میں ہنوز دو ہزار دو سو کمروں کا ہوٹل پایۂ اختتام کو نہ پہنچا تھا کہ دو ہزار پانچسو کمروں کا دوسرا ہوٹل بننا شروع ہو گیا۔

لندن میں ہزاروں مفلس اور مفلوک الحال پائے جاتے ہیں لیکن نیویارک میں گھنٹوں کی مسافت کے بعد شاید کوئی گداگر نظر آئے۔

لندن کی مردم شماری فی الحال اگرچہ نیویارک سے کم نہیں بلکہ برابر ہے۔ لیکن نیویارک کی مردم شماری ترقی پذیر ہے۔

نیویارک میں زمین کی قیمت لندن سے زیادہ ہے۔ نیویارک کے تجارتی مرکز وال سٹریٹ میں زمین کی قیمت موجودہ دیکھو۔ ساٹھ کروڑ روپے ایکڑ سے بھی زیادہ ہے۔

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

متفرق ایجنسیاں

اگر تمہارے شہر میں بڑے بڑے پریس ہوں تو ان سے کمیشن ٹھہرالو اور پھر چل پھر کر کام تلاش کرواور اُن پریسوں میں چھپوا کر گاہکوں کے حوالے کرو' اگر دیانت اور اگر دیانت اور محنت کے ساتھ کام کیا جائے تو معقول منافع ہو سکتا ہے اور زیادہ وقت بھی صرف نہیں ہوگا۔ وہ لوگ بھی یہ کام اختیار کر سکتے ہیں جو ملازمت پیشہ ہیں اور اپنی آمدنی بڑھانا چاہتے ہیں' اسی طرح تقسیم اشتہار کا کام بھی مفید ہو سکتا ہے، کسی اخبار میں اشتہار دو کہ ہم اشتہارات تقسیم کرتے ہیں۔ بڑے بڑے تاجر اور کارخانے جو اشتہارات تقسیم کرتے ہیں تم سے کام لینگے۔ اگر کام چل جائے اور لوگ تم پر اعتماد کرنے لگیں تو خاطر خواہ نفع ہو سکتا ہے۔

قدیم مصنوعات کی تجارت

بڑے شہروں میں قدیم خاصکر دہلی اور لکھنؤ میں قدیم مصنوعات کی تجارت بڑی کامیابی کے ساتھ کی جاسکتی ہے کیونکہ ایک تلاش کرنیوالے کو یہاں قدیم نادر اشیاء کوڑیوں کے مول مل سکتی ہیں اور پھر ان کو مناسب وقت پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں روپے کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ پرانی قلمی کتابیں، مٹی اور دھات کے قدیم برتن۔ اوزار اور دیگر اشیاء۔ پُرانے کتبے اور دوسری اشیاء جو قدیم معاشرت اور آرائش کے متعلق ہوں اُن کو تلاش و دیانت کے ساتھ باقاعدہ جمع کی جائیں اور انہیں بذریعہ اشتہار یا دیگر وسائل سے فروخت کیا جائے تو نہایت اچھے داموں کو فروخت ہو سکتی ہیں' جن لوگوں کو اسکا موقع نہ ملے وہ کم از کم ٹکٹوں کا روزگار کریں۔ اپنے تمام عزیزوں اور دوستوں سے کہہ رکھیں کہ جس شخص کو کوئی نیا ٹکٹ ملے وہ اُن کو دیدے' اسطرح چند روز میں ٹکٹوں کا ایک معقول ذخیرہ جمع ہو جائیگا جسے وقتاً فوقتاً مناسب قیمت پر فروخت کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح پُرانے سکے جمع کرنے والے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں لیکن جو لوگ ان کاموں کو شروع کریں اُنہیں چاہیئے کہ اپنی ضروریات کا دارومدار اسی کام پر نہ رکھیں بلکہ اس کے ساتھ ہی کوئی معمولی سی ملازمت بھی اختیار کر لیں تاکہ صبر و سکون کے ساتھ قسمت آزمائی کر سکیں۔

بچوں کا سرمائی لباس

موسم سرما کچھ دنوں میں شروع ہونے والا ہے اس موسم میں اگر بچوں کا سرمائی لباس تیار کر کے فروخت کیا جائے تو معقول فائدہ ہو سکتا ہے۔ کٹپیس کے سوداگروں سے حسب ضرورت عمدہ کپڑوں کے ٹکڑے خرید لیے جائیں اور کسی سستے مگر ہوشیار درزی سے بچوں کا لباس تیار کرایا جائے۔ اگر آپ خود کپڑوں کی قطع و برید اور مشین چلانے سے واقف ہیں تو منافع کے ساتھ کافی مزدوری بھی ہو سکتی ہے۔ کپڑوں میں ٹوپ۔ صدریاں۔ باڈیان۔ فراک۔ قمیص وغیرہ تیار ہو سکتے ہیں۔ ایک سلیقہ شعار شخص جسکو کپڑے کے قطع و برید کی سمجھ ہو معمولی ٹکڑوں کو حسین اور دلپسند کپڑوں کی صورت میں بدل سکتا ہے۔ باریک ریشم کے اندر روئی بھر کر اور استر لگا کر نہایت خوبصورت جڑاول بچوں کے لیئے تیار کی جاسکتی ہے اور ایک روپے کی لاگت میں بلا مبالغہ دو روپے کا منافع ہو سکتا ہے۔

ٹوپیوں کا بنانا اور دھونا

بچوں کو ٹوپیاں بنانا بہت آسان ہے۔ بڑے شہروں میں اُنکا سامان بکثرت ملتا ہے اور معمولی سمجھ کا آدمی ٹوپی بنا سکتا ہے۔ سلائی سے زیادہ واقف ہونے کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔ ایک آنہ سے لیکر پانچ روپے تک کی ٹوپیاں تیار کی جاسکتی ہیں۔ بچوں کی ٹوپیوں کے علاوہ بڑی مردانہ ٹوپیاں مثلاً ایرانی وضع کی ٹوپی۔ نقلی فیلٹ کیپ۔ رامپوری ٹوپی اور نیپالی کیپ۔ نہایت آسانی کے ساتھ آپ بنا سکتے ہیں اور ایک روپے کی لاگت میں دو روپے کمائے جاسکتے ہیں۔ آلات اور سامان کے لیے بھی کوئی بڑی رقم درکار نہیں ہے۔ اسی طرح پُرانی ٹوپیوں کا دھونا بھی رنگنا بھی اچھا روزگار ہے اور اس سے چالیس پچاس روپے ماہوار بآسانی کمائے جاسکتے ہیں۔

عطر اور تیل

ہندوستان میں عطر اور تیل کا روزگار بڑا زرخیز ہے۔ یہ دونوں چیزیں ملک میں بڑی کثرت سے خرچ ہوتی ہیں، لیکن اس کے باوجود ایسی بہت کم دوکانیں ہیں جہاں خریداروں کو اچھا مال میسر آسکے۔ عموماً بے ایمانی کیجاتی ہے اور عطر و روغن دونوں میں آمیزش ہوتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات دغاباز دوکاندار ایسی اشیاء ملا دیتے ہیں جو نہایت مضر ہوتی ہیں۔ اگر کوئی شخص ایمانداری کے ساتھ یہ کاروبار شروع کرے اور خالص عمدہ خوشبودار تیل خاص اہتمام سے تیار کر کے فروخت کرے تو چند روز میں غیر معمولی فروغ حاصل کر سکتا ہے اور معقول فائدہ ہو سکتا ہے۔ تیل کا کاروبار معمولی حالت سے شروع کیا جائے تو بڑی رقم درکار نہیں۔ جو لوگ اس کام کو شروع کریں انہیں ایسے مقامات پر جانا چاہیئے جہاں پھول کثرت سے ہوں اور ارزاں مل سکیں مثلاً چنبیلی کے پھولوں کے لیئے اجمیر، جونپور وغیرہ نہایت موزوں ہے۔ تلوں کو وہیں بسا کر باحتیاط بند کر کے ساتھ لانا چاہیئے۔ خوشبودار تیل کی کھلی بھی بیکار نہیں جاتی اور سرد ہونے کے لیئے لوگ اچھی قیمت دیکر خرید کرتے ہیں۔ اگر اس میں سوڈا وغیرہ اجزا شامل کر کے سرد ہونے کا ایک مرکب تیار کر لیا جائے تو اور بھی زیادہ منفعت ہو سکتی ہے۔ عطر کا کارخانہ کھولنے کے لیئے زیادہ روپیہ اور بڑا تجربہ درکار ہے اسلیئے ایماندار کارخانوں سے مال خرید کر فروخت کیا جائے۔ عام طور پر لوگ عطر میں آمیزش کرتے ہیں اس سے قطعی احتراز کرنا چاہیئے۔ یہ کام معافی

طور پر بھی چل سکتا ہے اور مختلف شہر و قصبات میں پھیری کر کے بھی مال کی کافی مقدار فروخت کی جا سکتی ہے۔

عینک اور چشمے عینک اور چشموں کی فروخت کا کام نہایت زرخیز ہے اور تھوڑے سرمایہ سے شروع کیا جا سکتا ہے سب سے پہلے آنکھ کے امتحان کرنے کا طریقہ سیکھو جو بہت جلد آ سکتا ہے، اور امتحان کے لیے جو آلات و سامان درکار ہے وہ بہم پہنچا لو۔ مختلف نمبروں کے چشموں کی ایک کافی تعداد تمہارے پاس موجود ہونی چاہیے یہ سامان لیکر تم مختلف شہروں کا دورہ کرو یا ایک مقررہ جگہ پر قیام کرو، اور پوسٹروں (یعنی اشتہارات) کے ذریعہ سے پبلک کو اپنی آمد کی اطلاع بھی، اگر ساتھ ہی ساتھ تالوں کے فریم میں فٹ کرنے کا کام بھی سیکھ لو تو بہتر ہے، اگر یہ کاروبار سلیقہ کے ساتھ کیا جائے تو سو ڈیڑھ سو روپے ماہوار کی آمدنی ہو سکتی ہے ❖

سوالات

نوٹ:- (۱) خریداران رسالہ دین و دنیا کو بہ پابندی شرائط ذیل سوالات درج کرانے کا حق ہے دیگر اشخاص کو نہیں اس لیے سائلین کو نمبر خریداری بالالتزام ضرور لکھنا چاہیے۔

(۲) خریداران دین و دنیا کو ہر مہینے ایک سوال تجارتی و صنعتی اور ایک سوال طبی اور تین مہینے میں ایک سوال مذہبی اور ایک سوال متفرق بلا اجرت درج ہو سکتا ہے۔ زائد سوالات کے لیے ایک پائی فی لفظ کے حساب سے اجرت پیشگی لی جاتی ہے۔

(۳) سوالات جہاں تک ممکن ہو مختصر اور صاف لکھے ہوئے آنے چاہئیں بلا اشد ضرورت کے کوئی سوال نہ کرنا چاہیے۔ اختلافی مسائل کے متعلق، و غیر ضروری سوالات درج نہیں ہوں گے۔

(۴) مینیجر کے متعلق خطوط میں سوالات نہ لکھنے چاہئیں بلکہ علیحدہ پرچہ پر ہونے چاہئیں۔

مذہبی

(۵۱۰) سونے کے بٹن لگا کر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں جواب کتابی سند کیساتھ ہو (شفیق)

(۵۱۱) ایک شخص کی منگنی ہوئی اس اثناء میں لڑکی اپنے منگیتر سے حاملہ ہو گئی اور بعد میں نکاح ہوا یہ جائز ہے یا نہیں؟ (نمبر ۲۷)

(۵۱۲) کنڈوں اور اُپلوں سے کھانا پکانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۱۹)

(۵۱۳) نماز عیدین میں امام ایک یا دو تکبیریں بھول جائے تو نماز ادا ہو جائیگی یا نہیں (۸)

(۵۱۴) کیا مُردے کی طرف سے قربانی کرنی جائز ہے؟ (۵)

(۵۱۵) ایک مسلمان عورت نے اپنے خاوند سے پیچھا چھڑانے کو ترک اسلام کیا۔ پھر مسلمان ہو گئی نکاح باقی رہا یا فسخ ہو گیا؟ (۲۵)

(۵۱۶) بیوی کو ماں کہکر چھوڑ دیا۔ جب غصہ کم ہو گیا تو پھر بلا لیا۔ یہ تعلق جائز ہے یا نہیں؟ (خریدار ۵)

(۵۱۷) شیعی بوہرہ کی تجہیز و تکفین و تدفین وغیرہ سنی مسلمانوں کے قبرستان میں سنی طریقہ پر جائز ہے یا نہیں (۴۹)

(۵۱۸) سیونگ بنک کا سود لینا اور کسی کمپنی کے حصے خرید کر کے منافع حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (خریدار)

(۵۱۹) کولی یا چمار کے ہاں کا گھی اور گُندھا ہوا چاول مسلمانوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں (خریدار ۸)

(۵۲۰) تصویر بنانا۔ بیچنا۔ پاس رکھنا جائز ہے یا نہیں۔ معتبر کتابوں کے حوالہ سے جواب دیں (محمد یٰسین)

(۵۲۱) اگر پیر سے کچھ فیض نہ پہنچے تو فسخ بیعت جائز ہے یا نہیں؟

(۵۲۲) نماز جمعہ و عیدین ایک ہی محلہ میں ایک ہی وقت بلا عذر کئی جگہ جائز ہے یا نہیں؟ (۳۱۶)

(۵۲۳) بلا وصیت قربانی جائز ہے یا نہیں؟ (۳۱۶)

طبی

(۵۲۴) تھوڑی دور چلنے اور تھوڑا سا کام کرنے سے تھکن اور سُستی پیدا ہو جاتی ہے دماغ میں خشکی اور پیاس کی شدت رہتی ہے کم قیمت مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۵)

(۵۲۵) کبھی کبھی سینہ میں بائیں جانب درد ہونے لگتا ہے جو دو تین سکنڈ رہتا ہے علاج مطلوب ہے۔ (۳۰)

(۵۲۶) دائمی قبض۔ ہضم خراب بھوک کم۔ سرعت پیشاب کی زیادتی، اور پیشاب کے بعد خفیف درد اور سوزش سردی میں سردی اور گرمی میں گرمی محسوس ہوتی ہے، اگر کسی صاحب کے علاج سے فائدہ ہوا تو دس روپے پیش کروں گا (محمد عمر)

(۵۲۷) دانت میں کیڑا لگ گیا ہے۔ کبھی کبھی سخت تکلیف ہوتی ہے نسخہ مطلوب ہے

(۵۲۸) آنکھیں دُکھ کر اب اچھی ہو گئی ہیں لیکن نظر بہت کمزور ہے نسخہ مطلوب ہے

(۵۲۹) پانچ سال سے نزلہ کی شکایت ہے ہمیشہ بہتا ہے اور ہر مہینہ میں اس میں زیادتی ہوتی ہے دوا مطلوب ہے۔ (۲۵)

(۵۳۰) ایک سن رسیدہ شخص جو دمہ میں مبتلا ہے ایک پہاڑی مقام پر جسکی آب و ہوا اچھی نہیں اور فصلی بخار پھیلا رہتا ہے جانا چاہتا ہے۔ حفظ ما تقدم کی کیا تدابیر کرے (۵۰)

(۵۳۱) ۲۲ سال عمر ہے۔ بچپن ہی سے جسم کمزور و لاغر ہے۔ چہرہ بے رونق ہے۔ ڈاکٹر کا مرض بتا رہے ہیں مجرب علاج درکار ہے (۳)

(۵۳۲) ہر قسم کے بخار کو رفع کرنے والی طلسمی انگوٹھی کہاں اور کس قیمت پر ملتی ہے

(۵۳۳) ایسی دوائے بیہوشی کا نسخہ مطلوب ہے جو مہلک نہ ہو اور مریض کچھ وقت تک بیہوش رہے (کلوروفارم کے علاوہ) (۶۴)

(۵۳۴) سر کے بال عادت سے زیادہ سفید ہو گئے اور تیرہ برس سے سفید ہو رہے

بائیں کان میں بیماری پیدا ہو کم خرچ مجرب دوا مطلوب ہے (ر ۱۵۴)

(۵۳۵) ۲۰ سال سے نزلہ کی شکایت ہے جو سردی میں بڑھ جاتی ہے سر کے سب بال سفید ہو گئے ہیں مجرب نسخہ درکار ہے (ر ۱۴۷)

(۵۳۶) نکسیر کا مجرب علاج مطلوب ہے (ر ۱۲۵)

(۵۳۷) میرے بھانجہ کو نواسیر نے بہت ستایا ہے مجرب علاج مطلوب ہے (ذاکر دہلوی)

(۵۳۸) شادی کے وقت بیوی کی عمر ۲۰ سال تھی اب ۳۰ سال ہے۔ سال بھر کے بعد شکایت شروع ہوئی اب ماہواری کے دنوں میں بدن ٹوٹتا ہے خفیف بخار۔ درد سر گھبراہٹ آنکھوں میں دھند دھند پیدا ہوتا ہے۔ خون کے ایک دو دھبے پیدا ہوتے ہیں غسل کے بعد سفید رطوبت دو چار دن تک آتی ہے اور کبھی دس پندرہ دن تک۔ کوئی اولاد نہیں ہے۔ مجرب نسخہ مطلوب ہے (ر ۴۳۴۳)

(۵۳۹) دن بدن فربہی اور پیٹ بڑھتا جاتا ہے کیا کرنا چاہیئے۔ (ر ۵۰۲)

(۵۴۰) زیبک کا نسخہ مطلوب ہے جو موچ اور چوٹ میں مستعمل ہے۔ (محمد یونس)

(۵۴۱) جریان کی مجرب دوا مطلوب ہے۔ (محمد جیون)

(۵۴۲) چار سال ہوئے کہ زنانہ زچگی کولے میں درد پیدا ہوا اور دن میں تمام دن پانی میں تر رہنا پڑا۔ اب کمر اور کولے میں بہت چمک اور درد ہے چلنا پھرنا دشوار ہے مجرب دوا مطلوب ہے۔ (عزیز الدین)

(۵۴۳) پرانی کھانسی کا مجرب علاج مطلوب ہے۔ (محمد یٰسین)

(۵۴۴) عمر ۲۰ سال۔ ضعف دماغ اور اختلاج قلب کی شکایت ہے معمولی کام پر چکر آجاتا ہے گوشت مرغ یا بیضہ مرغ سے گرمی بڑھ جاتی ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے (ر ۳۴)

(۵۴۵) کیا صبح اٹھتے ہی ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پینا باہ کے لیئے مضر ہے (ر ۳۰۲)

(۵۴۶) سر میں چوٹ لگی تھی اب حافظہ بالکل خراب ہو گیا ہے اور سر میں درد رہتا ہے اور طبیعت سست رہتی ہے۔ علاج مطلوب ہے (نعمت)

(۵۴۷) کیا کوئی ایسا سرمہ ہے جسے ایک دفعہ لگا دینے سے پھر تمام عمر سرمہ کی ضرورت نہ ہو۔ (ر)

صنعتی

(۵۴۸) شکر سازی۔ مکھن نکالنے۔ نب بنانے۔ سگریٹ بنانے کی چھوٹی مشین ریلیاں اور ڈوریاں بٹنے کی مشین کہاں اور کس قیمت پر مل سکتی ہے اور ان مشینوں کو چلانے کا کام کہاں سکھایا جاتا ہے۔ (شفیق)

(۵۴۹) کم خرچ دیرپا سہل اور طاقتور بیڑی بنانے کی ترکیب کیا ہے (اصغر علی)

(۵۵۰) ۲۵ یا ۳۰ گھوڑوں کی طاقت والی موٹر (سکنڈ ہینڈ) دہلی میں چلانے کے لیئے درکار ہے۔ (محمد زکریا)

(۵۵۱) ٹمٹم کے کل اوزار عمدہ قسم اور سستے کہاں ملینگے اور کس مارکہ کے اوزار عمدہ ہوتے ہیں۔ (ر ۳۰)

(۵۵۲) ملمع کرنے کی آسان ترکیب مطلوب ہے (ر ۹۹)

(۵۵۳) تل اور سرسوں کا تیل نکالنے کی مشین کہاں اور کس قیمت پر ملیگی (ر ۵۰)

(۵۵۴) پردہ نشین عورتوں کو گاڑھا بننا کہاں سکھایا جاتا ہے۔ (ر ۲۵)

(۵۵۵) سپاری کاٹنے کی مشین کہاں اور کس قیمت پر ملیگی؟ (عبد الرؤف)

(۵۵۶) فونٹین پین کی سیاہی۔ مہر لگانے کی لاکھ اور چنبیان کی گولیاں بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (ر ۵)

(۵۵۷) مغز بادام گلانے کی کیا ترکیب ہے؟ (اسمٰعیل)

(۵۵۸) گندھک کا تیل کیونکر نکالتے ہیں؟ (ر ۳۴)

(۵۵۹) ترکی ٹوپیاں رنگنے اور دھونے کی کیا ترکیب ہے (نعمت)

(۵۶۰) لوبان۔ پودینہ۔ پیپرمنٹ کا ست اور لوبان کا تیل کیسے بنتا ہے۔ اس کے افعال و خواص کیا ہے۔

(۵۶۱) عقیق۔ فیروزہ۔ یاقوت۔ زمرد۔ مروارید وغیرہ نگینے کہاں سے مل سکتے ہیں (ر ۲۳)

(۵۶۲) روغن آملہ بنانے کی مفصل ترکیب مطلوب ہے۔ (خریدار ۳۵۴)

متفرق

(۵۶۳) رسالہ گلچیں گورکھپور کے پرانے پرچے مطلوب ہیں (ر ۱۱۵)

(۵۶۴) مصطفیٰ کمال پاشا کے والدین کا کیا نام ہے اور آپ کس خاندان کے ہیں (ر ۲۳)

(۵۶۵) مدرسہ میں باقاعدہ پڑھے بغیر کن کن کتابوں کو بطور خود پڑھنے سے ایک شخص طبیب اور علاج کے قابل بن سکتا ہے (نظیر حسن)

(۵۶۶) ذخیرۃ الکواکب المعروف اختیارات الصالحین اور جوشن سلفہ جوشن سندر۔ نئی یا مستعمل مطلوب ہے (ر ۲۵)

(۵۶۷) آداب المریدین اور ارشاد الطالبین مصنفہ اخوند صاحب درویزہ کہاں اور کس قیمت پر ملینگی (امانت علی)

(۵۶۸) جو کمپنیاں یا دکانیں اشیائے قدیم یعنی پرانے سکوں وغیرہ کی تجارت کرتی ہیں اُن کے ممالک غیر و ہندوستان کے پتے مطلوب ہیں (ر ۲۵)

(۵۶۹) دیا سلائی کے تھوک سوداگروں کا پتہ مطلوب ہے۔ (عبد الرشید)

(۵۷۰) کوئی ایسا اخبار ہے جس میں تاجروں کے پتے اور اشیاء کا نرخ شائع ہوتا ہو (ر)

(۵۷۱) گھڑی سازی سکھانے والی بہترین کتاب مطلوب ہے۔ (امجد علی)

(۵۷۲) ایک لائق تجربہ کار نبض شناس طبیب کا پتہ مطلوب ہے۔ (ر ۱۲۵)

(۵۷۳) اقوام المسالک مصنفہ امیر الامرا سید خیر الدین مترجمہ خلیفہ سید محمد حسن وزیر ریاست پٹیالہ مطلوب ہے۔ (سید نذیر علی)

(۵۷۴) اولیائے ہند کے حالات مجموعی طور پر کس کتاب میں ملیں گے (محمد حنیف)

(۵۷۵) کندری جو ملوں میں کلف کے کام میں آتی ہے میں فروخت کرنا چاہتا ہوں (ر)

(۵۷۶) ہیڈ بوٹیرس کس جگہ کس قیمت پر مل سکتا ہے؟ (ر ۵)

(۵۷۷) بہترین انگریزی اردو ڈکشنری کہاں سے کس قیمت پر مل سکتی ہے (ر ۲۵)

(۵۷۸) ہندوستان میں کوئی ایسا مدرسہ ہے جو طلبہ کے قیام و طعام وغیرہ کا کفیل ہو اور انہیں ابتدا سے انتہا تک تعلیم دیتا ہو۔ (محمد یٰسین)

(۵۷۹) کوئی ایسی ترکیب دکھا ہے کہ دس سال کا بے ثمر درخت سیب ہوتے پھلنے لگے (ر)

(۵۸۰) حضرت شاہ منور علی صاحب الہ آبادی کا سنہ ولادت و وفات و جائے مزار اور شجرۂ پیری مریدی معلوم کرنا ہے (ص ۲۴۸)

(۵۸۱) ۱۳۱۱ھ ہجری۔ کتاب مرقوم۔ دفتر اول۔ شرح اردو مثنوی مولانا روم مصنفہ مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کہاں سے ملسکتی ہے اور کس قیمت پر (داؤد)

(۵۸۲) قرآن مجید مطبوعہ مطبع قاسمی لودیانہ جو امیر کابل کیلئے تیار کیا گیا تھا مطلوب ہے۔ (پیر بخش)

(۵۸۳) کیچوے کو کانٹے میں زندہ پھنسا کر مچھلی کا شکار کرنا جائز ہے یا نہیں (سہراب)

(۵۸۴) خواجہ کمال الدین اور مسجد ووکنگ میں اسلام لانیوالے جملہ مسلمانوں کے فوٹو کہاں مل سکتے ہیں؟ (ع ۲۵۹)

(۵۸۵) مجھے استعمالی عید کارڈوں کی ضرورت ہے۔ (ع ۳۴۴)

(۵۸۶) پان کا بیج کہاں سے آیا اور یہ ہندوستان میں کب سے رائج ہے (ظہور الحسن)

(۵۸۷) زیب النساء کی مکمل سوانح عمری کہاں اور کس قیمت پر ملیگی؟ (اسمٰعیل)

(۵۸۸) علم موسیقی پر اُردو زبان میں سب سے مکمل کتاب کس نے لکھی ہے اور کہاں ملسکتی ہے (ا)

(۵۸۹) کتاب مفید الکونین مقصد دارین مطلوب ہے۔ (ع ۳۱۹)

(۵۹۰) ایسی دوکان کا پتہ مطلوب ہے جسمیں تمام دیسی دوائیں فوراً مل سکتی ہوں (ع ۲۵۲)

(۵۹۱) صنعت و حرفت کی بہترین تعلیم دُنیا کے کس حصہ میں ہوتی ہے (افضل الدین)

(۵۹۲) امریکہ جانیکے لئے پاسپورٹ کہاں سے ملیگا (")

(۵۹۳) امریکہ جانیکے لیے کونسا راستہ اختیار کیا جائے کہ خرچ کم ہو (")

جوابات

(جوابات جہاں تک ممکن ہو صحیح - جامع - مختصر اور جلد آنے چاہیئیں۔

(۳۹۰) ذیل کے پتے سے خرید کیجئے۔ ٹی۔ ڈی اینڈ سنز سودیشی نمبر ۲۴ اسٹریٹ پونا بمبئی

(۴۴۵) کپڑا دھونے کی مشین دی بھارت انجنیئرنگ کمپنی سوداگران مشنری لاٹوش روڈ لکھنؤ سے ملتی ہے۔ قیمت دو سو پچھتر روپے ہے۔ یہ مشین ہاتھ سے چلائی جاتی ہے اور ایک گھنٹہ میں از قسم کوٹ واسکٹ۔ دھوتی۔ قمیص وغیرہ ۳۰ کپڑے دھو سکتی ہے مگر اسمیں کپڑے نچوڑنا سکھانا۔ پالش کرنا وغیرہ کام نہیں ہوتا۔ ایسی مشین کا نام Washing Wringing & Mangling مشین ہے اور Henry S. King & Co. 65 cornhill London [illegible] کی بیشتر قیمت ڈیڑھ سو روپے تھی۔ موجودہ قیمت لندن سے دریافت [illegible] ہندوستان میں بھی مارشل سنز وغیرہ کمپنیوں میں ملیگی (عبدالقادر)

([illegible]) لندن سے انگلش میں نکلتا ہے (نمبر ۲۸۲)

([illegible]) [illegible] دوا آلبرٹی [illegible] کا پیکٹ ۱۲ میں ملتا ہے منگا کر استعمال کیجئے [illegible] دلیل کہا ہے:- [illegible] ۔ جو تخم ۲ ماشہ۔ بیرحچہ ۱۲ ماشہ۔ گل دھاوا ۲ ماشہ۔ [illegible] ۲ ماشہ۔ بھنگ قسم بریاں ۲ ماشہ۔ سب کو باریک پیسکر ۳ ماشہ صبح کو

نہار مُنہ پانی کے ساتھ ایک ہفتہ کھائیے۔ غذا گیہوں کی روٹی اور مسور کی دال۔ (حکیم محمد ضمان الرحمٰن انور سہسوانی)

(۴۶۷) پوست درخت نیم کہنہ ۲ تولہ۔ زنجبیل ۴ ماشہ جو کوب کرکے پانی میں جوش کریں پھر قند سیاہ ۲ تولہ ملاکر چھانکر پی لیں۔ (")

(۴۶۸) نیلا تھوتھہ سوختہ ۲ ماشہ۔ پھٹکری بریاں ۲ ماشہ۔ نمک لاہوری ۲ ماشہ کتھہ پاپڑیا ۲ ماشہ۔ مازو سوختہ ۲ ماشہ۔ دانہ الائچی سرخ ۲ ماشہ۔ کیسیس ۳ ماشہ باریک پیسکر بطور منجن ملیں۔ (")

(۴۶۹) روغن گل خالص تولہ بھر اور خالص سرکہ تولہ بھر لیکر ملا لیجیو اور سر پر مالش کیجئے۔ (")

(۴۷۱) وینیڈن کا گنورائن استعمال کریں - (عبداللہ شاہ)

(۴۷۲) کتھا رٹک پلزرات کو کھالیا کریں (")

(۴۷۳) اطریفل چند روز تک کھائیں۔ (")

(۴۷۴) روغن بادام تلخ دن میں دو بار ڈالیں (")

(۴۸۰) تذکرۃ الاولیا ہمارے ہاں سے مل سکتا ہے قیمت مجلد عہ ہے۔ ملنے کا پتہ:- قومی کتبخانہ بولٹن مارکیٹ - کراچی - (سندھ)

(۴۸۱) حضرت شہربانو امام حسین علیہ السلام کی بیوی امام علیہ السلام کی حیات ظاہری ہی میں وفات پاگئی تھیں، اور امام زین العابدین ع کی ولادت کے وقت ہی آپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ معرکۂ کربلا میں یہ موجود نہ تھیں۔ نہ امام ع کے بعد اُن کی کسی دوسری بیوی کا نکاح تحقیق ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔ (ملک الکلام قوی امروہی)

(۴۹۵) انار کے پتے کوٹ کر دو تولہ عرق نچوڑلیں اور اسی قدر ترش دہی میں ملاکر بخار کی حالت میں استعمال کریں۔ کونین سے زیادہ زود اثر اور مجرب ہے۔ (علیم الدین سرگین)

(۴۷۹) قطعہ تاریخ انتقال والدۂ احمد دین صاحب از جناب حبیب اللہ صاحب عابد برہان پوری۔

سر سے پسر کے سایہ اُٹھا والدہ کا آہ ۔۔۔ بیکار ہے جو قبضہ میں کچھ سلطنت ہوئی
کیوں والدہ کا احمد دیں کو نہو الم ۔۔۔ افسوس و رنج و حزن کی جب جمعیت ہوئی
تاریخ انتقال کی تم کو جو ہے تلاش ۔۔۔ عابد یہ لکھدو - رحلت عالی صفت ہوئی

۱۳ھ ۴۰

انشائے لطیف

آم

(از جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

قسام ازل نے جو نعمتیں کرۂ ارض کے مختلف حصوں کے ساتھ جدا جدا مخصوص کر دی ہیں انہی میں سے ایک آم بھی ہے اور میرا تو خیال ہے کہ دنیا کا کوئی میوہ آم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ یہ نہ صرف خوش ذائقہ ہے بلکہ بہترین غذا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اہل وطن کیلئے وقف ہے۔ گھر سے باہر قدم نہیں نکالتا کہ بیگانے روشناس ہوں اور قدر کریں۔ نقل مشہور ہے کہ دربار افغانستان میں کسی ہندی سیاح نے میوہ جات کابل پر آموں کو ترجیح دی تو امیر نے ندیموں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا "آم کیسا ہوتا ہے؟" ایک ندیم نے اُس ہندوستانی کی ڈاڑھی میں شہد اور سرکہ اتنا لگایا کہ بال بالکل چمٹ گئے اور کہا ایسا ہی ہوتا ہے۔ امیر نے کہا نعوذ باللہ من ذالک۔ ابھی حال میں ایک انگریزی اخبار میں ایک نظم چھپی ہے جس میں آم کھانے کا نقشہ کھینچا گیا ہے "غسلخانہ میں جا کر طشت میں پانی اور پانی میں آم رکھو اور دونوں گھٹنوں کو اٹھا کر دو زین فرش زمین پر بیٹھو اور آموں کو پانی سے نکال کر چیکے بعد دیگرے چوسو تاکہ گٹھلیوں کو بار بار منہ کے اندر لیجاؤ اور باہر نکالو" تو جن لوگوں نے آم کا ذائقہ نہیں چکھا ہے اور نہ صورت دیکھی ہے انہیں اس نظم سے آموں سے پوری نفرت ہو جاتی۔ کسی شے کے پسند یا ناپسند کرنے میں عادت کو بھی دخل ہے جو لوگ باہر سے ہندوستان میں آتے ہیں آموں کو ضرور پسند کرتے ہیں لیکن ہندوستانیوں کی طرح اُن کا دم نہیں بھرتے۔ ہندوستانیوں کی تو یہ حالت ہے کہ آموں کی فصل میں وہ آموں کو چھوڑ کر کسی دوسرے میوے یا مٹھائی کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔ فی الحقیقت آم تمام میوہ جات سے افضل ہے۔ اس جگہ خوش ذائقہ ہے کے لیے چاشنی دار کم ہیں۔ اسکے ترش آم بھی ہوتے ہیں کہ نمک اور مرچ اُن کے عرق میں ملایا جائے تو نہایت عمدہ چٹنی تیار ہو جاتی ہے گو تیز ہیں ایک بھی ایسا مذاق ہندوستانی ہو گا جو بڑے سے بڑے پختہ آم کو بھی بجائے پھل کے چٹنی کی طرح استعمال کرنا پسند کرے۔ کچے آم کی کھٹائی، چٹنی، اچار اور مربے کی مختلف صورتوں میں اس کثرت سے مستعمل ہوتے ہیں کہ شاید دوسرا کوئی میوہ اتنی متعدد صورتیں اختیار نہیں کرتا اور اس صورت سے آم برسوں رہ سکتا ہے لیکن جب پک کر شاخ سے گر کر گرنے ہی بچا رہتا ہے تو "میں جیتا" ۲۴ گھنٹے سے زائد وہ اپنی ذائقہ پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسکی ناپائداری بجائے خود ایک بہت بڑی صفت ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

عرب میں انار، کھجور اور انجیر بہترین میوے ہیں قرآن میں میوائے جنت کی صفت بیان کی گئی ہے کہ صورت میں ایک اور لذت میں مختلف "وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا" کا یہی مطلب ہے۔ قرآن اگر ہندوستان میں ہندوستانیوں پر نازل ہوتا تو غالباً آم کا ذکر ضرور آتا۔ اسکی دو قسمیں ہیں شیریں اور ترش، انکے ذائقہ اور آم کی سینکڑوں قسمیں ہیں۔ انسان جدت پسند ہے ہر آم کے بعد دوسرے آم کا مزہ مختلف پاتا ہے تو خواہش بڑھتی ہی جاتی ہے نہ ہاتھ رکتا ہے اور نہ منہ تھکتا ہے بس کھاتا ہی چلا جاتا ہے۔

تخمی آموں کا کیا کہنا۔ عرق پتلا ہو اور شیریں ہو، پال کے ہوں تو تخمی آم اُن کے سامنے بیقدر ہیں۔ قلمی آموں میں حرارت نسبتاً کم ہوتی ہے اور اس لیے اُن کے عرق سیال نہیں ہوتے منجمد رہتے ہیں۔ قلم پیوند لگانے سے برودت بڑھ جاتی ہے۔ ماہران علم نباتات وجہ بتائیں۔ میرا قیاس کچھ نہیں ہے۔ قلمی آم برودت بھی بیشتر کا باعث ہو تو عجب نہیں اطباء سے سمجھ سکتے ہیں۔ میری سمجھ بیکار ہے۔ تخمی آم کچھ زائد مقوی سمجھے جاتے ہیں مگر نہ تنا کہ ہندوستان سے باہر جا کر اپنا ذائقہ قائم رکھ سکیں۔ ہندوؤں نے تو اپنی وضعداری قائم نہ رکھی مگر آم اب تک جیتے جی جہاز پر چڑھنا قومی گناہ سمجھتا ہے۔

انگور، سیب، ناسپاتی، آلوچہ، انجیر، خربوزہ، نارنگی وغیرہ تر میوہ جات اور بادام، پستہ، اخروٹ وغیرہ خشک میوہ جات بھی خوش ذائقہ ہیں لیکن آموں کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ آم میوؤں کا بادشاہ ہے اور ہندوستان کا دارالسلطنت ہے۔ تبدیلی صورت کے ساتھ بعض لوگ گرم مزاج بھی ہوتے ہیں لیکن اس قدر گرمی اور ہیضہ ہے طبی اصول پر دیکھئے تو یہ ملین ہے اور اسلیے خون صالح پیدا کرتا ہے جگر اور معدہ کو طاقت بخشتا ہے۔ اعضائے رئیسہ کو قوت دیتا ہے مسمن ہے مصفی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ دافع سوداء ہے پھر ان کی تسکین کی تدبیر ہو نادر کہا جاتا ہے دست آ کے ہیں ضرورت ہوتی ہے کبھی بخار بھی آ جاتا ہے۔ بعینہٖ یہی پھوڑے بھی نکلتے ہیں۔ لیکن انکی کثرت بہ نسبت اور پھلوں کے کم ضرر پہنچاتی ہے۔

۱۹۱۲ یا ۱۹۱۳ء میں آموں کی فصل خوب ہوئی اور مجھے ضلع گورکھپور کے ایک قصبہ میں ہر قوم اور اس طرح عوام سے ملنے کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ آموں کی فصل ختم ہونے پر چند مساکین کی روشنی چشم جو نازل یا کم ہو گئی تھی واپس آ گئی یا بڑھ گئی۔ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ محض آموں کا تصرف تھا۔ بیماروں اور الجبن ایک قسم کا مسہل ہے جس کا سلسلہ چالیس روز میں ختم ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے خلط انسانی بدل جاتی ہے اس طریقہ میں دن بہت صرف ہوتے ہیں اس لیے یہ امراء کے طبقہ میں محدود رہتا ہے اور اطباء کا بہترین ذریعہ کسب معاش ہے۔ راز اسکا صرف اسقدر ہے کہ بجائے تین سخت مسہلوں کے بہم نرم مسہل دیکر بتدریج مادہ فاسد کے اخراج اور تولید خون صالح کی تدبیر کی جاتی ہے۔ آموں کی فصل میں جو لوگ احتیاط سے آم کھاتے ہیں کہ نفخ اور اسہال کی نوبت نہ آئے صرف ملین اجابت ہو تو وہ گویا مار الجبن پیتے ہیں۔ اگر اطباء آم کھانے کے طریقے منضبط کر دیں تو شاید مار الجبن متروک ہو جائے۔ انجیر بھی خوش ذائقہ ہے اور ملین ہے اور جہاں آب و ہوا اس کے موافق ہے وہاں یہ بہترین میوہ ہے۔ "شد انجیر شد نام ہر میوہ" لیکن آموں کی اقلیم میں انجیر کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ دواخانوں میں ان دونوں کا کیا درجہ ہے؟ اسکا جواب اطباء دے سکتے ہیں نہ کہ میں۔ سب سے بڑی صفت آم کی یہ ہے کہ غریب پرور اور محب اہل وطن ہے۔ شاخ سے ٹپکتے ہی شور مچاتا ہے کہ جلد کھاؤ ورنہ میں سڑا جاتا ہوں اور جب آموں کی فصل بکثرت ہوتی ہے مالکان باغ غریبوں کو کھلانے پر مجبور ہوتے ہیں خود غرض انسان آموں کو بیچ کر توڑ کر چٹنی اور اچار بنا تا ہے کہ کہیں وہ مٹک گیا تو غضب خدا کا ہو گا۔ گھر کی عورتیں کھٹائی، امچور بنا بنا کر حشرات الارض کی مہمانی کریں گی، لیکن کھٹائی، چٹنی، اچار اور مربہ میں خرچ ہو کر بہت سا حصہ خود پک جاتا ہے اور از خود گرتا ہے جسے آم از خود ٹپکتے ہیں اُن کو اٹھا لینے پر رواج ملک کے اعتبار سے راہ گیر بھی باعث ملامت نہیں سمجھے جاتے۔ اور جب کثرت بارش کے ساتھ آموں کی بارش شروع ہوئی تو پھر مالکان باغ ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ مہمانان ناخواندہ کتنا کھا گئے۔ جب فصل خوب آتی ہے تو جیب یا دام رکھنے والے اور دامن میں جیب رکھنے والے دونوں آم کھانے میں برابر ہو جاتے ہیں۔

اب قلمی آموں کے درخت لگانے کا شوق بڑھتا جاتا ہے یہ ذرا دیر پا ہوتے ہیں اور ریل نے نقل و حمل مال میں جلدی اور سہولت بھی پیدا کر دی ہے۔ چند دنوں سے آموں کی حالت غیر منقولی وہ نہیں رہی جو پہلے تھی اب غریبوں کو سوال کرنا پڑتا ہے۔ مانگے نہیں ملتا لیکن پھر بھی غنیمت ہے کہ ہندوستان ہی میں رہتا ہے باہر نہیں جا سکتا۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس کے جہاز بھر بھر کر دیگر ملکوں میں بھیجے جائیں اور اہل ملک ترستے رہیں۔ بخلاف اسکے دیگر میوہ جات دنیا کی یہ حالت ہے کہ جو جتنا بھی دربار پہنچا سکتا ہے اہل وطن پر حرام اور غیر ملکوں کا زینت دسترخوان ہو۔ اسلیے یہ کہنا کیا بیجا ہے کہ اصل میں آم ہندوستانیوں کے لیے مخصوص ہے۔

آموں کے کھانے کے مختلف طریقے ہیں:۔ (۱) تخمی مع چھلکے کے کاٹ کر کھایا جائے اور گٹھلی کا استعمال کیا جائے (۲) چاقو سے چھلکے دور کیے جائیں اور مغز حلوہ کی ڈلی کی طرح کھایا جائے (۳) آم کو تھوڑا گرم کر کے چوس لے اور پھر گٹھلیوں اور چھلکوں کو چاٹے اور صاف کرے (۴) چھلکا پہلے دور کر کے پھر مغز کو چاٹ کر گٹھلی کو صاف کرے (۵) آم کا مغز جدا کر کے اور چھانے اور شربت کی طرح پی جائے۔ ہر حالت میں پیش نظر رہے کہ لعاب دہن کی شرکت ہضم میں مدد دیگی اور عرق پتلا ہو کر نہ بے حلق ہو گا تو جلد ہضم ہو گا۔ آم کی حدت کو کم کرنے کیلئے دودھ کا استعمال بہتر ہے اور رفع نفخ کے لیے اور ک یا سونٹھ کا استعمال اچھا ہے۔ قلمی آموں کے کھانے کے بعد سونٹھ یا اور ک کی گولیاں با احتیاط لوگ ضرور کھا لیتے ہیں۔ آم کے شربت میں دودھ ملا دینے کے بعد دودھ میں تھوڑی شکر ملا لیتے ہیں۔ یہ آمیزش آم کی ترشی کو دودھ کو پھٹنے نہیں دیتی۔

میرے لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ آم بہترین غذا اور بہترین دوا بھی ہے۔ حال کی تحقیقات کو یہ بے بہرہ ہے ایک بہتر چیز ہوتی ہے اسکی تیزابیت کہاں تک مضر ہے تحقیقات طلب ہے۔ علم معدہ میں کہا جاتا ہے کہ غذا کے بعد؟ یہ بھی امر مختلف فیہ ہے اور قول فیصل کی ضرورت ہے۔ محققان خواص اشیاء اور ماہران علم نباتات کی ملکیت پیدا نہیں ہوتا اور نہ اسکے متعلق ذخیرۂ معلومات بہت کچھ ہو جاتا۔ بہ کہیں جا سکے فوائد اور خواص ابھی تک تقویم پارینہ ہو رہے ہیں۔ نظر بر جدید تحقیقات کی جو یاں ہیں اس وقت ہندوستان میں بعض بڑے بڑے ماہر فن تعلیم جدید سے مالامال موجود ہیں اگر کوئی رسالہ پرانے معلومات پر جدید تحقیقات اضافہ کر کے لکھا جائے تو بہت کارآمد ہو گا۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ کچھ بھی قابل قدر نہیں ہے کیونکہ خود ماہر نہیں ہوں یہ میدان میرا جولانگاہ نہیں ہے میں اس موضوع پر کوئی کارآمد بات نہیں لکھ سکتا لیکن مختلف پیرایہ سے کچھ نہ کچھ لکھ کر میں نے ایک خاکہ کھینچ دیا ہے جس پر محققان فن وسیع مضامین لکھ کر ملک کو بے انتہا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

خونی گلوری

(تمام حقوق محفوظ ہیں)

"بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں جنہیں ہم محسوس بھی نہیں کرتے بعض اوقات ہماری بربادی کا باعث بن جاتی ہیں"

(۱)

ترکمان دروازہ دہلی میں حویلی مظفر خاں کے قریب میر غیاث الدین کا عالیشان مکان تھا مکان کا زیریں حصہ کرایہ پر اُٹھا ہوا تھا اور بالائی حصہ میں وہ خود رہتے تھے۔ اس مکان سے ملے ہوئے ان کے دو اور مکان بھی تھے ایک میں مدرسہ تھا اور دوسرے میں افسر مال کرایہ پر رہتے تھے، کرایہ کی آمدنی تین سو روپیہ ماہوار تھی اور اسی آمدنی پر میر صاحب اور اُن کے کنبہ کی زندگی بسر ہوتی تھی، میر صاحب بڑے با وضع نہایت خلیق اور دہلی کے قدیم شرفا کا سچا نمونہ تھے اُن کا خاندان پان کھانے میں خاص امتیاز رکھتا تھا، جہاں بچہ دو تین سال کا ہوا کہ اُس نے پان کھانا شروع کیا۔ گھر کے سب چھوٹے بڑے پان کھاتے تھے۔ دہلی میں پانوں کی کیسی ہی گرانی اور کمیابی ہو لیکن ان کے ہاں ڈھولی دو ڈھولی پانوں کا آنا اور صرف ہونا لازمی تھا کثرت استعمال کا یہ عالم تھا کہ میر صاحب جب کہیں باہر جاتے تھے تو نوکر ہاتھ میں گلوریوں کا بھرا خاصدان لیئے ہوئے ہمراہ رہتا تھا راستے میں کوئی دوست مل جاتا تھا تو میر صاحب اُس کو قریب بلا کر ایک گلوری خود کھاتے تھے اور ایک ملاقاتی دوست کو دیتے تھے۔ میر صاحب کا یہ طریق عمل اتنا شہرت پذیر ہوا کہ دہلی والوں نے جو لکھنؤ والوں کی طرح پھبتی کے بادشاہ ہیں میر صاحب کو "میر گلوری" کا لقب عطا کر دیا۔ میر صاحب کو اُن کے بعض بے تکلف دوست اُن کے مُنہ پر بھی اس دلچسپ نام سے یاد کرتے تھے ✦

چونکہ گھر میں ہر شخص پان اور تمباکو کھاتا تھا اس لیئے شدید صفائی کے باوجود مکان کا کوئی حصہ پیکوں کے سُرخ اور سیاہی مائل نشانات سے خالی نہیں تھا۔ اُگالدان ایک ایک دو دو ہر کمرے میں تھے لیکن چند گھنٹہ میں وہ آخری حدوں تک لبریز ہو جاتے تھے اور پھر بچوں کی اُچھل کود سے گر گر کر ایک گنج خون جاری کر دیتے تھے۔ کوئی دری اور کوئی چاندنی اور گلابیوں سے خالی نہیں تھی، پیکوں کے علاوہ کتھے اور چونے کے ممتاز نشانات بھی دیواروں اور دروازوں پر موجود تھے۔ گھر کی بی بی اور دھوبن کا ہمیشہ تکرار رہتی تھی کیونکہ مردانہ و زنانہ کپڑے پیکوں میں رنگے ہوتے تھے، اور غریب دھوبن کے امکان سے باہر تھا کہ ان داغوں کو مٹاتی اور اگر وہ کبھی ان کو مٹانے کی کوشش بھی کرتی تو یہ کوشش عبث تھی، کیونکہ یہ خاندان کپڑے پہننے کے بعد ہی چند منٹ کے عرصہ میں اُنہیں پیک آلود کر دیتا تھا ✦

(۲)

میر غیاث الدین کے دو بیٹے رفیع الدین اور شفیع الدین اجمیری دروازہ کے قدیم عربک ہائی اسکول میں انگریزی پڑھتے تھے اور بڑے لڑکے نے امسال انٹرنس کا امتحان دیا تھا۔ میر صاحب بڑے روشن خیال اور انگریزی تعلیم کے دلدادہ تھے۔ وہ خود تو انگریزی سے واقف نہیں تھے لیکن وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانا چاہتے تھے، اور اُنہیں بڑی حسرت تھی کہ اُن کا ایک بیٹا ولایت سے بیرسٹر بنکر آئے اور دوسرا ڈاکٹری کی اعلےٰ ڈگری حاصل کرے۔ اپنے اس شوق کو وہ ناعاقبت اندیشی کی حد تک پورا کرنا چاہتے تھے چنانچہ رفیع الدین کے امتحان کا جب نتیجہ نکلا تو اُنہوں نے جلد سے جلد اپنا ایک مکان ۲۷ ہزار میں فروخت کر کے بیٹے کو ولایت بھیجنے کا انتظام کیا اور اگرچہ اس مکان کی فروخت سے آمدنی میں نمایاں کمی واقع ہو گئی تھی اُنہوں نے چنداں پروا نہیں کی، کیونکہ اُنہوں نے اپنے دل میں یہ طے کر لیا تھا کہ تین مکان تینوں اولادوں پر یعنی ایک بیٹی اور دو بیٹوں پر صرف کر دینگے۔ ولایت کی تعلیم پر اُن کو جو اعتبار تھا اُسکی بنا پر وہ یقین رکھتے تھے کہ لڑکے جب بیرسٹر اور ڈاکٹر بنکر دہلی آئیں گے تو چار پانچ سال کے عرصہ میں اتنی دولت پھر حاصل کر لیں گے۔ جب میر رفیع الدین کی روانگی کا انتظام ہوا تو سب سے زیادہ جو فکر اُنہیں اور اُن کے عزیزوں کو لاحق تھی وہ پانوں کے متعلق تھی، کیونکہ انگلستان میں پان میسر آنے کی کوئی صورت نہیں تھی، میر صاحب اس بات پر آمادہ تھے کہ مہینے میں ایک دفعہ بیٹے کو پانوں کا پارسل بھیج دیا کریں لیکن اتنی طویل مسافت اور سمندر کی ہوا میں پان جیسی نازک اور سریع الزوال شے کا باقی رہنا ناممکن تھا۔ تاہم جب رفیع الدین ولایت روانہ ہوئے تو پانوں کی دس ڈھولیاں بڑے تکلف اور اہتمام سے ایک ٹوکری میں رکھی ہوئی۔ کئی سیر کتری ہوئی چھالیا۔ کتھہ۔ چونہ اور تمباکو پان خوری کا تمام سامان بھی اُن کے ساتھ روانہ کیا گیا لیکن افسوس ہے کہ پورٹ سعید سے آگے پان تاب نہ لا سکے اور آخر کار اس پان کے شوقین نوجوان کو صرف چھالیا تمباکو اور کتھے چونے پر قناعت کرنی پڑی۔ ولایت پہنچکر چند روز کے بعد چھالیا اور تمباکو کے سوا اور کوئی چیز باقی نہ رہی انگریز رفیع الدین کے مُنہ کو اکثر متحرک اور کبھی کبھی اُس سے ایک سیاہ رنگ لعاب کا اخراج دیکھکر متعجب ہوتے تھے اور اس حالت کو مرض سے تعبیر کرتے تھے لیکن رفیع الدین نے اپنے بے تکلف احباب کو سمجھا دیا تھا کہ یہ مرض نہیں ہے بلکہ جو اجزا ہر وقت اُس کے مُنہ میں رہتے ہیں وہ ایک بہت بڑی نعمت کے قائم مقام ہیں، ایک ایسی نعمت جو ہندوستان کے سوا کسی مُلک میں نہیں پائی جاتی ✦

(۳)

رفیع الدین کو ولایت گئے ہوئے دو سال کا عرصہ گزرا تھا کہ میر غیاث الدین کو بیٹی کی برات جسے وہ اب تک دیکھتے تھے کرنی پڑی اور جیسا کہ اُنہوں نے پہلے ہی فیصلہ کیا تھا وہ دوسرا مکان بیچنے کے لیئے آمادہ ہوئے لیکن بدقسمتی سے وقت پر کوئی گاہک نہ مل سکا اور مجبوراً اُنہوں نے بندرہ ہزار روپے پر اپنا مکان سود در سود کی سنگین شرائط پر رہن رکھا۔ بیٹی کی شادی بڑی دھوم سے کی۔ سونے کا پلنگ دیا اور عہد قدیم سے اُن کے خاندان میں جو رسمیں چلی آتی تھیں اُن میں سے کسی کو فروگزاشت نہیں کیا لیکن یہ رشتہ کچھ راس نہیں آیا شادی کے چند ماہ بعد ہی میر صاحب کے سمدھی کا انتقال ہوا اور اُس کے ساتھ ہی ان لوگوں کا کاروبار بھی خاک میں مل گیا میر صاحب کے داماد نے کچھ اثاث البیت بیچکر اور اس طرح دو تین ہزار کا سرمایہ بہم پہنچا کر چاوڑی بازار میں برتنوں کی ایک دکان کھولی لیکن ناتجربہ کاری کی وجہ سے

اُس میں کچھ فائدہ نہیں ہوا، رفتہ رفتہ گھر کی حالت خراب ہونے لگی اور روزمرہ مصارف میں کفایت کے پہلو نکالے جانے لگے لیکن میر صاحب کی صاحبزادی جو پان تمباکو کی بہت بڑی شوقین تھی یا ان کے خرچ میں کسی طرح کی کمی گوارا نہیں کرسکیں، بدقسمتی سے اُن کی ساس تیز مزاج تھیں آخر اُن سے ضبط نہ ہوا اور ایک دن ساس بہوؤں میں سخت جنگ ہوئی لڑکے نے ماں کی طرفداری کی اور زینت بیگم میاں اور ساس سے لڑجھگڑ کر اپنے میکے میں آرہیں، میر غیاث الدین کو اس واقعہ سے بہت صدمہ ہوا اور اسی اثنا میں انہیں دوسرا صدمہ یہ پہنچا کہ شفیع الدین کا نام مدرسہ سے اس بنا پر خارج ہوگیا کہ ہیڈماسٹر نے اُسے بارہا منع کیا کہ وہ کلاس میں پان کھاکر نہ آیا کرے لیکن اُس نے کچھ لحاظ نہ کیا۔ مدرسے سے نام خارج ہونے کے بعد شفیع الدین کا دل پڑھنے سے اچاٹ ہوگیا اور ہرچند میر صاحب نے اُسکی تعلیم میں کوشش کی لیکن کچھ کامیابی نہیں ہوئی ؎

(۴)

عالیہ (میر غیاث الدین کی بیٹی) کو میکے آئے ہوئے چھ مہینے گزرے تھے کہ ذہنی صدمات سے متاثر ہوکر وہ بیمار ہوئی۔ میر صاحب نے اپنے حالات اور اوقات کے مطابق پوری دوڑ دھوپ کی لیکن تقدیر و تدبیر میں باہم کچھ ایسا اختلاف پیدا ہوگیا تھا کہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" چھ ماہ کی تکلیف دہ علالت کے بعد اُس نے رحلت کی۔ والدین پر گویا رنج و غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ لیکن مصیبتیں کسی کے گھر میں آتی ہیں تو آپس میں اتفاق کرکے آتی ہیں۔ میر غیاث الدین اور اُن کے اقربا عالیہ کو دفن کرکے آئے تھے کہ تار کے چپراسی نے میر صاحب کے نام ایک تار لاکر دیا۔ میر صاحب نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے دستخط کرکے تار لیا اور اپنے ایک انگریزی داں عزیز کو جو قریب ہی بیٹھے تھے پڑھنے کے لئے دیا۔ تار ولایت سے آیا تھا اور اُس میں لکھا تھا "حلق میں چھالی کا پھندا پڑجانے سے رفیع الدین نے یکایک انتقال کیا"

یہ سانحہ ہوشربا معلوم کرکے ہر شخص زار زار رونے لگا۔ میر غیاث الدین نے ایک لمبی آہ کھینچی اور بیہوش ہوکر کرسی سے گر پڑے، لوگ اُن کے اُٹھانے اور سنبھالنے کو بڑھے لیکن وہاں کچھ بھی نہ تھا، ستم زدہ روح قالب عنصری سے پرواز کرچکی تھی، زنانہ میں جب اس جوانمرگی کی خبر پہنچی تو ماتم بخت برپا ہوا۔ میر غیاث الدین کی بیوی غش پر غش کھاتی تھیں، دہلی میں اس مرگ مفاجات کا عرصہ تک چرچا رہا۔ ولایت کے روزانہ اخبار میں یہ خبر رنج و قلق کے ساتھ چھاپی گئی، رائٹر کی خبروں میں یہ واقعہ ہندوستان کے اخباروں تک پہنچا اور ہمارے ملک میں استعجاب حیرت اور رنج و افسوس کے ساتھ یہ واقعہ شہرت پذیر ہوا۔ شفیع الدین پاگلوں کی طرح اس ڈراما کو دیکھ رہا تھا اُسکا دماغ مختل اور اُسکی قوت فیصلہ بیکار تھی۔ احباب و اقربا نے جو ہنوز موجود تھے حکیموں اور ڈاکٹروں کو بلایا لیکن سب نے میر غیاث الدین کو دیکھکر یہی کہا کہ دل کی حرکت بند ہوجانے سے مریض کی موت واقع ہوچکی ہے۔ آخر بدنصیب انسان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا گیا اور وہ گھر جو چند روز پہلے اطمینان و راحت کا مرقع تھا ہمیشہ کیلئے ایک ماتم سرا سے بدل گیا

(۵)

گھر کی تباہی پر ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ شفیع الدین اور اُسکی ماں کو مصارف روزمرہ کی تکلیف ہوگئی، اب تک وہ زیور اور اسباب خانہ داری کی فروخت سے زندگی کے دن بسر کر رہے تھے، جب یہ سہارا بھی نہ رہا تو اُنہوں نے مکان فروخت کرنے کا ارادہ کیا۔ بدقسمتی سے ان دنوں مکانات کی قیمت گر رہی تھی، چالیس ہزار کا مکان بڑی مشکل سے ۲۵ ہزار کو فروخت ہوا۔ شفیع الدین نے اُس رقم میں سے دس ہزار کا ایک مکان بودوباش کے لیے خرید کیا اور پندرہ ہزار روپے سے تجارت شروع کی لیکن کچھ تو ناتجربہ کاری کی وجہ سے کاروبار میں نقصان ہوا اور کچھ نوجوانی کی فضول خرچیوں اور بُری صحبت کی ناعاقبت اندیشیوں کے باعث دو سال کے عرصہ میں یہ ساری رقم برباد ہوگئی اور ماں بیٹے پھر تکلیف اُٹھانے لگے، اب صرف یہی ایک صورت باقی تھی کہ مکان کو فروخت کردیا جائے اور یہ لوگ کرایہ کے مکان میں جا رہیں۔ چنانچہ چند روز تکالیف اُٹھانے کے بعد ایسا ہی کرنا پڑا۔ چونکہ مکان کی شکست و ریخت کا انتظام نہیں کیا گیا تھا اور دیکھنے میں اُس کی حالت اچھی نہیں تھی اس لیئے پورے دام نہیں مل سکے اور دس ہزار کا مکان آٹھ ہزار کو فروخت ہوا۔ شفیع الدین کی ماں جو تنہائی سے گھبراتی تھیں عرصہ سے اس فکر میں تھیں کہ بیٹے کی شادی کردیں لیکن روپیہ نہ ہونے سے مجبور تھیں، اب جو روپیہ سامنے آیا تو اُن کا یہ خیال تازہ ہوگیا برادری میں ایک جگہ عرصہ سے تحریک ہورہی تھی آخرکار اس موقع پر شفیع الدین کی شادی ہوگئی۔ شادی کے بعد دو ماہ تک شفیع الدین نے کوئی کام نہیں کیا لڑکی چونکہ کھاتے پیتے گھر کی تھی اس لیئے نہ صرف شادی میں معقول رقم صرف ہوئی بلکہ روزمرہ کے مصارف میں بھی کافی اضافہ ہوگیا۔ شفیع الدین کو قوی اُمید تھی کہ اب اُس کے دن پھر جائینگے کیونکہ اُس کی بیوی اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھی اور اس کے سوا اُنکی جائداد کا کوئی وارث نہیں تھا لیکن شومیِ تقدیر نے اس امید کو بھی خاک میں ملادیا یعنی شادی کے ساتویں مہینے غریب لڑکی بیمار ہوئی اور گیارہ ماہ مسلسل مبتلائے مرض رہکر راہی ملک بقا ہوئی۔ ان مصائب کا ایک ناگوار نتیجہ یہ بھی تھا کہ شفیع الدین بیوی کی تیمارداری میں وہ رقم بھی کھو بیٹھا جو شادی وغیرہ کے مصارف سے بچی تھی اور جس کے متعلق اُسکا خیال تھا کہ ایک دوکان کا راس المال بن سکتی ہے ؎

(۶)

داستان غم کے اس حد تک پہنچنے کے بعد شفیع الدین اور اُسکی سن رسیدہ ماں کی مشکلات کا اندازہ دشوار تھا۔ اب اُن کے پاس کچھ نہیں تھا، وہ پہننے کے کپڑے اور پکانے کے برتن فروخت کرکے اوقات بسری کر رہے تھے جب یہ ذخیرہ بھی ختم ہوگیا تو شفیع الدین کی ماں نے سلائی کا کام شروع کیا لیکن چند روز کے تجربہ کے بعد لوگوں نے سلنے کپڑے دینے سے انکار کردیا کیونکہ کوئی کپڑا ایسا نہیں ہوتا تھا جس پر ٹیکوں کے بدنما نشانات نہ ہوتے ہوں۔ اسی اثنا میں شفیع الدین نے اپنے والد کے ایک دوست کی مہربانی سے ٹائپ کا کام سیکھ لیا اور قدیم مصنوعات فروخت کرنے والے ایک کارخانہ میں بیس روپیہ ماہوار پر ملازم ہوگیا۔ اس آمدنی میں سے پانچ روپیہ مکان کے کرائے اور پانچ روپیہ بانوں کے قرضہ سے اگالدان کی نذر ہوجاتے تھے۔ باقی دس روپے میں ماں بیٹے بمشکل دال روٹی کھا پڑتے تھے شفیع الدین جس کارخانہ میں ملازم تھا اُسکا مالک ایک یہودی تھا اور یہاں سے

سخت نفرت رکھتا تھا اور اس لیے شفیع الدین کے سرخ ہونٹ اور رنگین دانت اُسے ہمیشہ مشتعل رکھتے تھے، اور ٹائپ کیے ہوئے کاغذوں پر اگر کبھی پیک کا کوئی داغ ہوتا تھا تو شفیع الدین پر جرمانہ ہوئے بغیر نہیں رہتا تھا۔ لیکن بد نصیب نوجوان جیسے پان کا ذوق ورثہ میں ملا تھا پان کھانا نہیں چھوڑتا تھا۔ ایک دن یہودی نے اُسے ایک قدیم دستاویز ٹائپ کرنے کے لیے دی اور تاکید کر دی کہ اس کاغذ پر جو کئی ہزار روپے کا قیمتی ہے کوئی داغ دھبہ نہ پڑنے پائے۔ شفیع الدین کفایت شعاری کے خیال سے ایک پان عرصہ تک منہ میں محفوظ رکھتا تھا اور اس لیے پیک کی ایک بڑی مقدار ہر وقت ہونٹوں کی گرفت میں رہتی تھی وہ اُس دستاویز کو ٹائپ کر رہا تھا کہ یکا یک چھینک آئی اور منہ کی تمام پیک اس قیمتی کاغذ پر جا پڑی۔ اس واقعہ سے شفیع الدین کو یہ محسوس ہوا کہ گویا روح بدن سے نکل گئی، وہ کاغذات لیکر خوف زدہ صورت میں جب مالک کے سامنے گیا تو اس فروگزاشت کا انجام وہی ہوا جسکا اُسے پہلے سے اندیشہ تھا۔ خونخوار یہودی نے اُسے بہت کچھ بُرا بھلا کہکر یک لخت موقوف کر دیا اور جو تنخواہ چڑھی ہوئی تھی وہ بھی ضبط کر لی۔

(۷)

شفیع الدین جب بالکل بیکار ہو گیا تو مشکلات کی کچھ انتہا نہ تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ شفیع الدین کی ماں کو تین روز تک پان میسّر نہ آیا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسکا دماغ بیکار ہونے لگا اور پیٹ پھول گیا۔ شفیع الدین ماں کو ہسپتال لیگیا۔ ہسپتال اگرچہ غربا کو فائدہ پہنچانے کے لیے قائم کیے گئے ہیں لیکن دراصل اُن سے امراہی فائدہ اُٹھاتے ہیں اور بہت کم ایسے خدا ترس اور ایماندار ڈاکٹر ہیں جو لالچ کے بغیر کسی غریب بیمار پر توجہ کرتے ہیں۔ شفیع الدین بیچارہ حال بھی نہ کہنے پایا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے نسخہ لکھ دیا۔ خدا جانے ظالم نے کیا دوا لکھی تھی کہ دو ہی خوراکوں کے استعمال میں مریضہ کا پیٹ پہلے سے چوگنا پھول گیا اور چند گھنٹہ میں دم گھٹ کر وہ ملک عدم کو چل بسی۔ محلہ کے رحم دل اور خدا پرست لوگوں نے اُس بیکس عورت کی تجہیز و تکفین کی۔ ماں کی اس دائمی مفارقت نے شفیع الدین کا دماغ بالکل بیکار کر دیا اُس نے پھر کبھی لکھنے پڑھنے کی کوئی ملازمت نہیں کی عرصہ تک ایک رئیس کے ہاں خدمتگاری پر مامور رہا اور اب مچھلی والوں کے محلہ میں ایک بنواڑی کے ہاں پڑا رہتا ہے۔ کبھی کبھی شام کو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر چھالیا، کتھا اور ایک ترازو لیکر آ بیٹھتا ہے اور یہی مختصر سی تجارت اُسکا ذریعہ معاش ہے ✦

تہذیب میڈیکل ہال دہلی کی ادویات تمام ملک میں بنظیر مانی جاچکی ہیں کیونکہ

تہذیب میڈیکل ہال دہلی

محض روپیہ کمانے کی غرض سے جاری نہیں ہوا

بلکہ

اسکا بڑا نصب العین مخلوق الہٰی کو فائدہ پہنچانا ہے

ہزارہا مریض صحتیاب ہوکر

تہذیب میڈیکل ہال دہلی کو دعائیں دے رہے ہیں اور لاکھوں سرٹیفکیٹ اس میڈیکل ہال کی ادویات کی زود اثر اور تیر بہدف ہونے پر شاہد ہیں۔ ایک مرتبہ تجربہ کرکے آپ بھی دیکھیں کہ اسکی ادویات حقیقت میں مفید ہیں یا محض اشتہاری لفاظیوں سے ہم پبلک کو لوٹ رہے ہیں۔ مینجر تہذیب میڈیکل ہال دہلی

اکسیر دمہ

لوگوں کا خیال ہے کہ دمہ دم کے ساتھ رہتا ہے۔ مگر ہم عرض کرتے ہیں کہ کتنا ہی سخت اور کیسا ہی پرانا دمہ ہو "اکسیر دمہ" کے استعمال سے چند دنوں میں جاتا رہتا ہے۔ قیمت ۶ ماشہ ۸/ ایک تولہ کی شیشی ۱/، علاوہ محصولڈاک

مجرب جوہر حسنی

ہیضہ کی بیشل دوا ہے سالہائے گذشتہ ہزارہا انسانوں کی جان بچا چکی ہے بیشمار سرٹیفکیٹ موجود ہیں ہیضہ کے علاوہ سوئے ہضم کے باقی تمام امراض شکم کے لیئے اپنا جواب نہیں رکھتی۔ قیمت قسم اول فی شیشی ۱/، قسم دوم فی شیشی ۸/

گٹھیا کا دشمن

لوہے کی لاٹھ

اگر جوانی کی غلط کاریوں یا کسی اور ناشائستگی سے کمزوری ہوگئی ہو تو اس دوا کا چند روزہ استعمال آپ کو لوہے کی لاٹھ بنا دیتا ہے۔ قیمت ۱/

حبوب ممسک و ملذذ

دنیا کا لطف اٹھانا ہو تو ان گولیوں کا استعمال کرکے قدرت خدا کا تماشہ ملاحظہ فرمائیے۔ قیمت ۳۲ گولیوں کی شیشی ۱/

سفوف آتشک

پرانی سے پرانی آتشک صرف تین چھوٹی چھوٹی پڑیوں کے استعمال سے جاتی رہتی ہے اور زخم خشک ہو جاتے ہیں۔ تین پڑیوں کی قیمت ۱/

جوں کش روغن

سر اور جسم میں کیسی ہی کثرت سے جوئیں ہوں اس روغن سے بالکل نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔ عورتوں کیلیئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ۴/ خوشبودار

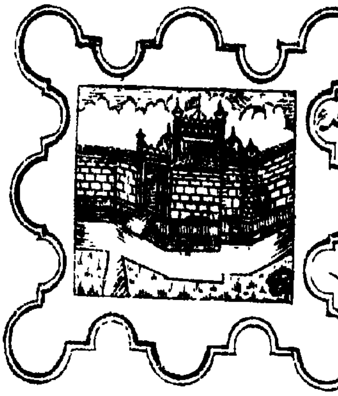
منجن

دانتوں اور مسوڑوں کے تمام امراض کے لیئے بیحد مفید ثابت ہوا ہے دانتوں کو موتی کی طرح صاف اور چمکدار رکھتا ہے۔ فی شیشی ۴/

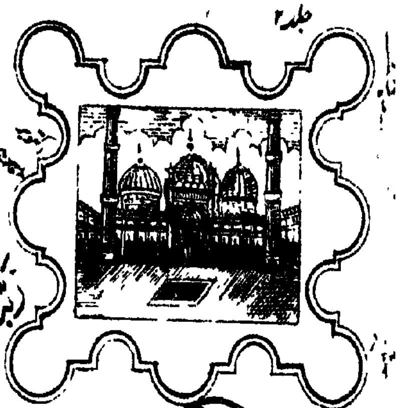
REGISTERED No. L. 1313 نمبر ۱

۷۸۶

جلد ۲







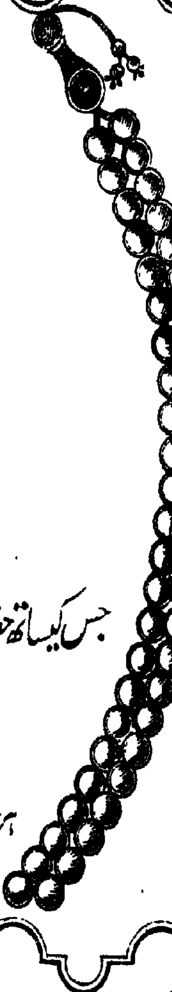
چیست دُنیا؟

از خدا غافل بُدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ





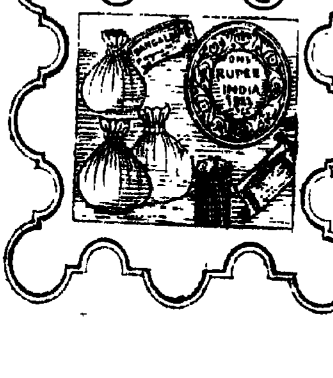
دین و دنیا

جس کیساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

اڈیٹر :- سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے، دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے

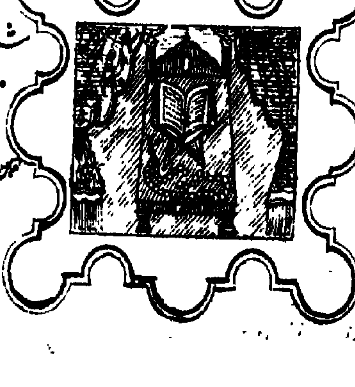


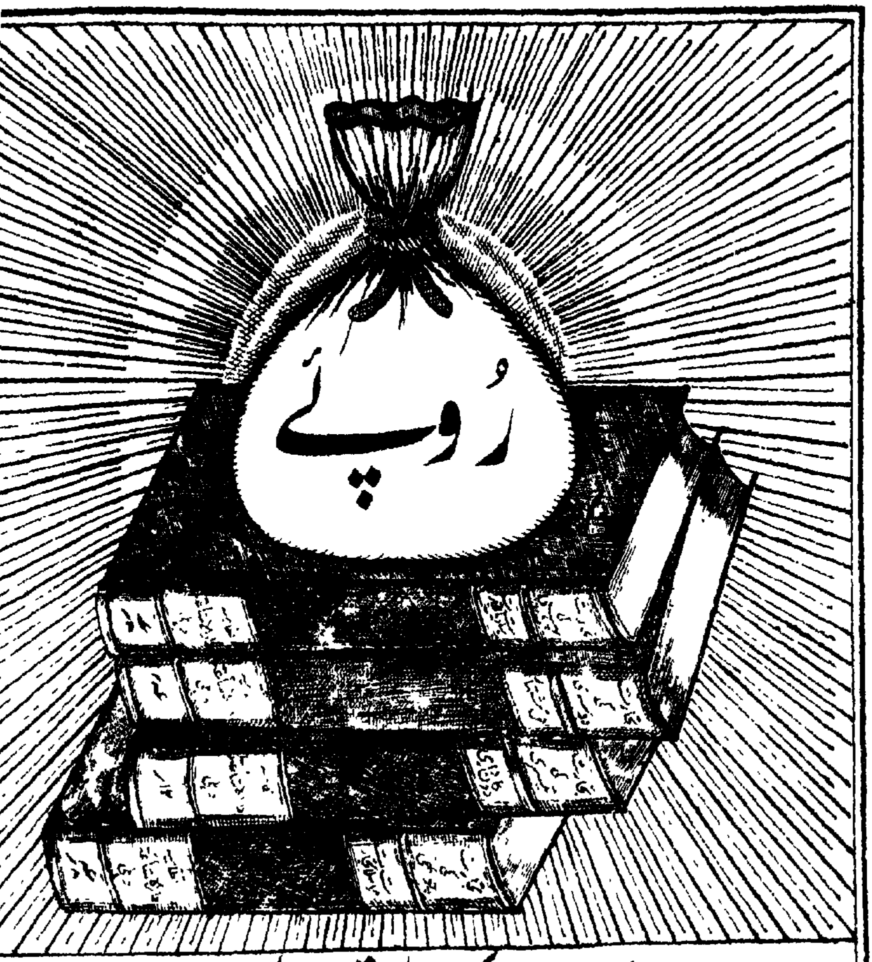
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت (اعلیٰ ایڈیشن)... عہ

معمولی ایڈیشن، سالانہ قیمت عہ

ششماہی عہ، مع محصولڈاک وغیرہ





اُردو زبان کی تجارتی انسائیکلوپیڈیا

بے روزگار، دکو برسرِ روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت دور کرنے اور نئی نسل کو تجارتی تعلیم دینے کے لئے نظامیہ دارالاشاعت دہلی نے تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جس کے تین حصے تجارت کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

تجارت کی پہلی

اس میں مبادیات تجارت کا بیان ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں، کیسا اور کیونکر کی جائے، تجارت کے حیرت انگیز منافع، تجارت شروع کرنے اور اس میں کامیاب ہونے کے طریقے، اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت سے خرچ کرنے کے بیش بہا اصول بیان کئے گئے ہیں کہ آدمی اُن پر عمل کرکے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار بنانے اور تجارت کی مشکلات پر قابو پانے کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت مجلد ۱۲؍ غیر مجلد ۸؍ علاوہ محصول۔

تجارت کی دوسری

اس میں فن "اشتہار" کی تعلیم ہے اور اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارتوں کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اشتہار کا مضمون بنانے، ڈیزائن تجویز کرنے، عمدہ نقوش چھپوانے اور اُن کی اشاعت کیلئے کم از کم خرچ میں بہتر سے بہتر طریقہ اختیار کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں ہیں جن سے اہل مغرب فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ہندوستانی ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد ۱۰؍ غیر مجلد ۸؍

تجارت کی تیسری

اس میں "دوکانداری" کی تعلیم ہے۔ دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے؟ نفع کتنا لیا جائے؟ گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے؟ بکری اور نفع بڑھانے کے لئے کن اصول پر عمل کیا جائے؟ دوکان کی شہرت و ہردلعزیزی کے لئے کیا طریقے اختیار کیے جائیں؟ گاہکوں سے قرض کیونکر وصول کیا جائے؟ دوکان کا حساب کتاب کیونکر رکھا جائے؟ الغرض اس قسم کی بہت سی کارآمد باتیں دوکانداری کے متعلق اس کتاب میں ہیں جن سے ہندوستانی عموماً ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲؍ غیر مجلد ۸؍

تجارت کی چوتھی

مراسلاتِ تجارت کی تعلیم کے متعلق ہے اس میں بتلایا گیا ہے کہ صرف ایک کرسی اور ایک میز پر بیٹھ کر آپ کس طرح ہزاروں روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ کاروبار شروع کرتے وقت کس طرح سوداگروں، کارخانہ داروں اور گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیئے؟ ایک کاروباری آدمی کو خط و کتابت کس طرح کامیاب بنا سکتی ہے؟ ایک بڑے کاروباری دفتر میں کیونکر کلرکوں کی ترقی کی جا سکتی ہے اور اعلیٰ درجہ کے کلرک کس طرح بن سکتے ہیں؟ خط لکھنے، خط کا جواب دینے، خطوں کی نقل اور فائل رکھنے اور مرسلہ خطوط کے اندراج کے اصول کیا ہیں جن سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔

"مراسلاتِ تجارت" میں تجارتی خط و کتابت کی تعریف۔ لفافہ اور خط کے کاغذ۔ معمولی اور رسمی خطوط۔ خطوط کی نقل اور نقلوں کی فہرست۔ بیجک۔ ڈاکخانہ کے متعلق تمام ضروری معلومات، تار، گھر کے متعلق تمام ضروری معلومات، چک یعنی صرافی ہنڈی۔ رجسٹرڈ ڈاک، خطوط، تار، فائل اور مانڈکس۔ اصول خطوط نویسی، گشتی چٹھیاں لکھنے اور بھیجنے کے طریقے، تجارتی اشیاء کی قیمتیں معلوم کرنے کے متعلق خطوط۔ موزے بنیان وغیرہ کے کارخانوں کو خطوط کیونکر لکھے جائیں۔ یونیورسٹیوں کی کمپنیوں کی مخصوص اصطلاحات و خط و کتابت۔ جنرل مرچنٹوں کے نام خطوط۔ اشیاء خوردنی، ادویہ، جلد سازی، بزازہ، درزی خانوں، کتب فروشوں، چھاپہ خانوں، اسٹیشنروں، بیمہ کمپنیوں وغیرہ کے خطوط اور ہزارہا ضروری معلومات درج ہیں جن کی واقفیت نہایت ضروری ہے۔ قیمت مجلد ۱۲؍ غیر مجلد ۸؍ علاوہ محصول

منیجر تہذیب میڈیکل ہال، حویلی کلو خواص جنگی نمبر دہلی

۸۶ھ

ھوالکل

یامعین

پیربھائی

بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۳ ہجری

ظہور حضرت امام مہدیؑ

سنہ ۴۲ھ ختم ہوگیا جس میں حضرت امام مہدیؑ کو ظہور کی بشارتیں تھیں بناوٹی مہدی کے پیرو بغلیں بجارہے ہیں کہ حضرت امام مہدی کا اس سال بھی ظہور نہوا، مگر اُن کو معلوم نہیں یا معلوم ہے تو جان بوجھکر وہ انجان بنتے ہیں کہ سنہ ۴۲ھ میں مہدویت کا ظہور تمام دُنیا نے دیکھ لیا۔ اگرچہ ایک خاص ذات کا ظہور ظاہری نظروں میں نہیں ہوا، جسپر مہدی کا لفظ بولاجاتا لیکن علامات اور آثار سے وہ تمام باتیں نمودار اور ہویدا ہوگئیں جو مہدی کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں، مثلاً مصطفیٰ کمال پاشا بیکسی اور لاوارثی کی حالت میں دشمنانِ اسلام کے سامنے سے بھاگ نکل گئے اُن کو اور کسی مسلمان کو یہ وہم وگمان بھی نہ تھا کہ چند روز کے بعد تمام دُنیا کے بادشاہ اس فرار ہونے والے بے بس آدمی کے نام سے تھرانے لگیں گے بظاہر اسباب تمام دُنیا میں اسلامی سلطنت پاش پاش ہوچکی تھی اور مسلمانوں کا ستارۂ اقبال غروب ہوتا نظر آتا تھا، مگر آج وہی مصطفیٰ کمال پاشا ہیں جنکے سامنے دُنیا کی سب سے بڑی طاقتور اور سب سے زیادہ وسیع سلطنت کا وزیر اعظم لائڈ جارج کیکپا رہا ہے۔ وہی لائڈ جارج جس نے انور پاشا اور مصطفیٰ کمال پاشا وغیرہ کے لیئے اُن کی فراری کے وقت پھانسی کی سزا تجویز کی تھی۔

تو کیا یہ مہدوی قوت کا ظہور نہیں ہے کہ بے سان وگمان اللہ تعالیٰ نے انور پاشا کو ایک خودمختار جمہوری سلطنت کا بادشاہ بنادیا۔ اور مصطفیٰ کمال پاشا کے ہاتھوں ترکی سلطنت ہی کو ازسرنو زندہ نہیں کردیا بلکہ تمام دُنیا میں مسلمانوں کا بول بالا اس اکیلے وجود کے سبب ہوگیا۔ کیا کسی کے وہم وگمان میں یہ بات آسکتی تھی کہ روس جیسی دشمنِ اسلام سلطنت اسلام کی حامی ومددگار ہوجائیگی کیا کوئی یہ خیال کرسکتا تھا کہ اٹلی وفرانس انگریزوں کو اکیلا چھوڑ دیں گے اور مسلمانوں کو روپیہ اور ہتھیاروں سے امداد دیں گے' یہ سب باتیں دُنیا کے سامنے ظاہر ہوئیں اور آج پشاور سے لیکر قسطنطنیہ کے علاقوں تک اسلام کا جھنڈا شانِ اُخوت واتحاد سے لہرارہا ہے۔ اور دشمنانِ اسلام کے بدن اس شوکتِ اسلام کو دیکھکر لرز رہے ہیں۔ اور اسی کا نام مہدوی قوت ہے، اور اسی کے بعد یقین ہے کہ ذات جلالتآب مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور بھی ہوجائیگا جنکو قادیان کے جھوٹے مہدی کی طرح نہ چندہ مانگنے کی ضرورت ہوگی، نہ دُنیاوی بادشاہوں کے سامنے ہاتھ جوڑنے کی، آنیوالا مہدی قادیان کے مہدی کی طرح نہیں ہوگا جسپر انگریزی عدالتیں جرمانہ کرتی تھیں اور جو باوجود مسیح موعود کا مدعی ہونے کے کسی کی آنکھوں کو بینا نہیں کرسکتا تھا بلکہ اپنی آنکھوں کے لئے پروفیسر متیا سنگھ کا سرمہ وی۔پی کے ذریعہ منگایا کرتا تھا۔

فرضی مہدیؑ کے بیوقوف مریدوں کو جلدی نہ کرنی چاہیئے کہ خدا کی گرفت اور انتقام کا وقت قریب ہے اُن کے تمام اکاذیب کا محاسبہ ہونے والا ہے۔

سب سے بڑی عیسائی سلطنت کا مسلمان ہونا

سنہ ۱۹۱۱ء میں رسالہ شیخ سنوسی شائع ہوا تھا جس میں شام و حجاز کے مشائخ عظام کی بشارتیں درج کی گئی تھیں کہ عنقریب سب سے بڑی عیسائی سلطنت مسلمان ہوجائیگی۔ ان پیشین گوئیوں پر میں نے اپنی ذاتی رائے یہ لکھی تھی کہ دُنیا کی سب سے بڑی عیسائی سلطنت انگریزوں کی ہے اس واسطے ان پیشین گوئیوں کے مطابق ایک نہ ایک دن شہنشاہ انگلستان اسلام قبول کریں گے، مگر تجربات سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام قبول کرنا کیسا انگریزی سلطنت تو سب سے زیادہ اسلام کے خلاف نظر آرہی ہے اور اُس وقت سنہ ۱۹۱۱ء کی پیشین گوئیوں میں شک وشبہ ہونے لگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں کی بشارتوں کو پورا کرکے دکھادیا۔ اور پیشینگوئی ہوبہو پوری ہوگئی اور دُنیا کی سب سے بڑی عیسائی سلطنت روس نے اسلام قبول کرلیا۔ چنانچہ انگریزی ذریعہ سے خبریں آئی ہیں کہ روس کی جمہوری سلطنت کا پریسیڈنٹ لینن کے بعد "محمد ستالین" نامی ایک مسلمان منتخب ہوا ہے۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت دنیا کی سب سے بڑی عیسائی سلطنت کے مسلمان ہونے کا ہوسکتا ہے۔ ناظرین خود غور کرسکتے ہیں کہ آیا یہ پیشینگوئی پوری ہوئی یا نہیں، اُسی شیخ سنوسی کے رسالہ میں یہ بھی تھا کہ زار روس اسلامی سپہ سالار کے سامنے مقید کرکے لایا جائیگا یہ بھی ہوبہو پورا ہوا اور زار روس مسلمان کامیک افسر فوج کے سامنے باندھکر لایاگیا۔ اور اُسی کے حکم سے قتل کیاگیا۔ قادیان کے مرزا صاحب کی کوئی پیشینگوئی خدانخواستہ ایسی صاف صاف پوری ہوجاتی تو تعجب نہ تھا کہ اُن کے مرید آنکھو

پیغمبری کے درجہ سے بڑھا کر خدا کے درجہ تک پہنچا دیتے۔

فلسفی شاہ کے ہاں عُرس

گزشتہ مہینہ کے پیر بہائی میں حیدرآباد کا سفرنامہ اتنا طویل ہو گیا کہ چار صفحہ کی جگہ سولہ صفحے خرچ کرنے کے باوجود حیدرآباد کا پورا حال درج نہ ہو سکا اور بعد کے حالات بھی بہت سے باقی رہ گئے۔ اس واسطے اب اُن کو مختصر طور پر لکھا جاتا ہے:۔

میں ۹ ذی الحجہ کو دہلی پہنچا۔ دس کو عید کی نماز پڑھی، ۱۱ کو دہلی سے روانہ ہو کر دریاآباد ضلع بارہ بنکی میں مولانا عبد الماجد صاحب فلسفی شاہ کے ہاں حضرت مخدوم آبکش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی شرکت کے لیے گیا، حضرت مخدوم فلسفی شاہ کے اجداد میں گزرے ہیں اور وہ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ کے سلسلہ میں تھے، بارش بہت زیادہ تھی لیکن ایک رات دن نہایت خیر و برکت سے مراسم عرس منعقد ہوئیں۔ ہندوستان کے بہترین اہل علم و اہلِ تصوف کا مجمع تھا۔ بانسہ شریف کے سجادہ نشین حضرت ممتاز احمد صاحب رزاقی اور جناب مولانا سید سلیمان ندوی جانشین علامہ شبلی مرحوم و جناب پروفیسر عبد الباری و جناب مولانا صبغۃ اللہ صاحب شہید ایڈیٹر النظامیہ و جناب مولانا ظفر الملک صاحب علوی ایڈیٹر الناظر وغیرہ حضرات کی شرکت و معیت نے مجالس سماع میں ایک عجیب کیف و لطف پیدا کر دیا تھا۔ فلسفی شاہ میں اب ان دنوں گوشہ نشینی، اور ترک ماسوا کی کیفیت بڑھتی جاتی ہے، اور ایک ایسا ذوق اُن کے اندر پیدا ہو گیا ہے کہ جو اُن کو دیکھتا ہے متاثر ہوتا ہے۔

سفر گوالیار

میں نے تمام ہندوستان کی مجالس محرم کو دیکھا مگر آج تک گوالیار کے محرم دیکھنے کا موقع نہ ہوا تھا، اب کے وہاں بھی جانا ہوا، سید عنایت علی صاحب عاشق اجینی کی محبت نے کشش کی اور باوجودیکہ وہ فوجی ملازمت کے فرائض میں محرم کے سبب بہت مصروف تھے، تاہم کوئی دقیقہ کیفیات محرم کے دکھانے اور آرام و آسائش پہنچانے میں باقی نہیں رکھا۔

حکیم حامد حسن خاں عرف بو صاحب اور مستری مشیر الدین صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اسلامی اخلاق مسافرنوازی کے لیئے پوری طرح خرچ کیئے۔ واقعی گوالیار کا محرم بہت شاندار ہوتا ہے اور گوالیار کے مہاراجہ صاحب دلی عقیدت اور خلوص کے ساتھ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے خود مراسم محرم ادا کرتے ہیں، اُن کا ذاتی تعزیہ بنایا جاتا ہے، ہزاروں کو مکلف کھانے دس دن تک تقسیم ہوتے ہیں مہاراج سبز پگڑی باندھ کر دس روز امام باڑہ کے سامنے سکونت رکھتے ہیں، اور جلوس میں اپنی تمام فوج کے ساتھ مودبانہ خود شامل رہتے ہیں، اُن کو ہندو و مسلمان، سکھ عیسائی بہت عزیز ہے۔ مسلمانوں کے لیئے مسجد، ہندوؤں کے لیئے مندر، سکھوں کے لیئے گرودوارہ اپنے خرچ سے بنایا ہے۔ میلاد شریف کی محفلوں کے لیئے ایک معقول سالانہ رقم مقرر کی ہے، ان محفلوں میں خود بھی شریک ہوتے ہیں اور خان بہادر شمس العلماء مولانا ابوالخیر غازی پوری سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات ولادت کا بیان شروع ہوتے وقت مسلمان حاضرین کے ساتھ "یا رسول سلام علیک، یا حبیب سلام علیک" ذوق و شوق سے کہنے لگتے ہیں۔

سید ریاض علی صاحب وکیل (گوناہ) سید محمد نعیم صاحب وکیل دربار شہزادہ احمد نور صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمۂ زراعت۔ عبد الوہاب صاحب حضرت جی کپتان شہامت اللہ خاں صاحب۔ کپتان یوسف خاں صاحب۔ مصطفیٰ خاں صاحب شفیق احمد صاحب سپروائزر وغیرہ مخلصین کی ملاقاتوں اور سیر گوالیار سے مسرور ہو کر تیسرے دن واپس چلا آیا۔

مہاراج کے مسلمان پیر

گوالیار میں ایک دلچسپ بات یہ معلوم ہوئی کہ راجگان گوالیار کے خاندانی پیر ایک مسلمان بزرگ ہیں، جن کو سری صاحب کہا جاتا ہے۔ ان بزرگ کی اولاد بہت معزز مانی جاتی ہے، مہاراج اپنے وقار سے زیادہ اُن کا لحاظ رکھتے ہیں اور ایک معقول جاگیر اُن کے خرچ کے لیئے مقرر ہے۔

ڈاکٹر محمود کی رہائی

۹ اکتوبر ۲۲ء رات کو ساڑھے نو بجے حسن نظامی بانکی پور پٹنہ کی مشہور کوٹھی شیرستان میں بے اطلاع اور ناگہاں داخل ہوا۔ سید محمود سکریٹری سنٹرل خلافت کمیٹی اُسی روز بکسر جیل سے رہا ہو کر آئے تھے، اور چودھویں رات کے چاند کی طرح یاران خلافت کے جھرمٹ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ قید محض سے چھوٹے ہوئے قید مشقت کے مبتلا محمود کو گلے لگایا۔ کھانا کھایا۔ باتیں کیں، سو گیا۔ صبح صداقت آشرم میں جانا ہوا، جہاں مولوی مظہر الحق صاحب بیرسٹر رہتے ہیں کئی سال کے بعد دیکھا تھا۔ پہلے ڈاڑھی مونچھ مُنڈاتے تھے۔ کوٹ پتلون پہنتے تھے، اور انگریزوں سے زیادہ فیشن کے عبادت گزار تھے، اب دیکھا تو پہچان نہ سکا۔ سفید نورانی ڈاڑھی سینہ تک لمبی لٹکتی ہوئی، سر مُنڈا ہوا۔ گاڑھے کا کُرتہ۔ گاڑھے کا تہمد۔ گاڑھے کا چادرا۔ آنکھوں میں خمار چہرہ پر نور، یہ تھا خدا کی قدرت کا عجیب ظہور۔ وہاں سے واپس ہو کر پھلواری شریف حاضر ہوا۔ حضرت شاہ سلیمان صاحب سے مشرف ہو کر مخدوم العالم حضرت مولانا سید شاہ بدر الدین سجادہ نشین پھلواری شریف و امیر شریعت صوبہ بہار کے حجرے میں حاضری نصیب ہوئی۔ کئی سال کے بعد مشاہدہ جمال ہوا تھا۔ بھویں تک سفید ہو گئی ہیں، مسلسل علالتوں نے بہت ناتوان کر دیا ہے۔ پھر پٹنہ واپس آیا۔ راستہ میں سر علی امام سے ملاقات ہوئی شام کو ڈاکٹر محمود کے جلسے میں شریک ہوا۔ دوسرے دن صبح سر علی امام کے ہاں دعوت کھانے گیا، اس کے بعد پھر پھلواری شریف میں حضرت شاہ بدر الدین صاحب کی خدمت میں حاضری ہوئی، نماز تہجد کے بعض متعلقات کی نسبت بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی، وہاں سے حضرت شاہ سلیمان صاحب کے دولتخانہ پر حاضر ہوا۔ کچھ دیر مجلس سماع کا لطف اٹھایا پھر مسلم ایسوسی ایشن

کے جلسے اور کتب خانہ کو دیکھتا ہوا پٹنہ واپس آیا شام کو سر علی امام ملنے تشریف لائے دو گھنٹے پُر لطف صحبت رہی، رات کو کلکتہ روانہ ہوگیا۔ آنریبل مولوی فضل حق بنگال کے نامور لیڈر و برادرم سیٹھ عبد الرحیم عثمان ریل پر موجود تھے، دو دن اور ایک رات بھائی عبد الرحیم کے مکان پر قیام کیا۔ پُر لطف قوالی اور مولانا محمد شفیع فرنگی محلی کی دید کے مزے لیتا ہوا اور بھائی عبد الرحیم بکر۔ زکریا۔ ابراہیم سیٹھ احمد صاحب محمد بھائی وغیرہ کی مخلص نوازیوں کو دعائیں دیتا ہوا دہلی روانہ ہوا۔ الہ آباد سے ڈاکٹر سید محمود اور مولانا علی عظیم صاحب مونگیری اُسی ٹرین میں سوار ہوئے۔ کانپور سے آنریبل لالہ ہرکشن لعل وزیر صوبہ پنجاب بھی اُسی گاڑی میں آئے۔ کلکتہ کی ملاقات کے بعد یہاں پھر پُر لطف بات چیت ہوئی، ٹونڈلہ پر ایک پان کھایا۔ دہلی پر ایک قلی نے جگایا۔

حیدر آباد کے حُلیے

گزشتہ رسالہ میں حیدر آباد کے دوستوں کا تذکرہ کیا گیا تھا اور اُس میں اُن کے چہرہ اور حلیے بھی لکھے گئے تھے جو اُردو زبان میں بالکل نئی ایجاد ہے اور جس کو دو سال پہلے اخبار رعیت میں شروع کیا گیا تھا، اور جس کی نسبت افغانستان کے اخباروں نے لکھا تھا کہ سب سے زیادہ دلچسپ چیز رعیت میں یہ حُلیے ہیں، جو لوگ انگریزی لٹریچر سے واقف ہیں اُن کا بیان ہے کہ باوجود انگریزی نہ جاننے کے آپنے بہترین چیز اُردو زبان میں ان حلیوں کے ذریعہ پیدا کی ہے، مگر افسوس ہے حیدر آباد کی حالت پر کہ اُس کی دماغی رفتار اتنی پست ہے کہ وہاں یہ حلیہ نامہ اکثر جگہ ناپسند ہوا۔ اور اپنی عادت کے بموجب وہاں کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ تحریر بھی ذاتیات پر مبنی ہے، پارٹی بازی کے تقاضہ سے مستہزانہ یہ حلیے لکھے گئے ہیں چنانچہ ایک بہت بڑے عہدہ دار کا خط آیا ہے کہ آپ کی شان ان باتوں سے بہت ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسی چیزیں آپ کے قلم سے نکلیں ✦

حسن نظامی دو ہیں

مگر شاید اُن کو معلوم نہیں کہ اس زمین پر حسن نظامی دو ہیں، ایک حسن نظامی صوفیہ کرام کے سلسلوں کا خادم اور مبلغ ہے اور دوسرا حسن نظامی اُردو انشا پردازی کی دُنیا میں زندگی بسر کرتا ہے، پس جو لوگ اُس کو تصوف کی حیثیت سے دیکھنا چاہیں اُس وقت اُنکو انشا پردازی والی حیثیت کا خیال ترک کر دینا چاہیئے اور جو انشا پردازی کی شان دیکھیں اُن کو اپنے دل سے تصوف کا خیال علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ میں حیدر آباد کی کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا۔ مگر مجھ کو اُس سلطنت اور اُس کے بادشاہ سے اور اُس کے ارکین سے محبت ہے پس جو کچھ میں نے لکھا تھا اور جو کچھ آئندہ لکھونگا وہ محض محبت سے ہوگا۔ حیدر آباد کا بقیہ تذکرہ جسمیں نواب ذوالقدر جنگ مولانا عبد الرحیم پالونجہ والے حکیم خواجہ عبد القادر صاحب وغیرہ کے حالات ہونگے آئندہ شائع ہوگا۔

مولانا اشرف علی کا جواب

گزشتہ کسی رسالہ میں جناب مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کی نسبت کچھ لکھا گیا تھا اُس کو پڑھکر جناب حاجی ریاض الدین احمد صاحب نظامی بریلوی نے مولانا کو نوٹس دیا، اور دعوے دائر کرنے کی اطلاع دی، اس کے جواب میں مولانا ممدوح نے حاجی صاحب کو لکھا کہ "آپ کا نوٹس آنے کے بعد مجھے اطلاع ہوئی کہ میرے ترجمہ میں عبارت مذکور کسی نے درج کر دی ہے۔ اس کے قبل مجھے خبر بھی نہ تھی"

گویا جناب مولانا کا یہ جواب ہے کہ اُنہوں نے سورہ ہود کے حاشیہ پر وہ عبارت نہیں لکھی، کسی اور نے لکھدی ہے۔

مگر یہ سوال باقی رہتا ہے کہ آیا جناب مولانا اس کو جائز رکھتے ہیں یا نہیں؟ کہ قرآن شریف کی آیت ایسے شرمناک کام کے لیئے ران پر باندھی جائے۔ کیونکہ مولانا نے اس کی نسبت کچھ تحریر نہیں فرمایا ✦

دو گز کا خط

جناب محمد بسم اللہ صاحب نے مقام انبارہ ضلع چھندواڑہ سے بیعت کی درخواست بھیجی ہے جو دو گز طویل کاغذ پر تحریر ہوئی ہے، اگرچہ محبت و عقیدت میں انسان اس سے بھی زیادہ طویل تحریریں لکھنی چاہتا ہے مگر برادرانِ طریقت کو میری علالت و کم فرصتی کا خیال رکھنا چاہیئے ✦

عید الفتح کے قومی خطاب

اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو کامیاب کیا اور خلافت کو فتح نصیب ہوئی مسلمانان ہند کو چاہیئے کہ خدام خلافت ہند کو اس موقع پر قومی خطابات عنایت کریں۔ میری تجویز یہ ہے کہ حسب ذیل خطابات قوم کی منظوری کیلئے پیش کیے جائیں۔

(۱) "خلافت پاشا" سیٹھ میاں محمد حاجی جان محمد چھوٹانی صدر خلافت ہندوستان

(۲) "خلافت بے" سیٹھ احمد حاجی صدیق کھتری سکریٹری سنٹرل خلافت کمیٹی "

(۳) "روح الخلافت" مولانا محمد علی

(۴) "سیف الخلافت" مولانا شوکت علی۔

(۵) "یمین الخلافت" ڈاکٹر سید محمود سکریٹری سنٹرل خلافت کمیٹی ہندوستان

(۶) "صوت الخلافت" مولانا عبد الباری۔

(۷) "لسان الخلافت" مولانا ابو الکلام آزاد۔

(۸) "قلم الخلافت" مولوی عبد الغنی بی۔اے ایڈیٹر اخبار خلافت بمبئی۔

(۹) "حلیف الخلافت" مہاتما گاندھی۔

چوکیدار

گزشتہ رسالہ میں جناب آغا حیدر صاحب کی نسبت پولیس کی وردیوں کے چوکیدار کا لفظ لکھا گیا تھا اس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور آغا صاحب کے عہدہ کو نہایت ادنےٰ خیال کر لیا گیا۔ آغا صاحب سپرنٹنڈنٹ ہیں جسکا لطیف ترجمہ بطور ظرافت کے چوکیدار کیا گیا تھا

عمر کی زیادتی

حیدر آباد کے حلیہ نامہ میں بعض حضرات کی عمریں زیادہ لکھی گئی تھیں، کیونکہ وہ میرا سرسری تخمینہ تھا۔ نواب عابد یار جنگ کی عمر شاید ستر کے قریب لکھی گئی ہے، حالانکہ وہ ساٹھ سے بھی کم ہیں مگر چہرہ سے وہ ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں۔

فلسفی شاہ کی خلوت

مولانا عبدالماجد صاحب بی۔ اے فلسفی شاہ وسط ربیع الاوّل سے درگاہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضؒ میں چالیس دن یا کچھ زیادہ بطور اعتکاف یا چلہ خلوت میں قیام فرمائیں گے۔

درگاہ حضرت محبوب الٰہی میں برقی روشنی

حسن نظامی اب کے عرس سے پہلے آستانہ حضرت محبوب الٰہی رضؒ میں برقی روشنی قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ برقی مرکز درگاہ سے ۴ میل کے فاصلہ پر ہے، پیر بھائی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش میں کامیاب کرے۔

پریمی کی خدمت خلافت

احمد آباد کے مشہور پیر بھائی غلام نظام الدین قریشی پریمی اوّل دن سے خدمت خلافت میں مصروف ہیں، اب وہ گجراتی اخبار خلافت کے ایڈیٹر مقرر ہو کر بمبئی گئے ہیں، اور نہایت قابلیت سے اخبار چلا رہے ہیں، معلوم ہوا ہے۔ گجراتی اخبار خلافت صوبہ بمبئی و افریقہ میں بہت پسند کیا جاتا ہے اور بہت بڑی اشاعت اسکی ہوگئی ہے۔

پیر بھائیوں کی خدمت خلافت

ماسٹر محمد حمزہ خاں جذبی نظامی صوبہ برار میں پُرجوش خدمات خلافت ادا کر رہے ہیں، شیخ حسن نظامی بی، اسی صوبہ میں مبلغ خلافت ہیں۔ محمد ریاست علیخاں گھہکڑ نظامی کوٹ ضلع فتحپور میں سکریٹری خلافت ہیں۔ سلطان احمد وجودی نظامی بٹالہ کے والد ماجد بٹالہ میں صدر خلافت ہیں اور بڑی ستعدی سے خدمات انجام دیتے ہیں، احمد آباد کے متعدد پیر بھائی اس کار خیر کے معاون ہیں۔

انور پاشا کی سلامتی

کشفی شاہ نظامی نائب صوبہ بہار نے منّت مانی تھی کہ اگر انور پاشا کی شہادت غلط ثابت ہوئی تو صندل لنگر حضرت محبوب الٰہی رضؒ میں داخل کریں گے۔ سلامتی کی خبر آنے کے بعد اُنہوں نے منت ادا کر دی ہے۔

بارگاہ کی حاضری

ماہ صفر کے آخر میں ڈاکٹر سید محمود سکریٹری سنٹرل خلافت کمیٹی، سید احمد صاحب سکریٹری خلافت کمیٹی صوبہ بہار، مولانا سید سلیمان صاحب ندوی جانشین علامہ شبلی ایک شب حضرت محبوب الٰہی کی بارگاہ میں حاضر باش رہے۔

شادی

محمد مدر نظامی خلف نواب صاحب والی ریاست منگرول کاٹھیاواڑ) کی شادی امیر شیر علی خاں صاحب سابق بادشاہ کابل کے خاندان میں ہوئی، لڑکی والے دہلی میں مقیم ہیں، فاطمہ بی بی نظامی والیہ ریاست ماناودر کاٹھیاواڑ، وزیر النساء عباس نظامی اہلیہ نواب صاحب منگرول بھی دہلی آئی تھیں۔ خدا تعالیٰ یہ خانہ آبادی مبارک کرے۔

پیر بھائیوں کی فہرست

دو مہینے سے پیر بھائیوں کی فہرست شائع نہیں ہوئی، اہل سلسلہ تقاضہ کرتے ہیں کہ فہرست ضرور شائع ہوا کرے، میں اس کو پسند نہیں کرتا مگر اصرار سے مجبور ہو کر اب کے صرف حیدر آباد کے چند تازہ پیر بھائیوں کے نام درج کیے جاتے ہیں مگر صرف نام و ولدیت پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ پتے لکھنے کی گنجائش نہیں ہے باوجود اس اختصار کے حیدر آباد کے نام بھی اس اشاعت میں تمام و کمال درج نہوں گے کیونکہ جگہ کم ہے:-

حیدرآباد دکن کے نئے پیر بھائی

(۱) محمد صدر الدین قادری ابن سید محمد صاحب (۲) خواجہ فصیح الدین احمد ابن خواجہ احمد صدیقی (۳) سید امان اللہ بن سید بادشاہ (۴) سید رحمۃ اللہ بن سید عظمت اللہ صاحب نظامی (۵) محمد ریاض الدین بن محمد زین العابدین صاحب (۶) محمد وزیر بن محمد سجان صاحب (۷) ولی داد خاں بن رحیم خاں صاحب (۸) سید دلاور اللہ بن سید انوار اللہ حسینی (۹) محمد دیدار علیخاں بن محمد ذوالفقار علی خاں صاحب (۱۰) سید نور اللہ بن سید محی الدین حسینی (۱۱) سید نذیر الدین احمد بن سید نور اللہ حسینی (۱۲) مرزا نذیر بیگ بن مرزا محبوب بیگ صاحب (۱۳) محمد نظام الدین بن عبد الواحد خانصاحب (۱۴) سید احمد بن سید بادشاہ صاحب (۱۵) محمد سردار خان بن غلام رسول خاں صاحب (۱۶) خواجہ احمد بن بندہ علی صاحب (۱۷) حکیم محمد خلیل الرحمٰن خاں بن محمد عظیم اللہ خاں (۱۸) محمد خیر الدین فاروقی بن غلام عبد القادر (۱۹) خسرو یار خاں نظامی بن نواب صفدر یار خاں شوقی نظامی (۲۰) لیٰسین شریف بن شیخ مدار (۲۱) سید لیٰسین حسینی سید پیر الحسینی (۲۲) سید جمیل احمد بن سید مختار احمد صاحب (۲۳) ہمایوں یار خاں نظامی بن نواب صفدر یار خاں شوقی نظامی۔ (۲۴) محمد یعقوب قریشی بن محمد جعفر صاحب (۲۵) محمد برہان الدین محمد غلام دستگیر صاحب صدیقی (۲۶) غلام احمد خاں نظامی بن محمد ابراہیم خاں غوری (۲۷) غلام فخر الدین بن قادر فخر الدین صاحب (۲۸) غلام محی الدین بن قاضی عبد الوہاب صاحب (۲۹) غلام نبی بن غلام رسول صاحب صدیقی (۳۰) محمد احمد اللہ خاں منصور بن خان بہادر غلام احمد خاں (۳۱) شیخ امام بن شیخ بندگی (۳۲) آغا مرزا بن علی مرزا صاحب (۳۳) احمد علی بن حسن محمد صاحب (۳۴) بن محمد امیر الدین تاجر چرم اکیلی علاقہ نظام بن حسن محمد (۳۵) احسن اللہ خاں بن محمد احمد اللہ خاں منصور (۳۶) احمد یار خاں بن نواب صفدر یار خاں شوقی نظامی (۳۷) محمد اعظم الدین بن محمد احتشام الدین صدیقی (۳۸) محمد امین الدین فہیم بن محمد وجیہ الدین صاحب (۳۹) محمد افضل بن شیخ علی (۴۰) سید افتخار احمد بن مولوی سید عبد اللہ شاہ قونجی۔ (باقی آئندہ)

۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۲ء

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة

صفر المظفر سنہ ۱۳۴۱ھ

رسالہ

جلد ۲

دین و دنیا

نمبر ۷

حمد

(از جناب نسیم الکلام منشی صمد یار خانصاحب ساغر علیگڈہی)

جب کوئی پردہ تھا نہ کوئی پردہ دار تھا — اُس وقت بھی میں کشتۂ صد انتظار تھا
پتھر میں تھا شرار، چمن میں بہار تھا — وہ تھا کہیں نہاں تو کہیں آشکار تھا
خورشید معرفت جو ترا نور بار تھا — ہر ذرہ ایک آئنۂ رہگزار تھا
دریائے رحمت بھی عجب بیکنار تھا — اس بحر بیکراں میں جو ڈوبا وہ پار تھا
ہر رنگ میں نمود تھی تیرے جمال کی — تو چھپ کے بھی ہزار طرح آشکار تھا
بندہ نوازیاں تو ذرا اُس کی دیکھئے — بندہ گناہگار تھا وہ شرمسار تھا
شام ابد بھی ہیں وہی آنکھیں چڑھی ہوئی — واللہ کیا شراب ازل کا خمار تھا
کہتا میں کیوں کسی سے شب غم کا ماجرا — جس نے دیا تھا غم وہ بڑا غمگسار تھا
جتنے گناہگار تھے جنت میں بھر گئے — یہ بھی کرشمۂ کرم کردگار تھا
تھے تیری رحمتوں کے برابر مرے گناہ — ان کا شمار تھا نہ کچھ اُنکا شمار تھا
موجوں ہی میں نہ تھا تری فرقت کا پیچ و تاب — شعلہ بھی صرف تیرے لئے بیقرار تھا
اللہ نے امین کیا عشق کا انہیں — مٹی کی مورتوں کا بھی کیا اعتبار تھا
بندہ بنا کے یوں مجھے مجبور کر دیا — بے اختیاریوں پہ مجھے اختیار تھا
جس کا یہ حکم تھا کہ حرم میں نہ ہو شکار — میں اس کو دیکھتے ہی حرم میں شکار تھا
ساغر مری زباں پہ مزے ہیں الست کے — میں بھی وہاں شریک مے خوشگوار تھا

(۲)

دلم سودائے عشق آں نگار نازنیں دارد — کہ زلف عنبریں دارد نہ چشم سرمگیں دارد
نمی خندد نمی گرید نمی خیزد نمی خوابد — نہ فکر این و آں دارد نہ قید آن و ایں دارد
دو عالم پیش جبروتش کند سجدہ بپیشانی — جبیں دارد نہ چیں دارد نہ چینے بر جبیں دارد
نہ دارد عارض تاباں نہ دارد گیسوئے پیچاں — نہ دارد روح و جسم و جاں نہ جیب و آستیں دارد
نہ دارد چشم و می بیند ندارد گوش و می شنود — جہاں را خلق فرمود و لقب جاں آفریں دارد
قریب از رشتۂ گردن بعید از جملہ مرد و زن — مقامے بر فلک نارد نہ جائے در زمیں دارد

(قری امروہوی)

نعت

(از جناب مولانا سیماب صدیقی الوارثی اکبر آبادی)

نگاہے دلنشیں دارد ادائے نازنیں دارد — ز اندازش چہ میپرسی چناں دارد چنیں دارد
مکاں بر عرش دارد تکیہ بر فرش زمیں دارد — فرازے آنچناں دارد نیازے اینچنیں دارد
نہ تنہا افتخار مدحتش روح الامیں دارد — زبانم نیز ذوق نعت ختم المرسلیں دارد
بگو ساقی سر طاق احمری آتشیں دارد — کہ ایں خمخانۂ قلبم شراب بہتریں دارد
بیا دیار خوشکامے بعالم راحت انجامے — خوشا بختے کہ حاصل دولت دنیا و دیں دارد
فدایت در صنمخانہ نشارم حور در جنت — ایں خار عشق او بہارے در کمیں دارد
چرا تاریک شام قبر بر سودائیت باشد — کہ از صبح ازل سودائے زلف عنبریں دارد
بعشق لیلی اسرار جانم گشت مجنونے — چہ مجنونے کہ در خود لیلی محمل نشیں دارد
ہمی دانم بکعبہ منتہائے سجدۂ واعظ — کہ پوشیدہ بتے اندر خلائے آستیں دارد
گلستان دلم از التہاب داغ مہجوری — نہ شام سنبلیں دارد نہ صبح یاسمیں دارد
چہ داند جذب و انداز جنون منزل عرفاں — ہر آں کو فطرتش در جیب حیرت آستیں دارد
بیا از راہ چشم اندر دلم با روح بیروں شو — کہ شوق باز دید تو نگاہ واپسیں دارد
ز خیل داد خواہاں ہیچ باقی نیست در محشر — ہمی نازم بدامانے کہ وسعت اینچنیں دارد
ز تدبیر شفا اے ہمنشیں خامش کہ بیمارش — ملال دلنشیں دارد غم خاطر نشیں دارد
سرشک اشک میشوید ز چشم دامن رحمت — مرا آزاد لطف او ز فکر آستیں دارد
تو از پردہ بروں شو و از ہجوم خلق محشر کن — کنوں سودائے رسوائی دل خلوت گزیں دارد
بطور اندر نگر سیماب جنبش چہ میپرسی — قتیل چشم جاناں نیز چشم سرمگیں دارد

(۲)

زہے آں حسن و خوبیہا کہ ختم المرسلیں دارد — مثیلش کے فلک دارد عدیلش کے زمیں دارد
اگر گویم چہ گویم رتبہ و شان محمد را — ہمیں کافیست جایش نزد رب العالمیں دارد
نبی اشرف و برتر قسیم جنت و کوثر — شہنشاہے کہ افلاک و زمیں زیر نگیں دارد
مہ و خورشید میدارند شوق آستاں بوسی — قوی ہم افتخار خدمتش روح الامیں دارد

(نایب الکلام)

گزشتہ سے پیوستہ

تفسیر قرآن مجید

گزشتہ سے پیوستہ

سورۂ بقر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ

ترجمہ:- شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہ کتاب یہ ہے، جس میں کچھ شک نہیں ؛

یہ سورۃ مدینۂ منورہ میں نازل ہوئی، اس سے پہلے کوئی سورۃ مدینۂ منورہ میں نازل نہ ہوئی تھی، مگر اس کی ایک آیت واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله حجۃ الوداع کے زمانہ میں نازل ہوئی ہے۔ یہ سورۃ قرآن شریف کی تمام سورتوں سے بڑی ہے۔ اس میں دو سو چھیاسی آیتیں، چھ ہزار اکیس کلمے اور پچیس ہزار پانچسو حروف ہیں، چونکہ اس میں آگے چلکر گائے کا ذکر ہے اس لیئے اسکا نام سورۂ بقر رکھا گیا۔ پانچسو احکام شرعی اس سورت میں مندرج ہیں۔ فضائل اس سورۃ کے بیشمار ہیں، سب سے بڑی عظمت و فضیلت اس کی یہ ہے کہ اسے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے قرآن مجید کی "چوٹی" فرمایا ہے۔ جس گھر میں یہ سورۃ پڑہی جاتی ہے اُس میں شیطان کا دخل نہیں ہوتا۔ سورۂ بقر قیامت کے دن اپنے پڑہنے والے کے سر پر مثل ابر سایہ افگن ہوگی اور اُس کی شفاعت کرکے جنت میں لے جائیگی۔

سورۂ فاتحہ بطور متن سمجھیے اور اس سورۃ کو اُس کی تفسیر مفصل۔ سورۂ فاتحہ میں اجمالاً قرآن شریف کے تمام معانی پائے جاتے ہیں اور سورۂ بقر سے تفصیل اُن معانی کی شروع ہوتی ہے۔ سورۂ فاتحہ میں عبادت و استعانت کا ذکر ہے اور اس سورۃ میں آخر سال جہاد اور حج تک عبادات کثیر کا بیان ہے +

الف۔ لام۔ میم یہ حروف مقطعات ہیں، اصل حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے معانی و رموز بجز خدائے علیم و خبیر کے اور کوئی نہیں جانتا۔ تاہم ماہرین علم تفسیر نے اپنے ادراک و فہم کے مطابق ان حروف سے کچھ معنی ضرور نکالے ہیں، یا اگر معنی نہیں نکالے تو ان کے اسرار پر کچھ نہ کچھ بحث ضرور کی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان حروف میں اسرار محبت ہیں جو اوروں سے پوشیدہ کرکے خدائے بزرگ و برتر نے اپنے حبیب کرم حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائے ہیں، بعض ان کو اسمائے الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً الف سے احد، آخر، ازلی، ابدی۔ لام سے لطیف۔ میم سے ملک، مجید، منان۔ بعض کہتے ہیں کہ اس میں الف اللہ کا ہے، لام لطیف کا اور میم مجید کا۔ یعنی "انا اللہ لطیف مجید" بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ الف وحدانیت ذات ہو۔ لام ازلیت صفات ہے۔ میم ملک قدیم پر دلالت کرتا ہے، مطلب یہ ہوا کہ اُس کی ذات واحد ہے اُس کے ملک قدیم میں صفات قدس کی حکمت خلقت و تقدیر جاری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حروف متشابہ کے معنی اس قدر بعید التاویل ہیں کہ حکماء و عقلائے عرب بھی اُن کا مطلب سمجھنے سے عاجز آگئے، پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انہیں اسرار الٰہی سمجھکر ان پر ایمان لائیں، در معنی فہمی کی زیادہ کوشش نہ کریں، وما یعلم تاویلہ الا اللہ۔

ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ

مالک بن الصیف ایک یہودی مومنوں کے دلوں میں شک ڈالتا پھرتا تھا اور کہتا پھرتا تھا کہ یہ کتاب (قرآن مجید) وہ کتاب نہیں ہے جس کے نزول کی خبر صحائف سابقہ میں خدا نے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شک کو دور کرنے کے لیئے یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا کہ "بے شک وہ کتاب یہی ہے" اس کے صدق اور اس کی صحت میں شک نہ کرنا چاہیئے۔ اور اس کے معارف و ہدایت کو پہچاننا چاہیئے تاکہ کمال فہم حاصل ہو +

کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام پر جو صحیفہ نازل فرمایا تھا اُسمیں ایک ہزار سورتیں تہیں اور ہر سورۃ میں ایک ہزار آیتیں تہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی اتنی بڑی کتاب میری قوم کے لوگ کس طرح پڑہ سکینگے اور سمجھ سکینگے۔ ارشاد ہوا کہ ہم ایک کتاب اس سے بھی بڑی نازل کرنیوالے ہیں، پوچھا کسپر؟ ارشاد ہوا، خاتم النبیین پر۔ پوچھا کہ اُن کی اُمت اتنی ضخیم و عظیم کو کس طرح پڑہ سکیگی جبکہ اُس کی عمر بہت کم ہوگی، ارشاد ہوا کہ ہم اسکا پڑہنا ان لوگوں پر آسان کر دینگے یہاں تک کہ بچے بھی اُسے باسانی پڑہ سکینگے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ایسا کس طرح ہوگا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ ایک سو تین کتابیں آسمان سے زمین پر نازل کیں۔ پچاس شیث پر، تیس ادریس پر، دس ابراہیم پر، توریت تم پر۔ زبور داؤد پر۔ انجیل عیسیٰ پر۔ اور ان میں سب کچھ بیان کر دیا۔ مگر ان تمام کتابوں کے معانی کتاب محمود (قرآن مجید) میں ہونگے اور وہ صرف ایک سو چودہ سورتوں میں جمع ہو جائیں گے، ان سورتوں کی چالیس اجزاء ہوں گے اور چالیس اجزاء کا بال سات اسباع میں، سات اسباع کے معنی سورۂ فاتحہ کی سات آیتوں میں اور اُن کے معانی "بسم اللہ" کے سات حروف میں ہوں گے اور اس سب کا نچوڑ الم لام میم کے ایک الف میں ہوگا جس سے سورۂ بقر کا افتتاح کیا جائیگا۔

پس جب یہودیوں نے قرآن شریف کو جھٹلانا شروع کیا اور لوگوں کو بہکایا کہ جس کتاب کا ذکر اشارۃً و بشارتاً توریت میں آیا ہو وہ یہ کتاب نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے بڑے زور کے ساتھ اس کی تردید کی اور ارشاد فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان لوگوں کو کہدو کہ بیشک یہ وہی کتاب ہے اسمیں شک و شبہ کو بالکل گنجائش نہیں ہے، لاریب یہ وہی عظیم الشان صحیفہ ہے جسکی بشارت نزول انبیاء علیہم السلام کے صحائف میں دی گئی تھی +

(باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا رومؒ

لغات:- ہوش:- خبر۔ پیش و پس:- آگے پیچھے۔ ہمنفس:- شریک بالذات

مطلب:- یعنی اگر نورِ الٰہی میرا معاون و مددگار نہ ہو تو مجھے آگے اور پیچھے کی کس طرح خبر ہوسکتی ہے، جو شعور و ادراک کائنات کو دیا گیا ہے وہ محض انوارِ الٰہی کا نتیجہ ہے اگر نورِ الٰہی ذاتِ انسان میں متجلّی نہ ہوسکتا تو سب بے نور و بے شعور رہ جاتے۔ مولانا نے اس شعر میں مسئلہ شہود پر بھی روشنی ڈالی ہے یعنی اگر مشاہدۂ حق اس کثرت کے ساتھ نہ ہوتا تو میرا بیہوشی و فنائے عالم ہوش و بقا میں آنا غیر ممکن تھا۔

نورِ او در یمن و یسر و تحت و فوق   بر سر و بر گردنم چون تاج و طوق

(**ترجمہ**) اُسکا نور دائیں بائیں اوپر اور نیچے سے میرے سر و گردن پر تاج و طوق کی طرح (چھایا ہوا) ہے۔

لغات:- یمن و یسر:- دائیں، بائیں۔ تحت:- نیچے۔ فوق:- اوپر۔ طوق:- ہیکل۔ ہنسلی۔

مطلب:- یہ شعر پہلے شعر کی تفسیر ہے یعنی اگر چاروں طرف سے نورِ ایزدی مجھے گھیرے ہوئے نہ ہوتا تو بقا و شعور کی نعمتیں کبھی نہ ملتیں، مگر اُسکا نور محیط ہے کہ سر پر مانند تاج اور گلے میں مثل طوق ہر وقت موجود ہے۔ اور یہی وجہ شعور و ادراک بقا ہے۔

عشق خواہد کیں سخن بیرون بود   آئینہ غماز نبود چون بود

(**ترجمہ**) عشق چاہتا ہے کہ یہ بات کھل جائے (مگر جب) آئینہ غماز نہ ہو تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

لغات:- کایں:- اصل میں کہ ایں ہے۔ سخن:- بات۔ بیرون:- باہر۔ غماز:- عیب جو۔ اصطلاحاً صاف۔

مطلب:- وہ عشق جو خالق و مخلوق میں ہے چاہتا ہے کہ رازِ توحید عالم آشکارا کردے اور خود قلوب مخلوق پر متجلّی ہوجائے، اس لیئے کہ عشق کو پوشیدگی پسند نہیں، مگر تجلی کے لیئے صفائے قلب کی ضرورت ہے، جب آئینۂ قلب صاف نہیں ہے تو اُس میں تجلیات عشق کی نیرنگیاں کس طرح متجلّی ہوسکتی ہیں۔

آئینہ ات دانی کہ چون غماز نیست   زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست

(**ترجمہ**) تجھے معلوم ہے کہ تیرا آئینہ (قلب) کیوں غماز (صاف) نہیں ہے اس لیئے کہ اُس کے چہرہ سے میل دور نہیں ہوا ہے۔

لغات:- زنگار:- زنگ۔ میل۔ رخ:- منہ۔ ممتاز:- فرق کیا گیا۔ دور۔ الگ

مطلب:- فرماتے ہیں کہ تیرے دل پر جو انوارِ حقیقت منکشف نہیں ہوتے اور تیرا قلب جو غماز و تجلی نہیں ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تعلقات ماسوا سے زنگ آلود ہو رہا ہے، اگر وہ نورِ ایمان سے منوّر اور زنگِ علائق سے پاک ہوجائے تو اسرارِ عشقِ الٰہی اُس میں نمایاں ہوسکتے ہیں۔

آئینہ کز زنگ و آلائش جداست   پُر شعاع نورِ خورشیدِ خداست

(**ترجمہ**) وہ آئینہ جو زنگ و آلائش سے جدا ہے، خورشید انوارِ الٰہی کی کرنوں سے بھرا ہوا ہے۔

لغات:- آلائش:- آلودگی۔ شعاع:- کرن۔ خورشید:- سورج

مطلب:- مطلب صاف ہے۔ یعنی جس آئینۂ دل پر تعلقاتِ دُنیوی اور آلائش گناہ کا میل نہیں ہے، وہ تجلیاتِ الٰہی کے نور سے منوّر ہے۔

رو تو زنگار از رخِ او پاک کن   بعد ازاں آن نور را ادراک کن

(**ترجمہ**) جا اور اُس کے چہرہ سے میل دور کر، اُس کے بعد نورِ الٰہی کا ادراک کر۔

لغات:- ادراک:- سمجھنا۔ معلوم کرنا۔

مطلب:- یعنی اگر تجھے انوارِ الٰہی کی تجلیات سے اپنے دل کو منوّر کرنیکی تمنا ہے تو پہلے اپنے دل کو آلائش دُنیوی اور زنگارِ تعلقات ماسوا سے پاک کر۔ اُس کے بعد تیرے دل میں نورِ الٰہی خود متجلّی ہوجائے گا، اور تجربہ کے بعد اس کا حال تجھے خود معلوم ہوجائے گا۔

ایں حقیقت را شنو از گوشِ دل   تا بروں آئی بکلّی ز آب و گل

(**ترجمہ**) اس حقیقت کو دل کے کانوں سے سُن تاکہ تو پانی اور مٹی سے بالکل باہر آجائے

لغات:- بکلّی:- تمام تر۔ گوش:- کان۔ آب:- پانی۔ گل:- مٹی۔

مطلب:- مولانا فرماتے ہیں کہ:-

تزکیۂ قلب و صفائے دل کے لیئے جو تعلیم اس سے پہلے دی گئی ہے اُسے دل کے کانوں سے سن اور اسپر عمل کرتا کہ تو قید وجودِ عارضی سے باہر نکل آئے۔ آب و گل سے مراد تعلقات اور نفسانی لذات ہیں اس لیئے کہ اُن کی حقیقت پانی اور مٹی سے زیادہ نہیں ہے جب انسان اس آلودگی سے نکلیگا اُس وقت دُنیائے حقیقت کی فضائے عظیم تک پہنچ سکیگا۔

(باقی آئندہ)

گزشتہ سے پیوستہ

شرح دیوانِ حافظ

گزشتہ سے پیوستہ

لغات :- کوے :- کوچہ - تغئیر :- بدل دینا - قضا :- حکم الٰہی - تقدیر -

مطلب :- دیوانۂ عشق اپنے محبوب سے کہہ رہا ہے کہ مجھے تو کارکنانِ قضا و قدر نے نیکنام نہ ہونے دیا، اور مقدر میں بدنامی لکھکر بدنامِ محبت کر دیا، اب اگر تم میری اس رسوائی کو پسند نہیں کرتے اور تمہیں یہ حالت ناگوار ہے تو میری قسمت کو بدل دو، ورنہ میں تو روزِ ازل سے رسوائے محبت ہوں اور رہوں گا۔ نیکنامی حاصل کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔

آئینۂ سکندر جامِ جم است بنگر تا بر تو عرضہ دارد احوالِ ملکِ دارا

(ترجمہ) جامِ جمشید سکندر کا آئینہ ہے اُسے دیکھ تاکہ وہ تجھپر دارا کی مملکت کا حال ظاہر کر دے۔

لغات :- آئینۂ سکندر :- وہ آئینہ جو سکندر نے حکمت و طلسم سے تیار کرایا تھا اور جسمیں اسکندریہ سے استنبول تک کی حالتیں نظر آتی تھیں۔

جامِ جم :- جمشید کا بنایا ہوا پیالہ جس سے خیر و شر کا حال معلوم ہوتا تھا۔ عرضہ دارد :- واضح کر دے - گزارش کرے - کہہ دے - احوال :- جمع حال حالتیں، دارا :- ایک بادشاہ کا نام ہے جو سکندر کا ہمعصر تھا۔

مطلب :- جامِ جمشید سے مراد یہاں دل ہے اور دارا چونکہ مخالف سکندر تھا اس لیئے اُس سے نفسِ سرکش مراد لی ہے، مطلب یہ ہوا کہ اپنے دل کو جو بمنزلۂ آئینۂ سکندر ہے صاف کر اور دیکھ تاکہ تجھ پر نفسِ سرکش کی بُرائیاں ظاہر ہو جائیں۔

سرکش مشو کہ چوں شمع از غیرتت بسوزد دلبر کہ در کفِ او موم است سنگِ خارا

(ترجمہ) سرکش نہو کہ تجھے غیرت سے مانندِ شمع جلادے، وہ دلبر جس کے ہاتھ میں سخت پتھر بھی موم ہے۔

لغات :- سرکش :- مغرور - غیرت :- رشک - دلبر :- شاہدِ حقیقی معشوق کف :- ہتھیلی :- ہاتھ -

مطلب :- مطلب یہ ہے کہ سربلندی و کبر مخصوص بخدا تعالٰی ہے اور اُسی کو زیب دیتا ہے - تو اُس کے سامنے سرکشی نہ کر ورنہ وہ تجھے غیرت شرک سے مثلِ شمع جلا ڈالیگا۔ اُس کی شان ایسی ہے کہ سخت سے سخت پتھر بھی اُس کے لیئے موم کی مانند ہے، پس وہ ایسی قدرت والا کس طرح گوارا کر سکتا ہے کہ اُس کی خصوصیات میں کوئی ارادہ شرکت کرے ●

گر مطربِ حریفاں ایں پارسی بخواند در رقص و حالت آرد پیرانِ پارسا را

(ترجمہ) اگر احباب کا گویا یہ غزل گائے، تو فارس کے اہل اللہ کو وجد ہو جائے اور وہ رقص کرنے لگیں۔

لغات :- مطرب :- گویا - حریف :- ہم پیشہ - دوست - پارسی :- فارسی رقص :- ناچ - پیران پارسا :- فارس کے اہل اللہ - پارسا میں الف تحسین زائد ہے - مطلب پیران پارس سے ہے -

مطلب :- مطلب صاف ہے - حافظ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر یہ غزل احباب کی کسی محفل سماع میں کوئی گویا گائے تو اسے سُنکر اہل اللہ پر حالت رقص و وجد طاری ہو جائے اور وہ لوگ بھی جو منکرِ عشق ہیں تڑپ جائیں، اس لیئے کہ اس غزل میں محبت - نصیحت - عبرت اور مستی کی وہ دلکش تصویریں کھینچی گئی ہیں جو ہر قلب متاثر و غیر متاثر کو اثر و وجد سے لبریز کرنے کے لیئے کافی ہیں۔

پارسی اور پارسا کی تجنیس میں جو لطف ہے وہ خواجہ علیہ الرحمۃ کے کمالِ سخنوری کا شاہد ہے ●

آن تلخوش کہ صوفی اُم الخبائثش خواند اَشھیٰ لنا و اَحلیٰ من قُبلۃِ العذارا

(ترجمہ) وہ شراب جسے صوفی نے بُرائیوں اور پلیدیوں کی جڑ کہا ہے ہمیں تو ایک دوشیزہ کے بوسۂ رخسار سے زیادہ مرغوب ہے۔

لغات :- تلخوش :- کڑوی چیز - شراب - صوفی :- پشمینہ پوش درویش - اُم الخبائث :- پلیدیوں کی اصل - اَشھیٰ :- مرغوب - احلیٰ :- شیریں - مِن :- سے - قُبلۃ :- بوسہ :- عذارا :- دوشیزہ ●

مطلب :- صوفی سے یہاں وہ شخص مراد ہے جو لذتِ شرابِ جذب سے واقف نہ ہو - خواجہ حافظ رح فرماتے ہیں کہ صوفی جو ناآشنائے لذتِ شراب ہے، شراب کو کتنا ہی بُرا سمجھے ہمیں تو لذاتِ مجاز سے اُس میں بہت زیادہ لطف آتا ہے - اس لیئے کہ مجاز کی لذتیں عام ہیں اور جذب کے لطف مخصوص، پھر لطفِ خاص کو لذتِ عام سے ہمیشہ مرغوب تر ہونا ہی چاہیئے ●

(باقی آئندہ)

شرح گلستان

ایزد تعالیٰ و تقدس خطۂ پاک شیراز بہ ہیبت حاکمانِ عادل و ہمت
عالمانِ عامل تا زمانِ قیامت در امان سلامت نگہدارد +

لغات :۔ ایزد تعالیٰ :۔ خدائے بزرگ۔ تقدس :۔ پاک۔ خطّہ :۔ سرزمین۔ ہیبت خوف۔ عادل :۔ منصف۔ عامل :۔ عمل کرنے والے۔ زمان : زمانہ۔ وقت۔ امان پناہ۔ سلامت :۔ حفاظت۔ صحت و تندرستی۔ نگہدارد :۔ محفوظ رکھے۔

(**ترجمہ**) خدائے بزرگ و برتر سرزمینِ شیراز کو منصف حاکموں کے خوف، اور عالمانِ باعمل کی دعاؤں کی برکت سے قیامت کے زمانہ تک امن و سلامتی میں محفوظ رکھے۔

مطلب :۔ سرزمین شیراز کو امن و سلامتی کی دعا دی ہے۔

نظم

نہ دانی کہ من در اقالیمِ غربت چرا روزگارے بکردم درنگی؟

لغات :۔ اقالیم :۔ جمع اقلیم :۔ ولایتیں۔ غربت :۔ پردیس، روزگار :۔ زمانہ۔ درنگی :۔ دیر۔

(**ترجمہ**) کیا تو نہیں جانتا کہ پردیسوں میں رہ کر میں نے ایک مدت تک دیر کیوں لگائی

برون رفتم از تنگِ ترکاں کہ دیدم جہاں درہم افتادہ چوں موئے زنگی

لغات :۔ تنگ :۔ قید۔ درہم افتادن :۔ درہم و برہم ہو جانا۔ مو :۔ بال۔ زنگی :۔ حبشی

(**ترجمہ**) میں ترکوں کی قید سے باہر نکل گیا، اس لیے کہ میں نے دُنیا کو حبشیوں کے بالوں کی طرح درہم و برہم دیکھا (یعنی تاریک)

ہمہ آدمی زادہ بودند لیکن چو گرگاں بخونخوارگی تیز چنگی

لغات :۔ گرگاں :۔ جمع گرگ کی۔ بھیڑیے۔ خونخوارگی :۔ خونخواری۔

(**ترجمہ**) تھے تو سب آدمی کے بچے لیکن بھیڑیوں کی طرح خونخواری میں تیز چنگل رکھتے تھے۔

دروں مردمے چوں مَلَک نیک محضر بروں لشکرے چوں ہزبرانِ جنگی

لغات :۔ دروں :۔ اندر۔ مَلَک :۔ فرشتہ۔ محضر :۔ عادت۔ بروں :۔ باہر۔ ہزبر :۔ شیر

ترجمہ :۔ شہر کے اندر آدمی فرشتوں کی طرح نیک تھے۔ باہر ایک لشکر تھا جیسے جنگی شیر۔

چو باز آمدم کشور آسودہ دیدم پلنگاں رہا کردہ خوئے پلنگی

لغات :۔ باز آمدن :۔ واپس آنا۔ کشور :۔ ولایت۔ حکومت۔ ملک۔ پلنگاں :۔ جمع پلنگ کی۔ چیتے۔ خو :۔ عادت۔

(**ترجمہ**) جب میں واپس آیا تو میں نے ملک کو آسودہ حال دیکھا (یہاں تک کہ) چیتوں نے بھی پلنگی (اپنی فطری عادت) چھوڑ دی ہے

چنیں شد در ایامِ سلطانِ عادل جہاں پُر ز آشوب و تشویش و تنگی

لغات :۔ آشوب :۔ فتنہ۔ تشویش :۔ پریشانی۔ تردد۔

(**ترجمہ**) عادل بادشاہ کے عہد میں فساد سے بھری ہوئی دُنیا، تردد اور تنگی (یکایک) کیسے چلی گئی +

جہاں بود در عہدِ اوّل کہ دیدم اتابک ابوبکر بن سعد زنگی

(**ترجمہ**) :۔ دنیا اپنے عہد اولین میں تھی جبکہ میں نے اتابک ابوبکر بن سعد زنگی (بادشاہ) کو دیکھا۔

مطلب :۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ شیراز سے جو میں اتنی مدت باہر رہا اور پردیسوں میں گھومتا پھرا اس کی وجہ یہ تھی کہ ترکوں نے خونخواری اور برہمی پیدا کر دی تھی، اب جو میں اتابک ابوبکر بن سعد زنگی کے عہد میں اپنے وطن کو واپس آیا ہوں تو اس پُر آشوب شہر کی کایا پلٹ گئی ہے، اور وہ خونخوارانہ خصلتیں بدل گئی ہیں، جس کی وجہ موجودہ فرمانروا کا عادلانہ طرزِ حکومت ہے۔

قطعہ

اقلیمِ پارس را غم از آشوبِ دہر نیست تا بر سرش بود چو توئی سایۂ خدا

لُغات :۔ آسیب :۔ بلا۔ دہر :۔ زمانہ۔ دُنیا +

(**ترجمہ**) ولایتِ فارس کو دُنیا کی بلاؤں کا غم نہیں ہے، اے سایۂ خدا جب تک اُس کے سر پر تجھ سا (حکمران) موجود ہے +

امروز کس نشاں ندہد در بسیطِ خاک مانندِ آستانِ درت مامنِ رضا

لغات :۔ بسیط :۔ کشادہ جگہ (بسیطِ خاک سے مُراد ساری دُنیا ہے)۔ مامن :۔ جائے امن۔ رضا :۔ خوشنودی۔

(**ترجمہ**) آج تیرے آستانہ کی سی جائے پناہ کا دُنیا کی کشادگیوں (وسعتوں) میں کوئی پتہ نہیں دے سکتا یعنی جیسا تیرا آستانہ ہے ویسا دُنیا بھر میں کہیں نہیں ہے) باقی آئندہ

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ

کبتک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا؟

(از مولانا جوش ملیح آبادی)

اے فنا انجام انساں کب تجھے ہوش آئیگا ۔۔۔ تیرگی میں ٹھوکریں آخر کہاں تک کھائیگا
اس تمرد کی روش سے بھی کبھی شرمائیگا ۔۔۔ کیا کریگا سامنے سے جب حجاب اُٹھ جائیگا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائے گا

یہ سحر کا حسن، یہ روشن ستارے، یہ فضا ۔۔۔ یہ معطر باغ، یہ سبزہ، یہ کلیاں دلربا
یہ بیاباں، یہ کھلے میدان کی ٹھنڈی ہوا ۔۔۔ سوچ تو کیا کیا کیا ہے تجھکو قدرت نے عطا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا

خلد میں حوریں تری مشتاق ہیں آنکھیں اُٹھا ۔۔۔ نیچی نظریں جنکا زیور جن کی آرائش حیا
جن و انساں میں کسی نے بھی نہیں جنکو چھوا ۔۔۔ جن کی باتیں عطر میں ڈوبی ہوئی جیسے صبا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا

اپنے مرکز سے نہ چل مُنہ پھیر کر بہر خدا ۔۔۔ بھولتا ہے کیوں اپنی ابتدا و انتہا
یاد ہے وہ دور بھی تجھکو کہ جب تو خاک تہا ۔۔۔ کس نے اپنی سانس سے تجھکو منوّر کر دیا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا

سبز گہرے رنگ کی بیلیں چڑہی ہیں جابجا ۔۔۔ نرم شاخیں جھومتی ہیں رقص کرتی ہے صبا
پہل وہ شاخوں میں لگے ہیں لفریب و خوشنما ۔۔۔ جن کا ہر ریشہ ہے قند و شہد میں ڈوبا ہوا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا

پھول ہیں خوشبو بھری جنگل کی بوٹی میں دوا ۔۔۔ بحر سے موتی اُبھارے، ضیا روشن خوشنما
آگ سے شعلہ نکالا، ابر سے آب صفا ۔۔۔ کس سے ہو سکتا ہے اُسکی بخششوں کا حق ادا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا

ہر نفس طوفان ہے ہر سانس ہے اک زلزلا ۔۔۔ موت کی جانب رواں ہے زندگی کا قافلا
مضطرب ہر چیز ہے جنبش میں ہیں ارض و سما ۔۔۔ ان میں قائم ہے تو تیرے رب کے چہرہ کی ضیا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا

صبح کے شفاف نہرے سے برستی ہے ضیا ۔۔۔ شام کو رنگ شفق کرتا ہے اک محشر بپا
چاندنی میں چاند سے بہتا ہے دریا نور کا ۔۔۔ جھوم کر برسات میں اُٹھتی ہے متوالی گھٹا
کب تک آخر اپنے رب کی نعمتیں جھٹلائیگا

خداشناسی

(از علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی گورکھپوری)

جولائی ۱۸۷۳ء میں بھاؤنگر (کاٹھیا واڑ) سے ۸۴ میل بجانب جنوب یا بجانب جنوب و مشرق ایک چھوٹے سے گاؤں کی ایک مسجد میں دن نکلنے کے قبل سجدہ میں سر رکھے ہوئے میں اللہ سے دعا مانگ رہا تھا۔ میری عمر اُس وقت اکیس سال کی تہی، میں تنہا تہا اور وہاں کی زبان سے ناآشنا تھا، گجرات و کاٹھیاواڑ کا سفر موسم برشکال میں بجائے خود ایک مصیبت تہی اور ان عوارض کے ساتھ تو گویا قیامت ہی تہی۔

یہ وہ زمانہ تہا کہ سورت، احمد آباد اور بڑودہ تک بمبئی سے ریل بن چکی تھی، لیکن آگے نہیں گئی تھی، اور ریل گاڑیاں جو تھیں مبتذل حالت میں شتر گاڑیوں کی طرح دو درجہ کی تہیں، ریل کے ختم ہونے پر جب مجھے اونٹ پر مسافت طے کرنے کے لیئے سوار ہونا پڑا تو میری مشکلات کا نیا دور شروع ہوا اس انوکھے سفر کا موجب اور باعث کیا تہا؟ یہ ایک جدا دلچسپ داستان ہے، جس کے بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے، لیکن مسجد میں جانے کا قصہ سلسلۂ بیان کے اندر ہے، اور وہ یہ ہے کہ صبح کو گاؤں سے نکلکر میں لب جو وضو کرنے کو اُترا تو شتربان نے مع میرے مال و متاع کے اپنا راستہ لیا۔ اُس وقت سب سے بڑا تکلیف دہ خیال میرے دماغ میں یہ تہا کہ پیٹ بھرنے کے لیئے گداگری کرنا پڑی تو یہ ناقابل برداشت مصیبت ہوگی، پھر مجھے دفعۃً خیال آیا

"خدا داری چہ غم داری" خدا سے مانگنے میں کیا شرم تہی۔

یہ خیال مجھے مسجد میں بڑی امید اور بڑے دعوے کے ساتھ لے گیا۔ مسجد میں میری دعا یہ تہی:۔

"خدایا میری بیکسی اور ناداری تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے، مسجد کے طاق پر کچھ روپیہ رکھ دے کہ مجھے کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے" حضرت موسےٰ کے چرواہے کی طرح میں سادہ لوح نہ تہا۔ میں جانتا تہا کہ دنیا عالم اسباب ہے اور خدا مسبّب الاسباب ہے، خدا قانون قدرت بناکر گو مجبور محض نہیں ہوگیا ہے، وہ قادر مطلق ہے اور اپنے قانون میں مداخلت کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، لیکن بہت کم وہ ایسا کرتا ہے۔ اہل غرض مجنون ہوتا ہے، یہ سارا فلسفۂ الٰہیات میرے دماغ سے اُس وقت دور ہوگیا تہا۔ میں نے سجدہ سے سر اُٹھا کر تین مرتبہ طاق کو ٹٹولا، اور طاق کو خالی پاکر خدا کے کرم مجھے نا اُمیدی ہوئی اور نا اُمیدی کے ساتھ آثار ضعف ایمان مترتب ہونے لگے کہ دفعۃً "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ" (حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا) یاد آیا اور مجھے ہوش آگیا۔ اور پھر خیال میں ایک ایسی استواری اور ارادہ میں ایک ایسی قوت پیدا ہوئی کہ اُسی روز گھڑی بھر رہے گئے ۸۴ میل کا سفر ۱۵ گھنٹہ کے مسلسل تعاقب شتربان میں پا پیادہ

ختم کرکے میں بھاؤنگر میں پہنچ گیا، جہاں میرا چوپر (شتربان) پہنچا تھا اُس سے میرا مال و اسباب ملازمانِ ریاست نے بآسانی مجھے دلوادیا میں جتنا اللہ سے مسجد کے طاق پر مانگتا تھا، اُس سے بہت زائد مجھے اللہ نے دوسرے دن بھاؤنگر میں دیا، لیکن اُس قاعدہ کے ساتھ جو اُس نے مقرر کر رکھا ہے، مال پاکر نہ صرف میں اپنی حرکت (خدا سے طاق پر روپیہ مانگنے) پر پشیمان ہوا بلکہ میرا نورِ ایمان ایک درجہ اور ترقی کرگیا، یعنی میں یہ سمجھا کہ اگر بھاؤنگر میں میرا مال نہ ملتا جب بھی مجھے کوئی موقع شکایت نہ تھا خدا اپنے بندوں کے مصالح بندوں سے کہیں زائد تر جانتا ہے۔ چنانچہ وہ سفر گو میرے نقطۂ نظر سے تمامتر ناکام رہا، لیکن اب میں سمجھتا ہوں تو وہ ناکامیابیاں اور صرف وہی ناکامیابیاں میری آئندہ بہبود و فلاح کا سبب ہوئیں ۔

میں نے اللہ تعالےٰ سے جو طاق پر روپیہ رکھوانا چاہا تھا وہ محض میرے اعتقادِ مذہبی کا اقتضا تھا اور جب میں اس سے پشیمان ہوا تو یہ بھی مذہبی اعتقاد تھا، اور ان دونوں صورتوں میں جو تضاد ہے، ظاہر ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا میں دونوں حالتوں میں مومن کہے جانے کا مستحق تھا؟ اس سوال کا جواب مثنوی مولانا رومؒ دفتر دویم میں "مناجات کردن شبان" اور "وحی آمدن بعتاب بموسیٰ" میں درج ہے۔ یعنی خدا کو قادرِ مطلق۔ واحد اور منصف جاننا کافی ہے، یہ ضرور نہیں کہ علم الٰہیات جانے بغیر ایمان نادرست ہے۔

دید موسیٰ یک شبانے را براہ ۔۔۔ کو ہمی گفت اے خدا و اے الٰہ
تو کجائی تا شوم من چاکرت ۔۔۔ چارقت دوزم۔ کنم شانہ سرت
اے خدائے من، فدایت جانِ من ۔۔۔ جملہ فرزندان و خان و مانِ من
دستکت بوسم بمالم پائکت ۔۔۔ وقت خواب آمد، بروبم جائکت
گر ببینم خانہ ات را من دوام ۔۔۔ روغن و شیرت بیارم صبح و شام
زیں نمط بیہودہ میگفت آں شباں ۔۔۔ گفت موسیٰ با کیستت ای فلاں
گفت با آنکس کہ مارا آفرید ۔۔۔ ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سر شدی ۔۔۔ خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی ۔۔۔ واز پشیمانی تو جانم سوختی
جامہ را بدرید و آہے کرد تفت ۔۔۔ سر نہاد اندر بیاباں و رفت
وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا ۔۔۔ بندۂ مارا چرا کردی جدا

تو برائے وصل کردن آمدی،
نہ برائے فصل کردن آمدی!

تجدید بیعت

بیعت کرنے اور مرید ہونے کا مقصدِ اقصیٰ اکثر لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جس مرشد یا پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دیا جاتا ہے اُس کے سلسلہ کو صرف وابستہ ہوجانا دین و دنیا کی فلاح و نجات کا باعث ہے، مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور بخت ہو کر بیٹھ رہے، نہ اُس سلسلے کے اوراد سے مطلب، نہ احکام مرشد کی تعمیل سے غرض، وہ اپنے خیال میں مرشد کی ذات کو باعثِ نجات سمجھکر بے فکر ہوجاتے ہیں، اور اپنی وارفتگی کی نازبرداریوں میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ محض کسی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرلینا کسی طرح بھی سببِ نجات نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اُس سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی جائے، اور اُس تعلیم پر عمل کرکے اپنے اعمال درست نہ کیئے جائیں، مرشد سے دونوں قسم کی تعلیمیں حاصل ہوسکتی ہیں۔ تعلیم شریعت بھی اور تعلیم طریقت بھی، طریقت شریعت سے زیادہ مشکل ہے، اس لیے پہلے تعلیم شریعت حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اُس کے بعد اگر دماغ و دل میں صلاحیت ہو تو تعلیم طریقت حاصل کرنی چاہیئے ۔

بعض لوگ مرید ہوتے ہی طریقت کے میدان میں قدم رکھنے لگتے ہیں، اور گو وہ شریعت سے نابلد ہوتے ہیں، تاہم طریقت کی منازل میں بے تکان دوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، بزمِ سماع میں اُنہیں وجد آنے لگتا ہے۔ رات کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ ہو کے نعرے لگائے جاتے ہیں، ذکر نفی اثبات کی مشق کیجاتی ہے، لباسِ فقر پہنا جاتا ہے۔ بال بڑھا لیئے جاتے ہیں، مگر شریعت سے بالکل کورے ہوتے ہیں، اور ان میں بعض کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ شریعت نے ان پر کون کون سی باتیں فرض اور واجب کردی ہیں، نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے، اور روزہ کس طرح رکھا جاتا ہے۔

اس کی بڑی ذمہ داری آجکل مشائخ پر ہے، جو مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اُس سے اور اُس کے معمولات سے بے خبر ہوجاتے ہیں، اور اُسے اگر کبھی لباسِ فقر میں ملبوس دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، مگر اس کی حالت کذائی پر کبھی تبصرہ نہیں کرتے۔ مریدوں کی فہرست رات دن بڑھتی چلی جاتی ہے، لیکن ان مریدوں میں حقیقی مرید اور خداشناس گنتی کے ہوتے ہیں، وہ بھی مرشد کے احکام سے نہیں، بلکہ اپنی ذہانت و محنت سے۔ کسی کو مرید کرکے آزاد کردینا اور پھر اُس کی خبرگیری نہ کرنا آجکل کے مشائخ کا دستور عام ہے بعض مرید اس قدر سچے عقیدت مند ہوتے ہیں کہ بیعت کے بعد دو چار مہینے میں اگر مرشد کی وفات ہوجاتی ہے تو خواہ انہیں کسی قسم کی تعلیم حاصل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، وہ پھر کسی کے ہاتھ پر تجدید بیعت نہیں کرتے،

اور صرف اُسی وابستگی کو ابدی نجات کا سبب سمجھ لیتے ہیں۔
ضرورت تو یہ ہے کہ مرشد سے برسوں تعلیم شریعت و طریقت حاصل کیجائے اور حالت یہ ہے کہ دو مہینے اور چار مہینے کی بیعت ہی کو کافی اور منتہا ہی سمجھ لیا جاتا ہے۔

یہ ایک بہت بڑی غفلت اور غلطی ہے، مرید ہونے والوں اور طالبان بیعت کو لازم ہے کہ وہ جب کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کریں تو حصول تعلیم کی کوشش کریں، اور اگر مرشد کا پیمانۂ زندگی تکمیل تعلیم سے پہلے لبریز ہو جائے تو بلا کسی تردد خیال کے کسی دوسرے شیخ کا دامن تھام لیں، اور پھر اُس سے تکمیل تعلیم میں ساعی ہوں۔

بیعت کی غرض و غایت محض کسی سلسلۂ عالیہ سے وابستگی نہ ہونی چاہیئے اس لیے کہ کسی سلسلہ سے وابستگی محض کبھی کسی کو دنیا میں کامیاب نہیں کر سکتی خواہ وہ سلسلہ دنیا میں کتنا ہی مقدس و موثر کیوں نہو۔ جب تک اُس سلسلہ کے احکامات و ارشادات پر محنت کے ساتھ عملدرآمد نہ کیا جائے اور اُن پر عمل کر کے اپنے اعمال و افعال کو مہذب نہ بنایا جائے تجدید بیعت کسی حال میں عیب کی بات نہیں ہے۔ اگر مرید ہونے کے بعد کسی مرشد میں رشد و ہدایت کی قابلیت نظر نہ آئے تو مرید کو اختیار ہے کہ وہ اُس سے دست کش ہو کر کسی دوسرے شیخ کی طرف رجوع ہو جائے، اسی طرح اگر مرشد کی وفات ہو جائے اور مرید تعلیم سلسلہ حاصل نہ کر سکے تو اس صورت میں بھی تجدید بیعت فوراً کر لینی چاہیئے۔

تجدید بیعت سے اعراض کرنے والے کفار کی اُس جماعت سے ہمخیال ہیں، جن کے یہاں ایک شوہر کی موت کے بعد دوسری شادی نہیں کی جاتی اور لڑکی کی عمر برباد کر دی جاتی ہے، ان لوگوں کی تقلید کرنی گویا شرک و بدعت کی پیروی کرنی ہے، اور شرک و بدعت کا پیرو کسی حالت میں بھی منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکتا۔

ایک مرشد یا پیر کی وفات کے بعد جو لوگ دوسرے کے مُرید نہیں ہوتے اور اُن کا زمانۂ بیعت ابتدائی ہوتا ہے تو وہ پھر ساری عمر بھٹکتے پھرتے ہیں مگر راہ و رسم منزل سے اُنہیں واقفیت نہیں ہوتی وہ محض تصور شیخ سے کام لیکر تزکیۂ نفس اور تہذیب خیال کی کوشش کرتے ہیں، مگر چونکہ شریعت و طریقت کی باقاعدہ تعلیم سے اُنکے دماغ خالی ہوتے ہیں، اس لیئے وہ مختلف راستے اختیار کرتے رہتے ہیں اور انہیں منزل رسی نصیب نہیں ہوتی۔

تجدید بیعت سے مرشد اول کی توہین و تنقیص کا پہلو کسی طرح نہیں نکلتا۔ جب طالب تعلیم تجدید بیعت اس لیئے کرتا ہے کہ وہ ایک کے بعد دوسرے سے روحانیات کے درس لے، تو گویا وہ اپنے پہلے مرشد کی عظمت کو برقرار رکھنا چاہتا ہے، اور اُسکا نام بدنام کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں جو لوگ ناواقف کار اور نام نہاد پیروں کے پھندے میں پھنس جانے کے بعد حقیقت حال معلوم کر کے دوسرے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، وہ مرشد اول کی قلعی کھولنے کا زندہ اشتہار بن جاتے ہیں، اور ایسے بدنام کنندہ فقر پیروں کا رسوا اور ذلیل ہونا ہی بہتر و مناسب ہے۔

سچی تفریح

کسی نے سقراط سے پوچھا کہ سچی تفریح کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ سچی تفریح وہ ہے جو خوشنما رنگ۔ خوشنما صورت، خوشبودار مہک، اور دلفریب آواز یا کسی ایسی چیز سے پیدا ہو جس کی موجودگی مسرت بخش اور دل خوشکن ہو، لیکن اگر وہ کیفیت جاتی رہے تو تکلیف نہ ہو۔ ایسے اوصاف کا مجمع سوائے سبز و شاداب جنگلوں یا باغوں کے اور کہاں مل سکتا ہے، قدرتی پھولوں کے رنگ سے زیادہ عمدہ رنگ، اُن کی صورت سے زیادہ خوشنما اور اور دلفریب صورت، اُن کی خوشبو سے زیادہ بہتر خوشبو جو ہوا میں عطر افشانی کر کے اپنی مہک کو دور دور پہنچاتی ہے اور کہاں مل سکتی ہے؟ اور جہاں وہ چھوٹے آزاد گویّے جو زنگار رنگ کے پروں کا فاخرہ لباس پہنے ہوئے اُن قدرتی نازنینوں کی محفل میں خالق اکبر کی قدرت کے راگ ڈال ڈال پر گاتے پھرتے ہیں، ثابت کرتے ہیں کہ ان کی آواز سے زیادہ دلکش اور کوئی آواز نہیں ہے، اور پھر کس قدر بے آزار کہ جب یہ سماں بدل جائے تو نہ کسی دل پر ملال، نہ کسی طبیعت پر رنج۔

لوگ بعض موسموں کو بُرا کہتے ہیں لیکن اصل میں کوئی موسم بُرا نہیں ہے ہر موسم میں تفریح حاصل ہوتی ہے، لیکن مختلف طرح سے۔ گرمی جاڑا برسات۔ موسم بہار اور خزاں، صبح اور شام: رات اور دن، دھوپ اور ابر دریا اور سمندر، درخت اور پودے۔ پھل اور پھول، بلکہ موجودات عالم کی کل چیزیں، اور ہر ایک کا تغیر حقیقت میں نظر کے لیئے دلفریب ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمیں اُن سے لطف اُٹھانا نہیں آتا۔ ہم رات رات بھر تھیٹر کے دنگل اور ناچ گانے کے جلسوں میں صرف کر دیتے ہیں جو مضر صحت مضر اخلاق اور اسراف بیجا میں داخل ہیں اور ان بے انتہا مسرت بخش چیزوں سے حظ حاصل کرنے کی ہمیں پروا بھی نہیں ہوتی، یہ ہماری تعلیم و تربیت کا قصور ہے، کہ ہم کو بچپنے میں اصلی خوبصورتی کی قدر کرنا اور اُسکا حظ اُٹھانا، نہیں سکھایا جاتا۔ لیکن جو لوگ چشم بصیرت سے خالق کی دستکاری کو دیکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ایک تیتری کے پر میں جو خوشنما اور حیرت انگیز رنگ ہیں وہ ناٹک کے کسی پردہ میں نہیں، عیش پرستی اور لہو و لعب کی زندگی کو ہم لوگ مزے کی گزران کہتے ہیں لیکن اصل میں یہ طرز حقیقی خوشی سے بہت دور ہے۔ اور جب اسکا نقصان اُٹھانا پڑتا ہے تو لوگ دُنیا کو بُرا کہنے لگتے ہیں

لیکن جس میں خود انسان ہی کا قصور ہے۔انسان کی زندگی کی قیمت اسکی اخلاقی حالت سے اندازہ کی جاسکتی ہے۔ روح اور جسم دونوں مل کر انسان کی تکمیل کرتے ہیں۔ روح کا کام یہ ہے کہ وہ جسم پر عقلمندی سے حکم چلائے اور اس کو بھٹکنے نہ دے لیکن اگر اس کے خلاف جسم روح پر حکم چلائے اور عقل کا کہا نہ مانے تو روح و جسم کا کہا نہ مانے تو روح و جسم کا ملاپ نہیں رہ سکتا اور انسان بیوقوف اور مصیبت زدہ بن جاتا ہے۔

انسان کیا ہے؟

(از جناب مولانا محمد عبد التواب صاحب عالم فاضل)

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا (الدھر ع ۱ - پ ۲۹)

(انسان پر زمانہ میں ایک لمبا وقت بھی آچکا ہے کہ وہ قابل ذکر شے نہ تھا) (الدہر ع ۱ پ ۲۹)

ایک وقت تھا کہ حضرت انسان کا صفحۂ ہستی میں نام و نشان نہ تھا۔ تعلقات و علائق دنیا سے بے خبر ایسے گمنام و بے نشان تھے۔ کہ فرشتوں کو بھی ان کے وجود اور ان کے مراتب و کارناموں کا کچھ علم نہ تھا وہ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ انسان کیا ہے؟

اسی بنا پر فرشتوں نے کہہ دیا تھا۔

أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ (بقرہ ع ۴ - پ ۱)

(کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب مقرر کرتا ہے جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے گا) ایک عرصہ تک حضرت انسان اسی گمنامی کی حالت میں رہے۔ اور ان کو اپنی ہست و بود کا کچھ غرور و گھمنڈ نہ تھا۔

پس خالق کون و مکاں نے اس خاکی پتلے کو خود اپنے ید قدرت سے بنایا اور روح ڈالدی۔ اور پھر ایک مقدس و برگزیدہ عبادت گذار جماعت کو اسکے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ہدایت کی۔ اس فرمان سے سرتابی کرنے والے پر خدائے قہار و جبار کا عتاب نازل ہوا۔ نہایت سختی سے حکم عدولی کا سبب دریافت کیا گیا۔

يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ (ص ۵ پ ۲۳)

(اے ابلیس! جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کونسی چیز مانع ہوئی کیا تو نے (از راہ) تکبر یہ کیا ہے۔ یا تو در اصل بڑے لوگوں میں سے ہے)۔

اس کے بعد حضرت انسان کے شایان شان ان کو کھانے پینے کے لئے طرح طرح کے مطاعم لذیذہ رہنے سہنے کے لئے نہایت عالی شان محل تفریح و سیر کرنے کے لئے پر فضا سرسبز باغات و نہریں عطا ہوئیں۔ مگر پھر اس ملعون اور بارگاہ ایزدی کے مقہور نے حسد کے مارے یہ تمام انعامات و اکرامات اور آسائش و آرام کے سامان حضرت انسان سے چھنوا دئے اور حضرت انسان سے ایک نہایت گہری یہ چال چلی۔

وَقَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلَىٰ (طٰہٰ ع ، پ ۱۶)

(اور اس شیطان نے کہا کہ اے آدم! کہو تو میں تم کو ہمیشگی کا درخت بتا دوں؟ اور ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہ ہو) حضرت انسان اس چال اور گہری سازش کو نہ سمجھے۔ اپنے دین و ایمان کے دشمن کے بہکانے میں آکر خالق و مالک کی نظروں سے گر گئے۔ اور اب ان کو جنت کے باغات سے نکلکر

دار المحن

دنیا میں رہنا پڑا۔ اور اسطرح بنی نوع انسان کی زندگی کا دنیاوی دور شروع ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور بی بی حوّا کے ذریعہ سے حضرت انسان کی دنیاوی ہستی کا سامان مہیا کیا۔ قطرۂ ناپاک سے انکی بنا ڈالی گئی۔

کچھ عرصہ شکم مادر میں رہ کر زندگی کا جو لازیب تن کیا اور پھر روتے پیٹتے چیختے چلاتے شور مچاتے صفحۂ ہستی پر آموجود ہوئے۔

بس حقیقت انسانی یہ ہے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۝ (مومنون ع ۱ پ ۱۸)

(اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا ہے اور پھر ہم ہی نے اسکو ایک محفوظ جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا پھر ہم ہی نے نطفے کا لوتھڑا بنایا اور پھر ہم ہی نے لوتھڑے کا مضغہ بنایا پھر ہم ہی نے مضغے کی ہڈیاں بنائیں پھر ہم ہی نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر ہم ہی نے گویا بالکل اسکو دوسری مخلوق بنا دیا پس خدا بڑا ہی بابرکت ہے جو سب بنانے والوں میں بہتر بنانیوالا ہے۔

دنیا کی ہوا لگتے ہی حضرت انسان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور خدا نے جو عطیات مرحمت فرمائے تھے۔ مثلاً دیکھنے کے لئے آنکھیں سننے کے لئے کان کھانے پینے کے لئے منہ۔ بولنے کے لئے زبان۔ سونگھنے کے لئے ناک۔ چلنے پھرنے کو پاؤں وغیرہ وغیرہ ان سے ہر طرح کے فوائد و منافع حاصل کرنے لگے۔ تو ان انعامات الہیہ کو اپنے اندر پاکر حضرت انسان جامہ میں پھولے نہ سما سکے۔ اپنے محسن و خالق کی شکر گزاری کے بجائے انہیں یہ گھمنڈ ہوا۔ کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں اور یہ تمام انعامات اور یہ سب قسم کی قوتیں ہمنے خود اپنے زور بازو اور قوت علم و عمل سے اپنے اندر پیدا کی ہیں۔

مشاہدہ و شاہد ہے کہ ہم نہایت نحیف و ضعیف عاجز و ناتوان پیدا ہوئے تھے۔ اگر ہم اصول صحت کی پابندی نہ کرتے۔ حفاظت جسم کی خاطر

ورزش نہ کرتے۔ غذا کے کھانے میں بے اعتدالی برتتے تو ہم زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔

باقی آنکھ کان۔ ناک اور دیگر اعضا، نیز انسانی طریقے پر ہمارا پیدا ہونا ایک فطری وجبلی بات ہے ابتدا آفرینش عالم سے یوں ہی ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہے گا (نعوذ باللہ) ان باتوں میں خدا کو دخل دینے کی ضرورت ہی کیا ہے! اس زعم فاسد کی بنا پر

عقیدۂ باطل

رکھنے والے حضرت انسان نے خوب دل کھول کر قانون الٰہی کی دفعات کی خلاف ورزی کی۔ اور اپنے نفس کو ہلاکت میں مبتلا کیا۔

چنانچہ وہ دل و دماغ جو قانون قدرت کی منشا کے مطابق ذکر و شغل اور معارف علیہ سے معمور رہنا چاہیئے تھا۔ وہ ہوا و ہوس اور خیالات فاسد کا مخزن بنا ہوا ہے۔ اور وہ آنکھیں جو قدرت الٰہی کی صناعیوں اور خدا کی حکمتوں نیز فرمان الٰہی کو بنظر تعمق دیکھنے برے بھلے میں تمیز کرنے کے لئے عطا کیگئی تھیں۔ وہ طرح طرح کے ناچ و رنگ۔ کھیل کود، و تماشوں کے دیکھنے اور منہیات شرعیہ کے نظارہ میں مصروف ہیں۔

وہ زبان جو حق کہنے اور ما فی الضمیر کو صاف ادا کرنے کے لئے اور دردمندوں کی تسلی و تشفی کے لئے عطا کیگئی تھی۔ وہ آج بیجا خوشامد اور اپنے عزیزوں اور بھائیوں کی دل آزاری کے لئے تیر و پیکان سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَام وہ ہاتھ جو بیواؤں بیکسوں کی مدد کر سکتے تھے مصیبت زدوں پر ستم ڈھانے کا آلہ بنے ہوئے ہیں ؎

زورت اوبیش رود با ما   با خداوند غیب داں نرود

الغرض

حضرت انسان کی اس قسم کی زیادتیاں تو اپنے نفس اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں۔ مگر بعض افراد انسانی جیسا کہ مذکور بھی ہو چکا ہے۔ اپنے خالق اکبر کی جناب میں بھی گستاخی کرنے سے نہیں چوکتے (نعوذ باللہ) کبھی تو خدا کو معطل قرار دیتے ہیں۔ کبھی خدا کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا جاتا ہے بعض نے تو خود کو معبود (باطل) کہلایا فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (اور (فرعون) نے کہدیا کہ میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں)

بہت سے انسانوں نے مختلف کرامات اور کرشموں کو اپنی خدائی کا سبب ٹھیرایا اور اپنی معبودیت کا اظہار کیا معبود برحق کے مقابلہ میں جنت و دوزخ بنوائی خود (نعوذ باللہ) کو سجدہ کیا اور کرایا۔ ایسے گستاخ انسانوں نے ذرا سی دیر کے لئے تدبر و تفکر سے کچھ کام لیا ہوتا۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ انسان کی ہستی ہی کیا ہے اور حضرت انسان کی بساط ہی کیا ہے چھوٹا منہ بڑی بات۔ ذرا اپنی اصلیت پر توجہ کرنی چاہیئے تھی معلوم ہو جاتا کہ حضرت انسان نہایت ہی حقیر و ذلیل اجزاء سے بنائے گئے ہیں پھر اس ترکیب کے بعد اگر شکم مادر میں مناسب غذا نہ ملتی تو

پیدا ہونے کے بعد والدہ کے دل میں اللہ تعالیٰ محبت نہ ڈالتا اور وہ صرف چند گھنٹے ہی دودھ نہ پلاتی۔ تو پھر کیا حضرت انسان کی ہستی باقی رہ سکتی تھی۔ اسکے علاوہ ہر قسم کی ارضی و سماوی آفات سے اسوقت تک جبکہ حضرت انسان سن شعور کو بھی نہیں پہونچے تھے۔ کس نے بچایا تھا۔ خوبصورتی بدصورتی۔ امارت و غربت ذکاوت و عبادت یہ سب باتیں کسی آجکل کے سائنس والوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں بلکہ ان تمام باتوں کا بنانے والا صانع حقیقی ہے۔ جو نہ کسی سے مشورہ کرتا ہے نہ مدد کا طلب گار ہے۔

انسان کو اپنی رعنائی اور دلربائی پر گھمنڈ کرنا جسمانی قوت و طاقت پر فخر کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ انسان سے بڑھ کر طاقت رکھنے والے خدا کی مخلوق بہائم ہے انسان کی طرح بولنے والے اور خوش الحان پرندے ہیں وہ دل بھی رکھتے ہیں اور دیگر اعضا بھی جیتے بھی ہیں اور چلاتے بھی۔

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آدمیت اور انسانیت کسی اور ہی چیز کا نام ہے اور انسان محض چند انعامات و عطیات کی وجہ سے علوم الٰہیہ اور کنہ باری کی حقیقت تک رسائی نہیں کر سکتا ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؎ درپ در طہ کشتی فرو شد ہزار۔ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار۔ جو شخص توفیق ایزدی سے اپنی ہستی اپنی اصلیت و حقیقت پر نظر رکھتا ہے وہی کامل انسان ہے اور وہ خدا کو پہچان سکتا ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور وہ جان سکتا ہے اور اسکو یقین کامل حاصل ہو سکتا ہے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنیوالا صرف وہی قدیر و بصیر ہے اور اسکی کنہ اور اسکی حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ وہی ذات مقدس لایق عبادت اور قابل ستائش ہے وہی مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے۔

پس جس انسان کی نظر اپنی ہستی کی حقیقت کو دیکھ رہی ہے وہ مقدس انسان تمام بنی نوع انسان کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھتا ہے۔ اور ایک جنس اور ہم نوع ہونے کی حیثیت سے تمام انسانوں کو بھائی بھائی خیال کرتا ہے اور لڑائی جھگڑے و فتنہ فساد کو بہائم کا خاصہ جانتا ہے ؎

ترا کے میسر شود ایں مقام   کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

حضرت انسان!

بیشک خلعت وَلَقَدْ كَرَّمْنَا سے تم ہی مشرف ہو خلافت و نیابت کی امانت کا سارا بوجھ تمہاری گردن پر ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ہم نے ذمہ داری کو آسمانوں اور) وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا (زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں) وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ (الباسع ۹ پ ۲۲) (نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اسکو (بے تامل) اٹھالیا)

پس اس لحاظ سے وہ انوار و برکات اور وہ تجلیات الٰہیہ حضرت انسان تمہیں ہی حاصل ہونا چاہئیں کہ جس سے تفریق و انانیت بالکل اٹھ جائے اور اخوت و اتحاد کی بنیاد مستحکم ہو جائے پھر یہ انانیت اور یہ عجب و گھمنڈ کیسا ؎

تکبر عزازیل را خوار کرد بزندان لعنت گرفتار کرد

ایک خدا رسیدہ صوفی جسکی نظر انسانی ہستی کی اصلیت وحقیقت پر ہے وہ کبھی متکبر و متمرد نہیں ہوسکتا ایک خدا کا برگزیدہ جسے ادھر کی ذرہ برابر لو لگ چکی ہے۔ کچھ چوٹ کھائے ہوئے ہے۔ عبادت الٰہی کی حلاوت کا مزہ چکھ چکا ہے کبھی کسی کی تحقیر و تذلیل نہیں کرسکتا۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمناں ہم نکردند تنگ

وہ بنی نوع انسان کو اپنی طرح کا خدا کا بندہ جانتا ہے اور اس بنا پر وہ کسی پر خاش وجھگڑا مول لیتا نہیں پھرتا سے چند سختی یا برادر اے برادر نرم شو۔

تا کے آزاری مسلماں اے مسلماں شرم دار۔

خدا کا برگزیدہ اور پیارا بندہ یقین رکھتا ہے کہ میں سب سے زیادہ عاجز و بیکس ہوں۔ اس لئے وہ لوگوں کی عیب جوئی و رنگوئی نہیں کرتا سے

گرت چشمے خدا بینی بہ بخشندہ نہ بینی ہیچ کس عاجز تر از خویش۔

اسکو یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن اعلیٰ علیین کا پرندہ (روح) اس خاکی پنجرہ سے پرواز کر جائیگا۔ اسوقت یہ کٹورا سی آنکھیں اس کے انتظار میں پتھرا جائینگی یہ پرغرور دماغ کیڑوں مکوڑوں کی غذا اور (سوسمار دگرہ) کا مسکن بن جائے گا

خفتگان بیچارہ در خاک لحد خفتہ اندر کلہ سر سوسمار۔

اسوقت اس زبان کی تیزی کسی کام نہ آئے گی۔ اور یہ قوی و توانا بازو اور یہ ہاتھ پھر کسی مظلوم پر نہ اُٹھ سکیں گے۔ الغرض جسم خاکی اپنی اصل سے مل جائیگا پھر مٹی کا مٹی پر فخر اور غرور کرنا کہاں تک درست و زیبا ہوسکتا ہے سے

پند گیر دہر کہ او فرزانہ است ابلہاں را ایں سخن افسانہ است

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضاجوئی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسّلام علی من اتبع الھدیٰ۔

تفریح الاحباب معہ ترجمہ اردو

عربی زبان کی مشہور اور زبردست کتاب جسمیں آل و اصحاب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام (رضی اللہ عنہم) کے معتبر و مستند مناقب نہایت خوبی کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

اور ساتھ ہی ساتھ عربی کتاب کا اردو ترجمہ بھی شایع کیا گیا ہے تاکہ عربی زبان کے نہ جاننے والے بھی اس کے فیض و فوائد سے محروم نہ رہیں ۲۰×۲۶ کے بڑے سائز اور سفید عمدہ کاغذ پر نظر فریب لکھائی چھپائی کے ساتھ شایع کی گئی ہے۔ قیمت تین روپیہ

منیجر خواجہ ڈپو دہلی

سیرِ روحانی

(از جناب سید محمد انور صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر)

شاہد رنگیں ادا کیوں پردۂ غنچہ ہے تو منتظر ہے گوش جاں تیرے ترانے کیلئے
آتش فرقت میں مثل ماہی بے آب ہوں مضطرب ہے قلب تیری آستانے کے لئے
محو نظارہ ہوں میں اے باغ عالم کی بہار مثل بلبل ہوں میں اک شاخ گل بہلانے کیلئے
دل سنائے کسطرح اور تم سنوگے کسطرح داستان غم نہیں سننے سنانے کے لئے
آستان اہل دنیا پر ہوئے خوار و ذلیل کیا ہمیں ہیں اے فلک سنگ اٹھانے کیلئے

سارے عالم کا نظارہ قلب انسانی میں دیکھ
لذت وصل الٰہی سیر روحانی میں دیکھ

شمع کافوری ہو تو اور میں ترا پروانہ ہوں تیرے حسن جانفزا کا دل سے میں دیوانہ ہوں
اے محیط علم معنی کوئی جرعہ ہو عطا ایک مدت سے شریک محفل رندانہ ہوں
مست ذوق نغمۂ دلکش ہے روح مضطر تیرا دلدادہ ہوں اپنے آپ سے بیگانہ ہوں
دل مرا ہو سر بسر محو جمال روئے یار دیکھنے میں گو بظاہر ساکن بتخانہ ہوں
اے ملاز علم ظاہر سیر ظاہر پر نہ جا میں ازل سے جان نثار ساقی میخانہ ہوں

سوز باطن کا تماشا قلب نورانی میں دیکھ
ساز فطرت کا ترانہ روح وجدانی میں دیکھ

شور ہے کون و مکاں میں غل مچا ہے چار سو گلشن ہستی میرا برباد و ویران ہو گیا
آستان رب کعبہ جبکہ ہاتھوں سے گیا کیوں نہ تو بھی سینہ مٹی میں پنہاں ہو گیا
مطلع خونی میں ماہ نو ہوا جاکے غروب حکمران بیت اقدس جبکہ شیطان ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے صد حیف یہ دار الاماں دستبرد غیر سے شہر خموشاں ہو گیا
اے فلک زیبا یہی ہے خون کے آنسو بہا اپنے دار السلطنت میں قید سلطاں ہو گیا

سلطنت سلطان دل کی آجکل تاراج ہے
ہر طرف ابلیس کا دار الاماں میں راج ہے

شاد ہو اے دل سناتا ہوں تجھے قول خدا جو کہ فرمان حمیدی میں کہیں مرقوم ہے
آئیگا اقبال کا پھر سے زمانہ بالیقیں آیۂ العسر یسرا کا یہی مفہوم ہے
معدن امن و اماں ہے مخزن صدق و صفا اس لئے تیرا لقب ہی مسلم مرحوم ہے
دانۂ علم و عمل بو آج کشت روح میں دولت دارین پائیگا عجب مقسوم ہے
اضطراب دل کو کر دے محو دلسے یکقلم خود خدا ناصر ہے اسکا جو کہ یاں مظلوم ہے

سوز و ساز و صبر سے بالا ہے مسلم کا وجود
تو بنے احمد کا گر تیرا بنے رب ودود

تمنائے دید پروفیسر سجاد مرزا بیگ صاحب ہلوی کا لکھا ہوا ایک نہایت دلچسپ نتیجہ خیز دلچسپ اور دلسوز قصہ جسمیں معاشرت اخلاق تمدن کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دیگئی ہے قیمت ۱۰ / خواجہ ڈپو دہلی سے طلب کیجئے

خوداعتمادی

(از پروفیسر محمد سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی)

خواہ فرائض ہوں یا تمنائیں اگر اپنے ہاتھ پاؤں نہ ہلائے جائیں اور انسان اپنی ذات پر تکمیل کا بھروسہ نہ کرے تو کبھی پوری نہیں ہو سکتیں ہمیشہ وہ لوگ ناکام رہتے ہیں اور رہنے چاہئیں جو اپنے کام دوسروں کی امداد یا اوروں کے بھروسہ پر چھوڑ دیں مثل مشہور ہے کہ کس کی بکری اور کون ڈالے گھاس اگرچہ یہ فقرہ خودغرضی پر مبنی ہے مگر اُن لوگوں کے واسطے جو زمانہ کی رفتار اور لوگوں کے عادات سے ناواقف ہیں اچھا سبق آموز ہے کہ اگر وہ اپنے کام ٹھیک اور مرضی کے مطابق پورے ہونے چاہتے ہیں اگر وہ دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں اگر زندگی کو بکارآمد اور مسرت بخش بنانے کی آرزو ہے۔ غرض اپنی آرزوں اور فرائض کی تکمیل کی تمنا رکھتے ہیں تو اپنی محنت اپنی جانفشانی اپنی نگہبانی۔ اپنی پرداخت۔ اپنی لیاقت۔ اپنے وسائل۔ اپنی استعداد۔ غرض اپنی ذات پر بھروسہ کریں اور ہمت۔ محنت۔ استقلال اور پابندی اوقات سے کام لیں تو ضرور ان کو عمدہ عمدہ پھل ملیں گے۔ ہماری غرض خواہ کسب کمال ہو یا فرائض منصبی ادا کرنے۔ یا تجارت و صنعت وحرفت میں ترقی۔ یا حصول دولت غرض کوئی کام ہو پوری طاقت اور محنت سے حاصل ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے انسان کو عقل و دانش کی ذرائع بخشے ہیں کہ وہ اپنی مراد تک پہونچ سکے مگر محنت کرنے اور ذرائع کو مناسب طور پر کام میں لانے کی عادت ہونی چاہئے من طلب شیئاً وجدّ وجد

اگر سرانجام امور میں درستی کی ضرورت ہے تو تمام سعی موجودہ مشکل کے دور کرنے میں صرف کرنی چاہئے نہ یہ کہ مشکلوں کے حل کرنے سے جی چھوڑ دیں یا جلدی سے اپنے ارادے کو تبدیل کر دیں۔ دنیا میں بڑے بڑے کام۔ بڑی بڑی فتوحات بڑی بڑی دریافتیں اعلیٰ اعلیٰ ایجادیں مشکلیں سہہ سہہ کر ہوئی ہیں مگر ہر نئی مشکل ایک نئی معلومات اور مسرت کا منبع ہوتی ہے۔ مشکلیں حصول مراد میں سدّ راہ نہیں بلکہ ممد ہوتی ہیں کیونکہ شوق کی آگ بھڑکتی ہے اور دماغ میں تیزی اور حل مشکلات کی قابلیت پیدا ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان مشکلات نے محنت اور برداشت کی غیر معمولی قوت پیدا کر دی اور ذکاوت و ذہانت کے دروازے کھول دئے لوگوں نے دولت اور ذاتی قوت کے اندازہ کرنے میں غلطی کی ہے وہ دنیا میں سب سے زیادہ دولت کو بکارآمد جانتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ دنیا میں دولت ایک حد تک بکارآمد ہے لیکن نہ اتنی جس قدر کہ خوداعتمادی اور ذاتی قابلیت۔ ایسے جوہر ہیں کہ انسان کو دنیا میں عزت اور ناموری حاصل کرنا سکھاتے ہیں دنیا میں جتنے ایسے لائق وقابل آدمی گزرے ہیں جنکی بیش بہا تصانیف اور اعلیٰ خیالات سے ہم اپنے دل ودماغ آراستہ کرتے ہیں یا جنکی بیش قیمت ایجاد اور نادر صناعیاں دنیا کی تہذیب وشائستگی اور اُسکی ترقی کی نشانیاں ہیں دولتمند آدمی نہتے بلکہ جنہوں نے اپنی محنت وجانفشانی اور اپنے ذاتی جوہروں سے یہ نام روشن کیا اور وہ کام کئے کہ آج ایک عالم اُن کے کمال کا مدّاح اور ممنون ہے دولت انسان کو تن آسانی آرام طلبی سکھاتی اور عیش کا بندہ بنا دیتی ہے اور وہ اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ کسی وقت بھی مشکل کے مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہتا اور اس کے دل کا وہ جوش جو انسان کو بلندی اور عروج کی طرف اُٹھاتا ہے سرد ہو جاتا ہے۔ دولتمندی کی حالت میں بھی جو لوگ اولوالعزمی کے کام کرتے ہیں اُن میں استقلال وہمت پیش بینی دوراندیشی کے جوہر موجود ہوتے ہیں خودداری اور خوداعتمادی ایسے اوصاف ہیں کہ انسان کو مقروض ہونے سے روکتے ہیں کیونکہ اُس کا دل نہیں مانتا کہ کسی کا ممنون ہو اور اوروں کی دولت سے فائدہ اُٹھائے بلکہ ہمت کا شہباز اپنے ہی پروبال کو دیکھتا رہتا ہے اُس سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ لالچ کو دل میں جگہ دے اور بغیر استحقاق کسی چیز پر اپنا قبضہ کرے یا کسی کی حق تلفی روا رکھے۔ وہ سفارش سے نہیں بلکہ لیاقت سے اپنا کام نکالنا چاہتا ہے اُس کی غیرت نہیں گوارا کرتی کہ اوروں تو اور اپنے عزیز واقارب اور رشتہ داروں پر بھی بھروسہ کرے اور سچ یہ ہے کہ وہ بھروسہ کے قابل ہوتے بھی نہیں کبھی امید نہ رکھنی چاہئے کہ کوئی دوسرا شخص خواہ کیسا ہی قرابتی ہو کچھ کریگا بیکن کا قول ہے کہ خودداری و خوداعتمادی اپنے چشمہ سے پانی پینا اپنے دسترخوان سے کھانا اور معاش کیواسطے خود محنت کرنا سکھاتی ہے صَبْرُكَ عَلَى الْاِكْتِسَابِ خَيْرٌ مِّنْ حَاجَتِكَ اِلَى الْاَصْحَابِ

انسان کی عادتوں پر ہزاروں طرح کے اثر اور پر تو پڑتے ہیں مختلف مثالیں اور مسائل۔ لوگوں کے حالات اور سوانح عمری۔ کچھ دلچسپ اور سنی باتیں۔ علم ادب وکتب احباب کے جلسہ پڑوسیوں کے چال وچلن۔ دنیا کے تمام کاروبار اور اشیاء مختلف منظر خود آباو اجداد کی طبیعت اور تعلیم کا ورثہ یہ باتیں عادات پر نامعلوم اثر ڈالکر ایک ہیئت پیدا کرتی ہیں لیکن اگرچہ یہ امور نہایت موثر اور قوی ہوتے ہیں مگر اس میں بھی شبہ نہیں ہے کہ انسان اپنے بھلے برے کاموں اور بہبودی کا خود ہی کارکن ہے اور اگرچہ اور لوگوں کی چیز خواہی کسی قدر کیوں نہ ہو مگر صرف اپنی مدد آپ ہی کئے بن آتی ہے۔

غنیم کا لشکر

(از جناب نواب مولوی میر صدالدین حسین خانصاحب مرحوم)

میں ایک روز نرم نرم بستر پر عمدہ عمدہ نعمتیں کھاپی کر اور نغمہ وساز کی دلکش آوازیں سنکر بے فکری کے ساتھ پاؤں پھیلائے سو رہا تھا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ خدا نے اپنے فضل وکرم سے تمام ضرورت کی چیزیں مجھے عنایت کی ہیں اور جملہ عیش و عشرت کے اسباب میرے لئے مہیا کئے ہیں۔ رہنے کو اچھے پاکیزہ اور آراستہ مکان کھانے کو عمدہ عمدہ قسم کے لذیذ طعام پہننے کو اچھے اچھے طرحدار خوش وضع اور خوش قطع لباس۔ چڑھنے کو بہتر سے بہتر سواریاں۔ پس میں اپنے دل میں بہت خوش تھا کہ خدا نے مجھے اُن چیزوں کی فکروں سے سُبکدوش کیا ہے جن کے واسطے تمام عالم سرگرداں وحیران پھرتا ہے۔

اس وقت میرے عیش و آرام میں اور بادشاہ وقت کے سرور و انبساط میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ پس اگر میں اپنے آپ کو بادشاہ قیاس کروں تو بیجا نہیں اور واقعی ہر شخص اپنے گھربار اور مال واملاک اور اہل وعیال اور نوکر چاکر کا بادشاہ ہوتا ہے اور جیسا کہ بادشاہ کو سلطنت کے انتظام کی فکر اور رعایا کی غور و پرداخت کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ہر صاحب خانہ کو اپنے گھربار کے انتظام اور اہل و عیال کی تعلیم وتربیت اور نوکر چاکروں کی غور و پرداخت کی ضرور فکر ہوتی ہے۔ مگر یہ فکر معاشرت کی فکر کہلاتی ہے یہ فکر ایسی سخت نہیں ہے جیسی کہ معیشت کی فکر سخت ہوا کرتی ہے۔ میں خدائے پاک کی عنایتوں کا کسقدر شکر بجالاؤں کہ جس نے مجھے معیشت کی فکروں سے بچا رکھا ہے۔ میں ہر طرح سے آزاد ہوں اور میں اسی باعث سے اپنی خوشی کو بادشاہ کی خوشی کے مساوی پاتا ہوں۔

غرضکہ میں ایسے ایسے خیالات میں مستغرق تھا کہ مجھے نیند آگئی۔ میں لمبی تانکر سویا اور بڑی راحت کے ساتھ سویا۔ آدھی رات کو یکایک میرا ایک قدیم دوست جسکا نام القائے ربانی ہے میری خوابگاہ میں آیا اور اُس نے میرا بازو ہلا کر مجھے بیدار کیا۔ میں آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ بیٹھا اور میں نے بھی وہی ذکر چھیڑا جس کا خیال اگلی شب سے میرے دل میں جاگزیں تھا۔ اور میں نے کہا کہ اے دوست دیکھ تو میں کیسا خوش حال اور کیسا خوش نصیب ہوں کہ خدا نے مجھے کیسی کیسی نعمتیں عنایت کی ہیں اور میری زندگی کیسی بے فکری میں گزر جاتی ہے اور اپنی سلطنت وحکومت میں کیسی اچھی طرح راج کر رہا ہوں اور خوب طرح داد عیش وکامرانی دے رہا ہوں۔

تب اُس نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں مگر آپ ابھی اُن چیزوں سے بیخبر ہیں جن کی خبر میں آپ کو سُنانے آیا ہوں آپ ہوشیار ہو جائیں کہ آپ کے دشمنوں کے لشکر آپ کی سلطنت کو زوال پہونچانے کے لئے منزل بمنزل نزدیک چلے آرہے ہیں اور آپ کے دشمنوں نے آپ کو نرغہ میں گھیرنا چاہا ہے۔ تاکہ آپکی خوشحالی وبے فکری کو یکلخت مٹا دیں اور آپ کے چین وآرام کو ایک دم نیست ونابود کر دیں۔

میں گھبرایا اور اُسکی بات کو کاٹ کر کہنے لگا کہ اے دوست! تو ایسی دل کو پژمردہ کرنے والی خبر کہاں سے لایا ہے۔ بھلا کہیں موجودہ سرکار کے راج میں بھی ایسا اندھیر ہو سکتا ہے کہ کوئی ریاست کسی ریاست پر لشکرکشی کرے اور کوئی راجہ کسی راجہ کے ملک و دیار میں بدامنی پھیلائے۔

دوست نے کہا کہ یہ آپ سچ فرماتے ہیں بے شک اس وقت علم وہنر کا بازار گرم ہے اور تہذیب وشائستگی کی روشنی ترقی پر ہے۔ امن و انصاف نے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلا رکھا ہے۔ مگر تم ذرا کوٹھے پر چڑھ کر دوربین کے ذریعہ سے اُس لشکر کی آمد آمد کو ملاحظہ کرو جو بغیر تیغ وتبر کے تمہارا گلا کاٹنے کو آمادہ ہے۔

میں گھبرایا ہوا اُٹھا اور اپنے دوست کی باتوں پر یقین نہ کر کے ازراہِ حیرت واستعجاب کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اور عقل کی عینک آنکھوں سے لگائی اور دوراندیشی کی دوربین سے چاروں طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیکھتے دیکھتے بے اختیار میں پکار اُٹھا کہ ہاں ہاں۔ سچ کہتے ہو۔ یہ لشکر تو نرالے ڈھب کا ہے۔

ایک سمت سے تو بنیوں اور مہاجنوں کا لشکر نظر آرہا ہے جو گھربار تباہ کرنے اور دن دہاڑے بھلے مانسوں کو لوٹنے مونڈنے پر کمربستہ ہیں ہم اگر ہزار فریاد وزاری کریں مگر اُن کے بس میں آکر جیسے شامت اُن کے شکنجہ میں پھنسکر آزاد ہونا غیر ممکن۔ یہ لوگ ہماری سلطنت ومملکت وحکومت وعزت وبے فکری وفارغ البالی وخوشحالی کے کٹے مخالف اور دشمن ہیں۔

اس لشکر کے چند سپاہی ہماری جان ومال کا فیصلہ کرنے اور ہماری اولاد کو بے در و بے گھر کرنے اور جاہ وجلال کے منصب سے اُتار کر بھیک منگوانے کو کافی ہیں تو پھر پوری رجمنٹوں کا کیا ذکر کیا جائے۔

دوسری طرف لشکر یاروں ہمنشینوں اور مصاحبوں کا دکھائی دیا جو ہمارا وقت ہمیشہ ہی ہی ہا ہا میں گزار دیتے ہیں اور گنجفہ وشطرنج وچوسر وپتنگ وغیرہ کھیلوں میں شامل ہو کر ایسے واہیات کاموں میں مدد دیتے ہیں جن کے باعث ہمیں دین ودنیا کے مفید کام کاج کے سوچنے سمجھنے کی فرصت نہیں ملتی۔ اور ہماری زندگی بیکاری میں گزر جاتی ہے اور ہم مرتے وقت کفِ افسوس ملتے ہیں اور نہایت حسرت ویاس کے ساتھ جان دیتے ہیں کہ ہائے ہم نے دُنیا میں آکر کچھ نہ کیا۔

تیسری جانب سے ایک اور لشکر نظر پڑا۔ وہ حسینوں مہجبینوں رنڈیوں اور ہرجائیوں کا تھا جن کی خواہش اور رغبت نے ایک عالم کو دیوانہ ومستانہ وازخود رفتہ بنا رکھا ہے۔ اس لشکر نے اچھے اچھے عابدوں وزاہدوں کا دین ایمان غارت کیا ہے اور اچھے اچھے نیک بخت وشریف جوانوں کو بے شرم وبے غیرت بنایا ہے اور اچھے اچھے نام آوروں کی نیک نامیوں کو بٹہ لگایا ہے۔ اور اچھی اچھی فرماں بردار وسعادتمند اولاد کو ماں باپ سے چھڑایا ہے۔ اور نافرمان ونالائق اولاد کا خطاب دلوایا ہے۔ اور اچھی اچھی حسین ومہجبین بیبیوں کو اُن کے شوہروں سے

فراق میں آٹھ آٹھ آنسو رُلوایا ہے۔ اور غریب پردہ نشین شریف زادیوں کی زندگی کو خاک میں ملایا ہے۔

کسبیوں کا گروہ تو ایسا ہے کہ جو اُن کے داؤ گھات میں آیا اُس کے گھر بار پر اُنہوں نے جھاڑو پھروا دی اور دیکھتے دیکھتے بیچارے کی دنیا کو اُجاڑ دیا اور دین تو اُس کی خدا کو خبر ہے! پھر جب میاں جی کے پاس کچھ نہ رہا تو اُن کی جگہ پر دوسرے کو گانٹھ لیا اب یہ تین میں رہے نہ تیرہ میں۔ اور اُن سے کچھ اولاد ہو گئی تو اگر لڑکا ہے تو اُس نے قلتبانی اور بھڑوائی اختیار کی اور اگر لڑکی ہے تو کسبن بنائی گئی۔

باپ اپنے گھر بیٹھے ہوئے دیکھا کریں کہ اُن کی صاحبزادی کس کس کرانے میں کیسی نامور نکلی ہے۔

چوتھا لشکر بزاریوں اور بیوپاریوں کا دکھائی دیا۔ یہ ہمیشہ نئی نئی قسم اور نئی نئی طرز اور نئے نئے فیشن کا اسباب لاکر اپنی اپنی دوکانیں سجاتے اور خریداروں کی دولت کو اسطرح چھین لیتے ہیں جیسے کہ حسین معشوقہ آنکھیں ملاکر عاشقوں کا دل چھین لیتی ہے۔ واقعی اسباب کی تراش و خراش چمکا دمک اور اُن کی قطع اور اُن کی وضع ہمارے دلوں کو گرویدہ کرلیتی ہے اور ہماری آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہے اسی لئے ہم اندھے ہو کر اس طرح سامان خریدنے لگتے ہیں کہ پس و پیش کا کچھ خیال نہیں رہتا۔ نہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہم کو اس کی ضرورت بھی ہے یا نہیں اور نہ یہ دیکھتے ہیں کہ یہ چیزیں پائیدار ہیں یا صرف جگمگاہٹ اور خوبصورتی ہی خوبصورتی ہے۔ اور نہ اس بات پر نظر کرتے ہیں کہ ہم کو اپنی دولت سے دوسرے کام بھی لینے ہیں یا صرف اسباب ہی خریدنا ہے۔ اگر اسباب خریدنا ہے تو کونسا اور کس قدر؟

جب میں چاروں لشکروں کو دیکھ چکا تو میں نے خوف زدہ ہو کر القائے ربانی سے کہا کہ واقعی تم سچ کہتے ہو یہ لوگ بغیر توپ اور بندوق اور نیزہ و تلوار کے اپنا کام کرجاتے ہیں ہماری دولت اور راحت کو چھین لیتے ہیں۔ ہم کو دست و پا بنا کر بٹھا دیتے ہیں! اور ہمارے دین و دنیا کو اُجاڑ دیتے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ہم اس لشکر سے اپنی جان و مال کو کیونکر محفوظ رکھ سکیں۔ تب القائے ربانی نے جواب دیا کہ میرے پیارے دوست! اگر تم پہلے لشکر کے ہاتھوں سے بچنا چاہتے ہو تو اول یہ کرو کہ فضول شادی بیاہ کی رسموں کو بند کردو۔ اور مخلوق کے بُرا بھلا کہنے کی بالکل پروا نہ کرو۔ دوم گھر کا خرچ آمدنی سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔

سوم جو کچھ پہلے قرض ہو چکا ہے اُس کی ادائیگی کی جلد فکر کرو۔

چہارم آج سے توبہ کرو کہ میں آئندہ کبھی قرض نہ لونگا! خواہ کیسی ہی تکلیف ہوگی میں اُسے برداشت کرونگا۔ مگر کسی بنئے کی دوکان نہ جھانکونگا۔ اور ان کا منحوس قدم گھر میں نہ گھسنے دونگا۔

اگر دوسرے لشکر سے بھی پناہ چاہتے ہو تو اپنے وقت کو اچھے کاموں میں صرف کرو اور ایسے مصاحب دوست پیدا کرو کہ جو تمہیں اچھے کاموں کی ترغیب دیا کریں اور اچھے کاموں میں مدد دینے کو آمادہ ہوں اور جو دن رات اچھے کاموں اور اچھے شغلوں میں مصروف رہتے ہوں۔ اگر تمہیں ایسے دوست نہیں ملتے اور یقین ہے کہ اس زمانہ میں نہیں ملیں گے، تو اپنی طبیعت کو کتب بینی سے بہلایا کرو۔ یہ ایسا اچھا شغل ہو کہ جب تم اس کے مزے سے واقف ہوگے تو تمہیں کسی دوست کی صورت بھی اچھی نہ معلوم ہوگی اور اگر تمہیں دوستوں اور ہم نشینوں کے بغیر صبر ہی نہیں آتا اور طبیعت ناشاد رہتی ہے تو ڈرتے ڈرتے اتنی اجازت دیتا ہوں! اپنے ہمجولیوں سے ملنے جلنے کا وقت خاص مقرر کرو اور کسی سے اس قدر گہری دوستی اور گہرا تعلق اور صحبت نے تکلفانہ پیدا نہ کرو کہ وہ تمہیں اپنے رنگ کا بنالیں۔ دیکھو خبردار رہو ہوشیار رہو ورنہ پھر تمہاری زندگی فضولیات میں بسر ہوگی اور تمہارا قیمتی وقت مفت رائیگاں جائیگا اور گنجفہ و چوسر و شطرنج وغیرہ تمام بازیوں کے کھیلنے سے مطلق ہاتھ کھینچ لو اور سچے دل سے توبہ کرو۔

اگر تیسرے لشکر سے بھی بچنا چاہتے ہو تو رنڈیوں کا گھر کبھی نہ جھانکو اور اُن کو دینے دلانے میں اپنی بڑائی نہ سمجھو اور ان کی چکنی چپڑی باتوں پر کبھی دھیان نہ دو۔ بدکار، رنڈی باز اور نے غیرت جوانوں کی سوسائٹی سے ہمیشہ الگ ہو اگر ان دونوں تمہاری طبیعت بیقرار رہتی ہے تو کسی شریف گھر کی لڑکی سے اپنی پسند کے موافق عقد کرلو۔

اگر تم چوتھے لشکر سے بھی اپنی حفاظت چاہتے ہو تو کبھی ولایتی اسباب کی تراش و خراش خوبصورتی اور بناوٹ پر لٹو نہ ہو! اور اس کی چمک دمک پر نگاہ نہ کرو۔ اپنے کام کی چیز ہو تو اُٹھالو! اور دوسری چیزوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اور ان دوکانوں کی زیادہ سیر نہ کرو۔

چیزوں کے خریدنے میں اپنی حیثیت و مقدرت کا خیال رکھو۔ اپنی حد سے آگے قدم نہ بڑھاؤ۔ شعر

جو کی نقلیہ خسرو کی تو کا ہے کو بکن بگڑا ۔۔ چلا جب چال کوا ہنس کی اُسکا چلن بگڑا

پچھلی رات کی دُعا

بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کہ "اللہ تعالیٰ ہر پچھلی شب کو جب تین حصہ رہ جاتی ہے آسمان دنیا پر نزول فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اُس کی دعا قبول کروں۔ کوئی ہے جو مجھ سے اپنی ضروریات کا سوال کرے اور میں اُس کا سوال پورا کروں اور کوئی ہے جو مجھ سے مغفرت کا خواہاں ہو اور میں اُسے بخشدوں"

جن لوگوں کو روحانی لذات سے مس اور حقائق شریعت سے واقفیت نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا پر نزول اجلال فرمانے کو بعید از عقل سمجھتے اور اس حدیث قدسی کا مضحکہ اُڑاتے ہیں مگر لذت آشنایان حقیقت کے سامنے جب یہ حدیث قدسی تلاوت کیجاتی ہے تو وہ مضطرب ہو کر آنسو بہاتے اور اس میں ایسے عظیم المنفعت اسرار و حقائق کو مضمر و مرکوز پاتے ہیں جن کے بغیر کوئی انسان فلاح و ترقی کی معراج پر نہیں پہونچ سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حدیث مذکور کے مختصر الفاظ میں روحانیت کا ایک دریا موجزن ہے۔ مگر اس کی جانفزا سیرابی صرف انہیں لوگوں کے حصہ میں آتی ہے جنکے قلوب میں روحانیت کا بیج نشوونما پا رہا ہے۔ ع

قدر این بادہ ندانی بخدا تانہ چشی

پچھلی شب کا وقت کیسا سہانا پیارا اور بابرکت وقت ہوتا ہے۔ ہر طرف ایک خاموشی اور سنسانی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ موسم نہایت خوشگوار اور معتدل ہوتا ہے۔ دماغ مکروہات زمانہ سے ایک حد تک فارغ ہوتا ہے۔ خیالات باآسانی مجتمع ہو جاتے ہیں۔ روح انسانی اپنے خالق کیطرف پرواز کرتی ہے اور اُس سے اس قدر قریب آجاتی ہے کہ بہت تھوڑا فاصلہ رہ جاتا ہے اور پھر روح میں ایک نطق پیدا ہوتا ہے اور بولنے لگتی ہے کہ معبود برحق آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرما چکا ہو اور ہر دعا کے قبول کرنے پر رضامند ہے۔ وحدت کا ایک فوارہ خود بخود دل سے اُبلتا ہے اور وحدت کے نور سے منور ہو کر پھر دل ہی میں آپڑتا ہے اُس نور کی حرارت سے فوائد کے صعود میں ایک غیر معمولی تیزی آجاتی ہے اور یہ تیزی بڑھتے بڑھتے آخر وحدت میں شیر و شکر ہو جاتی ہے جن لوگوں کو روحانیت سے کچھ بھی مس ہے وہ ان مدارج عبودیت کو باآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ شب کے پچھلے حصہ کی قدر کچھ کچھ وہ طلبا بھی جانتے ہیں جو اخیر شب کو اُٹھکر مطالعہ کرتے ہیں اور اس وقت کے مطالعہ کی برکت سے بادنیٰ تامل وہ وہ علمی نکات و غوامض حل کر لیتے ہیں جو کسی دوسرے وقت میں اُن سے حل نہیں ہو سکتے۔ پس جو نفوس قدسیہ اس پُر انوار وقت میں فطرت کی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں کیا وہ خدا تعالیٰ کے آسمانِ دُنیا پر نزولِ اجلال فرمانے کو مستعد سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارے مادی برق سے جن سادہ الفاظ میں روحانی مدارج کی اعلیٰ درجہ کی باریکیاں حل کی گئی ہیں اُن کی کنہ کو وہی شخص جان سکتا ہے جو لذت روحانیت سے آشنا ہوا اور سمجھ سکتا ہو کہ نزول اجلال سے کیا غرض ہے اور دعا کا قبول کرنا کسے کہتے ہیں۔ (ماخوذ)

دین و دُنیا

(از جناب مرزا سلطان احمد صاحب)

چیست دُنیا؟ از خدا غافل بُدن!
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن!!

دُنیا کیا ہے؟ وہ چند کیفیات، چند صور کش مکش جو ہم اپنی زندگی میں شروع سے لیکر اخیر تک دیکھتے ہیں۔ دین کیا ہے؟ وہ خیالات، وہ جذبات جو ہمیں ان کیفیات کش مکش اور گرداب زندگی سے دوسرے کنارے پر لیجانے کی کوشش میں رہتے ہیں جس ماحول میں ہم رہتے ہیں اس میں دُنیا کے ڈیرے ڈنڈے لگے ہیں اور اسی میں ہمارا دین بھی چھاؤنی ڈالے ہیں، اگرچہ یہ دونوں کنارے ایک دوسرے سے فاصلہ پر ہیں، مگر پھر بھی اُن کے ڈانڈے مل ہی جاتے ہیں، جو جذبات اور جو قوتیں دُنیا کی کشمکش سے دوبدو رہتی ہیں وہی جذبات اور وہی قوتیں دین سے بھی واسطہ رکھتی ہیں، یوں کوئی اس دُنیا میں رہکر دین سے کنارہ کش ہو جائے، یا دیندار ہو کر دُنیا سے نفرت گزیں ہو تو ہو لیکن دونوں صورتوں میں وہی تختۂ مشق رہتا ہے۔

جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں دیندار ہو کر دُنیا کی کشمکش سے چھوٹ جاؤں ایک غلط راہ اختیار کرتا ہے اسی طرح جو یہ کہتا ہے کہ دنیا یا دُنیاداری میں اُسے دین کی باتوں سے سابقہ نہ پڑے ایک فریب وہ خیال رکھتا ہے۔ جب ان دونوں کو باوجود دو نام ہونے کے ہی ایک نسبت حاصل ہے تو کسطرح کوئی ان کی کشش بالمقابل سے بچ سکتا ہے۔

دین اور دُنیا دونوں کا پیدا کرنے والا خدا ہے، اگر کوئی اپنی کج فہمی سے خدا کو چھوڑ بھی دے تو کون مانے گا۔ ہم خدا کی خدائی سے تو انکار کر سکتے ہیں لیکن خدا کی خدائی سے نکل نہیں سکتے۔ ایک دہریہ اور ناستک کو بھی باوجود ناستکت اور دہریہ ہونیکے کسی نہ کسی فعال اور کارکن کا وجود اور ہستی ماننی پڑتی ہے۔ دراصل ایک دہریہ اور ناستک خدا کا اُسوقت انکار کرتا ہے جب وادیٔ قدرت میں پڑ کر حد و دلبشری سے آگے نکلنا چاہتا ہے اور اخیر پر یکہ کے گھوڑے کی طرح دوڑ دوڑ اور تھک کر وہیں گر جاتا ہے۔

ہماری زندگیوں کے کٹھن سفر میں دو چیزیں دین اور دُنیا کفیل سفر ہیں۔ ایک کے چھوڑنے سے دوسری چیز بھی باقی نہیں رہتی۔ دُنیا چھوڑ کر ایک دیندار پھر بھی دُنیا ہی میں رہتا ہے، اور ایک دنیادار بھی صرف دنیا میں ہی مگن اور سرگرداں ہو کر خدا کی ضرورت کا احساس کرتا ہے اور رہ رہکر اُسے یہ بات تسلیم کرنی ہی پڑتی ہے، سیدھا طریق یہ ہے کہ دُنیا میں رہ کر دین کے پیرو ہوں اور دیندار ہو کر دُنیا کی کشاکش سے حصہ لیں۔

بعض لوگ کوشش کرتے ہیں کہ دیندار ہو کر دُنیا کے نرغے سے نکل جائیں مگر نکل نہیں سکتے، کیونکہ ہمیں خدا نے اسی دنیا میں پیدا کر کے یہ چاہا ہے کہ ہم دین کو

اختیار کریں اور ساتھ ہی دُنیا بھی نباہتے جائیں۔

شعر مندرجۂ عنوان میں شاعر اسی امر کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ کہتا ہے دُنیا کیا ہے خدا کا یعنی دین خدا کا چھوڑ دینا، نہ یہ کہ کوئی دُنیا میں رہ کر فرزند زن اور مال و دولت وغیرہ نہ رکھے۔

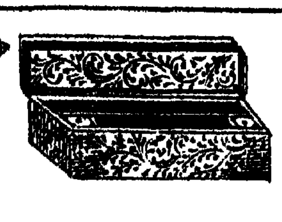
اگر خدا کا منشا کچھ اور ہوتا تو دین اور دُنیا کی اقلیم جدا جدا بناتا۔ دیندار اس دُنیا میں نہ رہتے اور دُنیا دار دین کی بابت کچھ بھی نہ سُنتے۔ انسان کو قدرت نے جو جو قوتیں اور جو جو جذبات دے رکھے ہیں وہ ان دونوں تقضایا کے خواہاں ہیں۔ قدرت کے عطیات، قدرت کی تنبیہات دونوں حلقوں میں متصور ہیں۔ پھر ان دونوں کو اس قدر فاصلہ پر کیوں قیاس کیا جائے۔

کسی نے کہا کہ فلاں شخص دُنیا چھوڑتا یا چھوڑ چکا ہے، دوسرے نے سُنکر کہا کہ جب تک اُسے دُنیا نہ چھوڑے کیونکر وہ دُنیا کو چھوڑ سکتا ہے۔

ترک دُنیا سے مُراد ترک دنیا نہیں ہے، بلکہ دُنیا کی کشمکش میں رہکر خدا کو نہ بھولنا۔ ان دونوں کے بنانے والے کو صدق دل سے یاد رکھنا۔ دُنیا کی کشمکش کیا ہے، بمصداق ما الحیوٰۃ الدنیا الّا لہو ولعب" ایک چند روزہ کھیل۔ اس کھیل اور لہو ولعب میں خدا کو بھول جانا ایک غلطی ہے اور اس کھیل میں اسے دل سے یاد رکھنا دینداری اور خدا پرستی ۔

جب ہم تارک دُنیا ہو کر بھی اس دُنیا میں ہی رہتے ہیں تو پھر کیوں ہم ایک استقلال اور ہمت کے ساتھ دین کے پرستار ہی نہ ہوں، دُنیا سے الگ ہو کر پھر دیندار اور عابد و زاہد ہونا ہمت نہیں، چند بندھنوں میں ہو کر ہی خود کو آزاد جاننا ایک ہمت ہے۔ بندھنوں کو توڑ کر کون شخص آزاد نہیں کہلاتا۔ دُنیا کی منڈی میں رہو بھی اور رہکر بھی اس کی حقیقت اور متاع غرور سے واقف ہو کر دل نہ لگاؤ۔ ایسا جانو کہ ہم سفر میں ہیں، اور بس ۔





گزشتہ مشاعرہ دین و دنیا

عرصہ سے رسالۂ دین و دنیا اور دیگر اخبارات میں مشاعرۂ دین و دنیا کے نام مشاعرہ کا اعلان ہو رہا تھا وہ ۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو رائے صاحب لالہ پارس داس مجسٹریٹ دہلی کے شاندار اور آراستہ دیوان خانہ میں منعقد ہوا۔ تقریباً ۱۵۰ غزلیں بیر سے مشاعرہ کی طرح پر آئی تہیں، اور باستثنائے چند تمام شعرائے دہلی مشاعرہ میں افروز تھے جنمیں بعض وہ معزز شعرا بھی تھے جو عام صحبتوں میں شریک نہیں ہو پیرانہ سالی کی وجہ سے تغزل ترک کر چکے ہیں، دہلی کے علاوہ دیگر اضلاع و صوبہ سے بھی چند شعرا تشریف لائے تھے۔ ۹ بجے شعرا، اور سامعین کی مجموعی تعد یہ عالم تھا کہ دیوان خانہ کی تمام نشستیں بالکل پُر ہو گئیں اور ہزارہا آدمیوں کو ملنے کی وجہ سے واپس چلا جانا پڑا۔ رات کے دس بجے سے تین بجے تک مسلسل ہوئی، بیرونی اور مقامی شعرا نے خوب خوب طبع آزمائی کی تہی، بعض شرکا کا بیان ہے کہ دہلی میں عرصۂ دراز سے ایسا کامیاب اور ایسا شاندار کوئی مشاعرہ نہیں ہوا۔ درحقیقت یہ مشاعرہ ایسا پُرلطف اور پُرکیف تہا کہ رات بہر کی بیخوابی کے باوجود دماغ نے کسی طرح کا تکان محسوس نہیں کیا، مشاعرہ کی غزلیں حسب ا ایک مستند شاعر کی خدمت میں ارسال کر دی گئی ہیں تاکہ وہ تمغہ دینے کے لیے سب اعلیٰ درجہ کی غزل انتخاب کر دیں ۔

آئندہ مشاعرہ دین و دنیا

چونکہ اعلان کیا گیا تہا کہ دین و دُنیا کا مشاعرہ تیسرے مہینے منعقد ہوگا آئندہ مشاعرہ ۹ دسمبر ۱۹۲۲ء کو قرار دیا گیا ہے۔ اور صرف امر سے کہ بعض حضرات کو گزشتہ موقع پر قبل مشاعرہ غزل بھیجنے اور قوانی م کر دینے سے ناگواری پیدا ہوئی اب کے یہ دونوں پابندیاں اُٹھا دی گئیں بیرونجات کے جو شعرا مشاعرہ میں بذات خود شریک نہ ہو سکتے ہوں وہ اپنا کلا ہیں، لیکن مشاعرہ میں پندرہ شعر سے زیادہ اشعار کی کوئی غزل نہ پڑہی جائے اس مشاعرہ میں بہی سب سے بہتر غزل پر ایک نقرۂ تمغہ پیش کیا جائے گا۔

مصرع طرح :- کہا تھا کس نے تم رشک چراغ طور ہو

نور۔ حور۔ دور وغیرہ قافیہ - ہو جانا - ردیف ۔

سکریٹری مشاعرہ دین و دنیا دہلی

رسائل کی روح

محبت

ہوا، آغوشِ سحر میں تھک کر مثل اُس بچّے کے سو رہی ہے جو رات بھر چیخ چیخ کر رویا ہو۔ ناشگفتہ کلیوں کی دلفریب چٹک چھیڑ چھیڑ کر اُسے بیدار کر رہی ہے۔

آدھی رات کے خاموش منظر کے بعد جب تاروں کی خاموش ضیا پاشی پر اضمحلال طاری ہوتا ہے، سمندر کی موجیں دامنِ سکون میں مُنہ چھپانے لگتی ہیں اور پہاڑ کی بلند و برفانی چوٹیاں تاریکی میں غائب ہو جاتی ہیں تو آہ .....

اُس وقت میری روح تیری آواز کی منتظر ہوتی ہے۔

محبت! محبت تیری مہربانیاں میری قاتل ہیں۔

آہ! اے میرے رفیقِ زندگی، خدا کے لئے اپنی روح کو "سمندر پار" سے میرے سوالوں کا جواب دینے کی اجازت دے، آرام و آسایش کی خوشبو انقطاعِ نفس کے بعد محبت کی پُر اسرار خاموشی میں اُڑتی ہے، آہ! اسی کو لوگ موت کہتے ہیں۔ ہاں میں استدعا کرتی ہوں کہ مجھے ایک بوسۂ محبت سے پھر زندہ کر دے۔

آرزو و جستجو کے پُرپیچ راستوں اور نشیب و فراز سے تھک گئی۔ اور غنودگی کی خاموش وسعت میں محو رہنے والا دل جو کبھی فردوسِ محبت تھا اب نالہ کش ہے۔

آہ! میں چمکتی ہوئی گھاٹیوں اور چاند کو فریفتہ کرنے والی خلیجوں میں تنہا ہوں .... چشمۂ حیات کا مد و جزر، اُمید کے عمیق سمندر، خواہش کی متلاطم امواج میرے مسکن ہیں اور میں ان سب سے واقف، مگر آہ ہوا کا کوئی دردمند جھونکا یا شبِ ہجراں میں عاشقوں کو بہلانے والے ستارے اُس مقام کا پتہ نہیں دیتے جہاں تو ہے، کاش تو ہی بتا کہ تو کہاں ہے؟

آہ! اے میری تقدیر مجھے وہ وقت کب میسّر ہو گا جب میں اُسکے چہرۂ سیمیں کی پرستش سے اپنے خلوصِ نیازمندی کا ثبوت دے سکونگی۔

اے گذرے ہوئے دنوں کے خیال! بتا، کہ انبساطِ روح کا کیا سامان کروں .... خیر اگر تو نہیں بتاتا تو نہ بتا، مگر میں خوش ہوں کیونکہ خوابِ گذشتہ کی جگمگاتی ہوئی روحیں اس اندھیرے میں بھی دکھائی دیتی ہیں ❖

(نا ئیدڑو)

زندگی کی پچیس غلطیاں

(۱) اس خیال میں مست رہنا کہ میں ہمیشہ تندرست اور تونگر ہی رہوں گا۔

(۲) اس نیت سے عیب کرنا میں صرف دو چار بار شہر لیکر اپنے کو اس عیب سے بچا لونگا ❖

(۳) جو کام آپ سے نہ ہو سکے وہ تمام انسانوں کے لئے ناممکن خیال کرنا ❖

(۴) معمولی بیماری کا فکر نہ کرنا ❖

(۵) اپنے کو عقلمند اور لائق آدمی تصوّر کرنا ❖

(۶) ایک ڈاکو مکار اور بدچلن آدمی کو آزما کر پھر اُس کی چاپلوسی میں آنا ❖

(۷) دوسروں کی خوشی کا اندازہ اپنی خوشی سے کرنا ❖

(۸) بیکاری میں راحت محسوس کرنا ❖

(۹) ہر چیز کا نقصان ہی چھانٹنے کی ہمت کرنا ❖

(۱۰) اپنا راز دوسروں کو بتلا کر اسکے پوشیدہ رکھنے کی سفارش کرنا ❖

(۱۱) اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کرنا۔ اور اپنی اولاد سے خدمت کرانے کی توقع رکھنا ❖

(۱۲) تمام انسانوں کو اپنے خیال پر لگانے کی کوشش کرنا ❖

(۱۳) تمام نوجوانوں کو تجربہ کار اور مستقل مزاج باور کرنا ❖

(۱۴) اپنے کو اور دوسروں کو اُس بات کے لئے تکلیف دینا جسکا علاج نہیں ہو سکتا ❖

(۱۵) ہر ایک بات میں اپنی ہی رائے پر قائم رہنا ❖

(۱۶) اپنی آمدنی سے خرچ زیادہ کرنا۔ اور خدا سے خاص عطیہ کا اُمیدوار رہنا ❖

(۱۷) ایک کام ادھورا چھوڑ کر دوسرے وقت پر مکمل کرنے کی دُھن میں رہنا ❖

(۱۸) ہر ایک انسان کی بیرونی حالت ہی دیکھکر اس کی نسبت فیصلہ طے کر دینا ❖

(۱۹) ترقی نہ کرنا اور اپنے کو نیچے گرتا ہوا بھی محسوس نہ کرنا ❖

(۲۰) دوسروں کی کمزوری سے فائدہ نہ اُٹھانا ❖

(۲۱) اپنے ہموطنوں سے نفرت اور حقارت و تعصب کا برتاؤ کرنا۔ اور اسمیں خدا کی مرضی تصوّر کرنا ❖

(۲۲) لوگوں کی تکلیف میں حصّہ نہ لینا اور اپنی تکالیف کو دُور کرنیکی توقع رکھنا ❖

(۲۳) ہر ایک سے بدی کرنا اور خود آرام میں رہنے کا یقین رکھنا ❖

(۲۴) صرف اسی بات کو تسلیم کرنا، جو اپنی عقل اور سمجھ میں جچ جائے ❖

(۲۵) قومی سبھا میں شامل نہ ہونا اتنی کی خواہش رکھنا ❖

(ممتاز جوگی)

بادلوں میں اشتہار

یورپ کے مخترعین آج کل اس فکر میں ہیں کہ اس قدر تیز روشنی ایجاد کی جائے جو آسانی سے ابر تک پہنچائی جا سکے۔ اور اُسکے ذریعہ سے تاجر اپنے اشتہارات شائع کر سکیں، یا ہوائی جہازات کے لئے اُن کی مخصوص اصطلاحات میں ہدایات شائع ہو سکیں۔ یقین ہے کہ اس ایجاد میں کامیابی ہو گئی تو یہ نہایت مفید ثابت ہو گی کیونکہ اس کے ذریعہ سے جو اشتہار شائع ہوں گے انھیں ہر شخص ہر جگہ سے نہایت آسانی سے پڑھ سکے گا ❖

اس وقت تک ایک شخص سپیری نامی نے ایک کشاف (سرچ لائٹ) ایجاد کیا ہے جس کی روشنی ایک ارب چالیس کروڑ بتی کی برابر ہے اور سطحِ زمین سے دس میل اوپر تک پہنچکر ابر کو روشن کر سکتی ہے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ ہوائی جہازوں کو رات کے وقت ابر و باد کے موسم میں اپنا راستہ متعین کرنا

آسان ہو جائے۔ لیکن تجارت پیشہ حضرات نے اس روشنی سے یہ کام بھی لینا چاہا ہے کہ ابر پر وہ اپنے اشتہارات وغیرہ نمایاں کر سکیں۔

(نگار)

مہمان عزیز

اُمید کا تارا شکستہ دلی کا سہارا آنے کو تھا۔ مجھے اُمید تھی، انتظار تھا، بیقراری بے چینی تھی کہ وہ دل کی تسلی آئے اُس نے خود لکھا تھا۔ میں اس کی تحریر پہچانتا تھا۔ مجھے اُس کے وعدے پر اعتماد تھا، وہ صداقت سے بنا تھا، میں خود اُسکا لکھا دیکھتا اور یقین نہ کرتا، یہ ناممکن تھا۔ نہیں نہیں، وہ تو سر سے پاؤں تک سچا تھا، اُسکے ظاہر و باطن دونوں پاک تھے، وہ جھوٹ نہیں لکھ سکتا تھا۔ جھوٹ تو کمینہ طبیعتوں کا پیشہ ہے۔ اور وہ تو اس قدر اچھا تھا کہ میں اُسے اولاد آدم سمجھتے ڈرتا ہوں پھر وہ جھوٹ کیسے لکھتا مجھے فریب دیتا؟ مکر کرتا؟ اسکی اہلیت ہی اس میں نہ تھی، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ربانی تقدس تھا جس نے ایک صورت خاص اختیار کر لی تھی۔ یا شاید ایسا ہو کہ اسکے پاس حقیقت میں کوئی شکل اور صورت ہی نہو، بلکہ میرے حواس نے اس پیرایہ میں اُسکا علم میرے ذہن تک پہنچایا ہو!

غرضکہ وہ آنے والا تھا اور مجھے کامل اعتماد تھا، میں اس کی طرف سے بدگمان ہو کر گناہ اپنے سر کیوں لیتا، ہاں مجھے اپنی تقدیر پر بھروسہ نہ تھا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ آئیگا۔ مجھ تک نہ پہنچے یہ اُسکی خطا تو نہیں۔ اُس کے آنے میں اسباب کی مشکلات ناگزیر تھی اور اسباب ہی کی ناموافقت سے مجھے ڈر لگتا تھا!

جیسا بہت کم ہوتا ہے۔ اب کی دفعہ دنیا کی مختلف قوتیں میرے موافق کام کرنے لگیں یعنی انسان کے ارادے جن موانع کو دیکھکر کف افسوس ملتے رہتے ہیں، وہ اُس کو پیش نہ آئے۔ دیکھو وہ سچا تھا، اُس نے ارادہ کیا عمل کیا اور آگیا! اب کوئی سانحہ سدِ راہ ہو جاتا تو اُسکا کیا قصور؟ اُس کی بے گناہی کا ورق کسی داغ تقصیر کے لئے نہیں بنا تھا!

مجھے تو دیکھنا تھا۔ میں کیسے بھول سکتا تھا۔ میں نے پیشوائی کے لئے ایک مقام تجویز کر لیا تھا۔ اور جس وقت وہ وہاں پہنچا، میں موجود تھا۔ اب وہ میرے سامنے تھا۔ نہیں میں تو اُس سے پہلے بھی اُسے دیکھ رہا تھا۔ اُس کا ایک نہایت صاف عکس میرے دماغ میں محفوظ تھا اور جس وقت میری آنکھوں نے اُسکی صورت دیکھی تو وہ ذہنی تصور غائب ہو گیا۔ شاید میں جسے اس وقت دیکھ رہا ہوں یہ وہی تصویر ہو جو ابھی تک پردۂ خیال پر نقش تھی اور اب آنکھوں کے آگے ہے!

ایک تبسم نگاہ سے اُس نے مجھے دیکھا۔ نادانی۔ اسے کوئی انوکھی مہربانی سمجھی اور دل کو غیر معمولی سرور کا مژدہ سنایا۔ دل نے شکر سے جواب دیا۔ مگر تھا یہ غلط۔ وہ تو ہر ایک کو مسکرا کے دیکھتا تھا! رنج کے لئے اُس کا دل نہ تھا، اُس کی تخلیق خدا نے اسی طرح کی تھی اور اس لئے کی تھی کہ ہمیشہ خوش رہے! بے گناہی اور معصومیت کو رونا نہیں آتا۔ رونا تو گناہ ہے۔ ہر آنسو گویا قضائے

الٰہی کی گستاخ شکایت ہے!! کبھی ایسا بھی ہوتا ہو گا کہ رونے سے غم کا بار کم ہو جاتا ہو گا، یہ تو تنگ ظرفی ہے وہ کیوں روتا، وہ تو اُن میں سے تھا جو مصیبت کو ہنس کر کاٹ دیتے ہیں۔ وہ تو اُن میں تھا جو کسی مدعا پر فریفتہ نہیں ہوتے۔ بلکہ مطلب سے بے پروا رہتے ہیں اور صرف کوشش اپنا فرض سمجھتے ہیں، اور نتیجہ قضائے الٰہی پر چھوڑ دیتے ہیں!

وہ تو ان لوگوں میں تھا جو میدان کارزار میں محض جاں نثاری عین مدعا جانتے ہیں، فتح و شکست سے سروکار نہیں رکھتے۔

قسمت کی امتحان سنجی اُس کی دیرینہ اور مسلسل سعی کو ناکامی کا صلہ دیتی تھی۔ لیکن وہ خوئے تسلیم کا راز آشنا ناکامی پر ہنستا تھا۔ اُس کا ضمیر مطمئن تھا کہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہوں۔ قضا و قدر میرے محکوم نہیں ہو سکتے۔ ناکامی کو افسوس کرنا روح کے ساتھ غداری ہے!!

میرا منشا یہ نہیں ہے کہ مجھے اسکی خصوصیت کا شرف حاصل نہ تھا۔ نہیں مجھے اس کی تخصیص کا فخر تھا۔ اور اُس کی توجہ عام ہم بھی فخر کے قابل تھی۔ اچھا میرا فخر و ناز بجا سہی لیکن اس کا کیا ثبوت کہ وہ مجھے نگاہ امتیاز سے دیکھتا تھا۔ مجھے وہ ثبوت بھی یاد آگیا جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جس کا کوئی اظہار نہیں کر سکتا جیسا کہ چاہئے۔ مجھے وہ نظر یاد آگئی جس نظر سے اُس نے مجھے دیکھا۔ مگر صورت اور آواز محفوظ رکھی جا سکتی ہے۔ کاش ایک دن ایسا آئے کہ وہ نگاہیں جو دیار محبت میں پیام رسانی کرتی ہیں محفوظ و برقرار رکھی جا سکیں!!

ہاں اس نظر میں تبسم کے سوا ایک بات اور بھی تھی اور وہی بات میرے اس دعوے کی دلیل ہے کہ میں اُن سخن سنج آنکھوں میں گروہ عام سے جدا کوئی خصوصیت رکھتا تھا، اُس نے مجھے دیکھا اور مسکرایا، مرحبا وہ نظر اور صد مرحبا وہ ہنسی، جو صرف ایک بار نصیب ہو کر رہ گئی، تقدیر کا شکوہ اب اُس نظر اور اُس ہنسی کی آرزو بھی خلاف عقل ہے!

وہ سراپا محبت خواب بیخبری اور غفلت کی منزلیں طے کر رہا ہے (لیکن وہ ایسی غفلت اور بیخبری ہے جس کا الزام اُس کی بے نیاز گردن پر نہیں ہے) میری طرف بڑھا، میں نہیں کہہ سکتا کہ اُس وقت اُس کے پاؤں کو حرکت دینے والی اُسکی جسمانی قوت تھی یا میرے شوق بیحد کا جذب۔ غرض فاصلہ کم ہوتا گیا۔ اب وہ میرے اتنے قریب آگیا، جتنا اکثر وہ مجھے خیالی صورت میں نظر آیا کرتا تھا۔ اس خوشی سے میں نے کسی مہمان کا خیر مقدم نہیں کیا تھا لیکن اس وقت مجھے احساس نہ تھا کہ میں کتنا خوش ہوں۔

عرصہ گزر گیا۔ افسوس اب بھی مجھے موقع نہ ملا کہ اپنی حالت کا اندازہ کرتا میرے پاس ایک بے بہا جوہر تھا جس کا خمیر فطرت کے پاک سے پاک مادہ سے ہوا تھا۔ اُس کی صورت اپنی شرافت کی خود شاہد تھی۔ اُس کے دیکھنے والے اور بھی ہیں۔ ہر ایک میرے بیان کی تصدیق کرے گا۔ اُس کی شیریں باتیں

لہ ہر اک سے ہو قول آشنائی کا جھوٹا ٭ وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

عالی جذبات سے بھری ہوتی تھیں، جس نے اُسے سوتے ہوئے دیکھا ہے بتلادے
کہ جس وقت وہ خاموش نگاہوں سے، گرم بستر میں بے خبر سو رہا تھا تو کیا
اُس کے نفس کی آمد و شد سے پاک اور بے گناہ نغمے نہیں نکلتے تھے ؟ !
مگر اس وقت اپنی بیدار بختی کی مجھے پوری قدر کرنی نہ آئی۔
کل وہ جانے والا ہے لیکن میں اور وہ خود آنے والی گھڑیوں کے کرب و
اضطراب سے ابھی تک بیخبر ہیں۔
چراغ روشن ہیں لیکن میں ان چراغوں سے بے نیاز ہوں۔ میرے گھر
میں آج ×وہ دامانِ الشانی کا منور ترین گوہر موجود ہے! دن بھر کی تکان کے
بعد بستر پر لیٹ گیا ہے۔ میں اپنے مہمان کے برابر ہی بیٹھا ہوں۔ یہ وقت پھر
لوٹ کر آنے والا نہیں ہے! لیکن مجھے کیا خبر ہے؟ اس وقت تو حوصلے فراواں
ہیں، ہر اُمید ممکن معلوم ہوتی ہے! اُس کے دل میں کوئی خیال آیا، دونوں
ہاتھ سے میرا سر اپنے سینے پر رکھ لیا، مگر اس خوبیٔ تقدیر کی عمر کچھ ہی لمحے رہی،
پھر بھی میری ساری خدمتوں کا یہ کافی مُعاوضہ تھا! ! !
"لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم — چنانکہ حرفِ عصا گفت موسیٰ اندر طور"

(صبا)

سؤالات

مذہبی

(۵۹۴) غیر مسلم، غیر مسلم رہ کر کسی مسلمان بزرگ کا کیونکر مرید ہو سکتا ہے؟ (م۳۳)

(۵۹۵) اسم اعظم اور اُس کے فوائد معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ (م۵۹/۲)

(۵۹۶) عمل کشف القبور کی آسان ترکیب درکار ہے۔ (م۳۲۲)

(۵۹۷) کیا غیر مقلد کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟ (م۵۴۴)

(۵۹۸) عورتوں کے "پرسوت" میں سفید رطوبت کا اخراج ہوتا رہتا ہے۔
ایسی عورتوں کے لئے وضو اور نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟ وضو کرنے کے
بعد اثنائے نماز میں اکثر رطوبت جاری ہو جاتی ہے جو کبھی معلوم ہوتی
ہے اور کبھی نہیں۔ معلوم ہو جانے کے بعد وضو کی تجدید کی جائے یا وضو
اور نماز دونوں کی۔ (م۵۵۵)

(۵۹۹) ایک لڑکی بغیر زفاف کے فوت ہو جائے تو اُس کے شوہر بابت مہر کا دعویٰ
ہو سکتا ہے یا نہیں؟ شوہر نے علاج اور تجہیز و تکفین میں اپنا ذاتی
روپیہ خرچ کیا ہے مگر لڑکی اپنے باپ کے گھر جا کر مری ہے۔ شوہر کا دیا ہوا
زیور بھی لڑکی کے باپ نے غصب کر لیا ہے۔ (م۵۰۱)

(۶۰۰) ہرتال طبقی و روغن سم الفار جو بذریعہ بوٹیوں کے نکالا گیا ہو اس کی کیا
تاثیر ہے۔ اور کن مرضوں میں کس ترکیب کے ساتھ قابل استعمال ہے (م۹۷)

(۶۰۱) مجرب نسخہ دافع اختلاج قلب درکار ہے (م۱۰۵)

(۶۰۲) دودھ ہضم نہیں ہوتا۔ اُسے جزو جسم بنانے کے لئے کیا کیا جائے۔ (م۱۳)

(۶۰۳) عارضۂ سلسل البول کے اسباب اور مجرب نسخے درکار ہیں۔

(۶۰۴) مجھے ایسے تیل، سفوف عطر، لیونڈر، یا سینٹ کی ضرورت ہے
جس کی خوشبو پائدار اور مفرح و خوشگوار ہو۔ (م۲۷)

(۶۰۷) عرصہ چھ ماہ کا ہوا کہ زینے سے اُترتے وقت کولہے میں موچ آگئی
ہے درد باوجود علاج اب تک قائم ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے
دریافت طلب یہ ہے کہ فٹ بال کھیلنے میں کوئی ہرج تو نہیں
ہے۔ (م۵۳۸)

(۶۰۸) میرے ایک دوست کو بواسیر ہے۔ دست کے بعد خون بہت گرتا
ہے۔ مرض تین یا چار سال سے ہے۔ کوئی صاحب مجرب نسخہ لکھیں
یا دوا ملنے کا پتہ بتائیں (م۵۰)

(۶۰۹) موچھوں میں ایسی خارش ہوتی ہے کہ جب تک دانتوں یا انگلیوں
سے موچھوں کے بال نوچ نہ لئے جائیں چین نہیں آتا۔ پھر مہینہ
ڈیڑھ مہینہ تک موچھیں مُنڈوایا کرتا ہوں۔ جب موچھیں پھر کر
آجاتی ہیں تو مُنڈوانا چھوڑ دیتا ہوں مگر خارش پھر بدستور شروع
ہو جاتی ہے اور نوچنا لگ جاتا ہے۔ کوئی صاحب آزمودہ اور
مجرب نسخہ تحریر فرمائیں (م۲۱۳)

(۶۱۰) ناف ٹل جاتی ہے۔ ملوانے سے کچھ آرام ہو جاتا ہے مگر چند روز کے
بعد پھر وہی حالت ہو جاتی ہے۔ قبض بھی رہتا ہے۔ مجرب
نسخہ درکار ہے۔ (م۲۱۳)

(۶۱۱) نفخ و قراقر شکم، اور ضعف دماغ کے سبب جو نسیان ہو اُسکا مجرب
علاج کیا ہے؟۔ (م۵۴۲)

(۶۱۲) ہر میٹھی یا کھٹی چیز کھانے کے بعد مُنہ کا ذائقہ کھٹا ہو جاتا ہے کوئی ایسی
مفرد بے ضرر چیز بتائی جائے جو زبان کا ذائقہ درست رکھ سکے (م۵۵۰)

(۶۱۳) ایک مریض لقوہ کے لئے کارگر علاج مطلوب ہے بہشیشہ کا استعمال
فائدہ بخش نہیں ہوا۔ (م۴۳)

(۶۱۴) ایک عزیزہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی۔ تین بچے ہوئے مگر ایک بھی زندہ
نہ رہا۔ پیدا ہونے سے کچھ دیر بعد بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹری تشخیص
سے معلوم ہوا ہے کہ عزیزہ کے خون میں کچھ فساد ہے۔ ان کے باپ کو بھی
خون کے فساد کی شکایت تھی۔ اس بیماری کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہے
برسات میں ہاتھ پاؤں میں خارش ہو کر دانے پڑ جاتے ہیں۔ شروع زمانہ
حمل میں بچے کی حرکت پیٹ میں خود بخود معلوم ہونے لگتی ہے۔ مگر چھٹے
ساتویں مہینے یہ حرکت بند ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات خفیف سی حرکت
محسوس ہوتی ہے اور بچہ بالکل کمزور اور بے جان سا پیٹ میں معلوم
ہوتا ہے۔ نویں مہینے پورے وقت پر ولادت ہوتی ہے۔ بچہ بہت کمزور

اورلاغر پیدا ہوتا ہے۔ آجکل حمل ہے۔ ستمبر ۲۲ء کو تیسرا مہینہ ہے۔
نصف ستمبر کو تیسرا مہینہ ختم ہوکر چوتھا مہینہ حمل کا شروع ہوجائیگا
حاملہ بہت کمزور ہے۔ سردی بہت معلوم ہوتی ہے۔ سر میں درد بھی
رہتا ہے۔ قبض کی شکایت ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ رات کو خواب
پریشان نظر آتے ہیں۔ بھوک بالکل معلوم نہیں ہوتی۔ دماغ بھی کمزور
ہے۔ ذرا دیر کتب وغیرہ کے مطالعہ سے سر میں فوراً درد شروع ہوجاتا
ہے۔ اندیشہ ہے کہ گذشتہ کیفیت اس مرتبہ پھر نہ ہو۔ اس لئے ناظرین
حالات مرض کو پیش نظر رکھکر جلد از جلد مجرب علاج تحریر فرمائیں
(ایک خریدار پریشان)

(۷۱۵) روزانہ غذا کے ساتھ کونسی ایسی غذا یا دوا کھائی جائے جو جسم کو
چست اور مضبوط رکھے۔ اور وہ دوا یا غذا ہر موسم اور طبیعت کے
لئے یکساں موافق ہو۔ (۹۲؍)

(۷۱۶) مطالعہ کرنے سے طبیعت گھبرا جاتی ہے۔ ایسی دوا مطلوب ہے جو
ہر موسم میں کھائی جاسکے۔ (۹۲؍)

(۷۱۷) بعد مباشرت جو ضعف لاحق ہو جاتا ہے اُسکے لئے مجرب نسخہ
درکار ہے۔ (محمد جان) (۹۲؍)

(۷۱۸) میری لڑکی کے پیٹ میں (جسکی عمر گیارہ اور بارہ سال کے درمیان
ہے) قریباً دو سال سے درد ہوتا ہے۔ باوجود ڈاکٹری و یونانی علاج
کچھ فائدہ نہیں۔ ڈاکٹر مرض معدہ بتاتے ہیں اور حکیم خرابی ریح۔
حالت یہ ہے کہ چوتھے یا آٹھویں روز یک بیک قے شروع ہوجاتی
ہے جو سوڈے وغیرہ کسی چیز سے بند نہیں ہوتی۔ درد بشدت
ہوتا ہے حتی کہ چیخ تک نکل جاتی ہے۔ اس طرح متواتر ساعات مرتبہ
قے ہوتی ہے۔ درد جاری رہتا ہے اور پیٹ میں گولہ سا بنجاتا
ہے جسے دبانے سے گڑگڑاہٹ کی آواز ہوتی ہے۔ دبانے سے
پھیل جاتا ہے۔ پہلے گولہ نہیں بنتا تھا اب کوئی ایک مہینے سے
بننے لگا ہے۔ ہر وقت خفیف مگر بعض دفعہ شدت سے درد ہوتا
ہے مگر قے تیسرے چوتھے جب ہوتی ہے تو درد کی شدت بہت
بڑھجاتی ہے۔ مجرب علاج یاد دوا درکار ہے۔ (۱۲۵؍)

(۷۱۹) عرصہ سے کثرت احتلام کی شکایت ہے۔ موچھ کے بال ایک
دو روزانہ گرتے رہتے ہیں۔ سر کے بال سفید ہو چلے ہیں۔
قبض اور نزلہ اکثر رہتا ہے۔ درد کمر کی بھی شکایت ہے۔ کم خرچ
مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (۵۸۶؍)

(۷۲۰) میرے بچوں کے بخار میں اکثر گلے سُوجھ جاتے ہیں۔ مجرب نسخہ
مطلوب ہے۔ (۱۴۱؍)

———

ترجمہ

(۴۸۸) اکسیر درد سر ہر قسم۔ اسپرن ۳ گرین۔ فنال جن ۳ گرین۔
کیفلن سائٹراس ۳ گرین۔ یہ ایک خوراک ہے۔ پانی کے ہمراہ
بوقت دورہ دیں۔ ۱۵ سے ۳۰ منٹ تک آرام ہوگا۔ اگر درد
مزمن ہے تو ہر چار گھنٹے کے بعد ایک خوراک دیں۔ ۱۲ خوراک
میں مرض کافور ہوجائے گا۔ (مولوی حکیم عبد القادر رضا دہلوی)

(۴۹۱) اکسیر سوزاک کہنہ و قرحۂ قدیم۔ ایک ماشہ خام غیر مسحوق سفید
پھٹکری نیم کوب صبح خالی شکم ہمراہ دودھ گرم و سرد استعمال
کریں ۴۰ دن تک (〃)

(۵۷۶) ہائنڈ رومیٹرس کیمپ اینڈ کو یا پاول اینڈ کو بمبئی سے مل سکتے
ہیں۔ قیمت مختلف ہوتی ہے۔ دہلی میں میکڈ انلڈ اینڈ کو
چاندنی چوک سے بھی ملینگے (خریدار ۱۴۱؍)

(۵۹۲) غیر ملک کو جانے کے لئے پاسپورٹ حاکم ضلع کی معرفت لوکل
گورنمنٹ سے ملیگا۔ ریاست کے باشندوں کو پولٹیکل ایجنٹ
دیں گے۔ (〃)

(۵۸۴) کتب خانہ احمدیہ بلڈنگ لاہور سے قیمتاً طلب فرمائیے۔
(جی۔ ایچ اسمٰعیل خاں)

(۳۷۰) آہستہ آہستہ خوراک نشہ کم کردیں (سید گلزار حسین)

(۵۲۷) کریازوٹ آئیل دانت میں لگائیں (〃)

(۵۳۹) ورزش خوب کیا کریں۔ اور کھانے میں ترشی ترک
کردیں۔ (〃)

(۵۲۴) چہار مغز۔ اتولہ۔ مغز بادام مقشر ۶ دانہ۔ خشخاش ۳ ماشہ
دانہ الائچی خورد ۴ رتی۔ گلسرخ ۳ ماشہ۔ سب کو گھونٹ کر
شربت صندل یا نیلوفر ملاکر پیا کریں (حکیم سید عبد اللہ شاہ)

(۵۲۵) گریکالٹ سیرپ یا جین اکسپکٹورنٹ چند یوم استعمال کریں
(ڈاکٹر سید عبد اللہ شاہ)

(۵۲۶) غالباً جوانی کی غلط کاریاں ان شکایات کا باعث ہیں کشتہ
سہ دھاتہ و کشتہ مرجان ہموزن میں سے ۲-۲ رتی صبح و شام
ہمراہ مسکہ گاؤ استعمال کریں اور رات کو سوتے وقت مربہ ہلیلہ
دو دانہ کھا لیا کریں (حکیم سید عبد اللہ شاہ)

(۵۲۷) یا تو دانت کو نکلوا ڈالیں یا صاف کرا کر چاندی بھروالیں (〃)

(۵۲۸) نمک لاہوری کو عرق گلاب و بادیان میں گھس کر سلائی سے صبح و
شام آنکھوں میں لگایا کریں (〃)

(۵۲۹) تریاق نزلہ چند یوم استعمال کریں۔ نسخہ عام ہے۔ (حکیم سید عبد اللہ شاہ)

انشائے لطیف

بزمِ عنادل

موسمِ بہار کی ایک رپورٹ

عین اُس وقت جبکہ موسمِ بہار اپنی پوری رنگینیوں اور رنگ آفرینیوں کے ساتھ فضائے عالم کو لبریزِ مسرت کر رہا تھا، شگفتہ اور نورستہ پھولوں کے ایک کنج میں عنادل نے اپنی بزمِ شوریٰ منعقد کی۔ مرغانِ چمن کے نام نسیمِ سحری اور صبا کے ذریعہ سے پیامِ شرکت بھیجا گیا اور اس سے پہلے کہ سورج کی کرنیں باغ کی ظلمتِ سحر کو گرمائیں چھوٹے بڑے رنگیں اور خوشنوا پرندوں کا ایک مجمعِ کثیر گوشۂ گلزار میں جمع ہو گیا۔

ایک بلبلِ خوشنوا، جس نے باغ کی بیسیوں بہاریں دیکھی تھیں، صدارت کے لئے منتخب کیا گیا۔ اسلئے کہ اُس سے بہتر بولنے والا اور کوئی نظر نہ آتا تھا۔ غرض اور مقصدِ انعقاد یہ تھا کہ موسمِ بہار میں گلچین و باغبان جھولیاں اور ٹوکریاں بھر بھر کر پھول لے جاتے ہیں جس سے نہ صرف مرغانِ چمن خصوصاً عنادل کی دل شکنی ہوتی ہے بلکہ باغ کی شادابی و رنگینی میں بھی نقص واقع ہوتا ہے۔ اسکا انسداد ہونا چاہئے

صدرِ مجلس نے پھولوں کی ایک ہری بھری متمایل شاخِ بلند پر بیٹھکر اپنا خطبۂ صدارت اس طرح پڑھا:-

"ہم صفیرانِ چمن و یارانِ گلشن! میں اس انتخابِ رنگین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری ناچیز مگر سراپا محبت ہستی کو اپنی بزمِ لطیف کے لئے صدر منتخب کیا۔ اُس درد کے اظہار سے پہلے جو موجودہ حالت نے آپکی جانب سے فطرتاً میرے قلبِ مختصر میں پیدا کر دیا ہے، میں اپنی اُس بے لطفی و بدمزگی کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں جو موسمِ بہار میں ہمارے محبوب پھولوں کے توڑ کر لے جانے سے مجھے ہمیشہ محسوس ہوا کی ہے۔

یہ رنگین، نازک، لطیف، اور خوشگوار پھول فطرت نے ہماری دلچسپی اور دل آویزی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ ان کے بہار افروز مناظر سے ہماری چھوٹی چھوٹی آنکھیں منور و مسرور رہتی ہیں۔ ان کی بھینی بھینی مشام انگیز خوشبو ہماری ہستی مضطرب کے لئے سببِ سکون و تسلی ہوتی ہے۔ اور ہمارے جذباتِ محبت ہمیشہ ان حسین پھولوں کی نازک پتیوں سے ہم آغوش رہتے ہیں، ایک ایسی دلچسپ چیز جسے فطرت نے آبروئے گلشن بنا کر ہمارے دلوں کا قرار بنایا ہے جب بیداد مالیوں اور گل چینوں کے ہاتھوں خاموش شاخوں سے چٹ چٹ توڑے جاتے ہیں، تو ہر مرتبہ ہمارے دل پر چوٹ لگتی ہے اور کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ہماری کمزور فطرت اور غیر جنسی ہمیں اجازت نہیں دیتی کہ ہم انسانی صورت رکھنے والے بیدرد ظالموں کی دراز دستیوں کو روکیں اور اُن کے مقابلے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

پھولوں کی ٹوکریاں باغ سے روانہ ہوتی ہیں۔ پھر اُن کے جگر سوئی سے چھیدے جاتے ہیں، اُن میں ڈورے پروئے جاتے ہیں اور ہار بنا بنا کر انسانی حُسن کی زیبائش کے لئے بازاروں میں فروخت کئے جاتے ہیں۔

حسین انسان انھیں گلوں میں اور ہاتھوں میں پہنتے ہیں۔ ان کی اُس خوشبو سے جو استعمال حالت کے بعد بھی اِن میں باقی رہ جاتی ہے اپنے دماغوں کو معطر کرتے ہیں۔ ان کی رنگینیوں سے شبِ وصل کی مسہریاں سجائی جاتی ہیں۔ ان سے گل بازیاں کی جاتی ہیں۔ انھیں پُرشوق پہلوؤں میں دبا کر آتشِ اشتیاق سے جھُلسایا جاتا ہے۔ گستاخ ہاتھوں سے مسلا جاتا ہے۔ اور صبح کے وقت جب یہ گرمیٔ جذبات و روش سے مُرجھا کر بے روح و بے آب ہو جاتے ہیں، گھر کے پیچھے یا کہیں اور پھینکدیا جاتا ہے۔

آہ! یہ ہمارے دلنواز اور رنگینِ نگاہ پھولوں پر کتنا بڑا ظلم ہے۔ جسے ہم اپنی نامبارک اور لبریزِ اشک آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور ہمارے دل ان شرمناک و افسوس انگیز مناظر سے خون ہو جاتے ہیں۔

یہی پھول مُردہ انسانوں کے خاکی مزاروں پر جاکر پھیلا دئے جاتے ہیں جہاں کھُلی ہوئی فضا کی گرم دھوپ اور سردی انھیں کبھی خشک اور کبھی افسردہ کرتی رہتی ہے۔ گورستان کی عبرت ریز ہوائیں انھیں اُڑا کر ٹوٹی ہوئی قبروں اور غلیظ سڑکوں پر لے جاتی ہیں۔ وہاں انسان اور مویشی بغیر کسی لحاظ کے انھیں اپنے پاؤں سے کچل ڈالتے ہیں۔ اور خاک آلود کرکے ریزہ ریزہ کر دیتے ہیں۔

تو کیا غیر جنس ستمگاروں کی یہ بیدادگری اس قابل ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور خاموش ہو جائیں؟ تو کیا ہمیں اپنے محبوب ترین لطیف معشوقوں کو پامالی و بربادی کے اس خونفشار سے بچانے کی کوشش نہ کرنی چاہئے؟ آج آپ کو محض اسلئے تکلیفِ اجتماع دی گئی ہے کہ آپ اس نازک مسئلہ پر غور کریں اور متحدہ رائے سے کوئی ایسا مشورہ دیں جس کے ذریعہ سے ہم اس بیداد کا انتظام و انسداد کر سکیں۔

اس سے پہلے کہ میں اپنی سوگوار تقریر کو ختم کروں مجھے یہ بتا دینا چاہیئے کہ گو ہم انسانی قوتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تاہم اگر ہم کسی رائے پر متفق و متحد ہو جائینگے تو بے زبان پھولوں کو انسانی دست درازیوں سے ایک بڑی حد تک محفوظ کر سکینگے۔ اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں اور یارانِ ہمدم کی لطیف الرائے کا منتظر ہوں۔"

صدرِ انجمن، عندلیبِ خوشنوا، گلریزی کر چکا تو چند سیکنڈ تک کنجِ بوستاں [illegible]

رہی۔ اسکے بعد مرغانِ چمن آپس میں کچھ گفتگو کرتے رہے۔ اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحنِ چمن کے اس گوشۂ محفوظ میں موسیقی اپنے صد رنگ نغمات کا محشر برپا کئے ہوئے ہے۔ اور مختلف دلکش صدائیں ایک مرکزِ اضطراب سے بلند ہو رہی ہیں جیسے ختم ہوئے۔ شورِ الحان خاموش ہوا نغمہ سنجی کا جزر و مد رُکا۔ اور ایک سبز پوش طوطی اپنی جگہ سے اُڑ کر سامنے والی شاخ پر بیٹھی اور اس طرح کہنے لگی:۔

"نغمہ سنجانِ گلشن! صدرِ انجمن کی اضطراب انگیز اور درد آمیز تقریر آپ نے سُنی، اسکا ہر ہر لفظ دل میں چٹکیاں لینے والا اور سرمایۂ سکون کا غارتگر ہے بیشک انسانی دست بُرد سے پھولوں کی جو توہین و تحقیر ہوتی ہے اُس کے لئے انسدادی تدابیر کا سوچنا ہمارا فرض ہے۔ ہم ضرور سوچینگے اور گو ہمیں پھولوں کے ساتھ کوئی دلی شغف نہیں ہے تاہم اُن کی حفاظت کے لئے اپنے ہم جنسِ عنادل کا ساتھ دینگے۔

سوال صرف یہ ہے کہ پھولوں کو گلچینوں اور مالیوں کے دستِ ستم سے کس طرح بچایا جائے۔ میری رائے میں اس کا بہترین انتظام یہ ہو سکتا ہے کہ ہم سب مل کر ہر وقت پھولوں کے اردگرد چھائے رہیں اور جب کوئی اُن کو ہاتھ لگائے تو اپنی تیز منقار اور نوکدار پنجوں سے اُس کا مقابلہ کریں اس طرح جب پھول توڑنے والوں کو یہ معلوم ہو جائیگا کہ ہم سب اپنی متحدہ کوششوں سے گل شکنی کے انسداد پر آمادہ ہیں تو وہ اپنے ارادوں سے باز رہینگے اور خواہ مخواہ ہمارے تیز پنجوں کا شکار نہ ہونگے"

یہ سُنکر قمری نے اپنی خاکی گردن نہایت متانت کے ساتھ ہلائی اور اُسی لہجے کے پاس ایک شاخِ صنوبر پر بیٹھکر کہنے لگی:۔

"بیشک رائے صحیح ہے مگر انسانی قوت کے اختیار میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہمیں اس قسم کے احتجاج سے روک سکتی ہیں اور ہم اُن کی مقاومت نہیں کر سکتے"

سب نے یکزبان ہو کر پوچھا۔ وہ کیا؟

قمری نے اپنی شانِ متانت کو بدستور قائم رکھتے ہوئے کہا:۔

"غلیل اور اُسکے سخت نوکدار پتھر، کمان اور اُسکے نکیلے تیر، صیاد کے پھندے، مالی کے جال، گلچین کے چھترے، قفس کا خوف، ہلاکت کا اندیشہ......

ابھی قمری اپنے سلسلۂ تقریر کو ختم نہیں کر چکی تھی کہ عنادل میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوا اور اُن میں سے چند قمری کی بات کاٹ کر بولے:۔

"ہم کچھ پرواہ نہیں۔ کچھ فکر نہیں۔ ہم اسیرِ محبت ہیں۔ ہم دلدادۂ عشق ہیں۔ پھولوں کی محبت میں اگر جان جاتی رہے تو ہمیں قلق نہ ہوگا۔ ہم غلیل کے نوکدار پتھر جھیل سکتے ہیں، کمان کے نکیلے تیر اپنے نازک جسم پر کھا سکتے ہیں، صیاد کے پھندوں میں پھنس سکتے ہیں، مالی کے جال میں گرفتار ہو سکتے ہیں، گلچین کے چھترے برداشت کر سکتے ہیں، مگر پھولوں کی بربادی کبھی گوارا نہیں کر سکتے"

بلبل کے یہ جوشیلے الفاظ نہایت موثر تھے۔ جو اُس کی زبان سے نکلکر مرغانِ چمن کے دلوں میں بیٹھ گئے اور سب کو خاموش کر دیا۔

حفاظتِ گل کا ریزولیشن نہایت جوش و خروش کے ساتھ پاس کیا گیا اور مرغانِ چمن آئندہ موسمِ بہار کا انتظار کرنے کے لئے اپنے اپنے آشیانوں میں چلے گئے۔

اس بزمِ رنگین اور محفلِ محبت میں جمع ہو کر رخصت ہو جانے والوں کا شکریہ ادا کرنے والا کون تھا؟ صرف ایک جنبشِ گل!

سپہرِ حسن کے تین چاند

ریلوے اسٹیشن کا ایک نظارہ

(از جناب سید محمد صادق صاحب تاز چاندپوری)

کون یہ جلوہ نما ہے آسمانِ حسن پر — ایک عالم مثلِ موسیٰ ؑ محوِ نظارہ ہے
کس کی یہ جلوہ گری ہے آبروئے بخشِ نظر — ہے تپاں رخِ طورِ روشن یا کوئی مہ پارہ ہے

رخنہ اندازِ سکوں ہے کون یہ کافر حسیں — ہائے کیسا ہر طرف یہ ہاؤ ہو کا شور ہے
کس نے اپنے روئے انور سے ہٹائی ہیں نقاب — لوگ کیوں وحشی بنے ہیں، ہاں کیوں یہ شور ہے

آنکھ نے دیکھا ہے جو کچھ، وہ نہیں سکتا بیاں — میرے قابو میں کہاں میرا دلِ دیوانہ ہے
کچھ تعجب خیز، کچھ دلچسپ ہے یہ داستاں — سننے والے ہوش کھو بیٹھینگے وہ افسانہ ہے

آسماں کے دیکھنے والو! ادھر بھی اک نظر — نور افشاں کچھ زمیں کی سطح پر سیارے ہیں
منفعل ہیں آج ان کو دیکھ کر شمس و قمر — ایک، دو، اور تین، یہ تو سب کے سب مہ پارے ہیں

یوں تو یہ تینوں سپہرِ حسن کے مہتاب ہیں — ضوفشاں ہے ایک لیکن دوسروں سے کچھ سوا
کیسے لڑے! چاند سورج بھی یہاں بے آب ہیں — شمعِ رخسارِ حسیں ہے، مشعلِ نورِ خدا

رہ گیا ہاتھوں سے میں اپنا کلیجہ تھام کر — میری جانب اُٹھ گئی دیکھا کچھ عجب انداز سے
آنکھ ملنا تھا غضب تھا، ہو گیا دل پر اثر — مار ڈالا آہ ظالم نے نگاہِ ناز سے

ہوش رخصت ہو گئے اک بیخودی سی چھا گئی — کیا کہوں افسوس دل کا جو دل میں رہ گیا
تھی نگاہِ گرم میرے دل کو بھی گرما گئی — سب حرارت مٹ گئی۔ اک شور دل میں رہ گیا

لوٹ آئے جب مرے کھوئے ہوئے ہوش و حواس
سانپ سی لہرا کے اک مرے دل کا ہی چل پا کیا
شوخیوں والے کے ملنے ہوئی جب کچھ یاس
حسرتیں ہیلو میں مچلیں دل میں اک تل چل پڑی

حد سے بھی کچھ بڑھ گیا جب میرے دل کا اضطراب
یہ کہا میں نے "ذرا جھیر کرم فرمائیے
مسکرا کر یوں اشاروں میں دیا اس نے جواب
کون پردیسی سے اپنا دل لگا کے جائیے

کس قدر مایوس کن اسکا جواب صاف تھا
دل کی حسرت پردۂ دل میں مچلکر رہ گئی
اس کی صورت کو تصور، اضطراب دل بنا
ریل چلدی، اور آنکھوں میں وہ منظر رہ گیا

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

سونے کا انبار

ضلع کانگڑہ کے پہاڑ اور کوہ ہمالہ کے دیگر حصوں میں نیز ہندوستان کے دیگر پہاڑوں پر ریٹھے کے جنگل کثرت سے ہیں۔ ہندوستان کے شہروں اور گاؤں میں ریٹھے بہت سستے بکتے ہیں اور صرف غریب لوگ ہی ان کو کپڑے دھونے میں استعمال کرتے ہیں۔ بازار کی موجودہ قیمت بھی محض کرایہ ریل کے باعث لگائی جاتی ہے ورنہ پہاڑوں پر ہر فصل میں کئی ہزار من ریٹھے یوں ہی ضائع چلے جاتے ہیں اور ان کو بیکار چیز سمجھکر کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔ ندی نالوں میں بہہ جاتے ہیں۔ خاک میں مل جاتے ہیں۔ اور بہت کم مقدار میں پہاڑی لوگ چند پیسوں کے لالچ میں بیوپاریوں کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہیں۔

قدرت نے انسانی جسم، ریشم اور سوتی کپڑا دھونے کے اور صاف کرنے کے تمام اوصاف اکیلے اس ریٹھے میں بھر دئے ہیں۔ کیونکہ قدرت ہر ایک کو صاف دیکھنا چاہتی ہے اس لئے اسکو بھی بکثرت پیدا کیا ہے۔ لیکن انسان نے اپنی غفلت سے مصنوعی طریقوں سے صفائی کا کام لیا اور قدرت کے بخشے ہوئے ریٹھے سے ذرا بھی مدد نہ لی۔

ہندوستان کی ان بیکار چیزوں کو زیادہ سے زیادہ کارآمد اور مفید سونے میں کس طرح تبدیل کر سکتے ہیں چنانچہ سلسل تحقیقات سے اس بات کی کوشش کی گئی کہ تھوڑی محنت کے بعد ہی ریٹھوں کو صابن میں تبدیل کرنے میں کامیابی ہوئی اور اس نباتاتی قدرتی صابن کا دنیا کے عمدہ سے عمدہ صابنوں سے مقابلہ کیا۔ لیکن اس قدر عمدہ، بیضرر، اور کارآمد کسی کو نہیں دیکھا۔

"ریٹھا صابن کیسے بن سکتا ہے؟"

قدرت نے ویسے تو صابن کے تمام اوصاف بھر دیے ہیں۔ صرف شکل تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کسی پہاڑی مقام پر جہاں ریٹھوں کا جنگل ہو کسی ندی یا دریا - یا پہاڑی نالے کے کنارے پر پن چکی لگالیں کہ جسکو پہاڑی اور پنجابی زبان میں گھرات کہتے ہیں۔ اور پہاڑی لوگوں میں اعلان کردیں کہ جو شخص ریٹھے کی ایک بوری جمع کرکے لائیگا۔ اس کو دو پیسے ملینگے۔ بیکار پہاڑی لوگ ہر روز سینکڑوں بوریاں موسم پر جمع کردینگے۔ پہاڑوں پر دو چار روپئے ماہوار پر نوکر بھی آسانی سے مل سکتے ہیں یا نوکر رکھکر آپ یہ کام نکال سکتے ہیں۔ ریٹھوں کے اندر کی سیاہ گولیاں نکال کر دھوپ میں خوب سکھالیں۔ اور پھر ان ریٹھوں کو پن چکی میں پیس لیں۔ آپ کو بیلوں کی تکلیف بھی نہ اٹھانی پڑے گی پانی خود اپنے زور سے اس کا آٹا بنا دے گا۔

پن چکی کے نزدیک ہی بڑے بڑے فراخ حوض بنالیں کہ جن میں سیمنٹ لگا ہو اور بالکل ستھرے ہوں۔ ان حوضوں میں ریٹھوں کا آٹا ڈالتے جائیے اور ان ہی پہاڑوں کے چونے کے پتھروں کو جلاکر چونہ تیار کرلیں اور اس چونے کو ایک اور بیس کی نسبت سے پانی میں بھگوکر پانی نتھار لیں اور اس پانی کو سیمنٹ کے حوض میں ڈال کر ریٹھے کے آٹے کو خوب گوندھیں۔ اس بات کا خیال رہے کہ قوام ڈھیلا نہ ہونے پائے بلکہ اس قدر سخت رہے جیسے کمہار کی مٹی گوندھا بناتے وقت سخت ہوتی ہے۔ اگر خوشبو ڈالنی ہو تو خوشبو بھی شامل کرلیں۔ بس اب صابن تیار ہے۔ اس صابن کو اینٹوں جیسے لکڑی یا پیتل کے چھوٹے چھوٹے سانچوں میں دباکر خوبصورت بناکر سایہ میں نکال کر رکھدیں ایک دن میں یہ نباتاتی صابن کی ٹکیاں خشک ہو جائینگی۔ حساب لگانے سے معلوم ہوا ہے کہ ایسی صابن کی ایک سو ٹکیہ پر چار آنے لاگت آتی ہے لیکن یہ صابن اسقدر اعلیٰ اور مفید ہوتا ہے کہ اور کوئی صابن اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چار آنے کوفی ٹکیہ بک جاتی ہے۔

یا آپ کسی پہاڑ پر صرف ریٹھوں کا آٹا ہی طیار کراکے بڑے شہروں میں اس نباتاتی صابن کا کارخانہ کھول سکتے ہیں۔ یہ صابن جہاں نہانے کے لئے اعلیٰ ہے وہاں ریشم اور سوتی کپڑا بھی عمدہ دھلتا ہے۔ یہ کام چالیس پچاس روپے سرمایہ سے بھی ہو سکتا ہے اور دنوں میں لاکھوں روپیہ حاصل ہو جاتا ہے۔ بعد میں اس صابن کو آپ پیٹنٹ (Patented) کرا سکتے ہیں۔ اور تمام ملکوں سے بڑے پیمانے پر تجارت بھی کر سکتے ہیں۔ اور تھوڑے دنوں میں آپ مالدار بن جائینگے میرے ہموطنو! کبھی آپنے یہ بھی سوچا ہے کہ یہ حقیر چیزیں درحقیقت سونے کے ڈھیر ہیں اگر یہ درخت جرمن یا انگلینڈ میں ہوتا تو وہ آجتک کروڑوں روپیہ پیدا کرچکے ہوتے۔ افسوس ہندوستان کی زمین کے چپہ چپہ میں سونا بھرا پڑا ہے مگر بعض سست اور کاہل لوگ اس کے کھودنے کی فکر نہیں کرتے۔

(مرزا دریا پوری)

آئینہ پر قلعی

یہ کام بھی منفعت بخش ہے اور چند روز کی مشق میں حاصل کیا جا سکتا ہے ایک سہل ترکیب یہ ہے کہ شیشہ کو خوب صاف کرو میز پر آئینہ کی برابر جاذب بچھاؤ اور اسپر کھریا مٹی برابر چھڑک دو۔ پھر اسکے ایک ورق بچھاکر پارہ ڈالو اور باریک کپڑے کی روئی لیکر سب جگہ پھیر دو شیشہ رکھ کر دو۔ آئینہ طیار ہو جائیگا۔ مزید احتیاط کے لئے کسی آئینہ ساز سے معلومات حاصل کرلو۔

رفتارِ اشاعت

اسوۂ صحابہ حصہ اوّل

یہ مولانا عبدالسلام صاحب ندوی کی قابل قدر تالیف ہے جس میں صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم کے عقائد، عبادات، اخلاق، حسن معاشرت، طرز معاشرت، قبول اسلام، قوتِ ایمان، عمل بالقرآن، اتباع سنت، حرمات شرعیہ سے اجتناب اور حسن معاملت وغیرہ کی تفصیل کرکے یہ دکھایا گیا ہے کہ اُن کی زندگی عمل بالکتاب والسنہ کا کامل ترین نمونہ تھی۔ مسلمانوں کو اس مقدس کتاب سے مستفیض ہونے کی ضرورت ہے تاکہ اُسوۂ رسول کے ساتھ اُسوۂ صحابہ سے بھی وقوف و ادراک حاصل ہو جائے۔ حجم ۴۴۳ صفحہ۔ کاغذ دبیز اور چکنا سفید۔ قیمت ہلعہ (دارالمصنفین اعظم گڑھ سے طلب فرمائیے۔)

اسوۂ صحابہ حصہ دوم

یہ اسوۂ صحابہ کا دوسرا حصہ ہے۔ اور اسے بھی مولانا عبدالسلام صاحب ندوی نے تدوین فرمایا ہے۔ اس میں صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم کی سیاسی، مذہبی۔ اور علمی خدمات کی تفصیل کرکے یہ دکھایا گیا ہے کہ انھوں نے کیونکر اسلام کے عادلانہ نظام حکومت کو قائم رکھا اور کیونکر مذہب، اخلاق، اور علوم اسلامیہ کی حفاظت و اشاعت کی مندرجہ بالا ابواب کے تحت میں صحابہ اور صحابیات رض کی خدمات متعلق خلافت، عدالت، نظارت، تعزیر و حدود، اقامتِ دین، ارشاد و ہدایت، جہاد، فتوحات تعلیم قرآن، تعلیم حدیث، تعلیم فقہ، تعلیم تحریر و کتابت، افتاء، علم التفسیر، علم حدیث، علم تصوف، علم الانساب، خطابت اور تحریر پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مولانا کی تصانیف مزید تعارف و تعریف کی محتاج نہیں ہیں کتاب کے مضامین خود شاہد ہیں کہ وہ اپنی نوعیت کی بے مثل اور بے حد مفید کتاب ہے حجم ۴۴ صفحہ۔ کاغذ سفید دبیز اور چکنا، قیمت ہلعہ۔ منیجر صاحب دارالمصنفین اعظم گڑھ سے مل سکیگی۔

شیخ الہند

یہ حضرت مولانا محمود حسن صاحب محدث دارالعلوم دیوبند مرحوم و مغفور کی سوانح عمری ہے۔ جسے جناب مولانا سید اصغر حسین صاحب مدرس دارالعلوم نے تالیف فرمایا ہے اور جسمیں مولانا ممدوح کی اسلامی زندگی اور دینی خدمات شرح و بسط کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ چونکہ مولانا ایک مشہور و مستند بزرگ کامل تھے اسلیئے اُن کے واقعاتِ زندگی سے مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ حجم ۸۰ اصفحہ کاغذ سفید۔ قیمت عہ منیجر صاحب رہنما بک ایجنسی ملا۲ محلہ مفتی تولہ شہر مرادآباد سے طلب فرمائیے۔

سبیل الجنان

"ایں ہم از رشحات سلطان است" شعائر اسلام، مذہبی تعلیم، ایمان، اسلام، نماز، روزہ، لیلۃ القدر، عید الفطر، زکوٰۃ، صدقات، حج، اور عید الضحیٰ کے متعلق قرآن شریف اور احادیث رسول سے استنباط کرکے قابل قدر مضامین لکھے گئے ہیں۔ خواتین اسلام پر بیگم صاحبہ کا بڑا احسان ہے کہ اُن کے لئے ایسا قیمتی ذخیرہ شائع کیا۔ جس کا مطالعہ اُن کے طرزِ تمدن و طرزِ معاشرت کو مبارک اور مطہر بنادیگا۔ حجم ۲۰۴ صفحہ کاغذ سفید دبیز۔

رہبر نسواں حصہ اوّل

یہ "درس حیات" کی دوسری جلد ہے۔ علیا حضرت جناب نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ تاج ہند بالقابہ فرماں روائے بھوپال کی یہ صنف نوازی صفحاتِ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہیگی کہ موصوفہ عورتوں کی اصلاح کے لئے اپنا وقت عزیز اور قیمتی خیال صرف کرکے ہمیشہ کچھ نہ کچھ تالیف و تصنیف فرماتی رہتی ہیں۔ یہ کتاب آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ قصہ کے پیرایہ میں سبقاً سبقاً بہت سی کام کی باتیں بیان کردی گئی ہیں۔ جن کا جاننا عورتوں کے لئے ایسا ضروری ہے۔ قصہ بجائے خود نہایت دلچسپ اور پڑھنے کے قابل ہے۔ چھوٹے سائز کے ۲۰۴ صفحات پر ختم ہوا ہے۔

خانہ داری حصہ اوّل

یہ بھی بیگم صاحبہ موصوفہ کی ایک بیش قیمت تالیف مضمون خانہ داری پر ہے۔ جسمیں حقوق الزوجین کے تمام شعبوں پر کامل بحث کی گئی ہے اور جسکے مطالعہ کے بعد ہر عورت خانہ داری کی تعلیم سے سبکدوش اور حقوق زندگی سے واقف کار ہو سکتی ہے۔ تمام باتیں قرآن شریف اور احادیث نبوی کے حوالے سے لکھی گئی ہیں، جنکے ماننے اور قبول کرنے میں ایک مسلمان مرد یا عورت کبھی پس و پیش کر نہیں سکتا۔ حجم ۷۱ صفحہ۔ کاغذ دبیز سفید۔

عفت المسلمات

یہ بھی بیگم صاحبہ کی تالیف لطیف کا ایک جوہر پارہ ہے۔ جس میں پردہ کے متعلق بیش قدر مضامین درج ہیں۔ شریعت میں پردہ کے متعلق کیا حکم ہیں۔ مشاہیر فقہاء و علماء کی کیا رائے ہے۔ بے پردگی کے نتائج، مشرق اور مغرب کے پردہ اور بے پردگی کا موازنہ، مصر و ترک کے حالات، مخالفین پردہ کے دلائل اور ان کی تردید۔ وغیرہ وغیرہ سینکڑوں اچھوتے مضامین کا یہ کتاب ایک مجموعہ لطیف ہے۔ خواتین کو اسکے مطالعہ سے ضرور مستفید ہونا چاہیئے۔ حجم ۲۰۶ صفحہ۔ کاغذ چکنا دبیز سفید۔

روضۃ الریاحین

یہ علیا حضرت موصوفۃ الصدر کا خود نوشت سفرنامۂ حجاز ہے۔ جو سینکڑوں خوبیوں کے ساتھ نہایت جلی حروف میں موٹے اور سفید کاغذ کی بڑی تقطیع پر چھاپا گیا ہے۔ ٹائیٹل رنگین ہے۔ اور عبارت سلیس و سادہ دگر تجدید مؤثر مسرزمین عرب کا جغرافیہ۔ اور اُسکے حالات جس لبیط نظری اور تعمق نگاہی کے ساتھ علیا حضرت نے تحریر فرمائے ہیں اُس کا لطف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ گو حجاز کے سینکڑوں سفرنامے ابتک شائع ہوچکے ہیں مگر اس کی بات اسی کے۔ تمت ہے، ۲۴۷ صفحات ہیں۔ اور کتاب مجلد ہے۔

سیاحت سلطانی

علیا حضرت فرمانروائے بھوپال نے اپریل ۱۹۱۱ء میں یورپ کا سفر فرمایا تھا۔ یہ اسی سفر کے دلچسپ و سبق آموز حالات ہیں۔ جنھیں جناب شاہ بانو صاحبہ بیگم صاحبہ نواب زادہ کپتان حاجی محمد حمید اللہ

خاں صاحب بہادر اے - ڈی - سی) نے تالیف فرمایا ہے - جس میں بھوپال سے لندن، اور لندن سے قاہرہ، اور قسطنطنیہ تک کے حالات سفر معہ مقامی حالات درج ہیں - نہایت عمدہ سفرنامہ ہے جسکے پڑھنے میں جی لگتا ہے - ملک معظم اور ملکۂ معظمہ کی تاجپوشی، سلطان المعظم اور سلطانہ سے ملاقات وغیرہ کے حالات نہایت خوشگوار ہیں - کتاب جس خوش اسلوبی اور سلیقے سے تدوین کی گئی ہے اُسی حُسن و زیبائش سے چھپی بھی ہے - کاغذ گندہ اور چکنا لگایا گیا ہے - لکھائی چھپائی نظر فریب ہے - پھر اُس پہ ولایتی جلد نور علیٰ نور -

نوٹ علیا حضرت والا اقبال ہا کی جتنی کتابیں اوپر لکھی گئیں اور جو بہیں بغرض ریویو موصول ہوئیں اُن پر قیمت درج نہیں ہے - نہ یہ پتہ بتایا گیا ہے کہ کہاں سے ملینگی - ناظرین "شعبۂ تالیف و تصنیف بھوپال" سے خط و کتابت کریں -

اسلام کا اثر یورپ پر یہ کتاب قاضی احمد میاں صاحب اختر جوناگڈھی کی تصنیف ہے جس میں یورپین اہل الرائے مصنفین کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ یورپ تمدن و تہذیب اور ترقی علوم و فنون میں مسلمانوں کا رہین منت ہے - اس بات کے ثابت کرنے میں جس حسن تلاش اور خوبی بیان کے ساتھ قاضی صاحب کامیاب ہوئے ہیں وہ کتاب کے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے - قیمت مجلد سنہری ۱۲، غیر مجلد ۸ = حجم ۶۲ صفحہ - پاکٹ سائز (پتہ وہی دائرہ ادبیہ لکھنؤ)

مجموعہ خطب حمیدیہ جناب مولانا مولوی چودھری محمد عبد الحمید خاں صاحب ہیں وتیو دھری سہاور نے ہر مہینے کے عربی خطبوں کا اُردو ترجمہ منظوم فرمایا ہے - یہ چودھری صاحب وہی ہیں جنھوں نے شہ بیت نامہ جیسی ضخیم و اہم کتاب نظم کر ڈالی ہے - خطبے سب ایک ہی بحر میں نظم کئے گئے ہیں - متن عربی میں ہے - حجم ۴۰ صفحہ - کاغذ چکنا قیمت ۸ کاغذ سادہ ۳ - ملنے کا پتہ: ابوالسعود محمد عبد الرزاق صاحب تاجر کتب و منیجر کتب خانہ قادریہ (موتی بازار بنگلور)

حُزنِ اختر سلطان عالم محمد واجد علی شاہ اختر اودھ کے آخری تاجدار تھے یہ اُنھیں کی تصنیف سے ایک پُرانہ واقعات مثنوی ہے جسمیں فورٹ ولیم کی قید اور اپنی حالت زار کا نقشہ کھینچا گیا ہے - مثنوی باعتبار شاعری کتنی ہی کم مایہ کیوں نہ سمجھی جائے مگر اِس لحاظ سے کہ وہ ایک اسلامی سلطنت کے تاجدار و حکمراں کی تصنیف ہے گراں پایہ ضرور ہے - دائرۂ ادبیہ لکھنؤ کا ادب پرستانِ ملک پر احسان ہے کہ اُس نے ایک ایسی نایاب کتاب شائع کی شروع میں مولانا عبد الحلیم صاحب شرر لکھنوی کا ایک بسیط دیباچہ ہے اور آخر میں ناظم صاحب دائرۂ ادبیہ کی ایک پُرلطف تحریر تقریب شکریہ زینت کتاب ہے - حجم ۱۴۹ صفحہ - پاکٹ سائز - کاغذ سفید - مجلد - جلد پر سنہری حروف سے کتاب کا نام لکھا ہوا ہے - اور مثنوی سے پہلے سلطان عالم واجد علی شاہ اختر مرحوم کی ایک مشتق تصویر بھی لگا دی گئی ہے - غرضکہ کتاب صوری و معنوی خوبیوں سے آراستہ ہے - قیمت مجلد سنہری عہ، غیر مجلد ۸ - دائرہ ادبیہ لکھنؤ سے طلب فرمائیے

شاہزادہ یوذاسف اور حکیم بلوہر مصنفہ جناب مولوی ڈاکٹر صفدر علی صاحب مرحوم یہ بظاہر فسانے کی طرز میں ایک دلچسپ اور مربوط قصہ ہے - مگر باطناً اس میں تہذیب اخلاق اور اصلاح النفس کے پاکیزہ جوہر بھرے چمک رہے ہیں - کتاب کے پڑھنے اور قصہ کو ختم کرنے کے بعد خدا ترسی اور خوش اخلاقی کے جوہر طبیعت میں خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں - حجم ۱۴۳ صفحہ - کاغذ سفید قیمت عہ - منیجر النساء - صغرا منزل - تالاب ماں صاحب - حیدرآباد دکن سے ملیگی -

آوازِ غیب بیگم صاحبہ سید ہمایوں مرزا بیرسٹر ایٹ لا تعلیم یافتہ عورتوں میں امتیاز خاص رکھتی ہیں - آپ رسالہ النساء کی ایڈیٹر ہیں جو حیدرآباد سے نکلتا ہے - النساء میں آپ کے چار مضامین - آوازِ غیب عورتوں کی آہ و غریب کی آہ - اور زمین کی آہ شائع ہوئے تھے - شائقین کے اصرار سے اُنھیں آپنے یکجائی صورت میں چھپوا دیا ہے اور یہ کتاب اُنھیں چار مضامین کا مجموعہ ہے جو نہایت دلچسپ ہے - قیمت ۴ر تقطیع ۲۰ x ۳۰ صفحات ۲۰ - کاغذ معمولی سفید - دفتر النساء حیدرآباد دکن سے طلب کرو -

سفرنامۂ عراق یہ بھی بیگم صاحبہ موصوف کی ایک قابل قدر تصنیف ہے جس میں سفر عراق کے مفصل و دلچسپ حالات لکھے گئے ہیں بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، کاظمین، اور نجف اشرف کے مقدس حالات کے علاوہ عراق کے مشہور مقامات کا ذکر بھی نہایت پاکیزگی کے ساتھ کیا گیا ہے حجم ۹۰ صفحہ - قیمت عہ ملنے کا پتہ اوپر درج ہو چکا -

مثنوی گلزارِ نسیم مصححہ و مشترحہ سید منظور علی صاحب رضوی - ایم - اے - ایل - ٹی - پنڈت دیاشنکر نسیم لکھنوی کی یہ مثنوی ملک سے بہت کچھ خراج تحسین حاصل کر چکی ہے مگر مرورِ ایام سے اور ناردو پریس کی خطائیوں سے اب اُس میں کچھ ایسا خلط ملط ہو گیا ہے کہ مثنوی کی صحیح شانِ ادب باقی نہیں رہی - رضوی صاحب قابلِ شکریہ ہیں جنکو اُس کی اصلاح کا خیال آیا اور ایک صحیح ایڈیشن شائع کر دیا - ا سے ۱۰ صفحہ تک دیباچہ - اور ۱۱ سے ۴۴ صفحہ تک مثنوی کی شرح درج کی گئی ہے - اور ۰۰ صفحہ پر مثنوی ہے تقطیع $\frac{20 \times 30}{8}$ مجلد کاغذی کاغذ سفید - رام نراین لال صاحب پبلیشر و تاجر کتب الٰہ آباد سے ۸ر میں مل سکتی ہے -

معلوماتِ زچگی یا تصورات میجر عبد الرحمن خاں صاحب لودی نے صاف اور سلیس اُردو میں حالت زچگی اور عالم حمل کے متعلق ضروری ہدایتیں اور تفصیلی حالتیں اس کتاب میں لکھی ہیں - عالم زچگی میں ہندوستان کی بہت سی ناتجربہ کار معصوم عورتیں ہلاک ہو جاتی ہیں یہ کتاب اُنکی رہنما ہوگی اور اُنھیں ہلاکت و پریشانی سے بچائیگی - ہر حالت کی تصحیح و تدبیر نہایت موزوں رنگ میں بتائی گئی ہے تقطیع ۲۲x۱۸ لکھائی چھپائی عمدہ اور جلی - حجم ۱۹۲ صفحات قیمت مجلد عہ غیر مجلد ۸ - مسز لودی صاحبہ معرفت میجر لودی صاحب سول سرجن سیالکوٹ سے طلب فرمائیے -

جنونِ وفا

(تمام حقوق محفوظ ہیں!)

سمندر کی طوفان خیز موجیں جس وقت شاکر کو ساحل سے ٹکرا رہی تھیں محسن، اپنی کمسن معصومہ کے ساتھ کنارہ پر ٹہل رہا تھا۔ اُس کے دل میں درد تھا۔ وہ بے چین ہوگیا اور اپنی جان خطرہ میں ڈالکر شاکر کو موجوں کے زبردست چنگل سے چھڑا لایا۔ شاکر سطح زمین پر پہنچکر خشک اور زندہ ہو جانے کے بعد حقیقی معنوں میں شاکر تھا۔ اور محسن، محسن۔ محسن نے اپنا خلقی فرض ہمدردی ادا کرکے شاکر کو مسرور و شاکر کر دیا۔ اور یہی اس قصہ کی تمہید ہے۔

(۱)

محسن، ایک امیرزادہ، پوری بےفکری و تعیش کے ساتھ اپنی زندگی کے دن گزار رہا تھا اُس کا گھر اسباب ناز و نعم سے معمور تھا۔ اور دردمندوں کی دعائیں اُسے سرسبز کر رہی تھیں۔ وہ سرور و شادمانی، عروج و ترقی، راحت و عشرت کے انتہائی لطف اُٹھاتا تھا۔ پھر بھی اُس کا دل ہمیشہ درد سے لبریز رہتا تھا اور جب وہ کسی کو کسی مصیبت میں گرفتار دیکھتا تھا تو بے چین ہو جاتا تھا۔ معصومہ اُسکی اکلوتی بیٹی، نازپروردہ، دوشیزہ، اُس کے دل کی ٹھنڈک تھی۔ جسے وہ دُنیا میں سب سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا اور اُس کی اتنی نازبرداری کرتا تھا جتنی ممکن ہوسکتی ہے۔

انقلاب روزگار اور استداد ایام نے کھیل بگاڑا۔ محسن اپنی زندگی کے آخری لمحے پورے کرنے لگا۔ اور معصومہ کو خدا کے سپرد کرکے دنیا سے رخصت ہوا۔ دولت اور اسباب راحت اُس کی زندگی کے ساتھ رخصت ہوگئے۔ جو کچھ جسکے ہاتھ پڑگیا، لیا اور چلتا ہوا یہانتک کہ اُس کی یادگار اور پس ماندہ بضاعت صرف معصومہ رہ گئی۔ وہ جیسی خوبصورت تھی اُتنی ہی دلیر بھی تھی۔ اسلئے اُسے کسی کا دست تصرف چھو نہ سکا اور وہ اپنے مرحوم باپ کی زندہ یادگار باقی رہ گئی۔

(۲)

زمانہ کروٹیں بدلتا رہا۔ مگر معصومہ کی بگڑی ہوئی تقدیر نہ بدلی۔ باپ کے بعد کوئی اُسکا پُرسانِ حال نہ تھا۔ مگر وہ جو اُسکی عصمت و عفت کو لوٹنا چاہتے تھے، اور جن سے وہ ہمیشہ دلیری کے ساتھ بچتی رہتی تھی۔ دغابازوں نے رہنے کا مکان بھی غصب کرلیا، اور اب معصومہ ایک بے خانماں یتیمہ تھی۔ جسکے رہنے کے لئے دنیا میں کہیں ٹھکانہ نہ تھا۔ وہ اپنے وطن سے رخصت ہوکر ایک نامعلوم سمت کو روانہ ہوگئی۔ اُسے کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہی ہے اور اُسے کہاں جانا چاہئے۔ غاصب اور نفس پرست بدکرداروں نے اُس کا پیچھا کیا مگر قدرت کی زبردست حفاظتوں نے اُسے ہمیشہ بال بال بچایا اور وہ بچتی ہی چلی گئی۔

(۳)

معصومہ کا دورِ شادمانی اور عہدِ یکسوئی ختم ہوچکا تھا۔ اب وہ ایک بھکارن تھی جس کے جسم پر کپڑے بھی نہ تھے۔ اور تھے تو نہ ہونے کے برابر۔ بال اُلجھ گئے تھے گورے بدن پر میل کی تہیں جم گئی تھیں۔ سڈول گات لاغراندامی سے بدل گئی تھی اور چہرہ کا نور شعور بدرنگ ہوگیا تھا۔ مگر وہ اب بھی معصوم تھی۔ اور دولت عصمت اُسکے پاس بدستور موجود تھی۔ جہانتک اُس سے چلا گیا وہ چلی۔ بھیک کے ٹکڑوں سے پیٹ بھرا۔ مانگے تانگے کے پیسے سے کام چلایا۔ جو کچھ جس نے دیا کھا لیا اور جہاں رات ہوگئی وہیں پڑ رہی۔

(۴)

قدرت نے معصومہ کو سخت امتحان میں ڈال رکھا تھا۔ حوادثِ روزگار نے اُسکی عقل گم کردی تھی اور اب اُسے اتنا بھی یاد نہ رہا تھا کہ وہ کبھی ناز و عشرت کے باغ کی ایک حسین کلی تھی۔ مصیبت تنہا نہیں آتی۔ معصومہ بیمار ہوئی۔ میل نے جسم پر جم کر مسامات کو بند کردیا۔ خون کی روانی میں اعتدال نہ رہا۔ خارش شروع ہوئی اور جسم پر سینکڑوں آبلے پڑگئے۔ آبلے پھوٹے تو زخم بنے، اور زخم بنے تو معصومہ کا سارا جسم خون میں لال تھا۔ وہ ایک قصبہ کے کسی گوشۂ تنہائی میں بسترِ خاک پر لیٹ گئی۔ خاک نے زخموں کو اور بھی گہرا کر دیا۔ وہ راتوں کو کراہتی، دن میں تڑپتی، مگر کوئی اُس کی اس حالت زار پر رحم نہ کھاتا تھا۔ راہگیر اُسے دیکھتے تھے اور ناک پر رومال رکھکر دور نکل جاتے تھے۔ جنگلی جانور اُسکے پاس آتے تھے اور بدبو سے گھبرا کر لوٹ جاتے تھے۔

ایک دن جبکہ وہ آنکھیں بند کئے کراہ رہی تھی۔ ایک اجنبی شخص اُس کے پاس آیا۔ اور پوچھا تو کون ہے؟ بیمار و مجروح لڑکی نے مطلب سمجھنے کی کوشش کئے بغیر افسردہ آواز میں کہدیا۔ میں معصومہ ہوں۔ اس نام میں خدا جانے کیا جادو تھا کہ پوچھنے والے کا دل دھڑکنے لگا۔ دماغ چکرا گیا۔ اُسنے چاروں طرف متجسس نگاہوں سے کسی کو دیکھا اور پھر معصومہ کو اسی حالت میں گود میں لیکر اپنے گھر روانہ ہوگیا یہ شاکر تھا۔

(۵)

شاکر معصومہ کے نام سے واقف تھا۔ معصومہ نے اُس کی خدمت کی تھی وہ معصومہ کو احسانمند نگاہوں سے ہزاروں مرتبہ دیکھ چکا تھا۔ گھر لایا۔ جراحوں کو بلایا۔ حکیموں اور ڈاکٹروں کو لایا۔ دوا دی۔ مرہم پٹی کی۔ اور قدرت نے معصومہ کو دو مہینے میں تندرست کر دیا۔ تندرستی کے بعد شاکر کو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ وہ اُسکے محسن محسن کی لڑکی ہے۔ اور آج محسن کا احسان اپنا معاوضہ شاکر سے مانگنے آیا ہے۔ اُس نے معصومہ کو اپنے بچوں سے زیادہ آرام دیا۔ اور وہ حقیقی معنوں میں از سر نو زندگی کا لطف اٹھانے لگی۔ شاکر اپنی متوسط الحالی کے اندازہ سے جو خدمت معصومہ کی کرسکتا تھا اُس سے زیادہ کرتا رہا۔ اور معصومہ شاکر کو محسن کا نعم البدل سمجھنے لگی۔

(۶)

بیگانگیٔ روزگار کو کیا کیجئے۔ اس کا دَور کسی کے روکے نہیں رُک سکتا۔ شاکر جس مکان میں رہتا تھا وہ بالکل لکڑی کا بنا ہوا تھا۔ اتفاقاً ایک دن آگ لگ گئی۔ اور شاکر کے مکان سے اُس وقت جبکہ سب گہری نیند میں تھے شعلے نکلنے لگے۔ شاکر گھبرا کر اُٹھا تو مکان کو کرۂ نار پایا۔ اُسکے بچے آگ کی تپش سے گھبرا رہے تھے۔ اُس کی بیوی تلملا رہی تھی۔ معصومہ بد حواس ادھر سے اُدھر بھاگی پھرتی تھی۔ اور آگ چاروں طرف سے ان مجبور ہستیوں کو گھیرے ہوئے تھی۔ کوئی ذریعہ ایسا نہ تھا کہ آگ بجھانے کی کوشش کی جاتی۔ جب آگ کے شعلے زیادہ محیط ہو گئے۔ اور مکین جلنے جھلسنے لگے تو شاکر نے جوش ہمدردی کی برقی قوت سے متاثر ہو کر معصومہ کو انتہائی جلدی کے ساتھ اپنے کاندھے پر بٹھایا۔ اور آگ کے بلند و محیط شعلوں کو چیرتا ہوا۔ باہر کی طرف دوڑا۔ اُس نے اپنے بچوں کی ہلاکت۔ بیوی کی تڑپ۔ اور مال و اسباب کی بربادی کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ اور معصومہ کو کبھی کاندھے پر اور کبھی بغل میں لئے ہوئے جلتا جھلستا پوری تیزی کے ساتھ باہر نکل آیا۔ گھبراہٹ کی وجہ سے دونوں صحن زمین میں بیہوش ہو کر گر پڑے۔ ہمسایہ آگ کے فرو کرنے میں مصروف تھے۔ مگر کسی کو خبر نہ تھی کہ اس آتشین چاردیواری میں کون کون جل مرا۔ وہ آگ بجھانے کی بہترین کوشش کر رہے تھے مگر اُنھیں یقین تھا کہ شاکر اپنے پورے خاندان کے ساتھ نذرِ آتش ہو گیا ہو گا ؎

(۷)

صبح ہوئی تو مکان راکھ اور کوئلوں کا ایک ڈھیر تھا۔ جس میں دو ہستیاں سسک رہی تھیں۔ ایک شاکر۔ ایک معصومہ۔ لوگ دوڑے۔ دونوں کو نکالا۔ ورثاں رسی کی فکر کی۔ اور آخر اُن کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ شاکر و معصومہ زندہ تھے۔ ہوش میں آتے ہی شاکر نے معصومہ کو آواز دی۔ معصومہ "میرے ابا" کہکر لپٹ گئی۔ اور شاکر مطمئن و مسرور ہو کر اُٹھ بیٹھا۔ اُس کے دل پر بچوں، بیوی، اور مال و اسباب کی بربادی کا مطلق اثر نہ تھا۔ وہ معصومہ کی بلائیں لیتا تھا اور اُس کی زندگی کو اپنے اہل و عیال کی موت کے مقابلے میں قابل اطمینان سمجھتا تھا۔ لوگ اُسکے معصوم بچوں کی ماتم پرسی کرتے تھے۔ اُسکی بیوی کی جوانا مرگی پر افسوس کرتے تھے۔ اُسکے مکان اور ساز و سامان کے جل جانے پر اظہار ہمدردی کیا جاتا تھا۔ مگر وہ بالکل غمگین نہ تھا اور معصومہ کے محفوظ رہنے کی وجہ سے اُس کا سر خدا کی جناب میں سجدۂ شکر ادا کرتا تھا اور وہ اب بھی شاکر تھا ؎

(۸)

شاکر کے لئے اگر کوئی بات قابل تردد تھی تو صرف یہ کہ وہ اب معصومہ کی پرورش کس طرح کرے اور گذشتہ آلام و مصائب کو اُسکے دل سے کس طرح بھلائے۔ مگر یہ تردد زیادہ دن تک باقی نہ رہا۔ شاکر نے فوراً ایک مشہور ہوٹل میں ملازمت کر لی اور دو چار ہی مہینے میں وہ اس قابل ہو گیا کہ ایک اچھا مکان لیکر بفراغت رہ سکے۔ ہوٹل میں شاکر کو روزانہ آمدنی بہت اچھی تھی۔ وہ کفایت شعاری کے ساتھ چلا۔ اور ہر مہینے کچھ روپیہ پس انداز کرتا رہا۔ تاہم اُس نے معصومہ کا دل کسی طرح میلا نہ ہونے دیا۔ اور اُسکی ضرورتوں کا ہمیشہ خیال رکھا۔ ایک سال گزرنے کے بعد شاکر نے اپنا ذاتی ایک ہوٹل کھول لیا "شاکر ہوٹل" معززین شہر میں بہت زیادہ مشہور ہوا۔ اور اُس سے شاکر کو معقول آمدنی ہوئی۔ شاکر نے بہت تھوڑے عرصہ میں لب دریا ایک دو منزلہ مکان بنوایا۔ اور تمام ضروری ساز و سامان کے ساتھ اُسے آراستہ کر کے معصومہ کے ساتھ اُس میں رہنے سہنے لگا۔ ہوٹل میں ملازم کام کرتے تھے اور شاکر معصومہ کی دلجوئی میں لگا رہتا تھا۔

معصومہ اب بچی نہ تھی۔ اُس کی عمر ۱۹ برس سے کچھ ہی کم تھی۔ اسلئے جب وہ اچھے کپڑے پہنکر اپنے مکان کے بالاخانے پر کھڑی ہوتی تھی تو پری معلوم ہوتی تھی۔ لیکن شاکر کے دل میں کبھی کوئی بُرا خیال اُس کی طرف سے پیدا نہوا۔ اور وہ ہمیشہ اُسے "بیٹی معصومہ" کے تخاطب سے یاد کرتا رہا۔

معصومہ نے دو چار مرتبہ نہیں دس بیس مرتبہ شاکر سے نکاح ثانی کے لئے کہا مگر اُس نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ اگر تقدیر کو میری شادمانی منظور ہوتی تو وہ پہلے بچوں اور بیوی کو مجھ سے جدا کیوں کرتی ؎

(۹)

اب معصومہ اُس زندگی سے بہتر زندگی گذار رہی تھی جو محسن کے زمانہ میں گذری تھی۔ اُس کے دل سے گذشتہ تکالیف کا خیال بالکل نکل چکا تھا۔ وہ اب بہت توانا اور حسین ہو گئی تھی۔ اسلئے کہ کھانے پینے کو الضاعف تھا۔ اور پہننے اوڑھنے کو حد سے زیادہ۔ وہ شاکر کو سرمایۂ نشاط سمجھتی تھی اور شاکر اُسے نشاطِ حیات تصور کرتا تھا۔ دو ہستیاں تھیں اور باہم محبت کی پاک خوش ربطیوں سے وابستہ تھیں۔ مگر محسن کی بے چین روح ابھی اپنے ایک احسان کا بار بار معاوضہ طلب کرتی تھی۔ اور گو شاکر سینکڑوں اور ہزاروں احسانات اُس کی یادگار معصومہ پر کر چکا تھا۔ تاہم محسن کی روح مطمئن نہ تھی۔ اور چاہتی تھی کہ ہر احسان کے بعد ایک احسان اور ہو ؎

(۱۰)

برسات کے دن تھے۔ شاکر منزلِ زیریں کے برآمدہ میں کھڑا ہوا دریا کی بہار دیکھ رہا تھا اور اُسے وہ دن یاد آ رہا تھا جبکہ محسن نے اُسے غرق ہونے سے بچایا تھا۔ وہ خوش تھا اور تبسم متواتر اُسکے ہونٹوں پر پیدا ہو کر اُس کی حقیقی تسلیوں کی ترجمانی کر رہا تھا۔ اُس کی خوشی محض اسوجہ سے تھی کہ وہ محسن کے احسان کا معاوضہ بخیالِ خود اچھی طرح ادا کر چکا ہے۔ مگر آہ! نادان شاکر نوشتۂ قسمت سے بیخبر تھا۔ اور اُسے کچھ معلوم نہ تھا کہ ذرا سی دیر میں کیا ہو جانے والا ہے۔

معصومہ بالائی منزل کی ایک وسیع کھڑکی میں کھڑی ہوئی دریا کے خوشگوار

منظر کا لطف اٹھا رہی تھی۔ مینہ دھواں دھار برس رہا تھا۔ بجلی نظر نہ آنے والی شان سے چمک رہی تھی۔ اور بادل گرج رہے تھے۔ معصومہ نے خدا جانے کہاں دیکھا تھا اور کہاں سُنا تھا جو اس وقت بار بار ایک انترہ کو قریب السماعت موسیقی کے ساتھ گنگنا رہی تھی اور کھڑکی کے بالائی حصہ میں ہاتھ جما کر جھول رہی تھی۔ وہ جھول رہی تھی مگر اس طرح کہ اس کے جسم لطیف کی حرکت ناقابل محسوس تھی اور ایک صدائے دلکش اُس کے نازک ہونٹوں سے بار بار نکل کر بارش کے شور میں گم ہو جاتی تھی اس نے پھر کہا:۔

"برکھا رُت آگئی مورے بالم کیوں نہیں آئے"

آخری لفظ کے ساتھ اُسکے جسم نے کچھ زیادہ حرکت کی۔ قدشا جو دامان دریا میں منہ چھپائے معصومہ کی خوش نسیمیاں اور مست اندازیاں دیکھ رہی تھی زیادہ دیر تک نہ برداشت کر سکی اور اپنا دست دراز اس کے گورے گورے پاؤں پر رکھ دیا۔ وہ یکا یک چونکی۔ لڑکھڑائی۔ گری۔ اور گری تو دریا میں تھی۔

شاکر محو تصورات شاکر، خواب خیال سے بجلی کی طرح چونکا۔ اور شعلے کی طرح لپک کر معصومہ کے ساتھ دریا میں کود پڑا۔ دریا کے کنارہ سے کچھ دور تک غوطے لگا لگا کر ڈھونڈا۔ ہاتھ پاؤں مار کر معصومہ کو تلاش کیا۔ مگر وہ اُسوقت تک نظر نہ آئی جبتک کہ قضا نے اسکی زندگی کا رس چوس کر صدف خالی کی طرح اُسے سطح آب پر نہ اُچھالا۔ شاکر نے گھبرائی ہوئی بد حواس نگاہوں سے معصومہ کے مجسمہ رواں کو حباب آب پر زیر و بم میں دیکھا تو وہ بیتاب ہو کر اُسی طرف لپکا۔ لپکا اور فوراً لپٹ گیا۔ مگر اب معصومہ میں کیا رکھا تھا۔ وہ ایک نقش تھی بر آب۔ ایک پیکر تھی بے روح۔ اور ایک ہیولیٰ تھی جسے موج زمانہ نے کالبد حیات سے مسخ کر دیا تھا۔

(۱۱)

شاکر اُسکی بہتی ہوئی لاش کو موجوں کی دست برد سے نکال لایا۔ کھینچ لایا۔ معصومہ بدوش اپنے گھر آیا۔ اُسکے مجسمہ فانی کو سامنے رکھکر خوب رویا، خوب چلایا۔ کچھ دنیا کچھ جلایا مگر موت نے چھینی ہوئی دولت کو واپس نہ دیا۔ مجبوریوں نے صبر سکھایا۔ مایوسیوں نے درس تسلیم کی تعلیم دی۔ آخر اُس نے اُسی مکان کے جوار میں معصومہ کا شاندار مزار بنوایا۔ اور مجاور بن کر اُس پر بیٹھ گیا۔

اب شاکر ہوٹل کا مالک نہیں ہے۔ وہ رات دن مزار معصومہ پر بیٹھا بتاتا ہے اور یہی اُس کا شغل زندگی ہے۔ معصومہ معصوم ہو کر جی اور معصوم ہو کر مری۔ مگر شاکر کی زندگی اُسکی موت نے تلخ کر دی اور وہ اُس کی موت کا سبب اپنی لاپرواہی کو سمجھتا رہا اور نادم ہوتا رہا۔

معصومہ کا مزار استداد نے مٹا دیا ہے۔ شاکر کا بھی اب نشان نہیں مگر شاکر کی روح اب تک معصومہ کے مزار پر حسرت کے لباس میں چھائی ہوئی ہے۔ اور محسن اب تک اپنے احسان کا معاوضہ طلب ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ شاکر کو معصومہ کے ساتھ مذاق عشق تھا اور میں کہتا ہوں کہ اُس کے سر میں جنون دفن تھا۔ مگر حقیقت حال سے کوئی واقف نہیں۔

اَلْغَیْبُ عِنْدَ اللہِ۔ وَھُوَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ٭

قابل دید کتابیں

اسلام کی برکتیں مصنفہ مولانا ظفر علی خاں بی اے اڈیٹر زمیندار۔ اسلام میں کیا کیا خوبیاں ہیں اور اسنے دنیا پر کیسے کیسے احسانات کئے ہیں قیمت تین آنہ (۳ر)

احرار اسلام مصنفہ مولانا ابوالکلام آزاد۔ اسلام کی تعلیم آزادی حریت پر نہایت عالمانہ اور دلچسپ بحث۔ قیمت چار آنہ (۴ر)

فطرت اور قانون فطرت مصنفہ نواب محسن الملک مرحوم۔ فطرت اور نیچر کیا چیز ہے۔ اسلام نے اس کے متعلق کیا تعلیم دی ہے اسلام فطرت کے عین مطابق ہے قیمت چار آنہ (۴ر)

مشاہیر اسلام علمائے اسلام اور علمائے یورپ کی قابلیتوں کا مقابلہ اور موازنہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ اور دیگر مشہور علمائے اسلام کی سوانح عمریاں۔ مصنفہ خواجہ عباد اللہ بی۔ اے۔ قیمت (عہ)

اسرار نباتات دیسی پھلوں ترکاریوں اور جڑی بوٹیوں کے خواص و فوائد اور ضروری حالات۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

جمال الدین افغانی مصر کے امام الاحرار اور مجدد اعظم سید جمال الدین افغانی کی سبق آموز سوانح عمری۔ مصنفہ مولانا ظفر علی خاں بی اے اڈیٹر زمیندار (۴ر)

شہنشاہ اکبر کے مقولے اکبر سب سے بڑا اور سب سے کامیاب بادشاہ تھا اس لئے اس کے اقوال بڑے بڑے حکیموں کے اقوال سے زیادہ مؤثر اور کارآمد ہیں۔ چار آنہ (۴ر)

بغداد خلفائے خاندان عباسیہ کے صحیح اور دلچسپ حالات۔ بغداد کی مفصل تاریخ۔ مصنفہ خواجہ عباد اللہ صاحب بی۔ اے قیمت (عہ)

صدیق اکبرؓ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سب سے زیادہ جامع مستند اور عمدہ سوانح عمری۔ مصنفہ خواجہ عباد اللہ صاحب بی اے قیمت (عہ)

پنجاب کے علماء اور مشائخ پنجاب کے مشہور عالم اور صوفی مردوں اور عورتوں کی سوانح عمریاں اسلام کے فیض یافتوں کے کارنامے قیمت (۱۰ر)

حیات گاندھی مہاتما گاندھی کی مفصل سوانح عمری اور ملکی خدمت کا تذکرہ (۴ر)

حالات علی برادران مولانا محمد علی و شوکت علی کی سوانح عمری اور سیاسی کارنامے اہم تقریروں کے خلاصے۔ قیمت آٹھ آنہ (۸ر)

حکومت اور خلافت اس زمانہ میں کسی مسلمان کا خلافت کے مفہوم سے ناواقف رہنا افسوسناک ہے اس کتاب کو ضرور دیکھئے اسمیں اسلامی خلیفہ اور مسیحی پوپ کا فرق دکھایا گیا ہے۔ خلافت اور قرآن حکیم۔ خلافت اور حدیث نبوی۔ خلافت اور جزیرۃ العرب۔ خلافت اور دنیوی طاقت۔ غیر مسلم اور ارض مقدسہ۔ خلافت اور شاہنشاہی خلافت اور دیگر مقامات مقدسہ وغیرہ ضروری مضامین پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ قیمت چار آنہ (۴ر)

روایات اسلام سرور عالمؐ کے دربار اور خلفائے کبار کی مجلسوں میں جو دلچسپ اور عبرتناک واقعات پیش آئے ان سب کا مجموعہ۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کی حق گوئی اور آزاد منشی کا تذکرہ قیمت بارہ آنہ (۱۲ر)

اجمیر گائیڈ اجمیر شریف جانے اور وہاں کی سیر کرنے والوں کے لئے نہایت ضروری اور قابل قدر کتاب ہے جس میں اجمیر کے ہر مقام اور ہر چیز کا تفصیلوار بیان کیا گیا ہے قیمت (۳ر)

حیات صابرؒ حضرت مخدوم مولانا علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری۔ انکے رعب و جلال کی سچی تصویر۔ اُن کی کرامات حالات اور فیوض و برکات کا اصلی مرقع قیمت فی نسخہ صرف پانچ آنہ (۵ر)

انور پاشا بطل حریت غازی انور پاشا کی مفصل باتصویر سوانح عمری جس میں اُن کی ولادت سے لیکر اسوقت تک کے تمام دلکش حالات و واقعات نہایت تحقیق کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

مصطفےٰ کمال پاشا عجیب و غریب چیز ہے اس میں غازی ممدوح کے مفصل حالات اور کارنامے درج کئے گئے ہیں قیمت ایک روپیہ (عہ)

برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان یہ کتاب ایک مشہور امریکن قوم پرست کی انگریزی تصنیف کا قابل دید ترجمہ ہے۔ اس میں ہندوستان کی گزشتہ اور موجودہ حالت کا نہایت خوبی سے تقابل کرکے بتایا گیا ہے کہ برطانیہ کے سایہ میں آکر ہندوستان نے کس قدر معکوس ترقی کی ہے۔ کاغذ لکھائی چھپائی سب عمدہ اور قیمت صرف چھ آنے (۶ر)

گیتان جلی مشہور بنگالی ملک الشعراء ابندرو ناتھ ٹیگور کے قیمتی۔ پاکیزہ اور بیش بہا خیالات کا اُردو زبان میں عجیب غریب ترجمہ حضرت نیاز فتحپوری کے پرزور قلم سے لکھا ہوا اور مولانا کے مقدمۂ کتاب اور بلند پروازیوں نازک خیالیوں اور انشا پردازی کا مزہ لینا ہو تو فوراً منگائیے۔ قیمت دو روپیہ (عہ)

فلاح دارین عقائد اعمال، عبادات، معاملات اور اوراد و وظائف الغرض ہر قسم کی ضروری دینی معلومات کا مجموعہ شرعی مسائل و آداب کا ذخیرہ قیمت (عہ)

قطعات حالی مولانا حالی کے بیش قیمت قومی قطعات کا مجموعہ جن میں مسلمانوں کی موجودہ حالت کا خاکہ کھینچا ہے ان کو اخلاقی اور دینی نصیحتیں کیگئی ہیں عمدہ تقطیع قیمت (۸ر)

رباعیات حالی مولانا حالی کی مشہور اردو اخلاقی رباعیاں بچوں کو خوشخطی سکھانے کے لئے، قلمی جیبی تقطیع قیمت (۷ر)

مناجات بیوہ مثنوی حقوق اولاد مولانا حالی کی دو مشہور نظمیں عورتوں کی تعلیم کے لئے نہایت مفید ہے قیمت پانچ آنے (۵ر)

تنقید لطیف بر خیالات ظریف مسٹر محمد ظریف پروفیسر کے دہریانہ خیالات کا رد، مذہب کی ضرورت اور اسلام کی حقانیت کا ثبوت۔ قیمت آٹھ آنہ (۸ر)

جواہرات ابن حجر عسقلانیؒ کی مشہور کتاب "منبہات" کا ترجمہ سرورکائنات کی انمول چھوٹی چھوٹی احادیث کا مجموعہ جو بچوں کی تعلیم کے لئے مفید ہیں قیمت (۶ر)

خواجہ ڈپو دہلی

شریعت وطریقت:۔ شریعت وطریقت کے تعلق کی نسبت جو غلط فہمیاں جاہل صوفیوں اور ظاہر پرست مولویوں نے پھیلا رکھی ہیں انکی اصلاح۔ قیمت (۶ر)

کاشف الاسرار:۔ ظاہر بیں لوگوں کے ان اعتراضات کا مدلل وشافی جواب جو صوفیہ کرام کے بعض افعال واقوال پر کئے جاتے ہیں بزبان فارسی قیمت (۶ر)

نور ایمان:۔ مولانا عبد السمیع بیدل مصنف انوار ساطعہ کا مشہور نعتیہ دیوان میلاد شریف میں ہر موقع پر برمحل پڑھنے کے لئے نعتیہ اشعار کا مجموعہ قیمت (۱۰ر)

خنجر تسلیم:۔ شہادت امام حسینؑ کے متعلق ہندوستان کے مشہور انشا پردازوں کے مضامین نظم ونثر کا مجموعہ قیمت سات آنے (۷ر)

نیرنگ شہادت:۔ میرٹھ کے مشہور جادو بیان شاعر حضرت بیانؔ یزدانی کی مقبول عام عزائیہ نظموں کا مجموعہ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

آئینۂ قیامت:۔ مولانا حسن رضا خاں صاحب بریلوی کا لکھا ہوا انوکھا شہادت نامہ۔ فلسفۂ شہادت ومضامین تصوف قیمت (۸ر)

عید کا تحفہ۔ علمی پھولوں کا گلدستہ۔ عیدین کے متعلق مشاہیر اہل قلم کے مضامین نظم ونثر کا قابل دید مجموعہ۔ قیمت چھ آنے (۶ر)

مسٹر محمد علی کا مقدمہ:۔ پریس ایکٹ کے متعلق مسٹر محمد علی کے مقدمہ کے مفصل حالات۔ قیمت چار آنے (۴ر)

ہمارا طرز حکومت:۔ مسلمانوں کی نے تعصبانہ حکومت کا تاریخی بیان (۳ر)

عورتوں کے لئے

چاروں خلافتوں کی تاریخ:۔ خلافت صدیقی۔ خلافت فاروقی۔ خلافت عثمانی۔ خلافت حیدری۔ چاروں خلافتوں کی تاریخ کو ایک ایک کتاب میں مکالمہ کے طور پر صاف اور سلیس اُردو میں بیان کیا گیا ہے۔ خلفائے اربعہ کی یہ سوانح عمریاں خاص طور پر لڑکیوں کے لئے لکھوائی گئی ہیں قیمت فی حصہ ۵ر چاروں حصوں کی قیمت ۱۲؍

انشائے نسواں:۔ لڑکیوں کو خط لکھنے کی تعلیم دینے کے لئے سب سے اچھی کتاب ایک خاتون کی تصنیف خاص خوبی یہ ہے کہ خط کے ساتھ اُسکا جواب بھی ہے قیمت ۸ر

خواتین دکن:۔ ان نامور خواتین کی سوانحعمریاں جو صرف تعلیم یافتہ ہی نہیں تھیں بلکہ جنہوں نے میدان کارزار میں بھی اپنی جوانمردی کے جوہر دکھائے قیمت ۸ر

محب وطن خواتین:۔ ان واجب الاحترام شوہروں کی غمزدہ بیویوں کے حالات جو اسوقت جیلخانے میں مبتلائے مصائب ہیں۔ عورتوں کی مردانگی اور اولوالعزمی کا ثبوت۔ قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

اسلامی افسانے اور عربی ناولوں کے ترجمے

عذرا قریش:۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت وشہادت۔ جنگ جمل جنگ صفین محمد اور اسلم کی محبت کے واقعات۔ قیمت فی جلد (۱۲ر)

لیلائے کربلا:۔ حجر بن عدی کا قتل۔ اس کی بیٹی سلما اور بھتیجے عبد الرحمن کی انتقام کے لئے آمادگی۔ سلمے کے عاشق عبد الرحمن کی گرفتاری۔ حجر کے بوڑھے باپ عدیؔ کی رہنمائی۔ سلمے کا یزید کے محل میں داخل ہونا۔ یزید کے ہاتھوں اس کا اور عبد الرحمن کا نجات پانا۔ کربلا کے خونچکاں مناظر۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت دردناک واقعہ۔ قیمت فی جلد بارہ آنے (۱۲ر)

حجاج بن یوسف:۔ عبد الملک کیطرف سے حجاج بن یوسف ایک جرار فوج کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن زبیر حرم محترم میں محصور ہوجاتے ہیں اور آخر کار ایک خوفناک مقابلہ کے بعد شہید ہوتے ہیں اس کتاب سے صدہا تاریخی معلومات کے ساتھ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں طریق جنگ اور طریق معاشرت کیا تھا۔ ضمناً ایک افسانہ محبت نے واقعات کی دلچسپی کو بڑھا دیا ہے۔ قیمت فی جلد۔ ایک روپیہ چار آنے (۱۴؍)

امین ومامون:۔ دربار خلافت عباسیہ کے جوڑ توڑ۔ عربوں اور ایرانیوں کی کشمکش۔ خلیفہ ہارون رشید کے فرزند امین ومامون کا مجادلہ۔ ایرانی پولیٹکل اور پُراسرار انجمنوں کی انقلابی جدوجہد۔ معلومات کے خزانے کو مالا مال کرنے والے سچے تاریخی واقعات حسن وعشق کے دلآویز سوز وگداز فراق ووصال کے دلمیں چٹکیاں لینے والے مناظر۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱۸؍)

عروس مصر:۔ احمد بن طولون ترکی گورنر مصر کا عہد حکومت قبطیوں کی معاشرت۔ اُس زمانہ کے سیاسی اور اجتماعی حالات اور اس کے ساتھ ساتھ حسن وعشق کا ایک تاریخی افسانہ نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ اور اس سے معلوم ہے کہ مسلمان فرماں روا غیر مسلم اقوام کے ساتھ کیا سلوک اور ان کے جذبات کا کس قدر احترام کرتے تھے۔ قیمت (۱۲)

عبد الرحمن:۔ سرزمین اندلس میں اسلامی دور حکومت کا شاندار خلیفہ عبد الرحمن ناصر کے دلچسپ واقعات اسلامی عمارات اور اُن کے سازو سامان کی حیرت انگیز تفصیلات اُس زمانے کے مسلمان اُمرا کی علم دوستی، کتابوں کی سیاسی سازشیں۔ اندلس کی سب سے زیادہ حسین عورت زہرا کے حالات عشق کی دلاویز داستان۔ قیمت فی جلد (۱۲)

شارل وعبد الرحمن:۔ سرزمین فرانس پر عربوں کا حملہ۔ امیر عبد الرحمن والی اندلس اور کونٹ اڈا اور شارل (چارلس) حکمران فرانس کی پُرجوش مقابلہ جنگی مناظر۔ فتوحات اسلام کے سربستہ راز سچی بزرگان مذہب کی رامم اور مریم کی پاک محبت کے واقعات قیمت فی جلد (۱۲؍)

محبوبۂ شام:۔ محبت کے جذبات لطیف نہایت عمدگی سے دکھائے گئے بدکار لوگوں کی تاریک زندگی اور شرارتوں کا خاکہ قیمت فی جلد ۸ر

محبوبۂ بغداد:۔ جنگ عراق ترکی کارنامے حسن وعشق وغیرہ فی جلد (۱

انقلاب سیاسی:۔ تاریخی ناول۔ مصر وسوڈان میں مہدی سوڈانی اور انگریزوں کی معرکہ آرائیاں۔ خرطوم پر انگریزوں کا قبضہ۔ تحقیق افسانہ زبیدہ کی داستان محبت۔ عزیز نامی ایک مخلص دوست کی رفاقت قیمت

محاصرہ درہ دانیال:۔ درہ دانیال کے گزشتہ محاصرہ پر مختصر

جہازوں اور سپاہ کی کارگزاریاں - دردانیال کے قدرتی استحکامات افواج متحدہ کی اَنتھک کوشش - سچّی محبت کی ایک جھلک قیمت فی جلد (۱۲ر)

جنگ طرابلس یا حسن و حمرا - تاریخی ناول ترکوں کی بہادرانہ جانفروشی قیمت فی جلد چودہ آنے (۱۴ر)

حیرت انگیز - یہ کتاب بظاہر تو ایک عربی ناول کا ترجمہ ہے جس میں حسن و عشق کی چاشنی بھی دیگئی ہے - لیکن درحقیقت یورپ و امریکہ کی ترقی کا راز فلسفہ اس کے اوراق میں فاش کیا گیا ہے اور اس کے مطالعہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ادنیٰ آدمی کس طرح اُبھر سکتا ہے - اور وہ پستی سے نکلکر عروج کی بلندیوں پر پہونچ سکتا ہے - یہ کتاب مصر کے ایک سیاسی لیڈر نے یورپین اقوام کا بغور مطالعہ کر کے تصنیف کی ہے - قیمت آٹھ آنے (۸ر)

اُردو کے بہترین طبعزاد ناول

اجتماع ضدین :- اُردو میں ایسے ناول بہت کم ہیں - جو ادبی خوبیوں سے آراستہ ہوں اور جن میں اعلیٰ درجہ کی اور بلند ترین زبان استعمال کیگئی ہو - لیکن اجتماع ضدین کی یہ ممتاز خصوصیت ہے کہ وہ نہایت شائستہ اور بلند اُردو میں لکھا گیا ہے - قصہ بھی نہایت دلچسپ ہے اور جہاں تک سُنا گیا ہے ایک سچے واقعہ پر مبنی ہے - قیمت آٹھ آنے (۸ر)

انقلاب قسطنطنیہ :- ترکوں کی خداداد بہادری کا مرقع - جنگ کی خوفناک تصویریں جنکے ملاحظہ سے رگوں میں جنبش اور بازوؤں میں حرکت پیدا ہوجاتی ہے ساتھ ہی ساتھ حسن و اُلفت کی دلآویزیاں نہایت دلچسپ اور قابل دید کتاب ہے

کورٹ شپ :- اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کورٹ شپ کیونکر ہوتی ہے لڑکیوں سے راہ و رسم کس طرح پیدا کیجاتی ہے - زمانہ کورٹ شپ میں باہم کس طور سے گزرتی ہے - لیڈیوں سے خط و کتابت کیونکر کرنی چاہئے وغیرہ وغیرہ تو اسکو منگا کر ملاحظہ کیجئے - قیمت (۴ر)

سوزن :- ایک جنٹلمین نے مغربی معاشرت اختیار کی - وضع قطع کھانے پینے اور رہنے سہنے ہی میں انگریزوں کی تقلید نہیں کی بلکہ پردہ بھی اُٹھا دیا - بیوی کو ہوا خوری کے لئے ساتھ لیجاتا اور دوستوں کی بلا تکلف بلاتا تھا اس جنٹلمین کی آزاد فراجی سے جو واقعات پیش آئے اور بیوی کی بے پردگی کا جو نتیجہ ہوا وہ اس ناول میں لکھا گیا ہے - قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

گلبدن :- سراغرسانی کی ایک عجیب و غریب کہانی، پنجابیوں کی اندرونی معاشرت عیاروں کی عیاریاں، شاہدان بازی کی چالاکیاں قیمت (۱۲ر)

آئینہ روزگار :- عیاشی کے خوفناک نتائج بچوں کے زیور پہنانے اور ان کی دیکھ بھال نہ رکھنے کا خوفناک انجام قیمت (۱۲ر)

گیتی آرا :- ایک ناعاقبت اندیش اور ضدی نوجوانوں کی خودسرانہ حرکات ماں کی بددعا کا اثر - شہید ستم بیوی کی دلگداز کہانی - آجکل کے نوجوانوں کا کچا چٹھا - قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

آہ :- اُن خودسر اور ناعاقبت اندیش لڑکیوں کی سرگزشت جو ماں باپ کا کہنا نہ مان کر طرح طرح کی بدنامیوں اور رسوائیوں کا باعث ہوئی ہیں - اور جنہوں نے اپنی زندگی ہمیشہ کے لئے برباد کرلی - نہایت عبرتناک اور دلگداز (۱۲ر)

شمع سحر :- لارڈ لٹن کے ایک مشہور معرکۃ الآرا ناول سے پلاٹ لیا گیا ہے حسن و محبت کے کرشمے - صداقت اور پاکبازی کا خوشگوار انجام عجیب غریب دلچسپ افسانہ ہے - قیمت (۱۲ر)

حسرت :- اقبال و ادبار - دولتمندی و تہیدستی کی تصویریں، ایک وفادار شوہر کا طرح طرح کے مصائب و مشکلات کے باوجود ثابت قدم رہنا نہایت دردناک اور عبرت انگیز واقعات - قیمت (۱۲ر)

نظیر بیگم :- اس افسانہ سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آدمی کو شادی کب کرنا چاہیئے - ایک پاکدامن عورت کی سچی محبت - خاوند کی بے اعتنائی اور پھر ندامت انداز بیان - نہایت دلچسپ اور رنگین - قیمت (۱۲ر)

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کی عکسی تصویر

دس سال پہلے کی صورت - گیسو دراز - درویشی - درویشی لباس اس تصویر پر خواجہ صاحب کی ایک صوفیانہ عبارت بھی تحریر ہے جو بجائے خود اس قدر عجیب ہے کہ ہر شخص اس کو پڑھ کر مسرور ہوگا - اس عبارت سے یہ ظاہر ہوجاتا ہے کہ تصویر آنکھیں بھوؤں کی طرف کیوں متوجہ ہیں جس کو ضرورت ہو منگالے - بڑے سائز پر چھپی ہے - قیمت علاوہ محصولڈاک وغیرہ آٹھ آنے (۸ر)

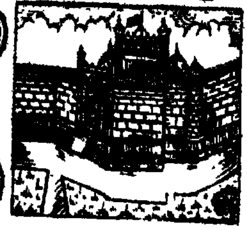
لاہوتی آپ بیتی

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا فلسفیانہ رسالہ جو اوّل سے آخر تک نہایت دلچسپ ہے -
یہ پہلے آپ بیتی کے ساتھ تھا، اب علیحدہ چھپا ہے - قابل دید و شنید ہے - قیمت علاوہ محصول دو آنے (۲ر)

شیطان کا طوطا :- مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا پُراثر اور سبق آموز مذہبی قصہ ہے - ایک عجیب انداز کی کہانی کا ہے جسکا لطف ملاحظہ پر منحصر ہے قیمت علاوہ محصول دو آنے (۲ر)

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت مچھلی والاں - دہلی

نمبر

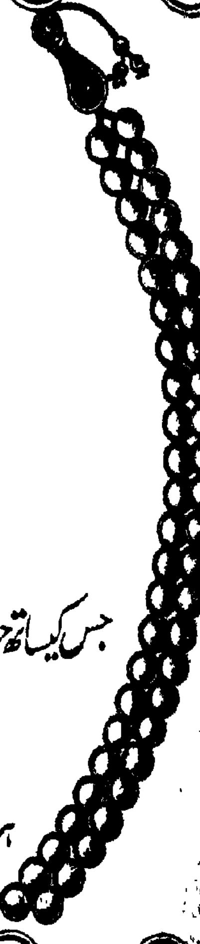




سنہ ۱۹۳۳ء







چیست دُنیا؟
ازخدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و نے فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جس کیساتھ حضرت مولٰنا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

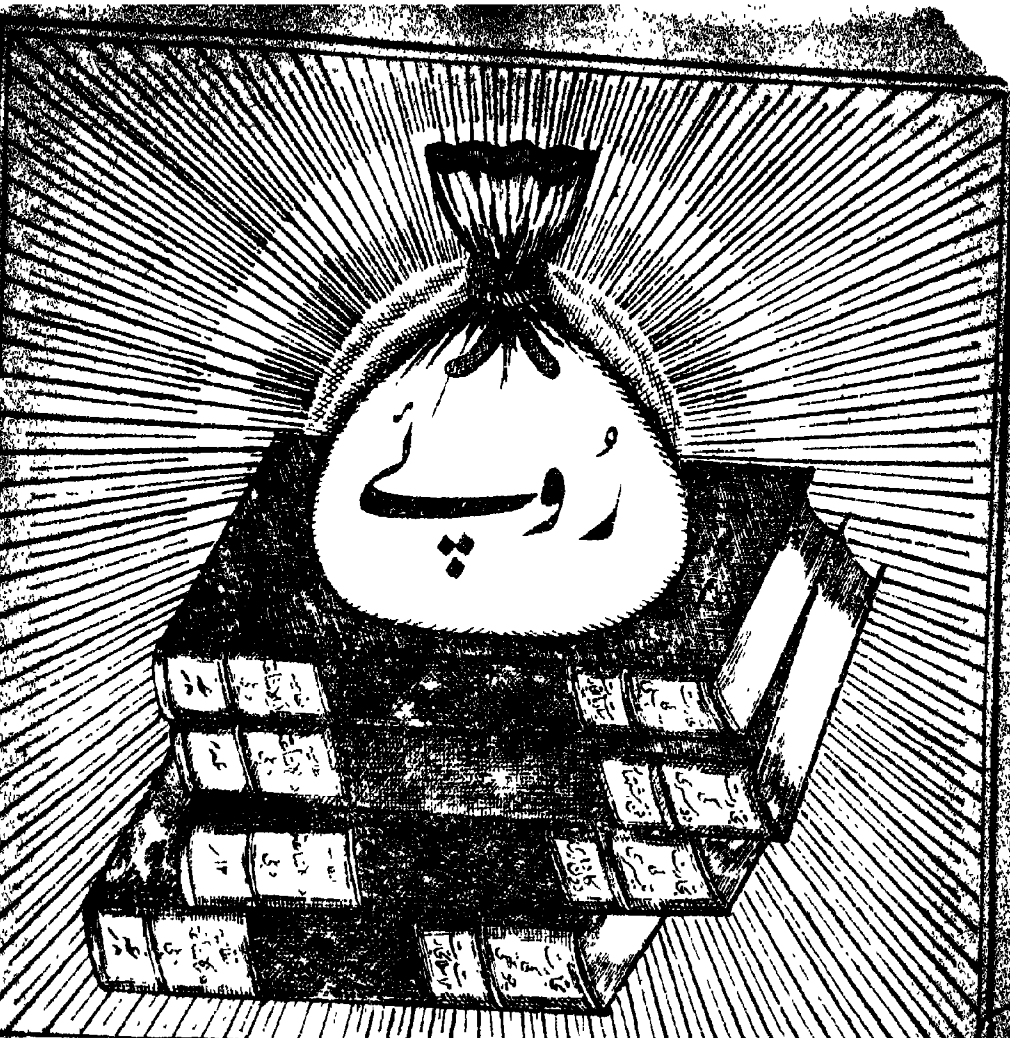
اڈیٹر:- سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے، دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے





سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ
ششماہی قیمت (اعلیٰ ایڈیشن)... عہ
معمولی ایڈیشن، سالانہ قیمت عہ
ششماہی غہ، مع محصول ڈاک وغیرہ



اردو زبان کی تجارتی انسائیکلوپیڈیا

[illegible] روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت دور کرنے اور نئی نسلوں کو [illegible] کے لیے نظامیہ دارالاشاعت دہلی نے تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ [illegible] جس کے تین حصے تجارت کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

[illegible]ت کی پہلی

اس میں مبادیات تجارت کا بیان ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں کی جائے اور کیونکر کی جائے۔ تجارت کے حیرت انگیز منافع، تجارت شروع کرنے اور [illegible] کے طریقے، اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت سے خرچ کرنے کے ایسے بیش بہا اصول بیان کیے [illegible] عمل کر کے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار بنانے اور تجارت کی [illegible] کے لیے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت مجلد عہ، غیر مجلد عہ علاوہ محصول۔

[illegible]ی دوسری

اس میں فن اشتہار کی تعلیم ہے اور اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارتوں کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں [illegible] تجویز کرنے، عمدہ لکھوانے، چھپوانے اور ان کی اشاعت کیلئے کم از کم خرچ میں [illegible] کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں موجود ہیں جن سے اہل [illegible] ہندوستانی ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد عہ، غیر مجلد عہ

[illegible]سری

اس میں دوکانداری کی تعلیم ہے۔ دوکان کیسی ہو، کہاں ہو [illegible] کیسے آراستہ کی جائے؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے؟ [illegible]

دوکان کی شہرت و ہردلعزیزی کے لیے کیا طریقے اختیار کیے جائیں؟ گاہکوں سے قرضہ کیونکر وصول کیا جا[illegible] دوکان کا حساب کتاب کیونکر رکھا جائے؟ الغرض اس قسم کی بہت سی کارآمد باتیں دوکانداری [illegible] متعلق اس کتاب میں ہیں جن سے ہندوستانی عموماً ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد عہ غیر مجلد ۱۲/

تجارت کی چوتھی

مراسلات تجارت کی تعلیم کے متعلق ہے۔ اس میں [illegible] صرف ایک کرسی اور ایک میز بہم پہنچا کر آپ کسطرح ہزارہا روپیہ کا [illegible] کاروبار شروع کرتے وقت کس طرح سوداگروں، کارخانہ داروں اور گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کر[illegible] آدمی کو خط و کتابت کس طرح کامیاب بنا سکتی ہے؟ ایک [illegible] کاروباری دفتر میں نوکر کلرکوں کی [illegible] آپ اعلے درجے کے کلرک کس طرح بن سکتے ہیں؟ خط لکھنے، خط کا جواب دینے، خطوں کی نقل اور [illegible] خطوط کے اندراج کے اصول کیا ہیں جن سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔

"مراسلات تجارت" میں تجارتی خط و کتابت کی تعریف۔ لفافوں اور خطوط کے کاغذ۔ [illegible] نقلوں کی فہرست۔ چیک۔ ڈاکخانہ کے متعلق تمام ضروری معلومات، تار گھر کے متعلق [illegible] یعنی صرافی ہنڈی۔ رجسٹرڈ ڈاک۔ خطوط و تار۔ فائل اور [illegible] خطوط نویسی [illegible] کے طریقے۔ تجارتی اشیاء کی قیمتیں معلوم کرنے کے متعلق خطوط [illegible] کی مخصوص اصطلاحات [illegible] کافی [illegible] مذہبی [illegible] کتب فروشوں [illegible] ضروری معلومات [illegible]

پیر بھائی

۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۱ سنہ ہجریہ

آجکل تہجد کو فرض سمجھو

ایک گنہگار و مضطرب الحال نار ساشق رسول مسلمان کا بیان ہے کہ اس نے حضور سرورِ دو جہان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سرکار پہاڑ کی چوٹی پر تنہا تشریف فرما ہیں اور نیچے بے شمار آدمی کھڑے ہوئے فریاد کر رہے ہیں۔ اور اس قدر غل شور ہے کہ ایک دوسرے کی بات سمجھنی دشوار ہوتی ہے۔ خواب دیکھنے والا چاہتا ہے کہ کچھ عرض کرے مگر غل و شور کے سبب کچھ نہیں کہہ سکتا۔ سرکار نے ہاتھ سے کچھ اشارہ فرمایا اور سب لوگ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا۔ آجکل تہجد کو فرض سمجھو۔

خواب دیکھنے والے کہتے ہیں میں نے دست بستہ عرض کیا۔ آجکل کی فرضیت کو غلام نہیں سمجھا۔ شریعت نے جو فرائض قائم کئے ہیں ان میں تہجد شامل نہیں ہے۔ اب قانون شریعت میں کمی بیشی کیونکر ہو سکتی ہے۔

اس کا سرکار نے کچھ جواب نہ دیا مگر یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا۔ (بے شک رات کے اٹھنے میں دل اور زبان کا خوب میل ہوتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے) اس آیت کو سنکر تمام مجمع نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور میری آنکھ کھل گئی۔

حسن نظامی نے اس خواب پر غور کیا تو اس کو معلوم ہوا کہ آجکل کے لفظ سے مراد موجودہ زمانہ کی خرابیاں ہیں جنکے باعث سے ہم سب مسلمان تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور ہر شخص اپنی رائے اور مرضی سے ایک علاج اس ابتری کا تجویز کرتا ہے۔ مگر سرکار نے آجکل کی زبونی کا علاج یہ فرمایا کہ تہجد کی نماز کو مسلمان فرض سمجھ لیں۔ یعنی پابندی سے تہجد پڑھنی شروع کردیں۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پانچوں وقتوں کی نماز کی طرح تہجد کو بھی فرض عین سمجھا جائے بلکہ یہ مطلب ہے کہ فرض کی طرح تہجد کو بھی ضروری اور لازمی خیال کرکے اس کی پابندی اختیار کیجائے۔ (میں نے اسی خواب کے الفاظ کا ذکر حضرت مولانا شاہ بدر الدین صاحب پھلواروی سے کیا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ فرضیت سے مراد یہ ہے کہ تہجد کو لازمی اور ضروری سمجھا جائے)

دل اور زبان کو تہجد کی ضرورت

آجکل کے بعض لیڈروں کی نسبت اعتراض ہے کہ ان کی زبان اور دل میں فرق ہے۔ وہ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں دلمیں ان کے وہ نہیں ہوتا۔ یعنے ان کے دل اور زبان ایک نہیں ہیں اور یہی فتور ناکامی کا باعث ہوتا ہے۔ کیونکہ فطرت الٰہی اسی کو کامیاب کرتی ہے جسکے دل و زبان ایک ہوں۔ اور قول کے ساتھ عمل بھی وابستہ ہو۔

سرکار دو جہاںؐ نے سورہ مزمل کی آیت پڑھ کر صاف اشارہ فرمادیا ہے کہ تہجد کی نماز تمہارے دلوں اور زبانوں کو ایک کردے گی۔ اور تم میں ایسی قوت پیدا ہوجائے گی کہ جو کچھ زبان سے کہوگے اسکا اثر دوسروں پر پڑے گا۔ اَقْوَمُ قِیلًا کا یہی مطلب ہے کہ اپنی بات میں انسان پکا اور پورا ہوجائے اور اس کی قیل وقال خود اس کے دل پر اور دوسروں کے دلوں پر قایم ہونے لگے۔

ہم مسلمانوں میں اس کی بہت کمی ہے۔ ہم روزانہ رائے بدلتے ہیں ہمارے خیالات میں استقلال نہیں ہے۔ اور قوت فیصلہ تو ہماری ساری قوم سے گم ہوتی جاتی ہے دلی کاموں کا فیصلہ بھی ہم جلدی اور عمدہ نہیں کرسکتے حد ہے کہ شام کے کھانے کی نسبت اگر غور کریں تو فوراً یہ فیصلہ نہیں کرسکتے کہ آج کیا کھانا چاہیے۔

پس اگر ہم سب تہجد کو آجکل فرض قرار دے لیں تو ارشاد خداوندی کے بموجب ہمارے دل و زبان میں بھی اتحاد پیدا ہوجائے اور ہماری بات میں بھی اللہ تعالیٰ اثر پیدا کردے۔ تہجد بے شک فرض نہیں ہے۔ لیکن سرکار دو جہاںؐ اس کے پابند تھے۔ اور سورہ بنی اسرائیل میں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ کے تحت میں جہاں نماز پنجگانہ کی فرضیت کا اشارہ ہوا ہے اسی سلسلہ میں فَتَہَجَّدْ بھی ہے۔ یعنے نماز تہجد کی تاکید بھی فرض نمازوں کے سلسلہ میں ہے اس لئے اس نماز کو نص قرآنی کے بموجب فرض مطلق نہیں تو فرض کے قریب ضرور تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر ہم سے کہتے ہیں رات کو نہ جاگو صحت خراب ہوجائے گی۔ خدا ہم سے کہتا ہے رات کو بیدار رہو اس سے تم کو فائدہ ہوگا۔ اب مسلمانوں کو اختیار ہے چاہیے وہ خدا کا کہنا مانیں یا ڈاکٹروں کا۔ لیکن سرکار دو جہاںؐ نے تو مسلمانوں کی موجودہ حالت کا علاج شب بیداری اور نماز تہجد کو قرار دیا ہے۔

میرے عقیدے میں جو شخص آجکل نماز تہجد کو فرض نہ سمجھے وہ سرکار رسالتمآبؐ کا نافرمان ہے۔ اس زمانہ میں تو ہم کو تہجد کی نماز پانچوں نمازوں کیطرح فرض سمجھنی چاہیئے۔

آجکل بہت کہا جاتا ہے کہ نماز کی پابندی سے ہماری اصلاح ہوگی میں بھی اسکو مانتا ہوں

لیکن اس کے ساتھ ہی میرا ایمان ہے کہ محض پانچوں نمازیں ہی نہیں بلکہ تہجد کی پابندی بھی کرنی چاہیئے - اور اس کو بھی فرض سمجھنا چاہیئے -

خدا مجھ کو اور میرے سلسلہ والوں کو توفیق دے کہ سب سے پہلے ہم ارشاد سرکار کی تعمیل پر کمربستہ ہوں - اور لکھنے کے بعد ہی عمل کی توفیق میسر آئے - آمین -

سات دن پنجاب میں

۲۳ ر اکتوبر ۱۹۲۲ء - رات کو ساڑھے آٹھ بجے ڈاک گاڑی روانہ ہوئی - برادر طریقت نعمت اللہ خاں نظامی داروغہ امپیریل جیل دہلی - ملک سلطان محمود غزنوی نظامی - عبدالرشید غزالی - سر دعلی اور حسن نظامی ایک حجرہ میں تھے جسکو کمپارٹمنٹ کہتے ہیں - تہجد کے وقت ملک سلطان محمود کی سُریلی گردُرخیز آواز نے مناجات اور منظوم درود شریف سے شادکام کیا - صبح نماز کے بعد فیروزپور چھاؤنی پر اُترے -

۲۴ ر اکتوبر ۱۹۲۲ء - بابو محمد شفیع صاحب قادری ہیڈ کلرک مجسٹریٹ چھاؤنی کے مکان پر قیام ہوا - قادری صاحب پہلے ہندو تھے - اسلام قبول کرنے کے بعد بڑے عابد و متقی مسلمان ثابت ہوئے - تہجد گزار - ذاکر شاغل - مہمان نواز - اور اپنی نوکری کے پورے پابند ہیں -

انھوں نے آرام و آسائش کا بہت تکلف اہتمام کیا ہے - یہ نہ بھی ہوتا تب بھی انکی حق پرستی و ذوق قلبی ہم سب کو مسرور و مخمور رکھتی -

عبداللہ جان صاحب فوجی ٹھیکہ دار سے ملنے گئے - خلیق ہیں - خوب رو ہیں - دانشمند و خوش طبع ہیں - صورت رندانہ ہے دل فقیرانہ ہے -

مکان پر آئے بابو نظر محمد خاں ٹھیکہ دار ملنے تشریف لائے - نو برس کے بعد دیکھا جاتا ہے چھاؤنی میں ایک بار ۱۹۱۳ء میں ان کے مکان پر رات گزاری تھی ٹھکانہ ایک بستر کا مشہور مضمون اسی جگہ لکھا تھا - ابکے معلوم ہوا یہ عرض طول مساوی آدمی داؤدی لحن رکھتا ہے - فارسی کلام اس درد سے گایا کہ روح نہال نہال ہوگئی - بہت ملنسار مسافر نواز - فقیر دوست شخص ہیں -

شیخ اللہ بخش صاحب ٹھیکہ دار اوّل دن سے آخر تک پورے خلوص کے ساتھ مصروف مدارات رہے - بہت محبت کے آدمی ہیں - اور ہم سب کو آدمی سمجھتے ہیں - شام کو دریا کی سیر کو گئے - فیروزپور شہر دیکھا مغرب کی نماز ایسی مسجد میں پڑھی جو طوائفوں کے بازار کی درمیان ہے - معلوم ہوا مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے - غالب نے سچ کہا تھا - رات کو قصوری قوالوں کا گانا ہوا - یہ اس قوت سے بولتے تھے کہ سماعت مسرور ہونے کی بجائے مرعوب ہوئی جاتی تھی صحت الفاظ بالکل نہیں تھی -

داروغہ صاحب علیل ہیں - غزالی خاں کو بھی بخار آگیا - ملک صاحب نے اپنا عبادت خانہ ہم سب سے علٰحدہ انتخاب کیا ہے -

۲۵ ر اکتوبر ۱۹۲۲ء آج کا دن بیماروں کی دید و شنید میں گزرا شام کو پھر فیروزپور شہر کی مسجد خرابات میں نماز پڑھی - واپس آکر عبداللہ جان صاحب کے ہاں کھانا کھایا - غزالی خاں کو بخار تیز ہے - عبداللہ جان کے کھانے میں ان کی لطیف بزلہ سنجی نیبو اور ہر گلاب چٹنیوں کا کام کرتی تھی - دو گھنٹے خوب لطف سے بسر ہوئے - واپسی میں تانگہ خاں صاحب کے مکان پر تھوڑی دیر قیام ہوا - کچھ گانا سنا - مگر داروغہ صاحب کی ناگہانی علالت کے سبب جلدی مکان پر آگئے -

۲۶ ر اکتوبر ۱۹۲۲ء صبح نو بجے ریل پر پہونچے - تمام احباب اسٹیشن تک پہنچانے آئے خدا حافظ کہکر لاہور کی طرف روانہ ہوگئے - لاہور چھاؤنی پر بارہ بجے پہنچے وہاں ظہیرالدین صاحب خلف خلیفہ نورالدین نظامی استقبال کیلئے موجود تھے جو لاہور تک ساتھ آئے - جب لاہور پہنچے تو سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون اڈیٹر اخبار ریاست اور اڈیٹر صاحب اخبار کیانی اور جناب سدرشن صاحب مشہور افسانہ نویس اور حکیم محمد عمر صاحب نظامی کو اسٹیشن پر موجود پایا -

چنگی کا نیا انتظام ہوا ہے ہر مسافر کا اسباب کھولکر دیکھا جاتا ہے - [illegible] کی گئی - سامنے ایک نوعمر افسر کرسی پر بیٹھا تھا میں نے آواز دیکر کہا اس گاڑی میں اسباب بھی قابل محصول ہے - اور آدمی بھی قابل محصول ہیں - تم آؤ اور ہر چیز کی چنگی وصول کرلو یہ سنکر وہ افسر دوڑا ہوا آیا اور میرے ہاتھوں سے اپنا منہ اور آنکھیں ملنے لگا - یہ میرا پیارا نوازش علی نظامی تھا جسکو مرید ہونیکے بعد آج پہلی بار یکایک میں نے دیکھا - کوئی چیز سرکاری محصول کے قابل ہمارے پاس نہ تھی مگر ہم سب محصول لگانیکے لایق تھے - داروغہ جی کی لال اور بہت گنجان ڈاڑھی پر تو قطعی چنگی لگنی چاہیئے -

موچی دروازہ کے اندر رنگ محل کے قریب خلیفہ نورالدین کے مکان پر قیام ہوا تھوڑی دیر میں سردار دیوان سنگھ اور اڈیٹر صاحب اخبار کیانی میوہ جات اور مٹھائیاں لائے - یہ بھی خواہش کی کہ لاہور کے اڈیٹروں کی طرف سے آپ کو اڈریس دینے کا ایک جلسہ چاہتا ہوں - میں نے اس نیوفیشن مدارات سے انکار کیا -

غزالی اور داروغہ جی کی علالت ابتک قایم ہے - شام کو حضرت داتا گنج بخش صاحبؒ کے مزار پر حاضری دی - واپس آئے تو خدا بخش نظامی اور بابو اللہ بخش کو صاحبزادہ وغیرہ احباب سے ملاقات ہوئی -

۲۷ ر اکتوبر ۱۹۲۲ء صبح نماز پڑھتے ہی اکیلا پیدل روانہ ہوا - انارکلی میں علی میاں جناب احمد آبادی کی دوکان پر پان کھایا ڈاکٹر اقبال صاحب سے ملنا تھا سُنا کہ وہ قلعہ گوجر سنگھ کی کوٹھی میں چلے گئے - وہاں سے رسالہ ہزار داستان کے دفتر میں گیا جہاں اس کے اڈیٹر حکیم احمد شجاع صاحب کے مکان پر حاضری دی - نائب اڈیٹر احمد مجددی صاحب سے ملاقات ہوئی - ایک گز سے بھی کم قد ہے - ایف اے تک تعلیم ہے چالیس کے قریب عمر ہے بہت سنجیدہ و ملنسار شخص ہیں - حکیم صاحب موجود نہ تھے -

مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک اخبار تہذیب نسواں سے ملاقات ہوئی - اب بہت بوڑھے ہوگئے ہیں - پھر اپنے قدیمی دوست لالہ دینا ناتھ صاحب اڈیٹر اخبار دیش کے پاس گیا - اب یہ سائنس داں فلاسفر بھی ہوگئے ہیں - بہت دیر گفتگو رہی - اس کے بعد سردار امر سنگھ صاحب اڈیٹر لائل گزٹ کے پاس کچھ دیر قیام ہوا - وہاں سے دفتر ریاست میں آیا - سردار دیوان سنگھ صاحب سے ملکر سید امتیاز علی صاحب سے ملنے گیا وہاں حکیم احمد شجاع صاحب بھی مل گئے - بات چیت کرکے قیامگاہ شام کو داروغہ جی کے مرض کی تشخیص کرانے کے لئے ڈاکٹر [illegible]

جانا ہوا۔ وہاں متعدد ہندو احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔

داروغہ جی اور غزالی کی بیماری آج کم رہی۔ غزالی بہت کمزور ہو گئے ہیں

۲۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء آج لاہور سے روانگی کا دن ہے۔ دہلی سے اطلاع آئی ہے کہ حور بانو سخت علیل ہے۔ مگر لائل پور کے علاقہ میں جانے کا وعدہ کر چکا ہوں۔ وہ جیسے باد۔ باد۔ جاؤنگا۔ حور بانو کا خدا حافظ ہے۔

مرقد ایاز

آج ایک عجیب خبر سُنی کہ اس شہر میں سلطان محمود غزنوی کے مشہور محبوب غلام ایاز کی قبر بھی ہے۔ کہا گیا کہ سلطان محمود نے فتح پنجاب کے بعد ایاز کو لاہور کا صوبہ دار بنا دیا تھا۔ وہ [illegible] حلت کی [illegible] چشینہ نامی ایک کتاب [illegible] اس میں اس قبر کے تاریخی حالات موجود ہیں مگر وہ کتاب مجھ کو نہیں ملی۔

یہ قبر سو چی دروازہ کے اندر رنگ محل کے قریب مشن اسکول کے [illegible] محلہ میں واقع ہے چھوٹی سی مسجد کے صحن میں مزار ہے جس کے آس پاس چراغ رکھے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا خلیفہ نور الدین کی کوشش سے یہ قبر اور مسجد باقی رہی ورنہ یہ بھی گرد و پیش کی زمین کی طرح آبادی میں شامل کر لیجاتی۔

آج میرے ہمراہ ملک سلطان محمود صاحب تھے۔ [illegible] قبر پر نہ گئے۔ صرف فاتحہ لغرت اسی [illegible] رفاقت کی۔ یہ ملک صاحب ایاز کی قدر اور اپنے نام کی اہمیت سے اس وقت بے خبر ہو گئے ہونگے۔

دس بجے لاہور سے روانہ ہو کر ایک بجے جڑانوالہ سٹیشن پر پہنچا۔ راستہ میں سکھوں کا مشہور مقام ننکانہ صاحب بھی آیا۔ جہاں سکھوں کا قتل عام ہوا تھا۔

جڑانوالہ اسٹیشن پر ملک سلطان محمود غزنوی کے بھائی ملک غلام حسین و راجہ محمد اسلم حیات وغیرہ حضرات استقبال کو آئے تھے۔ جڑانوالہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر چک اسلام پور عرف میرزا نالہ ہے۔ وہاں قیام ہوا۔ ملک سلطان محمود غزنوی کے چھوٹے بھائی صاحبان ملک غلام حسین۔ ملک غلام حسن۔ ملک غلام [illegible] ملک غلام صادق اور راجہ محمد اسلم حیات۔ محمد حیات خاں۔ بھولا رام۔ محمد صادق خاں وغیرہ احباب کو مسافر نواز مجمع میں دن اور رات کا حصہ تمام ہوا۔ ہر شخص اپنی محبت میں لاثانی ہے۔ ملک غلام حسین نہایت دانشمند ہیں مگر نئی روشنی کے مشرقی دانشمندوں کی طرح دل و زبان کا فرق نہیں رکھتے۔ بچے مسلمانوں کی طرح صاف اور کھری بات کہتے ہیں عجیب بات ہے ہر بھائی ایک مخصوص صفت رکھتا ہے اور سب کے سب اپنے بڑے بھائی ملک سلطان محمود کا باپ کی طرح ادب و لحاظ ملحوظ رکھتے ہیں۔

بھولا رام کھتری ہیں۔ اس چک میں دکانداری پیشہ ہے۔ سپاہیانہ صورت اور وضع ہے مگر دل محبت اور درویشی کا خزانہ ہے۔

محمد حیات خاں ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے [illegible] پارس اور کیمیا اور عمل جیسے متلاشیوں کا نام زندہ رکھنے کے لئے اصل [illegible] شاستر کی تلاش کو زندگی کا نصب العین مقرر کیا ہے۔

اس چک میں آکر ہوا اور پانی بہت موافق آیا کو چند گھنٹہ کا قیام میں اسقدر مفید علوم ہوا کہ حیرت ہوتی ہے۔ مکہ اور منصوری پہاڑوں کو اس صحرا نے محبت پر قربان کر دینا چاہئے۔ کیونکہ انکا زیب نہ تو اس سے کم اس معاملہ کے لئے ترک موالات کرنا چاہئے۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء۔ الحمد للہ چک کی ہوا کا اثر مجھ کو داروغہ جی کو اور غزالی خاں کو اچھا ملا ہے۔ رات بہت [illegible] ہے۔ سانس بعد صبح کی افسردگی، وجسم کی شلی کو [illegible] سب فجر کے وقت بدن میں غیر معمولی چستی ہوتی ہے۔ اگر دہلی جانے کی جلدی نہ ہوتی تو چند روز یہاں رہتا۔ شاید خدا یہاں کی ہوا سے میری صحت درست کر دیتا۔

[illegible] خوب شگفتہ ہیں اور [illegible] وظیفہ آج بہت [illegible]

ریچھ کا نچا

اس [illegible] تو [illegible] ریچھ کا نچانا اور [illegible] سے ملاقات ہوئی۔ ان میں یہ کمال ہے کہ [illegible] جس میں رس کے بعد سو دو سو کوس [illegible] جیسے ہوشیار ہیں اکثر [illegible] قدم سے کر لیتے ہیں۔ میں نے انکا امتحان لیا مکان [illegible] چلا گیا اور دونوں کو دیکھ کے اندر بیٹھے رہے۔ باہر جا کر [illegible] نظر ابو کر چلا۔ اجنبی کے سہارے کھڑا ہو کر چلا۔ اس کے بعد [illegible] باہر آیا اور دو منٹ میں تمام راستوں کو بتا دیا اور پنجہ کے [illegible] کو بھی بغیر کسی غور کے پہچان لیا۔

ریچھا پہلے مشہور [illegible] بدمعاش تھا اس نے خود ملا کر فخریہ اپنی چوری کے حالات بیان کئے۔ اس نے کہا جب چوری کے ارادہ سے چورروانہ ہوتا ہے اس کا دل خوف اور فکر [illegible] پریشان رہتا ہے لیکن جب وہ گھر کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور چوری شروع کر دیتا ہے تب اسکی دلیری شیر کی سی ہو جاتی ہے۔ اور وہ اکیلا دس آدمی کے مقابلہ پر اپنے تئیں تیار پاتا ہے۔ بھولا رام اور [illegible] کی تمام پارٹی مجھ کو اور داروغہ جی غزالی خاں کو لیکر اپنے مربع [illegible] گئی۔ کھیت میں جا کر ہم سب ایک جھاڑی کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ وہاں بھولا رام نے تمام جماعت کا فوٹو لیا۔ فرش خاک پر بیٹھے ہیں گنے چوس رہے ہیں۔ ہستی ان کے متعلق گفتگو ہوتی جاتی ہے محمد حیات خاں غور سے سُن رہے ہیں کہ باتوں میں کوئی شاستر کا ذکر بھی آتا ہے یا نہیں۔

یہ دلچسپ صحبت ہندوستان کے شہنشاہ کو تاج کو بھی نصیب نہیں ہے۔ جو خدا نے ہم کو مرحمت فرمائی ہے۔ ملک صاحب داروغہ جی اور غزالی خاں ابھی ٹھہر گئے ہیں ایک بجے روانہ ہوا۔ دو بجے جڑانوالہ پہنچا۔ ملک غلام حسین۔ بھولا رام اور غزالی خاں پہنچانے آئے ہیں۔ تین بجے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ شام کو ساڑھے چھ بجے پہنچا۔ نوازش علی خاں نظامی افسر چنگی ریل پر موجود تھے اسباب اُن کے پاس رکھ کر لاہور کا گشت لگایا۔ کچھ خریدا۔ آٹھ بجے ریل پر آ کر کھانا کھایا خدا بخش صاحب نظامی وغیرہ احباب ملنے آئے تھے۔ سردار [illegible] سنگھ صاحب اور [illegible] صاحب بھی تشریف لائے۔ سردار صاحب [illegible]

سفر ہوئے بھٹنڈے تک ان کا ساتھ رہا۔ مدت کے بعد تخلیہ اور یکجائی کا موقع ملا تھا۔ خوب باتیں ہوئیں۔ وہ بھٹنڈے پر اتر گئے۔ میں سو گیا۔ آنکھ کھلی تو دہلی پہنچ گیا اور پنجاب کے سات دن ختم ہو گئے۔

حسن کی قیمت

حکیم احمد شجاع صاحب بی۔اے لاہور کے ان لائق اور ہونہار نوجوانوں میں ہیں جنکا مستقبل ابتدا ہی میں بڑا اور شاندار نظر آجاتا ہے۔ میری ان کی پندرہ سال سے محبت ہے اس لئے نہیں کہ وہ حضرت سجادہ نشین پاکپٹن شریف کے قرابت دار ہیں نہ اس لئے کہ وہ بہت اچھا لکھتے ہیں اور بہت اچھا بولتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ ان کے اندر غیر معمولی ذہانت اور دماغی شگفتگی ہے نہ اس لئے کہ وہ میرے سلسلہ نظامیہ میں حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کے مرید ہیں بلکہ اس لئے کہ اس جود ہوس کی خود غرضیوں میں ان کا دل بے غرض خلوص کا حلقہ بگوش ہے۔

حسن کی قیمت ایک کتاب کا نام ہے۔ جو حکیم صاحب موصوف کی تصنیف ہے۔ اس کے ایک سو اکیانوے صفحے ہیں۔ کاغذ۔ لکھائی چھپائی مضمون کی طرح صاف اعلیٰ اور نظر پسند ہے۔ قیمت دو روپئے ملنے کا پتہ دار الاشاعت پنجاب لاہور۔

اس کتاب میں حکیم صاحب کے لکھے ہوئے قصوں کا مجموعہ ہے۔ حسن کی قیمت پہلی کہانی کا نام ہے۔ دوسرے قصوں کے نام علیحدہ ہیں۔ سب قصوں کا نتیجہ ہر دنی اعلیٰ دلپر اثر کرتا ہے۔ خصوصاً حسن کی قیمت والے قصہ میں بری صحبت بازاری عورتوں کے تعلقات کی خرابیاں ایسے فطرتی کمال سے لکھی ہیں کہ خود بخود انسان ان سے نفرت کرنے لگتا ہے۔

زبان میں کہیں کہیں پنجاب کے محاورے رہتے ہیں۔ اور انشا پردازی کا زور بعض جگہ اتنا بڑھ گیا ہے کہ اصلیت کی سادگی چھپ جاتی ہے۔

بازاری ناولوں اور قصوں کی جگہ ایسے مہذب نتیجہ خیز اردو کی جان نثار نے آجکل کے نوجوان مردوں اور عورتوں میں رائج ہوں تو پاکیزہ مذاق کی ترقی ہوگی۔ پڑھنے والے صاحبان اس کتاب کو ضرور منگائیں۔

باپ کا گناہ

یہ کتاب بھی حکیم احمد شجاع صاحب کی تصنیف ہے دو سو بانوے صفحے ہیں کاغذ لکھائی چھپائی اس کی بھی اعلیٰ ہے۔

یہ ایک ڈراما ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ باپ کے گناہ اولاد کی سزا بنکر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہی خلاصہ کتاب کے سرورق پر درج کیا گیا ہے۔

یورپ اور ہندوستان کے ڈرامے جس مخصوص طرز پر لکھے جاتے ہیں۔ اس کتاب کا انداز بھی ویسا ہی ہو مگر خصوصیت یہ ہو کہ نتائج کا ظہور طویل انتہا میں مخفی نہیں رہتا۔ ہر ورق کا مضمون اپنی آخری خبر مسلسل بیان کرتا چلا جاتا ہے۔

دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جسطرح ہو رہا ہے اور جو کچھ اس کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں اس کی گہرائی پر ہر شخص کی نظر نہیں جاتی سب آدمی زندگی کے طوفان اور اسکی موجوں کے ساتھ بہتے چلے جاتے ہیں۔ مصور ڈراما نویس اور مورخ اس کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور سمجھاتے ہیں۔ باپ کے گناہ نامی کتاب میں حکیم احمد شجاع نے بڑی

قابلیت حقائق کی تصویر کشی کی دکھائی ہے۔ اردو زبان میں شاید بہت کم ڈرامے اس خوبی کے ہونگے۔ اصلی محاسن کا لطف دیکھنے سے آسکتا ہے۔ قیمت دو روپئے۔ ملنے کا پتہ:۔ دار الاشاعت پنجاب لاہور۔

حیدرآباد کے پیر بھائی

(۴۱) محمد انوار الدین بن محمد اسمٰعیل (۴۲) محمد افضل الدین بن محمد مغیر الدین صاحب (۴۳) انور خاں بن صفدر خاں۔ (۴۴) حسن یاور خاں بن محمد آدم خاں (۴۵) سید حیدر حسین بن سید عبد الرؤف (۴۶) حسین خاں بن یوسف خاں (۴۷) حسن علی بن دلاور علی (۴۸) محمد افضل الدین بن محمد عبد القادر (۴۹) عبد الواحد خاں بن نیاز علی خاں (۵۰) سید عبد الرزاق بن سید اسحاق صاحب (۵۱) سید علی محمد بن سید خواجہ احمد حسین (۵۲) محمد عبد اللہ بن محمد مسرور (۵۳) محمد عزیز اللہ بن محمد نظام صاحب (۵۴) محمد عبد الرحمن خاں بن احمد خاں (۵۵) عبد الحفیظ خاں بن حافظ عبد العزیز خاں (۵۶) محمد عبد الغفار کمپونڈر بن محمد اعظم صاحب (۵۷) محمد عبد الرحیم بن غلام حسین صاحب (۵۸) سید عبد المبین بن سید عبد الرحمن صاحب (۵۹) محمد عبد العزیز خاں بن محمد عبد الغفار خاں (۶۰) ابو محمد عبد السلام قادری عیسیٰ بن حاجی حافظ محمد عبد اللہ الحسینی (۶۱) عبد اللطیف بن شیخ ابراہیم (۶۲) محمد عبد الغفور بن شیخ محبوب (۶۳) محمد عبد الاحد عبد اللہ شاہ بن حماد بن حافظ محمد عبد الرحمن صاحب (۶۴) سید عبد العزیز بن سید غلام مصطفیٰ صاحب ذہین (۶۵) سید عزیز اللہ بن مولوی سید قاضی احمد صاحب (۶۶) محمد عبد الرشید صابر بن محمد ابراہیم خاں صدیقی (۶۷) محمود خاں بن حکیم منور علی صاحب مرحوم (۶۸) محمد عبد العظیم بن محمد صفدر حسین صاحب (۶۹) سید عبد الفتح بن سید عبد الرحمن صاحب (۷۰) شیخ عبد الکریم بن شیخ مدار صاحب انصاری (۷۱) حکیم عبد الغنی صاحب بن حکیم عبد الوہاب صاحب عرف حکیم نابینا مرحوم ۔ (طبیب خاص حضور نظام) (۷۲) محمد عبد الرحمن خاں بن محمد ابراہیم خاں صاحب ۔ (۷۳) حبیب الرحمن بن حسن نبی صاحب (۷۴) سید شعاع احمد بن سید نثار احمد ہاشمی۔ (۷۵) محمد شرف الحق بن محمد حبیب الحق صاحب (۷۶) محبوب علی بن اکرام علی صاحب (۷۷) محمد نثار علی خاں بن محمد حبیب احمد صاحب (۷۸) محمد معین الدین بن محمد اسمٰعیل صاحب (۷۹) محمد علی بن محبوب علی صاحب (۸۰) سید مرتضیٰ حسین نظامی بن سید نادر حسین صاحب (۸۱) محمد علی خاں بن اللہ بخش خاں صاحب (۸۲) سید محمود الحسن بن سید ظہور الحسن صاحب (۸۳) محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابو محمد عبد السلام قادری عیسیٰ نظامی (۸۴) شیخ محبوب بن شیخ مدار (۸۵) شریف بن شیخ مدار (۸۶) مولانا صاحب بن محمد حسین صاحب (۸۷) مومن علی بن ضامن علی صاحب (۸۸) سید زین العابدین بن سید نصیر الدین صاحب (۸۹) محمد زین العابدین فاروقی بن غلام محی الدین صاحب۔

(باقی آئندہ)

ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة

ماہ نومبر ۱۹۲۲ء ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ

جلد (۲) نمبر (۸)

رسالۂ دین و دنیا

حمد

(از مولانا گرامی)

بہ آہِ بے اثر آں نامرادِ خو کردہ — کہ گل ز شاخِ وفا چیدن آرزو کردہ
باو رسیدن او وصلِ قطرہ باد ریاست — کہ رفتہ از خود و خود را تمام او کردہ
ز نیم قطرہ ہزار آفتاب میچکد بشش — چہ بادہ ایست کہ مغ زادہ در سبو کردہ
عیاں تجلی جانکندن آں غریب شناخت — کہ از عتابِ تبسم زہر در گلو کردہ
سرشکِ گرم وفا مشربانِ عالمِ دل — ہزار خرقۂ آلودہ شست و شو کردہ
نگاہ دار ادب را کہ قہرمانِ دل اند — قلندرانِ ز خود رفتہ ہا و ہو کردہ
نماز روئے ترا سر بسجدہ آوردہ — نگاہِ ما ز گدازِ جگر وضو کردہ
ز کارِ رفتہ ما غم مخور نسیمِ سحر — گرہ کشائیِ آں زلفِ مشکبو کردہ
رموزِ اہلِ خرابات از گرامی پرس — کہ سالہا در میخانہ رفت و رو کردہ

(از مولانا تمنا پھلواروی)

خداوندا ہماری جان و دل کا بادشا تو ہے — تری بیمار ہیں ہم لوگ جتنے ہیں دوا تو ہے
ہمیں صرف اپنے جامِ عشق سے سرشار تو کردے — گئے گزرے ہیں اپنے ہوش سے ہشیار تو کردے
تری دیوانگی میں ہم شہرۂ آفاق ہو جائیں — یہ آنکھیں تیرے ہی دیدار کی مشتاق ہو جائیں
مرا دل یا الٰہی تیر الفت کا نشانہ ہو — مرا سینہ زرِ داغِ محبت کا خزانہ ہو
مرا دلدار تو ہو اور میرا دل ربا تو ہو — خداوندا دلِ بے مدعا کا مدعا تو ہو
سوا تیرے کسی کا دھیان تک آئے نہ اس دل میں — نہ آئے اجنبی کوئی رہے لیلیٰ ہی محمل میں
ترا بیمار ہو جاؤں ملائک داد دیں مجھ کو — مسیحا چرخ سے آ کر مبارکباد دیں مجھکو
نظر آجائیں جلوے جیدی میں حق نمائی کے — خودی مٹ جائے میری سامنے تیری خدائی کے
اگر ڈھونڈوں تجھے ڈھونڈوں اگر دیکھوں تجھے دیکھوں — جہاں پاؤں تجھی پاؤں جدھر دیکھوں تجھے دیکھوں
مرا مقصود تو ہے اور میری آرزو تو ہے — الٰہی مجکو یہ سوں سے ہے جسکی جستجو تو ہے
منفعل نا دل ناشکیبی سے تسلی سے — جلا دی طورِ سینا کی طرح نارِ تجلی سے
خوشی کا لطف بخشے مجکو غم تیری محبت کا — مصیبت بھی جو آئے تو مزا دے مجکو راحت کا

نعت

(از جناب عطا اکبر آبادی)

اے موجبِ کون و مکاں — اے باعثِ ہر دو جہاں
اے واقفِ رازِ نہاں — اے راز دار و راز داں
ہاں اے نویدِ مرسلاں
عنبرِ جہاں فخرِ زماں
ہو زیبِ گلزارِ ارم

مرسل ہو ختم المرسلیں — یا خواجۂ دنیا و دیں
یا ہو شفیع المذنبیں — فرشِ مکاں کرسی نشیں
تم رحمة للعالمیں
تاجِ سرِ عرشِ بریں
تم ہی تو ہو فخرِ امم

اے سالکِ راہِ خدا — اے مجتبیٰ اے مصطفیٰ
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ — نور الہدیٰ، صدر العلیٰ
اے اعتبارِ اولیاء
وے افتخارِ انبیاء
تم ہو رسولِ محترم

اے مقصدِ صدق و صفا — اے منبعِ جود و عطا
اے معدنِ حلم و حیا — اے مخزنِ علم و علا
تم ہو رفیقِ ہر گدا
تم ہو شفیق الاغنیاء
تم مایۂ ہر بیش و کم

سُن لیجیے بہرِ خدا اس بینوا کی التجا — یا کیجیے اب فیصلا یا دیجیے دل کی دوا
یہ ہے عطا مدعا یعنی تمنائے عطا — اب جلد ہو لطف و کرم

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر قرآن مجید

گذشتہ سے پیوستہ

ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ

ترجمہ:- پرہیزگاروں کی رہنما ہے۔

تشریح الفاظ:- ھُدیٰ کے معنی ہیں رہنمائی، رہنما، سراپا ہدایت، مجسم رہنمائی۔ ہدایت کی پوری تشریح سورۂ فاتحہ میں گزر چکی ہے۔ متقین۔ متقی کی جمع ہے۔ متقی اتقا کا اسم فاعل ہے۔ اتقا وقایۃ سے بنایا گیا ہے۔ وقایۃ کے معنی ہیں بچانا۔ اتقا کے معنی ہیں بچنا، محفوظ رہنا۔ اپنے اور خطرناک شے کے درمیان کسی چیز کو بطور بنیاد رکھ لینا۔ زبان شرع میں متقی کے معنی ہیں۔ پرہیزگار، صاحب تقویٰ۔ تقویٰ کے لفظی معنی ہیں ڈرنا۔ لیکن شرعی اصطلاح میں تقویٰ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اجمالاً اس کے معنی ہیں خدا سے ڈرنا اور ممنوعات شرعی سے بچنا لیکن اکابر علما نے اس کے مختلف مدارج قرار دیئے ہیں بعض کے نزدیک شرک سے بچنا اور خدائے واحد پر ایمان لانا ہی تقویٰ ہے اور اس لحاظ سے ہر مسلمان جو خدائے برتر پر ایمان رکھتا ہے اور اُسکی وحدانیت و ربوبیت میں کسی کو شریک نہیں کرتا متقی ہے چنانچہ حضرت ابن عباس نے بھی متقی کا مفہوم بیان کیا ہے لیکن ارباب طریقت اور اہل تصوف کی نگاہ میں تقویٰ کو اس سے کہیں زیادہ اہمیت حاصل ہے اور اُن کے نزدیک ایک مسلمان جسقدر اپنے ایمان میں پختہ، اپنی طاعت و عبادت میں مستقل اور اپنی روحانیت میں لطیف ہوتا جاتا ہے اسی قدر تقویٰ کی منزلیں زیادہ لطیف اور اس کے مدارج زیادہ بلند ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ کے نزدیک ابتدائی منزل یہ ہے کہ ممنوعات شرعی سے بچے اور انتہائی منزل یہ ہے کہ اُن امور سے بھی اجتناب کرے جنکی شریعت نے ... اجازت دی ہے جنکی نسبت کہا گیا ہے کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ ایک حدیث قدسی کا بھی یہی مضمون ہے کہ مسلمان اُسوقت تک متقی نہیں ہو سکتا جب تک وہ ان امور سے پرہیز نہ کرے جنمیں ... ہو لیکن کے کرنے سے نہ کرنے میں زیادہ خوبی ہو۔ تقویٰ کا اثر صرف منہیات اور ممنوعات ہی تک نہیں پہنچتا بلکہ وہ اوامر کو بھی شامل ہے۔ لیکن کوئی ایسا فعل تقویٰ پر مبنی نہیں کہا جا سکتا جسکی صریح الفاظ میں اجازت ہو اور کوئی شخص بخیال تقویٰ اس کے خلاف کرے۔ مثلاً سفر میں نماز قصر کرنیکی اجازت ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے تو یہ تقویٰ نہ ہوگا بلکہ احکام خداوندی کی تحقیر ہوگی چونکہ قرآن اپنی شرح آپ ہے اس لئے تقویٰ کے معنی و تشریح خود قرآن میں بانداز ملتی ہے۔ ... آیت کریمہ میں متقین کی ... کہ وہ ... اُس کے ملائکہ ... کتابوں اور اس کے انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں۔ اُس کی محبت میں قرابت مندوں، یتیموں، مسکینوں، مفلسوں، مسافروں اور سائلوں کی مدد کرتے ہیں۔ غلاموں کو آزاد کراتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں اور اپنے وعدہ کو پورا کرتے ہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہوا کہ وعدہ کو پورا کرنا تقویٰ ہے چنانچہ اسی سلسلہ میں ازل کی بزم آرائیاں یاد دلائی گئی ہیں جبکہ انسان آسمان و زمین کے عاجزانہ انکار کی پروا کئے بغیر "الست بربکم" کے جواب میں "بلیٰ" کہہ اُٹھا یعنی اس عہد کو جو بندہ نے ازل میں اپنے خدا سے کیا ہے تکمیل و ایفا کی حد تک پہنچانا تمام تقویٰ ہے۔ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ ایک خارزار سے اسطرح دامن بچا کر چلنے کا نام تقویٰ ہے کہ کانٹوں سے اُلجھنے کا موقع نہ آئے۔ بہرحال تقویٰ یہ ہے کہ انسان ہر اُس امر سے احتیاط رکھے جسکے متعلق خدا اور رسول کی ناخوشی یا ناپسندیدگی کا ذرا بھی احتمال ہو۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ تقویٰ کے تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کفر و شرک سے بچے اور خدائے واحد پر ایمان لائے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے اجتناب کرے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ اُس چیز سے بچے جو معبود حقیقی کی یاد سے غافل و بے پروا کرے۔ یہی اصل تقویٰ ہے اور اسی کی طرف ذات احدیت نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے "یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ" اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے یعنی حقیقی تقویٰ اختیار کرو۔ چنانچہ کتاب اللہ ان تینوں طرح کے پرہیزگاروں کی رہنما ہے چنانچہ عوام کی ہدایت یہ ہے کہ اُنہیں دولت اسلام سے مالا مال کیا ہے۔ خواص لوگوں کی ہدایت یہ ہے کہ اُنہیں ایمان اور پابندی امر و نہی کے لئے استقلال کی نعمت عطا کی ہے۔ خاص ترین لوگوں کی ہدایت یہ ہے کہ اُن کے دل کی آنکھیں کھول دیں اور رشد و تحقیق نے اپنے جلوہ کو بے نقاب ... سے اُن کو مستفیض فرمایا ہے۔ چونکہ اسلام حقوق عباد اور حقوق معبود دونوں کی ادائگی کا نام ہے اس لئے متقی کے لئے ضروری ہے کہ دونوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرے کیونکہ اس کے بغیر اتقا کی تکمیل نہیں ہوتی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ کا ایک واقعہ کتب سیر میں لکھا ہے کہ ممدوح ایک دفعہ ہمدان تشریف لے گئے اور کوئی دوا خریدی۔ وطن میں واپس آکر دیکھا تو اُس میں دو چیونٹیاں تھیں چیونٹیوں کی ترک وطنی پر آپ کا دل بیتاب ہو گیا اور آپ نے ہمدان پہنچکر اُنہیں اُن کے مسکن پر پہنچا دیا۔ حضرت ابو حنیفہؒ دوپہر کو درختوں کے سایہ میں نہیں بیٹھتے تھے۔ آپ کا مقولہ ہے کہ ... اگر کچھ ... چاہے تو وہ ... ہے کہ قرضدار سے کوئی اضافی فائدہ اُٹھانا ... کے خلاف ہے۔ حضرت بایزید کے متعلق روایت کیجاتی ہے کہ اُنہوں نے ایک مرتبہ شہر سے ... اپنا پیراہن دھویا۔ ایک خادم ہمراہ تھا اُس نے کہا کہ میں اسی باغ کی دیوار میں کھونٹی گاڑکر پھیلائے دیتا ہوں آپ نے منع کیا اور کہا کہ پرائی دیوار سے اسقدر فائدہ اُٹھانے کا حق مجھے حاصل نہیں۔ خادم نے درخت پر ڈالنے کا ارادہ کیا مگر آپ نے روکا اور فرمایا کہ شاخیں ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ خادم نے چاہا کہ سبزہ پر پھیلا دے لیکن آپ نے یہ کہکر باز رکھا کہ یہ جانوروں کی خوراک ہے اور اسے اُنکی نگاہ سے چھپا کر رکھنا ناانصافی ہے۔ الغرض پیراہن اپنے اوپر ڈال لیا اور جب ایک سمت خشک ہو گیا تو دوسرا رخ پلٹ دیا۔ سلف صالحین صحابۂ کرام سے لیکر اسوقت تک تقویٰ و پرہیزگاری کی لاکھوں مثالیں پائی جاتی ہیں جنکو ... کرنے سے تقویٰ کا صحیح مفہوم ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ (باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم

(گزشتہ سے پیوستہ)

فہم گرد آرید جاں را رہ دہید بعد ازاں باشوق پا در رہ نہید

ترجمہ:- فہم کو مجتمع کرو اور جان کو ساتھ دو پھر شوق سے راہ میں قدم رکھو

مطلب:- عقل و حواس درست کرو۔ قوت فہم و خرد کو ہر طرف سے جدا کر کے یکسو کرو اور دل کو متوجہ کرو اس کے بعد راہ عشق میں قدم رکھو کیونکہ جب تک یکسوئی حاصل نہ ہوگی اور جب تک دل کامل طور پر متوجہ نہ ہوگا اُس وقت تک عشق حقیقی کی دشوار گزار منزل کو طے کرنا محال ہے۔

حکایت شاہ و کنیز

اشعار بالا میں مولانا نے سالکان طریقت کو توجہ دلائی ہے کہ آئینہ کو زنگ سے پاک کرو تاکہ انوار قدس کے جلوے تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیں اب بطور تمثیل ایک حکایت بیان کر کے اس مفہوم کو مزید وضاحت کے ساتھ ذہن نشین فرماتے ہیں۔ حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ ایک کنیز پر فریفتہ ہوا لیکن کنیز ایک زرگر پر عاشق تھی جس کی مفارقت کی تاب نہ لاکر آخر بیمار پڑ گئی۔ بادشاہ نے اطبائے سلطنت کو کنیز کے علاج پر مامور کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا پھر ایک غیبی طبیب نے بیماری کی تہہ کو پہنچ کر چند روز میں اُسے تندرست کر دیا۔ یہ حکایت اگرچہ بظاہر ایک افسانہ کی حیثیت رکھتی ہے لیکن مولانا نے ہر لفظ سے ایک باطنی معنی اخذ کئے ہیں چنانچہ بادشاہ سے روح کنیز سے نفس۔ زرگر سے لذات دنیا۔ اطبا سے پیران ناقص طبیب غیبی سے شیخ کامل مراد ہے۔

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں خود حقیقت نقد حال ماست آں

ترجمہ:- اے دوستو، یہ داستان سنو۔ جو بالکل ہمارے حسب حال ہے۔

مطلب:- یعنی جسطرح ہماری روح نفس کی مطیع ہو رہی ہے اور جسطرح ہمارا نفس لذات فانی پر شیدا ہے اور جسطرح ہم کو پیران ناقص سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا اسی طرح کے واقعات اس حکایت میں پیش آئے ہیں اور اس لئے وہ ہمارے حسب حال ہے

نقد حال خویش را گر پے بریم ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ برخوریم

ترجمہ:- اگر ہم اپنی موجودہ حالت پر غور و فکر کریں۔ تو دونوں جہاں کا ثمرہ حاصل کریں

مطلب:- اگر ہم اپنی حالتوں پر غور کرتے رہا کریں اور یہ ذہن نشین رکھیں کہ جو تغیرات عالم کائنات میں ہو رہے ہیں وہ عبث نہیں ہیں اور خود ہماری آفرینش ایک مقصد عظمیٰ پر مبنی ہے تو دنیا و عقبیٰ دونوں عالموں کے فوائد ہم کو حاصل ہو سکتے ہیں۔

بود شاہے در زمانے پیش ازیں ملک دنیا بودش و ہم ملک دیں

ترجمہ:- اگلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا جو دنیوی بادشاہی کے ساتھ دینداری بھی تھا

مطلب:- اگلے زمانے سے غالباً قبل اسلام کا زمانہ مراد نہیں ہے بہرکیف زمانہ سابق میں ایک بادشاہ تھا جسے دنیاوی جاہ و جلال کے ساتھ دین و مذہب کا اقتدار بھی حاصل تھا

اتفاقاً شاہ روزے شد سوار با خواص خویش از بہر شکار

ترجمہ:- اتفاقاً ایک شکار کیلئے بادشاہ اپنے مصاحبوں کے ساتھ شکار کے لئے سوار ہوا۔

مطلب:- ظاہری معنی واضح ہیں باطنی معنی یہ قرار دیئے جاسکتے ہیں کہ سلطان روح ایک دن اپنے مصاحبوں قوی علمی و عملی کو ہمراہ لے کر شکار یعنی تحصیل مراتب عرفاں کا عازم ہوا

بہر صیدے می شد او بر کوہ و دشت ناگہاں در دام عشق او صید گشت

ترجمہ:- وہ پہاڑوں اور جنگلوں میں شکار ڈھونڈتا پھرتا تھا کہ یکایک عشق کے دام میں خود ہی شکار ہو گیا۔

مطلب:- باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح نفس کے دام میں آگیا اور اس کے بجائے کہ مراتب عرفاں کی تحصیل کرے لذات فانی کے سمندر میں غرق ہو گیا۔

یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ شد غلام آں کنیزک جان شاہ

ترجمہ:- بادشاہ نے سڑک پر ایک کنیز دیکھی اور بادشاہ کا دل اُسکا غلام ہو گیا۔

مطلب:- کنیز کے لئے غلام کا لفظ استعمال کرنا لطافت شاعرانہ ہے۔

مرغ جانش در قفس چوں مے طپید داد مال و آں کنیزک را خرید

ترجمہ:- چونکہ اُس کا مرغ جان قفس میں تڑپتا تھا اس لئے اُس نے روپیہ دے کر کنیز کو خرید لیا۔

مطلب:- باطنی مطلب یہ ہے کہ روح نے اپنی قوت روحانی اور فضائل ایمانی صرف کر کے نفس کو حاصل کر لیا۔ ایک صاحب مرگئے ہیں کہ قفس سے جسم خاکی اور مال سے تذکرہ عہد روز میثاق مراد ہے چنانچہ روح نے نفس کو اس عہد کے بدلے خرید لیا۔

چوں خرید او را و برخوردار شد آں کنیزک از قضا بیمار شد

ترجمہ:- جب خرید چکا اور اُس سے بہرہ مند ہوا تو وہ کنیز اتفاقاً بیمار ہو گئی۔

مطلب:- یعنی جب روح نفس پر اپنی روحانیت کی دولت نثار کر چکی اور اُس سے مختلط ہوئی تو نفس کو یکایک لذات فانی نے آگھیرا اور وہ ناساز ہو گیا۔

آں یکے خر داشت پالانش نبود یافت پالاں گرگ خر را در ربود

ترجمہ:- ایک شخص کے پاس گدھا تھا پالان نہ تھا۔ پالان ملا تو گدھے کو بھیڑیا لے گیا

کوزہ بودش آب می نامد بدست آب را چوں یافت خود کوزہ شکست

ترجمہ:- ایک شخص کے پاس کوزہ تھا لیکن پانی نہیں ملتا تھا۔ پانی ملا تو کوزہ ٹوٹ گیا۔

مطلب:- اِن دونوں شعروں ... [illegible] ... بادشاہ کو کنیز ملی تو اُسے بیماری نے آگھیرا جسکے باعث بادشاہ اُسکے وصال کی لذتوں سے محروم ہو گیا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ انسان کو دنیا کی فانی لذتوں میں مستغرق نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ دوامی نہیں ہیں اور ایک صورت میں حاصل ہو تو دوسری بگڑ جاتی ہے۔ (باقی آئندہ)

شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی
کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

ترجمہ:- تنگدستی کے وقت عیش و مستی کی کوشش کیونکہ یہ مستی کی کیمیا فقیر کو قارون بنا دیتی ہے۔

مطلب:- جب تنگدستی کا زمانہ ہو تو عیش و مستی یعنی بے فکری و خوشدلی میں بسر کرنا چاہئے اور دل کو تمام تفکرات و رنج و غم سے دور رکھنا چاہئے۔ بے فکری اور خوشدلی دنیا میں ایک ایسی کیمیا ہے کہ فقیر و محتاج کو قارون کی طرح صاحب زر بنا دیتی ہے۔ (قارون نے کیمیا کے ذریعہ سے سیم و زر حاصل کیا تھا) اس شعر کا معنوی مطلب اس طرح قرار دے سکتے ہیں کہ تنگدستی سے ہجوم رنج و غم، عیش و مستی سے عشق و محبت کی گفت و شنید، کیمیائے ہستی سے عشق، قارون سے صاحب عرفان اور گدا سے مرد ناقص مراد لیں۔ اس صورت میں شعر کا ماحصل یہ ہوگا کہ جب رنج و غم کا ہجوم ہو تو عشق و محبت کی باتوں سے دل بہلانا چاہئے کیونکہ عشق ہی وہ کیمیا ہے جو مرد ناقص کو مرد کامل بنا سکتا ہے۔

خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند
ساقی بده بشارت پیران پارسا را

ترجمہ:- حسینان فارس جو عمر عطا کرتے ہیں، اے ساقی پیران پارسا کو اس کی خوشخبری دو۔

مطلب:- پیران پارسا کو جو عمر کی آخری منزل پر آپہنچے ہیں اور زندگی کا چراغ اب گل ہونے والا ہے ضرورت ہے کہ عمر میں اضافہ ہو۔ پس حافظ علیہ الرحمہ ساقی سے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو یہ مژدہ پہنچا دے کہ فارس کے حسین عمر عطا کرتے ہیں یعنی ان کے حسن و جمال کا نظارہ افزونی عمر کا باعث ہوتا ہے۔ اگر شعر کا معنوی مطلب پیدا کیا جائے تو فارس سے حریم قدس، خوباں سے شاہد حقیقی اور پیران پارسا سے طالبان معرفت مراد ہونگے اور پھر شعر کا یہ مفہوم ہوگا کہ جو لوگ طالب عرفان ہیں ان کو ذات باری کیطرف رجوع کرنا چاہئے کیونکہ مبداء فیض کا فیضان ہی ان تشنگان حقیقت کو سیراب کر سکتا ہے۔

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی
ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

ترجمہ:- یہ شراب سے آلودہ خرقہ حافظ نے خود نہیں پہنا، اے شیخ پاکدامن ہم کو معذور رکھ۔

مطلب:- اس شعر میں حافظ علیہ الرحمہ نے انسان کی بے بسی اور کارکنان قسمت کے طے شدہ فیصلہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے ضمناً جبر و قدر کی بحث ہوتی ہے چنانچہ وہ شیخ کو پاکدامن کہکر مخاطب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حافظ کے خرقۂ مے آلودہ پہ اعتراض نہ کر کیونکہ حافظ نے اپنے اختیار سے اسے نہیں پہنا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خرقۂ مے آلودہ سے جسم انسانی مراد لیا جائے اس صورت میں شیخ پاکدامن سے فرشتے مراد ہونگے پس گویا حافظ علیہ الرحمہ فرشتوں کو ان کی لطیف خلقت کے لحاظ سے پاکدامن کہکر مخاطب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم ہماری جسمانی کثافتوں پر خندہ زن نہ ہو کیونکہ ہم نے خرقۂ جسم کو باختیار خود استعمال نہیں کیا ہے بلکہ قضا و قدر کا یہی فیصلہ تھا اور اسی پر ہمیں کاربند ہونا پڑا ہے۔

غزل

ساقی بنور باده برافروز جام ما
مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما

ترجمہ:- اے ساقی شراب کے نور سے ہمارے جام کو منور کر۔ اے مطرب کہہ کہ جہاں کا کام ہمارے حسب مراد ہے۔

مطلب:- مجازی معنی تو ظاہر ہیں یعنی ساقی کو جام شراب لبریز کرنے کی ہدایت کیگئی ہے اور مطرب (گویئے) کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ "کار جہاں شد بکام ما" کا ترانہ بلند کرے۔ لیکن شعر کا معنوی مطلب قرار دیتے ہوئے نور بادہ سے نور معرفت اور جام سے دل مراد لینا چاہئے ساقی ساقیٔ ازل ہے یعنی اے ساقی ازل اے کارپرداز کن فیکون ہمارے دل کو نور معرفت سے منور کردے اور جب دل کا پیمانہ عرفان کی تجلیوں سے لبریز ہو گیا تو اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ زندگی کا بہترین مقصد حاصل ہو گیا پس مطرب کو چاہئے کہ ہماری کامیابی و کامرانی کے گیت گائے۔

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم
ای بی‌خبر ز لذت شرب مدام ما

ترجمہ:- اے ہماری رات دن کی مے نوشی اور بیخودی کی لذت سے بے خبر ہم نے پیالے میں رخ یار کا عکس دیکھا ہے۔

لغات:- مدام- ہمیشہ- شراب-

مطلب:- جو لوگ حقیقت پر نظر نہیں رکھتے وہ کسی شخص کو مجاز کی دلچسپیوں میں الجھا ہوا دیکھ کر فوراً اعتراض کر دیتے ہیں ان سے مخاطب ہو کر حافظ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "ہمنے پیالہ یعنی حسینوں کے حسن و جمال میں رخ یار یعنی شاہد حقیقی کی تجلی دیکھی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم ہر وقت مہ جبینوں کے نظارہ میں مست و بیخود رہتے ہیں۔ اگر ان استعاروں سے کام نہ لیا جائے تو شعر کا مفہوم یہ ہوگا کہ ہم شراب جذب و محبت میں ہر وقت اس لئے بیخود رہتے ہیں کہ ہماری بیخودی عالم تخیل میں محبوب کی تصویر پیش نظر کر دیتی ہے پس جو لوگ بیخودی کے ان کرشموں سے واقف نہیں ہیں یا اعتراض [illegible]

چندان بود کرشمه و ناز سهی قدان
کاید بجلوه سرو صنوبر خرام ما

ترجمہ:- معشوقان سہی قامت کا ناز و کرشمہ اسیوقت تک رہتا ہے کہ ہمارا سرو صنوبر خرام (محبوب) جلوہ نما ہو۔

(باقی آئندہ)

گزشتہ سے پیوستہ

شرح گلستاں

گزشتہ سے پیوستہ

بر تست پاس خاطر بیچارگان و شکر — بر ما و بر خدائے جہاں آفریں جزا

(ترجمہ) تجھ پر بیچاروں کی دلداری فرض ہے اور ہم پر شکر گزاری اور خدائے جہاں آفریں پر بدلہ دینا۔

لغات:- پاس:- نگاہ رکھنا۔ جزا۔ بدلہ۔ فارسی میں عموماً نیکی کے بدلہ کو جزا اور بدی کے بدلہ کو سزا کہتے ہیں۔

مطلب:- اب حضرت سعدیؒ بادشاہ کو مخاطب کرکے کہتے ہیں کہ:- تجھے بیکسوں اور غم نصیبوں کی خاطرداری اور امداد و اعانت اپنا فرض سمجھنا چاہیئے، اور ہم بیکسوں پر تیرا شکریہ ادا کرنا واجب ہے لیکن تیری امداد و اعانت کا معاوضہ صرف ہمارا شکریہ ہی نہیں بلکہ خدا بھی تجھے تیری نیکیوں کا بدلہ دے۔

یارب ز باد فتنہ نگہدار خاک پارس — چندانکہ خاک را بود و باد را بقا

(ترجمہ) اے پروردگار ایران کی سرزمین کو فتنہ و فساد کی ہوا سے محفوظ رکھ جب تک کہ خاک اور ہوا کا وجود باقی ہے۔

مطلب:- اس شعر میں ممدوح اپنے وطن کی نسبت خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ قیامت تک فتنہ و فساد سے محفوظ رہے +

سبب تالیف

یک شب تامل ایام گزشتہ می کردم و بر عمر تلف کردہ تاسف می خوردم و سنگ سراچہ دل بالماس آب دیدہ می سفتم و ایں ابیات مناسب حال خود می گفتم۔

(ترجمہ) ایک رات گزرے ہوئے زمانہ پر غور اور کھوئی ہوئی عمر پر افسوس کر رہا تھا۔ گھر کے پتھر کو آنسوؤں کے الماس سے پرو رہا تھا اور یہ ابیات اپنے مناسب حال میری زبان پر تھے۔

لغات:- تامل:- غور۔ سوچنا۔ تلف:- ضائع کرنا۔ کھونا۔ نابود کرنا۔ تاسف:- افسوس۔ سراچہ:- سرا کی تصغیر، گھر۔ نیز بمعنی سنگ خارا۔ سنگلاخ۔ الماس:- ہیرا۔

مطلب:- شیخ رحمۃ اللہ علیہ گلستاں کی تالیف کا بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک دن رات کو میں رو رو کر اپنی برباد شدہ عمر کو یاد کر رہا تھا اور ابیات ذیل میری زبان پر تھے۔ **نظم**

ہر دم از عمر می رود نفسے — چوں نگہ میکنم نماند بسے

(ترجمہ) ہر دم عمر سے ایک لمحہ جا رہا ہے۔ جب میں غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اب عمر بہت نہیں رہی۔

لغات:- نفس:- سانس۔ دم بھر کا وقفہ۔ لمحہ۔

مطلب:- عمر ایک بہت ہی کم مقدار اور غیر محسوس انداز سے گزر رہی ہے۔ جب اس طرح کافی وقت گزر جاتا ہے اور آنکھ کھلتی ہے تو یکایک معلوم ہوتا ہے کہ عمر کا بیشتر حصہ گزر گیا اور اب بہت تھوڑا وقت باقی رہ گیا ہے۔

اے کہ پنجاہ رفت و در خوابی — مگر ایں پنج روز دریابی

(ترجمہ) اے وہ شخص! جس نے پچاس تو غفلت میں گزار دیئے۔ کاش ان پانچ دنوں کو کام میں لا سکے۔

لغات:- پنجاہ (پچاس) سے مراد بڑا زمانہ۔ پنج روز (پانچ دن) سے مراد تھوڑا زمانہ۔ اسی لیئے دنیا کو سرائے پنج روز یعنی پانچ دن کا گھر کہتے ہیں بعض اہل لغت کے نزدیک پانچ دن خاص طور پر اس لیئے کہے جاتے ہیں کہ اگر ہفتہ کے سات دنوں میں سے ایک دن پیدا ہونے کا اور ایک دن مرنے کا نکال دیا جائے تو پانچ ہی دن باقی رہتے ہیں +

مطلب:- اے غافل انسان تو اپنی عمر کا بیشتر حصہ تو خواب غفلت میں بسر کر چکا اب تھوڑی سی عمر رہ گئی ہے۔ کاش اب بھی تیری آنکھیں کھل جائیں اور تو زندگی کے اس باقی ماندہ حصہ سے بہرہ اندوز ہو سکے۔

خجل آنکس کہ رفت و کار نساخت — کوس رحلت زدند و بار نساخت

(ترجمہ) اس شخص کو شرمندہ ہونا پڑیگا جو گیا اور کام نہیں کیا۔ کوچ کا نقارہ بجایا گیا اور اس نے بوجھ نہیں سنبھالا +

لغات:- خجل:- شرمندہ۔ کار:- کھیتی باڑی کام۔ کوس:- نقارہ۔ رحلت:- سفر کوچ

(باقی آئندہ)

دُنیا

یہی دُنیا ہے کہ تماشاگاہِ قدرت ہے۔ یہی دنیا ہے کہ نمائشگاہِ فطرت ہے۔ اسی کے تماشے دیدنی ہیں۔ اسی کے افسانے شنیدنی ہیں۔ اس کی شراب تیز و تند اور خواب آور ہے۔ جنھوں نے پی، غفلت کی نیند سو گئے۔ مبارک وہ جو بیدار رہے اور تماشہ بینی میں حقیقت بین رہے۔ اُنھوں نے دیکھا کہ دُنیا کا ہر ایک ذرہ ایک کتاب ہے۔ اور ہر ایک کتاب اپنی عبارت جدا، معنی جدا۔ مگر مفہوم ایک ہی رکھتی ہے۔ ہر ایک کتاب اپنا باب جدا، فصل جدا مگر موضوع ایک ہی رکھتی ہے جیسے لیمپ کے شعلوں پر چمنیاں اور چمنیوں پر غبارے اس لئے یہ مصحفِ عالم پڑھنے کا اور غور و فکر کرنے کا ہے۔ اس کے عجیب و غریب اسرار کھلتے بھی جاتے ہیں۔ پھر بھی راز ہی ہیں۔

دُنیا کی یہ نیرنگیاں ہیں کہ گلستان کے ساتھ خارستان بھی۔ راحت کے ساتھ مصیبت بھی۔ رنج کے ساتھ خوشی بھی۔ تلخی کے ساتھ شیرینی بھی۔ بھلائی برائی توام یعنی یہ تضاد مجمع البحرین عالم ہے۔ اسکے باشندے بھی جیسے صورت میں مختلف۔ سیرت میں مختلف ویسے ہی مذہب اور خیال میں مختلف ہیں۔ تو ایک گروہ یہ کہنے کھڑا ہوا کہ ہم دُنیا کے لئے پیدا کئے گئے۔ ہمارا کام ہے دنیا میں عیش و عشرت مناتا اور مرجانا اور دوسرا گروہ یہ کہنے کھڑا ہوا کہ دُنیا ہمارے لئے پیدا کی گئی۔ ہمارا کام ہی اس مزرعۃ الآخرۃ میں زراعت کرنا اور دوسرے عالم کیلئے ذخیرہ کرنا، تو پہلا گروہ دنیا کا ہو رہا۔ چند دنوں کی بات تھی۔ ادھر مرا اُدھر دُنیا دوسرے کی ہوگئی۔ دوسرا گروہ دو جماعتوں میں منقسم ہوا۔ ایک جماعت نے دُنیا کو چھوڑا مگر دُنیا نے اُسے نہ چھوڑا۔ دوسری جماعت نے اس مزرعۃ الآخرۃ میں زراعت کی محنت کی اور محاصل کاٹ کر بامراد گھر کو لے گیا۔ تو دنیا کیا بُری ہوگی اور کیوں بُری ہونے لگی۔ غریب زمین نے کیا بگاڑا۔ بیچارے آسمان نے کیا گولے برسائے۔ یہ زمین و آسمان کی مخلوق نے کیا پہاڑ توڑے۔ یہ دُنیا تو انسان کے لئے ہے جسکے ساتھ اسکے فوائد اور اس کی حیات و موت وابستہ ہے۔ اسلئے یہ دُنیا بُری نہیں۔ حیاتِ دُنیاوی ہی کو تم اسکو بھلا کہو۔ اگر حیاتِ دنیاوی تمھارے لئے درستی اخلاق سے دین ہوگئی ہے تو تمھاری دُنیا دین ہے۔ اور اگر حیاتِ دنیاوی پر ماسوے اللہ اور دنیاوی چیزوں نے غلبہ کیا سطوت حاصل کر لی ہے کہ اُس میں دینی ہدایات بھی ڈھک گئیں تو تمھارا دین بھی دنیا ہے۔

اسی لئے خدا نے بھی اس دُنیا کی مذمت نہیں کی۔ نہ اسکو چھوڑ دینے کو کہا۔ نہ کوئی دنیاوی مخلوق دُنیا کو چھوڑ کر باہر جا بھی سکی۔ ہاں حیاتِ دنیاوی کی نسبت اُسکی واضح ہدایتیں ہیں۔ مختصر یہ کہ حیاتِ دُنیاوی ہی دُنیا یا دین ہے۔ اب اسکو جیسا بناؤ۔

خدا فرماتا ہے زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔ کافروں کو حیاتِ دنیاوی بھلی دکھائی گئی (بقرہ) دنیاوی زندگی پر ریجھنا کافروں کی شان ہے۔ مگر فی زمانہ مسلمانوں کا بھی یہی حال ہو رہا ہے دولت اور دنیاوی ہی بھڑک کو اُنھوں نے اپنے کمالِ ترقی کی معراج سمجھا ہے۔ اور اس میں منہمک ہو کر مذہب اور عزت سب کو خیرباد کہنے لگے ہیں۔ پھر بھی دُنیا ان کی نہ ہوئی۔ دُنیا کے چلتے دین بھی گیا خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ (حج) یہ دُنیا کے ہوگئے تو دُنیا ان پر حکمراں ہوگئی۔ اگر یہ دُنیا اور خواہشات پر حکمراں ہوتے تو یہ دُنیا ان کی ہوتی اور محکوم ہوکر۔

حیاتِ دُنیاوی کا دوسرا نام حب الشہوات ہے۔ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ حب الشہوات انسان کو بھلی دکھائی گئی یعنی محبت عورتوں، بیٹوں، سونے چاندی کے خزانوں، نشان کئے ہوئے گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتی کی۔ یہ تو حیاتِ دنیاوی کے فوائد ہیں۔ اور بہتر ٹھکانا تو خدا کے قرب میں ہے (آل عمران) پناہ خدا ہی کے قرب میں ملتی ہے۔ یہ چیزیں پناہ دینے والی نہیں بلکہ ان کی محبت تباہ کن اور پریشان حال کرنے والی ہے۔ نہ اس میں سکون ہے نہ اطمینان۔ جس نے ان سے دل لگایا وہ بے پناہ ہوا۔ دیکھ لو دُنیا اسی میں ٹھوکریں کھاتی پھرتی ہے۔ خدا نے حُبُّ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ نہیں فرمایا بلکہ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ فرمایا کیونکہ بیبیاں اور بیٹے دشمن نہ ان کی محبت جو محدود و بحدود اللہ ہو۔ وہ مضر اور تباہ کن کیونکہ بیبیاں کرنی اقتضائے فطرت ہے۔ خدا ہی نے فرمایا عورتیں اسلئے پیدا کی گئیں لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔ مودت تو فطرتاً خدا ہی نے ڈالدی پھر وہ اس کو مذموم کیوں قرار دیتا۔ اسی طرح اولاد کی محبت۔ اسی لئے خدا نے فرمایا بیٹوں اور بیبیوں کے ساتھ خواہشاتِ نفسانی کی محبت بھلی دکھائی گئی یعنی وہ محبت نہیں جو فطرتی ہو بلکہ حد سے تجاوز کی ہوئی اور شہوات کے درجہ پر پہنچی ہوئی محبت کو مذموم فرمایا کہ یہ بھلی ہے نہیں۔ مگر بھلی دکھائی دیتی ہے کہ اسی پر دنیا مری مٹی ہوئی ہے۔

دنیاوی چیزوں سے دل لگانا تو سراب کے پیچھے دھوکا کھانا ہے وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ حیاتِ دُنیا تو دھوکہ کی پونجی ہے (حدید ع۳) اور غرور کا موجد شیطان ہے پہلے اُسی نے غرور کیا اور غرور کا تخم بویا۔ اسی غرور سے ملعون بھی ہوا۔ اور غرور تو تائب ہونے دیتا نہیں۔ اب تک وہ تائب بھی نہوا۔ دُنیا کو دیکھو یا تو غرور کرنے یا غرور کے مواد حاصل کرنے میں پڑی ہے اور دنیا میں سب سے زیادہ فساد اسی کا ہے۔ حیاتِ دنیاوی اسی کے ہاتھوں مذبوح ہے۔

خدا نے فرمایا ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ ان لوگوں کے بعد ہم نے تم کو دُنیا میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (یونس) یہ دُنیا تو دار الامتحان ہے۔ اس امتحان سے کون بچا۔ پھر ہم کیوں بچتے تو نظورات نہ مانش اُس نے ہمکو اونچا بھی کیا۔ اور نیچا بھی۔ اونچے ہوئے تو دنیا کے عیش و عشرت پر لوٹے اور نیچے ہوئے تو سب کچھ کھونے کے ساتھ دینی دولتوں کو بھی کھو بیٹھے خدا نے ہوشیار کر دیا تھا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ کیا یہ گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ اُن کی حالتیں جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تم کو پیش نہیں آئیں۔ اُن کو سختیاں پہنچیں، تکلیفیں پہنچیں وہ لرزائے بھی گئے۔ یہاں تک کہ رسول اور اُن کے ساتھی مومنین پکار اُٹھے کہ مدد کب آئیگی آخر خدا نے جواب

کرمتو اللہ کی مدد قریب ہے (بقرہ ۲۱۴) غرض اس دار الامتحان میں عبودیت اور محبت کا امتحان ہے اور کامیاب ہونے کا نمبر اور معیار تم کو بتا دیا گیا ہے کہ تمھارا حال ہو جانا چاہیے اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۔ دین و دُنیا میں تو ہی ہمارا دوست ہے (یوسف ۱۱)

خدا نے فرمایا اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۔ آگاہ ہو کہ حیاتِ دُنیاوی کھیل اور تماشا ہے، زینت ہے، اور ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال و اولاد میں بڑھوتی چاہنا (حدید ۲) دنیا والوں کو دیکھو تو ان کی زندگانی انھیں باتوں میں منہمک ہے لیکن ۱ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۲ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۳ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِىْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۱ بعض تم میں دُنیا کے طالب ہیں اور بعض آخرت کے ۲ جو کوئی دُنیاوی بھلائی کی نیت کرے تو اُسے ہم وہی دینگے اور جو کوئی آخرت کی بھلائی کی نیت کرے تو اُسے بھی ہم وہی دینگے جو وہ چاہتا ہے۔ ۳ جس کی نیت آخرت کی کھیتی کی ہوگی تو اس کی کھیتی میں ہم بڑھوتی دینگے یعنی آخرت کے ساتھ دُنیا بھی اور جس کی نیت دُنیا کی کھیتی کی ہوگی تو اُسے ہم دُنیا تو دینگے مگر آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہوگا۔ (۱ آل عمران ۱۶ و ۲ آل عمران ۱۵ و ۳ شوریٰ ۳) یعنی دُنیا اصل میں نیت ہے تو چاہے قرونِ اولیٰ کی روش اختیار کرو کہ تم کو دین و دُنیا دونوں ملیں۔ چاہے یورپین ترقی کی روش کہ دُنیا میں تمھاری کامیابی ہو مگر آخرت میں تمھارا کوئی حصہ نہو ۔ چند روزہ کامیابی کو کامیابی کہو یا ناکامی مگر جانے اس کے تمھارا حال تو یہ ہو رہا ہے تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ تم چاہتے ہو مال و متاعِ دُنیاوی اور خدا چاہتا ہے تمھاری آخرت کی بہبودی (انفال ۹) تم خدا کے ہو رہو کہ خدا تمھارا ہو جائے تو اُس کی دُنیا بھی تمھاری ۔ اور دُنیا کے ہو رہوگے تو دنیا کی بساط کیا ۔ چند ہی دن قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۔ اے رسول کہدو کہ دُنیا کا فائدہ تو محض قلیل ہے ۔ پرہیزگاروں کے لئے تو آخرت بہتر ہے (نساء ۱۱) آخرت کو گھر سمجھو اور دُنیا کو تجارت کی منڈی تجارت کرنے آئے ہو تو اس منڈی میں تم بھی اپنی دوکان لگاؤ ۔ مگر دوکان ایسے کرو کہ گھر بھرے ۔ اس لئے نہیں کہ گھر تمھاری غفلتوں سے اُجڑ جائے اور دوکان پر رونق ہو ۔ جو تمھاری قیام گاہ نہیں ، قرار گاہ نہیں ۔ اگر تم ایسا ہی کرو تو کیا اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۔ کیا تم آخرت کے بدلے دنیاوی زندگی پر راضی ہو بیٹھے تو حیاتِ دنیاوی کی پونجی آخرت کے مقابلہ میں تھوڑی ہی ہے (توبہ ۶) افسوس کہ تمھارا تو یہی حال ہو رہا ہے کہ تم دنیاوی ہی زندگی پر راضی ہو بیٹھے اور دین کو اُلٹا کھیل تماشا بنا لیا ہے کیونکہ تم کو دُنیاوی زندگی کی کامیابیوں نے مغرور کر دیا ہے تو خدا فرماتا ہے وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا جنھوں نے اپنا دین کھیل تماشا بنا لیا ہے اور اُن کو دُنیاوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے ۔ ان کو چھوڑ دو یعنی ان سے قطع تعلق کر لو (انعام ۸)

دنیا نے تم کو اس درجہ مغرور کر رکھا ہے کہ فرمانِ الٰہی سنکر بھی تم ٹس سے مس نہیں ہوتے ۔ نامراد دُنیا کی جھوٹی قلعی پر مرے مٹے ہوئے ہو اور اپنے کو اہلِ دنیا طالبِ دنیا کہنا فخر بھی جانتے ہو ۔ اگرچہ ایک دن دُنیا میں نہ ہوگے ۔ تم سے سب کچھ چھین لیا جائیگا ۔

دُنیا کیا ہے؟

(تضمین بیت مثنوی معنوی از مولینا شفق رضوی)

ہوشیار اے ساکنِ دار المحن ! سیکڑوں اس راہ میں ہیں راہزن
چال اچھی، نیک رکھ اپنا چلن اصل شے ہے یادِ ربِّ ذو المنن !
چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ہے یہ ارشادِ رسولِ ذو المنن کشتِ زارِ آخرت ہے یہ چمن
گو ہے خارستانِ آلام و محن یاد رکھ دامن بچاکر یہ سخن !
چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

کون کہتا ہے کہ تو دُنیا کو چھوڑ ہے جو بند و بندگی سے مُنہ نہ موڑ
دین سے دُنیا کے تو رشتہ کو جوڑ سلسلے کو نظمِ فطرت کے نہ توڑ
چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

عقل کہتی ہے یہ ہر ہُشیار سے ڈر ہوائے نفس کے آزار سے
دین کہتا ہے یہ دُنیا دار سے چونک خوابِ نخوت و پندار سے
چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

آخرت کا ہے اگر دل میں خیال ہو نہیں سکتی تجھے دُنیا وبال
عز و جاہ و حشمت و آن منال سب ہیں کار آمد جو ہو نیک مآل
چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

آ کے دُنیا میں کوئی ایسا نہیں واسطہ دُنیا سے جو رکھتا نہیں
دین کا بھی کام یوں چلتا نہیں بات اتنی سی ہے تو سمجھا نہیں
چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

تم کہو گے جب ہے دُنیا بے ثبات کیوں ہوئی پیدا یہ ساری کائنات

سعدی ہے مرد خدا یہ ایک بات ایک کے بس ہو رہو تم تاحیات
چیست دُنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اِک ولی سے اہلِ دنیا نے کہا آپ کو دُنیا سے ہے کیا واسطہ
مُسکرا کر یہ جواب اُس نے دیا یہ مقولہ کیا نہیں تم نے سُنا
چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اِک ولی نے اہلِ دنیا سے کہا واسطہ دُنیا سے رکھنا ہے بجا
دل سے لیکن چاہئے یادِ خدا غافلو! تم کو نہیں معلوم کیا
چیست دُنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اہلِ دُنیا کا شغل یہ انتظام ہے نظامِ عالمِ ہستی کا نام
فلسفۂ دنیا کا سُن لیں خاص و عام پڑھ کے مولانائے رومی کا کلام
چیست دُنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اسلامی ایثار و مساوات

(از مولوی احسان اللہ صاحب)

دُنیا مساوات کا کوئی نمونہ ایسا نہیں پیش کر سکتی جیسا اسلام نے کر دکھایا۔ قومی ہمدردی، مساوات، اپنے آرام کو قومی منافع پر قربان کر دینا، یہ اوصاف حمیدہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ موسیو گستاؤلی بان جو فرانس کا مشہور مورخ ہے اپنی تصنیف تمدن عرب میں حالات صحابہؓ میں لکھتا ہے:۔

یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تھے اور ان میں پیغمبر خدا کی سخت زندگی اور سادہ عادتیں موجود تھیں اور کسی قسم کی شانِ حکومت ان میں موجود نہ تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت کل تین چیزیں چھوڑی تھیں۔ ایک جوڑا کپڑا جو آپ پہنتے تھے، ایک اونٹ جس پر آپ سوار ہوتے تھے۔ ایک غلام جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیت المال سے اپنے اذوقہ کے لئے کل پانچ درہم روزانہ لیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ بجائے اسکے کہ افواج کی بیش بہا غنیمتوں میں حصہ لیں محض ایک عبا کے مالک تھے جس میں متعدد پیوند تھے اور آپ رات کو مسجد میں سیڑھیوں پر غرباء کے ساتھ سویا کرتے تھے۔ خلفاء راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے زمانہ میں ہر شخص برابر سمجھا جاتا تھا اور ایک قانون سب کے لئے تھا۔ حضرت علی (کرم اللہ وجہہ) خلیفۂ چہارم خود بنفس نفیس ایک عدالت کے سامنے مدعی بنکر آئے اور ایک ایسے شخص پر دعویٰ کیا جس نے آپ کی زرہ چرائی تھی جسوقت غسان کا نصرانی بادشاہ جو مسلمان ہو گیا تھا حضرت عمرؓ سے ملنے کے لئے آیا حسب اتفاق ایک عرب نے نادانستہ اُسے دھکا دیدیا اسپر بادشاہ نے خفا ہو کر اُسے مارا۔ عرب کو سخت ضرب آئی۔ حضرت عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بھی بادشاہ سے بدلہ لے۔ اسپر بادشاہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک عامی آدمی بادشاہ کو مارے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اسلام کا یہی قانون ہے۔ اسلام میں نہ درجہ کی عزت ہے نہ ذات کی۔ ہمارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں سب مسلمان برابر تھے۔ ان کے خلفاء کی نظر میں بھی یہی مساوات قائم رہے گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب سب صحابہ بیعت کر چکے تو آپؓ نے فرمایا کہ اے برادرانِ اسلام! مجھے حکومت کرنے کی خدمت سپرد ہوئی ہے اگر میں اچھا کام کروں میری اعانت کرو۔

اگر میں غلطی کروں مجھے روکو۔ جس شخص کے ہاتھ میں حکومت ہو اُس سے صحیح بات کہنا عبادت ہے اور سچ کا چھپانا معصیت۔ میرے سامنے قوی اور ضعیف مساوی ہیں اور میں چاہتا ہوں ہر ایک کے ساتھ بلا رو رعایت انصاف کروں اگر میں کسی وقت بھی اپنے کو حکم خدا و رسول سے منحرف کروں تو اُسی وقت تم لوگ میری اطاعت سے بری الذمہ ہو جاؤ گے۔ یہ ہے مساوات کی صحیح تعلیم۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ قرآن مجید میں موجود ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ خدا کے نزدیک مقرب تم میں وہ شخص ہے جو متقی زیادہ ہو۔ خواہ وہ قبیلۂ قریش کا کوئی دوسرا سردار ہو یا مردم حبش کا کوئی بردہ۔ پیغمبر علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے لیس لعربی علی العجمی فضل۔ عربی کو غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ فرما کر اساس مساوات کو مضبوط کیا ایثار و عدل و انصاف دیکھئے تو اُس کا منبع بھی اسلام ہی ہے۔ آپ تاریخ پر سرسری نظر ڈالنے سے عدل و انصاف و ایثار کی بہت سی ایسی جزئیات نظر آتی ہیں جنہیں دیکھ کر ہم حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔

بیت المقدس کا صلحنامہ تیار کرنیکے لئے جب خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانے کا قصد کیا تو ایک اونٹ سواری کے لئے لیا اور ایک غلام ہمراہ تھا راستہ میں کچھ دور آپ خود سوار ہوتے تھے اور غلام نکیل تھامتا تھا۔

اور کچھ دور غلام سوار ہوتا تھا اور آپ بنفس نفیس نکیل تھامتے تھے۔ جب کفار میں پہنچنے کا وقت قریب آگیا تو اتفاق سے غلام کے سوار ہونے اور آقا کے مہار تھامنے کی باری تھی۔ غلام نے نہایت التجا سے عرض کیا کہ اے میرے مالک رقاب الامم اسوقت آپ کا سوار ہونا اور میرا نکیل تھامنا زیادہ مناسب ہے مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم انصاف سے ذرا ہٹنا نہیں چاہتے چنانچہ اسی ہیئت سے کفار میں داخل ہوئے۔ ایثار و ہمدردی کی مثال اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ حضرت خالد ابن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں شریک

تھا۔ ایک صحابی زخمی ہوکر گرا اور تڑپنے لگا۔ اس دم توڑنے کی حالت میں اُس نے مجھ سے پانی مانگا میں پانی لایا ابھی اُس نے آبخورہ ہونٹوں سے نہیں لگایا تھا کہ ایک دوسرا مسلمان زخمی ہوکر گرا اور اُس نے بھی پانی طلب کیا۔ اس پہلے شخص نے اُس کی پیاس کا لحاظ کرکے خود پانی نہ پیا اور کہا کہ وہ دیکھو میرا بھائی پیاسا تڑپ رہا ہے پہلے اُسے پلاؤ۔ میں اُسکے پاس پانی لے گیا کہ تیسرا شخص زخمی ہوکر گرا اور اُس نے پانی مانگا اس دوسرے شخص نے بھی یہ ہی کہا کہ پہلے اس شخص کو پلاؤ جو ابھی گرا ہے حتی کہ سات مسلمان زخمی ہوکر گرے اور سب نے پانی طلب کیا مگر اپنے دوسرے بھائی کی پیاس کا لحاظ کرکے خود پانی نہیں پیا جب اخیر شخص نے بھی نہ پیا تو میں اول شخص کے پاس پانی لایا دیکھا تو وہ شہید ہو چکا تھا دوسرے کے پاس لے گیا۔ وہ بھی اپنی زندگی کے سانس پورے کرچکا تھا غرضکہ ساتوں کے ساتوں نے محض دوسرے بھائی کی ہمدردی کرکے جام شہادت ہی پر قناعت کی۔ آج کوئی قوم، کوئی مذہب ایثار و ہمدردی کا ایسا نمونہ نہیں پیش کرسکتا۔ یہ اسلام ہی کی پاکیزہ تعلیم پر کاربند ہونے کا نتیجہ تھا کہ اخلاقی ترقی میں وہ لوگ تمدن اقوام سے گوئے سبقت لے گئے۔ ہر قوم کی ترقی و تنزل کا دارومدار اُس کی اخلاقی حالت صحت و سقم پر ہے۔ جس قوم میں اخلاقی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پہ دی جاتی ہے وہی قوم راس الاقوام کہلائے جانے کی مستحق ہے اور وہی دین فطری کہلاتا ہے جسکے اصول اعمال فطرت کے مطابق ہوں۔ فطرت کا مقتضیٰ عدل و احسان، صلہ رحمی، برے کاموں سے اجتناب ہے۔ قرآن مجید میں یہ اخلاقی تعلیم موجود ہے إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ خدائے تعالیٰ حکم کرتا ہے عدل و احسان اور اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کا اور روکتا ہے لغو و منکر حرکات و فساد سے۔

رسوم

(از جناب منشی اخلاق حسین صاحب)

کوئی قوم، کوئی ملک، کوئی ملت ایسی نہیں جس میں رسوم کا رواج نہو رسم ہے کیا؟ رسم اُن رواجوں کا نام ہے جو ایک عرصہ تک کسی ملک میں جاری رہنے کے بعد لوگوں پر اسقدر حاوی ہوجاتی ہیں کہ ان کو مضر سمجھنے کے بعد بھی ان سے پیچھا چھڑانا دشوار کیا۔ ناممکن معلوم ہونے لگتا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ ان رسوم کو ترک کرنا جن کو بواسطہ یا بلا واسطہ مذہب سے منظوری حاصل ہوتی ہے۔

رسم پر ہندوستان کے اُردو رسائل اور اخبارات میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور جہاں ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہے جو رسم کی پابندی کو وضعداری خیال کرتا ہے وہاں اُس گروہ کے افراد بھی کچھ کم نہیں ہیں جو رسم کو ایک مہمل حرکت خیال کرتے ہیں۔ رسم کی پابندی کے معاملہ میں جو طبقہ زیادہ پابند واقع ہے وہ عورتیں ہیں۔ قریب قریب ہر گھر میں مردوں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ عورتیں رسوم کی پابندی کے لئے بیجا زور دیتی ہیں اور بعض اوقات تو یہانتک ہوتا ہے کہ گھروں میں لڑائی کی بنا پر یہ رسم کی پابندی ہو جاتی ہے۔ خاوند صاحب رسم کی پابندی حرام خیال کرتے ہیں۔ بیگم صاحب رسم کو چھوڑنا کفر۔ اس چھوٹی سی بات پر آپس میں شکر رنجی ہوجاتی ہے۔ اسوقت تک جو بحثیں اس مسئلہ پر ہوئی ہیں وہ یہ بتاتی ہیں کہ نتیجہ میں نوٹ بلکہ اس سے کہیں زیادہ رسم مفید ہوتی ہیں مگر تعصب اور رونا تو اس بات کا ہے کہ وہ تعلیم یافتہ جو رسم کو کفر اور اس کے کرنے والے کو قریب قریب کافر سمجھتا۔ آنکھیں و تنگ نظری میں گرتا اور رسموں کو پورا کرتا ہے۔ رسوم فضول کو چھوڑنے کا رخ کرنے سے پہلے بہت باتوں پر غور کرنا چاہئے بو رسم کو چھوڑ نے نہیں دیتیں۔ کیونکہ مرض کی تشخیص ضروری ہوتی ہے اور جب مرض تشخیص ہو جاتا ہے تب کہیں مرض کے لئے دوا تجویز ہوسکتی ہے۔ یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ رسوم کو چھوڑنے سے جو چیز مجبور کرتی ہے وہ یا تو کفایت کا خیال یا محنت کی پریشانی اور تکلیف سے بچنے کی ضرورت یا اس رسم کا عام تہذیب کی ترازو میں پورا اُترنا۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو رسم کی پابندی سے آزاد کرنا چاہے تو وہ کم از کم اس وقت تک۔ اس سے سبکدوش نہیں ہوسکتا جب تک پہلی مرتبہ وہ اپنے مقصد کو فوت ہو جانے دے۔ بادی النظر میں یہ ایک مہمل سی رائے ہے جو ان لوگوں کے لئے دی گئی ہے جو دنیا، کنبہ، قبیلہ اور لوگوں کی طعنہ زنی کا حد درجہ خیال کرتے ہیں جو لوگ اپنے آپ کو اس خاص پابندی سے معرا خیال کرتے ہیں وہ بالکل آزاد ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ وہ رسوم کو چھوڑ کر اپنے آپ کو تکلیف سے بچالیں اور کفایت کا ضروری مقصد بھی حاصل کرلیں مگر وہ لوگوں سے اپنی تقلید نہیں کراسکتے۔

ہندوستان میں اور خصوصیت کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں میں تو فیصدی آدمی ایسے نکلینگے جو نہ تو خود کفایت کرتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کو کفایت کرتا ہوا دیکھکر خوش ہوتے بلکہ اسکو حقیر سمجھنے لگتے ہیں۔ ہر شخص خواہ کسی حیثیت اور کسی مرتبہ کا کیوں نہ ہو فطرتاً وہ اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی اُسے بھی اسے بے وقعت سمجھے اور اسی لئے وہ رسوم کو چھوڑنے کے فوائد کو محض اس لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے کہ کہیں لوگ اسے بے وقعت خیال نہ کرنے لگیں اس لئے اس شخص کے لئے جو رسوم کی اصلاح کرنا چاہتا ہے لازم آیا کہ وہ ابتدا میں کفایت اور اپنی تکلیف کے خیال کو نظر انداز کرے۔ جب وہ دو چار دفعہ کے بعد اپنے اصل مقصد کو پورا کرسکے گا تو رسوم کی اصلاح ہونے لگیگی۔

جہاں میں رسوم کی اصلاح کا مدعی ہوں وہاں میں یہ نہیں کہتا کہ رسوم کو یک قلم ترک کردیا جائے کیونکہ ہندوستانی عورتوں کا ملنا جلنا بہت کچھ ان رسوم پر مبنی ہے اور اس ملنے جلنے سے بہت سے ضروری کام مثلاً لباس وغیرہ کی اصلاح، سلیقہ شعاری اور طریقہ برتاؤ کا علم اور شادی بیاہ کے متعلق ابتدائی معاملات سر انجام پاتے ہیں۔

ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں تخفیف کرنے کا خیال کرنا میرے نزدیک سوسائٹی کے لئے مُضر معلوم ہوتا ہے اور اس مضمون کے لکھنے سے میرا مدعا یہ ہے کہ رسوم بھی رہیں اور ان میں ایسی سہولتیں بہم پہنچ جائیں جو خوبی اور لطف کے مقابلہ میں حد سے زیادہ تکلیف دہ نہوں۔ اس خاص مسئلہ پر ملک کے اہل قلم اپنی اپنی رائے دیں کہ موجودہ رسوم میں کس طرح اصلاح ہو سکتی ہے اور ان کی تکلیف دہ باتوں کی جگہ کیا کیا ایسی باتیں پیش کی جا سکتی ہیں جو سہل العمل بھی ہوں اور نسبتاً پُرلطف بھی ۔

احتیاج

(ازجناب ہوش بلگرامی)

منعم ہو یا مفلس احتیاج سب کو ہے پھر کیا بات ہے کہ مفلس ہی محتاج کہلاتے ہیں۔ کیا منعم کو حاجتیں نہیں ہوتیں؟ اُن کو تو مفلس سے زیادہ ہوتی ہیں۔ مگر زر کی وجہ سے منعم کی حاجتیں بہ آسانی بر آتی ہیں اور بے زری سے مفلس کے حاجات مشکل سے بھی نہیں نکلتے۔ اُس پر مفلسوں کی کثرت ہے اور اہل زر کی قلت۔ مفلسوں کے یہاں زر کی قلت ہوتی ہے اور اہل زر کے یہاں کثرت۔ مفلسوں کو رنج ضرورت کے لئے بھی زر نہیں ملتا اور منعموں کو رفع ضرورت کے علاوہ رفع خواہشات کے لئے بھی زر کی کمی نہیں۔ منعموں کی حاجتیں زرداری کی وجہ سے نکلتی رہتی ہیں اور مفلسوں کی حاجتیں بے زری اور اہل زر کی بے توجہی سے رہ جاتی ہیں۔ منعم مفلسوں کی حاجت روائی پر اپنی خواہشات کی تکمیل کو ترجیح دیتے ہیں۔ ایک منعم دوسرے منعم کی توجہ سے مستغنی ہوتا ہے اور ایک مفلس دوسرے مفلس کی اعانت سے مجبور۔ مفلسوں میں اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہے ؎

کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند کس کی حاجت روا کرے کوئی

تاریخی ورق گردانی کیجئے یا صورت حال کو مشاہدہ کر لیجئے تو غرضمند زیادہ اور بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اہل زر کی خودغرضی خود اُن کے لئے اتنی مضر نہیں ہوتی جتنی تو دولتوں کی خودغرضی مفلسوں کے حق میں نقصان بخش ہوتی ہے کیونکہ ایک نو دولت (جو افلاس کی تلخیوں سے واقف ہے) دوسرے مفلس کی دامے، سخنے، قدمے، جیسی اور جتنی اعانت ہو سکے نہ کرے اور اپنی ہی مطلب براری میں منہمک رہے تو افلاس کی افزونی مفلسوں کو ہمیشہ کے لئے محتاج بنائے رکھیگی۔ دنیا کے کام چلتے ہیں تو کسی کی دولت اور کسی کی محنت سے اور سچ پوچھو تو محنت ہی بے دولت ہے مگر حالت دگرگوں ہے کہ منعم مفلسوں سے لاپروا رہتے ہیں اور جو مفلس [illegible] کے دولت کماتا ہے وہ اپنے کو اہل دولت میں شامل [illegible] ہے۔ اگر مفلس مالدار بننے پر بھی [illegible]

[illegible]

آرام نہیں پہنچا سکتا جبتک اُسکا مصرف انسانی جمعیتوں مشقتوں اور انسانی ریاضتوں کی شکل میں نہ حاصل کیا جائے۔

منعم تو زرداری کے نشہ میں اپنے ہی عیش و صلاح حال میں منہمک ہیں لیکن اگر مفلسوں پر نظر ڈالئے تو وہ بھی اپنے ہی صلاح و فلاح کی فکر میں مصروف ہیں۔ اسی نا اتفاقی و خودغرضی کی بدولت افلاس و فلاکت ایک بڑی جماعت کی جماعت کو احاطۂ تنزل سے آگے قدم بڑھانے نہیں دیتی۔

منفردہ کوشش فلاح نہ ایک فرد ہی کو آرام پہنچاتی ہے نہ ادر افراد کے ہی کچھ کام آتی ہے۔ غرض خودغرضی و نا اتفاقی کی وجہ سے محتاجی ایک عالمگیر مرض متعدی ہے تو اب اس مرض کے دفعیہ کی کیا تدبیر ہے؟ کیا اس کو معاملۂ تقدیری سمجھکر خاموشی اختیار کی جائے؟ نہیں یہ تقدیری معاملہ نہیں ہے۔ اس میں خاموشی اختیار کرنی گناہ ہے! تدبیر کے ہاتھ میں بہت سے کام ہیں تدبیر کرنی چاہئے اس میں خاص لوگوں کی توجہ اور عام لوگوں کی کوشش چاہئے۔ پھر اس کا فائدہ خاص و عام سب کو پہنچیگا۔ اتفاق میں عوام کے ساتھ خواص شامل نہ ہوں تو کچھ زیادہ نفع کی توقع نہیں ہو سکتی۔ ایک دوسرے کی ممکنہ اعانت کی جائے تو محتاجی کی یہ حالت نہ رہے۔ خودغرضی کی جگہ ہمدردی کی حاجت ہے۔ دوسروں کی حاجت روائی کے ضمن میں اپنی حاجت براری عمدہ بات ہے اور اس طرح کی حاجتیں اچھی طرح پوری بھی ہوا کرتی ہیں۔ لوگ اس بات کو سمجھیں کہ بنی نوع انسان کے ساتھ احسان اپنے حق میں احسان ہے مگر لوگ اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اپنی ہی فکر میں لگے رہتے ہیں اس لئے اُن کو اپنی حاجت براری میں بھی دقت ہوتی ہے اور دوسروں کی احتیاج بھی باقی رہتی ہے۔ کیا یہ اچھی بات نہیں ہے کہ اپنے ساتھ دوسروں کا بھی کام نکلے؟ جس طرح لوگ دوسروں کے کام پر اپنے کام کو ترجیح دیتے ہیں اور دوسروں کا کام چھوڑ کر اپنا کام نکالتے ہیں اس طرح دوسرے اس فکر و تردد میں رہینگے کہ نکلا ہوا کام دوسرے ہی پر منتقل ہو جائے اور نا اتفاقی سے ہوتا بھی یہی ہے اور نتیجۃً محتاجی بدستور قائم رہتی ہے۔

احتیاج باقی نہ رہنے کے لئے اتفاق کا ہونا لازمی ہے اور اتفاق کے لئے ہمدردی۔ جو لوگ آسایش و آرام میں ہیں وہ مصیبت زدہ اور غرضمندوں کے حالات پر مطلق غور نہیں کرتے۔ اس سے زیادہ قابل افسوس بات یہ ہے کہ جو لوگ مصیبت کے بعد راحت پاتے ہیں وہ بھی اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کو بھول جاتے ہیں اور ان سے غافل رہتے ہیں۔ اس کا نام بیدردی ہے۔ پہلے شدہ مسئلہ ہے کہ دنیا میں شادی و غم توام ہیں۔ رنج کے ساتھ مسرت ہے تکلیف کے ساتھ راحت ہے۔ عسرت کے ساتھ یسر ہے لیکن یہ ضرور نہیں کہ ایک کے ختم ہونے کے ساتھ ہی دوسرے کا دورہ ہو۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اگر خوشی کا دورہ ہے تو وہ ایک عرصہ تک رہتا ہے اور اگر کوئی مصیبت [illegible]

[illegible]

دیکھا گیا ہے کہ صورت ثانیہ سے نجات ہی نہیں ملی اور دم واپسیں تک انسان اسی مصیبت میں مبتلا رہا۔ لہذا اگر مرفہ الحال لوگ ضرورتمندوں کی تکلیف دبنج کا احساس کریں اور وقت پر اعانت کو دریغ نہ کریں تو اگر غم سے بالکلیہ نجات نہ بھی ہو تو کم از کم تھوڑا بہت دُکھ تو کم ہو جائے۔

احتیاج سب کو ہے اور دنیا کے کُل کام ایک دوسرے ہی کی مدد سے چلتے ہیں۔ اگر کوئی اپنے کام ہی سے کام رکھے تو دوسرے کو کیا پڑی ہے کہ اسکو آرام پہنچائے۔ خودغرضی کی وجہ سے زر سے کام تو نکلتا ہے مگر خاطرخواہ آرام خود غرض کو میسر نہیں ہوتا۔ ایک دوسرے کو آرام نصیب ہونے کے لئے ہمدردی کی قطعی ضرورت ہے۔ ایک حاکم ہمدرد ہوگا تو محکوم بھی اطاعت و ہمدردی سے اُس کی خدمت کرینگے جس سے دونوں کو آرام حاصل ہوگا۔

خودغرضی ایک طرح کا ظلم بلکہ دوسروں کے حقوق کا خون اور یہ ایسا عام مظلمہ ہے کہ بیشمار اشخاص رات دن لوگوں کے حقوق کے خون میں اپنے ہاتھ رنگے جاتے ہیں اور پھر اپنے فعل کو ظلم نہیں سمجھتے اور یہ مسلم ہے کہ ظلم نہایت ہی بُرا فعل ہے۔ منطقی صغریٰ و کبریٰ سے اس مسئلہ پر اس طرح سے روشنی ڈالی جاسکتی ہے :-

صغریٰ۔ خودغرضی ایک طرح کا ظلم اور اتلاف حقوق ہے۔

کبریٰ۔ ظلم اور اتلاف حقوق نہایت عیب اور مضرت رسانی ہے۔

نتیجہ۔ خودغرضی نہایت عیب اور مضرت رسانی ہے۔

لہذا جب یہ امر مسلم ہوگیا کہ خودغرضی ایسی بُری چیز ہے جس سے حقوق العباد تلف ہوتے ہیں۔ تو پھر خودغرض انسان اس گناہ سے کیونکر بری الذمہ ہوسکتا ہے۔ خودغرضی کے ظلم سے لوگ کام نکال کے کس طرح خوش وخرم رہ سکیں گے۔ اسی ظلم کی وجہ سے کثیر التعداد بندگانِ خدا کی محتاجی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ چونکہ خودغرضی میں بیدردی ہوتی ہے اس لئے خودغرضوں سے کام نکالنے میں محتاج کو بڑی بڑی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اُس وقت وہ اپنے کو نہ صرف محتاج ہی سمجھتا ہے بلکہ محتاجی کی بدولت تمام عیوب سے متصف بھی ہوجاتا ہے۔ اسی سبب سے کہا گیا ہے ؎

آنکہ شیراں راکند روبہ مزاج احتیاج است احتیاج است احتیاج

فی الحقیقت محتاجی بڑی ذلت ہے۔ احتیاج کے وقت انسان کے کمال پر تاریکی کے پردے پڑجاتے ہیں۔ وہ آفتاب ہو تو ذرہ ہوجاتا ہے۔ یہ احتیاج اُن کے لئے مخصوص ہے جو محتاج کہلاتے ہیں ورنہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے احتیاج اسکے خلاف بھی اثر کرتی ہے۔ غرض محتاجی کے عجب کرشمے ہیں۔ ہاں احتیاج کے اثرات سے وہ حضرات متاثر نہیں ہوتے جو راضی برضا شاکر و صابر اور اہل اللہ کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ خدا ان کی حاجتوں کو بر لاتا ہے۔ سب کو دیکھو مفلس ہوں یا منعم سب فقیر و محتاج ہیں۔ دُنیا میں جس طرح منعم کم ہیں اور مفلس زیادہ۔ اسی طرح اچھے لوگ بہت کم ہیں اور بُرے زیادہ۔ اور پھر اچھوں میں اہل اللہ بہت کم۔ گویا شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کی عبادت اور اُسکے واجب الاحترام احکام کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اسی لئے وہ اپنی ضروریات سے مستغنی ہوتے ہیں اور وہ لوگ خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ ؎

کارساز ما بہ فکر کار ما فکر ما در کار ما آزار ما

بحث تو اُن لوگوں سے ہے جو معاملات دُنیاوی میں اپنا زیادہ وقت صرف کرتے ہیں جن کو دین سے زیادہ دُنیا ہی کی فکر ہوتی ہے۔ اگر خودغرضی دلوں سے اُٹھ جائے یا کم از کم اُس میں ایک نمایاں تخفیف ہوجائے اور ہمدردی بیدردی پر غالب آجائے تو دنیا میں احتیاج کے معاملات میں اتنی مصیبتیں نہ اُٹھانی پڑیں جتنی محتاجوں کو اٹھانی پڑتی ہیں۔ ہمدردی دلوں میں پیدا ہونے کے لئے درستی اخلاق کی ضرورت ہے۔ جو شخص عقل سلیم رکھتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اچھی باتیں ضرور فائدہ بخش ہوتی ہیں تو فائدہ بخش امور سے اعراض کرکے مضر امور کی طرف رغبت و رجحان عالم و عقلمند آدمی کا کام نہیں ہے۔ عالم و عاقل وہ ہے جو خود بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچائے ورنہ جاہل و نادان تو نہ خود آفت سے بچ سکتا ہے نہ دوسرے کو بچا سکتا ہے۔ اگر جاہل زردار ہو اور ایک عالم بے زر ہے تو عالم جاہل کے پاس ضرورت و احتیاج لیکر جائیگا۔ اس وجہ سے کہ وہ زر کی قدر و منزلت سے خوب واقف ہے کیونکہ اس سے تمام دنیوی کام انجام پاتے ہیں۔ مگر جاہل عالم کے یہاں علم کی دولت حاصل کرنیکے لئے اس وجہ سے نہیں جاتا کہ وہ اپنے جہل کے باعث علم کی فضیلت سے ناواقف ہوتا ہے۔ پس محتاجی نوعیت اور ضرورت کے لحاظ سے تکلیف و راحت کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اگر محتاج صابر و قانع اور خوددار ہو تو اپنی حاجت براری میں ہرگز ذلیل و خوار نہ ہوگا۔ افسوس ہے کہ بیشتر لوگ احتیاج کے وقت خودداری سے کام نہیں لیتے۔ مفلس ہو تو منعم کی خوشامد کرتے کرتے زبان خشک کرلیتا ہے۔ عالم ہو تو جاہل کی منت کرتے کرتے اپنے آپ کو ذلیل و خوار بنالیتا ہے۔ نادار اُستاد ہو تو شاگرد کے سامنے زانوئے ادب تہ کرکے بیٹھتا ہے۔ مرد ہو تو احتیاج سے عورت کے آگے نامردی کا شیوہ اختیار کرلیتا ہے۔ پھر بھی نہ تو حاجت ہی پوری ہوتی ہے اور نہ عزت ہی باقی رہتی ہے۔ ع

بات بھی کھوئی التجا کرکے

محتاجو! تم اپنے کو دیکھو کہ تم میں جوہر کمال کیا ہے اور احتیاج کس بات کی ہے۔ اگر کمال اعلیٰ ہے اور احتیاج ادنیٰ۔ تو ادنیٰ احتیاج کے لئے اپنے جوہر کمال کو معرض مذلت میں نہ ڈالو۔ اپنے گوہر کمال کو کوڑیوں کے مول نہ بیچو۔ کامل ہوکر ناقص کے آگے ذلیل و خوار نہ ہو۔ اپنے کمال کی کساد بازاری نہ کرو اسوجہ سے کہ یہ جوہر بہت گراں بہا ہے اور عقیل و فہیم لوگ اس کو ہمیشہ مہنگے داموں خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ کمال کی بدولت تم اس قابل ہو کہ عقل سلیم تمھاری عزت کرتی ہے اس لئے جاہلوں کی نظروں میں اپنے آپ کو ذلیل اور اپنی وقعت کو کم نہ کرو۔ تمھاری خواہشیں پوری نہ ہوں نہ سہی مگر اپنی علم و کمال کی عزت کے پورے طور سے محافظ رہو۔ تمھاری ضروریات وہی پوری کرنیوالا ہے جس نے تمھیں اس مرتبہ پر پہنچایا ہے۔ عزت کا بے بہا موتی دے کر ذلت کا ٹھیکرا نہ لو تم اہل جوہر و اہل کمال ہو اس لئے تمھارے لئے بھیک باعث ذلت و ننگ ہے۔

سنو! تم دولتمند ہو۔ خدا نے تم کو ایک بڑی نعمت دی ہے جو تمھیں مبارک رہے۔ مگر خدا کی دی ہوئی نعمت کے شکریہ میں تم کو چاہئے کہ خدا کے بندوں کو اپنی آسایش و آرام سے محروم نہ رکھو۔ اور خدا کے احکام پر عمل کرو۔ اگر تمھارا یہ عقیدہ ہے کہ اس طرح کے سلوک میں ہم بھی محتاج ہو جائینگے تو خدا کے احکام پر عمل کرنے کے لئے یہ تمھارا ایک حیلہ ہوگا جسکے جواب دہ تم خود ہوگے۔

کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم

رشحات افق

(از جناب مولوی میر افق صاحب موسوی امروہوی)

اے افق پہنچا میں کل اُنکے ڈرائنگ روم میں اک عجائب خانہ سے کم جس کا فرنیچر نہ تھا
کرسیاں، اسٹول، میزیں تھیں قرینے سے بچھیں صاف ستھری تھیں ذرا گرد و غبار اُن پر نہ تھا
زینت کمرہ تھیں تصویریں ہزاروں کا ٹون غیر موجود ایک فوٹو ایک کیلنڈر نہ تھا
پُر دلچسپی تھے نقشے اور گلدستے بہت کم تفرجگاہ سے دیواروں کا منظر نہ تھا
تھا وہاں ہر قسم کا سامانِ آرائش مگر مغربی تہذیب کی حد سے ذرا باہر نہ تھا
نیو فیشن اک طرف شیشے کی تھیں المارئیں سادہ تھیں لیکن ہیں نقش و نگار اُن پر نہ تھا
ان میں انگریزی کتابیں تھیں مجلد خوشنما واقعی اُن کا کتبخانہ کم از دفتر نہ تھا
ہسٹری، کیمسٹری، سائنس، اٹلس، پالٹکس کون سے فن کا ذخیرہ کون لٹریچر نہ تھا
تھے سفرنامے، ڈرامے اور ناول سیکڑوں کونسا لیڈر ہے وہ جسکا کوئی لکچر نہ تھا
ہر رسالہ مشغلی، ہر جنتری ہر اشتہار کون سا اخبار اُن کی میز کے اوپر نہ تھا
ٹائمز، انگلشمین، انڈیپنڈنٹ، اسٹیٹسمین آئی ڈی ٹی، طان، یا پاینیر، لیڈر نہ تھا
تھیں یہ سب چیزیں اور انکے ماسوا بھی تھیں افق ہاں نہ تھا، تو اک فقط قرآن اُنکے گھر نہ تھا

بہت کچھ میں نے سمجھایا نہ چھیڑو قصۂ ماضی مگر سنتے ہیں کب، وہ صلح پر ہوتے ہیں کب راضی
کہا دل نے، اکبر خاموش بیچارہ ستم دیکھو کہ رفتارِ زمانہ ہے زمانے کے لیے قاضی

کل جو میں صالحہ بیگم سے گیا ملنے کو جھٹ سے چھپتی نظر آئیں وہ مجھے پردے میں
میں نے پوچھا جو افق اُن سے کہ یہ کیا ہے کہا بات پردے کی ہے بہتر ہے رہے پردے میں

انگلش کو افق جو اُن کی مائی دیکھا قرآن کی بات اُن سے میں نے پوچھا
بولے کہ نہیں پڑھا مگر دیکھا تھا کچھ ترجمہ جو چھپا ہے انگریزی کا

وہ بولے اے افق آیا جو اُن سے ذکر قرآں کا وہ اک گلدستہ ہے ہم پھول دیکے طاق نسیاں کا

جو بہی ہے گفتگو بھی اور سیر پارک بھی کرتے جاتے ہیں مری تقریر پر ریمارک بھی
آرہا ہے دل میں کعبے کا بھی رہ رہ کر خیال سر میں دھن ہے یہ بھی جا کر دیکھئے نیویارک بھی

رسائل کی رُوح

امدادِ غیب

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام دونوں صعوبات سفر برداشت کرتے ہوئے ایک بستی میں پہنچے چاہا کہ بستی والے کھانا بہم پہنچا ئیں لیکن اُنھوں نے ان محترم مسافروں کی مہمانی سے انکار کر دیا۔ چنانچہ دونوں کو بھوکا رہنا پڑا۔ اسی حالت میں حضرت خضرؑ نے دیکھا کہ ایک دیوار گرا چاہتی ہے۔ دونوں نے اس دیوار کو کھڑا کر کے لیشہ وغیرہ بھی باندھ دیا۔ مغز بندی بھی کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ اس بستی کے لوگوں نے تو ہمارے ساتھ ایسی بے مروتی اور سنگدلی کا برتاؤ کیا اور آپ نے بلا معاوضہ لئے ہوئے اُن کی ایک دیوار کو درست کر دیا۔ اس کے جواب میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا:۔

وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ۔

(ترجمہ) "اور دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ وہ دیوار اُس بستی کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے اُن دونوں یتیموں کا خزانہ گڑا ہوا تھا اور ان یتیموں کا باپ نیک آدمی تھا۔ پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں لڑکے خوب جوان ہو جائیں تب اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ تیرے رب کی مہربانی تھی۔ اور میں نے جو کچھ کیا اپنے اختیار سے نہیں۔ بلکہ خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا"۔

پس او غافل انسان! اس فکر میں کیوں مرا جاتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے چھوٹے بچوں کا کون نگراں ہوگا۔ تو مرد صالح بننے کی کوشش کر کیونکہ صانع انسان کی اولاد کے لئے اگر ضرورت پڑے تو خدائے تعالیٰ دو جلیل القدر و عظیم الشان نبیوں کو بھی مزدوری پر لگا سکتا ہے۔ چاہے وہ نبی بھوکے اور تھکے ماندے ہی کیوں نہوں۔ (عبرت)

تصوّف کیا ہے؟

مولانا عبد الماجد شیخ ابو النصر سرّاج کی تصنیف کتاب اللمع کے بعض اقتباسات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔ ایک غیر صوفی کے دل میں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ خود تصوف کیا شے ہے؟ اور آیا اسلام نے صوفیہ کو کوئی مرتبہ دیا ہے یا نہیں؟ حضرت مصنف اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید (سورہ آل عمران آیت ۹۸) میں تمام مؤمنین سے بلند مرتبہ ان کا رکھا ہے، جو "اولو العلم و قائماً بالقسط" ہیں۔ اور حضور سرور کائنات صلعم نے بھی علماء کو جانشین انبیاء ارشاد فرمایا ہے۔ سو یہ القاب ان لوگوں کے حق میں وارد ہیں۔ جو کتاب اللہ کا سررشتہ مضبوط تھامنے والے اور رسول کریم کی متابعت کے پورے کوشاں اور صحابہ کے

نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں، ان اشخاص کو طبقات سہ گانہ میں رکھا جا سکتا ہے ایک طبقہ اربابِ حدیث کا ہے، دوسرا طبقہ فقہاء کا، اور تیسرا طبقہ صوفیہ کرام کا ہے۔

بہت سے امور صوفیہ اور اصحاب حدیث و فقہاء کے درمیان مشترک ہیں۔ مثلاً جو معتقدات ان کے ہیں وہی ان کے بھی ہیں۔ اتباع کتاب اللہ و سنت نبوی وہ اور یہ دونوں اپنے لئے واجب سمجھتے ہیں، علوم و فنون سے جس طرح وہ کام لیتے ہیں، یہ بھی لیتے ہیں۔

لیکن اس اشتراک کے بعد صوفیہ جن درجات عالیہ و منازلِ رفیعہ کو طے کرنے لگتے ہیں، وہاں تک علماء، فقہاء و اصحاب حدیث کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی۔ (صفحہ ۱۱)

صوفیہ کی یہ امتیازی خصوصیات جن میں دوسرے طبقات اُن کے ساتھ شریک نہیں، حسب ذیل ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ

صوفیہ صرف خدا پر نظر رکھتے ہیں۔ ان کا مقصود و مطلوب تمام تر خدا ہی ہوتا ہے۔ ماسوا سے اور لایعنی مشاغل سے انھیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

اس کا لازمی اثر ان کی زندگی پر یہ پڑتا ہے کہ

وہ قناعت کو اپنا شیوہ بنا لیتے ہیں۔ تقلیل کو تکثیر پر ترجیح دیتے ہیں۔ غذا، لباس اور ہر قسم کے سامان دنیوی سے صرف ما یحتاج کو اختیار کرتے ہیں۔ اور بجائے تونگری کے تنگدستی، بجائے سیری کے گرسنگی، بجائے افراط کے قلت، بجائے جاہ و ترفع کے ہر چھوٹے بڑے کے مقابلے میں، اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔

خدا سے حسنِ ظن رکھتے ہیں، تمام علائق و اسباب سے قطع نظر کرکے صرف اسی پر تکیہ رکھتے ہیں، نیکیوں اور طاعتوں کی جانب خلوص نیت کے ساتھ پیشقدمی اور تیزروی کرتے ہیں۔ بلائے الٰہی پر صابر اور قضائے الٰہی پر راضی رہتے ہیں۔ ہمیشہ مجاہدہ اور مخالفت خواہش نفس میں مشغول رہتے ہیں، اور اسکو یاد رکھتے ہیں کہ کلام پاک میں نفس کو امّارہ بالسوء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور حدیث نبوی میں ارشاد ہوا ہے کہ انسان کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو اسکے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔

منکرین تصوف کا ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن شریف و حدیث میں نہ کہیں صوفیہ کا ذکر آیا ہے نہ تصوف کا۔ اسلئے اس مسلک کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

حضرت مصنف کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بکثرت ایسے الفاظ و عبارات موجود ہیں جن سے اہل تصوف ہی مراد ہیں، مثلاً صادقین، صادقات، قانتین، قانتات، خاشعین، موقنین، مخلصین، محسنین، خائفین، وجلین، عابدین، صابرین، راضین، متوکلین، مخبتین، اولیاء، مصطفین، مجتبین، ابرار، مقربین، السابقین مقتصدین، مسارعین فی الخیرات، نیز مشاہدین (مثلاً اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ) و مطمئنین (مثلاً اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ) اسی طرح متعدد احادیث میں بھی اسی طائفہ عالیہ کی جانب اشارات ہیں۔ مثلاً یہ حدیث کہ

اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ مُکَلَّمُوْنَ وَمُحَدَّثُوْنَ وَاِنَّ عُمَرَ مِنْھُمْ

یا یہ کہ یدخل بشفاعۃ رجل من امتی الجنۃ مثل ربیعۃ ومضر یقال لہ اویس القرنی۔

یا پھر یہ کہ: یدخل من امتی الجنۃ سبعون الفًا بلا حساب قیل من ھم یا رسول اللہ۔ قال ھم الذین لا یکتوون ولا یسترقون وعلی ربھم یتوکلون (صفحہ ۱۱)

معترضین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ عہد رسالت پناہ میں کوئی شخص صوفی کے لقب سے یاد نہیں کیا جاتا تھا اور یہ اصطلاح بہت بعد کو ایجاد ہوئی ہے، اسلئے اسے کوئی مذہبی قیمت نہیں دی جا سکتی۔

مصنف نے اسکا نہایت معقول و دلچسپ جواب یہ دیا ہے کہ:

اصحاب رسول کے لئے کوئی دوسرا تعظیمی لفظ مستعمل ہو ہی نہیں سکتا تھا، اسلئے کہ ان کے جتنے بھی فضائل تھے، سب سے اعظم و اشرف ان کی فضیلت صحابیت تھی۔ اُن کا زہد و فقر، توکل، عبادت، صبر، رضا، جو کچھ بھی ان کے فضائل تھے، ان سب پر ان کا شرف صحابیت غالب تھا۔ پھر جب کسی شخص کو لفظ صحابی سے ملقب کر دیا گیا۔ تو اسکے فضائل کی انتہا ہو گئی اور اس کا کوئی محل ہی نہیں باقی رہا۔ کہ اسے صوفی یا کسی دوسرے تعظیمی لفظ سے یاد کیا جائے۔

باقی رہا یہ کہنا کہ یہ اصطلاح بغدادیوں کی رائج کردہ، اور متاخرین کی اختراع ہے سو اس کا جواب یہ ہے، کہ یہ قول بالکل غلط ہے، اسلئے کہ:

یہ لفظ حضرت حسن بصریؒ کے زمانہ میں رائج تھا۔ درانحالیکہ حسن بصریؒ کا زمانہ بعض صحابیوں کی معاصرت کا تھا۔ چنانچہ اُن کے اور سفیان ثوریؒ کے اقوال میں یہ لفظ صوفی مستعمل ہوا ہے، بلکہ کتاب اخبار مکہ کی ایک روایت کے مطابق یہ لفظ عہد اسلام سے پیشتر بھی رائج تھا (صفحہ ۲۲)

جو لوگ شریعت و طریقت میں نسبت تضاد قرار دیتے ہیں، انھیں یہ سنکر حیرت ہوگی کہ قدمائے صوفیہ کے نزدیک طریقت، شریعت ہی کی تکمیل کا نام تھا۔ حضرت مؤلف فرماتے ہیں، کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری و باطنی۔ جب تک اُس کا تعلق زبان و اعضاء سے ہے۔ اُسے علم ظاہری سے تعبیر کرینگے۔ اور اسی کا نام علم شریعت ہے۔ مثلاً عبادات میں طہارت، نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ۔ یا احکام میں طلاق، فرائض، قصاص وغیرہ۔ جب اس کا اثر ظاہر سے گزر کر قلب و باطن تک پہونچ جاتا ہے، تو اسی کو علم باطن و طریقت سے موسوم کرنے لگتے ہیں، اور یہاں عبادات و احکام کی بجائے مقامات و احوال کی اصطلاحیں رائج ہیں۔ مثلاً تصدیق، ایمان اخلاص، صبر، تقویٰ، توکل، محبت، شوق وغیرہ۔ خود کلام مجید میں نعمتوں کی ظاہری و باطنی دو قسمیں قرار دی گئی ہیں۔ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاھِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً (لقمان۔ آیت ۲۰) دُنیا میں ہر شے کا ایک ظاہری پہلو ہے اور ایک باطن قرآن کا ایک ظاہر ہے، ایک باطن۔ حدیث کا ایک ظاہر ہے، ایک باطن۔ کتاب اللہ و سنتِ رسول کے اسی باطنی پہلو کا نام طریقت ہے۔ (صفحہ ۲۴-۲۵)

لفظ "تصوف" و "صوفی" کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں مؤلف علام نے مختلف اقوال نقل کر دئے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ "صوفی" دراصل

"صُفوی" تھا۔ یہ لفظ ذرا ثقیل تھا، کثرتِ استعمال سے زبانوں پر "صوفی" چڑھ گیا۔ ابوالحسن قنادؒ کا خیال تھا، کہ لفظ "صوفی" صفا سے مشتق ہے، اور اس کا اطلاق اہلِ صفا پر ہوتا ہے۔ ایک اور بزرگ کا مقولہ ہے کہ جو لوگ کدورتِ بشریت سے پاک صاف کر دیئے گئے ہیں، وہ صوفی کہلانے لگے۔ کسی اور بزرگ کی رائے میں، ان لوگوں کا لباس انبیاء علیہم السلام کی تقلید میں "صوف" کا ہوتا تھا اسلئے یہ صوفی کہلائے۔ ایک اور گروہ اس طرف گیا ہے، کہ اصحاب صفہ کے باقیات صالحات صوفی کے لقب سے موسوم ہوئے وقِس علیٰ ہذا۔ (ص ۳۲)

متقدمین کے نزدیک۔ فہم و اتباعِ احکامِ قرآنی کے بعد سب سے زیادہ اہم و مقدم شے اتباعِ سنتِ نبوی تھی۔ حضرت جنیدؒ فرماتے تھے کہ ہمارا یہ سارا علم احادیثِ نبوی کا نچوڑ ہے۔ قرآن میں اتباعِ سنتِ نبوی کا صاف الفاظ میں حکم آیا ہے وان تطیعوہ تھتدوا (نور۔ آیت ۵۴) ابوعثمان سعید الحیریؒ کا مقولہ تھا، کہ جو شخص سنتِ نبوی کو قولاً و فعلاً اپنے اوپر حاکم بنائے اس کی بات ہمیشہ حکمت سے لبریز نکلیگی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے خدا سے دعا کرنا چاہی کہ گرسنگی و شہوتِ جنسی کی آفات سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔ مگر معاً انھیں خیال آگیا کہ جب رسول اللہ صلعم نے ایسی دعا نہیں کی تھی تو میں کیونکر کر سکتا ہوں۔ یہ خیال کر کے وہ اس دعا سے باز رہے۔ اس احترامِ سنت کا صلہ انھیں یہ ملا، کہ عورت کی خواہش بالکل ہی ان کے دل سے جاتی رہی۔ ذوالنون مصری کا مقولہ تھا کہ خدا کو میں نے خود خدا کے ذریعہ سے پہچانا۔ اور باقی سب کو رسول اللہ کے ذریعہ سے۔ سہل بن عبداللہ تستری فرماتے تھے کہ جس وجد کی شہادت کتاب اللہ و سنتِ رسول نہ دیں وہ باطل ہے۔ اور اسی کے قریب قریب قول ابوسلیمان دارانی کا ہے۔ حضرت شبلیؒ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ نزع کا وقت قریب تھا۔ گویائی کی طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ اس وقت ان کا خادم انھیں وضو کرا رہا تھا۔ وہ داڑھی میں خلال کرانا بھول گیا۔ شبلیؒ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر داڑھی پر خلال کرائی۔ کہ سنتِ رسول کا کوئی جز فروگذاشت نہ ہونے پائے۔ (ص ۳۳ تا ص ۳۵)

مسائلِ تصوف تمام تر کتاب اللہ و سنتِ رسول سے مستنبط ہیں، اصولِ استنباط کا طریقہ اور اس کی کیفیت جو حضرت مؤلف نے بیان کی ہے وہ اس قابل ہے کہ یہاں نقل کر دیا جائے:۔

خلاصہ یہ ہے کہ استنباط [illegible] تک پہنچتا ہے جو ظاہر ہو یا [illegible] ہر طرح کتاب اللہ و سنتِ رسول کے متبع ہوتے ہیں [illegible] جب اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں، تو خدا انھیں وہ علم بھی دے دیتا ہے جو پیشتر انھیں نہ تھا اور یہ علم انھیں کے ساتھ مخصوص ہے [illegible] اور ان کے قلب میں [illegible] پیدا کر دیتا ہے۔ اور کثرتِ معاصی و شہوات، حبِ جاہ، حرص و طمع، خود پسندی وغیرہ سے جو زنگ [illegible] دل پر چڑھ جاتا ہے وہ دھل جاتا ہے۔ اس وقت اسرارِ غیب [illegible] منکشف ہو جاتے ہیں [illegible] حقائق کی ترجمانی کرنے لگتی ہے۔

اس کے بعد مصنف قرآن مجید کی اس آیت سے وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ یہ لطیف استدلال کرتے ہیں، کہ تمام حقائقِ دین کے جاننے والے، اولوالامر یا اہلِ علم ہیں، اور ان کے طبقہ میں سے "اہلِ استنباط" کو ایک امتیازی خصوصیت حاصل ہے۔

اسوۂ رسول کے بعد صوفیہ کے نزدیک سب سے اہم یا شان اسوۂ صحابہ ہے۔ کتاب اللمع یا ان کے اسی اعتقاد کی تفسیر ہے۔ اس کتاب کے پہلے باب کا صحابہ کی عام مدح و تکریم کے بعد، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذات سے آغاز ہوتا ہے۔ جو اعلم الخوف و اعلم الرجاء تھے، یعنی خدا سے ڈرتے بھی بہت تھے، اور اس کی رحمت کے امیدوار بھی بہت رہتے تھے، چنانچہ خود فرماتے تھے، کہ اگر آسمان سے ندا آئے، کہ جنت میں بجز ایک شخص کے اور کوئی داخل نہ ہوگا، تو مجھے رحمتِ باری پر اتنا بھروسہ ہے، کہ میں سمجھونگا وہ شخص واحد میں ہی ہوں۔ اسی طرح اگر آسمان سے یہ ندا آئے کہ بجز ایک شخص کے کوئی دوزخ میں نہ ڈالا جائیگا، تو میرے عمل ایسے ہیں کہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ شخص واحد میں اپنے ہی کو نہ سمجھوں گا۔

ابوالعباس بن عطاؒ سے جب آیۂ شریفہ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ کے معنی دریافت کئے گئے، تو انھوں نے کہا کہ "ابوبکر صدیقؓ کے مانند ہو جاؤ"۔ حضرت صدیقؓ ہی وہ شخص تھے جنھوں نے اپنا سارا مال و اسباب لا کر رسول اللہ صلعم کی خدمت مبارک میں حاضر کر دیا اور جب آپ نے دریافت فرمایا، کہ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا۔ تو برجستہ جواب دیا، کہ خدا اور اس کے رسول کو۔ حضرت مؤلف کہتے ہیں، کہ یہ فقرہ توحید کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور سب سے پہلا صوفیانہ ارشاد ہے جو کسی زبان سے ادا ہوا ہے۔

حضرت صدیقؓ کی سب سے بڑی خصوصیات الہام و فراست تھیں۔ اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کی زندگی کی نمایاں خصوصیات ترکِ شہوات، اجتنابِ شبہات، اور تمسک بالحق تھیں۔ اور حضرت عثمانؓ کی اہم خصوصیات تمکین، ثبات و استقامت تھیں۔ جناب امیرؓ سلاسلِ تصوف کے شیخ الشیوخ تھے۔ آپ کو اللہ کی طرف سے سب سے بڑا حصہ جو ملا تھا یہ وہی علمِ لدنی ہے جو خضر علیہ السلام کو عطا ہوا تھا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا اور جس کی بنا پر حضرت [illegible] جیسے جلیل القدر پیغمبر سے کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ [illegible] إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا (اور یہیں سے بعض لوگوں نے غلطی سے ولایت کو نبوت پر [illegible]) جناب امیرؓ مراقبہ، توحید، معرفت، ایمان و تعلیم [illegible] کے لئے دلیلِ راہ تھے۔

خلفاء اربعہ کے بعد اصحابِ صفہ کا ذکر آتا ہے، جن کی زندگی کا ایک ایک جزو طالبانِ حقیقت کے لئے دلیلِ راہ بن سکتا ہے۔ یہ وہ مقدس گروہ تھا جو معاشِ دنیوی سے قطع تعلق کئے ہوئے شب و روز مشغول [illegible] رہا کرتا تھا جس کے پاس نہ کھانے [illegible] زندگی تمام تر [illegible] اس جماعت کی شان میں متعدد آیاتِ قرآنی نازل ہوئی ہیں۔ مثلاً لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الخ

(آیت ۲۷۳) وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (انعام۔ آیت ۵۲) وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ (کہف۔ آیت ۲۸)

اس حصہ کے آخری باب میں عام صحابہ کی زندگی پر متصوفانہ حیثیت سے نظر کی گئی ہے اور ان کے اقوال اس باب میں نقل کئے گئے ہیں۔ اصحاب ذیل کے اسماء مبارک اس حیثیت سے خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں۔ طلحہ بن عبید اللہ، معاذ بن جبل، عمران بن حصین، سلمان فارسی، ابوالدرداء، ابوذر، ابو عبیدہ بن الجراح، عبداللہ بن مسعود، براء بن مالک، عبداللہ بن عباس، کعب احبار، حارثہ، ابوہریرہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن جحش، اسامہ، بلال، منصب بن عمر، عبدالرحمن بن عوف، حاکم بن حزام، عبداللہ بن رواحہ، عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم

(معارف)

اقتباسات

سمندر کی گہرائی اور اُس کا وزن کتنا ہے؟ یہ بتانا ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے۔ اس مضمون پر کئی سال سے بحث ہو رہی ہے۔ اس کے متعلق کئی قسم کے تجربات کئے جا رہے ہیں۔ اس وقت تک اس باب میں جو کامیابی ہو چکی ہے اور جو نتائج اخذ کئے جا چکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:-

بحر اوقیانوس تین کروڑ پچاس لاکھ کوس رقبہ زمین میں پھیلا ہوا ہے۔ اور بحر اطلانٹک ایک کروڑ پچاس لاکھ کوس میں اس وقت تک بحر اوقیانوس کے پانی کے وزن کا جو تخمینہ لگایا گیا ہے وہ............۴۸۹ کروڑ ٹن ہے۔ بحر اطلانٹک کی گہرائی زیادہ تر مقامات میں تین میل کے قریب ہے اور اس کا وزن تقریباً.......۳۲۵ کروڑ ٹن ہے۔ دوسرے سمندر ان دونوں کے مقابلہ میں بہت چھوٹے ہیں۔

اے کسل مندروحوں کو تازگی بخشنے والی نیند! تو امن و سکون کی دیوی ہے، مگر تیرا آغوش انھیں کے لئے کشادہ ہے اور تیرے لب انھیں کی آنکھوں کو چومتے ہیں جن کے دل مسرت سے لبریز ہیں۔ مصیبت زدوں سے تو ہمیشہ کنارہ کرتی ہے، رنج و غم کے پاس سے تو کس بے پروائی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور ان پلکوں میں آرام کرتی ہے جو اشک آلودہ نہیں ہیں۔ آہ! آج بھی میں خواب سے چونک پڑا ہوں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ابدی نیند کے مزے لے رہے ہیں لیکن اگر کچھ لحد بھی ایسے ہی پریشان خوابوں سے معمور ہے تو یہ آرزو بھی بے سود ہے۔

سچائی کی آواز دنیا میں ہمیشہ ایسے اوقات میں بلند ہوئی ہے، جب ظلم و کذب کا اندھیرا انسانی آبادیوں پر چھا گیا ہے، جب اخلاق و مذہب کے منہ خاک سے بھر دیے گئے ہیں، جب چند نفوس نے دیگر ہمجنسوں کو یا ایک قوم نے کسی دوسری قوم کو بے اعتنائی کے ساتھ اپنے پاؤں تلے روند دیا ہے۔

(ہمایون)

تجربہ اور کام کی باتیں

پرانے جواہرات کو صاف کرنا

صابن کے چھیلن کو گرم کرکے جھاگ تیار کر لو اور اُس میں ایک چھوٹے چائے کے چمچے بھر سلو وٹلیپ (sal volatile) ملا دو۔ اس تیار کردہ مرکب میں برش سے جواہرات کو خوب مَل کر ریشمی رومال یا صاف چمڑے سے صاف کر لو۔

تانبے کے برتنوں کو صاف کرنا

لیمو کو نمک میں ڈبو کر برتن کو ملو۔ پھر گرم صاف پانی سے کھنگال لو اور بعد میں ملائم چمڑے سے خوب رگڑ دو۔

طشتری کو صاف کرنا

کسی برتن میں ایک پونڈ میدہ صابن کو گھولو۔ پانی کی مقدار زیادہ ہو۔ اُس میں کپڑے دھونے کا سفوف بھی ملا دو۔ جب وہ خوب گھل جاوے تو اُس کو طشتریوں کی ٹوکری میں یا چھچوں میں ڈال کر پانچ منٹ تک اُبالو پھر اُسکو اُبلتے پانی میں جو کہ طشت میں ہو خوب ڈباؤ۔ سکھانے کے بعد اسکو چمڑے یا فلالین کی صافی سے خوب ملو۔ اس ترکیب سے وہ اس قدر چمکنے لگینگے کہ گویا وہ ابھی نئے ہی ہیں۔

دودھ کے برتن کو صاف کرنا

دیگچی جس میں کہ دودھ گرم ہوتا ہو ہمیشہ صاف رکھنا چاہئے۔ دودھ کو دیگچی میں سے نکالنے کے بعد فوراً اسپر ڈھکنا ڈھاک دو تاکہ اُس کی بھاپ نکلنے نہ پائے اور بغیر ڈھکن کے اس کو ٹھنڈا ہوجانے دو۔ تب اس کو ٹھنڈے پانی سے بھر دو۔ اس طرح وہ نہایت آسانی سے صاف ہو سکیگی۔

چینی یا شیشے کے برتن کو مضبوط بنانا

ذیل کے طریقے سے چینی یا شیشے کے برتنوں کو مضبوط بنا سکتے ہیں جو کہ نہایت آسان ہے۔ اول ہر برتن کو خشک گھاس یا کیلیکو (ایک قسم کا کلف دار کپڑا) کے ٹکڑے سے لپیٹ دو۔ اسکے بعد اُن برتنوں کو کسی کشادہ برتن میں رکھکر ٹھنڈے پانی سے بھر دو۔ اس برتن کے نیچے رفتہ رفتہ آگ کو تیز کرو یہاں تک کہ پانی اُبلنے لگے۔ پھر اس کو رفتہ رفتہ ٹھنڈا کر دو۔ ایک دم ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے میں برتن کے ضائع ہونے کا احتمال ہے۔

لیمپ کی چمنیاں اور دوسری قسم کے کانچ کے برتن اس طریقہ سے مضبوط اور پائدار بن سکتے ہیں۔

سیاہ مخمل کے لباس کو صاف کرنا

جس قسم کے مخمل کو دھونا نہ چاہو اُسکے ایک ٹکڑے کو عمدہ قسم کے پیرافین (paraffine) میں تر کر لو اور اس کپڑے کے ٹکڑے سے جس کپڑے کو صاف کرنا ہو اس کو خوب ملو۔ بعد میں مخمل کو ہوا میں لٹکا دو۔ تھوڑی دیر میں بو اور داغ اُڑ جائینگے۔

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

کپڑوں کی رنگائی

اگرچہ رنگریزی کا پیشہ ایک مستقل پیشہ ہے لیکن دیگر اشخاص بھی اسے اختیار کر سکتے ہیں اور اس میں نمایاں اصلاحات کی گنجائش موجود ہے۔ کپڑوں کی رنگائی دو قسم کی ہوتی ہے ایک پختہ اور ایک خام۔ پختہ رنگائی عموماً سرمائی کپڑوں کی ہوتی ہے اور اسکے لئے دیسی رنگوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ دیسی رنگوں کی واقفیت کتابوں سے بھی ممکن ہے اور بہت آسانی کے ساتھ کسی رنگریز سے جو حاسد اور تنگدل نہ ہو، معلومات حاصل کی جا سکتی ہے۔ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ معمولی ہر چیز اور اسی طرح کی کم قیمت اشیاء سے نہایت خوش نما اور پختہ رنگ بآسانی بن جاتے ہیں۔ خام رنگوں کے لئے ولایتی رنگ نہایت ارزاں ہیں۔ کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دوپٹوں اور ساڑیوں کے رنگائے جانے کا رواج نہ ہو۔ خام رنگوں کو ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی استعمال کر سکتا ہے۔ نشاستہ یا ارارو ٹ کی آمیزش سے جب باریک کپڑے رنگے جاتے ہیں تو ان کی زیب و زینت دوبالا ہو جاتی ہے۔ رنگوں کی مقدار اور ہاتھ کی معمولی تربیت پر اس فن کا انحصار ہے۔ ہوشیار آدمی دو چار بار کپڑا رنگ کر کافی معلومات و مہارت حاصل کر سکتا ہے۔ سادہ رنگائی تو کچھ مشکل نہیں۔ البتہ کپڑوں پر لہریاں ڈالنا اور لہریا بنانا کسی قدر وقت طلب ہے۔ اسے کسی واقف کار سے معلوم کر لینا چاہئے۔ جاہل رنگریزوں کی بہ نسبت ایک باسلیقہ آدمی اس کام کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے سکتا ہے۔ رنگائی کے ساتھ ہی کپڑے کی چھپائی کا کام بھی نہایت ضروری ہے۔ دہلی اور لکھنؤ میں روز مرہ استعمال کے دوپٹے رنگریز بڑے دل فریب اور خوش نما طریقہ پر چھاپتے ہیں۔ ایک محنتی آدمی دن بھر میں دس دوپٹے چھاپ سکتا ہے اور رنگ سکتا ہے اور اگر اسے کام ملے جائے تو بے تکلف دو روپے روز کما سکتا ہے۔ کام ملنے کی صورت یہی ہے کہ کام میں جدت اور ندرت پیدا کی جائے۔ خوشنمائی اور دلکشی کا کوئی پہلو نظر انداز نہ کیا جائے اور اسکے ساتھ ہی اجرت نسبتاً کم قرار دی جائے۔

فردوں اور لحافوں کی چھپائی

فردوں اور لحافوں کی چھپائی کا باقاعدہ کام صرف لکھنؤ، فرخ آباد اور سنبھل (مراد آباد) میں ہوتا ہے۔ لیکن ان مقامات میں کام کرنے والوں کی تعداد اور طیار شدہ مال کی مقدار اتنی نہیں ہوتی کہ وہ سارے ملک کیلئے کافی ہو۔ حالانکہ یہ فردیں ایسی خوبصورت ہوتی ہیں کہ ملک کے ہر حصہ میں ان کو پسند کیا جاتا ہے۔ اگر کچھ لوگ اس کام کو سیکھیں اور مختلف مقامات میں پہنچکر اس حرفت کو رواج دیں تو کافی منفعت حاصل کر سکتے ہیں۔ فردوں کی چھپائی میں صرف دو باتوں کی ضرورت ہے۔ ایک پختہ رنگوں کی طیاری اور دوسرے ہاتھ کی مشق۔ میرے خیال میں صرف ایک سہ ماہی کی تعلیم و تربیت کام کرنے کے لئے کافی ہے۔ غالباً بہت کم لوگ واقف ہونگے کہ فردوں کی چھپائی کا کام صرف موسم سرما میں نہیں ہوتا بلکہ چھاپنے والے سال بھر اس میں مصروف رہتے ہیں۔ ایک رنگ چھاپنے کے بعد کچھ دنوں انتظار کیا جاتا ہے اور پھر دوسرا رنگ چھاپا جاتا ہے۔ فردوں اور لحافوں کے علاوہ چھینٹ کی چھپائی کا کام بھی سیکھنا چاہئے جو اس زمانہ میں جبکہ سودیشی اشیاء کی طرف خاص میلان ہے پوری کامیابی کا باعث ہو سکتا ہے۔

نو ایجاد دیا سلائی

مولوی علیم الدین صاحب بھوپال سے لکھتے ہیں کہ ایک سیر ردی کاغذ اور بیکار کپڑا لو اور اس میں پانی ڈال کر ایک جوش دو اسکے بعد چار روز تک دن رات پانی میں بھیگا رہنے دو۔ پھر پتھر یا ہاون دستہ میں کوٹو اور کوٹتے وقت دس تولہ گوند کا لعاب اور دس تولہ رال پسی ہوئی اور دس (بیروزہ) جسکو چیڑ کا لوبان اور راجن بھی کہتے ہیں باریک پیسکر تھوڑا تھوڑا کر سب ملا دو۔ اسکے بعد ایک لکڑی سے جو اس لکڑی کی ہمشکل ہو جس سے چوڑیاں بنانے والے اور لکھیرہ لاکھ بناتے ہیں ایک برابر پتھر پر باریک باریک سلائیاں بناؤ اور چھری سے دیا سلائی کے برابر کاٹتے جاؤ۔ لیکن یاد رہے کہ اسقدر کوٹنا چاہئے کہ مثل میدہ کے ہو سلائیاں دھوپ میں خشک کرکے ان کی نوکوں پر حسب ذیل مصالحہ بنا کر لگاؤ۔

پٹاس ۔ ۱ ماشہ ۔ بارود ۔ ۱ ماشہ ۔ کوئلہ آکھ ۔ ۱ ماشہ ۔ تینوں چیزوں کو علیحدہ علیحدہ پیس پھر ملا کر قدرے گوند کا پانی ڈال کر لیئی سی بنالو اور چٹکی سے لگاؤ۔ ڈبیہ دیا سلائی رکھنے کی بھی اس ردی کے میدہ سے بناؤ۔ اول میدہ کی لوئی بنا کر بیلن سے پتلی کرو پھر چاقو سے چورس کاٹو اور ایک لکڑی جو دیا سلائی کے برابر ہو اسکے اوپر چاروں کونے ہاتھ سے ملا اور اوپر کا ڈھکن بھی لکڑی پر لپیٹ کر بناؤ۔ لکڑی سے علیحدہ کرکے خشک کرو۔ ڈبیہ تیار اور جو مصالحہ ڈبیہ پر دیا سلائی جلانے کے لئے لگایا جاتا ہے وہ یہ ہے:- مرسل، کوئلہ، ریگ ہر دو کو باریک پیسکر قدرے گوند ملا کر گاڑھا گاڑھا کاغذ پر لگاؤ پھر چٹیں کاٹ کر ڈبیہ پر چپکا دو۔ دیا سلائی کی خوبصورتی کے لئے خوش نما چٹیں چھپوا کر لگا سکتے ہو۔ اب دیا سلائی تیار ہے لیکن چونکہ اس کے مصالحہ میں آتشگیر اشیاء صرف ہوتی ہیں اس لئے نہایت احتیاط اور دور اندیشی کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔

مصنوعی ہاتھی دانت

شکر قند یا آلو ابال کر چھیل لو اور خوب گھونٹ ڈالو پھر تیزاب گندھک ڈال کر آگ پر پکاؤ اور گرم گرم سانچے میں بھر کر جو چاہو سو بنالو۔ سرد پانی ڈالنے سے سختی آجائے گی۔ اس مصالحہ سے بٹن، کھلونے اور دوسری بہت سی چیزیں مقامی ضرورت کے لحاظ سے بنائی جا سکتی ہیں اور پورا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

پھولوں کی کاشت

جن لوگوں کو آسانی سے وسائل حاصل ہوں اور ایسے مقامات میں ان کا قیام ہو جہاں زمین کا مناسب قطعہ انھیں کاشت کیلئے مل جائے تو پھولوں کی باقاعدہ کاشت بھی نہایت زرخیز کام ہے۔ ہندوستان میں پھولوں کی کاشت کا کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے اور اسلئے جو لوگ اس کام کو اختیار کرینگے کافی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چمیلی، بیلے اور گلاب کی کاشت خاص طور پر زرخیز ہے اسی طرح دیگر پھول مثلاً سیوتی، موتیا، مدن مست وغیرہ کی کاشت بھی فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ بیلے اور چمیلی کے پھول خاص طور پر تیل کیلئے کار آمد ہیں اور اسلئے یا تو خود تیل کی بنانے کا انتظام کیا جائے یا دیگر تاجران عطر و روغن کو توجہ دلائی جائے۔ جو لوگ مستقل طور پر دیہات میں قیام رکھتے ہیں اور معاش کے دیگر وسائل بھی انھیں حاصل ہیں انکے لئے یہ کام بہت آسانی سے اور رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ پورا فروغ دے سکتے ہیں۔

معلومات

سونا

یہ دھات جملہ دھاتوں سے افضل، عزیز، مکمل، گراں بہا اور قائم ہے۔ رنگ زرد، چمکیلا، وزن سب سے گراں حتیٰ کہ پارہ میں ڈوب جاتی ہے۔ گھڑنے میں نرم نرمی میں سیسہ کی مانند، بجا تو سے پھیلایا جا سکتا ہے۔ بیحد قابل توسیع ہے۔ حتیٰ کہ ایک انچ دبازت میں ۳ لاکھ بیاسی ہزار، ورق طلائی آ دینگے۔ تار بھی اس کا بہت لمبا کھنچ سکتا ہے حتیٰ کہ آدھ رتی سونے کا تار پانسو فٹ لمبا کھنچ سکتا ہے۔ معدن سے پتھروں کے اندر ذرات کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ پتھروں کو باریک پیسکر دھو کر سونے کو الگ کر لیتے ہیں۔ نیز بھٹی میں گلانے سے سونا پگھل کر ایک جا جمع ہو جاتا ہے اور پتھر اپنی اصلی حالت پر رہتا ہے۔ علاوہ ازیں۔ دریاؤں اور سمندروں کے پانی میں ملا ہو نکلتا ہے۔ پارہ کی آمیزش سے بھی سونا اکٹھا کیا جاتا ہے اور حرارت سے پارہ اڑ جاتا ہے۔ لیکن سونا ایک جا جمع ہو کر رہ جاتا ہے۔

سونے کی صفات سب سے زیادہ وزنی، سب سے زیادہ چمکیلا، سب سے زیادہ پھیلنے والا۔ سب سے زیادہ نرم، کسی شے پر رگڑنے سے سیاہی نہ دے بار بار گلانے سے کم نہ ہونا۔ موسم کے اثر سے خراب اور زنگ آلود ہو نہ کم گھسنا، چمک دمک اور رنگ کا بحال رہنا۔

وزن متناسبہ پانی کی نسبت ۱۹،۳ ا ۱۵ ا۔ اور ایک انچ مکعب کا وزن ۱۰ تولہ ۱۱ ماشہ

کھرے اور کھوٹے سونے کی شناخت شناخت کے دو قاعدے ہیں۔ ایک نظری دوسرا عملی نظری قاعدہ سونے کے دیکھنے ہے۔ اصلی سونا جسکو کندن کہتے ہیں، کسوٹی پر گھسکر اس کا کش یعنی خط دیکھیں، خط زرد سرخی مائل اور چکنا ہوگا اور گھستے وقت بڑی سہولت سے گھسا جاوے گا۔ یہی خط معیار کہلائیگا۔ پس کھوٹا یا میل کا سونا اسکے مقابل خط کھینچنے پر کم رنگ اور زرد سفیدی مائل خشک معلوم دیگا۔ اصلی سونے میں جتنا کسی دوسری دھات کا میل ہوگا اُتنا ہی اس کا رنگ اصلی سونے کے رنگ کی نسبت ہلکا پھیکا، سفیدی مائل اور خشک ہوگا۔ نگاہ کی مشق کیلئے مختلف میل کا سونا تیار کیا جاتا ہے یعنی ہر سات ماشہ فی تولہ ایک رتی میل۔ ذرا سا درتی میل کم کیا۔ کچھ سو رتی میل کیا۔ علی ہذا القیاس اور ان سب اقسام کے خطوط کسوٹی پر لگا کر دیکھتے ہیں۔ اصلی سونا سرخ دہکتی جو نسبت کے کم ہا ہے اور کاٹنے سے سب پورا کٹ جاتا ہے۔

دوسرا قاعدہ۔ سونا بسبب وزنی ہونے کے کم جگہ گھیرتا ہے۔ مثلاً ایک مکعب انچ پانی کا وزن ایک تولہ ۵ ماشہ ۳ رتی ہوتا ہے۔ اور ایک انچ مکعب تانبے کا وزن ۱۲ تولہ ۸ ماشہ ہوتا ہے۔ اور ایک انچ مکعب چاندی کا وزن ۵ ا تولہ ایک ماشہ ۵ رتی ہوتا ہے۔ لیکن سونے کا وزن ایک مکعب انچ کا ۲۰ تولہ ہوتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اگر ۲۴ تولہ اور ۴ تولہ تانبا لیکر ۲۸ تولہ کی ڈلی بنائی جائے تو وہ حجم میں زیادہ پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور ایک انچ مکعب جگہ سے زیادہ جگہ گھیرے گی۔ اسی اصول کی بنا پر جب ایک لبالب پانی کے بھرے پیالہ میں ایک مکعب انچ سونے کا ٹکڑا ڈالیں تو صرف ایک انچ مکعب پانی نکلنا چاہئے۔ لیکن اگر پانی اس سے زیادہ نکلے تو سمجھو کہ سونا کھرا نہیں بلکہ اس میں کسی دھات کا میل ہے۔

تیسرا قاعدہ۔ کپڑے کو اگر کسی سخت چیز پر رکھ کر اوپر سونے کا ٹکڑا گھسیں تو کپڑا سیاہ نہیں ہوگا۔ برخلاف دیگر تمام دھاتوں کے کہ جن کی رگڑ سے کپڑا سیاہ ہو جائیگا۔

طبی خواص۔ مزاج معتدل، مائل بگرمی، مفرح، دل و دماغ کو طاقت بخشنے حرارت غریزی کو بڑھا دے۔ غم، فکر اور خفقان کو آرام دے۔ بواسیر، ضعف باہ اور گردہ کو مفید۔ سرمہ مقوی بصر۔

کیمیائی خواص۔ پانی میں حل نہیں ہوتا، تیزاب میں سفوف بنکر نیچے بیٹھ جاتا ہے۔ آگ پر گل کر جب دوبارہ سخت ہونے لگتا ہے تو اوپر سے قبہ کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا اور نیچے سے ہموار مگر متخلخل ہوتا ہے۔ آب و ہوا کے اثر سے خراب اور زنگ آلود نہیں ہوتا۔ کپڑے پر گھسنے سے سیاہی نہیں دیتا۔ نوشادر ڈالنے سے رنگ شوخ اور شورہ ڈالنے سے میل سے صاف ہو جاتا ہے۔ سیسہ اور قلعی کی بو سے شکستہ یعنی پھوٹک ہو جاتا ہے۔ بار بار چرخ دینے سے وزن کم نہیں ہوتا۔ نمک اور پھٹکری سے رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ پارہ میں حل کر سفید ہو جاتا ہے۔ شنگرف کو قائم کرتا ہے۔

سونا صاف کرنا اینٹ کا برادہ باریک، شورہ، نوشادر، پھٹکری ایک ایک تولہ۔ ہیرا کسیس ۲ تولہ۔ نمک ۴ تولہ سب کو سرکہ میں ملا کر بڑی کی طرح بنالیں اور سونے کے پترہ پر دونوں طرف لگا کر انگاروں یا کوئلوں کی آنچ میں ۳-۴ گھنٹہ رہنے دیں۔ یا نمک اور اینٹ کا برادہ دونوں برابر ملا کر سرکہ میں بطریق مذکورہ بالا لگا کر آنچ دیں، صاف ہو جاویگا۔

سونا نرم کرنا مصطگی اور سہاگہ ہموزن ملا کر سفوف بنالیں اور سونا گلا کر اس کا چھینٹا تھوڑا تھوڑا دیں۔

دیگر۔ تیزاب میں گلا کر دوبارہ چرخ دے لیں۔

دیگر۔ گھوڑے کا سم جلا کر پانی میں گھول دیں اور اس میں سونے کو تپا تپا کر بجھا دیں۔

دیگر۔ گھوڑے کے سم کا تیل نکال لیں نیز زہر دار کی سفیدی کا تیل نکال لیں۔ دونوں تیلوں کو ملا کر اس میں سونے کو چند بار تپا کر بجھا دیں۔

دیگر۔ حل نیم کے عرق میں تپا کر بجھا دیں۔

دیگر۔ زعفران کے سفوف کی چٹکیاں دیں۔

سونے کو سرخ رنگ دینا زنگار سرکہ میں ملا کر ٹکڑی بنالیں اور سونے پر ٹکڑی چپکا کر تاؤ دیں۔

دیگر۔ تھوڑی گندھک پانی میں ملا کر اس میں سونا پکانے سے تیز سرخی آ جاتی ہے۔

سوالات

مذہبی

(۶۲۱) اگر پہلے پیر کے متعلق کچھ شبہ ہوجائے تو دوسرے پیر کی بیعت کرسکتے ہیں؟ (۱۲۶)

(۶۲۲) اگر حضرت علی اول المسلمین تھے تو خلیفۂ اول کیوں نہیں بنائے گئے (گلزار حسین)

(۶۲۳) جس کورہ میں کوئی مسجد یا مسلمان جو نماز جنازہ پڑھا سکے نہ ہو وہاں بصورت ملازمت رہنا چاہئے یا نہیں؟ (رمضان شاہ)

(۶۲۴) جس بکری کے بچہ کو کتے کا دودھ پلاکر پالیں اُسکا کھانا اور قربانی جائز ہے یا نہیں (۲۶۲)

(۶۲۵) حدیث بسرہ والی جس میں "تحت السّرہ" ہے قوی ہے یا حدیث "فوق السرۃ" (۱۲۹)

(۶۲۶) اگر محتلم قبل از غسل مباشرت کرے اور پھر غسل کرے تو کیا ایک ہی غسل سے دونوں ناپاکیاں دور ہوسکتی ہیں؟ (بشیر الدین)

طبی

(۶۲۷) لقوہ سے جو رفع ہوچکا ہے لب مخدر ہوگئے ہیں نسخہ مطلوب ہے (۲۳۳)

(۶۲۸) بے قاعدگی ماہوار سے ناتوانی اور ہاتھ پاؤں میں سوجن اور معدہ میں خلش پیدا ہوجاتی ہے۔ دوا مطلوب ہے (رمضان شاہ)

(۶۲۹) ایک سال کے قریب ہوا کہ گھوڑے سے گرا کولھا اُتر گیا۔ ٹانگ تین انچ چھوٹی ہوگئی۔ معالج یا دوا یا نسخہ مطلوب ہے۔ (عشرت حسین)

(۶۳۰) پرانے قرحہ سوزاک کے لئے جو پچکاری وغیرہ سے اچھا نہیں ہوا نسخہ مطلوب ہے (۱۱۱)

(۶۳۱) ضعف اعصاب کے لئے مجرب اور کم خرچ نسخہ درکار ہے (۹)

(۶۳۲) وضع حمل کے بعد جسے ۱۰ ماہ ہوئے بے قاعدگی ماہوار سے درد و تکلیف قبض یا اسہال کی شکایت ہے۔ دوا یا نسخہ مطلوب ہے۔ (۹)

(۶۳۳) ۳ سال سے درد دوران سر ہے۔ درد بند ہوجاتا ہے مگر دوران بند نہیں ہوتا سیدھا ہاتھ بیکار رہتا ہے۔ نسخہ مطلوب ہے (۵۷)

(۶۳۴) مریضہ کی ۴۰ سال عمر۔ ۱۲ سال سے بیوہ۔ چھ سال ہوئے کہ یکایک ہاتھ پاؤں اینٹھے، بیہوش ہوگئی، منہ سے کف جاری ہوگیا۔ پھر ایک سال بعد پھر چھ ماہ بعد۔ اب دوسرے تیسرے مہینے۔ خاصکر ماہوار کے دنوں دورہ ہوتا ہے صرف دہنی طرف ہونٹ پھڑکتا ہے۔ مجرب دوا یا نسخہ مطلوب ہے (نور محمد)

(۶۳۵) سال میں تین چار دفعہ درد ساقین کا دورہ اُٹھتا ہے اور فوطوں میں درد و ورم آجاتا ہے۔ نسخہ درکار ہے۔ (۲۶۲)

(۶۳۶) کان میں ناسور ہے مواد نکلتا ہے۔ نسخہ مطلوب ہے (عبد العزیز)

صنعتی

(۶۳۷) ایک انٹرنیس پاس جسکو انگریزی دفاتر میں کلرکی وغیرہ کا تجربہ ہے ایک ہزار روپیہ سے کس قسم کا تجارتی کام کرے جس سے کم از کم پچاس روپیہ ماہوار منافع ہو۔ (۲۹)

(۶۳۸) آئینہ پر قلعی چڑھانے کا مصالحہ کہاں سے مل سکتا ہے اور ترکیب استعمال کیا ہے؟ (۱۰۲)

(۶۳۹) چاک جو جوتوں پر ملا جاتا ہے اور جس سے بورڈ پر لکھا جاتا ہے اُس کے بنانے کی کیا ترکیب ہے؟ (۵۰۴)

(۶۴۰) ایسے روغن کا نسخہ درکار ہے جسکے استعمال سے جلد کی رنگت سیاہ ہو جائے اور مصنوعی نہیں بلکہ اصلی معلوم ہو۔ پھر وہ رنگ دھونے سے باسانی زائل بھی ہو سکے (۵۰۵)

(۶۴۱) خضاب کا ایسا نسخہ مطلوب ہے جو صرف ایک ہی شیشی میں رہ سکے اور بالوں میں لگانے کے بعد سر باندھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ (سید احمد خونت)

(۶۴۲) بادام کا خالص تیل نکالنے کی ترکیب مطلوب ہے (۵۵۴)

(۶۴۳) کیا کوئی ایسی کتاب ہے جس میں چمڑہ کی دباغت اور کاغذ بنانے کے متعلق تمام معلومات درج ہوں قیمت اور پتہ سے اطلاع دیجئے (سلیمان احمد)

(۶۴۴) صنعتی کتابیں کرایہ پر کہاں مل سکتی ہیں۔ پتہ مطلوب ہے (۵۹۶)

(۶۴۵) محفوظ اور دیرپا آئینہ کس طرح بنایا جاتا ہے (۱۳۳)

(۶۴۶) مہر لگانے کی لاکھ اور ربڑ سلوشن بنانے کا سائنٹفک نسخہ درکار ہے۔ (۷)

(۶۴۷) جینتان کی مانند خوشبودار گولیاں بنانے کا نسخہ مطلوب ہے۔ (۰)

متفرق

(۶۴۸) خفیہ پولیس کے قوانین و قواعد سیکھنے کا کوئی نیا طریق یا سکول ہندوستان میں ہے جس میں لیڈر جسم وغیرہ تیار کیا جاتا ہو۔ (۱۰۵)

(۶۴۹) کتاب گلشن جانفزا اپنے چھاپے کی جس کی شرح متعلق ہے اور مفتاح الخزائن کہاں سے اور کس قیمت پر دستیاب ہو سکتی ہے۔ (۱۳۰)

(۶۵۰) کیا ترکی اور افغانی افواج میں بھی انگریزی باجہ رائج ہے (۳۳۰)

(۶۵۱) مندرجہ ذیل کتب کہاں سے ملیں گی:-

(۱) تاریخ اکمل (خلاصۂ تاریخ ہند مصنفہ ہنٹر صاحب) مطبوعہ ۱۸۹۰ء

(۲) پاکٹ بک (حساب کے دو سو سوال کی کتاب) مولفہ منشی کنھیا لال ڈپٹی انسپکٹر

(۳) اجمال التاریخ (خلاصۂ تاریخ ہند) مطبوعہ ۱۸۷۶ء رومن کریکٹر میں چھپی ہے۔ (رفیق)

(۶۵۲) کسی عامل ہمزاد کا پتہ مطلوب ہے جو خود عامل ہمزاد ہو۔ کامیابی پر منہ مانگی رقم دی جائے گی۔ (۲۲۲)

(۶۵۳) ایسی کتاب جو بلا اُستاد مسمریزم سکھا سکے کہاں سے اور کس قیمت پر ملے گی۔ نیز ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں نبض کے ذریعہ سے تشخیص مرض کی جا سکے۔ (۹۰)

(۶۵۴) ہندوستان کے مشہور کرکٹ کھیلنے والے کھلاڑیوں کے نام اور پتہ درکار ہیں (۵۲)

(۶۵۵) چکمک (مقناطیس) کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتا ہے؟ رہنمائے مسافران ریلوے اُردو مصنفہ بونرا مل داس کہاں سے ملے گی؟

جوابات

(۴۷۰) آہستہ آہستہ خوراک نشہ کم کردیں۔ (سید گلزار حسین)

(۴۷۸) ڈلی سوختہ۔ ایک تولہ۔ چھالیا بادام سوختہ۔ ایک تولہ۔ پوست بلیلہ زرد ایک تولہ۔ کباب چینی ۶ ماشہ۔ گل سرخ ۶ ماشہ۔ سورنجان شیریں ۶ ماشہ۔ مصطگی رومی ۲ ماشہ۔ پھٹکڑی ۶ ماشہ۔ عاقرقرحا ۲ ماشہ۔ کیا ایک تولہ ہیرا کسیس ۴ ماشہ۔ مازو سبز ۵ عدد۔ کاٹ سفید ۲ ماشہ۔ گلنار فارسی ایک تولہ باریک سفوف منجن سا ننہ آزمودہ ہے۔

(۴۸۰) اکسیر دردسر ہر قسم۔ اسپرن ۳ گرین۔ فنال جن ۳ گرین کیفین سائٹراس ۲ گرین یہ ایک خوراک ہے۔ پانی کے ہمراہ بوقت درد دیں۔ ۱۵ سے ۳۰ منٹ تک آرام ہوگا۔ اگر درد مزمن ہے تو ہر چار گھنٹے کے بعد ایک خوراک دیں ۱۲ خوراک میں مرض کافور ہو جائے گا (مولوی حکیم عبدالقادر رضا دہلوی)

(۴۹۷) *M. D. Vora & Co chemists*
61 Shamsett Street Bombay.

(۴۹۸) پُرسوتم گوردھن۔ آرھتی کوانا ہر قسم کا۔ کاڈکٹ شو ٹیاس تیمو پرشاد للت پور (جھانسی) آڑھتی گھا وغیرہ۔

(۴۹۱) اکسیر سوزاک کہنہ و تازہ قدیم۔ ایک ماشہ خام نجیر سحوق۔ سفید پھٹکڑی نیکوب۔ صبح خالی شکم ہمراہ دودھ گرم و سرد استعمال کریں ۴۰ دن تک (مولوی حکیم عبدالقادر رضا دہلوی)

(۵۰۸) پان دیسی مہوبہ ضلع ہمیرپور میں ہوتا ہے۔

(۵۲۴) خوراک میں دودھ و بیضۂ مرغ کا زیادہ استعمال رکھیں۔ اور کشنیز ایک تولہ بلیلہ زنگی ایک تولہ۔ مغز بہیرہ ایک تولہ۔ آملہ خشک ایک تولہ نیم کوب کرکر چھ حصہ بنا دیں۔ ایک حصہ شب کو ٹھنڈے پانی میں بھگو کر رکھیں صبح کو چھان کر اس پانی میں تھوڑی نبات ملا کر نوش کریں۔

(۵۲۵) (۵۴۲) کارخانہ مندمل نمبر ۱۳ عبدالرحمٰن اسٹریٹ بمبئی نمبر ۳ سے روغن دومیناٹن منگا کر استعمال کریں۔

(۵۲۶) مذکورہ بالا پتہ سے دواء الطحال والسعونہ استعمال کریں۔ گرمی میں جوہر عشبہ یا دیسی سارساپریلا کا استعمال کریں۔

(۵۲۷) کریازوٹ آئیل دانت میں لگائیں۔ (سید گلزار حسین)

(۵۲۸) کارخانہ مندمل نمبر ۱۳ عبدالرحمٰن اسٹریٹ بمبئی نمبر ۳ سے کیاٹر اکٹاٹن منگا کر مالش کریں اور قطرات راحۃ العیون منگا کر آنکھ میں ڈالیں۔

(۵۳۰) کشتۂ ابرک و پوست بیضۂ مرغ ہموزن میں سے ۲ رتی روزانہ رات کو سوتے وقت شہد میں ملا کر چاٹ لیا کرے (حکیم سید عبداللہ شاہ)

(۵۳۱) کشتہ خبث الحدید استعمال کرنا چاہئے۔ (〃)

(۵۳۲) سوال فضول ہے۔ بخاروں کا علاج دوا ہے نہ کہ انگوٹھی (〃)

(۵۳۳) کوئی نہیں۔ البتہ نشی چیزیں استعمال کرائی جاسکتی ہیں (〃)

(۵۳۴) غالباً نزلہ ہے برشعثا استعمال کیجئے (〃)

(۵۳۵) برشعثا سے بہتر کوئی دوا نہیں ہے (〃)

(۵۳۶) ٹھنڈا پانی سر پر ڈالیں اور تھوڑا نمک پانی میں ملا کر سونگھیں (〃)

(۵۳۷) تازہ بھنڈی کو کوٹ کر ٹکیہ بنا کر بواسیر پر روزانہ باندھیں (〃)

(۵۳۸) ایلوا ایٹ مرہ پلز چند روز تک استعمال کرائیں۔ عرق بادیان کے ہمراہ تیار گولیاں ڈاکٹروں سے مل سکتی ہیں (〃)

(۵۳۹) ورزش زیادہ کیا کریں۔ اور مرغن غذا کم کھائیں اور اینٹی پون ایک پیٹنٹ دوا ہے وہ استعمال کریں (〃)

(۵۴۰) زمبک کا نسخہ یہ ہے۔ کالوتونی ۲۰ فی صدی۔ یوکالپٹس آئل ۴ فیصدی سافٹ پیرافین ۵۵ فیصدی ہارڈ پیرافین ۱۱ فیصدی۔ کلوروفل قدرے (〃)

(۵۴۱) جوابات ۵۲۶ و ۵۲۸ پر عمل کریں۔ انشاء اللہ آرام ہوگا (〃)

(۵۴۲) ایمبروکیشن کی مالش مفید ہوگی (〃)

(۵۴۳) جنیز اکسپکٹورنٹ یا چمبرلین کف ریمیڈی مفید دوائیں ہیں (〃)

(۵۴۴) مربہ سیب اور ورق نقرہ صبح کو اور مربہ اناناس ہمراہ ورق نقرہ شام کو کھا کر شربت فریاد رس و عرق کیوڑہ پی لیا کریں (〃)

(۵۴۵) اگر دل کو بُرا نہ لگے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (〃)

(۵۴۶) روغن بادام و روغن کدو کی مالش کیا کریں۔ (〃)

(۵۴۷) غالباً کوئی نہیں۔ (〃)

(۵۴۸) بھارت انجنیرنگ کمپنی کانپور سے خط و کتابت کیجئے (〃)

(۵۴۹) دفتر پیسہ اخبار سے کتاب صنعت و حرفت منگا کر دیکھئے (〃)

(۵۵۱) تھامسن اینڈ کو کلکتہ کو لکھئے جرمن کا مال اچھا ہوتا ہے۔ (〃)

(۵۵۲) کتاب کاشف الرموز کیمیا ملاحظہ فرمائیے۔ (〃)

(۵۵۳) جواب نمبر ۵۴۵ ملاحظہ فرمائیے۔ (〃)

(۵۵۶) جواب ۵۴۹ ملاحظہ فرمائیے (〃)

(۵۵۷) کتاب خوان یغما دفتر پیسہ اخبار سے منگا کر دیکھئے۔ (〃)

(۵۵۸) جواب ۵۵۲ ملاحظہ فرمائیے۔ (〃)

(۵۶۰) کتاب مفتاح الخزائن مصنفہ ایڈیٹر الحکیم دیکھئے (〃)

۵۶۱ 〃 〃 〃 〃 (〃)

۵۶۲ جواب ۵۲۹ ملاحظہ فرمائیے (〃)

۵۶۵ میزان الطب۔ طب اکبر۔ طب یوسفی۔ مخزن حکمت۔ مخزن ادویہ۔ موجز قانونچہ اور حاوی المفردات وغیرہ دیکھنے سے بہت کچھ آسکتا ہے۔

انشائے لطیف

انصاف کا خون

دُنیا میں جسقدر انصاف کا چرچا ہے شاید ہی کسی اور چیز کا ہوگا۔ کروڑوں ورق اسکی تعریف و توصیف میں اب تک سیاہ ہو چکے ہیں۔ انشا پردازوں نے اسکی عظمت بیان کی ہے۔ شاعروں نے اسکی خوبیوں کے گیت گائے ہیں۔ فصیح البیان مقرر اسکی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔ طاقتور سے طاقتور بادشاہ کے محل سرا سے لیکر کمزور سے کمزور فقیر کی جھونپڑی تک ہر جگہ اسکے نام کا وظیفہ ہے اور امیر و فقیر سب اسکے یکساں طالب و خواہاں دکھائی دیتے ہیں۔ سلطنتوں کے دفاتر میں اگر انصاف کو موجب قیام امن و امان اور باعث استحکام مملکت سمجھا جا رہا ہے تو پریس اور پلیٹ فارم سے اس کی پرستش کی صدا ہر آن بلند ہو رہی ہے۔ غرض ہر طرف انصاف انصاف ہی کی آواز سنائی دیتی ہے۔ اہل جبر و تعدی کو اس سے خوف رہتا ہے۔ ضعیف اور ناتوان اسی کے سہارے جی رہے ہیں۔ اگر مظلوم اس کی جستجو اور تلاش میں سرگرداں ہے تو ظالم اسکے خوف سے ہراساں ہے۔ مگر انصاف جس کا دنیا میں اس قدر چرچا ہے کسے کہتے ہیں۔ یہ کس چیز کا نام ہے اور اُس کی ترکیب کیا ہے۔ امپیریل برٹش افریقہ کمپنی کے رائج کردہ پیسہ پر آپ نے ترازو کی شکل دیکھی ہوگی اور نیچے لفظ ترازو کے عوض عدل منقوش ملاحظہ کیا ہوگا۔ کیونکہ عدل کی بہترین تعبیر ترازو ہے، جیسے ترازو کا کام سبک و سنگین معلوم کرنا ہے۔ صدق و کذب کا دریافت کرنا انصاف کا کام ہے یعنی ترازو اور انصاف دونوں کا ایک ہی مقصد اور مدعا ہے۔ مادی اشیاء کا موازنہ ترازو سے کیا جاتا ہے اور حالات و واقعات کا وزن انصاف کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اسلئے انصاف کو ترازو کی شکل میں نمایاں کیا جاتا ہے۔ جس طرح ہر ترازو کے یکار آمد ہونے کے لئے دو ہم وزن پلڑوں اور تیسرے مرکزی معیار کا ہونا ضروری ہے ویسے ہی انصاف کے لئے موافق و مخالف ہر دو حالت کو مسموع و معلوم کرنا اور ضمیر صالح کا رکھنا لازمی ہے اور اس تعریف کی رو سے ہر معاملہ میں ہر انسان پر انصاف لابد ہے لیکن کیا طرفہ ماجرا ہے کہ اہل دنیا نے عدل و انصاف گستری کا کام صرف عدالتوں ہی کا فرض سمجھ رکھا ہے۔ اگر کسی عاکم وقت کے اجلاس سے کوئی بے انصافی ہو جائے تو اس کو کیا کیا الزام نہیں لگائے جاتے۔ ہر جگہ اسپر نفرت اور حقارت کی نگاہ پڑتی ہے۔ لیکن ہم خود دن میں کتنے دفعہ انصاف کا خون کرتے ہیں۔ ہم اسکے خون سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور پھر بھی سرخرو بنے رہتے ہیں؟ جب کوئی معاملہ ہمارے روبرو پیش آتا ہے تو اس پر رائے زنی کرنے میں کس قدر عجلت کی جاتی ہے۔ نتیجہ پر کس قدر جلد پھاندتے ہیں؟ کیا ہم کو کبھی خیال آتا ہے کہ ہمکو موافق و مخالف دونوں حالات معلوم نہیں ہیں۔ اور جو رائے ہم قائم کر رہے ہیں وہ سنجیدہ اور ہر رخ دیدہ نہیں ہے؟ پھر اس جلد بازی میں ہم اگر بیدردی کے ساتھ انصاف کا خون نہیں کرتے تو بتلائیے کیا کرتے ہیں؟ جبکہ کئی بیگناہوں کو ہم گنہگار، قصورواروں کو بے قصور اور اہل خرد کو بے شعور مان اور ٹھان لیتے ہیں۔ اور پرائیویٹ زندگی میں جو اختیارات ہمکو حاصل ہوتے ہیں اُن کا استعمال شروع کر دیتے ہیں تو سوشل نقطۂ خیال سے کس قدر آدمیوں کی حق تلفی نہیں ہوتی؟ کتنوں کو رنج و زیان نہیں پہنچتا؟ تعجب کا مقام ہے کہ ایسے اصحاب بھی جن کو سرکاری ملازمت کی حیثیت میں عدل گستری کا کام سپرد ہوتا ہے پرائیویٹ زندگی میں ہر ضابطہ و اصول کو بھول جاتے ہیں۔ اور فوراً ایک طرفہ رائے قائم کر لیتے ہیں۔ آفیشل کارروائی میں شہادت سماعی کو کم وزن سمجھتے اور نظر انداز کرتے ہیں لیکن نجی صحبتوں میں سماعی باتوں پر بھی کعبۂ دل کو منہدم کر دیتے ہیں۔ اس ظلم و ستم کا شکار دنیا میں ہر بچۂ آدم ہوتا ہے لیکن ہر ایک کے شکاریوں کی تعداد یکساں نہیں ہوتی۔ یہ آدمی کے ذاتی نام و نشان کے لحاظ سے کم و بیش ہوتے ہیں جسقدر جو شخص معزز و نامور ہوگا اسی قدر اسکے خلاف اہل ستم کی تعداد زیادہ ہوگی۔ اسکا باعث یہ ہے کہ فطرت انسانی میں جس قدر حسد و بغض کا مادہ بھی موجود ہے اور اکثر آدمی دوسروں کو بجز اس صورت کے کہ حقیقی اُنس و پیار کا پیوند یا خود غرضی شامل ہو بہتر یا برابر حالت میں دیکھ کر خوش نہیں ہوتے اور چونکہ ایسا مقدور نہیں حاصل ہوتا کہ انکو اپنے برابر رکھ سکیں یا کمتر حالت میں گرا دیں اسلئے چاروناچار ان کا میلان طبع اسطرف ہوتا ہے کہ جس انعام و اکرام کا عطا کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ یعنی رائے نیک۔ اس سے ہم دوسروں کو محروم رکھیں مگر اسپر بھی اکتفا نہیں ہوتا اسلئے حسد و بغض سے اندھے ہو کر دوسروں کی جا و بیجا عیب جوئی کر کے دل کو تسلی دیتے ہیں کہ دوسرے لوگ عزت و حرمت، دولت و حشمت یا فہم و لیاقت میں ہم سے برتر ہیں تو کیا، ان میں یہ اور برائیاں ہیں جو ہم میں نہیں ہیں حالانکہ ہم غور کریں تو ہم بھی ان برائیوں سے نہ نکلینگے۔ مگر ہم اپنے عیوب پر اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں اور گویا عمومی حیثیت میں ہم دوسروں کے برابر ہیں۔ بلکہ ان پر فوقیت رکھتے ہیں۔ غرض ہمیشہ ہماری عیب جوئی اور افترا پردازی آتش بغض و حسد پر پانی چھڑکنے کیواسطے ہوتی ہے۔ خوش کار بناؤں کی جہاں خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہمارا ثانی کوئی نہ ہو، بدکار چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت میں ترقی ہو۔ انگلستان کے فاضل فلاسفر ایمرسن نے خوب لکھا ہے کہ ”اہل دنیا میں ممتاز ہونا اپنی ذات کے متعلق غلط فہمیوں کو پیدا کرنا ہے“۔

(ماخوذ)

ہوجا

(ازجناب مولوی محمد اسمٰعیل ہاتف بھوپالی)

کشتۂ تیغ ناز ہو جا ۔۔۔ عشاق میں سرفراز ہو جا
خالق کی اگر تجھے طلب ہے ۔۔۔ مخلوق سے بے نیاز ہو جا
اے دل غم آرزو میں شکر ۔۔۔ خاکِ رہ امتیاز ہو جا
اے طالب راہِ دین و دُنیا ۔۔۔ برگشتۂ حرص و آز ہو جا
اے جذبۂ اضطراب بسمل ۔۔۔ ہاں واقف کظم راز ہو جا
دنیا بھی بدل گئی ہے تو بھی ۔۔۔ اے شیخ زمانہ ساز ہو جا
جل شمع کی طرح سحر تک ۔۔۔ نادا قفِ سوز و ساز ہو جا

شاہانِ مغلیہ کی شاعری

(از جناب مولوی نجیب اشرف صاحب ندوی)

سیف و قلم باہم بہت کم جمع ہوتے ہیں۔ اکثر سلاطین صرف تلوار کے دھنی اور جنگ کے مردِ میدان ہوتے تھے۔ اُن کو فتوحات، ملکی وسعت، اور اگلے نامور حکمرانوں کی طرح حصولِ شہرت کی فکر دامنگیر رہتی تھی۔ لیکن مشرق میں یہ خیال ہمیشہ سے موجود تھا کہ سلطان کو جہاں ایک طرف صاحبِ شمشیر ہونا چاہیے۔ وہیں ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ علوم و فنون کی سلطنت کا تاجور بھی ہو۔ چنانچہ مشرقی شہزادوں کی تعلیم و تربیت کا ابتدا سے بہت کچھ خیال رکھا جاتا اور انتظام کیا جاتا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب وہ زینت بخش تختِ حکومت ہوتے تو بہادر سپاہیوں کے ساتھ ہی ساتھ مصنفین، شعرا اور اہلِ قلم حضرات کی بھی عزت و توقیر کرتے، اُن کو اپنے درباروں میں بلاتے، اُن سے علمی بحثیں سنتے اور ضروری مضامین پر کتابیں لکھواتے۔ بعض اوقات کسی عالم کے دربار میں لانے کے لئے مختلف سلاطین میں مسابقت ہوتی اور اُن میں سے ہر ایک دوسرے سے زیادہ مال و جواہر اُن کو بخشتا۔ مشرقی سلاطین کے دربار کی اصلی عزت اور شہرت صرف اُن کے عالم درباریوں کی وجہ سے تھی۔

شاعری چونکہ ایک عام مذاق کی چیز تھی اور بہت جلد ملک کے ایک حصہ سے دوسرے تک پھیل جاتی تھی اسلئے شعراء کو ایک اہم درجہ حاصل تھا اور جہاں کہیں دوسرے ملکی افسروں کا انتخاب و تقرر ہوتا تھا ایک ساتھ ہی ملک الشعرا افسر الشعرا وغیرہ کا تقرر عمل میں آتا تھا۔ اور انھیں کی صحبتوں میں اکثر سلاطین خود شعر کہنے لگتے۔ چنانچہ بابر کا دیوان آج بھی ترکی میں موجود ہے اسی طرح مغل خاندان کے اکثر سلاطین و شہزادگان حتیٰ کہ بیگموں اور شہزادیوں کے کلام سننے میں آئے ہیں۔ بابر، اکبر، ہمایوں، جہانگیر، مرزا کامران، زیب النسا، نور جہاں، محمد شاہ، ظفر وغیرہ کی شعری قابلیت سے ہر شخص واقف ہے۔ لیکن ان میں سے بعض ابتدائی سلاطین کا کلام اب مفقود ہو گیا ہے۔ حسن اتفاق سے ہمکو ایک بیاض ہاتھ آئی ہے جس میں جہانگیر کے وقت تک کے تمام سلاطین تیموریہ و شہزادوں کا کلام منتخب موجود ہے۔ چنانچہ آج ہم پہلے چار بادشاہوں کا کلام ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

فردوس مکان بابر بادشاہ

ہلاک میکند م فرقت تو دانستم وگرنہ رفتن ازیں شہر می توانستم

کارے کہ ترا آں جفا کار افتاد بس قصہ مشکل ست و بس امر عجیب

اے آنکہ جفائے تو بعالم علم است روزے کہ ستم نہ بینم از تو ستم است

ہر غم کہ رسد از ستمِ چرخ بدل مارا چو غمِ عشقِ تو باشد چہ غم ست

در حق بابا دولت نامی کہ از مخصوصانِ آنجناب بود فرمودہ

آنکہ مغز بشں زیادہ است ز پوست یار دیرین ماست بابا دوست

یارب کہ رضائے دلِ درویشاں دہ ایں ریشِ دلِ شکستہ را درماں دہ
حد نیست کہ گویم ایں مدہ یا آں دہ چیزے کہ رضائے تو درآں ست آں دہ

جمع است دلم با تو درون خانہ در تفرقہ ام بے تو بہمہ ویرانہ
چوں با تو شدم با خودم ہشیارم چوں بے تو شدم بخود م دیوانہ

یارب بکمالِ لطف خاصم گرداں عارف بحقائق خواصم گرداں
از عقلِ جفا کار دل افگار شدم دیوانۂ خود خوان و خلاصم گرداں

تا بزلفِ سیہش دل بستم از پریشانیٔ عالم رستم

آمد بہار و دل شدہ را کہ بار نیست بے روئے لالہ زار و ہوائے بہار نیست
در روزگار رفتنہ بسے دیدہ ام ولے چشمِ تو فتنہ ایست کہ در روزگار نیست

در حق مولانا شہاب معمائی فرمودہ:-

با مت ز نجم رفتہ بملک عرب ست وز نامہ تو در دلِ محزوں طرب ست
ہر کس بدر آرد از معما نامے نام از تو برآورد معما عجب ست

در فتح قلعہ چندیری فرمودہ

فتح کردم بحرب قلعہ او گشت تاریخ، فتح دار الحرب

از جنت آشیانی ہمایوں بادشاہ

آں نہ سرو ست کہ در باغ سر افراختہ است شمع سبز یست کہ پروانۂ او فاختہ است

اے دل مکن اضطراب در پیش رقیب حالِ دل خود مگوئے با ہیچ طبیب

در جواب بیرم خاں گفتہ

اے آنکہ انیس خاطر محزونی چوں طبع لطیف خویشتن موزونی
چوں مے دانی کہ بے تو چوں می گذرد چوں می پرسی کہ در فراقم چونی

از اکبر بادشاہ

من سرِ عشق را ز ہمہ کس نہاں کنم دیوانہ نیستم کہ چو مجنوں عیاں کنم

گریہ کردن زغمت موجب خوشحالی شد ریختم خون دل از دیدہ دلم خالی شد

آں یار کہ خوں شد دلم از دوری او من یار غمم ز دست مہجوری او
در آئینۂ چرخ نہ قوس و قزح ست عکسے ست نمایاں شدہ از چوری او

دوشینہ بکوئے مے فروشاں پیمانۂ مے بزر خریدم
اکنوں ز خمار سر گرانم زر دادم و درد سر خریدم

از جنت مکانی جہانگیر بادشاہ

ہر کس بضمیر خود صفا خواہد داد آئینۂ خویش را جلا خواہد داد
ہر جا کہ شکستۂ بود دستش گیر بشنو کہ ہمیں کا سر صدا خواہد داد

اے آنکہ غم زمانہ پاکت خوردہ اندوہ دل وسوسہ تاکت خوردہ
مانند قطرہائے باراں بزمیں جاکرم نکردہ کہ خاکت خوردہ

رفتی و آمدنے تا صد و نمی آئی مگرت پائے در حنا بستند

دلم لبکہ گرمی ست زعشق موئے در سینہ ام نمی روید

ما نامہ بہ برگ گل نویسم شاید کہ باد صبا رساند

جام مے ما ابر رخ گلزار می باید کشید ابر بسیار ست مے بسیار می کشید

نورانی سحر اور میری غفلت

(از جناب سید مرید مہدی صاحب میانوالی)

چرخ کہن جسکی آغوش محبت میں لیلائے شب کا رشتۂ حیات منقطع ہوا تھا شبنم کے آنسو بہا چکا تھا۔ اتنے میں نورانی سحر تزک و احتشام کے ساتھ آسمان سے اُتری۔ پھر کیا تھا عشق محبت قوم کا نور برسنے لگا۔ عقدۂ توحید حل ہوگیا۔ تمام عالم پر ایک کیفیت طاری ہوئی۔ عروسان چمن جھوم جھوم کر وجد میں مستغرق ہوئے، مرغزاروں میں سبزہ سربسجود ہوا، پرندے خدا کی تحمید و توصیف میں نغمہ سنج ہوئے، زاہد کنج عزلت میں جا چھپا، اور اپنے معبود حقیقی کی حمد و ثنا کا وظیفہ پڑھنے لگا، منکر بھی اس ساعت لایزال کے کرشموں کو دیکھ کر بے خود ہوگیا، اور بے اختیار کہہ اٹھا کہ جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے۔
مگر آہ! ساری کائنات میں میں ہی غافل فرد تھا۔ جو اس منظر سحر سے لطف اندوز نہ ہوا۔ اُف! خدائے عزوجل کو بھلا کر بستر استراحت پر خواب غفلت میں مخمور رہا۔ باد صبا جب مراحل طے کرتی ہوئی میری خوابگاہ کے پاس سے گذری تو مجھے باری تعالیٰ سے غافل پاکر اشکبار ہوئی۔ بعدہٗ مجھ سے اس طرح مخاطب ہوئی:-
آہ او خوش دل طور، تو زمزمۂ توحید میں منہمک یا س، مگر تو انسان جسکے سر پہ اشرف المخلوقات کا منور سہرا ہے، غفلت کا شکار ہے، اور نیند میں سرشار ہے۔ اے خاک کے پتلے، او نیند کے متوالے۔ ذرا بیدار ہو۔ یہ غفلت کہاں تک، زندگی تو اک خواب ہے۔ مثل حباب ہے، موج سراب ہے۔ جسکی حقیقت ہی نہیں، تو کل دارفانی سے چلنے کو ہے، تیری شمع ہستی بجھنے کو ہے، زندگی کے ان قلیل ایام میں منزل عشق کو جالے تاکہ کنز الآخرت سے محروم نہ رہے۔ نادان انسان! تجھے کنج لحد میں حشر تک سونا ہے جہاں تیری استراحت میں کوئی چیز خلل انداز نہ ہوگی۔ اب برخدا جاگ اور اس نورانی سماں کا بالغ نظری سے مشاہدہ کر، خالق باری کو پہچان، اُسکی ذات حق صفات سے لو لگا اور اُس پر ایسا نثار ہو جیسے بلبل گل پر فدا ہے، یا قمری سرو پر شیدا ہے۔ ذوالجلال کے وصال میں محو ہو کہ مجنوں کو تیری محویت پر رشک آئے اور فرہاد کوہکن بھی دبستان عشق میں تیرا تلمیذ بنے۔ لا محدود وقت خواب غفلت کی نذر ہوا، آیندہ کیلئے محتاط ہو۔ جب مرغ سحر صدائے اذان بلند کیا کرے تو بیدار ہو کر قدرت کاملہ کا مطالعہ کیا کر۔ یہ کہکر باد صبا چلتی ہوئی۔ میری آنکھ کھل گئی اور میں متحیر سا رہ گیا۔ قفس عنصری میں غم و الم کی آگ مشتعل ہوئی، پہلو میں درد اٹھا، دل پر سانپ لوٹنے لگے۔ میں اس عالم میں تھا کہ یکایک ہاتف غیبی نے صدا دی:-
دست فرزند آدم! مضطرب نہ ہو۔ باد صبا کی نصیحت پر عمل پیرا ہو، پھر دیکھ کیا راز کھلتا ہے۔

یادِ وطن

(از جناب مقبول عالم صاحب علم)

بیٹھے بیٹھے آج یاد آئے جو ابنائے وطن چٹکیاں لینے لگی دل میں تمنائے وطن
کیوں نہ آنکھوں میں پھرے ہر دم سراپائے وطن دل میں ہے حب وطن سر میں ہے سودائے وطن
ہو وطن والوں سے گر ملنا تو کہنا اے صبا جاں بلب ہجر وطن میں ہے یہ شیدائے وطن
ایک میں ہوں جو تڑپتا ہوں وطن کی یاد میں ایک وہ ہیں دیکھتے ہیں جو تماشائے وطن
گلشن عالم مری آنکھوں میں ہو جاتا ہے خار دشت غربت میں جو یاد آتا ہے صحرائے وطن
مدتیں گذریں کہ ہچکی بھی کوئی آتی نہیں ہائے ایسا بھول بیٹھے مجھکو ابنائے وطن
مجھکو کیا اُڑنے میں گر ہے تو صبا رشک پری میں تو جب جانوں اُڑا کر مجھکو لیجائے وطن
سوکھ کر ہجر وطن میں آہ! کانٹا ہوگئے ہائے وہ دن جبکہ ہم تھے اور چمن ہائے وطن
بن کے مجنوں علم نے چھوڑا وطن جسکے لئے
تا قیامت خوش رہے یارب وہ لیلائے وطن

صنفِ نازک کے لئے

مسلمانوں میں تعلیم نسواں کی ضرورت

(از جناب منشی رحیم الدین صاحب آزاد قریشی رئیس اودھ)

مسلمان عورتوں کی تعلیم کا مسئلہ عرصہ سے زیر بحث ہے اور نہ معلوم ابھی کتنی مدت تک کسی قابل عمل تصفیہ کا انتظار کرنا پڑے گا۔ دنیا میں آجکل کوئی قوم ایسی نہیں ہے جنکی عورتیں تعلیم یافتہ نہوں۔ امریکہ اور انگلستان کا ذکر جانے دیجئے۔ فرانس و جرمنی کی مثال ہم نہیں چاہتے۔ چین و جاپان سے ہم کو کوئی سروکار نہیں لیکن تعلیم نسواں کا مقابلہ ممالک اسلامیہ سے کرنا ہرگز بیجا نہوگا۔ کیا قسطنطنیہ اور مصر میں بھی مسلمان عورتیں ایسی ہی جاہل و ناخواندہ رکھی جاتی ہیں جیسی ہندوستان میں ؟ نہیں ہرگز نہیں ! وہاں کی عورتوں کے کارنامے جب ہماری نظروں کے سامنے آتے ہیں تو وہ باتیں ہمیں خواب و خیال معلوم ہوتی ہیں۔ اسلئے کہ ہماری عورتیں جاہل ہیں اور اُن میں یہ باتیں نہیں ہوتیں۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتک اس مسئلہ پر دو جماعتیں رائے زنی کرتی ہیں۔ ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ عورتوں کو علم تو ارتیخ کا جاننا اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے خاندان کی تین چار پشتوں کا نسب نامہ یا حال بتلا سکیں اور ان کا علم جغرافیہ اسقدر بہت ہے کہ مکان کے کمروں اور کوٹھریوں کا شمار کرسکیں۔ انکے کتب خانے کی اتنی وسعت بہت کافی ہے کہ صرف کلام مجید رکھ سکیں نہایت مضحکہ خیز ہے۔ دوسری جماعت کی یہ رائے ہے کہ نہیں عورتوں کو مردوں کے برابر پڑھنا چاہئے۔ سارے حقوق میں اُن کو مردوں کے برابر درجہ ملنا چاہئے۔ منصب او مراتب دونوں یکساں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ کوئی وجہ نہیں کہ صرف عورت ہونے کی وجہ سے وہ دنیا کی ان نعمتوں سے محروم رکھی جاویں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک جماعت اول کی تعداد غالب ہے اسلئے ابتک یہ مسئلہ معرض التوا میں پڑا ہوا ہے۔ اگر دونوں ہمخیال ہوکر یہ فیصلہ کرلیں کہ ہمیں اپنی عورتوں کو نہ تو اتنا جاہل رکھنا چاہئے جتنا جماعت اول کا خیال ہے اور نہ اتنا عالم بنانا چاہئے جیسی جماعت دوم کی رائے ہے تو یہ بات آسانی سے طے ہوسکتی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ مردوں کی طرح اعلیٰ ڈگریاں حاصل کریں۔ انگریزی پڑھکر کچہریوں میں وکالت کرنے جائیں۔ ڈاکٹری کی سند حاصل کرکے گھر گھر مسیحائی کرتی پھریں۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ کم از کم اُن کی مادری زبان تو ضرور انھیں پڑھائی جو ضرورت زمانہ کے لحاظ سے اُن کے لئے بہت ضروری ہے۔

عورتیں اسلئے نہیں بنائی گئیں کہ جاہل و ناخواندہ رہ کر صرف مرد کی خدمت بلکہ وہ ایسے اہم اور نازک فرائض کی ذمہ دار ہیں جسکے لئے اُن کا تعلیمیافتہ ہونا ضروری ہے۔ بچوں کی عادات اور خصائل کی درستی میں جو کام ماں کرتی ہے۔ باپ اُس کا عشر عشیر بھی نہیں کرسکتا۔ فرانس کے مشہور فاتح نپولین اعظم نے ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ "فرانس کو سب سے زیادہ اسکی ضرورت ہے کہ اسکی عورتیں تعلیم یافتہ ہوں۔ اسلئے کہ جو کچھ مجھ میں خوبیاں ہیں وہ میں نے اپنی ماں سے حاصل کی ہیں"۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ایک بچہ جو کچھ اپنی ماں سے سیکھ سکتا ہے۔ کسی سے نہیں سیکھ سکتا۔ ہر بچہ کے سامنے جو نمونہ مستقل طور پر رہتا ہے وہ اُس کی ماں ہے۔ اولاد ہمیشہ ماں کی پیروی کرتی ہے۔ بچے کے چال چلن اور طور طریقہ پر ماں کا اثر بہ نسبت باپ کے زیادہ ہوتا ہے۔ اوائل عمر میں جو خیالات دل کے اندر جم جاتے ہیں۔ ان کا حال بالکل بیج کے مانند ہوتا ہے۔ زمین میں بیج ڈالے جاتے ہیں کچھ عرصے تک پڑے رہنے کے بعد وہ بڑھتے ہیں۔ یہی حال اُن خصائل کا ہوتا ہے جو ہمارے دل میں ابتدا عمر میں جم جاتے ہیں اور آخر کو وہی ہمارے عادات اور اعمال ہوجاتے ہیں۔ مائیں اپنے بچوں کے دلوں میں جو عمدہ اور پاکیزہ خیالات جما دیتی ہیں وہی بڑے ہونے پر نیک اعمال کی شکل میں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔

ابتدائی عمر میں جو تعلیم و تربیت لڑکوں کے واسطے ضروری ہے۔ وہی لڑکیوں کیلئے بھی ہے۔ مردوں کے اخلاق و عادات کی درستی زیادہ تر عورتوں پر منحصر ہے۔ اسلئے انکی تعلیم بہت ضروری ہوجاتی ہے۔ جب یہ دونوں ملکر قوم کے کام کو انجام دینگے تو زیادہ کامیابی کی امید ہے۔ اور اسی میں قوم کی بہتری، فارغ البالی اور اقبال مندی کا راز مضمر ہے۔

اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ دنیا میں ہر کام زمانہ کی روش کی موافق ہوتا ہے۔ پھر اس وقت جبکہ دنیا میں ہر قوم و فرقہ کی عورتیں زیور تعلیم سے آراستہ کی جارہی ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم مسلمانوں کی عورتیں ویسی ہی جاہل و ناخواندہ رکھی جاویں وقت نہیں گیا ہے۔ اگر اس طرف اب بھی توجہ کی جائے تو یہ کمی بہت جلدی پوری ہوسکتی ہے۔

دامِ فریب

(از جناب شاعرہ خاتون مرحومہ)

بہن! یاد رکھ دستِ حسرت ملے گی — سیانوں کے کہنے پہ گر تو چلے گی
جہنم میں جھونک اے بہن! یہ نصیحت لے — انھیں کی طرح ورنہ تو بھی جلے گی
یہ تعویذ کیا پار بیڑا کریں گے — بھلا ناؤ کاغذ کی کیونکر چلے گی
فقیروں[1] کی پوجا جو کی زر کی دُھن میں — فقیری ہی چھاتی پہ کودوں دلے گی
سلامت روی نقش چلتا ہوا ہے — تری ہر بلا اس عمل سے ٹلے گی
میاں پاؤں دھو دھو کے تیرے پیے گا — جو تو پاؤں دابے گی پنکھا جھلے گی
دُعائیں جو لے گی تو بوڑھے بڑوں کی — تو دودھوں نہائے گی، پوتوں پھلے گی

مرے ڈھب پہ لانے کی کیوں بحث بیجا ہے
نہ یاں دال اسپہ شکم کی گلے گی

[1] یہاں فقیروں سے مراد ارباب غرض دنیا ہیں ورنہ اصلی اولیاء اللہ کی خدمت و اطاعت سعادت دارین موجب ہے

بلقیس

(از جناب گلبدن بیگم صاحبہ)

ملکہ بلقیس یمن کے ملوک سابئین کی اولاد سے ہے اور ۹۹۰؁ قبل مسیح گزری ہے مورخین نے اس کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ بلقیس بنت الهدہاد بن عمرو بن غالب بن ندلاف بن زید بن یعفر بن سکسک بن وائل بن حمیر بن عبدالشمس سبا بن یعرب بن قحطان۔

ملکہ بلقیس کی سلطنت

بلقیس کے زمانہ میں سابئین کی سلطنت کمال عروج پر تھی یمن کے علاوہ حضرموت المهرہ عمان بھی اس میں شامل تھے۔ اس زمانہ میں یہاں کے باشندوں نے زراعت و تجارت میں خوب ترقی کر لی تھی بہت بڑے بڑے ذرائع آبپاشی بنائے گئے تھے جن کے ذریعہ سے پانی تمام ملک میں پہنچایا گیا تھا۔ رعایا کو ہر قسم کا لطف زندگی حاصل تھا۔ مایحتاج زندگی بکثرت موجود تھیں زمین سیر حاصل، ہوا پاک و صاف، پانی کے شفاف چشمے بکثرت تھے۔ لوبان اور دیگر مصالحجات جو ملک سے باہر جاتے تھے بہت بڑے ذرائع دولت تھے۔ ملک میں بڑے بڑے شہر آباد تھے سبا جسکو مارب بھی کہتے ہیں دارالسلطنت تھا ظفا۔ اور شام تجارت گاہ تھے۔ جہاں ہندوستان، ایران، افریقہ کے شہروں سے تجارت ہوا کرتی تھی۔ اوفیر اور سبا سونے اور جواہرات کی کانوں کے لیے مشہور تھے۔

شہر سبا کو عبدالشمس سبا اکبر نے آباد کیا تھا۔ قدیم زمانہ میں بڑا ہی عمدہ شہر تھا اشعیاہ پیغمبر اور ارمیاہ نبی نے اپنے صحیفوں میں اس کی عظیم الشان وسعت اور عجیب و غریب رونق کا حال تفصیل سے بیان کیا ہے۔ صنعا کے قریب جنوب و مشرق کی سمت اسکے کھنڈر اپنی گذشتہ عظمت و شوکت یاد دلانے کیلئے ابھی تک موجود ہیں۔

سد سبا

ملکہ بلقیس نے شہر سبا کے قریب دو پہاڑیوں کے بیچ میں ایک عظیم الشان بند تعمیر کرایا تھا تاکہ اُس سے برسات کا پانی رُکا رہے اور ضرورت کے وقت زراعت کے لئے استعمال ہو سکے ۱۲۰؁ کے قریب یہ بند دفعۃً ٹوٹ گیا اور جو پانی اسکی وجہ سے رکا ہوا تھا نشیب میں پھیل گیا۔ اس سیلاب سے بکثرت شہر برباد ہو گئے۔ لاکھوں جانیں تلف ہوئیں، کروڑہا کا نقصان ہوا۔ الغرض یمن کا آدھے سے زیادہ ملک برباد ہو گیا۔ اس حادثہ کو سیل عرم کہتے ہیں سیل عرم نے یمن کی تاریخ کی کایا پلٹ دی۔ ہزاروں قبائل وطن چھوڑ کر متفرق ہو گئے۔ ایک فرقہ نے عراق میں جا کر سلطنت حیرہ قائم کی۔ دوسرے گروہ نے شام میں آباد ہو کر سلطنت غسان کا سنگ بنیاد رکھا۔

ملکہ بلقیس اور حضرت سلیمان علیہ السلام

ملک کنعان میں حضرت موسیٰ نے ایک عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈالی تھی [illegible] تاریخ میں سلطنت بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہے۔ جس زمانہ میں ملکہ بلقیس یمن میں حکومت کرتی تھی سلطنت اسرائیل پر جناب سلیمان فرمانروا تھے حضرت سلیمان بڑے جاہ و جلال کے پیغمبر اور شان و شوکت کے بادشاہ گزرے ہیں ان کی حکومت فلسطین کے سمندر سے لے کر نہر فرات تک پھیلی ہوئی تھی جس کا حجم چھیاسٹھ قنطار سونا سالانہ محاصل تھا۔ اس کے علاوہ آمدنی تھی جسے ملک کے عرب کے سلاطین بڑے بڑے صوبہ دار خراج کے طور پر دیا کرتے تھے۔

ملکہ بلقیس آفتاب پرست اور کافرہ تھی۔ حضرت سلیمان کو جب یہ حال ہوا تو آپ نے ملکہ کو خط لکھا اور خدا پرستی کی تبلیغ کی۔ ملکہ نے اسکے جواب میں تحفہ و تحائف دے کر ایلچی بھیجے۔ حضرت سلیمان نے تحفوں کو نامنظور کیا اور ایلچی سے فرمایا کہ ملکہ سے جا کر کہدو وہ بہت جلد ہماری اطاعت قبول کرے ورنہ ہم لشکر جرار کے ساتھ فوج کشی کرینگے۔ ملکہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت کی ملاقات کے لئے شام میں پہنچی اور کچھ دنوں مہمان رہنے کے بعد اپنے آبائی مذہب سے تائب ہو کر حضرت سلیمان کے مذہب و نکاح میں آ گئی۔ اس کے بعد ملکہ کے ہاں ایک لڑکا تولد ہوا جس کا نام حضرت نے داؤد رکھا۔

شہر تدمور

ملکہ بلقیس نے اپنی سکونت کے لئے شہر تدمور تعمیر کرایا تھا۔ یہ شہر دمشق سے (۱۴۰) میل کے فاصلہ پر شمال مشرق کی جانب ایک سرسبز نخلستان میں آباد تھا۔ رومیوں نے اسکو فتح کیا تو پالمیرا نام رکھا پالمیرا مشہور تاریخی مقام ہے اور مدتوں شمال عرب کے بادشاہوں کا دارالحکومت رہا ہے۔ زنوبیہ جس نے قیصر روم سے کئی معرکے لڑے ہیں اسی شہر کی ملکہ تھی۔ یہ شہر ظہور اسلام سے پہلے تباہ و تاراج ہو گیا۔ اسکے وسیع اور عظیم الشان کھنڈر اپنی گذشتہ شان و شوکت یاد دلانے کے لئے ۳ میل کی لمبائی میں ابھی تک موجود ہیں۔

قبر بلقیس

خلیفہ ولید بن عبدالملک ۸۶؁ تا ۹۶؁ کے زمانہ خلافت میں تدمور میں ایک کہنہ قبر کا پتہ لگا جسکے تعویذ پر بلقیس کا نام کندہ تھا۔ مگر خلیفہ نے بے ادبی کے خوف سے اسکو زیر خاک پوشیدہ کر دیا پھر اُسکا نشان نہ رہا

حسب ہے سب انتظام خانہ داری حصہ — عالم ایجاد میں وہ چیز عورت ہی تو ہے

عورت ایسی جو ہو اپنی خوبیوں سے دلپذیر — دے خدا جس گھر کو وہ اس گھر کی زینت ہی تو ہے

زینت ایسی جس سے ہر صورت میں رونق گھر کی ہو — اہل دنیا کے لئے دنیا میں نعمت ہی تو ہے

نعمت ایسی جس سے آسودہ ہو دل عمر بھر — وہ خدا کی دین ہے تو ہے وہ دولت ہی تو ہے

دولت ایسی جس سے روشن ہو جہاں میں گھر کا نام — اپنے گھر والوں میں وہ خوبی قسمت ہی تو ہے

قسمت ایسی خوب جس پر ناز ہو انسان کو — خلق پر وہ خالق عالم کی رحمت ہی تو ہے

رحمت ایسی جو ہو نازل گھر میں بارانِ کی طرح — جس میں نازل ہو وہ گھر دنیا میں جنت ہی تو ہے

جنت ایسی جس کے نظارے کو حاصل ہو بقا — چشم شوہر میں زن خوشخو کی صورت ہی تو ہے

صورت ایسی جس سے آئینہ ہو زن کا انگ انگ — قلب شوہر کے لئے تحریک رغبت ہی تو ہے

رغبت ایسی جس سے دل مائل ہو سکے اتحاد — راغب و مرغوب میں وہ شکل الفت ہی تو ہے

الفت ایسی جس سے باہم ہو نہ رنجش کا ظہور — اتفاق باہمی سے گھر کی عزت ہی تو ہے

عزت ایسی جو کرے پیدا نگاہوں میں وقار — مرد کے زن کے واسطے وہ حسن غیرت ہی تو ہے

غیرت ایسی خوبی عفت پہ ہو جس کی بنا — خلق میں اے شوقی اسکا نام عصمت ہی تو ہے

(شوقی)

[illegible] کی تفسیرات العرب بعض مورخین کہتے ہیں کہ اسکو عبدالشمس سے پہلے بنوایا تھا۔

صلۂ طاعت

مواقیت الصلوٰۃ خیر من یواقیت الصلات (نماز کے اوقات صلے یاقوت سے بہتر ہیں) جزی

(تمام حقوق محفوظ ہیں)

(۱)

منشی مشتاق علی صاحب کے نام سے اکثر لوگ واقف ہونگے کیونکہ اُن کی زندگی کے واقعات ناولوں اور افسانوں سے کم دلچسپ اور حیرت انگیز نہیں ہیں۔ منشی صاحب کی عمر اسوقت چالیس سال کے قریب ہے لیکن ایسے زاہد عابد اور خدا پرست بزرگ ہیں کہ بڑے بڑے پرہیزگار اور پارسا روزگار بھی اُن کے پایۂ تقدس کو نہیں پہنچتے خدا نے سب کچھ دیا ہے۔ کھانے پینے اور پہننے کی کمی نہیں۔ بازار میں کئی دوکانیں اور دو مسلم گاؤں ہیں۔ جن کی مجموعی آمدنی ہزار روپے ماہوار سے کچھ ہی کم ہوگی۔ لیکن منشی صاحب کو وہی جو کی روکھی سوکھی روٹی کھانے اور گاڑھا گزی پہننے سے مطلب ہے۔ بیوی بھی خدا نے ایسی نیک دی ہے جس نے چودھویں صدی میں رابعہ بصری کی مثال قائم کی ہے۔ اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ نام کی بھی رابعہ ہیں کیونکہ تین بہنوں کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔ منشی صاحب لکھنؤ کے رہنے والے ہیں۔ ان کے والد تو ان کی پیدائش سے کئی ماہ پہلے ہی بعض خانگی جھگڑوں سے خفا ہو کر کہیں چلے گئے تھے اور پھر کئی سال کے بعد بمبئی سے خبر آئی کہ فصلی بخار میں ان کا انتقال ہوگیا۔ لیکن ان کی والدہ عرصہ تک زندہ رہیں اور انھیں نے انکی تعلیم و تربیت میں کوشش کی۔ منشی صاحب ابتدا ہی سے بڑے نیک مزاج اور پابند مذہب واقع ہوئے اور نماز روزہ کے تو ایسے پابند تھے کہ ہوش سنبھالنے کے بعد نہ کبھی نماز قضا ہوئی اور نہ روزہ۔ خواہ رات بھر بیدار رہ کر پچھلے پہر آنکھ لگی ہو لیکن نماز فجر کے لئے اس طرح اُٹھ بیٹھتے تھے جیسے کسی نے شانہ ہلا کر جگا دیا ہے۔ کیسے ہی کمزور ہوں یا کام کی کثرت سے کیسے ہی مجبور ہوں لیکن ممکن نہ تھا کہ جان بوجھ کر ایک روزہ بھی چھوٹ جائے۔ ذوق طاعت کا یہ عالم تھا کہ مہینوں پہلے سے رمضان کی آمد کا انتظار کرتے تھے اور دن گنتے تھے۔ منشی صاحب کے قریبی رشتہ داروں میں بدقسمتی سے کوئی باقی نہیں تھا اور ان کی والدہ نے رہنے کا مکان فروخت کرکے ان کو لکھایا پڑھایا تھا چنانچہ وہ کرایہ کے مکان میں رہتے تھے۔ جب انھوں نے انگریزی مڈل کے امتحان سے فرصت کی جو اُس زمانہ میں کافی معیار لیاقت سمجھا جاتا تھا تو ان کی والدہ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی لیکن غربت کی وجہ سے کسی اچھے اور ذی ثروت گھر میں کامیابی نہیں ہوئی۔ آخرکار ایک لڑکی جو یتیم و لاوارث ہونے کی وجہ سے اپنے ماموں کے ہاں پرورش پارہی تھی اور انھوں نے اسے بوجہ لاولدی اولاد کی طرح پالا تھا شکل و صورت اور تمیز داری کے لحاظ سے ان کی والدہ کو پسند آئی۔ بات چیت ہوئی اور چند ماہ کے بعد شادی ہوگئی۔ اس لڑکی میں بڑی خوبی یہ تھی کہ منشی صاحب کی طرح بڑی دیندار اور پابند صوم و صلوٰۃ تھی جسکا سبب تھا کہ اسکے ماموں اور ممانی دونوں نہایت پابند شرع اور پرہیزگار تھے۔ چنانچہ اس کی شادی کے بعد انھوں نے اپنا تمام اثاث البیت فروخت کردیا اور مکہ معظمہ کو ہجرت کر گئے۔

(۲)

ختم تعلیم اور شادی کے بعد منشی مشتاق علی اور اُن کی والدہ کو سب سے زیادہ جس بات کا خیال تھا وہ آئندہ طریق معاشرت تھا کیونکہ اب ان دونوں کے پاس پس انداز رقم میں سے کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ اور یہ مسئلہ فوری ملازمت کے بغیر حل نہیں ہوسکتا تھا لیکن منشی صاحب کی حالت یہ تھی کہ مسجد کے چند نمازیوں اور اسکول کے چند مدرسین و طلبہ کے سوا اُن کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ مسجد کے نمازیوں میں سب غریب اور عموماً ادنیٰ طبقہ کے لوگ تھے اور ان میں ایک بھی ایسا نہیں تھا جو ان کی ملازمت کے لئے کوئی راہ نکالتا یا حکام سے انکی سفارش کرتا۔ اسکول کے شناساؤں میں طلبہ کا وجود تو بیکار تھا۔ ہاں مدرسین چونکہ ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور بعض دینداری اور پابندی صوم و صلوٰۃ کی بنا پر انھیں "ولی جی" کہتے تھے۔ اسلئے توقع تھی کہ شاید وہ ان کی کچھ رہنمائی کرسکیں۔ چنانچہ یہ ایک روز اپنے مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر منشی محمد شریف سے اُن کے مکان پر جاکر ملے۔ منشی محمد شریف دہلی کے رہنے والے اور واقعی اسم بامسمّیٰ تھے۔ انھیں ان مایوسانہ حالت کے ساتھ بڑی ہمدردی ہوئی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کے حقیقی بھائی ڈپٹی کمشنر دہلی کے دفتر میں ہیڈ کلرک تھے اور بڑا رسوخ رکھتے تھے اُنھوں نے خط و کتابت کے ذریعہ سے منشی مشتاق علی کے لئے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ایک جگہ کا انتظام کیا اور اگرچہ اُن کی والدہ کو مفارقت گوارا نہیں تھی لیکن مجبوراً منشی مشتاق علی اپنی والدہ اور اپنی بیوی کو خدا کے سپرد کرکے دہلی روانہ ہوگئے۔ چونکہ آدمی محنتی، ہوشیار اور دیانتدار تھے سال بھر کام کرنے کے بعد وہ مستقل اور ایک مجسٹریٹ کے ہاں اہلمد ہوگئے اب اُنھوں نے اپنے متعلقین کو بھی دہلی میں بُلا لیا اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ دو سال کا زمانہ تو بڑی بے فکری کے ساتھ بسر ہوا لیکن اسکے بعد منشی مشتاق علی کی زندگی نے ایک دوسری کروٹ بدلی۔ ان کا تبادلہ گوڑگانوہ میں ڈپٹی کمشنر کے اہلمد کی حیثیت سے ہوا۔ اتفاق سے اُن دنوں گوڑگانوہ میں ایک بڑا بدمزاج اور ذراسی بات پر سخت مشتعل ہوجانے والا حاکم آیا ہوا تھا۔ دوسری بدقسمتی یہ تھی کہ سررشتہ دار نہایت غیر متدین اور راشی تھا۔ منشی مشتاق علی تنخواہ کے علاوہ ایک پیسہ بھی ناجائز وسائل سے حاصل کرنا صحیح معنوں میں حرام سمجھتے تھے۔ حالانکہ بعض اوقات انھیں رشوت کے طور پر کافی رقوم ملتی رہیں لیکن اُن کے دل میں ذرا بھی ترغیب پیدا نہیں ہوئی۔ ان میں اور سررشتہ دار میں مشرقین کا فرق تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز میں تعلقات خراب ہوگئے اور سررشتہ دار منشی صاحب کے درپئے آزار رہنے لگا۔ جہاں تک کام کا تعلق تھا وہ ان پر کسی طرح کا قابو حاصل نہیں کرسکتا تھا تاہم انکی طرف سے صاحب کے دل میں غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا اور ان کی اچھی باتوں کو بھی ایک بُرے انداز میں نمایاں کرکے نفرت و حقارت کی بُنیاد ڈالتا تھا۔ اسی اثنا میں تبدیل آب و ہوا سے منشی مشتاق علی علیل ہوگئے۔ کام میں وہ مستعدی اور چستی جس کی ان کو عادت تھی باقی نہ رہ سکی اور یہ اتفاق عجیب کہ انھیں دنوں میں کام کی کثرت تھی۔ طبیعت علیل، کام کی کثرت، سررشتہ دار جانی دشمن، ڈپٹی کمشنر جانی دشمن، ایسی حالت میں غریب نوجوان پر جو مصیبت نازل ہوتی وہ کم تھی۔ لیکن وہ اپنی جان کی پروا کئے بغیر فرائض منصبی کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے گیا۔ بالآخر چند روز میں وہ بالکل تندرست ہوگئے اور کام کی وہ کثرت بھی کم ہوگئی۔ اگر منشی مشتاق علی بدباطن اور

بد ظن الطبع ہوتے تو سررشتہ دار کو سخت نقصان پہنچا سکتے تھے کیونکہ وہ نہ صرف رشوت ستانی اور بد دیانتی کی بُری عادتیں رکھتا تھا بلکہ اُس میں کام اور محنت کی بھی صلاحیت نہیں تھی۔ لیکن منشی صاحب نے کبھی اُسے نقصان پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا اور باوجودیکہ سررشتہ دار کے برتاؤ سے کھلی ہوئی ناگواری ظاہر ہوتی اور اُن پر فوقیت افسری مترشح ہوتی تھی جو بعض اوقات نہایت دل شکن ثابت ہوتی تھی۔ مگر وہ تحمل سے اپنے کام سے کام رکھتے

(۳)

جب سررشتہ دار نے دیکھا کہ منشی صاحب کسی طرح قابو میں نہیں آتے اور اپنے فرائض منصبی کی ادائگی میں غیر معمولی جست دکھاتے ہیں تو وہ اُن کی ذاتی کمزوریوں پر غور کرنے لگا۔ منشی صاحب کی جو سب سے بڑی ذاتی کمزوری تھی وہ نماز کی پابندی تھی۔ خواہ کیسا ہی ضروری کام ہو لیکن جب وہ یہ دیکھتے تھے کہ نماز کا وقت جا رہا ہے تو فوراً دفتر سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور فریضۂ خداوندی ادا کرکے پھر واپس آجاتے تھے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ مقدمات پیش ہو رہے ہیں کاغذات پھیلے ہوئے ہیں اور منشی جی نے دیکھا کہ نماز کے لئے کم سے کم وقفہ باقی ہے بس یہ کاغذات کو جوں کا توں چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سررشتہ دار اگرچہ مسلمان تھا لیکن مذہب کی پابندی ترک کر دینے سے اس کا دل سیاہ ہو چکا تھا اور صوم و صلوٰۃ کا کچھ احترام اُس کی نگاہ میں باقی نہیں تھا۔ اُس نے منشی مشتاق علی کی پابندی نماز کو غنیمت سمجھا اور ایک دن جب وہ کام ... چھوڑ کر نماز کے لئے گئے تو اس نے ایک ضروری کاغذ گم کر دیا۔ سرکاری دفتروں میں ایسے واقعات کچھ کم خطرناک نہیں ہوتے لیکن خدا نے غریب احمد کی آبرو بچائی اور چند روز کے بعد وہ کاغذ خود بخود مل گیا تاہم اس واقعہ سے صاحب کے دل پر اچھا اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ سررشتہ دار نے منشی مشتاق علی کی طرف سے اُسے پہلے ہی بدظن کر رکھا تھا ایک دن مقدمات پیش تھے اور منشی صاحب نماز کو گئے ہوئے تھے کہ صاحب کو یکایک اُن کی ضرورت ہوئی اور سررشتہ دار نے نہایت ناموزوں الفاظ میں اُن کی غیر حاضری کا حال بیان کیا۔ منشی صاحب واپس آئے تو صاحب نے انھیں بہت بُرا بھلا کہا۔ منشی صاحب نے خاموشی کے ساتھ سب کچھ سُنا لیکن دوسرے دن پھر وہ حسب معمول نماز کو گئے۔ اُن کے جاتے ہی سررشتہ دار نے صاحب کو موقع پاکر پھر مشتعل کر دیا اور آج بھی دیر تک کمرہ کی بلند چھت انگریزی لہجہ سے گونجتی رہی۔ تیسرے دن پھر یہی واقعہ پیش آیا جب منشی صاحب کو صحیح اندازہ ہو گیا کہ ڈپٹی کمشنر اور خدا کو خوش رکھنا دو مختلف باتیں ہیں تو انھوں نے ایک ماہ کی رخصت چاہی جو بالکل واجب تھی لیکن صاحب نے جو رخصت کی درخواست دیکھکر اور زیادہ مشتعل ہو گئے تھے رخصت دینے سے انکار کیا۔ آخر کار منشی صاحب نے استعفا دیدیا اور سررشتہ دار کے مشورہ سے صاحب نے منظور کر لیا۔

(۴)

ترک ملازمت کے بعد منشی مشتاق علی کے پاس نماز کی رکعتوں کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہا تھا۔ جب وہ استعفا دے کر اپنے گھر آئے اور متعلقین کو اپنے واقعات سُنائے تو وہ سب نہایت متاسف اور چیں بجبیں ہوئے لیکن استعفا ایسی وجوہ پر دیا گیا تھا کہ کسی مسلمان کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی تھی کہ منشی صاحب کی شان میں کوئی شماتت آمیز کلمہ استعمال کرے۔ ترک ملازمت کے بعد منشی مشتاق علی اپنی بیوی اور اپنی والدہ کو ہمراہ لے کر لکھنؤ واپس چلے آئے۔ اور یہاں پہنچکر اُن کو دوسرا صدمہ یہ اٹھانا پڑا کہ والدہ کا سایہ ہمیشہ کے لئے سر سے اُٹھ گیا۔ ملازمت دہلی کے دوران میں منشی صاحب کے چند احباب پیدا ہو گئے تھے اور انہی کو کبھی کبھی وہ اپنا حال پُر ملال لکھ بھیجتے تھے ان کے سوا کوئی اُن کا پرسان حال نہیں تھا۔ سلیقہ شعار بیوی نے اُن کی لاعلمی کی حالت میں کچھ روپیہ پیسہ انداز کر لیا تھا وہ اس مصیبت کے وقت بہت کام آیا لیکن رفتہ رفتہ وہ بالکل ختم ہو گیا اور فاقہ کشی کی نوبت آ پہنچی۔ دو روز تک کچھ نہ کھانے سے میاں بیوی کے منہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ حواس مختل ہو گئے۔ اُٹھتے بیٹھتے چکر آنے لگے۔

جب حالت یہاں تک سقیم ہوئی تو منشی صاحب کا ذہن اپنے اُستاد شفیق کی طرف منتقل ہوا لیکن مدرسہ پہنچکر انھیں کیسی مایوسی ہوئی جب یہ سُنا کہ منشی محمد شریف لکھنؤ سے ہردوئی کو بدل گئے۔ منشی صاحب دیر تک مدرسہ کے باہر ایک تپائی پر سر پکڑے بیٹھے رہے۔ مدرسہ کا بوڑھا چپراسی پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کی وجہ سے ان کا بہت احترام کرتا تھا۔ اُس نے قریب آکر انھیں غور سے دیکھا اور پہچان کر بڑی گرمجوشی کا اظہار کیا۔ منشی صاحب کو اس بیکسی کی حالت میں اتنی تسلی بھی بہت معلوم ہوئی دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ چپراسی کو اسی دن تنخواہ ملی تھی۔ چنانچہ اُس نے ان کی حالت سے متاثر ہوکر دو روپئے ان کو دئے اور جب انھوں نے انکار کیا تو اُس نے کہا کہ میں قرض دیتا ہوں جب آپ برسرکار ہوں تو مجھے واپس کر دیں۔ آخر بڑی رد و قدح کے بعد منشی صاحب نے وہ روپے رکھ لئے اور گھر کو واپس آئے۔ اُس زمانے میں اتنی گرانی نہیں تھی اور دو روپے میں مصیبت زدہ میاں بیوی زندگی کا ایک ہفتہ کم کر سکتے تھے۔ ایک ہفتہ کی فرصت غنیمت سمجھکر منشی صاحب نے ملازمت کی جستجو کی لیکن مصیبت اور ضرورت کے وقت انسان کم قیمت ہی نہیں بلکہ بے قیمت ہو جاتا ہے۔ کوئی صورت نہ نکلی۔ مجبور ہو کر انھوں نے لڑکے پڑھانے کا کام اختیار کرنا چاہا اور خدا خدا کرکے انھیں دو دو روپئے ماہوار کے چار جگہ ٹیوشن مل گئی۔ لیکن ایک لڑکا نخاس میں رہتا تھا تو ایک حضرت گنج میں جسکی وجہ سے انھیں سارا دن لکھنؤ کی سڑکوں پر چلتے ہی گذر جاتا تھا جس سے اُن کے پاؤں تو کبھی آزردہ نہیں ہوتے تھے لیکن جوتا ہر قدم پر آگے بڑھنے سے انکار کرتا تھا۔

(۵)

آٹھ روپئے ماہوار کی آمدنی جس میں سے ایک روپیہ مکان کے کرایہ کا نکل جاتا تھا کسی طرح مصارف روزمرہ کے لئے کافی نہیں تھی اور منشی صاحب دن بھر مبتلائے مشقت رہنے کے باوجود بھی اپنے آپ کو اور خاصکر اپنی خوبصورت بیوی کو کھانے پینے اور پہننے کی تکلیف میں دیکھ کر ہر وقت افسردہ رہتے تھے۔ اور خدا کی جناب میں رو رو کر دعا کرتے تھے کہ وہ انھیں تھوڑی سی فراخ دستی اور رزق میں کشادگی عطا کرے۔ اس پُر مصائب زندگی پر کامل ایک سال گزر گیا۔ اگلے زمانہ کے جتنے کپڑے میاں بیوی کے پاس تھے ختم ہو گئے۔ اور اتنی گنجائش نہیں تھی کہ نیا لباس طیار ہو۔ اب منشی صاحب کا

افلاس اُن کی صورت سے نظر آنے لگا ورنہ آجتک کسی شخص کو اُن کی اصلی حالت سے آگاہی نہیں ہوئی تھی۔ اسی حالت میں ایک روز منشی صاحب جمعہ کی نماز پڑھ کر جب گھر آئے تو بیوی نے ایک لفافہ انھیں دیا۔ یہ اِن کے قدیم دوست مرزا عباس حسین کا خط تھا اور دہلی سے آیا تھا۔ خط پڑھکر وہ بہت خوش ہوئے اور ان الفاظ کے ساتھ اُنھوں نے اپنی بیوی کو بھی مسرت میں شریک کیا" لو مبارک ہو میرے لئے دہلی میں ایک نوکری کا انتظام ہوگیا ہے۔ بیس روپئے ماہوار تنخواہ ہے۔ ایک نواب صاحب کی پیشی میں کام کرنا ہوگا۔ لیکن میرے پاس دہلی تک پہنچنے کے لئے خرچ نہیں ہے میں مرزا صاحب کو لکھتا ہوں کہ وہ سفر خرچ بھجوا دیں۔ خدا بھی کیا مسبب الاسباب ہے۔ رمضان مبارک میں ایک مہینہ باقی ہے۔ خدا نے کیا خوب انتظام کر دیا" منشی صاحب نے بیوی سے اس قدر گفتگو کرنے کے بعد مرزا عباس حسین کو خط لکھا اور ایک ہفتہ میں وہاں سے دس روپیہ کا منی آرڈر آگیا۔ منشی صاحب نے دو روپئے مدرسہ کے چپراسی کے بڑی تشکر گزاری کے ساتھ ادا کئے اور باقی رقم سے سفر کا سامان کرکے دہلی روانہ ہوگئے۔ مرزا عباس حسین نے ان کے لئے چار روپے ماہوار پر ایک چھوٹا سا مکان لے رکھا تھا چنانچہ یہ اُسی میں اتر پڑے اور دوسرے دن نواب عماد الدین کی خدمت میں حاضر ہوکر باقاعدہ خدمات مفوضہ انجام دینے لگے۔

(۶)

نواب عماد الدین اگرچہ مسلمان تھے لیکن انھوں نے ہوش سنبھالنے کے بعد نہ کبھی نماز پڑھی تھی اور نہ کبھی روزہ رکھا تھا۔ مذہب کو وہ ایک تقویم پارینہ سمجھتے تھے اگر کسی شخص کو پابندِ مذہب دیکھتے تھے تو اُسے بیوقوف اور سادہ لوح کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اُنھوں نے دُنیا میں آکر صرف دو کام سیکھے تھے۔ روپیہ کمانا اور عیش و عشرت میں صرف کرنا۔ عید ہو یا محرم اُن کے ہاں اربابِ نشاط کا مجرا روز ہوتا تھا۔ کسی مستحق اور حاجتمند کی امداد وہ کفر سمجھتے تھے۔ اُن کے صندوقچے سے روپیہ منتقل ہوکر یا تو کشمیری دروازہ کے تاجروں کے پاس پہنچتا تھا یا چاوڑی بازار کے منی بیگ اُس سے لبریز ہوتے تھے۔ منشی صاحب کو انھوں نے جب قطع ریش اور ٹخنے پاجامے کے ساتھ دیکھا اور پھر پابندِ مذہب بھی پایا تو انھیں ان کی عقل و فہم کے متعلق بدگمانی پیدا ہونے لگی۔ نواب صاحب نے کئی بار منشی صاحب کی وضع قطع پر پھبتیاں بھی کہیں لیکن انھوں نے چنداں پروا نہیں کی ایک مہینہ خیر و خوبی کے ساتھ گزر گیا اور منشی صاحب کی کفایت شعار بیوی نے جو چند روپئے اس مہینے میں پس انداز کئے تھے اُن سے تن پوشی کی بہت سی مشکلات حل ہوگئیں اب رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوا اور منشی صاحب نے حسب معمول روزہ رکھنا اور رات دن کا بیشتر حصہ نماز و تلاوت میں بسر کرنا اختیار کیا۔ ان مصروفیتوں اور روزہ کی قدرتی کمزوری و اضمحلال کی بنا پر اُن میں اگلی سی چابکدستی اور جفاکشی باقی نہیں رہی تھی پھر بھی وہ اپنا فرض منصبی بڑی دیانتداری کے ساتھ انجام دیتے تھے لیکن اسکا کیا علاج تھا کہ نواب صاحب کو صوم و صلوٰۃ سے نفرت تھی اور جہاں ملازمین میں سے کسی نے روزہ رکھا کہ انھوں نے اُسے پریشان کرنا اور مضحکہ اڑانا شروع کیا۔ چند روز تک انھوں نے منشی صاحب کا خیال کیا لیکن پھر انکو بھی تنگ کرنے لگے۔ عجیب و غریب احکام صادر کرنا، بات بات میں جھنجھلانا اور روزہ کو مورد الزام ٹھہرانا، اُن کا معمول تھا۔ منشی صاحب میں اب قوت برداشت مفقود ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دن جب نواب صاحب صوم و صلوٰۃ کے متعلق بیہودہ خیالات کا اظہار کر رہے تھے یہ اُن سے لڑ پڑے۔ نواب صاحب کے لئے غالباً یہ پہلا موقع تھا کہ اُنھوں نے ایک ملازم سے اپنی مخالفت دو بدو ہوکر سُنی۔ وہ بہت مشتعل ہوئے اور اشتعال کا جواب انھیں اشتعال سے ملا تو اُنھوں نے اُسی وقت منشی صاحب کو برخاست کر دیا لیکن اتنی مہربانی کی کہ پندرہ دن کی تنخواہ اور لکھنؤ تک کا کرایہ بھی دیدیا۔

(۷)

اتنی تکالیف کے بعد نوکری ملنا اور پھر اس طرح اُس کا جاتا رہنا منشی مشتاق علی کو اگر شاق ہوتا تو تعجب انگیز نہیں تھا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اُن کا دل اس واقعہ سے ذرا بھی متاثر نہیں تھا۔ بلکہ وہ اپنے دل میں فاتحانہ مسرت محسوس کرتے تھے۔ گویا وہ عرصہ سے ایک معرکہ میں سرگرم تھے اور آج اُنھیں فتحیابی حاصل ہوئی تھی۔ منشی صاحب کے احباب اس واقعہ سے بہت متاسف ہوئے اور وہ انھیں روکتے رہے لیکن منشی صاحب نے لکھنؤ کو دہلی پر ترجیح دی اور دوسرے دن اٹھ بجے شب کی گاڑی سے تراویح پڑھکر دہلی سے چلدیے اُنھوں نے احتیاطاً اپنی بیوی کو اپنے پاس مردانہ درجے میں بٹھالیا۔ معمول کے مطابق سحری کھائی اور دوسرے دن کے روزہ کی طیاری کرنے لگے جب صبح کے ۴ بجے تو منشی صاحب کو نماز فجر کے لئے وضو کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن پانی موجود نہیں تھا۔ اسٹیشن پر بھی پانی نہیں ملا۔ رفتہ رفتہ نماز قضا ہونے کا اندیشہ محسوس ہونے لگا۔ آخر ایک اسٹیشن پر مسافروں نے بتایا کہ یہاں دو گاڑیوں کا میلان ہوگا اور گاڑی دیر تک ٹھہریگی منشی صاحب لوٹا لیکر اسٹیشن پر اترے بمشکل تمام پانی ملا لیکن ابھی وہ فاصلہ پر تھے کہ گاڑی جلدی روانہ ہوگئی وہ دوڑکر قریب آئے اور چاہتے تھے کہ تختہ پر پاؤں رکھیں لیکن گارڈ نے اُنھیں دھکیل دیا۔ الغرض منشی صاحب اس اسٹیشن پر رہ گئے اور گاڑی روانہ ہوگئی۔ اس جگہ منشی صاحب کے الفاظ نقل کرنا مناسب ہوگا وہ کہتے ہیں کہ "مجھے یہ معلوم ہوا کہ گویا گاڑی میرے سینے پر سے گزر رہی ہے" گاڑی نکل جانے کے بعد صرف دو صورتیں تھیں یا وہ اسٹیشن ماسٹر سے مل کر تار دینے کی خواہش کرتے یا نماز فجر پڑھتے جو چند منٹ کی تاخیر میں قضا ہوجانے والی تھی۔ منشی صاحب نے یہی کیا اور دل کے تمام تفکرات دور کرکے فریضۂ سحری ادا کیا۔ اسکے بعد وہ اسٹیشن ماسٹر کے پاس گئے لیکن چھوٹے اسٹیشنوں کے اہل کار گاڑی نکل جانے کے بعد بالکل مطمئن ہوجاتے ہیں اور اسٹیشن پر باقاعدہ موجود نہیں رہتے۔ اسلئے بصد مشکل اسٹیشن ماسٹر سے ملاقات ہوئی۔ اور یہ اندازہ کرکے کہ اب گاڑی مراد آباد پہنچی ہوگی۔ مراد آباد تار دیا گیا۔ دوسری ٹرین دن کے دو بجے اس اسٹیشن پر پہنچی تھی۔ چنانچہ یہ وقفہ سخت اندوہ و تکلیف میں گزار کر منشی صاحب مراد آباد پہنچے۔ پلیٹ فارم۔ ویٹنگ روم اور مسافرخانہ میں جستجو کی۔ اہلکاران ریلوے سے دریافت کیا لیکن سراغ نہیں ملا۔ مایوس ہوکر لکھنؤ پہنچے لیکن وہاں بھی گم شدہ بیوی کا پتہ نہ چلا۔ اب منشی صاحب کے حزن و ملال کی انتہا نہ تھی۔ انھوں نے لکھنؤ سے

اُس اسٹیشن تک جہاں یہ حادثہ پیش آیا تھا ہر چھوٹے بڑے اسٹیشن پر اُتر کر اور دوسری ٹرین کی آمد تک ٹھہر کر جستجو کی اور کافی مدت تک خستہ و خراب رہے۔ اخبارات میں اشتہار دئے۔ احباب کو خط لکھے۔ لیکن جہاں درویش کی شہزادیوں کی طرح اُن کی جان و دل کی مالک اور بے سر و سامان گھر کی ملکہ کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ اب منشی صاحب کی نگاہ میں دنیا تاریک تھی۔ اُنھوں نے گولا گنج کی ایک مسجد میں اقامت اختیار کر لی اور تھوڑی دیر ایک لڑکے کو پڑھاتے تھے جسکے ماں باپ اُن کے کھانے کے کفیل تھے۔

(۸)

بیوی کے ملنے سے مایوس۔ دنیاوی آرام و راحت سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو کر منشی مشتاق علی اپنی زندگی کا غیر معلوم زمانہ بسر کر رہے تھے اور مسجد میں اقامت کئے ہوئے انھیں دو سال کا زمانہ گزر چکا تھا ایک دن وہ نماز چاشت سے فارغ ہو کر اپنے حجرے کے باہر بیٹھے ہوئے دھوپ کھا رہے تھے کہ تحصیل کے ایک چپراسی نے اُنھیں اُن کا نام لیکر پکارا۔ منشی صاحب چونک پڑے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ تحصیلدار صاحب نے طلب کیا ہے۔ چپراسی یہ کچھ نہیں بتا سکا کہ طلبی کا باعث کیا ہے۔ بہر حال منشی صاحب دن کو ۱۲ بجے تحصیلدار صاحب کے پاس پہنچے۔ انھوں نے ایک مسل نکال کر دریافت کیا۔

تحصیلدار صاحب - "آپ حاجی اشتیاق علی سے واقف ہیں:"

منشی صاحب - "میں اس نام کے کسی شخص سے واقف نہیں۔ البتہ میرے باپ کا یہ نام تھا"

تحصیلدار صاحب- "آپکے والد ابتک کہاں تھے اور اُن کا انتقال کب ہوا؟"

منشی صاحب- "یہ مجھے بالکل معلوم نہیں۔ والدہ مرحومہ سے یہ سُنا تھا کہ وہ میری پیدائش سے دو تین ماہ قبل میری نانی اور ماموں سے خفا ہو کر گھر سے چلے گئے تھے اور پھر کبھی واپس نہیں آئے۔ کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ بمبئی میں اُن کا انتقال ہو گیا اس سے زیادہ مجھے واقفیت نہیں۔"

تحصیلدار صاحب - "آپ کے دادا کا نام؟"

منشی صاحب - "منشی رمضان علی۔"

تحصیلدار صاحب نے نام سُن کر مسل پر نظر ڈالی اور پھر منشی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا

تحصیلدار صاحب - "آپ کی والدہ اور نانا کا نام؟"

منشی صاحب- "میری والدہ کا نام آمنہ بی بی اور میرے نانا کا نام شیخ ناصر علی تھا"

تحصیلدار صاحب نے پھر مسل کے اندراجات سے مقابلہ کیا اور کہا۔

تحصیلدار صاحب- "آپ چند معززین سے اپنے بیان کی تصدیق کرا سکتے ہیں؟"

منشی صاحب- "آسانی کے ساتھ لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اس کی کیا ضرورت ہے؟"

تحصیلدار صاحب- "حاجی اشتیاق علی نے کچھ جائداد اپنے ترکہ میں چھوڑی ہے۔ اور مراد آباد سے کاغذات آئے ہیں کہ اُن کے وارثوں کا سراغ لگایا جائے۔ متوفی نے اپنا اور اپنی بیوی کا حال لکھا ہے لیکن آپ کا نام نہیں لکھا۔ اپنی وصیت میں صرف اتنا لکھا ہے کہ اگر میری اولاد ہو تو اُسے قبضہ دلا یا جائے ورنہ میری بیوی کو اور اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو کل جائداد جیسا کہ انھوں نے تشریح کر دی ہے وقف کر دیجائے۔"

تحصیلدار صاحب - "اچھا تو آپ کل دو بجے اپنے تصدیق کنندگان لیکر آجائیں"

منشی صاحب تحصیلدار صاحب سے یہ رخصتی فقرہ سُن کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ دورماندگی کی حالت میں اس طرح بے زحمت اور بے منت جائداد ملنے کا خیال اُن کے لئے جسقدر مسرت بخش ہوتا کم تھا لیکن اس مسرت کو باطل کر دینے والی چیز وہ گمشدہ بیوی کی یاد تھی۔ جو افلاس کی تکالیف میں شوہر کی رفیق رہ کر اب دولت مسرتوں میں شرکت کے لئے موجود نہیں تھی۔

(۹)

بہر حال تصدیق کے مراحل اور دیگر ضابطہ کی تکمیل میں دو ماہ کا قلیل عرصہ صرف ہوا اور اسکے بعد سرکاری طور پر منشی مشتاق علی کو اُن کی والد کی جائداد کا مالک قرار دیا گیا۔ جائداد کی تفصیل یہ تھی کہ ایک لاکھ ۱۵ ہزار روپیہ نقد بنک میں موجود تھا۔ ۱۱ بہت بڑی دوکان ظروف کی۔ یہ سب کچھ مراد آباد میں تھا۔ چنانچہ مراد آباد پہنچکر منشی صاحب اس دوکان اور روپے پر قابض ہو گئے۔ لیکن مراد آباد پہنچکر اُنھیں معلوم ہوا کہ اُن کے والد کی ایک بیٹی بھی ہیں جن کے لئے مرحوم نے دس ہزار روپیہ نقد دئے جانے کی وصیت کی ہے اور جو زنانہ مکان میں موجود ہیں۔ منشی صاحب نے اُن کے پاس جانا پسند نہیں کیا اور بنک سے دس ہزار روپیہ نکال کر انھیں بھیجدیا اور روپے کی رسید منگوائی۔ منشی صاحب نے رسید پر "انوری" اور پھر "بنت اصغر علی" کے الفاظ پڑھے تو دل دھڑکنے لگا۔ ماما کو بھیجکر مزید حالات دریافت کئے اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ اُن کی بیوی ہیں تو مسرت و شادمانی کا اندازہ دشوار تھا۔ گریۂ مسرت سے جب فرصت ملی تو منشی صاحب نے اپنی بیوی سے ان کی سرگذشت اور یہاں تک پہنچنے کا حال دریافت کیا۔ انھوں نے کہا کہ دہلی سے ایک طوائف مراد آباد آرہی تھی اُس نے مجھے دھوکا دیکر مراد آباد میں اُتارا۔ اور اپنے گھر لے گئی۔ اُسکے گھر پہنچکر جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ طوائف ہے تو خوف و ہراس اور غم و یاس کی کچھ انتہا نہیں رہی عالم بے تابی میں کوٹھے کے بالائی حصہ پر میں چڑھ گئی اور زینہ کا دروازہ بند کر لیا اور ارادہ تھا کہ چھت سے گر کر جان دیدوں لیکن میری گریہ و زاری کی آواز ان بزرگ تک پہنچی جو اپنی دوکان کے بالاخانے پر اتفاق سے اُسوقت موجود تھے۔ انھوں نے حال دریافت کیا اور میری داستان غم سے متاثر ہو کر مجھے اپنے پاس بُلا لیا۔ مجھ سے بہت خواہش کی کہ میں جہاں کہیں جانا چاہوں وہ مجھے پہنچا دیں۔ لیکن میں کہاں جاتی اور انھیں کس کا پتہ بتا دیتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ باپ سے زیادہ شفیق ثابت ہوئے۔ مختصر یہ کہ میں تم سے جدا ہو کر صرف دو گھنٹہ اس طوائف کے بالاخانے پر رہی اور اب تک اس مکان میں موجود ہوں۔ مجھے اور میرے مربی محسن کو کبھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہم دونوں آپس میں اتنا قریبی رشتہ رکھتے ہیں۔ اور میرا انھیں باپ سمجھنا اور ان کا مجھے بیٹی کہنا کس حد تک واقعیت سے بھی ہے۔

پیربھائی

بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ

دین و دُنیا کی اشاعت

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے رسالہ دین و دنیا اب ساڑھے تین ہزار چھپتا ہے۔ ہندوستان میں غالباً کسی اُردو ماہوار رسالہ کی اتنی اشاعت نہیں ہے۔ بلکہ اکثر روزانہ اخبارات بھی اتنی اشاعت نہیں رکھتے دوسری خصوصیت اس رسالہ کی فضل ربانی سے یہ ہے کہ اس کا ہر خریدار شوقین ہے۔ اور مضامین رسالہ کی نسبت وقتاً فوقتاً رائے زنی کرتا رہتا ہے۔ مقررہ تاریخ اشاعت کے خلاف اگر ذرا سی دیر بھی اشاعت رسالہ میں ہو جائے تو سیکڑوں خطوط روزانہ آنے لگتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرچہ اپنے ناظرین کو بہت ہی محبوب ہے۔

دو مہینے کے رخنے

جب سے رسالہ جاری ہوا ہے ٹھیک وقت مقررہ پہ شایع ہو جاتا ہے۔ مگر گذشتہ دو مہینوں میں محرم شریف کے سبب دیر کی ابتدا ہوئی کیونکہ رسالہ کے کاتب صاحب شیعہ ہیں۔ پھر مولانا سید ظہور احمد صاحب وحشی ایڈیٹر کے وطن میں بارش کا طوفان آیا جس کے سبب وہ عرصہ تک دہلی نہ آسکے پھر موسمی بخاروں کی یورش ہوئی۔ اور ان وجوہات کے سبب دو مہینہ کے رسالے مقررہ تاریخ کے بہت دیر کے بعد شایع ہوئے۔

مگر اب تائید ایزدی سے تمام مشکلات دور ہو گئی ہیں اور رسالہ مقررہ تاریخ پر شایع ہوتا رہیگا چنانچہ دسمبر کا یہ پرچہ یکم دسمبر کو شایع ہوتا ہے۔

محکمہ ڈاک کی غفلت

ہندوستان کے ہر اخبار رسالہ کو شکایت ہے کہ پرچے خریداروں کو نہیں پہنچتے۔ اور جو رسالہ یا اخبار زیادہ دلچسپ ہوتا ہے اسی قدر ڈاک خانہ میں اس کی لوٹ ہوتی ہے یعنے محکمہ ڈاک کے اہلکار اس کا پڑھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ پڑھنے میں تو مضائقہ نہیں غضب یہ ہے کہ اس کو خریدار تک نہیں پہنچاتے بلکہ پڑھ کر ضایع کر دیتے ہیں۔

مینیجر دین و دنیا کا بیان ہے کہ ہر مہینے کئی سو کے قریب پرچے مکرر بھیجنے پڑتے ہیں جب بھی شکایتوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

خیال کرنے کی بات ہے جس رسالہ کی اتنی بڑی ضخامت ہو۔ ایسا اچھا کاغذ اور لکھائی چھپائی ہو اور جس کی تیاری میں بڑی بڑی تنخواہوں کے لایق ایڈیٹر پورا مہینہ مصروف رہتے ہوں اور جس کی قیمت صرف دو روپئے سال ہو اس کا مالک ہر مہینہ سیکڑوں پرچے اور ان کا مکرر محصول کس گھر سے دے سکتا ہے۔ مگر آفرین ہے اس کو کہ وہ ناظرین کے شوق اور اپنے کام کی شہرت کے لئے یہ تمام نقصانات گوارا کرتا ہو مگر باوجود مسلسل شکایتوں کے محکمۂ ڈاک کچھ انتظام نہیں کرتا۔ اور پرچوں کی چوریاں اسی طرح جاری ہیں۔

اس کا علاج سوائے اس کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ خریدار صاحبان بھی ہمت کریں اور جب رسالہ نہ پہنچے تو اپنے ڈاک خانہ کی شکایت افسران محکمہ ڈاک کو لکھدیں شاید اسی طرح طوفان کا سدباب ہو سکے۔

میرے نام شکایتی خطوط

میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ میں رسالہ دین و دنیا کا مالک، یا ایڈیٹر یا مینیجر نہیں ہوں۔ اور مجھ کو سوائے پیربھائی کے اور کسی حصہ مضامین سے تعلق نہیں ہے۔ نہ میں انتظامی معاملات میں کچھ دخل رکھتا ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ ناظرین دین و دنیا رسالہ نہ پہنچنے یا جاری کرنے یا پتہ بدلوانے کے خطوط میرے نام بھیجتے ہیں جس سے مجھ کو بہت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ میری سکونت درگاہ شریف میں ہے جو دفتر رسالہ سے چار میل کے فاصلہ پر ہو اگر میں ان خطوط کا جواب نہ دوں تو مکرر شکایت نامے آتے ہیں اور جواب دوں تو میرے دوسرے ضروری کاموں کا حرج ہوتا ہے۔

جو شخص تقریباً پچاس خط روزانہ کا جواب دیتے دیتے تھکا جاتا ہو جس کو تصنیف تالیف ملنے چلنے کے لئے بڑا وقت درکار ہوتا ہو اس کے اوپر یہ نیا بوجھ ڈالنا بڑا ظلم ہے۔ اسواسطے میں ناظرین دین و دنیا اور برادران طریقت احباب کی خدمت میں یہ عام اطلاع پیش کرتا ہوں کہ آئندہ رسالہ جاری کرانے یا پتہ بدلوانے یا رسالہ نہ پہنچنے یا اور اسی قسم کی باتوں کے لئے مجھ کو کچھ نہ لکھا کریں۔ مینیجر رسالہ دین و دنیا دہلی کا پتہ خطاب ہونا چاہئے۔

احمد وجودی کی خدمات

سلطان احمد وجودی نظامی مالک نظامیہ بک ایجنسی بٹالہ نے جب سے خواجہ پریس قایم کیا ہے برابر میری پرانی تحریریں تلاش و مرتب کر کے رسائل کی صورت میں چھاپ رہے ہیں۔ اور اب تک حسب ذیل رسائل چھاپ چکے ہیں۔

گورنمنٹ اور خلافت۔ شیطان کا طوطا۔ لاہوتی آپ بیتی۔ چار درویشوں کا تذکرہ۔ چودھویں صدی کے تین شہید۔ مرگ نامہ۔ گاندھی نامہ۔ بچوں کا درس۔ یہ سب رسالے ان کے ہاں اور دفتر حلقہ مشایخ دہلی اور دفتر خواجہ ڈپو دہلی اور دفتر نظام المشایخ دہلی اور ہندوستان کی ان تمام ایجنسیوں سے مل سکتے ہیں

جہاں میری کتابیں بکتی ہوں۔

سی پارۂ دل حصہ دوم کی ترتیب بھی میں نے انہی کے سپرد کردی ہے اب انہوں نے خواجہ پریس کے لئے مشین بھی لے لی ہے امید ہے کہ چھپائی کی موجودہ خرابیاں رفتہ رفتہ درست ہوجائیں گی۔

مجھ کو اپنے مضامین اور تصنیفات بیٹوں کی طرح عزیز ہیں۔ احمد وجودی میرا روحانی فرزند ہے اور میری قلمی اولاد کو گم شدہ مقامات سے تلاش کر کے مجھ تک پہنچا رہا ہے پس احمد وجودی کو اپنا سپوت بیٹا کہوں تو پھر بھائیوں کو رشک نہ ہونا چاہئے کہ جو کام کسی دوسرے فرزند سے نہ ہوسکا وہ احمد وجودی نے کر کے دکھا دیا۔

سیرۃ آل عباس جناب مولانا حکیم فرید احمد صاحب عباسی نے اپنے خاندان عباسیہ کی تاریخی کیفیت لکھنے کا بہت اچھا سلسلہ شروع کیا ہے۔ پہلے سیرۃ العباس کے نام سے حضرت عباس ابن مطلب کے حالات ایک جلد میں شایع کرچکے ہیں اب انہوں نے اس کا دوسرا حصہ سیرۃ آل عباس کے نام سے شایع کیا ہے۔ ۲۰×۲۶ سائز کے دو سو بیس صفحے ہیں۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اچھا ہے۔ اس کتاب میں عبداللہ منصور خلیفہ بغداد تک آل عباس کے مستند و دلچسپ و مفید حالات جمع کئے گئے ہیں۔

حکیم صاحب باوجود اشغال طبی سالہا سال سے علمی تحقیقات و تالیفات میں مصروف رہتے ہیں۔ اور یہ کتاب ان کی محنت کی بےنظیر یادگار ہے۔ وہ آل عباس کو سید کے لقب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اپنے نام کے ساتھ بھی سید لکھتے ہیں۔ جو لوگ سیادت کا لقب بنی فاطمہ سے مخصوص سمجھتے ہیں ان کو یہ جدت بہت عجیب معلوم ہوگی۔ قیمت عا
ملنے کا پتہ مولانا حکیم فرید احمد صاحب پرنسپل زنانہ طبیہ کالج دہلی۔

رسالہ توحید امرتسر سے ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے ایک ماہوار رسالہ تبلیغ اسلام توحید کے نام سے جاری کیا ہے۔ ۴۲ صفحہ ہیں۔ ایک روپیہ سالانہ قیمت ہے۔ اس کے سرورق پر حکیم محمد اجمل خاں وغیرہ نامور لوگوں کے نام سرپرستی میں لکھے ہوئے ہیں۔ اندر ایک عامیانہ مذاق کی نظم دو صفحوں میں ہے۔ اس کے بعد دو صفحوں میں تبلیغ اسلام کے وسائل بتائے ہیں جو نہایت بے سر و پا اور بے معنی ہیں۔ پھر چار صفحوں میں چندہ مانگنے کی صدائیں ہیں۔ پھر ایک صفحہ میں حضرت اکبر کی ایک نظم بیگم بھوپال کی شان میں ہے۔ گویا مضمون صرف چار صفحہ کا ہے۔ اس کے بعد باقی تمام صفحات میں کوک شاستر بال اُڑانے کے پوڈر، مقوی گولیوں اور شرمناک امراض کی ادویات کے اشتہارات ہیں۔

قابل شرم ہیں وہ لوگ جو توحید کے مبارک نام کو اس خرافات سے بدنام کرتے ہیں۔ کیا ان کو اشتہار دینے اور روپیہ کمانے کے لئے کوئی اور ذریعہ معلوم نہ تھا۔ تعجب ہے حکیم صاحب نے ایسے مکروہ رسالہ پر اپنا نام لکھنے کی کیوں اجازت دی۔ مسلمانوں کو یہ حرکتیں زیبا نہیں ہیں۔

جیل اور اذان سید حسن صاحب آرزو پھلواروی نے ایک منظوم رسالہ مسائل اذان کی نسبت لکھا ہے جیل خانوں کی موجودہ کشمکش میں اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

رسالہ حق نما یہ بھی سید حسن صاحب آزاد کی تالیف ہے جس میں مقاصد کے زیر اثر اتحاد ہندو مسلمان کے شرعی احکام جواز لکھے ہیں سید احمد صاحب سکرٹری خلافت کمیٹی صوبہ بہار پٹنہ سے دستیاب ہوگا۔

اسلامی مساوات محمد حفیظ اللہ صاحب سکرٹری مسلم ایسوسی ایشن شریف نے ۲۲ صفحہ کا یہ رسالہ مفید لکھا ہے۔ اس میں بھی اتحاد ہندو مسلمان معلوم ہوتا ہے اور واقعات تاریخی و شرعی جمع کرنے میں محنت کی ہے۔ قیمت ۸ر مصنف سے پتہ مذکور پر ملیگا

ترک موالات پر تبصرہ مولانا فتح الٰہی صاحب ایرانی مشہور اردو داں درویش ہیں۔ اردو بہت اچھی انہوں نے تحریک ترک موالات پر سوال جواب کے طریق سے تبصرہ لکھا ۶۵ صفحے ہیں۔ قابل دید کتاب ہے۔ ملانا کا میلان اعتدال پسندی کی طرف درج نہیں ہے۔

خانہ حیرت سید عنایت علی صاحب نے اردو فارسی ہندی زبان کی کہہ مکرنیاں اور دو سخنے ۷۲ صفحے کے رسالے میں جمع کئے دلچسپ ہیں۔ رسالہ اس قابل ہے کہ بچوں کے تعلیمی نصاب میں داخل کیا جائے۔ قیمت ۸ر سید عنایت علی صاحب محلہ خادمان اجمیر شریف سے ملیگا۔

خلافت کا فتویٰ سیال شریف ضلع شاہ پور کی مشہور چشتیہ خانقاہ کے مشائخ عظام نے علمی شان سے خلافت کی موجودہ کو جائز ثابت کیا ہے اور سکرٹری خلافت کمیٹی شاہ پور و پنجاب نے چھاپا

مثنوی معرفت حضرت خواجہ شاہ عارف صفی چشتی کی تصنیف زبان کی نظم ہے۔ تعلیم تصوف کا اچھا ذخیرہ ہے ہیں قیمت ۲ر حافظ محی الدین صاحب صدیقی مجیب آباد ضلع بجنور سے

محاسن یوسفی صوت الایمان مولانا عبدالباری فرنگی محلی لکھنوی کی ہے۔ ایک سو ۲۳ صفحہ ہیں۔ کاغذ بہت اچھا ہے۔ قیدیوں کے مناسب حال مضامین ہیں۔ تصوف کے اذکار اشغال ابتدائی صفحات میں اصلاح نفس کی تلقین مہذب الفاظ میں نہیں ہے مطالعہ ہے۔ قیمت ۱ر مولانا مفتی اللہ صاحب شہید فرنگی محل لکھنؤ

شیخ عبدالقادر برادرم مولانا غلام حسنین صاحب ابن حضرت شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی نے ۳۲ صفحہ کا دلچسپ و مفید رسالہ لکھا ہے جس میں حضور غوث الاعظم کے ارشاد سے مسلمانوں کے لئے نصائح جمع کئے ہیں۔ اور یہ بطور ایک لیکچر کے جلسہ میں پڑھے گئے تھے۔ سیٹھ محمد ابراہیم علیگ بجواری محلہ ذکریا مسجد بمبئی نے چھپا کیا ہے انہی سے دستیاب ہوگا۔ مگر مجھ کو اس کا نام ادب کے خلاف ہوا۔ قیمت ۸ر

...اہ کامل منشی غلام علی خاں صاحب کامل جو کاکڑمی سے نعت اور بیان شہادت
...حضرت حمزہ لفظانظم میں لکھا ہے۔ کل ایکسو سات بند ہیں۔ بڑے سائز پر ۴۲ صفحے ہیں۔
...واقعی عجب کمال ہے۔ اور بڑی تلاش و محنت سے یہ چیز تیار ہوئی ہوگی جوناگڈھ کاٹھیاواڑ
...کے باشندہ کو اردو زبان پر اتنا عبور تعجبات سے ہے عربی میں اتنے الفاظ موجود ہیں کہ
...فیضی نے بے لفظ تفسیر لکھدی مگر اردو میں گنجائش نہ تھی۔ مصنف کی قدر کرنی چاہیئے قیمت
...درج نہیں ہے۔ باسم مصنف پرانہ پوسٹ آفس جوناگڈھ کاٹھیاواڑ سے منگائیے

...ضرورت وقت محمد تیمور صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور نے ایکسو اٹھاسی صفحہ کی نہایت محققانہ اور مفید کتاب لکھی ہے
...جس میں مسلمانوں کی ترقی کے عملی ذرائع بتائے گئے ہیں۔ اور مغربی طرز اصلاح و عمل سے
...نتائج اخذ کرکے مسلمانوں کو عمل کا راستہ بتایا ہے۔ مطالعہ کے قابل اور بہت اچھی
...کتاب ہے قیمت ایک روپیہ مصنف سے ملیگی۔

...مذہب کی باتیں ۳۵ صفحہ کا نہایت خوبصورت چھپا ہوا رسالہ ہے جو چھوٹے بچوں کے لئے مولانا حافظ مفتی انوار الحق صاحب ایم اے
...ڈائرکٹر تعلیمات ریاست بھوپال نے تالیف کیا ہے۔ بہت آسان اور طفل پسند طریقوں
...سے مذہب کی اصولی تعلیم دی گئی ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔

...اصول تجارت منشی محمد توقیر حسن صاحب تاجر کتب نے ۳۲ صفحہ کا رسالہ لکھا ہے لکھائی چھپائی خراب ہے۔ تجارت کی بعض باتیں اچھی جمع کی ہیں
...عملی اصول مفقود ہیں۔ قیمت گیارہ آنے بہت زیادہ ہے۔ ملنے کا پتہ محمد توقیر حسن صاحب
...تاجر کتب کرتپور ضلع بجنور۔

...غریبوں کا آسرا منشی شیخ احمد عباس صاحب خاک اور منشی ممتاز علی اثر دہلوی کی مشترکہ محنت سے اردو میں ایک کتاب تیار ہوئی ہے جسکا
...نام غریبوں کا آسرا ہے۔ میں نے اس پر دیباچہ لکھا ہے۔ پانسو صفحہ کے قریب ضخامت
...عکسی تصاویر ہیں کاغذ نہایت عمدہ چھپائی بہت نفیس۔ قیمت ...،
...اس کتاب میں ایک بڑے کامل ہندو درویش کے حالات ہیں جنکو ایک مسلمان درویش
...سے فیض پہنچا اور جنہوں نے باوجود برہمن ہونے کے مسلمان مرشد سے بیعت کی۔ آجکل
...ہندو بزرگ کے علاقہ بمبئی وغیرہ میں ہزاروں چیلے و معتقد ہیں۔ یہ کتاب اس
...واسطے قابل دید ہے کہ اس میں ہندو مسلمانوں کا عملی و مخلصانہ اتحاد نظر آتا ہے۔ سب
...سے بڑی بات اس کتاب میں یہ ہے کہ ادنیٰ ذاتوں اور غریب لوگوں کے ساتھ محبت کرنا
...اس کے پڑھنے سے آجاتا ہے۔ اگرچہ فقیر صاحب کی ہندوانہ مراسم کے تذکرے بھی ہیں
...مگر وہ مسلمانوں کے لئے نہیں ہیں ان کے لئے اس کتاب میں اور صدہا مفید چیزیں ہیں
ملنے کا پتہ خواجہ ڈپو دہلی۔

...جلال الدین نظامی شمس پور ضلع گیا سے ایک غریب پیر بھائی مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ انہوں نے مجھ کو اور میں نے ان کو سولہ برس پہلے ایک
...پہاڑ کے دامن میں دیکھا تھا جبکہ میں برہنہ پا بے سر و سامان تلاش فقرا میں کوہستان
...کی سیاحت کر رہا تھا۔ انہوں نے مجھ کو آدمیوں پر سوار کرا کے پہاڑ کی پوشیدہ چیزوں کو
دکھایا تھا۔ اور وہیں بیعت کی تھی۔ اس وقت یہ خوب جوان تھے۔ اب سولہ برس میں
اس قدر بوڑھے ہوگئے ہیں کہ پہچانے نہیں جاتے۔ بہت غریب ہیں۔ مگر شوق میں دہلی
پہنچے ہیں میں نے ان کی ٹوٹی جوتیوں اور پھٹے کپڑوں کو چوما قلبے سے لگایا۔ امروز شاہ
شاہان جہاں شدست مارا۔ کہ محبت والے دل کے سوا دنیا میں اور کوئی شاہ شاہاں
نہیں ہے۔

اہلیہ نور بھائی کی وفات احمد آباد کے نور بھائی نظامی کی اہلیہ نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر وفات پائی۔ بڑی محبت والی خوش عقیدہ
بی بی تھیں۔ ان کا سارا خاندان سلسلہ میں ہے۔ مرتے وقت شوہر کو اپنے ہاتھ سے ایکسو روپے
دئے کہ یہ حلقہ کے لنگر میں بھیجدینا۔ سب بھائی مغفرت کی دعا کریں اور نور بھائی انگریزی کلسالی
کی پول احمد آباد کے نام تعزیت نامے لکھیں۔

برقی روشنی کا التوا محکمہ برقی نے ایسی شرائط پیش کیں کہ درگاہ حضرت محبوب الہیؒ میں بالفعل روشنی کا اجرا ملتوی کر دیا گیا کیونکہ وہ
شرائط قابل قبول نہ تھیں۔ سید امجد علی نظامی نے کوئٹہ بلوچستان سے اس مد میں پچیس روپے
بھیجے تھے اس سے درویش خانہ میں وضو کی نالی اور ٹنکی بنوا دی گئی۔ سالکہ خاتون
نظامی اور سفیہ بانو نظامی نے ۹ اور ۵ روپے اس مد کے لنگر میں داخل کرا دئے نواب
فرخندہ نواز جنگ نے بھی اس مد میں ایکسو روپے بھیجے تھے انہوں نے بھی لنگر میں داخل
کرا دئے۔

پیر بہن کی شادی مہاراجہ سرکشن پرشاد کی صاحبزادی کا جو شریک سلسلہ ہیں ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ کو میر سلیمان علی خاں مرشد زادے
سے عقد ہوا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

پیر بھائی نے ڈہائی لاکھ روپیہ خلافت کو دلوایا اخبار منصور میں یہ خبر پڑھ کر خوشی ہوئی کہ
ماسٹر محمد حمزہ خاں جذبی نظامی نے خلافت کمیٹی کے لئے ڈہائی لاکھ روپیہ چندہ جمع کرکے دیا

درگاہی شاہ ریاست الوان و صوبہ متحدہ کے نائب سلسلہ بنارس وغیرہ کا سفر ختم کرکے دیوان آگئے۔ اس سفر میں انہوں نے سلسلہ کی
خوب اشاعت کی۔

اگر استانی درکار ہو تو دو پیر بہنیں بہت اچھا تجربہ تعلیم کا رکھتی ہیں۔ اردو ہندی قدرے فارسی انگریزی بھی پڑھا سکتی ہیں۔
ایک کا پتہ یہ ہے۔ آمنہ بی نظامی اہلیہ مولا بخش صاحب محلہ گوبردھن بنارس۔
دوسرا پتہ یہ ہے والدہ احمد اللہ فیاض اخلاص بانو نظامی ان دو اول الذکر مہاراجہ
دیوان کی رانی صاحبہ کو پڑھا چکی ہیں آخر الذکر نے خواجہ بانو اور حور بانو کو پڑھایا ہے۔

خدا نے بچا لیا محمد بدر نظامی خلف نواب صاحب منگرول شکار کے تعاقب میں گھوڑا دوڑاتے ہوئے گرے گھوڑا مرگیا۔ وہ بھی زخمی ہوئے
مگر بچ گئے۔ طالب خدا کو نفس کا شکار کرنا چاہیئے غفلت کی سزا ملی۔

عرس شریف ۱۷-۱۸ ربیع الثانی مطابق ۷-۸ دسمبر کو ہوگا۔ چونکہ دسمبر کا

یہ پرچہ جلدی کو شایع ہو جائے گا اس واسطے عرس کے حالات آئندہ پرچے میں ہونگے انشاء اللہ۔

سرحدی دورہ اگر خدا نے چاہا تو عرس کے بعد سرحدی شہروں کی سیاحت کو جاؤنگا وہاں کے پیر بھائی مدت سے بلا رہے ہیں۔ خان نعمت اللہ خاں نظامی داروغہ جیل دہلی کے وطن بنوں کو بھی دیکھنا ہے۔ خان صاحب بھی شاید ہمراہ ہوں۔

لنگری کی آنکھیں پیارے میاں لنگری جو سالہا سال سے یہاں درگاہ شریف میں لنگر کے انتظام میں منصرم تھے آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے میں نے ان کو موگا ضلع فیروزپور میں حکیم محمد عمر نظامی کے پاس بھیجا۔ خبر آئی ہے کہ آنکھیں بنگئیں۔ اور حکیم صاحب نے اپنے بھائی کی ایسی خدمت کی جیسی جسم کی ایک آنکھ دوسری آنکھ کا ساتھ دیتی ہے درحقیقت سب پیر بھائی میری آنکھیں ہیں۔

ولی منزل بابو ولی محمد نظامی ٹھیکہ دار بر ہما ہمارے مخلص پیر بھائی ہیں ان کی مرحومہ اہلیہ صاحبہ نظامی بھی بہت دیندار عابدہ اور درویش صفت خاتون تھیں۔ ان کے لڑکے عبدالرحمٰن نظامی علیگڈھ کے نامور لیڈر طالب علم رہ چکے ہیں۔ بابو ولی محمد مذکور نے درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے قریب درویش حسن نظامی کے متصل اپنی اہلیہ مرحومہ کی روح کے ایصال ثواب کے لئے ایک مکان تعمیر کرایا ہے جو عنقریب تیار ہو جائیگا میں نے اس کا نام ولی منزل رکھا ہے آفرین ہے بابو ولی محمد کو کہ زوجہ کی رحلت کے بعد بھی انہوں نے ان کی محبت کو فراموش نہ کیا۔

ولی منزل کی تعمیر میں بابو غلام محمد نظامی افسر تعمیرات امپیریل دہلی اور پیر جلال الدین اور ڈاکٹر فیروز الدین شفائی اور مولانا محمد اسمٰعیل عشقی نظامی ہتمم خاص ہیں اور انہی کی سعی سے مکان آدھے سے زیادہ بن چکا ہے۔

نئے پیر بھائیوں کی فہرست

(۱) جناب علی ابن جعفر خان کمپ خرگئی (۲) شہاب الدین ابن ابراہیم جالندھری مقیم سراسینا دہلی (۳) محمد اسمٰعیل ابن شیخ سعد اللہ نارنول (۴) شیخ مدار ابن شیخ حیدر رگلبرگہ شریف (۵) مولوی گل جی داد ابن سید میر بنوں (۶) شیخ ابراہیم ابن شیخ عالم بانڈھرنا برار (۷) علی احمد ابن ستری فضل احمد کمپالہ یوگنڈا افریقہ (۸) فخرالدین ابن محمد فاضل کمپالہ یوگنڈا افریقہ (۹) منور حسین ابن محمد صفدر حسین سکندرآباد دکن (۱۰) رشید الدین ابن سعادت علی ساڈہورہ (۱۱) الف جان ابن اسمٰعیل دین خاں بنوں (۱۲) عبدالرحیم ابن شیخ بڑے پولا برار (۱۳) محمد مہدی بی۔ اے ابن مولوی کرم الٰہی ڈنگہ گجرات (۱۴) غلام نبی ابن محمد فیض اللہ حیدرآباد (۱۵) محمد مستان علی ابن محمد شیر علی جنواڑہ دکن (۱۶) محمد اکرم ابن تاج محمد بنوں (۱۷) حاجی محمد سلیمان ابن کریم بخش گوبند گڑھ (۱۸) محمد الحق ابن محمد اسمٰعیل بنارسی (۱۹) محمد زاہد ابن محمد الحق بنارسی (۲۰) کریم بخش ابن یٰسین بنارسی (۲۱) نظام الدین ابن کریم بخش بنارس (۲۲) یعقوب ابن حافظ علی بنارسی (۲۳) اعجاز بنارسی (۲۴) جعفر خان ابن مردان خاں بنارسی (۲۵) عاشق حسین بنارسی (۲۶) محمد شاہ ابن واجد حسین بنارسی (۲۷) کریم بخش ابن عطا (۲۸) محمد ابن مولا بخش بنارسی (۲۹) پیارے خاں ابن احمد خاں دہلی (۳۰) ابن امتیاز خاں نکانہ رہتک (۳۱) حفیظ الدین ابن فیض علی نکانہ (۳۲) مولوی حفیظ الکریم حفیظ ابن شیخ مدار بخش ریواں (۳۳) اکبر علی شاہ ابن علی شاہ ہارمونیم میکر ڈیرہ اسمٰعیل خاں (۳۴) عبدالرحمٰن ابن شیخ بشیر (۳۵) محمد حسین ابن عبداللہ نائب اسٹیشن ماسٹر سرائے نورنگ (۳۶) ابن شیخ لال آکولہ برار (۳۷) عبداللہ خاں ابن زین العابدین خاں گو (۳۸) اکبر علی بن سراج علی گودہرا (۳۹) غلام محمد ابن میاں نبی بخش امپریل دہلی (۴۰) غوث خاں ابن احمد خاں چھور مدراس (۴۱) محمد ابن محمد اسحاق دہلی (۴۲) ترسو بہاری لال ابن بھاگوت پرشاد حیدرآباد (۴۳) جوالا پرشاد برہمن حال نور الحق الکٹرو نذر الکمپنی دہلی (۴۴) جا ابن عمر دین امرتسر۔

حیدرآباد کی نئی پیر بہنیں

(۴۵) نظام النساء بیگم بنت خواجہ فیض اللہ خاں (۴۶) نذیر بیگم بنت علی (۴۷) عظیم النساء بنت محمد جامع (۴۸) عالم النساء بنت علی بن عم صفدر النساء بیگم بنت نواب آصف یار خاں شوقی نظامی (۵۰) ماہ فیروز بن محبوب (۵۱) بسم اللہ بنت قاری محمد صدر الدین (۵۲) بنت محمد معرلی صاحب (۵۳) بشیر النساء بیگم بنت میر عثمان علی صاحب (۵۴) رحمت النساء بنت شیخ بڑے (۵۵) رحمان بی بنت قاسم علی صاحب (۵۶) رحمت النساء بیگم بنت [illegible] رحمان خاں (۵۷) رحمان بی (نومسلمہ) (۵۸) رئیس النساء بیگم بنت محمد اسحٰق صاحب (۵۹) فاطمہ بیگم قادری بنت صاحب (۶۰) فاطمہ بیگم بنت محمد کمال الدین صاحب (۶۱) وزیر بی بنت شہاب الدین صاحب (۶۲) وحید النساء بیگم بنت خواجہ فیض اللہ (۶۳) عمدہ بیگم بنت محمد عبدالسلام (۶۴) عالیہ بی بنت سید عبدا صاحب (۶۵) خواجہ بی بنت منشی وحید الدین صاحب (۶۶) بنت حافظ میرزا جان بیگ (۶۷) جمیل النساء پتلی بیگم بنت سید عبدا (۶۸) افضل بیگم بنت پیلے شاہ صاحب (۶۹) امیر بی بنت محمد قاسم صاحب (۷۰) امیر النساء بنت شیخ بندگی (۷۱) امۃ الرحمٰن النساء بیگم بنت حکیم محمد (۷۲) احمد النساء بیگم بنت سید حسین صاحب (۷۳) محبوب النساء بنت صاحب (۷۴) منیر النساء بیگم بنت ڈاکٹر شمس الحکماء اللہ (۷۵) محبوب عبدالکریم صاحب (۷۶) محبوب النساء بیگم بنت زاہد احمد خاں (۷۷) بیگم بنت خواجہ فیض اللہ خاں

(باقی آئندہ)

ماہ دسمبر ۱۹۲۲ء

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ

ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ

رسالہ

جلد ۲ نمبر ۹

دین و دنیا

حمد

(از جناب شیخ محمد صاحب خاقان نظامی۔ پوسد)

اللہ رے کیا عظمت ہے ربِ علا تیری — جن و ملک و انساں کرتے ہیں ثنا تیری
کیا شان نمایاں ہے اے صلِّ علیٰ تیری — پھیلی ہوئی عالم میں ہر سو ہے ضیا تیری
مخلوق پہ بخشا ہے تو نے ہی شرف اسکو — یارب ہوئی انساں پر کیسی یہ عطا تیری
سائل ہے ترے در کا ہر شاہ و گدا یارب — بخشش ہے مرے مولا اللہ رے کیا تیری
مخلوق کی اپنی تو کرتا ہے خبر گیری — خلقت ہے الٰہی سب ممنونِ عطا تیری
یارب علا ایسی حاصل ہو تری قربت — سنتا رہوں کانوں سے ہر دم میں صدا تیری
ہم رحم کے قابل ہیں یارب ترے بندہ ہیں — مطلوب ہمیشہ ہے بس ہمکو رضا تیری
میرا یہ دلِ مضطر دیوانہ ہے تیرا ہی — یہ آنکھ مری یارب ہے محوِ لقا تیری
قدرت کو تری یارب ہیں دیکھ کے حیراں سب — کونین میں ہے قدرت وہ جلوہ نما تیری
ہر بلبلِ خوش الحاں مصروفِ ستائش ہے — قمری کی زباں پر بھی جاری ہے ثنا تیری
سر میں ترا سودا ہے، دل میں تری حسرت ہے — آنکھوں کو تمنا ہے ہم دیکھیں ضیا تیری
لا احصی ہے فرمایا جب سرورِ عالم نے — ممکن ہی نہیں ہم سے ہو حمد ادا تیری
وہ دل نہیں پتھر ہے پتھر سے بھی بدتر ہے — ہو رب جہاں جس میں کچھ بھی نہ ولا تیری
اللہ! ترا بندہ خاقان نظامی ہے — رحمت کی نظر اس پر ہو صبح و مسا تیری

(۲)

کیا تاب لکھوں حمد اے ربِ علا تیری — کیا منہ جو کروں کچھ بھی توصیف و ثنا تیری
ہر سو ہے ترا جلوہ، ہر سمت ضیا تیری — ہر دل میں ہے گھر تیرا ہر آنکھ میں جا تیری
ڈالے جو جہنم میں انصاف ہے یہ تیرا — جنت میں اگر بھیجے تو ہے وہ عطا تیری
خاروں میں ہے کھٹک تو ہی پھولوں میں مہک تو ہے — صحرا میں ہوا تیری، گلشن میں فضا تیری
تو نزد رگِ جاں ہے پھر دور مری جاں ہے — دنیا سے نرالی ہے ہر ایک ادا تیری
راحت میں بھی ہے راحت غم میں بھی تو ہی خوش ہے — یہ بھی ہے کرم تیرا وہ بھی ہے عطا تیری

نعت

(از جناب شیخ محمد صاحب۔ خاقان نظامی پوسد)

مشتاق ہوں مدت سے دیدارِ محمدؐ کا — آجائے نظر جلوہ رخسارِ محمدؐ کا
کیونکر نہ بلاتا پھر معراج کی شب انکو — اللہ بھی طالب تھا دیدارِ محمدؐ کا
دعوے ہے بجا میرا ممکن ہی نہیں ہرگز — عیسیٰ سے مداوا کچھ بیمارِ محمدؐ کا
رکھوں نہ قدم تجھ میں ای باغِ جناں ہرگز — پاؤں جو کبھی سایہ دیوارِ محمدؐ کا
چرچے ہیں زبانوں پر حضرت کی شجاعت کے — قائل ہے جہاں تیغِ گفتارِ محمدؐ کا
آتی ہے نظر اس میں تصویر شہِ دیں کی — ہے دل مرا آئینہ انوارِ محمدؐ کا
چوموں بادب اسکو رکھوں بادب سر پر — پارہ جو ملے فرشِ دربارِ محمدؐ کا
صد شکر غلامی کا حاصل ہے شرف مجکو — خاقان ہوں خادم میں سرکارِ محمدؐ کا

(۲)

(از جناب سید یٰسین صاحب رعد (ناسک)

یہ دیدۂ تر حشر بھی کرنے نہیں دیتے — مرتا ہوں تو یارب مجھے مرنے نہیں دیتے
اک عرصہ سے دربارِ نبیؐ کی ہے تمنا — اسباب مگر مجکو سنورنے نہیں دیتے
کس ڈھب سے اڑاؤں رخِ محبوب کا نقشہ — جبریل پر خامہ کتر نے نہیں دیتے
گل سے ہیں سوا خارِ بیابانِ مدینہ — پانی مرے چھالوں میں جو بھرنے نہیں دیتے
یا شاہِ عرب دل سے نکلنے کو ہیں ارماں — یہ ہند میں اب مجھ کو ٹھہرنے نہیں دیتے
آنسو نہ بہیں دامنِ مژگاں سے تو اچھا — عاقل دُرِ غلطاں کو بکھرنے نہیں دیتے
فرماتے ہیں حضرت کہ یہ واصف ہے ہمارا — ہم رعد کو نظروں سے اترنے نہیں دیتے
طیبہ کا سفر جو مجھے کرنے نہیں دیتے — بگڑی ہوئی قسمت وہ سنورنے نہیں دیتے
مرنا ہے حیاتِ ابدی عشقِ نبیؐ میں — جینے کے لیئے کیوں مجھے مرنے نہیں دیتے
عشق پایا جو سرور کو کہ ہیں شافعِ محشر — اعمال مرے حشر سے ڈرنے نہیں دیتے
یا شاہِ رسلؐ اپنے قوی کی بھی خبر کر — اب لوگ اسے آہ بھی کرنے نہیں دیتے

شرح دیوانِ حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

لغات: - کرشمہ - معشوقوں کے وہ اشارے جو چشم و ابرو سے ہوتے ہیں - سہی معنی راست بلحوا سرو کے ساتھ استعمال ہوتا ہے - جیسے سروِ سہی - سہی قد - سیدھے قد والا موزوں قامت -

صنوبر: - چلغوزہ یا چیڑ کا درخت - جو سیدھا اور موزوں ہوتا ہے - اور جب ہوا میں جھومتا ہے تو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے -

مطلب: - اگر غور کیا جائے تو یہ شعر شعر ماسبق سے متعلق معلوم ہوتا ہے یعنی معشوقان مجازی کی دلفریبیاں صرف اُسی وقت تک ہیں جب تک معشوق حقیقی جلوہ افروز نہیں ہوتا - بہرحال شعر کا مطلب یہ ہے کہ موزوں قامت معشوقوں کا ناز و کرشمہ اُسی وقت تک دلربائی اور دلکشی کا باعث ہوتا ہے جب تک ہمارا سرو صنوبر خرام یعنی صنوبر کی طرح مستانہ انداز سے چلنے والا معشوق جلوہ آرا نہیں ہوتا - جب ہماری محبت شاہد حقیقی کی جلوہ آرائیاں دیکھ لیتی ہے تو اُس کے لئے معشوقان مجازی کا ناز و کرشمہ ہیچ ثابت ہوتا ہے -

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ترجمہ: - جسکا دل عشق سے زندہ ہوا وہ کبھی نہیں مرتا (چنانچہ) جریدۂ عالم پر ہمارا دوام ثبت ہے -

لغات: - ثبت - ثابت - لکھا ہوا - جریدہ - تنہا - دفتر - جریدۂ عالم - دفتر عالم تاریخ عالم

مطلب: - جو لوگ عشق حقیقی کی دولت سے مالامال ہیں اُن کو کبھی موت نہیں آتی بلکہ اُن کا نام ہمیشہ تاریخ عالم میں باقی رہتا ہے - موت سے یہاں وہ معنی مراد نہیں جو عرف عام میں سمجھے جاتے ہیں بلکہ موت سے مطلب ہے دلوں سے محو ہو جانا - نام و نشان باقی نہ رہنا پس جو لوگ عشق حقیقی میں مبتلا ہو کر حیات ابدی حاصل کر چکے ہیں اُن کو کبھی موت نہیں آتی یعنی اُن کا نام و نشان کبھی دنیا سے نہیں مٹتا اور اُن کی یاد دلوں سے محو نہیں ہوتی - جریدۂ عالم سے قرآن و حدیث بھی مراد لی جا سکتی ہے - اس صورت میں اِس آیت کریمہ کیطرف اشارہ ہوگا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتھم اللہ من فضلہ (جو لوگ راہ خدا میں قتل ہوئے اُنہیں کسی طرح مُردہ نہ سمجھو، وہ اپنے پروردگار کے نزدیک زندہ ہیں اور اُس نے اپنے فضل سے جو کچھ اُنہیں دے رکھا ہے اُس سے خوش ہیں" یا اس حدیث کی طرف کہ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار (دیکھو! اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں) بہرحال جن مردان خدا کے دلوں کو عشق نے زندہ کر دیا ہے اُن کو حقیقی معنی میں موت نہیں اور فنافی العشق اور باقی باللہ ہو کر ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، اور اُن کے نزدیک

موت اِک زندگی کا وقفہ ہے
یعنی آگے چلیں گے دم لے کر

مستی بچشم شاہد دلبند ما خوش است — زاں رو سپردہ اند بمستی زمام ما

ترجمہ: - ہمارے شاہد دلبند کی نگاہ میں مستی پسندیدہ ہے - اسی لئے ہماری عنان مستی کو سپرد کی گئی ہے -

مطلب: - پہلے مصرعے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ "ہمارے محبوب کی آنکھوں میں مستی خوشگوار معلوم ہوتی ہے" دوسرا یہ کہ "ہمارے محبوب کے خیال میں مستی پسندیدہ ہے" بہرحال دونوں صورتوں میں شعر کا [illegible] ہے کہ ہم پر مستی اور سرشاری اس لئے مسلط کی گئی ہے اور کارکنان قضا و قدر نے ہم کو یہ ذوق صرف اس لئے عطا کیا ہے کہ ہمارے محبوب کی آنکھوں میں مستی بھلی معلوم ہوتی تھی یا ہمارے محبوب کو ذوق مستی پسند تھا - چنانچہ یہ ذوق و انداز مستی ہی حسن و عشق میں ایک نسبت اور ایک ربط کی حیثیت رکھتا ہے جسکی عاشق کو ضرورت ہے -

ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست — نانِ حلال شیخ ز آبِ حرام ما

ترجمہ: - مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن ہم لوگوں کے سنہرے پانی پر شیخ کی جائز روٹی غالب نہیں آئیگی

لغات: - صرفہ - افزونی غلبہ - آب حرام - شراب -

مطلب: - اس شعر میں خواجہ حافظ نے دو باتوں کا مقابلہ کیا ہے - ایک تو میخواری اور دوسرے ناجائز وسائل سے روزی حاصل کرنا - اور پھر یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ ناجائز وسائل سے جو روزی حاصل کیجاتی ہے اُس کی نسبت شراب پینا کم گناہ ہے - لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اگر کسی شخص کو میخواری میں مبتلا دیکھیں گے تو ایک ہنگامہ برپا کر دیں گے ہر جگہ تذکرہ کرینگے اور ہر شخص کے سامنے اِس خدا کے گنہگار کو بُرا بھلا کہیں گے لیکن اس کے برخلاف اُن لوگوں سے بہت کم تعرض کیا جاتا ہے جو ناجائز آمدنی سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتے ہیں - صدہا آدمی رشوت لیتے ہیں جو قطعاً حرام ہے - صدہا آدمی یتیموں اور بیواؤں کا مال ہضم کر جاتے ہیں جسے آگ سے تشبیہ دی گئی ہے صدہا آدمی دروغ حلفی کا عمل اور پیر جعلساز سیدہ بن کر مخلوق کو بیوقوف بناتے ہیں لیکن ایک شرابی کے مقابلہ میں انکی بہت کم ملامت کی جاتی ہے - بقول اکبر مرحوم

عام الزام ہے اکبر پہ کہ پیتا ہے یہ کیوں
اس کی پرسش نہیں ہوتی کہ یہ کھاتا کیا ہے

(باقی آئندہ)

شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

مطلب:۔ حدیث شریف میں آیا ہو کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ پس انسان دُنیا میں اس لئے آتا ہو کہ اس کشت زار میں اعمال نیک کی کھیتی طیار کرے اور جب آخرت کا سفر پیش آئے تو اس حاصل کشت کو اُس عالم کے لئے زادِ راہ قرار دے۔ پس جو شخص دنیا میں آیا اور اُس نے آخرت کے لئے کھیتی طیار نہیں کی اُسے پشیمان ہونا پڑے گا۔ اسیطرح وہ مسافر نادم و شرمسار ہوگا جو بانگ درا سُن رہا ہو اور اپنا بار سفر باندھنے میں مصروف نہ ہو۔

خواب نوشیں بامدادِ رحیل باز دارد پیادہ را ز سبیل

ترجمہ:۔ کوچ کی صبح کے وقت میٹھی نیند سونا۔ مسافر کو راہ سے باز رکھتا ہے۔

لغات:۔ نوشین۔ میٹھی۔ خوشگوار۔ بامداد۔ صبح۔ رحیل۔ کوچ۔ سفر۔ سبیل۔ راہ

مطلب:۔ صبح کے وقت جب کہ قافلہ سفر کی تیاریاں کر رہا ہو اور جرس کی آواز پے در پے بلند ہو رہی ہے اگر کوئی بدنصیب مسافر میٹھی نیند کے مزے لے رہا ہوگا اور غفلت کے پردے اُس کے دل و دماغ پر پڑے ہونگے تو ظاہر ہے کہ وہ منزل پر نہ پہونچ سکے گا اور راہ کا طے کرنا اُس کے لئے دشوار ہوگا۔

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت رفت و منزل بدیگری پرداخت

ترجمہ:۔ جو شخص آیا اُس نے نئی عمارت بنائی۔ گیا اور گھر دوسرے کو سپرد کر گیا۔

مطلب:۔ اس شعر میں ایک طرف تو دنیا کی بے ثباتی اور ناپائداری دکھائی گئی ہو اور دوسری طرف انسان کی فانی تمناؤں اور حرص و ہوا کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ یا ہر شخص جو دنیا میں آتا ہے حرص و آز کے طلسم سے مسحور ہو کر ایک نئی عمارت کی بنیاد ڈالتا ہے لیکن قبل ازیں کہ وہ اس عمارت سے پورا تمتع حاصل کرے پیام مرگ آپہونچتا ہو۔ اور وہ بصد حسرت و یاس اپنا گھر دوسرے کو سپرد کر کے اس دارِ فانی سے رخصت ہو جاتا ہو۔

واں دگر پخت ہمچنیں ہوسے ویں عمارت بسر نبرد کسے

ترجمہ:۔ اس دوسرے نے اسی طرح ہوس کی۔ اور اس عمارت کو آخر تک کسی نے نہ پہنچایا

مطلب:۔ شعر ماسبق میں بیان کیا ہو کہ "رفت و منزل بدیگرے پرداخت" اب اُس دوسرے کا حال بیان کرتے ہیں یعنی اُس نے بھی پہلے کی طرح حرص و ہوس کو دل میں جگہ دی لیکن انجام کار اُسے بھی گھر چھوڑ کر ایک دن چل دینا پڑا۔ کچھ اُسی پر موقوف نہیں۔ ہزاروں آئے اور چلے گئے۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں نکلا جو اس دارِ ناپائدار میں آخر تک یعنی ہمیشہ رہتا۔

یار ناپائدار دوست مدار دوستی را نشاید ایں غدار

ترجمہ:۔ یار ناپائدار سے دوستی نہ کرو۔ یہ بے وفا دوستی کے قابل نہیں۔

مطلب:۔ یار ناپائدار سے دُنیا مراد ہے۔ پہلے اشعار میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائداری بیان کر کے فرماتے ہیں کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ۔ یہ بے وفا دل لگانے کے قابل نہیں ہے۔

مایۂ عیش آدمی شکم ست تا بتدریج می رود چہ غم ست

ترجمہ:۔ انسان کی زندگی کا سرمایہ پیٹ ہے۔ جب تک یہ اعتدال کی حالت میں رہے اُس وقت تک کوئی غم کی بات نہیں۔

گر بہ بند د چنانکہ نکشاید گر دل از غم بری کند شاید

ترجمہ:۔ اگر یہ (پیٹ) اس طرح بند ہو جائے کہ پھر نہ کھلے تو دل کا غم سے لبریز ہونا حق بجانب ہو۔

در کشاید چنانکہ نتواں بست گو بشوی از حیات دُنیا دست

ترجمہ:۔ اور اگر اس طرح کھلے کہ پھر بند نہ کیا جا سکے تو دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو

مطلب:۔ اطبا کے نزدیک انسان کی تندرستی کا مدار اُس کے معدہ پر ہے اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بات ہو جسے ہم روز مرہ تجربہ کرتے ہیں۔ حضرت سعدیؒ اسی مسئلہ پر توجہ دلاتے ہیں چنانچہ ان تینوں اشعار کا مطلب یہ ہے کہ "انسان کی زندگی معدہ کے اعتدال پر موقوف ہو جب تک معدہ درست رہتا ہو اُس وقت تک آدمی تندرست رہتا ہو اور دنیا کی شادمانیوں اور مسرتوں میں حصہ لے سکتا ہو لیکن جب معدہ کی حالت خراب ہو جائے مثلاً ایسا قبض شدید ہو کہ علاج نہ ہو سکے یا ایسا اسہال آئے کہ بند نہ کیا جا سکے تو زندگی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ ماحصل یہ ہو کہ انسان کی ہستی نہایت ضعیف کمزور اور بے بنیاد ہے اور معدہ کے ادنیٰ فعل پر اُسکے وجود و عدم کا انحصار ہے۔

چار طبع مخالف سرکش چند روزی بوند باہم خوش

ترجمہ:۔ چار مخالف سرکش طبیعتیں صرف چند روز باہم خوش رہتی ہیں۔

گر یکے زیں چہار شد غالب جان شیریں برآید از قالب

ترجمہ:۔ ان چار میں سے اگر کوئی غالب ہو گیا تو جان شیریں قالب سے نکل آتی ہے۔

پڑوسیوں کے حُقوق

(از جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

جار بمعنی ہمسایہ یا پڑوسی۔ جیران اس کی جمع ہے

ایک انسان کا تعلق دوسرے انسان کے ساتھ اسی کا نام دُنیا ہے۔ اس تعلق کو اچھی حالت میں رکھنے کے لئے احکام مذاہب بھی ہیں اور فرمان سیاست بھی ہیں۔ پہلے کو خوشی سے اور دوسرے کو ناخوشی سے انسان مانتا ہے۔ اچھے کاموں کا بخوشی کرنا شان آقائی اور بلا خوشی کرنا غلامی ہے۔ اسلام میں بخوشی و شگفتگی بلا جبر و اکراہ محض درستی معاد کے لئے یہ تعلق بہتر سے بہتر حالت میں قائم رکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسلام حریت سکھاتا ہے۔

تعلقات انسانی کی دو قسمیں ہیں (۱) غیر مادی (۲) مادی۔ غیر مادی تعلقات کو خیالی روحانی یا مذہبی تعلقات کہتے ہیں۔ مادی تعلقات خون کے تعلق سے ہیں تو وہ تعلقات خونی ہیں۔ اور اگر مقامی تعلقات سے قائم ہیں تو تعلق مستقل رکھنے والے کو جار (پڑوسی) اور تعلق غیر مستقل رکھنے والے کو مسافر کہتے ہیں۔

پڑوسی وہ ہے جس کا مکان قریب ہو اور پھر الاقرب فالاقرب کے لحاظ سے ایک محلہ ایک شہر، ایک ملک کے باشندے باہم ایک دوسرے پر حقوق رکھتے ہیں۔ لیکن پڑوسیوں کے ساتھ خاص ہمدردی کرنے کا حکم ہے۔ اور ان کا تعین بھی کر دیا گیا ہے کہ حد ہمسائگی چالیس گھر تک ہے۔ بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے "الجوار اربعون داراً" ہمسائگی چالیس گھر تک ہے۔ حسن، زہری اور امام اوزاعی کے نزدیک چالیس گھر تک چاروں طرف سے حد ہمسائگی ہے۔ قرطبی نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "لوگو! مساجد کے دروازوں پر پکار دو کہ حد ہمسائگی چالیس گھر تک ہے۔" جامع صغیر میں سیوطی لکھتے ہیں۔ "الجوار اربعون داراً۔ ابو داؤد میں ہے۔ الجوار اربعون داراً ھکذا وھکذا واشار قدامًا وبمینًا وخلفًا۔"

ماحصل ان حدیثوں کا یہ ہو سکتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں کے بسنے والے قریب قریب سب ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور قصبات اور شہروں کے ایک محلہ میں بسنے والے باہم ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔

تمدن اسلامی کے احکام مسلمانوں کے لئے یہ ہیں کہ جو تمہارا ہمخیال یا ہم مذہب نہ ہو اس سے تعرض نہ کرو اور "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کے دائرہ سے متجاوز نہ ہو "لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ" کے یہی معنی ہیں اور اسی خیال سے فقہ میں جو مراعات ذمیوں کے ساتھ ملحوظ ہے وہ آپ اپنی نظیر ہے۔ تاریخیں شاہد ہیں کہ مسلمانوں نے مفتوح قوموں کے ساتھ کیا کیا اور دیگر ہمعصر فاتحوں نے کیا کیا۔ اب کوئی زبان سے کہے یا نہ کہے لیکن کتب سیر کی نہ بانی تبدیل نہیں کی جا سکتی۔

اب مسلمانوں کا برتاؤ مسلمانوں کے ساتھ وہ "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ" سے ظاہر ہے۔ یہ اعجاز قرآنی ہے کہ مختلف زبانوں مختلف رنگ مختلف وضع مسلمانوں کے دل اخوت کے رشتے میں دانہ تسبیح کی طرح گندھے ہوئے تھے۔ جب بھی بے احساس ہو گئے تھے۔ مذہب سے قطع نظر کر کے قربت کا تعلق بھی بجائے خود ایک ضروری اور فطرتی تعلق ہے۔ رحم، خون، ازدواج کے قربت کو قرابت کہتے ہیں اور مقامی قربت کو ہمسائگی کہتے ہیں۔ یہ دو قربتیں جو ذمہ داریاں عائد کرتی ہیں ان میں مذہب کو دخل نہیں ہے۔ قرابت دار یا ہمسایہ مسلمان نہ ہو جب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک و مراعات کرنے کی سخت تاکید شرع میں ہے۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہمسائے تین طرح کے قرار دئے ہیں:-

(۱) ہمسایہ غیر مؤمن (۲) ہمسایہ مؤمن (۳) ہمسایہ مؤمن قرابت دار۔ حق تینوں ہمسایوں کا ہے۔ لیکن باعتبار کثرت و قلت بنسبت اول سے دوم اور دوم سے سوم زیادہ تر ہمدردی کا مستحق ہے۔

ہمسایہ کے ساتھ ہمدردی کرنا شناخت اسلام یا شعار اسلام ہے۔ ہمدردی کی صورتیں مختلف ہیں اور حیطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ مثلاً کسی کو اپنی دیوار کا اتنا بلند کرنا کہ پڑوسی کے مکان کی ہوا رک جائے درست نہیں ہے لیکن یہ ایسا حق ہے کہ عدالتوں سے اس کی چارہ جوئی ہو سکتی ہے۔ پڑوسیوں کی مرضی بغیر اپنے مکان کا فروخت کرنا بھی درست نہیں ہے۔ جار ملاصق، شریک بیع اور شریک فی حق المبیع کو حق شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کی چارہ جوئی بھی عدالتوں سے ہو سکتی ہے۔ اب وہ باتیں سنئے جن کی بازپرس صرف روز محشر میں ہوگی۔ یا ممکن ہے کہ دُنیا ہی میں سزا مل جائے۔ آنحضرت نے پڑوسیوں کے حقوق جو ایک روز اصحاب سے بیان کئے وہ یہ ہیں:- (۱) تم سے پڑوسی مدد مانگے تو مدد دو۔ (۲) قرض مانگے قرض دو۔ (۳) محتاج ہو تو کچھ سلوک کرو۔ (۴) بیمار ہو تو عیادت کرو۔ (۵) مرجائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ (۶) خوشی کے موقع پر تہنیت، غمی کی حالت میں تعزیت بجالاؤ۔ (۷) اپنی دیوار اتنی اونچی نہ کرو کہ اس کی ہوا رکے (۸) نئے پھل خریدو تو اسے بھی بھیجو۔ اور نہیں بھیج سکتے تو پوشیدہ رکھو اور اپنے بچوں کو پھل ہاتھ میں لئے ہوئے باہر نہ جانے دو کیونکہ اس کے بچے کڑھینگے۔ یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جو جرم پڑوسیوں کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ سنگین تر ہو جاتا ہے۔ مثلاً پڑوس کی ایک عورت کے ساتھ زنا کرنا، دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنے سے سخت تر ہے اور پڑوس کے ایک گھر میں چوری کرنا دس اور گھروں میں چوری کرنے سے سخت تر ہے۔

حق شفعہ جو اقصائے مغرب سے خلیج بنگالہ تک برکات اسلام کا ڈنکا بجا رہا ہے اور غیر مسلم بھی اس کے ثنا خوانی میں مسلمانوں کے ہم زبان ہیں۔ ان حقوق ہمسائگی کا جو اسلام نے قائم کئے ہیں گویا ایک شعبہ ہے۔ حدیث نبوی سے یہ حق قائم ہوا اور مسائل فقہ نے اس کی موشگافیاں کیں۔ آج ہندوستان کی انگریزی عدالتوں نے اسے اور چمکا دیا ہے۔ میں مقدمات شفعہ کے جانے کی وجہ سے ہر شخص واقف ہو گیا ہے لیکن علاوہ شفعہ کے دیگر حقوق ہمسائگی اس لئے نظر انداز ہو رہے ہیں کہ وہ محض اخلاقی باتیں ہیں اور اس زمانہ ادبار میں اخلاقی امور کا کون خیال کرتا ہے لیکن اُس دن سے

ڈرنا چاہئے۔ جب جناب باری کے سامنے بازپرس ہوگی۔

مسند امام احمد میں ہے "اول الخصمین یوم القیمۃ جاران۔"

مسافروں کے ساتھ حُسن سلوک کے احکام قرآن مجید میں ہیں اور حدیثوں میں بھی ہیں۔ غیر ملکی یا غیر شہری کسی غیر جگہ جاتا ہے تو مسافر ہوتا ہے اور جب اقامت اختیار کرلیتا ہے تو مسافر نہیں رہتا۔ پڑوسی ہوجاتا ہے

اس قدر تمہید بیان کرنے سے ہمسائگی کے معنی کا بیان کرنا تھا۔ اب ہمسائگی کے حقوق اور ذمہ داریاں بیان کی جاتی ہیں۔

پڑوسیوں کے جو حقوق اسلام نے قائم کئے ہیں اُن کا عشر عشیر بھی زیر عمل نہیں ہے۔ جاہلوں کو لاعلمی کا عذر ہے۔ اور عالموں کو توفیق نہیں۔ نزاعیں پڑوسیوں سے شروع ہوتی ہیں۔ اس زمانہ اسلام سے زمانہ جاہلیت اچھا تھا۔ جب دو قبیلے لڑتے تھے اور افراد قبیلہ باہم اتحاد رکھتے تھے۔ احادیث نبوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ اس درجہ ہمدردی کی تاکید اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی کہ اُن کے ورثا میں داخل ہوجانے کا شبہ پیدا ہوتا تھا۔ ایک عاشق لوم لائم یہ کہتا ہے ؎

یا تنگ کرنا صبح نادان مجھے اتنا | یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

اس شعر میں کوئی خاص بات نہیں ہے لیکن بیان کی سادگی اور بے ساختگی دلکش ہے۔ اسی طرح دل دادگانِ اسلام دوسروں سے پوچھ سکتے ہیں کہ صلۂ رحم اور حقِ ہمسائگی کے متعلق اسلام کے یہ احکام اور کہاں ہیں؟ الفاظی بیکار ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث نقل کیے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ جس تمدن کے لئے درجہ حقوق ہمسائگی اسلام میں کتنا مہتم بالشان ہے:-

۱۔ لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ ماں باپ قرابت والوں، یتیموں، محتاجوں، قرابت والے پڑوسیوں، اجنبی پڑوسیوں، پاس کے بیٹھنے والوں، اور لونڈی غلام جو تمھارے قبضے میں ہوں، ان سب کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔ (سورۂ نساء رکوع)

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

۲۔ ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی بڑھا دو اور اپنے پڑوسی کی خبر لو۔ (بخاری۔ مشارق الانوار)

قال رسول اللہ صلعم اذا طبخت مرقۃ فاکثروا ماءھا و تعاھد جیرانک ۔

۳۔ حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا۔ یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں۔ میں کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ آنحضرت ؐ نے فرمایا "اسکے پاس جسکا دروازہ تمھارے گھر سے قریب تر ہو۔"

قالت یارسول اللہ ان لی جارتین فالی ایھما اھدی قال الی اقربھما منک باباً

۴۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "وہ مؤمن نہیں ہے جو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی اسکے پاس بھوکا رہے۔ (مشکوٰۃ۔ بیہقی۔)

سمعت رسول اللہ صلعم یقول لیس المؤمن بالذی یشبع و جارہ جائع الی جنبہ

واضح رہے کہ محدثوں نے لفظ مؤمن سے "مؤمن کامل" خیال کیا ہے۔

۵۔ حضرت ابوہریرۃ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم سے ایک شخص نے کہا کہ فلاں عورت کثرت صلوٰۃ، صوم و صدقہ میں مشہور ہے۔ لیکن اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا پہنچاتی ہے۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا وہ دوزخی ہے پھر کہا یارسول اللہ! فلاں عورت نماز روزہ کرتی ہے اور خیرات یوں ہی سی کرتی ہے۔ لیکن اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں پہنچاتی۔ آنحضرت ؐ نے فرمایا وہ جنتی ہے (مسند امام احمد بیہقی مشکوٰۃ)

قال رجل یارسول اللہ ان فلانۃ تذکر من کثرۃ صلاتھا وصیامھا وصدقتھا غیر انھا تؤذی جیرانھا بلسانھا قال ھی فی النار قال یا رسول اللہ فان فلانۃ تذکر من قلۃ صیامھا وصدقتھا وصلاتھا وانھا تصدق بالاثوار من الاقط ولا تؤذی بلسانھا جیرانھا قال ھی فی الجنۃ ۔

۶۔ حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا...... قسم ہے اُس کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی مسلم نہیں ہے جب تک وہ اپنے قلب اور زبان کی حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی مؤمن ہے جب تک وہ اپنے ہمسایہ کو اپنی ایذا دہی سے محفوظ نہ رکھے۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ۔ مسند امام احمد)

قال رسول اللہ صلعم...... والذی نفسی بیدہ لا یسلم عبد حتی یسلم قلبہ و لسانہ ولا یؤمن حتی یامن جارہ بوائقہ ۔

محدثین مسلم اور مؤمن سے مسلم کامل اور مؤمن کامل سمجھتے ہیں۔

۷۔ حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے اپنے ہمسایہ کو اپنی ایذا دہی سے نہ بچایا وہ جنت میں نہ جائیگا (مشکوٰۃ۔ صحیح مسلم)

قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ من لا یامن جارہ بوائقہ ۔

۸۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ قسم اللہ کی کہ مؤمن نہیں ہے۔ قسم اللہ کی کہ مؤمن نہیں ہے قسم اللہ کی کہ مؤمن نہیں ہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ کون یارسول اللہ؟ آنحضرت ؐ نے فرمایا وہ جو اپنی ایذا دہی سے اپنے ہمسایہ کو نہیں بچاتا۔ (مشکوٰۃ۔ صحیح مسلم۔ صحیح بخاری)

قال رسول اللہ صلعم واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن واللہ لا یؤمن قیل من یارسول اللہ قال الذی لا یامن جارہ بوائقہ

۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم

قال رسول اللہ صلعم خیر الاصحاب عند اللہ خیرھم

نے اللہ کے نزدیک بہترین دوست وہ لصاحبہ وخیر الجیران عند
ہے جو اپنے ساتھی کے حق میں بہتر ہو اور الله خیرھم لجارہ
بہترین ہمسایہ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ہمسایہ کے حق میں بہتر ہو۔
(دارمی، مشکوٰۃ۔ ترمذی)

۱۰۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت قال النبی صلعم اذا سمعت
ہے کہ ایک شخص نے نبی صلعم سے سوال جیرانک یقولون قد احسنت فقد
کیا کہ مجھے کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا احسنت واذا سمعتھم یقولون
کیا یا بُرا کیا؟ آنحضرت نے فرمایا جب قد اسأت فقد اسأت
تم اپنے ہمسایوں سے سنو کہ تم نے اچھا کیا تو سمجھو اچھا کیا اور سنو کہ بُرا کیا تو سمجھو
کہ بُرا کیا۔ (مشکوٰۃ - ابن ماجہ)

۱۱۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ قال ما زال جبریل یوصینی
سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ بالجار حتی ظننت انہ
"جبریل مجھے ہمیشہ پڑوسی کے حق کی تاکید سیورثہ
کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔
(صحیح مسلم۔ صحیح بخاری)

۱۲۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے سمعت رسول الله صلعم
کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے یقول ما زال جبریل یوصینی
ہوئے سُنا کہ حضرت جبریل ہمسایہ کے بالجار حتی ظننت انہ
حق میں ہمیشہ مجھ سے تاکید کرتے رہے سیورثہ
یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ وہ ہمسایہ کو وارث قرار دینگے (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

۱۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ان رسول الله صلعم قال ما
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حضرت زال جبریل صلوات الله علیھما
جبریل ہمسایہ کے حق میں ہمیشہ مجھ سے یوصینی بالجار حتی ظننت
تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا انہ سیورثہ
کہ وہ ہمسایہ کو وارث بنا دینگے۔ (ترمذی۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

۱۴۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت قال رسول الله صلعم احسن
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔۔۔ الی جارک تکن
اپنے پڑوسی کے ساتھ نیکی کر کہ تو مؤمن مؤمنا۔
(کامل) ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ (مسند امام احمد۔ ترمذی)

۱۵۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ اور دادا فانی سمعت رسول الله صلعم
کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ یقول ما زال جبریل یوصینی
ابن عمرو بن العاص کی بکری ذبح کی گئی۔ بالجار حتی ظننت انہ
انھوں نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم نے سیورثہ۔
اس میں سے ہمارے پڑوسی یہودی کو بھی کچھ بھیجا ہے؟ جواب: یا نہیں۔ فرمایا کہ اس میں
سے اُسے بھی کچھ بھیجو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جبریل
مجھے ہمسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کا ہمیشہ تاکیدی حکم کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے
گمان ہوا کہ وہ ہمسایہ کو وارث ٹھہرا دینگے۔

۱۶۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ قال رسول الله صلعم لا تحقرن
رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ کوئی پڑوسن جارۃ بجارتہا ولو فرسن شاۃ۔
اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے بلکہ اُس کے ساتھ سلوک کرے اگرچہ بکری کا ایک کھُر ہی ہو
(صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

۱۷۔ عبدالرحمٰن بن قراد سے روایت فقال رسول الله صلعم من سرہ
ہے کہ ایک روز نبی صلعم نے وضو کیا ان یحب الله ورسولہ او یحبہ
تو آپ کے اصحاب آپ کے وضو کا الله ورسولہ فلیصدق حدیثہ
پانی اپنے مُنہ پر ملنے لگے۔ آنحضرتؐ اذا حدث ولیؤد امانتہ اذا
نے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ
عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت سے ایسا کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ
جسے یہ بھلا معلوم ہو کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھے یا خدا اور رسول
خدا اُسے دوست رکھیں تو اُسے چاہئے کہ جب بولے سچ بولے اور امانت اسکے
پاس رکھی جائے تو خیانت نہ کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے
(شعب الایمان)

۱۸۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے قال رسول الله صلعم لا یمنع
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ایک ہمسایہ جار جارہ ان یغرز خشبتہ فی
دوسرے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں جدارہ۔
کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ (صحیح مسلم۔ صحیح بخاری)

مسلم سے خطاب

(از جناب مولانا میر اُفق صاحب موسوی امروہوی)

یہ بتا تو مسلم جیتوا کہ تو کیوں ذلیل ہے خوار ہے ۔۔۔ نہ وہ شان ہے نہ وہ آن ہے نہ وہ دبدبہ نہ وقار ہے
ترا ملک و مال کہاں گیا، ہوا تیرا جاہ و جلال کیا ۔۔۔ نہ وہ تخت ہے نہ وہ تاج ہے نہ وہ قلعے ہیں نہ حصار ہے
وہ مکاں نہیں وہ مکیں نہیں وہ زماں نہیں وہ زمیں نہیں ۔۔۔ جو کبھی عروس بلاد تھا وہی آج اُجڑا دیار ہے
نہ وہ مے رہی نہ وہ میکدے نہ وہ بادہ خوار وہ جھمگٹے ۔۔۔ نہ وہ نشہ ہے نہ وہ بیخودی نہ وہ کیف ہے نہ خمار ہے
نہ وہ گُل کہیں نہ ثمر کہیں وہ برگ ہے نہ شجر کہیں ۔۔۔ نہ وہ زمزمے نہ وہ بلبلیں وہ باغ ہے نہ بہار ہے
یہ چمن میں دورِ خزاں ہے کیوں یہ نکار ہے کیوں فغاں ہے کیوں ۔۔۔ نہ وہ چہچہے نہ وہ پہچہے نہ طیور کی وہ پکار ہے
تری نعمتیں وہ کہاں گئیں تری شوکتوں کا پتہ نہیں ۔۔۔ تری لغزشوں کی کچھ انتہا نہیں نہ ذلتوں کا شمار ہے
نہ وہ صنعتیں نہ تجارتیں نہ وہ حرفتیں نہ عمارتیں ۔۔۔ نہ ترقیاں نہ وہ عزتیں نہ وہ منزلت نہ وقار ہے
نہ وہ دل میں جذبۂ حریت نہ خیال عظمت و ہیبت ۔۔۔ جو شعار باعث ننگ تھا وہی آج تیرا شعار ہے
تری ہمتیں ہوئیں پست کیوں گئی بیخودی ہے مست کیوں ۔۔۔ تجھے حُریت کی تلاش ہے نہ تجھے غلامی سے عار ہے
رہِ مستقیم کو چھوڑ کر چلا دیں سے منہ کو جو موڑ کر ۔۔۔ یہ سزا اُسی کی ملی تجھے کہ تری یہ حالت زار ہے
تو جہاں میں جیتا ہے جو زندگی تو نہ مردہ تو مری کہ طرح جی ۔۔۔ تو شعار اپنا بنا وہی جو ترا قدیم شعار ہے

خلفاء اسلام کی قدر افزائیاں

(از جناب حکیم فرید احمد صاحب عباسی پرنسپل زنانہ طبیہ کالج دہلی)

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب امیر المؤمنین عبداللہ منصور عباسی فریضۂ حج ادا کرکے مدینہ شریف میں حاضر ہوئے ہیں اس زمانہ میں ان کی طرف سے وہاں کے قاضی عمر طلحی تھے۔ یہ نہایت متقی شخص تھے۔ ایک روز ان کی خدمت میں چند اونٹ والے آئے اور اس مضمون کا دعویٰ پیش کردیا کہ ہمارے کرایہ کا اس قدر روپیہ امیر المؤمنین کے اوپر واجب ہے وہ دلایا جائے۔ قاضی صاحب نے منشی کو حکم دیا کہ امیر المؤمنین کے نام حکم جاری کرو کہ عدالت میں اس مقدمہ کی جوابدہی کے لئے فلاں تاریخ تشریف لاکر جوابدہی کریں۔ منشی نے عرض کیا کہ حضور میں یہ نہیں لکھ سکتا۔ قاضی صاحب نے فرمایا اگر تم نہ لکھوگے تو میں تم کو معزول کردونگا۔ مجبوراً بیچارے نے لکھا۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے حکم دیا کہ تم کو ہی اس حکم کی تعمیل کرانے کے لئے جانا ہوگا۔ یہ سنکر اس بیچارے کے ہوش جاتے رہے کہ اب زندگی کی خیر نہیں۔ آخر چار و ناچار وہ دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ اور ربیع دربان کو وہ کاغذ دیدیا۔ اس نے امیر المؤمنین کی خدمت میں پیش کردیا۔ آپ اس کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ اس وقت ہمارے ساتھ ارکان دولت میں سے کوئی ساتھ نہ آئے۔ ہم عدالت میں جاتے ہیں صرف ربیع کو ہمراہ لیکر امیر المؤمنین دار القضاء میں آگئے۔ عدالت میں لوگوں کا ہجوم تھا امیر المؤمنین کو لوگ دیکھ کر حیران ہوگئے۔ اور رعب شاہی سے ادھر ادھر ہوگئے مگر قاضی صاحب جیسے بیٹھے تھے ویسے ہی بیٹھے رہے اور حکم دیا کہ کرایہ والے مدعی حاضر ہوں جب وہ آگئے اور مقدمہ پیش ہوا۔ جرح کے بعد ان کو ڈگری دیدی۔ ربیع نے فوراً کرایہ ان کو دیدیا۔ جب سب لوگ چلے گئے۔ امیر المؤمنین نے دس ہزار اشرفیاں قاضی صاحب کو مرحمت فرمائیں اور ارشاد فرمایا جزاک اللہ عن دینک خیر الجزاء۔ یعنی تم کو خداوند تعالیٰ اس بیداری کا اچھا بدلہ دے۔ یہ فرما کر آپ دربار خلافت میں واپس تشریف لے آئے۔ آپ ایسے ہی بے لوث قضاۃ کو پسند فرماتے تھے چونکہ وہ زمانہ حضور سرور عالم کے زمانہ کے قریب تھا۔ اتقا کی جھلک بادشاہ ت لیکر رعایا تک میں تھی۔ سچ ہے الناس علی دین ملوکھم۔ بادشاہ کے اتقا ت رعایا بھی متقی ہوا کرتی ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما

حضرت سعید بن مسیب آپ خیر التابعین میں سے ہیں۔ آپ میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے اتقا کی جھلک تھی۔ جس زمانہ میں امیر المؤمنین ولید بن عبد الملک الاموی القریشی نے مسجد نبوی کو وسیع کیا ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز الاموی القریشی اسکے مہتمم تھے جب عمارت ختم ہو چکی ہے اور امیر المؤمنین بغرض ملاحظہ مدینہ شریف میں آئے ہیں جس وقت مسجد نبوی میں آئے تھے اس وقت حضرت سعید بن مسیب محراب مسجد میں بیٹھے ہوئے وظیفہ میں مشغول تھے حضرت عمر بن عبد العزیز کو خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہو کہ امیر المؤمنین محراب کی طرف تشریف لے جائیں اور حضرت سعید بن مسیب کو دیکھیں۔ اور ظاہر ہے کہ وہ مسجد میں تعظیم کیلئے کھڑے ہونگے اس سے کہیں ان کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس خیال سے انھوں نے بہت کوشش کی کہ امیر المؤمنین حرم نبوی کی چاروں اطراف کی عمارت ملاحظہ فرمائیں مگر آخر ان کی کوئی ترکیب نہ چلی اور امیر المؤمنین محراب کے قریب پہنچ ہی گئے۔ اور حضرت سعید بن مسیب کو دیکھکر ان سے دریافت کیا کہ مَن ھٰذا۔ یہ کون شخص ہیں؟ عمر بن عبد العزیز نے عرض کیا کہ یہ سعید بن مسیب خیر التابعین میں سے ہیں امیر المؤمنین ولید بن عبد الملک نے فرمایا۔ السلام علیکم یا سعید۔ انھوں نے بیٹھے ہوئے جواب دیا وعلیکم السلام یا امیر المؤمنین اسکے بعد امیر المؤمنین آگے کو تشریف لیگئے اور فرمانے لگے۔ ان میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی شان کا ظہور ہو رہا ہے۔ اللہ اکبر! یہ تھی پچھلے زمانہ کے مسلمانوں کے اتقا کی حالت کہ مسجد میں بادشاہ اور عام رعایا میں بالکل مساوات ہوتی تھی۔ ان لوگوں کے دلوں میں خدا کی عظمت کے سوا کسی کی عظمت نہ ہوتی تھی۔

دین کا مقدم جزو

(از جناب مرزا سلطان احمد صاحب)

دین کی کتاب دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک حصہ میں خدا کے حقوق ہیں۔ اور دوسرے میں خدا کے بندوں کے حقوق۔ دونوں حصے گو ایک ہی کتاب کے ہیں مگر ان دونوں میں فرق ہے۔ خدا کے حقوق خدا سے ہی وابستہ ہیں دوسروں کو ان سے کوئی واسطہ غرض نہیں اور خدا کے بندوں کے حقوق بندوں سے اگرچہ خدا کو بھی ان سے کچھ واسطہ ہے کیونکہ اسی کا قانون حقوق عباد کی تشریح بھی کرتا ہے مگر پھر بھی حقوق بندگان کا براہ راست تعلق بندوں ہی سے ہو سکتا ہے۔ خدا قادر ہے مگر جابر نہیں ہے۔ منصف اور عادل ہے مگر ستم گر اور ظالم نہیں ہے۔ داہب ہے مگر غاصب نہیں ہے۔ خدا نہیں چاہتا کہ ایک بندہ بندہ ہو کر خدا کی بادشاہت میں کسی دوسرے بندے کے حقوق غصب کرے۔ دنیا کے مذہبی مضمونوں میں اکثر اوقات خدا کے حقوق ریاضت اور عبادت و زہد کی کہانیاں بہت کچھ سنائی جاتی مگر بندوں کے حقوق پر سیاسیات میں ہی کم و بیش ذکر سنتے ہیں۔ مسجدوں میں مندروں میں گرجوں میں حقوق عباد کا سب سے مقدم ذکر ہونا چاہئے جو نہیں ہوتا یا بہت کم ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص دانستہ یا غلطی اجتہاد کے باعث کسی دینی مسئلہ میں غلطی کھاتا ہے تو اسپر فتویٰ دیا جاتا ہے اور اسے نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن جب ایک شخص دوسرے بھائی کے حقوق عباد میں پس و پیش کرتا ہے تو اسپر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جاتی۔

وہ دوسرے الفاظ میں حالانکہ معاملات اور حقوق کا نام ہی اصل دین آیا ہے۔ جو متدین اور جو دین داری معاملات، بنسبت جنس اور حقوق عباد کی پروا نہیں کرتے وہ تدین اور راہ دینداری میں داغ ندامت سے پاک صاف نہیں۔ آؤ ہم اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ حقوق عباد کو ہم کہاں تک صداقت کے ساتھ ادا کرتے ہیں یا اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔ اگر ایسا ہو تو آج سیاسی عدالتیں خالی ہوں۔ حاکم، جج اور منصف سارا دن ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے ہوں۔ سیاسی قوانین، بڑی بڑی کتابیں حرف غلط کی طرح فراموش ہو جائیں یہ صورت ہے عدم تعاون کی اور ہم دوسرے ڈھنگ میں عدم تعاون کے حامی ہیں کیا ہماری مسجدیں، ہمارے مندر اور ہمارے گرجے حقوق عباد کی منادی سے خالی ہیں؟ ہاں بہت کچھ خالی ہیں۔

تعلیم صنعت و حرفت

کوئی زمانہ ایسا تھا کہ ہندوستان میں ہر فرد بشر خوشحال اور زندہ دل دکھائی دیتا تھا۔ قحط اور پلیگ کا تو لوگوں کو خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ دیگر ملکوں کے باشندے ابھی نیم وحشیانہ حالت میں تھے۔ مگر ہر قسم کے آرام و آسائش کی سب چیزیں یہاں موجود تھیں۔ زربفت، مخمل، اطلس، اور کشمیری شالیں ہمارے پہننے کے واسطے تھیں۔ کھانے کے واسطے طرح طرح کے پھل پھول اور دیگر اناج بکثرت پیدا کئے جاتے تھے۔ ہندوستان کا ساختہ مال ولایت و یورپ تک جاتا تھا۔ غرضکہ ہمارے ملک میں اعلیٰ درجہ کے کاریگر موجود تھے اور تمام دنیا ہماری کاریگری کی داد دیتی تھی گو پرانے طریقہ پر مگر تاہم ہر قسم کے ہنر اور دستکاری کے اسکول موجود تھے۔ مثلاً کارچوبی، زردوزی، سناری، نقاشی مصوری، روغن سازی، کیمیاگری بہت سے شاہی کارخانے اور مدارس موجود تھے۔ بلور اور چینی کے برتن بھی بنائے جاتے تھے۔ فولاد اور لوہے کی چیزیں خصوصاً اسلحہ سازی میں بے نظیر تھے۔ چنانچہ شمشیر ہند دور دور تک مشہور تھی۔ بچہ بچہ کو دستکاری کا شوق تھا۔ جسکی بدولت وہ غیروں کے محتاج نہیں ہوتے تھے اور ان کا ساختہ مال غیر ممالک کو جاتا تھا۔ جس سے ہندوستان کی تجارت دن بدن ترقی کر رہی تھی۔ ملک خوشحال ہو رہا تھا۔ دوسری قومیں اس ترقی کو دیکھ کر رشک کھا رہی تھیں۔ بلکہ ہندوستان کی تجارت پر قابو پانے کے لئے دانت پیس رہی تھیں۔

مگر افسوس آج ہماری حالت دگرگوں ہے۔ بیسویں صدی میں جبکہ باقی دنیا نے ترقی کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا ہے۔ ہمارے ہندوستان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیوں ہماری ایسی ابتر حالت ہو رہی ہے۔ اسکے اسباب کیا ہیں جو ہمکو دن بدن کنوئیں میں گرا رہے ہیں۔ اور کب تک ہماری حالت ایسی ہی رہیگی۔ کتنی مدت تک قحط اور پلیگ کے ہم شکار بنے رہینگے۔ یہ معمولی سوال نہیں بلکہ از حد ضروری باتیں ہیں جنکا سوچنا بلکہ حل کرنا ہر ایک ہندوستانی کا فرض ہے۔ ہمارے ہر ایک نوجوان کو غور کرنا چاہئے کہ جن بزرگوں کا نام لیکر ہم آئے دن شیخی بگھارتے ہیں۔ کیا اب بھی ہم میں ان کا عنصر باقی ہے یا اگر درحقیقت ہے تو ہمارا خون جوش میں کیوں نہیں آتا اور کیوں نہیں انہیں کے طریقہ پر عمل کرتے ہیں جس کے وسیلہ ہمارے بزرگوں کو اسقدر فائدہ پہنچا تھا۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے۔ ہندوستان کی حالت اب بھی بہت اچھی ہے۔ مانا کہ پیداوار بہت چلی گئی۔ کپاس اور غلہ ہندوستان میں نہیں ہوتا تو اس کی (آمدنی) تو ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آنی چاہئے۔ مگر یہاں تو غلہ بھی نہیں اور جیب بھی خالی ہے۔ ہمارے ملک کے زمیندار اور کسان لگاتار صبح سے شام تک محنت کرتے ہیں اور پسینہ بہاتے ہیں پھر بھی ان کے بچوں کے کھانے کے واسطے سوکھی روٹی نصیب نہیں ہوتی۔ تاہم دیگر قوموں کے لاکھوں بچوں کو پال رہے ہیں۔ اے رحم دلو! اپنے محتاج بچوں کی طرف بھی ذرا دھیان کرو جن کا سوائے تمہارے اور کوئی والی وارث نہیں ہے۔

جب امریکہ اور یورپ میں ہم دیکھتے ہیں کہ تین تین وقت پیٹ بھر کر امیر و غریب کو کھانا ملتا ہے تو یہ دیکھکر آہ نکلتی ہے کہ ہائے لاکھوں پیارے ہندوستانی سوکھی روٹی کے ٹکڑے کو ترس رہے ہیں۔ جیسا کہ عقاب نادان بچے سے روٹی چھین کر لے جاتا ہے ویسے ہی غیر ممالک کے تاجر ہمارے بالکوں سے روٹی لئے جا رہے ہیں۔ خیال کرو کہ ہم اسقدر گندم اور چاول پیدا کرتے ہیں مگر جب کاتوں دوسروں کے پاس چلا جاتا ہے

جب تک ہندوستان میں تجارت اور دستکاری (انڈسٹریل ایجوکیشن) کی تعلیم کا عام رواج نہیں ہوگا ہماری حالت کبھی نہیں سدھرے گی۔ ہندوستان میں کافی تعداد میں تجارتی اور مختلف پیشوں کی کھیتی، باغبانی وغیرہ وغیرہ کے اسکول قائم ہونے چاہئیں۔ اگر ہم قوم کی بہبودی مانگتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے بال بچے در در بھیک مانگیں اور قحط اور پلیگ کے شکار نہ ہوں تو خواہ کسی طرح کیوں نہو ہمکو انڈسٹریل سکول کھولنا چاہئے۔ پیارے بھائیو! ان جاہلوں اور گنوار قلبوں پر رحم کرو جو کہ فاقہ کشی کے دکھ سے گھر بار گروی رکھکر امریکہ، افریقہ، ہانگ کانگ وغیرہ میں مزدوری کرنے چلے آتے ہیں۔ اے ہموطنو! یہ مت خیال کرو کہ یہ لوگ گنوار قلی ہیں۔ مگر بے علمی نے ان کو قلی بنا دیا ہے۔ اگر ہندوستان میں کھیتی باغبانی کے اسکول ہوتے تو یہ لوگ پنجاب جیسی سرزمین چھوڑنے کا نام تک بھی نہ لیتے۔

بہرحال اگر ہمکو کسی چیز کی ضرورت ہے تو صرف تجارتی اور دستکاری کے اسکولوں اور کالجوں کی جس سے ہم اپنی تجارت اپنے قابو میں کر سکیں

اور جرمن، فرانس اور انگلینڈ اور امریکہ کے تاجروں کا تو کی بہتری کی مقابلہ کریں اور روز مرہ کی زندگی کے ضروری اسباب ہندوستان ہی میں بنانے کے قابل ہو جائیں۔ اے میرے ہموطنو! یاد رکھو کہ جب تک ہماری روٹی کا سوال حل نہیں ہوگا۔ ہم کسی قابل نہیں ہونگے۔ مفلسی پلیگ اور قحط سے ہمارا کبھی چھٹکارا نہیں ہوگا بلکہ دن بدن افلاس بڑھتا ہی جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک دن ہم اپنے بچوں کو معمولی تعلیم دینے کے قابل بھی نہ رہینگے۔

اٹھو اور اتفاق کر کے اپنے لئے آپ صنعت و حرفت کے اسکول کھولو۔ دنیا طرح طرح کے ہنروں میں کمال حاصل کر رہی ہے مگر ہندوستانیوں کو ان کا نام تک نہیں آتا۔ دوسروں کی ایجادوں کو دیکھ کر حیران رہجاتے ہیں۔ ہندوستان میں آج ہر فن اور ہر ہنر کے اسکولوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً سب سے پہلے تو کھیتی کے اسکول ہونا چاہئیں جہاں کسانوں کو موجودہ طریقہ اور کھیتی کی مشینوں سے واقفیت ہو تاکہ وہ جدید سائنٹفک طریقہ سے کھیتی کو ترقی دیں۔ علاوہ ازیں ہر قسم کے انجینرنگ اسکول ہونا چاہئیں۔ جس جگہ بجلی، سٹیم، آئیل اور گیس انجن کیمیاگری، کیمسٹری اور علم طبعی سکھایا جاوے اور نیز چھوٹے چھوٹے دستکاری اور کارخانوں کے اسکول ہونا چاہئیں۔ دودھ، کریمری اور ڈیری (DAIRY) اور گلاس فیکٹری، دیاسلائی وغیرہ وغیرہ کے اسکول۔ دیکھو ہمارے ملک میں اسقدر سبزی، ترکاری، پھل اور میوہ جات ہوتے ہیں کہ اگر ہم ان کو تازہ و قائم رکھنا (PRESERVE) جانتے ہوں تو ڈبیوں میں بند کر کے غیر ممالک بھیج سکتے ہیں یا سال بھر تک کے واسطے رکھ سکتے ہیں۔ یہ کام ہمارے خود کرنے کے ہیں۔ کوئی غیر ہمکو مدد نہیں دیتا۔ ہمارے گھر میں آگ لگی ہے۔ ہمکو خود ہی بجھانا پڑیگی۔ اے ہندو و مسلمان بھائیو آپس میل مذہبی فساد اور تعصب کو چھوڑ دو۔ تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ تمہارا خون ایک ہے تمہارا ملک ایک ہے۔ تم دُکھ سُکھ کے ساجھی ہو۔ کیوں اپنے جوش اور طاقت کو فضول مذہبی جھگڑوں میں صرف کر رہے ہو۔ اپنا تن من دھن اپنے بچوں کو تعلیم دینے میں صرف کرو جس سے وہ اپنا پیٹ بھرنے کے قابل ہو کر باقی دنیا کا مقابلہ کریں اور مرتے دم تک آپ کا احسان نہ بھولیں۔

اے میرے دولتمند ہموطنو! اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرو۔ ان نوجوانوں کو مختلف ہنروں کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع دو۔ جبتک ہمارے نوجوان سفر نہیں کرینگے ہرگز ہمارے سر سے جہالت کا بوجھ نہیں اُتریگا۔ ہمارے اُمرا کو چاہئے کہ غیر ممالک میں آنے والے طالب علموں کو وظائف دیکر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ (ملخص)

کیا عمر رواں کی تیز رفتاری ہے   ہر وقت یہاں کوچ کی تیاری ہے
موت آئے گی جب خبر نہ ہوگی تجھ کو   غافل تجھے کیا غرور ہوشیاری ہے

دُنیائے دنی کو جو کہ فانی سمجھے   وہ بحر میں موج کی روانی سمجھے
جسکی نہیں زندگی میں فعلوں پہ نظر   کیا خاک وہ پیری اور جوانی سمجھے

از پنڈت راگھو ونند راؤ جذب نظامی

اصول زندگی

(از جناب قاضی حمید الدین احمد صاحب)

(۱) ہم ہر انسان کو انسان ہونے کے لحاظ سے دیکھیں اور ملیں نہ کہ باعتبار مذہب۔ کیونکہ مذہب کی کوئی خصوصیت کسی کی پیشانی پر لکھی ہوئی نہیں۔ سب انسان انسان ہیں اور سب لوگ اخلاق و عمل تمدن و تہذیب کی ضرورتوں میں مساوی ہیں۔

(۲) ہر شخص کی شرافت، عزت اور فضیلت کا معیار اخلاق و تہذیب اور علم و عقل کے مقدار کی جلوہ گری پر قائم ہونا چاہئے نہ کہ دولت، امارت یا خاندانی وجاہت پر۔

(۳) شوالوں، گردواروں، مندروں، سماجوں، مسجدوں، اور کلیساؤں کو ہم احترام و ادب کے ایک درجہ پر لائیں کیونکہ ان سب میں بالواسطہ یا بلا واسطہ انہی خداوند برتر کی ستائشیں اور پرستشیں ہوتی ہیں جو ہر متنفس کا خالق اور ہم سب کا مالک ہے۔

(۴) تعلیم کو نہایت اچھے اسلوب کے ساتھ لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے لازمی قرار دیا جائے اور اُن کے نصاب تعلیم کو ہر دو سال کے بعد معلومات جدیدہ سے زیادہ بہتر بنانے کی کوشش جاری رکھی جائے۔ کیونکہ تمام کائنات قدرتاً اصول ارتقا کے ماتحت ہے۔

(۵) کسی پیشہ اور حرفت کے شخص کو ذلیل نہ سمجھا جائے بلکہ اہل علم مفید علمی معلومات سے اُن کی مدد کریں۔ بالذات نجس یا ذلیل کوئی نہیں، تمام ذلتوں اور نجاستوں کی جڑ جہالت ہے اور وہ دور ہو سکتی ہے۔

(۶) گروہ اناث کا ہر جگہ بلا اختلاف عقائد و ملت احترام کیا جائے۔ ۸۰ سالہ ضعیفہ اور پانچ سال لڑکی دونوں یکساں عزت کی مستحق ہیں کیونکہ ہماری موجودہ بچیاں آئندہ نسلوں کی مائیں ہیں۔ عورت کو خداوند تعالیٰ نے بقائے نسل کی وہ اہلیت اور خدمت عطا کی ہے جسے مرد ہرگز انجام نہیں دیسکتا اور اسی لئے وہ قابل احترام ہے نہ کہ لائق حقارت و صعوبت۔

(۷) زانی اور فاسق و فاجر اگرچہ قانونی گرفت سے آزاد ہیں، مگر ضرورت ہے کہ ہم اپنا اخلاقی قانون زندہ کریں اور ایسے اشخاص کو جن پر زانی ہونے کا گمان ہو، انھیں سوسائٹی میں یہاں تک حقیر و ذلیل سمجھا جائے کہ وہ اپنی ذلت کو محسوس کریں اور اصلاح حال کیلئے تیار ہو۔

(۸) معاملات میں راستی، صداقت، دیانت، باہمی محبت و الفت کے ساتھ معذور الحالوں کی امداد، اور ایک دوسرے کی جائز ہمدردی کو ہم ہر جگہ ہم اپنا ایک انسانی فرض قرار دیں مگر پیشہ ور گداؤں بھیک منگوں اور مفت خوروں کی طرف التفات نہ کریں۔

(۹) شادی بیاہ نکاح کیلئے سختی سے لڑکیوں اور لڑکوں کی بلوغت، اہلیت، قابلیت اور صحت کا خیال رکھا جائے۔ نابالغی کی شادیاں یا بے جوڑ ہرگز مستحسن سمجھے جائیں۔ والدین ان امر کا خیال اپنا فرض سمجھتے۔

(۱۰) زانیہ فاسقہ مستورات کو سختی سے ناقابل التفات سمجھا جائے اور اس کیلئے مردوں کو اپنے اخلاق و عمل کی اصلاح کرنے کی سخت ضرورت ہے کیونکہ عورت مرد ہی کے خیالات سے متاثر ہونے والی ہستی ہے۔ عورتوں کے بگاڑ کا الزام بہت کچھ مردوں کے سر ہے۔

رسائل کی روح

نصیحت

نصیحت کا سُنا جانا اُسوقت یقینی ہے جبکہ وہ ہمارے نتائج ماخوذ کے مطابق ہو اور تعریف و ستائش یا ہمت افزائی و حوصلہ پروری کی شکل میں ہو۔ دوسروں کی اخلاقی زندگی کے مشاہدہ سے جو نصیحت ہمیں ملتی ہے وہ ناگوار طبع نہیں ہوتی۔ ہم نصیحت اُسی وقت سُن سکتے ہیں جب اس میں جا بجا ہماری نہیں بلکہ خود ناصح کی غلطیوں کا بیان اور اسکی خطاؤں کا ماتم ہو۔ اور جب ہم یہ سمجھیں کہ ناصح کی غرض اصلی اپنی بدقسمتی کا افسانہ دُہرانا ہے اور دوران بیان میں گاہ گاہ نصیحت کر دینا کسی واقعہ کی تمہید کے لئے پسند کیا گیا ہے۔

مطالعۂ فطرت انسانی سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سیدھے سادھے طور پر اگر نصیحت کی جائے تو مؤثر طبع و مرغوب خاطر نہیں ہوتی۔ حُسن بیان کی ناصح کو ویسی ہی ضرورت ہے جیسی موقع شناسی کی۔ وقت بے وقت نصیحت کرنا مفید تو کیا۔ اکثر سخت مضر و مہلک ثابت ہوا ہے۔

بعض لوگ حقیقی مشورہ اور ہمدردانہ نصیحت سے ملول خاطر ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے احباب کوئی آزاد مشورہ نہ دیں۔ بلکہ ان کے قائم کردہ اور فیصل کردہ ارادہ و خواہش کی تائید کریں اور اس کی خوبیاں بیان کریں اور اس کے محاسن کی مختلف پہلو سے شرح کریں۔ اور ظلم تو یہ ہے کہ یہ سمجھتے رہیں کہ وہ طالب نصیحت ہیں اور احباب کی رائے کو قیمتی اور واجب التعمیل جانتے ہیں۔

بہت سے حضرات ایسے ہیں جو پوری حالت سُنے بغیر نصیحت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور نصیحت میں اپنی ذاتی غرض یا حصولِ نام و نمود کے پہلو کو ضرور مدنظر رکھتے ہیں اور اس ذلیل مقصد پر اپنے اظہار خلوص و ہمدردی کا موٹا نقاب ڈالنا چاہتے ہیں۔

نصیحت کرتے وقت اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے۔ کہ اگر کسی کو ایسا مشورہ دینا ہے جس میں اسکے فائدہ و فلاح کے طفیل میں اپنا نفع بھی ہو جاتا ہو تو اپنے فائدہ کے ہر پہلو کو اسکے سامنے ضرور بیان کر دینا چاہئے۔ اگر تم اپنے نفع کی صورت کا بیان نہ کرو گے اور اس کی خبر مل جائے گی تو اس سے کئی نقصانوں کا اندیشہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگے کہ تمھاری نصیحت خود غرضی پر محمول و مشکل تھی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کو دوست نما دشمن جانکر تمھاری نصیحتوں پر عمل کرنا چھوڑ دے۔ اس کا بھی خوف ہے کہ تم سے بدگمان ہو کر اس فائدہ سے محروم رہ جائے جو تمھاری نصیحت سے اُسے حاصل ہوتا۔ انسان کا خیال بُرائی کی طرف بھلائی سے زیادہ تیز جاتا ہے۔

جب تم کسی کو نصیحت کرنے بیٹھو تو اسے کبھی نہ بھولو کہ تم کس شخص کو مشورہ دے رہے ہو۔ نصیحت کرنے کا یہ اصول نہیں کہ بہتر سے بہتر نصیحت کر دیں۔ نصیحت ہمیشہ ایسی کرنی چاہئے جو قابل عمل ہو۔ نصیحت کرنے سے پہلے دوست کی دلدہی کرنی چاہئے اور اس کی مصیبت و مشکل کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے۔ نصیحت کرتے وقت اپنی اور دوست کی حالت کے فرق و اختلاف کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے۔ نصیحت کرتے وقت دوست کو کبھی اس کی ملامت نہ کرنی چاہئے۔ کہ اس سے پیشتر میری نصیحت کیوں نہ مانی یا مجھ سے مشورہ کیوں نہ کیا۔ یا اگر اس سے پہلے مشورہ کر لیتے تو زیادہ فائدہ ہوتا۔

ہاں اگر کسی کو درستیٔ اخلاق کی نصیحت کرنی ہو تو افعال گزشتہ پر ایک سرسری مگر ہمدردانہ نظر ڈالی جا سکتی ہے۔ اگر کسی شخص کو اس بات کی نصیحت کرنی ہو کہ وہ تمام اپنے اصول ہی کو چھوڑ دے تو اسکے اصول اور اپنے اصول کے فرق کو اُسے اچھی طرح سمجھانا چاہئے اور اپنے اور اسکے اصول کے فرق و اختلاف کی وجہ کو بھی بیان کرنا ضروری ہے۔

طالب نصیحت کو لازم ہے کہ دوست کے اخلاق و خوبیٔ نفس کو اسکی ذہانت و ہوشیاری سے اپنے لئے زیادہ مفید سمجھے۔ نصیحت ہمیشہ اُس شخص سے لینی چاہئے جو مذہبی اور خدا ترس ہو۔ اور جسکے اخلاق درست ہوں۔

ایسے دوست یا عزیز یا رشتہ دار سے کبھی نصیحت نہ چاہو جو پیچیدہ تعلقات یا کسی خاص حالت یا کسی مخفی وجہ سے تم کو مشورہ نہیں دے سکتا ہے۔ اور غیر جانبدار رہنا چاہتا ہے۔

یہ بھی ایک قسم کی خود غرضی ہے کہ ہر شخص سے اپنا حال زار کہو اور اس سے نصیحت چاہو۔ جس طرح خواہ مخواہ کی نصیحت تمھیں پسند نہیں تم بھی جب تک کوئی اصرار نہ کرے نصیحت نہ کرو۔

(شباب)

رازِ سربستہ

کرۂ ارض کا تین ربع زیر آب ہے۔ باقی ربع میں کچھ حصہ صحرا اور ایسے مقامات ہیں جہاں انسان بود و باش نہیں رکھتا جتنا حصہ انسان کے رہنے کے قابل ہے۔ اسکا ہر ایک قطعہ مختلف طرز کا ہے۔ اور ہر ایک قطعہ کی آب و ہوا مختلف ہے۔ انسان کی آبادی سے پہلے ہزارہا قسم کے جانور پیدا ہو کر ختم ہو گئے اُن کے اب صرف ڈھیر ملتے ہیں جو حیرت انگیز ہیں۔ نہ معلوم وہ کس لئے پیدا کئے گئے اور کیوں نابود کئے گئے۔ جب انسان پُرانی چٹانوں کی تاریخ پر غور کرتا ہے تو حیران رہجاتا ہے کہ کروڑوں سال سے وہ موجود ہیں۔ اور روبہ تنزل ہیں۔ نئے پہاڑ بنتے ہیں پُرانے پہاڑ گرتے جاتے ہیں۔ دریاؤں اور ندیوں کے راستے بدلتے رہتے ہیں۔ نئے جزیرے سمندر میں سے نمودار ہوتے ہیں اور کسی کسی جگہ کے پُرانے جزیرے سمندر ہضم کر جاتا ہے۔

حضرت انسان کے اس کرۂ ارض پر پیدا ہونے کی نسبت طرح طرح کی خیال آرائیاں ہوتی رہیں۔ کوئی کہتا ہے موجودہ نسل انسان کے کئی مورث تھے بعض کہتے ہیں کہ ایک مورث تھا بعض کہتے ہیں کہ انسان کا ابتدائی مورث ایک قسم کا بندر ہوگا۔ بعضوں کا خیال ہے کہ کسی نامعلوم اسباب کے سلسلہ میں انسان ہزاروں کی تعداد میں ظہور میں آیا تھا۔ طرفہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ دعیسائی مباحثہ کرنے والے اس امر پر متفق ہوئے کہ انسان مارچ میں یا ستمبر میں پیدا کیا گیا تھا۔ اہل مذاہب انسان کی ابتدائی آفرینش بہت قدیم نہیں تبلاتے۔ اہل

سائنس اسکی پیدائش اتنی بعید لیجاتے ہیں کہ انسان ہندسوں کے شمار میں گھبرا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان لکھتے ہیں کہ دم گم گشتہ کی علامت انسان میں اسوقت باقی ہے اور نیز یہ بھی کہ بعض عضووں کی نوعیت و فعل دریافت نہیں ہوئے۔ خوردبین نے وہ عالم پیش نظر کر دیا ہے جسکو انسانی آنکھ نہ دیکھ سکتی تھی کیمیائی امتحان نے بظاہر کئی مفرد اشیاء کو مرکب ثابت کر دیا ہے۔ یونانیوں کا عناصر کا شمار بڑھتا جاتا ہے ابھی اس بات کا بھی فیصلہ نہیں ہوا کہ حیات اس کرۂ ارض پر کیسے ظہور میں آئی ہے بقول بعض زندگی اس کرہ پر کسی دوسرے کرے سے آئی ہے لیکن پھر وہی سوال باقی رہتا ہے کہ وہاں کیونکر پیدا ہوئی۔ بقول بعض غیر جاندار اور جاندار کی درمیانی مخلوق یہی ہے۔ بروئے قاعدۂ ارتقا بتدریج جان پڑنے کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جو ہنوز حل نہیں ہوئے تفحص و تحقیق جاری ہے۔ جو سوچا جاتا ہے دوسرے دن رد ہو جاتا ہے۔ روح کے متعلق انواع و اقسام کے قیاسات کئے جا رہے ہیں کسی شے کو قیام نہیں اور ہر شے معرض تبدل میں ہے۔ ایک ناقابل فہم دور جاری ہے۔ نیچر اپنے اسرار کے انکشاف میں نہایت بخیل ہے۔ اُس کی دل فریبیاں ایسی ہیں کہ اُسکے طلسم سے گریز نہیں جتنی تحقیقات بڑھتی ہے ناواقفیت کا درجہ ترقی پذیر ہوتا جاتا ہے۔ ظاہری رنگوں میں، ظاہری شکلوں میں ظاہری خوشبو اور بدبوؤں کے پس پردہ کچھ اور بھی چیز پنہاں ہے۔ سائنس نے یہ عقدہ حل کیا کہ رنگ کوئی شے نہیں، صرف حرکت کی تعداد ہے۔ آواز اور رنگ کے حرکات کے تناسب قائم ہونے لگے ہیں۔ لوگ سمجھا کرتے تھے کہ ہمارا نظام شمسی ہی کل کائنات ہے۔ دوربین نے دکھایا کہ ہمارے شمس جیسے لاکھوں شمس مع اپنے کنبوں کے کہکشاں میں موجود ہیں۔ ایسے ستاروں کے بھی پتے لگے ہیں جنکے کرنوں کے کرۂ ارض تک پہنچنے کے لئے صدیاں درکار ہیں۔ ایک شہاب میں ایک فرانسیسی ماہر علم کسٹری نے امراض کے بیج GERMS دریافت کئے ہیں۔

نباتات اور معدنیات میں بھی جان دریافت ہوئی ہے۔ امراض نئے نئے دریافت ہو رہے ہیں اور اُنکے علاج بھی طرح طرح کے ایجاد ہو رہے ہیں۔ انسانی مشاہدہ کے لئے آلات محدود طاقت کے ہیں اگر کچھ دریافت ہوتا ہے تو قطعی غیر مکتفی۔ بقول ایک مشہور محقق کے انسان کنارے پر بیٹھا ریزے چنتا ہے انہیں دیکھتا رہتا ہے۔ سمندر اُسکے سامنے پڑا ہے۔ آخر تھک کر سر تسلیم خم کرتا ہے اور توکل پر سہارا کرتا ہے۔ مجبوراً کہنے لگتا ہے۔ ہزاروں پنڈت، ہزاروں سیانے خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔

نیچر نے چرندوں پرندوں اور انسانوں میں ایسی خواہشیں اور خصلتیں پیدا کر دی ہیں جنکے دشمن ہیں وہ اپنے جانشین پیدا کر کے خود ختم ہو جاتے ہیں یا اوروں کے شکار ہو جاتے ہیں۔ آج تک یہ عقدہ نہ کھلا کہ نیچر کا مقصد کیا ہے کب سے کائنات پیدا ہوئی۔ کیا کیا رنگ اُسنے بدلے اور وہ اسے آخر کیا بنادیگی وہ اسے کدھر گھسیٹے لئے جا رہی ہے۔ اس بے بسی کی حالت میں بھی انسان میں ایک بُری عادت فطرتی ہے جسے غرور کہتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں اگرچہ ہر روز اُس کی آنکھیں کھلتی ہیں کہ اُسکی کچھ حقیقت نہیں۔ اُسکی زندگی حباب کی مانند ہے۔ آفتوں اور بلاؤں سے وہ گھرا ہوا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ وہ زندہ کیونکر رہتا ہے۔ تاہم زعم، غرور، خودی اسکی طبیعت سے نہیں جاتی۔ ہر شے جو اُسکے گرد و پیش ہے رفتنی اور گزاشتنی ہے مگر اُسکا گھمنڈ کم نہیں ہوتا۔

کیا معلوم کہ آئندہ اس کرۂ ارض کی کیا حالت ہوگی۔ پانی کتنا رہیگا کتنا اُڑ جائیگا۔ پہاڑ کتنے رہینگے اور کتنے گم ہو جاوینگے۔ مخلوق کی کیا شکلیں ہونگی اگر دل لگی نہ سمجھئے تو ایک اہل علم کہتا ہے کہ آیندہ انسان زمین پر گولے کی مانند چلا کریگا۔ ہاتھ پاؤں اور بہت سے اور حصۂ جسم کی ضرورت نہ رہیگی۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ وہ شے جسے ہم مذہب طریقت وغیرہ وغیرہ کہا کرتے ہیں آیندہ اُس کا نام و نشان باقی رہیگا یا نہیں۔ کیا معلوم کہ قوم انسان کے باہمی تعلقات کس نقطہ پر آئینگے۔ غرض اس نیچر کی کارروائیاں نامعلوم، اُن کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ اُسکا مقصد ہمارے لئے ایک راز سربستہ ہے۔ آخر یہ کہنا پڑتا ہے کہ انسان عاجز ہے۔ جتنے دن یہاں قیام ہے تکلیف سے بچو اور زندگی سادہ بسر کرو۔ کسی کو ایذا نہ دو۔ نیچر کے احکام جتنے ظاہرا معلوم ہو سکتے ہیں اُن کی پابندی کرو۔ مرجاؤ۔ اپنا حقیقی جانشین اپنے بجائے چھوڑ جاؤ۔ اپنے آپ کو ہیچ سمجھو۔ غرور چھوڑو۔ عجز و انکسار سے کام لو۔ میں اور ہم الفاظ بیمعنی ہیں۔ کیا اچھا اکبر نے کہا ہے ؎

رکھو جو مقابل اس کے سارا عالم — دنیا بخدا ہے ایک ذرہ سے بھی کم
اس ایک ذرہ میں ہماری کیا اصل — نافہم ہیں کر رہے ہیں ناحق ہم ہم

کلام نور

عیاں ہے نفی و اثبات حقیقت لا و الا سے — کھلے اسرار دریا خود ظہور موج دریا سے
هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن — نہاں کب جلوۂ حسن ازل ہے چشم بینا سے
عیاں ہے روز محشر دشمنان دین کا پچھتانا — یَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا سے
وہ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ اس شوق سے کہتے — نہ سنتے حکم اَسْلِمْ جب براہیم اپنے آقا سے
خدا کی جاں لے جانِ جہاں تجھکو نہ کیوں ہو محبوب — نَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي سنا ہے ایک گویا سے
نہ جبتک صدق نیت ہو عمل ہرگز نہیں کرتے — شراب اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کے پیاسے
سواد زلف میں ہے سر وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى — ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ کا سرمہ روشن چشم مولا سے
فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌ سے کھلا مطلب — نبی سے دعوت دیں ہے ہدایت حق تعالیٰ سے
غرض طوف حرم سے اسکو سیر دیر مطلب — وہ خود فرما چکے ہیں نَحْنُ اَقْرَبُ ہے جو یاسے
وَكَاْسٍ مِّن مَّعِينٍ کے مزے آئینگے مستوں کو — مے اطہر کے لینگے ساقی کوثر سے جب کاسے

جب یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ حق سے خطاب آیا
ثنا اُس کملی والے کی ہو کیونکر نہ دُشیدا سے (شفق)

عقد مواخات

حب مدینے میں ہوئے مکہ سے رونق فرو — رحمت عالمیاں حضرت خیر الابرار
کھل گیا پھول سا، ہر پیرو دیں کا چہرہ — آگئی گلشن اسلام میں اک تازہ بہار
محو دیدار نظر آتا تھا ہر فرد بشر — شکل پروانہ تھے سب شمع نبوت پہ نثار
آگئے پھر تو مدینے میں مہاجر کا گروہ — تھا مظالم سے جو کفار کے پامال و نزار
نہ تو کھانے کا ٹھکانا تھا نہ تن پہ کپڑا — یہ گروہ عز باحدت سو تھا نادار
لیکن اس قافلۂ حق کی ضیافت کے لئے — تھا دل و جان سے آمادہ گروہ انصار
خاطر اقدس میں جب یہ خیال آیا — کہ امانت کا ہو قائم کوئی حق و معیار
آپ نے دونوں جماعت کو ملا کر باہم — مال میں سب کو برابر کا بنایا حق دار
کی اخوت کی مثال ایسی جہاں میں قائم — کہ نظیر اسکی ہے تاریخ میں ملنی دشوار
عوف کے لخت جگر حضرت عبد الرحمٰن — عشرۂ اہل بشارت میں ہوا جن کا شمار
ان کے بھائی بنے اس رشتے سے سعد بن ربیع — تھے مدینے کے جو اک صاحب دولت سردار
عبد رحمٰن کو سعد اپنے مکاں پر لائے — اور فرمایا دکھا کر انھیں اپنا گھر بار
ہے یہ مال اور یہ اسباب، یہ سامان مرا — نصف ہے میرے لئے نصف کے تم ہو مختار
سُن کے فرمایا کہ یہ سب ہو مبارک تم کو — مجھ کو حاجت نہیں ان میں سے کسی کی زنہار
ہم تجارت کے ہیں دلدادہ تجارت پیشہ — آپ بتلائیے بس ہم کو یہاں کا بازار
تھوڑے ہی دن میں خدا نے یہ ترقی بخشی — کہ زر و مال کا پاس ان کے ہوا اک انبار
ان کا اسباب تجارت جو کہیں سے آتا — سات سو اونٹوں کی ہوتی تھی مدینہ میں قطار
خاک کو ہاتھ لگاتے تو وہ سونا بنتی — یہ دیانت کا ہے ثمرہ، یہ امانت کی بہار
سچ ہے اللہ مددگار ہے اس بندہ کا — غیر کے دست نگر ہونے میں آئے جسے عار

(نگار)

بہرے آنکھوں سے سُن سکتے ہیں!

بہرے، گونگے، اندھے اور اسی قسم کے فاقد الحس لوگوں کے علاج میں

یورپ اور امریکہ کی ایک جماعت نہایت انہماک سے کام لے رہی ہے اور روزانہ جدید وسائل و ذرائع ایسے تلاش کئے جاتے ہیں، جو ایسے افراد کو دنیا کی لذتوں سے بہرہ مند کر سکیں یا کم از کم سوسائٹی کو اُن کے خرچ کے بارسے سبکدوش کر دیں۔

منجملہ دیگر وسائل کے ایک طریق علاج یہ بھی اختیار کیا گیا ہے کہ کھوئے ہوئے حواس کا کام موجودہ حواس سے لیا جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ میں عجیب و غریب انکشافات ہوئے ہیں۔

بہروں کی تعلیم کے لئے متعدد مدارس قائم کئے گئے ہیں اور نہایت کامیابی کے ساتھ ان کو تعلیم دی جا رہی ہے۔ ہم یہاں امریکہ کے ایک مدرسہ کا حال مختصراً بیان کرتے ہیں، جس سے معلوم ہو گا کہ بہرے لڑکوں کو کیونکر تعلیم دی جاتی ہے۔

اس مدرسہ میں سو لڑکے ہیں، جن کی عمر پانچ اور پندرہ سال کے درمیان ہے۔ ولادت سے لیکر اس وقت تک انھوں نے ایک لفظ بھی نہیں سُنا تھا، اسی لئے وہ گونگے بھی تھے، لیکن اب یہ لڑکے نہایت صحت کے ساتھ تلفظ کرتے ہیں اور مشکل سے کسی کو تمیز ہو سکتی ہے کہ وہ بہرے ہیں۔ اور تمیز ہوتی ہے تو صرف اس وجہ سے کہ وہ بولنے والے کے ہونٹوں پر نظر جمائے رہتے ہیں۔ یعنی کان کا کام وہ اپنی آنکھوں سے لیتے ہیں۔

ان بچوں کو تعلیم دینے والی عورتیں ان کے ساتھ بالکل معمولی بچوں کی طرح گفتگو کرتی ہیں۔ لکھ کر یا اشاروں سے نہیں سمجھاتیں اور یہ اسلئے کیا جاتا ہے کہ ہونٹوں کی حرکت سے بات سمجھنے کی مشق کمال تک پہنچ جائے۔ معلمات کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ وہ ان بہرے بچوں سے بالکل اسی آواز سے گفتگو کریں جس آواز سے دوسرے آدمیوں سے گفتگو کی جاتی ہے۔ معلمہ اپنا ہاتھ بچہ کے سینہ اور حنجرہ پر رکھکر سانس کے دباؤ سے آواز کی تاریخ ھاؤ سمجھاتی ہے اور بچہ کا ہاتھ اپنے سینہ اور حنجرہ پر رکھ کر بات سمجھاتی ہے کہ اتنی بلند آواز کے لئے اس قدر تنفس کی ضرورت ہے۔ آہستہ آہستہ بہروں کی یہ مشق اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ بالکل اسی طرح گفتگو کرنے لگتے ہیں جس طرح ایک کان والا آدمی۔

چونکہ بعض حرف کے تلفظ میں زیادہ سانس خرچ ہوتی ہے اور بعض میں کم اور یہ باریک فرق سینہ کی حرکت تنفس سے نہیں سمجھایا جا سکتا۔ اسلئے میز پر ایک موم بتی جلائی جاتی ہے یا کوئی نازک پر رکھا جاتا ہے اور اس کے قریب منہ لیجا کر تلفظ کیا جاتا ہے پھر اس تلفظ سے بتی کی لو یا پر کو جتنی جنبش ہوتی ہے اسی کو آواز کا معیار قرار دیا جاتا ہے اور بچہ بھی اسی نسبت سے آواز نکالنے لگتا ہے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ مخارج حروف بھی سمجھائے جاتے ہیں اور بہرہ صاف سمجھنے لگتا ہے کہ فلاں حرف کس مخرج سے نکلتا ہے۔

الغرض قوت لامسہ و باصرہ کی مدد سے ایک معین مدت میں بہروں کو مشق کرا کے کام کا آدمی بنا دیا جاتا ہے اور وہ اچھی طرح لوگوں میں اختلاط کی زندگی بسر کر سکتے ہیں، جس سے انکے خرچ کا بار سوسائٹی پر نہیں پڑتا اور وہ اپنے مصارف زندگی مختلف پیشوں سے حاصل کر لیتے ہیں۔

(نگار)

جذبات سُہا

مرے دل کا خواں لرزنگی ہجر خونکا ہو گا پانی — یہ نوازش نہیں نظاہر، یہ عنایتیں زبانی
دل آئینہ حقیقت، ہوا ساغر محبت — یہی خون عکس عارض ہے شراب ارغوانی
تری جستجو ہے جویا، تری گفتگو ہے گویا — یہ نشانِ بے نشانی، یہ زبانِ بے زبانی
نہ اٹھے عذاب ہستی جو نہوں خراب مستی — کہ ہزار کشمکش ہے یہ عقل و زندگانی
جلوطور کو جلا دو، جلوہ رش کو نوازو — نہ کچھ و مجاز بنکر، بلباس جسم فانی
مئے عمر بھر کے شکوے، تری ایک جنبش لب — وہ فسانۂ وفا، اور یہ فسون زندگانی
ہیں بہت سے ہم سے بڑھکر بھی خراب بادۂ ہجا — وہ اگر ہمیں کو سمجھیں تو یہ ان کی مہربانی
یہ سُہا نہیں زمانہ، کہ غزل سرا ہو کوئی — نہ وہ ذوق شعر فہمی، نہ وہ جوش شعر خوانی

کم سرمایہ والوں کیلئے معاش کے وسائل

صابون سازی

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ حسب ذیل ترکیب سے صابون بنا کر کافی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

ترکیب۔ کاسٹک سوڈا ۷۰x۷۲ ڈھائی چھٹانک لیکر پاؤ بھر پانی میں ڈال کر اسقدر پکاؤ کہ پانی پکنے لگے۔ تب اس میں تین پاؤ ناریل کا تیل ڈال کر اسقدر پکاؤ کہ موم کی طرح سخت ہو جائے جو پندرہ منٹ سے پہلے نہیں ہونا چاہئے۔ تب اس میں تین پاؤ کپڑا دھونے کا سوڈا ڈال کر قریباً دس منٹ تک اچھی طرح بھون کر آگ ذرا کم کر دو۔ بعد دس منٹ کے اس میں پاؤ سیر پانی ڈال دو اور اسقدر پکاؤ کہ اردگرد برتن کے جو صابون چمٹ گیا ہے وہ چھوٹ جاوے اور صابون کے ریزے حل ہو کر شربت کی مانند تمام قوام صاف ہو جاوے جو قریباً نصف گھنٹہ میں ہو جائیگا۔ تب اس کو اتار کر کسی کورے مٹی کے گھڑے میں جما دو۔ بارہ گھنٹہ کے بعد گھڑا توڑ کر صابون نکال لو۔ اور باریک تار سے کاٹ کر فروخت کرو۔

کاسٹک سوڈا پچیس روپیہ ہنڈرڈ ویٹ یعنی ۵ سیر ملیگا۔ ناریل کا تیل تیس روپیہ من ہے۔ کپڑا دھونے کا سوڈا اکتیس روپیہ ہنڈرڈ ویٹ ہے۔ اگر تھوڑی مقدار میں آپ چیزیں خریدینگے تو آپ کو گراں ملیں گی۔ اس لئے تمام چیزیں یکمشت خرید کریں اور صابون اس مقدار کے لحاظ سے خواہ تھوڑا بنا کر کے تجربہ کر لیں۔

دیگر- یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا صابون ہے۔ کپڑا خوب صاف کرتا ہے اور خوبی یہ کہ کم گھستا ہے۔ غرضیکہ تمام ایسے اوصاف اس میں موجود ہیں جو اعلیٰ سے اعلیٰ صابون میں ہونے چاہئیں۔

ترکیب- ۳ سیر چربی آگ پر گلا لو۔ پھر اس میں دو سیر کپڑا دھونے کا سوڈا ڈال کر خوب بھونو اور آگ کے اوپر سے اتار لو۔ پھر سیر بھر سوڈا اس میں ڈالو اسکے بعد ۷۰x۷۲ ڈگری کا سوڈا کاسٹک تین چار سیر پانی میں حل کر کے آہستہ آہستہ اس چربی تیار شدہ میں دھار باندھ کر ڈالنا شروع کر دیں جب اچھی طرح گاڑھا اور سخت ہو جائے تو کسی برتن میں جما دو۔ بارہ گھنٹہ کے بعد نہایت اعلیٰ درجہ کا صابون تیار ہو جائیگا۔ بغیر پکائے اس بہتر صابون تیار نہیں ہو سکتا اگر گرڈ نہ ڈالوگے تو سفید صابون ہوگا۔

عورتوں کیلئے مشاغل بیکاری

ہمارے افلاس کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ عورتیں جن کو "نصف ثانی" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بالکل عضو معطل ہیں۔ اگر غریب گھرانوں کی عورتیں چولہا پھونکنے اور چکی پیسنے کی بجائے کچھ کار آمد اور زیادہ قیمتی کام کریں یا ضروریات خانگی سے وقت بچا کر اُسے کار آمد بنانے کی کوشش کریں تو گھر کی مشکلات بہت کچھ کم کر سکتی ہیں۔ اس طرح غریب عورتیں اپنے خاوندوں کی پُر مصائب اور لبریز افکار زندگی راحت و آرام سے بدل سکتی ہیں۔ لاوارث بیوائیں اپنے اور اپنے کمسن بچوں کے گذارے اور سہارے کی صورت نکال سکتی ہیں۔ ذیل میں بعض ایسے مشاغل لکھے جاتے ہیں جنھیں پردہ نشین عورتیں اپنی قیود معاشرت میں کوئی تغیر کئے بغیر اختیار کر سکتی ہیں:-

خط لکھنے کے کاغذ اور لفافوں پر نقش و نگار

اس کام کو عورتیں بآسانی انجام دے سکتی ہیں۔ ڈائی بنانے والے کارخانوں سے گل بوٹوں کے آہنی چھاپے اور ٹھپے منگا لئے جائیں۔ بازار سے اُن مختلف رنگوں کا بکس لے لیا جائے جو اس کام میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ منقش لفافے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن پر نقش و نگار اُبھرے ہوتے ہیں اور ایک وہ جن پر رنگین گل بوٹے بنے ہوتے ہیں۔ اُبھرے نقش و نگار کے لفافے تو صرف ڈائی ٹھوکنے سے بن جاتے ہیں۔ رنگین نقش و نگار کے لئے ہاتھ کچھ تربیت یافتہ ہونا چاہئے۔ پھول اور پتیاں ٹھپے سے بن جاتی ہیں اُن میں رنگ بھرنا کچھ مشکل نہیں۔ ایک ہفتہ کی مشق سے آ سکتا ہے۔ خط لکھنے کے کاغذ اور لفافے جو معمولی قیمت میں مل جاتے ہیں اس کارگزاری کے بعد بآسانی چوگنی قیمت پر فروخت ہو سکتے ہیں۔ ایک لفافہ اور ایک کاغذ کم سے کم ایک آنے کو بک سکتا ہے۔ اگر خود فروخت کرنا دشوار ہو تو کسی دکاندار سے معاملہ کر لیا جائے۔ اگر ڈائی بنانے والا کارخانہ شہر میں موجود نہوں تو حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کرنی چاہئے:-

مسرز پی۔ این داس اینڈ سنز ڈائی سنکرز نمبر ۱۲ گرانڈ ٹرنک روڈ سلکیا ہوڑہ۔

زردوزی

لکھنؤ اور بالخصوص دہلی میں صدہا عورتیں زردوزی کا کام کرتی ہیں۔ گوٹے کا بننا۔ گوٹے کے پھول بنانا سلمے ستارے کا کام۔ جوتیاں اور ٹوپیاں بنانا۔ ریشمی ململ کے دوپٹوں پر گوٹے کے تار سے پھول ڈالنا۔ ترنج بنانا۔ کف اور کالر بنانا۔ بنت بنانا۔ غرضکہ سلمے ستارے اور گوٹے کے صدہا کام ہیں جن کو عورتیں گھر میں بیٹھکر تیار کر سکتی ہیں اور یہ سب مال زری فروش دوکانوں پر ہاتھوں ہاتھ بک سکتا ہے۔

پکوان اور مٹھائیاں

شہروں میں صدہا خوانچے والے ہر روز سودا بیچتے پھرتے ہیں۔ یہ لوگ مٹھائی اور دیگر اشیاء خوردنی خود طیار نہیں کرتے بلکہ حلوائیوں اور دوسرے دوکانداروں سے مول لیکر بیچتے ہیں۔ اگر عورتیں پکوان۔ مٹھائیاں۔ اچار چٹنیاں، مربے، کھیرا ککڑی کے بنانے وغیرہ اشیاء خوردنی گھر میں بیٹھ کر تیار کریں اور انھیں خوانچے والوں سے معاملہ کریں تو خاطر خواہ نفع ہو سکتا ہے اور اگر طیار شدہ اشیاء اچھی ہونگی تو بہت جلد مستقل گاہک پیدا ہو جائیں گے۔

معلومات

زیور کو جلا دینا

نوشادر ایک حصہ - پھٹکری ایک حصہ - گیرو دونوں کے برابر سب کو ملا کر سفوف کرلیں اور زیور کو پانی سے گیلا کرکے سفوف کو اسپر لگادیں اور آگ میں تاؤ دیں پھ گبر داو پر مل کر برش سے صاف کردیں۔

دیگر - تیزاب شنگرف میں زیور کو ڈالیں اور دو گھنٹہ کے بعد نکال کر کھریا مٹی یا گیرو کو برش یا کوچی سے مانجھ لیں۔

دیگر - نیلا تھوتھا - نمک لاہوری - بھینس کا سینگ - تینوں برابر پانی میں گھول کر زیور پر لگادیں اور تپا کر کوچی سے مانجھیں۔

سونے کا ورق بنانا

سونے کو صاف اور نرم کرکے چوکھونٹی سلاخ بنائیں - اسکو پیٹ کر چپٹا کرلیں اور مربع چھوٹے چھوٹے ورق کاٹ لیں - ہرن کی کھال کی تھیلی میں ڈال کر خوب پیٹیں - نیچے پتھر کی سل رکھیں - ہتھوڑا جالا دار ہو - پیٹتے پیٹتے ورق عمدہ بن جائینگے۔

سونے کا ملمع بنانا

پارہ میں سونے کے ورق جسقدر کھپتے جاویں پلا پلا کر کھپاتے جاؤ - دونوں مل کر ایک گاڑی سی بن جا دیگی - اسکو چاندی یا سونے کے زیور کی جس جگہ چاہیں لگا کر گرم پتھر پر رکھدیں - تھوڑی دیر میں پارہ اڑجا دیگا اور سونا وہاں پیوست ہوجائیگا اس ترکیب سے چاندی پر سونا چڑھا سکتے ہیں۔

سونے کے اقسام

بلحاظ ذرائع دریافت کے ۶ قسمیں ہیں اول معدنی کان سے نکلتا ہے - دوم آبی - دریا سے نکلتا ہے - سوم ذاتی سنگ لاجورد سے نکلتا ہے - چہارم نباتی - بعض بوٹیوں کے عرق اور گوند سے نکلتا ہے - پنجم حیوانی بعض حیوانات کے خون سے نکلتا ہے - ششم کیمیائی جو کیمیائی اعمال کے ذریعہ بنایا جاتا ہے - رنگت کے لحاظ سے سونے کی بہت سی قسمیں ہیں جو اعلیٰ درجہ سے ادنیٰ درجہ تک کا ہوتا ہے - اگر عیب کا ادہو تو ایسا سونا بھی ہوگا جو سستے دام پر فروخت ہو۔

سونے کے نام

سونا - طلا - ذہب - شمس - سورج - گولڈ - خورشید - زرد - آفتاب بطی - سن - سنتہ - مکنون - کنک - کنچن - عسجد - عقیان - نیر - خور - فلک چہارم - آب - شنوع - نور - عالمتاب - صبغہ - کبریت - قالم - کندن۔

کم رنگ سونے کو خوشرنگ کرنا

معدنی طلا بوجہ طبخ کامل نہ ہونے کے بعض اوقات بدرنگ رہتا ہے - اسی طرح اکسیر شمس کے نسخہ میں اکسیر کامل نہونے سے اکثر رنگ پورا نہیں آتا - اگر اس طرح کا سونا ملجاوے تو اس کی عیار کو چند ترکیبوں سے بڑھالیا جاتا ہے - تبت - نیپال - روپڑ - اٹک وغیرہ مقامات سے جو سونا معدنی آتا ہے وہ کم رنگ ہوتا ہے۔

نسخہ اول: گندک سبز جسکا رنگ سحق کے بعد بھی سبز رہے ایک تولہ - مالکنگنی یکتولہ - انڈے کی زردی ۲ عدد - عرق لیموں کاغذی آدھ سیر سب کو ایکبارگی ملا کر کھرل کریں - جب ختم ہو تب گولیاں بنا کر پتال جنتر سے تیل نکال لیں - سرخ رنگ طلائی مائل تیل نکلتا ہے اس تیل سے ہڑتال اور سنکھیا ساوی کھرل کرکے کم رنگ سونے کے پتروں پر لیپ کریں اور بھوبل کی آگ میں دبا دیں - اسی طرح ۳ بارہ عمل کریں - بعدہٗ حسب دیگر ادویوں میں اونڈیل دیں اور اس بات کا خیال رکھے کہ ہڑتال یا سنکھیا کی بو باقی ضرر ہے ورنہ سونا خراب ہوگا - سبز گندک طوطے کے پر کیطرح ہوتی ہے - اکثر جے پور اور بمبئی سے ملتی ہے آملہ سار کے ڈھیر میں سے چھانٹنے سے بھی ملجاتی ہے

مصنوعی سونا بنانا

چاندی ایک تولہ - تانبا ایک تولہ دونوں کو آگ پر گلادیں اور عین چرخ میں شورہ کی چٹکیاں دیتے جاویں - تاکہ تانبا خارج ہو کر صرف چاندی کا وزن رہجاوے جو رنگین ہوگی - اس میں برابر کا سونا ملالیں - یہ مصنوعی سونا اصلی سونے کے مشابہ ہوگا - اس کا جو زیور چاہو بنا سکتے ہو۔

شب تاب گھڑیاں

بہتیرے آدمیوں کے لئے یہ ایک معما ہے کہ دنیا کی سب سے بیش قیمت و کمیاب دھات ریڈیم (Radium) سستی گھڑیوں پر کیونکر بے تکلف استعمال کی جاتی ہے - مگر یہ دراصل اس دھات کی عجیب و غریب طاقتوں کا ایک عملی ثبوت ہے۔

جو مصالحہ استعمال کیا جاتا ہے وہ زنک سلفائیڈ (Zinc Sulphide) اور ریڈیم کی نہایت ہی قلیل مقدار کا مرکب ہوتا ہے - آنکھوں کو چند منٹ مکمل تاریکی میں رکھنے کے بعد اگر کسی شب تاب ڈائل کو خوردبین کے ذریعے غور سے دیکھا جائے تو روشنی کے چھوٹے چھوٹے شرارے نظر آئیں گے - یہ شرارے ریڈیم کے سیکڑوں اور ہزاروں باریک ذروں کے پھٹنے سے پیدا ہوتے ہیں - ان کی شرح پیدائش تقریباً دو لاکھ فی سیکنڈ ہوتی ہے - مصالحہ میں جتنی ریڈیم زیادہ ہوگی اتنے ہی ان شراروں کی تعداد فی سیکنڈ زیادہ ہوگی - اور اتنی اس کی چمک زیادہ دیر پا ہوگی - چونکہ ہر شرارہ زنک سلفائیڈ کے کرسٹل (Crystal) پر ضرب پہنچاتا ہے - کرسٹل آہستہ آہستہ ٹوٹتے چلے جاتے ہیں - اور اس طرح زنک سلفائیڈ تو پانچ سال کے عرصے میں ناکارہ ہو جاتی ہے - مگر ریڈیم کے تقریباً $\frac{1}{1000000}$ گرام کی طاقت میں ذرا بھی فرق نہیں آتا۔

سوالات

مذہبی

(۶۵۶) ایک جوان عورت کا خاوند جسکے متعلق یہ مشہور ہوا تھا کہ جہاز ٹوٹ جانے سے ڈوب گیا ہے ایک سال کے بعد گھر واپس آیا - اس اثنا میں عورت کا دوسرا نکاح کر دیا گیا - اب وہ کس کی بیوی ہے - دوسرا نکاح جائز رہا یا ناجائز ہے ؟ (حبیب اللہ)

صنعتی

(۶۵۷) لفافہ بنانے اور موزہ بننے کی مشین کہاں اور کس قیمت پہ مل سکتی ہو (ندر مارا ؤ)

(۶۵۸) سرخ بوٹ پالش بنانے کی مفصل ترکیب درکار ہے - (۴۶۵)

طبی

(۶۵۹) جلے ہوئے کا مجرب علاج مطلوب ہے - (۲۶۳)

(۶۶۰) کوئی ایسی مفرد یا مرکب دوا ہے جو کسی دوا میں شامل ہوکر اُس کی طاقت و خاصیت میں گنی کر دے (نظام)

(۶۶۱) شادی شدہ مریضہ عمر ۱۸ سال - پیشاب کے وقت سوزش ہوتی ہے جو تھوڑی دیر رہتی ہے - رات کو تلوے گرم ہو جاتے ہیں - بارش میں آرام رہتا ہے - گرمی میں شکایت بڑھجاتی ہے - مزاج گرم ہے - علاج درکار ہے (۵۴۷)

(۶۶۲) فیل پا کا نسخہ مطلوب ہے (۱۸۱۱)

(۶۶۳) دس سال کی افیون خوری نے سخت کمزور اور بیکار کر دیا ہے - علاج مطلوب ہے - (۳۸)

(۶۶۴) بلغمی کھانسی کی مجرب دوا مطلوب ہے - (۴۴۶)

متفرق

(۶۶۵) نوجوان بھائی متوفی ۱۳۴۰ھ کی تاریخ وفات مطلوب ہے - دو روپیہ نذر کروں گا - (۳۰۱)

(۶۶۶) ڈاکٹر اقبال کی یہ غزل " نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی " مطلوب ہے (جمیل الرحمن)

(۶۶۷) تاریخ حیات لودی معروف شوکت افغانی مطبوعہ آگرہ کہاں اور کس قیمت پر ملے گی - (۱۰۶۴)

(۶۶۸) توزک جہانگیری - چنگیز اور ہلاکو خاں کے حالات کہاں اور کس قیمت پر ملینگے (۴۲)

(۶۶۹) کیا کوئی صاحب و خدا میں ایک جلی حرفونکا قرآن شریف ہدیہ کر سکتے ہیں (۶)

(۶۷۰) انگریزی اسپلنگ یاد کرنے کی آسان ترکیب کیا ہے ؟ (انعام الحق)

(۶۷۱) انگریزی محمڈن لا کا اُردو ترجمہ یا کوئی آسان فرائض کی کتاب کہاں اور کس قیمت پہ ملے گی (۵۴۶)

(۶۷۲) سب سے ارزاں اور اچھا ہفتہ وار انگریزی سیاسی اخبار مطلوب ہے (۴۴۵)

(۶۷۳) حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے خواہرزادوں کے اسماء و حالات و مزارات موجودہ خاندان اور جدی سلسلۂ نسب سے واقفیت مطلوب ہے - (احسان علی)

(۶۷۴) علم جفر و رمل کی کتابیں کہاں مل سکتی ہیں ؟ (۴۴۶)

(۶۷۵) ایک ایسے عامل کا پتہ مطلوب ہے جو آسیب و مرض کو دور کرتا ہو (بشیر الدین)

(۶۷۶) ایک ہفتہ وار فارسی اخبار کا پتہ مطلوب ہے جسکا سالانہ چندہ واجبی ہو (نظام)

(۶۷۷) گرم کپڑوں کو محفوظ رکھنے کی سب سے ارزاں بسہل ترکیب مطلوب ہے (نظام)

(۶۷۸) قرآن شریف کے جو اردو ترجمے آج تک چھپ چکے ہیں ان میں بہترین کس صاحب کا ہے (نظام)

(۶۷۹) کتب ذیل کا پتہ درکار ہے :-

(۱) طبقات الصوفیہ عربی - مصنفہ ابو عبد الرحمن سلمی
(۲) کتاب التعرف لمذہب اہل التصوف عربی - مصنفہ ابو بکر کلاباذی -
(۳) حلیۃ الاولیا - فارسی - از ابو نعیم اصفہانی -
(۴) مناقب العارفین فارسی از شمس الدین افلاکی
(۵) سیر الاولیا فارسی - از میر خواجہ درد دہلوی
(۶) افضل الفوائد فارسی مصنفہ حضرت امیر خسرو دہلوی
(۷) مجمع البحرین فارسی - مصنفہ شہزادہ دارا شکوہ
(۸) سکینۃ الاولیاء " " "
(۹) حسنات العارفین " " "
(۱۰) مثنوی نان و حلوا - فارسی مصنفہ شیخ بہاؤالدین عاملی
(۱۱) مثنوی شیر و شکر " "
(۱۲) دیوان گلشن فیض فارسی - از حافظ خدا بخش شائق -
(۱۳) تحفۃ الاصفیاء " " "
(۱۴) شیخ نامہ " " "
(۱۵) مرآۃ الاسرار فارسی - از شیخ عبد الرحمن چشتی

(عبد الماجد)

(۶۸۰) ہندوستان میں انگریزی دوا فروش کمپنیاں یا بڑی بڑی دوکانیں جو دنیا بھر سے کام کر رہی ہیں - کہاں کہاں قائم ہیں اور کیا بمبئی میں "کیمپ اینڈ کو" کے سوا بھی کوئی دوا فروش کمپنی ہے ؟ مفصل پتے درکار ہیں (۴۰۵)

(۶۸۱) کم عمر بچوں کے لئے ایسی کوئی درسگاہ ہے جہاں اُن کی تعلیم و تربیت شفقت و محبت کے ساتھ ہونے کے علاوہ علوم مشرقی کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہو - اور ساتھ ہی مغربی علوم سے بھی بالکل بے بہرہ نہ رکھا جاتا ہو - ... کا نام اور مفصل حالات ...

(۶۸۲) فارسی کی ایک ایسی مکمل کتاب کی ضرورت ہے جو بغیر مدد اُستاد ایک مبتدی مگر تعلیم یافتہ انسان کو فارسی بولنا اور اُردو سے فارسی میں ترجمہ کرنا سکھا دے - نیز ... فن مضمون نویسی سکھانے والی کتابیں کہاں سے ملتی ہیں ؟ (سید احمد عزت)

جوابات

(۴۱۲) پتہ - جنگلور - براہ دادوں گڈھ - ایم - اے - یس - ایچ - بیلو - اقبال احمد کی

(۴۳۹) النّاظر بک ایجنسی لکھنؤ کو لکھئے (محمد انعام الحق)

(۴۴۰) خواجہ عبدالرؤف عشرت احاطہ خانساماں لکھنؤ سے طلب کریں (ر)

(۴۸۶) روغن گل ۲ تولہ۔ روغن آملہ ۴ تولہ روغن نارجیل ۲ تولہ۔ روغن کدو ۲ تولہ روغن خشخاش ۱ تولہ۔ روغن بادام شیریں ۱ تولہ۔ روغن کیوڑہ ایک تولہ روغن جوہی ایک تولہ۔ باہم آمیختہ مالش کنند۔ وقت خواب اطریفل کشنیزی ۹ ماشہ ہمراہ آبگرم بخورند (عالم عطار)

(۴۸۹) اجابت۔ رفع کرتے وقت بائیں پیر پر زور دیکر بیٹھیں (انعام الحق)

(۴۹۰) تخم سرخ ایک تولہ۔ بادیان ایک تولہ۔ سنا مکی ۱ تولہ۔ ہلیلہ سیاہ ۹ ماشہ سفوف کردہ مغز بادام ۱ تولہ۔ بیر ولایتی ۲ تولہ۔ گلقند ۵ تولہ۔ مویز منقی ۲ تولہ سائیدہ نبات سفید ۔ بار بقوام آوردہ معجون سازند۔ صبح و شام ۲ ماشہ بخورند (عالم عطار)

(۴۹۱) دانہ الائچی کلاں ایک تولہ۔ دانہ الائچی خورد ایک تولہ۔ سنگجراحت ایک تولہ ست بیروزہ ۲ تولہ۔ حب القلت ایک تولہ۔ حب کاکنج ایک تولہ۔ حب المحلب ایک تولہ۔ حجر الیہود ۲ تولہ۔ کباب چینی ۲ تولہ۔ برہمی بوٹی ایک تولہ ست گلو ایک تولہ۔ شورہ قلمی ۲ تولہ۔ کات سفید ایک تولہ۔ سنگ سرماہی ایک تولہ سفوف کردہ ہمراہ شیر بزہ تولہ۔ آب خالص ۵ تولہ حل کردہ ۶ ماشہ صبح و شام بخورند۔

(۴۹۴) آپ محمد عبداللہ صاحب عالم باغ مظفر پور سے ایک آنہ کا ٹکٹ محصول کے لئے بھیجکر سفوف منگوائیں اس کو کان میں ڈالیں مجرب ہے۔

(۴۹۹) جب تمباکو کے پودے میں دس بارہ پتے نکل آئیں تو اوپر سے اس کی کونپلیں توڑ دی جائیں تاکہ پتے خوب پرورش پائیں جب پتوں پر جھریاں پڑ جائیں اور رنگت زرد ہو جائے اور بہت کڑوی بو آنے لگے تو کاٹ کر دو دن تک کٹے ہوئے پودے کھیت میں پڑے رہنے دیں تیسرے دن علی الصباح انکو جمع کرکے گٹھا باندھ کر بوری یا کپڑے سے ڈھانپ دیں دو دن کے بعد کھولکر ایک دن دھوپ دیکر دوسرے دن صبح کو گٹھا باندھ دیں اور پھر اسی طرح اوپر سے ڈھانپ دیں دو دن کے بعد پھر رات کے وقت پھیلا کر جھاڑ دیں اور ہوا اور اوس اسپر پڑنے دیں اور صبح سورج نکلنے سے پہلے بدستور گٹھا باندھ دیں۔ اسطرح پانچ چھ دفعہ عمل کرنے سے ڈنڈی نرم ہو جاتی ہے اور پودے اپنے ہی رس میں بھیگ کر خوب درست ہو جاتے ہیں پھر پودوں کو درمیان سے چیر کر رسی کی طرح بٹ لیتے ہیں۔ برسات میں نمی سے بچایا جائے ورنہ کڑوا پن کم ہو جائے گا۔ (محمد بخش مدرس)

(۵۰۵) انجینیرنگ کالج۔ طامسن سول انجینیرنگ کالج رڑکی۔ گورنمنٹ سول انجینیرنگ کالج رسول (پنجاب) کلا بھون ریاست بڑودہ۔ گورنمنٹ انجینیرنگ کالج پونا۔ ہیڈنٹ انجینیرنگ اسکول لکھنؤ۔ ان سب کے پراسپکٹس پرنسپل کو درخواست کرنے سے مل سکتے ہیں۔ فارسٹ کالج دہرہ دون (انشا)

(۵۰۸) "البلاغ" کے لئے الہلال ایجنسی شیراں والا گیٹ لاہور سے دریافت فرمائیں (محمد انعام الحق)

(۵۱۴) جائز ہے۔

(۵۱۶) ناجائز ہے۔

(۵۱۸) سیونگ بنک کا سود ناجائز ہے۔ منافع حصہ کمپنی جائز ہے بشرطیکہ اسکا لین دین سودی نہ ہو۔

(۵۱۹) جائز ہے۔

(۵۲۳) جائز ہے۔

(۵۲۴) چاول کی پیچ جو پکاتے وقت نکالی جاتی ہے شکر اور عرق گلاب ڈالکر گرم گرم صبح شام پیجئے۔ رمیں۔ کانوں میں چنبیلی کا تیل استعمال کیجئے

(۵۲۴) خمیرہ گاؤزبان عنبری ۷ ماشہ ہمراہ شربت سیب ۲ تولہ۔ عرق بید مشک ۵ تولہ عرق گاؤزبان ۵ تولہ بخورند۔ وقت خواب مربہ ہلیلہ ۱ عدد ہمراہ آبگرم بخورند

(۵۲۶) بادام کا شیرہ دہی میں نکالی کو مصری و روغن بادام ۱ ماشہ ملاکر صبح کو استعمال کیجئے۔ چاول سے پرہیز۔

(۵۲۸) منقی زیادہ استعمال کیجئے۔

(۵۳۴) روغن آملہ ۲ تولہ۔ روغن گل ۴ تولہ باہم آمیختہ مالش کنند۔ اطریفل کشنیزی ایک تولہ وقت شب ہمراہ آب گرم بخورند (عالم عطار)

(۵۳۵) روغن کدو ۲ تولہ۔ روغن بادام ۲ تولہ۔ روغن کاہو ۲ تولہ۔ روغن گل ۲ تولہ روغن نارجیل ۲ تولہ۔ روغن جوہی دو تولہ۔ روغن آملہ ۴ تولہ باہم آمیختہ مالش کنند و معجون بھنگرہ ۹ ماشہ صبح و شام ہمراہ آب تازہ بخورند۔ (عالم عطار)

(۵۴۱) بہمن سفید ۲ تولہ۔ بہمن سرخ ۲ تولہ۔ ثعلب مصری پنجہ دار ایک تولہ۔ شقاقل مصری ایک تولہ۔ تودری سفید ایک تولہ۔ تودری زرد ایک تولہ۔ صمغ عربی ۲ تولہ۔ تخم تالمکھانہ خورد ۲ تولہ سفوف ساختہ نبات سفید ۷ تولہ۔ سبوس اسبغول ۲ تولہ حل کردہ ۷ ماشہ صبح و شام ہمراہ شیر بخورند (عالم عطار)

(۵۴۳) گل بنفشہ ایک تولہ۔ برگ گاؤزبان ۲ تولہ۔ خطمی ۹ دانہ۔ عناب ۱۰ دانہ۔ اصل السوس ۹ ماشہ۔ سپستان ۱۲ دانہ۔ ابریشم خام ۹ ماشہ۔ گل زوفا ۹ ماشہ۔ پرسیاوشاں ۹ ماشہ۔ گل نیلوفر ۹ ماشہ۔ کوکنار مسلم ایک تولہ در آب جوشانیدہ نبات سفید۔ مغز بادام ۲ تولہ۔ مغز کدو ۲ تولہ۔ مغز پیٹھہ ۲ تولہ۔ تخم خشخاش ۲ تولہ بقوام آوردہ صمغ عربی ۲ ماشہ۔ کتیرا ۲ ماشہ رب السوس ۲ ماشہ۔ نشاستہ ۲ ماشہ۔ شکر تیغال ۲ ماشہ سفوف کردہ

(انداختہ لعوق سازند و قدر بے قدر بسیار طلبسند (عالم عطار)

(۵۶۸) دولت رام کشوری لعل ریاست مالیر کوٹلہ پنجاب

(۵۶۹) شیخ آدم بیج والا ۲۱۹ ناگ دیوی بمبئی

(۵۷۰) رسالہ بیوپار سماچار گوجرانوالہ (نیخ اجناس) کتاب انمول تجارتی رسائن جس میں تمام ہندوستان کے ہر قسم کی آڑھتوں کمپنیوں وغیرہ کے پتے ہیں۔ مبلغ پانچ روپیہ کو لالہ نرنجن داس ناگپال گوجرانوالہ سے مل سکتی ہے۔

(۵۷۶) جواب سوال نمبر ۴۹۰ ملاحظہ کیجئے۔

(۵۷۶) ہائیڈرومیٹر مسا کیمپ اینڈ کو یا پاول اینڈ کو بمبئی سے مل سکتے ہیں۔ قیمت مختلف ہوتی ہے۔ دہلی میں میکنڈا ملڈ اینڈ کو چاندنی چوک سے بھی ملینگے (خرید ار ۱۲۱۱)

(۵۷۷) رام نرائن لال بکسیلر الہ آباد سے ہر قسم کی ڈکشنری مل سکتی ہے۔ فہرست طلب کیجئے۔

(۵۷۷) بہترین انگریزی اُردو و اُردو و انگریزی ڈکشنری فاربس ڈکشنری ہے۔ (Forbes Dictionary) ہے جسکی قیمت ۴۲ روپے ہے لیکن استعمال شدہ مبلغ ۳۰ روپے پر حسب ذیل پتہ پر مل سکتی ہے۔

پتہ:۔ ظفر خاں حیدری معرفت پوسٹماسٹر نئی چھاؤنی دہلی۔

(۵۹۰) حکیم احمد حسن صاحب ہندوستانی دواخانہ صدر بازار انبالہ چھاؤنی

(۵۹۰) راج وید شری رامن داس جی کوی راج ۱۵۲/۱ ہیری سن روڈ کلکتہ

(۵۷۶) میرے پاس موجود ہے۔ قیمت عللہ (حکیم ڈاکٹر سید عبداللہ شاہ نوشہرہ

(۵۸۴) کتب خانہ احمدیہ بلڈنگ لاہور سے قیمتاً طلب فرمائیے (جی ایچ اسمٰعیل خاں

(۵۹۲) غیر ملک کو جانے کے لئے پاسپورٹ حاکم ضلع کی معرفت لوکل گورنمنٹ سے ملیگا۔ ریاست کے باشندوں کو پولیٹکل ایجنٹ دینگے۔

---

(۳۸۴) Fine Art Cottage Dharam Halla Street Calcutta

(۳۸۴) ولایتی ویسلین معدنی ہے جو مٹی کے تیل سے نکالی جاتی ہے اس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں اس لئے پیٹرولیم جیلی کہلاتی ہے

(۴۱۹) گیرو ۲ تولہ۔ گمند ہک آملہ سار ۲ تولہ۔ کالی زیری ۲ تولہ ہمہ را سفوف نمائند خوراک ۲ ماشہ وقت صباح بدرقہ جغرات بنوشند و روغن چنبیلی بر بدن بمالند۔ (حبیب اللہ)

(۴۴۰) موصلا درخت ستیاناسی یعنی اونٹ کٹارا کے ایک ایک انگشت کے ۴ ٹکڑے کریں بعد ازاں اُسکے پوست وسخت جرم علیٰحدہ کرکے یعنی اندکا حصہ روغن گاؤ میں بریاں کریں اور آدھ پاؤ قوام شکر میں بھشکری بطور مربہ تیار کریں۔ طیار ہے۔ ہر صبح ایک ٹکڑا کھائیں۔ پرہیز اشیا ترش و گرم (حبیب اللہ)

رفتار اشاعت

روح نظیر

یہ حضرت نظیر اکبر آبادی کے منتخب کلام کا مجموعہ ہے جسے جناب سید محمد محمود رضوی بی۔اے مخمور اکبر آبادی نے مرتب فرمایا ہے۔ سب سے پہلے ۱۳ صفحات میں دیباچہ ہے۔ اُسکے بعد فہرست مضامین، پھر ۲۱ صفحات میں مقدمہ، و من بعدہ ۶۷ صفحات میں کلام نظیر پر ایک مبسوط تبصرہ ہے۔ پھر سب سے آخر میں حضرت نظیر اکبر آبادی کا منتخب کلام ہے جو ۳۹۰ صفحہ پر ختم ہوا ہے۔ بطور تکملہ عنوانات کا انڈکس بھی لگا دیا گیا ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت نظیر اکبر آبادی کا کلام ابتک ایسی خوش ترتیبی سے کہیں نہیں چھپا۔ دیباچہ، مقدمہ، اور تبصرہ نہایت قابلانہ انداز انشا پردازی سے لکھا گیا ہے۔ اور کلام نظیر پوری صحت کے ساتھ چھاپا گیا ہے تقطیع ۲۰×۳۰/۸ حجم ۴۰۰ صفحہ۔ قیمت ؏ مسرس رام پرشاد اینڈ سنس کتب فروش چوک آگرہ سے طلب فرمائیے ۔

فارسی جدید

مصنفہ جناب میر حسین علی صاحب سابق معاون کونسل متعلقہ خراسان (ایران) جس طرح زبان اردو ترقی کر رہی ہے اسی طرح زبان فارسی نے بھی چند صدیوں میں بہت بڑی ترقی کرلی ہے اور جو حالت اُسکی پہلے تھی وہ اب نہیں ہے۔ مگر ہندوستان میں ابھی وہی پرانی فارسی جاری ہے جو اب سے پہلے مکاتب میں پڑھائی جاتی تھی۔ فارسی کے اس تغیر سے نابلد رہنا ہندوستانیوں کے لئے بہت زیادہ قابل افسوس تھا میر صاحب نے اس کمی کو پورا کر دیا ہے اور اس کتاب میں فارسی جدید کی مثالیں، اور الفاظ، فقرے، جملے حکایتیں جمع کرکے طلبا کے فارسی جدید کے لئے پورا مصالحہ جمع کر دیا ہے۔ آخر میں ایک فرہنگ بھی ہے۔ کتاب حقیقتاً قابل قدر ہے۔ حجم ۴۴ صفحہ تقطیع ۲۰×۲۶/۸ قیمت ؏ جناب میرزا مجد علی صاحب مزنگ لاہور سے طلب فرمائیے

رموز الاطبّا

جناب حکیم محمد فیروز الدین صاحب ایچ پی ایل ایل وغیرہ کی مرتب کی ہوئی ایک ضخیم کتاب ہے جس میں ڈیڑھ سو سے زیادہ موجودہ اور زندہ قابل طبیبوں اور ویدوں کے حالات۔ نقشا وید اور اُن کے مجرب صدری نسخے جنپر انھیں پورا بھروسہ ہے اور جو مختلف مہلک امراض کے لئے آبحیات ہیں اسمیں درج ہیں۔ یہ اُردو طبی فارما کوپیا کا ایک حصہ ہے اور اس قابل ہے کہ لوگ اسے اپنے گھروں میں رکھیں اور گھر والوں کو اسکے دیکھنے اور پڑھنے کی ہدایت کریں۔ کتاب کو بالاستیعاب پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب موصوف نے اطبا کے حالات، اُنکی تصاویر، اور مجربات صدری جمع کرنے میں پوری کوشش اور محنت سے کام لیا ہے۔ حجم ۲۱۹ صفحہ۔ کاغذ دبیز سفید۔ مجلد رنگین و مطلا۔ قیمت مجلد صہ حکیم محمد فیروز الدین صاحب منشی فاضل ایل ایل ایڈیٹر رفیق الاطبا رفیق منزل لاہور سے طلب فرمائیں ۔

انشائے لطیف

صنفِ نازک

(از جناب مولوی عبدالرزاق صاحب بسمل)

عورت ایک بیل ہے جو خشک درخت کے گرد لپٹ کے اُسے تازگی اُسے زینت بخشتی ہے۔ وہ ایک دُھونی ہے کہ محبت کی لپٹ سے مرد کو گھیر لیتی ہے۔ بغیر عورت کے مرد سخت دل ہو جاتا ہے۔ اکھل کھرا بن جاتا ہے۔ یہ عورت کی شفقت و نوازش ہے۔ یہ اُسکے مسکراہٹ ہی کا اثر ہے کہ مردوں کا سینہ عالی اور رقیق حسیات سے منور ہو جاتا ہے۔

عورت میں حس نہ ہوتا تو مرد میں جرأت اور عالی حوصلگی نہ ہوتی۔ مرد میں عالی حوصلگی نہ ہوتی تو عورت کی خوبصورتی اور دلیری رائگاں جاتی۔

عورت کا جب لباس بے ترتیب اور بال برہم ہو جاتے ہیں تو ایک قیامت ہو جاتی ہے۔

عورت جب مُنہ پھیر کر چلنے کے لئے کوشاں ہو تو اُسکے یہ معنی ہیں کہ وہ یہ چاہتی ہے کہ کوئی دوڑ کر دامن پکڑ لے۔

عورت تفتیش حالات میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر رہنا چاہتی ہے۔

عورت کو فتوحاتِ حسن کا وہ شوق ہوتا ہے کہ کسے باشد اُسے اپنی اداؤں کی فوج اور حُسن کی باڑھ سے اس پر حملہ کرنا ضرور چاہیئے۔ اسکے نتائج خواہ کیسے ہی کچھ ہوں مگر اُسے تو لوگوں کو چکاچوندہ میں ڈالنے سے کام ہے۔

عورت کی ذات میں یہ شوق اس قدر عام ہے اور اس درجہ تک پُہنچ گیا ہے کہ اب وہ بالارادہ عمل میں نہیں لاتی بلکہ از خود اس سے سرزد ہوتا ہے۔

عورت۔ عورت کی چالوں کو عورت ہی خوب سمجھتی ہے۔

عورت دنیا کی سب مصیبتیں اور سب باتیں ٹھنڈے دل سے برداشت کرے گی مگر یہ کہ حُسن کے معاملہ میں کوئی اُس سے بڑھ چڑھ کر رہنا چاہے۔ صرف وہ رقابت جو حُسن کی کشمکش سے پیدا ہوتی ہے اور جس سے اسکی عزتِ نفس پامال ہوتی ہے عورت کو سب سے زیادہ تکلیف دیتی ہے۔ اور اکثر موقعوں پر عورت کی رنجیدگی جس کا کوئی باعث نظر نہیں آتا اور جس کو دیکھ کر مرد حیران و پریشان ہوتے ہیں اسی پر مبنی ہوتی ہے۔

عورت کو پھول سے تشبیہ دیتے ہیں۔ یہ تشبیہ بالکل صحیح ہے مگر یہ بھی ملحوظ رہے کہ مایوسی اور غصہ کی حالت میں وہ سراسر خار ہے۔

عورت ضعیف اور دل ہی دل میں گھٹنے والی ہے۔ مگر جب ناچار ہو جاتی ہے تو اس میں ایک غیر معمولی جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔

عورت کا دل جہانِ محبت کے لئے آئینۂ جم ہے۔

عورت ہونا اور ایک ذرا حسین ہونا ایک ایسا قہر ہے جسکا علاج اس دُنیا میں ممکن نہیں۔

عورت کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے حُسن و شباب کے متعلق دوسروں کی رائے زنی سے جسقدر خوش ہوتی ہے۔ اتنی وہ خود آئینہ بھی دیکھکر کبھی نہیں ہوتی۔ حالانکہ وہ گھنٹوں اسکے سامنے گیسو سنوار سنوار کر مزے لیا کرتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اسکی جوانی میں جوانی ہی کا ذکر ہو۔ اخلاق و عادات سے ذرا بحث نہ ہو۔ وہ اپنے تئیں شوخ اور چُلبلی سنکر خوش ہو سکتی ہے۔ مگر اپنے شباب کے متعلق صلاح و تقویٰ کے نسبت سُننا پسند نہیں کر سکتی۔ کیونکہ شوخی اور چُلبلے پن میں تو اسکے شباب کے اقتضا کا ذکر ہے۔ زہد و عبادت ایک طور سے اس کے شباب کی توہین ہے۔

عورت جس وقت تک اپنی محبت میں کامیاب نہیں ہوتی اُس وقت اسکی زندگی ایک کلی کی سی آرمیدہ زندگی ہے۔ نہ وہ کہیں جانا آنا پسند کرتی ہے اور نہ کسی سے بات کرنا لیکن جب وہ اپنی محبت میں کامیاب ہو جائے جب اُس کی حیات معاشقہ ایک علی صورت اختیار کر لے تو وہ تنہا ہونے پر بھی بجائے خود ایک انجمن ہے اور خلوت سے اُسے بیزار۔ جب تک کہ اُس کی محبت کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہوتا وہ یہی آرزو کرتی ہے کہ کوئی اسے یہ بتائے کہ اسکے حسن و شباب میں کچھ لذتیں بھی ہیں یا نہیں۔ لیکن جب کوئی شخص اُسے ملجاتا ہے اور اُس کی جوانی کی لذتوں کو اپنے اعترافات فعلی سے اسکے لئے قابل الفہم بنا دیتا ہے تو پھر عورت اپنے مسرت کے بار کو برداشت نہیں کر سکتی اور اپنے جنس و عمر کا کوئی فرد اپنے پاس چاہتی ہے۔ جس سے وہ اپنی لذتوں کو بیان کرے یعنی جس طرح وہ اپنی ناکام زندگی میں دوسروں پر رشک کیا کرتی تھی اسی طرح اب اپنی مسرور و شادکام حالت میں یہ چاہتی ہے کہ کوئی دوسرا اسپر رشک کرے۔

عورت معاملاتِ محبت میں جس قدر جلد نتیجہ پر پہنچ جایا کرتی ہے اتنی ہی غلطی اس بات کی بھی رکھتی ہے کہ اگر میں کسی کو چاہتی ہوں تو وہ بھی مجھے ضرور چاہے۔

عورت نام ہے عشق کا۔ اور اُسکی اداؤں میں اُس تشنہ کا نطق نہاں۔

انتخابِ شوہر کی حس "عورت" کی پُر شباب زندگی کی تنہا حس ہے۔

عورت اپنے شباب کے عالم میں اگر کوئی تمیز اور سچی حس رکھتی ہے تو وہی ہے جس کا تعلق صرف اسکے شباب سے ہے۔

عورت اپنی کمزوری اور برائی کی ترغیب دوسری عورت کو نہایت دلی اطمینان سے دیتی ہے۔

عورت جب کسی عورت سے بے انتہا محبت کرتی ہے تو وہ یعنی دوسری عورت خیال کرتی ہے کہ وہ چاہتی ہوئی کہ میں بھی کسی دن اُس سے اسی طرح محبت کروں

عورت کو کوئی مرد کہے کہ وہ جوان ہے تو اُسکی سچی تعریف میں داخل ہے۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کو جوان کہے تو اسکی گفتگو کی توہین ہے۔

عورتیں ہمیشہ جسکی وہ مالک نہیں اسکا قصد چاہتی ہیں
عورت کے لئے یہ نہایت خوش قسمتی ہے کہ کوئی ڈاکٹر ان کے دل کا آپریشن نہیں کرسکتا۔
عورت بغیر مدح ثنا خوش نہیں رہ سکتی۔ مرد کیلئے تھوڑی تعریف زیادہ تر۔
عورت کو اگر نیک مشورہ دیں تو اُس کے ناگوار خاطر ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ایسا نہیں چاہتی۔
عورتیں عورتوں سے بہت جلد خلا ملا نہیں کرتیں جیسا کہ مردوں کی طبیعت ہے۔ وہ اپنے رازوں کو بہت پوشیدہ رکھتی ہیں۔
عورت خود فراموشی کا نہایت تعجب خیز حافظہ رکھتی ہے۔
عورت کے کیرکٹر کا پتہ عورت کی ملنے والیوں سے ممکن ہے۔ مرد کے کیرکٹر کا پتہ مرد کے دوستوں سے مل سکتا ہے لیکن یہ ناممکن ہے کہ عورت کے کسی مرد دوست سے عورت کا پتہ چلے۔
عورتیں مرد کے اخلاق کا اندازہ اپنے ساتھ کے طریقہ برتاؤ سے کرتی ہیں مثلاً عورت کہیگی کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ وہ قاتل ہے اسلئے کہ اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔
عورت تم سے اسلئے محبت کرتی ہے کہ تم نے اور عورتوں کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے لیکن جب تم اسکو سمجھ لوگے تو وہ تم سے نفرت کرے گی۔
عورت کی محبت ایک مقوی معجون ہے۔ جیسا زمانہ گذرتا ہے وہ کشت افلاطونی ہو جاتی ہے۔
عورتیں بہت کم مستقبل کا خیال کرتی ہیں۔ عموماً ماضی پر نظر نہیں ہوتی ہے خدا جانے کہ آخر اُن کو کیا سوچنا چاہئے۔
عورتیں بے غرض ہوتی ہیں وہ جس نے یہ کہا "گھر سے خیرات کرنے کا" مقولہ ایجاد کیا۔
عورت جب خود محبت کرتی ہے تو دو روز کے اندر ہی اندر اپنے عاشق کی آغوش محبت میں دکھائی دیگی۔ برخلاف اسکے کوئی مرد کسی عورت کے لئے دو سال سے کیوں نہ دیوانہ ہو۔
عورت کے لئے جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو وہ قبول کر لیا جاتا ہے۔ جو کچھ کہ تم کرتے ہو کئے چلے جاؤ تمھیں کوئی شکریہ نہیں ملیگا۔ اگر کوئی ذرا سی بات بھی تم بھول جاؤ تو تم پر لعنت برسائی جائے گی۔ (خیرات گھر میں ختم ہو جاتی ہے)
عورت مرد کے نیک خصلتوں کی عزت کرسکتی ہے لیکن وہ اسکی بُرائیوں کی عاشق ہو جاتی ہے۔
مہربان؟ ہاں! کیا عورتیں؟ نہیں! مرد۔

شعرا کی غربت و فلاکت

(از جناب نیر صاحب بٹالوی)

میرے خیال میں شاعر کی سیرت ہر ایک ملک میں تقریباً ایک سی ہوتی ہے یعنی حال کو خوشی سے گذارنے کا شائق اور مستقبل سے غافل۔ اسکے اقوال عاقلانہ اور افعال احمقانہ ہوتے ہیں۔ اُس کی لاپروائی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ زلزلہ بھی آجائے تو اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں کرتا اور اسکا احساس ہوتا ہے کہ اگر ایک پیالی ٹوٹ جائے تو اُسکا آبگینۂ دل بھی ساتھ ہی چور چور ہو جاتا ہے اسکا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ اُن صفات و سنات کے خلاف شمار کیا جاتا ہے جو دولت کی طرف لے جاتے ہیں۔

شعرائے مغرب اپنی غربت کے لئے بھی ایسے ہی قابل ذکر ہیں جیسے کہ اپنی لیاقت کیلئے ان بیشمار شفاخانوں میں سے جو غربا کے لئے بنائے گئے ہیں۔ میں نے سُنا ہے کہ ایک صرف مفلوک الحال مصنفین کے فائدہ کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ اُس کا بانی "پوپ اربن ہشتم" تھا۔ اُس نے مایوس العلاج مریضوں کو یہ کہتے ہوئے بلا یا کہ دوسرے مریضوں کے ساتھ اُن مریضوں کی دوا کرنا بھی برابر ہی کا ناممکن امر ہے جو اس دُھن میں پھر رہے ہیں کہ انھیں کوئی بلائے اور وہ مریض خواہ غربت کے مریض ہوں خواہ شاعری کے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میں آپ کو شعرائے مغرب (جدید یا سابق) کا حال لکھکر بھیجوں تو میری رائے میں آپ ضرور یہ خیال کرینگے کہ یہ "انسانی کمبختی" کی ہسٹری کے لئے مسودہ بہم پہنچا رہا ہے۔

زمانہ قدیم کے شاعروں میں سے (Homer) پہلا مشہور شاعر تھا۔ وہ اندھا تھا اور اپنا کلام گلیوں میں گاتا پھرتا تھا مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ اُسکا مُنہ روٹی کی نسبت شعروں سے زیادہ پُر رہتا تھا۔

پلاٹس (Plautus) ایک اچھا ظریف طبع شاعر تھا۔ وہ دو کام سرانجام دیتا تھا۔ ایک یہ کہ اپنی تعریف کے لئے شعر کہا کرتا تھا اور دوسرے یہ کہ اپنی روزی کمانے کی غرض سے چکی پیسا کرتا تھا

ٹیرنس (Terence) ایک غلام تھا۔ بوتھیس (Boethius) کا جیل میں انتقال ہوا۔

اطالیوں میں سے پالو بورگیس (Paulo Borghese) قریب قریب تیسو (Tasso) جیسا اچھا شاعر تھا وہ انواع و اقسام کی چودہ دستکاریاں جانتا تھا اور پھر بھی اسلئے مر گیا کہ اُسے کہیں بھی کوئی جگہ نہ ملی۔

تیسو (Tasso) جو بذات خود ہر دل عزیز شعرا کی مجموعی صفات رکھتا تھا اکثر اپنے دوست سے ایک کراؤن قرضہ لینے پر مجبور رہا تا کہ وہ ماہ گذشتہ کی خوراک

کا بل ادا کرے۔ وہ ہمارے لئے ایک مثنوی چھوڑ گیا جسمیں اُسنے اپنی بلی کو مخاطب کرتے ہوئے درخواست کی ہے کہ وہ اُسے لکھنے کے لئے اپنی آنکھوں کی روشنی دے کیونکہ وہ اسقدر غریب ہے کہ ایک شمع بھی نہیں خرید سکتا لیکن بینیٹی وا گلیو (Benvenuto Cellini) غریب بینیٹی وا گلیو خاصکر ہمارے رحم کا مستحق ہے اُسکے لطیفے ہمیشہ اطالوی زبان کے ساتھ ساتھ رہینگے۔ اُس نے ہر دلعزیزی اور خیرات کے کاموں میں اپنی تمام موروثی جائداد ختم کر دی اور پیری میں بہت ہی مفلوک الحال ہوگیا۔ وہ اُس ہسپتال میں داخل کئے جانے سے روکا گیا جو اسنے خود تعمیر کرایا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ ہسپانیہ میں مشہور سرونٹیز (The great Cervantes) فاقہ کشی سے مرا اور یہ بھی یقینی ہے کہ مشہور و معروف کیمو انیز Camoens نے اپنے دن ہسپتال میں پورے کئے

اگر ہم فرانس کی طرف رجوع کریں تو ہم پبلک کی ناقدر دانی کی زیادہ زبردست مثالیں پائینگے۔ واگیلاس (Vaugelas) جو کہ نہایت ہی سلیم الطبع اور اپنے زمانے کا راست باز آدمی تھا اُلو کے نام سے موسوم تھا اسواسطے کہ وہ دن بھر قرضخواہوں کے ڈر سے گھر میں رہنے پر مجبور تھا اور صرف رات کے وقت باہر نکلا کرتا تھا اُس کی آخری خواہش قابل غور ہے وہ اپنی تمام جائداد قرضخواہوں کی نذر کرنے کے بعد حسب ذیل وصیت کرتا ہے:-

. . . "میری ساری جائداد فروخت کرنے کے بعد بھی اگر بعض قرض واجب الادا رہیں تو اُس صورت میں میری یہ آخری خواہش ہے کہ میری لاش سرجن کے پاس معقول معاوضہ کے لئے فروخت کر دینی چاہئے اور اُس کی قیمت میرے قرضخواہوں کو ادا کرنی چاہئے۔ کیونکہ میں اگر زیست میں نہیں تو مر کر ہی فائدہ مند ہو سکوں"

کیسنڈر (Cassandre) اپنے زمانے کے چوٹی کے عالموں میں سے تھا لیکن اُسکی ذہانت و فطانت اُسکے لئے معاش نہ پیدا کر سکی۔ لوگوں میں حقیر ہونے اور پبلک کی ناقدرشناسی کی وجہ سے وہ اپنی کمبختی ناشکری سے خدا پر تھوپا گیا۔ وقت نزع جب پادری نے اُسکو خدا کے انصاف پر بھروسہ رکھنے اور اُس سے رحم مانگنے کی تلقین و ہدایت کی تو اُس نے جواب دیا۔ "کہ اگر خدا نے مجھے یہاں کوئی انصاف نہیں دکھایا تو کوئی وجہ نہیں کہ میں آیندہ کسی انصاف کی اُمید کر سکوں"۔ لیکن پادری نے جب کہا کہ "انصاف کا معلق ہونا اُسکی حقیقت میں شبہ ڈالنے کے لئے کوئی دلیل نہیں ہے۔ میں بخدا تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تم اپنے خدا کو یاد کرو جو کہ تمھارا باپ، خالق اور دوست ہے"۔ تو اُس برگزیدہ شاعر نے جواب دیا کہ "نہیں" "تم اُس حال سے واقف ہو جس میں اُسنے مجھے زندہ رکھا۔ اور اُس گھاس پھوس کی طرف اشارہ کرکے جسپر وہ پڑا تھا) کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ خدا مجھے مرنے کیلئے کس حالت میں چھوڑتا ہے"

لیکن بمقابلہ شعرائے انگلستان دوسرے ملکوں کے شاعروں کے مصائب کچھ حقیقت نہیں رکھتے سپنسر (Spenser) اوٹ وے (Otway) بٹلر (Butler) اور ڈرائیڈن (Dryden) وغیرہ شاعروں کے ناموں کا تذکرہ روزمرہ کی قومی معاملات میں کیا جاتا ہے۔ اُن میں سے چند تو مشکوک تنگدستی کی حالت میں رہے اور باقی یقینًا فاقہ کشی سے ہلاک ہوئے۔

اب انگلستان کے موجودہ چند شاعروں کی ضروریات زندگی کا انحصار بڑے آدمیوں پر نہیں ہے۔ وہ سوائے پبلک کے کوئی دوسرا مربی نہیں رکھتے اور پبلک مجموعی طور پر ایک اچھی اور فیاض سرپرست متصور کیجاتی ہے درحقیقت ہر ایک شخص سے داد کی امید رکھنے میں اکثر اوقات غلطی کیجاتی ہے۔ لیکن اسکی تلافی یہ ہے کہ یہ غلط فہمی زیادہ دیر تک نہیں رہتی۔ اگر ایک تصنیف تھوڑے عرصہ کے لئے شہرت پذیر ہو بھی جائے تو حقیقی لیاقت کے فقدان کے باعث بہت جلد منہدم ہو جاتی ہے۔ وقت (جو حقیقی قیمتی چیزوں کی کسوٹی ہے) بہت جلد دھوکہ کو پا لیگا۔ مصنف کو کامیابی کا دعویٰ باطل نہیں کرنا چاہئے جب تک کہ اُسکی تصانیف کم از کم دس سال تک نہ پڑھی جائیں موجودہ زمانہ میں ایک عالم جسکی تصانیف واقعی قابل قدر ہوں وہ انکی قدر و منزلت سے اچھی طرح واقف ہوتا ہے اور قوم کا ہر ایک شخص اُسکی کتابیں خرید کرکے اُسکو صلہ دیتا ہے۔ اپنے گھر یا بالاخانہ میں پڑے رہنے اور قسمت کا گلہ کرنا شاید زمانہ گذشتہ میں پسند کیا جاتا ہو مگر اب اُسے کوئی نہیں پسند کرتا۔ کیونکہ جو شخص کشمکش حیات میں حصہ لیتا ہے وہ شاذونادر ہی ناکام رہتا ہے۔ آجکل ایک اچھا ادیب بڑی آسانی سے امیر بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ اُسکا دل صرف دولت کمانے کی فکر میں ہو اور اُسکے لئے جو اچھا نہیں لکھتا یہی بہتر ہے کہ وہ گمنامی کی حدود میں رہے۔ ایسا آدمی اپنے مربی کی ناراضی کے بغیر اُس کی دعوت سے انکار اور اپنے گھر میں فاقہ کشی کر سکتا ہے۔ وہ اپنے معمولی لباس میں ہر ایک سوسائٹی میں جا سکتا ہے اور بسا اوقات شہزادوں تک سے بات چیت کر سکتا ہے۔ وہ اگرچہ دولتمند ہونے کی ڈینگ نہیں مار سکتا۔ مگر پھر بھی آزادی جیسی بے بہا چیز سے مستفیض ہو سکتا ہے۔

ایک تقریری اخبار

فرانس میں ایک "تقریری اخبار" جاری ہوا ہے، اسکا پہلا نمبر اس صورت سے شائع ہوا، کہ اس اخبار کا تمام اڈیٹوریل اسٹاف اسٹیج پر آیا اور حاضرین کے سامنے جو کثیر تعداد میں موجود تھے۔ سب سے پہلے اڈیٹر آیا اور اُسنے اپنا لیڈنگ آرٹیکل افتتاحیہ جسمیں اقتصادی حالت میزانیہ اور ایکسچینج (مبادلہ) پر بحث کیگئی تھی ایک لکچر کی صورت میں سنایا۔ اسکے بعد معاون اڈیٹر آیا اور اسنے نظام حکومت پر بحث کی الغرض اسی صورت سے تمام واقعات حاضرین پیش کئے گئے جسوقت یہ اخبار ختم ہو رہا تھا۔ اسی وقت ایک تازہ خبر کسی کے مرنے کی وصول ہوئی چنانچہ وہ بھی سنا دی گئی یہ چند نظر بظاہر تمسخر معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تعلیمیافتہ ممالک میں بھی آبادی کا اکثر حصہ ایسا ہے جو صحیح معنی میں اخبار کے مطالب کو نہیں سمجھ سکتا اور انھیں زبانی سمجھانے کی ضرورت ہے پھر ظاہر ہے کہ اس طرح کس قدر آسانی سے تمام واقعات سے پبلک کو آگاہ کیا جا سکتا ہے اور کس طرح عام لوگوں کی سیاسی تربیت ہو سکتی ہے

(زمانہ)

صنفِ نازک کیلئے!

رنگ کا اثر اخلاق و عادات پر

(از جناب مولوی عبد السلام صاحب)

ایشیا رنگین مزاجی میں ہمیشہ ضرب المثل رہا ہے اور آب و ہوا کی لطافت موسم کے اعتدال، اور مناظر قدرت کی بوقلمونی کی بنا پر اس کو ضرب المثل ہونا چاہئے، ایران ایشیا کا ایک باغ ہے جہاں اگرچہ یورپ کے پارکوں کی طرح برقی لیمپ نہیں جلتے لیکن لالہ کا چراغ ہمیشہ روشن رہتا ہے۔ سیاہ رنگ اگرچہ عموماً نفرت انگیز خیال کیا جاتا ہے لیکن ایشیا میں سنبل و سوسن نے اس کو بھی دل فریب بنا دیا ہے۔ کشمیر کے گل و ریحاں کو دیکھکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام دُنیا کی رنگینی صرف انہی کے دامن میں سمٹ آئی ہے۔ اور اگر یہ صحیح ہے کہ رنگ صرف شعاع آفتاب کا عکس ہے، تو یہ کہنا مبالغہ نہوگا کہ تمام دنیا پر اندھیرا چھا رہا ہے، اور سورج صرف ایران و کشمیر کے سر پر چمکتا ہے۔

تم نے بارہا ان رنگین مناظر کو دیکھا ہوگا۔ ان دلاویز سبزہ زاروں کی سیر کی ہوگی۔ رنگ برنگ پھولوں کو جیب و دامن میں جگہ دی ہوگی لیکن تم نے کبھی یہ خیال بھی کیا ہوگا کہ رنگ کا اثر نفس انسانی پر کیا پڑتا ہے۔ اور اس سے انسان کے کن اخلاق و عادات پر روشنی ڈالی جا سکتی ہے اگر تم نے صفحۂ ہستی پر کبھی اس حیثیت سے نگاہ نہیں ڈالی ہے تو اب جبکہ اسرار کائنات کے ایک ایک ورق اُلٹ گئے ہیں، اور جو کچھ اندر چھپا ہوا تھا وہ باہر سطح پر آگیا ہے۔ تم کو صفحۂ گل پر اس حیثیت سے بھی نگاہ ڈالنی چاہئے کہ ان کے رنگ کا کیا اثر ہماری روح پر پڑتا ہے۔

یہ عام طور پر مسلم ہے کہ مختلف قسم کے رنگوں کو دیکھکر نفس پر انبساط یا انقباض کا ایک خاص اثر پڑتا ہے جسکو ہر شخص محسوس کرتا ہے۔ سیاہ رنگ کو دیکھکر ہماری طبیعت منقبض ہوتی ہے۔ لیکن گلابی، دھانی، بسنتی رنگوں کو دیکھکر ہمارا دل باغ باغ ہو جاتا ہے لیکن اس مسئلہ پر سب سے پہلے طبی حیثیت سے علمی طور پر بحث ہوئی اور اس سے عملی فائدہ اُٹھایا گیا، چنانچہ اطبا نے اُن امراض کی تصریح کی ہے، جن پر رنگ کا مفید یا مضر اثر پڑ سکتا ہے۔ جو لوگ سوداوی مزاج ہوتے ہیں ان کو سیاہ رنگ سے وحشت ہوتی ہے۔ عصبی المزاج لوگوں کے اعصاب میں سرخ رنگ سے ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔ جو لوگ ضعیف البصر ہوتے ہیں اُن کی آنکھوں پر صاف شفاف اور چمکدار رنگ کا مضر اثر پڑتا ہے لیکن اب اس موضوع نے اس سے بھی زیادہ وسعت اختیار کر لی ہے اور اسکا تعلق صرف رنج و مسرت اور مرض و صحت کے ساتھ نہیں ہے، بلکہ اُسکو انسان کے اخلاق و عادات کا ایک معیار قرار دیا جا سکتا ہے۔

اگرچہ سب سے پہلے سادہ مزاج یورپ نے اس لطیفۂ نہانی کی تشریح کی ہے لیکن اس سے اخلاقی فائدہ اُٹھانے کا سب سے زیادہ حق ایشیا کو بالخصوص ایشیائی عورتوں کو ہے جو ہمہ تن رنگ میں شرابور نظر آتی ہیں۔ سب سے پہلے ہم کو اس مسئلہ پر نگاہ ڈالنی چاہئے، کہ یورپین عورتوں میں کیوں اسقدر سادگی پائی جاتی ہے اور ایشیائی عورتیں کیوں اسقدر رنگین مزاج ہوتی ہیں؟ اس مسئلہ پر زیادہ دقیق بحث کرنے کی اسلئے ضرورت ہے کہ آج ایشیائی عورتوں کو یورپین عورتوں کی تقلید کی جو عام ترغیب دیجاتی ہے۔ اُس میں اصول فطرت کا لحاظ رکھا جاتا ہے یا نہیں۔ یہ عام طور پر مسلم ہے کہ ایشیا قدرتی اسباب کی بنا پر دُنیا کا رنگین ترین خطہ ہے اور اُس کی رنگینی اس قدر جاذب و دلفریب ہے کہ اُس سے ہر شخص کو فطرةً متاثر ہونا پڑتا ہے، بالخصوص جو لوگ ضعیف الاعصاب ہوتے ہیں اُن پر ان رنگین مناظر کا شدت کے ساتھ اثر پڑتا ہے۔ ہندوستان کی رنگینی کا یہی قدرتی اثر ہے جو ایشیا کی عورتوں پر پڑا ہے اور اس شدت کے ساتھ پڑا ہے کہ خود اُن کے رنگ و روپ کی تیغ سر سے پاؤں تک اُن پر چھا گیا ہے اس بنا پر انکو سادگی پسند بنانے کی کوشش تمدنی اور اقتصادی حیثیت سے گو کتنی ہی مفید ہو لیکن اصول فطرت کے بالکل منافی ہے۔

ایشیا ہمیشہ رنگین مزاج رہا اور رنگین مزاج رہیگا، اسلئے ہم کو اُسکی رنگین مزاجی کو اب اخلاقی قالب میں ڈھال دینا چاہئے اور اُسکے ذریعہ سے ہر مرد کو عورت کے اور ہر عورت کو مرد کے اخلاق و عادات، مذاق اور رنگ طبیعت کا پتہ لگانا چاہئے کیونکہ اسکا اثر معاشرتی تعلقات پر پڑتا ہے اس غرض سے ہم اس موقع پر مختلف رنگوں کے اثر کی تفصیل کرتے ہیں۔

نیلا رنگ

جو لوگ نیلا رنگ پسند کرتے ہیں۔ اُن میں لطف و محبت کا جذبہ شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جو عورتیں اس رنگ کے ساتھ دلدادگی ظاہر کرتی ہیں، وہ سریع الانفعال خندہ پیشانی، ہنس مکھ ہوتی ہیں اور بہ نسبت اُن عورتوں کے جو سرخ رنگ کی طرف میلان رکھتی ہیں۔ اُن میں سادگی پائی جاتی ہے۔ جو مرد اس رنگ کو پسند کرتے ہیں، وہ تیز طبع اور فنون لطیفہ کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ اکثر مصور و نقاش لوگ اسی مذاق کے ہوتے ہیں۔

سُرخ رنگ

اس رنگ سے انسان کے غرور، نفوذ و اقتدار اور نشاط عام کا پتہ چلتا ہے یہی وجہ ہے کہ بادشاہ اور جج سرخ رنگ کی عبا پہنتے ہیں، فوج کی وردی بھی بعض اوقات سرخ ہوتی ہے، یورپ میں سوشیلسٹ گروہ کا جھنڈا اسی بنا پر سرخ ہوتا ہے۔

جو عورتیں سرخ رنگ کو پسند کرتی ہیں۔ وہ مغرور، فخر پسند اور اقتدار طلب ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ گھر کا انتظام نہایت سرگرمی کے ساتھ کرتی ہیں، اور نوکروں بلکہ تمام خاندان پر قابو رکھتی ہیں۔ غرور اور بلند حوصلگی کی وجہ سے وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رشک و حسد نہیں کرتیں۔ جو مرد اس رنگ کو پسند کرتے ہیں وہ کشادہ پیشانی، مستعد، سرگرم اور عملی آدمی ہوتے ہیں۔ اُن کی رائے صائب، اور اُنکی طبیعت تیز

ہوتی ہے۔ اور اُن کو ہمیشہ اپنی ذات پر اعتماد رہتا ہے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ معمولی باتوں پر فخر نہیں کرتے۔ ہمیشہ مہمات اُمور کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اُن کے عزم و ارادہ میں کوئی چیز خلل انداز نہیں ہوسکتی۔ اس قسم کے لوگوں کو اُن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے۔ جو نیلا رنگ پسند کرتی ہیں۔ کیونکہ اس قسم کی عورتیں ہمیشہ راحت طلب اور عیش پرست ہوتی ہیں اسلئے جب اس قسم کے سرگرم عملی آدمی کے ساتھ اُن کو سابقہ پڑتا ہے تو سرگرمی اور راحت طلبی سے مل کر ایک خوشگوار معتدل معاشرتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

لیموئی رنگ

جو عورتیں اس رنگ کو پسند کرتی ہیں اُن میں انتظام خانگی کی خاص طور پر قابلیت ہوتی ہے، اور اُن میں خفیف الحرکتی کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔ بلکہ بھاری بھرکم اور صاحب وقار ہوتی ہیں۔ اور وہ اپنی اولاد اور اپنے خاندان سے سخت محبت رکھتی ہیں۔

جو مرد اس رنگ کی طرف مائل ہوتے ہیں، وہ دُور اندیش، صاحب وقار ہوتے ہیں۔ ہر چیز پر خوب نگاہ ڈالتے ہیں، اور لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں، مگر خود اُس پر عمل نہیں کرتے۔ وہ صرف سوچنے والا دماغ رکھتے ہیں لیکن اُن میں عملی قوت نہیں ہوتی وہ اختراعات و ایجادات کے ساتھ دلاویزی ظاہر کرتے ہیں لیکن اُس سے کوئی عملی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ وہ مستقل الرائے ہوتے ہیں کسی غیر کی اطاعت نہیں کرتے۔

سنہرا زرد رنگ

جو عورتیں اس رنگ سے دلاویزی رکھتی ہیں وہ مستقل مزاج اور محبت پیشہ ہوتی ہیں، اُن کے خیالات تنگ، مفلوس اور شکوک کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اُن کو دوسروں سے بدگمانی ہوتی ہے اور اس قسم کی عورتیں عموماً اعلیٰ طبقہ کی ہوتی ہیں۔

جو مرد اس رنگ کو پسند کرتے ہیں، اُن میں ایجاد و اختراع کی بہت زیادہ قابلیت ہوتی ہے۔ وہ خود معزز اور خوش نصیب ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی معزز بناتے ہیں۔ وہ ہمیشہ ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن قوت و اقتدار کی اُن میں کمی ہوتی ہے۔

سرخ عقیقی رنگ

اس رنگ کی پسند کرنے والی عورتیں ظالم، سخت، مختی، غصہ ور اور جھگڑالو ہوتی ہیں، وہ تربیت اولاد میں سختی کرتی ہیں۔ لیکن اُن کا غصہ جلد اُتر جاتا ہے اور اُن کے دل میں کینہ نہیں رہتا۔ وہ فطرۃً صاحب وقار شوہر کا انتخاب کرتی ہیں۔

جو مرد اس رنگ کو پسند کرتے ہیں وہ دموی المزاج ہوتے ہیں اُنکے مزاج میں وحشت ہوتی ہے۔ اُن کو جلد جلد غصہ آتا ہے، وہ بے سوچے سمجھے تمام کام کر بیٹھتے ہیں، اُن کی آواز بلند اور خوفناک ہوتی ہے وہ مغرورانہ طور پر اکڑ کے چلتے ہیں

سبز رنگ

اس رنگ کی پسند کرنے والی عورتیں نہایت خفیف الحرکت ہوتی ہیں اُن کے خیالات صحیح نہیں ہوتے۔ وہ ہر کام میں پیچھے رہتی ہیں۔ کسی کام میں مشکل سے جی لگاتی ہیں، دوسروں پر نکتہ چینی کرتی ہیں، وہ غیور اور حسد پیشہ ہوتی ہیں دردستکاری .... میں اُن کو خاص ملکہ حاصل ہوتا ہے

جو مرد اس رنگ کو پسند کرتے ہیں، وہ حیلہ جو خداع اور حسد پیشہ ہوتے ہیں وہ مال و دولت سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ اُن کو دوسروں کے ساتھ خوش گپی کرنے میں بڑا مزا آتا ہے، وہ اپنے خیالات، افکار میں نہایت غیر مستقل مزاج ہوتے ہیں۔ وہ سیماب صفت ایک دائمی حرکت میں رہتے ہیں۔ وہ نہایت سریع الغضب اور سریع الانفعال ہوتے ہیں۔ تجارتی مشاغل سے اُن کو خاص طور پر دلچسپی ہوتی ہے۔

بنفشجی رنگ

جو عورتیں اس رنگ کو پسند کرتی ہیں اُن کے خیالات کی حقیقت خواب سے زیادہ نہیں ہوتی وہ ہمیشہ خرافات و محالات پر یقین رکھتی ہیں، وہ نہایت کاہل اور سست ہوتی ہیں، اور کام سے جی چراتی ہیں، اگرچہ وہ نہایت سادہ مزاج ہوتی ہیں لیکن شیریں اور لذیذ غذا کی اُن کو ہمیشہ جستجو رہتی ہے۔ وہ خوش وضع پرست بھی ہوتی ہیں۔ انکو فنون لطیفہ کے ساتھ خاص طور پر دلاویزی ہوتی ہے۔

جو مرد اس رنگ کو پسند کرتے ہیں۔ وہ کاہل، بزدل اور کام چور ہوتے ہیں۔ اُن کا دل صرف اُن کاموں میں لگتا ہے، جن میں جسم و دماغ پر زور نہیں پڑتا۔

لیکن یہ وہ عملی تجربات ہیں جو انگریزوں نے کئے ہیں اور رنگ کے ذریعہ سے اپنے مذاق اور انداز طبیعت کا پتہ لگایا ہے، اب یہ تجربات ایشیائی مرد اور ایشیائی عورتوں کے سامنے اس غرض سے پیش کئے جاتے ہیں کہ وہ اس معیار پر اپنے اخلاق و عادات کا امتحان کریں ۔

زنانہ لطائف

۱- ایک بادشاہ نے ایک مرتبہ اپنی بیگم سے اُسکی بے اعتنائی اور سرد مہری کی شکایت کی۔ بیگم نہایت سنجیدہ مزاج تھی اُس نے اپنے حسب حال ایک شعر پڑھا جسکا مطلب تھا میں وہ نہیں ہوں کہ وقت ناوقت نعرہ بلند کروں۔ میں بلبل بے زبان کی طرح ہوں۔ میرا حال دل کسی پر نہیں کھلتا۔ بادشاہ نے جواب میں یہ شعر موزوں کیا ؎

بلبل نیم کہ شور کنم درد سر دہم
پروانہ ام کہ سوزم و دم بر نیاورم

بیگم نے بھی شعر میں جواب دیا ؎

پروانہ من نیم کہ بیک شعلہ جاں دہم — شمعم کہ شب بسوزم و دم بر نیاورم

۲- ایک مرتبہ ایک بادشاہ بیگم ایک گلدستہ لئے بیٹھی تھی۔ بادشاہ کا سامنے سے گذر ہوا۔ ملکہ نے اُٹھ کر وہ گلدستہ پیش کیا۔ بادشاہ نے کہا ؎

بگو اے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی — دل بلبل شکستی غنچہ را سر بستہ آوردی

بیگم نے جواب دیا ؎

ز بہر زیب دستی تو ایں گلدستہ آوردم — بہ خوبی لاف میزد گل بہ پشت بستہ آوردم

پاداشِ گناہ

(۱)

حافظ احمد علی ضلع ہردوئی کے رہنے والے ہیں لیکن اب دو پشتوں سے کانپور میں سکونت پذیر ہیں۔ تیس تیس سال کی عمر ہے۔ چھریرا بدن، کشیدہ قامت، داڑھی مونچھ مولویانہ، پوشش قدیمانہ، صوم و صلوٰۃ کے پابند، زیارت قبور، میلاد، وغیرہ کے سخت مخالف، غرض ہر طرح ایک مرد معقول نما ہیں۔ اور ایک مولوی صاحب کے مرید ہیں۔ یہ سب کچھ ہے، لیکن حافظ صاحب کا دل زہد و طاعت سے ذرا بھی متاثر نہیں۔ اُن کے پہلو میں دل نہیں ہے۔ اُمنگوں اور ولولوں کی ایک دنیا ہے۔ اُنھیں ایک چیز سب سے زیادہ عزیز ہے اور وہی اُن کے پاس نہیں ہے یعنی روپیہ اپنی قابلیت اور اپنی حیثیت کے کسی شخص کو جب وہ صاحب دولت دیکھتے ہیں تو دانت پیسنے لگتے ہیں۔ کسی غریب آدمی کو ملازمت یا تجارت میں کامیاب سنتے ہیں تو اُن کے مُنہ سے چند آہیں بے اختیار نکل جاتی ہیں۔ وہ کانپور کی ایک بوٹ اینڈ شوز فیکٹری میں بیس روپے ماہوار پر ملازم ہیں۔ اور جب وہ مالکان کارخانہ کو جاہل مطلق ہونے کے باوجود مالا مال اور ہر طرح فارغ البال اور قیمتی ملبوسوں میں فضول پر ہوا کھاتے ہوئے دیکھتے ہیں تو بلا مبالغہ سینہ کوٹ لیتے ہیں۔ حافظ صاحب بیچارے اُردو فارسی جانتے ہیں۔ حافظ قرآن ہیں۔ کسی قدر سیاق سباق کی بھی واقفیت ہے۔ انگریزی سے نابلد ہیں اور اس لئے اُنھیں کارخانے میں ایک سفلہ نوعمر کا ماتحت رہنا پڑتا ہے جو ساتویں درجہ تک انگریزی پڑھکر بل بنانے اور انگریزی چٹھیوں کے لکھنے میں اپنے ضرورت کے مطابق مشاق ہو گیا ہے۔ کارخانہ کے مالک و کارکن چونکہ پابند صوم و صلوٰۃ نہیں ہیں اس لئے اس فوقیت کی بناپر حافظ صاحب کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن حافظ صاحب اپنے آپ کو بوجہ انکسار نہیں بلکہ بوجہ افلاس اُس موچی سے بھی زیادہ ذلیل سمجھتے ہیں جو صبح سے شام تک دو ڈھائی روپے کی مزدوری کرکے اُٹھتا ہے۔

(۲)

حافظ صاحب نہ تو عالم گذرہ کے ایک مؤرخ کی طرح باخبر تھے کہ عروج و زوال افراد و اقوام پر غور کرتے، نہ پنجاب کے ایک شاعر کی طرح پرواز تخیل کے خوگر تھے کہ اُنھیں ذرات میں آفتاب اور برگ زرد میں شالامار کے مناظر نظر آتے اور نہ لکھنؤ کے ایک فلسفی کی طرح دقیقہ رس تھے کہ کائنات کے اسرار اُن پر منکشف ہوتے یا مِل اور برکلے کے مقولوں میں اُنھیں تسکین کے جلوے نظر آتے تاہم وہ عالم خاموشی میں اپنی حالت پر غور کرتے تھے اور ہمیشہ غور و فکر کے بعد وہ اسی نتیجہ پر پہنچتے تھے کہ قدرت نے اُن کے ساتھ ناانصافی کی ہے۔ اُن کی رائے تھی کہ اُنھیں دولتمند ہونا چاہئے تھا۔ وہ دولتمندوں کی معاشرت پر جب ریویو کرتے تھے تو اپنے آپ کو تھوڑی دیر کے لئے دولتمند ضرور فرض کرتے تھے جس کے ساتھ ہی اُن کا تخیل موجزن ہو جاتا تھا اور وہ تمام کارنامے جو بحالت امارت اُن سے وقوع میں آتے پیش نظر ہو جاتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ اگر اُن کے قبضہ میں دولت ہوتی تو وہ اُسے اچھے سے اچھے مواقع پر صرف کرتے۔ لیکن تین باتیں وہ ضرور کرتے۔ ایک تو دوسری شادی کرتے کیونکہ موجودہ بیوی حسین نہیں تھیں۔ اچھے کپڑے بنواتے۔ کیونکہ خوش پوشی کے وہ بہت شائق تھے۔ ایک گاڑی گھوڑا بھی رکھتے کیونکہ شام کے وقت گاڑی میں اس طرح بیٹھنے کا کہ دونوں پاؤں متوازی لائنوں میں سامنے کی سیٹ پر رہیں اُنھیں بڑا ارمان تھا۔ چونکہ حافظ صاحب نے کانپور جیسے تجارتی شہر میں آنکھ کھولی تھی۔ اس لئے کبھی کبھی قدرتاً اُن کے دل میں صنعت و حرفت اور تجارت کا ولولہ پیدا ہوتا لیکن صنعت و حرفت کے لئے جس جفاکشی اور محنت پسندی کی ضرورت تھی اور تجارت کے لئے روپے کی جو مقدار درکار تھی اُس سے وہ محروم تھے اور اسلئے کسب زر کی یہ راہیں اُن کے لئے مسدود تھیں پھر بھی وہ کبھی کبھی جان پر کھیل جاتے تھے اور کچھ نہ کچھ حوصلہ مندی کا ثبوت دئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک دفعہ اُنھوں نے پنجاب کے کسی کتب فروش کا اشتہار دیکھا "ایک روپیہ میں ہزار صفحہ" اور کتابوں میں صابون سازی کے نام سے ایک کتاب دیکھی جس کی رعایتی قیمت صرف ڈیڑھ آنہ تھی۔ حافظ صاحب نے کارخانہ کے مطبوعہ پوسٹ کارڈ پر آرڈر لکھا اور ایک ہفتہ کے بعد پانچ آنہ کا وی پی اُن کے نام آگیا۔ حافظ صاحب نے بیوی کی بالیاں فروخت کرکے صابون سازی کا کام شروع کیا۔ لیکن کتاب کی ہدایتیں کافی ثابت نہیں ہوئیں اور بیچارہ کو نفع کی جگہ پندرہ بیس روپے کا نقصان اُٹھانا پڑا۔ جو اس پہلو سے بالکل ناقابل برداشت تھا کہ غریب بیوی کے کان ہمیشہ کیلئے ننگے ہو گئے

(۳)

صابون سازی کے علاوہ اور بھی کئی حوصلہ مندیاں حافظ صاحب سے ظاہر ہوئیں لیکن بدقسمتی سے کبھی کامیابی نہیں ہوئی۔ جب اس طرح وہ بیوی کا سب زیور ختم کر چکے تو اُنھیں کسی ایسے کاروبار کی جستجو ہوئی جو صرف زر کے بغیر زرخیز ثابت ہو عرصۂ دراز کے غور و فکر کے بعد اُن کا ذہن لاٹری کی طرف منتقل ہوا لیکن پابندی صوم و صلوٰۃ اور علماء کے پاس نشست و برخاست سے حلال و حرام کا جو خفیف امتیاز اُن کی طبیعت میں پیدا ہو گیا تھا اُس کی وجہ سے یہ مسئلہ بہت دنوں تک دل و دماغ میں زیر بحث رہا اور وہ سوچتے رہے کہ لاٹری تو ایک قسم کا جوا ہے۔ جُوا حرام ہے۔ اور اسی طرح حرام ہے جس طرح شراب لیکن پھر بڑھتی ہوئی ضرورتوں اور جاتی ہوئی دنیا کے ارمانوں نے یہی فتویٰ دیا کہ حرام ہو یا حلال اس کام کو ضرور اختیار کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں بہت کم روپیہ دَرکار ہے۔ اور اگر کامیابی ہو گئی تو ساری عمر کے لئے مطمئن اور بے فکر ہو جانے کی امید ہے۔ اس فیصلہ کے بعد حافظ صاحب ہمیشہ لاٹری

کی جستجو میں رہنے لگے اور جو ُندہ یابندہ ایک ٹن فود کارخانہ ہی میں ایک لالہ صاحب دورہ کرتے ہوئے بمبئی سے تشریف لائے۔ وہ ایک لاٹری ڈالنے والی کمپنی کے گماشتے تھے۔ چنانچہ اُنھوں نے کارخانہ کے منیجر صاحب سے لاٹری کا ذکر کیا۔ یہ لاٹری ایک لاکھ روپے کی تھی جسمیں پہلا انعام ۶۰ ہزار۔ دوسرا ۳۰ ہزار اور تیسرا ۱۰ ہزار مقرر کیا گیا تھا۔ ٹکٹ کی قیمت دو روپے تھی۔ لاٹری کا نام سُنکر حافظ صاحب کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ بڑی بیتابی کے ساتھ گماشتہ کی تقریر سُنی۔ خوش قسمتی سے اُسی دن تنخواہ ملی تھی اور ہنوز جیب میں موجود تھی۔ سب سے پہلے اُنھوں نے لاٹری کا ٹکٹ خرید کیا۔ اور اُسی وقت سے اُمیدوں کی ایک نئی دُنیا اُن کے تخیل میں آباد ہو گئی۔ شام کو جب وہ کارخانے سے اپنے گھر گئے تو بیوی نے تنخواہ میں دو روپے کم دیکھکر کمی کا سبب دریافت کیا لیکن حافظ صاحب نے اُنھیں اطمینان دلایا کہ دو روپے کسی بیجا صرف میں نہیں آئے ہیں۔ چنانچہ لاٹری کا پورا قصہ بیان کیا۔ حافظ صاحب کی بیوی مولوی عبداللہ صاحب کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ اس میں شک نہیں کہ شکل و صورت سے قدرت نے محروم رکھا تھا لیکن نہایت شائستہ تعلیم یافتہ اور صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں اور اپنے والد سے دینیات کی بڑی تعلیم حاصل کی تھی اور مسئلہ مسائل سے خوب واقف تھیں۔ لاٹری کی تفصیل سُن کر اُنھوں نے کہا کہ یہ تو تم نے جُوا کھیلا ہے۔ میاں بیوی میں حلت و حرمت پر دیر تک بحث ہوتی رہی اور جب حافظ صاحب قائل و معقول ہونے لگے تو اُنھوں نے تحکم شوہری سے عالمہ بیوی کو خاموش کر دیا۔

(۴)

لاٹری کی رسید پر لاٹری پڑنے کی تاریخ لکھی ہوئی تھی اور ابھی اس میعاد کے گزرنے میں ایک ماہ کا طویل عرصہ باقی تھا۔ حافظ صاحب اضطراب و انتظار کے عالم میں یہ زمانہ بسر کر رہے تھے۔ ہر نماز کے بعد وہ جناب الٰہی میں دعا کرتے تھے کہ لاٹری انھی کے نام نکلے۔ حرص و ہوا نے دینداری کے باوجود اُن کا دل اتنا تاریک کر دیا تھا کہ دعا کے وقت اُنھیں یہ بھی خیال نہیں رہتا تھا کہ میں ایک ناجائز کامیابی کے لئے دعا کر رہا ہوں اور میرا یہ طریق عمل کفر کے قریب ہے۔ بہرحال دعائیں مانگ کر اور دن گن گن کر ایک ماہ کا عرصہ گذرا۔ "۳۱ جولائی کی تاریخ قرعہ اندازی کیلئے مقرر تھی۔ یہ سارا دن حافظ صاحب نے بڑی بے چینی میں بسر کیا۔ ہر پوسٹ مین اور ہر تار کے چپراسی کو دیکھ کر اُن کا دل دھڑکنے لگتا تھا۔ سارا دن گزر گیا لیکن کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ خیالات حافظ صاحب کے دماغ پر اس قدر مسلط تھے کہ جب وہ شام کو گھر جانے لگے تو کارخانے کے چوکیدار سے کہہ گئے کہ اگر میرے نام کوئی تار آئے تو مکان پر پہنچا دینا میں تمھیں انعام دونگا۔ گھر پہنچکر حافظ صاحب خلاف معمول اپنی چارپائی پر لیٹ گئے۔ کھانا بھی اُن سے نہیں کھایا گیا۔ شام کو وہ ایک پڑوسی مولوی صاحب کے پاس جایا کرتے تھے وہاں بھی نہیں گئے۔ دلسوز بیوی کو اُن کی ناسازی کا احتمال ہوا وہ جلد جلد ضروریات خانگی سے فارغ ہو کر اُن کے پاس آ بیٹھی۔ بیوی کو دیکھ کر حافظ صاحب نے کہا "کوئی تار تو نہیں آیا" نفی میں جواب سُن کر پھر کہا کہ "آج ذرا دروازہ کا خیال رکھنا" بیوی نے پوچھا "کوئی آنے والا ہے" حافظ صاحب نے کہا "آنے والا تو کوئی بھی نہیں لیکن شاید تمھیں یاد نہیں رہا آج بمبئی میں قرعہ ڈالا گیا ہو۔ شاید لاٹری میرے نام نکلی ہو اور اُسکے متعلق تار آئے" بیوی یہ سُنکر خاموش ہو گئی لیکن اُسے اپنے شوہر کی طمع دنیاوی اور امید موہوم پر سخت افسوس ہوا۔ دس بج گئے اور دروازہ کو کسی قسم کی جنبش نہیں ہوئی۔ دونوں میاں بیوی اپنی چارپائیوں پر لیٹ رہے۔ لیکن حافظ صاحب کو کسی کروٹ نیند نہیں آتی تھی۔ عشا کی نماز کے بعد سب سے آخری دعا تھی جو اُنھوں نے لاٹری کے متعلق مانگی۔ اسی حالت میں رات کے گیارہ بج گئے۔ یکایک کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ حافظ صاحب اچھل پڑے۔ ننگے پاؤں آگے بڑھ کر پوچھا "کون ہے؟ جواب ملا "خط لے جائیے" اب تو حافظ صاحب کے اختلاج دل اور اضطراب امید کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اُنھوں نے جلد جلد بیوی کو پکارا کہ "لو تقدیر کھل گئی" اور خود دروازہ کی طرف بڑھے۔ لیکن یہ معلوم کر کے کہ پکارنے والا اُن کا ایک پڑوسی ہے جو اپنا خط پڑھوانے آیا ہے۔ اُمیدوں کا محل آن کی آن میں گر پڑا۔ وہ شخص لالٹین ساتھ لایا تھا۔ حافظ صاحب نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے خط لیکر پڑھا اور غریب پڑوسی کو بُرا بھلا کہتے ہوئے گھر میں آئے

(۵)

بیوی نے دریافت کیا "کیوں خیر تو ہے، کیا تمھاری لاٹری نکل آئی؟"

حافظ صاحب۔ (آہ سرد بھر کر) "ایسی تقدیر کہاں"؟

بیوی۔ "ہاں تقدیر میں ہو تو خدا جائز وسیلہ سے کیوں نہ دے"

حافظ صاحب۔ "تمھیں جائز اور ناجائز کی پڑی ہے اور مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا میری دُنیا برباد ہو گئی"۔

بیوی۔ "خدا نہ کرے"

میاں بیوی میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کارخانہ کے چوکیدار کی مہیب آواز "حافظ جی" دروازہ پر سُنائی دی اور حافظ جی کڑک کر بیوی سے کہا "لو جب نہیں نکلی تھی تو اب ضرور نکلی" یہ کہکر وہ ننگے پاؤں دروازہ کی طرف دوڑے اور دروازہ کھولنے سے پہلے اُنھوں نے چوکیدار سے دریافت کیا "کیا ہے" چوکیدار نے کہا "حضور تار آیا ہے" حافظ صاحب نے بیتابانہ دروازہ کھولا۔ تار کے چپراسی نے تار دیا۔ حافظ صاحب کو اسوقت اپنے انگریزی نہ جاننے کا نہایت افسوس ہوا تاہم اُنھوں نے تار کھول کر اتنا معلوم کر لیا کہ وہ بمبئی سے آیا ہے۔ حافظ صاحب گھر میں واپس آئے۔ بیوی سے ایک روپیہ لیکر تار کے چپراسی کو انعام دیا اور پھر تار پڑھوانے کے لئے ایک صاحب کے مکان پر پہنچے۔ رات کے ۱۲ بج چکے تھے بعد مشکل صاحب خانہ باہر نکلے اور اُنھوں نے تار پڑھا۔ لکھا تھا "تمھارے نام تیسرے نمبر کا انعام یعنی دس ہزار روپے قیمت کا مکان نکلا ہے فوراً آؤ" دس ہزار روپے کا لفظ سُنکر قریب تھا کہ شادیِ مرگ ہو جائے لیکن چونکہ حافظ صاحب کو ان صاحب کی انگریزی دانی پر کامل وثوق نہیں تھا اسلئے یقین کرنے میں ذرا تامل ہوا بہرحال تار کا لفافہ لیکر وہ ایک دوسرے صاحب کے مکان پر پہنچے جو گورنمنٹ اور ہائی اسکول میں سکنڈ ماسٹر تھے اور جب اُنھوں نے بھی تار کا یہی ترجمہ کیا تو

مطمئن ہو کر اپنے گھر واپس آ گئے۔

(۶)

حافظ صاحب: "لو مبارک ہو اگر ہم نواب نہ ہو تو نہ سہی لیکن فکر معاش سے تو آزاد ہو گئے۔"

بیوی: "کیا بات ہے"

حافظ صاحب: "میرے نام دس ہزار کی لاٹری نکلی ہے۔ لیکن مجھے بمبئی جانا پڑے گا۔ نقد روپیہ نہیں ہے۔ ایک مکان ہے، اُسے بیچ کر نقد روپیہ کر لوں گا۔"

بیوی: "بمبئی کا کرایہ کیا ہوگا۔"

حافظ صاحب: "یہی آٹھ دس روپئے ہونگے لیکن مجھے تو سو روپے چاہئے آمد و رفت کا کرایہ۔ وہاں رہنے کا صرفہ۔ غرض اس سے کم میں کام نہیں چل سکتا۔"

بیوی: "پھر اتنی رقم کیونکر ملے گی۔ میرے پاس تو اب کوئی زیور بھی نہیں ہے۔"

حافظ صاحب: "اجی زیور کا نام نہ لو۔ کتنا زیور پہنو گی، میں سو روپے کارخانہ سے قرض لے لونگا۔ اس تار کو دیکھنے کے بعد مجھے قرض دینے سے کون انکار کرے گا اچھا یہ تو بتاؤ کہ میں تمھارے لئے بمبئی سے کیا کیا لاؤں۔"

بیوی: "مجھ سے پوچھتے ہو تو میرے نزدیک تم کہیں بھی نہ جاؤ۔ اسی دال روٹی پر قناعت کرو۔"

حافظ صاحب اپنی بیوی کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے۔ انھیں سخت ناگواری پیدا ہوئی۔ وہ پہلے ہی متنفر تھے اور اب انھوں نے قطعی ارادہ کر لیا کہ روپیہ ملنے کے بعد وہ سب سے پہلے ایک حسین اور مرضی کے مطابق بیوی سے نکاح کرینگے۔ اس تیز گفتگو کے بعد دونوں خاموش ہو گئے تھے۔ حافظ صاحب کی بیوی تو تھوڑی دیر میں سو گئیں لیکن انھیں صبح تک نیند نہیں آئی۔ اور وہ ان دس ہزار روپے کے بہترین صرف کی تدابیر سوچتے رہے جب نماز فجر کی اذان ہو رہی تھی تو وہ اس فیصلہ پر پہنچ چکے تھے کہ انھیں اس رقم سے ایک بوٹ اینڈ شوز فیکٹری قائم کرنی چاہئے کیونکہ اس کاروبار سے انھیں واقفیت بھی تھی اور اسکی کامیابی وہ روزمرہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔

(۷)

دوسرے دن حافظ صاحب علی الصباح مالک کارخانہ کے مکان پر پہنچے۔ تار دکھایا اور سو روپے قرض مانگے۔ مالک کارخانہ نے یہ خیال کر کے کہ عنقریب دس ہزار کی رقم ان کو مل جائے گی اور بظاہر دیانتدار آدمی ہیں انکار نہیں کیا اور کارخانہ کھلنے پر حافظ صاحب کو روپے مل گئے۔ حافظ صاحب بمبئی پہنچنے کے لئے مضطرب تھے۔ لیکن بعض واقفکاروں نے انھیں سمجھایا کہ جب تک مجسٹریٹ کی تصدیق نہ ہوگی اُس وقت تک وہاں جائداد یا روپیہ کی حوالگی ناممکن ہے اسلئے انھیں کئی روز کانپور میں اور ٹھہرنا پڑا۔ اور دو چار روپے بھی صرف ہوئے۔ الغرض وہ اس کارروائی کی تکمیل کے بعد بمبئی روانہ ہو گئے تیسرے دن منزل مقصود پر پہنچے اور کارکنان لاٹری سے ملاقات کی۔ انھوں نے مجسٹریٹ کی تصدیق سے مطمئن ہو کر انھیں مکان پر قبضہ دلا دیا لیکن انھوں نے اُسے فروخت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ ۵ فیصدی کمیشن کے وعدے پر ایک دلال نے جلد معاملہ کرا دینے کا وعدہ کیا۔ اپنے معاملات سے گونہ مطمئن ہو کر حافظ صاحب کو بمبئی کے دلکش مناظر اور روح افزا تفریحگاہوں کی سیر کا خیال پیدا ہوا لیکن بمبئی میں اس عظمت و شان کے باوجود آگرہ و دہلی وغیرہ کی طرح قابل دید عمارات اور آثار قدیمہ موجود نہیں ہیں۔ اور ایک تفریح طلب مسافر سمندر کے پیچ و تاب کے سوا اور کسی مشغلہ سے اپنا دل نہیں بہلا سکتا۔ حافظ صاحب چنبیلی کے تیل سے اپنے بالوں کو سنوار کر اور کپڑے بدل کر چوپاٹی کی طرف روانہ ہوئے۔ انھوں نے دیکھا کہ سمندر سے کچھ فاصلہ پر آہنی بنچیں پڑی ہوئی ہیں جن کا بیشتر حصہ صنف نازک سے معمور ہے جلوے ہیں اور بے حساب۔ حسن ہے اور بے نقاب۔ حافظ صاحب کے لئے ان جلوہ نمائیوں کی تاب لانا محال تھا۔ وہ فطرۃً حسن پرست تھے اور قسمۃً اس نعمت عظمیٰ سے محروم تھے۔ اُن کی آنکھوں سے کبھی خوبصورت اور برق افشاں آنکھیں مقابل نہیں ہوئی تھیں۔ اُن کے ہاتھوں نے کبھی نرم اور لطیف لمس کو مس نہیں کیا تھا۔ اُن کے لبوں نے کبھی گلابی شاداب رخساروں کی لطافت محسوس نہیں کی تھی۔ وہ یہ مناظر دیکھکر حیران رہ گئے اور بالخصوص ایک فتنہ پرداز شوخ ادا نے تو انھیں کہیں کا نہ رکھا اور تحقیق سے جب یہ معلوم ہوا کہ وہ سفید گلی کی ایک طوائف ہے تو حافظ صاحب نے اپنی تمام مذہبی پابندیوں کو یکلخت فراموش کر کے اُس کی ملاقات کا فیصلہ کر لیا دوسرے اور تیسرے دن بھی وہ چوپاٹی میں محو سیر رہے اور چوتھے دن جب اُن کا مکان ۹ ہزار کو فروخت ہو گیا تو سب سے پہلے اُس طوائف کے مکان پر پہنچے جس نے اُن کے دل و دین کو چھین لیا تھا۔ اور خواب و خور حرام کر دیا تھا۔

(۸)

بڑی رد و قدح کے بعد ڈیڑھ سو روپیہ پر معاملہ طے ہوا اور حافظ صاحب گرانٹ روڈ کی لینڈو میں اپنی محبوبہ، محبوبہ کی والدہ، اور اُسکے دو نوکروں کو ہمراہ لے کر ہوٹل میں جہاں اُن کا قیام تھا تشریف لائے۔ چونکہ کمرہ میں روپیہ رکھا ہوا تھا اسلئے پہلے اُنھوں نے احتیاط سے بیرونی قفل کا امتحان کیا اور پھر اندر پہنچکر پردہ کی آزمائش کی اور جب ہر طرح مطمئن ہو گئے تو خواب راحت کا انتظام کیا۔ کمرہ اندر سے بند کر لیا گیا۔ طوائف کی والدہ اور دونوں نوکر باہر سائبان میں ٹھہرے۔ عیش و راحت کا سب سے پہلا موقع اور گناہ عظیم کی پہلی ساعت آنے سے پہلے طوائف نے اپنا سب زیور اُتار کر حافظ صاحب کو دیا اور کہا کہ اسے آپ احتیاط سے رکھ دیجئے۔ حافظ صاحب نے زیور کا رومال الماری میں رکھ دیا جسکے بند زنجیر میں کھلا ہوا قفل لٹک رہا تھا۔

× × × × × × × × × × × × × ×

رات کے ۲ بجے حافظ صاحب رفع حاجت کے لئے کمرہ سے نکلے اور اس موقع کو غنیمت سمجھکر طوائف نے زیور کا رومال الماری سے نکال کر اپنی ماں کو دیدیا اور اُس نے بے پروائی سے گرا دیا (زمین دوز نالی) میں پھینکدیا کیونکہ سب زیورات مصنوعی تھے اور صرف چند روپیوں میں خریدے گئے تھے۔ حافظ صاحب کو اس واقعہ کی مطلق اطلاع نہیں ہوئی۔ صبح کو جب واپسی کی طیاری ہوئی تو طوائف نے اپنا زیور طلب کیا۔ حافظ صاحب نے الماری کھولی لیکن وہاں روپے کی تھیلی تو ضرور تھی مگر زیور کے رومال کا پتہ نہ تھا۔ اس یقین کے باوجود کہ رومال الماری میں رکھا تھا۔

اُنھوں نے سارا کمرہ تلاش کر ڈالا۔ تین چار دفعہ بستر اُٹھا کر دیکھا۔ لیکن رومال کا سراغ نہ لگا۔ اب حافظ صاحب کی حیرت اور وحشت کی انتہا نہ تھی۔ طوائف نے جب دیکھا کہ زیور غائب ہوگیا تو زار زار رونا شروع کیا۔ رونے کی آواز سنکر اُس کی ماں اور دونوں نوکر کمرے کے اندر آگئے اور حقیقتِ حال سے واقف ہوکر اُنھوں نے ایک طوفان برپا کیا۔ طوائف کی ماں نے کہا صاحب میرا زیور پندرہ ہزار روپے کا تھا۔ میں نے فلاں چیز فلاں جوہری سے خریدی تھی۔ میں ابھی رپٹ لکھواتی ہوں اگر تمھیں اپنی شرافت کا پاس ہے تو خاموشی کے ساتھ میرا زیور واپس کر دو"

حافظ صاحب سخت حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ کمرہ میں کوئی آیا نہیں۔ یہ لوگ باہر سے کہیں گئے نہیں۔ کیونکہ اُن کے کھانسنے یا خراٹے لینے کی آوازیں برابر آرہی تھیں۔ پھر زیور کون لے گیا۔ اگر کوئی اندر آتا بھی تو نقد روپیہ لیتا نہ کہ زیور۔ یا دونوں چیزیں لے جاتا۔ جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو اُن کی عقل اس نتیجہ پر آکر ٹھہری کہ خدا کی جانب سے یہ میری تنبیہ ہے۔

(۹)

طوائفوں نے حافظ صاحب کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا اور وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا کہ ہوٹل کا منیجر اور دیگر کارکن کمرے میں جمع ہو گئے۔ وہ حافظ صاحب کی شرعی وضع اور مولویانہ صورت کو دیکھتے تھے اور پھر اُن کے افعال پر غور کرتے تھے۔ حافظ صاحب شرم و ندامت سے سر جھکائے ہوئے تھے۔ طوائف اور اُسکے ہمراہی برابر پولیس میں رپٹ لکھوانے کی دھمکی دے رہے تھے اور بالآخر جب ایک شخص پولیس کی چوکی پر جانے کے لئے آمادہ ہوا اور حافظ صاحب کو یقین آگیا کہ اب رہی سہی آبرو بھی خاک میں ملنے والی ہے اور ممکن ہے کہ اس کمرہ سے منتقل ہوکر میں حوالات میں اور خدانخواستہ حوالات سے جیل خانہ میں جا پہنچوں اور ساتھ ہی پردیس کی بے بسی کی صحیح تصویر اُن کے سامنے آئی تو اُنھوں نے نہایت لجاجت کے ساتھ طوائفوں سے کہا کہ مجھے تمھارے زیور کی بالکل خبر نہیں ہے لیکن جو مناسب تاوان تم کہو وہ میں اپنی آبرو بچانے کے لئے دینے کو طیار ہوں طوائفوں نے زیوروں کی قیمت لفظ بلفظ اور رقم بہ رقم جوڑ کر ساڑھے سولہ ہزار گنوا دئے۔ اتنی بڑی رقم کا نام سُن کر حافظ صاحب کے حواس جاتے رہے۔ ہوٹل والوں نے بھی طوائف کی تائید کی اور کیوں نہ کرتے جبکہ حافظ صاحب کو اس کا اقرار تھا کہ زیور اُنھوں نے طوائف سے لے لیا تھا اور خود اپنے ہاتھ سے الماری میں رکھا۔ اور وہ اس بات کے بھی معترف تھے کہ میں تمام شب کمرہ میں رہا۔ بالآخر حافظ صاحب سارا روپیہ الماری میں سے نکال لائے اور طوائفوں کے سامنے رکھکر کہا کہ میری ساری کائنات یہ ہے جو تمھارے ایمان میں آئے اس میں سے لے لو۔ روپیہ شمار کیا گیا کل رقم ۸۰۰ تھی۔ طوائفیں اس رقم پر کسی طرح رضامند نہیں ہوتی تھیں لیکن ہوٹل والوں کے سمجھانے اور صبر دلانے سے اُنھوں نے بصد مشکل اس رقم کو قبول کیا اور خدا خدا کر کے حافظ صاحب کو پولیس اور جیل کی جیتا جاگتی دھمکیوں سے نجات ملی۔ اس عبرتناک حادثہ کے بعد حافظ صاحب کے لئے بمبئی ٹھہرنا سخت تکلیف دہ تھا۔ یہ غنیمت تھا کہ اُن کی جیب میں ابھی پچاس ساٹھ روپیہ باقی تھے۔ چنانچہ وہ ہوٹل کا کرایہ دے کر سیدھے اسٹیشن پہنچے اور کانپور کا ٹکٹ لیکر گھر روانہ ہوگئے ❊

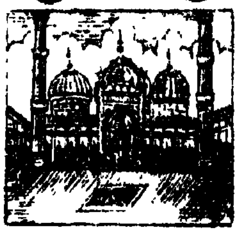
د ح

REGISTERED No. L. 1313 نمبر ۱ ۶/۹



سنہ ۱۹۲۲

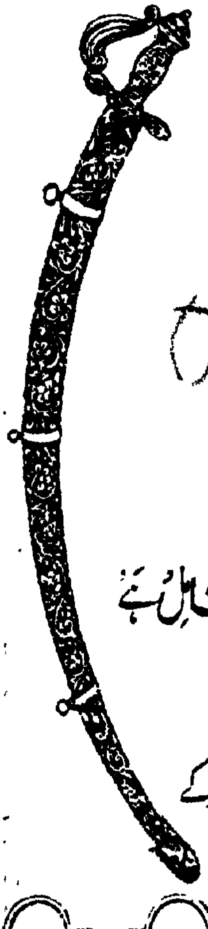
رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

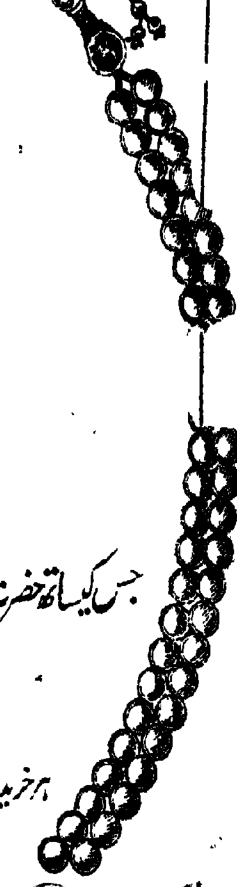


چیست دُنیا؟

ز خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن





مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جس کیساتھ حضرت مولنا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

اڈیٹر :- سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے

اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے



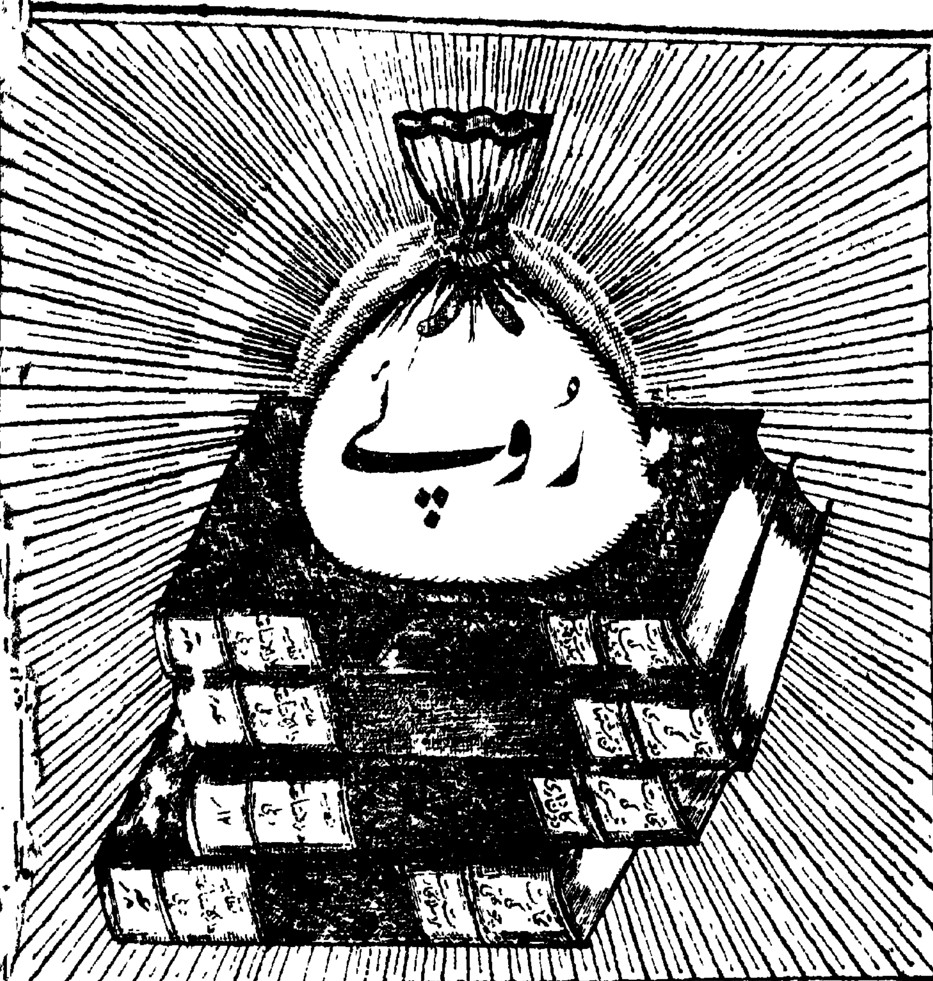
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن ... عہ

معمولی ایڈیشن، سالانہ قیمت عہ

ششماہی عہ، مع محصول ڈاک وغیرہ





اُردو زبان کی تجارتی انسائیکلوپیڈیا

بے روزگار، نوجوانوں کو برسرِ روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت دور کرنے اور نئی نسل کو تجارتی تعلیم دینے کے لئے نظامیہ دارالاشاعت دہلی نے تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جس کے تین حصے تجارت کی پہلی، دوسری، تیسری، اور چوتھی کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

تجارت کی پہلی

اس میں مبادیات تجارت کا بیان ہے یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں کی جائے اور کیونکر کی جائے، تجارت کے حیرت انگیز منافع، تجارت شروع کرنے اور اس میں کامیاب ہونے کے طریقے، اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت سے خرچ کرنے کے ایسے بیش بہا اصول بیان کیے گئے ہیں کہ آدمی ان پر عمل کرکے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار بنانے اور تجارت کی مشکلات پر قابو پانے کے لیے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت مجلد عہ، غیر مجلد عیر علاوہ محصول۔

تجارت کی دوسری

اس میں فنِ اشتہار کی تعلیم ہے اور اشتہارات کے ذریعہ ہر قسم کی جائز تجارتوں کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اشتہارات کا مضمون بنانے، ڈیزائن تجویز کرنے، عمدہ لکھوانے، چھپوانے اور اُن کی اشاعت کیلئے کم از کم خرچ میں بہتر طریقہ پر تقسیم کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں موجود ہیں جن سے اہل مغرب فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور ہندوستانی ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد عہ، غیر مجلد عیر

تجارت کی تیسری

اس میں "دوکانداری" کی تعلیم ہے۔ دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے؟ نفع کتنا لیا جائے؟ گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے؟ بکری اور نفع بڑھانے کے لیے کن اصول پر عمل کیا جائے؟ دوکان کی شہرت اور ہر دلعزیزی کے لیے کیا طریقے اختیار کیے جائیں؟ گاہکوں سے کیونکر ... دوکان کا حساب کتاب کیونکر رکھا جاتا ہے؟ الغرض اس قسم کی بہت سی کارآمد باتیں دوکانداری کے متعلق اس کتاب میں جن سے ہندوستانی عموماً ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد عہ، غیر مجلد ...

تجارت کی چوتھی

مراسلات تجارت کی تعلیم کے ... صرف ایک کرسی اور ایک میز بہم پہنچا کر آپ گھر بیٹھے کاروبار شروع کر سکتے ہیں، کس طرح سوداگروں، کارخانہ داروں اور دوکانداروں سے خط و کتابت کی جاتی ہے؟ آدمی کو خط و کتابت کس طرح کامیاب بنا سکتی ہے؟ ایک تجارتی دفتر میں کیونکر اچھے درجے کے کلرک کس طرح بن سکتے ہیں؟ خط لکھنے، خط کا جواب دینے، خطوں کے ... کے اصول کیا ہیں جن سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔

"اسلوب تجارت" میں تجارتی خط و کتابت کی تعریف۔ لفافہ اور خط کے کاغذ۔ معمولی طور ... نقلوں کی فہرست۔ ٹکٹ۔ ڈاکخانہ کے متعلق تمام ضروری معلومات تار گھر کے متعلق ... یعنی صراف بندی۔ جنتری ... خطوط اور تار۔ ... اصول خطوط نویسی۔ ... کے طریقے ... متعلق خطوط ... وغیرہ کے کارخانے ... ٹیکسٹروں کی مخصوص اصطلاحات اور خط و کتابت۔ جنرل مرچنٹوں کے نام خطوط ... کانی بنانا۔ ... خانوں، کتب فروشوں، چھاپہ خانوں، اسٹیشنروں، بیمہ کمپنیوں ... ضروری معلومات درج ہیں جن کی واقفیت نہایت ضروری ہے۔ قیمت مجلد ... غیر مجلد ... علاوہ محصول

... ہے اس میں بتلایا گیا ... ہزار روپیہ پیدا کر سکے ... کرنا چاہیے؟ ... کی نگرانی کی جاوے ... فائل رکھنے ... خطوط کی نقل ... معلومات ... لکھنے اور ... کیونکر لکھی جائیں ... اور روپیہ جمع ... خطوط اور ہزارہا ... علاوہ محصول

پرچھائی

ماہِ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۶۱ھ

چھوٹا بن۔ بڑا نہ بن آدمی۔ بات سن۔ تو بڑا بننا چاہتا ہے۔ اس نے دنیا کی زندگی میں دکھ اٹھایا ہے چھوٹا بننے کی لذت جانتا ہوتا تو بڑا بننے کے خیال کو بھی پاس نہ آنے دیتا۔

تجھ میں پیغمبر بنائے گئے مگر ان کو تو بڑا بنایا گیا تھا اپنی خوشی سے بڑے نہ بنے تھے ولیوں کی بڑائی ان کی عبادت و محنت سے ہوئی لیکن وہ بھی خود بڑا بننا نہ چاہتے تھے۔ چھوٹے بننے کی تمنا رکھتے تھے۔ اس خوبی نے ان کو بڑا بنا دیا۔ ان کو بھی بڑائی سے دکھ ہوا۔ مگر یہ دکھ اٹھانے ولی اور مقبول خدا ہونے کے لیے ضروری تھا۔ تو ان کی ریس نہ کر کہ تو بڑا بننا سکھ سمجھتا ہے۔

بادشاہ سب سے بڑا آدمی اپنے ملک میں ہوتا ہے وہی سب سے زیادہ تکلیف اس بڑائی کی برداشت کرتا ہے۔

پیر اپنے مریدوں کا بڑا ہوتا ہے اور اس بڑائی کے طفیل اس کو خوب ہی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

استاد اپنے شاگردوں کا بڑا کہلاتا ہے۔ اس کے سینے کے اندر دل سے پوچھ کیسی کوفت یہ بڑائی اس کو دیتی ہے۔

باپ اپنے بچوں کا بڑا ہے۔ قدرت نے جبر کر کے یہ عہدہ اس کو دیا ہے ہاں وہ بچے چاہتا بھی اسی لیے تھا کہ بڑا بنوں۔ قدرت نے جبر کیا۔ کچھ اس کی خواہش پوری کی لیکن جب بڑا بن گیا تو سمجھا کہ جب تک بیٹا تھا اور چھوٹا تھا مزے میں تھا باپ اور بڑا بنتے ہی دوزخ میں گر پڑا۔

شوہر اپنی بیوی کا بڑا ہے اور یورپ میں بیوی اپنے شوہر کی بڑی ہو خوش نہ وہ بھی بڑا بن کر مسرور نہیں رہتا کہ بڑا بننا کسی جگہ راحت رساں نہیں ہے۔

جس کو تو قوم کا لیڈر کہتا ہے وہ سچ سچ یا جھوٹ موٹ باتیں کر کے یا کام کر کے بڑا بنتا ہے جونہی لیڈر بنا۔ بڑائی کی صد میں آیا فوراً پچھتانے لگتا ہے کہ یہ تو بہت ہی دکھ بھری بڑائی ہے اوپر کی شاہ کا سلسلہ ملا۔ اور گن۔ امتی چھوٹا ہے اور پیغمبر کے مقابلہ میں اس کی زندگی راحت کی ہے۔ ولی کا معتقد چھوٹا ہے۔ اسکو کچھ بھی فکر نہیں۔ بادشاہ کی رعیت چھوٹی ہوتی ہے مگر دیکھ کیسی پاؤں پھیلا کر سوتی ہے۔ پیر کے مرید چھوٹے ہیں ہر فکر سے آزاد ہیں۔ ان کے دشمن ان کی راحت پر روتے ہیں۔ شاگرد چھوٹے بن کر بے فکر ہیں۔ یہ لطف ان کی زندگی میں ہے بچے چھوٹے ہو کر ہر فکر کا بوجھ باپ پر ڈالے رکھتے ہیں کہ بڑا ہونے کا خمیازہ اٹھائے۔ ایشیا کی بیوی۔ یورپ کا شوہر چھوٹا ہو دیکھتا نہیں اسے کسی بات کا بھی فکر نہیں ہے۔ لیڈر کی قوم اسکی چھوٹی بنتی ہے ہر فکر و رنج سے بے خبر رہتی ہے۔ لیڈر بڑائی کے عوض میں جہنم میں جلا کرتا ہے۔

او انسان غفلت میں نہ پھنس۔ چھوٹا بن۔ اگر تو بن سکتا ہو۔ کیونکہ اگر تجھ کو ولی بنایا گیا ہے تب تو تیرا قصور نہیں کہ بڑائی تیرے امتحان کے لیے ہے اور اگر تو بادشاہ پیدا ہوا ہے۔ تو جلدی کر تاج کو سر سے اتار کر رکھ دے۔ یہ انکا حصہ ہے جو بہت ہی احمق ہیں۔ اور جن کو گدھے کی مٹی سے بنایا گیا تھا تو چاہے تو گدھوں کی زندگی کو چھوڑ سکتا ہے۔ انسان بننا تیرے اختیار میں ہے کیوں دیر کرتا ہے صدیاں گزر گئیں۔ لاکھوں بادشاہ اور تاجدار مر مٹ کر خاک ہو گئے اور کسی نے انسانیت کی سچی بہار نہ دیکھی۔ وہ دولت کے مالک تھے۔ وہ رات دن عیش کرتے تھے انکا اختیار لاکھوں آدمیوں کو مسلتا اور کچلتا تھا۔ وہ لاکھوں کو عیش و کامرانی کا مزا بھی سکھاتے تھے۔ مگر خود ان کے دل کو ایک ساعت۔ ایک منٹ اور ایک پل کی آسائش نصیب نہ تھی غفلت انہنے کہتی تھی بڑوں کو لطف یہی ہے کہ اپنی بڑائی کے دشمنوں کو ہلاک کر ڈالیں چاہے وہ انکے باپ ہوں بھائی ہوں بیٹے ہوں یا انکے مذہبی بزرگ ہوں۔

برسات کے موسم کو دیکھا کہ ہرا بھرا جنگل لہلاتا ہے۔ جب گدھا ابر میں جاتا ہے خوب کھاتا ہے۔ مڑ کر دیکھتا ہے تو سبز ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ شیطان اس کے دل میں ڈالتا ہے تو نے کچھ بھی نہ کھایا گھاس تو سب موجود ہے یہ خیال گدھے کو برسات میں دبلا اور کمزور کر دیتا ہے۔ جب خزاں کا موسم آتا ہے گدھے میں توانائی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ شیطان اس سے کہتا ہے تو نے تمام جنگل کی گھاس کھالی۔ اور اس فرضی یقین سے اس کے جسم میں موٹاپا بڑھ جاتا ہے۔

بادشاہ بھی اسی وجہ سے گدھوں کے مشابہ ہیں کہ انسانوں کی سرسبزی آزادی جب ان سے کھائی نہیں جاتی تو مغموم ہوتے ہیں اور جب ملکوں اور قوموں کو تباہ کر دیں تو شیطان ان کو مسرور کرتا ہے۔

کہنا مان۔ تو سکے تو مرید بن۔ پیر نہ بن مال کو مریدوں کی نذریں۔ اور عقیدتیں شاد کام نہیں کرتیں۔ بڑائی اور سپری رات دن پریشان رکھتی ہے۔ وہ دیکھنے میں قابل رشک ہے۔ دیکھ سکتا ہے تو اسکا دل دیکھ کر وہ قابل رشک نہیں ہے۔ جو مریدوں کی فکر میں سوختہ ہوا کرتا ہے۔

شاگرد بنے گا۔ استادی کا اعزاز نہ چاہے گا۔ ہر وقت راحت حاصل رہیگی استاد تو ریل کے قلی ہیں۔ بوجھ اٹھاتے ہیں اور گاڑی میں رکھ دیتے ہیں۔

کاش تو اپنا بیٹا ہوتا جس کی زندگی باپ نہ بناتی۔ عمر کی دوڑ بچپن کے باہر نہ لیجاتی
تو اپنے باپ کی سختی و ترشی سے گھبراتا ہے۔ اپنی مرضی کے خلاف حکم و احکام تجھ کو دُکھ
دیتے ہیں۔ یہ نہیں دیکھتا باپ کو خدا نے بڑا بنایا ہے اور بڑائی بہت تکلیف کی چیز ہو
وہ بڑا بننے کے لیے تجھکو کھلاتا ہے پہناتا ہے۔ پڑھاتا ہے۔ شادیاں رچاتا ہے۔
یہی نہیں بلکہ تیرے لیے دغا۔ رشوت۔ چوری۔ اور جھوٹ کے گناہ اپنے سر لیتا ہے
تاکہ تجھکو روپیہ ورثہ ملجائے۔ تو صاحب جائداد کہلائے۔ تو کسی کا محتاج نہ ہو +
باپ کو بڑا بننے کی حرص نہ ہوتی تو وہ تیری خاطر گناہ نہ کرتا۔ خیال کر وہ قبر میں تنہا
سزا بھگت رہا ہے۔ اس دولت کے عوض جو تجھ کو دے گیا۔ اور تو کبھی اسکی قبر پر فاتحہ
بھی نہیں پڑھتا۔ تجکو اسکا رنج ہے کہ باپ تجھ پر سختی کرتا تھا اور بڑائی کا حکم چلاتا تھا +
ارے نادان اگر تو چھوٹا نہ ہوتا تو بے محنت اتنی دولت کہاں سے آجاتی۔ وہ غریب
بڑا ہونے کے سبب دکھ اُٹھا اُٹھا کر مر گیا اور تجکو عیش کرنے کو دولت دے گیا۔ اگر اسنے بڑائی
کے گھمنڈ میں چند سخت الفاظ تجھ کو کہدئے تو تیرے جسم میں سے کیا چیز کم ہو گئی +
عورت اپنی عقل کو ناقص نہ بنا۔ شوہر تیرا بڑا ہے تو فکر نہ کر۔ وہ بیچارا بڑائی کی خاطر کھلا
جاتا ہے۔ کماتا ہے۔ کھانا۔ کپڑا۔ زیور۔ مکان اچھے سے اچھا تیرے لیے لاتا ہے۔ تو
چھوٹی ہے تو ہوا کر کیسی رانی بنی بے فکر بیٹھی گھر میں راج کرتی ہے +
قوم تو چھوٹی ہے۔ تیرا لیڈر بڑا ہے۔ تو سوتی ہے وہ جاگتا ہے۔ تو کھاتی ہے وہ بھوکا
رہتا ہے۔ تو آزاد ہے وہ قید میں جاتا ہے۔ تو زندہ ہے وہ پھانسی پر چڑھ جاتا ہے۔ پھر بھی تو
اسکی بڑائی پر رشک اور اپنے چھوٹے ہونے کا افسوس کرتی ہے۔ تو بڑی ہی نادان ہے +
حسن نظامی آدمیوں سے کہدے بڑائی کا خیال ان کے لیے چھوڑ دیں جو زندگی
کو تکلیف اور مصیبت میں باعث راحت سمجھتے ہیں اور ان لذتوں کو حاصل نہیں کرتے
جو چھوٹا بننے میں ہے +
اگر وہ تیرا کہنا مانیں گے تو اپنا ہی بھلا کریں گے اور انہی کی زندگی اچھی اور مطمئن
ہوجائے گی۔ مگر خیال رکھ حسن نظامی کہ اس نصیحت میں تو خود بڑا بننے کا خیال
اپنے اندر نہ آنے دیجو۔ ایسا ہوا تو تو مجکو پائے گا +

خلافت پاشا کا خط

سیٹھ میاں محمد حاجی جان محمد چھوٹانی پریزیڈنٹ مرکزی
خلافت کمیٹی نہایت خلوص اور بے غرضی سے خلافت
کی خدمت کر رہے ہیں۔ جب تحریک خلافت کی تاریخ لکھی جائے گی تو سیٹھ صاحب
مذکور کا نام اس تحریک کی ابتدائی بنیاد رکھنے والوں میں لکھا جائے گا میمن جیسی
قوم میں جس کو تجارتی کاروبار کے سوا دُنیا و دین کے اور کسی کام سے تعلق نہیں
ہوتا۔ اتنا عظیم الشان کام کرنے والا پیدا ہوا یہ خدا تعالیٰ کی شان ہے جسسے چاہے
وہ اپنا کام لے لیتا ہے۔ ہندوؤں میں مہاتما گاندھی بھی تجارت پیشہ قوم میں پیدا ہوئے
ہیں۔ دو مہینہ کا ذکر ہے میں نے سیٹھ چھوٹانی کے لیے فتح خلافت کی خوشی میں
قوم کی طرف سے خلافت پاشا خطاب تجویز کیا تھا جو پیر بھائی میں شائع ہو چکا ہے
اس کو دیکھ کر سیٹھ صاحب نے یہ خط لکھا ہے جو ان کی نیک مزاجی اور کسر نفسی کی
نمایاں تصویر ہے۔ لکھتے ہیں :-

جناب کے عطیہ خطاب کے متعلق گزارش ہو کہ حالانکہ میں واقعی اپنی خدمات کو
نہایت حقیر اور ناچیز تصور کرتا ہوں۔ تاہم مجھے ناز ہے کہ آپ نے ان کو
قابل قدر تصور فرما کر بندہ ایسے وجیہ خطاب کا مستحق سمجھا +
دُعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ خلوص کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرمائے
مجھے قوی اُمید ہے کہ جناب والا میرے حق میں دُعا فرمائیں گے۔ بالخصوص
اس وجہ سے کہ آپنے اس خطاب کے عطیہ سے مجھ ناچیز پر ایک بار گراں
رکھ دیا ہے۔ میں اس کو درگاہ حضرت محبوب الٰہی رح کا عطیہ تصور
کرتا ہوں +

خواجہ حامد صاحب مقدمہ جیت گئے

تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں
میں نظامیہ سلسلہ کی مشہور
خانقاہ کا مقدمہ لندن میں چل رہا تھا۔ حضرت خواجہ حامد صاحب سجادہ نشین خانقاہ
مذکور کو اس مقدمہ میں کامیابی ہوئی یعنی ان کی درویشی و سجادگی کے تمام حقوق
تسلیم کر لیے گئے اور انکے چچا میاں محمود صاحب کو اپنے دعوے میں ناکامی ہوئی جنکا
کہنا تھا کہ تونسہ شریف میں کوئی گدی نہیں ہے اور انکے والد حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب
درویش نہیں بلکہ سوداگر تھے اس لیے انکا مزار اور انکے جد حضرت خواجہ سلیمان صاحب
تونسوی کا مزار رہن اور بیع ہو سکتا ہے۔ لندن میں فیصلہ ہوا کہ تونسہ شریف میں
فقیروں کی گدی ہے۔ خواجہ حامد صاحب گدی نشین ہیں۔ مزارات وقف و متبرک
ہیں رہن اور بیع نہیں ہو سکتے۔ خواجہ حامد صاحب کی موجودگی میں میاں محمود کو درگاہ
میں قدم رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے +

ستر ھویں شریف

۱۷-۱۸ ربیع الثانی کو حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رح
کا سالانہ عرس نہایت خیر و برکت سے ہوا۔ باوجود
سردی کی شدت کے اس کثرت سے خلقت آئی تھی کہ اتنا ہجوم بہت کم دیکھا
گیا ہے۔ پیر بھائی بھی دور دور سے آئے تھے۔ عدن کے ڈاکٹر سید حسین نظامی
مظفر آباد کشمیر کے مولوی عبد الرحمن نظامی۔ احمد آباد کے حاجی محمد حسین من صدیقی
نظامی۔ پریمی نظامی ایڈیٹر خلافت اخبار بمبئی۔ اعظم میاں نظامی بمبئی کے اسمٰعیل قاسم
نظامی۔ امرتسر کے مستری رحمت اللہ نظامی۔ اجمیر شریف کے محمد یامین نظامی
گیا کے جمال الدین نظامی۔ بٹالہ کے سلطان احمد وجودی نظامی۔ منٹگمری سے
غلام نبی نظامی۔ علی گڈھ کے سمد یار خاں ساغر نظامی وغیرہ +
دہلی کے باشندے اور دہلی میں عارضی اقامت رکھنے والے بھائی بھی تھے۔ مثلاً
مولانا اسمٰعیل رحمت اللہ مفتی نظامی عبد الحمید قلندر جنگ نظامی۔ عبد المجید نظامی
غلام محمد نظامی۔ محمد حسین نظامی۔ مولانا سید نور الدین عارف نظامی۔ شاہ سید عبد الغنی
کلیمی نظامی سجادہ نشین خانقاہ کلیمیہ +

درگاہ کے مہمان

درویش خانہ و ریزن بسیرے و ایوان خانہ و حسین خانہ و
حوض منزل و عربی منزل وغیرہ مکانات میں پیر بھائیوں کے
علاوہ بکثرت مہمان تھے۔ جن میں چند نام بھائیوں کی اطلاع کے لیے درج کیے

جاتے ہیں +

حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف حضرت غلام حسن خاں صاحب تونسوی حضرت قربان علی شاہ صاحب سجادہ نشین گڑھ شنکر حضرت مولانا چراغ علی شاہ صاحب جالندھری۔ نواب قیصر خاں صاحب سی۔ آئی۔ ای پریسیڈنٹ قبائل بلوچستان۔ سید حسین صاحب سیاح وسط ایشیا۔ عبدالرحیم عثمان صاحب تاجر کلکتہ۔ رجب بھائی احمد آبادی حاجی محمد حسین احمد صاحب۔ نواب خواجہ غلام نصیر الدین خاں صاحب رئیس شیخ پورہ۔ میرٹھ وغیرہم +

متھرا۔ بنارس اور پنجاب کے چند ہندو صاحبان بھی شریک سعادت ہوئے تھے +

لنگر کی امداد

لنگر شریف کی نقد امداد کرنیوالے اصحاب کے نام یہ ہیں جنہوں نے عرس شریف کے لنگر میں روپیہ کا حصہ لیا۔ نانک چند صاحب سبزی منڈی دہلی سیٹھ عبدالرحیم عثمان کلکتہ والے۔ ظہیر الدین احسن انصاری نظامی رومشرا دربھنگہ۔ محمد شریف نظامی لاہور کشفی شاہ نظامی از براوران برہما۔ غلام محمد نظامی افسر تعمیرات دہلی۔ شہاب الدین نظامی ایضاً دہلی۔ محمد شریف نظامی بیلئے بیتا دہلی۔ محمد حسین نظامی ٹھیکہ دار مقیم درگاہ شریف۔ اعظم میاں نظامی احمد آبادی۔ سید امجد علی نظامی کرنٹا۔ نواب فرخندہ نواز جنگ بہادر حیدر آباد۔ سالکہ خاتون نظامی۔ سعیدہ بانو نظامی۔ ڈاکٹر ہلالی شاہ نظامی۔ مرتی بیگم نظامی۔ ڈاکٹر بانو نظامی حافظ محمد اسحٰق صاحب میرٹھ۔ شیخ عبدالرحمٰن پاسی نظامی انجینئر بمبئی۔ حاجی محمد حسین صاحب من مورتی نظامی +

لنگر کے خدمت گزار

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے آقا حضور محبوب الٰہیؒ کے مہمانوں کی آسائش طعام داری وغیرہ خدمات میں محنت دستی کی جن میں سب سے بڑا حصہ مولانا اسمٰعیل عشقی نظامی اور محمد حسین نظامی جالندھری ٹھیکہ دار اور ان کے والد صاحب کا تھا اور انکے بعد ڈاکٹر شفائی۔ بھیا احسان۔ مولانا حسن ابراہیم صاحب سوی۔ میاں عزیز حسن لچی محمد لیٰسین نظامی اجمیری۔ اشتیاق احمد صاحب میرٹھی وغیرہم کی محنت قابل فخر ہے

قوال اور قوالی

درویش خانہ کا قدیمی قوال بخشا برنادہ والا اور حیدر آباد کا جدید مدعو شدہ قوال علی بخش لنگر کے مہمان تھے اور قوالوں کے علاوہ انکا گانا بہت باکیفیت تھا۔ علی بخش کی دھوم تمام دہلی میں تھی اور لوگوں کے شوق کا یہ عالم تھا کہ درویش خانہ کا وسیع مجلس خانہ صحن سمیت کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور سخت سردی میں لوگ زیر آسمان کھڑے تھے اور جگہ کے لیے افسوسناک جھگڑے کر رہے تھے +

علی بخش کی قوالی کو مشائخ عظام اور اہل دہلی نے اسقدر پسند کیا کہ ابتک وہ دہلی میں موجود ہے اور جگہ جگہ اس کی مجالس ہو رہی ہیں۔ ہندو حضرات میں اس کی قوالی اسقدر مقبول ہوئی ہے کہ راشید صاحب لالہ پارس رام صاحب مجسٹریٹ دہلی نے اپنے مکان پر اسکو ٹھہرایا ہے اور کئی مجلسیں بعض ہندوؤں نے منعقد کرائی ہیں۔ ان سطروں کے لکھنے کے وقت تک کئی خط اور تار بیرونجات سے اسکی طلب میں آچکے ہیں

مگر اس کو فرصت نہیں ملتی +

دُعا

درویش خانہ میں پہلی مجلس کے شروع میں جبکہ سردار غلام حیدر خاں صاحب قونصل جنرل افغانستان اور ہزاروں مسلمان جمع تھے حسن نظامی نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا اور جدید خلیفۃ المسلمین اور غازی امیر امان اللہ خاں و جمیع مسلمین و حاضرین و اہل حاجت کیلئے دُعا خیر کی اور تمام مجمع نے آمین کے غلغلے میں حصہ لیا۔ درویش خانہ کی مجالس سماع میں رات کو اور دن کو بہت کیف و ذوق کا عالم تھا حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھوچھوی حضرت سجادہ نشین صاحب سیال شریف اور حضرت فرخندہ علی صاحب سجادہ نشین فرخ آباد وغیرہ صاحب ذوق بزرگوں کی شرکت کے سبب تمام مجمع پر اثر خاص طاری رہا +

افسوس

خان نعمت اللہ خاں صاحب اردو غزجیل دہلی اپنے فرائض کی جدید ضرورتوں کے سبب عرس شریف کی تمام مجالس میں شریک نہ ہو سکے حالانکہ دو ماہ پہلے سے وہ لنگر کے مہمانوں کے لیے اہتمام کر رہے تھے اور متعدد نواڑی پلنگ تیار کرا رکھے تھے۔ دوسرا افسوس اسکا ہے کہ دار وغہ جی کے مثیل ناسوتی ملک سلطان محمود دغزنوی بھی اس شوق و جوش سے شریک نہ ہو سکے جس کی دھوم عرصہ دراز سے تھی۔ ملک صاحب کے چھوٹے بھائی ملک غلام حسن صاحب خاص عرس کے لیے دہلی تشریف لائے مگر وہ بھی دار وغہ جی کے سبب صرف دو تین مجلسوں میں شریک ہو سکے

ساغری دَور

۱۸ تاریخ کی صبح کو صمد یار خاں ساغر نظامی نے اپنی تصنیف حمد و نعت حاضرین کو سُنائی اور حاضرین اس ساغری دور سے بہت محظوظ ہوئے۔ غزالی خاں اور غلام محی الدین خاں صاحب میر منشی وائسرائے ہند کی حاضری کا ذکر نہ کیا جائے تو دو مجبوروں کا تقصور ہوگا۔ وہ آئے مگر ایسے جیسی انسان کی زندگی کہ ہونے کو تو بہت مگر ناپائیدار۔ البتہ لالہ پارس رام صاحب مجسٹریٹ۔ ڈپٹی بلونت سنگھ صاحب افسر خزانہ خواجہ محمد دین صاحب جج۔ جنیشر داس صاحب نائک مہاراج بہادر صاحب جج وغیرہ حضرات کی شرکت مجالس قابل یادگی کہ یہ لوگ بہت کم فرصت ہیں +

سفر پاکپٹن شریف

۲۰ ربیع الثانی کو منٹگمری کے راستہ سے پاکپٹن شریف کا سفر شروع ہوا۔ سیٹھ عبدالرحیم عثمان صاحب ہمراہ تھے ریل میں دار وغہ جی، ملک صاحب ان کے بھائی، شیخ یعقوب صاحب ڈاکٹر یعقوب صاحب غزالی خاں بھیا۔ ساغر صاحب وغیرہم کچھ پیسے کچھ کسی اور چیز کیلئے موجود تھے۔ دوسرے دن ظہر کی نماز حضور بابا صاحب غریب نواز کی مسجد میں پڑھی۔ رات کو قیام رہا۔ پانچ نمازیں پاس دربار میں میسر آئیں۔ تیسرے دن لاہور ہوتا ہوا دہلی واپس آگیا۔ دس برس کے بعد یہ نعمت نصیب ہوئی +

افسوس ہے پاکپٹن شریف میں احاطہ درگاہ کے اندر کتے پھرتے ہیں کیونکہ دروازوں میں کواڑ نہیں ہیں اور آستانہ کا فرش بھی کچا ہے۔ بارش کے موسم میں کیچڑ ہو جاتی ہے حضرت سجادہ نشین صاحب کو توجہ کرنی چاہئے +

کلیمیہ خانقاہ کے سجادہ نشین کلیمی شاہ صاحب

شاہ عبدالغنی صاحب کلیمی سجادہ نشین درگاہ

حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ جو نظامیہ سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں اور جن کا مزار مبارک دہلی شہر میں زیارت گاہ عام وخاص ہے حسن نظامی سے شرکت سلسلہ کا دیرینہ تعلق رکھتے ہیں جس کے اظہار کو میں مناسب نہیں سمجھتا تھا کیونکہ ایک ناچیز اور معمولی شخص کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ سلسلہ کی خدمات کو ظاہر نہ کرے تجھ ایسا کسی کی رہبری و ہدایت کی لیاقت نہیں ہے ان بزرگوں کی باطنی ترغیب لوگوں کو میرا مرید ہونے پر مائل کرتی ہے ان ہی بزرگوں کی شخصیت وکمال پر مریدوں کی ہدایت و اصلاح منحصر ہے، ورنہ میں ایک معمولی کتاب فروش ہوں اسلیے کلیمی صاحب کے واقعی شئے کو ظاہر نہ کیا گیا تھا جیسا کہ:

چند سال کا ذکر ہے جب حضرت بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے سجادہ نشین مخدوم حسن بخش صاحب مرحوم نے دہلی آکر بیعت کی خواہش کی تھی تو ان کو بھی میں نے یہی جواب دیا تھا مگر انھوں نے فرمایا کہ اپنے سلسلہ سہروردیہ میں میرے لاکھوں مرید ہیں میں تو سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں شریک ہونا چاہتا ہوں کہ میرے جد امجد حضرت مخدوم رکن الدین ابو الفتحؒ آپ کے جد حضرت محبوب الٰہیؒ کے قلبی دوست تھے۔ لہٰذا اس قدیمی تعلق کو اس طریق سے زندہ کرنا ضروری ہے آخر مجبور ہو کر میں نے ان کو بھی داخل سلسلہ کر لیا تھا مگر اس کو آج تک ظاہر نہ کیا تھا اسی طرح کلیمی صاحب کے داخل سلسلہ ہونے کو بھی ظاہر نہ کیا گیا لیکن اب بعض پیر بھائیوں کے اصرار سے ظاہر کر دیا گیا۔ پیر بھائیوں کو چاہیے کہ جب حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کے مزار پر حاضری دیں تو وہاں کے سجادہ نشین صاحب سے بھی ملاقات کریں کیونکہ وہ سلسلہ کے بزرگ بھی ہیں اور پیر بھائی بھی۔

درگاہوں میں رنڈیاں

سترہویں شریف میں ایک بڑا اشتہار شائع ہوا ہے جس کی زبان ہندی آمیز اردو ہے اس میں حاجی قمر الدین حسن نے متعلقین درگاہ شریف کو توجہ دلائی ہے کہ یہاں رنڈیاں نہ آیا کریں۔

یہ تحریک سب سے پہلے میں نے شروع کی تھی۔ اسوقت انہی حاجی صاحب کو اس سے اختلاف تھا بلکہ انہوں نے مجھکو مدینہ شریف میں خط لکھا تھا جس قدر روپیہ تم نے مسلم یونیورسٹی کے چندہ میں دیا کاش وہ کسی رنڈی کے مجرے میں خرچ کیا جاتا۔

حاجی صاحب نے اس اشتہار میں اپنی گذشتہ رائے کی غلطی کو تسلیم کیا ہے اور رنڈیوں کے ناچ گانے یا درگاہوں میں آنے کی مخالفت کی ہے۔ میں حاجی صاحب کی دل سے تائید کرتا ہوں۔ مگر مجھ اکیلے کی تائید اور حاجی صاحب کے اشتہار سے برسوں کی مروجہ باتیں ٹل نہیں سکتیں اس کے لیے مسلسل مستقل کوشش کرنے کی ضرورت ہے مجھ کو چند برس لگاتار کام کرنے کے بعد اتنی کامیابی ہوئی تھی کہ درگاہ کے اندر ناچ بند ہو گیا اور احاطہ درگاہ سے باہر ہونے لگا۔ وہ کوشش کیے جائیں کبھی نہ کبھی کامیابی ہو جائے گی۔

حاجی صاحب نے حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب سجادہ نشین کلیر شریف کو بڑا الٹا سیدھا لکھا ہے اور ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں گویا وہ کلیر شریف کی سجادہ نشینی کے اہل نہیں ہیں

بلکہ کسی گوشہ سے آکر خواہ مخواہ قابض درگاہ ہو گئے ہیں میں اس خیال کی تائید نہیں کر سکتا بلکہ حاجی صاحب کی اس رائے کی تردید کرتا ہوں۔

رحو کی سالگرہ

روح بانو بنت حسن نظامی کی پہلی سالگرہ ۴ ربیع الثانی کو ہوئی۔ ملک الکلام قوی صاحب اور سیاب صاحب نے نہایت پُرلطف قطعات تاریخ لکھے۔ قوی صاحب نے ساعت خیر اور سیاب صاحب نے ہے راحت روح واقعی سالگرہ مادے نکالے۔

روح نظیر

حضرت نظیر اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مجموعہ مخمور صاحب اکبر آبادی نے چھاپا ہے اور اس قابل ہے کہ پوری وضاحت سے اس پر رائے لکھی جائے اس لیے آئندہ پرچہ میں اس پر اور پروفیسر مراد صاحب کے حصہ سائنس پر جس کا نام بادل کے پیچھے رکھا گیا ہے رائے لکھی جائے گی۔

فلسفی شاہ

مولانا عبد الماجد فلسفی شاہ کا چلہ پورا ہو چکا ہے وہ غالباً اسی ماہ کے اندر واپس تشریف لیجائیں گے۔ انکی سی عبادت اور ان کا سا ذوق خالص خدا ہم سب کو دے اور انکے طفیل مجھکو اور سب بھائیوں کو وقت خوشی آب دیدہ راحت دل نصیب ہو آمین (تشریف لے گئے)

سفر سرحد

ڈیرہ اسمٰعیل خاں، راولپنڈی وغیرہ سے خطوط آئے ہیں کہ سفر سرحد کے موقع پر یہاں بھی آؤں ان سب حضرات کا شکریہ۔ مگر ابھی وعدہ نہیں کر سکتا۔ جب روانگی کا وقت ہوگا خطوط و تار کے ذریعہ اطلاع دوں گا۔

عرس شریف کی اطلاعیں

کلکتہ سے خبر آئی ہے کہ وہاں خدام سلسلہ نظامیہ نے نہایت اہتمام سے حضرت محبوب الٰہیؒ کا عرس کیا۔ یہاں ہر سال اسی شان سے ہوا کرتا ہے۔

احمد آباد سے حاجی قریشی شاہ نظامی اطلاع دیتے ہیں کہ عرس شریف کے مراسم نیاز و لنگر و سماع نہایت عمدگی سے انجام پذیر ہوئیں۔ تمام پیر بھائی جمع تھے۔

حیدر آباد سے بالی شاہ نے خبر بھیجی ہے کہ ۱۷ ربیع الثانی کو بعد نماز عصر ختم قرآن مجید ہوا۔ بعد مغرب حلقہ ذکر و تناول طعام لنگر شریف۔ بعد عشا قرآن خوانی قاری محمد عبد الرحمن نظامی اس کے بعد نعت خوانی قاری صاحب موصوف اس کے بعد محمد فیاض الدین نظامی کی نعت خوانی۔ اس کے بعد مولانا غوثی شاہ کشفی اکبری کا وعظ۔ اس کے بعد مختلف چوکیوں کی قوالی۔

دوسری اطلاع حیدر آباد سے آئی ہے کہ مولانا حسینی شاہ صاحب نظامی کے یہاں بھی اس تاریخ کو بعد نماز عشاء نیاز و مجلس سماع منعقد ہوئی۔

تیسری اطلاع حیدر آباد سے اور آئی ہے کہ سالکہ خاتون نظامی کے یہاں بھی ۱۸ تاریخ کو نیاز اور سماع کی مجلس منعقد ہوئی۔ ان سب مجالس میں پیر بھائی اور پیر بہنیں جمع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے ذوق و شوق میں ترقی دے اور سالکہ خاتون کو صحت بدنی اور روحانی عطا ہو۔

ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء
جلد (۲)

جمادی الاولیٰ ۱۳۴۱ھ
نمبر (۱۰)

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

رسالہ

دین و دنیا

حمد

(از جناب امیر مینائی مرحوم)

اے صانعِ دہر و جنّ و انساں — دے خالقِ خلد و حور و غلماں
رحمٰن ہے تو رحیم ہے تو — منّان ہے تو کریم ہے تو
غفار ہے تو عظیم ہے تو — ستّار ہے تو حلیم ہے تو
واحد یکتا ہے ذات تیری — دانا بینا ہے ذات تیری
ذی جود ہے خوش جمال ہے تو — ذوالفضل ہے ذوالجلال ہے تو
ہر غم میں بڑا رفیق ہے تو — بندوں پہ بڑا شفیق ہے تو
قطرہ ہے دُرِ خوش آب تجھ سے — ہر ذرّہ ہے آفتاب تجھ سے
سلطاں جو یہاں ہے بحر و بر کا — ادنےٰ وہ گدا ہے تیرے در کا
ہر ایک کو آسرا ہے تجھ سے — ہر ایک کی التجا ہے تجھ سے
سُنتا ہوں کریم نام تیرا — سُنتا ہوں رحیم نام تیرا
مجرم نہیں قابلِ عدالت — رحمت رحمت، ہزار رحمت
عاصی ہیں گناہگار ہیں سب — رحمت کے اُمیدوار ہیں سب
طاعت نہیں مغفرت کے قابل — روزہ فاقہ۔ نماز باطل
کہتا نہیں دے بہشت میں گھر — کہتا نہیں دے شرابِ کوثر
ہاں نارِ عقاب سے بچالے — محشر میں عذاب سے بچالے
فردوس کہاں، کہاں میں خاشاک — وہ عالمِ پاک اور میں ناپاک
یارب تجھے واسطہ نبیؐ کا — یارب تجھے واسطہ علیؑ کا

درپیش ہے سخت روز کل کا
کرنا نہ مواخذہ عمل کا

نعت

(از جناب امیر مینائی مرحوم)

خلق کے سرور شافعِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم — مرسلِ داور خاص پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نورِ مجسم سرورِ عالم نیّرِ اعظم مونسِ آدم — نوحؑ کے ہمدم خضر کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم
فخرِ جہاں ہیں عرش مکاں ہیں شاہ شہاں ہیں ختم زماں ہیں — سب یہ عیاں ہوا آپکا جوہر صلی اللہ علیہ وسلم
بحرِ سخاوت کانِ مروت مایۂ رحمت شافعِ اُمت — مالکِ جنت قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم
قبلۂ عالم کعبۂ اعظم رتبہ مقدّم راز سے محرم — جانِ مجسم روحِ مصوّر صلی اللہ علیہ وسلم
دولتِ دُنیا خاک برابر ہاتھ سے خالی دل کے تونگر — مالکِ کشور تخت نہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم
رہبرِ موسیٰ ہادیِ عیسیٰ تارکِ دُنیا مالکِ عقبےٰ — ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم

پھرتے ملو رشیہ پیشہ نعت امیر اپنا ہے پیشہ
وردِ ہمیشہ دن بھر شب بھر صلی اللہ علیہ وسلم

موت ہے سرپر گھڑی یا رحمۃ للعالمینؐ — ہے مصیبت کی گھڑی یا رحمۃ للعالمینؐ
حشر کا دن ہے سوا نیزہ پر آیا آفتاب — دھوپ پڑتی ہے کڑی یا رحمۃ للعالمینؐ
سر اٹھائیں آپ سجدہ سے شفاعت کیلئے — خلق ہے کب سے کھڑی یا رحمۃ للعالمینؐ
آپ ہیں مشکلکشا اُمت کو کچھ پروا نہیں — لاکھ مشکل ہو، پڑی یا رحمۃ للعالمینؐ
خلق تڑپی جاتی ہے کھیتی ہوئی جاتی ہے خشک — ابرِ رحمت کی جھڑی یا رحمۃ للعالمینؐ
ہو جو تارِ اشک پر میرے عنایت کی نظر — موتیوں کی ہو لڑی یا رحمۃ للعالمینؐ
گو بڑا عاصی ہوں حضرت پر شفاعت تو کریں — شانِ رحمت ہے بڑی یا رحمۃ للعالمینؐ
حشر میں ہے اک ہجوم اور میں ہوں مشتاقِ جمال — یہ بڑی مشکل پڑی یا رحمۃ للعالمینؐ

آپ ہی کا ہے امیر آئیں مدد کو آپ ہی
آئے جو اُس پر کڑی یا رحمۃ للعالمینؐ

تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

غیب پر ایمان لانے کی قدر و قیمت اس سے معلوم ہو سکتی ہے کہ عالم نزع میں جب دوسری دنیا کے مناظر آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں تو ایمان قبول نہیں ہوتا کیونکہ آنکھوں سے دیکھ کر ایمان لانا مومن کی شان نہیں۔ اسی طرح جو لوگ طاعت و عبادت اور تزکیۂ نفس کے بعد کشف کی خواہش رکھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ اور ایمان بالغیب کی قدر کو فنا کرنا چاہتے ہیں۔ سرور عالم کی نگاہ میں ایمان بالغیب کو یہ اہمیت حاصل تھی کہ حضور نے ہم غلاموں کو محض اس وجہ سے کہ ہم حضور کے دیدار سے مستفیض ہوئے بغیر ایمان لائے ہیں اپنے صحابہ پر فضیلت دی ہے اور آفتاب رسالت نے ناچیز ذروں کو بھائی کا لقب عطا کیا ہے۔ الغرض پرہیزگاری کے اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی ہے کہ ایمان بالغیب ہو اور نہ صرف ان امور کا دل معترف ہو جن کے آثار و قرائن واضح ہیں بلکہ ان باتوں کی بھی تصدیق کرے جن کے فہم و ادراک سے انسان قاصر ہے۔ بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ غیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو تم سے غائب ہے اور ایک وہ جس سے تم غائب ہو۔ پس جو ہم سے غائب ہے وہ عالم ارواح ہے لیکن ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ ہم خود اس عالم ارواح میں شامل تھے۔ انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں سے ہم کو ہر وقت ہم نشینی کا شرف حاصل تھا۔ ملائکہ ہماری آنکھوں کے سامنے تھے۔ اور ندائے باری برتر کا خطاب "الست" ہم اپنے کانوں سے سنتے تھے لیکن جب ہماری روح قالب میں محبوس ہوئی اور اس جوہر مجرد کو زندان عناصر میں مقید کیا گیا تو روحانیت کے یہ مناظر اپنی لطافت و صفا کے باعث جسم ظاہری سے مخفی ہو گئے۔ اور پردۂ غیب میں جا چھپے۔ غیب کی دوسری صورت یعنی جس سے ہم غائب ہیں وہ غیب الغیب ہے جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ اسی لئے ذات باری تعالیٰ بھی پردۂ غیب میں ہے لیکن یہ غیب اسی وقت تک غیب ہے جب تک چشم بصیرت وا نہ ہو اور جب تک ضمیر ان زبردست آثار و قرائن کی طرف متوجہ نہ ہو جو ہر لمحہ ایک لازوال اور غیر فانی قابل پرستش اور بالا و برتر قوت کی طرف اشارہ کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کسی استاد کی تعلیم اور کسی مرشد کی ہدایت کے بغیر صرف ضمیر کی رہنمائی سے غفلت کے ہزار پردوں اور کفر و شرک کے لاکھ حجابوں کے باوجود اس کے جمال جہاں آرا سے اپنی آنکھوں کو منور کیا۔ اگر بندہ دل کی آنکھیں کھولے اور سچی مخلصانہ پرستاری کے لئے آمادہ ہو تو یہ غیب غیب نہیں بلکہ عین شہود ہے چنانچہ تشنہ کامان دید اور سرگشتگان وصال کیلئے عالم غیب سے ہر لحظہ یہ ندا بلند ہوتی ہے کہ "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" ہم رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ مگر آہ

دوست نزدیک تر از من بمن ست — ویں عجب تر کہ من از وے دورم

چہ کنم با کہ توان گفت کہ او — در کنار من و من مہجورم

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ

ترجمہ:- اور نماز قائم کرتے ہیں۔

تشریح الفاظ:- اقامۃ - مواظبت۔ کسی کام کو ہمیشہ اور بلا ناغہ کرنا۔ کسی کام کو جیسا کہ اس کا حق ہے انجام دینا۔ نماز کی اقامت یہ ہے کہ اسے ہمیشہ پڑھا جائے۔ اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس کے قیام و قعود۔ رکوع و سجود خضوع و خشوع اور جملہ آداب و ارکان میں کوئی نقص واقع نہ ہو۔ حضرت ابن عباسؓ اقامت کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجود پورا ہو۔ تلاوت اچھی طرح کی جائے۔ توجہ اور خضوع و خشوع قائم رہے۔ حضرت قتادہؓ کا ارشاد ہے کہ ان باتوں کے علاوہ اوقات و وضو کا بھی اہتمام کیا جائے۔ حضرت مقاتلؒ ان باتوں پر التحیات اور درود کا بھی اضافہ کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے تھے کہ جب کسی کو رکوع و سجود میں جلدی کرتے ہوئے دیکھو تو اس پر ترس کھاؤ۔ کیونکہ وہ عیالدار آدمی معلوم ہوتا ہے اور تنگئ معاش کی وجہ سے نماز کے لئے زیادہ وقت نہیں نکال سکتا۔ حضرت حاتم زاہدؒ سے حضرت عاصمؒ نے دریافت کیا کہ آپ نماز کیونکر پڑھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "جب نماز کا وقت قریب آتا ہے تو میں اٹھ بیٹھتا ہوں۔ اطمینان سے وضو کرتا ہوں۔ پھر نماز کی جگہ جاتا ہوں۔ پھر تمام اعضا اپنے قرینہ پر آجاتے ہیں اور آمادۂ طاعت ہو جاتے ہیں۔ میں کعبہ کو اپنی دونوں ابروؤں کے درمیان اور "مقام" کو اپنے سینے کے بالمقابل دیکھتا ہوں۔ اللہ کو اسرار دلی سے واقف اپنے اوپر۔ اپنے قدموں کو پل صراط پر۔ جنت کو داہنے ہاتھ پر اور دوزخ کو اپنے بائیں ہاتھ پر ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں اور یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ میری سب سے آخری نماز ہے۔ اس کے بعد میں دلجمعی کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں۔ معانی ذہن نشین کرکے قرآن پڑھتا ہوں۔ فروتنی کے ساتھ رکوع اور عجز و نیاز کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں"۔ اتنا سنکر حضرت عاصم نے کہا "کیا آپ اس طرح نماز پڑھتے ہیں" حضرت حاتم نے جواب دیا کہ ہاں میں تیس سال سے اسی طرح نماز پڑھتا ہوں۔ حضرت عاصم یہ سنکر رو پڑے اور کہا کہ میں نے ایک دفعہ بھی اس طرح نماز نہیں پڑھی۔ الغرض یہ ہیں اقامت کے معنی جس کا کلام الٰہی میں جا بجا نام آیا ہے۔ اور یہ صرف مسلمان کے دلی ارادے اور اندرونی نیت پر موقوف ہے۔ ورنہ

دانم چہ بود سر حق پرستی

انگشت وضو و نماز ایستی

(باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

مطلب:- یہ شعر ما سبق سے مربوط ہے۔ پہلے شعر میں مولانا نے انشاء اللہ نہ کہنے کی مذمت کی تھی اب اُس کی تشریح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ انشاء اللہ نہ کہنے کی میں نے جو مذمت کی ہے اُس سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ محض زبان سے انشاء اللہ کہدیا جائے اور دل میں اس امر کا خیال بھی نہ ہو کہ ہمارے ارادوں اور عزیمتوں کا مالک خدا ہے اور اُس کی مشیت و رضا کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ خواہ زبان سے انشاء اللہ نہ کہا جائے لیکن دل میں ضرور یہ خیال ہو کہ اگر خدا کو منظور ہے تو یہ ارادہ تکمیل کو پہنچے گا۔

ای بسا ناوردہ استثنا بگفت — جان او با جان استثناست جفت

ترجمہ:- ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کی زبان پر انشاء اللہ نہیں آیا لیکن اُن کی جان مشیت ایزدی کے ساتھ وابستہ ہے۔

مطلب:- یہ شعر بھی اشعار بالا کے ساتھ مسلسل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ زبان سے کہے یا نہ کہے لیکن دل میں اپنے تمام امور خدا کو سونپ دے چنانچہ ایسے بھی خدا کے پاک بندے موجود ہیں جو زبان سے انشاء اللہ نہیں کہتے لیکن اُن کے دل میں ہر وقت اپنی بے بسی کا احساس اور مشیت ایزدی کی ہر چیز میں جاری و ساری ہونے کا یقین موجود ہے۔ ممکن ہے کہ اس شعر میں ایک مشہور واقعۂ نبوت کی طرف اشارہ ہو یعنی ایک دفعہ سرور عالمؐ انشاء اللہ نہیں کہا تھا اور چند روز نزول وحی ملتوی رہنے کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ" (کسی چیز (یا کام) کے متعلق انشاء اللہ کہے بغیر یہ ہرگز نہ کہو کہ میں اسے کل کروں گا)۔

ہرچہ کردند از علاج و از دوا — گشت رنج افزون و حاجت نا روا

ترجمہ:- جو کچھ دوا علاج کیا (اُس سے) مرض بڑھتا گیا اور ضرورت پوری نہ ہوئی

مطلب:- چونکہ اطبا نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا اس سے خدا نے انھیں جتا دیا کہ تم کیسے ناچار و عاجز ہو چنانچہ اُنھوں نے کنیز کے اچھا کرنے میں جس قدر جد و جہد کی وہ سب بیکار ثابت ہوئی اور تندرست ہونے کے بجائے اُس کی حالت اور خراب ہو گئی۔

شربت و ادویہ و اسباب او — از طبیباں ریخت یکسر آب رو

ترجمہ:- شربت - دواؤں اور اسباب مرض نے طبیبوں کو بے آبرو کیا۔

لغات:- شربت - شربت - مقدار خوراک - ادویہ جمع دوا - اسباب جمع سبب -

آب رو - اگر باضافت پڑھئے تو چہرہ کی رونق بے اضافت پڑھئے تو آبرو - عزت -

مطلب:- اطبا نے جو دوائیں استعمال کیں اور مرض کے اسباب معلوم کرنے میں جو غلطی کی اُس کا انجام یہ ہوا کہ بادشاہ کی نگاہ میں اُن کی عزت باقی نہیں رہی۔

آں کنیزک از مرض چوں موی شد — چشم شاہ از اشک خوں چوں جوی شد

ترجمہ:- بیماری سے کنیز بال کی طرح (دُبلی) ہو گئی۔ بادشاہ کی آنکھیں خونی آنسوؤں سے نہریں بن گئیں۔

مطلب:- مرض بڑھنے سے کنیز روز بروز لاغر ہوتی گئی یہاں تک کہ بال کی طرح کمزور و ناتوان ہو گئی اور کنیز کی یہ حالت دیکھ کر رنج و غم سے بادشاہ کا یہ حال ہوا کہ اُسکی آنکھوں سے خون کا دریا رواں رہنے لگا۔

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود — روغن بادام خشکی می نمود

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت — آب آتش را مدد شد ہمچو نفت

ترجمہ:- تقدیر سے سکنجبین نے صفرا بڑھایا۔ روغن بادام نے خشکی کی۔ ہلیلہ سے قبض ہوا اور اجابت بند ہو گئی۔ پانی نے آگ کو مٹی کے تیل کی طرح اور بڑھایا۔

لغات:- سرکنگبیں:- سرکہ اور انگبیں - شہد - سکنجبین - ہلیلہ - ہڑ - اطلاق - آزادی - اسہال - دست لانا - نفت - مٹی کا تیل -

مطلب:- سب تدبیریں اُلٹی پڑیں - خدا کی قدرت کہ دوا نے اپنا فعل چھوڑ دیا اور اُلٹا اثر دکھانے لگی۔ سکنجبین قاطع صفرا ہے لیکن اُس نے صفرا پیدا کیا۔ روغن بادام - ترطیب اور تری پیدا کرتا ہے لیکن اُس نے خشکی پیدا کی۔ ہلیلہ - اسہال و تلئین کی دوا ہے - لیکن اُس نے قبض پیدا کیا - پانی کا کام ہے آگ کو بجھانا لیکن بجھانے کی جگہ وہ مٹی کے تیل کی طرح آگ کو اور بڑھانے لگا۔ ماحصل یہ ہے کہ دواؤں کو خواص و تاثیرات خدا نے بخشی ہیں اُس کی مشیت کے بغیر کوئی دوا اثر نہیں کر سکتی بلکہ اگر اُس کا حکم ہو تو ہر دوا اُلٹا اثر دکھاتی ہے۔

سستی دل شد فزون و خواب کم — چشم پر سوز و دل پر درد و غم

ترجمہ:- دل کی سستی بڑھی، نیند کم ہوئی - آنکھیں پر سوز اور دل درد و غم سے لبریز ہوا۔

شرح دیوانِ حافظؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت خواجہؒ نے "نانِ حلال" طنزاً کہا ہے کیونکہ شیخ کو اپنے اکل حلال پر بڑا ناز ہے اور وہ اکل حلال کا دعویٰ بھی کرتا ہے ورنہ نان حرام مراد ہے۔ شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں شیخ کی حرام خوری کا نہ قیامت میں ہم لوگوں کی مشکل بڑھ جائے یعنی کہیں رندوں کی بہ نسبت شیخ سے زیادہ باز پرس نہ ہو۔

اے باد اگر بگلشن احباب بگذری — زنہار عرضہ دہ بر جاناں پیام را

ترجمہ:۔ اے ہوا اگر تو دوستوں کے گلشن میں گذرے تو دیکھ دوست کو ہمارا پیام پہنچانا۔

گو نام ما زیاد بعمد اچہ می بری — خود آید آنکہ یاد نیاری ز نام ما

ترجمہ:۔ کہنا کہ ہمارا نام بالقصد کیوں بھلاتے ہو۔ وہ وقت خود ہی آجائے گا کہ تم ہمارا نام بھول جاؤ گے۔

لغات:۔ زنہار۔ ہرگز۔ خبردار۔ دیکھو! عرضہ دادن۔ پیش کرنا۔ بر۔ سامنے آگے۔ روبرو۔

مطلب:۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ عاشق ہوا کو قاصد فرض کرکے اپنے محبوب سے کہتا ہے کہ آپ مجھے اپنے دل سے کیوں مٹاتے ہیں اتنی زحمت کیوں کیجئے وہ وقت قریب آرہا ہے کہ میں مٹ جاؤنگا۔ میرا نام و نشان باقی نہیں رہیگا اور اس وقت خودبخود میں آپ کے دل سے محو ہو جاؤں گا۔

بخت ہمچو لالہ دلم در ہوائے سرو — اے مرغ بخت کے شوی آخر تو رامِ ما

ترجمہ:۔ میں محبوب کی آرزو میں دلگیر ہو رہا ہوں۔ اے تقدیر تو کب قابو میں آئے گی۔

لغات:۔ لالہ۔ ایک مشہور پھول جس میں ایک داغ ہوتا ہے اور اسی لئے اسے داغدار یا دلگیر کہتے ہیں۔ سرو۔ مشہور درخت مجازاً محبوب مرغ بخت۔ بخت۔ نصیب۔

مطلب:۔ شاعر تقدیر سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تو کب میرے موافق ہوگی یعنی کون سا دن ہوگا کہ میں دولت وصال سے مالامال ہوں۔ میرا تو یہ حال ہے کہ محبوب سرو قد کی آرزو میں میرا دل لالہ کی طرح پُر داغ ہو رہا ہے۔ لالہ۔ سرو اور مرغ متناسب الفاظ ہیں۔

دریائے اخضر فلک و کشتی ہلال — ہستند غرقِ نعمتِ حاجی قوام ما

ترجمہ:۔ دریائے سبز آسمان اور کشتی ہلال دونوں ہمارے حاجی قوام کی نعمت میں غرق ہیں۔

لغات:۔ دریائے اخضر فلک:۔ باعتبار سبز رنگ اور شفاف و محیط ہونے کے آسمان کو دریائے اخضر سے تشبیہ دی۔ کشتی ہلال۔ جب آسمان کو دریا سے تعبیر کیا تو ہلال کو کشتی سے مثال دی کیونکہ کشتی بھی اسی شکل کی ہوتی ہے۔

مطلب:۔ ایک روایت ہے کہ حافظؒ ایک دن حاجی قوام وزیر کے ہاں بیٹھے تھے۔ وزیر صاحب کے ہاتھ میں شراب کا پیالہ تھا اور اس میں آسمان و ہلال کا عکس پڑ رہا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر حافظ صاحب کے دماغ میں اس شعر کا تخیل پیدا ہوا۔ الفاظ سے شعر کا جو مطلب پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آسمان اور ہلال حاجی قوام کی مرہونِ منت اور غریقِ نعمت ہیں گویا مبالغہ آمیز الفاظ میں ممدوح کی تعریف کی گئی ہے۔

حافظ ز دیدہ دانۂ اشکی ہمی فشاں — باشد کہ مرغ وصل کند قصدِ دام ما

ترجمہ:۔ اے حافظ آنکھ سے آنسوؤں کے دانے گرا۔ شاید مرغ وصل ہمارے دام میں آجائے۔

لغات:۔ قصد۔ درمیانی حالت۔ شکار۔ ارادہ۔

مطلب:۔ وصل ایک طائر ہے اور آنسوؤں کو دانوں سے تعبیر کرکے فرماتے ہیں کہ آنسوؤں کے دانے گراؤ شاید ان دانوں کو دیکھ کر مرغ وصل دام میں آجائے۔ مدعا یہ ہے کہ عاشق بیتاب کو چاہیئے کہ آہ و زاری اور اشکباری سے محبوب کا دل تسخیر کرے۔ آنسو دلی بیتابی کے سب سے بڑے ترجمان ہیں۔ پس جب محبوب کو اس خونباری کی خبر ہوگی اور وہ دل کی بے چینی سے آگاہ ہوگا جس کے بغیر آنسو جاری نہیں ہوتے تو ممکن ہے کہ اُس کو ترس آئے اور وہ اپنے دلدادہ مایوس کو جمالِ روح افزا کے نظارہ سے تسلی اور وصل کی دولت سے مالامال کردے۔ دانہ۔ مرغ۔ دام اور قصد باہم نہایت متناسب الفاظ ہیں۔

غزل

صلاح کار کجا و من خراب کجا — ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ترجمہ:۔ کہاں نیکوکاری اور کہاں میں مدہوش و بدمست؟ دیکھو تو تفاوت راہ کہاں سے کہاں تک ہے۔

شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

مطلب:- اطبائے یونانی کے نزدیک انسان کا مزاج چار عنصروں یعنی آب - خاک باد - آتش یا خون - بلغم - سودا - صفرا سے مرکب ہے۔ حضرت سعدیؒ انہی چار عناصر کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں کہ ان چاروں میں سے اگر ایک بھی غالب ہو جائے تو زندگی ختم ہو جاتی ہے اور جان اس کالبد خاکی سے پرواز کر جاتی ہے۔

لاجرم مرد عارفِ کامل　　ننہد بر حیاتِ دنیا دل

ترجمہ:- ناچار عارف و کامل انسان دنیا کی زندگی سے دل نہیں لگاتا۔

لغات:- لاجرم - بالضرور - لاعلاج - ناچار - عارف - خدا شناس - کامل - صاحب کمال -

مطلب:- دنیا اور انسانی ہستی کی ناپائداری دکھانے کے بعد فرماتے ہیں کہ جو لوگ حقیقت شناس اور صاحب کمال ہیں وہ دنیا اور اُس کی زندگی سے متنفر رہتے ہیں اور اُس کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے۔

نیک و بد چوں ہمی بباید مرد　　خنک آنکس کہ گوئے نیکی برد

ترجمہ:- جب نیک و بد (ہر حال میں) مرنا ہے تو وہ شخص بہت اچھا ہے جو نیکی میں سبقت لے گیا۔

لغات:- خنک - ٹھنڈا - اچھا - خوشگوار -

مطلب:- دنیا اور زندگی کی ناپائداری ذہن نشین کرکے اور یہ بتا کر کہ دنیا میں ٹھہرنے کا وقفہ بہت کم ہے حضرت شیخؒ نیکو کاری کی تعلیم دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب ہر حال میں دنیا سے جانا ہی ٹھہرا تو پھر کیسی اچھی بات ہو کہ انسان نیکی کی کوشش کرے اور اس معاملہ میں سبقت لے جائے۔

برگ عیشی بگور خویش فرست　　کس نیارد ز پس ز پیش فرست

ترجمہ:- سامان زندگی اپنی قبر میں بھیجا۔ کوئی بعد میں نہیں بھیج سکتا اس لئے اُسنے پہلے ہی سے بھیج دیا۔

لغات:- برگ - سامان عیش - زندگی -

مطلب:- یہ بیت ابیات ماسبق سے مربوط ہے یعنی وہ شخص اچھا ہے جس نے اپنی زندگی میں آخرت کا سامان کر لیا۔ معبود اور عباد کے حقوق ادا کئے۔ اور اس طرح دوسری دنیا کا توشہ بہم پہنچایا۔ اور اُس نے اپنے پس ماندوں پر اعتماد نہیں کیا کہ وہ اُس کے بعد فلاح و بہبود اور ایصال ثواب کا انتظام کرینگے بلکہ خود ہی سب کچھ کیا اور مرنے سے پہلے عاقبت کی فکر کر لی۔

عمر برف ست و آفتاب تموز　　اندکے ماند و خواجہ غرہ ہنوز

ترجمہ:- عمر "جیسا کہ دھوپ اور برف" کی مثال ہے حضرت اس تھوڑی زندگی ہی پر اترا رہے ہیں۔

لغات:- تموز - رومیوں کا دسواں مہینہ جس میں سخت گرمی ہوتی ہے - خواجہ - صاحب - حضرت سلامت - انسان - غرہ - مغرور - فریب خوردہ - دھوکا کھایا ہوا -

مطلب:- عمر کی حالت اُس برف کی طرح ہے جو سخت گرمی کے موسم میں دھوپ میں رکھی ہو اور پگھل رہی ہو یعنی عمر نہایت سریع الزوال اور جلد ختم ہو جانے والی ہے لیکن انسان کی یہ حالت ہے کہ اس تھوڑی سی عمر پر اترا رہا ہے اور ایسے کام کر رہا ہے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سخت دھوکے میں مبتلا ہے۔

اے تہیدست رفتہ در بازار　　ترسمت پر نیاوری دستار

ترجمہ:- اے وہ شخص کہ بازار میں خالی ہاتھ گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ رومال بھر کر نہ لا سکیگا

لغات:- دستار - جامۂ نادوختہ - بغیر سلا کپڑا - رومال -

مطلب:- شعر کا لفظی مطلب تو ظاہر ہے یعنی جو شخص بازار کو خالی ہاتھ جائے گا وہ تہیدستی کی وجہ سے کچھ خرید و فروخت نہ کر سکے گا اور اس لئے رومال بھر کر نہ لا سکے گا۔ لیکن یہاں بازار سے روز قیامت یا عالم آخرت مراد ہے اور یہ بیت بیت ماسبق سے وابستہ ہے۔ یعنی جو شخص اپنی زندگی میں اعمال صالحہ کی دولت عالم عقبیٰ کے لئے حاصل نہیں کرے گا وہ جاودانی مسرتوں سے محروم رہے گا اور اُس کا دامن کلہائے مقصود سے لبریز نہ ہوگا۔

ہر کہ مزروع خود بخورد بخوید　　وقت خرمنش خوشہ باید چید

ترجمہ:- جو شخص اپنے بوئے ہوئے کو کچا کھا لے اُسے خرمن کے وقت بھیک مانگنی چاہیئے

لغات:- مزروع - بویا ہوا - کھیتی - خوید - جو یا گیہوں کا کچا پودہ - خوشہ چیدن - بھیک مانگنا

مطلب:- یہ بیت بھی مسلسل ہے - یعنی جو لوگ دنیا کی فانی لذتوں میں جو میوۂ خام کی حیثیت رکھتی ہیں مشغول و منہمک ہو گئے ہیں اور انہوں نے صبر و قناعت سے کام لیکر دوسرے عالم کی فلاح و بہبود یا اپنی کھیتی کے پختہ ہونے کا انتظار نہیں کیا اُن کا انجام یہ ہوا ہے کہ جب دوسرے اپنی کھیتی کا خرمن کرینگے یعنی اپنے اعمال صالحہ کا ثواب پائینگے - تو اُنکے یہ ناعاقبت اندیش اُن کا مُنہ دیکھیں گے اور کف افسوس ملیں گے۔

باقی آئندہ

محمد صلعم

(از جناب سید محمد انوار صاحب ہیڈ ماسٹر بھکر)

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا　　کہ میری نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

واہ! کیا پیارا نام ہے ۔ جانتے ہو۔ جسکا یہ نام ہے، وہ کون ہے، کیا ہے وہ باعثِ تکوین کون و مکان ہے ۔ وہ اس عالم ایجاد میں نشانِ بے نشان ہے وہ عبد ہے لیکن عبدیت میں ویسے ہی بے مثل ہے ۔ جیسے اُلوہیت میں خدائے پاک بیمثال ہے ۔ وہ رسول ہے ۔ وہ نبی ہے لیکن شانِ نبوت دیکھئے کہ کُل انبیا کو اُسکی اُمت میں پیدا ہونے کی آرزو رہی ۔ اور کیوں نہو ۔ جو مخصوص خوبیاں کل نبیوں میں انفرادی طور پر پائی جاتی تھیں وہ اُس کی ذات والا صفات میں مجموعی طور پر بدرجۂ اتم موجود تھیں ؎

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ ید بیضا داری　　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہ آیا ۔ اور اس شان سے آیا کہ لولاک، کا نورانی تاج سر پر تھا ۔ اور اس میں "او ادنیٰ" کا دلاویز طرّہ آویزاں تھا ۔ ایک ہاتھ میں نسخۂ شفا تھا ۔ او دوسرے میں نفسد کھولنے کا نورانی نشتر تھا ۔ وہ آیا، اور اُس وقت آیا جبکہ آفتاب توحید کفر اور شرک کے ظلماتی بادلوں میں پنہاں ہوچکا تھا ۔ دُنیا میں کواکب پرستی، آتش پرستی، عناصر پرستی، کا دور دورہ تھا ۔ "ثنویت" "تثلیث" اور "کثرت" کی گھٹائیں دلوں کی فضا پر چھا رہی تھیں ۔ مختلف مذاہب موجود تھے لیکن سب کے سب مسخ شدہ صورت میں پائے جاتے تھے ۔ کتب مقدسہ موجود تھیں، لیکن محرّف ہوچکی تھیں ۔ ہادیانِ مذاہب مختلفہ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ذہن میں کا ہاتھی بنا رکھا تھا ۔ اہلِ عالم صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے چاہِ ضلالت میں بے محابا گر رہے تھے ۔ اکثر تو اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی کے منکر تھے ۔ اور جو ماننے والے بھی تھے ان کا ماننا نہ ماننے کی برابر تھا ۔ غرضیکہ ہر طرف "لا الٰہ" کا ڈنکا بج رہا تھا ۔ اور "الا اللہ" کی صدا سے دل اور زبان اور کان نا آشنا ہو چکے تھے ؎

جب مٹے نقشِ فطرت بعد نقشِ لا اِلٰہ　　روحِ احمد سے اُٹھی آواز "الا اللہ" کی

وہ سُریلی اور رسیلی آواز اُٹھی ۔ اور کُل جہان نغمۂ توحید سے معمور ہوگیا ۔ آفتاب توحید چمکا ۔ اور سارا جہان بقعۂ نور بن گیا ۔ عہدِ "الست" جسے بنی آدم فراموش کرچکا تھا ۔ پھر سے تازہ ہوگیا ۔ مخلوق اپنے خالق سے مل گئی ۔ ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑ دیا گیا ۔ شریعت اور طریقت پر لوگ گامزن ہوئے حقیقت اور معرفت کے ابواب کھُل گئے ۔ بُت سرنگوں ہو گئے ۔ آتشکدے سرد ہوگئے "ثنویت" "تثلیث" اور "کثرت" کی خس و خاشاک کو دریائے وحدت بہا کر لے گیا ۔ اے محمدؐ! میری جان تجھ پر فدا ہو ۔ تو واقعی "رحمۃ للعالمین" ہے بنی آدم تیرے احسانِ عظیم کے بارِ گراں سے سبکدوش نہیں ہوسکتے تیرے نام لیوا یورپ میں گئے ۔ وہاں رومن کیتھولک مذہب کا دور دورہ تھا ۔ گرجاؤں میں حضرت مسیحؑ ۔ حضرت مریمؑ اور دیگر بزرگانِ دین کے بُت نصب تھے اُنکی پرستش ہوتی تھی ۔ اُلوہیت مسیح پر ان لوگوں کا ایمان تھا ۔ عیسائیت کی اسلام سے مُٹ بھیڑ ہوئی ۔ تیری تعلیم حقہ سے اثر اندوز ہوکر لوتھر نے فرقۂ پروٹسٹنٹ قائم کیا ۔ گرجوں کو بتوں کی آلائش سے پاک و صاف کیا ۔ اُس زمانے کے متعصب پادری لوتھر کو مرتد کہتے تھے ۔ اور در پردہ مسلمان ہونے کا الزام دیتے تھے ۔ اور علانیہ کہتے تھے ۔ کہ یہ شخص لوگوں کا ایمان بگاڑ کر اُن کو مسلمان بنا رہا ہے ۔ لوتھر اگرچہ بُت پرستی سے بیزار تھا ۔ لیکن ساتھ ہی اُلوہیت مسیحؑ کا قائل تھا ۔ مگر چونکہ اس شخص نے عیسائیت اور علم کے تضاد کو مٹا دیا تھا ۔ اور لوگوں میں تحقیق اور تفتیش کا مادہ پیدا کر دیا تھا ۔ اس لئے طبیعتوں نے پھر پلٹا کھایا ۔ اور "یونی ٹیرین" (موحدین) فرقہ کی داغ بیل پڑی ۔ جو اُلوہیت مسیح کا منکر ہے ۔ عیسائیت پر یہ تیرا احسان گرانبار ہے ۔ ایران سے آتش پرستی، اور ثنویت حرف غلط کی طرح مٹ گئیں ۔ پھر ہندوستان کی باری آئی اس ملک میں قدیم زمانہ سے نہایت مکروہ قسم کی بُت پرستی رائج تھی ۔ اسلام آیا ۔ اور اپنا کام کر گیا ۔ مسلمان اولیاء اور فقراء کے پاک نمونوں سے متاثر ہوکر اس ملک نے بھی وہی منظر پیش کیا ۔ جو یورپ پہلے دکھا چکا تھا ۔ گورو نانک ۔ کبیر ۔ راجہ رام موہن رائے توحید کا علم لے کر اُٹھے ۔ اور بُت پرستی کے خلاف صف آرا ہو گئے ۔ بعد میں سوامی دیانند نے بھی اپنی قوم کو اس مرض مزمنہ سے نجات دلانے کی کوشش کی ۔ یہ سب اسلام ہی کی تاثیر تھی ۔ کوئی مانے یا نہ مانے ۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ "تثلیث" اور "کثرت" کے دلدادگان توحید فی التثلیث اور توحید فی الکثرت کے قائل تو ہوگئے ۔ آفریں ہے اِن لوگوں کی ہمت پر ۔ کہ انھوں نے اپنی کتب مقدسہ سے جو ہزارہا سال سے بُت پرستی کی تعلیم دیتی آئی ہیں ۔ مسئلۂ توحید صراحتًہ نہ سہی تاویلًا نکال ہی لیا ۔ یقین ہے ایک نہ ایک دن توحید بے غش پر ایمان لے آئینگے ۔ آجکل شراب کے خلاف ایک عالمگیر جہاد جاری ہے ۔ یہ بھی قرانی تعلیم ہے ۔ الغرض سلامی لقب ۔ اے شاہِ عرب! ساری دنیا بے اختیار تیری تعلیم کی طرف کشاں کشاں آ رہی ہے ۔ اور وہ زمانہ دور نہیں ۔ جب کل بنی نوع انسان تیرے حلقہ بگوش ہو جائینگے ۔ کیونکہ تیرا دین عین فطرت ہے ۔

اے محمدؐ! تو بندۂ کامل ہے ۔ تو علم کا دریائے رواں ہے! تو معرفت کا بحرِ ذخار ہے ۔ تو ہی ہے جسنے شاہدِ حقیقت کو بے نقاب کردیا اے رسولِ اکرم! تیری بعثت سے پہلے خدا کی ذات "کنزًا مخفیا" تھی ۔ تو نے اس خزانے کے دروازے کھول دئے اور دولت کو اہل دنیا میں لٹا دیا ۔ پس بیشمار سلام اور درود ہوں اے محمدؐ تجھ پر اور تیری آل پر اور تیرے اصحاب باصفا پر ۔ اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم ۔

نماز

(از جناب شیخ محمد خاقان صاحب نظامی پوسد)

حضرتِ خلاقِ عالم سے ملاتی ہے نماز — اور دیدارِ شہِ والا دکھاتی ہے نماز
چہرۂ انساں کو نورانی بناتی ہے نماز — داغِ عصیاں قلبِ عاصی کے مٹاتی ہے نماز
نزع کی تکلیف سے فوراً بچاتی ہے نماز — وقتِ آخر ساغرِ کوثر پلاتی ہے نماز
بعد مرنے کے عجب جلوہ دکھاتی ہے نماز — نور بنکر قبر میں فی الفور آتی ہے نماز
آکے جبدم قبر میں جلوہ دکھاتی ہے نماز — مرقدِ تاریک کو روشن بناتی ہے نماز
واقعی نارِ جہنم سے بچاتی ہے نماز — فی الحقیقت مژدۂ جنت سناتی ہے نماز
جلد تر اعجاز یہ اپنا دکھاتی ہے نماز — سیدِ لولاک کا عاشق بناتی ہے نماز
جو ادا کرتے ہیں ارکاں اسکے اطمینان سے — عرش تک اب نور بنکر اُنکی جاتی ہے نماز
ٹال دیتے ہیں سمجھ کر جو بشر بیکار اُسے — بیشک اُن کے منہ پہ اُلٹی ماری جاتی ہے نماز
جو حضورِ قلب سے پڑھتے ہیں اسکو رات دن — اُن کو ہر دم جلوۂ خالق دکھاتی ہے نماز
کرتے ہیں اسکی حفاظت جو ہمیشہ عمر بھر — قابلِ جنت اُنھیں بیشک بناتی ہے نماز
آنکھ کی ٹھنڈک اسے فرماتے ہیں خیر البشر — لوحِ دل سے نقشِ رنج و غم مٹاتی ہے نماز
بیخبر سو جاتے ہیں جس وقت میٹھی نیند ہم — خوابِ غفلت سے ہمیں فوراً جگاتی ہے نماز
ہے سراپا گنہ گو اے زہے صلِ علیٰ — قابلِ دیدارِ شاہِ دیں بناتی ہے نماز

ہمارا لباس

(از جناب مولانا عاشق حسین صاحب سیماب اکبرآبادی)

اوضاع و اطوارِ قومی پر ایک بسیط نگاہِ تنقید ڈالیے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ مسلمان من حیث القوم معیارِ قومیت سے یا تو بالاتر ہو گئے ہیں یا اُنکی انحطاطی حالت اپنے منتہیٰ کو پہنچ چکی ہے۔

ہر قوم اپنے لباس اور حال سے پہچانی جاتی ہے۔ ایک شخص جب ننگے سر، دھوتی باندھے ہوئے، کوٹ پہنے ہوئے نظر آئیگا تو دیکھنے والا اُسے بنگالی سمجھنے میں زیادہ غلطی نہ کریگا۔ اسی طرح ہیٹ، سوٹ، اور بوٹ پہننے والے عیسائی سمجھے جائینگے۔ وقس علیٰ ہذا۔ تفسیرِ حال یہ ہے کہ جو لوگ بتوں کی پرستش ظاہر پسند کرتے ہیں وہ بت پرست سمجھے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ ماسوا اللہ کو قادر اور قدوس مانتے ہیں ملحد کہے جاتے ہیں۔ ہر قوم کا لباس اور حالت جداگانہ ہے۔ اور یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے نہیں ملتیں۔

ترکی ٹوپی بیشک ایک امتیازی نشانِ اسلام سمجھی جاتی ہے مگر بعض بلاد میں جہاں حکومتِ اسلام کا اثر بیش از بیش ہے دوسری قومیں بھی حکومت کی نظر نوازی کیلئے یہ ٹوپیاں پہنتی ہیں۔

پھر فی زمانہ مسلمانوں کا مخصوص لباس کیا ہے؟ کچھ نہیں۔ وہ اپنا شرعی لباس ترک کر دینے کے بعد غیر قومی وضع کے دلدادہ ہیں۔ اور اُسے وضع نہیں کہتے جو شعائر اسلام کی پابندی کے ساتھ لباس پہنتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات اُسکا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ اور سادہ لباسی کو اُسکی فلاکت و نکبت پر محمول کرنے لگتے ہیں۔

ہم یہ ماننے کے لئے طیار ہیں کہ لباس کی کوئی وضع جزوِ اسلام نہیں ہے۔ ہر شخص جیسا لباس اپنے لئے موزوں اور آرام دہ سمجھے پہن سکتا ہے۔ مگر موجودہ زمانہ میں جبکہ قومیت کے اختلاط نے ہر جگہ ایک مرکزی صورت اختیار کر لی ہے، امتیاز کی بیحد ضرورت ہے۔ اور یہی ہمارے مضمون کا نصب العین ہے۔

آخر ہم اپنے لباس کی وہی تراش و خراش اور وضع کیوں نہ رکھیں جو ہمارے اسلاف اور ائمہ نے اختیار کی تھی اور جسے اصولِ شریعت سے بہت زیادہ مناسبت بھی تھی۔ نیچے نیچے پیرہن، اُس پر عبا، شرعی ٹخنوں سے اونچا پاجامہ۔ سر پر عمامہ بس یہ طرزِ لباس تھی۔ اور اسی طرز کو ائمۂ اسلام نے اختیار کیا تھا۔ خود جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی کچھ ایسا ہی لباس پہنتے تھے اور گو آپکے پاس دو ٹوپیاں بھی تھیں تاہم آپ ہمیشہ عمامہ کو اُنپر ترجیح دیتے تھے۔

یہ وہ طرزِ لباس ہے جسکی تقلید دوسری قومیں کر نہیں سکتیں؛ اسلئے کہ اس لباس میں خاص شانِ قومیت نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایک غیر مذہب شخص بھی اس لباس میں سامنے آجائے تو اُسپر مسلمان ہونے کا دھوکا ہو سکتا ہے۔ ہم نے اپنے طرزِ لباس کو دوسروں کے لئے قابلِ تقلید بنانے کی کوشش تو نہ کی بلکہ ہم دوسروں کی تقلید کرنے لگے۔ تو کیا یہ توہین و تکفیرِ اسلام نہیں ہے۔

"جیسا لباس چاہو پہنو مگر شریعت کے پابند رہو" یہ ایک غلط حکم ہے اسلئے کہ ہر طرزِ لباس میں شریعت کی پابندی کبھی ملحوظ نہیں رکھی جا سکتی۔ اسلام کی وسعت نے ممکن ہے کہ کبھی اس کلیہ کو جائز تسلیم کرا دیا ہو۔ مگر فی زمانہ، رنگِ زمانہ دیکھتے ہوئے اس کلیہ میں بھی استثنا کی ضرورت ہے۔

ہم مجبور ہیں کہ دربارداری کے لئے درباری لباس زیبِ تن کریں اور جس سے ملنے جائیں اُسی کا دل پسند لباس پہنیں۔ لیکن کیا ہماری غیرت اسکے لئے ہمیں مجبور نہیں کر دیتی کہ جب ہم احکم الحاکمین کے دربار (مسجد) میں جائیں اور وہاں جانے سے ہمارا مقصد تعمیلِ احکامِ اسلام ہو تو ہمارا لباس بھی بالکل احکامِ اسلام کے موافق ہو۔

ہمیں اپنی حالت بھی بدلنی چاہئے۔ ہماری موجودہ حالتیں فروع پسندی اور مادہ نوازی میں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور اصولِ اسلام سے ہم کوسوں دور چلے گئے ہیں فروعات میں ہمارا اس قدر انہماک ہو گیا ہے کہ ہم اصل اصول سے آشنا بھی نہیں رہے۔ جب ہم مساجد میں ادائے فرائض کے لئے جاتے ہیں اور وہاں کسی امام کے پیچھے اقتدا کرتے ہیں تو ہمارا خیال اس طرف لگا رہتا ہے کہ امام "آمین" باآوازِ بلند کہتا ہے یا نہیں۔ ہم حقیقی لذتِ نماز سے صرف اسلئے بے بہرہ ہیں کہ ہمارے خیالات نماز میں یکسو نہیں رہتے اور فروعی تصورات میں جا پڑتے ہیں

اسی طرح ہماری دوسری حالتیں ہیں جن میں بدعت، بدرسمی اور شرک کی کھلی ہوئی نشانیاں موجود ہیں۔

اگر ہم اپنے موجودہ طرز عمل کو چشم حقیقت اور نگاہ غور سے دیکھیں تو ہمیں نظر آسکتا ہے کہ ہم سے اور غیر قومی عنصر سے کس قدر قرب و وصل ہوتا جاتا ہے۔ اور اسکی وجہ محض ہم خیالی و ہم حالی ہے۔ یا اُن کے شعار کی تقلید۔ جب ہم مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں اپنے شعار میں اسلامی شانیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور کورانہ تقلید کی ضرورت نہیں۔

جو لوگ اپنے طرز عمل، طرز لباس، طرز تمدن، اور طرز معاشرت وغیرہ میں غیر قومی تقلید کو دخل دئے ہوئے ہیں، وہ حقیقت میں تحقیر اسلام کر رہے ہیں۔ جو تکفیر اسلام کی حد تک پہنچتی ہے۔ اُنھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک وہ اپنے اوضاع و طرائق میں خالص اسلامی رنگ نہ بھرینگے۔ نگارخانۂ عالم میں انکی تصویر کبھی رنگ قبولیت حاصل نہ کرے گی اور وہ غیر قوموں کے سامنے قیامت تک سرخرو اور کامیاب نہ ہو سکینگے۔

پرہیزگاری

(از جناب سید محب الحق صاحب عظیم آبادی)

شریعت مروجہ کی اصطلاح میں
گناہ کبائر و صغائر سے بچاؤ

اجتناب کا نام پرہیزگاری ہے۔ اور صوفیوں کی اصطلاح میں حلال مباح سے بھی احتراز کا نام پرہیزگاری ہے۔ میرے نزدیک چونکہ شریعت عین طریقت وحقیقت ہے اسلئے ممنوعات خداوندی سے جسطرح وہ ممنوع ہوں اسی طرح احتراز کرنا اور ماسوی اللہ سے رشتۂ نیات و اعمال جوڑنے سے اجتناب کرنا اسلامی اتقا ہے۔

مشکوک، مشتبہ، مکروہ یہ کوئی چیز نہیں۔ ممنوعات خداوندی اصل ہیں۔ چاہے ممنوع بلفظ حرام ہو یا بلفظ احتراز و اجتناب ہو۔ صریح ہو یا باشارۃ النص ہو، اسی طرح ممنوعات خداوندی کے سوا باقی سب حلال ہیں۔ مباح سے احتراز جائز نہیں۔ جیسے حلال کو حرام کرنا جائز نہیں۔ جو حلال و حرام کرنے کا خود مختار ہے، اُسنے حرام و حلال قرآن مجید میں واضح کردیا ہے۔ بندہ کو بندگی لازم ہے کہ وہ حکم کا بندہ ہو۔ نہ یہ کہ دس اصطلاح مکروہ، مشتبہ، غیرہ کی گھڑ کر حلال کو حرام کردے۔

اتقا صرف کھانے ہی پینے میں نہیں ہے جیسا کہ بالعموم سمجھا گیا ہے۔ یہ قرآن کی تفہیم کو تخصیص کرتا ہے جسکا کوئی مجاز نہیں۔ بلکہ باطنی اتقا مقدم تر ہے یعنی ماسوا کو پکارنا۔ ماسوا سے استمداد کرنا۔ ماسوا میں سے کسی کو صفات خداوندی کا شریک کرنا۔ یا صفات خداوندی کے برابر سمجھنا۔ یا خدا کے سوا کسی کو قادر و قیوم وحی لایموت۔ عالم الغیب رزق دینے والا۔ عطا و بخشش کرنے والا، یا مراد و کا برلانے والا ماننا شرک اور بشدت داخل ممنوعات اور خلاف اتقا ہے۔

اتقا ظاہر حرام و محرمات سے پرہیز ہے اور اتقا باطن ماسوی اللہ سے پرہیز۔ اتقا کے یہ معنی نہیں کہ ظاہر میں اتقا ہو اور باطن آلودۂ ممنوعات یہ معنی بھی نہیں کہ سارے حقوق تج دو اور حق داروں سے احتراز کرو۔ اور بیل آبادی سے نکلکر اظہار اتقا سے اپنی پرستش کراؤ۔ بلکہ ماسوی اللہ سے پرہیز کے معنی یہ ہیں کہ نیات و اعمال کا مشارٌ الیہ ماسوی اللہ نہ رہے۔ ظاہر و باطن اللہ کے لئے ہوں۔ اور دونوں کام لوجہ اللہ ہوجائیں۔ یہانتک کہ اس آیت کی تجلی آشکارا ہوجائے جو حقیقی اتقا ہے۔ ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ میری نماز اور عبادتیں اور حیات و موت تک خدا کیلئے ہے (انعام ۱۶۲) یہ اتقا نہیں کہ کچھ نہ کرو۔ نہ کرنا خدا نہیں چاہتا۔ سب کچھ کرو اور ضرور کرو۔ مگر اُسکے ہوکر۔ خدا تو اعمال چاہتا ہے۔ ع

کارکن کار۔ کار دارد کار!

خدا نے فرمایا لکن البر من اتقیٰ۔ لیکن نیکی یہ ہے جس نے پرہیزگاری کی (البقرہ ۲۲) یعنی قطع ماسویٰ کیا کہ اس سے بڑھکر اور کون نیکی۔ وان تؤمنوا و تتقوا فلکم اجر عظیم۔ اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمھارے لئے اجر عظیم ہے (آل عمران ۱۸) ایمان کے ساتھ اتقا کو فرمایا یعنی ایمان اس درجہ پر کہ ماسوا منقطع ہوجائے۔ یہ معمولی بات نہیں وان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور۔ اگر صبر کرتے رہو اور پرہیزگار بنے رہو تو بے شک یہ کام بڑی ہمت کے ہیں (آل عمران ۱۹) یہ اتقا حلال کو نہ کھانے سے اپنے کو متقی جتانے سے پائے کسب توڑ کر متوکل بننے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ جیسا کہ خدا نے فرمایا عبادت سے حاصل ہوتا ہے۔ یاایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ لوگو! خدا کی جس نے تم کو اور تمھارے اگلوں کو پیدا کیا عبادت کرتے رہو تاکہ تم متقی بنو (البقرہ ۳۲) عبادت میں جسمانی و روحانی سارے عبادات داخل ہیں۔ مگر عبادت تو وہی ہے جو خالص لوجہ ہو۔ ورنہ قومی اور رسمی عبادت تو حقیقت میں عبادت ہی نہیں۔

خالص عبادت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ مثال دیکر میں ایک عبادت کو بیان کرکے واضح کردوں۔ مثلاً صوم کو لو۔ خدا نے فرمایا یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات۔ مومنو! جیسا اگلوں پر روزہ فرض تھا تم پر بھی روزہ فرض کیا گیا تاکہ تم ایک مہینہ رمضان میں متقی بنے رہو (البقرہ ۱۸۳) روزہ صرف فاقہ مرنا نہیں بلکہ سارے قویٰ اور سارے حواس کو اتقا و پرہیزگاری میں لگانا ہے غرض سال میں ایک مہینہ اتقا کی تعلیم و تربیت ہے اگر بروحانیت روزے رکھا کروگے تو متقی ہوجاؤگے اور ماسوا تم سے منقطع ہوجائینگے۔ روزہ بھی عجیب چیز ہے۔ نفس کی مسیت کا تو تریاق ہے اور ظلم و ہوا و ہوس کا قاطع۔ مادۂ عدل پیدا

کرنے والا ہے۔ اور مادہ عفو یہ دونوں صفات جو صوم سے پیدا ہوتے ہیں اُن صفت اتقا حاصل ہوتی ہے۔ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (مائدہ ۲ع) ان تعفوا اقرب للتقویٰ (بقرہ ع۳۱) عدل و انصاف کرو معاف و رحم کرو کہ یہ دونوں صفتیں تقویٰ سے قریب تر ہیں۔ یہ تمام کچھ ہدایات تو باطنی تقویٰ یعنی قطع ماسوا کے ہیں جو تم پر پرہیزگاری ہے۔ مگر خدا نے ظاہری تقویٰ کو بھی فرو گذاشت نہیں کیا ولباس التقویٰ ذٰلک خیر۔ تقویٰ کا لباس بہت بہتر ہے (اعراف ع۳) یعنی جس طرح ذروا ظاہر الاسم و باطنہ ہے ظاہر و باطن دونوں گناہوں سے احتراز کرو۔ اسی طرح ظاہر و باطن دونوں تقوے سے آراستہ ہونا لازم ہے کذٰلک یبین اللہ اٰیاتہ للناس لعلہم یتقون اسی طرح لوگوں کے لئے خدا اپنی آیتوں کو بیان فرماتا ہے کہ لوگ پرہیزگار بنیں دل ماسوا سے توڑیں اور محبوب حقیقی سے جوڑیں۔ افسوس ہے اگر لوگ ایسا نہ کریں۔

حسن ظاہری کی میعاد

(از جناب مرزا سلطان احمد صاحب بالقابہ)

پھول جن کی مہک اور خوشبو دل و دماغ کو معطر کئے بغیر نہیں رہتی، چند خوبصورت پتوں اور پنکھڑیوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ اس مہک اور خوشبو کے ساتھ خار بھی ہوتے ہیں باغ میں جاکر جب ہم پھول اور انکی دلاویزی دیکھتے ہیں تو ہمارے دل و دماغ میں ایک قسم کی مسرت اور خوشی متموج ہوتی ہے۔ باغبان اور مالک باغ کا اگر ہمیں خوف نہ ہوتا تو ہم خوشنما اور خوشرنگ پھولوں کو توڑ کر ایک گلدستہ بنا کر لے بھی آتے۔ لیکن دل میں اس قسم کی خواہش رہتی ہے کہ ہمیں اس کرنے کا اختیار بھی ہوتا۔

اسی طرح جب ہم کوئی دوسری شے یا کوئی دوسری ہستی حسین دیکھتے ہیں تو ہمارے دل و دماغ پر ایک خاص اثر اور جذب ہوتا ہے۔ ہماری زبان سے خودبخود ہی نکلتا ہے، خدا نے کیسا اچھا اور کیسا دلاویز نقشہ بنایا ہے۔ اب فتبارک اللہ احسن الخالقین کہہ کر دل دبا کر رہ جاتے ہیں۔ یہاں تک تو ہر ایک قسم کی مسرت، حسن صورت اور حسن ادا اور حسن بیان کے ساتھ ہے لیکن جب ہم کچھ دنوں کے بعد آتے ہیں تو کچھ اور ہی دیکھتے ہیں۔ چند ہی دنوں کے بعد دست خزاں سے تمام پھلواریاں اور تمام خوبصورتیاں ملیامیٹ ہو جاتی ہیں وہ پھول اور وہ مہوش حسین جنھیں ہم بار بار اور خاموشی سے دیکھنا مسرت کا پیش خیمہ جانتے تھے ان پر اب نگاہ ڈالنا بھی دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ پھول کے ساتھ خار تو جوں کے توں ہوتے ہیں لیکن پھولوں کی خوشنمائی، دلاویزی کا نام بھی نہیں ہوتی۔ وہ سرو قد حسین جنکا نام سنکر بھی دل دھڑکتے تھے۔ دیکھو کہ وہ شکل و صورت اور وہ بچپن ہی نہیں کشیدہ قامت خمیدہ قامت ہوکر اپنی آن بان کھو بیٹھتا ہے۔

پھر صورتوں کے مقابلہ میں بھی ان کی حالت کچھ اور کی اور ہوگئی ہے۔ دیکھ کر کہنا پڑتا ہے:-

"جب لطیف شے اور حسن بگڑتا ہے تو سخت بگڑتا ہے"۔

"بدصورتی اور کثیف ہستی کی کچھ میعاد ہوتی ہے"۔

"لیکن حسین اور لطیف ہستی بہت ہی کم میعاد رکھتی ہے"۔

میں یہ تغیر اور جلد تبدیلی دیکھ کر ایک افسوس کے ساتھ گلشن دہر سے واپس آیا اور یہ کہہ کر خواب حیرت میں مگن ہوگیا کہ یہاں کی تمام عمدگیاں تمام خوبصورتیاں اور ہر ایک قسم کا حسن فانی ہے۔ ہاں سیرت کی خوب درتی اور دل کے حسن کو کچھ قیام ہے۔

چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

سچے رہنمائے قوم کے اوصاف

عربوں نے اپنے قومی پیشواؤں کے لئے جن اخلاقی صفات کو ضروری سمجھا تھا وہ حسب ذیل ہیں:-

(۱) جسکا دسترخوان ہر دوست دشمن کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔

(۲) جس کا دل اور دروازہ ہر وارد و صادر کا ہر وقت منتظر رہتا ہے۔

(۳) جس نے کبھی سائل محروم نہیں کیا۔

(۴) جو دشمن کے لئے غضبناک شیر ہے۔ جو اپنی قوم کی عزت سے دیکھا جاتا ہے جو اپنے بھائیوں کے آگے بکری ہے۔

(۵) ہر یتیم بچہ کے ساتھ مثل اپنے ہے۔ جو ہر بیوہ عورت کے ساتھ بھائی ہے۔ جو ہر کنواری لڑکی کا باپ ہے۔ جو ہر بیمار کا تیماردار ہے۔

(۶) جو ہر مفلس و صاحب حاجت کے لئے خزانہ غیب۔

(۷) جو راتوں کو اپنے غلاموں کے بھیس میں مسافروں اور مہمانوں کے پاؤں دباتا ہے۔

(۸) جو کھانوں میں چھپا کر دینار و درہم اپنے ہم نشینوں کو خود پہنچاتا ہے۔

(۹) جو دشمنوں کی دشمنی کو معاف کر جاتا ہے۔

(۱۰) جسکے مکان کی چراگاہیں، جسکے باغ سب کے کام آتے ہیں۔

(۱۱) جو نہایت فصیح و بلیغ خطیب و شاعر ہے۔

(۱۲) جسکے دروازے پر کوئی دربان نہیں۔ جس وقت جو شخص اس سے ملنا چاہے مل سکتا ہے۔

(۱۳) جو اپنی قومی ذلت کو نہ سن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔

(۱۴) جو صادق الوعدہ ہے۔

(۱۵) جو دن کو میدان جنگ میں شیر افگن ہے اور شب کو محراب عبادت میں

سب تر زندہ دار ہے۔

(۱۶) جو ہنستا کم ہے اور اوروں کی فکر میں روتا زیادہ ہے۔

(۱۷) جو سفر کئے ہوئے لوگوں کے مال کی، گھر کی، اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور اُن کی ضروریات پر نظر رکھتا ہے۔

(۱۸) جو وہیں رہتا ہے جہاں اسکی قوم رہتی ہے۔ جو وہی کھاتا ہے جو اس کی قوم کھاتی ہے۔ جو وہی کہتا ہے جو اس کی قوم کہتی ہے۔ جو وہی پہنتا ہے جو اسکی قوم پہنتی ہے۔

(۱۹) جو وہی کرتا ہے جو اس کی قوم کرتی ہے۔ جو وہی کہتا ہے جو اسکی قوم کہتی ہے۔

(۲۰) جو اپنی قوم کی حق تلفی۔ اپنی قوم کی کسر شان یا ذرہ دار کی حق تلفی و کسر شان دیکھنے سے پہلے مرجانا زیادہ پسند کرتا ہے

(۲۱) جو تلواروں کی دھار پر، تیر کی نوک پر اظہار حق سے نہیں گریز کرتا۔

(۲۲) جو اپنی اولاد کو اپنی قوم پر قربان کرنا اس سے زیادہ سہل سمجھتا ہے کہ کسی فرد قوم کا خون ہو۔

(۲۳) جو خطا کار سے درگزر کرتا ہے۔

(۲۴) جو شراب، زنا، جوا۔ نہیں جانتا کہ کیسا ہوتا ہے۔

(۲۵) جو سوائے خدائے بزرگ اور کسی سے نہیں ڈرتا۔

(۲۶) جو اہل دولت سے لمنچڑ ملتا ہے اور غریب سے جھک کر۔

(۲۷) جو کبھی وہ نہیں کرتا جو نہ کرنا چاہیئے۔

(ماخوذ)

نحوست کی بیاسی باتیں

(از جناب محمد داؤد صاحب قریشی)

جو معتبر اور مستند کتابوں سے حاصل کئے گئے ہیں۔ بادی النظر میں اگرچہ یہ معمولی ہیں مگر ان کے نتائج نہایت خطرناک ہیں۔

(۱) جنابت یا جنابت کی حالت میں کھانا کھانا یا کچھ اور کھانے کی قسم سے کھانا۔ (۲) برہنہ ہو کر پیشاب کرنا۔ (۳) شب کو جھاڑو دینا خصوصاً کپڑے سے جھاڑنا۔ (۴) دانت سے ناخن تراشنا۔ (۵) پاجامہ سے منہ پونچھنا۔ (۶) فقیروں سے روٹی خریدنا۔ (۷) کھڑے ہو کر پاجامہ پہننا۔ (۸) ٹوٹا کنگھا سر اور ڈاڑھی میں کرنا۔ (۹) والدین کا نام لینا یا نام لیکر پکارنا۔ (۱۰) چالیس دن سے زائد موئے زیر ناف کا رکھنا یا مقراض سے کترنا۔ (۱۱) بزرگوں کے آگے چلنا۔ (۱۲) لہسن پیاز کے چھلکے جلانا۔ (۱۳) مکڑی کا جالا گھر میں لگا رکھنا، اُسے دور نہ کرنا۔ (۱۴) جوں اور کھٹمل کو زندہ چھوڑنا۔ (۱۵) بغلوں کے بالوں کو نصف جو سے زائد بڑھا رکھنا (۱۶) اپنے یا کسی کے دامن سے منہ ہاتھ صاف کرنا یا پونچھنا۔ (۱۷) پھٹے ہوئے کپڑے کو بدن میں پہنے ہوئے سینا۔ (۱۸) صبح کو سوتے رہنا۔ (۱۹) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا۔ (۲۰) دانتوں میں خلال کرنے سے جو نکلے اُسکا کھانا۔ (۲۱) چراغ منہ سے پھونک مار کر گل کرنا (۲۲) اندھا جوتہ دیکھ کر سیدھا نہ کرنا۔ (۲۳) اپنی اولاد کو لعنت کرنا اور کوسنا۔ (۲۴) فقیر اور سائل پر خفا ہونا۔ (۲۵) بایاں پیر پہلے پاجامہ میں ڈالنا۔ (۲۶) قبرستان میں جا کر ہنسنا۔ (۲۷) بے وضو کلام الٰہی چھونا۔ (۲۸) گدڑ کا کوڑا کرکٹ گھر میں رکھنا۔ (۲۹) عشاء، مغرب، ظہر اور طلوع آفتاب کے وقت سونا۔ (۳۰) جنابت کی حالت میں حجامت بنوانا۔ (۳۱) اندھیرے میں کھانا کھانا۔ (۳۲) شنبہ کو حجامت بنوانا۔ (۳۳) یکشنبہ۔ چہارشنبہ کو صحبت کرنا۔ (۳۴) والدین، مرشد اور اُستاد کی نافرمانی کرنا۔ (۳۵) شاہراہ یا راستہ میں یا کسی سبز سایہ دار درخت یا پھلدار درخت کے نیچے پیشاب کرنا۔ (۳۶) برہنہ سر پاخانہ میں جانا۔ (۳۷) برہنہ سر کھانا کھانا۔ (۳۸) برہنہ سر بازار میں پھرنا۔ (۳۹) دوسرے کا کنگھی رومال بلا اجازت استعمال کرنا۔ (۴۰) رکے ہوئے یا تالاب یا جاری پانی میں پیشاب پاخانہ کرنا۔ (۴۱) اقامت ہوتے ہوئے پر سنت کا چھوڑنا کھانا (۴۲) شمال و مغرب کی طرف اور آفتاب و ماہتاب کے رخ پر پیشاب کرنا۔ (۴۳) اپنی زندگی [illegible] خواری میں کاٹنا (۴۴) بالکل برہنہ ہو کر سونا۔ (۴۵) تالاب یا حوض میں برہنہ ہو کر اترنا۔ (۴۶) نہانے کی جگہ پاخانہ پیشاب کرنا۔ (۴۷) وضو کرنے کی جگہ پر پیشاب پاخانہ کرنا۔ یا پیشاب پاخانہ کی جگہ وضو کرنا۔ (۴۸) سوتے وقت لنگی، تہبند، لنگوٹ جانگیا، پاجامہ سرہانے رکھ کر سونا۔ (۴۹) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا یا سرائے کی طرح سمجھ کر رہنا۔ (۵۰) وضو کرتے وقت بلا ضرورت دنیا کی باتیں کرنا۔ (۵۱) ٹوٹے ہوئے مٹی چینی یا کسی ایسے برتن میں جس میں نجاست کا احتمال ہو خورد و نوش کرنا۔ (۵۲) ٹوٹے یا گرہ دار قلم سے لکھنا۔ یا قلم کی تراش پیروں سے روندھنا۔ (۵۳) مہمان کے آنے سے ناخوش ہونا۔ (۵۴) پاخانہ پیشاب یا صحبت داری کے وقت باتیں کرنا۔ (۵۵) چارپائی پر بلا دسترخوان کھانا کھانا۔ (۵۶) دانتوں سے روٹی کتر کتر کر کھانا۔ (۵۷) دانتوں کو کپڑے سے ملکر صاف کرنا۔ (۵۸) جس برتن میں کھانا اُسی میں ہاتھ دھونا۔ (۵۹) دروازہ کی دہلیز پر بیٹھنا یا سر رکھکر سونا۔ (۶۰) پگڑی یا رومال سے گھر یا کوئی چیز جھاڑنا۔ (۶۱) ایک وقت نماز سے زائد جنب رہنا۔ (۶۲) باپ کے خلاف ایسے حرکات کرنا کہ جس سے وہ عاق کردے۔ (۶۳) ہمسایہ کو کسی قسم کی تکلیف دینا۔ (۶۴) خیانت اور دل آزاری کرنا۔ (۶۵) جس جگہ مومنین کی قبریں ہوں وہاں حرام کاری یا نجاست کرنا۔ (۶۶) سخت زمین پر یا گرم زمین پر یا کسی سوراخ میں پیشاب کرنا۔ (۶۷) جنابت کی حالت میں سونا۔ (۶۸) نہانے میں کھانا۔ (۶۹) وضو کرکے دامن سے ہاتھ منہ پونچھنا۔ (۷۰) روٹی یا غلہ پر اور کسی کھانے پینے کی چیز پر پیر رکھنا یا نجاست ڈالنا۔ (۷۱) خشک کنگھا سر اور داڑھی میں کرنا (۷۲) خشک آئینہ دیکھنا۔ (۷۳) میٹھے یا پھلدار درخت کی لکڑی سے خلال کرنا۔ (۷۴) نجاست کی حالت میں آئینہ دیکھنا۔ (۷۵) جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا۔ (۷۶) زنا کرنا اور جانوروں سے حرام کرنا (۷۷) سر یا پاؤں پر ہاتھ رکھنا (۷۸) بیٹھے بیٹھے بیکار ہلنا یا انگلیاں چٹخانا۔ (۷۹) نجاست کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا (۸۰) مجامعت کے بعد ایک ہی کپڑے سے مرد و زن کا جسم صاف کرنا۔

(۸۱) آسمان کے نیچے برہنہ ہوکر صحبت کرنا۔ یا کھڑے ہوکر صحبت کرنا۔ (۸۲) جامعت کے بعد شرمگاہ کو دیکھنا۔ واللہ اعلم بالصواب ؂

بقائے صحت

نوشیرواں کے دربار میں چار حکیم نہایت اعلیٰ۔ ایک ہندی۔ دوسرا رومی۔ تیسرا عراقی۔ چوتھا سوڈانی، تبع تھے۔

نوشیرواں نے ایک دن ان سے دریافت کیا کہ کوئی ایسی ترکیب ہے۔ جس سے انسان بیمار نہ ہو۔ اور اُسکی صحت ہمیشہ برقرار رہے۔ ہندی نے کہا کہ اگر آدمی ایک کف دست ہلیلہ سیاہ کا سفوف روزانہ کھائے تو کوئی بیماری اُس کے پاس نہ آئے رومی نے کہا کہ اگر آدمی ایک کف دست بادان کا سفوف روزانہ استعمال کرے تو بہت سے امراض سے مامون و محفوظ رہے۔ بلکہ کبھی بیماری کی صورت نہ دیکھے عراقی نے کہا اگر انسان ایک چلو پانی کا روزانہ صبح کے وقت پئے تو اُس سے بھی صحت برقرار رہے اور امراض سے محفوظ رہے۔

لیکن چوتھے حکیم سوڈانی جو عمر میں ان تینوں حکیموں سے کم تھا لیکن علم و لیاقت میں بڑھا چڑھا تھا، چپ رہا۔ نوشیرواں نے خاموشی کا سبب پوچھا تو اُس نے کہا کہ ان حکیم صاحبان نے جو کچھ فرمایا درست ہے۔ لیکن ان میں کچھ نہ کچھ نقص موجود ہے۔ صحت قائم رکھنے اور بیماریوں سے بچنے کا سب سے بڑا اصول یہ ہے کہ جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا نہ کھائے اور جب کچھ بھوک باقی رہجائے کھانے سے ہاتھ کھینچ لے۔ نوشیرواں اور اہل دربار اور نیز موجودہ حکما نے اس بات کو پسند کیا اور سوڈانی حکیم کی دانائی اور فراست کی داد دی۔

خراب غذا کھانے سے معدے کا فعل ٹھیک نہیں رہتا۔ اور جو فائدہ غذا سے مقصود ہے وہ مفقود ہو جاتا ہے۔ بلکہ فائدہ کا مفقود ہونا تو درکنار رہا۔ بہت سے امراض آگھیرتے اور زندگی وبال میں آجاتی ہے۔ غذا کے وقت معینہ پر کھانے سے خوب اچھی طرح سے ہضم کرتا ہے جسکی وجہ سے وہ غذا جزو بدن بنتی، بدنی طاقتوں کو بڑھاتی، رنگ کو نکھارتی اور طبیعت کو ہر وقت اور ہر حالت میں خوش رکھتی ہے بعض آدمی صبح و شام کھانا کھانے کے علاوہ درمیان میں بھی کچھ نہ کچھ کھاتے رہتے ہیں۔ اس سے معدہ پریشان اور اسکی حرارت کمزور ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ کھانا کھاکر کم از کم دوسرا کھانا پانچ گھنٹے کے بعد اشتہائے صادق پر کھانا چاہئے۔ کیونکہ تندرست آدمی میں جسکی قوتیں بحال ہوں تقریباً ہر ایک غذا چار گھنٹے میں ہضم ہوتی ہے اور باقی ایک گھنٹہ معدے کو آرام دینا چاہئے۔ تاکہ دوسری غذا کو ہضم کرنے کے قابل ہو سکے۔ رات کو کھانا سونے سے دو گھنٹہ پیشتر کھائیں تاکہ سونے کے وقت تک معدے کا فعل ختم ہو چکے۔ کیونکہ اگر سونے سے تھوڑی دیر پہلے ہی کھانا کھائینگے یا کھانا کھاکر فوراً سو جائینگے تو اُس سے پریشان خواب دیکھینگے اور معدے سے بخارات اُٹھکر دماغ کو خراب کر دینگے۔ صبح کے وقت جس وقت خواب سے بیدار ہونگے تو دماغ میں ایک قسم کا بوجھ محسوس ہوگا۔ بدن پر کسل اور سستی غالب ہوگی کسی کام کے کرنے کو جی نہیں چاہیگا۔ کھانے کے چار وقت مقرر کرنے چاہئیں بہرحال عام اصول یہ ہے کہ کھانا اُس وقت کھانا چاہئے۔ جبکہ خوب تیز بھوک لگی ہو اور جب تھوڑی بھوک باقی رہجائے تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا چاہئے۔ ایسا کرنے سے کبھی آدمی بیمار نہ ہوگا۔ اُسکی صحت ہمیشہ برقرار رہیگی ؂ (ماخوذ)

ایک بار حضرت عمر رضؓ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا کہ عمر! کیا عاملوں کے لئے چند قواعد مقرر کرنے سے تم عذاب الٰہی سے بچ سکتے ہو؟ کیا تم کو خبر نہیں کہ عیاض بن غنم عامل مصر باریک کپڑے پہنتا اور اُس کے دروازہ پر دربان رہتا ہے۔

حضرت عمر رضؓ نے محمد بن مسلمہ کو حکم دیا کہ عیاض کو جس حالت میں ہو لے آؤ۔ یہ گئے تو دیکھا کہ دروازہ پر دربان بھی موجود ہے۔ اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ عیاض اسی حالت مدینہ لائے گئے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کا باریک قمیص اتروا کر بالوں کا پہنایا۔ اور بکریوں کا ایک گلہ منگاکر حکم دیا کہ ان کو جنگل میں لے جاکر چراؤ۔ عیاض کو مجال انکار تو تھی نہیں مگر بار بار کہتے تھے کہ اس سے تو مرجانا بہتر ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تجھکو اس سے عار کیوں ہے۔ تیرے باپ کا نام غنم اسی وجہ سے پڑا تھا کہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا

شام کے ایک عیسائی نے حضرت عمر رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر شکایت کی کہ میرے کھیتوں سے آپ کی فوج گزری اور میری تمام زراعت پامال ہوگئی۔ فاروقؓ نے حکم دیا کہ اسے دس ہزار درہم بطور معاوضہ دیے جائیں ؂

حضرت عمر رضؓ شام سے واپس آرہے تھے۔ راہ میں ایک مقام پر قیام فرمایا یہاں ایک بڑھیا آپ کو نظر آئی۔ اس سے آپ نے دریافت کیا کہ تجھے عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟ اُس نے کہا۔ ہاں! وہ شام سے روانہ ہو چکا ہے۔ لیکن خدا اُسکو غارت کرے کہ مجھے آجتک اُسکے ہاں سے ایک حبہ بھی نہیں ملا ؂
حضرت عمر رضؓ نے فرمایا۔ مگر اتنی دور کا حال عمر کو کیونکر معلوم ہو؟
بڑھیا نے سُنکر کہا۔ پھر اتنا ملک اپنی حکومت میں کیوں رکھ چھوڑا ہے؟
یہ سُنکر حضرت عمر رضؓ رو پڑے اور دار الخلافہ پہنچکر اسکا روزینہ مقرر کیا ؂

حضرت عمر رضؓ نے حکم دیا کہ تمام انصار اور قریش کا دفتر تیار کیا جائے جس میں ہر شخص کا نام و نسب درج ہو۔ یہ چٹھا تیار ہوا تو اُس میں اول بنی ہاشم۔ پھر خاندان ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کے قبیلہ کا نام تھا۔ ترتیب خلافت و حکومت کے لحاظ سے تھی۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں۔ پہلے آنحضرتؐ کی قرابت داری سے شروع کرو اور درجہ بدرجہ چلو اس ترتیب سے حضرت عمرؓ کا نام و نسب آخر میں آیا یعنی ان کے خاندان والوں کا وظیفہ کم رہا ؂

رسائل کی رُوح

دلائل وجود باری تعالیٰ

انسان کی غذا

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰی طَعَامِہٖ

۱۔ غذا جو ہم روز کھاتے ہیں۔ جب حلق سے نیچے اُتر جاتی ہے۔ تو ہم کو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں گئی اور اُس نے کیا کام کیا۔

۲۔ ہمارے بدن کے بہت سے حصے ہیں جیسے بال کھال، ہڈی، گوشت خون، ناخن، دانت، دل دماغ، جگر، معدہ، گردے، رگ، پٹھے، پھیپھڑے، انتڑیاں، وغیرہ۔ یہ سب چیزیں اپنے اپنے موقع پر بڑی حکمت کے ساتھ رکھی گئی ہیں۔

۳۔ جسم کے تمام اعضا اسی غذا سے بنتے ہیں۔ بال میں بال کا مادہ کھال میں کھال کا مادہ۔ ہڈی میں ہڈی کا مادہ۔ گوشت میں گوشت کا مادہ پہنچ جاتا ہے۔ یہی حالت دل، دماغ، جگر، معدہ، گردوں، رگ پٹھوں، پھیپھڑوں اور انتڑیوں کی ہے۔ اور یہ چیزیں بھی اسی غذا سے تیار ہوتی ہیں۔

۴۔ بدن کے اندر بیشمار نالیاں ہیں۔ غذا کے ذرے ان میں سے گذرتے ہیں اور بدن کے ریشہ ریشہ میں پہنچکر اس کو قوت دیتے ہیں۔ اور بیکار مادے فضلہ (پسینہ) پیشاب، بلغم وغیرہ بنکر نکلجاتے ہیں۔

۵۔ کیسا اچھا انتظام ہے۔ ہمارے جسم کی مشین کیسی عمدہ ہے۔ تمام دنیا کے عقلمند آدمی مل کر بھی ایسی مشین نہیں بنا سکتے۔ بنانا تو الگ رہا آج تک اُس کے کسی ایک پرزے کے عمل کو اچھی طرح سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اس سے معلوم ہوا اُس کا بنانے والا وہی ہے جس نے تمام دنیا کو بنایا ہے۔ اور وہ ہمارا خالق۔ ہمارا مالک اور ہمارا رب ہے۔

خوراک کی کثرت

وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

۱۔ انسان کے سوا لاکھوں قسم کے جاندار دنیا میں موجود ہیں جیسے چیونٹی، مچھر، مکھی، اور طرح طرح کے کیڑے مکوڑے، پرندے۔ جیسے چڑیا، طوطا، مینا، فاختہ، کبوتر، چیل، کوا، وغیرہ۔ چرندے۔ جیسے بھیڑ، بکری، بیل، گدھا، ہاتھی گھوڑا، وغیرہ۔ درندے۔ جیسے شیر، چیتا، تیندوا، بھیڑیا، کتا، بلی وغیرہ سمندر کے جانور جیسے مچھلیاں، کچھوے، سیپیاں، گھونگے وغیرہ۔ انکے علاوہ بیشمار جاندار ہوا پانی اور مٹی میں موجود ہیں جنکو خوردبین کے بغیر دیکھ نہیں سکتے۔

۲۔ یہ تمام لشکر بغیر خوراک کے زندہ نہیں رہ سکتا اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک حیوان کو اُس کی روزی مل جاتی ہے۔ چیونٹی کو چیونٹی کی اور ہاتھی کو ہاتھی کی۔ کوئی بھوکا نہیں رہتا۔ اب غور کرو کون اس لشکر کی پرورش کرتا ہے؟ کون خوراک کا اتنا کافی سامان ہر وقت تیار رکھتا ہے؟ کون لاکھوں طرح کے غلے، ترکاریاں، پھل، پھول، ساگ، پات پیدا کرتا ہے؟

۳۔ اسی کے جواب میں ہر ایک عقلمند کا دل بے اختیار بول اٹھتا ہے کہ اتنے بڑے لشکر کا پالنے والا اور رزق پہنچانے والا وہی علم اور قدرت والا ہے جس کو اللہ، رب اور رحمان کہتے ہیں۔

جانوروں کے اعضا

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی

۱۔ بعض جانور خشکی میں رہتے ہیں۔ بعض تری میں۔ اور بعض ہوا میں اڑتے ہیں۔ خشکی میں رہنے والے جانوروں میں سے بعض گھاس، چارہ کھاتے ہیں جیسے گائے بھینس وغیرہ۔ اور بعض گوشت پر گزارہ کرتے ہیں جیسے شیر بھیڑیا وغیرہ۔

۲۔ تری میں رہنے والے جانوروں میں سے بعض ہمیشہ پانی میں رہتے ہیں اور خشکی پر زندہ نہیں رہ سکتے۔ جیسے مچھلیاں۔ بعض خشکی اور تری دونوں میں زندگی بسر کر سکتے ہیں جیسے مینڈک۔

۳۔ بعض پرندے خشکی میں رہتے ہیں جیسے چڑیا، فاختہ، کبوتر وغیرہ بعض پانی میں تیر سکتے ہیں جیسے بطخ، مرغابی، وغیرہ۔ بعض کنارے کے قریب پانی میں چلتے ہیں۔ جیسے بگلا۔

۴۔ گھاس کھانے والے جانوروں کے دانت ایسے ہوتے ہیں جن سے گھاس کو خوب کتر سکتے ہیں اور ان کا معدہ بھی خاص طرح کا ہوتا ہے جو گھاس کو ہضم کر سکتا ہے۔ شکاری جانوروں کے دانت اور پنجے شکار کو پکڑنے اور نوچنے کیلئے مناسب ہوتے ہیں۔ مچھلیوں کے سانس لینے کے کلپھڑے ہوتے ہیں جن سے پانی کے اندر ہی سانس لے سکتی ہیں۔

۵۔ پرندوں کی ہڈیاں ہلکی ہوتی ہیں اُن پر بہت کم گوشت ہوتا ہے ہڈیوں میں گودے کی جگہ ہوا بھری ہوئی ہوتی ہے۔ صرف سینہ کی ہڈی پر گوشت زیادہ ہوتا ہے۔ تاکہ اُڑنے میں تکلیف نہ ہو اور خوب زور لگا سکے۔

۶۔ تیرنے والے جانوروں کا بدن کشتی نما ہوتا ہے اور ان کے پنجے جھلی سے منڈھے ہوئے ہوتے ہیں جو چپو کا کام دیتے ہیں۔ اور اُن سے تیرنے میں مدد ملتی ہے۔ پانی میں چلنے والے پرندوں کی ٹانگیں اور چونچیں لمبی لمبی ہوتی ہیں تاکہ پانی میں چل پھر کر اپنی خوراک تلاش کر سکیں۔

۷۔ غرض جیسی جس جانور کی ضرورت تھی ویسے ہی اُسکو اعضا ملے اور اُن سے کام لینے کی عقل بھی دی گئی۔ کیا یہ عجیب انتظام جس کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے خود بخود ہو رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ کسی بہت بڑے حکیم کا کام ہے۔ وہی ہمارا خدا ہے اور وہی تمام جہان کا خالق اور پروردگار ہے۔

انسان

انسان اسلئے اشرف المخلوقات قرار پایا کہ قدرت نے اسکو ایک جوہر نورانی (عقل) کا خزینہ دار بنایا جس سے

دوسرے ممکنات کے دامن خالی ہیں اسی کی وجہ سے وہ خلعت لقد کرمنا بنی آدم سے مخلع ہوا۔ اور تاج لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کا مستحق بنا۔ پروانۂ لقد اخلقت العالم للک بلکہ خلیفۃ اللہ کے معزز لقب سے مشرف ہوا۔ لباس فاخرہ وخلقتک لی زیب جسم کرکے منتخب خلاق عالم بنا کائنات عالم اسکے آگے سرنگوں ہو گئے اور دنیا کی ہر شے اسکی مطیع بنی ع

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

آفتاب و ماہتاب اپنے مفاد کے لئے نہیں نکلتے آسمان اپنی منفعت کے لئے گردش نہیں کرتا۔ ابر باراں اپنی غرض کیلئے نہیں برستا۔ زمین اپنے فائدہ کے لئے اشجار و نباتات کو روئیدہ نہیں کرتی۔ جو اسکی غایت خلقت خود ان کی ذات نہیں۔ تمام موجودات عالم انسان کے راحت و آرام کے لئے پیدا کئے گئے جو ہر وقت اس کی بہاست و راحت رسانی میں مصروف اور اسکی خدمت کے لئے کربستہ ہیں۔ جناب باری عزاسمہ کا یہ فرمان کہ میں نے تجھے اپنے لئے پیدا کیا۔ جہاں انسان کے لئے ایک امتیازی تمغہ ہے وہاں اسکی کثیر ذمہ داریوں کو بھی بتاتا ہے۔ جسطرح اشیائے عالم چونکہ انسان کیلئے بنائے گئے اسکے مطیع و فرمانبردار ہیں اور ہمہ تن اسکی خدمت میں مصروف ہیں۔ اسی طرح انسان کو بھی لازم ہے کہ جس کے لئے پیدا ہوا اسکی طاعت کرے اور اپنی غرض خلقت کو پورا کرنے کی سعی و کوشش کرتا رہے۔ اگرچہ ذراسی توجہ سے پتہ چل سکتا تھا کہ انسان کی غایت خلق اور اسکا فریضہ و ذمہ داری کیا ہے۔ لیکن خود اس رحیم مطلق نے اپنے کلام معجز بیان میں ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون فرماکر اس گتھی کو بھی سلجھا دیا اور ظاہر کردیا کہ عبادت غایت وجود انسان ہے۔ اسی کے ذریعہ سے وہ اپنے امتیاز کو باقی رکھ سکتا ہے۔ (الواعظ)

قرآن مجید کی اعجاز بیانی

یہ وہ فصیح و بلیغ کتاب مقدس ہے جسکے نازل ہوتے ہی بڑے بڑے فصحاء عرب عاجز آکر غلام حلقہ بگوش بنگئے اور فصاحت قرآن مجید کا کلمہ پڑھنے لگے۔ ہم ان چند فصحائے عرب کے اسماء لکھتے ہیں جو قرآن کی معجز بیانی پر ایمان لائے تھے۔

"لبید بن ربیع" مسٹر جان ڈیونپورٹ "اپالوجی فور محمد اینڈ قرآن" میں لکھتے ہیں:- یہ شخص متوطن یمن ہے اور "سبع معلقات" کے چند قصائد میں سے ایک قصیدے کے مصنف ہیں (سبع معلقات کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان مصنفوں کو اسقدر دعویٰ فصاحت تھا کہ اپنے قصائد کو خانہ کعبہ پر آویزاں کرگئے تھے کہ یہ بے مثل ہیں) ہنوز بت پرست ہے کہ آنحضرت صلعم نے عموماً اپنی شرع جاری فرمائی۔ چندروز تک کوئی ایسا نہ ملا جو اسکے مقابل میں تصنیف کرتا مگر آخرکار قرآن شریف کی سورۂ بقر کعبہ کے دروازہ پر چسپاں دی گئی تھی۔ اسکی پہلی چند آیتیں پڑھ کر ایسا دم بخود ہوا کہ اقرار کرلیا کہ یہ آیتیں بغیر خدا کے الہام کے نہیں ہوسکتیں اور خود مشرف باسلام ہوا۔

"ولید بن مغیرہ" یہ بڑا متعصب کافر تھا۔ اسکو یہ دعویٰ تھا کہ میرے برابر قصائد و اشعار رجز وغیرہ کہنے میں اہل عرب میں سے کوئی قادر نہیں۔ نہ میرے مثل کوئی فصیح ہے مگر ابوجہل وغیرہ قریش جب اس سے قرآن کا حال پوچھتے تو یہ بے تامل یہی جواب دیتا تھا "میں نے ایسا کلام نہ دیکھا نہ سنا، یہ تو سحر ہے" اسی ولید کے مقولہ کو سورہ مدثر میں یوں بیان کیا ہے:۔

ثم عبس و بسر ثم ادبر واستکبر تیوری چڑھائی اور منہ بنالیا پھر پیٹھ پھیر کر چلا گیا اور بڑا بن بیٹھا
فقال ان ھذا الا سحر یؤثر اور کہنے لگا یہ تو جادو ہی جو اگلوں سے چلا آتا ہے۔

"ابوذہب ہذلی" یہ بہت بڑا مشہور شاعر تھا۔ قرآن کی فصاحت دیکھ کر مسلمان ہونے چلا۔ مگر اسوقت پہنچا جب آنحضرتؐ رحلت فرما چکے تھے۔ یہ مسلمان ہوکر تجہیز و تکفین میں شریک ہوا۔ اور بعد مدت کے غزوۂ روم میں شہید ہوا۔

"سواد بن قارب" یہ بڑا کاہن و شاعر تھا جو فصاحت قرآنی دیکھ کر ایمان لایا۔

"اعشیٰ" یعنی میمون بن قیس بن ثعلبہ۔ سرآمد شعرائے روزگار تھا۔ فصاحت و بلاغت کا بڑا واقف کار تھا۔ محض قرآن مجید کو دیکھ کر مکہ یمامہ سے قصیدہ مدحیہ لے کر مدینہ میں حاضر ہوا اور ایمان لایا۔

"کعب بن مالک" شاعر بے بدل تھا جو آنحضرتؐ کی طرف سے کفار کے اشعار کا جواب دیا کرتا تھا۔

"نابغہ جعدی" یہ بے بدل سخن دہ شاعر فصیح و بلیغ تھا۔ فصاحت و بلاغت قرآنی دیکھ کر ایمان لایا اور دوسو سال زندہ رہا۔

"کعب بن زہیر" جو رات کو چھپ کر آیا اور مشرف باسلام ہوا۔

"عبداللہ بن قیس بن عدی" باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے مہاجرین حبشہ سے قرآن مجید کو سنکر مسلمان ہوا۔

علاوہ مذکورہ فصحا کے حسب ذیل فصحاء عرب ہیں جو قرآنی فصاحت کے کلمہ گو تھے۔

عباس بن فرداس، عثمان بن طلحہ، عبداللہ بن مسعود، زبیر بن عوام، زید بن حارثہ عمارہ، سعد بن وقاص، ابوسلمہ مخزومی، ابو عبیدہ بن جراح، ابو عبیدہ بن حارث، سعید بن زید، ابوجندل بن سہیل، مصعب بن عمیر، ربیس بن اشہل، بریدہ اسلمی، عبداللہ بن سلام نصیبہ مذہب یہود، عبداللہ بن عوف، منذر بن عامر، فروہ بن عمر، حارث شاہ دمشق نصرانی۔ جبلہ امیر غسانی، منذر بن ساوی سلطان بحرین، نجاشی شاہ حبشہ، حضرت جعفر طیار، حضرت حمزہ۔ (تبلیغ)

شاد باش اے ذوق عرفاں ذوق عرفاں شاد باش — درد دل میں لذتیں ہیں لذتوں میں درد دل
اسکے چہرے پر تبسم میرے دل میں ارتعاش — وقت دیدار اپنے کا سرپر ہیں حسن و عشق
مسکرا کر اسکا بڑھنا، میرا کہنا "دور باش" — دید کی تھا نہ سے آنا عروس دہر کا
کشتگان غم خبردار اہل دل ہشیار باش — مسکراتا آ، ہائے وہ کوئی گیسو بدوش

(جوش)

خیالات پریشان

پیارے آ یکجا بیٹھیں، خواہ لمحہ بھر کے لئے کیوں نہو۔ آ اکٹھے بیٹھیں اور چمن وقت میں خیالی پھول چنیں۔ آ ان پھولوں کو گوندھیں۔ اور ان کو چنیں۔ اور بھیج کر بکھیر دے اٹھیں۔ کیونکہ افسوس موت کی متلاطم فوج جلد بلکہ بہت جلد ہم سب کا نام و نشان مٹا دیگی۔ اور ہمارا بیڑا غرق کر دے گی۔

کیا یہ سچ ہے کہ عاشق و معشوق دل ہی دل میں ایک دوسرے سے ہمکلام ہو کرتے ہیں۔ پھر میری اشکباری کا جواب کیوں نہیں آتا؟ میری دعائیں کیوں نہیں قبول ہوتی؟ بلبل نے کہا۔ پیارے دلارے۔ سب محبت بار آور نہیں ہوا کرتی اور نہ تمام امیدوں کا گل شگفتہ ہوتا ہے۔

ذب نعلیں۔ نکر سجدہ بیدہ نبول۔ نہیں نہیں۔ یہ چیزیں شعلہ عشق کو فروزاں نہیں کرتیں۔ یہ تو کوئی پوشیدہ اور مستور شے ہوا کرتی ہے۔ معلوم کرنا ہو تو چشم عشاق سے کہ دریا اور اس کے اندر دیکھو۔

ایک نگاہ۔ ایک کلمہ، ایک تبسم، ایک بوسہ، ان میں سے ایک فقط ایک دل کی تسخیر، فتح اور پامالی کے لئے کافی ہے۔

میں گل نیلوفر اور گلاب تیرے پاس لاتا ہوں۔ کیونکہ وہ ان سب چیزوں سے زیادہ خوشنما ہیں جن کو انسانی ہنر بنا سکتا ہے۔ میں تیرے پاس بندگی اور عبادت لیکر آتا ہوں وہ بھی خلوص سے ایسے کہ جس پر فرد لبشر نازاں ہو۔ میں تیرے پاس جھکتا آتا ہوں اور محبت بھی شیریں ترین محبت۔ اے وہ کہ تیری ذات بے نیاز ہے۔ ان نیازمندیوں کو قبول کرے۔ اور اس بہشت کا ایک نظر جلوہ دکھا دے جو اس رملک اور پردہ کے پیچھے ہے۔

ایک گلگشت چمن۔ ایک محبت آمیز مصافحہ۔ ایک گرما گرم بوسہ، ایک پُرالفت ہم آغوشی۔ آؤ مقدر سے ایک فقط ایک لمحہ روشن اور کامل خوشی کا چھین لیں۔ مبادا سے غروب ہو جائے ہماری سب آرزوؤں کا انجام بجز ریب کا ناز حاصل ہوگا۔

میرا عاشق کو سب کیا ہے... [illegible] ... در و دیوار ویرانی ... [illegible] ... دل میں ... نہیں کیا ہیں ... [illegible] ... جہاں نہ طلب ہے سب فضول اور بیہودہ ہے۔ سنسان اور بھیانک ہے۔

کیا تو پردہ اٹھا کر اپنا دیدار روشن نہیں دکھائیگا؟ کیا تو ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالیگا۔ اور مجھ دل خستہ کو تسکین نہ دیگا۔ کیا تو میری من مانی مراد بر آنے نہ دیگا اور کیا میرے عزیز ترین خوابوں کو پورا نہ کریگا؟

تفکرات کو ٹھکرا دے۔ ارے پرے ٹھکرا دے۔ ساغر کو لا میرے محبوب آ۔ جا۔ آ۔ کیونکہ آفتاب زندگی مغرب میں بڑھا چلا جا رہا ہے۔ پیارے آ قبل اسکے وہ غروب ہو جائے اور شب عظیم صبح کو اپنی آغوش خواب میں لیلے۔

ہم ان لوگوں کی قدر نہیں کرتے جو ہمارے پاس ہیں۔ جب وہ مر جاتے ہیں ہم ان کے لئے غمگین ہوتے ہیں۔ ہم انکے دیدار کے مشتاق ہوتے ہیں۔ جبکہ ہماری مشتاق نگاہیں انکو پیدا نہیں کر سکتیں۔ ہم دست تاسف ملتے ہیں۔ جبکہ تاسف بے سود ہوتا ہے۔

میں صبح صادق کے وقت اٹھا۔ قدرت کے نازک دوشیزگان ناز کا لطف اٹھایا میں نے پرندوں کی خوش الحانیوں کو سنا لیکن میرے لئے ان کا پیغام کیا تھا زندگی مختصر ہے۔ خوشی چند روزہ ہے۔ موت یقینی ہے۔ اور کسی چیز کا اعتبار نہیں۔

عاشق نے آہ بھر کر کہا۔ زندگی میں کوئی شے اتنی گراں نہیں گزرتی۔ آہ زندگی میں فرقت سے زیادہ کوئی شے گراں نہیں گذرتی۔ کیوں؟ کیا وہ دلہائے پُر شوق اور پُر محبت دلوں کو کانٹوں پر نہیں لٹاتی۔ اور کیا وہ اس خاموش زمین کو دوزخ نہیں بنا دیتی؟

ایک ایک کر کے ہماری طاقتیں ہم کو جواب دیدیتی ہیں۔ ایک ایک کر کے ہمارے احباب بلکہ ہمارے عزیز و اقربا تک ہم سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ دنیا میں ہر شے بدلتی، تغیر پذیر ہوتی اور نابود ہوتی رہتی ہے۔ آہ! زندگی کیا ہے ایک تماشا گاہ ہے۔ شاعر نے سچا راگ گایا ہے "مثل آئے ہم آتے ہیں مثل باد کے چلے جاتے ہیں"

ہم نے تو یہی سبق پڑھا ہے کہ تیرا رحم غیر متناہی اور لازوال ہے۔ لیکن میں کیا کروں میرا کمزور دل تو شبہات کا شکار رہتا ہے۔ جب ہر ساعت زندگی کے معمولی واقعات اور حقیقتیں ایک غیر متناہی طریقہ میں بھیانک شکل میں میری دردمند آنکھوں کے سامنے نمودار ہوتی ہیں تو کیا کیا جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ موت کا ظالم ہاتھ ایک ننھے سے شیر خوار بچہ کو ... ماں کے سینہ سے چھین لیا جاتا ہے اور اودھر ... [illegible] ... ایک شہر میلی ... [illegible] ... ان حالات کو دیکھ کر میں پوچھتا ہوں۔ اے خدا تیرا رحم کہاں ہے۔ رب میرے! بتا تو سہی وہ کہاں ہے؟ وہ تیری الٰہی محبت کہاں ہے جسکے سبا اوقات ایسے شیریں راگ گائے جاتے ہیں۔

(ادیب)

ہماری حالت

(از جناب ماہر کنتوری)

آہ بگڑی ہے کچھ اس طرح ہماری حالت روز گھر بیٹھے کیا کرتے ہیں سب کی غیبت
نہ ادب ہمکو بزرگوں کا نہ خوردوں کا خیال بات کرنے کا سلیقہ ہے نہ تعلیم صحبت
خوف کچھ دل میں خدا کا ہے نہ رسوائی کا کوئی سمجھائے تو ہم کرتے ہیں اس سے حجت
حکم جو حق نے دیا ہے وہ ہمیں یاد نہیں سنت قرآن میں ہے دیکھئے تو یہ آیت
گوشت بھائی کا وہ کھاتا ہے نہیں شرم اُسے جو زمانہ میں کیا کرتا ہے سب کی غیبت
گوشت مُردے کا گوارا کیا کھانا ہم نے باز غیبت سے نہ آئیں یہ ہماری غیرت
کردیا خوردوں کو ہر بات میں ہم نے گستاخ ہم بڑھانے لگے ہر کام میں اُن کی ہمت
جو وہ کہتے رہے سنتے رہے۔ تردید نہ کی پھر بُرائی سے ہو کس طرح اب اُن کو نفرت
لطف یہ ہے کہ بُرا آپ زمانہ کو کہیں شرم آسکے نہ خدا سے نہ کسی سے غیرت
آپ سمجھیں نہ زمانے میں جو اس کو مذموم بند ہے آپ کی کیا اور دل کو ہو کی حیرت
نہ تو وہ ولولے باقی ہیں نہ کچھ قدر کمال علم کا قحط ہے جاتی رہی ساری دولت
اپنے اجداد کے حالات پہ آتی ہے ہنسی اپنے کرتوت پہ آتی نہیں ہم کو غیرت
جانیں دیدے کے بزرگوں نے کیا تھا پیدا آہ کس طرح سے ہم نے کیا اُس کو غارت
عمر بھر میں نہ ہوئی ہم سے کوئی کام کی بات ہم نے بھولے سے کبھی کی نہ کسی کی خدمت
ذوق پیدا ہوا دل میں تو بُری باتوں کا اچھے کاموں سے ہمیشہ رہی ہم کو نفرت
آگیا خلق میں کس طرح کا ہم پہ ادبار کرنے دیتی نہیں کچھ ہم کو ہماری غفلت
عیب جن باتوں کو کہتے تھے ہمارے اجداد نہ رہے ہوگئی اُن باتوں سے ہمکو اُلفت
کوئی بتلائے کہ ہم خاک کریں اپنی مدد ذوق کچھ علم کا باقی ہے نہ عالی ہمت
نیک و بد کچھ نہیں اب تو ہمیں آتا ہے نظر کیوں نہو خلق کو افعال سے اپنی نفرت
ہم کبھی خلق میں تھے خلق و حیا کی تصویر قابل دید تھی دنیا میں ہماری صورت
ہم میں اوصاف بزرگوں کے ہوئے تھے منتج ہم زمانہ میں کیا کرتے تھے سب کی خدمت
کیا ستم ہے کہ سمجھتے ہیں ہنر عیب کو اب دیکھیں کیا اور دکھاتی ہے ہماری شامت
فکر موقوف کرو پھر کبھی کہنا ماہر دیکھو زیبا نہیں ہر کام میں ایسی عجلت

آئی جو خزاں چراغ گل ۔ گل ہوگا نے سرو نہ اپنے شور صلصل ہوگا
جو غنچہ ہے ۔ وہ فسردہ ہوگا اے جذب گل کہتے ہیں جس کو داغ بلبل ہوگا

جب موت کے پیغام کا آنا ہوگا نے جاہ و حشم اور نہ خزانہ ہوگا
رحلت کے سوا جز یہ نہ ہوگا چارہ حیلہ کوئی ہوگا نہ بہانہ ہوگا

صدہا ہوئے نذر تیغ دارا کی طرح مٹی میں ملے بہت سے کسرا کی طرح
پکڑے گئے نہ اب بھی کیا اجل سے عبرت ویران کئے جس نے شہر صحرا کی طرح

تجربے اور کام کی باتیں

سب سے بہتر اور بڑی خدمت جو تم ملک اور قوم کی کرسکتے ہو وہ یہ ہے کہ تم اُسکے لئے ایسی اولاد مہیا کرو جو جسمانی، ذہنی اور روحانی باتوں میں خاص طور پر ممتاز ہو۔ تمسخر سے حتی المقدور احتراز کرو کیونکہ یہ عادت بد عموماً قطع دوستی، دشمنی اور دل شکنی کا باعث ہوتی ہے۔ اور مخاطب اگرچہ بعض اوقات بظاہر لاجواب ہوکر خاموش رہتا ہے لیکن وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتا ہے اور انتقام ذلت کی تدبیریں سوچتا ہے۔

تم اپنی زندگی میں کون کون سے مفید کام کرتے ہو۔ اُن کی فہرست بنا کر پھر دیکھو کہ تم نے کون کون سے کام سرانجام دے ہیں اور کون کون سے کام باقی ہیں۔ غرضیکہ سال بھر میں مہینہ بھر میں اور ہفتہ بھر میں تم کیا کیا کام مفید یا غیر مفید کرتے ہو اسکا برابر معائنہ کرتے رہو۔

اپنے دوستوں اور ملاقاتیوں سے کہدو اور بخوشی اجازت دیدو کہ وہ تمہاری کارروائیوں پر تمہارے سامنے اعتراض اور نکتہ چینی کیا کریں اور تم کو تمہارے کاموں کے عیوب و صواب سے مطلع کرتے رہیں۔

غصہ کے وقت تحمل کرو۔ کیونکہ اُس وقت عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد سزا یا معافی جو دینی ہو دو۔ مگر ع

درعفو لذتیست کہ در انتقام نیست

نصیحت کرنے والے سے آزردہ نہونا چاہئے۔ کیونکہ نصیحت وہی کرتا ہے جسکو تمہاری بُرائی اور نقصان کا صدمہ ہوتا ہے۔

غیر کو ٹھوکر کھاتا دیکھ کر آپ ٹھوکر سے بچو۔ اپنے تجربے ہر کام اور ہر معاملہ کے متعلق لکھ لیا کرو۔ اور فائدہ مند باتوں کو جمع کرتے رہو تاکہ تمہاری نسلوں کے کام آئیں۔

پیسہ پیسہ پر نظر رکھنے سے روپے جمع ہوتے ہیں۔ جس نے ایک پیسہ کی پرواہ نہ کی وہ روپیہ بھی کھو بیٹھے گا۔

اگر کوئی چیز بنانے کے لئے دی جائے تو اُسکی اُجرت ٹھہرالو اور بیاض میں لکھ لو اگر کاریگر لکھا پڑھا آدمی ہے تو اس سے اقرارنامہ لکھوا لیا کرو۔

اگر کسی شخص کو کوئی چیز عاریتاً دو تو اُسکو بھی بیاض میں لکھ لو۔ اور اگر تم کسی سے کوئی چیز عاریتاً لاؤ تو اُسکو بھی لکھ لو۔ مگر تاریخ ضرور لکھو۔

اگر کسی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہو اگر خاموش بیٹھے رہنے سے بہتر ہے ۔۔۔ چاہئے۔ مگر اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ قصہ بہت طویل نہو۔ ورنہ اس طرح سے اگر تم خوش نہ کرسکوگے تو بار خاطر بھی نہوگے۔

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

پریس کی سیاہی

السی کے تیل کو ایک آہنی ظرف میں تپاؤ کہ مشتعل ہو جائے۔ مشتعل ہو جانے کے بعد اُسکا سرپوش ڈھکنا وغیرہ بند کر دو۔ تھوڑی دیر کے بعد شعلے بند ہو جائینگے اور تیل وارنش بن جائیگا اسے احتیاط سے رکھ لو۔ صاف اور خالص کاجل میں اس وارنش کو حل کر کے سِل پر پیسو۔ جسقدر پیسو گے اُتنا ہی اچھی روشنائی طیار ہوگی۔ اگر اس میں تھوڑا سا نیل شامل کر دیا جائے تو سیاہی خوب چمکدار اور خوش رنگ ہو جاتی ہے۔ عام طور پر چھاپہ خانوں میں ولایتی سیاہی استعمال کی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص عمدہ سیاہی طیار کر سکے اور وہ چھپائی میں ٹھیک ثابت ہو تو ہزارہا روپے ماہوار کی فروخت ہو سکتی ہے۔ چھپائی کا پیسنا نہایت محنت طلب ہے اور ایک ہی دفعہ زیادہ مقدار سل پر نہیں پیسی جا سکتی اسلئے کام شروع ہونے سے پہلے کہنا چاہئے کہ سیاہی پیسنے کی ایک مشین جو سوا سو روپے میں آتی ہے کلکتہ یا بمبئی سے منگا لے اور اس طرح سیاہی بنانے کا باقاعدہ کارخانہ قائم کرے ٹین کے ڈبے جن میں آدھ سیر سیاہی آسکے اور لیبل چھپوا لئے جائیں۔ کاجل حاصل کرنے کے لئے ریلوے کے ٹھیکداروں سے خط و کتابت کرنی چاہئے جن سے اچھا اور ارزاں کاجل مل سکتا ہے۔ اگر تیل کا کاجل مل سکے تو اُس سے روشنائی طیار کی جائے تو ولایتی روشنائی سے بدرجہا بہتر روشنائی آسانی کے ساتھ طیار ہو سکتی ہے۔ دھوئیں کے کاجل کی روشنائی اچھی نہیں ہوتی پہلے بطور آزمائش سیر دو سیر سیاہی بنا کر دیکھیں۔ اگر چھاپہ خانوں میں پسند کی جائے تو باقاعدہ کام شروع کریں۔ نہایت زرخیز ہے۔

مشین مینی

پریس مینی اور مشین مینی کا کام بھی اُن لوگوں کے لئے اچھا ہے جو بیکاری کی مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ پریس مین بننے کے لئے تنومند اور جفاکش آدمی ہونا ضروری ہے۔ لیکن مشین مینی میں زیادہ مشقت برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ ایک ہوشیار آدمی چھاپنے والی مشین پر صرف تین ماہ کی باقاعدہ تربیت حاصل کر سکتا ہے جو لوگ یہ کام اختیار کرنا چاہیں انہیں چاہئے کہ اپنے خالی اوقات میں روزانہ کسی پریس میں جائیں مشین کا کام بغور دیکھیں۔ اگر مشین مین مہربان ہو تو ضروری باتیں بھی دریافت کریں۔ جو لوگ چھپائی کا کام جانتے ہیں اور انہیں یہ معلوم ہو کہ اچھی اور بری چھپائی کیونکر ہو سکتی ہے وہ بہت آسانی کے ساتھ مشین مین بن سکتے ہیں مشین کے چند پرزوں کا معلوم کرنا اور اُسکا احتیاط سے کھولنا جوڑنا البتہ کسی قدر دقت طلب ہے لیکن طویل تعلیم کا محتاج نہیں۔ ایک ہوشیار آدمی سیکھے بغیر بھی ایک مشین کو کھول سکتا ہے اور کچھ سکتا ہے مشین مین تیس روپے سے سو روپے ماہوار تک تنخواہ پاتے ہیں اور اگر انہیں کچھ مادہ ہو تو چند روز کے بعد خود ایک بڑے پریس کے مالک بن سکتے ہیں چنانچہ ہندوستان میں اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔

تم جس شہر میں رہتے ہو اگر اُسکی مصنوعات اسٹیشن پر فروخت کرو تو چند روز میں دولتمند بن سکتے ہو لیکن اس کاروبار کو چلانے والوں کو ... مطابق چلانا چاہئے۔ (۱) عام طور سے اسٹیشنوں پر ردی اور بدترین اشیا ملتی ہیں تم بہتر سے بہتر اشیا بہم پہنچاؤ یعنی خریدار اگر شہر میں جا کر خرید کرے تو اس سے بہتر مال نہ مل سکے (۲) اسٹیشنوں پر پیسہ کے دو پیسے وصول کئے جاتے ہیں تم مصارف چلانے نکال کر ایک آنہ روپیہ سے زیادہ منافع ہرگز نہ لو۔ اور خریدار کو اطمینان دلادو کہ شہر میں یہ مال ایک روپیہ کو ملتا ہے اور ہم ایک روپیہ دو آنے میں دیتے ہیں اس قدر ریلوے کمیشن ہے اور اس قدر ہمارا منافع ہے (۳) مال رکھنے اور نمایاں کرنے کے لئے ایک پہیوں دار بکس بنواؤ یا اسٹیشن کے سامان میں الماری رکھو۔ اپنے پتہ کے اشتہارات جن میں اشیائے فروختنی کی فہرست بھی ہو چھپوا کر اور فروخت شدہ مال کے ساتھ خریداروں میں تقسیم کرو اگر ضرورت سمجھو تو یہ اشتہارات علیحدہ بھی تقسیم کرو۔ اپنی الماری یا بکس پر یہ الفاظ ضرور لکھو کہ تم شہر کی اصلی قیمتوں پر مال دے رہے ہو اور اس سے بہتر مال شہر میں نہیں مل سکتا اگر ایمانداری اور ہوشیاری کے ساتھ کام کیا جائیگا تو کامیابی اور ترقی یقینی ہے اور ایک دو سال میں کام کرنے والا دولتمند ہو سکتا ہے لیکن یہ کام صرف حرفتی شہروں میں زیادہ کامیابی کے ساتھ چل سکتا ہے

چمنی سازی

اگر سرمایہ بذات خود یا مشترکہ طور پر فراہم ہو سکے تو شیشہ آلات کا کام ہندوستان میں بڑی کامیابی کے ساتھ چل سکتا ہے۔ جو لوگ اس کام کو اختیار کرنا چاہیں اُنھیں چاہئے کہ کام کرنے سے پہلے قائم شدہ کارخانوں میں شریک ہو کر یا بار بار جا کر معلومات اور تجربہ حاصل کریں اور اسکے بعد ذاتی کاروبار کی بنیاد ڈالیں۔ شیشہ آلات کے کام میں چمنی سازی بھی بہت منفعت بخش ثابت ہوئی ہے کارخانہ دار اسوقت بیس فیصدی سے زیادہ کما رہے ہیں۔

(۱) بالکل تیار شدہ چمنیوں کی قیمت بالاوسط ۲۸ روپئے من ہے بوتلوں کی اوسط درجہ قیمت ۷ روپئے من۔ عملی نژاد و اکی شیشیاں گیارہ روپئے من ملتی ہیں یہ ہندوستانی نرخ ہیں۔ خاص اجناس کے علاوہ باقی تمام اخراجات مساوی ہیں اور تمام اجناس کی قیمت میں بھی کل فرق ۸ رادر ایک روپیہ کے درمیان رہتا ہے

(۲) اس صنعت میں شیشہ کا بلبلا اُٹھانے یا پھونکنے والی مشینوں کی بہت کم ضرورت ہے۔ تیس من چمنیاں پھونکنے کیلئے چھ پھکنیاں کافی ہوتی ہیں لیکن اسی مقدار میں بوتلیں بنائی جائیں تو ان کے لئے دس پھکنیاں بھی مشکل سے کافی ہونگی۔

(۳) ایک دوہری پھکنی دس گھنٹے میں پچھتر اسی روپے تک کی چمنیاں پھونک کر تیار کر دیتی ہے جبکہ دوا کی شیشیاں دن بھر میں پندرہ روپے سے زیادہ کی نہیں پھونکی جا سکتیں چمنیاں بنانے کیلئے کارخانے حسب ذیل صورت میں کھولے جانے چاہئیں:۔

(۱) ایک گیس کی بھٹی جس میں سات سات من کے آٹھ مٹکے آجائیں بنانی چاہئے (۲) چمنی بنانے کیلئے سانچے دوہرے یا چوہرے استعمال کرنے چاہئیں (۳) چمنیوں کو سانچوں سے علیحدہ کرنے کیلئے مشین سے کام لینا چاہئے (۴) کارخانہ کو کم از کم ایک مہینہ میں ۲۵ دن اور تین ... مہینے اور ایک سال میں دس مہینے کام کرنا چاہئے (۵) ایک ماہ میں کم از کم پانچسو من چمنیاں تیار ہونی چاہئیں۔ اگر مذکورہ بالا طریقوں پر کارخانہ چلایا جائے تو ناکامی کا ناممکن ہے۔

معلومات

ذرات

اگرچہ ہم ذرات کو حقیر سمجھتے ہیں لیکن اتنی بڑی زمین ذروں ہی سے بنی ہے۔ ہوا میں گرد کے ذرات کثرت سے موجود ہیں۔ جو بعض اوقات تنفس میں مضر اور ناگوار نتائج پیدا کرتے ہیں مگر ساتھ ہی وہ آسمان کو نہایت خوشگوار نیلے رنگ کا دکھاتے ہیں اور صبح و شام آسمان پر مختلف رنگوں کی بہار پیدا کرتے ہیں۔

غالباً اس بات کا ہر شخص کو تجربہ ہوگا کہ جب کسی تاریک کمرہ میں آفتاب کی شعاع آڑے طور سے داخل ہوتی ہے تو اسمیں بیشمار گرد کے ذرات اُڑتے دکھائی دیتے ہیں مگر یہ کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اگر یہ ذرات نہ ہوتے تو شعاع کا راستہ بالکل سیاہ ہوتا اور اگر خفیف سی گرد نہایت صاف ذرات میں موجود ہوتی تو شعاع کا داخلہ صاف آسمان کی طرح نیلگوں ہوتا۔

یہ بات اسطرح ثابت ہوتی ہے کہ برقی روشنی کی ایک شعاع طولاً ایک شیشے کے سلنڈر میں سے گذاری جائے جسکے مختلف حصوں میں گرد کے لحاظ سے مختلف درجوں کی کثیف ہوا بند کی گئی ہو۔ کسی معمولی کمرہ کی ہوا میں خواہ وہ کیسا ہی صاف اور ہوادار کیوں نہ ہو سلنڈر کا اندرونی حصہ خوب روشن نظر آئیگا برخلاف اسکے اگر سلنڈر میں بجائے کثیف ہوا کے وہ ہوا بھری جائے جو گرم پلاٹینیم کے تار کی جالی میں سے گذاری گئی ہو تاکہ اُس کے ذرات جل جائیں تو سلنڈر کا اندرونی حصہ بالکل روشن نہ ہوگا۔ بلکہ پہلوؤں پر سے دیکھنے میں ایسا معلوم ہوگا گویا اُسکے اندر گہرا سیاہ بادل ہے۔

اُس نرم جالی میں سے مزید ہوا تیزی سے داخل کیجائے تاکہ گرد کے ذرات بالکل نہ جل جائیں تو کسی قدر نیلگوں ہلکا دھند نظر آئیگا جسکا رنگ بتدریج آسمان کی مانند نیلا ہو جائیگا اور اگر اسی طرح ذرات داخل کئے جائیں تو نیلا رنگ ہلکا ہوتا جائیگا اور رفتہ رفتہ معمولی ہوا کی سی رنگت یعنی بے رنگ کی روشنی اختیار کریگا۔

ان تمام باتوں کی وجہ یہ ہے کہ معمولی ہوا میں گرد کے ذرات اتنی تعداد میں موجود ہیں کہ وہ تمام لمبائی کی لہروں کی روشنی بافراط منعکس کرتے ہیں اور برتن کا اندرونی حصہ سفید روشنی سے منور نظر آتا ہے۔ اور جب ہوا کے ذرات جل چکے تو وہ خاص روشنی جسکا رنگ بالکل سفید باقی ہوتا ہے۔ سلنڈر میں کوئی چیز ایسی نہیں جو اس روشنی کو منعکس کر سکے۔ اس لئے اندرونی حصہ تاریک نظر آتا ہے اور تیسری صورت میں جبکہ بڑے ذرات جل چکے ہوں اور بہت ہی چھوٹے چھوٹے حصے باقی رہجائیں تو نیلگوں روشنی نظر آنے لگتی ہے کیونکہ وہ اتنے لطیف ہیں کہ زیادہ اختیار رکھنے والی شعاعوں کو منعکس کر سکتے ہیں جنکی لہروں کی لمبائی چھوٹی ہوتی ہے اور جو رنگوں کے مرکب میں انتہائی لہروں پر ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم کے حکماء کا خیال تھا کہ خالص پانی اور ہوا کا قدرتی رنگ ہلکا نیلا ہے اور کہتے تھے کہ رنگت اتنا ہلکا ہے کہ تھوڑی مقدار میں تو نظر نہیں آتا۔ البتہ جب کرہ ہوائی یا سمندر کی گہرائی کی طرف دیکھیں تو صاف نظر آتا ہے لیکن اس اصول سے اس بات کی توضیح نہیں ہو سکتی کہ طلوع و غروب آفتاب کے وقت جو عجیب غریب رنگ دیکھنے میں آتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ یا جبکہ سورج بالکل چھپ جاتا ہے تو شفق کیوں نمودار ہوتی ہے۔

دراصل سطح زمین کی قریب کی ہوا میں ذرات نسبتاً موٹے ہوتے ہیں۔ جو تمام شعاعوں کو منعکس کر دیتے ہیں۔ اس لئے کوئی خاص رنگ پیدا نہیں کر سکتے لیکن زیادہ بلندی پر یہ ذرات نہایت چھوٹے ہوتے ہیں کیونکہ لطیف ہوا صرف باریک اور چھوٹے ذرات ہی کو سنبھال سکتی ہے۔ اس عظیم کرۂ ہوائی کے بیشمار ذرات نیلی شعاعیں منعکس کرتے ہیں اس لئے زمین پر آسمان کا یکساں نیلا رنگ نظر آتا ہے البتہ کسی قدر سفید یا زرد روشنی نیچے طبقے کے کثیف ذرات سے منعکس ہوتی ہے جس سے وہ نیلا رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے۔ ورنہ آسمان کا رنگ گہرا نیلا ہوتا۔ اس بات کا مزید ثبوت اسطرح ہو سکتا ہے کہ اگر آسمان کو کسی بلند پہاڑ کی چوٹی پر سے دیکھا جائے تو وہ گہرا نیلا نظر آتا ہے۔ اور جو لوگ ہوائی جہازوں میں بیٹھکر اس سے زیادہ بلندی پر پہنچے ہیں اُنکا بیان ہے کہ آسمان کا رنگ گہرا نیلا ہے۔

اگر ہم اُس دن جبکہ مطلع بادل سے صاف ہو آسمان کی طرف دیکھیں تو سر کے اوپر اور آفتاب کی مخالف سمت میں رنگ آسمان بہت گہرا نظر آئیگا۔ اُفق کے قریب صاف ہلکا ہوگا اور آفتاب کے قریب میں اس کی رنگت زرد ہوگی اسکا سبب یہ ہے کہ اُفق کے قریب ہماری نگاہ کرۂ ہوائی کے حصہ زیریں میں سے گذرتی ہے جسمیں گرد کے بڑے ذرات ہوا میں جو سفید روشنی منعکس کرتے ہیں تو ان ذرات میں بہت سی نیلی روشنی لطیف گرد کے ذریعہ اس میں منعکس ہوتی ہے اور اس طرح وہ روشنی جو ہم تک نچلے کرۂ ہوائی موٹی گرد سے منعکس ہو کر آتی ہے زرد رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

طلوع آفتاب و غروب آفتاب کے وقت یہ کا اثر زیادہ ہوجاتا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ ہوا جسمیں سے روشنی گذر کر ہم تک پہنچتی ہے زیادہ کثیف ہوتی ہے اُسوقت گرد کی ایک بڑی مقدار کرۂ ہوائی کے نچلے حصہ میں موجود ہوتی ہے جسکا ثبوت یہ ہو سکتا ہے کہ خواہ اُسوقت آسمان پر بادل یا دھند بالکل نہ ہو تب بھی ہم سورج کو خوب اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ اس صورت میں آفتاب کی شعاعیں کرۂ ہوائی کے ایک بڑے بالائی طبقہ میں سے گذر کر ہم تک پہنچتی ہیں جس کی نہایت لطیف گرد نیلی شعاعوں کو ہم سے منعکس کر دیتی ہے اس لئے صرف زرد روشنی ہی ہم تک پہنچتی ہے نسبتاً موٹی گرد سبز شعاعوں کو منعکس کرتی ہے اور نارنجی رنگ کی شعاعوں کو گذر جانے دیتی ہے۔ کسی قدر زرد روشنی بھی منعکس ہوتی ہے۔ اور اس طرح یہ مرکب گہرا سرخ رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

سؤالات

مذہبی

(۶۸۳) ہدہد کا گوشت حرام ہے یا حلال اور اسکے خواص کیا ہیں۔ (۵۹)

(۶۸۴) باپ کے چچا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں۔ (۱۱)

(۶۸۵) کیا بیع بالوفا شرعاً جائز ہے (۵۳۸)

(۶۸۶) قضا عمری نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے (۱۱۰۱)

(۶۸۷) زید نے ہندہ سے بکر کے سامنے کہا کہ میرا نکاح ہوگیا ہے۔ ہندہ خاموش رہی دونوں میں ناجائز تعلق بھی رہ چکا ہے کیا اس گفت و شنید سے نکاح ہوگیا؟ (عبدالقیوم)

(۶۸۸) کیا مسجد میں چار سیڑھیوں کا منبر بنانا اور استعمال کرنا جائز ہے؟ (وزیر الدین)

طبی

(۶۸۹) امراض مخصوصہ مردان کے علاج کیلئے کسی ماہر طبیب کا پتہ مطلوب ہے (۶۳۵)

(۶۹۰) اگر ایکزیما کی کسی صاحب کے تجربہ میں ٹھیک ثابت ہوا ہو تو لکھیں (۱۱)

(۶۹۱) دو ماہ کے ایک بچہ کی ٹانگیں اندر کو جڑی ہوئی ہیں گھٹنے درست ہیں لیکن ٹخنوں کے پاس جو رگیں ہیں انہیں کچھ نقص ہے علاج مطلوب ہے (سید اکبر)

(۶۹۲) آواز باریک اور دیر تک قائم رہنے کا نسخہ مطلوب ہے (۷)

(۶۹۳) ہلدی مربہ کرنے کی ترکیب مطلوب ہے، مع ترکیب استعمال و فوائد بھی لکھئے (عبدالوحید)

(۶۹۴) موسم سرما میں درد زانو کی سخت شکایت ہوتی ہے۔ دوا درکار ہے (۹۸)

(۶۹۵) جریان کی شکایت ہے۔ عمر ۵۰ سال ہے۔ مجرب نسخہ مطلوب ہے (۴۶۲)

(۶۹۶) منجن مجلی دندان کا نسخہ درکار ہے (۱۱)

(۶۹۷) ایسی دوا مطلوب ہے جس سے خشک شدہ گہرے زخم کی ناہمواری دور ہو جائے (۳۴۹)

(۶۹۸) خضاب کا آسان اور ایسا نسخہ مطلوب ہے کہ خضاب ستارۂ شب کی طرح ۵ منٹ میں بال سیاہ کردے (۱۲)

(۶۹۹) دانت مانجنے میں خون نکل آتا ہے۔ دوا مطلوب ہے (۲۴۲)

(۷۰۰) جگر میں حرارت بڑھ گئی ہے۔ علاج مطلوب ہے (۱۲۶)

(۷۰۱) ضعیف دماغ کی دوا درکار ہے (۵۴)

(۷۰۲) درد شقیقہ کا مجرب نسخہ درکار ہے (خنجر)

صنعتی

(۷۰۳) تمباکوئے خوردنی کے چند نسخے مطلوب ہیں (رفیقہ الدین)

(۷۰۴) غریب عورتوں کے بنائے ہوئے سوت کے مشن درکار ہوں تو منشی عبدالرزاق خان معرفت خلیل الرحمٰن سوداگران کورتی چھپٹا بازار کیمپ میرٹھ سے منگائیے

(۷۰۵) فاؤنٹین پین کی سیاہی کا نسخہ مطلوب ہے (۷)

(۷۰۶) ربڑ کا طلسمی پلیس بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (خنجر)

(۷۰۷) بال اڑانے کا پوڈر بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (۱۲۶)

(۷۰۸) صندل کا تیل کیونکر نکالتے ہیں (۱۲۶)

(۷۰۹) فوٹوگرافی کی تعلیم کون صاحب کتنے دنوں میں کس معاوضہ پر اور کہاں دے سکتے ہیں؟ (۳۴)

(۷۱۰) مرغی کے پروں کی بدبو جنہیں روئی کی جگہ تکیوں میں بھرا جاتا ہے کس طرح دور ہو سکتی ہے (۵۷)

متفرق

(۷۱۱) ۱۳۵۷ھ کے پیدا شدہ بھانجے کے لئے قطعۂ تاریخ ولادت مطلوب ہے

(۷۱۲) سرکاری موٹر ٹریننگ اسکول کہاں کہاں ہیں اور داخلہ کی شرائط کیا ہیں؟ (۲۸)

(۷۱۳) مندرجہ ذیل کتب نئی یا پرانی مطلوب ہیں۔ اگر کوئی صاحب رعایتی قیمت پر دینا چاہیں تو اپنا پتہ تحریر فرمائیں:-

(۱) تلخیص الصحاح جلد ۲ و ۳ و ۴ (۲) مظاہر حق تفسیر مشکوٰۃ (۳) مثنوی رومی مجاہد رافتہ (۴) تفسیر محمدی پنجابی (۵) احیاء العلوم اردو مکمل۔ (۱۲۴)

(۷۱۴) پچھلے دنوں جو ابی کارڈ پر البم نامی ایک کتاب کا اشتہار نکلا تھا جس کا پتہ گم ہوگیا ہے۔ البم کی قیمت ۵ اور ۳ کی قیمت ملنے تھی یہ کتاب کہاں سے ملیگی؟ (۴۲)

(۷۱۵) اگر کوئی صاحب "دین و دنیا" کا فائل نہ رکھتے ہوں تو زمانہ اجرار سے اب تک کے سابقہ پرچے رعایتی اور واجبی قیمت پر مجھے دیدیں۔ (۱۳۰۱)

(۷۱۶) عمدہ اور خالص سرکہ انگوری کہاں اور کس حساب سے ملے گا۔

(۷۱۷) یہ کس کی غزل ہے جسکے ہر مصرع کے آخر میں " ہذا جنون العاشقی " لکھا ہے۔ غزل مطلوب ہے۔

(۷۱۸) انڈین براڈ کاسٹنگ کی طرح اردو میں بی۔ این۔ ڈبلیو۔ آر کے متعلق کوئی کتاب ہے یا نہیں؟

(۷۱۹) حضرت امام حسین علیہ السلام کے جسد مبارک کے ساتھ سر مبارک بھی مدفون ہے یا نہیں؟

(۷۲۰) حب کا ٹوٹکہ مطلوب ہے فی سبیل اللہ بتا دیجئے۔ (۵۶)

(۷۲۱) ڈاک کے ردی ٹکٹ اور سوت کی خالی ریلیں درکار ہوں تو محمد مشتاق احمد محل کلالاں بہتال ضلع پٹیالہ سے منگائیے۔

(۷۲۲) ٹریولیٹ منہ گولڈ سمتھ اور انکی مصنفہ طاس گرے کہاں سے کس قیمت پر ملے گی؟ (۵۹)

(۷۲۳) رسالہ مخزن کی جلدیں ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۲ء تک مطلوب ہیں (مجید)

(۷۲۴) کیا خواجہ عبدالحی لاہوری کوئی رسالہ نکالتے ہیں؟ الفلاح اور آستانہ جدید کہاں سے نکلتا ہے؟ کوئی ایسا رسالہ جس میں صرف قرآن شریف پر بحث کیجاتی ہو اور عبدالعزیز کا رسالہ حسینیہ

جوابات

اشیائے قدیمہ جو مولوی محمد صدیق مالک نیشنل ہوٹل اسلام پور ڈھاکہ اشیائے قدیمہ کی تجارت کرتے ہیں۔ (خریدار)

(۱۰۶) محمد عبدالوہاب تاجر پارچہ پتہ بازار بشکا دیٹی سے خط وکتابت کیجئے۔

(۲۸) میرے پاس کل سامان پشکو موجود ہے پتہ ذیل پر خط وکتابت کریں محمد شرف الدین (حضرا) پیشی کلرک آنریری مجسٹریٹ حرموہری ضلع نرور گوالیار اسٹیٹ۔

(۳۹۰) یہ جبر نمبر دباغ سہارنپور سے طلب کیجئے (علی احمد لکھنوی)

(۴۲۸) سبز لی کپڑا دھونے کا صابون ۲ تولہ باریک تراش کر پاؤ بھر پانی میں ڈالدو اور دوسرے برتن میں ایک تولہ بہروزہ ڈالکر تین تولہ عمدہ تارپین کا تیل ڈالو اور پکاؤ مگر نہایت نرم کوئلے کی آنچ پر۔ جب بہروزہ حل ہو جائے تو اسمیں چھ ماشہ زرد موم ڈالدو۔ موم بھی حل ہو جائے تو صابون والا پانی اس میں ڈال کر شیشی میں بھر دو۔ نہایت عمدہ بوٹ پولش ہے جیسا رنگ ملادوگے ویسا پولش بن جائیگا (علی احمد لکھنوی)

(۴۳۱) ۵ روپے میں مجھ سے خریدیئے (علی احمد چک نمبر ۱ تحصیل شمالی ڈاکخانہ بھوپال ضلع شاہ پور) خریدار نمبر ۱۴۰

(۴۹۱) یہ نسخہ استعمال کریں۔ پٹاسی برومائیڈ پانچ گرین۔ سوڈا بائی کارب دس گرین لیمینیڈ سب نائیٹراس پانچ گرین۔ میوسیلج ٹریگا کانتھا ایک ڈرام ایکوا رمار میتھا پائپریٹا دکلورداس پانچ بوند۔ اسپرٹ کلوروفارم دس بوند ایکوا سے من ایک اونس۔ ایسی ۳ خوراک روزانہ استعمال کریں اور میتھی لیس بلو کی ایک ایک گرین کی دو گولیاں روزانہ استعمال کریں انشاء اللہ تعالیٰ بالکل آرام ہو جائے گا (ڈاکٹر عظمت اللہ)

(۴۹۵) پھٹکری سفید اور مرکی دونوں بمقدار تین حصے پھٹکری اور ایک حصہ مرکی ملاکر کھیل کرلی جائے اور بمقدار ۲ ماشہ بخار میں پہلے دو پڑیاں ٹھنڈے پانی کے ساتھ دی جاویں۔ ملیریل فیور روکنے میں کونین کے برابر ہے بلکہ بعض وقت اس سے بہتر ہے۔ (ڈاکٹر عظمت اللہ)

(۴۹۴) پٹاسی برومائڈ دس گرین ایک اونس پانی میں ملاکر تین مرتبہ روزانہ استعمال کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ کان بہنے بند ہو جائینگے (ڈاکٹر عظمت اللہ)

(۵۰۳) سائکن بورڈ سنہرے پاؤڈر اور عمدہ قسم کی وارنش کے ساتھ حل کرکے لکھنے سے سنہرا رنگ ہو جائے گا۔ (محمد داؤد قریشی)

(۵۰۶) سب سے اچھا پان (سندیلہ اودھ) اور (صوبہ بہار) ملکمنڈ کا ہوتا ہے۔
(محمد داؤد قریشی)

(۵۲۲) مفرح یاسمین مشتر۔ امرود۔ طباشیر کبود ...۔ ... ورق نقرہ ۲ عدد ... تا زہ ۳ پونڈ۔ مصری ... تولہ عنب کو ملاکر صبح کو نوش فرمائیے۔ تیل ... ہمیشہ ... ضروری ہے ۱۲ یوم تک استعمال ضروری ہے (حکیم جلال الدین)

(۵۲۴) صرف تین آنہ کے ٹکٹ برائے محصول ڈاک منیجر بیت الشفا بٹالہ کے نام بھیجکر اکسیر ملے منت منگا لیویں ایک ہفتہ میں قطعی آرام ہو جائیگا۔

۵۲۶ دیکھو جواب ۵۲۵ (حکیم جلال الدین)

(۵۲۷) نماز تہجد کی پہلی رکعت میں سورۂ والتین دوسری میں سورۂ کافرون کا جیبر میں سورۂ اخلاص ہمیشہ کے لئے پڑھتے رہنے سے دانتوں کو تمام عمر کیلئے کوئی مرض نہوگا (حکیم جلال الدین)

(۵۳۶) اتفاقیہ نکسیر کا۔ کاغذ جلا کر سنو اردیں۔ صندل، کافور، کشنیز، گھوٹ کر پیشانی پر ضماد کریں۔ اگر دورہ پڑتا ہو تو دودھ گائے کا ۱۰ تولہ۔ گھی گائے کا ۱ تولہ۔ مصری ۲ تولہ۔ سحری کے وقت تھوڑے گرم کرکے ایک ہفتہ پلا دیں۔ (حکیم جلال الدین)

(۵۳۹) ورزش کریں (حکیم جلال الدین)

(۵۴۰) ست گلو۔ موسلہ سینبل۔ سنگ جراحت مساوی الوزن لیکر شیرہ میں گوندھ کر دانہ نخود کے برابر گولیاں بنائیں۔ ۲ گولی روزانہ ہمراہ شیر گاؤ کھلائی جاویں۔ تمام قسم کے جریان کو مفید ہیں (حکیم جلال الدین)

(۵۴۱) موصلی سیاہ ۵ تولہ۔ موصلی سفید ۵ تولہ۔ سبوس اسپغول ۵ تولہ۔ خرمافرد ۴۰ عدد باریک کوفتہ نبات سفید ہموزن آمیختہ سفوف سازند۔ ۹ ماشہ صبح وشام ہمراہ شیر گاؤ بخورند (حکیم طاہر)

(۵۷۷) رام نرائن لال بک سیلر الہ آباد سے یہ کتاب مل سکتی ہے (۲۴۴)

(۶۱۸) پیپر منٹ دس بیس مرتبہ پان میں ڈال کر کھائیں۔ تنمباکو اور چاولوں سے پرہیز رکھیں۔

دیا سلائی کا موجد ایک شخص سنبرو اکر نامی کیمیاگر تھا۔ اس نے ۱۸۲۷ء میں دیا سلائی ایجاد کی۔

دخانی کشتی سب سے پہلے ۱۸۰۷ء میں مسٹر ماربے بنائی جو دریا سے چلتی تھی۔

آہنی جہاز سب سے اول انگلستان میں ۱۸۳۰ء میں تیار ہوا۔

جاپان میں کپڑا اکثر کاغذ کا بنتا ہے۔

ایک گھنٹہ میں ... ساڑھے سات ہزار الفاظ ... ہے۔

بجلی کی رفتار ... میل فی سیکنڈ ہوتی ہے۔

دنیا بھر میں فی ... ۳ لاکھ ... روزانہ خرچ ہوتی ہیں۔

ہاتھی دن میں ۴ یا ۵ گھنٹے سوتا ہے۔

دنیا میں اندازاً ایک کروڑ چالیس لاکھ ... موجود ہیں۔

رفتار اشاعت

نئی کتابیں

مذہب کی باتیں ہمارے مکرم جناب منشی انوار الحق صاحب ایم۔ اے ڈائرکٹر تعلیمات و ایجوکیشنل سکرٹری بھوپال نے اس نام سے ایک مختصر رسالہ تصنیف کیا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ بچوں کو سلیس بامحاورہ زبان میں مذہب کے عقائد و احکام کی تعلیم دی جائے۔ اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ مفتی صاحب اس مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ رسالہ کی زبان نہایت صاف اور سادہ ہے مشکل الفاظ کو بہت آسان کر کے اور مطالب کو اچھی طرح سمجھا کر بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ چھوٹی تقطیع کے چالیس صفحوں اور اا سبقوں پر ختم ہوا ہے۔ ان اسباق میں صرف عقائد کی بحث ہے جسکے ضمن میں ذات و صفات باری تعالیٰ کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے امید ہے کہ یہ اسلوب بیان بہت پسند کیا جائیگا اور مفتی صاحب دوسرے حصے بھی جنکا انہوں نے وعدہ کیا ہے جلد شائع کریں گے۔ یہ رسالہ محمد خان صاحب ایم اے برادرس اینڈ کو بھوپال سے مل سکتا ہے۔

تسبیح حسن ایک مشرقی سیاح نے مشرقی ممالک کا سفر کر کے روحانیات کے متعلق اپنی معلومات و تجارب کو سفر نامہ کی صورت میں لکھا ہے یہ کتاب ایک افسانہ کی طرح دلچسپ اور ایک علمی کتاب کی طرح پر معلومات ہے۔ جناب مولوی سید ممتاز علی صاحب نے انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور سچ یہ ہے کہ نہایت فصیح اور سلیس زبان میں ترجمہ کیا ہے جس سے کتاب نے ایک مستقل تصنیف کی صورت اختیار کر لی ہے قیمت ۱۲؍ دارالاشاعت پنجاب لاہور سے ملیگی۔

شاہین و دراج مولوی عبدالراشد صاحب الخیری دہلوی نے پرندوں کے نام سے ایک دلچسپ خلاق افسانہ لکھا ہے اور اپنے مخصوص انداز کی شستہ پیاری زبان میں لکھا ہے۔ دلچسپ بھی ہے اور نتیجہ خیز بھی لیکن یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ ممدوح نے اس افسانہ کو پرندوں کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ قصہ میں انسانی معاشرت دکھائی گئی ہے کتاب پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہین دراج وغیرہ انسانوں کے نام ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے اگر مولوی صاحب انسانی معاشرت دکھانے کی بجائے حیوانی معاشرت دکھلاتے جیسا کہ زلفی "بن باسی رستم" جنگل میں منگل وغیرہ کتابوں میں دکھائی گئی ہے تو زیادہ بہتر ہوتا اور کتاب پڑھ کر وہ زبردست اثر جسے غالبا نصب العین قرار دیکر کتاب لکھی گئی ہے اور جو اب غیر واقعیت کی وجہ سے پیدا نہیں ہوتا ضرور پیدا ہوتا قیمت ۸؍ ملنے کا پتہ:- دارالاشاعت پنجاب لاہور۔

فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ کی مشہور کتاب ہے جسمیں ممدوح نے ان فیوض کا حال بزبان عربی لکھا ہے جو روضۂ نبی سے حاصل ہوئے ایک کالم میں اصل کتاب ہے اور دوسرے کالم میں سعادت کونین کے نام سے اردو ترجمہ چھاپا گیا ہے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے صرف حضرت شاہ صاحب کا

نام نامی کافی ہے۔ قیمت ۱۲؍ ملنے کا پتہ:- سید عبدالغنی صاحب جعفری سجادہ نشین خانقاہ کلیمی کلاں محل دہلی۔

تفہیمات الٰہیہ یہ بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیف ہے اسکی زبان فارسی ہے جو لوگ طریقت اور تصوف سے ذوق رکھتے ہیں انکے لئے اسکا مطالعہ نہایت مفید اور ضروری ہے قیمت ۶؍ ملنے کا پتہ:- سید عبدالغنی جعفری سجادہ نشین خانقاہ کلیمی کلاں محل دہلی۔

شہنشاہ اشوک اشوک ہندوستان قدیم کا ایک بڑا حکمران ہوا ہے۔ اس کتاب میں اسی کے تاریخی حالات ہیں۔ جو نہایت دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ یہ کتاب پہلے مرہٹی میں لکھی گئی تھی۔ اب مارتنڈ پستکالیہ لاہور کے ارباب حل و عقد نے اسکا ترجمہ اردو میں کر کے تاریخ اردو پر ایک بڑا احسان کیا ہے حجم ۲۰۰ صفحے۔ کاغذ سفید مجلد قیمت ؎ ر منیجر صاحب مارتنڈ پستکالیہ لاہور سے طلب فرمائیں۔

نئے معاصر

کانفرنس گزٹ یہ آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کا ماہوار رسالہ ہے جو مسلمانوں میں تعلیمی تحریک پھیلانے اور تمدن و معاشرت کی اصلاح کے لیئے جاری ہوا ہے۔ ابتک اس کے پانچ نمبر ہماری نظر سے گزر چکے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ تعلیم اور معاشرت کے متعلق نہایت خوب مضامین شائع ہو چکے ہیں لکھائی چھپائی بھی صاف ستھری ہے اور قیمت بھی مناسب ہے البتہ رسالہ نے نام اچھا نہیں پایا۔ ہمکو توقع ہے کہ اگر کارکنان رسالہ نے اسے اور زیادہ دلچسپ بنانے کی کوشش کی جو علی گڑھ جیسی جگہ میں جہاں شاندار کتب خانہ اور مسئلہ تعلیم کے ماہرین کی بڑی تعداد موجود ہے کچھ مشکل نہیں اور ساتھ ہی مذہبی اعتدال قائم رکھا تو یہ رسالہ کافی ترقی اور پبلک میں پوری مقبولیت حاصل کرے گا۔ رسالہ مولانا حبیب الرحمن خان صاحب شروانی العالیہ آنریری سکرٹری کانفرنس کی نگرانی میں شائع ہوتا ہے قیمت ؎ رسالانہ۔ ملنے کا پتہ:- دفتر آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس سلطان جہان منزل علی گڈھ۔

نوید یہ ہفتہ وار اخبار حال میں بلند شہر سے جاری ہوا ہے منشی حسن پاشا صاحب جو کئی نامور اخباروں میں کام کر چکے ہیں اس کے اڈیٹر ہیں۔ اخبار اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں کے لحاظ سے قابل تعریف ہے قیمت سالانہ ۳؍ ملنے کا پتہ دفتر نوید بلند شہر۔

الکمال اچھا رسالہ ہے ایڈیٹر صاحب کے ہم شکر گزار ہیں کہ انھوں نے بعض دیگر تازہ رسائل کی طرح دین و دنیا کی مخصوص روش اور انداز کی تقلید نہیں فرمایا ہے کیونکہ اسی کام کوشش کی جھلک رسالہ کے صفحات پر نظر آتی ہے اڈیٹر صاحب کی یہ بات بھی قابل ستائش ہے کہ انہوں نے اخباری برادری میں آتے ہی اپنے لئے اتنا حق فرض کر لیا کہ اپنے معاصر کا ناظرین سے تعارف کرتے ہوئے دین و دنیا کا جیتا جاگتا ایڈیٹوریل نقل فرما لیا اللہ کرے زور قلم زیادہ لکھائی چھپائی اور کاغذ خاصہ قیمت ۲؍ اور پیام اسے العصر سالانہ پتہ - دفتر الکمال لاہور۔

انشائے لطیف

دنیا کا پہلا آدمی

ابتدا میں ایک زمانہ تھا جبکہ طرح طرح کے اناج جن کی اب کاشت کیجاتی ہے اور انواع و اقسام کے ثمردار اور رنگ رنگ کے پھولدار درخت جواب شوقیہ مگر باحتیاطِ تمام باغوں میں لگائے جاتے ہیں جنگل جنگل اس کثرت سے کھڑے تھے کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ گوناگوں لذیذ میووں اور مہکتے ہوئے پھولوں کی خودرَو جھاڑیاں کھڑی تھیں۔ پھولوں میں کچھ ایسی مست و پُرکیف بُو تھی کہ اب ان پھولوں کے عطر کو نصیب نہیں۔ نونہالانِ بہار کے شوخ شوخ رنگ اس بہار پر تھے کہ نہ کبھی دیکھے نہ سُنے۔ میوے ایسے تر و تازہ و شاداب کہ اُن کی لطافت و لذّت کا اندازہ خیال اب نہیں کرسکتا۔

بلاہائے سماوی و ارضی سے دُنیا محفوظ تھی۔ برسات کی کالی گھٹائیں جھوم جھوم کر اُٹھتیں۔ برستیں اور کھلجاتیں۔ مگر طوفانہائے آب و باد کبھی نہ اُٹھتے۔ آفتاب اپنی عالمگیر کروفر سے ہرروز نکلتا اور غروب ہوتا۔ لیکن خشک سالی و قحط نے کبھی صُورت نہ دکھائی۔ زینت بزمِ کون و فساد حوادث و تغیرات کی محتاج نہ تھی عروس زمانہ کا جمالِ باکمال تزئین زیور سے مستغنی تھا۔ غم و رنج و افکار گناہ و معصیت کی طرح کہ مصیبت و پریشانی کا رازِ اصلی ہیں۔ ابھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔

ہر شے سے عنفوانِ شباب ظاہر۔ پتے پتے پر قیامت کا جوبن۔ ذرہ ذرہ میں آفتاب کا جلوہ۔ گیارہ زمردین کی آب و تاب میں بھبھن کا یہ عالم گویا سطحِ زمین پر مخمل قطع کردی ہے۔

جنگل و صحرا وہ پُرفضا باغ تھے جنکو باغبان قدرت کے شگوفہ کار ہاتھوں نے خود سینچا تھا۔ زمین کا اُٹھتا ہوا جوبن اُبھر اُبھر کر سربفلک کشیدہ پہاڑوں کی صورت میں حد سے گذر چلا تھا۔ پُرشور ندیاں کسی شوخ رفتار مست ناز کی طرح اُن مالامال قطعاتِ ارضی سے لہریں مارتی ہوئی گذرتی تھیں جنکی فضا کو ہجوم اشجار پُر ثمار و جوشِ لالہ و گل نے بہشت بنادیا تھا۔

لیکن اس فضا سے لطف اُٹھانے والے۔ اس بہار کی قدر کرنے والے ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ مکان بن چکا تھا لیکن مکین ہنوز نہ آئے تھے۔ یہاں کی فضا وقفِ نسیم و صبا تھی۔ آفتاب کی مچل مچل کر رہ جانے والی گستاخ شعاعوں کے سوا عفافِ بہار کا دامن کسی نے نہ چھوا تھا۔ عروسِ دُنیا نوجوانی کی کیفیتوں میں سرشار کسی کے انتظار میں ہمہ تن اشتیاق بنی بیٹھی تھی۔ نسیم ہر صُبح ڈھونڈھتی نکلتی بادِ صبا صحرا صحرا خاک اُڑاتی خوشبو گلوں کے پردے سے استقبال کو بڑھتی لیکن نہ جسکی تلاش جسکی جستجو تھی۔ مُجلہ عدم میں خوابِ ناز کے مزے لے رہا تھا۔

آخر نیند کا متوالا چونکا۔ عدم کا جادو ٹوٹا یعنی قدرت نے اُس جانِ جہاں کو پیدا کیا جس کی راحت و بقا کی خاطر اس سنسان نگری کو اس حُسن سے رچا تھا۔

اس پہلے انسان کی پیدائیش کو جس طرح ماں باپ کی ضرورت نہ تھی اسی طرح اس کی پرورش نہ والدین کی نگہداشت کی محتاج ہوئی نہ اُسکی ہستی طفلی کی منت کش۔ یہ پہلے ہی دن جوان پیدا ہوا۔ پیدائیش کے پہلے ہی روز اس کی تمام قوتیں صحیح و کامل تھیں اس کی ذات تکمیل مجسم تھی۔ جس کی بالیدگی کمال کو بیکاری یا غلط کاری نے نقصانات نہ پہنچایا تھا۔

وہ بیروں از وہم و گمان و قیاس وجود جو بیجان عناصر کو ہیئت انسانی میں ترکیب دینے اور پھر جیتا جاگتا کردینے کا سبب ہوا تھا۔ وہی اس ہیئت انسانی کے استقلال بقا کا سبب ہوگیا۔ آب و ہوا و موسم کی حیرت انگیز مناسبت نے استعداد زمانہ سے موافقت پاکر جزو رسا فلہ تشکل عالیہ پیدا کی تھی وہی مناسبت اس شکل کے تحفظ و استقلال کا باعث ٹھہری۔ موسم کا اعتدال راحت کا ضامن آب و ہوا کی موافقت، پریشانی کی منافی ہوئی۔ نیلے آسمان سے ڈھکی ہوئی زمین اسکا زچہ خانہ بنی۔ یہی زمین و آسمان اُس کے لئے ایسا پُرراحت مکان ہوگئے۔ جہاں نہ سردی اُسے گزند پہنچا سکے نہ گرمی آسیب موسم کے تکلیف دہ و مضرت رساں اثروں سے محفوظ رہنے کے متعلق جو کمی انتہا درجہ کی ناتجربہ کاری اور جہل محض پیدا کررہا تھا وہ (کمی) خود اعتدالِ موسم نے پوری کی۔ سردی و گرمی کی متضاد کیفیتیں اس پہلے انسان کو بجائے تکلیف پہنچانے کے اپنے کمالِ اعتدال سے ہر لحظہ آرام و راحت کا سبب۔ ہردم قوتِ نمو کا باعث ہوئیں۔ خارزار اُس کی راہ میں گلستاں۔ اور کانٹے پھول ہوگئے۔ جو ہوا چلی اُس کے موافق ہی چلی۔

یہ پہلا آدمی جاہلِ محض تھا لیکن اسکی بلند پیشانی پر استدلال، عقل و دانش ذکاوت، ذہانت، فطانت کا نور چمکتا تھا۔ وہی نور جس نے اس کی اولاد میں ایک نہیں ہزاروں لاکھوں سقراط و نیوٹن پیدا کئے۔ شروع میں اسے بولنا نہ آتا تھا۔ لیکن اسکی خموشی اپنی بے زبانی میں آنے والی فصاحت و بلاغت کا پتہ دے رہی تھی۔ اس کا انجان دل اُس شجاعت اُس ہمت اور اُس حوصلہ کا خزینہ تھا جس کا پتہ بہت سے سکندر، سیزر، ہنبال، تیمور اور نپولین کے کارناموں سے ملتا ہے۔ اس کی ذاتی نیکیاں مخزنات قدسیہ تھیں کہ اسکے جلیل القدر فرزندوں یعنی انبیا و اولیا کے تصرفاتِ خفیہ سے ظاہر ہوئیں۔

حُسنِ سیرت کی طرح حُسنِ جسمانی میں بھی یہ آپ ہی اپنی نظیر تھا۔ اس کے قوی اعضا، حُسنِ جسمانی کا کامل نمونہ تھے۔ گناہ و عصیان نے قوی کی بالیدگی پر پژمردگی و بدصورتی کا دھبہ نہیں لگایا تھا۔ افکار و غموم نے حُسن کی دلفریبی کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اس کی ذات اس عالمتاب حُسن سے معمور تھی جس سے حسینانِ جہاں

پیدا ہوئے۔ جن کے فیض سے کروڑوں اربوں یوسف جمال ہمیشہ ہر زمانہ میں انجمن افروز نگاہ رہیں گے۔

یہ حسین، جاہل، تنہا، بھولا بھالا مگر مکمل انسان حقیقت میں نہایت ہی جمیل و جلیل۔ ظاہری و باطنی قوتوں اور رنگا رنگ جذبات کا خزانہ تھا۔ اسکی ذات نہایت مہتم بالشان صفات کا گنجینہ تھی۔ مگر یہ اپنی قوتوں اور خوبیوں سے واقف نہ تھا۔ قدرتوں اور توفیقوں کا اس میں ایک عالم بھرا تھا۔ پر اُسے خبر نہ تھی۔

لیکن یہ پہلا آدمی جب نیستی سے ہستی میں آموجود ہوا تو اس کی کیا حالت تھی؟ پیدا ہوتے ہی اسکے مدقل دماغ میں کیا کیا خیالات گذرے ہونگے؟ اُس کے صاف قوی بے گناہ دل میں پہلے پہل کیسے جذبات موجزن ہوئے ہونگے؟ (ماخوذ)

عورت

مرد اور عورت کا ساتھ دُنیا میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دونوں کے کام دونوں کے فرائض جدا جدا ہیں۔ مگر پھر دونوں ایسے ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرا بیکار اور نکما۔ دونوں زندگی کی گاڑی کے دو پہئے ہیں۔ جن میں سے ایک اگر جاتا رہے تو دوسرا کسی مصرف کا نہیں رہتا۔ قدرت نے جہاں دونوں کے فرائض علیحدہ علیحدہ مقرر کئے ہیں، خصائل بھی اُن کو کسی قدر مختلف عطا فرمائے ہیں۔ مرد کو زیادہ قوی اور درشت مزاج بنایا تو عورت میں خوبصورتی اور نرم مزاجی کو جزو اعظم ٹھہرایا۔ مرد کو زندگی کی جنگ کے لئے منتخب کیا تو عورت کو گھر کا کام کاج سپرد کیا۔ ایک کو دوسرے سے وابستہ کرنے کے لئے اس کو اس کا محتاج کیا۔ اور اس طرح سے ہر ایک ناقص کو ایک دوسرے کا تکملہ ٹھہرا کر کامل بنایا۔ قوائے دماغی مرد اور عورت میں فطرۃً مساوی ہیں۔ عورت کے موجودہ دماغ کا مردوں کے دماغ سے موازنہ و مقابلہ کر کے یہ استدلال کرنا کہ عورت ناقص العقل ہے نادرست ہے۔ کیونکہ اوّل تو قرنہا قرن سے مردوں کو ترقی و تربیت کا فائدہ پہنچتا رہا ہے اور عورتوں کا دماغ قریب قریب بالکل معطل رہا ہے۔ دوسرے باوجود اس کمی کے بھی عورت میں بروئے مشاہدہ ایسی عقل دیکھی جاتی ہے جو اکثر مردوں میں نہیں ہوتی اور یہ تو ایک عام بات ہے کہ بچپن میں لڑکی لڑکے سے زیادہ ذہین ہوتی ہے۔

عورت کی نسبت یہ خیال قدیم سے چلا آیا ہے کہ وہ جسمانی اور دماغی لحاظ سے کمزور رہے اور مرد کی محتاج۔ اس کی خوبی یہی ہے کہ وہ کمزور اور ڈرپوک ہو اور اس میں صرف اتنی سمجھ ہو کہ جنس اعلیٰ یعنی مرد کی توجہات کو سمجھ سکے۔ اسی واسطے اسکو تعلیم بھی اتنی ہی دیجاتی ہے کہ وہ مرد کا دل خوش کرنے کے قابل ہو جائے۔ خواہ کہ وہ آپ خود دار، قطعاً بیوی یا ماں یا دوست بنکر رہے۔ ایسی طاقت و قوت کا ہونا ایک عیب ہے کیونکہ اس سے اُس کی خوبصورتی میں فرق آتا ہے۔ اُسکا سنگار، اُس کی آرائش سب اس لئے ہے کہ مردوں کے دل اسکی جانب کھچیں۔ اسکے ہر قول و فعل، اس کی کل حرکات و سکنات کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو اسکی طرف خیال پیدا ہو۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ عورت محض مرد کے ہاتھ کا کھلونا ہو جاتی ہے۔ اور اس میں وہ عادات و خصائل پیدا نہیں ہوتے جو اسکی آفرینش کی غایت ہیں۔ نہایت ضروری ہے کہ عورت کو وہ اعلیٰ تعلیم و تربیت دیجائے جو مرد کو دیجا سکتی ہے۔ تاکہ نیک خصائل خودداری اور ضبط نفسی کی خوبیاں اس میں جلوہ دکھائیں۔ اس کو بلا استثناء وہ تمام تمدنی حقوق دیے جائیں جو مرد کو حاصل ہیں ورنہ معاشرت کا یہ عضو نفیس معطل رہ کر ضعیف ہو جائیگا۔ اور پھر جزو کا ضعف کل کا ضعف ثابت ہوگا۔ عفت و عصمت کے بچاؤ میں طرح طرح کے عجیب و غریب مضر دستور ایجاد کرنا اور ان کی پابندی سختی کے ساتھ رکھنا ایک مغالطہ ہے اور نہایت بزرگ مغالطہ۔ حسن و جمال کے علاوہ جو عورت کی خاص خوبی ہے عورت میں اور بہت سی خوبیاں ہیں۔ عورت کل بنی آدم کی ماں ہے۔ عورت باہر کی زینت اور گھر کی رونق ہے۔ عورت رحمدل، نرم مزاج، صابر، شاکر ہے۔ عورت کی محبت عورت کی آس، عورت کا بھروسہ۔ وہ چیزیں ہیں جو شکستہ دل کو زندہ دل، غمگین کو شگفتہ اور مصیبت زدہ کو فارغ البال بنا دیتی ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

تماشائے اہل نظر بن گئی تو — خدا بیں نگاہوں کا گھر بن گئی تو
نہ تھی اس جہاں میں تو تھی حور جنت — زمیں پر اُتر کر کرشمہ بن گئی تو
ترے دم سے قائم ہوا نظم عالم — زہے شان۔ کان ہنر بن گئی تو
تری ہر ادا الذت ہے نہایت — حلاوت میں قند و شکر بن گئی تو
مسخر کیا جسکو دیکھا نظر بھر — لبھانے میں جادو اثر بن گئی تو
مصیبت میں ثابت ہوئی رحمت حق — تکالیف سے بے خبر بن گئی تو
ترے باعث آساں ہوئی زندگانی — محبت کا اُلفت کا گھر بن گئی تو

زن و شوہر کے تعلقات محبت خصوصاً موجودہ معاشرت میں نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں جو ایک فاش غلطی ہے۔ مرد کی زندگی میں محبت چاہے ایک تھوڑی دیر کا واقعہ ہو۔ عورت پر ایک دفعہ محبت کا وہ اثر ہوتا ہے کہ عمر بھر زائل نہیں ہوتا۔ زور ہے اُس تعلق زناشوئی پر جس میں محبت و الفت نہیں۔ محبت ایک پاک اور اعلیٰ اور بیغرضانہ جذبہ ہے۔ محبت مایۂ زندگی ہے اور روح انسانی کے لئے باعث راحت و مسرت۔ محبت شباب کی زینت ہے اور ضعیفی کی رونق۔ محبت کا اثر صاحب محبت کے دل پر ہمیشہ مفید ہوتا ہے۔ ایثار نفس اسکا ایک معمولی نتیجہ ہے اور نرم دلی ہمدردی اور اعتماد اسکی جلو میں چلتے ہیں۔ محبت اُمنگوں کو بڑھاتی ہے اور قلب کو وسعت دیتی ہے۔ فی الحقیقت کوئی مرد مرد اور کوئی عورت عورت نہیں جبتک وہ محبت سے واقف نہو۔ ہر محبت کی بنیاد محبوب کی خوبیوں پر ہوتی ہے۔ جن کو دیکھکر محبوب کی طرف محبت پیدا ہوتی ہے۔ زن و شوہر کی محبت اس کلیہ سے باہر نہیں۔ یوں تو دوست و احباب عزیز و اقارب کی محبت بھی محبت ہوتی ہے۔ مگر زن و شوہر کی محبت کو

ان میں سے کوئی بھی نہیں پہنچ سکتی - مردوں کو مردوں کے ساتھ لاکھ محبت ہو مگر وہ دلسوزی اور ہمدردی باسانی و بکثرت ہر لمحہ و ہر لحظہ ہرگز نہیں میسر آسکتی جو عورت سے ممکن ہے - اور ممکن کیونکر - عورت فطرۃً وجود انسانی کا حصہ نصف ہے اور اسکا جزو لاینفک - قدرت کا منشا ہی یہ ہے کہ ہر ایک انسانی جوڑا ماسوا سے مستغنی ہو کر ایک دوسرے کا محتاج، ایک دوسرے کا شریک، ایک دوسرے کا ہر وقت کا رفیق و غمگسار بن کر رہے۔

تاہل ایک جنجال اور بکھیڑا سہی، مگر اس کا نہ ہونا اس سے زیادہ جنجال اور بکھیڑا ہے - ویران ہے وہ گھر جس میں گھروالی کی راحت فزا موجودگی اور بچوں کی لبھانیوالی چہل پہل نہیں - غیر متاہل زندگی خصائل پر کبھی اچھا اثر نہیں ڈالتی - غیر متاہل شخص ہمیشہ چڑچڑا اکھل کھرا، مغرور اور خود پسند کاہل اور علیل ہوتا ہے - آدمی کی خصلت کا امتحان اس سے بہتر اور کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ اس کو خانہ داری کی حیثیت میں دیکھا جائے - صداقت، محبت، ہمدردی، مواسات، مردانگی اور راستبازی کا ثبوت جیسا گھر میں ملتا ہے اور کہیں کم مل سکتا ہے - یہ سب باتیں اگر گھر میں نہیں تو گھر نہیں - کوئی اور چیز ہے۔

گھر عورت کی بادشاہت، عورت کی ریاست، عورت کی دنیا ہے جس میں وہ محبت مہربانی اور نیکدلی کے ساتھ حکومت کرتی ہے - اچھی گھروالی مصیبت کا سہارا اور اندھیرے کا اُجالا ہوتی ہے - جاہتی بیوی جوانی کی راحت و زینت اور ضعیفی کی وفادار رفیق ہوتی ہے - کتنا خوش قسمت ہے وہ شخص جسکے سارے فکر گھر میں داخل ہوتے ہی رفو چکر ہو جاتے ہیں - لوتھر نے کیا خوب کہا ہے - سب سے بڑی نعمت جو انسان کو حاصل ہو سکتی ہے یہ ہے کہ اُسے نیک اور پارسا بی بی میسر ہو - جسکے ساتھ وہ امن اور چین میں زندگی بسر کرے اور جسکے لئے وہ مال تو کیا جان تک دریغ نہ کرے۔

برنز شاعر نے عورت کی خوبیوں کو دس حصوں میں تقسیم کیا ہے - ان حصوں میں سے چار حصے مزاج کے ہیں - دو عقل و تمیز کے - ایک خوش طبعی کا - ایک خوبصورتی کا - اور باقی دو دولت خاندان علمیت وغیرہ کے - کوئی عقلمند شادی کرتے وقت صرف خوبصورتی کا دلدادہ نہیں ہونے کا - خوبصورتی چاہے کتنی ہی دلکش ہو - اس کا اثر امتداد زمانہ کے ساتھ کم ہوتا جاتا ہے۔

طینت پاک و خلق شائستہ

حسن یہ بے زوال ہوتے ہیں

لڑکیوں کو جالیاں کاڑھنی خوب آتی ہیں - کیا اچھا ہو اگر وہ ساتھ کے ساتھ پنجرے بنانا بھی سیکھا کریں - مرد بہت جلد عورتوں کے سینہ ہو جاتے ہیں - مگر ان کو مقید رکھنا، ان کو قابو میں رکھنا ذرا مشکل ہے - اگر کوئی بی بی اپنے گھر کو ایسا صاف ستھرا اور ہشاش بشاش نہیں رکھ سکتی کہ اس کا خاوند باہر کے کام کاج سے تھک کر اس میں پناہ لے تو خدا رحم کرے اس خانہ پر - " حقیقت میں بے گھرا ہے۔

سخاوت عرب

(از جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

ایک سید صاحب نے مجھے کھانے پر مدعو کیا - میز پر ایک قاب میں آم بھی تھے - میزبان (سید) صاحب نے دو چار تراشے تو میں نے کہا "یہ ترش ہیں" - ایک صاحب نے چکھ کر میری تصدیق کی - ایک حاجی صاحب بغل میں تھے - بولے - جا بجا سے جو ٹکڑے صحیح نظر آتے ہیں وہ شیریں ہونگے - میزبان صاحب نے کہا "کیا رائے ہے؟ اور تراشے جائیں؟" میں نے کہا آپ نسل عرب سے ہیں آپکی قومی سخاوت کا مقتضا یہ تھا کہ تمام آموں کو تراش کر صحیح ٹکڑے ایک طشتری میں جمع کر دیتے - لوگ یہ معانہ سمجھے تو میں نے ایک حکایت بیان کی جسے ایک یہودی عالم سے سنی تھی وہ حکایت یہ ہے :-

کسی زمانہ میں عراق عرب کے ایک بادشاہ کا وزیر عربی النسل تھا - وزیر نے ایک دن بادشاہ سے کہا کہ سخاوت عربوں پر ختم ہے - بادشاہ نے ثبوت مانگا - وزیر نے کہا موقع آئیگا تو دکھا دونگا ایک مرتبہ بادشاہ اور وزیر سرحد پر شکار کھیل رہے تھے - وزیر کو وہ بات یاد آئی اور بادشاہ سے اُسنے کہا "عربوں کی سخاوت کا امتحان کیجئے" دونوں نے سرزمین نجد کی طرف گھوڑے چھوڑ دئے - جب شام قریب ہوئی تو بادشاہ نے ایک جھونپڑی کے قریب گھوڑے کی باگ روک لی - اندر سے دو عورتیں نکلیں - گھوڑوں کی لگامیں پکڑ لی گئیں اور مسافر اُتر پڑے - اتنے میں مالک خانہ آیا اور ایک دنبہ ذبح کر کے اور اُسے مسلم بھون کر مہمانوں کے سامنے رکھدیا - وزیر نے بادشاہ سے کہہ رکھا تھا کہ آپ میری پیروی کیجئے گا - وزیر نے ہاتھ بڑھا کر ایک گردہ نکال کر کھایا تو بادشاہ نے دوسرا گردہ نکال کر نوش کیا اور پھر دونو نے ہاتھ کھینچ لئے - میزبان سمجھا کہ مہمان کو صرف گردے پسند ہیں - اور پھر وہ گوشت کا برتن سامنے سے اُٹھائے گیا اور جتنے دنبے تھے سب ذبح کر ڈالے - اور ایک قاب میں صرف گردوں کے کباب لاکر سامنے رکھدئے وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ ایک معمولی چرواہے کی یہ شان مہمان نوازی و سخاوت ہے کہ فردا کی فکر نہ کی اور ساری دولت مہمان کے سامنے رکھدی"

یہ حکایت سُنکر حاجی صاحب بولے یہ حکایت ضرور صحیح ہوگی - میرا چشم دید واقعہ اسکی تائید میں ہے اور انھوں نے اپنا قصہ یوں بیان کیا :-

"میں ایام حج میں مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ٹہلتا ہوا نکل گیا - شب ہو گئی ایک جھونپڑی کے سامنے تھک کر بیٹھ گیا اور پھر زمین پر لیٹ گیا - تھوڑی دیر میں مالک خانہ آیا اور ماں سے پوچھا اس مہمان کے لئے کچھ سامان کیا ہے؟ ماں نے جواب دیا گھر میں کچھ نہیں ہے - وہ یہ سُنکر باہر چلا گیا - اور ایک گھنٹے میں ایک دنبا بغل میں دبائے ہوئے اور کاندھے پر چاول کی گٹھری لئے ہوئے واپس آیا - اور تھوڑی دیر میں دُنبے کا پلاؤ میرے سامنے رکھا گیا - میں نے معذرت کی تو اُس نے کہا - تم نہ کھاؤ گے تو میں بھی نہ کھاؤنگا - یہ انتہائے اصرار تھا - مجھے کھانا پڑا - اور کھانا کھا کر پھر میں وہیں سو رہا صبح کو میں خراماں خراماں مکہ کی طرف روانہ ہوا اور راستہ میں قہوے خانوں میں

ٹھہرتا، قہوہ پیتا اور عربوں کی لطف صحبت کے مزے اٹھاتا ہوا چلا۔ مکہ کے قریب ہر قہوہ خانہ میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا میزبان حراست میں ہے اور ایک مدعی (مستغیث) سامنے کھڑا ہوا ہے اور کسی معزز شخص کے سامنے تفتیش جرم یا تحقیقات جرم ہو رہی ہے۔ دعویٰ دُنبے کی چوری کا تھا اور میرے میزبان کی جوابدہی یہ تھی کہ مہمان آگیا تھا اور گھر میں کچھ نہ تھا تو میں کیا کرتا؟ میں دُنبہ کی قیمت ادا کروں گا۔ نیت سرقہ نہ تھی۔ مدعی یہ کہتا تھا کہ "ابھی دو" جواب ملزم یہ تھا کہ اسوقت تہیدستی مانع ہے۔ میری شامت جو آئی۔ میں نے ساڑھے تین روپئے تحقیقات کنندہ کے سامنے مجرم کی طرف سے رکھدئے اور کہا کہ وہ مہمان میں ہوں جسکے سبب سارا جھگڑا پیدا ہوا ہے۔ مدعی نے کہا کہ مہمانداری کا عذر سچ معلوم ہوتا ہے میں دعوے سے دست بردار ہوا۔ ملزم نے کہا "تمھیں مجھ سے دام لینا ہونگے۔ لیکن اس مہمان نے اپنے آپ کو ظاہر کرکے میری توہین جو کی ہے وہ ناقابل برداشت صدمہ ہے" اب مجھے اپنا فکر پیدا ہوا لیکن تحقیقات کنندہ کی مہربانی سے کسی طرح میں اپنا روپیہ لیکر نکل بھاگا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ تحقیقات کرنے والے نے یہ فیصلہ کیا کہ "مہمان داری کی ضرورت خاص تھی اسلئے نصف قیمت مدعی کو چھوڑنا ہوگی لیکن بقیہ نصف ضرور ادا کرے گا۔"

یہ حکایت سنکر ایک صاحب بولے۔ افغانوں میں بھی مہمان نوازی کا بڑا خیال رہتا ہے اور پھر انھوں نے بھی ایک حکایت سُنائی۔ وہ کہنے لگے:۔

"ایک افغان کے گھر ایک مہمان آیا۔ میزبان اُسے تنہا چھوڑکر سامان مہمان نوازی کے لئے باہر گیا۔ تھوڑی دیر میں اسکا پڑوسی آیا اور مہمان کو تنہا دیکھ کر اپنے گھر لے گیا۔ میزبان اول آیا اور مہمان کو دوسرے کے گھر دیکھا تو غصہ سے کانپنے لگا اور دونوں میزبانوں میں جھگڑا شروع ہوگیا۔ بالآخر قصور مہمان کا ٹھہرا کہ اُسنے دوسرے کی مہمان نوازی قبول کرکے میزبان اول کی توہین کی۔ میزبان اول نے مہمان سے کہا کہ اس خطا پر میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا۔ مہمان بہت گھبرایا تو میزبان دوم اُسے یوں سمجھاتا ہے "خان! کچھ پرواہ نہ کرو۔ مارنے دو۔ اگر یہ میرا ایک مہمان مارتا ہے تو میں اسکے سو مہمانوں کو قتل کر ڈالونگا"

اس نقل کرنے سے اُنہے افغانوں کی مہمانداری کو بمقابلہ عربوں کی مہمانداری کے اُسی نظر سے دیکھا جس نظر سے سعدی علیہ الرحمہ نے افغانوں کو اپنے اُس مشہور قطعہ میں ظاہر کیا ہے جسکا مصرعہ اولیٰ یہ ہے:۔ "سعدیا روز ازل حسن بہ ترکاں دادند" اور بمقابلہ عربوں کے افغانوں کی مہمانداری کو ہیچ بتایا۔ ایک صاحب افغانوں کی تائید میں طنزاً یا مزاحاً بولے کہ "میزبان دوم میزبان اول کو کسی طرح باز نہیں رکھ سکتا تھا سوا اسکے کہ اسکے آئندہ مہمانوں کا خطرہ اسکے سامنے پیش کرتا اور اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ افغانوں کے نزدیک مہمان بہت پیارے ہیں۔"

افغانوں کی مہمانداری کا قصہ بطور ایک لطیفہ کے یہاں بیان کیا گیا ہے ورنہ جس شرافت النفس سے عرب مہمان نوازی کرتے ہیں ... وہ ... خصوصیت ... ضرب المثل ہے کوئی انکی برابری نہیں کرسکتا۔

لیکن ... کہ مجھے اس تحریر سے ... عربوں کا قومی شعار دکھانا منظور ہے۔ انکی صفت کرنا مقصود نہیں ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسطرح کی سخاوت شرعاً محمود ہے۔ "خیر الامور اوسطہا" کوئی شے اعتدال سے بڑھ جائے تو عیب میں داخل ہوجاتی ہے ... کا فضل ... خلاف شرع ... اور ... افعال شرع کی نظر میں مذموم اور قبیح ہیں ایسی سخاوت سے اجتناب لازم ہے۔

صنف نازک کیلئے
عورتوں کے منگھڑت مسئلے

اس میں شبہ نہیں کہ بعض باتیں تفاؤلاً بعض احتیاطاً، بعض وہماً، بعض رسماً اس قدر دلنشین ہو جاتی ہیں کہ وہ طبیعت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ خصوصاً جو باتیں عورتوں کے دل نشین ہو چکی ہوں اُن کا عورتوں کے ذہن اور دل سے یک لخت دور کرنا ازحد دشوار ہوتا ہے۔ ان میں بعض باتیں تو مفید اور بعض ازبس مضر ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً چیچک کے پرچھاویں سے بچنا ایک نہایت مفید بات ہے کیونکہ یہ متعدی مرض ہے۔ مگر اس مرض کو ہوا سمجھ کر بیمار کی خبر تک نہ لینا زیادہ تر بیرحمی اور بیدردی سے تعلق رکھتا ہے۔ ہر بات کا بُرا بھلا شگون دیکھنا اور خلاف مرضی شگون نکلنے سے اُس کام کا وقت اور موقع ہاتھ سے کھو دینا اکثر پیچھے افسوس کرنے اور ہاتھ ملنے کا باعث ہوجایا کرتا ہے۔

ہندؤں میں برہمنوں نے گرہ گوچر کا اعتقاد جما کر بہت سے کاموں کو عین وقت سے روک رکھا ہے۔ مسلمانوں میں سیانے مُلّانوں نے ایسا ہی غضب ڈھا رکھا ہے۔ لیکن یہ شکر ہے کہ مسلمان مرد اس کے بہت کم قائل اور معتقد ہیں۔

علی ہذا خاندانی آن بھی ایک نہایت تکلیف دہ چیز ہے۔ اس آن نے بہت سی نامناسب باتوں کو جاری کردیا اور بہت سی مناسب باتوں کو روکدیا ہے۔ اب ہم چند ایسے مسئلے لکھ کر جو عورتوں کے من گھڑت ہیں۔ ناظرین رسالہ کی معلومات میں ایک انوکھا اضافہ کرتے ہیں۔

اس فہرست توہمات کو عقائد مذہبی سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وہ مسئلے ہیں کہ نہ تو نص قرآنی میں ان کا پتہ لگے گا اور نہ تفاسیر میں ان کی سند پائی جائیگی انمیں سے بعض ایسے ہیں جو کو ان پڑھ لوگوں کے خیالات کا نتیجہ ہیں۔ مگر کچھ نہ کچھ عقلی بنیاد رکھتے ہیں۔ لیکن اکثر بے سروپا ہیں۔ جن کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

۱۔ بُدھ کے روز مُردے کے پھول یا فاتحہ سوم نہ کرو۔ اگر ایسا کروگے تو چار بُدھ تک ایسا ہی موقع پیش آتا رہے گا۔ بلکہ بیمار ہو تو حکیم کے ہاں نہ جاؤ۔ اور کوئی دوائی پینی ہو تو اُسے آج کے دن شروع نہ کرو۔ کیونکہ یہ دن منحوس ہے۔

۲۔ توا ہنسے تو جان لو کہ گھر میں کوئی شادی رچیگی۔ چراغ سے پھول جھڑے تو سمجھ لو کہ کوئی خوشی ظہور کرے گی۔

۳۔ جمعرات کو آنکھوں میں دوائی نہ لگاؤ۔ ورنہ حشر کے دن اندھے اٹھوگے۔ علے ہذا اس روز کوئی دوا نہ پیؤ۔ ورنہ ہمیشہ بیمار رہوگے۔ جمعرات کا دن منحوس ہے۔

۴- دونوں وقت ملتے نہ سوؤ کہ یہ بیماری کی علامت ہے ؛

۵- قینچی یا سروتہ نہ بجاؤ کہ اس سے گھر میں لڑائی ہوتی ہے ؛

۶- سیہہ کا کانٹا یا کنیر کا پھول گھر میں رکھو گے تو لڑائی کا بیج بو دگے۔ آپس میں دشمنی کراؤ گے ؛

۷- روٹی دانت سے کاٹ کر نہ کھاؤ کہ نہایت منحوس ہے ؛

۸- مُردہ کا ذکر کرو تو پہلے یہ فقرہ کہہ لو کہ "اُس کی ارواح اُدھر ہی رہے" تاکہ مُردہ محبت کر کے اوروں کو بھی اپنا ساتھی نہ بنالے ؛

۹- دُھوبن کا نام صبح کو نہ لو۔ اگر ضرورت پڑے تو اُجلی کہو" جیسے آج اُجلی آئے تو کپڑے بدلوں" یا "اُجلی کپڑے دھو کر لائی" ؛

۱۰- چا۔ پانی اوپر تلے اوپر کر کے گھڑی نہ کرو کہ منحوس ہے۔ مُردہ کی چا۔ پانی اس طرح گھڑی کیا کرتے ہیں ؛

۱۱- بیٹھے بیٹھے بت نہ بجاؤ ورنہ اناج مہنگا ہو جائے گا۔

۱۲- دانت بجانا منحوس اور نیستی کی علامت ہے۔

۱۳- بچّے کو تروئی سے نہ مارو۔ ورنہ بھوکا ہو جائیگا۔ یعنی ہر ایک چیز حد وقت سے زیادہ کھایا کریگا اور پھر بھی پیٹ نہ بھریگا ؛

۱۴- جو بچّہ ہنڈیا چاٹتا ہے اُس کی برات کے روز مینہ ضرور برستا ہے ؛

۱۵- پاؤں لٹکا کر بیٹھنا یا پاؤں پر پاؤں رکھکر بیٹھنا نہایت منحوس ہے ؛

۱۶- نمک زمین پر گراؤ گے تو قیامت کے روز پلکوں سے اٹھانا پڑیگا ؛

۱۷- چاند کو اوپر والا۔ اُلّو کو رات والا۔ حکیم کو چیرے والا۔ ہاتھی کو سونڈ والا بندر کو ڈال والا۔ یا ٹہنی والا۔ بلی کو نکٹی۔ شراب کو بوتل والی۔ سانپ کو رسّی یا ماموں۔ تُلسی کو پتوں والی کہو۔ کیونکہ یہ مُردے کی حاضری پر رکھی جاتی ہے ؛

۱۸- جوتی پر جوتی چڑھے تو جان لو کہ سفر درپیش ہوگا ؛

۱۹- پاؤں کا تلوا کھجائے تو سمجھ لو کہ جنگلوں میں پھرنا ہوگا ؛

۲۰- ہچکیاں آئیں تو یقین کر لو کہ کسی عزیز نے یاد کیا ہے۔ سب عزیزوں کا نام لو جسکے نام پر ختم ہو جائے جان لو کہ اسی نے یاد کیا ہے ؛

۲۱- حلق میں نوالہ اٹکنا کسی عزیز کی محبت جس کھانا نہ کھایا جانے کی علامت ہے ؛

۲۲- اگر کوئی تمھاری یا تمھاری کسی چیز کی تعریف کرے یا تم خود کسی عزیز کی یا اسکی کسی چیز کی تعریف کرو تو پہلے "ہفت نظر" کہہ لو تاکہ ٹوک نہ لگے۔ یا پہلے یہ لفظ کہہ لو کہ "میری نظر نہ لگے" فلاں چیز نہایت عمدہ ہے یا اچھی ہے ؛

۲۳- جسکی نظر لگ گئی ہو اُسکے پاؤں کی مٹی لیکر چولھے میں جلا دو ؛

۲۴- رات کو بچّوں کا نام لیکر نہ پکارو۔ اگر اُلّو سن لیگا تو ایک تنکا لیکر دریا پر جائیگا اور اُسے پانی میں ڈبو ڈبو کر وہی نام لیگا جس سے بچہ سوکھتا چلا جائیگا اور آخر کو ہاتھ سے نکل جائیگا۔ اگر نام لینے کی ضرورت ہو تو لڑکے کو ہیگا اور لڑکی کو ہینگو کہکر بلا کرتے ہیں ؛

۲۵- صبح کسی غیر کا نام نہ لو۔ فرضی اشاروں سے سمجھا دو ؛

۲۶- صبح کو کسی کی صورت دیکھنے سے پہلے اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ لو۔

۲۷- جب کسی حاکم کے پاس جاؤ یا سفر کرو تو جسکا پیرا ملتا ہو۔ گھر کے دروازے سے پہلے اُسے آگے بڑھاؤ۔ پیچھے آپ ہو لو۔

۲۸- نئی جوتی پہنو تو کہو" دشمن زیر پا"

۲۹- کوئی ترکاری نئی کرو تو کہو" نیا پھل دانت تلے۔ دشمن پاؤں تلے"

۳۰- کورے بنڈے آسمان یا کسی درخت کے نیچے نہ رہو تاکہ نظر گذر سے محفوظ رہو۔ یعنی کنوارپن کی حالت میں جن و پری کا سایہ ہو جاتا ہے۔

۳۱- کسی کا ہاتھ تمھاری ناک کو لگ جائے تو اسکی ناک نہ دیکھ لو۔ نہیں تو تمھاری ناک پک جائیگی ؛

۳۲- بچے کے دانت نکلیں تو کھو کہ" بچے نکالے ہیں" اور جب وہ دانت نکلتے وقت پھولنے شروع ہوں تو کہو" کلیاں رکھی ہیں"

۳۳- دودھ کا دانت ٹوٹے تو چوہے کے بل میں ڈالدو تاکہ چوہے جیسے مضبوط دانت نکلیں

۳۴- دانت ٹوٹے تو زبان نہ لگاؤ۔ ورنہ دوسرا دانت ٹیڑھا نکلے گا ؛

۳۵- کوئی سفید چیز آسمان کے نیچے نہ کھاؤ۔ دودھ یا کھیر کھاکر باہر نہ نکلو۔ اگر جاؤ تو ذرا سی چولھے کی راکھ چاٹ کر تاکہ نظر نہ لگے ؛

۳۶- اچار ڈالو تو ایسی جگہ نہ رکھو جہاں کسی کا پرچھاواں پڑے۔ ورنہ بگڑ جائیگا ؛

۳۷- اگر اچار ڈالنے کے موقع پر کوئی غمی ہو جائے تو اچار ڈالنا چھوڑ دو۔ اسی طرح سویاں توڑنی موقوف رکھو ؛

۳۸- بچے کو سر سے اونچا نہ اٹھاؤ ورنہ دست آئینگے ؛

۳۹- بچے کو سوتے میں ہنستے یا روتے دیکھو تو جان لو کہ بمائی ہنساتی یا رُلاتی ہے۔ جب وہ کہتی ہے کہ تیری ماں جیتی ہے تو بچہ ہنسنے لگتا ہے۔ جب وہ کہدیتی ہے کہ تیری ماں مرگئی تو رونے کی صورت بناکر بسورنے لگتا ہے (بمائی سے غرض ہے ماتا ہے۔ جسے ہندو دیوی مانتے ہیں) (ماخوذ)

گاجر کا اچار

گاجر ۵ سیر۔ رائی ۳ چھٹانک۔ مرچ سرخ آدھ پاؤ۔ نمک سانبھر ۲ چھٹانک پانی ۶ سیر۔

ترکیب تیاری:۔ اول گاجر کو چھیل کر اور قتلے تراش کر ابالیں۔ جب وہ قاشیں گل جائیں تو پانی میں سے نکال کر سایہ میں ایک ساعت خشک کریں جب قتلے اوپر سے خشک ہو جائیں تب نمک۔ اور مرچ اور رائی پیسکر اُس میں آمیزاں کریں اور تین روز تک مرتبان میں رکھیں۔ بعد تین دن کے چھ سیر پانی گرم انمیں چھوڑ دیں جب ترش ہو جائے کام میں لائیں اور اسی طرح اچار شلغم و اچار چقندر اور ترب و زمیقند اور پیاز بیگن وغیرہ بن سکتا ہے ؛ (والدہ سکندر مرزا۔ دہلی)

چاہ کندہ را چاہ درپیش

(حقوق محفوظ ہیں)

شیخ عبدالرب نامی ایک تاجر مراد آباد میں رہتے تھے۔ رہتے تھے کیا معنی رہتے ہیں اور اپنے و آنڈیکا ان میں محبت و عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں موصوف پہلے میونسپلٹی میں ملازم تھے لیکن چند سال قبل جب ان کی بیوی کو ترکۂ پدری میں کچھ روپیہ دو ہزار کی رقم ملی تو انھوں نے ملازمت چھوڑ کر بیرے کی دوکان کھول لی۔ شیخ صاحب اگر ہوشیار یا بالفاظ دیگر ایک چلتے ہوئے آدمی ہوتے تو یقیناً دس بارہ سال کے عرصہ میں ہزاروں روپے پیدا کر لیتے۔ لیکن وہ نہایت نیک، قناعت پسند اور سادہ مزاج واقع ہوئے ہیں اور اس لیے اُن کی تجارت اس سے زیادہ فروغ یاب نہیں ہوئی کہ دونوں وقت اطمینان سے دال روٹی کھالیں اور ضرورتوں کے موقع پر کسی کے محتاج نہ رہیں۔ شیخ صاحب اور اُنکی بیوی اپنی نیک مزاجی اور سادگی کی وجہ سے ہمیشہ خوش و خرم رہتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں خدا نے ہر طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں لیکن صرف ایک فرزند نرینہ کی نعمت سے وہ محروم تھے۔ اُن کے ایک دختر تھی۔ ایک لڑکی پیدا ہوئی اور اس لڑکی کو وہ اپنی عمر بھر کا ماحصل اور ثمرۂ زندگی خیال کرتے تھے۔ ماں باپ شکیل تھے اسلئے لڑکی بھی خوبصورت تھی اور اچھے آغوش میں تربیت پانے کی وجہ سے نیک سیرت بھی تھی۔ شیخ صاحب نے ایک مولوی صاحب کو اُس کی تعلیم کے لئے ملازم رکھ لیا تھا۔ اور اس لئے چند روز میں وہ دینیات کی ضروری تعلیم اور معمولی اردو فارسی کی نوشت و خواند سے واقف ہو گئی۔ سلیقہ شعار ماں نے اپنی اکلوتی بیٹی کو ہر طرح کا کھانا پکانا اور ہر قسم کا سینا پرونا خود سکھایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شباب کی دنیا میں قدم رکھتے ہی برادری کی نگاہ اُسکی طرف اُٹھنے لگی اور ہر لڑکے والے کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ایسی خوبصورت، نیک سیرت اور سلیقہ شعار بہو خدا اُسی کو نصیب کرے۔ چنانچہ جا بجا سے پیام آنے لگے لیکن ان سب میں شیخ صاحب اور اُنکی بیوی نے محمد بشیر کے پیام کو نہایت پسند کیا۔ محمد بشیر ایک خوش رو، صحیح القویٰ نوجوان تھا۔ کچھ عربی فارسی اور انٹرنس تک انگریزی تعلیم اس نے حاصل کی تھی۔ اُسکے باپ محمد صادق عطاری کی دوکان کرتے تھے اور ان کا ارادہ تھا کہ بیٹے کو طبابت اور ڈاکٹری کی تعلیم دلائیں اسی لئے انھوں نے عربی اور انگریزی پڑھائی تھی۔ لیکن عمر نے وفا نہیں کی اور باپ کے مرنے کے بعد محمد بشیر کو تعلیم کا خیال دل سے نکال کر دوکان کا کام سنبھالنا پڑا۔ دوکان بھی خاصی چلتی تھی اور اس سے محمد بشیر کو اتنی آمدنی ہو جاتی تھی کہ وہ ملازمت کا خیال بھی اپنے دل میں نہ لاتا تھا۔

(۲)

شیخ عبدالرب کے پڑوس میں دیوار در دیوار اُن کے ایک دور کے رشتہ دار کا مکان تھا جو کو ایک عرصہ تک کچہری میں ملازم رہ کر اب پنشن لیکر اپنے گھر بیٹھ رہتے تھے۔ اُنکا نام منشی فضل حق تھا۔ آدمی بظاہر اچھے تھے لیکن دنیا کی حرص و ہوا اُن کے دل پر ایسی غالب تھی کہ پچاس روپے ماہوار پنشن ملنے اور پندرہ سولہ ہزار کے پس انداز سرمایہ کے باوجود پیرانہ سالی میں اُنھوں نے پھر ملازمت کی جستجو کی اور دہلی میں ایک رئیس کے ہاں مختار عام ہو گئے۔ منشی صاحب کی پہلی بیوی مر چکی تھیں۔ اور اُن کی یادگار ایک جوان لڑکا تھا جو ماں کے مرجانے کے بعد سے نہ تعلیم حاصل کر سکا تھا اور نہ تربیت سے بہرہ اندوز ہوا تھا۔ منشی صاحب نے دوسری شادی کر لی تھی اور کچھ تو بدمزاج اور جاہل بیوی کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے اور کچھ اپنی قدرتی انداز طبع کے باعث اُنھوں نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت اور آئندہ زندگی کے خوشگوار بنانے کی طرف کبھی توجہ نہیں کی۔ منشی صاحب کی پہلی بیوی کی ماں بھی ان کے ہمراہ تھیں اور اسلئے یہ لڑکا جس کا نام شمس الحق تھا اپنی نانی کے پاس رہا کرتا تھا اور وہ اپنی مرحوم بیٹی کی نشانی سمجھ کر حتی المقدور اس کی ناز برداری کرتی تھیں۔ باپ کی بے توجہی اور نانی کی ناز برداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ شمس الحق کا کیرکٹر بالکل برباد ہو گیا۔ اُس کی عادات مذموم اُسکے خیالات ناپاک، اس کے افعال ناپسندیدہ اور اُس کی سوسائٹی نہایت ذلیل تھی۔ شہر کے بدکردار، بد نفس لوگ اُس کے دوست تھے۔ بازار کی بالائی منزلوں کی سیر اور رقص و سرود کی مخرب اخلاق محفلوں میں شریک ہونا اُس کی زندگی کا مقصد تھا۔ اور اس طرز معاشرت نے نہ اس کی آنکھ میں حجاب کا ایک شمہ باقی رکھا اور نہ اُسکے دل میں ایمان کا ایک ذرہ۔ وہ مسرف تھا اور نہ صرف اپنی نانی سے جس کے پاس آٹھ دس ہزار روپے کی نقد رقم موجود تھی وقتاً فوقتاً بڑی بڑی رقمیں وصول کرتا تھا بلکہ موقع پاکر اپنے چچا اور حریص باپ کا بھی روپیہ ہاتھ لگ جاتا تھا اُسے صرف میں لاتا تھا۔ اسی اثنا میں جبکہ اُس کی نفس پرستی اور بدکاری شباب پر تھی اور دوسری طرف اُس کی نانی اُس کی خانہ آبادی کے خیال میں تھی ایک دن اتفاق سے اُس نے شیخ عبدالرب کی حسین بیٹی صغریٰ کو دیکھ لیا اور ہزار جان سے فریفتہ ہو گیا۔ اُس نے کوئی امکانی کوشش اس غریب لڑکی کو اپنے دام ہوس میں لانے کے لئے اٹھا نہیں رکھی۔ بد وضع اور چالاک عورتوں کو معقول انعام کا لالچ دیکر اُس نے مامور کیا۔ در و دیوار سے تاک جھانک کر اُس نے اپنی آنکھیں پھوڑیں۔ ہر طرف سے تھک کر شیخ عبدالرب سے اُس نے تعلقات بڑھائے اور اُن کے گھر پر روزانہ آمد و رفت شروع کی لیکن صغریٰ جیسی نیک، شائستہ اور فرشتہ سیرت لڑکی پر اُسے کوئی قدرت حاصل نہیں ہوئی جب وہ ہر طرح مایوس ہوا اور اُس نے محسوس کیا کہ مایوسی کے ساتھ ساتھ یہ آگ ترقی کر رہی ہے تو اُس نے اپنی نانی تک یہ پیام پہنچایا کہ اگر یہ رشتہ نہ ہوگا تو وہ کسی طرح زندہ نہیں رہیگا۔ اب درحقیقت یہ محبت نہیں تھی جس نے اُسے مجنوں بنا رکھا تھا بلکہ یہ جوش انتقام تھا۔ وہ اس بات سے نہایت مشتعل تھا کہ اس لڑکی نے اسکی محبتوں کا استقبال نہیں کیا۔ وہ اس خیال کی آگ میں جلا جاتا تھا کہ صغریٰ نے اپنی عصمت مآبی کی بنا پر جو اُسکے نزدیک ایک نفظ بے معنی اور بے قیمت چیز تھی اُسکی تمام کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ اُسکی خواہش یہ تھی کہ شادی کر کے اس مغرور لڑکی سے انتقام لے اور اسکی زندگی کو ہمیشہ کے لئے تلخ کر دے۔

(۳)

شمس الحق کی نانی کو جب یہ حال معلوم ہوا تو وہ سخت پریشان ہوئی پہلے تو انھوں نے کوشش کی کہ شمس الحق اس خیال سے باز آ جائے لیکن جب کامیابی نہیں ہوئی تو مجبور ہو کر انھوں نے باقاعدہ سلسلہ جنبانی کی۔ شیخ عبدالرب ایک نیک مزاج آدمی تھا۔ شمس الحق اُن سے بڑی شائستگی کے ساتھ ملا تھا

اور وہ اسکے اندرونی حالات سے بالکل ناواقف تھے اور اسلئے ممکن تھا کہ وہ اس رشتہ کو منظور کرلیں لیکن مجبوری یہ تھی کہ وہ محمد بشیر کی والدہ کو زبان دے چکے تھے اور اب اسکے خلاف نہیں کرسکتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے مشاطہ سے تمام واقعات صاف الفاظ میں بیان کردئے۔ شمس الحق کی نانی کو یہ جواب صاف سنکر سخت صدمہ ہوا لیکن معاملہ ان کے اختیار سے باہر تھا۔ انھوں نے یہ واقعہ بجنسہ شمس الحق سے بیان کردیا۔ شمس الحق یہ سنکر خاموش ہوگیا لیکن وہ دل ہی دل میں محمد بشیر کے خلاف منصوبے باندھنے لگا۔ اور آخر کار اس نے یہ طے کیا کہ اگر یہ شخص درمیان سے دور ہوجائے تو بہت آسانی کے ساتھ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہوسکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے مختلف ذرائع سے شیخ صاحب تک یہ بات پہنچانی شروع کی کہ بشیر ایک آوارہ اور نالائق لڑکا ہے۔ آپ کی لڑکی تمام عمر مصیبت میں مبتلا رہیگی وہ قانون وقت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ جوا کھیلتا ہے۔ شراب پیتا ہے۔ کسی نہ کسی دن سزا پا جائیگا اس سے رشتہ کرنا گویا اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو ذلیل و رسوا کرنا ہے۔ لوگوں نے شیخ صاحب سے وقتاً فوقتاً یہ باتیں کہیں کیونکہ شمس الحق نے اس کام کیلئے بہت سے روپے خرچ کئے تھے لیکن شیخ صاحب پر کوئی اثر نہیں ہوا اور انھوں نے ہر شخص سے یہی کہا کہ میں تو اب زبان دے چکا اور جبتک میں کوئی بات اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لوں اسوقت تک انکار نہیں کرسکتا۔ شمس الحق اس تدبیر میں بھی ناکام رہ کر دوسرے عملی طریقوں کی طرف متوجہ ہوا۔ ان دنوں اسکے بے تکلف دوستوں میں شبیر حسین نامی ایک نوجوان تھا۔ یہ ایک افسر پولیس کا برادر نسبتی تھا۔ اور اس رشتہ کی بنا پر بڑی بے تکلفی کے ساتھ شہر میں ہوس پرستی اور بدمعاشی کی داد دیتا تھا۔ ایک دن موقع پاکر شمس الحق نے اس سے اپنا سارا حال بیان کیا۔ اور اس سے مشورہ کیا کہ محمد بشیر کو کس تدبیر سے نکالدیا جائے

(۴)

شبیر حسین بلا کا روزگار تھا اسکے بدن کا سارا خون پولیس کی کمائی سے بنا ہوا تھا۔ اور رات دن پولیس کے ہتھکنڈے اسکی آنکھوں سے گزرتے تھے۔ شمس الحق کا دردِ دل سن کر اس نے کہا کہ یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ اس کی دکان عطاری کی ہے۔ تم تھوڑی سی کوکین اسکی دکان میں رکھوا کر پکڑوا دو۔ دس دس پانچ پانچ روپئے دے کر دو تین گواہ حاصل کرلو جو یہ کہدیں کہ ہم نے اسے کوکین فروخت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سو روپئے تم افسر تفتیش کنندہ کی نذر کردو۔ بس سب کارروائی مکمل ہے۔ میں بھی حتی المقدور سفارش کردونگا۔ شبیر حسین کا مشورہ شمس الحق کے ذہن نشین ہوگیا۔ وہ بارہا کوکین کھا چکا تھا اور اسے معلوم تھا کہ یہ تباہ کن چیز کہاں بکتی ہے۔ چنانچہ اس نے پچاس روپئے کی کوکین خرید کی اور تقریباً نصف مثقال کی چھوٹی چھوٹی ہموزن پوڑیاں بنائیں اور ان سب کو ٹین کی ایک ڈبیہ میں رکھکر ڈبیہ ایک لڑکے کی معرفت جو محمد بشیر کے ہاں ملازم تھا دوکان کے صندوقچے میں جو نقدی وغیرہ رکھنے میں کام آتا تھا رکھوادی۔ تین گواہ بھی اسنے دے دلاکر ہموار کرلئے۔ ایک مخبر بھی طیار کرلیا جو پولیس میں جاکر اس واقعہ کی اطلاع دے اور پھر شبیر حسین کے مشورے سے کارروائی شروع کردی۔ پولیس نے مخبر کو ہمراہ لیکر دوکان کا محاصرہ کرلیا اور محمد بشیر کی دوکان کی تلاشی ہونے لگی۔ وہ حیران تھا کہ یہ کیا ہورہا ہے اور اس وقت اسکی حیرت کی انتہا نہ تھی جب اسکے بکس سے کوکین کی ڈبیہ برآمد ہوئی۔ کوکین کے علاوہ پولیس نے چند ایسی ادویہ بھی برآمد کیں جنھیں لیسنس کے بغیر کوئی عطار اپنی دوکان پر نہیں رکھ سکتا۔ تلاشی سے فارغ ہوکر پولیس نے فرد تلاشی بنائی اور اشیائے ضبط شدہ کو قلمبند کرکے گواہوں کے دستخط ثبت کرائے۔ گواہوں کے بیانات لئے اور اسکے بعد ملزم کو کوتوالی لے گئے۔ لوگوں کے اشارہ سے محمد بشیر نے کچھ پیش کرنا چاہا لیکن شبیر حسین نے تفتیش کنندہ سے کچھ کہدیا اور پھر وہ کسی رقم پر رضامند نہیں ہوا۔ بازار میں ایک تہلکہ برپا تھا۔ محمد بشیر کی والدہ کو یہ سنتے ہی غش آگیا۔ شیخ حبیب الرب کو جب اطلاع ہوئی تو وہ انگشت بدنداں رہ گئے اور انھیں یقین آگیا کہ لڑکے کے متعلق لوگوں نے ان سے جو کچھ بیان کیا تھا وہ سب حرف بحرف صحیح ہے۔ چنانچہ اپنی اکلوتی بیٹی کی نجات پر انھوں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ پولیس نے چند گھنٹے حراست میں رکھنے کے بعد محمد بشیر کو ایک ہزار کی ضمانت پر رہا کیا۔ چند روز کے بعد مقدمہ کا چالان کیا گیا۔ کوکین سربمہر کرکے گواہان تلاشی کے دستخط لئے گئے تھے پیش کی گئی اور اسے عدالت نے کیمیکل اگزامنر کے پاس بھیج دیا کیونکہ اگزامنر کی شہادت پر مقدمہ کا انحصار تھا۔ چنانچہ ایک ہفتہ میں وہاں سے جواب آگیا کہ یہ کوکین ہے۔ اور عدالت نے محمد بشیر کو ایک سال قید سخت کی سزا کا حکم سنادیا۔ اپیل بھی کی گئی لیکن ماتحت عدالت کے سربلند ایوانوں سے بھی وہی صدا بلند ہوئی اور حکم سزا بحال رہا

(۵)

محمد بشیر نے ناز و نعمت میں زندگی بسر کی تھی جیلخانہ کی مشکلات اسکے لئے دوزخ سے کم نہیں تھیں۔ جب کبھی دال (جس میں ریت ملی ہوتی تھی) ابلے ہوئے پتے جن پر نمک ہوتا تھا نہ مرچ اسکے سامنے آتے تھے اور لوہے کے ایک سیاہ ظرف میں یہ نعمتیں کھاکر اسی طرح کے دوسرے ظرف میں پانی پیتا تھا۔ اور شدید سردی میں ایک کمبل اوڑھ کر جسکے بڑے بڑے مسامات ٹھنڈی ہواؤں کو صلائے عام دیتے تھے وہ سرد زمین پر لیٹتا تھا تو اس کی روح بے تاب ہوکر دربار اعلیٰ کی دہلیز پر پہنچتی تھی۔ وہ اپنے آپکو بے گناہ سمجھتا تھا اور اس لئے بڑی گستاخی کے ساتھ اس کی روح اور خدا میں سوال جواب ہوتے تھے وہ خدا سے بڑی بیباکی کے ساتھ پوچھتا تھا کہ اے انصاف والے، مجھے بے گناہ کیوں اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے۔ اے رحم والے میری بیوہ ماں کو ضعیفی میں یہ رنج و غم کیوں دئے ہیں۔ اے بے نیاز۔ میں نے کبھی ولایت کا دعویٰ نہیں کیا کہ تو مجھے آزماتا ہے۔ اے شاہد حقیقی میں نے کبھی عشق و الفت کی لاف زنی نہیں کی ہے کہ تو میرا امتحان لیتا ہے۔ یہ سب کچھ تھا مگر اس کی زبان پر کبھی کسی شخص کے لئے بد دعا کے الفاظ نہیں آتے تھے کیونکہ وہ حقیقت حال سے بالکل بے خبر تھا۔ محمد بشیر اور اس کی ماں جب رنج و غم کے سمندروں میں غرق تھے، شمس الحق خوشی سے بغلیں بجاتا تھا۔ اور اپنی غیر معمولی کامیابی پر نازاں تھا۔ شبیر حسین اور دیگر ہمراز دوستوں نے اسے مجبور کیا کہ اس شاندار فتحیابی پر وہ رقص و سرود کا ایک دلچسپ جلسہ منعقد کرے۔ چنانچہ احباب میں سے ایک شخص کا وسیع مکان اس مقصد کے لئے انتخاب کیا گیا اور دو منتخب شاہدان بازاری کو معقول معاوضہ پر رقص و سرود کے لئے طلب کیا گیا۔ تمام رات بڑی بے فکری اور بے تکلفی کے ساتھ ہر شخص نے زندگی کا لطف اٹھایا لیکن شمس الحق کے لئے یہ جلسہ نہایت مہلک ثابت ہوا۔ کیونکہ وہ اپنا دل "دتارا" کی گرہ گیر زلفوں میں اسیر کرچکا تھا۔ یہ نینی تال کی ایک طوائف تھی۔ اور ان دنوں شہر میں اُس نے

بڑی اہمیت حاصل کر رکھی تھی۔ اس نئے جنون نے جو ایک شرمناک اور کبھی نہ جانے والے مرض کی شکل میں ہوا شمس الحق کو چھ ماہ تک اپنے نصب العین سے جدا رکھا۔ بارے جب اس کے سر سے یہ سودا دور ہوا اور ساتھ ہی اس نے غسل صحت کیا اور اپنے بالاخانہ سے کئی دن اتفاقی طور پر اسے صغریٰ کی جھلک نظر آئی تو اس کے پرانے زخم ہیں ہرے ہو گئے۔ اور اس نے اس معصوم لڑکی کے حصول کے لئے پھر سلسلہ جنبانی شروع کی۔ اس نے ملازم صغریٰ کا کوئی پیام نہیں آیا تھا اور اس کے والدین محمد بشیر سے بالکل متنفر ہو چکے تھے۔ کیونکہ لوگوں نے جو ایک فرشتہ کو بھی مبتلائے مصیبت دیکھنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں اپنے لئے فرض کر لیتے ہیں شیخ صاحب سے اس خرچے کے متعلق صد ہا بیہودہ باتیں بیان کی تھیں۔ ایسی حالت میں جب شمس الحق کا دوبارہ پیام پہنچا تو شیخ صاحب اور ان کی بیوی نے اسے غنیمت سمجھا اور چند روز کے سوال و جواب کے بعد معاملہ طے ہو گیا۔

(۶)

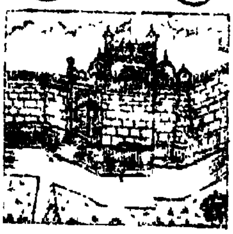
محمد بشیر کی سزا پوری چھ ماہ کی رہ چکے تھے اور صرف چھ ماہ کی مدت اور باقی تھی۔ اور سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ شمس الحق اور شبیر حسین میں ایک معاملہ کے متعلق تجارت کی بنا پر سخت مخالفت پیدا ہو گئی تھی جس سے شمس الحق کو یہ اندیشہ تھا کہ بعد شیخ عبدالرب کی رائے دو انہوں اور کیریکٹر کی خرابیوں کا حال معلوم ہو جائے اور وہ اس مدت کو شیخ کی بیماری ان سب باتوں کو مد نظر رکھ کر اس نے شیخ صاحب کی خدمت میں ساتھ ہی درخواست کی کہ نکاح کی رسم فوراً ادا ہو جائے لیکن شیخ صاحب نے معذرت کی اور کہا میری صرف ایک ہی لڑکی ہے اور میں نہایت ٹھاٹ اور پورے اہتمام کے ساتھ اس کی شادی کرنی چاہتا ہوں اسلئے تین ماہ سے پہلے میں شادی کا انتظام نہیں کر سکتا۔ شمس الحق کی درخواست یہ تھی کہ آپ تین ماہ کے بعد یا چھ ماہ میں شادی کریں لیکن صرف نکاح کی رسم فوراً ادا کر دیجئے تاکہ ہم مطمئن ہو جائیں۔ چونکہ شیخ عبدالرب کے دل میں کوئی خیال نہیں تھا اور وہ شمس الحق کے اطمینان دلانے کو کوئی خاص سبب مخفی نہیں سمجھتے تھے اسلئے انھوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور دوسرے دن شام کے چار بجے شمس الحق اور صغریٰ کا نکاح ہو گیا۔ اب شمس الحق کا دماغ انکا رت آرام نہ کامیابی کسی مزید دوسری کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی سب توں کی حالت ہو جاتا اگر جنون محبت میں اس نے یہ کوشش کی ہوتی تو اسکی کامیابی انکے لئے نہایت مسرت انگیز ہوتی لیکن اس نے جو کچھ کیا تھا وہ جنون اشتعال اور جذبۂ انتقام کے ماتحت تھا اسلئے اسے اپنی کامیابی کے بعد حقیقی مسرت حاصل نہیں ہوئی اسکا دل خوش ضرور تھا لیکن یہ خوشی نہایت ناپاک اور خباثت نفس پر مبنی تھی۔ نکاح کے بعد شیخ صاحب نے جہیز کی طیاری شروع کر دی۔ انکا ارادہ تھا کہ حسب وعدہ تین ماہ میں اس فرض سے سبکدوشی حاصل کریں۔ اسی اثنا میں ایک دن شمس الحق اپنے بالاخانہ پر گیا اور چونکہ اب اسے کوئی خوف نہیں تھا اسلئے بجائے صغریٰ کے بالاخانہ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا۔ شومیٔ تقدیر سے صغریٰ اسوقت بالاخانہ ہی پر موجود تھی اور تنہا بیٹھی تھی۔ شمس الحق اگر اعلیٰ درجہ کا خدا پرست اور خدا ترس بھی ہوتا تو شاید اسوقت باز نہ آتا اور جبکہ پابندیاں اسکی نگاہ میں ہیچ تھیں تو سوسائٹی کی قیود کا وہ کیا خیال کر سکتا تھا۔ صغریٰ اس کی منکوحہ بیوی بن چکی تھی تاہم اپنی صغریٰ کو تنہا دیکھکر ٹکٹکی باندھ کر معصوم لڑکی نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا اور جبکہ معلوم ہوا کہ ایک اجنبی شخص اسے بے تکلفی سے دیکھ رہا ہے تو اس ظلم کے باوجود کہ یہی اسکا شوہر تھا

سب وہ شرما کر اور منہ چھپا کر بالاخانہ سے نیچے اتر گئی۔ صغریٰ کا یہ طریق عمل شمس الحق کو بہت ناگوار گزرا اور اسے اشتعال کی حالت میں اسی وقت ایک خط لکھا جسمیں صغریٰ کو عنقریب اپنے غرور کا مزہ چکھانیکی دھمکی دی گئی تھی اور لکھا تھا کہ میں نے صرف اسی لئے تم سے نکاح کیا ہے اور صرف اسی لئے تمہارے منگیتر بشیر کو جیلخانہ داخل کیا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں خط میں لکھی تھیں اور آخر میں غریب لڑکی کو شرمناک گالیاں لکھی تھیں۔ خط لکھکر اس نے اپنے ایک لفافہ میں بند کیا اور ایک لڑکے کو کچھ پیسے دیکر اور اچھی طرح سمجھا بجھا کر صغریٰ کے پاس روانہ کیا۔ اتفاق سے اس وقت شیخ عبدالرب گھر پر موجود تھے اور انہی کے لحاظ کی وجہ سے صغریٰ بالاخانہ پر جا بیٹھی تھی۔ یہ لڑکا خط لیکر جب زینہ پر پہنچا تو صغریٰ دالان میں تھی اسلئے شیخ صاحب نے دریافت کیا کہ صغریٰ بی بی کہاں ہیں؟ شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا کرے گا؟ لڑکے نے خط نکالکر حوالے کر دیا کہ میں خط انکو دونگا۔ شیخ عبدالرب اس حرکت سے سخت متعجب ہوئے اور سمجھے کہ یہ لڑکا کسی کا نام لکھکر خط لایا ہے اور غلطی سے صغریٰ کو دیتا ہے چنانچہ انھوں نے خط کھولکر پڑھا اور لڑکے کو آپے سے باہر ہو گئے بیوی کو بلا کر مضمون سنایا اور وہ بھی سخت مضطرب ہوئیں۔ دونوں میاں بیوی کو دو باتوں کا سخت رنج تھا ایک اپنی بچی کی تقدیر پر جو ایسے کے ہاتھ پڑی اور دوسرے محمد بشیر کے بلا وجہ مبتلائے مصیبت ہونیکا لیکن اب تیر از کمان جستہ تھا۔ دونوں تھوڑی دیر مدہوش رہے اور آخر کار اسی بات کا افسوس ہی کیا کہ جو کچھ خدا کو منظور ہو گا تم ہمکو کرنا پڑیگا

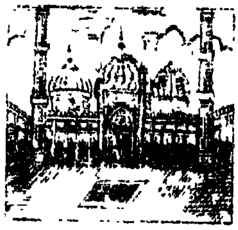
(۷)

آخر کار تین ماہ کا عرصہ بھی گذر گیا۔ شادی میں صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا۔ جانبین نے اپنی اپنی طیاریاں تقریباً فارغ ہو چکے تھے شمس الحق کے والد سے سب ساتھ نہیں آئے لیکن شادی میں شرکت کیلئے آمادہ تھے چونکہ انکی بیوی بھی آنے والی تھیں اسلئے انھوں نے شمس الحق کو لکھا کہ تم خود ہی چلے آؤ تاکہ سفر میں عورتوں کی ہمراہی باعث مجھے کوئی تکلیف نہ ہو۔ اسی بنا پر شمس الحق ایسی دن شام کی گاڑی سے روانہ ہوا راستے میں وہ اپنی کامیابی کے نتائج پر غور کرنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کامیابی کی وجہ سے کیسی کامیابی حاصل ہوئی۔ وہ ہر موجودہ معاملہ پر غور کرنے لگا۔ اور کامیابی پر دل ہی دل میں اترا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہاں بشیر کو کس طرح جیلخانہ پہنچا یا۔ اب صغریٰ کے ماں باپ تو پہلے ہی انکا کر چکے تھے کیسا اچھا اثر ہوا ان سے صرف ایک رعایت رہی۔ باقی رہی صغریٰ کو اسکے غرور کا مزہ چکھانا تو اسکی رخصتی کو بھی تو صرف کیا ہوتے آج ہی کے دن اور شاید اسی وقت اسکا موقع بھی آجائیگا۔ خیالات اسی طرح تیزی کے ساتھ اسکے دماغ میں دوڑ رہے تھے اور گاڑی کے پہیے بھی پوری رفتار کے ساتھ لائن پر پھسل رہے تھے وہ اپنے خیال میں اس روداد پہلو تک پہنچ چکا تھا کہ بشیر کے نالائق اور مغرور لڑکی کو طلاق دیکر گھر سے نکال دونگا کہ یکایک گاڑی نے ایک خوفناک جھٹکا کھایا جسکے ساتھ ہی شمس الحق اپنی جگہ سے اوندھے منہ گر پڑا اور پھر اسے دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہی۔ یہ امر بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ ایک ہولناک حادثہ تھا جس سے ہر شخص واقف ہے اور یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ تیسرے روز کے بعد محمد بشیر کی رہائی کے بعد جسے اس خوفناک سانحہ کے خبر ملی جسم خود دیکھنے کیلئے آئے انمیں شبیر حسین بھی تھا۔ لاشیں نکالی جا رہی تھیں اور شبیر حسین نے شمس الحق کی لاش کو پہچانا اور اس کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اپنی تمام گذشتہ گناہوں سے توبہ کی اور آئندہ زندگی نیکی کے ساتھ بسر کرنیکا عہد کر لیا۔ شبیر حسین نے واپس جا کر شیخ عبدالرب کو شمس الحق کے تمام واقعات کہہ سنائے اور پھر آخر میں اسکا دیا ہوا وہ خط اور انکی دستی تحریر بھی دکھا کر بیان کیا۔ شیخ صاحب تمام واقعات سنکر بہت رنجیدہ ہوئے اور جب انھیں اس سے فرصت ملی تو بے اختیار جناب باری میں سر بسجود ہو گئے جس نے انکی اکلوتی بیٹی کو تمام مصائب سے قبل از وقت نجات دی۔ چند روز کے بعد محمد بشیر رہا ہو گیا اور رہائی کے چھ ماہ بعد صغریٰ سے انکی شادی ہو گئی۔ محمد بشیر نے اپنی دوکان کا سارا مال فروخت کر دیا اور دس ہزار کے سرمایہ سے اپنے خسر کے ساتھ شریک ہو گیا۔ عبدالرب محمد بشیر کے نام سے یہ دوکان بڑی کامیابی کیساتھ چل رہی ہے گذشتہ سال شیخ صاحب فریضۂ حج بھی ادا کر آئے ہیں اور اطمینان کیساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

REGISTERED No. L. 1313
نمبر ۱۱
جلد ۲



ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة



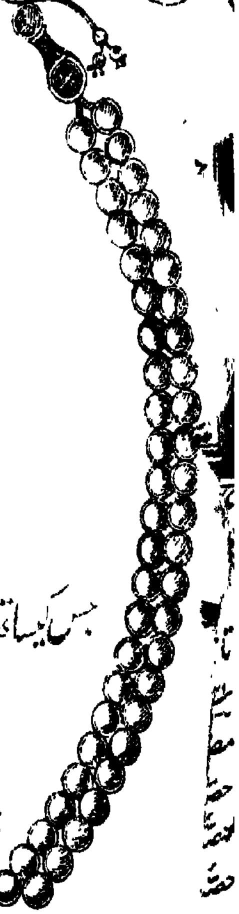
چیست دُنیا؟
از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن



مسلمانوں کو دینداری اور دنیا داری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جس کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے



نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

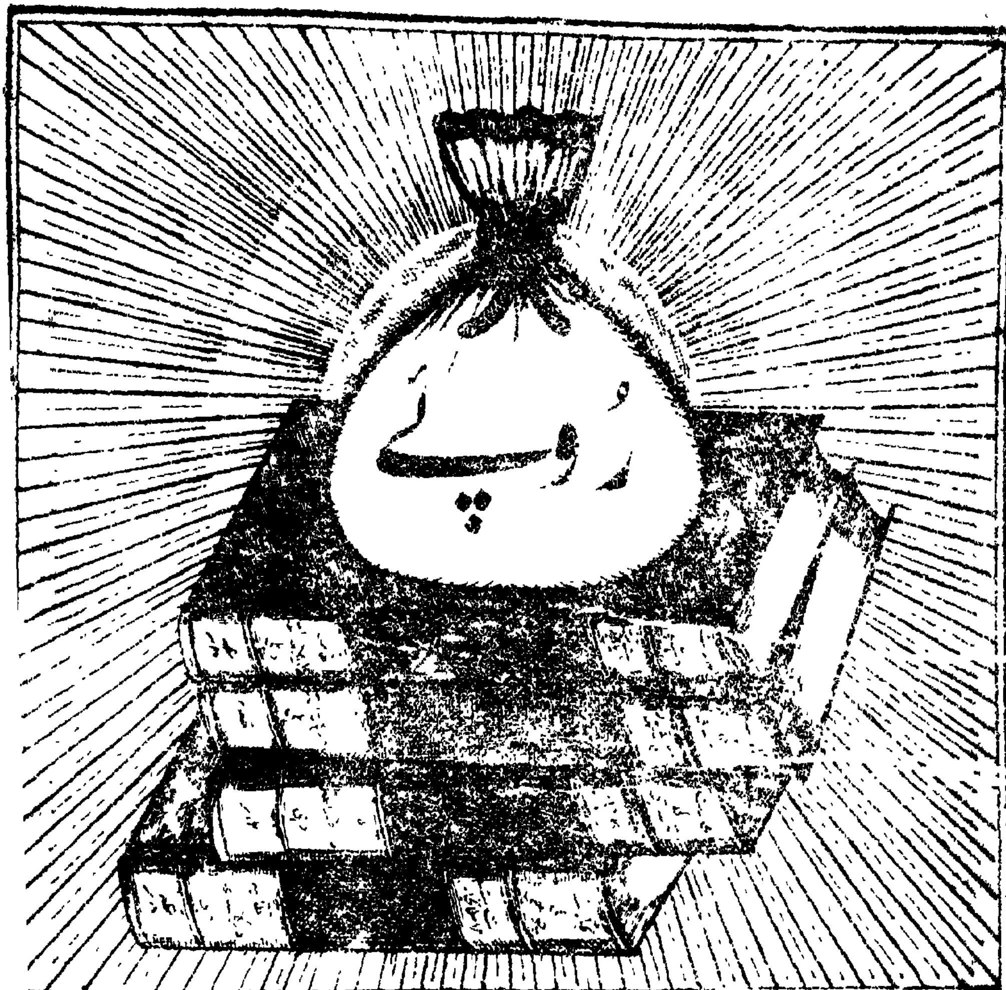
اڈیٹر :- سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُس کا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے
اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لے لے



سالانہ قیمت اعلیٰ اڈیشن للعہ
ششماہی قیمت اعلیٰ اڈیشن ... عہ
معمولی اڈیشن سالانہ قیمت عہ
ششماہی عہ مع محصول ڈاک وغیرہ





اُردو زبان کی تجارتی انسائیکلوپیڈیا

[illegible] تنگدستی کی مصیبت [illegible]
[illegible] دارالاشاعت [illegible]
[illegible] جس کے تین حصے [illegible] دوسری [illegible] چوتھی [illegible]

تجارت کی پہلی

[illegible] تجارت [illegible]
[illegible] کامیاب [illegible]
[illegible] بہترین کتاب [illegible] قیمت مجلد [illegible] غیر مجلد [illegible]

تجارت کی دوسری

[illegible]
[illegible] طریقے اختیار کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں [illegible]
[illegible] ہندوستانی [illegible] قیمت مجلد [illegible] غیر مجلد [illegible]

تجارت کی تیسری

اس میں دکانداری کی تعلیم ہے۔ دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟
چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کو کس طرح کفایت سے خریدا جائے؟
[illegible] گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے؟ [illegible] نفع بڑھانے کے لیے کن اصولوں پر عمل کیا جائے؟

[illegible] طریقے اختیار کیے جائیں [illegible]
[illegible] الغرض [illegible]
[illegible] قیمت مجلد [illegible] غیر مجلد [illegible]

تجارت کی چوتھی

مراسلات تجارت کی تعلیم کے متعلق ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] کی طرف متوجہ کرنا چاہیئے [illegible]
[illegible] ایک [illegible] دفتر میں [illegible]
[illegible] خود لکھنے [illegible] خطوں کی نقل [illegible]
[illegible] واقفیت نہایت ضروری ہے۔
[illegible] تجارت [illegible] کی تعریف [illegible] کے کاغذ [illegible] خطوط [illegible]
نقلوں کی فہرست [illegible] کے متعلق تمام ضروری معلومات [illegible] تمام ضروری معلومات
[illegible] اصول خطوط نویسی۔ گشتی چٹھیاں لکھنے
کے طریقے [illegible] متعلق خطوط [illegible] کارخانوں کو خطوط کیونکر
[illegible] خط و کتابت [illegible] خطوط۔ اشیاء خوردنی۔ اور
[illegible] کارخانوں [illegible] چھاپہ خانوں۔ اسٹیشنروں، انجمنوں، کمپنیوں وغیرہ کے [illegible]
ضروری معلومات درج ہیں [illegible] واقفیت نہایت ضروری [illegible] قیمت مجلد [illegible] غیر مجلد [illegible]

۷۸۶ ہو الکل یا معین

پیر بھائی

ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۳۴۱ھ

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

بدگمانی بہت بری چیز ہے بعض اوقات وہ مفید بھی ہوتی ہے لیکن اکثر اوقات اس سے نقصان ہوا کرتا ہے مفید اس وقت ہے کہ انسان احتیاط کے خیال سے بدگمانی کرے اور دوسرے کے ضرر سے بچنا چاہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے تم میرے ساتھ تجارت میں شریک ہو جاؤ یا فلاں چیز میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ اور دوسرا شخص بدگمانی سے اس کی تحقیق کرے کہ اس شخص کی نیت میں تو کچھ خرابی نہیں ہے ایسی حالت میں بدگمانی احتیاط کے ماتحت ہوگی اور گناہ نہ رہے گی۔

مگر وہ بدگمانی بہت بری ہے جو خواہ مخواہ دل میں پیدا ہو۔ اور احتیاط سے اسکا تعلق نہ ہو۔ جیسے کہ آج کل ہندوستان میں عام رواج ہو گیا ہے کہ رعایا بادشاہ سے بدگمان ہے۔ بادشاہ رعیت سے بدگمان ہے۔ لیڈر قوم سے بدگمان قوم لیڈر سے بدگمان۔ یہانتک کہ خاوند بیوی سے بیوی خاوند سے۔ باپ اولاد سے اولاد باپ سے۔ پیر مریدوں سے مرید پیر سے۔ جہاں دیکھو بدگمانی کا دور دورہ ہے

ہندوستان کے لوگ ایک ہی دن میں ایک شخص کو اپنا لیڈر بنا لیتے ہیں۔ معیار لیڈری کا یہ ہے کہ وہ سرکار کو سخت الفاظ سے مخاطب کرے لیکن چند ہی روز کے بعد بدگمانی پیدا ہو جاتی ہے۔ طرح طرح کے شکوک اس میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔

کسی بڑے شخص کو بدنام کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہو گیا ہے کہ اس کو سرکاری جاسوس کہدیا جاتا ہے۔ بدگمانی کی عام وبا کے سبب عوام فوراً اسکو قبول کر لیتے ہیں خود غور و تمیز سے کام نہیں لیتے۔ اگر یہ شبہ پیدا ہو تو پہلے سوچنا چاہیئے کہ وہ شخص سرکاری جاسوس بنکر کیا حاصل کر سکتا ہے اور یہ ممکن بھی ہے کہ سرکار اسکو اپنے راز میں شریک کرے کیونکہ سرکار ایسی احمق نہیں ہے کہ ہر شخص کو جلدی سے اپنا محرم راز بنا لے

امام صاحب جامع مسجد دہلی

سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی اس معاملہ میں سالہا سال سے بدنام ہیں ہر شخص ان کو سرکاری جاسوس کہتا ہے اور طرح طرح کی بدگمانیاں ان سے منسوب کی جاتی ہیں۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اپنی قوم کے نہایت خیرخواہ ہیں۔ اور سیکڑوں ضرورتمندوں کے کام آتے ہیں۔ حکام رس ہیں مگر حکام سے ذاتی فائدے کی بات نہیں بلکہ دوسروں کے فائدہ کی باتیں کہتے ہیں اور یقیناً قوم و ملک کے خلاف کوئی شکایت سرکار سے نہیں کرتے نہ انکے پاس ایسے ذرائع ہیں جن سے قومی خبریں ان کو معلوم ہوں اور سرکار تک پہنچائیں۔

مولانا حبیب الرحمن صاحب

جمعیت علما کے صدر جناب مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی دیوبندی کی نسبت عرصہ دراز تک یہ شہرت رہی کہ وہ سرکاری آدمی ہیں محض اس وجہ سے کہ وہ شروع میں خلافت کے ساتھ کام نہ کرتے تھے۔ اب ہر شخص ان سے نیک گمان ہے۔

ڈاکٹر اقبال

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹر ہندوستان کے نامور شاعر ہیں۔ آزادی کے خیالات نظم میں سب سے پہلے انہوں نے ظاہر کیے نوجوان جماعت کی حرارت قلب ان سے پیدا ہوئی مگر کچھ عرصہ سے گوشہ نشین ہیں خلافت و کانگرس میں عملی حصہ نہیں لیتے اسلیئے ہر شخص ان سے بدگمان ہو گیا ہے۔ خصوصاً اجکل جبکہ انکو سر کا خطاب مل گیا ہے تمام اخبارات ان پر حملہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں ہے جبتک انکا کوئی عمل قوم و ملک کے خلاف نہ دیکھا جائے کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ سرکاری آدمی ہو گئے۔

سر محمد شفیع

میاں سر محمد شفیع وزیر قانون سرکار ہندوستان کے خلاف بھی سالہا سال سے بدگمانی کا زور شور ہے قصور صرف یہ ہے کہ سرکاری ملازمت میں ہیں یا انکا انگریزوں سے میل جول زیادہ رہا ہے۔

میں ان کو بیس برس سے جانتا ہوں اور ان کی اندرونی زندگی کے ہر حصہ کا مجھکو علم ہے۔ میں نے ان کو سیدھا منکسر المزاج خیرخواہ قوم و خیرخواہ ملک مسلمان پایا۔ باوجود اتنے بڑے عہدے پر سرفراز ہونے کے انکے اندر غرور نہیں ہے بلکہ بعض انتہا پسند و مقبول عام لیڈروں کے مقابلہ میں انکو دیکھا جائے تو خلق و مروت و تواضع ان کی زیادہ ہوگی اور لیڈر صاحبان کے برخلاف پائے جائیں گے۔

خلافت کے معاملہ میں جیسے جیسے دشوار اور اہم کام انہوں نے کیئے ہیں ایسے لیڈران خلافت سے بھی نہ ہو سکتے۔ فرق اتنا ہے کہ وہ وائسرائے کی کونسل میں بیٹھکر انتہا پسندی کی تقریریں حمایت خلافت میں کرتے تھے اور اپنے خیالات کو بذور و زارت انگلستان تک پہنچاتے تھے اور لیڈران خلافت عام جلسوں میں وہی باتیں کہتے تھے۔

حاصل مقصد یہ ہے کہ بدگمانی سے بچنا چاہیئے کہ یہ بہت بری چیز ہے۔

اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ قرآن شریف میں وارد ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ بدگمانی جو خواہ مخواہ ہو۔ اس سے انسان کی ذاتی رائے کمزور

ہو جاتی ہے اور وہ وہمی و شکی ہو جاتا ہے۔ نہ دنیاوی کاموں میں اس کو اطمینان میسر ہوتا ہے نہ دینی باتوں میں اس کے دل کو طمانیت حاصل ہوتی ہے۔ اور جس دل کو طمانیت نصیب نہ ہو وہ دل نہیں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔

محمد حسین ایبٹ آبادی

ایبٹ آباد صوبہ سرحدی کا ایک پیر بھائی محمد حسین نام چند مہینے میری خدمت کرتا رہا اس کی شکایتیں سنی گئیں کہ وہ باہر سے آنے والے پیر بھائیوں سے امداد مانگتا ہے مگر میں نے شکایتوں کی پروا نہ کی۔ ایبٹ آباد سے خطوط آئے جس میں اس کی مخالفت تھی ان سے بھی میں متاثر نہ ہوا۔ مگر جب وہ میرے ہمراہ سفر حیدر آباد میں گیا تو علانیہ اس کی شرارتیں دیکھیں کہ پیر بھائیوں کو مجبور کر کے روپے وصول کرتا ہے ہم واسطے میں نے اس کو فوراً جدا کر کے دہلی بھیجدیا۔ اور دہلی سے خرچ دیکر ایبٹ آباد روانہ کر دیا لیکن اس نے امرتسر و لاہور جا کر پھر وہی شرارت کی اور چندے وصول کئے۔

اب وہ ایبٹ آباد میں ہوٹل کی روٹیاں پکاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ حسن نظامی وائسرائے کا جاسوس ہے۔

یہ آخری بات اتنی بری نہیں ہے جتنی بری وہ بات تھی کہ پیر بھائیوں کو دھوکے دیکر روپئے وصول کرتا تھا۔

سر ہیلی کے نام میرا فرضی خط

۴ر جنوری کو آنریبل سر مالکم ہیلی ہوم ممبر کونسل وائسرائے کا خط میرے نام آیا جس میں ایک پیر بھائی کا نام لکھا ہے کہ وہ آپکا سفارشی خط میرے نام لیکر آئے۔ اس کے بعد اس معاملہ کا جواب ہے جس کی نسبت پیر بھائی نے ان کو میرا خط دیا تھا مجھے افسوس ہے کہ بعض بھائی ایسی فرضی اور جعلی کارروائیاں کرتے ہیں میں نے سر ہیلی کو تو کچھ جواب نہیں دیا مگر یہاں لکھتا ہوں کہ میں نے کسی شخص کو سر ہیلی کے نام خط نہیں دیا۔ شاید پیر بھائی مذکور نے میرا جعلی خط بنا کر پیش کیا ہوگا اگر پیر بھائی مذکور نے خانگی طور پر اس جعل کی معقول وجہ نہ بتائی تو میں اُن کو پولیس کے حوالہ کر دونگا تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور وہ ایسی جعل سازیوں سے باز آئیں۔

علالت

سفر پاکپٹن شریف سے واپس آکر میں بہت بیمار ہو گیا تھا تین رات دن ہچکیاں آتی رہیں۔ ڈاکٹروں کو قلب کی حرکت کا فکر تھا کہ ہچکی کے جھٹکے دل کو لگتے تھے۔

دوران علالت میں گھر چھوڑ کر دہلی چلا گیا تھا سید آل احسان کے مکان پر رہا۔ انوار صاحب اور بھیا کی تیمارداری کا تکلف اٹھایا۔ ڈاکٹر فیروز الدین شفائی۔ ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب۔ ڈاکٹر آئی بی مترا۔ حاجی محمد حسین صاحب موتی۔ ڈاکٹر حسین نظامی عدن والے۔ داروغہ نعمت اللہ خان صاحب۔ ملک لطان محمود صاحب غزنوی۔ ملک غلام حسین صاحب۔ شیخ محمد یعقوب صاحب اور والدی صاحب وغیرہ خاں کے مجھ پر شب میں بیکسی سے پڑا رہنا اور عاجزانہ ہچکیاں لینا مدتوں یاد رہے گا۔ آخر خدا نے مولانا محمد اسمعیل چشتی کی دیہاتی دوائے گنے سے صحت دی۔ انہوں نے محبت سے

گئے چھیل چھیل کر کھلائے۔ فوراً ہچکی بند ہو گئی۔ خاکسار صاحب کی دعا عشقی کی جب تندرستی خواب تھی اب وہ بیماری خواب خیال معلوم ہوتی ہے۔ واہ تیری قدرت

چھپرہ کا ہندو زمیندار

اولیاء اللہ کی درگاہوں کا اثر مذہب و قوم کا پابند نہیں ہے۔ وہاں سے ہر قوم و مذہب کے آدمی کو فائدہ ہوتا ہے۔

چھپرہ صوبہ بہار کا ایک ہندو زمیندار حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سے بہت عقیدت رکھتا ہے ابھی۔ حال میں وہ تین ہزار روپے کی لاگت کا ایک مزار شریف کے لئے لایا تھا۔ چڑھا کر چلا گیا۔ دوسرے دن پھر آیا اور ایک لاری حلوے سے بھری ہوئی اور ایک موٹر لاری کمبلوں سے بھری ہوئی لایا۔ افسوس ہے کہ بعض ناگفتہ بہ اسباب کے سبب اس کو بہت رنج ہوا۔ اور وہ اسے غمگین واپس گیا جہاں سب کو راحت دل حاصل ہوتی ہے۔

کاش ہم درگاہ والے اپنے بزرگوں کے توکل اور بے طمعی اور قناعت کو پیش نظر رکھیں اور اس برگزیدہ نام کی ہر دل عزیزی کو بٹہ نہ لگائیں جس کے طفیل دنیا میں پرستش ہے اور آخرت کا مدار بھی اس پہ ہے۔

بیگم صاحبہ بھوپال

جلسہ علیگڑھ سے واپس ہو کر بیگم بھوپال دہلی میں آئیں اور آستانہ حضور محبوب الٰہی میں حسب دستور حاضری دی۔ اور کئی گھنٹے حاضر رہیں۔

اس مایہ ناز خواتین اسلام بیگم کو حضرت سلطان المشائخ سے بہت عقیدت ہے جب دہلی آتی ہیں یہاں گھنٹوں حاضری دیتی ہیں۔ ان کی یہ خواہش بھی معلوم ہوئی کہ درگاہ میں آخری ٹھکانہ (قبر) بھی چاہتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کے حسن خیال میں ترقی دے اور ہم درگاہ والوں کی ذاتی حالتوں کا ناگوار اثر ان کے عقائد حسنہ کو خراب نہ کرے

لائڈ جارج کے داماد کا خط

مسٹر کری ایوینس انسرائے کے ڈاکٹر اور مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان کے داماد نے نئے سال کی تہنیت کے سلسلہ میں مجھکو ایک خط میں ایک بات لکھی ہے جسکا یہاں ذکر ہونا چاہیئے۔

وہ لکھتے ہیں یہ سال تمام قوموں اور تمام خیالات کو امن و صلح و تسلی کی راہ دکھائے میں اس دعا پر آمین کہتا ہوں اور اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ وزرائے انگلستان کو خصوصیت سے امن جوئی نصیب ہو جو خواہ مخواہ جھگڑے مول لینے کے عادی ہو گئے ہیں

حسین کی سالگرہ

میرے بڑے لڑکے حسین کی سالگرہ ۲۹ر جمادی الاولیٰ کو ہو گئی۔ اور اس نے چھ سال پورے کر کے ساتویں میں قدم رکھے گا۔ بہت ذہین ہے مگر عقل اور فکر و کچھ بھی بہت ہے۔ سب سے زیادہ تکلیف یہ ہے کہ زبان میں لکنت ہے کوئی صاحب آسان ترکیب یاد و اس کی جانتے ہوں تو لکھیں۔

سالکہ خاتون

بہت علیل تھیں خدا تعالیٰ نے صحت دی حکیم

انصاری نظامی خلف حکیم نابینا صاحب برادر زادہ ڈاکٹر انصاری صاحب کے علاج سے آرام ہوا ڈاکٹر کہتے تھے آپریشن کے بغیر صحت نہ ہوگی۔ مگر خدا تعالیٰ نے پیر بھائی کی دوا سے بغیر خطرہ جراحی کے اچھا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سب بھائی بہنوں کو اسی طرح اپنی شفا عطا فرمائے۔

ہلالی شاہ کا تبادلہ

ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلالی شاہ کا دواخانہ افضل گنج سے تبادلہ ہوگیا اہل محلہ نے ایک محضر افسران بالا کو بھیجا کہ ان کو یہاں سے نہ بدلا جائے۔ اخبارات نے بھی لکھا۔ وہ محضر میرے پاس بھی آیا ہے مگر ابتک تبادلہ کی منسوخی نہیں ہوئی۔ حکام کو رائے عامہ کا لحاظ کرنا چاہئے تھا کیونکہ ہلالی بہت خدمت گزار اور عوام سے ہمدردی رکھنے والے ڈاکٹر ہیں جہاں رہیں خوش رہیں۔ مگر امید ہے کہ اس بے انصافانہ تبادلہ سے انکے جوش خدمت خلق میں کمی نہ آئیگی۔

ریواں کا سفر

ریاست ریواں اور مضافات میں کئی ہزار پیر بھائی ہیں وہاں دس سال سے جانا نہیں ہوا۔ اب قصد ہے انشاء اللہ ۲۳ جنوری کو وہاں جاؤنگا۔

نواب صاحب داددوں کا خط

علی بخش حیدرآبادی واعظ قوال کو جناب خان بہادر نواب محمد ابوبکر خان صاحب نظامی اہلی رئیس ریاست دادوں ضلع علی گڑھ نے بلایا تھا انہوں نے اسکی قوالی کے بارہ میں جو خط لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ سب بھائی بہنوں پڑھیں۔ اس لئے نقل کیا جاتا ہے لکھتے ہیں۔

علی بخش قوال کی تعریف لاحاصل ہے۔ اسکا کمال کسی تعریف و توصیف کا محتاج نہیں نہ اسکی تعریف بیان میں آسکتی ہے مختصراً یہ ہے کہ اس کو آپ نے یہاں بھیجکر ایسا احسان ہمارے اوپر کیا ہے جسکا لطف مدتوں تک فراموش نہو سکے گا۔ اس کے ذخیرہ کلام کی تھاہ نہیں معلوم ہوئی۔ اسکا جملہ کلام منتخب موثر اور دل پذیر ہے۔ عربی و فارسی کا علم بالکل مولویانہ ہے۔ وحدۃ الوجود کے متعلق اس کو استغراق اور انہماک ہے۔ اور اس مسئلہ کو ایسی خوبصورتی اور سہولت کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مرشد کا لقب بالکل اس کو سزاوار معلوم ہوتا ہے۔ اس کی جملہ نعت کا مضمون نہایت دل گداز و موثر تھا سب سے زیادہ کمال جس کی مثال ہماری نظر میں تو کہیں گزری نہیں اور ہندوستان بھر میں مشکل سے نکلے گی۔ وہ یہ ہے کہ ہر کلام اعلیٰ کے ساتھ وہ ایسے چسپاں موزوں بند شیں لانے اور لگانے کا استاد ہے جس کی حد کہیں نہیں ملتی اور جس سے اصل کلام کا لطف دوبالا و چوبالا ہو جاتا ہے۔ اور ہر کلام دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ یہ بڑی لیاقت کا کام ہے اور اس کو وہ نہ صرف حافظہ کی مدد سے انجام دیتا ہے بلکہ اس بارے میں دستگاہ کامل رکھتا ہے کیونکہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ایسا اتفاق بھی ہوا کہ میں نے بہت تھوڑی تھوڑی فرصت دیکر دو تین غزلیں اپنی کہی ہوئی غزلوں میں سے اسے یاد کرنے کے لئے مشق کیں جو اس نے نہ صرف بہت جلد یاد کرلیں بلکہ فوراً ہی گھنٹہ گھنٹہ دو دو گھنٹے کے بعد انھیں ایسی اعلیٰ بندشوں کے ساتھ سنا دیا جن کو سنکر ہم سب لوگ بہت ہی محظوظ ہوئے اور جس کے ہر ہر مصرعہ سے کمال ٹپکتا تھا۔ خداوند تعالیٰ اس کے اس کمال میں برکت عطا فرمائے اور اس کے علم و ذوق تصوف میں ترقی دے۔

بیگم سر محمد شفیع

بہت لائق خاتون ہیں انگریزی بے تکان بولتی ہیں ایک نامور شوہر کی اہلیہ ہونے کے قطع نظر ذاتی خوبیاں ان میں بہت ہیں۔ سب سے بڑی خوبی ان میں یہ ہے کہ ارکان اسلام کی تعمیل کا بہت ذوق ہے۔ آستانہ مبارک حضرت محبوب الٰہیؒ میں اکثر حاضر ہوتی ہیں میں بھی کبھی کبھی وہاں جاتا ہوں اور بڑی خوشی ہوتی ہے جب وہ مسائل شریعت و طریقت پر گفتگو کرتی ہیں۔

وہ عورت نہیں مرد ہے جس کو وجاہت دنیا کی برتری حاصل ہونے کے باوجود عاقبت کا خیال ہے۔ اور وہ مرد نہیں عورت ہے جو دنیا کے فانی عروج سے غافل ہو کر موت و نجات کو بھول جائے۔

راحتی بانو

بدرالدین راحتی نظامی احمد آبادی کی اہلیہ نے دو چھوٹے بچے چھوڑ کر رحلت کی۔ خدا تعالیٰ مغفرت کرے۔ اور راحتی کو نئی بیوی آنے کے بعد اس نیک مرحومہ کی یاد سے غافل نہ کرے۔

بھائی کے لئے دعا

بھائی غلام رسول نظامی احمد آبادی کے لئے سب بھائی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو موجودہ پریشانیوں سے نجات دے۔ انکے ہاں بھی بعض صدمات پیش آئے ہیں۔

کلثوم نظامی کی بیوگی

بمبئی سے خبر آئی ہے کہ کلثوم نظامی کے شوہر کا انتقال ہوگیا۔ آغا خانی جماعت کے چند بھائی بہنوں میں ایک کلثوم بھی ہیں۔ حق تعالیٰ انکو صبر دے۔

حضور نظام کی نیکیاں

اعلیٰ حضرت حضور نظام بادشاہ دکن نے درگاہ حضرت محبوب الٰہیؒ کے متعلقین میں سے دو بیوہ سیدانیوں اور ایک متوکل سید کو ماہوار امداد عطا فرمائی ہے۔ بیوہ مولانا سید فضل حسن صاحب مرحوم کو بیس روپیہ ماہوار کلدار۔ بیوہ مولوی سید یسین علی صاحب مرحوم کو پچیس روپیہ ماہوار کلدار۔ سید الطاف حسین صاحب کو پچیس روپے ماہوار کلدار۔ اسی طرح بیوہ قاضی سید شمس الحق صاحب مرحوم کو پہلے سے مبلغ پچاس روپے ماہوار کلدار ملتے ہیں۔

ایسے نیک بادشاہ اور ایسی نیک حکومت کو خدا تعالیٰ سلامت رکھے جو مساکین کا خیال رکھتے ہیں۔

شیر میاں نظامی

رئیس ریاست دھولقہ گجرات کو خدا تعالیٰ نے لڑکی عنایت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ عمر دے نصیبہ دے۔

بنوں سے واپس آگئے

سردی و علالت کی وجہ سے میں سرحدی دورہ نہ کرسکا۔ مگر خان نعمت اللہ خان صاحب اور ملک سلطان محمود صاحب بنوں گئے تھے وہاں سے واپس آگئے۔ بنوں ریلوے پر دونوں کو گلے لگایا۔ ملک صاحب سرحد سے آنے والے بندوق ہم آغوش تھی میں نے دونوں کو آغوش میں لیا۔ بندوق بڑی سرجانی ہوتی ہے ملک صاحب کی بغل میں تھی اور مجھ سے بھی مل لی۔ الحمد للہ خان نعمت اللہ خان کی صحت کو اس سفر سے فائدہ ہوا۔

حسن نظامی کی ہجو

حاجی اقرالدین حسن صاحب قصائی نے ایک بہت بڑا اشتہار حسن نظامی کی ہجو اور مخالفت میں شائع کیا ہے - یہ وہی صاحب ہیں جنکا ذکر گذشتہ پرچہ میں آچکا ہے کہ درگاہوں میں منڈیوں کے داخلہ کی اصلاح چاہتے ہیں میں اس ہجو نامہ کا یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر حاجی صاحب میری ہجو سے اصلاح ہو جانے کی امید رکھتے ہیں تو روز انہ ایک اشتہار اس سے بھی سخت میرے خلاف شائع کیا کریں مجھ کو اصلاح درکار ہے خواہ کسی طرح ہو -

عمدہ سرمہ

آغا احمد نوری صاحب سرمہ راست کے لیئے بھیجا تھا - مجھکو تو ضرورت نہ تھی مگر میں نے دو چار آدمیوں کو وہ سرمہ دیا سب اس کی تعریف کرتے ہیں بینائی میں ترقی کرتا ہے - امراض چشم کو مفید ہے جس کو ضرورت ہو اس پتہ سے منگا لے - آغا احمد نوری صاحب جوالی ضلع حصار -

بادل کے بچے

پروفیسر مراد صاحب نے ایک کتاب بادل کے بچے کے نام سے لکھی ہے جسکا ذکر گذشتہ اشاعت میں آچکا ہے قصہ کے پیرایہ میں سائنس کی تعلیم دی ہے - طرز ادا بچوں کے مذاق کی موافق ہے - بڑوں کو بھی دلچسپ آسان طریقہ سے سائنس کی معلومات یہ کتاب بہم پہنچا سکتی ہے - پروفیسر صاحب شرلاک ہومز کے دلچسپ قصے لکھ کر اردو کی بڑی خدمت کر چکے ہیں - انکے مضامین اکثر رسالوں میں نہایت توجہ سے پڑھے جاتے ہیں - بادل کے بچے ایسی کتاب ہے جس کو تعلیمی سلسلہ میں شریک کرنا چاہیئے - قیمت صرف ۸ ملنے کا پتہ شیخ فیروز الدین مراد - بی اے - مسلم یونیورسٹی علی گڈھ -

روح نظیر

گذشتہ رسالہ میں وعدہ کیا تھا روح نظیر کی نسبت کچھ لکھونگا وہ حضرت نظیر اکبر آبادی کے کلام کا مجموعہ ہے - جناب محمود نے بڑی محنت سے اس پر دیباچہ لکھا ہے - اور نظیر کے بعض الفاظ کا مطلب اور جغرافیہ تحریر کیا ہے - میرے خیال میں ایسے آسان کلام پر یہ دیباچہ مشکل معلوم ہو گا - تاہم آج کل کے لوگوں کو اس کی ضرورت تھی -

معارف اعظم گڈہ نے لکھا ہے کہ نظیر کی شاعری اور زبان میں سقم ہیں - میں نہ شاعر ہوں نہ زبان داں نہ میری گنتی نقادوں میں ہے تاہم مجھ کو بھی اپنی پسند کے اظہار کا حق حاصل ہے - اس واسطے میں لکھتا ہوں کہ نظیر کی شاعری چونکہ عوام پر اثر کرتی ہے خصوصاً بچوں اور عورتوں کی سمجھ میں آتی ہے اس واسطے نظیر کو غالب پر بھی فوقیت ہے غالب بیشک بڑے شاعر ہیں مگر وہ بڑوں کے لیئے تھے - کم علموں اور چھوٹوں کی تعداد دنیا میں زیادہ ہوتی ہے ان کو نظیر ہی کا کلام نصیحت کر سکتا ہے - اس واسطے نظیر سب سے بڑا شاعر ہے - اسکا آدمی نامہ - الہی نامہ - بنجارہ نامہ وغیرہ نظمیں ہندوستان کے بازاروں میں ہر عورت مرد کی زبان پر ہیں محمود صاحب نے بڑا احسان کیا جو انکو ایک جگہ چھاپ دیا مگر ضرورت یہ ہے کہ ہر نظم علیحدہ علیحدہ عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ شائع ہوے کہ غریب بآسانی خرید سکیں - روح نظیر ہندو مسلمان سکھ ہر قوم کے کام کی چیز ہے اور ہر قوم کی نسبت اس میں سب کچھ ہے - قیمت صرف ۱۲ ملنے کا پتہ سید محمد محمود رضوی بی اے محمود المطابع و بک سیلر آگرہ

گاندھی نامہ

۴۹۰ صفحہ کی کتاب ہے لکھائی چھپائی اچھی - اس میں سب میرے مضامین ہیں جن میں شملہ کا سفر نامہ - مہاتما گاندھی کا حلیہ ان کا روحانیت کا مغالطہ - وہ سنت رسول کے قدموں میں - گائے گیتا گائتری گنگا گاندھی اور گاندھی تحریک میں دنیا کا فائدہ - ہندوستان ہفت اقلیم کا تاجدار وغیرہ مضامین کا مجموعہ ہے جو تمام و کمال مہاتما گاندھی کی نسبت ہیں قیمت ۲ مسٹر سلطان احمد چودری نے خواجہ پریس بٹالہ میں چھاپا ہے دفتر حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی سے بھی ملے گا -

چودھویں صدی کے تین شہید

اس کتاب میں میرے تین مشہور مضامین چھاپے ہیں - مرزا کشی عرب طرابلسی عرب اور ایرانی مجتہد کی شہادتوں کے دردناک حالات ہیں ہندوستان میں انکی بہت شہرت ہو چکی ہے قیمت ۲ یہ بھی خواجہ پریس بٹالہ میں چھپا ہے حلقہ مشائخ بکڈپو دہلی سے ملے گا -

چار درویشوں کا تذکرہ

یہ بھی میرے مضامین کا مجموعہ ہے جس میں ہندی مصری یمنی اصفہانی مشائخ قدیم و جدید کے حالات ہیں قیمت ۳ خواجہ پریس بٹالہ نے چھاپا ہے حلقہ مشائخ سے ملے گا -

مسلمان بچوں کے دس سبق

یہ مضامین بھی میرے لکھے ہوئے ہیں جنکو خواجہ پریس بٹالہ نے ایک جگہ چھاپا ہے - اسمیں دس مضمون ہیں جنکی زبان بچوں کے قابل ہے اور مذہبی و دنیاوی تعلیم ان سے ہوتی ہے -

پہلا سبق اللہ ایک ہے - دوسرا اسلام اور ایمان - تیسرا نیم حکیم خطرہ جان - چوتھا طوطے کی گویا - پانچواں ہزاروں لاکھوں چھٹا - نیم کے پھول - ساتواں - سگرٹ - آٹھواں - پان کی پیک - نواں - ہیرا من طوطا دسواں - تماش کا اکہ - قیمت ۳ دفتر حلقہ مشائخ دہلی سے منگائیے -

آداب مرشد

مولانا عبد الغفور صاحب عابدی شاہ نظامی نے نہایت مفید رسالہ لکھا ہے جسمیں بڑی تلاش محنت سے مرشد کے آداب کی باتیں جمع کی ہیں ہر پیر بھائی کے پاس رہنا چاہیئے - کشفی شاہ کو خدا جزائے خیر دے انکے خرچ سے چھپا ہے - قیمت ۸ دفتر حلقہ مشائخ دہلی سے ملے گا -

بیاض عاشقاں

ڈاکٹر ہلالی شاہ صاحب کے عاشقانہ کلام کا مجموعہ ہے تو الی میں بہت مقبول ہے قیمت ۸ سے زیادہ ہے لکھائی چھپائی اچھی ہے - دفتر حلقہ مشائخ دہلی سے ملے گا -

سید علی احمد شاہ صاحب کا قصد حج

سید محمد حسین شاہ نظامی اور سید محمد حسن شاہ نظامی کے والد سید علی احمد شاہ صاحب امسال سفر حج کا ارادہ رکھتے ہیں سب بھائی دعا کریں کہ اللہ تعالی کی تائید ہو یہ خاندان [illegible] سلسلہ کی شرکت کے سبب سے نہایت محبت و خلوص رکھتا ہے اور میں انکو اپنے گھر کا کنبہ خیال کرتا ہوں -

علم مجلسی

منشی عزیز الرحمن صاحب عزیز دہلوی نے علم مجلسی نام سے ایک نہایت دلچسپ مجموعہ مرتب کیا ہے قابل دید ہے قیمت ۸ منشی عزیز الرحمن صاحب عزیز کلاں محل دہلی [illegible]

اعظم الاخلاق

اعلی حضرت حضور نظام کے فرمان کی موجب منشی [illegible] صاحب خلف جناب [illegible] اخلاق کے دس مضامین ایک مجموعہ میں لکھے ہیں جنکا سال [illegible]

فروری سنہ ۱۹۲۳ء

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ

جمادی الاخری سنہ ۱۳۴۱ھ

رسالہ
دین و دنیا

جلد ۲ — نمبر ۱۱

حمد

(از جناب ساغری صاحب)

وہم و خیال سے بروں، وہم و خیال میں بھی آ — عالم حال سے بلند، عالم حال میں بھی آ
طور جلال ہو چکا۔ کوئی ڈھال ہو چکا — زور جلال ہو چکا۔ بزم جمال میں بھی آ
تیرے بغیر ناتمام تکملۂ حیات ہے — حدّ کمال ہو؟ نزول حدّ کمال میں بھی آ
اوّل کار میں نہاں تھیں تری مہربانیاں — دینے مجھے تسلیاں فکر مآل میں بھی آ
اوّل و آخر ظہور۔ تیری رضا سے پائے نور — پیکر بدر میں چمک، شان ہلال میں بھی آ
نشو و نمائے زندگی تیرے ہی دم قدم سے تھی — بعد فنا مرقد بے پر و بال میں بھی آ
پھونک دے آتش جمال میرے شعار حال میں — رنگ شعور میں بھی آ۔ طرز خصال میں بھی آ
راحت روح و جسم ہو تجھ سے سرور آشنا — نیش فراق کی دوا، عیش وصال میں بھی آ
شعلۂ برق کی طرح دور سے شوخیاں نہ کر — صورت دامن مراد دست سوال میں بھی آ
زینت دور سادگی، آبروئے شباب بن — رونق عہد کمسنی اب خط و خال میں بھی آ
تو ہے خوشی کی ابتدا۔ تو ہے الم کی انتہا — صبح سرور کے خدا شام ملال میں بھی آ
ڈال دے جلوۂ شہود سطح دل و دماغ پر — تو مرے خواب میں بھی آ، میری خیال میں بھی آ
دل کو مرے شہید کر۔ آنکھ کو محو دید کر — رزم جلال بھی دکھا، بزم جمال میں بھی آ
ہمتیں حل عقد کی۔ مجھ میں نہیں۔ نہیں سہی — تو ہی خدائے ممکنات، قید محال میں بھی آ
مجھ سے ہوا تھا منجلی۔ آئینۂ سکندری — گندہ ہے قلب ساغری جام سفال میں بھی آ

(از ڈاکٹر شیخ عبد الحکیم صاحب بسمل)

ہے شمع دل میں جب سے سوز و گداز تیرا — حقا کہ کھل گیا ہے ہر ایک راز تیرا
سنتا ہوں بلبلوں سے ہر دم ترے ترانے — ہر گل کو دیکھتا ہوں مدحت طراز تیرا
آنکھوں کے اشک، دل کی آہیں جتا رہی ہیں — رکھے کوئی چھپا کر کس طرح راز تیرا
ہر اک مکاں ہے تیرا پھر لامکان ہے تو — پیدا ہو وصل میں بھی کیا احتراز تیرا
جانداراور بیجان گن تیرے گا رہے ہیں — نغمہ سنا رہا ہے ہر ایک ساز تیرا
اس کی ثنا میں بسمل مصروف رکھ زباں کو — اک روز بے صدا ہے آخر یہ ساز تیرا

نعت

(از نثار الملک تمیز احمدی اجمیری)

لے چل اے بخت رسا احمد مختار کے پاس — شرمساری کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس
کیوں نہ دربار میں جبریل امیں حاضر ہو — ہے دو عالم کی حکومت مرے سرکار کے پاس
بانیٔ دل میں تصوّر ہے تری آنکھوں کا — حوض کوثر ہے ترے تشنۂ دیدار کے پاس
ہوں اگرچہ سر و پا فکر نہیں کچھ اس کا — تیری رحمت ہے تو سب کچھ ہے گنہگار کے پاس
تمیز ہیہات یہیں در در ہیں اس کوچہ سے — وہی اچھے ہیں جو بیٹھے ہیں در یار کے پاس

(از جناب سید محمد انور صاحب ہیڈ ماسٹر بھکر)

کیوں انور بیکس نہ ہو قربان مدینہ — خوابیدہ ہے اس خاک میں سلطان مدینہ
لوائے مدینہ میں جو سلطان مدینہ — جیتے جی نہ چھوڑوں کبھی دامان مدینہ
وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محبوب خدا کا — کعبہ سے سوا کیوں نہ ہو پھر شان مدینہ
میں بھول کے بھی نام نہ لوں باغ جناں کا — دیکھوں میں اگر خواب میں بستان مدینہ
آنکھوں پہ لیا تھا کبھی محبوب خدا کو — نازش ہے بجا گر کریں سنگان مدینہ
کیوں ہو نہ وہ جلوہ گہہ انوار الٰہی — یثرب۔ کہ ہے راحت گہہ سلطان مدینہ
ہر دم یہ شہنشاہ دو عالم سے دعا ہے — رہ جائے کہیں دل میں نہ ارمان مدینہ

جو ناز ہو اس نسبت عظمےٰ پہ بجا ہے
انور ہے غلام شہ خوبان مدینہ

(از نثار الملک تمیز احمدی)

عالم میں شاہ یثرب اک انتخاب تم ہو — ذرّے ہیں اہل ایماں اور آفتاب تم ہو
پڑ جاتے ہیں مہر و مہ پہ محجوبیت کے پردے — یا شاہ صبح محشر گر بے نقاب تم ہو
قربان یا محمد خوشبو پہ دل تمہاری — گلزار معرفت کے آقا گلاب تم ہو
ٹھیکہ لیا ہے جس نے امت کی مغفرت کا — سردار انبیا ہے جس کا خطاب تم ہو

جس کی تجلیوں سے روشن ہے تمیز کا دل
وہ تم ہو ماہ انور۔ وہ آفتاب تم ہو

تفسیر قرآن مجید

گزشتہ سے پیوستہ

قرآن مجید میں بھی اقامت کے معنی پوری تفصیل کے ساتھ بتائے گئے ہیں۔ جنانچہ ھم علیٰ صلوٰتھم دائمون (وہ اپنی نماز کو مداومت کرتے ہیں) سے مداومت اور ہمیشگی کا ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا (نماز ایمان والوں پر ایک فرض موقت ہے) سے اوقات کے تحفظ، وارکعوا مع الراکعین (رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو) سے جماعت، الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون (وہ لوگ جو نماز میں خشوع کرتے ہیں) سے خضوع و خشوع کی طرف اشارہ ہے لیکن اقامت نماز کے کئی درجے قرار پاتے ہیں۔ ایک درجہ تو منکرین نماز کا ہے اور انکا سرگروہ ابوجہل ہے فلا صدق ولا صلّی (نہ اس نے سچ بولا اور نہ نماز پڑھی) اور اسکا ٹھکانا جہنم ہے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جس نے نماز کو تسلیم کیا لیکن ادا نہیں کیا یہ اہل کتاب ہیں جنکے متعلق ارشاد ہوا ہے اضاعوا الصلوٰۃ (انہوں نے نماز کو رائیگاں کیا) اور اس کی پاداش میں وہ دوزخ کے خوفناک درجے (غی) میں پھینکے جائیں گے تیسرا طبقہ اُن لوگوں کا ہے جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر جی چُراتے ہیں اور مارے باندھے سے پڑھتے ہیں۔ یہ منافق ہیں اور ان کا ٹھکانا بھی جہنم کی ہولناک وادی (ویل) میں قرار دیا گیا ہے۔ سرور عالم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ نماز کا وقت گزر جائیگا تو دوزخ میں اس پر ہزار سال عذاب کیا جائیگا۔ چوتھا طبقہ اُن کا ہے جنہوں نے نماز کو فریضۂ الٰہی تسلیم کیا ہے۔ اور اُسے اُس کے آداب و ارکان کیساتھ ادا کرتے ہیں۔ اس طبقہ کے پیشوا سرور کائنات بانی والی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضور کے صحابۂ کرام ہیں۔ جنکے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ ”اُن مومنوں نے نجات پالی جو اپنی نمازوں میں خدا سے ڈرتے ہیں“ ... ”فردوس بریں کے وارث ہیں“ حکمائے ملت فرماتے ہیں کہ نماز کے بارے میں تم ستارہ بنکر رہو۔ یہ نہو سکے تو ماہتاب بنکر رہو۔ یہ بھی امکان سے باہر ہو تو آفتاب بنکر رہو۔ ستارہ تمام رات رہتا ہے چاند تمام رات سے کم رہتا ہے۔ سورج تمام دن رہتا ہے۔

صلوٰۃ:- نماز۔ دعا۔ درود۔ رحمت۔ عبادت۔ اگر انسان کی طرف منسوب ہو تو نماز۔ دُعا اور عبادت کا مفہوم رکھتی ہے۔ اگر ذات باری کی طرف منسوب ہو تو رحمت اس کے معنی ہوتے ہیں۔ قرآن پاک نے لفظ صلوٰۃ کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

دُعا۔ وصل علیھم (اُن کے لئے دُعا کرو) **ثنا**۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلّون (خدا اور اس کے فرشتے ثنا کرتے ہیں) **قرأت**۔ ولا تجھر بصلوٰتک (باواز بلند نہ پڑھو) **رحمت**۔ اُولٰئک علیھم صلوٰت من ربھم (وہ لوگ اُن پر انکے پروردگار کی رحمتیں) اصطلاح شرع میں نماز اُس عبادت مخصوص کا نام ہے جو چند افعال و اذکار کا مجموعہ ہے اور اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کے جو معانی اوپر بیان کئے گئے وہ سب کے سب اس میں پائے جاتے ہیں مثلاً بحالت قیام اس میں قرأت ہے۔ بحالت قعود اس میں ثنا اور دُعا ہے۔ اور پڑھنے والا رحمت کا مستحق ہے نماز ارکان اسلام میں سب سے بڑا رکن ہے۔ قرآن پاک میں اس فرض کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اور شب و روز کے ہر حصہ میں اس فرض کا ایک نہ ایک جز مقرر کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں اس کے اوصاف اس بلیغ اور جامع انداز میں بتائے گئے ہیں کہ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر (نماز بُرائیوں اور بدیوں سے روکتی ہے) اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ اسلام نے جیسی نماز بتائی ہے اگر وہ ٹھیک ادا کی جائے تو وہ پڑھنے والے کو تمام بُرائیوں اور گناہوں سے باز رکھنے اور تقرب الٰہی تک پہنچانے کے لئے کافی ہے تزکیۂ نفس، اطمینان قلب، صبر و تسکین، ذوق طاعت اور تقرب الی اللہ کے لئے نماز سے زیادہ کوئی عبادت مفید اور موثر نہیں ہے۔ کیونکہ یہی ایک عبادت ہے جو انسان کے تمام ظاہری و باطنی قویٰ کو یعنی اُسکی پوری ہستی کو خدا کی طرف متوجہ کر دیتی ہے۔ انسان جب نماز پڑھنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو وہ اپنے آپکو سب سے پہلے تمام ظاہری ناپاکیوں اور نجاستوں سے پاک کرتا ہے۔ دنیا کے تمام تفکرات اور علائق سے اپنا خیال یکسو کرکے شہنشاہ عالم کے دربار میں حاضر ہونے کی تیاری کرتا ہے جب وہ اس اہتمام کیساتھ تکبیر کہنے کیلئے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو یہ ایک لطیف اشارہ اس امر کی طرف ہوتا ہے کہ گویا اس نے ماسوا کی طرف سے ہاتھ اٹھا کر دربار الٰہی میں حاضری کا عزم کر لیا ہے پھر سورۂ الحمد پڑھتا ہے جو خدا کیساتھ ہمکلامی کی بہترین تقریب ہے اسکی تعریف بیان کرتا ہے اپنی بیکسی اور اسکی قدرت کا اظہار کرتا ہے اور پھر دینی اور دنیاوی فلاح و بہبود کیلئے اس سے جن بہترین الفاظ میں دعا کرتا ہے وہ ... انہیں کا حصہ ہیں۔ اور جنکی مقبول و مستجاب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے سورۂ الحمد کے بعد قرآن پاک کی چند آیتیں اور کبھی پڑھتا ہے جس سے ہمکلامی کا شرف مزید حاصل ہوتا ہے۔ اسکے بعد اسکے دل پر شوق کا ایک جذبہ طاری ہوتا ہے۔ وہ انوار قدس کو اپنی باطنی آنکھوں سے درخشاں پاتا ہے اور سطوت و جبروت شاہانہ کے سامنے رکوع میں جھکتا ہے اور اسکی زبان پر سبحان ربی العظیم کا پاک جملہ جاری ہوتا ہے پھر سر اٹھا کر ... ثنا کرتا ہے۔ اور اسکے بعد فوراً اور فرط شوق میں سجدہ میں گر جاتا ہے اُسکا دل ... تجلیات کا مرکز ہوتا ہے۔ اُسکی زبان بے اختیارانہ تسبیح میں مصروف ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں اس پاک ہستی کی بارگاہ میں اپنی پیشانی رکھے ہوئے ہوں جو پاؤں اور ہاتھ کی کثافتوں سے پاک اور منزہ ہے سجدہ میں اسکے ساتھ ہی اُس کے نفس کی تمام سرکشی اور نخوت وغرور خاک میں مل جاتا ہے۔ وہ سجدہ سے سر اٹھاتا ہے لیکن نیاز مندیوں کا سمندر ... تقرب کی جس دنیا میں وہ ابھی موجود تھا اُسکا اشتیاق پیدا ہوتا ہے اور وہ عالم وارفتگی میں پھر سجدہ میں گر جاتا ہے اور پھر اُسکے جوارح و جوانح اپنے پروردگار کی تسبیح و تقدیس کا ترانہ بلند کرتے ہیں۔ سبحان ربی الاعلیٰ۔ یہی شان عبدیت کیساتھ جب وہ دو رکعتیں ختم کر چکتا ہے تو دربار الٰہی میں مؤدب بیٹھکر ... اور کسی پہلو کی طاعت باقی نہ رہی وہ حمد و ثنا کرتا ہے سلام اپنے اوپر ... اس کے بعد وہ اپنے روحانی سفر کو روحانی دنیا کے رہنے والوں کی تعظیم وادب کے ساتھ سلام کرتے ہوئے ختم کرتا ہے وہ نماز جسے اسلام نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے اور اس آیت کریمہ میں جسکا تذکرہ ہے اور جس کی اقامت و مواظبت کا حکم ہے۔

(باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم

گذشتہ سے پیوستہ

مطلب: ضعف و ناتوانی سے دل کی حرکت سست رہنے لگی یا دل کی پژمردگی اور افسردگی بڑھنے لگی۔ خواب میں خلل واقع ہوا۔ جو ضعف و ناتوانی اور خستگی و بے آرامی کا لازمہ ہے۔ اندرونی حرارت سے آنکھیں جلنے لگیں اور طبیعت عالم یاس و حسرت میں غمگین و اداس رہنے لگی۔

اطبا کو عاجز و مجبور دیکھکر بادشاہ درگاہ الٰہی میں سربسجود ہوتا ہے

شہ چو عجز آں طبیباں را بدید ۔۔۔ پا برہنہ جانب مسجد دوید

ترجمہ: بادشاہ نے جب ان طبیبوں کی بے کسی اور بیچارگی دیکھی تو ننگے پاؤں مسجد کیطرف دوڑا

رفت در مسجد سوے محراب شد ۔۔۔ سجدہ گاہ از اشک شہ پرآب شد

ترجمہ: بادشاہ مسجد میں گیا اور محراب کی طرف پہنچا (سجدہ میں گر پڑا اور) سجدہ گاہ اُس کے آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

مطلب: دونوں اشعار کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اطبا اپنے ان عریض و طویل دعوؤں کے باوجود کنیز کے علاج میں کامیاب نہیں ہوئے اور بالکل عاجز و مجبور ثابت ہوئے تو بیکبارگی اُسکا دل چارہ ساز حقیقی کی طرف متوجہ ہوا۔ پس وہ ننگا پا ننگے پاؤں مسجد کی طرف دوڑا۔ محراب کے پاس جھکر سجدہ میں گر پڑا۔ وفور یاس و غم کا یہ عالم تھا کہ اُسکی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا جس سے سجدہ گاہ تر ہو رہی تھی

چوں بخویش آمد ز غرقاب فنا ۔۔۔ خوش زباں بکشاد در مدح و ثنا

ترجمہ: جب غرقاب فنا سے آپ میں آیا تو خدا کی حمد و ثنا میں اچھی طرح زبان کھولی

لغات: از غرقاب فنا:۔ فنا میں غرق ہونے سے بیخودی اور محویت سے۔

مطلب: بادشاہ جوش گریہ و زاری سے از خود رفتہ ہو رہا تھا۔ جب یہ جوش کم ہوا۔ بیخودی دور ہوئی۔ ہوش میں آیا اور حواس بجا ہوئے تو اُس نے بڑے تضرع و خلوص کیساتھ جناب باری میں مناجات شروع کی اور خوش بیانی کے ساتھ ذات بے نیاز کی حمد و ثنا کرنے لگا۔

کے کمینہ بخششت ملک جہاں ۔۔۔ من چہ گویم چوں تو میدانی نہاں

ترجمہ: تیری ادنی بخشش دُنیا کی بادشاہی ہے میں کیا کہوں جبکہ تو چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے

لغات: کمینہ۔ کم سے کم۔ ادنیٰ۔ معمولی۔

مطلب: بادشاہ نے ان الفاظ میں اپنی مناجات اور خدائے برتر کی حمد و ثنا شروع کی چنانچہ اُس نے ذات باری کو مخاطب کرکے عرض کیا اے خدا تیری ادنیٰ اور معمولی مہربانی اور بخشش یہ ہے کہ تو نے مجھے دُنیا کی بادشاہی عطا کی ہے میں تجھ سے اپنا درد دل کہنا چاہتا ہوں مگر تو نے فرمایا ہے کہ انہ علیم بذات الصدور (وہ دلوں کے بھید جانتا ہے) جب تو دانائے راز اور واقف اسرار ہے تو میں تجھ سے کیا عرض کروں

لیک گفتی گرچہ میدانم سرت ۔۔۔ زود ہم پیدا کنش برظاہرت

ترجمہ: لیکن تو نے فرمایا ہے کہ اگرچہ میں تیرا راز جانتا ہوں۔ تاہم تو اُسے اپنی زبان سے بھی ظاہر کر۔

مطلب: یعنی اگرچہ تو واقف راز ہے اور اس لیے دل کا درد دکھ تجھ سے کہنا غیر ضروری اور تحصیل حاصل ہے لیکن تو نے دُعا کا حکم بھی دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم سے مانگو۔ ہم کو پکارو۔ ہم سے دُعا کرو۔ اور ہرچند ہم بندوں کے دل کی بھید جانتے ہیں لیکن انھیں چاہیے کہ اپنی تمنائیں اور مرادیں زبان پر بھی لائیں۔ اس لیے میں اپنا حال تجھ سے عرض کرتا ہوں اور تیری امداد چاہتا ہوں۔

حال ما و ایں طبیباں سر بسر ۔۔۔ پیش لطف عام تو باشد ہدر

ترجمہ: ہمارا اور ان طبیبوں کا تمام حال تیرے لطف عام کے سامنے بالکل ہیچ ہے

لغات: ہدر۔ بیکار شئے۔ ہیچ۔

مطلب: ہم نے اور ان طبیبوں نے اس کنیز کی صحت کیلئے جو کچھ کوشش کی ہے وہ تیرے لطف عام کے سامنے بالکل ہیچ ہے یعنی اگر تو چاہے تو آن واحد میں اس بیمار کو صحت عطا کرسکتا ہے۔ اس شعر کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہم نے اور اطبا نے جو یہ غلطی کی ہے کہ سب سے پہلے تجھ سے طالب امداد نہیں ہوئے اور تیری مشیت کو اپنی کوششوں میں شامل نہیں کیا یعنی انشاء اللہ کہکر کام شروع نہیں کیا تو یہ بہت بڑا جرم ہے لیکن تیرے لطف عام کے سامنے بالکل ہیچ ہے اور اگر تو چاہے تو اپنی مہربانی سے اسے بالکل معاف کرسکتا ہے۔

اے ہمیشہ حاجت ما را پناہ ۔۔۔ بار دیگر ما غلط کردیم راہ

ترجمہ: تو ہمیشہ ہماری حاجتوں کو پناہ دیتا ہے ایک دفعہ اور (پناہ دے) ہم سے غلطی ہوگئی ہے۔

مطلب: شعر ماسبق کا دوسرا مطلب پیش نظر رکھ کر اس شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ خدایا تو ہمیشہ ہماری حاجتوں اور مرادوں کو پورا کرتا ہے۔ اس دفعہ بھی ہم پر مہربانی کر۔ اور ہم سے جو غلطی سرزد ہوگئی ہے (یعنی ہم نے تیری مشیت کو شامل کار نہیں کیا) اسے معاف فرما دے۔

چوں برآورد از میان جاں خروش ۔۔۔ اندر آمد بحر بخشائش بجوش

ترجمہ: بادشاہ نے چونکہ تہ دل سے دُعا مانگی اس لیے رحمت کا سمندر جوش میں آگیا۔

لغات: بخشائش۔ رحمت۔

مطلب: بادشاہ نے سچائی اور خلوص کیساتھ گریہ و زاری کی تھی اور صمیم قلب سے دُعا مانگی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی دُعا مقبول ہوگئی اور رحمت کے سمندر میں جوش پیدا ہوا۔ (باقی آئندہ)

شرح دیوانِ حافظ

گذشتہ سے پیوستہ

لغات: صلاح ـ نیکی بھلائی خوبی ـ خراب ـ ویران ـ برباد ـ مست ـ نشہ ـ تفاوت فرق ـ اختلاف ـ باہم مختلف ہونا ـ

مطلب: میں ایک رند بدمست ہوں مجھے نیکوکاری سے کیا واسطہ ـ تم خود ہی غور کرلو کہ ان دونوں راہوں یعنی رندی و بدمستی میں اور نیکوکاری میں باہم کسقدر اختلاف ہے ـ چونکہ ارباب طریقت شراب محبت سے بدمست ہوکر اکثر ایسی باتیں ظاہر کرتے ہیں جو اہل شریعت کی نظر میں خلاف شرع ہوتی ہیں اور وہ ان سے روکنا چاہتے ہیں اور صلاح کار و پرہیزگاری کی دعوت دیتے ہیں پس ان اہل ظاہر کو مخاطب کرکے حافظؒ فرماتے ہیں کہ مجھکو تم کیا روکتے ہو اور مجھکو تم کیا پرہیزگاری کی ترغیب دیتے ہو میں تو ایک رند شرب آدمی ہوں مجھے پرہیزگاری اور زہد و تقویٰ سے کیا کام ہے ـ

چہ نسبت ست برندی صلاح و تقوی را ــ سماع وعظ کجا نغمۂ رباب کجا

ترجمہ: نیکوکاری اور پرہیزگاری کو رندی سے کیا نسبت ہے ـ کہاں وعظ اور کہاں رباب کے رنگ ـ

لغات: تقویٰ ـ خوف خدا ـ پرہیزگاری ـ سماع ـ سننا ـ رباب ـ ایک باجہ ـ

مطلب: یہ شعر بھی شعر ماسبق کی تائید کرتا ہے اور اجمال سابق کی تفصیل ہے یعنی نیکوکاری و پرہیزگاری اور رندی و مستی میں بعد المشرقین ہے ـ پند و وعظ کی مجلسوں میں شریک ہونا اور رباب کی دلکش راگنیوں سے مست ہونا باہم زمین آسمان کا فرق رکھتا ہے ـ

دلم ز صومعہ بگرفت و خرقۂ سالوس ــ کجاست دیر مغان و شراب ناب کجا

ترجمہ: میرا دل صومعہ اور خرقہ مکر سے تنگ آگیا ـ دیر مغاں اور شراب خالص کہاں ہے ـ

لغات: صومعہ ـ عبادت خانہ معبد ترسایان ـ مجازاً عبادت خانہ اہل اسلام خرقہ ـ گدڑی ـ سالوس ـ مکر فریب ـ ظاہر کچھ اور باطن کچھ ـ اور دیر ـ معبد کفار ـ

مطلب: ریاکارانہ عبادت اور مکارانہ خرقہ پوشی سے میرا دل تنگ آگیا ہے کیونکہ انجام کار اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا نہ عبادت سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور نہ خرقہ پوشی سے کسر نفسی اور دل شکستگی کی دولت میسر آتی ہے پس اب میں تنگ آکر اسے خیرباد کہتا ہوں ـ مجھے بتاؤ کہ دیر کہاں ہے اور شراب خالص کدھر ہے یعنی اب میں اس ظاہر پرستی کو چھوڑ کر باطنی دنیا کی طرف جانا چاہتا ہوں تاکہ جمال دوست کے نظارہ سے شادکامی اور بادۂ عرفان کی بیخودی سے سرور دائمی حاصل کروں

بشد زیاد خوشش باد روزگار وصال ــ خود آن کرشمہ کجا رفت و آن عتاب کجا

ترجمہ: یادش بخیر ـ وصال کا زمانہ تو یاد ہی سے جاتا رہا ! وہ کرشمہ کہاں گیا اور وہ عتاب کیا ہوا ؟

لغات: خوشش باد ـ یادش بخیر ـ

مطلب: کرشمہ و عتاب ـ ناز و ادا ـ عشوہ و غمزہ لوازم وصال ہیں ـ وصال کے ساتھ ان کی یاد آنی ضروری ہے پس عاشق فراق زدہ یکایک اپنی بیخودی سے چونک کر کہتا ہے کہ زمانۂ وصال تو یاد ہی سے جاتا رہا ـ یعنے وصال کے مسرت خیز لمحوں پر اتنا عرصہ گزر گیا کہ وہ اب مرٹے ہوئے خیال اور بھولے ہوئے خواب کی طرح معلوم ہوتا ہے ـ وصال کا تصور آتے ہی اسے محبوب کے ناز و کرشمہ کی یاد آتی ہے اور وارفتگی کے عالم میں کہتا ہے کہ آخر یہ کرشمہ و عتاب کیا ہوئے ؟ اب تو ان کا نشان بھی نظر نہیں آتا ـ

ز روی دوست دل دشمنان چہ دریابد ــ چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

ترجمہ: دوست کے چہرہ سے دشمنوں کا دل کیا حاصل کرسکتا ہے ـ کہاں بجھا ہوا چراغ اور کہاں آفتاب

لغات: مردہ ـ بجھا ہوا ـ دشمن ـ منکر ـ

مطلب: منکرین کا دل ـ دوست کی ضیاباری اور نور پاشی سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جیسا کہ آفتاب سے بجھے ہوئے چراغ کو روشنی حاصل نہیں ہوتی ـ حالانکہ آفتاب عالمتاب ہے اور ہر شے اس کے نور سے مستفید ہے حتیٰ کہ چاند تمامتر اسی کی ضیا گستری کا ایک پرتو ہے ـ حاصل یہ ہے کہ جبتک کسی شخص میں فطرتاً استعداد و صلاحیت ودیعت نہ رکھی ہو اسوقت تک کسی مرد کے فیض سے وہ مستفیض نہیں ہوسکتا ـ اور بڑی سے بڑی رہنمائی اس کے لئے بے سود ہے ـ حضرت ممدوح دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

ببین بہ سیب زنخداں کہ چاہ در راہ ست ــ کجا ہمی روی اے دل بدین شتاب کجا

ترجمہ: دیکھنا اے دل سیب زنخداں کی راہ میں کنواں ہے ـ تو اس عجلت کے ساتھ کدھر چلا

لغات: زنخداں ـ زنخ اور داں سے مرکب ہے ـ زنخ ـ ذقن ٹھوڑی ـ داں مرکب ـ چاہ زنخداں وہ نشیب جو ٹھوڑی کے وسط میں ہوتا ہے اور جسے حسن تعبیر کیا جاتا ہے اسے غبغب اور غبب بھی کہتے ہیں ـ زنخ کو سیب سے اور اس نشیب (غبغب) کو کوئیں سے تشبیہ دیتے ہیں ـ

مطلب: سیب زنخداں کی دلفریبی دیکھکر دل بیتابانہ اسکی طرف چلا لیکن اس کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اسطرح بے سوچے سمجھے اور بے تحاشا بھاگے کہاں جاتا ہے ـ تیری راہ میں کنواں ہے ایسا نہو کہ تو اس کنوئیں میں گر جائے ـ شعر کا ماحصل یہ ہے کہ محبت کی راہ میں سخت مشکلات پیش آتی ہیں ـ راہ محبت کرنیوالے کو چاہیئے کہ پہلے سے انکے لئے تیار رہے ؎

رہرو راہ محبت کا خدا حافظ ہے ـ اس میں دو چار بہت سخت مقام آتے ہیں ـ

باقی آیندہ

شرح گلستاں

گذشتہ سے پیوستہ

گذشتہ سے پیوستہ

پند سعدی بگوش دل بشنو　　　رہ چنین ست مرد باش و برو

ترجمہ:- سعدی کی نصیحت گوش دل سے سنو یہی راستہ ہے مرد بنو اور اسپر چلو۔

مطلب: یعنی دنیا میں عقبیٰ کی تیاری کرلو اور جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ (دنیا آخرت کی کھیتی ہی) اس جہان میں ایسے اعمال صالحہ اور نیک باتیں خیر و نیکی انجام دو کہ اس جہان میں تمہارا دامن ثواب اور خوشنودیٔ ایزدی کے ثمرات سے لبریز ہو۔

بعد از تامل این معنی مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم و دامن صحبت فراہم چینم و دفتر از گفتہائے پریشان بشویم و من بعد پریشان نہ گویم۔

ترجمہ:- یہ بات سوچکر میں نے مصلحت یہ سمجھی کہ گوشۂ تنہائی میں بیٹھ رہوں۔ دوستوں سے ملنا جلنا چھوڑ دوں۔ کہے ہوئے اشعار محو کردوں اور آئندہ کچھ نہ کہوں۔

لغات:- تامل- غور- فکر- سوچنا۔ نشیمن۔ گھونسلہ- عزلت۔ تنہائی۔ صحبت۔ میل جول۔ ہمنشینی۔ سوسائٹی۔ گفتہائے پریشان۔ نظم و نثر۔ پریشان۔ نظم و نثر

زبان بریدہ بکنجے نشستہ صم بکم　　　بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

ترجمہ:- زبان کٹی ہوئی۔ ایک گوشہ میں بہرا گونگا بیٹھا ہوا، اُس سے اچھا ہے جس کی زبان قابو میں نہ ہو۔

لغات:- کنج۔ گوشہ۔ صمٌ۔ جمع اصم۔ بہرا۔ بکمٌ۔ جمع ابکم۔ گونگا۔ صمٌ بکمٌ۔ بہرا گونگا۔

مطلب:- اگر زبان قابو میں نہو۔ اور انسان فضول گو ہو تو اس سے وہ شخص کہیں بہتر ہے جس کی زبان کٹی ہوئی ہو۔ اور وہ بھی گونگا۔ ایک گوشہ میں پڑا ہو۔

تا یکے از دوستان کہ در کجاوہ ہمنشین من بودے و در حجرہ جلیس برسم قدیم از در درآمد چندانکہ نشاط ملاعبت کرد و بساط مداعبت گسترد جوابش نگفتم و سر از زانوئے تعبد بر نگرفتم۔

ترجمہ:- حتیٰ کہ ایک دوست جو کجاوہ میں میرا ہمنشین اور حجرہ میں میرا انیس تھا رسم قدیم کے مطابق میرے پاس آیا۔ اُس نے بہت کچھ ہنسی مذاق کی باتیں کیں اور چھیڑ چھاڑ کرتا رہا لیکن نہ میں نے اُسے جواب دیا اور نہ زانو سے سر اُٹھایا۔

لغات:- کجاوہ۔ محمل۔ اونٹ پر لادنے اور بیٹھنے کے لئے بنائی ہوئی جگہ۔ حجرہ۔ کوٹھری۔ خلوت مکان۔ "در کجاوہ ہمنشین و در حجرہ جلیس" کا مطلب ہے "سفر اور حضر میں شریک" یعنی میں پردیس ہوں یا گھر پر وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہتا تھا۔ برسم قدیم۔ جیسی کہ اسکی عادت تھی۔ جیسا کہ ہوتا چلا آتا تھا۔ از در درآمد۔ مکان میں آیا۔ میرے پاس آیا۔ ناگاہ آیا۔ اتفاق سے آیا۔ (در دروازہ سے آیا" کا یہ مطلب نہیں کہ دروازہ سے آیا دیوار پھاند کر نہیں آیا) نشاط۔ خوشی۔ سرور۔ ملاعبت۔ باہم کھیلنا ہنسی مذاق۔ بساط بچھونا۔ مداعبت تفریح۔ دل لگی۔ چھیڑ چھاڑ۔ خوش طبعی۔ "خوش طبعی کا بچھونا بچھایا" یعنی خوش طبعی کی۔ تعبد۔ عبادت اختیار کرنا۔ عبادت کی سی شکل بنانا۔ "عبادت کے زانو سے سر نہ اٹھایا" یعنی جسطرح عابدانہ صورت میں بیٹھا تھا اسی طرح بیٹھا رہا۔

مطلب:- خلاصہ یہ ہے کہ میں یہ عہد کر چکا تھا اور عملی طور پر زاہدانہ زندگی کا بسر کرنا شروع کر دیا تھا کہ ایک دن میرا ایک دوست جو سفر اور حضر میں برابر میرے ہمراہ رہتا تھا میرے پاس آیا اور حسب معمول اُس نے ہنسی مذاق اور تفریح و خوش طبعی کی باتیں شروع کیں لیکن میں نے اُس کی گفتگو میں حصہ نہیں لیا۔ اور نہ آنکھ اُٹھا کر اُسکی طرف دیکھا بلکہ جسطرح خاموش عابدانہ صورت بنائے بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا۔

رنجیدہ نگہ کرد و گفت قطعہ

ترجمہ:- اُس نے رنجیدہ ہوکر میری طرف دیکھا اور کہا۔ قطعہ۔

مطلب: جب میں نے اُسکی کسی بات کا جواب نہیں دیا۔ اور اُس کی خوش طبعی میں کچھ حصہ نہیں لیا تو وہ اس بات سے ناخوش ہوا۔ اُس نے رنجیدہ ہوکر میری طرف دیکھا اور کہا۔

کنونت کہ امکان گفتار ہست　　　بگوائے برادر بلطف و خوشی

کہ فردا چو پیک اجل در رسد　　　بحکم ضرورت زبان در کشی

ترجمہ:- اسوقت تم میں بات چیت کی طاقت ہے تو بھائی ہنس بول لو۔ کیونکہ کل جب موت کا قاصد آپہنچیگا تو مجبوراً زبان بند کرنی پڑے گی۔

لغات:- کنوں۔ اکنوں کا مخفف۔ اب۔ لطف۔ نرمی۔ مہربانی۔ بحکم ضرورت ضرورت کے حکم سے۔ مجبوراً۔ زبان در کشیدن چپ ہوجانا۔

مطلب:- جب موت آئے گی تو انسان کی زبان آپ خود بند ہوجائے گی پس قبل از وقت زبان کیوں بند کیجائے اور جبتک گفتگو کی طاقت موجود ہے تو اُسوقت تک ہنسی خوشی میں وقت کیوں نہ گزارا جائے۔ (باقی آئندہ)

وحی کس طرح نازل ہوتی تھی

علماء نے وحی کی بہت سی کیفیتیں ذکر کی ہیں اُن میں ایک کیفیت یہ ہے کہ فرشتہ اُس کو گھنٹہ کے جھنا کے کی آواز کی طرح لاتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ہوا۔ اور احمد کے مسند میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آیا آپ وحی کے نازل ہونے کو محسوس فرماتے ہیں؟ - رسول اللہؐ نے فرمایا "میں جھنکار کی آوازیں سنتا ہوں اور اُسی وقت خاموش ہو جاتا ہوں۔ پھر کسی مرتبہ مجھ پر وحی نہیں آتی مگر یوں کہ میں گمان کرتا ہوں اب میری جان قبض کی جاتی ہے" **خطابی** نے کہا ہے "اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک غیر مفہوم آواز ہوتی تھی جس کو آپ سنتے تو تھے لیکن پہلی ہی مرتبہ سنکر دل میں جما نہیں سکتے تھے بلکہ بعد میں اُسے سمجھا کرتے تھے" اور کہا گیا ہے کہ وہ جھنا کے کی آواز فرشتہ کے پروں کی سنسناہٹ کی صدا ہوا کرتی تھی اور اُس کے پہلے سے سنا دینے میں یہ حکمت رکھی گئی تھی کہ رسول اللہ صلعم سماعت وحی کے لئے متوجہ ہو جائیں اور پھر اُن کے دل میں بجز تمام کلام الٰہی کے اور کسی بات کی گنجایش باقی نہ رہے۔ اور **صحیح** میں آیا ہے کہ یہ حالت رسول اللہ صلعم پر وحی کی حالتوں میں نہایت سخت ہوا کرتی تھی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس طرح پر نزول وحی اسی وقت ہوتا تھا جبکہ کسی عذاب سے ڈرانے یا دھمکی دینے کی آیت نازل ہونے والی ہو۔

دوسری کیفیت نزول وحی کی یہ تھی کہ رسول اللہ صلعم کے دل میں کلام الٰہی کی روح پھونک دی جاتی تھی۔ جیسا کہ خود آپ نے فرمایا "اِنَّ روح القدس نَفَثَ فِی رُوْعِی" یعنی روح القدس نے میرے دل میں پھونک ماردی ہے۔ اس روایت کو **حاکم** نے بیان کیا ہے۔ اور اس کا رجوع کبھی اسی پہلی حالت کی جانب ہوتا ہے اور گاہے اُس کے بعد والی دوسری حالت کی جانب کیونکہ اُنہی دونوں میں سے کسی کیفیت سے جبرئیل آتے اور رسول پاک کے دل میں وحی الٰہی کی روح پھونک جاتے تھے۔

تیسری کیفیت نزول وحی کی یہ ہوتی تھی کہ فرشتہ کسی آدمی کی شکل میں رسول کریم کے پاس آتا اور آپ کو کلام الٰہی سناتا تھا جیسا کہ صحیح میں یہ حدیث نبوی وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "بعض اوقات فرشتہ میرے روبرو بشر کی شکل میں آتا اور مجھ سے کلام کرتا ہے پھر میں اُس کی باتوں کو دھیان میں کر لیتا ہوں" **ابو عوانہ** نے اپنی صحیح میں اس پر اتنا اور بھی بڑھایا ہے کہ رسول پاکؐ نے کہا "اور یہ صورت نزول وحی کی مجھ پر آسان ترین ہے"

چوتھی حالت یہ ہوتی کہ حامل وحی فرشتہ سونے کی حالت میں آپ کے پاس آتا تھا اور بہت سے لوگوں نے **سورۃ الکوثر** کو اس قسم کی وحی میں شمار کیا ہے۔

پانچویں کیفیت تھی کہ خود پروردگار عالم اپنے رسول سے حالت بیداری میں کلام کیا کرتا۔ جیسا شب معراج کو واقع ہوا۔ یا۔ حالت خواب میں جیسا کہ **معاذ بن جبلؓ** کی حدیث میں آیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "میرے پاس میرا پروردگار آیا اور اُس نے کہا مخلوقات علوی (فرشتے) کس بارہ میں جھگڑتے ہیں" آخر حدیث تک۔ مگر جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے قرآن میں اس قسم کی وحی کا کچھ بھی پایا نہیں جاتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ **سورۃ البقرۃ** کا خاتمہ اور کچھ حصہ **سورۃ والضحٰی** اور **سورۃ الم نشرح** کا اس قبیل سے سمجھا جائے۔ کیونکہ **ابن ابی حاتم** نے **عدی بن ثابت** کی حدیث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "میں نے اپنے رب سے ایک بات پوچھی اور دل میں چاہا کہ کاش اسے نہ دریافت کرتا تو اچھا تھا۔ میں نے خداوند کریم سے عرض کیا" بار الٰہا تو نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور موسیٰ سے خود کلام فرمایا۔ خداتعالیٰ نے مجھ کو جواب دیا "اے محمدؐ کیا میں نے تجھ کو یتیم پاکر پناہ نہیں دی۔ اور گمراہ دیکھ کر ہدایت نہیں کی اور مفلس پاکر مالدار نہیں بنادیا۔ میں نے تیرا سینہ کھولدیا اور تیرے بوجھوں کو تجھ پر سے اُتار دیا۔ اور تیرا ذکر بلند کیا۔ اس طرح کہ میں یاد کرنہ کیا جاؤں گا مگر یہ کہ تو بھی میرے ساتھ ہی یاد کیا جائے گا"

مدارج معرفت

(از جناب مولوی بدرالدین صاحب)

یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ معرفت انسان کی اعلیٰ روحانی معراج ہے۔ مگر یہ اعلیٰ معراج اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک انسان درجہ بدرجہ اُس کو نہ حاصل کرے اور اس کے قانون مقررہ پر نہ چلے۔ سب سے پہلا دریا جو معرفت کے حاصل کرنے والے کو طے کرنا پڑتا ہے وہ علم شریعت کا دریا ہے۔ اُس کو اولاً دریائے شریعت میں ایک عرصہ تک شناوری کرنا چاہیئے اور اپنے دل و دماغ کو شریعت کی پاک تعلیم سے روشن کرنا چاہیئے۔ اس کو مذہب میں خوب واقفیت پیدا کرنا چاہیئے تاکہ میدان معرفت میں اُس کے پیر کو لغزش نہ ہو۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ امر صاف طور پر ظاہر ہے کہ معرفت کے لئے اول اول شریعت کا اتباع ضروری نہیں بلکہ لازمی ہے کیونکہ جن انسانی صفات کی ضرورت انسان کو میدان معرفت میں داخل ہونے کے لیے ہے وہ کامل طور پر شریعت کے اتباع سے حاصل ہوتی ہیں۔ نماز ہی ایک ایسا کامل ذریعہ ہے جو انسان کے ان روحانی تعلقات کو جو روح کے اپنے خالق کے ساتھ ہیں زیادہ مضبوط اور مستحکم کر دیتی ہے اور روح ذات خداوندی سے زیادہ نزدیک ہو جاتی ہے۔

علاوہ اتباع شریعت کے انسان کو اُن اعلیٰ روحانی صفات محسوسات اور طاقتوں کو جو خداوند تعالیٰ نے انسان میں ودیعت کی ہیں ترقی دینا چاہیئے۔

یہانتک کہ اُن صفات کی شعاعیں اس سے نکل کر دوسروں پر پڑنے لگیں۔
خداوند تعالےٰ نے انسان میں دو طرح کی صفات ودیعت کی ہیں۔

(۱) صفات جسمانی (۲) صفات روحانی۔

جس قدر ہم ان صفات میں اعلیٰ مدارج حاصل کرنیکی کوشش کرینگے اور جس قدر ہم کو اپنے اعلیٰ محسوسات اور قوتوں سے واقفیت ہوتی جائے گی اُسی قدر اعلیٰ کام ہم سے ظہور میں آئیں گے۔ (ہپناٹزم) یا مسمریزم کوئی جادو یا عقل کے خلاف کام نہیں ہے۔ بلکہ انسانی قوتوں میں سے ایک اعلیٰ قوت ہے کہ جو خود اس کے جسم میں موجود تھی اور جب کے معلوم ہو جانے پر اس میں ترقی کرنے کرتے یہ کمال حاصل ہو گیا ہے کہ انسان اُس قوت کے ذریعہ اپنا اثر دوسرے پر ڈال سکتا ہے اور اپنے معمول کو جسطرح وہ چاہے چلا سکتا ہے اور نیز اس کا معمول اس امر کو محسوس کرتا ہے کہ عامل میں کوئی ایسی قوت موجود ہے جسکا اثر اس کے دل پر اور دماغ پر پڑ کر اس کو تعمیل حکم پر مجبور کرتا ہے۔ اسی طرح انسان اگر اپنی روحانی صفات کو اسقدر اعلیٰ کمال پر پہنچا دے کہ اسمیں ایک ایسی قوت پیدا ہو جائے جسکی وجہ سے وہ دوسروں پر حاوی ہو جائے اور اُن اعلیٰ روحانی طبقات کی جو عام بنی نوع انسان کی آنکھ سے اوجھل ہیں سیر کر سکے تو کچھ تعجبات سے نہیں۔ عام طور پر ایسی روایات کے بیان ہونے پر کہ فلاں فقیر شیر پر سوار تھا اور درندے اس کے اردگرد جمع تھے۔ ایک گروہ جو مذہب سے ناواقف ہے مضحکہ آمیز قہقہہ لگاتا ہے۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھتا کہ جب انسان اپنی جسمانی قوتوں کو ترقی دیکر ایک دوسری ذات پر اثر ڈال سکتا ہے اور اُس کو جسطرح چاہے چلا سکتا ہے تو یہ کونسی بعیدات ہیں۔ اگر وہ اپنی روحانی صفات کو ترقی دیکر یہ کمال پہنچالے کہ غیر جنس پر یا اپنی ہی جنس پر اثر ڈال سکے اور اُس کو اپنی روحانی شعاع کے ذریعہ سے جو اس سے نکلتی ہے دوسروں کو مطیع کر لے۔

مگر صرف اس صفت ہی کا پیدا کر لینا معرفت کا حاصل کر لینا نہیں ہے۔ کیونکہ اگر انسان ایسی اعلیٰ روحانی صفات پیدا بھی کر لے تو وہ اس اصلی مراد تک نہیں پہنچ سکتا جو معرفت کا یا تصوف کا منشا ہے یعنی باوجود اس دنیا میں رہنے کے اُن اعلیٰ روحانی طبقات میں داخل ہونا جو عام لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہیں اور خدا کے پاک نور سے روشنی حاصل کرنا۔ بلکہ وہ جو صرف انہی صفات کے حاصل کرنے کو مقصود اصلی سمجھتا ہے وہ غلط راستہ پر جا رہا ہے مگر یہ صفات اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہیں جبکہ انسان اپنے دل و دماغ کی اصلاح کرلے اور اپنی توجہ اور خیالات کو یکجا مجتمع کر سکے۔ خداوند تعالیٰ نے دماغ سوچنے اور تخیل کے لئے عطا کیا ہے اور ہر وقت انسان کے دماغ میں کچھ نہ کچھ خیالات ضرور ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ تو ناممکن ہے کہ انسان اپنی عادت ڈالے کہ اُس کے دماغ میں کوئی خیال آنے ہی نہ پائے ہم یہ ضرور کر سکتا ہے کہ وہ اپنے دماغ میں فاسد خیالات کو راہ نہ دے اور عمدہ خیالات جذبات کو وہاں قائم مقام بنائے۔

(۱) طبعی (۲) اخلاقی (۳) روحانی۔

طبعی حالت انسان کی وہ حالت ہے جو اسکی قدیمی یا وحشیانہ حالت ہے۔
اخلاقی حالت وہ ہے کہ جب اس نے عقل و شعور سے کام لیا اور اپنی عادت مذمومہ کو چھوڑ کر عمدہ طریقے اختیار کئے۔

روحانی حالت وہ ہے کہ جب اُس نے اخلاقی صفات کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کے بعد روحی صفات میں ترقی کی اور روحی صفات کو اعلیٰ مدارج تک پہنچا دیا۔ اسی طرح دماغ کی بھی تین حالتیں ہیں۔ پہلی حالت میں اسمیں بُرے اور بھلے سب طرح کے خیالات آتے ہیں۔ دوسری حالت میں اسمیں صرف اچھے خیالات کا گذر ہوتا ہے تیسری حالت میں جن خیالات کا گذر دماغ میں ہوتا ہے وہ خیالات دنیوی مطالب سے گذر کر روحانی مطالب میں پہنچ جاتے ہیں۔ ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

چونکہ روحانی حالت اخلاقی حالت ہی کا اعلیٰ درجہ ہے اور اخلاقی حالت ہی سے ترقی کرکے انسان روحانی حالت میں پہنچتا ہے اس لئے روحانی حالت میں ترقی کرنے کے لئے سب سے پہلے اخلاقی صفات میں کوشش کرکے کمال بہم پہنچانا چاہیئے مثلاً صفائی قلب۔ راستبازی۔ ہمدردی۔ صبر۔ یکجہتی۔ تحمل۔
جب ایک شخص ان مرحلوں کو طے کر چکے اُس وقت وہ تصوف یا معرفت کے میدان میں قدم رکھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔

ذوالنون مصری نے تصوف کو سات درجوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) طلب (۲) عشق (۳) معرفت (۴) استغنا (۵) توحید (۶) حیرت (۷) فنا۔

طلب وہ وادی ہے جسمیں انسان کو ہزارہا تکالیف اور پریشانیاں اور مصیبتیں برداشت کرنا ہوتی ہیں اور وہ ہیم و رجا کی حالت میں رہتا ہے۔ اس میں نہایت صبر و استقلال سے کام لینا پڑتا ہے اور خداوند تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنے آپ کو چھوڑ دینا پڑتا ہے اور تزکیہ نفس کی کوشش کیجاتی ہے ؎

در لطف کتنی بجا ئے آئیم در جور کنی سزائے آنیم
جز نفس تو نیست در ضمیرم جز نام تو نیست بر زبانم

اس مرحلہ کو طے کرکے وہ میدان **عشق** میں قدم رکھتا ہے اور عشق الٰہی میں ایسا محو ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی ہر ایک چیز کو بھلا دیتا ہے اور ہر چیز سے اُسے اسی کے عشق کی صدائیں آنے لگتی ہیں ؎

دل کہ در ہوائے جمالش مجال یافت عنقائے تمتش دو جہان پر بال یافت
ہر جاں کہ با بلائے ولائش گرفت انس از نعمت و نعیم دو عالم ملال یافت

وادی **معرفت** میں داخل ہوتا ہے۔

جب وہ معرفت سے گذر جاتا ہے تو وہ **استغنا** کے درجہ میں پہنچتا ہے۔ اس میں وہ دنیا کی ہر ایک چیز کو بے ثبات [illegible] روح کا وہ تعلق جو خدا کی ذات سے ہے اور نزدیک ہو جاتا ہے ؎

در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند آنچہ اُستادِ ازل گفت ہماں میگویم

زاں بعد وہ **توحید** کے درجہ میں پہنچ جاتا ہے اور یہاں خدا کا جلوہ اُسکو نظر آتا ہے اور جسطرح کہ سورج کی شعاعیں دُنیا کے ہر حصّہ پر پڑتی ہیں اسی طرح اس کے نور کی شعاعیں ہر ذرہ پر پڑتی ہوئی نظر آتی ہیں اور تمام عالم میں اُسکو اُسی کے نور کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے۔

اس کے بعد وہ درجہ **حیرت** میں داخل ہوتا ہے اور یہاں اُسپر عجیب عجیب راز عیاں ہوتے ہیں اور وہ مصنوعی پردہ جو اُسکی آنکھوں پر پڑا ہوا تھا اٹھ جاتا ہے اور وہ بالکل دریائے حیرت و استعجاب میں غرق ہو جاتا ہے۔

ان مدارج کو طے کر کے وہ آخری درجہ **فنا** میں پہنچ جاتا ہے۔ اصلیت اُسپر کھُلجاتی ہے اور اس لئے اپنے وجود کو اور کُل کائنات کے وجود کو وہ بالکل بھول جاتا ہے اور جسطرح ایک قطرہ کا وجود دریا میں معدوم ہو جاتا ہے اسی طرح اُسکا وجود بھی ذات خدا میں بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔ ؎

چو مردِ رہرو اندر راہِ حق ثابت قدم گردد وجودِ غیرِ حق در چشمِ توحیدش عدم گردد

یادِ الٰہی

(از جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی گورکھپوری)

انسان دُنیا میں کیا کرے۔ اسکا فیصلہ کرنا مشکل ہے اور چالیس برس کے بعد جب نمو اور سکون کا زمانہ ختم ہوتا ہے یہ سوال خواہ مخواہ پیدا ہوتا ہے۔ لڑکپن میں لہو و لعب اور کھانے پینے کے سامنے اور کسی شے کی پروا نہیں ہوتی۔ پھر شباب کے ساتھ جنون شروع ہوتا ہے جو تیس برس کی عمر تک بڑھتا ہی رہتا ہے اور اُترتے اُترتے بھی چالیس سال تک رہتا ہے۔ اب یہیں سے تکمیل عقل انسانی کا زمانہ شروع ہوتا ہے اور اسی لئے مشہور ہے کہ پیغمبری یا نبوت کا اعلان اکثر اس عمر کے پہلے بہت

رجوع بھی ہوا ہے۔ چالیس برس سے کم عمر والے خوب سمجھ نہیں سکتے کہ میں کیا کہتا ہوں

دوسری حالت چالیس برس سے زائد عمر والے یہ سمجھ سکتے ہیں میرا سوال ہر انسان سے ہے

اور رسول پاک کے دل میں کیا کرنا چاہیئے، مال و دولت تجھے حریص کہیں گے کہ مال جمع

تیسری کیفیت نزدیک مسلمانوں میں بہت سے زر پرست ایسے ہیں جو انتساب

رسول کریم کے پاس آتا اور آپ یہ جانتے ہیں کہ زر کتنا ہی جمع ہو ایک دن اُسسے

نبوی وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلعم سے کھانے کی خواہش اور پینے کی خواہش بھی گھٹتی

مرد بشر کی شکل میں آتا اور مجھ سے کلام کرتا ہے پیٹ اور تن پر برابر ہی خرچ کرتا ہے اور

کر لیتا ہوں"۔ **ابو عوانہ** نے اپنی صحیح میں اسپر انشی ہے۔ لیکن زر کے حریص مرتے دم تک

پائے کہا ہے اور یہ صورت نزول وحی کی مجھ پر آسان تر ہے دانشمند زمیندار ہوں یا بادشاہ

چوتھی حالت یہ ہوئی کہ حامل وحی فرشتہ سونے کی حالت میں اور آسودہ نہیں ہوتے

تھا اور بہت سے لوگوں نے **سورۃ الکوثر** کو اس قسم کی وحی میں شمار کیا اُن کو خود چھوڑ

برس میں چھوڑنا ہے

اس میں کیوں دل لگائے بعضوں کا خیال نمود حاصل کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے۔ کوئی چاہتا ہے کہ خلائق اسکی گرویدہ ہو۔ کوئی بزور حکومت مخلوق خدا کو اپنے زیر اثر پاکر خوش ہوتا ہے اور کوئی اسی پر نازاں ہے کہ حاکم وقت نے نہایت کشادہ پیشانی سے اُسکا سلام قبول کیا۔ غور کیجئے کہ یہ خوشیاں بے سروپا ہیں اگر لوگوں نے ہمارا ادب کیا۔ ہمارا خوف کیا یا حاکم وقت نے ہماری قدر کی تو ان باتوں میں کیا رکھا ہے؟ نہ پیٹ بھرا نہ مُنہ میٹھا ہوا۔ خیالی مضمون رہا۔ ہم بجائے خود اپنے کو بادشاہ سمجھ لیں۔ تمام دُنیا کو اپنا مطیع سمجھیں اور سب کو زیر حکم سمجھ لیں تو اس میں زیادہ راحت ہے بہ نسبت اس کے کہ لوگ ہمارا ادب کریں۔ ڈریں۔ یا ہماری قدر کریں۔ ان سب میں ایک قید پابندی ہے جب پابندی ہے تو آزادی نہیں ہے۔ کتا زنجیر میں بندھا ہوا مہتر کے ہاتھ میں ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ مہتر نے کتے کو پکڑ رکھا ہے لیکن کتا حیوان ہے اس کو کچھ فکر نہیں۔ کیونکہ اُس کے پاس مادہ فکر نہیں۔ مہتر البتہ بدتر حالت میں ہے کہ عقل انسانی رکھکر کتے کے بس میں ہے۔ ہر قدم پر کتا اچھلتا ہے اور مہتر کے بازو کو ہلاتا ہے اور مہتر اُس کے اشارہ پر ناچتا ہوا جاتا ہے یہی حالت مُرغ رشتہ بر پا کی ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ چڑیا دھاگے میں بندھی ہوئی ہے اور فی الواقع ایک مشت پر نے ۵ ہاتھ کے جوان ۲ من وزنی حیوان ناطق کو اندھی بیل کی طرح اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے طائر رشتہ پا نہیں ہے بلکہ رشتہ گویا پالنے والے کی ناک میں نکیل ہے۔ بنیا بننا پڑا۔ زمیندار یا بادشاہ بننا پڑا سپاہی یا حاکم بننا سب میں ایک ایک عیب کے پہلو موجود ہیں تو پھر مشکل ہے یہ کہنا کہ چالیس برس کے بعد انسان کو کیا کرنا چاہیئے۔ دُنیا دلدل ہے جتنا بھی اس میں زور مارے دھنستا ہوا چلا جائیگا اور چپ چاپ کھڑا رہے جب بھی چھٹکارا نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ قومی ترقی کرو۔ اسباب ترقی پر غور کرو۔ ذاتی اور قومی نمود حاصل کرو۔ یہ کرو وہ کرو۔ حالانکہ کوئی یہ نہیں سوچتا کہ جسے چھوڑنا ہے اُسے آراستہ کیوں کرے اسی پردہ غفلت کا نام دُنیا ہے۔ دُنیا میں خوشی سب ہی چاہتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ خوشی کسطرح حاصل ہوگی۔ ہاں کسی اہل دل سے ملئے تو تشفی بخش جواب مل سکتا ہے کہ تسلی خاطر اور مسرت جاودانی ذکر الٰہی میں ہے۔ مجھ سگ دُنیا کے لئے یہ مضمون لکھنا مناسب نہیں ہے لیکن

ما نکردیم شما حذر بکنید۔

رباعیات سرمد حضرت سرمد شہید دہلوی کی رُباعیاں اسلامی تصوف و اخلاق اور عارفانہ چٹکلوں کا ایسا نادر ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں کہ دُنیا کی کوئی زبان اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ان رباعیوں کا ایک ایک مصرعہ درد و سوز حقائق و معارف سے لبریز ہے۔ یہ سب رباعیاں خوشخط چھاپی گئی ہیں اور ہر ایک رباعی کا سلیس اور موثر اردو نظم میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں بھی حضرت سرمد کا مستانہ رنگ جھلک رہا ہے۔ شروع میں حضرت سرمد کی مفصل سوانح عمری درج کی گئی ہے۔ جو مولانا ابو الکلام صاحب آزاد نے تحریر فرمائی ہے قابل دید چیز ہے۔ قیمت مجلد ۱۲؎ ملنے کا پتہ (خواجہ ڈپو دہلی)

قبر گریاں

(از مصور جذبات جناب جوش ملیح آبادی)

جنگلوں کی جھاڑیوں میں سے ندی گاتی ہوئی   اک شکستہ قبر سے جاتی ہے ٹکراتی ہوئی

سُن رہا ہے گیت لہروں کے دلِ زار و نزار   جھک گیا ہے اک طرف پانی میں بوسیدہ مزار

جا بجا ٹوٹی ہوئی اینٹوں سے ہوتا ہے عیاں   کس قدر رونے کے قابل ہے یہ تعمیر جہاں

السلام! اے رونے والی قبر کے خلوت نشیں

قلب شاعر کے سوا تیرا کوئی پرساں نہیں!

ہو نہ ہو گردن میں تیری رشتۂ آلام تھا   زندگی میں تجھکو شاید آنسوؤں سے کام تھا

ہاں دعا کر میرے حق میں اے ہلاک چشم یار   جوش کا بھی ہو کسی ایسے ہی ساحل پر مزار

زلف کے مانند صد ہا پیچ و خم کھاتی ہوئی

لہریں گذریں قبر شاعر سے بھی ٹکراتی ہوئی

علم الاقتصاد

(از جناب محمد نصیر الحق صاحب قریشی)

اس علم کا جاننا جس قدر زیادہ ضروری ہے تعجب ہے کہ ہندوستانی اسی قدر اس سے بے پروا ہیں کبھی کبھی اس مضمون پر ایک آدھ آرٹیکل لکھا بھی جاتا ہے تو عام ناظرین اس پر اتنی غور بھی نہیں کرتے جتنا شاید وہ کسی پہیلی کے بوجھنے کسی ہزل گو شاعر کے لایعنی اشعار کے سمجھنے میں کرتے ہونگے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو جو انسان کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے اسکا مطالعہ بغیر اس علم کو جانے ہوئے کامل نہیں کہا جاسکتا اور اس علم کا کامل طور پر ماہر ہونے کیلئے خود اس کے عادات و خصائل طریقہ بود و باش ملکی رسم و رواج وغیرہ کا جاننا ضروری ہے غرض انسان کے ساتھ اس علم کا تعلق بہت زیادہ ہے اور آجکل کی زندگی میں تو یہ علم ایسا لازم و ملزوم ہے کہ کوئی قوم بغیر اسکے جانے شائستہ و مہذب ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ علم کیا ہے اور کس قدر وسیع ہے اسکو انگریزی میں پولیٹکل اکانومی یا اکانومکس کہتے ہیں اور اُردو خواں مخلوق آجکل اسے علم الاقتصاد یا سیاست مدن کے نام سے پہچانتی ہے کیونکہ حیثیت اُردو زبان کا لفظ ابھی تک اسکے لئے مخصوص نہیں ہوا اور ہوتا کس طرح ابھی تک ہم لوگوں کی توجہ ہی اس طرف نہیں ہوئی کہ یہ علم بھی کسی خاص توجہ کا مستحق ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس علم کو عجیب پیرایہ میں اُردو خواں پبلک کے سامنے ظاہر کیا جائے تاکہ اُن کی توجہ اس طرف ہو اور اسکے رواج عام سے ملک میں ترقی اور بیداری کے آثار نمایاں ہوں۔

ہندوستان اور ایسے ہی دوسرے ملک جن میں قدرتی ذرائع پیداوار کے بکثرت ہیں اور جہاں بلا ہاتھ پاؤں ہلائے یا بہت تھوڑی محنت سے پیٹ بھر روٹی ملتی ہے وہاں صنعتی بیداری کبھی نہیں ہوتی کھانے کو اناج بہت ہے جانوروں کی بدولت دودھ گھی۔ گوشت وغیرہ کی کمی نہیں۔ کپڑے بھی تن ڈھانکنے کے لئے بہت نفیس نہیں تو خیر معمولی سہی لیکن نباتات کے ساتھ۔ پھر کس کی بلا کو غرض پڑی ہے کہ دماغ پر زور ڈال کے مشینوں کو ایجاد کرے۔ طرح طرح کی دستکاریوں کو رواج دے۔ دس گز روز کپڑا بننے کی بجائے کوشش کرے کہ ہزار گز روز تیار ہو جب جانوروں کی کھالوں یا بھدے کاغذ سے وہی کام نکل سکتا ہے تو نفیس چکنے کاغذ بنانے پر توجہ صرف کرنا فضول ہے۔ مٹی کے بنے ہوئے بھدے برتن میں کھانے سے بھی نوالے کا مزہ وہی رہے تو تانبے کا برتن بنانے پر محنت صرف کرنے سے کیا حاصل۔ سادگی بہت کام کم۔ لہذا تقسیم کار کا سوال ہی بیجا ہے۔ دوسرے ملک والے چاہے کچھ ہی کریں لیکن ہم بیوقوف نہیں۔ یورپ والے اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح صنعت و حرفت میں ترقی ہو۔ دولت بڑھے۔ چستی و چالاکی پیدا ہو جن کی وجہ سے انسانی ضروریات بڑھیں پھر ضروریات چستی و چالاکی کے بڑھانے کی محرک ہوں۔ مشینیں ایسی بنیں کہ انسان کے دماغ پر جو زور پڑتا ہے اور جسم پر جو بڑا اثر واقع ہوتا ہے وہ ان مشینوں کی وجہ سے کم ہو جائے اور اس طرح سے یہ دماغی و جسمانی قوت اور مفید کاموں میں صرف کئے جانے کے قابل ہو سکے۔ مگر ان باتوں سے فائدہ۔ ارے میاں قناعت اچھی چیز ہے اس ہوا و ہوس میں کیا رکھا ہے۔ گزی گاڑھا جو پہننے کو ملے۔ صبر و شکر۔ نان گرم اور آب خنک مل جائے تو سبحان اللہ۔

یہ نمونہ ہے اُن خیالات کا جو اب سے کچھ پہلے عام طور پر رائج تھے اور اب بھی سوائے ایک خاص تعداد کے تمام انہی خیالات میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اگر دونوں وقت موٹا جھوٹا کھانے کو مل جائے۔ بیاہ شادیوں میں خرچ کرنے کے لئے اتنا پاس ہو جو کنبہ برادری میں ناک کٹنی نہ ہو تو پھر اس سے زیادہ چاہنے والے بیوقوف حرف۔

لیکن زمانہ رفتہ رفتہ سمجھا رہا ہے کہ جن قوموں کی ضرورتیں محدود ہیں۔ جن میں غلط قناعت کا خیال جم گیا ہے۔ جو اپنی ملکی پیداوار کی کثرت کے گھمنڈ پر ہاتھ پاؤں ہلانا بیکار سمجھتی ہیں۔ جنہیں اپنے قدرتی ذرائع سے پوری طرح فائدہ اٹھانا نہیں آتا۔ یا جو یہ کوشش ہی نہیں کرتیں کہ ان سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ جنہیں اسکی خبر نہیں کہ ہم اقتصادی غلط اُصولوں پر چل رہے ہیں یا صحیح اصولوں پر۔ جو اس سے بیخبر ہیں کہ دنیا میں کیا کیا کوششیں صنعت و حرفت کو ترقی دینے کی ہو رہی ہیں۔ جنہیں یہ سوال فضول معلوم ہوتے ہیں کہ ہمارے ملک کی کس کس ملک سے تجارت ہے اور اگر ہے تو کیا یا درآمد زیادہ ہے یا برآمد۔ یا ہمارے ملک میں سونے چاندی کی کس قدر تعداد ہے اور دوسرے ملکوں میں کتنی اور دوسری قومیں ہمارا سونا چاندی ہم سے اپنے تجارتی اشیاء کے عوض زیادہ لئے جاتی ہیں یا ہم اُن سے زیادہ وصول کر لیتے ہیں وہ ترقی کی دوڑ میں دوسری قوموں کے برابر نہیں چل سکتیں اور انجام اُن کا موت ہے۔ یا ذلت و خواری اور غلامی کی زندگی ہے جو موت سے بھی تلخی میں زیادہ ہے۔

ممکن ہے یہ سوال پیدا ہو کہ اسقدر لکھنے کے بعد اس کی تشریح نہیں کی گئی کہ آخر یہ علم کیا ہے لیکن دراصل اسکی تشریح ہو چکی جو علم ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ دولت کن طریقوں سے پیدا ہوتی ہے۔ کس طرح اسکی نگہداشت ہوتی ہے۔ کیونکر اُن افراد یا گروہوں میں تقسیم ہوتی ہے جو اس کے پیدا کرنے میں حصہ لیتے ہیں اس قسم کی دولت کا دوسری قسم کی دولت سے کس طرح تبادلہ ہوتا ہے۔ انسان کی ضروریات کہاں تک اس کی پیداوار کی محرک ہوتی ہیں اور قدرت کہاں تک مدد دیتی ہے۔ غرض ایسی ہی باتیں جس علم کا منشاء مطالعۂ دولت ہو اس کا نام سیاست مدن ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ زندگی میں ساری کشمکش اسی کے لئے ہے اور گذشتہ زمانہ میں بھی اسی کی وجہ سے بڑے بڑے انقلاب ہوئے ہیں۔ لہذا جتنی توجہ اس علم کے حاصل کرنے میں کی جائے کم ہے۔

جو علم دولت جیسی شے سے متعلق ہو۔ ظاہر ہے کہ وہ کسقدر وسیع ہوگا اور کیا کیا اہم نتیجے اور عجیب و غریب پیچیدگیاں دنیا میں اس علم کی بدولت پیدا ہوئی ہونگی۔

میں کون ہوں؟

میرے قدیم کرم فرما جناب مولوی محمد اکرام عالم صاحب وکیل بدایوں نے ذیل کا عبرت انگیز اور سبق آموز مضمون دین و دنیا میں شائع کرنے کیلئے بھیجا ہے۔

وکیل صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ بڑی درد مندی اور دلسوزی کے ساتھ لکھا ہے لیکن انصاف سے دیکھا جائے تو اس معاملہ میں بنیا بیچارے کا ذرا بھی قصور نہیں۔ قصور جو کچھ ہے وہ وکیل صاحب کی قوم کا ہے۔ اسلئے میں "نالہ از دست غیر" میں موصوف کا ہم آہنگ نہیں بلکہ "فریاد از دست خویشتن" میں شریک ہو سکتا ہوں (ایڈیٹر)

میں کون ہوں میں کیا ہوں میں کچھ بھی نہیں لیکن
وقت آئے دو وقت آنے میں تم کو بتادونگا (صفی)

میں روشن خاندانوں کو گمنام بنا دونگا۔ میں گھر کے گھر تہ و بالا کر دونگا۔ میں ریاستوں کو زیر و زبر کر ڈالونگا۔ میں بڑے بڑے رئیسوں کو دیوالیہ بنا دونگا۔ میں خزانے جمع کرونگا۔ میری سواریاں شکاریاں، محل و مکانات ہونگے۔ مندر و شوالے میں بنواؤنگا۔ سدا برت میں جاری کرونگا دھرم سالے میں آباد کراؤنگا۔

آج میں ایک بنیا ہوں۔ دس سالہ بے ماں باپ کا لڑکا ہوں۔ میرے کوئی سرپرست بھی نہیں ہے باپ مجھے دودھ پیتا چھوڑ کر سدھارے تھے۔ ماں کو مرے پانچ سال ہوئے۔ جن نے میرا سب اثاثہ غصب کرلیا اور میرے پاس صرف پچاس روپیہ کام شروع کرنے کو ہیں۔

مگر میں اس قوم کا فرد ہوں جو پیسہ پیدا کرنا جانتی ہے۔ جسے جھوٹی نمائش نہیں آتی۔ جو حاجت سے زیادہ پائی پھیلانا گناہ سمجھتی ہے۔ جو پیسہ کو خدا کی نعمت جانتی ہے اور جو لچھمی کی پرستش کرتی ہے۔ جس نے حکومت انگلشیہ میں سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے۔ میں بنیہ کا بچہ ہوں میں اپنی نسبت اتنی بڑی بڑی امیدیں کیوں باندھ رہا ہوں صرف ایک وجہ سے یعنی میں نے مسلمانوں کے شہر میں رئیسوں کے محلہ میں آٹے دال گھی شکر دودھ کی دکان کھولدی ہے۔ میری نظروں کے سامنے آئندہ واقعات ہیں۔

میاں لوگوں کو میں اُچاپت ضرور دونگا۔ صاحب زادے دودھ و مٹھائی ضرور لینگے حساب کیطرف دیکھنا میرے اختیار میں ہوگا۔ چھ مہینہ سال بھر بعد میاں سے حساب کیا کرونگا کہیں دونی چوگنی رقمیں لونگا کہیں تمسک لکھواؤنگا۔ پھر میں قرضے دینا بھی شروع کرونگا تمسکوں میں بڑے بڑے سود ہونگے۔ سود پر سود چلیگا۔ جائدادیں و مکانات مستغرق کراؤنگا۔ نالشیں ہونگی۔ ڈگریاں ہونگی۔ نیلام ہونگے۔ اور ایک دو تین ہو کر میں اپنے مطالبہ میں زمینداریاں خرید دونگا۔ جب زمینداریاں ختم کر چکونگا۔ مکانات نیلام کراؤنگا اور آخر میں دلسا الولسن کی درخواست سے میلی وصول زر کرونگا اور میاں کے برتن کپڑے تک نیلام کرالونگا۔

آج مجھے میاں لوگ لچھمنا بنیہ کہتے ہیں اور میں خوشی سے سنتا ہوں۔ میں میلی دھوتی اور پھٹا شلوکہ پہنے بیٹھا رہتا ہوں۔ کل میں سیٹھ لچھمن داس ساہوکار و رئیس و ممبر میونسپل بورڈ ہونگا اور یہی میاں لوگ میرے دست نگر اور میری ملازمت میں ہونگے۔

یہ کیوں؟ ان کے یہاں سود دینا ثواب اور سود لینا گناہ - میرے یہاں اسکے برعکس۔ یہ تن آسانی و عیش طلبی کے متوالے - میں جفاکشی پر عامل - یہ روپیہ کو کنکری سے کم وقعت دینے والے - میں کوڑی کو جان سے زیادہ عزیز رکھنے والا - یہ تقدیر پر شاکر میں تدبیر کا قائل - یہ بزرگوں کے نام پر ناز کرنے والے - میں قوت بازو پر بھروسہ رکھنے والا - یہ لہو و لعب و مکروہات میں مصروف - میں دکانداری کی دھن میں متوالا - یہ اپنے اللہ میاں تک کو بھولے ہوئے - میں ہر صبح و شام مندر جانے والا - اب بتائیے لچھمی جی کھیر دیا کریں یا ان پر جو انہیں اپنے پاس سے علیحدہ کرے - وہ کب اُسکے پاس رہنا چاہیں۔

امراو منصبداران عہد مغلیہ کی تنخواہیں[1]

عہد اکبری

نمبر	نام امیر و منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب	نمبر	نام امیر و منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب
۱	ابوالفضل	وزیر	ہمہ صد	۷	قاسم خاں	میر بحر	ہمہ صد
۲	راجہ ٹوڈرمل	وزیر اعظم		۸	عبدالرحیم خانخاناں	•	•
	معروف بہ	وکیل مطلق	ہمہ صد	۹	محب علی خاں	•	الف
	دیوانجی			۱۰	رومی خاں	•	الف
۳	بیربر	•	ہمہ صد	۱۱	مرزا غیاث بیگ	دیوانی	لما
۴	راجہ مان سنگھ	•	ہمہ صد	۱۲	اجمیری خاں	•	•
۵	راجہ بہارامل	•	•	۱۳	خان عالم	•	•
۶	آصف خاں	•	للعہ	۱۴	مقیم خاں	•	•

عہد جہانگیری

نمبر	نام امیر و منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب	نمبر	نام امیر و منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب
۱	مرزا غیاث بیگ	صوبہ دار بنگالہ	الف	۶	شیخ قطب الدین خاں	صوبہ دار بنگالہ	•
۲	آصف خاں	•	لعہ	۷	خان جہاں لودی	•	ہمہ صد
۳	شیخ فرید بخاری	میر بخشی گری	ہمہ صد	۸	خواجہ ذکریا	•	عام
۴	راجہ مان سنگھ	نظامت بنگالہ	•	۹	برخوردار خانعالم	خانعالمی	•
۵	زمانہ بیگ مہابت خاں	•	•	۱۰	قاسم خاں شیرازی	•	•

[1] یہ ایک دلفریب مغالطہ ہے۔

[2] آج کے اور اس زمانہ کے روپے کی قیمت کا فرق ملحوظ رکھنا چاہئے (ایڈیٹر)

نمبر شمار	نام امیر منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب	نمبر شمار	نام امیر منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب
۱۱	علی قلی خاں	۔	۔	۱۲	سعید خاں ختی	۔	۔

عہد شاہجہانی

نمبر شمار	نام امیر منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب	نمبر شمار	نام امیر منصبدار	خطاب یا عہدہ	تعداد منصب
۱	یمین الدولہ	۔	ہمہ	۲۳	خواجہ خاں	۔	الکا
۲	خاندوراں خاں		ہمہ	۲۴	شجاعت خاں راجہ	۔	لعمہ
۳	میرزا سید جلال بخاری	۔	سمہ	۲۵	خواجہ مبارک خاں	۔	الم
				۲۶	ہمت	۔	الم
۴	آگاہ خاں خواجہ سرا	۔	الما	۲۷	قلیچ خاں	حکومت قندھار	ہمہ
۵	مہابت خاں	خانخاناں	ہمہ	۲۸	سید خاں جہاں	۔	للعمہ
۶	شائستہ خاں	۔	ہمہ	۲۹	حسن خاں	۔	ہمہ
۷	جعفر خاں	۔	ہمہ	۳۰	میر ہادی	۔	الما
۸	قاسم خاں	صوبہ داری بنگال	سمہ	۳۱	باقر خاں	۔	للعمہ
۹	راجہ گج سنگھ	۔	ہمہ	۳۲	صلابت خاں	بخشی	۔
۱۰	افضل علی خاں	وزارت کل	سمہ	۳۳	ارادت خاں	نظامت دکن	۔
۱۱	مرزا خلیل خاں	۔	ہمہ	۳۴	سعد اللہ خاں	وزارت دو وقت	للعمہ
۱۲	شجاعت خاں	۔	للعمہ	۳۵	علی مراد خاں	۔	معمہ
۱۳	راجہ جسونت سنگھ	۔	سمہ	۳۶	اسلام خاں	صوبہ داری دکن	سمہ
۱۴	راجہ بھوج	۔	۔	۳۷	شیخ لطف اللہ	۔	لماہ
۱۵	موسوی خاں	صدر الصدور	۔	۳۸	معظم خاں	وزارت کل	سمہ
۱۶	حکیم علیم الدین	وزیر خانی صوبہ داری	ہمہ	۳۹	جگت سیٹھ	۔	۔
۱۷	حکیم مومن	۔	الـ	۴۰	حکیم کاظم علی		
۱۸	مہابت خاں خورد	۔	ہمہ	۴۱	چندر بھان	منشی	۔
۱۹	راجہ جے سنگھ	۔	سمہ	۴۲	تخت پہلوان	پنجہ کشی	
۲۰	عابد خاں	۔	الم	۴۳	ملک بہادر بیگ	۔	۔
۲۱	جمال خاں قراول	۔	الـ	۴۴	جگناتھ کلاونت	مہا کب راج	۔
۲۲	مخلص خاں	۔	سمہ	۴۵	سلیمان شکوہ	۔	۔

مشکلات کا مقابلہ

مشکلات کے سمندر کو عبور کرنے کے لئے کنارے پر کھڑے کھڑے یہ خیال کرنا کہ ہمارے جسم میں توانائی نہیں۔ خطرات زیادہ ہیں۔ موسم زیادہ نا مناسب ہے۔ کوئی کام نہیں دیتا۔ بلکہ اگر کچھ کرنا ہے تو توکلت علی اللہ تعالیٰ کہہ کر ایک دم سے کود پڑنا اور گوہر مقصود حاصل کئے بغیر باز رہنا نہیں چاہئے۔ انسان واقعی اور اصلی خطرات سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا کہ اپنے خیالی اور وہمی خطرات سے ڈرتا ہے۔ مثلاً یہی کہ بہت سے عمدہ کام وہ اس سبب سے نہیں کرتا کہ لوگ مجھ پر ہنسیں گے لیکن اگر وہ مستقل مزاج آدمی ہے تو اُسے یہ امید ہوتی ہے کہ میں جب ان تمام مشکلوں کو پورا کر لوں گا تو یہی لوگ میری تحسین کریں گے اور یہ خیال اُسے ایسا خوشی بخشتا ہے کہ وہ کسی خطرہ اور کسی تکلیف کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔

بیشک دنیا میں رنج و محن اور مصیبت بھی ہے لیکن وہ انسان نے اپنے ہاتھوں مول لی ہے وہ دنیا میں خود ایسی مصیبتوں کو ڈھونڈھتا ہے جو راحت و خوشی کا لباس پہنے ہوئے ہوں دنیا میں رنج و مصائب و آلام ہیں لیکن سب سے زیادہ رنج دینے والے اور حسرت و افسوس میں ڈالنے والے وہ مصائب ہیں جو خود انسان کی سوء تدبیر یا غفلت یا غلطی سے اُس پر پڑے ہوں بعض چھوٹی چھوٹی ناگوار باتوں کو بھی انسان بہت بڑا خیال کر لیتا ہے اور بجائے اس کے کہ مردانگی سے اُن کا مقابلہ کرے اُن سے دب جاتا ہے۔

خداوند تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں سردار اور اشرف بنا کر بھیجا ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اُس کی ذات کو رنج و محن کا پتلا بناتا اور دنیا کو اُسکے واسطے قید خانہ مقرر کرتا بلکہ خود انسان نعمتہائے خدا کو نہیں جانتا اور نہیں پہچانتا اور اُن سے محروم رہتا یا اختیار کے غلط استعمال سے اپنے اوپر بلا لاتا ہے اکثر انسان ایک لمحہ کی عارضی خوشی کا خیال کرتا ہے لیکن اپنے زندگی بھر کے آرام کھو دیتا ہے۔

مصیبت سے زیادہ مصیبت کا خیال انسان کو ڈراتا ہے لیکن جب وہ حالت جسکے وقوع کا پہلے خطرہ تھا واقع ہو جائے تو ڈر جاتا رہتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جس قدر اندیشہ پہلے ہوتا ہے اُس قدر مصیبت سخت نہیں ہوتی۔ اکثر سختیاں جو انسان کو برداشت کرنی پڑتی ہیں وہ کسی خیالی اور اعتباری امر کے سبب سے ہوتی ہیں کیونکہ انسان بہت دفعہ ایسی چیز کے حصول کی کوشش کرتا ہے جو اُسے قانع نہیں کر سکتی۔ وہ اپنے اوپر فراہمی اسباب کا بار لادے جاتا ہے۔ اور زیادہ کی یکساں تلاش کئے جاتا ہے۔ یہ تلاش نہ صرف تھکاتی اور طول کرتی ہے بلکہ اکثر محروم بھی کر دیتی ہے۔ اور اگر واقعی کوئی بڑی مصیبت بھی پڑے تو اُس کے دفع کرنے کی پوری کوشش کرنا یا اگر وہ رفع نہ ہو سکے تو صبر سے اُسے برداشت کرنا دل کو تسکین دیتا ہے اور مصیبت کا اثر کم کر دیتا ہے۔

خود انسان کے بُرے عادات اور اطوار اُسکو زیادہ تکلیف میں ڈالتے ہیں۔ مثلاً غصہ، بد مزاجی، خود غرضی، لالچ دل کو پیچ و تاب میں رکھتے ہیں اور دق کرتے رہتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ امور جو انسان کو نعل در آتش رکھتے اور دق کرتے ہیں واقعی نہیں ہوتے بلکہ خیالی تکالیف ستاتی رہتی ہیں۔ یا چھوٹی چھوٹی تکلیفیں ذکر کئے بڑھ جاتی ہیں اور انسان اپنے خیال

گنبد خواجہ

(از شاعر الملک میر آحدی اجمیری)

[illegible]

روضہ ترا مہتاب ہے در بار محمد ہے
اک نور کا مہتاب ہے خواجہ ترا گنبد

دولت بھی حکومت بھی اولاد بھی جنت بھی
خواجہ کے تصدق میں دیتا ہے مجھے

محبوب الٰہی ہوں یا حضرت صابر ہوں
جس نے بھی شرف پایا پایا اسی گنبد

اجمیر میں رہتا ہوں خواجہ کا ثناگر ہوں
[illegible] گنبد کا [illegible]

[illegible]

کی خوردبین سے اُن کو بہت بڑا دیکھتا ہے۔ ان تکلیفوں کی اصلیت اور حقیقت اُس وقت ظاہر ہوتی ہے جب کوئی بڑی مصیبت سامنے آجائے اُس وقت یہ ساری تکلیفیں ہیچ معلوم ہونے لگتی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کس کو کہتے ہیں؟

مشکلیں اور تکالیف انسان کی سبق آموز ہیں اور کامل عیار تکالیف میں اس طرح ثابت قدم رہتے ہیں جیسے بھٹی سے کندن چمکتا نکلے۔ یہ آگ اُن کے جوہروں کو اور جلا دیتی ہے اور ذاتی صفات کو اچھی طرح چمکاتی ہے مشکلیں مستعد آدمی میں کام کرنے کی قوت کو بڑھاتی ہیں اور اس کے دل میں جوش۔ عزم تحریک پیدا کرتی ہیں۔ اگر دنیا میں مشکلیں نہ ہوتیں تو سعی و کوشش کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہوتی۔ رنج، مشکل، تکلیف مصائب نہیں ہیں، بلکہ قوت انتظام اور پرہیزگاری کے معلم ہیں۔

(ماخوذ)

ہمت کا حامی خدا ہے

کم ہمت آدمیوں کا مقولہ ہے کہ جب وقت آئیگا سب کام خود بخود سلجھ جائینگے۔ اس خیال سے وہ ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش نہیں کرتے اور راہ ترقی پر پہنچنے سے محروم رہ جاتے ہیں جو لوگ وقت کے منتظر رہنا پسند نہیں کرتے اور اللہ کا نام لیکر کسی کام کے انجام دینے کے واسطے کمر ہمت کس کر اسکے درپے ہو جاتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ذیل کے چند نامور اشخاص کو پیش کیا جاتا ہے۔ جنھوں نے اپنی ہمت پر بھروسہ کیا اور کامیاب ہوئے:۔

(۱) نادرشاہ بادشاہ ایک گڈریا تھا اپنی اولوالعزمی اور جانفشانی سے بادشاہی کا درجہ حاصل کر کے فارس افغانستان اور ہندوستان کا شہنشاہ کہلایا۔

(۲) مسٹر لوئیل کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جسکا کام اسکے ساتھ پیدا نہ ہوا ہو۔

(۳) نیلسن نے جب نائل کی لڑائی سے پہلے اسکے متعلق تمام تجاویز کپتان بیری کو سمجھا دیں تو کپتان نے خوش ہوکر اس سے پوچھا کہ اگر ہم کامیاب ہوگئے تو دنیا ہماری بابت کیا خیال کریگی۔ اسپر نیلسن نے جواب دیا کہ اگر کے کیا معنی۔ ہم ضرور کامیاب ہونگے۔ اور جب اسکے بعد کپتان وغیرہ اٹھ کر اپنے اپنے جہازوں کی طرف چلے تو نیلسن نے پھر کہا کہ کل اس وقت سے پہلے مجھے ضرور پیری کا عہدہ ملجائیگا اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا۔

(۴) نپولین نے سینٹ برنارڈ کے خوفناک دروں کے حالات معلوم کرنے کے واسطے اپنے انجنیئر بھیجے۔ انھوں نے واپس آکر اُن تمام تکالیف اور دقتوں کو بیان کیا جو ان کے عبور کرنے میں پیش آنے والی تھیں۔ لیکن نپولین نے اسکی کچھ پروا نہ کی۔ اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ انگلستان اور آسٹریا نے جب سنا کہ نپولین کوہ الپس جیسے پہاڑ کو جہاں پہلے کبھی کسی کا بچہ تک نہ چل سکتا تھا ساٹھ ہزار فوج بیشمار توپخانہ اور وزنی سامان جنگ لے کر عبور کرنا چاہتا ہے تو انھوں نے اسکا خوب مضحکہ اڑایا۔ مگر وہ اپنے ارادہ کا پکا تھا اس نے وہ کام جسے دنیا ناممکن سمجھتا تھا کر کے دکھا دیا۔

(۵) گرانٹ کو مقام نیو اورلین پر گھوڑے سے گر کر بہت چوٹ آئی تھی کہ وہیں اُسے چیانوگا بطور سپہ سالار جانے کا حکم ہوا۔ چیانوگا کو باغیوں نے بہت بری طرح محصور کر رکھا تھا۔ حالت اتنی نازک تھی کہ چند روز میں ہتھیار ڈالدیے۔ کیونکہ دشمن کثیر التعداد میں اردگرد کی پہاڑیوں پر جمع تھے۔ اور سامان رسد اور آمد و رفت کے تمام راستے بند تھے۔ اگرچہ وہ زخموں اور چوٹوں سے سخت تکلیف میں تھا مگر اس نے فوراً چیانوگا روانہ ہونے کی تیاری کا حکم دیدیا۔ سخت مصیبتوں کا سامنا کرتا ہوا ریلوے، مسیسپی اور دریا وہیو کو عبور کرتا میلوں تک بیابانوں میں سے ہوتا ہوا کبھی گھوڑوں پر۔ کبھی ڈولی میں۔ کبھی چار آدمیوں کے کاندھوں پر چل کر آخر چیانوگا پہنچ گیا۔ اسکے پہنچتے ہی سب کی جان میں جان آگئی اور دل بڑھ گئے۔ کیونکہ فوج کو اسکی طاقت پر بھروسہ تھا۔ وہاں پہنچکر پیشتر اسکے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو اُس نے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور اگرچہ دشمن ایک ایک انچ پر جان توڑ کر لڑا۔ مگر جلد ہی گرد و نواح کی پہاڑیوں پر قابض ہوگیا اور فتح پائی۔

(۶) ہورلیشیس نے صرف دو ساتھیوں کی مدد سے نوے ہزار شکستوں کو اسوقت تک روکے رکھا جبتک ٹائبر کا پل تباہ نہ کر دیا گیا۔

(۷) لیونیڈاس نے مٹھی بھر یونانیوں سے زرکسیز کی کثیر التعداد فوج کو روکے رکھا۔

(۸) تھیمسٹوکلیز نے گریس پر فارس کے بیڑے کو تباہ کر ڈالا۔

(۹) سپز یبنٹ نے دیکھا کہ اسکی فوج ہراساں ہوگئی ہے تو تھٹ سے برچھی اور کٹار لے کر خود لڑنا شروع کردیا اور لڑتے لڑتے اپنی فوج کو اس طرح ترکیب دی کہ شکست کی بجائے فتح کا سہرا باندھا۔

(۱۰) اسی طرح ایک انگریز نوجوان لڑکی نے بہادری دکھائی تھی۔ وہ لنگسٹن کے روشنی کے گھر میں پڑی سو رہی تھی۔ طوفان اور تند ہوا کی خوفناک آواز نے اسکو جگا دیا ہوا کی آواز کے ساتھ کسی کی چیخ کی آواز بھی مخلوط تھی۔ لڑکی کے والدین نے اس روشنی والے کی آواز کو نہ سُنا۔ مگر اس نے فوراً دوربین اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ نو آدمی ایک ٹوٹے ہوئے جہاز کے تختے کو پکڑے ہوئے چیخ رہے ہیں۔ جہاز طوفان میں کسی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگیا تھا۔ محافظ روشنی نے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے لڑکی نے آنکھوں میں آنسو بھر کر والدین سے کہا کہ ہمیں ضرور ان آدمیوں کی مدد کرنی چاہئے۔ باپ نے اپنی لڑکی کا مضبوط ارادہ دیکھ کر کہا۔ اچھا گریس اگرچہ میرے خیال میں ایسے طوفان میں وہاں جاکر بچانے کی کوشش کرنا حماقت میں داخل ہے۔ مگر چونکہ تمہاری خوشی اسی میں ہے اور تم کو انکے بچنے کی امید نظر آتی ہے۔ اس لئے ہم کوشش کرتے ہیں۔ یہ کہکر خوفناک سمندر میں کشتی ڈالدی گئی کشتی اس طرح چلی جا رہی تھی جس طرح کسی بحر عمیق میں ایک پر ڈالدیا جائے۔ آخر کار وہ اُس کے قریب پہنچ گئے۔ اور سب کو بچا کر کنارے پر لے آئے۔ ان میں سے ایک نے اُس لڑکی سے کہا کہ اے لڑکی تم ہو تو حسین دبلی پتلی۔ مگر تم میں دلیری غضب کی ہے خدا تم کو برکت دے"

(۱۱) مسٹر ای۔ ایچ۔ جین کہتے ہیں کہ سب سے اچھے آدمی وہ نہیں ہیں جنھوں نے موقعہ کا انتظار کرکے کام کئے۔ بلکہ وہ ہیں جنھوں نے محنت کرکے ہر لمحہ کو موقعہ بنا لیا۔

(ماخوذ)

رسائل کی روح

امریکہ میں اسلام

مسٹر جارج اساس نے جو ریو ڈی جنیرو (امریکہ) کے رہنے والے ہیں اور غالباً مسیحیت کی تبلیغ و اشاعت کی تحریک سے تعلق رکھتے ہیں اپنی تحقیقات کی بنا پر یہ اندازہ لگایا ہے کہ شمالی برازیل (جنوبی امریکہ) میں مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ جو سمندر یا بڑے بڑے دریاؤں کے ساحلی مقامات میں رہتے ہیں۔ یہ مسلمان زیادہ تر شامی ہیں۔ مراکشی عورتوں کی تعداد اندازاً پانچ ہزار ہو گی۔ مسٹر ایچ یو۔ وینٹ۔ بر شنٹ۔ سٹینشن لکھتے ہیں کہ "اگرچہ یہ مسلمان صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں مگر اسلام کی اشاعت میں کوئی حصہ نہیں لیتے۔ حبشی مسلمانوں میں بعض عربی بلا تکلف بول سکتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ گرجا میں جاتے ہیں تو صلیب کے سامنے فرط عقیدت سے اپنا سر جھکاتے ہیں اور ساتھ ہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر ایسے مسلمانوں کی تعداد روبتنزل ہے"۔ کیا مسلمانوں کی غفلت شعاری کی یہ ایک المناک مثال نہیں ہے کہ شمالی برازیل میں اُن کے حبشی بھائی توحید و تثلیث میں کوئی فرق نہیں دیکھتے ؟ (تبلیغ)

اُسوۂ حسنہ

نبی کریم صلعم صحابہؓ کے تمام کاموں میں بڑے شوق سے حصہ لیتے تھے اور آپ نے کبھی اپنی ذات کو دوسروں پر فوقیت نہیں دی۔ آپ کی طبیعت میں حد درجہ کی انکسار پسندی تھی۔ آپ یہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ لوگ آپ کو دوسرے انبیاء پر ترجیح دیں۔ اسلئے آپ نے فرمایا کوئی شخص یہ کبھی نہ کہے کہ میں یونس نبی سے بہتر ہوں۔ ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلعم کے پاس ایک یہودی آیا۔ اور شکایت کرنے لگا کہ آپ کے ایک صحابی نے میرے گال پر طمانچہ مارا ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کون شخص ہے یہودی نے جواب دیا وہ انصار میں سے ایک شخص ہے اور شناخت کے لئے اُس کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔ نبی کریم صلعم نے اس شخص کو بلوا کر پوچھا کیا تم نے اس یہودی کو مارا ہے ؟ اُس نے اعتراف کیا اور کہا کہ یہ یہودی بازار میں کھڑا ہو کر یوں حلف اٹھا رہا تھا کہ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے حضرت موسیٰ کو تمام بنی نوع انسان پر فضیلت بخشی۔ اس کلمہ سے مجھے طیش آگیا۔ اور میں نے طمانچہ مارا اور اس پلید آدمی سے پوچھا کیا حضرت موسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں۔ اس پر نبی کریم صلعم نے حکم دیا کہ ہرگز مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دو۔ ایک دفعہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میری حد سے زیادہ تعریف نہ کرو جیسے عیسائیوں نے حضرت مسیحؑ کی تعریف میں غلو سے کام لیا۔ میں خدا کا ایک بندہ ہوں اسلئے تم مجھے صرف اسکے رسول اور بندے کا خطاب دیا کرو۔ ایک دفعہ کسی نے آپ کو یوں خطاب کیا۔ اے تمام بنی نوع انسان سے افضل شخص۔ آپ نے فرمایا صرف حضرت ابراہیمؑ ہی اس لقب کے مستحق ہیں۔ اسی امر پر زور دینے کے لئے قرآن کریم مختلف مقامات پر فرماتا ہے :-

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک بشر ہوں میرے پاس خدا کی طرف سے وحی آتی ہے)

نہ صرف اسی ایک امر پر آپ نے انکسار کا اظہار کیا۔ بلکہ آپ کے ہر ایک فعل میں یہ صفت پائی جاتی تھی۔ آپ کو ہرگز یہ پسند نہ تھا کہ آپ کی موجودگی میں صحابہؓ محض تکریم کے لئے کھڑے رہیں۔ ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلعم باہر آکر اپنے عصا کی ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک دوسرے کی عزت کیلئے اہل فارس کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا۔ میں بھی خدا کا ایک بندہ ہوں اور لوگوں کی طرح کھاتا ہوں اور انھیں کی طرح بیٹھتا ہوں۔ جب نبی کریم صلعم مکہ سے مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لے آئے تو آپ ابو ایوب انصاری کے مکان پر ٹھہرے۔ ابو ایوب روایت کرتے ہیں کہ میں اس خیال سے بہت رنجیدہ تھا کہ نبی کریم صلعم تو نچلی منزل میں مقیم ہیں۔ اور میں بالائی چھت پر ہوں اسلئے میں نے آپ سے درخواست کی کہ حضورؐ اگر اوپر کی منزل میں تشریف لے چلیں تو بہتر ہو گا۔ کیونکہ میرا وہاں ٹھہرنا بہت معیوب معلوم ہوتا ہے۔ نبی کریم اس پر رضامند نہ ہوئے اور فرمانے لگے۔ کہ جو لوگ مجھ سے ملنے آتے ہیں اُن کے لئے اور میرے لئے بھی نیچے رہنا زیادہ آرام دہ ہے۔ نبی کریمؐ اونٹ پر اپنے پیچھے دوسروں کو بٹھا لیتے تھے غربا میں سے جب کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ اس کی عیادت کیلئے تشریف لاتے۔ آپ فقیروں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ جایا کرتے تھے مجلس میں جہاں کہیں آپ کو جگہ ملتی آپ بیٹھ جاتے اپنے نوکروں کے کام میں آپ انھیں امداد دیتے تھے اور انھیں اپنے ساتھ بٹھا لیا کرتے تھے ۔ (اشاعت اسلام)

اخبار علمیہ

حکومت فرانس نے سو برس سے زائد ہوئے پیرس میں ایک مسجد کی تعمیر کا وعدہ کیا تھا ایک صدی گذر جانے کے بعد یہ وعدہ الحمد اللہ کہ پورا ہوا۔ اور فرنچ گورنمنٹ نے بالآخر ایک مسجد اور مسلم انسٹیٹیوٹ کی تعمیر کا انتظام کر دیا۔ زمین فرنچ گورنمنٹ نے بلا قیمت دیدی ہے اور زر نقد سے بھی اعانت کی ہے، یکم مارچ کو سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس تقریب میں مسیو کولرٹ انڈر سکریٹری گورنمنٹ اور دیگر حکام نے حکومت کی جانب سے نیابۃً شرکت کی خوش قسمتی سے تمام مسلمانان عالم کے نمایندے بھی اس موقع پر موجود تھے۔ مثلاً سفیر ٹرکی سفیر افغانستان، سفیر مصر، معززین ہند، ٹیونس، والجزائر، وغیرہ، سلطان مراکش نے اپنا ایک مخصوص نائب اس غرض کے لئے بھیجا تھا۔ مسجد سے متعلق ایک حمام، ایک دار الاقامہ، اور ایک کتبخانہ بھی ہو گا۔ فرنچ حکام نے اس موقع پر جو تقریریں کیں، ان میں فرانس اور مسلمانوں کے اتحاد پر خاص طور پر زور دیا، اور یہ کہا کہ "حکومت فرانس اس امر واقعہ کو کسی حالت میں فراموش نہیں کر سکتی، کہ اسکی دس کروڑ رعایا میں پورے چار کروڑ کی تعداد مسلمانوں کی ہے، مسیو کولرٹ نے کہا کہ" ان اسلامی تعمیرات کا مقصد یہ ہے کہ آیندہ جو مسلمان فرانس میں قدم رکھیں انھیں کسی طرح کی اجنبیت نہ محسوس ہو، بلکہ وہ اسے بھی اپنے وطن ہی کی سرزمین تصور کریں ۔

(معارف)

گذشتہ جنگ عظیم میں ترکوں نے جو جانی قربانیاں کی ہیں ترکی وزارت جنگ نے ان کی رپورٹ شائع کی ہے، جس وقت اعلان جنگ ہوا، ترکی کے پاس کل ایک لاکھ پچاس ہزار باقاعدہ فوج تھی، اور مسلح لوگوں کی تعداد دس لاکھ بیس ہزار، نو سو تھی۔ لیکن اثنائے جنگ میں اس کی فوج کی تعداد ۲۸ لاکھ ۵۰ ہزار ہو گئی جن میں تین لاکھ ۲۵ ہزار افسر اور سپاہی میدان جنگ میں کام آئے، اور چار لاکھ زخمی ہوئے اور ۱۵ لاکھ ۶۵ ہزار مفرور اور قید ہوئے، اور جسوقت التوائے جنگ ہوئی ہے

اُس وقت ترکی فوج میں صرف ایک لاکھ ۶۰ ہزار آدمی تھے ۔ (معارف)

شعر و شعراء

شعراء عوام کی نسبت زیادہ ذکی الحس ہوتے ہیں۔ واردات و حوادث عالم کا اثر اُن کے رقیق قلب پر عوام کی نسبت زیادہ پڑتا ہے کتاب فطرت کو اُن سے اچھا سمجھنے اور سمجھانے والا دوسرا نہیں ہو سکتا یہ اپنے علم کا ذخیرہ مطالعہ کتب سے نہیں بلکہ مشاہدہ مظاہر فطرت سے حاصل کرتے ہیں کسی نے ورڈس ورتھ (Wordsworth) کی ماما سے دریافت کیا کہ تمہارے آقا کا کتب خانہ کہاں ہے؟ اُس نے بتایا کہ میرے مالک کا کتبخانہ تو یہ ہے مگر وہ کتب بینی میدانوں میں کرتے ہیں یعنی اُن کے مطالعہ کی چیزیں صحرا و میدان ہیں۔ بادل کی گرج، بجلی کی چمک، دریا کی روانی - درختوں کی گل افشانی - غرض کل مناظر فطرت کا یوں تو ہر شخص پر کچھ نہ کچھ اثر ہوتا ہے - مگر شاعر کا دل بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے - اسکا قلب تیزی کے ساتھ حرکت کرنے لگتا ہے - جذبات میں قیامت خیز تلاطم پیدا ہوتا ہے - دل کا چشمہ ابل ابل کر الفاظ کی صورت میں باہر نکلتا ہے - یہی کلام جو وجدانی حالت میں شاعر کے مُنہ سے نکلتے ہیں حقیقتاً شعر ہیں - مختصر طور پر شاعری کی یہ تعریف کی جاسکتی ہے کہ شاعر کا اُن جذبات کا اظہار بذریعہ الفاظ ہے جو بیرونی اشیاء کے مشاہدات یا احساس سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ جتنا شاعر کا دل بیرونی محرکات سے متاثر ہو گا اُسی قدر اُسکا کلام مؤثر ہوگا - سانچا اور دل خیز یہ دل ریز - چنانچہ قصائد عموماً رسمی طور پر محض روپے کمانے کے لئے کہے جاتے ہیں نہ کہ دلی جذبات کے اظہار کے لئے - اسی واسطے بے مزہ ہوتے ہیں ۔ (زیب النساء)

اقوال نادرہ

جن آنکھوں نے بہار کی پر فضا بہار کا مشاہدہ کیا ہے وہ خزاں کی ویرانی کو دیکھ کر روتی ہیں۔ اس کے برہنہ درختوں - اس کے زرد پتوں اسکی عام تیرگی و اُداسی کا نظارہ دردناک معلوم ہوتا ہے - پھر اعلیٰ طبائع کی بربادی پژمردہ شدہ امیدوں کا خاتمہ مدت مدید کے رشتوں کا آخری انقطاع کتنا دردناک ہونا چاہئے ۔ اہ بحر خیالات انسانی میں کیا کیا خانہ بربادیاں ہوئی ہیں ۔

〰〰〰

انسان کا پابند سلاسل ہونا غلامی کی دلیل نہیں ہو سکتی - غلامی تو وہ کہلاتی ہے جب انسان اپنے وقار کو ہاتھ سے کھو بیٹھتا ہے یہ کیسے اعلیٰ دانشمندی کے کلمات ہیں۔ یہ کیسے عمیق تخیل کی غذا ہیں ۔

〰〰〰

تمام دنیاوی چیزوں میں سب سے عارضی شے تحسین عوام ہے - یہ مثل آگ کے ناپائدار ہے مثل باد کے تغیر پذیر ہے ۔

〰〰〰

حضرت انسان کو خوبیوں اور عیبوں کی وجہ سے کیا کیا خمیازہ اٹھانا پڑتا ہے - لیکن کیسی بھلائی کہ ان میں ذرہ بھر کمی ہو جائے - ایک مدہ نیاد ... دہرایا جانے ... تازہ رہتا ہے - بھلا وہ کون ہے - خدا محبت ۔

〰〰〰

بنی نوع انسان کو خوف خدا کبھی اتنا مانع نہیں ہوتا جتنا کہ خوف رسوائی و افشاء راز

کیونکہ خدا تعالیٰ کی ذات رحم سے معمور ہے لیکن انسان بے رحم اور نفرت اور نفرت و حقارت سے پُر ہے ۔

〰〰〰

خدا تعالیٰ نے عورت ذات کو انسان کا غرور توڑنے کے لئے پیدا کیا ہے ۔

〰〰〰

تہذیب کے ملمع آمیز لباس کی تہ میں اب بھی وحشی چھپا ہوا ہے - جس نظم و نسق اور شائستگی پر ہم نازاں ہیں اس میں سے اب بھی حیوانیت ناخن نکالے ہوئے ہے - کیا تاریخ کے فلاسفر ہم کو بتا سکتے ہیں کہ حیوانیت کہاں ختم ہوتی ہے اور تہذیب کہاں شروع ہوتی ہے ۔

(ادیب اردو)

مقدار غذا

ایک عام غلطی یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کھانے کی زیادہ مقدار جسم میں زیادہ قوت پیدا کرتی ہے حالانکہ غذا کا جتنا حصہ عمدگی سے ہضم ہو کر جزو بدن ہوتا ہے صرف وہی جسم کو قوت پہنچاتا ہے اور ضرورت سے زیادہ جسقدر زیادہ غذا معدہ میں ہوتی ہے اُس کے ہضم کرنے میں جسم کی زیادہ قوت صرف ہو جاتی ہے جس سے وہ کمزور ہو جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ بعض بسیار خور اشخاص نہایت کمزور اور نحیف اور دبلے ہوتے ہیں - اسکے علاوہ جسقدر زیادہ دیر تک معدہ میں غذا ٹھہرتی ہے اسی قدر اسکے سڑنے کا اندیشہ رہتا ہے اور سڑنے سے گندہ اور عفونت پیدا ہوتی ہے جس سے جسم میں مرض قبول کرنے کی قابلیت بڑھ جاتی ہے اور انسان کی زندگی ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے - ان وجوہ سے اس احتیاط کی سخت ضرورت ہے کہ معین اوقات میں غذا اس قدر ہلکی اور صرف اتنی مقدار میں کھائی جاوے کہ وہ معدہ میں زیادہ ٹھہر کر سڑنے نہ پاوے اور جلد سے جلد ہضم ہو کر خون صالح پیدا کرے ۔

(کانفرنس گزٹ)

آخری لمحہ زندگی کے جذبات

زندگی کی آخری چند سانسیں

جن میں انسان کی ساری تمناؤں کی جان اور آرزوؤں کی روح کھینچ آتی ہے نگاہ تحقیق سے دیکھنے والوں کیلئے عبرت کا منظر اتم ہیں درحقیقت میں خلاصہ زندگی - خصوصاً طبقہ شعراء کہ جذبات کا واقعی سرچشمہ تخیلات کو حقیقی نشو و نما دینے والا اور فطری تحرکات کا سچا نبض شناس ہے - اس درگاہ میں زیادہ ممتاز نظر آئیگا - اس طبقہ کے اکثر افراد کے آخری لمحات بیشتر ایسے ہیں جن کا مطالعہ اور اُس مطالعہ کا اثر صاحب دل کو کہیں سے کہیں پہنچا سکتا ہے - ذیل کی چند مثالیں جو صفحہ روزگار پر نقش غیر فانی ہیں اسی قبیل سے ہیں۔

ذوقی سمرقندی

دربار قلی احمد خاں کے ملک الشعراء اور اُس زمانہ کے سربرآوردہ نیک طینت بزرگ تھے - اپنی کتاب "ناز و نیاز" بادشاہ کے نام سے موسوم کی اور بہت سا انعام حاصل کیا - بدمعاشوں نے منبر پاکر روپیہ کے لالچ میں شہید کر ڈالا دم نکلنے سے چند نفس پہلے ایک غزل کہی تھی جسکے یہ چند شعر ہیں :-

الا ای زلف بشیوه منصور بوده‌ایم ... تو آئی بیا کہ لب به انا الحق گشوده‌ایم
ما مرہم جراحت ہر دشمنیم دوست ... اما بزخم خویشتن الماس سوده‌ایم

سرمد جسوقت آپ کو بجرم برہنگی شرعی سزا دینے کے لیے مقتل میں لائے تو آپنے جلاد کی طرف دیکھ کر تبسم کیا اور یہ شعر پڑھا۔

شور سے شد و از خواب عدم چشم کشودیم دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

کہتے ہیں کہ قتل سے چند روز پہلے یہ شعر ورد زبان رہتا تھا

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

طاہری نائنی یہ باکمال شاعر شاہ عباس صفوی کے ایک غلام پر عاشق تھا۔ پہلی نظر التفات جیب نصیب ہوا تھا کہ بادشاہ کو خبر ہو گئی۔ حکم ہوا کہ طاہری کے لب دندان اور اعضا جلا دئے جائیں۔ غریب نے اسی حال میں یہ مطلع کہا

آنکہ دائم ہوس سوختن ما میکرد کاش می آمد و از دور تماشا میکرد

غلام مصطفٰے ابن سید عبداللہ بلگرامی بزرگ درویش منش، مرد سپاہی پیشہ تھے۔ نواب مبارز الملک سربلند خاں تونی کے ہمراہ معرکۂ راجہ مارواڑ بمقام احمد آباد جام شہادت نوش کیا۔ کہتے ہیں کہ باوجود سعی تمام نعش میسر نہ آئی۔ ذیل کی رباعی شہادت سے پیشتر کہی تھی جو اُن کے علوئے نفس و گراں پائگی پر دال ہے۔

در خلوت ما در لسئے ما یارے نیست یعنی کہ بعرش و فرش اغیارے نیست

ما روح مجردیم ز آلائش مرگ ما را بجنازہ و کفن کارے نیست

فطرت مشہد سے ہندوستان آئے سنہ ۔۔۔ میں زندگی کو خیرباد کہا بمقام حیدر آباد دکن میر محمد مومن استرآبادی کے دائرہ میں مدفون ہیں۔ یہ رباعی عالم نزع میں موزوں کی جو لوح قبر پر کندہ ہے۔

فطرت بتو روزگار تیرگی کرد نواخت بمہر و خارج آہنگی کرد

آں سینہ کہ عالمے درو می گنجید اکنوں ز تردد نفس تنگی کرد

کمال اسمٰعیل اصفہانی ملقب بہ خلاق المعانی ایران کے برگزیدہ باکمال عہد کے ہیں، جاہ و مکنت سے سرفراز ایثار و سخاوت میں ممتاز سنہ ۶۳۵ھ میں وفات پائی۔ جانکنی کی حالت میں یہ رباعی کہی:۔

دل خوں شدہ و رسم جانگدازی اینست در حضرت او کمینہ بازی اینست

بااین ہمہ ہم ہیچ نمی آرم گفت شاید کہ مگر بندہ نوازی اینست

صادق شیرازی فقر و فاقہ کی چاشنی سے آشنا، وارستہ طبیعت و توکل پیشہ تھے اور سیرزا نظام دست غیب کے چچا زاد بھائی۔ وفات کے دن ایک غزل کہی تھی جسکو اُن کے احباب جنازہ کے ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے تھے۔ عجیب رقت طاری تھی۔ تاریخ فرشتہ میں اُن کے مبسوط حالات مسطور ہیں اُس غزل کے چند اشعار یہ ہیں:۔

ہر کہ آمد گل ز باغ زندگانی چیدہ رفت آمدہ بر سستی عہد جہاں خندیدہ رفت

کس درین ویرانہ دو یکدم بحاصل برنداشت ہر کہ آمد پارۂ تخم ہوس پاشیدہ رفت

لیس کہ چوں گل گلعذاراں بوسہ سیر نخفتہ ہمچو شبنم می تواں بر چہرۂ گل غلطیدہ رفت

از دل صادق بدنیا میل سیر نشگفت چند روزے آمد و یاران خود را دیدہ رفت

آنند رائے بنگالی داس منشی ردیکاری محمد شاہ بادشاہ کے فرزند تھے، حوالی اکبر آباد کے کالیتھوں میں باعتبار علم و عقل امتیاز خاص رکھتے تھے۔ باپ کی وفات کے بعد بندرابن میں اقامت اختیار کی اور وہیں احمد شاہ ابدالی کے ہنگامہ میں ایک مغل کے ہاتھوں مارے گئے۔ جیسے ہی اسکی تلوار سر پر پہنچی۔ یہ شعر فی البدیہہ موزوں کیا جو ندرت مضمون تازگی معنی کے اعتبار سے مستغنی عن التعریف ہے اور حاضر طبعی کی بہترین مثال۔

صد زخم نصیب ما ز تیغ تو رسید قرباں سر تیغ تو یک زخم دگر ہم

موزوں راجہ رام نرائن۔ عہد نواب مہابت جنگ میں عظیم آباد کے ناظم و نسق پر مامور ہوئے اور راجگی کا خطاب حاصل کیا۔ عظیم آباد کے محاصرہ میں شاہ عالم بادشاہ کے اشارہ سے قلعہ پر بڑے استقلال سے مقابلہ کیا اور محاصروں کے دفع کرنے کی بہت کوشش کی سنہ ۱۷۶۱ء میں جب نواب قاسم علیخاں عالیجاہ مسند آرائے نظامت بنگالہ ہوئے راجہ رام نرائن کو معزول کر کے قید کر دیا اور حکام انگریزی سے ہزیمت کے وقت سنہ ۱۱۷۷ھ میں بقصد قتل قید خانہ سے نکلوایا۔ موزوں کو جسوقت زندگی سے یاس ہوئی پانی طلب کیا مگر بجائے اسکے کہ پانی پیتے پیالہ کی طرف بنظر تامل دیکھا اور یہ شعر فی البدیہہ موزوں کر کے پیالہ پھینک دیا۔

محروم رفت از تو لب تشنۂ حسین اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

شیخ محمد علی حزیں کے شاگرد تھے۔ ایک دیوان اور ایک انشا اپنی یادگار چھوڑ گئے۔

(زمانہ)

مغربی لباس امریکہ کے طبی رسالہ (قومی صحت) میں ایک ڈاکٹر نے مغربی لباس پر سخت نکتہ چینی کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس سے جسم کو ضرر پہنچتا ہے اور انسانی عمر کم ہو جاتی ہے۔

"مغربی باشندہ پاؤں میں موزہ پہنتا ہے۔ اور اسکے اوپر گارٹر کس کر پاؤں کو بھاری بوٹوں میں اسیر کر دیتا ہے۔ اسکے اوپر ٹانگوں میں ڈرار پہنتا ہے اور پھر پتلون کس لیتا ہے۔ کندھوں کو گیلس قابو میں کر لیتے ہیں۔ اور گلے کو کالر اور نکٹائی۔ اس تمام فیشن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم کے دوران خون میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور صحت پر ضرر رساں اثر پہنچتا ہے۔ جو کام کرنے والے ہیں جنکے جسم مضبوط ہیں۔ جنکا خیال کسی خاص طرف محو رہتا ہے وہ اس فیشن کی قطعاً پروا نہیں کرتے۔"

کرنٹ اوپنین کے ایک نامہ نگار نے اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے کہ طویل العمری کا باعث ایک یہ بھی ہے کہ ایسے اصحاب جسم کو بیجا چست و چالاک نہیں بنائے رکھتے اور ڈھیلا ڈھالا لباس اختیار کرتے ہیں۔

آزادی میرا وطن وہی ہے جہاں آزادی ہو۔ آزادی کی محبت دل کے رگ و پے سے ہمکنار ہے۔ آزادی خدا کی طرف سے ہے آزادیاں شیطان کی طرف سے۔ سچی آزادی دین ہے جہاں عدل سب کو برابر میسر ہو سکتا ہے۔ جہاں غلامی ہو وہاں آزادی نہیں رہ سکتی اور جہاں آزادی ہے وہاں غلامی کیلئے مطلق گنجائش نہیں۔ وہ خدا جس نے ہمیں زندگی دی اُس نے اُسی وقت ہمیں آزادی بھی دی۔ آزادی کی قیمت کیا ہے؟ ہر وقت اسکی نگہداشت کرنا۔ آزادی سود مند اُسی وقت ہوتی ہے جبکہ بیہودہ و بیہودہ قتل کی جڑ بالکل بھی نہیں۔

(ہمایوں)

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

عقل سے کام لو اور خود بھی اپنے لئے معاش کے وسائل سوچو - تم اپنی حالت اور اپنی قابلیت سے زیادہ واقف ہو لہذا تمھارا مشورہ تمھارے لئے زیادہ کار آمد ہوگا جس کام میں دوسروں کو کامیاب دیکھا ہے ہو اس کی طرف بے سوچے سمجھے رغبت نہ کرو ممکن ہے کہ تم میں اس کام کی صلاحیت نہ ہو اسلئے اپنے واسطے دوسرے وسائل تجویز کرو - ایجاد و اختراع کی طرف توجہ کرو - اور اگر سوچا کرو کہ کس قسم کی چیزیں بازار میں جانے سے خریدار متوجہ ہو سکتے ہیں - خریداروں کی توجہ دو چیزوں پر ہوتی ہے یعنی اُن چیزوں پر جن کی انھیں ضرورت ہے اور اُن چیزوں پر جو اُن کیلئے باعث تفریح ہو سکتی ہیں - پس وہ چیزیں تو فروخت ہو سکتی ہیں جو تھوڑی تعداد کے لئے باعث تفریح ہوں یا زیادہ تعداد میں لوگ اُن کی ضرورت رکھتے ہوں - ایجاد و اختراع کے متعلق سوچتے وقت اس بات سے مایوس نہ ہو کہ تم ایڈیسن کی طرح صاحب عقل نہیں ہو - اور یورپین موجدوں کی طرح تمھارے پاس وسائل موجود نہیں ہیں - خوب یاد رکھو کہ ایجاد پسند لوگ چار تنکوں سے ایک چیز بنا سکتے ہیں اور تار کے ایک ٹکڑے سے وہ کام لے سکتے ہیں جو دوسروں کو حیران کر دے - ذیل میں چند ایسی ترکیب لکھی جاتی ہیں جن پر ہر شخص عمل کر سکتا ہے اور اُن کے ذریعہ سے بآسانی روپیہ کما سکتا ہے :-

سماوار

ہندوستان میں چائے کا رواج روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے - چائے عموماً وہ لوگ پیتے ہیں جن کو کام کی کثرت کی بنا پر بدن میں عارضی تیزی پیدا کرنی ہوتی ہے - جہاں کام کی کثرت ہوگی وہاں وقت کی قدر و قیمت بھی ہوگی - اور قدرتاً چائے کے متعلق بھی یہ مدنظر ہوگا کہ اسکے جلد سے جلد بنا لینے کی تدبیر قابو میں رہے پس موقع ہے کہ تم ایک ایسا سماوار طیار کرو جو پانچ منٹ میں چائے طیار کر دے اور ساتھ ہی دودھ بھی گرم ہو جائے اور وہ لوگ بھی اُسے پسند کریں جنکے پاس ملازم نہیں ہے اور چاہتے ہیں کہ چولہا پھونکے بغیر آسانی سے چائے بن جائے - ملازم نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ وہ غریب ہیں اور صرف ایک ایسا سماوار ہی خرید سکتے ہیں جو سستا ہو - روس و استنبول کے سماوار پچاس ساٹھ روپیہ سے کم میں نہیں آتے - پٹنہ کا سماوار بھی پندرہ بیس روپیہ کو ملتا ہے - پشاور و امرتسر کے سماوار البتہ کم و بیش آٹھ دس روپے میں مل سکتے ہیں لیکن ان سب میں یہ خرابی ہے کہ دہکتے ہوئے کوئلوں کے بغیر پانی گرم نہیں ہو سکتا - اور کوئلے دہکانے کیلئے پندرہ منٹ چاہئے اور پھر دس منٹ پانی گرم ہونے میں صرف ہوتے ہیں - پس تم ایسا سماوار طیار کرو کہ صرف دیاسلائی جلانے سے وہ مشتعل ہو جائے اور پانچ منٹ میں چائے طیار ہو سکے - ایسا سماوار بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ ٹین کی ایک بڑی ڈبیہ بنواؤ اُس میں مٹی کا تیل بھرو - اُس کی بتی کا گول پیچ لگاؤ - چینی ابرق کی چمنی لگاؤ گویا ایک لیمپ ہو گیا - اسکے گرد لوہے کے موٹے تار کا ایک ایسا حلقہ لگاؤ جسکے بالائی حصے پر ایک چھوٹی سی دیگچی ٹھہر سکے - اب سماوار طیار ہے - دیگچی تانبے کی بنوالو - دیگچی کے وسط میں ایک پیالہ بھی لگا ہونا چاہئے - سرپوش دونوں کے جدا جدا ہوں - دیاسلائی سے لیمپ روشن کیا گیا اور اُس پر دیگچی رکھدی گئی - پانچ منٹ میں چائے طیار ہو جائیگی اور دودھ بھی گرم ہو جائیگا - اگر دودھ کے پیالے اور پانی گرم ہونے کے حصے میں دو مخالف جانب ٹونٹیاں بھی لگی ہوں تو اچھا ہے تاکہ نکالنے میں زحمت نہ ہو - ایسا کار آمد سماوار پانچ روپے میں بآسانی فروخت ہو سکتا ہے - جو صاحب نمونہ دیکھنا چاہیں وہ خواجہ ڈپو کی معرفت دہلی میں بنوا سکتے ہیں -

چائے کا بکس

اوپر جس سماوار کی ترکیب لکھی گئی ہے اُس کیلئے لکڑی کا ایک خوبصورت بکس بنوالو - اس بکس میں ایک چھوٹی چائے دانی - چائے کی تین پیالیاں - تیل کی ایک بوتل - چائے کے چمچے - دودھ کا برتن - چائے کا بکس رکھنے کی جگہ ہونی چاہئے - بکس کا ڈھکنا ایسا ہو کہ علیحدہ ہو کر کشتی کا کام دیسکے - ایسا مکمل بکس دس روپے میں فروخت کیا جا سکتا ہے - اور لوگ خوشی سے خرید سکتے ہیں جن لوگوں کے پاس ایسا بکس ہوگا وہ سفر میں بھی عمدہ چائے بنا کر پی سکینگے - ایسا بکس بھی اگر کوئی صاحب چاہیں تو خواجہ ڈپو کی معرفت دہلی میں طیار کرا سکتے ہیں -

میز کے قلمدان

آجکل میز کے جو قلمدان رائج ہیں اُن کے بنانے کے لئے فن نجاری سے چنداں واقف ہونے کی ضرورت نہیں معمولی اوزاروں سے ہر شخص انھیں بنا سکتا ہے - چیڑ یا دیار کی لکڑی کے ٹکڑے کاٹ کر قلمدان بناؤ - ریگمال سے خوب صاف کر کے پالش کر دو - دن بھر کی محنت میں دو یا ڈیڑھ روپیہ پیدا کر لینا مشکل نہیں - اگر ان کے ساتھ نئی وضع کے قلم دوات بھی ہوں تو بکنے میں اور بھی آسانی اور ساتھ ہی زیادہ منفعت ہوگی - اگر موجودہ وضع میں کوئی مفید جدت پیدا ہو سکے تو مناسب ہے -

بچوں کیلئے بستے

اسکول میں پڑھنے والے بچوں کے لئے لکڑی کے ہینڈ بکس طیار کرو - یہ بکس نہایت سبک اور خوشنما ہوں انہی میں قلمدان بھی شامل ہو اور کتابیں رکھنے کے لئے کافی گنجائش ہو - بکس کا ایک حصہ لکڑی کی بجائے سلیٹ کا ہونا چاہئے اور دوسرے رخ پر ہندوستان کا نقشہ - ایک رخ پر انچوں وغیرہ کے نشان بھی بنائے جائیں - بکس میں قفل بھی ہو تو اچھا ہے - ایسے بکس دو روپے تک بآسانی فروخت ہو سکتے ہیں اور بنانے والوں کو کافی منافع مل سکتا ہے - اگر کوئی صاحب نمونہ دیکھنا چاہیں تو خواجہ ڈپو کی معرفت دہلی میں طیار کرا سکتے ہیں -

دستی رومال

ایک صاحب لکھتے ہیں کہ اگر بیکار آدمی دستی رومال بنا کر بازار میں فروخت کریں تو خاصا نفع ہو سکتا ہے - صورت یہ ہے کہ بازار سے مناسب داموں پر بڑے عرض کی ململ یا اور کوئی کپڑا جو رومالوں کو مناسب ہو مول لیا جائے اور رومالوں کے عرض کے لحاظ سے مناسب لمبائی چوڑائی کیساتھ قطع کیا جائے - پھر چوڑا حاشیہ چھوڑ کر بخیہ کیا جائے اگر مزید اہتمام کیا جائے یعنی ان رومالوں پر مناسب اور موزوں اشعار چھپوا لئے جائیں یا بلاک بنوا کر کسی اچھے پریس میں مختلف عمارتوں کے نقشے چھپوا لئے جائیں مثلاً کعبہ معظمہ مدینہ منورہ جامع مسجد دہلی وغیرہ کے فاکے ہوں تو رومال خاصی قیمت پر فروخت کئے جا سکتے ہیں - یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رومالوں پر ریشمی تاگے سے معمولی گل کاری کر کے انکی قیمت بڑھالی جائے -

معلومات

نیرنگ برق

از جناب مسلم صاحب بی۔ ایم۔ ای۔ ای

بجلی کیا ہے؟ یہ سوال عموماً پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ابھی تک دنیا میں اسکا کوئی صحیح جواب نہ دیا جاسکا۔ میرے خیال میں اس کی تعریف صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ یہ ایک قوت ہے جو مختلف اصولوں کے تابع ہے۔ گو اس کی اصلیت ابھی تک معلوم نہیں ہو ئی مگر تاہم سائنس اس کے خواص معلوم کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے اور [illegible] کامیابی کو ایک بڑی حد تک وسعت دی ہے۔

بعض ماہرین کا یہ خیال ہے کہ "بجلی ایتھر کو حرکت دینے سے پیدا ہوتی ہے" اس کے معنی یہ ہیں کہ بجلی کسی نہ کسی شکل میں ہر ایک شے میں پائی جاتی ہے یعنی بجلی کا [illegible] ایتھر (ہوائے خالص) کے سکڑنے اور بڑھنے کا باعث ہے۔ یہ ایتھر ہر جگہ موجود ہونے کے علاوہ سخت سے سخت چیز اور اسکے چھوٹے سے چھوٹے ذرے (ایٹم) کے اندر اور درمیان موجود ہوتا ہے۔

میکسول ایک بڑا بھاری عالم گزرا ہے۔ اس سے ہمیں بجلی کی بابت بہت سے اصول کا پتہ لگا ہے اسکا خیال ہے کہ سورج کی روشنی خود بجلی ہے یعنی سورج کی روشنی کی لہریں تقریباً ویسی بجلی کی لہریں ہیں۔

چنانچہ جرمنی کے کسی سائنس دان نے ایک پنکھا ایجاد کیا ہے جو سورج کی روشنی سے بجلی کھینچکر چلتا ہے۔ اس میں تو چابی دینے کی ضرورت ہے۔ نہ کسی دیگر ذریعے سے بجلی پہنچانے کی بلکہ وہ خود بخود چلتا ہے۔

گو بجلی ابتک ایک چھپی ہوئی چیز رہی جس کی نہ تو آدمی شکل کھینچ سکا اور نہ اسکی ٹھیک تعریف کرنے میں کامیاب ہوا۔ پھر بھی اسکو استعمال میں لانے کے لئے اور اس کو قابو میں کرنے کے لئے بہت سے اصول بنائے گئے ہیں۔ جن کو مدنظر رکھنے سے اس سے نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ یہ آپ کے بڑے سے بڑے کاموں کو ذراسی دیر میں کر دیتی ہے۔ کروڑوں میلوں سے جس سے چاہئے ملاقات کرادیگی۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے دنیا کی خبریں سنوا دے گی۔ آپ کے ہزاروں قسم کے مرضوں کو اچھا کر دیگی۔ تاریک سے تاریک رات کو دن بنا دیگی لیکن ساتھ ہی اسکے اگر اس سے آپ بے پروائی سے پیش آئینگے تو جان تک لینے میں دریغ نہ کریگی۔ انگریزی میں ایک مثل ہے "اٹ از اے گوڈ سرونیٹ بٹ اے بیڈ ماسٹر" یعنی یہ اچھی خادم ہے لیکن برا آقا ہے۔

ارمغانی اس طاقتور چیز کو جسکی طاقت کا اندازہ لگانا ایک ناممکن بات ہے۔ قابو میں کر لیا ہے وہ اسکو پیدا کر سکتا ہے۔ مار سکتا ہے۔ استعمال میں لا سکتا ہے۔ اور وہ باتیں جو اسکے ظہور میں آنے سے پہلے ناممکنات کی فہرست میں لکھی جاتی تھیں۔ وہ آدمی نے اسکی وجہ سے اب ممکنات کی فہرست میں لکھنی شروع کر دی ہیں۔ مثلاً آنے دن آپ بائسکوپ دیکھتے ہیں۔ یہ سب اسی کے طفیل سے ہے۔ گھر میں روشنیاں ہوتی ہیں جن کو ایک سکنڈ میں بجھا دیجئے اور دوسرے سکنڈ میں جلا لیجئے۔ وائرلیس ٹیلیگرافی اسی کی مدد سے ایجاد ہوئی ہے اور یہ کیا کم حیرت کی بات ہے کہ کسی دن ہوائی جہاز میں آپ کا پیغام [illegible] تیار ہے۔ اتنی ہوا دیگی کہ یہاں تک بھی نہ پہنچا سکینگے۔

اس کی بابت یہ بھی معلوم کیا گیا ہے کہ کسی قسم کا بوجھ نہیں رکھتی۔ گو بہت ہی بھاری بھاری بوجھوں کو ان کی آن میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتی ہے۔

بجلی کی بابت یہ بھی معلوم کیا گیا ہے کہ معدنیات مثلاً چاندی۔ الومینم۔ تانبہ۔ سونے لوہے وغیرہ پر فوراً دوڑ جاتی ہے۔ پانی۔ گیلی روئی۔ گیلی لکڑی اور جسم میں بھی اسکا گذر ہے ایسی چیزوں کو جن میں سے بجلی با آسانی گذر سکے کنڈکٹر (Good Conductors) [illegible] کہتے ہیں۔

کئی ایک چیزیں ایسی ہیں جن میں اسکا گذر نہیں۔ مثلاً شیشہ۔ سلیٹ۔ پیتل۔ اسکو ابھی ایسا کاغذ۔ اون۔ گندھک۔ لاکھ۔ آبنوس کی لکڑی۔ ربڑ۔ چینی وغیرہ وغیرہ ایسی چیزوں کو نان کنڈکٹر کہتے ہیں۔ اسکے معنی [illegible] نہ لینے والے کے ہیں۔

اب یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بجلی کے تار کو ہاتھ لگانے سے پہلے ربڑ کے دستانے پہن لینے چاہئیں اور اگر کوئی لکڑی کی کرسی یا میز مل سکے تو اسپر کھڑے ہو کر تار کو چھونا چاہئے اور اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ جسم کا کوئی حصہ دیوار یا زمین سے نہ چھوتا ہو۔ ان باتوں کا خیال رکھنے سے بجلی کے تار چھولینے سے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔

ننگے ہاتھوں سے زمین یا فرش پر کھڑے ہو کر تار کو چھونے سے سخت خطرہ ہے۔ ایسی حالت میں ہلاکت کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ بجلی زمین کی طرف بہت جلد کھنچ جاتی ہے۔ صرف راستہ ملنا چاہئے۔ بجلی کی یہ خاصیت بالکل پانی کی طرح ہے۔ ذراسی ڈھلوان جگہ ملی کہ فوراً بہ گیا جیسے پانی کے لئے ڈھلوان راستہ ہے بجلی کے لئے کنڈکٹر ہے۔ بجلی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ میں ان سب کی بابت یہاں بیان نہیں کرسکتا کیونکہ مکرم ایڈیٹر صاحب نے میرے مضمون کے لئے جو جگہ دی ہے وہ اتنی تھوڑی ہے کہ صرف قسمیں ہی لکھنے میں ختم ہو جانے کا ڈر ہے۔ خیر جو کچھ بھی ہو میں صرف دو قسمیں لکھنے کی جرأت کرونگا۔

(۱) گرم بجلی جسے انگریزی میں [illegible] کہتے ہیں

(۲) ٹھنڈی بجلی جسے [illegible] (Static Electricity) کہتے ہیں

اصل میں تو بجلی ہوتی تو ایک ہی ہے لیکن اسکے آنے جانے کے لئے دو تار ہوتے ہیں ایک میں سے بجلی آتی ہے اور دوسرے میں سے اپنا کام کرکے کچھ ہلکی ہو کر مشین میں سے واپس چلی جاتی ہے چنانچہ جس تار میں سے بجلی آتی ہے اسے گرم راستہ یا لوگوں کی اصطلاح میں گرم تار کہتے ہیں (Positive) اور جس میں سے اپنا کام کرکے واپس مشین کو چلی جاتی ہے اسے ٹھنڈا تار یعنی (Negative) کہتے ہیں اسکا خیال رکھنا بڑا ضروری ہے کوئی مستری جب بجلی کے موٹر یا لیمپ روشنی کے لئے تار جوڑتا ہے تو گرم اور ٹھنڈے تاروں کا لحاظ رکھکر باندھتا ہے۔ مثلاً ایک گھر میں ایک لیمپ لگانا ہے تو اس [illegible] سے ایک گرم تار بٹن یا سوئچ میں جائے اور ٹھنڈا تار لیمپ (جس کو انگریزی میں بلب کہتے ہیں) میں جانا چاہئے۔ (باقی آئندہ)

انشائے لطیف

ویران صنم خانے

(از جناب سید سجاد حیدر صاحب)

بچپن! بچپن کا پرستشکدہ اب بھی آئینہ نگاہوں میں تھا۔ تاروں کی جیسی قندیلیں لٹکی ہوئی تھیں، وہ قندیلیں جو ہماری تمناؤں کے بعد جھلملا کرتی ہوئی اور ہماری طرف دیکھتی ہوئی جاتی تھی۔ آنکھیں بنکر لٹکتی تھیں جیسے ہوا، ایک بازو میں امید ایک بازو میں بیم لئے ہوئے ہم تک آتی تھی اور کسی کو بے آرام کرتی ہمیں تو لوریاں دیتی تھی۔

سرسبز و مرغزار وادی، رنگین سمندر، رنگین ساز ہائے موسیقی۔ اس پرستشکدہ تک آتے تھے معبد طفلی، ہم تمام جھولوں، درختوں سے، میدانوں سے باتیں کرتے تھے، اور تمام جھینگر، اور بڑے اور چھوٹے چھوٹے پرند ہمارے ساتھ شریک ہو کر اس پرستشگاہ میں پرستش کرتے تھے۔ اے معبد طفلی! تیری ایک بلیغ زبان تھی جو ہمارے دل کے تمام جذبات اور انقلابات کی ترجمانی کرتی تھی۔

کسی معبد کا سنگ در تجھ جیسا شفاف نہیں۔ کوئی معبد ایسی آہنگ شیریں سے بھرا ہوا نہیں، نہ کسی کی زمین پر ایسی چمکا جو مذکر نے والے رنگوں سے پچی کاری کی گئی ہے۔ اور یہاں کوئی پرستشگاہ ایسی نہیں جہاں عظمت و قدرت الٰہی کے ساتھ خضب الٰہی کے سیاہ رنگوں ایسی دہشت آواز دل قلب پر مستولی ہوتا ہو۔ کونسا معبد ہے کہ جس کی دیوار و سقف اندر معبود الیسا ضیا دار ہوا اور اس کو کب دیرین عبادت گاہ میں خود پجاری بھی چمک رہا ہو۔ اور روزافزوں لذت حیات سے متلذذ ہو۔

رات کو تیری تبسم اور ساکت قندیلوں کے سائے میں تیری مدہم اور مبہم روشنیوں میں کائنات کی تھکی ہوئی آواز کو سن کر ہم سوتے تھے، اور دن کو تیرے اس نور میں جاگتے تھے جو فضا کو روشن کئے ہوئے ہوتا تھا اور کائنات کے ساتھ ہمیں بھی آغوش نور میں لے لیتا تھا ہم کیسے اور کیوں پرستش کرتے تھے ہمیں خبر نہ تھی مگر سادہ حسن حیات ہماری نماز تھی اور ہماری ہر ایک حرکت ہر کان نماز۔ جس قدر شدید زندگی وہ زندگی جو صرف زندہ رہنے کے ذوق و لطف اٹھانے کے لئے ہو یا پرستش کی پہلی شکل نہیں ہے؟ اس سے زیادہ صحیح اس سے زیادہ طبعی پرستش کیا ہو سکتی ہے؟ اس خوبصورت معبد میں ہر دن ہماری زندگی میں نئی تجلیات پیش کرتا تھا اور ہماری روح کو ایک تازہ مسرت انگیز لرزش حیات بخشتا تھا اور ہم ایک غیر اختیاری وجد کی حالت میں گویا سجدہ ہائے پرستش کرتے تھے۔

ہمارا پہلا معبد، معبد طفلی! چند سال ہم نے تیرے گنبد کے نیچے پرستش میں گذارے، تیری پوجا کی۔ بعد میں جب دوسرے معابد میرے سر پر آ گرے اور میری روح پریشان، اور ناامید ہوئی اور میرا دل کسل اور فتور سے بھر اتو میں نے ہمیشہ تیری قندیلوں کی روشنیوں میں جا کر پناہ لینے کی کوشش کی۔ مگر آہ! تو بھی اُن معابدوں ہی کی طرح بیجان خاموش ہو گیا۔ تیری قندیلیں میری روح تک نہیں پہنچتیں۔ تیری نسیم لوریاں نہیں لاتی، بلکہ وہ اب ایک نابینا قدرت کا جھکڑ ہے جو درختوں کو اکھاڑتا، نشیمنوں کو ویران کرتا ہے۔ تیرے آبشار سے اب کوئی موسیقی پیدا نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک آوازہ یاس ہے جو تیرہ انسانیت کے جگر سے نکلتی ہے یا وہ انسان کی صدائے الامان ہے جسے کہیں امان نہیں۔ جب مجھے کبھی خراب ہونا تھا اے معبد تو خراب ہو چکا۔ تیری قندیل بجھ گئی اور تیرے مرغزار سوکھ گئے تیرے معطر و سرسبز چمن تپتے ریگستان ہو گئے تو بھی ایک تاریک اور ویران عالم ہو گیا۔ اس کھنڈر میں بیٹھکر میں اپنے معبد کا ماتم کر رہا ہوں۔

عشق و محبت کے بت! ان فانی معبودوں کی کون ہے جسنے معبد نہیں بنائے۔ صنم خانہ عشق بھی کیسا رنگین ضیا دار معطر صنم خانہ تھا۔ وہ کیسے صاف شفاف قند بلور کے ذریعہ تاروں کی چمک شفقوں کے رنگوں کو ٹرہا ٹرہا کر اپنے میں لیتا تھا۔ اسکے حجروں میں سے جو نغمے سنائی دیتے تھے وہ ایک دوسرے سے محبت کرنیوالے دلوں کے ترانے تھے۔ اس معبد میں وہ نوجوان جمع تھے جو پھولوں سے زیادہ کھلے ہوئے تھے جنکے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور جنکی روح عشق کی وجد سے رقصاں۔ مگر اسکی محراب میں میں نے ایک نوجوان دوشیزہ دیکھی جسکا چہرہ سالہا سال کے انتظار سے اپنی تر و تازگی غائب کر چکا تھا جسکی آنکھوں میں حزن و ملال نے مستقل طور پر جگہ کر لی تھی۔ یہ بیوقوف لڑکی اپنے حبیب کا انتظار کر رہی تھی جو اُسے کبھی نہ ملے گا۔ اس نے میرے سامنے جان توڑ دی، اور میں نے اُسے معبد کے دروازے میں مٹی کے اندر دفن کر دیا تاکہ وہ روندی جائے۔ اُن شیشے کے ٹکڑوں کو جنہیں وہ بلور سمجھے ہوئے تھی۔ میں نے اُس کے مدفن پر ڈال کر ایک نہایت سیاہ اور نہایت موٹی چادر سے اسے ڈھانپ دیا۔

سب سے زیادہ بیہودہ، سب سے زیادہ مضحک اور سب سے زیادہ دھوکا دینے والا معبد؟ معبد عشق، جہاں چار آنکھیں اشارات محبت کر رہی ہوں اور دعوت عشق دے رہی ہوں، وہاں میں نے دو آنکھوں میں ضرور دھوکا اور خیانت پنہاں دیکھی جہاں دو ہاتھ دوسرے کو محبت سے دبا رہے ہوں۔ وہاں ایک ضرور دوسرے کو فریب دے رہا ہے۔

طفلی و عشق کے ویران معبدوں کو چھوڑ کر میں آگے بڑھا، افکار و احساسات کے نادیدہ افقوں کی طرف، زندگی مدہش تیزی کے ساتھ مجھے لے گئی اور میں نے دوسروں کے معبدوں کے دروازوں میں سے اندر جھانکا۔ مگر میری نگاہ نے نہایت گہرے پردوں میں سے گذر کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ہر جگہ ویران معبدوں کے سوا کچھ نہیں۔ ہر قلب نے یہی کہا کہ میں کبھی تجلی گاہ ارمان تھا کبھی اب نہیں، وہ علوم جنکے لئے حکما سر کھپا رہے ہیں یا وہ سوز و گداز بشری

جنکی ترجمانی شعرا کرتے رہے ہیں۔ دوستی، عشق، دین، فکر، غرضیکہ سب آخر میں دیکھئے تو ویران معبد بھی نظر آتے ہیں۔ دماغ اور قلب کے ویران صنم خانے۔ اب ان میں حسرت و یاس و تمنا سیر کرتے ہیں۔

شادی بذریعہ اشتہار

(از جناب سلطان حیدر صاحب جوشؔ)

قیس عامری و فرہاد ایرانی، نہ یہ رہا نہ وہ! دنیا چھلانگیں سی مارتی آگے بڑھ آئی۔ گر مجنون نجدی کی ۱۹۲۳ء میں کوئی نقل عملاً یا تحریراً کرنی چاہے تو وہ نقل بالکل مطابق اصل نہ ہونے کی وجہ سے صورت مسخ شدہ بنکر رہ جائیگی۔ مخلوقات بیچاری اس پیر زال کی بڈھی پر سوار، بلا ارادہ و بلا کوشش "رشتہ در گردنم" کی مثال اس کے ساتھ ساتھ چلتی رہی اور آج وہاں نظر آتی ہے جہاں سے پلٹ کر اگر آغاز سفر، سفر تہذیب و ترقی طلب کی طرف دیکھا جاتا ہے تو دوربین کے ذریعہ سے بھی نقطۂ آغاز نظر نہیں آنے کا! خیر اس سفر کی شرح و تفصیل ہم کہاں تک، تاریخ جانے یا وہ جنکو ایک و ایک گیارہ بنانیکی ترکیب آتی ہے۔ ہماری نظر تو اس وقت موجودہ دنیا پر ہے!

آج سے انیس برس پہلے کی معاشرت کے مداح تو اب بھی سیکڑوں ترقی یافتہ ملیں گے، خواہ مخواہ نکتہ چینی کے لئے تیار رہتے ہی تھے، مگر وہ درمیانی خیال کے لوگ بھی جو آپکے خیال والوں سے محض چند سال۔ یہ بھی کوئی بیس پچیس سال پیشتر کے زمانہ کے خیالات رکھتے ہیں ترقی نسواں پر بحث سے اکھڑ جاتے ہیں! افسوس یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی معاشرت منقلب کو وہ ابھی ۱۸۵۷ء کی چار دیواری میں مقید کرنا چاہتے ہیں! اور دنیا ایسی نت نئے روپ بدلنے والی نظر فریب معشوق ہے جس کے مذہب میں کسی جگہ ٹھہر جانا موت کہتے ہیں:- وہ جیتے جی مر نہیں سکتی:- لہذا بڑھے جاتی ہے۔ اور اسکی نظر فریبی سے متاثر ہونیوالا گروہ اور یہ گروہ موٹا نوجوان ہی ہوگا۔ اسکے پیچھے گردن ڈالے چلا جا رہا ہے! واقعی اگر یہ روش نہ اختیار کیجئے اور "با زمانہ بساز" کے اصول کو توڑ دیا جائے تو اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ دس بیس برس کے بعد کتنے صاحب عجب نہیں کہ وہ حسب نسب کے لحاظ سے اصحاب کہف کے کتوں کی تنہا اولاد ہی کیوں نہ ہوں جس گاڑی کے سایہ میں قدم زن تھی اسکی دھول بھی نظر نہ آئیگی اور آفتاب کی تیز تیز نظریں جسم کاہل کو جلا دیتی ہوں گی! "طبقۂ نسواں تعلیم پائے اور تعلیم کا لطف نہ اٹھائے" بالکل ایسا ہی خیال ہے کہ "سر منڈاؤ مگر دیدہ نہ منڈاؤ" نہ اسمیں قیام نہ اسمیں امکان! جس قسم کی تعلیم ہوگی اور جس رنگ میں دماغ رنگے جائیں گے اُس سے گریز! قوت بشری سے باہر ہے بعض اوقات قوت ملکوتی سے بھی! یہ ثابت ہو چکی ہے! ترقی نسواں کا دارومدار تعلیم کے رنگ پر ہے جس طرح کی بنیاد رکھی جا رہی ہے اسی قسم کی عمارت کی امید بھی رکھنی چاہیئے! افسوس یہ آتا ہے کہ بعض کم فہم پرانے خیال والے معمولی سی بات کو بھی اپنی ناعاقبت اندیش نکتہ چینی سے اچھا خاصہ جھگڑا بنا دیتے ہیں! اس سے اصل قصے کی ترقی و نظر فریبی میں کچھ بھی فرق نہیں آتا!۔ البتہ معترض صاحب کی طبیعت کا "گول مٹول" ہونا یقینی ثابت ہو جاتا ہے!

کل ہی کا ذکر ہے کہ ہمارے ایک انقلاب پسند نے ایک مضمون "ضرورت" کے عنوان سے ایک اخبار میں دیا۔ مجھے ایسے مضمون یا در اصل اعلان نہایت دلچسپ ہوتے ہیں! متاع حسن کو خوش معاملگی کے ساتھ دل جلے مالداروں کے سامنے پیش کر دینا اور اسکی شرائط بیع ممکن ہے کہ "بیع بالوفا" ہو۔ خریداران متمنی کو سمجھا دینا اول درجہ کی ایمانداری اور خوش معاملگی ہے۔ جس ضرورت کا میں ذکر کر رہا ہوں اُس کا جواب بھی اُسی روز میرے ایک عنایت فرما نے لکھا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اڈیٹر صاحب کو روانہ بھی کر دیا۔ بعینہ اُس جواب کو ملاحظہ فرمایئے۔

مکرم بندہ تسلیم۔ آپکے اخبار مورخہ ..... کے صفحہ ... پر ایک ضرورت کی سرخی نے اس وقت مجھے یہ تحریر لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ سب سے پہلے مجھے تعجب ہے کہ آپ نے نوجوان کی ضروری صفات کو پوری حد تک بیان کر دیا ہے لیکن اُس دوشیزہ گمنام کا اتا پتا اور کچھ مطلق تحریر نہیں فرمایا، قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ جو چیز ... خاص اس سے کہ ذی روح ہو یا غیر ذی روح کسی رنگ سے بھی خریدار کی متلاشی ہو وہ نگاہ کھینچنے یا نظر بینی کے لئے اپنی حالت اپنے اوصاف اپنا حلیہ اور اپنی ہر قابل اظہار خوبی کو کچھ کھلے اور کچھ ڈھکے الفاظ میں نذر ناظرین کرے۔ پائنیر میں روزانہ ... کی مختلف النوع سرخیوں میں آپ ایسی ہی تفصیل اوصاف و قد و قامت پائیں گے۔ خیر اس بات کو فی الحال تصفیہ طلب مان کر آپکے اعلان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میرے احباب میں سے اکثر نوجوان جن میں ہر رنگ اور ہر قامت کے اصحاب شامل ہیں متلاشی مونس ہیں اور میرا فرض ہے کہ میں ان میں سے ہر ایک کے ضروری اوصاف بیان کردوں اور اس فہرست کو آپ کی نظر انتخاب کے سامنے پیش کر دوں۔ جس امیدوار کو انتخاب کا فخر حاصل ہوگا وہ میرے ہی ذریعہ سے مطلع کیا جا سکیگا۔ اسقدر آپکو یقین دلانا ضروری نظر آتا ہے کہ ان متمنی طلب حضرات میں بلحاظ رقابت یا حسد کسی حد تک بھی نہیں ہے اور نہ آپکے آزادانہ انتخاب سے پیدا ہوگا۔ اس لئے آپ بلا خوف رقابت یا عناد جسکو مناسب سمجھیں منتخب کیجئے۔

(۱) معزز ہندو ہیں ڈھائی سو تنخواہ ہے کشیدہ قامت ہیں۔ گریجویٹ ہیں۔ خوش مزاج ہیں عمر کسی طرح ۵۰ سے زیادہ نہیں ہے۔ ڈاڑھی ہے مونچھوں کو کراپ کر کر کے سرحد قد کرتے رہتے ہیں میلان طبع یقین دلاتا ہے کہ شادی کے بعد یقینی زن مرید ہوں گے۔ البتہ شیخ یا سید نہیں ہیں۔ پٹھان ہیں اور ابتک غیر شادی شدہ ہیں! متلاشی زوجہ ہیں لیکن تعلیم یافتہ بیوی کو ترجیح دیں گے! صحت نہایت اچھی ہے۔ ابھی ابھی ایک خوفناک بیماری سے خدا خدا کر کے بچے ہیں اسلئے امید ہے کہ آئندہ عرصہ دراز تک بیمار نہیں ہونگے! نماز پڑھنے کے وقت تکبیر نہایت پڑھائی آواز میں بالجہر پڑھتے ہیں! کالج میں فٹ بال کھیلتے تھے اب ٹینس پر آگئے ہیں! بظاہر نہایت حلیم نیک اور رشید سے معلوم ہوتے ہیں! حقیقی معنوں میں ابتک مجرد نہیں ہیں تو غیر شادی شدہ ضرور ہیں۔

(۲) گریجویٹ آفیسر ہیں۔ چھریرا جسم ہے۔ رنگ سرخ و سفید ہے نقشہ اچھا ہے۔ سنہری عینک انکو نہایت بھلی معلوم ہوتی ہے۔ ڈاڑھی منڈاتے ہیں مگر مونچھیں بڑی ہیں۔ عمر ۳۲ سال سے زائد نہیں ہے۔ اگرچہ سر وغیرہ کے چند بال زمانے کی عنایت سے قبل از وقت سفید ہوگئے ہیں! انگریزی مذاق کے دلدادہ ہیں۔ سوٹ نہایت اچھے سلے ہوئے پہنتے ہیں آنکھیں بڑی ہیں اور نظر بازی پوشیدہ کے مشتاق ہیں۔ اچھی صورت اور حسن کے

ہر وقت متلاشی ہیں لیکن خدانخواستہ دل پھینک نہیں ہیں! اُمید قوی ہے کہ حسین بیوی مل جانے کے بعد اطمینان قلب حاصل ہو جائیگا اور تعلیم یافتہ و مولوی نما حضرات کا بار احسان اُٹھانے سے باز رہیں گے! اگرچہ بیٹا ہیں مگر دادی موجودہ اہل خانہ سے متنفر ہیں اور نئی چیز کے منتظر! ذات کے لحاظ سے سید ہیں اور عالی نسب ہیں!

(۳) سرکاری ملازم ہیں۔ امید ہے کہ سفارش با قسمت جلد اچھے عہدہ پر پہنچادے حال ہی میں ایک خاندانی موت سے بلا ارادہ و کوشش رئیس بن گئی ہیں۔ صورت حلقہ احباب میں اچھی سمجھی جاتی ہے۔ رنگ سرخ و سفید ضرور ہے! آنکھیں بڑی بڑی ہیں اور لارنس اینڈ میو کے ہاں کی عینک کی عادی ہیں! عمر کل ۲۴ سال کی ہے صحت اچھی ہے اور جسم ورزش کا ساختہ ہے۔ وزن ماشاء اللہ چشم بد دور صرف ۲ من کچھ سیر ہے! اُردو انشاء میں خاص مہارت ہے۔ نئے مضمون نگار دینی پسند کئے جاتے ہیں طبیعت نہایت شوخ پائی ہے۔ حلقہ احباب نے "شیطان" کا معزز خطاب عطا کر رکھا ہے! صنف نازک کی ہر اچھی اور نظر فریب صورت کو سجدہ کر لینا اپنا فرض سمجھتے ہیں! کالج میں ایف۔ اے تک پڑھا ہے اور امید ہے کہ بڑا ہو کر گدھے پر نہیں لادا جائیگا بیوی اگرچہ سیدہ موجود ہے اور اس سے محبت بھی کرتے ہیں لیکن اپنی ہرجائی عادت سے مجبور ہیں اور کم از کم ایک اور بیوی کے لئے بُری طرح منتظر وقت ہیں ذات کے شیخ فاروقی ہیں

(۴) ...... ملازم سرکار ہیں! سو روپے ماہوار پاتے ہیں۔ قد کے معاملہ میں قدرت نے بہت کوتاہی کی ہے مگر اس کمی کو ان کی فتنہ آمیز طبیعت کے عنایت کرنے میں پورا کیا ہے۔ رنگ کہنے کو تو گندمی ہے مگر واقعی ایک آنچ زیادہ لگ گیا ہے۔ قد کم ہے مگر ناک خدا کی عنایت سے اچھی خاصی ہے۔ خوش مزاج ضرور ہیں لیکن سیریس "سنجیدہ" بہت جلد بلا کسی نوٹس کے ہو جاتے ہیں، عمر خود تو ۱۸ سال کی بتاتے ہیں مگر ان کی بیوی کی زبانی ۲۵ سال کی معلوم ہوئی ہے۔ اسکی تصدیق ان کی سیاہ ڈاڑھی سے بھی ہوتی ہے۔ گھر کچھ بیٹے ہیں اور بیوی کی جائز عزت پوری حد تک کرتے ہیں۔ بیوی موجود بھی ہیں تعلیم یافتہ اور لائق بھی ہیں لیکن یہ محض جاہل اور گنوار لڑکی کے متلاشی ہیں۔ صحت اچھی ہے جو کچھ نقص تھا وہ عرصہ ہوا کہ آپریشن کے ذریعہ [illegible] ذات کے شیخ انصاری ہیں

(۵) سب انسپکٹر پولیس ہیں عمر ۲۳ سال ہے۔ ایف۔ اے تک پاس کیا اور بی۔ اے پر حملہ آور بھی ہوئے۔ غیر شادی شدہ ہیں۔ رنگ نمکین ہے۔ جو کچھ مذاق خلاف فطرت تھا اُس کے دور ہو جانیکے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ مزاج کے نہایت اچھے اور بیوی کے بُری طرح متلاشی ہیں! ذات کے شیخ ہیں! شریف بھی ہیں!

(۶) سیکنڈ ایئر کے طالب علم ہیں بی۔ اے تک ارادہ ہے۔ عمر ۱۸ سال۔ صورت۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ اچھی ہے! ذہین، طباع اور ہونہار ہیں ایف۔ اے کے بعد علی گڑھ جائیں گے! ہر طرح مجرد ہیں! شیخ صدیقی اور حنفی المذہب ہیں!

(۷) اسی سال میٹرک پاس کیا ہے۔ ذہین اور طباع ہیں۔ اتفاق سے سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوا ورنہ سب کو فرسٹ ڈویژن کی امید تھی۔ نہایت نیک اور محنتی طالب علم ہے بی۔ اے کے بعد [illegible] کی جانیکا شائق ہے مگر والدین باوجود حیثیت آگے پڑھانا نہیں چاہتے بی۔ اے تک علی گڑھ میں ختم کرنا چاہتا ہے۔ عمر ۱۸ سال ہے ہاکی کھیلتا ہے۔ صورت موزوں ہے اور جسم اکہرا ہے۔ مجرد ہے! شیخ ہے اور حنفی المذہب ہے! شریف خاندان ہے!

(۸) بیرسٹر ہیں! اپنے پیشہ میں کامیاب ہیں! عمر کبھی ۲۲ سے زیادہ نہیں بتاتے! رنگ گندمی ہے مگر خشخاشی ڈاڑھی نے بُری طرح ظلم کیا ہے آنکھوں کو بھرے بھرے رخسار نے چھوٹا کر دیا ہے جسم انگلستان سے واپس آتے ہی طول و عرض میں بُری طرح روز افزوں ترقی کر رہا ہے! غیر معمولی بوجھ کی وجہ سے رفتار میں خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ مولوی نہ صرف خود ہیں بلکہ خاندانی ہیں! باوجود نئی تعلیم کے ہر بات میں سنت کا لحاظ رکھتے ہیں۔ دو بیویاں قربان ہو چکی ہیں تیسری کے لئے ہر نماز کے بعد دعا کرتے رہتے ہیں! اگرچہ نئی بیوی کو کچھ زیادہ دق نہیں کریں گے تاہم متلاشی ضرور ہیں! شیخ اور شریف خاندان ہیں! دوستوں کی ہر قسم کی ضرورت کو حتی الوسع پورا کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے

اگر مذکورہ بالا میں سے کوئی پسند نہ آئے تو ایک بندہ زادہ بھی حاضر ہے۔ جسکی عمر اسوقت ۱۴ سال ہے اور مڈل میں پڑھتا ہے۔ ذہین اور طباع ہے صورت شکل میں اچھا ہے۔ خوبرو، متقی ہے۔ ذات کی نسبت شیخ عثمانی لکھ دینا کافی ہوگا۔ میری شرافت خاندانی کی نسبت آپ بذریعہ خط و کتابت دریافت کر سکتے ہیں۔ منتظر جواب ہونگا اُمید ہے کہ اگر حرج نہ ہو تو اس تحریر کو "مشرق" میں جگہ دیجائے گی! والسلام

راقم ع۔ ف۔ ک۔

وہ شیزہ زیر بحث کی صورت شکل نہیں تو کم از کم مزاج "تعلیم" "صحت" اور "نسب" سے امیدواران کو مطلع کرنا ضروری ہے! اگر آپ اس تحریر کو اپنے اخبار میں جگہ دیں گے تو میں ممنون ہونگا لیکن امید نہیں ہے کہ میرا نام نہ دیا جائے گا۔

اس جواب کو پڑھ کر [illegible] عنایت فرمائی قابلیت کی داد دینی پڑتی ہے واقعہ یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز کو انسانی روشنی میں دیکھنا چاہئے جسکے اندر وہ ہر وقت نظر آتی ہے مرکز سے اُسکے محیط اصلی کو [illegible] کہ کوئی نیا محیط قائم کرنا۔ نہ صرف روح قلب کو آزار دینا ہے۔ [illegible] میں روڑا اٹکانا بھی ہے! جسقدر صفائی، سچائی اور خوش معاملگی سے اُس اعلان باشتہار سے کام لیا گیا تھا جو "مشرق" میں نکلا تھا اسی قدر تشریح عیوب، ثواب، تنبیہ حالت اور تمام چیزوں کے بیان کرنے میں ہمارے عنایت فرمانے پوری راستبازی اور اظہار حقیقت کا اظہار اپنے جواب میں کیا ہے! سب سے اس سے بحث نہیں کہ "امیدواران" کے حلیہ و روایات میں بعض لطیف باتیں ایسی بھی علم نداز کر دی گئی ہیں۔ ما راچہ ازیں قصہ بقول شخصے گاؤ بہ گاؤمی رسد یا بہ خرا۔ البتہ ایسی صاف صاف آئین دین کی توفیق نیک اگر خدا سب سمجھداروں کو عطا کر دے تو یقین ہے کہ سد القوں کا بہت کچھ کام ہلکا ہو جائے۔ اگرچہ اسمیں بھی شک نہیں کہ ہمارے قانونی کھائیوں کی آوردان کی گردان۔ متعدی و مجہول حصہ کے حذف ہو جانے سے تعلق لازمی اور صغیرہ رہ جائے گی۔ مگر اس فرقہ ناطق (ناطق اس لئے کہ فی الحقیقت قوت لسانی ہی وہ چیز ہے جو اکثر و بیشتر ان کی دھاک بٹھانے والوں کے [illegible] بٹھا دیتی ہے) کی خبر رسی سے امید ہے کہ وہ اس نقصان کو اس امید پر برداشت کر لیگا کہ آنے والی نسلیں زیادہ آزاد خیال زیادہ خود مختار، زیادہ مہذب اور ترقی کی برقی روشنی سے معمور ہوں گی۔

صنف نازک کیلئے

(از مسز خاموش صاحبہ)

آدمی کی دنیا میں دو ہی قسمیں ہیں۔ عورت یا مرد۔ اور دونوں کی عمریں اگر طبعی حد تک پہنچ سکیں تو تین زمانوں پر منقسم کیجاتی ہیں۔ بہت سی ہستیاں ایسی ہیں جو ایک زمانہ بھی پوری طرح نہیں طے کرنے پاتیں کہ انھیں موت کی گود میں سوجانا پڑتا ہے بہت سی دو زمانے طے کرلیتی ہیں اور بہت سی ایسی ہوتی ہیں جنھیں تینوں حالتیں برتنی پڑتی ہیں چونکہ اسوقت خصوصیت کے ساتھ عورتوں کی زندگی پر بحث کرنا مقصود ہے اس لئے صنف ثانی یعنی مرد کی زندگی خارج از تحریر سمجھئے۔

جو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور نشو و نما پانے سے پہلے مرگئیں۔ ان کا ذکر ہی فضول ہے، اور جو پیدا ہوکر پروان چڑھیں لیکن جوان ہونے سے پہلے اُن کا نخل جوانی مرجھا گیا اُن معصوموں کے مزار پر بھی افسوس و حسرت کے پھول چڑھاکر خاموش ہوجایئے۔ یہاں تو بحث اُن سے ہے جن کی زندگی کے تینوں دور یکے بعد دیگرے دیکھنے پڑتے ہیں۔ چونکہ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ جو بچہ آج پیدا ہوا ہے وہ کب تک دنیا میں رہیگا۔ اسلئے تینوں زمانوں کا ذکر ضروری ہے اور ان پر غور و فکر کرنا فرض بشریت ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ انسان مرد ہو یا عورت، اشرف المخلوق کے ممتاز خطاب سے سرفراز ہے مطلب یہ ہے کہ پیدائش کے اعتبار سے ہر چیز اور ہر ہستی پر جو خدا نے پیدا کی ہے انسان کو شرف حاصل ہے پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ انسان اشرف المخلوق ہوکر اپنی زندگی پر غور نہیں کرتا اور غفلت و جہالت کی نیند میں اپنی اس عمر عزیز کو ضائع کردیتا ہے جو اُسے بطور نعمت خدا سے ملی ہے۔ غور و فکر نہ کرنے کے دو ہی سبب ہیں ایک یہ کہ علم نہو دوسرے یہ کہ علم ہو تو توجہ نہو خدا کا شکر ہے کہ علم ہماری جنس میں اب کمیاب نہیں ہے۔ رہی توجہ، یہ اگر ذاتی طور پر حاصل نہو سکے تو اسکا حاصل کرلینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

لڑکپن

عورت اپنے پیدا ہونے کے دن سے چھ برس تک لڑکی کہی جاسکتی ہے، اس مدت میں دو ڈھائی برس جو زمانہ شیر خوارگی کی نذر ہوجاتے ہیں ایک بیخودی اور حیرت کے عالم میں کٹتے ہیں۔ جن کی اسکو بالکل خبر نہیں ہوتی۔ دودھ چھٹنے کے بعد بھی وہ بیخبر رہتی ہے۔ پھر بولنا سیکھتی ہے۔ ماں باپ کو پہچانتی ہے۔ اپنی ضرورتوں کا اس میں تھوڑا بہت احساس پیدا ہونے لگتا ہے۔ بھوک معلوم ہوتی ہے۔ درد کا اثر ہوتا ہے اور وہ عالم خیال میں اتنا معلوم کرلیتی ہے کہ میں بھی کوئی چیز ہوں۔

چوتھے پانچویں برس میں وہ کچھ کھانے پینے لگتی ہے اور ماشاء اللہ آمین کی پالی ہوئی بچی اب بچپن کی منت مرادوں سے فارغ ہوکر ایک قدم آگے بڑھاتی ہے۔

یہ وہ عمر ہے کہ ماں باپ اُس کی اٹھان کے نیک و بد نتائج کے ذمہ دار ہوتے ہیں اگر ماں باپ میں علم کی روشنی موجود ہے تو وہ اپنی بچی کو بسم اللہ خوانی کے بعد کسی تجربہ کار اتالیق معلمہ کے سپرد کردیتے ہیں اور بچی کے دماغ میں بچپن ہی سے علم کا نور پیدا ہوجاتا ہے۔ لیکن اُن گھرانوں میں جہاں بچہ سے لیکر بوڑھے تک جاہل لوگوں کی عملداری ہوتی ہے۔ بچیاں اُسی طرح لاڈ اور پیار میں پڑی رہتی ہیں اور اُن کی تعلیم کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔ اور اسی طرح یہ چھ برس، جن کی ذمہ داری لڑکی کسی طرح نہیں ہوسکتی تاریکی یا روشنی میں گذرجاتے ہیں۔

ساتویں برس میں عقل اپنی جگہ گاتی ہوئی کرنیں لڑکی کے دل و دماغ پر پھیلا کرنے لگتی ہے اور وہ زمانہ یہی ہے جس میں اس پر حد شرع عائد ہوجاتی ہے۔ اب وہ سمجھدار ہے، اسے اپنے عورت ہونے کا ہوش ہے۔ وہ سمجھتی ہے کہ مجھے کچھ برس بعد ایک غیر شخص (مرد) کے ساتھ زندگی بسر کرنی پڑیگی۔ جہاں اسکی اتنی عمر تیر ہوئی ہے وہ اس کے ماں باپ کا گھر ہے۔ جس میں اُسے عمر بھر رہنا نہیں ہے۔ وہ اپنی ماں سے خانہ داری کی تعلیم سیکھتی ہے جھاڑو دیتی ہے۔ مٹکے دھوتی ہے۔ آگ سلگاتی ہے۔ مصالحہ پیستی ہے اور معمولی ضروری کاموں میں اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے۔

وہ عمر یہی ہے جس عمر سے اسکو جس روش پر ڈالا جائے وہ ہمیشہ اسی روش پر زندگی بسر کرسکتی ہے لیکن ابھی ماں باپ کی ذمہ داری باقی ہے اور لڑکی ہرگز خود مختار نہیں ہے۔

ماں باپ کو چاہئے کہ جب لڑکی ساتویں برس میں ہو تو اُسے ضروری تعلیم سے آراستہ کرنے میں غفلت نہ کریں۔ نماز روزے کی تلقین دیں۔ انتظام خانہ داری، سینا پرونا، لکھنا پڑھنا سکھائیں اور لاڈ پیار میں اسکے لڑکپن کو برباد نہ کریں۔

۱۳ یا زیادہ سے زیادہ ۱۴ سال تک لڑکی آزادی اور اطمینان کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکتی ہے اور ایک سگھڑ خاتون بنجانے کے لائق ہوسکتی ہے۔ یہ چودہ سال تک اسکے ماں باپ جس طرح چاہیں اسے تعلیم دیں اور جس اعلیٰ سے اعلیٰ پیمانہ پر چاہیں اسکی زندگی کی اٹھان قائم کردیں۔

جوانی

چودھویں پندرھویں برس سے عورت کی جوانی شروع ہوجاتی ہے اور عموماً اس سن و سال میں شادی کردیجاتی ہے۔ عورت کی جوانی کا زمانہ بہت ہی زیادہ تکلیف دہ اور صبر آزما ہوتا ہے۔ شوہر جس سے پالا پڑتا ہے اگر نیک اور سعید ملتا ہے تو سبحان اللہ۔ ورنہ زندگی تلخ ہوجاتی ہے۔ شوہر کا انتخاب ماں باپ کے اختیار میں ہے۔ اس میں لڑکی کا زور نہیں اسلئے ماں باپ کو لازم ہے کہ ایسے لڑکے کا انتخاب کریں جو اُن کی لڑکی کی قابلیت اور طبیعت کے موافق ہو۔ کوشش کرنے سے ایک قابل لڑکی کے لئے قابل لڑکا ملنا دشوار نہیں ہے۔ جس طرح ایک جاہل لااُبالی لڑکی کو کسی تعلیم یافتہ باسلیقہ مرد کے ساتھ وابستہ کردینا بے وقوفی ہے اسی طرح پڑھی لکھی لڑکی کو کسی جاہل دولت مند مرد سے بیاہ دینا بھی کوری حماقت ہے اس سلسلہ میں دونوں کی قابلیت اور طبیعت کا مذاق تلاش کرلینا ضروری بات ہے تاکہ دونوں کی زندگی اطمینان اور آرام سے گذرے۔ جب مرد اور عورت دونوں وزن میں برابر ہونگے تو ایک دوسرے کی نگاہوں میں حقیر نہیں ہوسکتے۔

شادی ہونے کے بعد عورت کی زندگی بالکل بدلی ہوئی نظر آتی ہے، اکثر ایسے گھر میں جانا پڑتا ہے جہاں کوئی اسکا شناسا نہیں ہوتا۔ ساس نندوں سے محکومانہ اور کنیزانہ برتاؤ کرنا پڑتا ہے اور ایک نامحرم شخص کی دجواب اس کا محرم اور شوہر بنگیا ہے، نازبرداری لازمی

ہو جاتی ہے۔ سگھڑ اور عقلمند بیبیوں کا قاعدہ ہے کہ وہ سسرال میں قدم رکھتے ہی اپنے سعادت کا پورا ثبوت دینے لگتی ہیں۔ انھیں معلوم ہو جاتا ہے کہ اب عمر بھر اسی گھر میں بسر کرنی پڑیگی ماں باپ کے گھر سے ہمارا جیتا جنازہ نکلا تھا اور یہاں سے ہم مر کر نکلینگے۔ تکلیف و آرام فاقہ اور فراغ دستی۔ دُکھ سُکھ۔ موت زندگی۔ غرضکہ دُنیا بھر کے جھگڑے اسی گھر میں ہونگے وہ سب سے پہلے اپنے مرد کے دل میں اپنا وقار اور اعتبار قائم کرتی ہیں۔ پھر ساس پر اپنی فرمانبرداری کا اثر ڈالتی ہیں ساس کو اپنی ماں سے زیادہ چاہتی ہیں۔ ان کی تعظیم کرتی ہیں اُن کے اشاروں پر چلتی ہیں۔ اُن کے مزاج میں دخل پاکر اُن کے خلاف طبیعت کبھی کوئی کام نہیں ہونے دیتیں۔ اگر نندیں ہوتی ہیں تو اُن سے اپنی بہنوں کا سا برتاؤ رکھتی ہیں۔ انھیں پیار اور محبت سے اپنا گرویدہ بنا لیتی ہیں۔ دیور ہوتے ہیں تو اپنے بھائیوں سے زیادہ اُن کو پیار کرتی ہیں۔ اور خسر کا مرتبہ اپنے والد سے کم نہیں سمجھتیں۔ صبح سب سے پہلے وہ اپنے خواب بستر سے اُٹھ بیٹھتی ہیں اور سب کے اُٹھنے سے پہلے اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر نماز اور قرآن خوانی میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ اس سے فارغ ہوکر اگر کسی غریب گھر کی ہوئیں تو چھاڑو دیتی ہیں اور ضروری انتظام میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ جب ساس اور سسر سو کر اُٹھتے ہیں تو ادب سے جھک کر اُن کو سلام کرتی ہیں۔ اور جس کام کی طرف اُن کا رجحان دیکھتی ہیں آ سے اُن کے کہے بغیر پورا کر لیتی ہیں۔

ایسی ہر دلعزیز اور سلیقہ شعار دلھنیں کسی کے سامنے اپنے شوہر سے بات نہیں کرتیں نہ اُسکے سامنے آتی ہیں لیکن ادب و تعظیم و دلجوئی میں کسر نہیں رکھتیں۔

ہر سن دو برس کے بعد خدا کی دین ہوتی ہے تو وہ صاحب اولاد ہو جاتی ہیں اور دنیاوی تعلقات کے راستہ میں اب ان کا ایک قدم اور بڑھ جاتا ہے۔ بچہ کی بیماری، دُکھ درد انھیں بےچین رکھتا ہے۔ وہ اپنا عیش و آرام بھول جاتی ہیں۔ بچوں کے رکھ رکھاؤ سے واقف ہوتی ہیں بچوں کی پیداوار جسقدر بڑھتی جاتی ہے اتنی ہی ان کی کشمکش بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے جو عورتیں علم و تہذیب سے اور بچوں کے رکھ رکھاؤ سے واقف ہوتی ہیں وہ نہ صرف اپنے بچوں کی تندرستی اور صحت سے خبردار رہتی ہیں بلکہ انھیں اپنا سا بنا لینے میں بہت زیادہ کامیاب بھی ہو جاتی ہیں۔

بچوں کی افراط دُلھن کی ہر دلعزیزی میں چار چاند لگا دیتی ہے۔ گھر میں اس کی قدر زیادہ ہو جاتی ہے۔ چھوٹے رہنے کے زمانہ میں وہ بات نہیں ہوتی جو اس زمانہ میں میسر آ جاتی ہے۔

ایام نفاس میں نماز روزہ نہ کرنے کی اجازت خدا کی طرف سے ہے لیکن اچھی بیبیاں نفاس سے فارغ ہوتے ہی اپنے خدا کی طرف جھک جاتی ہیں۔ اپنے بچوں کیلئے دست بدعا رہتی ہیں۔ ماں کی اس پاکیزگی کا اثر اُن کی اولاد پر بھی ضرور ہوتا ہے۔

سلسلۂ اولاد بعض دفعہ ۵۰ سال تک اور کم از کم ۴۵ سال تک جاری رہتا ہے لیکن عورت تیس بتیس سال کے بعد جوان نہیں رہتی اور اب اُن کی زندگی کا تیسرا دور شروع ہو جاتا ہے۔

بڑھاپا آزمائش کا زمانہ ختم ہو چکا ہے نیک بیبیوں کو خدا کا خوف اور بڑھاپے کی اطلاع تھی وہ اپنی جوانی میں بھی خدا کے فرائض اور راحت شوہر سے غافل نہیں رہیں اور حقیقت میں یاد خدا کرنے کا پُرلطف زمانہ بھی وہ ہی تھا بچے رہے

ہیں، تو کچھ پروا نہیں، نیند آ رہی ہے تو کچھ فکر نہیں، اپنی طبیعت کسلمند ہے یا پنڈا پھیکا ہے، تو کچھ غم نہیں۔ خدا کا یاد کرنا ضرور۔ جوانی دیوانی مشہور ہے لیکن جو عورتیں فطرتاً سعادتمند اور نیک ہیں وہ جوانی کے جذبات سے ہشیار رہتی ہیں اور اُس کا جادو اپنے اوپر نہیں چلنے دیتیں۔

اب سیاہ بالوں میں سفیدی جھلکنے لگتی ہے۔ ہاتھ پاؤں تو بغیر کسی مرض کے ٹوٹے سے رہتے ہیں۔ رات کو نیند زیادہ نہیں آتی۔ دنیا کی لذتوں سے دل پھر جاتا ہے اور خدا کی طرف خود بخود جی لگتا ہے۔ شوہر کی بھی وہ گرماگرمی نہیں رہتی، غصہ کم ہو جاتا ہے، چڑچڑاپن دور ہو جاتا ہے، گویا ایک سرے سے عالم ہی دوسرا ہو جاتا ہے۔

خوش نصیبی سے اگر ساس سسرے زندہ رہتے ہیں تو اس سن میں اپنے بہو بیٹے کا یہ عالم دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اور بہو بیٹے اُن کی خدمت کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ نندوں کی شادی ہو جانا یقینی ہے وہ اپنے گھر بھی جاتی ہیں اور بدقسمتی سے اگر ساس سسروں کا انتقال ہو جاتا ہے تو پھر اس گھر میں ان دونوں کے پیچھے اور بتیج جانشین یہی میاں بیوی ہوتے ہیں۔

اب ان پر وہی زمانہ ہوتا ہے جو انھوں نے اپنے سسروں پر کبھی دیکھا تھا یہ اپنے ماں باپ کی طرح اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ان کی دلھنیں آتی ہیں، انکی لڑکیاں دلھن بنکر دولھا کے گھر جاتی ہیں۔ اور جس حالت میں یہ اپنے ان عزیزوں کو دیکھتیں وہی حالت اب اُن کی لڑکیوں کی ہو جاتی ہے۔ اور انھیں ساس بننے کا موقع ملتا ہے۔

یہ تینوں زمانے ایک دوسرے کے بعد واقع ہوتے ہیں اور جن کا آگے پیچھے ہو جانا غیر ممکن ہے اپنے اپنے واقعات اور حالات کے لحاظ سے اس طرح تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) طفلی۔ ابتدائی تعلیم کھیل کود، ناتمیز، بےخودی، آزادی کا زمانہ ہوتا ہے۔

(۲) جوانی۔ عیش و عشرت اور اپنے فرائض، حصول اولاد، تکمیل تعلیم اور عزت و عصمت کو برقرار رکھنے کا زمانہ ہوتا ہے۔

(۳) بڑھاپا۔ تربیت اولاد، متانت، سنجیدگی اور عمر کا آخری زمانہ ہوتا ہے۔

اس طرح ایک عورت ان تینوں زمانوں کو طے کرکے گویا تمام باتوں سے اچھی طرح واقف ہو جاتی ہے اور اُسکی تجربہ کاری میں کسر باقی نہیں رہتی۔

ہم اُن بیبیوں کو مبارکباد دیتے ہیں جن کے یہ تینوں زمانے سن شعور سے مرتے دم تک عزت عصمت، نیکنامی، خوش چلنی، اور خدا ترسی میں کٹ جائیں، ایسی عورتوں کو دنیا میں بھی آرام ہے اور عقبیٰ میں بھی آرام ہے، دنیا میں وہ ہر دلعزیز، نیکنام کرتی ہیں اور عقبیٰ میں فردوس بریں کے محلوں میں آرام کرتی ہیں لیکن جن عورتوں کا اُٹھان بچپن ہی سے خراب ہوتا ہے اُن کے یہ تینوں زمانے بری طرح کٹتے ہیں۔ جینا انھیں دوبھر ہو جاتا ہے اور زندگی کی ہر گھڑی کڑوی معلوم ہوتی ہے، نہ شوہر سے بنتی ہے نہ ساس سے، نہ دیور اور نندوں سے کبھی ہمیشہ کھٹکا رہتا ہے۔ اور آبرو ریزی کی نوبت پہنچ جاتی ہے خوف کا کھٹکا ہمیشہ لگا رہتا ہے، شباب ختم ہوتے ہی اُن کا نام مٹ جاتا ہے۔ کوئی انھیں اچھے ذکر سے یاد نہیں کرتا۔

ہماری دعا ہے کہ خدا ہمیں نیک چلن اور مقبول بیبیوں کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت دے اور بدچلن یا بدنام اور غیر عزیز عورتوں کے سایہ سے بچائے۔ آمین ؀

سوالات

مذہبی

(۷۲۵) منافق کی تعریف از روئے شرع کیا ہے اس کے ساتھ تعلقات رکھنا کس حد تک درست ہے۔ (عبد الباقی)

(۷۲۶) پائخانہ میں چھینک آئے تو کیا الحمدللہ دل میں بھی نہ کہنا چاہئے (عبد الباقی)

طبی

(۷۲۷) پیشاب کے بعد قطرہ آتا ہے عمر ۲۰ سال ہے مجرب نسخہ درکار ہے (۱۱ مشتاق)

(۷۲۸) ۱۸ سال کی نا کتخدا لڑکی کے ایک سال سے اٹھتے بیٹھتے کمر میں چمک ہوتی ہے مجرب نسخہ کی ضرورت ہے۔

(۷۲۹) مقوی دماغ و حافظ نسخہ جو کم قیمت میں تیار ہوتا ہو مطلوب ہے۔

(۷۳۰) کوئی ایسی دوا ہے جس سے شتری داغ اور ناہمواری دور ہو جائے؟ (سید محمود)

(۷۳۱) اگر سردی سے انگلیاں سوج جاتی ہوں تو کیا دوا استعمال کرنی چاہئے؟ (امیر الحمید شاہ)

(۷۳۲) کان بہنے اور دانت سے پیپ بہنے کی مجرب دوا کیا ہے؟ (سفیر الدین)

(۷۳۳) مزمن نزلہ دمہ اور دماسوں کا مجرب علاج کیا ہے؟ (" ")

(۷۳۴) ضیق النفس کا سب سے اچھا آسان علاج ہوتا ہے؟ (عبد الباقی)

(۷۳۵) برص کا بہترین علاج کیا ہے؟ (امتیاز احمد)

(۷۳۶) افیون اور پوست استعمال ترک کرنے کے لئے کیا دوا استعمال کرنا چاہئے (غلام احمد)

(۷۳۷) داڑھی کے بال جلد اور خوشنما اگانے والا نسخہ مطلوب ہے (" ")

(۷۳۸) تین سال سے آنکھیں دکھتی ہیں۔ اب یہ شکایت ہے کہ آنکھوں سے پانی آتا ہے اور داہنی طرف سر میں کثرت درد رہتا ہے۔ نسخہ مطلوب ہے (عنایت محمد)

(۷۳۹) ایک مریضہ عمر ۲۰ سال کے پہلی مرتبہ لڑکا پیدا ہوا ہے چار ماہ سے بخار اور خشک کھانسی ہے۔ نسخہ مطلوب ہے (نوازش علی)

(۷۴۰) دس سال کی خشک کھانسی کا دورہ زیادہ تر موسم سرما میں پڑتا ہے کیا علاج ہے؟ بعد صحت حسب توفیق نذرانہ دیا جائیگا (سید امجد علی)

صنعتی

(۷۴۱) دودھ اور غذا اگر بسبب ضرر استعمال کرانے سے مرغی انڈے زیادہ دے (حمید الدین)

(۷۴۲) فاؤنٹین پن کی سیاہی کس طرح بنتی ہے؟ (" ")

(۷۴۳) گلاب کی چربی کو صاف کرنے اور ناریل کے تیل کی بو اڑانے کی کیا دوا ہے؟ (نور حسین)

(۷۴۴) کپڑے سینے کی مشین میں جو تیل استعمال ہوتا ہے اسکے بنانے کی ترکیب ہے؟ (قطب الدین)

(۷۴۵) لنکچر آیوڈین کن کن چیزوں سے مرکب ہے؟ (" ")

(۷۴۶) چاقو وغیرہ تیز کرنے کا پتھر کس طرح بنتا ہے؟ (نصرت)

(۷۴۷) ولایتی صابون سازی کا حال کس کتاب میں ہے علاوہ کس کی … کی کتابیں کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں (عبرت)

(۷۴۸) جاوا میں فن شکر سازی کی تعلیم کے لئے کیا انتظام ہے۔ مکمل قواعد مطلوب ہیں

(۷۴۹) ہر قسم کے رنگوں کو پختہ کرنے کی ترکیب جو صاحب بتائینگے ان کو … روپے دئے جائینگے (فضل الرحمن)

(۷۵۰) دواکی گولیاں بنانے کی مشین کہاں ملتی ہے؟ (مرغوب احمد)

متفرق

(۷۵۱) ایک ایسی کتاب کا پتہ اور قیمت مطلوب ہے جو بغیر استاد کے اردو شاعری سکھا سکے (اسمٰعیل)

(۷۵۲) تمام ہندوستان کے طبی و صنعتی اخبار اور رسالوں کے نام معہ قیمت اور پتہ درکار ہیں (محمد ابراہیم)

(۷۵۳) تین سال کے لڑکے کو … سال سے … ابتدا … اب نہیں ہے۔ نسخہ مطلوب ہے۔ (۳۴۵)

(۷۵۴) مفصل تاریخ جونپور عہد خاندان شرقیہ کی ضرورت ہے کوئی صاحب پتہ سے مطلع فرمائیں۔ مفصل تاریخ گجرات عہد سلطان محمود اول و سلطان مظفر کی ضرورت ہے (اسحاق)

(۷۵۵) نوشادر ریکانی اور سبز رنگ کا … کہاں مل سکتا ہے؟ (شمس الدین)

(۷۵۶) رجسٹرڈ منشی کا امتحان کہاں کہاں ہوتا ہے؟ مفصل قواعد اور ضوابط کی ضرورت ہے۔ (احمد غوث)

(۷۵۷) بحر الانساب۔ نسمات القدس۔ بحر الجواہر۔ شجرۃ السادات۔ باغ سادات۔ شجرہ ذوالعشرہ نوشیہ۔ تاریخ خلاصۃ الہند مطلوب ہیں (قائم الدین)

(۷۵۸) کیا کہیں سے مگر مچھ کا گوشت مل سکتا ہے؟ (عبرت)

(۷۵۹) لاٹری ڈالنے والی کمپنیوں کے پتے درکار ہیں۔ (۱۴۱۱)

(۷۶۰) بال سیاہ کرنے کیلئے کھانے کا مجرب نسخہ اور سنکھیا کے کشتہ کی آسان ترکیب کیا ہے؟ (۱۴۱۱)

(۷۶۱) جرمنی میں ڈاکٹری یا صنعتی تعلیم حاصل کرنے کیلئے کس پتہ سے خط و کتابت کیجائے

(۷۶۲) کیا کوئی صاحب ہندوستان بھر کے اردو و ہندی کے رسائل دلچسپ قیمت پر فروخت کر سکتے ہیں؟ (…)

(۷۶۳) عین العارفین اور بخاری شریف … کہاں سے مل سکتی ہے؟ (۳۴۴)

(۷۶۴) عربی زبان سیکھنے کے لئے کونسی کتاب زیادہ مفید ہے؟ (…)

(۷۶۵) کھٹمل۔ چوہے اور مچھروں کے مارنے کی کیا دوا ہے؟ (۲۹۵)

(۶۷۶) شعر مندرجہ ذیل میں کچھ تصرف کیا گیا ہے یا بجنسہٖ یہی ہے اور کس کا ہے؟

رو راست برو اگرچہ دور است   زن بیوہ مکن اگرچہ حور است

(۶۷۷) تمدن عرب مصنفہ سید علی بلگرامی کہاں اور کس قیمت پر ملتی ہے؟ (اکمل)

(۶۷۸) طبی الفاظ "کافن" اور "کلکنافش" کے کیا معنی ہیں؟ (۴۹)

جوابات

(۶۶۳) ڈاکٹر اقبال کی یہ غزل مولانا رشید راحل نعمانی السہروردی ہوشیارپوری سے مل سکتی ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ پنجاب میں رہتے ہیں (محمد مدشاہ قمر)

(۶۰۲) کند ھک کے گلاس میں دو دو ایک گھنٹہ رکھکر تو بخی کریں۔ (۲)

(۶۰۴) ایس بال ۲ ہاسپٹل اسٹریٹ دھرمتلا کلکتہ سے طلب کیجئے (۳)

(۶۵۱) (۱) مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سے مل سکتی ہے۔

(۶۵۵) دفتر تجارت شاہجہانپور سے مل سکتی ہے۔

(۶۶۷) فنایل ایک انگریزی دوا ہے اسکی گولی گرم کپڑوں میں رکھیں تو وہ کیڑہ لگنے سے محفوظ رہتے ہیں۔

(۶۸۰) (۱) یو۔پی مڈیکل اسٹور۔ اے۔بی روڈ کانپور۔

(۲) ایٹ۔ پاویل اینڈ کو۔ گرگاؤں۔ بمبی۔

(۳) بٹو کرسٹو پال اینڈ کو او ۳ بان فیلڈ لین۔ کلکتہ

(۴) نرائن داس بھگوانداس انارکلی لاہور۔

(۶۸۰) پہلی کمپنی کیمپ اینڈ کو بانکلہ بمبئی
دوسری کمپنی ٹریچرا اینڈ کو بانگلہ بمبئی۔ } اسمٰعیل

(۶۸۰) بی۔ کے پال سے اچھی کوئی کمپنی نہیں (قیصر رسول)

(۶۶۵) قطعۂ تاریخ وفات برادرم

نوجواں بھائی کے گذرنے سے   کیوں نہ ہوجائے گھر میں برپا حشر
جسکی رحلت ہوئی جہاں سے آج   یاالٰہی ہو اُس کی روشن قبر
ہوکے رخصت گیا وہ دار بقا   اس کی تربت پہ فضل کا ہو ابر
متوفی نے سب اعزہ کو   غم سے آزاد کر عطا کر صبر
لکھدو عابد وفات کی تاریخ   کہ۔ گیا خلد میں گرامی قدر

(عابد)

دیگر

کہاں سے بھائی کو آج ڈھونڈیں   چراغِ مؤمن تو بجھ گیا ہے

(محمد بخش)

(۶۵۷) لفافے بنانیکی نئی مشین میرے پاس موجود ہے۔ قیمت بذریعہ خط وکتابت طے ہوسکتی ہے۔ اسد اللہ خاں آزاد مسلم ہائی اسکول گجرات

(۶۵۷) لفافے بنانے کی مشین کے متعلق فضل الٰہی منیجر تجارت انولپ مینوفیکچر کمپنی رحیم پور کھیاں ڈاکخانہ چھاؤنی سیالکوٹ سے خط وکتابت کریں (فضل الٰہی)

(۶۵۷) لفافے بنانے کی مشین انڈین مشنری اسٹور شاہجہانپور سے مل سکتی ہے۔

(۶۲۴) جو جانور خداوند کریم نے حلال فرمایا ہے۔ وہ حرام خوراک کھانے سے حرام نہیں ہوسکتا۔

(۶۲۶) ایک ہی غسل احتلام اور مباشرت کی ناپاکی دور ہوسکتی ہے۔

۶۵۶ جب عورت کا سابقہ خاوند زندہ گھر واپس آجائیگا تو فوراً دوسرا نکاح ساقط ہوجائیگا۔

(۶۷۹) سیر اولیا فارسی قلمی اور حیاۃ العارفین۔ طبقات الصوفیہ عربی۔ یہ تینوں کتابیں جناب ابو اللسان شیخ محمد عبد الرشید خاں صاحب راحل نعمانی السہروردی۔ کاکازئی ہوشیارپوری۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ پنجاب سے منگا سکتے ہیں۔

(۶۶۲) نسخہ فیل پا۔ پیر میں جہانتک اس کا اثر ہو اُسکے اخیر میں ایک مضبوط بندھ باندھ دے اور ایک گڑھا اتنا گہرا زمین میں کھودے اُس میں تھوڑا سا ریت ہلکا گرم ڈالے پھر اُس گڑھے میں پیر رکھے اور اوپر سے اور گرم ریت ڈالے۔ گرم اتنا ہو کہ وہ برداشت کرلے زیادہ گرم کی ضرورت نہیں جب گڑھا ریت سے بھر جائے اسی طرح ایک گھنٹہ بیٹھا رہے۔ چالیس روز تک یہی عمل کرے انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہیگا۔ (فیض رسول)

۶۸۰ انگریزی دوا فروش کمپنیاں۔ کلکتہ میں (بالمقابل B. K. Pal) سے بڑھکر کوئی بڑی اور دیانتدار کمپنی نہیں ہے میرا تجربہ ہے (فیض رسول)

(۶۰۸) تتلی بوٹی جو عام طور پر گیہوں کے کھیتوں میں خودرو پیدا ہوتی ہے مع برگ و بیخ تازہ ایک تولہ اگر خشک ہو تو ۶ ماشہ ہمراہ ۹ عدد سیاہ مرچ کے گھونٹکر صبح شام پیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ عشرہ میں مرض دور ہوگا۔ مجرب ہے پرہیز سرخ مرچ۔ سرسوں کے تیل۔ کھٹی اور بادی چیزوں سے ضروری ہے اگر تتلی بوٹی آپ کے یہاں نہو تو ٹکٹ محصول ڈاک آنے سے مفت روانہ کرسکتا ہوں۔ اس پتہ سے طلب کریں۔ حکیم عبد العزیز انصاری جمالپور ضلع مونگیر۔

(۶۱۱) ہومیوپیتھک دواخانہ سے ایسیڈم فاسفوریکم۔ ۳۔ ایکس لاکر دو قطرہ ایک تولہ آب مقطر یا تازہ پانی میں ملاکر دن میں ایسی تین چار خوراک چند روز پلادیں (//)

(۶۱۸) ہومیوپیتھک دواخانہ سے ایک ڈرام کا پرم میٹلیکم۔ ۳۰ طاقت کی خریدکر مریضہ کو دن میں چار یا پانچ مرتبہ ایک ایک گرین کھلادیں اگر یہ دوا سفوف نہ ملے تو ایک قطرہ ایک تولہ آب مقطر یا تازہ پانی میں ملاکر پلادیں۔ (//)

(۶۹۶) کاربونیٹ آف مگنیشیا ۱۔ پونڈ۔ کاربونیٹ آف کیلشیم ۱ پونڈ۔ چاک مٹی مصفا ۱ پونڈ سفوف صابن معمولی ۱/۲ ۱ اونس۔ روغن پیپرمنٹ ایک اونس کلوو آئیل ایک اونس سب کو سفوف کرکے ملاکر بوتل سنبھال کر رکھیں یہ نہایت عمدہ مجلی و دندان منجن ہوگا۔ (//)

حسنِ اتفاق

"آپ کے رسالہ میں چھوٹے چھوٹے افسانوں کا سلسلہ نہایت دلچسپ ہے۔ لیکن اگر فرضی قصوں کی جگہ سچے واقعات درج ہوا کریں تو شاید دلچسپی میں اور بھی اضافہ ہو جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ رسالہ کے ناظرین اپنے حالات اور چشم دید واقعات مسلسل قصہ کی صورت میں لکھا کریں۔ ایسے ہزاروں اشخاص ہونگے جن کو زندگی میں حیرت انگیز واقعات پیش آئے ہوں اور مفید تجربوں کا موقع ملا ہو۔ پس اگر ان واقعات و تجارب کو قصہ کی صورت میں لکھا جائے تو شاید فرضی افسانوں کی نسبت یہ زیادہ عبرت انگیز اور سبق آموز طریقہ ہوگا۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں اور سب سے پہلے خود ہی اس پر عمل کرتا ہوں اور ذیل میں اپنی زندگی کا ایک واقعہ لکھتا ہوں جو میری نظر میں سب سے زیادہ اہم۔ دلچسپ۔ اور عبرت انگیز ہے۔ راقم یکے از ناظرین"

(۱)

میرے ابا جان کو علاوہ قصوں اور ناولوں سے بڑی دلچسپی تھی۔ اور اُن کے پاس ان کتابوں کی ایک الماری بھری ہوئی تھی۔ جہاں کہیں نئی کتاب کا انھیں علم ہوا اور انھوں نے خرید لی۔ میں اُن دنوں بالکل بچہ تھا جب اُن کا انتقال ہوا تو میری عمر بھی کوئی گیارہ بارہ سال کی ہوگی اور صرف اُردو لکھ پڑھ سکتا تھا۔ اماں جان اگرچہ نہایت ہوشمند اور باسلیقہ تھیں لیکن قرآن کے سوا انھوں نے کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی۔ جب مجھے اُردو پڑھنے کی خاص مشق ہوگئی تو ایک دن میں نے کتابوں کی الماری کا جائزہ لیا۔ قصہ کی ایک کتاب مجھے پسند آئی اور اسے الماری سے نکال لیا۔ رات کو جب اپنی چارپائی پر لیٹا تو اسے پڑھنا شروع کیا۔ بڑی دلچسپی ہوئی اور جب تک کتاب ختم نہ کر لی اُس وقت تک نیند نہ آئی اور کتاب ختم کرنے کے بعد بھی دماغ اُس کی دلچسپیوں سے آزاد نہیں ہوا۔ بلکہ میں قصہ پر غور کرنے لگا۔ یہ قصہ حسن و عشق سے لبریز تھا کہ ایک شہزادہ نہایت حسین تھا وہ جوان ہو کر ایک شہزادی پر غائبانہ عاشق ہوا اور اُس کی جستجو میں گھر بار چھوڑ کر چل دیا۔ کسی جنگل میں وہ ٹھہرا ہوا تھا کہ ایک پری نے جو اپنا تخت اُڑائے ہوئے کہیں جا رہی تھی اُسے دیکھ لیا دیکھتے ہی فریفتہ ہوگئی اور شہزادہ کو پرستان اُٹھا لے گئی۔ وغیرہ وغیرہ" اس قصہ سے مجھے ایسی دلچسپی ہوئی کہ اپنی نوشت و خواند کی طرف سے میرا دل بالکل ہٹ گیا اور میں اپنا سارا وقت اُن قصوں کے پڑھنے میں بسر کرنے لگا جو میرے مکان میں موجود تھے۔ دو تین سال کے عرصہ میں میں نے یہ سب کتابیں پڑھ ڈالیں ان میں صدہا قصے تھے اور صدہا ناول تھے۔ اب میری عمر ۱۴ سال سے کم نہیں تھی اور فطرت کی مخفی کرامتیں بتدریج نمایاں ہو رہی تھیں اور ایکو معلوم کر کے حیرت ہوگی کہ اس زمانہ میں میرا دل حسن و عشق کے جذبات سے لبریز ہو چکا تھا

(۲)

بہ سبب عشقیہ ناولوں اور قصوں کا اثر تھا کہ عشق و محبت کے عناصر کو رورہ کر میرے دل میں حرکت ہوتی تھی۔ میری بڑی خواہش تھی کہ میں بھی کسی ناول کا ہیرو بن جاؤں۔ مجھے بڑا ارمان تھا کہ میں کسی پر عاشق ہوتا۔ ایک فرضی اور خیالی محبوبہ کی تصویر ہر وقت میرے پیش نظر رہتی۔ اس خیالی محبوبہ کی صفات کیا بیان کروں۔ نہایت حسین و خوبرو۔ نہایت تعلیم یافتہ اور روشن خیال۔ نہایت باسلیقہ اور ساتھ ہی نہایت دولتمند۔ الغرض میں نے ناولوں میں ہیروئن کے جو اوصاف پڑھے تھے وہ سب کے سب میری خیالی محبوبہ میں موجود تھے۔ مجھے یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ ان صفات عاشقی کے ساتھ میں ذہین و طباع بھی تھا۔ حسن و عشق کو روزافزوں جذبات کے لئے جب کوئی مرکز نہ ملا تو میں اپنی خیالی محبوبہ کو اپنے گھر میں بیٹھا اپنے لبستہ پر فرض کر کے شاعری کرنے لگا۔ اور چند روز میں یہ دوسرا جنون دل و دماغ پر مسلط ہو گیا جس سے جذبہ عشق کو اور زیادہ شہ ملنے لگی۔ اب عشق خیال ہی خیال نہیں تھا بلکہ الفاظ میں بھی جلوہ گر ہونے لگا تھا۔ اسی رشتہ سال میں نے اپنے ہائی اسکول سے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اور والدہ کی رائے ہوئی کہ میں ملازمت اختیار کرنے کی بجائے اپنی تعلیم کا سلسلہ بدستور جاری رکھوں چنانچہ میں اپنی خیالی محبوبہ کو ساتھ لئے ہوئے لکھنؤ پہنچا کیونکہ کالج کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ سہولت مجھے لکھنؤ ہی میں تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ کالج کے طلبہ میں سب سے زیادہ کم عمر میں ہوں لیکن میرے پہنچنے کے دو روز بعد مسٹر محمد یوسف کو جب میں نے اپنا ہم جماعت دیکھا تو یہ خیال باطل ہو گیا۔ موصوف جو کچھ دنوں کے بعد میرے عزیز ترین دوست ثابت ہوئے مجھ سے ایک سال چھوٹے تھے۔ ہم دونوں بورڈنگ میں رہتے تھے اور جب ایک دوسرے کے دوست بنے تو کوشش کر کے ایک ہی کمرہ میں رہنے لگے۔ مجھے محمد یوسف صاحب سے بے انتہا محبت ہوگئی۔ وہ صورتاً اسم بامسمیٰ تھے اور سیرۃً کچھ اس سے بھی بڑھ کر۔ مولانا محمد یعقوب صاحب اُن کے والد ماجد جو اس وقت مسلم رہنمائے قوم ہیں نہایت نیک نفس اور پاک باطن بزرگ ہیں۔ انھیں محمد یوسف صاحب سے بڑی محبت تھی اور بلا ناغہ ہر مہینے لکھنؤ تشریف لاتے تھے۔ اس تقریب سے میری ملاقات بھی مولانا صاحب سے ہوئی اور رفتہ رفتہ اس قدر خصوصیت بڑھی کہ وہ مجھے بھی محمد یوسف کی طرح عزیز رکھنے لگے۔ بارہا ایسا ہوا کہ وہ میرے لئے تحائف لائے۔ جس دن محمد یوسف کے نام خط آتا تھا اُس دن میرے نام بھی ضرور آتا تھا۔ جہاں تک نوشت و خواند کا تعلق ہے وہ مجھے محمد یوسف سے زیادہ قابل اور زیادہ ذہین سمجھتے تھے۔

(۳)

رفتہ رفتہ ہم دونوں ایسے شیر و شکر ہوگئے کہ لمحہ بھر کے لئے ایک کو دوسرے کی مفارقت گوارا نہیں تھی۔ لکھنا پڑھنا۔ کھانا پینا۔ اُٹھنا بیٹھنا۔ اور چلنا پھرنا سب ایک ساتھ ہوتا تھا۔ پہلے سال کا امتحان دیکر جب ہم دونوں تعطیل بسر کرنے کیلئے اپنے اپنے گھر گئے تو اس عارضی مفارقت نے سخت بے چین کیا۔ روزانہ خطوط کا مبادلہ ہوتا تھا اور پھر خطوط بھی کیسے۔ دو دو چار چار صفحے کے۔ خدا خدا کر کے پھر کالج کھلا اور پھر ہم دونوں یکجا ہوئے۔ ہماری باہمی محبت و اخلاص مندی کا حال کالج کے طلبہ اور اساتذہ سب کو معلوم تھا۔ محمد یوسف کا مزاج بھی عاشقانہ تھا اگرچہ میری طرح انتہائی حدوں پر پہنچا ہوا نہیں تھا۔ وہ شعر بھی کہتے تھے اور اسلئے بسا اوقات ہم دونوں شعر و سخن اور حسن و عشق کے مباحث میں مشغول رہتے تھے۔ محمد یوسف کو معلوم تھا کہ میں کیسا آمادہ جنون اور تہیۂ عاشقی کئے ہوئے بیٹھا ہوں اور اسلئے وہ اکثر

مجھے سمجھایا کرتے تھے کہ اس قدر اعتدال سے گزر جانا اچھا نہیں۔ وہ میری نظر بازی کو بھی نا پسند کرتے تھے لیکن میں اُن کی نصیحت پر عمل کرنے سے مجبور تھا۔ اسی اثنا میں میری والدہ کو میری شادی کا خیال پیدا ہوا۔ اور اگرچہ اُن کا منشا تھا کہ بی۔ اے ہو جانے کے بعد میرے سر پر سہرا بندھے لیکن انھوں نے ابھی سے سلسلہ جنبانی شروع کر دی۔ ایک صاحب رشتہ میں میرے ماموں ہوتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کی عقل معاش رکھتے تھے۔ اور اُنھوں نے لکڑی کی تجارت میں ایک لاکھ سے کچھ زیادہ سرمایہ بہم پہنچایا تھا۔ اُن کی لڑکی سے میری نسبت قرار پائی۔ اس اکلوتی لڑکی کے سوا اُن کا کوئی وارث نہیں تھا۔ لڑکی بڑی خلیق و شستہ سلیقہ تھی۔ سینے پرونے میں طاق۔ کھانے پکانے میں مشاق پھر خاصی لکھی پڑھی لیکن صرف ایک نقص تھا جو میری والدہ کی نگاہ میں معمولی مگر میری نگاہ میں بہت زیادہ تھا یعنی یہ بیچاری ذرا خوبصورت نہیں تھی۔ رنگ سانولا تھا۔ لاغر اندام تھی اور صورۃً کسی طرح کی دلکشی نہیں رکھتی تھی۔ میں نے جب اس نسبت کی خبر سنی تو مجھے سخت ملال ہوا کیونکہ میں اس لڑکی کو دیکھ چکا تھا۔ ناولوں کو پڑھ کر میرے دل میں محبوبہ یا بالفاظ دیگر بیوی کا جو نقشہ قائم ہو چکا تھا اُس سے اس لڑکی کو کوئی نسبت نہیں تھی۔ علاوہ بریں میرے دل میں یہ خواہش بھی تھی کہ میں پہلے عاشق بنوں اور پھر شادی کروں۔ لیکن اگر میں اس لڑکی سے شادی کر لیتا تو یہ خواہش بھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ میں ہمیشہ عاشق ہونے کے ذرائع پر غور کرتا تھا لیکن کوئی صحیح راستہ میرے سامنے نہیں آتا تھا۔ میرا قیام بورڈنگ میں تھا اور بدقسمتی سے یہاں صنف لطیف کا وجود ہی نہ تھا۔ شہر میں آنے جانے کا موقع کم ملتا تھا اور ملتا بھی تھا تو عاشقی حضرت گنج یا امین آباد میں فروخت نہیں ہوتی تھی جسے میں خرید لیتا۔ بارہا دل میں خیال پیدا ہوا کہ شہر میں کوئی مکان کرایہ پر لیکر رہوں اور ادھر ادھر تاک جھانک شروع کر کے دل کو جو پہلو کے لئے بار ہو رہا تھا اونے پونے بیچ ڈالوں لیکن کچھ اپنی کم ہمتی اور کچھ محمد یوسف کی محبت کے باعث اس کا موقع نہیں ملا۔

(۴)

تعطیل ختم کرنیکے بعد دوبارہ آئے ہوئے چھٹا ساتواں مہینہ تھا۔ پڑھائی پوری باقاعدگی کے ساتھ ہو رہی تھی۔ میری اور محمد یوسف کی دوستی کا رشتہ روز افزوں استحکام حاصل کر رہا تھا کہ ایک دن محمد یوسف کو اُنکی والدہ کا جو نہایت تعلیم یافتہ خاتون ہیں ایک خط موصول ہوا میں پاس ہی موجود تھا۔ محمد یوسف نے لفافہ کھول کر پڑھا اور مسکرا کر مجھ سے کہا "بھائی صاحب ایک ہفتہ کی مفارقت ضروری ہے" میں نے سبب دریافت کیا اور جواب میں اُنھوں نے لفافہ میری طرف بڑھا دیا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ "برخوردار محمد یونس کی شادی ہے۔ شادی بنارس ہی میں ہوگی۔ ہم سب جا رہے ہیں تم بھی ایک ہفتہ کی چھٹی لے کر بنارس چلے آؤ۔" خلاف توقع میں بہت پژمردہ ہوا۔ ایک ہفتہ کی مفارقت کسی طرح گوارا نہیں تھی۔ میں نے محمد یوسف سے کہا "بھئی کہاں جاؤ گے، یہاں بھی وحشت ہوگی" لیکن اُنھوں نے کہا کہ "جانا ضروری ہے" اور بتایا کہ کن وجوہ سے جانا ضروری ہے۔ توجیہات سننے کے بعد بھی جب اُنھوں نے مجھے اُداس دیکھا تو کہا "آپ بھی چلئے، آپ نے یہ تاریخی شہر دیکھا بھی نہیں ہے خوب سیر ہوگی۔ اور سفر بھی بہت پر لطف ہوگا"۔ مجھے محمد یوسف کا یہ مشورہ بہت پسند آیا اور میں بھی اُن کے ساتھ بنارس جانے کیلئے طیار ہو گیا۔ چھٹی کی درخواستیں منظور ہو گئیں اور دوسرے دن اسی دن کی گاڑی میں ہم بنارس روانہ ہو گئے۔ اسوقت میری عمر شاید اٹھارہ اُنیس سال کی ہوگی

سبزہ آغاز ہو چلا تھا اور اگرچہ میں حسین شخص نہیں تھا لیکن پھر بھی بحالت مجموعی چہرہ میں ایک طرح کی کشش تھی کپڑے اچھے پہنتا تھا۔ اور گلے میں کالر کی جگہ ایک رنگین ریشمیں رومال کا گلوبند میری وجاہت کو بہت بڑھا دیتا تھا۔ کچھ اچھی طرح یاد نہیں لیکن غالباً رات کے آٹھ نو بجے ہم لوگ بنارس کے اسٹیشن پر پہنچے۔ محمد یوسف دو مرتبہ اور کبھی آچکے تھے اسلئے امور ضروری سے واقف تھے۔ باہر نکل کر اُنھوں نے ایک گاڑی کرایہ کی اور تھوڑی دیر میں ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ مکان میں اور بھی چند مہمان مقیم تھے لیکن ہم دونوں کو ایک مختصر بالاخانہ پر ٹھہرایا گیا جسکے نیچے زنانہ مکان تھا اور اسی زنانہ مکان میں شادی کا اہتمام ہو رہا تھا۔ اس بالاخانہ کے دو زینے تھے۔ ایک زنانہ مکان میں گیا۔۔۔۔ مردانہ مکان میں تھا جہاں اور بھی چند مرد مہمان مقیم تھے۔ محمد یوسف کی والدہ پہلے پہنچ چکی تھیں اور اُن کے والد کا انتقال تھا جو اُن دنوں ایک قومی ضرورت سے کراچی گئے ہوئے تھے۔

(۵)

ہمارے بنارس پہنچنے کے چوتھے دن عقد ہوا اور بڑی دھوم دھام سے شادی کی رسمیں ادا ہوئیں۔ اس اثنا میں میں نے محمد یوسف اور بعض دیگر ہم عمر احباب کے ساتھ بنارس کی خوب سیر کی مسجد، مندر، باغ اور کاشی کے پل کا نظارہ درحقیقت نہایت دلچسپ تھا جسدن عقد تھا اس دن رات کا بڑا حصہ ہوا خوری میں صرف ہوا محمد یوسف تو جلد سو گئے تھے لیکن مجھے تقریباً تمام رات نیند نہیں آئی۔ نوجوانوں کیلئے سب سے زیادہ دلچسپ موضوع خیال شادی کا مسئلہ ہے اور ظاہری مناظر سے متاثر ہو کر میرے باطنی حواس آج تمام رات انہی گتھیوں کے سلجھانے میں مصروف رہے۔ محمد یوسف چونکہ مجھ سے پہلے سو گئے تھے اسلئے مجھ سے پہلے اُٹھے اور خدا جانے صبح ہی صبح کہاں چلے گئے۔ میں دیر تک سوتا رہا اور آٹھ بجے میری آنکھ کھلی۔ شب بیداری کی کسلمندی نے پلنگ سے اٹھنے نہیں دیا۔ میں بدستور چادر اوڑھے لیٹا تھا کہ یکایک چھنا گل کی زنانہ اور پایل کی صدا میرے کانوں میں آئی۔ اور بتدریج قریب ہو گئی۔ چند لمحوں کے بعد ایک پیکر نازنین میرے روبرو تھا۔ اس نظارہ نے مجھے دیوانہ کر دیا۔ پانچ چھ سال سے جو خیالی تصویر دل کے ارغوانی صفحہ پر منقش تھی۔ آج میں اُسے تمام مثال میں دیکھ رہا تھا۔ بار بار مجھے بیداری پر خواب کا دھوکا ہوتا تھا۔ میں اقسم کہتا ہوں کہ حسن و جمال کا ایسا مکمل نمونہ اور اتنا خوبصورت انسان میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حسن سراپا۔ جمال مجسم۔ عصمت کا نور رخساروں سے درخشاں۔ پھول مگر وہ جو شبنم سے نامحرم، غنچہ مگر وہ جو نسیم سے ناآشنا۔ ایک ہاتھ جوڑے کار کٹ اور طلائی لڑی سے مرصع تھا آگے بڑھا ہوا اور جنس لطیف کا سب سے زیادہ گراں بہا عطیہ یعنی پاک دوشیزگی انگلیوں کی گرفت میں تھا ——— اب تک تو میں سکوت موت کی حالت میں تھا لیکن دوسرے لمحے میں ایک نامحرم کو اپنے روبرو دیکھ کر جب حسن نے شرم و حجاب کو آواز دی۔ جب گلابی دوپٹہ کا ایک گوشہ نقاب بننے کے لئے بڑھا۔ جب پیشانی پر شکنوں کی فوج صف آرا ہوئی تو میں سچ مچ قتل ہو گیا۔ اُس محشر خرام کو ان کرشموں کے لئے کوئی بڑا وقت درکار نہیں ہوا یہ ساری داستان چند لمحوں میں شروع ہو کر ختم ہو گئی اور میری نیم وا آنکھوں نے دیکھا کہ بجلی جس طرف سے چمکی تھی اُسی طرف روپوش ہو گئی۔ پھر وہی چھاگل کی صدا کانوں میں آئی لیکن بتدریج کم ہوتے ہوتے معدوم ہو گئی۔ دو گھنٹہ تک میں خود فراموشی کی حالت میں پڑا رہا

مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جو نظارہ میں نے دیکھا ہے وہ ہنوز میرے سامنے موجود ہے تقریباً گیارہ بجے محمد یوسف میرے پاس واپس آئے اور انھیں تعجب ہوا کہ میں اب تک خلاف معمول بستر پر پڑا ہوا ہوں۔ بہرحال انھوں نے یہ کہہ کر کہ کھانا آ رہا ہے مجھے اٹھنے اور ہاتھ منہ دھونے پر مجبور کیا۔

(۶)

اس واقعہ کے بعد دو روز میں نے اسی بیقراری میں بسر کئے جو ناول نویس اپنے غریق زدہ ہیرو کے متعلق بیان کرتے ہیں تیسرے روز مجھے لکھنؤ واپس جانا تھا لیکن پیکر حسن کی سحر کاریوں کا معمولی اثر نہ تھا کہ میں زیان و سود میں امتیاز کر سکتا۔ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ مجھے محمد یوسف کے ہمراہ لکھنؤ واپس نہیں جانا چاہئے بلکہ بنارس ہی میں رہ کر اس غزال رعنا کا سراغ لگانا چاہئے۔ یہ فیصلہ کرکے میں خاموشی کے ساتھ فرودگاہ سے چلا گیا اور سرائے میں جاکر مقیم ہوا۔ میں نے اپنا اسباب بھی وہیں چھوڑا۔ یہ غنیمت تھا کہ میرے پاس تیس چالیس روپے موجود تھے ورنہ شاید جنون کی پہلی ہی منزل میں مجھے غربت کے تمام مرحلے طے کرنے پڑتے۔ میں چار روز سرائے میں مقیم رہا اور جب مجھے کافی اطمینان ہوگیا کہ محمد یوسف لکھنؤ چلے گئے ہونگے تو میں ان کے چچا کے مکان پر گیا۔ معلوم ہوا کہ انھوں نے میرا سخت انتظار کیا اور آخرکار یہ سمجھ کر کہ میں کسی بات پر ناخوش ہوکر بے اطلاع لکھنؤ چلا گیا لکھنؤ واپس گئے اور میرا اسباب بھی لیتے گئے۔ میں نے ناولوں کو پڑھ کر فن عاشقی کے متعلق جو معلومات حاصل کی تھی اسکی بنا پر میں جانتا تھا کہ اس قفل کی کنجی گھر کی خادمہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہذا ماما کو تلاش کرنا چاہئے۔ چنانچہ میں خوش قسمتی سے اس کوشش میں کامیاب ہوگیا اور محمد یونس کے ہاں جو عورت کھانا پکانے پر ملازم تھی وہ مجھے مل گئی۔ میں نے قیافت اُسے حسب مدعا پاکر ایک روپیہ دیا اور پھر اپنی صفت قابلی کا یقین دلا کر حرف مطلب زبان پر لایا۔ میرا خیال تھا کہ جس دوشیزہ نے میرے دل میں جذبات کی دنیا پیدا کر دی ہے وہ محمد یونس کی بہن ہے لیکن یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوا محمد یونس ماں باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ان کے نہ کوئی بہن تھی نہ بھائی۔ اس خیال سے مایوس ہوکر پھر میں نے ماما کو حلیہ بتا کر پوچھا کہ اس طرح کی جو لڑکی آئی تھی وہ کون تھی۔ لیکن افسوس کہ وہ مجھے کوئی تشفی بخش جواب نہ دے سکی اور آخر میں اس نے صاف کہہ دیا کہ بیسیوں لڑکیاں تھیں جب تک نام معلوم نہ ہو اس وقت تک کیونکر پتہ چل سکتا ہے کہ تم جس لڑکی کو پوچھتے ہو وہ کون ہے۔ آہ مجھے کیسا صدمہ ہوا جب میں نے دیکھا کہ اس تمام کاوش و کوشش کے بعد بھی میری معلومات میں کچھ اضافہ نہیں ہوا۔ آخرکار میں مایوس ہوکر سرائے میں واپس چلا آیا۔

(۷)

میری قوت فیصلہ اس قدر کمزور ہوگئی تھی کہ میں دو روز تک اپنے معاملات پر کوئی رائے قائم نہیں کر سکا۔ اور وہ تمام ذہانت جو مجھے کلاس میں ہمیشہ اول رکھتی تھی اور جس نے مجھے تھوڑی عمر میں اعلیٰ درجہ کا شاعر بنا دیا تھا بالکل بیکار تھی۔ دو تین دن اسی حالت میں گزر گئے۔ خورد و خواب حرام ہوگیا۔ آخر میں نے یہ تجویز سوچی کہ کسی طرح محمد یونس کے مہمانوں کا پتہ لگاؤں اور پھر فرداً فرداً ہر ایک کے ہاں جستجو کروں۔ یہ اسکیم اگرچہ شاہانہ اولوالعزمی کی محتاج تھی لیکن میں جانتا تھا کہ ہمت کے روبرو سب کچھ آسان ہے۔ چنانچہ میں نے ایک ہفتہ میں محمد یونس سے دوستانہ تعلقات قائم کرکے ان کے مہمانوں کا حال معلوم کر لیا۔ مہمانوں کی تعداد زیادہ نہ تھی۔ کچھ بنارس کے تھے۔ کچھ فیض آباد کے۔ کچھ الہ آباد کے۔ اور ایک صاحب کلکتہ سے آئے تھے۔ کیونکہ محمد یونس صاحب کے رشتہ دار تجارت اور ملازمت کی بنا پر مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ بہرحال چھ ماہ کے عرصہ میں میں نے ایک ایک شخص کے مکان پر پہنچ کر تحقیق حال کی جب میرے پاس خرچ ختم ہوگیا تو میں الہ آباد سے کلکتہ تک پیادہ پا گیا۔ میں نے پہاڑوں۔ دریاؤں اور صحراؤں کو بڑی مصیبت کے ساتھ عبور کیا۔ اس عرصہ میں میں نے اپنے گھر کو یا کسی دوست کو کوئی خط نہیں لکھا۔ ہر جگہ سے مایوس ہوکر میرا خیال تھا کہ کلکتہ کی منزل منزل مقصود قرار پائیگی لیکن افسوس یہ خیال غلط نکلا اور مجھے جس راحت دل کی جستجو تھی اُسکا سراغ نہ ملا۔ اب میری کوششوں کا میدان ختم ہو چکا تھا۔ اب دنیا کی تمام راہیں میرے لئے مسدود تھیں۔ ایک دن ہوڑہ کے پل پر کھڑے ہوکر دیر تک میں اس خیال میں غرق رہا کہ اپنے آپ کو ان طوفان خیز موجوں کے سپرد کر دوں تاکہ میری روح جسم کی کثافتوں سے پاک ہوکر سبک روی کے ساتھ اپنے گم گشتہ کو تلاش کر سکے لیکن یکایک دل کی تاریکیوں میں مجھے امید کی شعاعیں نظر آئیں اور میرے دل میں یہ خیال جاگزیں ہوگیا کہ زندہ سے زندہ ہی مل سکتا ہے اور ایک دن ضرور مل سکتا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی مجھے ساری دنیا سے وحشت ہونے لگی۔ مجھے اپنی بیکس ماں یاد آئی۔ محمد یوسف یاد آئے۔ کالج یاد آیا اور میں واپسی کے لئے ہمہ تن آمادہ ہوگیا۔ امر خدا ساز دیکھئے کہ چند قدم آگے چل کر مجھے ایک ہم وطن کی صورت نظر آئی جو گاڑی پر بیٹھے ہوئے اسٹیشن جا رہے تھے۔ انھوں نے مجھے دیکھ کر گاڑی رکوائی اور مجھے اپنے پاس بٹھا لیا۔ مختصر یہ ہے کہ انھوں نے اپنے مصارف سے مجھے میرے گھر تک پہنچا دیا۔ مجھے دیکھ کر میری والدہ نے دوسری زندگی پائی۔ میں نے محمد یوسف سے بھی خط و کتابت شروع کی اور اگرچہ انھوں نے چھ ماہ تک میرے غائب رہنے کا حال دریافت کیا لیکن میں نے انھیں کچھ نہیں بتایا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اظہار حال سے میرے کیرکٹر پر برا اثر پڑے گا۔

(۸)

میری عدم موجودگی میں محمد یوسف کا جی نہیں لگا تھا اس لئے وہ امتحان کی کماحقہ طیاری نہیں کر سکے اور نتیجہ یہ ہوا کہ یونیورسٹی کے امتحان میں فیل ہوگئے اور اس لئے چند روز کے بعد کالج کھلنے پر ہم دونوں پھر دوسرے سال میں ہم جماعت ہوئے۔ گذشتہ واقعات میرے دل سے فراموش نہیں ہوئے اور اسلئے کبھی کبھی وحشت ترقی پذیر ہو جاتی تھی لیکن میں نے پھر کبھی کالج نہیں چھوڑا۔ سال بھر کے بعد ہم دونوں نے ایف اے کا امتحان دیا اور کامیاب ہوگئے۔ بی اے کا پہلا سال میرے لئے صدہا مصائب سے لبریز تھا۔ میرے وطن میں شدت سے طاعون پھیلا۔ میرے ماموں۔ ممانی اور میری ہمشیرہ نے یکے بعد دیگرے انتقال کیا۔ جس سے میری والدہ کو سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ علیل ہوگئیں۔ میں انکی عیادت کیلئے گھر گیا اور جب وہ کچھ اچھی ہوگئیں تو لکھنؤ واپس آیا لیکن شاید کچھ جراثیم اپنے ساتھ لایا تھا کہ کالج پہنچتے ہی طاعون میں مبتلا ہوا۔ سپرنٹنڈنٹ کو جب میری علالت کا حال معلوم ہوا تو انھوں نے مجھے بورڈنگ سے منتقل کر دیا۔ یہ بڑی بے بسی کا زمانہ تھا۔ میرا کوئی

عزیز اس قابل نہیں تھا جو میری تیمارداری کرتا اور نہ کوئی دوست مجھ پر اپنی جان قربان کرنے کیلئے آمادہ تھا۔ اس بے لبسی کے زمانہ میں محمد یوسف اور اُن کے والد نے جو اتفاقاً اُن دنوں لکھنؤ آگئے تھے میری تیمارداری کی۔ اور ایسی تیمارداری کی جو بڑے سے عزیز سے بھی ناممکن ہے۔ وہ رات دن میرے پاس بیٹھے رہتے۔ انھوں نے اسکا ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ میں ایک متعدی مرض میں مبتلا ہوں۔ خدا خدا کرکے ایک ماہ میں مَیں شفایاب ہوا۔ میری والدہ کو میری علالت کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا۔ جب میں گھر گیا اور میں نے اُن سے سب قصہ بیان کیا تو انھوں نے ہزاروں دعائیں دیں اور ہمیشہ کیلئے محمد یوسف اور اُنکے والد کی احسان مند بن گئیں۔ اب تعلیمی زندگی سے دل اُکتا گیا تھا۔ طبیعت آزادی کی جستجو میں تھی۔ خدا خدا کرکے دو سال کا زمانہ بسر ہوا اور ہم دونوں نے بی اے کا امتحان دیا جو ہماری تعلیمی جد و جہد کی آخری منزل تھا۔ امتحان دینے کے بعد محمد یوسف کی یہ رائے ہوئی کہ میں نتیجہ نکلنے تک اُن کے مکان پر قیام کروں۔ چنانچہ میں نے یہ سوچکر کہ اب ایک دوسرے سے ہمیشہ کیلئے جدا ہوتے ہیں۔ زندگی کا طوفان خیز سمندر ہمارے سامنے ہے۔ اور خدا جانے آئندہ کیا صورتیں پیش آئیں اُنکی اس خواہش سے بنالفت بہتوں کی۔ اور راضی ان سے نا یخ ہوکر میں اُنکے ساتھ ہولیا۔

(۹)

اُس دن ہم دونوں کیسے خوش تھے جسدن یونیورسٹی نے امتحان کا نتیجہ شائع کیا اور ہم دونوں کو کامیاب ہو جانے کا مژدہ سُنایا۔ دوسرے دن احباب کے تار موصول ہوئے۔ میں نے فوراً اپنی والدہ کو تار دیا اور محمد یوسف اور اُن کے والد سے گھر جانے کی اجازت چاہی لیکن انھوں نے ایک ہفتہ تک مزید قیام پر مجبور کیا۔ ایک روز ہم دونوں بیٹھے ہوئے آئندہ مفارقت پر گفتگو کر رہے تھے۔ محمد یوسف کے ایک عزیز بھی شریک صحبت تھے اتنے میں محمد یوسف کسی ضرورت سے چلے گئے اور اُن کے عزیز جن کا نام معین الدین ہے میرے پاس تنہا رہ گئے۔ سلسلۂ گفتگو بدستور جاری تھا کہ معین الدین صاحب نے مجھ سے کہا "آپ ایسی تدبیر کیوں نہیں کرتے کہ یہ مفارقت جسکا آپ دونوں کو اسقدر غم ہے کبھی پیدا نہو" میں نے حیران ہوکر پوچھا "وہ کونسی تدبیر ہے" معین الدین نے ایک طویل تمہید کے بعد مجھے توجہ دلائی کہ میں محمد یوسف کی بہن سے شادی کرلوں" میں محمد یوسف کے خاندان سے اچھی طرح واقف تھا اُنکی حالت نسب اور معاشرت کے لحاظ سے ایسی نہ تھی کہ میں انکو اپنا ہم پایہ بلکہ اپنے آپ سے بالاتر نہ سمجھتا۔ یہ تجویز سن کر میں دیر تک خاموش رہا اور دل ہی دل میں معاملات کی اہمیت اور نزاکت پر غور کرتا رہا اور پھر میں نے معین الدین صاحب سے کہا "جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے اس رشتہ پر فخر کرتا ہوں لیکن یہ کام اُسوقت تک نہیں ہو سکتا جبتک میری والدہ اور محمد یوسف صاحب کے والدین رضامند نہوں" معین الدین صاحب نے کہا کہ ان لوگوں کا رضامند کرلینا میرے ذمہ ہے اور اپنی والدہ کو آپ آمادہ کرلیجئے معین الدین کی زبان سے یہ الفاظ سنکر مجھے یہ احتمال ہوا کہ غالباً مولانا محمد یعقوب صاحب کے ایما سے یہ گفتگو ہو رہی ہے اور اس احتمال کے بعد معاملہ زیادہ اہم سمجھا چنانچہ میں نے معین الدین صاحب سے وعدہ کیا کہ میں اپنی والدہ سے تذکرہ کرونگا۔ میں نے یہ وعدہ کر تو لیا لیکن میرے دل میں جذبات کا ایک تلاطم برپا ہوگیا اور میں اُسدن تمام رات

اِن خیالات میں مستغرق رہا کہ خدایا میں یہ رشتہ کیونکر گوارا کروں۔ میں تو ایک خیالی تصویر کی پرستش کرتا ہوں اور شادی کے بعد یہ خیالی لذتیں بھی مجھ سے چھین جائینگی لیکن محمد یوسف اور اُن کے والد کے احسانات مجھ پر اتنے زیادہ تھے کہ میں اُنکی خوشی پر اپنی ہر ایک خوشی قربان کرنے کیلئے طیار تھا۔

(۱۰)

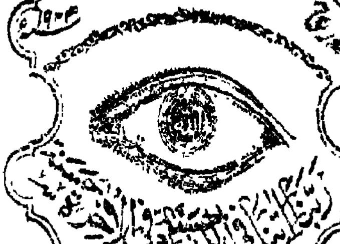
دو تین دن کے بعد میں اپنے مکان پر واپس آگیا۔ اور یہ تمام واقعات اپنی والدہ سے کہہ سُنائے۔ وہ بڑی ہوشمند تھیں فوراً سمجھ گئیں کہ اس تحریک میں میری خواہش بھی شامل ہے چنانچہ اُنھوں نے میری داستان سُنکر کہا "بھئی سنو میں کہہ دوں اگر اُن کا حسب نسب درست ہے اور وہ ہمارے ہم کفو ہیں تو کچھ حرج نہیں ورنہ میں رضامند نہیں ہو سکتی" میں نے والدہ کو یقین دلایا کہ وہ بڑے عالی نسب ہیں لیکن اُنھوں نے مجھ پر اعتماد نہیں کیا اور اپنا ایک آدمی بھیجکر اچھی طرح تحقیق کی اور جب وہ ہر طرح مطمئن ہوگئیں تو اُنھوں نے اپنی آمادگی ظاہر کی۔ چنانچہ انکی طرف سے اس شادی کی تحریک کیگئی اور چند روز میں معاملات طے ہوکر میری شادی ہوگئی۔

میری زندگی کا یہ اہم واقعہ ختم ہوچکا ہے اور اب مجھے ناظرین سے صرف ایک بات اور کہنی باقی ہے یعنی شادی ہونے کو تو ہوگئی لیکن نکاح کا خطبہ پڑھتے ہی میرا جنون تازہ ہوگیا اور مجھے یہ معلوم ہونے لگا کہ وہ خیالی تصویر جو ایک لمحہ کیلئے مجھ سے جدا نہیں ہوتی تھی گویا مو بمو سامنے بیٹھی ہے۔ وہی لباس ہے جس میں میں نے اُسے دیکھا تھا۔ ہاتھ میں پان کی گلوری بھی موجود ہے لیکن اُسکے لبوں پر تبسم ہے اور یہ تبسم مجھے قتل کئے دیتا ہے کیونکہ اس تبسم کا مطلب میں خوب سمجھ رہا ہوں۔ بہرحال میرے جذبات مجھ پر ایسے غالب تھے کہ میں ان میں کئی بار رو دیا۔ رات جب حسب دستور خلوت کا موقع ملا تو میں نے دیکھا کہ ایک پیکر حیا سر سے پاؤں تک دو شالے میں مخفی مسہری پر موجود ہے لیکن میں نے ان حیاداریوں اور شرم نوازیوں میں کوئی خلل نہیں پیدا کیا۔ میں خاموشی کے ساتھ اپنے پلنگ پر لیٹ گیا۔ خیالات کا ایک طوفان دل و دماغ میں برپا تھا۔ میں اپنی محرومی نصیب پر خوب رو دیا۔ اس گریہ و زاری میں رات کا بڑا حصہ گذر گیا جب اضطراب کچھ کم ہوا اور حواس بجا ہوئے تو میں یہ سوچکر کہ اس شریک زندگی نے میرا کیا قصور کیا ہے کہ اسکا دل اپنی بے توجہی سے رنجیدہ کردوں۔ عروسی مسہری کی طرف بڑھا۔ دوشالہ ہٹا کر منہ کھولا۔ قریب تھا کہ میں غش کھا جاؤں۔ بے اختیار میرے مُنہ سے نکلا کہ خدایا میں کیا دیکھتا ہوں۔ آپ میرے اس جنون کا مطلب سمجھ گئے ہوں تو سنئے۔ یہ اسی خیالی تصویر کا مجسمہ تھا جسے میں نے ایک بار دیکھا تھا اور ایک اُسکی جستجو میں سرگردان تھا۔ الحمد للہ کہ اب دنیا میرے لئے جنت ہے۔ میری شادی کو تین سال ہو چکے ہیں۔ میری بیوی محمودہ ان تمام خوبیوں کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہیں ہم دونوں کا ارادہ ہے کہ ایک ہفتہ وار زنانہ اخبار جاری کریں چنانچہ اس کام کیلئے ایک تجربہ کار ہوشیار اور دیانتدار منیجر کی ضرورت ہے کیونکہ میں اپنی ملازمت کی وجہ سے اخبار کے انتظام میں کوئی عملی حصہ نہیں لے سکتا۔

Registered No. L/1313 — نمبر ۱۲

جلد ۲ — ۱۹۰۴ء





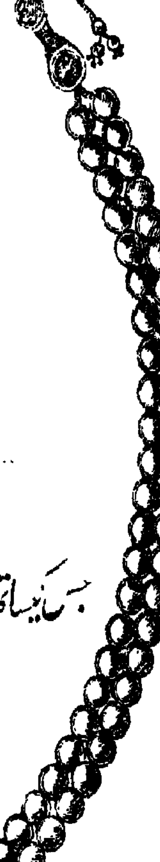


چیست دُنیا؟

از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن





مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جس کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

اڈیٹر: سید ظہور احمد شاہجہانپوری

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کر کے

اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس لیلے



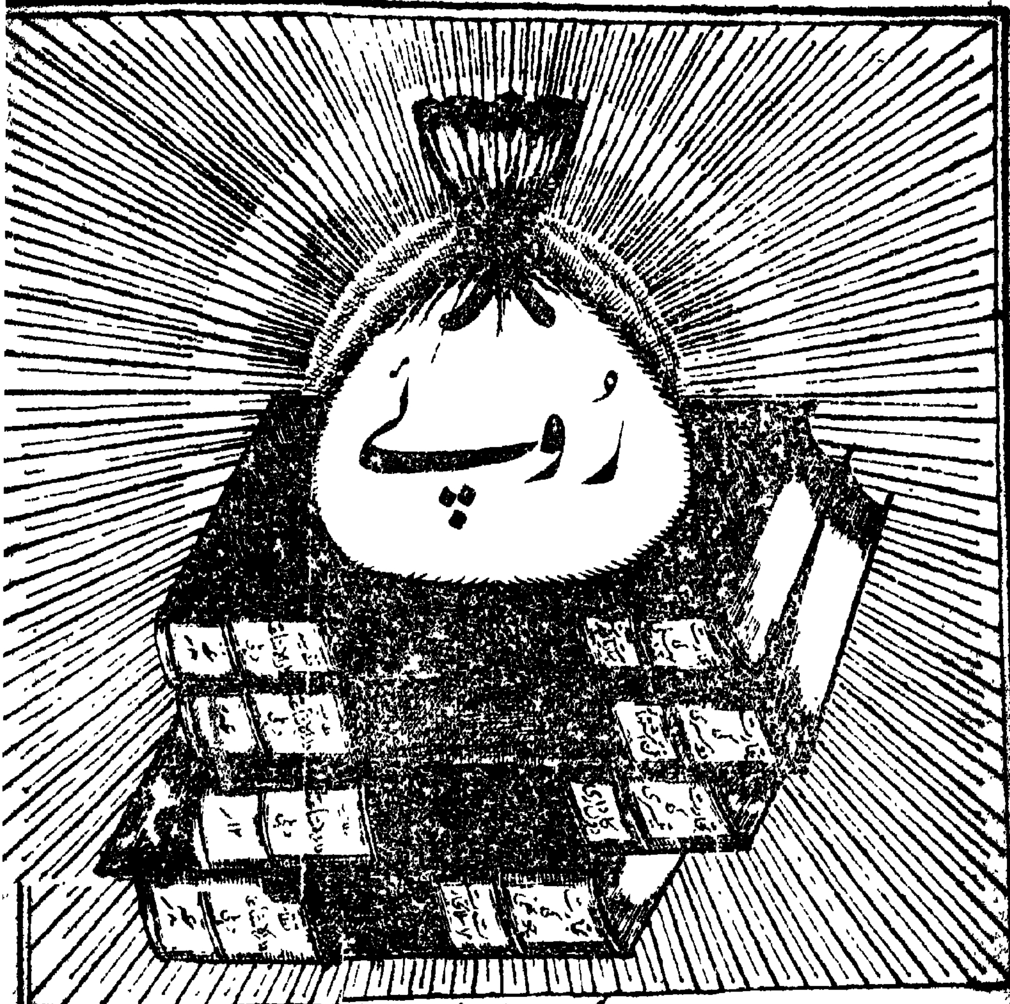
سالانہ قیمت اعلیٰ ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت اعلیٰ ایڈیشن عہ

معمولی ایڈیشن سالانہ قیمت عہ

ششماہی ... نمونہ آنے





اُردو زبان کی تجارتی انسائیکلوپیڈیا

[illegible] روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت دور کرنے اور ذہنی نشوونما [illegible] تعلیم دینے کے لئے نظامیہ دارالاشاعت نے تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جس کے تین حصے تجارت کی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

تجارت کی پہلی

اس میں مبادیات تجارت کا بیان ہے۔ یعنی یہ بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں کی جائے اور کیونکر کی جائے۔ تجارت کے حیرت انگیز منافع، تجارت شروع کرنے اور اس میں کامیاب ہونے کے طریقے، اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت سے خرچ کرنے کے ایسے بیش بہا اصول بتائے گئے ہیں [illegible] آدمی ان پر عمل کر کے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔ ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار بنانے اور تجارتی مشکلات پر قابو پانے کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ قیمت مجلد عه، غیر مجلد عمر علاوہ محصول۔

تجارت کی دوسری

اس میں فنِ "اشتہار" کی تعلیم ہے اور اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارتوں کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اشتہارات کا مضمون لکھنے اور ان کو تجویز کرنے، عمدہ لکھوانے چھپوانے اور ان کی اشاعت کیلئے کم از کم خرچ میں بہتر طریقہ اختیار کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں موجود ہیں جن سے اب تک عام طور پر ہندوستانی ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد عه، غیر مجلد عمر

تجارت کی تیسری

اس میں "دوکانداری" کی تعلیم ہے۔ دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے؟ [illegible] کے لئے کون سے اصول عمل کیا جاتا ہے؟ دوکان کی شہرت و ہر دلعزیزی کے لئے کیا اختیار کیے جاتے ہیں؟ گاہکوں سے قرضہ کیونکر وصول کیا جاتا ہے؟ دوکان کا حساب کتاب کیونکر رکھا جائے؟ غرض اس قسم کی بہت سی کارآمد باتیں دوکانداری کے متعلق اس کتاب میں ہیں جن سے [illegible] ناواقف ہیں۔ قیمت مجلد عمر غیر مجلد ۱۲ر

تجارت کی چوتھی

مراسلات تجارت کی تعلیم کے متعلق ہے اس میں بتلایا گیا ہے کہ ایک [illegible] کرسی اور ایک میز بہم پہنچا کر آپ کس طرح زیادہ روپیہ پیدا کر سکتے ہیں۔ کاروبار شروع کرتے وقت کس طرح سوداگر، کارخانہ داروں اور گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیے۔ ایک [illegible] آدمی کو خط و کتابت کس طرح کامیاب بناتی ہے؟ ایک [illegible] بڑے دفتر میں کیونکر کلرکوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔ [illegible] کے کلرک کس طرح [illegible] خط لکھنے، خط کا جواب دینے، خطوں کی نقل اور فائل رکھنے اور [illegible] خطوط کے اندراج کے اصول کیا ہیں جن کی واقفیت نہایت ضروری ہے۔

مراسلات تجارت میں تجارتی خط و کتابت، لفافہ اور خط کے کاغذ، معمولی طور کے خطوط، خطوط کی نقل [illegible] نقلوں کی فہرست، بینک، ڈاکخانہ کے ضروری معلومات، تار گھر کے متعلق تمام ضروری [illegible] یعنی صرافی ہنڈی، رجسٹرڈ ڈاک، خطوط، فائل اور انڈکس، اصول خط نویسی [illegible] کے طریقے، تجارتی اشیاء کی قیمتیں معلوم کرنے کے خطوط، [illegible] پوسٹ [illegible] کی مخصوص اصطلاح و کتابت، جنرل [illegible] کے نام خطوط [illegible] کافی، [illegible] خانوں، کتب فروشوں، اسٹیشنروں [illegible] ضروری معلومات درج ہیں [illegible] قیمت [illegible]

امامیہ مذہب و طریق

(اور)

اور اُس کے مشہور قابل مصنفوں کی مقبول عام مذہبی۔ تاریخی اور علمی کتابیں

اِس سے قبل کہ ہم ناظرینِ دین و دنیا کی خدمت میں ذیل کی کتابیں پیش کریں یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نظامیہ دار الاشاعت دہلی صرف اہل سنت ہی کی کتابوں کی اشاعت کے لیئے مخصوص ہے بلکہ ہر لائق و قابل مصنف و مؤلف (خواہ وہ کسی مذہب و ملت سے ہو) کی دماغ سوزی اور جانکاہی کو خاص اہتمام کے ساتھ اہلِ ملک کی خدمت میں پیش کر دینا اسکا منصفانہ فرض ہے۔ ذیل میں جو کتابیں درج ہیں وہ دار الاشاعت کے اسی فرض کو پورا کرنے کی دلیل ہیں۔ الحمد للہ کہ رسالہ دین و دنیا کو سنی اور شیعہ دونوں فریق کے حضرات شوق و ذوق سے ملاحظہ فرماتے ہیں؛ اس لیے اُمید ہے کہ ان کتابوں سے بھی دونوں گروہ فائدہ اٹھائینگے۔ شیعہ حضرات تو اس لیئے کہ یہ اُن کی مذہبی کتابیں ہیں اور سُنی اس خیال سے کہ اُن کی معلومات میں ان کتابوں کے مطالعہ سے ایک قیمتی اور قابل قدر اضافہ ہونے کی اُمید ہے۔ بہرحال یہ کتابیں قابلِ دید بھی ہیں اور قابلِ قدر بھی۔ اور نہایت محنت و قابلیت کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ **مینیجر**

الزہرا — پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیاری بیٹی خاتونِ جنت فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک و پاکیزہ زندگی کے پاک و پاکیزہ حالات اور بحثِ فدک و حدیث نحن معاشر الانبیاء کی پوری تحقیق۔ احراقِ خانۂ زہرا اور اسکا تفصیلی بیان، نیز وہ تمام معرکۃ الآرا مسائل جو عرصۂ دراز سے معرضِ بحث میں چلے آتے ہیں سب بہت خوبی سے حل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سوانح عمری جس طرح مردوں کے اخلاق و طرزِ معاشرت کے لیئے سبق آموز ہے اُسی طرح عورتوں کی رہنما ہے۔ قیمت ۸ؔ

امیر المومنین حضرت علیؑ — کی یوں تو سینکڑوں سوانحعمریاں موجود ہیں، البتہ جو بات سراج المبین کو حاصل ہے وہ اور کسی کو نصیب نہیں؛ اس کی دو جلدیں ہیں جس میں حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی ولادت سے لیکر شہادت تک کے تمام حالات و واقعات کو نہایت تحقیق اور تفصیل کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے، اور حسب ذیل اُمور پر پوری روشنی ڈالی گئی ہے: اصول مساوات۔ رعایا پروری۔ انصاف و عدالت۔ حفاظت حقوق۔ مستحقین کی اعانت۔ تلقین شریعت۔ تعلیم و ہدایت۔ علم و عمل۔ زہد و اتقا۔ شانِ عبادت۔ خوبیِ اخلاق وغیرہ۔ قیمت جلد اوّل للعہ، جلد دوم عہ

امام حسنؑ — علیہ السلام کی سوانح عمری یعنی "سرو چمن" عجیب و غریب کتاب ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل معتبر و مستند اور مدلل و مفصل حالات ہیں۔ اسماء و القاب شریف۔ بچپن کا زمانہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بزرگانہ اور مربیانہ شفقتیں۔ تعلیم و تربیت۔ واقعات خلافت اور امیر معاویہ کے معاملات اور اُن کا آغاز۔ معاملاتِ صلح۔ محاربات (مدینہ) شرائط صلح۔ محمد بن ابی بکر اور حجر بن عدی کا قتل۔ شہادت امام حسنؑ اور اس پر امیر معاویہ کا اظہار مسرت امام حسنؑ کے محاسنِ اخلاق۔ امام حسنؑ کا کرم و جود۔ خلق و مروت۔ خوفِ الٰہی۔ قابلیتِ علمی۔ زہد و عبادت وغیرہ وغیرہ۔ قیمت ۸ؔ

امام حسینؑ — کی معتبر و مستند سوانح عمری دیکھنے کا شوق ہو تو "ذبحِ عظیم" دیکھیے یہ ایسی بےمثل سوانح عمری ہے جسکا مقابلہ کوئی دوسری سوانحعمری نہیں کر سکتی۔ اس کو ملک کے سربرآوردہ اہل قلم انشا پردازوں اور ماہرینِ تاریخ نے بہت پسند کیا ہے۔ اس میں ۱۴۰ نایاب و نادر اور معتبر مضامین۔ ولادت سے شہادت تک کے مدلل اور مکمل اور مفصل واقعات۔ مبسوط حالات کمال تحقیق و تدقیق کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں اس سے بہتر امام حسینؑ کی کوئی سوانحعمری ابتک شائع نہیں ہوئی۔ قیمت مجلد للعہ

امام زین العابدینؑ — کے حالات کے لیے کتاب "صحیفۃ العابدین" اپنی آپ نظیر ہے۔ اس میں امام انامؑ کے حالات ابتدا تا انتہا نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ آخر میں امیر مختار کے حیرت انگیز کارنامے۔ اُن کی تمام لڑائیوں کا بیان۔ دشمنانِ اہلبیتؑ کا عبرت ناک انجام اور واقعہ کربلا کے بعد کے تمام حالات نہایت موثر طریقہ سے درج ہیں۔ ہر واقعہ ایک دلسوز۔ دلچسپ مشرح اور مبسوط حیثیت رکھتا ہے۔ قیمت مجلد عہ

امام محمد باقرؑ — کی مفصل سوانح عمری کا نام "مآثر الباقریہ" ہے اس میں آپ کی ولادت سے لیکر شہادت تک کے تمام حالات و واقعات اس خوبی سے بیان کیئے ہیں اور آپکی مقدس و بابرکت زندگی کا مرقع اس عمدگی اور قابلیت کے ساتھ کھینچا ہے کہ بے اختیار دلدادہ بنتی ہے۔ قیمت ۱۲؍

آثار جعفریہ — یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی معتبر و مستند سوانح عمری ہے اس میں امام عالیمقام کے فیوضِ روحانی کا مفصل تذکرہ، علمی اور عملی کارناموں کی شاندار کیفیت۔ آپ کے حسنِ اخلاق۔ مہمان نوازی۔ قابلیت معجزات اور خرقِ عادات کا صحیح ترین اور تفصیلی بیان ہے۔ قیمت عہ

امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کے خطبات

اُن کے فرامین اور اُن کے ملفوظات کا لطف اُٹھانا اور اُن کی فصاحت بلاغت کا اوج و مرتبہ دیکھنا ہو۔ اُن کے احکام و ہدایات پر نظر ڈالنی اور اُن کے خیالات و اشارات کی بلندی دیکھنی ہو تو کتاب **نیرنگِ فصاحت** منگا کر ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ قابل مترجم نے اصل عربی کتاب نہج البلاغت کا ترجمہ سلیس بامحاورہ اُردو زبان میں کس محنت و عرقریزی اور کیسی خوبی کے ساتھ کیا ہے۔ قیمت للعہ

اعثم کوفی

یہ کتاب "تاریخ اعثم کوفی" کے نام سے مشہور و معروف ہے اس میں شیعہ نقطۂ نظر سے چاروں خلافتوں کا حال بیان کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو کربلا میں جن قیامت خیز مصائب سے سابقہ پڑا وہ سب سقیفۂ بنی ساعدہ کے شورے کی بدولت رونما ہوئے۔ قیمت للعہ

آئندہ کیا ہوگا

اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو حضرت دانیال پیغمبر کی کتاب "مفاتیح الغیب" کا بامحاورہ سلیس اُردو خلاصہ **زائچہ تقدیر** منگا کر دیکھئے۔

انسان کے مختلف اگلے اور پچھلے حالات بتانے میں اس سے بڑھکر کوئی کتاب آج تک نہیں دیکھی گئی۔

اس کا وجود دُنیا کی مختلف زبانوں میں سلاطین کے بڑے بڑے کتب خانوں میں اب بھی موجود ہے۔ اسکا ترجمہ انگریزی اور عربی سے عام فہم اُردو زبان میں اس لیئے کر دیا گیا ہے کہ عوام الناس معمولی نجوم و رمل کی کتابوں کے مطالعہ سے جس افسوسناک معصیت میں گرفتار ہو جاتے ہیں اُن تمام گناہوں سے محفوظ رہیں اس کتاب کی نسبت چونکہ ایک نبی سے ہے اس لیئے اس کا بیان یقینی ہے قیمت عہ

اسلامی برکت

کی تمنا ہے تو ایک جلد **قانون قدرت** کی طلب کرکے مطالعہ کیجئے، اس رسالے میں آجکل کی ضروریات کو مدنظر رکھکر قرآن شریف سے ۵ آیات منتخب کی ہیں جن کا یاد کرنے والا کبھی دائرہ اسلام سے باہر نہیں ہو سکتا اور غور کرنے والا کبھی محمدی تہذیب کو چھوڑ نہیں سکتا۔ قیمت ۴ر

اُصولِ دین

شیعہ بچوں اور بچیوں کو پڑھانے اور یاد کرانے کیلئے اقبال دُلہن صاحبہ نے نہایت آسان عام فہم اُردو زبان میں نظم کرکے ایک کتاب چھپوا دی ہے اور اسکا نام **صحیفۃ المؤمنات** رکھا ہے۔ یہ ایک مثنوی ہے جس میں امامیہ مذہب کے اُصول کی نظم میں تعلیم دی گئی ہے اس لیئے بچے اور بچیاں اس کتاب کو شوق سے پڑھتے اور یاد کر لیتے ہیں۔ خوبصورت سائز سے اور متوسط قلم۔ کتابت عمدہ۔ قیمت ۳ر

ایامِ عزا

کی مجالس میں پڑھنے کے لیئے **ینابیع المصائب** ایسی نادر الوجود کتاب ہے جس میں جناب سید الشہدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دوسرے تمام شہدائے کربلا کے حالات اور واقعات کو نہایت خوبی اور تحقیق سے قلمبند کیا گیا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ہر ایک معصومؑ کی ولادت و شہادت کی مجالس کو بھی سلسلہ وار درج کیا گیا ہے۔ اور عام حضرات کی واقفیت کے لیئے ہر معصومؑ کے حالات ایک جدول میں درج ہیں اور اُن کے آباؤ اجداد اور اولاد کی تفصیل کے لیئے نہایت صحیح اور شاندار شجرے آغاز کتاب میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ قیمت ۲ر

امام حسین علیہ السلام

اور واقعات کربلا کے بیان میں ایک لاجواب کتاب **لواعج الاحزان** ہے اس میں جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کے حالات نیز اُن کی تمام جان نثار احباب کی شہادت کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ درج ہیں، اور امام مظلوم کے مصائب کو اس طرح بیان کیا ہے کہ سخت سے سخت دل رکھنے والا بھی آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قیمت جلد دوم حصہ دوم و سوم عہ

امامیہ مذہب کے مقبول ترجمہ کی حمائل

اُن لوگوں کے لیئے جو سفر میں زیادہ رہتے ہیں یا جن کو بڑے بڑے ضخیم قرآنوں میں تلاوت آسان نہیں اُن کے لیئے یہ حمائل شریف نعمت غیر مترقبہ ہے، جو نہایت خوشخط اعلیٰ درجہ کے کاغذ اور نہایت خوشنما تقطیع پر چھاپی گئی ہے۔ صحت میں بیحد اہتمام کیا گیا ہے۔ متن میں کلام الہٰی کی تلاوت فرمائیے اور حاشیہ پر اسکا سلیس اور بامحاورہ اُردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیے جو مقبول ترجمہ کے نام سے حضرات امامیہ میں خاص شہرت و مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ **ھدیہ** قسم اول جسمیں اعلیٰ درجہ کا رنگین کاغذ لگایا گیا ہے ۶ر قسم دوم اعلیٰ درجہ کا سفید کاغذ للعہ اور قسم سوم رکمی کاغذ ۳ر۔ تینوں اقسام کی جلد نہایت عمدہ بنائی گئی ہے۔

انڈکس اور ضمیمہ جات مقبول ترجمہ

یہ وہ تفسیری نوٹ ہیں جو اپنے طویل اور مشرح ہونے اور جگہ کی قلت کے سبب سے اصل قرآن مجید "مقبول ترجمہ" کے حاشیے پر درج نہ ہو سکے اُن کو کتابی صورت میں الگ چھاپا گیا ہے۔ تمام اہم اسلامی واقعات اور معرکے۔ معراج رسولؐ، انبیائے اولوالعزم، اور اصحاب کہف کے قصے جن کا ذکر مجمل طور پر قرآن شریف میں ہے ان کا مشرح ذکر معتبر و مستند تفاسیر سے اسمیں درج ہے۔ **مقبول ترجمہ** کا اصلی لطف بغیر اس کتاب کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ آخر میں انڈکس یعنی فہرست اُن مضامین حواشی تفسیری کی جو مقبول ترجمہ اور ضمیمہ جات میں درج ہیں شامل ہے اسکی قیمت ۱ر، علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔

امامیہ مذہب کا
احادیث ائمہ اہلبیت علیہم السلام کے مطابق
اعلیٰ درجہ کا خوشخط اور شاندار
اُردو ترجمہ و تفسیری حواشی کا قرآن مجید
اپنی عام مقبولیت کی وجہ سے بہت سی مرتبہ چھپا اور ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اب پھر نہایت اہتمام و انصرام کے ساتھ طبع کیا گیا ہے۔
اس قرآن مجید اور ترجمہ کی صحت اور عمدگی کی تصدیق کئی مجتہدین فرقہ امامیہ اثنا عشریہ نے فرمائی ہے
اگر آپ نے کسی وجہ سے اب تک یہ قرآن شریف طلب نہیں فرمایا اور اسکی زیارت سے محروم ہیں تو آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھکر منگا لیجیے اور جناب مولوی حاجی سید مقبول احمد صاحب مرحوم کی محنت کی داد دیجیے
اس ترجمہ سے عمدہ اور صحیح
اُردو زبان میں حضرات شیعہ کے نزدیک کوئی دوسرا ترجمہ نہیں ہے۔
اور یہی مجتہدین امامیہ کی رائے ہے
اس قرآن کی بلحاظ کاغذ تین قسمیں ہیں جنکا ہدیہ حسب تفصیل ذیل ہے
اعلیٰ قسم مجلد ؏۱۲ درمیانی مجلد ؏۸ معمولی ؏۶
اطلاع: قرآن شریف مع ضمیمہ جات طلب کرنا چاہئیے ورنہ تعمیل نہ ہوگی

اگر
آپ مجاہد اسلام غازی وطن رئیس الاحرار آفتاب حریت مصطفےٰ کامل پاشا مصری کی
اصلی حالات۔ حقیقی کارنامے اور واقعی سوانح دیکھنا چاہتے تو نظامیہ دارالاشاعت ان کی مکمل سوانح عمری **"حیات کامل"** طلب فرمائیے جس میں ممدوح الصدر کے مفصل کارنامے۔ زبردست تقریریں۔ گلیڈ اسٹون کے سیاسی معرکے اسلام کے خلاف مغرب کی دشمنی اور دسیسہ کاریاں۔ فرانس کی حمایت۔ مشرق کے خلاف اہل مغرب کی خطرناک پالیسی یہ تمام حالات صاف صاف بیان کیے گئے ہیں۔ اڈیٹر صاحب اخبار الامان کی قابل دید تصنیف ہے اسمیں تین ہاف ٹون تصاویر ہیں اور ان کے علاوہ ایک اور تصویر مسٹر گلیڈ اسٹون کے خاص دستی خط کا عکس ہے اعلیٰ درجہ کا کاغذ۔ کتابت عمدہ۔ چھپائی اچھی۔ ضخامت ۲۰۰ صفحے۔ قیمت مجلد ؏۱

انقلاب ٹرکی کے بانی
افتخار احرار غازی نیازی بک کی نایاب کتاب "خواطر نیازی" کا تمثیل اُردو ترجمہ **دستور ٹرکی یا صحیفۂ انقلاب** کے نام کر اعلیٰ پیمانے پر شائع ہوگیا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ اسمیں بتایا گیا کہ فرقہ احرار ترکوں نے شخصی حکومت کا تختہ کیونکر اُلٹ دیا۔ اور انہوں نے کس طرح انقلابی انجمنوں کا جال نہایت خاموشی کے ساتھ تمام ملک میں پھیلا دیا۔ اور کیونکر استبدادی طاقتوں اور جابر حکومتوں کو شکست دی۔ یونان۔ سرویہ۔ بلغاریہ اور رومانیہ وغیرہ اپنی مخالف طاقتوں سے اپنے مطالبات کیونکر منوائے۔ اور کیونکر فوجی چھاؤنیوں اور میگزینوں پر قبضہ کر لیا۔ غرض اس کتاب میں خفیہ انجمنوں کے حالات۔ آپس کے خفیہ تار۔ احرار ترکوں کے انقلاب انگیز کارنامے ان کی ہنگامہ خیز تقریریں اور اس قسم کے بہت سے حالات نہایت تفصیل سے درج ہیں اور یہ کتاب آزادی ٹرکی کا نہایت مستند مرقع ہے۔

اب تک اُردو دُنیا ان حالات سے بالکل محروم ہے اور اسلیے ضرورت تھی کہ جلد ان کو اُردو سلیس اور بامحاورہ زبان میں عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ چکنے سفید اعلیٰ قسم کے کاغذ پر چھپا کر شائع کر دیا جائے۔

اس کتاب کے تین سو چھتیس صفحے ہیں اور قیمت علاوہ محصول دو روپے چار آنے (؏۲) جلد منگا لیجیے کیونکہ بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں۔

منیجر نظامیہ دارالاشاعت و خواجہ ڈپو۔ دہلی

ہو الکل

پیر بھائی

بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۱ھ

ریاست ریواں کا سفرنامہ

گذشتہ رسالہ کے اعلان کی بموجب ۲۲ جنوری کو ریواں کے سفر کے لئے دہلی سے روانگی ہوئی۔ فروری ۱۹۲۲ء میں جانا ہوا تھا۔ پھر گردش سال نے ایک بار پھر اس دیار محبت کا سفر خدا تعالےٰ نے میسر فرمایا۔

۲۲ جنوری: شام کو سات بجے کلکتہ ایکسپریس میں سوار ہوا۔ ملک سلطان محمود صاحب غزنوی اور بھیا احسان صاحب اور انوار صاحب ہاشمی اور شوکت الدولہ صاحب اور بابو محمد دین صاحب نظامی ملنسار احباب ریل تک پہنچانے آئے تھے۔ مولانا علی عظیم صاحب جہانگیری رفیق سفر ہوئے۔ کان پور اسٹیشن پر ایک صاحب میری لکڑی بھول کر لے گئے۔ غنیمت ہے کہ وہ تاریخی محبوب لکڑی نہ تھی جس کو قبر میں لیجانے کی وصیت کرچکا ہوں۔ فتح پور سے مولوی وحید الدین صاحب بی اے خلف جناب مولانا فرید الدین صاحب رئیس کڑا ہمراہ ہوئے۔ بہت ہونہار اور ذی علم جوان ہیں۔ الہ آباد سے ایک ماہوار رسالہ آئینہ کے نام سے نکالنا چاہتے ہیں۔

۲۳ جنوری: ۱۱ بجے الہ آباد پہنچا۔ راجہ میاں کے صاحبزادہ میاں مشتاق ریل پر موجود تھے۔ اکرام حسین نظامی کیٹ گنج والے بھی تھے۔ عشرت منزل میں قیام ہوا جو حضرت اکبر الہ آبادی کا مشہور مکان ہے۔ راجہ میاں صاحب خواہر زادے حضرت اکبر نے آسائش کے اعلیٰ انتظامات کئے تھے۔ انکی اہلیہ پیر بہن ہیں۔ اب حضرت اکبر کے بعد راجہ میاں صاحب الہ آباد میں سب سے زیادہ انس ظاہر کرتے ہیں۔ پریاگ سے بھائی ولی حسین صاحب ملنے آئے تھے ان کے ہمراہ پہلے حضرت اکبر کے مزار پر حاضری دی اور اس خاک کو چوما جسکے اندر کوئی لیٹا ہوا مجھکو دیکھ رہا تھا۔ مزار ابھی کچا ہے چاروں طرف لکڑیاں جالے تو رکھے تھے۔ صحرائی رفیق چیونٹیاں مزار پر سر جھکائے چپ چاپ پھر رہی تھیں دو چار مکھیاں بھی حالت غم میں اداس بیٹھی تھیں۔ امرود کے درخت اپنی ہری بھری شاخوں کی انگلیوں سے بتا رہے تھے کہ وہ یہیں سوتے ہیں ہمیں دامن پہلو میں فرش خاک پر بیٹھ گیا۔ سر جھکا لیا۔ دیکھتا تھا۔ مگر آنکھیں بند تھیں۔ سنتا تھا مگر صرف یہی۔ کہ وہ پرسش احوال کرتے ہیں۔ خبر نہیں کتنی دیر بیٹھا رہا۔ آخر اٹھا۔ امرود کی ایک شاخ نذر گزرانی اور چلا۔ چند ہی قدم چلا تھا کہ دل کے کان میں آواز آئی کیا خواجہ صاحب آپ جاتے ہیں؟ شام کو بھائی ولی حسین صاحب برادر زادے خان بہادر نواب شیخ احمد حسین صاحب تعلقدار پریاواں کے ہمراہ لائق علی صاحب ڈپٹی کلکٹر سے ملنے گیا۔ نواب صاحب موصوف کے صاحبزادے ہیں۔ خلق و ملنساری کا پورا ورثہ باپ سے ملا ہے۔ وہیں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملاقات ہوئی۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب کے لڑکے ہیں انگریزوں کی صورت۔ خوب تیز اور شوخ بات چیت۔ مگر مزاج میں سادگی اور بھولپن۔ انکے دادا اور دیش کامل تھی۔ میں نے کہا خدا رکھے تم پانچ بھائی ہو۔ چار دنیا کے رہیں ایک فقیروں کا قیدی بنے کہ دادا کی نشانی قائم ہو آباد رہے۔ یہ پیام اسکو ناگوار نہیں گوارا ہوا۔

رات کو عشرت منزل میں رہا۔ کیٹ گنج کے پیر بھائی ملنے آئے۔ عبد المجید نظامی یحییٰ پور سے عبد الواحد نظامی بہادر گنج سے آئے۔ پڑوس سے مولوی فضل معین دہلوی بھی ملاقات کو آئے۔ میں نگارشات میں لکھ چکا ہوں کہ میرے بڑے چچا جناب مولانا افضل حکیم صاحب مرحوم سابق وزیر ریاست پٹیالہ کے پوتے ہیں۔ انکو فن حساب میں کمال ہے۔ سارا خاندان ذہانت و دیانت میں مشہور ہے مگر ریاست پٹیالہ کی مسلمان آزار حکام کے ہاتھوں آجکل یہ خاندان بھی زیر و زبر ہوگیا۔ مولوی نیاز محمد خاں صاحب مع جہانگیر ملنے آئے۔ لائق مصنف محی الدین احمد صاحب مولوی غلام مجتبیٰ صاحب مرحوم وکیل الہ آبادی کے داماد ملنے آئے پرانے دوست ہیں۔ فرانسیسی انگریزی جانتے ہیں۔ انگریزی اخبارات و رسائل ان کے مضامین اجرت پر لیتے ہیں۔ کچھ دیر حضرت اکبر کا کلام ایک صاحب گاتے رہے۔ رات کو بہاتما گاندھی کئی گھنٹے خواب میں پاس رہے حیران ہوا۔ انکا تو دن میں خیال بھی نہ آیا تھا۔

۲۴ جنوری:— لائق علی صاحب ڈپٹی کلکٹر نے بھائی ولی حسین کے ہاتھ شکار کا گوشت ناشتہ کے لئے بھیجا۔ شکار تو میں خود بھی ہوں مگر مجھ میں گوشت نہیں ہے۔ سب احباب کے ساتھ ریل پر گیا ساڑھے آٹھ بجے گاڑی ستنا کی طرف روانہ ہوئی۔ ۲ بجے ستنا پہنچا۔ مسٹری امداد خاں نظامی اور مسٹری عثمان خاں نظامی ریل پر موجود تھے عثمان خاں ریواں سے لینے آئے تھے تین بجے موٹر میں سوار ہوا۔ ریواں ستنا سے ۳۱ میل ہے۔ آل محمد صاحب کورٹ انسپکٹر رفیق سفر ہوئے یہ ناگپور کے باشندے ہیں اور ناگپور کے پیر بھائیوں کو جانتے ہیں۔ شام کو چھ بجے ریواں پہنچا۔ پیر بھائیوں کا مجمع سڑک پر موجود تھا۔ پھولوں کے ہار لوگوں نے پہنائے۔ مکان پر گیا نماز مغرب ادا کی۔ کھانا کھایا مختصر ملاقاتیں کیں۔ اکثر صورتیں بدل گئی ہیں۔ سوا برس میں کیا سے کیا ہوگیا۔ تھکا ہوا تھا عشا پڑھ کر جلدی سو گیا۔ یہاں سردی کم ہے۔ میرزا سہراب عرف مجی جو شاہ عالم شہنشاہ ہندوستان کا پڑپوتا ہے اور کئی سال سے

میرے پاس بنانے ساتھ آیا ہے۔ راستہ میں بہت آرام دیا۔

۲۵ جنوری۔ نماز کے وقت سے لوگ آنے لگے۔ ڈاکٹر من موہن مترا ڈالی لانے۔ بہت محبت کے بنگالی ڈاکٹر ہیں۔ کچھ دیر کے بعد بڑے شاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت امام شاہ صاحب ملنے آئے۔ یہ درگاہ ریواں میں بہت مشہور ہے اور ریاست سے اس کی امداد مقرر ہے۔ امام شاہ صاحب حضرت بندہ نواز گیسو دراز کے خاندان میں تھے یعنی چشتیہ نظامیہ نصیریہ سلسلہ رکھتے تھے۔ بڑے شاہ میرے سامنے گدی نشین ہوئے ہیں۔ پنجابی ہیں سینے والے اور فقرا کے محب ہیں۔ درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ سرخ لباس پہنتے ہیں جو اس گدی کا مخصوص لباس ہے۔ شادی نہیں کر سکتے۔

کرنل شمس الدین خان صاحب ملنے آئے۔ یہ اس ریاست کے مسلمانوں میں سب سے بڑے آدمی اور مسلمانوں کے حقیقی پشت پناہ و ہمدرد ہیں ان کے سبب سے مسلمانوں کی آبرو اور بھرم قائم ہے۔ دربار ریاست میں بھی بہت بڑا وقار رکھتے ہیں کم سخن ملنسار قبول صورت اور میرے بہت پرانے دوست ہیں سنہ ۱۹۰۵ء سے ملاقات ہے۔ درگاہی شاہ جو اس ریاست میں میرے نائب ہیں اب بہت بوڑھے ہو گئے ہیں آنکھوں کی کمزوری حد سے بڑھ گئی ہے۔ کانوں سے تو پہلے ہی سے معذور تھے تاہم ان کی مستعدی اور تیزی ابتک قائم ہے۔ انتظامات میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں۔ پیر بھائی جوق جوق ملنے آرہے ہیں۔ سردار خاں انکے والد ابراہیم خان انکے چچا رحمت اللہ خاں اور اسمعیل خان مخلصین ریواں میں سب سے آگے ہیں کبھی دنیا کی بات نہیں کہتے۔ دین کی لگن ہر ایک کو رہتی ہے۔ سردار کا چھوٹا بھائی گود میں تھا میں نے خسرو خاں نام رکھا تھا۔ اب ماشاء اللہ دوڑتا پھرتا ہے۔ جمعہ کے دن اصلاح کا ایک مضمون پڑھ کر سنایا اور ایسی عمدگی سے کہ حاضرین شسشدر رہ گئے میں خسرو دین خان خطاب دیا کسی وقت ریواں کا مصلح ہو جائے گا۔

چاروں طرف سے دعوتوں کے پیغام آرہے ہیں میں نے سب سے معذرت کر دی کہ ٹھیرنا کم ہے۔ ایک کی دعوت قبول کروں تو باقی سب شکستہ خاطر ہونگے۔ عبد القادر خان کا کھانا کھاتا ہوں۔ گذشتہ سفر میں انہی کے مکان پر ٹھیرا تھا۔ انھوں نے اس جگہ کو دس سال سے محفوظ کر دیا ہے استعمال میں نہیں لاتے کہ یہاں حسن نظامی رہ چکا ہے۔ مستری رفیق پور بے گر جوان ہمت دانی ہیں۔ شاہانہ فیاضی مزاج میں ہے۔ صبح کی نماز کے اول وقت ناشتہ پہنچا دیتے ہیں اور کھانا بھی صبح و شام بھیجتے ہیں۔

ظہر کی نماز کے بعد بھائیوں کی جماعت کے ساتھ حضرت امام شاہ صاحب کی درگاہ میں حاضر ہوا۔ جمعرات کا دن ہے۔ زائرین آرہے ہیں۔ بڑے شاہ صاحب پاس بہت دیر بیٹھا رہا۔ حضرت امام شاہ صاحب روضہ پائین باد اپریں رام کا مزار ہے۔ یہ ان حضرت کے سجادہ نشین ہوئے تھے اور انکے ذریعہ بہت ہندوؤں کو ہدایت ہوئی تھی عصر کی نماز وہیں پڑھی۔ مغرب کے وقت قیام گاہ پر آیا۔ بکثرت احباب آئے ہوئے۔ ایک صاحب نیپال و بھوٹان میں کئی سال بندوق سازی کرتے آئے ہیں کہتے تھے ولایتی بندوق اور توپ کی نقل بنا سکتا ہوں اور ایسی کہ اصل و نقل میں تمیز نہ ہو۔ مولوی حفظ الکریم صاحب حفیظ ریواں کے بہت اچھے شاعر ہیں قومی نظمیں مثل

لکھتے ہیں سلسلہ کے بھائی ہیں۔ انکی اہلیہ بہت عرصہ سے داخل سلسلہ ہیں۔

مستری عثمان خان جو ستنا تک استقبال کو گئے تھے ٹھیکہ داری کرتے ہیں اور ریواں کے برادران طریقت میں بہت دانشمند اور مدبر ہیں۔ ہندی شاعری میں کمال ہے کلام کا بہت بڑا مجموعہ رکھتے ہیں۔

رات کو ڈاکٹر من موہن مترا صاحب سے دیر تک بات چیت رہی۔ یزید نامہ کا ذکر تھا عشا کی نماز پڑھ کر سو گیا۔

۲۶ جنوری۔ آج صبح سردار خاں کے مکان پر گیا۔ ابراہیم خاں اور رمضان خان صاحب اور انکے بھائی بیعت ہو۔ اطراف کے دیہات سے بہت عورت مرد آئے ہیں اور برابر چلے آتے ہیں جمعہ کی نماز تک خلقت جوق جوق بیعت ہوتی رہی۔ جمعہ کی نماز اس مسجد میں پڑھی جہاں سب سے پہلے سفر ریواں میں قیام ہوا تھا جمعہ کے بعد خسرو دین خاں نے اصلاح رسوم اور ضرورت اتحاد پر ایک مضمون پڑھکر سنایا جو اس کے چچا رحمت اللہ خان کا لکھا ہوا تھا۔

جمعہ سے پہلے بچوں نے میری کتاب کے دو دعاؤں کی عبارت بڑے موثر انداز سے بطور سوال و جواب کھڑے ہو کر سنائی۔ آج سردار کے چچا اسمعیل خاں بہت بڑی مسافت پیدل طے کر کے پہنچے ہیں۔ بہت ذوق شوق کے بھائی ہیں۔

آج بعض ایسے حضرات نے بیعت کی جو بوڑھے ہو گئے ہیں مگر نماز کبھی نہیں پڑھی میں نے کہا اب نماز پڑھا کرو لوٹے اب تو پڑھنی پڑیگی۔ ان لوگوں میں ترکانہ جوش و خروش اور اکھڑ پن ابتک موجود ہے۔

جمعہ کے بعد حاجی اللہ بخش صاحب کے مکان پر گیا۔ یہ یہاں کے سب سے بڑے سوداگر ہیں اور ریواں میں آنیوالے فقرا و علما و مسافروں کے ساتھ بہت مدارات کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ انکے بھائی نے بیعت کی تمام پیر بھائی جمع تھے سب کو باافراط مٹھائی تقسیم ہوئی۔ فیض علی صاحب دلوی کے مکان پر گیا میرے رشتہ کے ایک چچا سے ان کے یہاں نکاح کا رشتہ ہوا تھا۔ اب نہ وہ چچا زندہ ہیں نہ وہ چچی زندہ ہیں۔ یہ ریواں میں تجارت کرتے ہیں۔ وہاں سے حافظ اسحق کے مکان پر گیا۔ یہ لڑکا درگاہی شاہ کا فرزند معنوی ہے۔ بہت نیکی سے خدمت گزار ہے۔ کمر نظامیہ تحریک میں جانا ہوا۔ زرد مٹی سے رنگا ہوا ہے۔ ساری ریاست میں اس رنگ کا ایک ہے۔ یہ رنگ نظامیوں کا خاص نشان ہے کہ عشق سے نسبت رکھتا ہے اور روح کی رنگت بھی زرد مانی گئی ہے میرے تمام مکانات اور حجروں کا یہی رنگ ہے۔ اس حجرہ میں میرے نائب درگاہی شاہ بیس سال سے رہتے ہیں۔ میں ایک گھنٹہ وہاں بیٹھا۔ مستری عثمان خان و رحمت اللہ خان و اسمعیل خان نے ہندی نظمیں سنائیں جن میں بعض میری تعریف کی تھیں۔

اسکے بعد کئی بھائیوں کے مکانوں پر گیا۔ اور پھر مکان پر جا کر نماز ادا کی۔ آج چونکہ جلسہ ہے۔ فرش اور روشنی کے سامان ہو رہے ہیں۔ مغرب کے بعد صحن اور کمرے جو بہت بڑی وسعت رکھتے ہیں آدمیوں سے کھچا کھچ بھر گئے۔ سات بجے مستری عثمان خان وغیرہ نے اپنا نعتیہ کلام شروع کیا۔ اسکے بعد میں نے ہندو مسلم اتحاد پر آدھ گھنٹہ تقریر کی۔ ہندو حضرات بھی آئے تھے مہاراجہ کے آنے کی بھی امید تھی

مگر وہ ریواں سے دو دو گوبند گڑھ میں تھے علالت کے سبب نہ آسکے۔ ان کی مسند نشینی کی مبارکباد کے لئے ان کے لئے ڈیڈ ماخیر کی گئی۔ یہ مہاراجہ بیس سال کے ہیں اپنے والد صاحب کے ہمراہ میرے پاس آچکے ہیں۔ اسوقت انکی عمر دس سال کی تھی بہت ہونہار اور نیک دل راجہ ہیں۔

ریواں ریاست کی آمدنی چالیس پچاس لاکھ سالانہ بیان کیجاتی ہے۔ رقبہ بہت بڑا ہے مگر بیشتر غیر آباد ہے۔ زمین پہاڑی اور بارانی ہے۔ معدنیات بہت ہیں باشندے ہندو زیادہ ہیں۔ مسلمان کم ہیں اور جو ہیں تو وہ بہت غریب ہیں۔ اسقدر افلاس ہے کہ روٹی کا گزارہ بھی مشکل سے ہوتا ہے۔ مہاراجہ کو ہندو مسلمان دونو عزیز ہیں تعلیم کا بہت خیال ہے۔ سردار خان پیر بھائی نے انہی کے خرچ سے مویشی ڈاکٹری حاصل کی ہے۔ اب ایک دوسرا پیر بھائی طیب خاں مدراس بھیجا گیا ہے ۵۰ روپیہ ماہوار خرچ کے لئے ریاست دیتی ہے۔ کسی صنعتی تعلیم کے لئے بھیجا گیا ہے۔ عدالت کی زبان ہندی ہے۔ مسلمان اُردو کی طرف راغب ہیں۔ انہوں نے ایک انجمن بنائی ہے جسکا ایک مدرسہ ہے۔ مولوی حفیظ الکریم حفیظ وہاں درس دیتے ہیں۔ اُردو اور قرآن شریف کی تعلیم ہوتی ہے۔

مسلمانان ریواں عموماً ترک و افغان النسل سے ہیں غالباً مسلمان فتوحات کے سلسلے کے ایام میں یہاں آکر آباد ہوئے ہونگے جہالت۔ غدر۔ نفاق۔ خاص شیوہ ہے اسلام سے اکثر بے خبر ہیں۔ مولوی اور پیر یہاں بکثرت آتے ہیں مگر ان کو تعلیم کوئی نہیں دیتا۔ مرید کرتے وعظ کہتے اور میلاد پڑھتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اصلی معلومات دین کی کسی سے ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتی۔

دن بھر کی گردش کے سبب تھک گیا تھا بالا خانہ پر گیا محمد خان لوہڑ سے پیر بھائی کی باتیں سنیں۔ غدر سے پہلے واجد علی شاہ کے ہاں ملازم تھے بہت دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ بہت بھائی جمع تھے مشکل سب کو رخصت کیا اور نماز پڑھکر سو گیا۔

۲۷ جنوری۔ مستری محمد زمان سے ملنے گیا۔ نابینا ہو گئے ہیں مستری عثمان خاں کے والد ہیں اس کے بعد مستری عثمان خان کے ہاں گیا وہاں مستورات نے بیعت کی۔ اتنک بیعت کا سلسلہ جاری ہے۔ دوپہر کے بعد مچھیا کے محلہ میں گیا جو ریواں سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہلے شیر داروغہ باغات کے مکان پر گیا۔ سارا گھر سلسلہ میں ہے۔ اسکا مکان بھی ریواں کے مکانوں کی طرح چھوٹا ہے اور کچا ہے۔ مگر ایسا تھا اور مٹی سے لیپا ہوا تھا کہ پکا گورنمنٹ ہوس اس پر قربان ہو۔ بچا شیر کے ہاں چوری ہو گئی ہے۔ ساری عمر کی کمائی جاتی رہی۔ بہت عیال دار ہے اس کے بعد بن تہمتن کے ہاں گیا مکلف کھانا سامنے آیا۔ جس گھر میں جاتا ہوں باوجود منع کرنے کے یہ لوگ کھانا ضرور لاتے ہیں۔ بزرگوں کی قدیمی رسم پر عمل ہے کہ ہر آنیوالے کے سامنے کھانا رکھا کرتے تھے۔ ایک ایک نوالہ سب جگہ کھایا۔ بعد امام خان کے ہاں گیا۔ یہ دہلی میں بھی میرے پاس رہ چکے ہیں اسکے بعد امیر جمعدار کے ہاں گیا۔ یہ مہاراجہ کے خاص آدمی ہیں پہلے مہاراجہ ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ شائستہ مزاج اور علم مجلس کا پتلا ہے۔ یہ اور اس کے سب گھر والے بیعت ہوئے اس کے بعد مسجد میں نماز پڑھی اور مستری نظام الدین کے مکان پر گیا وہاں بھی ایک جدید قافلہ نے بیعت کی۔ مستری نظام الدین بڑا مخلص اور خدمت گزار بھائی ہے۔

مغرب کے وقت فوجی ناظم کرنیل شمس الدین خاں کے مکان پر گیا سب بھائی ہمراہ تھے۔ مغرب کی نماز بہت دھوم سے ہوئی کرنیل صاحب کے ہندو احباب بڑے بڑے فوجی و ملکی سردار موجود تھے نماز کے بعد کرنیل صاحب کے لڑکے کی بسم اللہ ہوئی۔ رخصت ہو کر واپسی میں قدیمی بھائیوں کے گھروں میں دو دو منٹ کے لئے گیا۔ ہر گھر میں نئے عورت مرد بیعت کرتے تھے۔ عشا کے قریب مکان پر پہنچا۔ کچھ کھایا۔ اس کے بعد عبد القادر خاں کے مکان پر مجلس سماع میں گیا۔ بہت بڑا ہجوم تھا۔ اجمیری قوالوں نے خوب گایا۔ درگاہی شاہ اور ابراہیم خاں کو خوب وجد آیا۔ سماع کے بعد پھر ایک جماعت نے بیعت کی۔

گوبند گڑھ سے حافظ محمد یوسف اور انور خان وغیرہ قدیمی بھائیوں کی جماعت آئی ہے۔ حافظ صاحب وہاں درس دیتے ہیں۔ بہت نیک ہیں۔

والدہ شہزاد مرحوم ملنے آئی۔ بہت روتی تھی۔ اسکا لڑکا شہزاد بڑا ہونہار اور خوبصورت جوان تھا۔ مجھ کو اس سے اور اس کو مجھ سے خاص تعلق تھا۔ گذشتہ کسی پرچہ میں اسکا ذکر چھپ چکا ہے۔ عین عنفوان شباب میں مر گیا۔ بیچاری ماں کی عجب حالت ہے میرا دل اسکو دیکھکر بیقرار ہو گیا۔

لال محمد ایک ہونہار لڑکا تھا میں اسکو لال حسن کہتا تھا۔ خدا نے باپ کا سایہ سر سے اٹھا لیا مگر وہ بڑا ہوا پڑھ لکھ کر دارالحکومت میں نام اور روپیہ حاصل کیا۔ مگر تپ دق نے جوانی میں چلتا کر دیا۔ اسکی ماں اور بیوی کو تکلیف میں دیکھکر جی بھر آیا۔ لال محمد آجکل موجود نہیں ہے۔

سکندر خان بھی میرا ایک عاشق تھا جو مر گیا۔ سکرات میں بھی کہتا تھا حسن نظامی سے ملنے کی حسرت دل میں لئے جاتا ہوں۔ اس کی لڑکی ملنے آئی۔ مجھے وہ خود نظر آیا۔

بہت سے بھائی اس دس سال کے عرصہ میں دنیا سے گزر گئے۔ میں نے مجمع عام میں سب کے لئے فاتحہ پڑھی۔ طیب خاں جو مدراس میں تعلیم پاتا ہے سردار خان شہزاد کے ساتھ بیعت ہوا تھا۔ اس کے چھوٹے بھائی نے بھی اسوقت بیعت کی تھی۔ اب وہ جوان ہوا میں نے اس کو نہ پہچانا۔ اس کو رنج ہوا۔ مجھ تک خبر آئی۔ میں نے اس کو گلے لگایا۔ اور بھی بہت سی صورتیں نہ پہچان سکا۔ میری صورت کا تغیر بھی انکو محسوس ہوا۔ خضر خان امیر جمعدار کے عزیز ہیں بہت مخلص اور اکثر حاضر باش رہتے ہیں۔ دلاور خان درباری قوال ہیں۔ انکی اہلیہ بی کنیز شاعرہ ہیں ایک مدرسہ بھی قائم کیا ہے بابو اسمعیل خان صاحب نصاری بھی ملنے آئے

ریواں ریاست میں ایک عجیب قانون ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی ہندو کو مسلمان کرے تو دونوں کو سزائے قید سخت و جرمانہ ہوگی مجھ کو معلوم ہوا سدہا آدمی مسلمان ہونا چاہتے ہیں مگر اس قانون کی وجہ سے نہیں ہو سکتے۔ آزادی کے زمانہ میں ہر شخص کو مذہب کی آزادی ہونی چاہئے جیسا کہ امیر کابل نے ابھی اپنے ملک کے ہندوؤں کو مسلمانوں کے سر جبر سے آزاد کر دیا ہے اور لگانے کی شی بند کر دی ہے۔ ایسا ہی امید ہے کہ مہاراجہ بہادر ریواں اس جبریہ قانون کو

خارج کر دیں گے۔ اور اپنے نیک نام کو جبر کا بٹہ نہ لگائیں گے۔

۲۸ر جنوری:۔ آج روانگی ہے۔ پچھلی رات سے خلقت آنے لگی۔ آٹھ بجے تک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ قیوم خان مستری عثمان خاں کے لڑکے دہلی ساتھ چلتے ہیں۔ ساڑھے آٹھ بجے موٹر روانہ ہوئی۔ روانگی کے وقت تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔ دیہات کے باشندے برابر آ رہے ہیں۔ مگر میں ایک خاص مجبوری کے سبب زیادہ قیام نہیں کر سکا۔

ہجوم کے سبب موٹر بمشکل روانہ ہوئی۔ راستہ میں دور تک جگہ جگہ سڑک پر عورتوں اور مردوں کے غول کھڑے تھے اور جب عورتیں دونو ہاتھوں سے دور کھڑی ہوئی بلائیں لینے کے اشارے کرتی تھیں تو انکی محبت کا دل پر خاص اثر ہوتا تھا۔ اور انکے آنسو مجکو بھی چشم تر آب کرتے تھے۔

آل محمد صاحب کورٹ انسپکٹر پھر رفیق سفر ہوئے۔ گیارہ بجے ستنا پہنچا ریل ۵ بجے جانے گی ویٹنگ روم میں قیام ہوا۔ حمزہ خان صاحب کوتوال شہر مع لڑکے کے ملنے آئے اور کھانا کھلایا۔ انکے دو بھائی ملنے آئے۔ اسکے بعد آل محمد صاحب اور شہر کے ہندو مسلمان ملاقات کو آئے۔ مولوی نور محمد صاحب مدرس بھی تشریف لائے۔ کچھ دیر کے بعد مستری جلال الدین اور ریاقت ریواں سے پہنچے۔ مستری جلال الدین اور ذوالفقار قدیمی بھائی ہیں انکا سارا گھر شریک سلسلہ ہے۔ قیام ریواں میں انہوں نے بڑی خدمت کی تھی۔ مستری رفیق کا لڑکا ہے۔ مستری رفیق نے ریل میں سوار کرانے کو بھیجا ہے۔

میں پلیٹ فارم پر کھڑا تھا کہ بمبئی جانے والی ڈاک گاڑی سامنے آئی جسمیں ڈاکٹر سید محمود نظر آئے۔ بمبئی جا رہے تھے۔ ناگہانی ملاقات سے ہم دونوں بہت مسرور ہوئے۔ انکو نمونیہ ہو گیا تھا۔ اب بھی چھاتی پر پھوڑا ہے مگر قومی خدمت میں مصروف ہیں۔

۶ بجے گاڑی آئی۔ کوتوال صاحب اور سب احباب جمع تھے کہ ایک اجنبی آدمی نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا۔ میں نے دیکھ کر پہچانا کہ ریواں کا لال محمد ہے۔ میں نے کہا تجھ سے مصافحہ نہ کرونگا۔ تو نے اپنے اعمال سے مجھ کو خواہ مخواہ رسوا کر دیا۔ تیری ماں اور بیوی کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ لال محمد آنسو بھر کر بولا ایک رات دن میں پہاڑ کو پیدل عبور کر کے آیا ہوں کہ آپکو دیکھوں اسکی محبت نے بیقرار کر دیا۔ میں نے آخر چھاتی سے لگایا۔ اور بہت نصیحت کی۔ امید ہے کہ اب وہ بدچلنی چھوڑ دے گا۔ امداد خان اور جلال الدین الہ آباد تک پہنچانے آئے۔ رات کو ساڑھے نو بجے الہ آباد پہنچا۔ مولوی وحید الدین صاحب بیسنے اور نائب ایڈیٹر صاحب رسالہ آئینہ اور راجہ میاں صاحب اور رحمت اللہ خان صاحب اور کریم بخش صاحب اور عبدالحمید نظامی چند بھائیوں سمیت استقبال کو موجود تھے۔ عبدالحمید کے مکان پر قیام ہوا۔ حضرت اکبر کی زندگی میں کبھی میں دوسری جگہ نہیں ٹھہرا۔ مگر اب عبدالحمید کی درخواست قبول کر لی۔ راجہ میاں صاحب کو اس سے بہت ملال ہوا وہ کہنے لگے جج صاحب کے تمام قرابت داروں اور خود ان کے گھر میں اس تبدیلی قیام کے سبب صدمہ ہے۔ میں نے معذرت کی کہ ان غریب بھائیوں کا بھی حق ہے۔

عبدالحمید نے بہت صاف اور شائستہ انتظام آرام کا کیا تھا کھانا مانگنے میں ایسی جلدی ہیں نے کی گویا اپنے گھر میں بیٹھا تقاضے کرتا ہوں۔ نماز پڑھی۔ کھانا کھایا اور سو گیا۔

۲۹ر جنوری:۔ صبح کئی عورت مرد بیعت ہوئے۔ کھانا کھایا۔ راجہ میاں صاحب اور سید حمایت حسین خواہرزادے جج صاحب ملنے آئے۔ انکے ہمراہ چھیدی میاں سے ملنے گیا جو حضرت اکبر کے دوست ہیں۔ بچپن سے مرتے دم تک دوستی تھی۔ ملکہ باغ باغ ہو گئے چراغ سحری ہیں۔ ان کو دیکھ کر حضرت اکبر کی یاد نے دل زخمی کیا۔ وہاں سے حضرت اکبر کی چھوٹی بہن سے ملنے گیا اور پھر ایک جگہ کہ یاد کا دل پر لگا۔ وہاں سے ریل پر آیا سب حضرات جمع تھے۔ محی الدین احمد صاحب نقرئی پان اور خاص صنعت کا ریشمی رومال تحفہ لائے تھے جس پر انکی اہلیہ نے ایک مصرعہ اور میرا نام کاڑھا تھا۔

مولوی وحید صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ایک بناوٹی مجذوب قلندر وہیں ملے۔ میرا گلوبند مانگا چونکہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کا وابستہ بنایا تھا۔ میں نے انکے ادب کے سبب گلوبند نذر کر دیا۔ شراب کی بو انکے منہ سے آتی تھی۔ گاڑی چلی۔ رات کو تونڈلہ پر مولانا عبدالماجد صاحب بدایونی سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے محبت کے بہت سے پان کھلائے باتیں کیں۔ ملکی و قومی حالات پر مباحثے ہوئے۔ صبح ہوئی آسمان پر تارے موجود تھے کہ آواز آئی دہلی آگئی۔ میں نے کہا لو سفر تمام ہوا۔

بیعت بھائیوں کی طویل فہرست اور بقیہ باتیں آئندہ شائع ہونگی انشاء اللہ۔

حور بانو کا خواب

میری لڑکی حور بانو نے ۲۸ر جنوری کو رات کے وقت خواب دیکھا کہ حضور رسول خدا صلعم تشریف لائے ہیں میں بھی ہمراہ ہوں حور بانو قدمبوسی کو جھکی حضور نے اسکے بازو پکڑے اور اس کو اپنی پشت پر بٹھا لیا اور کچھ دیر اس کو لئے ہوئے ٹہلتے رہے جسطرح بچوں کو پشت پر اٹھا کر اچھل کر چلا کرتے ہیں۔ حور بانو نے خیال کیا کہ حضور نے حضرت امام حسن و حضرت امام حسین کو بھی اسی طرح پشت پر بٹھا کر پھرایا تھا۔ کچھ دیر کے بعد اتار دیا۔ تو حور بانو نے ہاتھ جوڑ کر اور رو کر عرض کیا حضور دعا کیجئے حق مجھ کو دنیا سے اٹھا لے۔ میں بہت تکلیف میں ہوں۔ ناراض ہو کر فرمایا خبردار کبھی ایسی دعا نہ کرنا۔ یہ بہت بری بات ہے۔ بلکہ یوں دعا کرو کہ خدا تعالیٰ مشکل آسان کرے۔

میں نے اس خواب کی تعبیر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خانگی مشکلات کو آسان کرے گا اور تم اپنے باپ سے زیادہ خوش نصیب ہو کہ جمال جہاں آرا رسالت مآب صلعم کی زیارت میسر آئی۔ الحمد للہ۔

ماہ مارچ سنہ ۱۹۲۳ء — رجب المرجب ۱۳۴۱ھ

ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة

جلد ۲ — نمبر ۱۲

رسالہ

دین و دنیا

حمد

(از جناب شاد بالقابہ)

یارب ! زمیں بنائی، اور آسماں بنایا — اک لفظِ کُن سے تونے کون و مکاں بنایا
اے لامکاں کے والی ہر شان لا اُبالی — بخشا شرف یہ دل کو، اپنا مکاں بنایا
انسان کو ملک پر بخشا شرف کا خلعت — اور اپنا خاص اُس کو سترِ نہاں بنایا
دی عقل سی جو دولت اور عشق سی جو نعمت — صد شکر اس بشر کو کیا کامراں بنایا
گر درد تو نہ دیتا ہوتی نہ قدر دل کی — اس درد ہی نے دل کو مقصود جاں بنایا
اس خاک کے کھنڈر میں گل بوٹے ہیں ہزاروں — کیا خوشنما چمن یہ اے باغباں بنایا
پُتلا بنایا خاکی اور اُسمیں جان ڈالی — اپنی قضا کو اُسکا پھر پاسباں بنایا
کافی تھا تیرا سایہ۔ پھر کس لیئے خدایا — گنبد کی طرح ہمپر یہ آسماں بنایا
اک جان کے لیئے ہیں لاکھوں ہی آرزوئیں — کیا کیا بنے ہیں ساماں کیا کارواں بنایا
دوزخ بنا کے تونے تنبیہ کی بُروں کو — نیکوں کے واسطے کیا باغِ جناں بنایا
حور و پری و غلماں سب عیش کے ہیں ساماں — انساں کی خوشی کو کیسا مکاں بنایا
ہر اوج کے لیئے ہے لازم ہمیشہ پستی — فصلِ بہار آئی۔ دورِ خزاں بنایا
اپنا بنا کے اُسنے بیفکر کردیا شاد — ہر طرح شاد ہوں میں دل شادماں بنایا

ہر شے سے عیاں ہے شانِ رفعت تیری — ہر شے سے ہے آشکار صنعت تیری
ذرہ ذرہ سے تیری قدرت ہے عیاں — سبحان اللہ کیا ہے قدرت تیری
(اوج)

سرمایۂ نازِ بے نیازی تیری — سامانِ مراد کارسازی تیری
* دل سا ویران گھر بسایا تونے — اللہ اللہ دل نوازی تیری
(اسی)

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا — آتش پہ مغاں نے گیت گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے — انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

نعت

(از جناب مولانا اقبال احمد صاحب سہیل ایم اے)

محمد وہ کتابِ کون کا طغرائے پیشانی — محمد وہ حریم قدس کا شمع شبستانی
وہ مقصودِ دو عالم مستغاثِ قاصی و دانی — کیا جس نے مکمل نسخۂ اخلاقِ انسانی
محمد یعنی وہ نقشِ نخستیں کلکِ قدرت کا — محمد یعنی وہ امضائے توقیعاتِ ربانی
وہ فاتح جسکا پرچم اطلسِ زنگاریِ گردوں — وہ اُمّی جس کے آگے عقلِ کُل طفلِ دبستانی
وہ ناطق جسکے آگے مُہر بر لب طائرِ سدرہ — وہ صادق جسکی حق گوئی کا شاہد نطقِ ربانی
وہ حاذق جسکا تنہا نسخہ تنزیلِ فرقانی — دوائے جملہ علت ہائے نفسانی و روحانی
وہ گنجورِ معارف جسکے ہر ہر حرف میں پنہاں — نکاتِ فلسفی۔ اسرارِ نفسی۔ رازِ عمرانی
وہ شاہِ بوریا مسند سکھایا جسنے دُنیا کو — یہ اندازِ جہانگیری۔ یہ آئینِ جہانبانی
وہ جامع جس نے یکجا کردیئے بکھرے ہوئے دانے — مٹادی جسنے آکر باہمی تفریقِ انسانی
وہ درس آموزِ فطرت جسنے سب سے پہلے دُنیا میں — مبرہن کردیئے یکسر حقوقِ جنسِ نسوانی
وہ نساخِ مذاہب جس نے آکر کردیا باطل — فروغِ کیشِ زردشتی شکوہِ دینِ نصرانی
وہ کشافِ سرائر جسنے کھولا چند اشاروں میں — علومِ اولین و آخریں کا گنجِ پنہانی
وہ بادل جس کی گوہر باریِ جود و کرم سے تھا — فضائے آسماں پُرشکوہ سنجِ تنگ دامانی
وہ عادل جس کی میزانِ عدالت میں برابر ہے — غبارِ مسکنت ہو یا شکوہِ تاجِ سلطانی
خدا جانے خود اُس سرکار کا کیا مرتبہ ہوگا — غلامِ بارگہ جس کے کہیں ما اعظم شانی
وہ سلطانِ امم۔ فخرِ دو عالم۔ برزخِ کبریٰ — رسالت جسکی تصدیقی جلالت جسکی اذعانی
مبشر جسکی بعثت کا ظہورِ عیسیٰ مریم — مصدق جسکی عظمت کا لبِ موسیٰ عمرانی
تراشا جس کے ناخن کا ہلالِ آسمان منزل — غسالہ جس کے تلووں کا زلالِ آبِ حیوانی
وہ مصلحِ عقل و مذہب کو کیا شیر و شکر جسنے — وہ فارق جسنے کھولا پردۂ تعلیمِ رہبانی
مٹا کر خود کشی کی بزدلانہ رسم دُنیا سے — بنایا مشہدِ توحید ہر آئینِ قربانی

تفسیر قرآن مجید

گزشتہ سے پیوستہ

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ

ترجمہ:- اور انہیں سے جو ہمنے انھیں دے رکھا ہے خرچ کرتے ہیں۔

تشریح الفاظ:- مِن - سے اس جگہ تبعیض کے لئے ہے یعنی انہیں سے۔ کچھ۔ رزق۔ دینا۔ بخشنا۔ روزی کرنا۔ ہر وہ چیز جس سے ذی حیات فائدہ اٹھائیں خواہ وہ حلال ہو یا حرام۔ لیکن اس جگہ صرف حلال مراد ہے رزقناہم نے دیا ہم نے بخشا ہے۔ ہم نے روزی کیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جمع کا صیغہ ذات احدیت نے دینے لئے استعمال کیا ہے اس لئے قرآن پاک کے انداز تکلم کو واضح کردینا ضروری ہے۔ خدائے بالا و برتر بادشاہ بادشاہان اور مالک دوجہان ہے۔ وہ اپنے تکلم کے لئے چار طریقے استعمال کرتا ہے۔ ایک بصیغہ واحد جیسے ذرنی ومن خلقت وحیدا دوسرے بصیغہ جمع جیسے رزقناھم تیسرے بصیغہ مجہول جیسے کتب علیکم الصیام۔ چوتھے بصیغہ واحد غائب جیسے اللہ الذی خلقکم اس موقع پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ وحدت بلحاظ ذات ہے اور جمع بلحاظ اسماء و صفات ہے پس کسی صیغہ میں کوئی تکلف پیدا نہیں ہوتا۔

بنام آنکہ او نامے ندارد بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

انفاق (مادہ نفق) خرچ کرنا۔ خدا کی راہ میں صرف کرنا۔ خواہ وہ بصورت نفل ہو خواہ بصورت فرض۔ بیوی بال بچوں پر خرچ کرنا۔ صدقہ دینا۔ زکوٰۃ دینا سب کو انفاق شامل ہے۔

تفسیر:- پروردگار عالم اُن لوگوں کے اوصاف بیان کر رہا ہے جنکے لئے قرآن کریم ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ اُن کی پہلی صفت پرہیزگاری اور دوسری صفت ایمانداری بیان کی۔ ان صفات کا تعلق انسان کی خود اپنی ذات سے ہے یعنی اسکی روحانی تربیت اور تزکیہ باطنی سے آراستہ ہو۔ تیسری صفت اقامت نماز ارشاد ہوئی اور اسکا مطلب یہ ہے کہ عبد و معبود کے درمیان جو تعلق ہے وہ مستحکم ہو۔ اور فرائض عبدیت اور حقوق معبودیت کی انجام دہی میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہونے پائے۔ چوتھی صفت "انفاق" کے لفظ سے بیان ہوئی اور اس کے ذریعہ سے اُن تعلقات پر روشنی ڈالی گئی جو ایک بندہ دوسرے بندہ سے رکھتا ہے اور عباد کے جو حقوق بندہ کے ذمہ عائد ہوتے ہیں انکو واضح کیا گیا یعنی جو اپنے مال میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے اسکے ذریعہ سے یتیموں، اسیروں، مسکینوں اور مسافروں کی خبرگیری کیجاتی ہے بھوکوں کو کھانا اور پیاسوں کو پانی پلایا جاتا ہے ننگوں کی تن پوشی اور بیماروں کی تیمارداری عمل میں آتی ہے۔ رزقناھم یعنی جو ہمنے دے رکھا ہے" فرمانے سے اس امر کی جانب لطیف اشارہ ہے کہ جو کچھ تم ہماری راہ میں خرچ کر رہے ہو یہ کچھ تمہارا احسان نہیں ہے اور نہ اسپر تمہیں فخر کرنا چاہیئے کیونکہ جو کچھ تم صرف کر رہے ہو یہ اُسی کا بخشا ہے جو ہمنے اپنی مرحمت خسروانہ اور شفقت خداوندانہ سے تم کو عطا کیا ہے۔ اس انداز بیان کے ساتھ یہ بھی جتا دیا کہ ہماری نعمتوں کا شکریہ بھی اسی طرح ادا ہو سکتا ہے کہ تم اُن سے دوسروں کو فائدہ پہنچاؤ پھر قابل غور یہ بات ہے کہ یہ ارشاد نہیں ہوا کہ ہمنے جو کچھ دیا ہے وہ سب کا سب دے ڈالتے ہیں بلکہ ارشاد ہوا ہے کہ انہیں سے کچھ دیتے ہیں۔ یہ گویا اسراف سے بچنے اور اعتدال و کفایت شعاری اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کیونکہ جب خدا کی راہ میں بھی جو بہترین مصرف ہے کھو بیٹھنا باعث تقرب الٰہی ہے تو خدا داد نعمتوں کو صارف بیجا میں صرف کرنا کس قدر مذموم اور قابل نفرین ہوگا۔

بعض مفسرین نے اس آیت کریمہ سے زکوٰۃ مراد لی ہے اور بالکل درست ہے صرف اتنی بات ہے کہ آیت کا مفہوم عام ہے اور زکوٰۃ کا مفہوم خاص ہے۔ آیت کریمہ میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ مال کی تخصیص نہیں ہے اور اس لئے اسکا مطلب باسانی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا نے جو کچھ دیا ہے خواہ وہ مال ہو۔ خواہ علم ہو۔ خواہ فیوض روحانی ہوں۔ خواہ طاقت جسمانی ہو اُسے خدا کی راہ میں خدا کے نیک بندے خرچ کرتے ہیں پس جو لوگ دولت مند ہیں اُنپر اپنی دولت کا ایک حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرنا فرض ہے۔ جو علماء ہیں انھیں چاہیئے کہ خدا کے لئے جہلا کو علم کی دولت سے حصہ دیں۔ جو لوگ طاقت جسمانی رکھتے ہیں وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کمزوروں اور اپاہجوں کی دستگیری کریں جن لوگوں کو خدا نے انوار باطنی سے مالا مال کیا ہے انھیں لازم ہے کہ ان فیوض روحانی کو مستحقین تک پہنچائیں۔ ارباب تصوف کے نزدیک ہر چیز کی زکوٰۃ ہے جو اُسی جنس کی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک کی روایت ہے کہ "گھر کی زکات یہ ہے کہ اسمیں مہمانوں کی فرودگاہ ہو"۔ اہل شریعت کی زکوٰۃ مال ہے لیکن اہل طریقت کی زکوٰۃ جان ہے۔

آن درم دادن سخی را لائق ست جاں سپردن خود سخائے عاشق ست

دولتمندوں کا انفاق (خدا کی راہ میں دینا) یہ ہے کہ اہل حاجت کی مدد کریں۔ ارباب عبادت کا انفاق یہ ہے کہ عبادت سے جی نہ چرائیں۔ عارفوں کا انفاق یہ ہے کہ دلوں کو معرفت کی حقیقتوں سے محروم نہ رکھیں۔ اہل عشق کا انفاق یہ ہے کہ اپنی جانوں سے دریغ نہ کریں امرا کا انفاق یہ ہے کہ جیبوں سے مال نکالیں اور فقرا کا انفاق یہ ہے کہ دل سے ماسوا اللہ کو دور کریں۔ الحتصر آیت کریمہ میں پہلے ایمان کا ذکر کیا گیا جو دل سے متعلق ہے پھر نماز کا تذکرہ ہوا جو بدن سے تعلق رکھتی ہے پھر زکوٰۃ کی بحث آئی جو مال سے وابستہ ہے اور یہ تینوں باتیں تمام عبادات کا مجموعہ ہیں۔ ایمان باعث نجات ہے۔ نماز ایک طرح کی مناجات۔ اور زکوٰۃ وسیلۂ ترقی درجات ہے (باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم

گذشتہ سے پیوستہ

درمیان گریہ خوابش در ربود دید در خواب او کہ پیرے رو نمود

ترجمہ: - روتے روتے بادشاہ کو نیند آگئی۔ اُس نے خواب میں ایک پیرمرد کو دیکھا

مطلب: عموماً یہی خواب میں پاکیزہ صورت سفید ریش بزرگ ہی نظر آتے ہیں جو دل شکستہ لوگوں کو مژدۂ کامیابی سناتے ہیں چنانچہ بادشاہ نے بھی خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا۔

گفت اے شہ مژدہ حاجاتت رواست گر غریبے آیدت فردا ز ماست

ترجمہ: - پیرمرد نے کہا اے بادشاہ تجھے مژدہ ہو کہ تیری حاجتیں پوری ہوگئیں۔ اگر کل تیرے پاس کوئی مسافر آئے تو اُسے ہماری طرف سے سمجھنا۔

لغات: - غریب۔ مسافر۔ اجنبی۔

مطلب: - پیرمرد نے بادشاہ کو خوشخبری دی کہ اب غم نہ کر خدا نے تیری دعا قبول فرمائی۔ کل تیرے پاس ایک نیا آدمی آئیگا چونکہ تو طبیبوں سے بدگمان ہو چکا ہے اسلئے میں تجھے سمجھائے دیتا ہوں کہ اس سے بدگمان نہ ہونا وہ ہمارا فرستادہ ہوگا۔

چونکہ آید او حکیم حاذق ست صادقش دان کو امین و صادق ست

ترجمہ: - جو آئیگا وہ حکیم حاذق ہے۔ اُسکو سچا سمجھنا کیونکہ وہ سچا اور دیانتدار ہے۔

لغات: - حاذق۔ عقلمند۔ دانا۔ نکتہ رس۔ امین۔ امانتدار۔ متدین۔

مطلب: - بادشاہ عالم خواب میں ہے۔ اور پیرمرد اُس سے کہہ رہا ہے کہ کل جو مسافر تمہارے پاس آئیگا وہ بڑا ہوشمند حکیم ہے اور صادق و متدین بھی ہے تم اسکو ایسا ہی سمجھنا اور اُن طبیبوں میں اُسے شمار نہ کرنا جو جھوٹے دعوے کرکے تمہیں دھوکا دے چکے ہیں۔

در علاجش سحر مطلق را ببیں در مزاجش قدرت حق را ببیں

ترجمہ: - اُس کے علاج میں سحر مطلق دیکھنا۔ اُسکے مزاج میں قدرت الٰہی کا تماشا دیکھنا

لغات: - مطلق۔ آزاد۔ بے قید۔ کامل۔ بعض کے نزدیک سحر کی دو قسمیں ہیں سحر مقید یعنی وہ جادو جو اجرام فلکی یا اجسام سفلی سے تعلق رکھتا ہے دوسرے سحر مطلق یعنی وہ اثر جو اسمار الٰہی اور آیات قرآنی کے وظیفوں سے مترتب ہوتا ہے اسلئے یہاں سحر مطلق سے کرامت مراد ہے۔

مطلب: - پیرمرد بادشاہ سے کہتا ہے کہ اس حکیم حاذق کا علاج جادو کی طرح سریع الاثر ہوگا اور اُس کی ذات میں تمکو خدا کی قدرت نظر آئے گی۔

خفتہ بود آں خواب دید آگاہ شد گشتہ مملوک کنیزک شاہ شد

ترجمہ: - بے خبر تھا۔ یہ خواب دیکھکر باخبر ہوگیا۔ کنیز کا بندہ بنا ہوا تھا اب شاہ ہوگیا

مطلب: یعنی بادشاہ اس حالت میں سویا تھا کہ چارہ و تدبیر کی تمام راہیں مسدود تھیں اور اُسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیا کرنا چاہیئے لیکن خواب دیکھکر اُس کی یہ بیخبری دور ہوگئی اور اُس کو ایک چارہ کار نظر آیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کنیز کے متعلق وہ قید غم میں اسیر تھا اس سے آزاد ہوگیا۔

چوں رسید آں وعدہ گاہ و روز شد آفتاب از شرق اختر سوز شد

ترجمہ: جب وعدہ کا وقت آپہنچا۔ دن ہوا اور آفتاب مشرق سے نکلکر ستاروں کو غائب کردیا۔

لغات: - وعدہ گاہ۔ وقت وعدہ۔ زمان وعدہ۔ شرق۔ مشرق۔ اختر سوز ستارہ کا جلانے والا یعنی غائب کرنے والا۔

مطلب: - جب دن ہوا۔

بود اندر منظرہ شہ منتظر تا ببیند آنچہ بنمودند سر

ترجمہ: - بادشاہ دریچہ میں بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا تاکہ جو راز بتایا گیا ہے اُسے (آنکھ سے) دیکھے۔

لغات: - منظرہ جائے نظر۔ غرفہ۔ دریچہ۔ جھروکہ۔ سر۔ راز۔ بھید۔

مطلب: - صبح ہوتے ہی بادشاہ ایسے دریچہ میں جا بیٹھا جہاں سے محل کی طرف آنے والوں کو وہ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اور خواب میں اُسے جو بشارت دی گئی تھی اُس کے پورا ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

دید شخصے کاملے پرمایہ آفتابے درمیان سایہ

ترجمہ: - اُس نے ایک شخص کامل اور صاحب مایہ دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب سایہ کے درمیان تھا

لغات: - کامل۔ صاحب کمال۔ پرمایہ۔ محامد و فضائل سے بھرا ہوا۔

مطلب: - بادشاہ عالم انتظار میں تھا کہ یکایک اُس نے ایک شخص کو دیکھا جو صاحب فضل و کمال معلوم ہوتا اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ گویا فضا ایک سایہ ہے اور اُسمیں ایک آفتاب چمک رہا ہے۔ آفتاب سے تشبیہ دینے میں ایک طرف تو بعد مسافت کیجانب اشارہ ہے اور دوسری طرف چہرہ سے۔ انوار فضل و کمال کی تجلی مراد ہے۔

می رسید از دور مانند ہلال نیست بود و ہست بر شکل خیال

ترجمہ: - ہلال کی طرح دور سے نظر آرہا تھا۔ ایک خیالی شکل کی طرح تھا اور نہیں تھا۔

مطلب: جسطرح پہلی رات کا چاند اپنی نزاکت و باریکی کی وجہ سے کبھی نظر آتا ہے اور کبھی نظر سے اوجھل ہوجاتا ہے اسی طرح یہ شخص دور سے کبھی نظر آتا تھا اور کبھی راستہ کے پیچ و خم میں روپوش ہوجاتا تھا گویا وہ ایک خیالی شکل کی مانند تھا جو قائم فی الذہن ہونیکی وجہ سے موجود کہی جاسکتی ہے لیکن خارج میں اُس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے اُسے معدوم بھی کہہ سکتے ہیں۔ ہلال کیساتھ تشبیہ دینے سے تین باتیں مراد ہیں (۱) فاصلہ (۲) بادشاہ کا اشتیاق کیونکہ ہلال عموماً بڑے اشتیاق سے دیکھا جاتا ہے (۳) انوار قدس کی تنویر (باقی آئندہ)

شرح دیوان حافظ

گزشتہ سے پیوستہ

چو کحل بینش ما خاک آستان شماست کجا رویم بفرما ازیں جناب کجا

ترجمہ: - آپ کے آستانہ کی خاک تو ہماری بینائی کا سرمہ ہے۔ فرمائیے اس بارگاہ کو چھوڑ کر ہم کہاں جائیں۔

لغات: - کحل۔ سرمہ۔ بینش۔ بینائی۔ کحل بینش۔ وہ سرمہ جس سے بینائی پیدا ہو یا قایم رہے۔ خاک۔ مٹی۔ گرد و غبار۔ جناب۔ آستان۔ بارگاہ۔ درگاہ۔

مطلب: - آپ کے آستانہ کی خاک سے ہماری بینائی قائم ہے۔ اگر یہ سرمہ نہ ہو تو ہم تو بینائی کو کھو بیٹھیں۔ بینائی کے بغیر زندگی بالکل بے لطف ہے اور یہ کہ جب اس آستانہ سے اٹھے اور بینائی جاتی رہی تو فیصلہ بھی دشوار ہے کہ ہم کہاں کا قصد کریں کیونکہ ہم کو تو کچھ نظر نہیں آتا بس ہم اس آستانہ کو چھوڑ کر کہاں جائیں یعنی کہیں نہیں جا سکتے۔

قرار و خواب ز حافظ طمع مدار اے دوست قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا

ترجمہ: - اے دوست حافظ سے چین اور نیند کی امید نہ رکھ اسے تو خبر بھی نہیں کہ چین سے کہتے ہیں، صبر کیا چیز ہے اور نیند کہاں ہے۔

لغات: - قرار۔ چین۔ سکھ۔ طمانیت دل۔ صبوری۔ صبر۔ سکون۔

مطلب: - حافظ کو بتا دو بجوار کہ تم صبر کی تلقین اور خواب کی تاکید کیا کرو اور اپنے دل میں سمجھتے ہو کہ وہ ایسا کر سکے گا اس کی حالت تو ایسی ہو رہی ہے کہ گویا وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ چین کسے کہتے ہیں۔ صبر کس کا نام ہے اور خواب کہاں ہے پس اس سے ان باتوں کی امید نہ رکھو۔

غزل

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

ترجمہ: - اگر وہ محبوب شیرازی میری دلداری کرے تو میں اس کے خال ہندو کو سمرقند و بخارا بخش دوں۔

لغات: - دل بدست آوردن۔ دلداری اور دلجوئی کرنا۔ سمرقند و بخارا۔ فارس کے دو مشہور شہر جو حسن جمال اور نزاکت و لطافت کے لئے خاص طور پر ممتاز ہیں خال ہندو سیاہی اور سیاہ چیزوں کو ہندوستان اور ہندو سے تشبیہ دیتے ہیں کیونکہ سیاہ رنگ ہندوستان کے لئے مخصوص مانا گیا ہے۔

مطلب: - خواجہ حافظ کا یہ بہت مشہور اور معرکۃ الآرا شعر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر شیراز کا وہ محبوب میری دلداری اور دلجوئی کرے تو اس عنایت و نوازش کے صلہ میں میں اس کے تل کو سمرقند و بخارا بخش دوں۔ محبوب شیراز کی رعایت سے سمرقند و بخارا بخشنا اور پھر وہ بھی ہندو کے خال کو (جو کوئی بہ ظاہر [illegible] نام آتے ہوئے اپنی جگہ پر لطف سے خالی نہیں کیونکہ ایک دوسرے ملک کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے) شاعرانہ نقطۂ نظر سے نہایت پر لطف ہے چونکہ اُن دنوں ایران کا نپولین یعنی تیمور ہندوستان کی فتوحات میں مصروف تھا اس لئے ممکن ہے حافظ صاحب نے خال ہندو کی تخصیص میں یہ لطیف کنایہ مخفی رکھا ہو۔ کہتے ہیں کہ جب میر تیمور شیراز پہنچے تو انھوں نے کمال قدر دانی سے حافظ صاحب کو دربار میں بلایا اور اپنے ایک معتمد سے کہا کہ حافظ صاحب کو دس ہزار اشرفیاں ہماری نذر کے لئے وصول کرو۔ حافظ نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں اتنی استطاعت نہیں رکھتا۔ امیر نے فرمایا کہ آپ ایک ہندو کے خال کو تو سمرقند و بخارا دے ڈالتے ہیں اور میرے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔ بلبل شیراز نے کہا انھی بے تشبیہوں کا تو نتیجہ ہے کہ ایسی اس قابل نہیں رہا۔ امیر کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور حافظ صاحب کو انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔

اگر شعر کو متصوفانہ نظر سے دیکھیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر وہ ترک شیرازی یعنی محبوب حقیقی میری دلداری کرے۔ میری تمنائے دیدار اور آرزوئے جذب و فنا کو بر لائے تو میں اس کے ہندوئے خال یعنی جلوۂ ذات پر کیونکہ سیاہی اور تاریکی سے بیشتر اربابِ تصوف کے نزدیک جلوۂ ذات مراد ہوتا ہے جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں سیاہی چوں بہ بینی عین ذات است درو جا ہے پُر از آب حیات است) سمرقند و بخارا دو شہر یعنی دونوں جہان (دین و دنیا) نثار کر دوں۔

بدہ ساقی مے باقی کہ در جنت نخواہی یافت کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلی را

ترجمہ: - اے ساقی جو شراب رہ گئی ہے وہ بھی دیدے، کیونکہ جنت میں نہر رکنا باد کا کنارہ اور مصلی کی گلگشت میسر نہیں آئے گی۔

لغات: - جنت۔ وہ باغ جس میں شاخ و برگ اور غنچہ و گل کی کثرت سے زمین چھپ جائے۔ بہشت یعنی وہ باغ پُر بہار جو ایمان والوں کو حشر و نشر کے بعد رہنے کے لئے عطا ہوگا۔

آب۔ دریا۔ نہر۔ چشمہ۔ رکنا باد۔ شیراز کے ایک چشمہ کا نام۔ مصلی۔ جائے نماز۔ عیدگاہ۔ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں شیراز کی عیدگاہ ایک بڑی تفریح گاہ اور سبزہ زار میں واقع تھی۔ جہاں ارباب تفریح اپنی دلچسپیوں کے لئے اور پرہیزگار طاعت و عبادت کے لئے جایا کرتے تھے +

مطلب: - اے ساقی جو شراب باقی رہ گئی ہو وہ بھی دیدے تاکہ اس کے سرور و خمار کا لطف ہم اٹھا لیں کیونکہ جنت میں چشمہ رکنا باد اور باغ مصلی کا لطف کہاں ملیگا معنوی مطلب یہ کہ طاعت و عبادت کا موقعہ صرف دنیا ہی میں ہے جنت میں سب کچھ ہوگا مگر طاعت کی یہ پُر لطف تنہائی و [illegible] دیدار الٰہی کی یہ شوق آفرینیاں میسر نہ ہوں گی۔

شرح گلستاں

گذشتہ سے پیوستہ

یکے از متعلقان منش بر حسب واقعہ مطلع گردانید کہ فلاں عزم کرد است و نیت جزم کہ بقیت عمر معتکف نشیند و خاموشی گزیند تو نیز اگر توانی سر خویش گیر و مجانبت پیش۔

ترجمہ:۔ میرے متعلقین میں سے کسی نے اسے اصل واقعہ سے آگاہ کیا کہ فلاں (سعدی) نے مضبوط ارادہ اور پکی نیت کر لی ہے کہ باقی عمر گوشہ نشین رہے اور خاموشی اختیار کرے۔ تم بھی اگر تم سے ہو سکے اپنی راہ لو اور اس سے علیحدگی اختیار کرو۔

لغات:۔ عزم۔ پکا ارادہ۔ جزم۔ مستقل۔ مضبوط۔ مجانبت۔ ایک دوسرے سے الگ ہونا۔ دور رہنا۔ اجنبی بننا۔ کنارہ گیر ہونا۔

مطلب:۔ جب اسے آزردہ دیکھا تو میرے متعلقین میں سے کسی نے اس سے کہا کہ تم آزردہ کیوں ہوتے ہو سعدی نے تو یہ قطعی فیصلہ اور مستحکم ارادہ کر لیا ہے کہ اب وہ اپنی باقی عمر گوشہ نشینی اور خاموشی میں بسر کرے اگر تم مناسب سمجھو تو میری رائے میں اب تم اس کے سر نہ ہو بلکہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو اور اپنی راہ لو۔

گفتا بعزت عظیم و صحبت قدیم کہ دم نیارم و قدم انداز مگر آنکہ سخن گفتہ شود بعادت مالوف و طریق معروف کہ آزردن دل دوستاں جہل ست و کفارہ یمین سہل۔

ترجمہ:۔ اس نے کہا کہ خدا کی عزت اور اس پرانی دوستی کی قسم میں اسوقت تک نہ تو بات کرونگا نہ اس جگہ سے ہلونگا جب تک حسب دستور اور حسب عادت گفتگو نہیں کیجائیگی (یاد رکھو) کہ دوستوں کا دل آزردہ کرنا نادانی ہے اور قسم کا کفارہ دیدینا آسان ہے۔

لغات:۔ دم برآوردن۔ بات کرنا۔ قدم برنداشتن۔ نہ جانا۔ مالوف آشنا۔ مانوس۔ معروف۔ جیسا کہ ہو رہا ہے جس کی عادت ہے یمین قسم کفارہ وہ تاوان جو بصورت نماز یا بصورت روزہ یا بصورت زر ایک قسم توڑ کر ادا کرنا ہوتا ہے۔

مطلب:۔ حضرت سعدی کے ارادہ کا حال سنکر اُن کے دوست نے کہا کہ خدا کی قسم میں تو اُس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤنگا جب تک وہ حسب معمول مجھ سے بات چیت نہیں کرینگے اور جب تک حسب عادت مجھ سے بات چیت نہ کرینگے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اگر قسم بھی بلادلیل ہو اور دوست اُس کے برخلاف اصرار کر رہا ہو تو قسم کا کفارہ دیدینا اس سے آسان ہے کہ دوست کو آزردہ کیا جائے۔

خلاف راہ صواب است و عکس رای اولوالالباب ذوالفقار علی در نیام و زبان سعدی در کام

ترجمہ:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تلوار کا میان میں ہونا اور شیخ سعدی کی زبان کا تالو میں ہونا (ایسی بات ہے) ٹھیک طریقہ کے خلاف اور عقلمندوں کی رائے کے برعکس ہے۔

لغات:۔ خلاف۔ مخالف۔ برعکس۔ الٹا۔ صواب۔ درست۔ صحیح ٹھیک اولو۔ جمع والا الباب۔ لب کی جمع۔ عقل۔ دانش۔ ذو۔ مالک۔ صاحب۔ فقار فقرہ کی جمع۔ مہرہ (حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تلوار کی پشت پر مہرے بنے ہوئے تھے جیسے انسان کی پشت پر گردن تک مہرے ہوتے ہیں اس لئے اُسے ذوالفقار یعنی مہروں والی تلوار کہتے تھے) زبان در کام۔ خاموش ہونا۔

مطلب:۔ حضرت سعدی کے دوست نے کہا اجی یہ کون مان سکتا ہے کہ سعدی جیسا گویا اور کبھی خاموش نہ رہنے والا خاموش ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایسی بات ہے کہ حضرت علی کی تلوار کے متعلق کوئی کہدے کہ وہ غلاف میں بند پڑی ہے یعنی کوئی عقلمند تسلیم نہیں کر سکتا کہ ذوالفقار یا زبان سعدی اپنے کام سے باز رہ سکتی ہے۔

قطعہ۔ زبان در دہاں اے خردمند چیست کلید در گنج صاحب ہنر
چو در بستہ باشد چہ داند کسے کہ جوہر فروش ست یا پیلہ ور

ترجمہ:۔ اے عقلمند، زبان منہ میں (گویا) اہل ہنر کے خزانہ کی کنجی ہے۔ اگر دروازہ بند کر لیا جائے تو کوئی کیا جانیگا کہ (گھر میں) جواہرات بیچنے والا ہے یا آبگینہ فروش ہے (یا اگر زبان بند ہو تو کسی کو کیا معلوم ہوگا کہ یہ شخص جوہر فروش (عقلمند) ہے یا کانچ کے موتی بیچنے والا (بیوقوف) ہے۔

لغات:۔ پیلہ۔ ریشم کے کیڑے کا خول۔ نیز کانچ کے موتی (پوت) پیلہ ور سقط فروش بساطی

مطلب:۔ زبان ہی سے انسان کی علمی اور عقلی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے اگر زبان بند کر دی جائے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شخص عقلمند ہے یا بے وقوف ہے۔

قطعہ۔ اگرچہ پیش خردمند خامشی ادبست بوقت مصلحت آں بہ کہ در سخن کوشی
دو چیز طیرۂ عقل ست دم فرو بستن بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ترجمہ:۔ اگرچہ عقلمند کے نزدیک خاموشی رہنا تہذیب ہے لیکن مصلحت کے وقت یہ بہتر ہے کہ تم بات کرنے کی کوشش کرو دو باتیں عقل کی خفت ظاہر کرتی ہیں ایک چپ رہنا بولنے کے وقت دوسرا چپ رہنے کے وقت بولنا

لغات:۔ طیرہ خفت سبکی جس [illegible] وقوفی۔ بے مغزی۔

مطلب:۔ خاموشی اگرچہ [illegible] [illegible] بولنا [illegible] جب ضرورت ہو جب موقع ہو تو بات کرو [illegible] بیوقوفی پر دلالت کرتی ہیں ایک یہ کہ جب چپ رہنے کا موقع ہو تو آدمی بولتا رہے اور جب بولنے کا موقع ہو تو چپ رہے۔ (باقی آئندہ)

قرآن کا انداز بیان

ابن القیم کا قول ہے کہ قرآن کے انداز بیان پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ایک بادشاہ جو تمام ملک کا مالک اور تمام مخلوق کا منتہا و ارث ہے۔ ہر ایک کام کی باگ اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے کوئی چھوٹی اور بڑی بات ایسی نہیں جو کام اس کا معبود اور مور اس مالک الملک کے سوا کوئی اور ہو۔ وہ عرش عظیم پر مستوی ہے اور اس کے اطراف مملکت کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی مخفی نہیں۔ وہ اپنی ذات اور وہ اپنے بندوں کے دلی رازوں کا عالم اور کھلی اور ڈھکی بات کا جاننے والا اور اپنی مملکت کی تدبیریں فرماتا ہے، وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے، عطا فرماتا ہے، روکتا ہے، ثواب دیتا ہے، عذاب کرتا ہے، عزت دیتا ہے، ذلیل بناتا ہے، پیدا کرتا ہے، رزق دیتا ہے، مارتا ہے، جلاتا ہے، قضا و قدر فرماتا ہے، اور تمام کاموں کی درستی کرتا ہے۔ چھوٹے اور بڑے تمام کام اسی کی طرف سے نازل ہوتے، اور اسی کی جانب صعود کرتے ہیں بغیر اس کے حکم کے ایک ذرہ نہیں ہل سکتا اور بلا اس کے علم کے کوئی پتا ٹوٹ کر نہیں گرتا۔ پھر اب تامل کرو۔ کہ وہ مالک الملک اور احکم الحاکمین کس طرح اپنی ثنا فرماتا، اپنی بزرگی کا اظہار اور اپنی تعریفوں کا شمار کراتا۔ اور اپنے بندوں کو نصیحت فرماتا ہے وہ اپنے بندوں کو نیک فلاح و سعادت کی باتیں بتاتا اور ان کے زیر عمل لانے کی رغبت دیتا ہے۔ انکو ایسی باتوں سے پرہیز کرنیکی ہدایت کرتا ہے جس میں مبتلا ہو کر وہ ہلاک ہو جائیں گے اور انھیں اپنے ناموں اور صفتوں کی شناخت کراتا۔ ان کو اپنی نعمتوں اور انعاموں کی محبت دلاتا، اور یہ یاد دلاکر کہ دیکھو میں نے تم پر ایسے احسانات کیے ہر ایک شخص ایسی باتوں کا حکم دیتا ہے۔ جس کے کرنے سے وہ تمام نعمت کے مستوجب ہوتے ہیں اور بندوں کو اپنے ناراض ہو جانے سے ڈرا کر یہ بات بتاتا ہے اگر تم میری اطاعت کروگے تو تمہارے واسطے کیا عزت و منزلت مقرر کی گئی ہے اور اگر تم نافرمانی کروگے تو اس کے معاوضہ میں تمہیں کیسی سخت سزا بھگتنی پڑے گی، وہ مالک و خالق اپنی کم فہم بندوں کو بتاتا ہے کہ اُس کا برتاؤ اپنی دوستوں اور دشمنوں سے کس قسم کا ہوگا اور ان دونوں فرقوں کا انجام کیسا ہوگا۔ پھر وہ ... دیکھو گا۔ ... اپنا اور انکی عمدہ صفتوں کا بیان فرماتا ہے ... کا پردہ کھولتا اور ان کی بری عادتوں ... فرماتا ہے اُس نے دلیلوں اور برہانوں سے ہر ایک بات کی مثال دی ہے۔ وہ اپنی دشمنوں کے شبہوں کو اچھی جوابات دیکر دور کرتا ہے، سچے کو سچا اور جھوٹے کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ حق بات فرماتا، راستہ دکھاتا اور سلامتی اور امن کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔ پھر اُس مقام کی صفتیں وہاں کی خوبیاں اور اُس جگہ کی نعمتیں شمار کراتا اور بتاتا ہے۔ دار البوار (عذاب) ہلاکت کے گھر سے ڈرا کر وہاں کے عذاب، خرابی اور تکلیفوں کا بیان کرتا ہے اور بندوں کو بتاتا ہے کہ تم لوگ میرے ہر حال محتاج ہو۔ ہر ایک طرح تم میرے ہی محتاج ہو جو تم کو ... پڑے گا۔ تم مجھ سے ایک پل بھر بھی مستغنی نہیں رہ سکتے۔ اور یہ بھی بتا دیتا ہے۔ کہ مجھ کو تمہاری کوئی پروا نہیں۔ بلکہ تمام موجودات سے میری ذات غنی ہے۔ وہ ذات واجب ہے بنفس نفیس غنی ہے اور اُس کے ماسوا سب اسی کے محتاج ہیں۔ کوئی شخص ایک ذرہ بھر یا اس سے زائد و کم بھلائی بجز اس کی عنایت و مہربانی کے ہرگز نہیں پا سکتا اور نہ کوئی ذرہ یا کم و بیش حصہ بشر کا بجز اس کے عدل و حکمت کی مدد کے کسی مخلوق کے حصے میں آسکتا ہے۔ وہ اپنے خطاب میں اپنے دوستوں پر نہایت لطیف عتاب بھی فرماتا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ انکی غلطیوں کو معاف کرتا۔ ان کی لغزشوں سے درگذر فرماتا اور ان کی معذرتوں کو سنتا اور ان کی خرابیوں کو دور فرما کر انکا بچاؤ کرتا انھیں مدد دیتا ان کو اپنے سایۂ رحمت میں لے کر ان کی تمام ضرورتوں کا کفیل بن جاتا ہے۔ انکو ہر ایک آفت سے نجات دیتا ہے اور ان سے اپنا مقدس عدہ پورا کرتا ہے۔ کہ وہی انکا ولی ہے اور بجز اس کے کوئی ان کی سرپرستی نہیں کر سکتا لہذا وہی انکا سچا مولے ہے اور انکو ان کے دشمنوں پر غالب بناتا ہے پس وہ کیا اچھا مولے اور مددگار ہے!! اور جبکہ لوگوں کے دل قرآن کے مطالعہ سے ایک ایسے عظیم الشان بادشاہ جواد، رحیم اور جمیل کا مشاہدہ کرلیں گے جس کی یہ شان ہے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ وہ اُس احکم الحاکمین سے محبت نہ کریں اور اُس کا قرب تلاش کرنے سے جان و مال قربان کرکے ایک دوسرے پر فوقیت لیجانے کی سعی میں مصروف نہوں؟ بیشک وہ اسے صدا اپنی جانب ... اُسکی محبت حاصل کرنے میں سرگرم رہیں گے اور تمام ماسوا سے بڑھکر اُسے اپنا محبوب بنائیں گے اور اسکی رضامندی اسکے ماسوا رضامندی پر ترجیح دیں گے اور خدا کی یاد، اسکی محبت، اُس کے دیدار کا شوق اور اُس کے نام سے انس رکھنا کیوں نہ انکے دل کی غذا ہوگا؟ بیشک پھر تو بندوں کی یہ حالت ہوگی۔ کہ یہی باتیں اُن کی غذا، قوت دینے والی، اور دوا بنجائیں گی ورنہ یہ صورت پیدا ہوگی۔ کہ ان چیزوں کے فقدان سے اُن کے دلوں میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ جو انکو ہلاک کردے گا اور وہ اپنی زندگی سے کبھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔

سنبھل کے چل

(از جناب ...)

رو دن کی زندگی میں نہ اتنا اچھل کے چل ۔۔۔ بانشت ... نہ اکڑ کر اچھل کے چل
ناانتظامیِ زمانہ کی ... ۔۔۔ ہے خدا ... تو باہر نکل کے چل
آدم کی چال ... ۔۔۔ ہرگز نہ ... میں کسی بد عمل کے چل
رفتار ناو رست ... ۔۔۔ ناداں اکڑ کے چلنے سے بہتر سنبھل کے چل
گو چل چلاؤ پر ہیں سبھی سوئے انقلاب ۔۔۔ لیکن یہ کیا ضرور ... منہ میں اجل کے چل
پھینکا ہے جس نے جامۂ ہستی اتار کے ۔۔۔ نقش قدم پہ تو اسی خیر العمل کے چل
شاعر ہزاروں آئے گئے اس جہان پر ۔۔۔ جو چال وہ چلے میں ... چال چل کے چل
نزہت زبان میں بات نہ ... کوئی ۔۔۔ سید ... زبان سے ... غزل کے چل
نا قدردان ... ۔۔۔ اس ... زمیں سے اور نہیں تو نکل کے چل

مسلمانوں کو حصول دولت کی تعلیم

مذہب اسلام دولت کو قومی زندگی اور قومی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ خیال کرتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ عنقریب آنیوالا ہے جسمیں لوگوں کو اپنے دینی اور دنیوی امور کی درستی کیلئے درہم اور دینار کی ضرورت ہوگی۔ آنحضرت کے اصحاب میں ایسے دولتمند موجود تھے جنکا عطیہ ایک فوجی حملہ کی تیاری کیلئے کافی ہوجاتا تھا جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ظہور میں آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تعریف میں فرمایا "نعم المال الصالح للرجل الصالح" کیا اس کے بعد بھی کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اسلام دولت و ثروت کے منافی ہے خصوصاً ایسے زمانہ میں جس کی نسبت آپ نے ہمکو خبر دی ہے۔ بیشک اس زمانہ میں ہم پر واجب ہے کہ ہم مذہب اسلام کے ان احکام کو ظاہر کریں جو اس نے محنت اور کوشش اور کسب دولت کے باب میں ہم کو دیئے ہیں تاکہ مسلمانوں کو سستی اور کاہلی کی قید سے نجات حاصل ہو۔ اور وہ تمام بدگمانیاں رفع ہوں جو بعض تعلیم اور تہذیب کے مدعی رکھتے ہیں کیونکہ عام مسلمانوں میں مذہب کی طرف سے صرف ایسی ہی باتیں پہنچی ہیں جو انکو محنت اور کوشش اور کام کرنے سے نفرت دلاتی اور کسب دولت سے دور کرتی ہیں یہ ایک ایسی ہدایت ہے جسمیں حکمت نبوی کی رعایت نہیں کی گئی ہے کہ قلوب کے معالجہ کیلئے موافق اور مناسب ترین دوا تجویز ہونا چاہیئے۔

جس قسم کی ہدایتیں بعض علما کرتے ہیں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکا سواں حصہ بھی دولت سے کراہت کرنیکا لوگوں کو دیتے تو غالباً صحابہ کرام میں ایک شخص بھی ایسا نہ ملتا جو ایک حبہ کا مالک ہوتا۔ کیونکہ وہ آپ کے احکام کی نہایت سختی کے ساتھ اطاعت کرتے تھے۔ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برخلاف ہے کسب دولت کی ترغیب دینے والے احکام قرآن مجید میں موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشمار حدیثیں اس زمانہ کی تمدنی کتابوں کی نسبت زیادہ تر ترغیب دیتی ہیں۔ خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ "ولا تنس نصیبک من الدنیا" اور فرمایا ہے کہ "فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "دنیا ایک اچھی سواری ہے تم اسپر سوار ہوجاؤ وہ تم کو آخرت میں پہنچا دیگی۔ اور نیز فرمایا ہے کہ تم میں بہتر وہ شخص نہیں جو آخرت کی وجہ سے دنیا کو چھوڑدے اور نہ وہ جو دنیا کی وجہ سے آخرت [illegible] [illegible] اسکو بھی" اور نیز فرمایا ہے کہ "حلال کا طلب کرنا [illegible]"

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ایک چست و چالاک اور قوی نوجوان کو دیکھا جو سخت محنت کر رہا تھا انھوں نے کہا افسوس ہے کاش اس شخص کی جوانی اور قوت خدا کی راہ میں صرف ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کہو کیونکہ اگر وہ اپنی ذات کے لئے اس غرض محنت کر رہا ہے تاکہ وہ لوگوں سے مستغنی ہوجائے اور سوال کرنیکی اسکو حاجت نہو تو وہ خدا کی راہ میں محنت کر رہا ہے اور اگر وہ اپنے ضعیف ماں باپ یا چھوٹے بچوں کیلئے محنت کرتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ میں ہے اور اگر وہ فخر و مباحات کی غرض سے محنت کرتا ہے تو شیطان کی راہ میں ہے"۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کسب دولت کی برائی بھلائی نیت کے تابع ہے اگر غرض محمود ہے تو بیشک کمانیوالا ماجور ہوگا اور اگر شیطانی خیالات اسکا باعث ہیں تو اس صورت میں کسب دولت موجب وبال ہوگا۔ اگرچہ وہ جائز وسائل سے کسب کرتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص فخر و مباہات کی غرض سے حلال طور پر مال حاصل کرتا ہے خدا سے وہ ایسی حالت میں ملیگا کہ خدا اسپر غضبناک ہوگا اور اگر سوال سے بچنے اور اپنی آبرو کی حفاظت کی غرض سے مال حاصل کرتا ہے تو قیامت کے دن اسکا چہرہ مثل چودہویں رات کے چاند کے چمکتا ہوگا"۔

یہ حدیث اس بحث میں قول فیصل ہے۔ اب ہمکو صرف ان کاہلوں کی نسبت گفتگو کرنا باقی رہ گیا ہے جو اس قول سے استشہاد کرتے ہیں کہ رزق مقسوم ہے اور محنت اور کوشش سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا بیشک ہم سب سے زیادہ اسکا اعتقاد رکھتے ہیں لیکن جو کچھ خدا کے علم میں ہے ہم اس کے دریافت کرنیکی جرات نہیں کرسکتے ہمکو کیا معلوم ہے کہ ہماری کوشش رائیگاں جائیگی ہمکو ہرگز مناسب نہیں کہ ہم اپنی نافہمی سے ایسے خیالات خام کو پختہ کریں جو محنت اور کوشش اور اسلام کے سیدھے رستے سے باز رکھنے والے ہیں۔

اسلام نے قرار دیا ہے کہ خدا اپنے بندوں میں بلحاظ انکی ہمت اور کوشش کے رزق تقسیم کرتا ہے پس جسکی کوشش اور محنت زیادہ ہوگی اسکو رزق کا زیادہ حصہ ملیگا اور جسکی کم ہوگی اس کو کم۔ اور یہی قاعدہ ہے جو لوگوں کو زندگی کے میدان میں مقابلہ کرنیکے لیئے آمادہ کرتا ہے۔ کیونکہ انکو یقین ہوتا ہے کہ ان کی محنت کا ثمرہ ضرور انکو ملیگا۔ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے "خدا اپنے بندوں کو بقدر انکی ہمت اور نیت کے عطا فرماتا ہے"۔

مذہب اسلام صاف طور پر بیان کرتا ہے کہ ہر ایک معاملہ میں ہمت اور مستعدی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے اور کاہلی اور گمنامی محرومی اور فقر و فاقہ کا باعث ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "دلیر تاجر کو رزق ملتا اور نامرد تاجر محروم رہتا ہے"۔

خدا رحمت کرے سلطان ابراہیم ادہم پر — سوا ان پھولوں سے بستر سجی جاتی تھی سیج انکی
کہا تیار کر کے سیج اکدن لا میں لونڈی نے — کہ میں بھی سو کے دیکھوں اسپہ راحت ملتی ہے کیسی
ذرا وہ سیج پر جا بیٹھی اور آرام جو پایا — تھکی ماندی تھی غافل ہوکے فوراً سوگئی لونڈی
یہ اس کی بے تمیزی دیکھکر خود اپنی آنکھوں سے — سزا ستّر تازیانوں کی اسے سلطان نے دے دی
وہ کوڑے کھاکے ہنستی جاتی تھی پوچھا سبب اسکا — کہا باعث ہنسی کا ہے کہا یہ تینا جیتی یہ بھی
کہ دم بھر سیج پر سونے کی یہ پائی سزا جسنے — تو کیا ہوگی سزا پھر سالہا سال اسپہ سونے کی
یہ سننا تھا کہ طاری ہوگئی سلطان پر رقت — فقیری اختیار اس وزیر کی چھوڑ کر شاہی
ڈھائیں ان ملبوں کا ذکر کیا مرے پیارے وطن — کہ سوتی ہے خدا بس عارفوں کے گھر کی لونڈی بھی

[illegible] اور دنیا سے جو تیرا حصہ ہے اس کو فراموش نہ کر۔ [illegible] زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کے فضل یعنی معاش کی جستجو کرو۔

حلاوتِ علم

(از حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری)

امام عصر ابوبکر ابن انباری — کہ جن کے علم کا فیض آج تک ہے جاری
جہاں میں انکی تصانیف ہیں وہ گلشن علم — کہ جس [illegible] کبھی خزاں [illegible]
عرب کے رکھتے تھے ازبر وہ [illegible] — پئے شواہد آیات مصحف باری
عزیز مصر بلاغت [illegible] — حدیث و [illegible]
نہ جستجو سے فراغت نہ خواہش آرام — یہ ذوق علم میں رہتی تھی ان کو سرشاری

وہ بارگاہ خلافت کو جاتے تھے اک روز — خلیفہ نے کسی محفل کی کی تھی تیاری
میان راہ یہ تھا اس [illegible] — کہ ہے جو [illegible] خریداری
فروخت ہوتی تھی اک کنیز [illegible] — متاع حسن کی تھی اسکے گرم بازاری
بہار گلشن رعنائی اس [illegible] — کہ جسم میں تھی خامہ قدرت کی گلکاری
[illegible] — [illegible] ہے جسم تھا عاری
نظر [illegible] — [illegible] ناز برداری
خیال آیا تو دربار کو گئے سیدھے — خبر [illegible] ساری

جب آئے گھر میں [illegible] — وہی کنیز ہے حاضر پئے پرستاری
بہت ہوئے متعجب کہ ماجرا کیا ہے؟ — میں خواب دیکھ رہا ہوں کہ ہے یہ بیداری
سنا جو حال تو معلوم ہو گیا آخر — کہ یہ خلیفہ نے کی ہے عشوہ [illegible] دلداری
خوشی ہوئی انھیں اس ماہوش کے آنے کی — یہ چاہتے تھے کریں اس کی مہمانداری
دل انکا تھا مگر اسوقت فکر میں مشغول — کہ آپڑی تھی کسی مسئلہ میں دشواری
لگے وہ بیٹھ کے پہلے اسی کو حل کرنے — کہ دل سے رفع ہو اس فکر کی گرانباری

بہم ہوئی کشش علم و جذب حسن میں جنگ — عجیب کشمکش میں دل کو تھی گرفتاری
ادھر کتاب کے صفحہ پہ نقطہ ہائے سیاہ — ادھر تھے روئے کتابی پہ خال [illegible]
سواد سلسلۂ خط ہائے نگاہ فریب — وہاں وہ زلف مسلسل کمند عیاری
ادھر جو چاشنی علم کی حلاوت تھی — تو اس طرف لب شیریں کی شہد گفتاری
جمال شاہد معنی تھا اس طرف دلکش — ادھر تھی صورت زیبا نگاہ میں پیاری
نہ کشمکش میں ہوا حل وہ عقدہ آخرکار — کچھ ان کا ذہن نہ اس وقت کر سکا یاری

اس اضطراب میں آیا جو جوش غیرت علم — تو حسن سے ہوئی کچھ سخت [illegible] بیزاری
بلا کے اپنے ملازم کو اس سے فرمایا — کہ یہ کنیز تو ہے میرے حق میں [illegible]
تم اسکو بردہ فروشوں کے پاس پہنچاؤ — کہ بیچ دیں وہ اسے حسب نرخ بازاری
وہ پوچھا تو کنیزک نے [illegible] — کہ مجھ سے کونسا جرم ایسا ہو گیا بھاری
خطا جو میری ہو کر دیجئے بیاں کہ مجھے — نہ بدظنی سے نگاہوں میں ہو سبکساری
کہا کہ کچھ نہیں تیرا قصور اس کے سوا — کہ تیری ذات سے ہے علم کی زیاں کاری
زیان علم گوارا کروں یہ ہے دشوار — مگر ہے تجھ سے بہت سہل دست برداری
سنا یہ اس نے تو بولی کہ ہے نہیں کچھ عذر — قصور یہ ہے جو میرا تو پھر ہے ناچاری
جمال علم ہے جنکی نگاہ میں اسلم — کچھ ان پہ حسن کی چلتی نہیں فسوں کاری

جفاکش بنو

(از جناب جمال الدین صاحب)

گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر تم بی۔اے۔ ایم۔اے نہ ہو سکے نہ سہی اگر تم کو تحصیلداری یا ڈپٹی کلکٹری نہیں ملسکتی [illegible] نگاہ ذرا داہنے بائیں نگاہ دوڑاؤ تمہاری ترقی کے لئے [illegible] میدان [illegible] انکے کناروں پر جو کانٹے دار جھاڑیاں [illegible] نظر آرہے ہیں ان سے مت ڈرو [illegible] تم اپنی تن زیب کی [illegible] اور اس کے [illegible] کارخانہ کے اور اپنی پھولدار [illegible] جانے سے منع کر رہے ہیں یہ آپکے سخت دشمن ہیں اتار پھینکو۔ ان نادان دوستوں کو بھی [illegible] بیٹھے ہوئے امیونیشن بوٹ پہن لو۔ [illegible] خار مغیلاں کے دست و گریباں نہ ہوں لہذا اسے بھی فی الحال رخصت کرو [illegible] ادھر [illegible] وسعت نظر آئے چلو۔ راستے میں پڑے ہوئے [illegible] کو اپنے سخت بوٹ کی ایڑی سے مسل ڈالو۔ اگر جھاڑیاں [illegible] لاٹھی مار کر توڑ دو اور اندر داخل ہو جاؤ۔ تم اندر جاکر دیکھو گے کہ کیسا پر فضا باغ لہلہا رہا ہے اور تم کہو گے کہ ارے ہم ناحق ان ہی جھاڑ جھنکاڑ سے خوف کھاتے تھے۔

عزت و ذلت کے غلط معنی جو تم [illegible] رکھتے ہیں [illegible] اور اسکے اصلی معنے سیکھ لو۔ بس [illegible] اور تم ان میں سے ہو جاؤ گے جن کی نسبت قوم کو بیدار کرنے والا شاعر کہہ رہا ہے ؎

ہر اک ملک میں [illegible] ان سے — ہر اک قوم کی شان و شوکت ہے ان سے
نجابت ہے ان سے شرافت ہے ان سے — شرف ان سے فخر ان سے عزت ہے ان سے

جفاکش بنو گر ہو عزت کے خواہاں
کہ عزت ہے [illegible] ذلت میں پنہاں

عزت کا باغ مشقت کی ذلت کی جھاڑیوں [illegible] اگر اندر جانا ہو تو اسی میدان کو جو باغ کا حصار ہے طے کرنا پڑے گا [illegible]

مشقت کی ذلت جنہوں نے اٹھائی — جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اس کے ہرگز نہ پائی — فضیلت نہ عزت نہ فرماں روائی

نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں
ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

تم دنیا بھر کی لکھ پتی کروڑپتی۔ تاجر و صناع کی زندگی کا پتا لگاؤ گے تو تم کو معلوم ہوگا کہ اکثر ان میں سے شروع میں کچھ نہ تھے مگر ہمت کی اور خدا کی مدد کے مستحق بنے۔

درحقیقت استقلال ایک وہ جادو کا منتر ہے کہ اسکے سامنے بڑے بڑے ہمالیہ جیسے پہاڑ بھی راستے سے ہٹ جاتے ہیں اور یہی وہ منتر تھا جو ہمارے بڑوں یا قوم مسلم کو یاد تھا۔ جبھی تو ساری خدائی اُن کے نسبت کہتی تھی۔

خدا نے عطا کی ہے جو ان کو قوت ۔۔۔ سمائی ہے دل میں بہت ان کی عظمت
نہیں پھیرتی اُن کا مُنہ کوئی زحمت ۔۔۔ نہیں کرتی زیر اُن کو کوئی صعوبت

بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے
سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے

مُسلم زمیندار کمپنی

(از جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

مسلمانوں نے جب ہندوستان فتح کیا تو وہ سیف اور قلم کے گھمنڈ میں زمینداری کو حقیر سمجھے یا مفتوح رعایا کی زمین کو شغل دیگر ہم عصر غیر مُسلم فاتحین کے چھین لینا اصول اسلام کے موافق نہ سمجھے۔ جسکا نتیجہ مرغان آب کا سا ہوا کہ رات بھر تالاب میں تھے لیکن جب دھوپ کھانے کو پانی سے باہر نکلے تو پروں پر پانی کا ایک قطرہ نہ تھا۔

جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے عہد میں سیف و قلم مسلموں کے ہاتھ سے جاتے رہے تو صرف شاعری کے سودے سے لیکر وہ دہلی میں اس طرح جمع ہوئے جسطرح نزع روح کے وقت اطراف بدن سے دماغ کی طرف روح رجوع کرتی ہے۔ یہاں سے فاقہ کشی سے گھبرا کر لکھنؤ اور مرشد آباد کی طرف رُخ کیا۔ اور پھر ان آشیانوں کے برباد ہونے پر حیدرآباد میں پناہ لی۔ لیکن یہاں بھی سیف و قلم پر پورا اقتدار نہ ملا۔ مسلمانوں کی تباہی ہندوستان میں ہر جگہ آشکارا ہے عیاں را حاجت بیان نیست۔

شاہی وقت میں کچھ جاگیریں مسلمانوں کے قبضوں میں تھیں کچھ تو فوجی خدمت کیلئے تھیں اور کچھ مذہبی خدمات کے لئے تھیں۔ تبدیل سلطنت کے بعد کچھ تو ضبط سرکار ہوئیں اور زیادہ تر ہندو سود خواروں کے نذر ہوئیں۔ تو مسلم زمینداروں کے پاس زمین تھی لیکن ایک تو انکی تعداد کم تھی اور دوسرے یہ کہ قدیم خاندان کے مسلمانوں کا مرض فضول خرچی جدید مسلمانوں میں بھی سرایت کر گیا تھا۔ فضول خرچی کا نتیجہ لازمی قرض ہے اور قرض کا دوسرا نام بربادی جائداد ہے۔

ہندوستان میں چاروں طرف نظر کیجئے تو مسلمانوں کے ادبار کی حالت یکساں ہے سواحل بمبئی اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں مسلمان تاجر خوشحال ہیں لیکن غیر مسلم تاجروں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ ملک کے اصل باشندے وہ سمجھے جاتے ہیں جو ملک کی زمین پر قابض ہوں۔ انکے بعد تاجروں کا درجہ ہے لیکن جس قوم کے ہاتھ میں نہ زمین ہو اور نہ تجارت ہو وہ مہمان کی حیثیت سے زیادہ تر کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ گو سلسلۂ مہمانی آباؤ اجداد کے وقت سے چلا آتا ہو۔ تعلیم انگریزی اور ملازمت سرکاری ایک ذریعہ پیٹ پالنے کا مسلمانوں کے لئے تھا۔ لیکن ناعاقبت اندیشی، سوء تدبیری یا رفتار زمانہ کی وجہ سے ملازمت کے حلقہ گوشوں میں بھی مسلمانوں کی تعداد برائے نام رہ گئی۔

اب مسلمان کیا کریں؟ اسکا جواب سب ہی سوچتے ہیں اور میں بھی برابر سوچتا رہتا ہوں۔ اخیر اخیر میری رائے یہ قائم ہوئی تھی کہ تجارت صرف ایک ذریعہ مسلمانوں کیلئے کھلا ہوا ہے اور اسپر بہت سے مضامین میں نے لکھے تھے۔ میں نہ بھی لکھتا تو یہ ایسا مضمون تھا کہ اکثر لوگوں نے ایسا ہی سوچا اور اب مسلمان شریفوں کے نزدیک تجارت کچھ معیوب نہ رہ گئی لیکن اس میں بھی مسلمان کامیاب نظر نہیں آتے اور موانع بہت سے ہیں۔ مثلاً:۔

(۱) تجارت کے لئے زر چاہیئے اور زر مسلمانوں کے پاس نہیں ہے۔

(۲) قرض بلا ضمانت نہیں ملتا اور ملے بھی تو سود اسکے ساتھ لازمی ہے۔ اور سودی روپیہ مل بھی جائے تو ہر حالت میں نفع ساہوکار کا ہے اور نقصان ہر تاجر کا۔ تو گویا سودی روپیہ سے تجارت کرنا قماربازی ہوئی اور اسی لئے اسلام نے اسے منع کیا ہے۔

(۳) مسلمانوں میں اثر صحبت سے یا خاندانی اثر سے تجارت کی قابلیت نہیں ہے۔ فیاضی سیر چشمی، مروت بیجا، خلق بیجا، خودداری بیجا، ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ اور تجارت کہتی ہے کہ اگر مجھ سے ملنا ہے تو میری ان دران چیزوں کو رکھکر میرے گھر میں قدم رکھو۔

(۴) تجارت اپنے ہاتھ سے کرنیکی چیز ہے۔ دوسرے پر بھروسہ کرنا اس میں حرام ہے مسلمان خود ناقابل ہیں اور معتبر ملازم مسلمانوں کا ملنا محال ہے۔ اسلئے مسلمان تجارت سے مشکل اتنا مستفید ہو سکتے ہیں جتنا کار پرداز ان وطن فائدے اٹھاتے ہیں۔

(۵) ہندوستان میں یہ مادہ نہیں ہے کہ ایک شخص دیانت سے دوسرے کے لئے کاروبار کا آغاز کرے۔ گو کام بڑھ جانے پر ہر ملک میں بددیانتی پیدا ہوتی ہے لیکن ہندوستان کی یہ ناعاقبت اندیشی نہایت ہی مہلک ہے کہ شروع ہی سے بددیانتی کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ ۲۰ - ۲۵ برس کے تجربے نے بتا دیا ہے کہ سودی بنک کی کمپنیاں یا حرفت اور صنعت کی کمپنیاں ہندوستان میں کامیاب نہیں ہوتیں۔

(۶) سود خواری اگر شخص واحد اپنے روپے سے کرے تو اکثر ذلت اُس سے پیدا ہوتی ہے مگر سود خواری سے مسلمان بھاگتے ہیں۔ اور ان کو مذہبا بھاگنا چاہئے بھی لیکن جو مذہب کے پابند نہیں ہیں وہ بوجہ ناقابلیت ہائے مندرجہ (۳) یہ کام اچھی طرح کر نہیں سکتے۔ اور اگر دوسروں کے ذریعہ سے کرنا چاہیں تو معتمد علیہ ملازم نہیں ملتے۔

(۷) مسلمانوں کے پاس روپیہ نہیں اور ہو بھی تو اسراف کے چھٹا نہیں اور اگر وہ بچانا چاہیں تو رکھیں کہاں؟ اگر گھر میں رکھیں تو چور لیجائے۔ بنکوں میں جمع کریں تو وہ خطرے سے خالی نہیں مگر گھر میں رکھنے میں علاوہ چوری کے خدشے کے ایک قید مذہبی زکوٰۃ کی لگی ہوئی ہے۔ کہ اگر روپیہ تجارت میں نہ لگا تو روز بروز گھٹتا جاتا ہے۔ اور اگر تجارت میں اگر لگایا جائے تو تجارت کا سلیقہ نہیں۔ بہر حال ابتک سوائے تجارت کے کوئی صورت ذہن میں ایسی نہ آئی تھی کہ اگر کوئی شخص اپنی کمائی سے کچھ پس انداز کرے تو اسے محفوظ کر سکتا۔ اب ایک بات تجارت

آسانی تو میرے سمجھ میں آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلم زمیندار کمپنی کے نام سے ہر شہر میں کمپنیاں قائم کیجائیں۔ خلافت کمیٹی نے ذریعہ سے جو کارکن مسلمانوں کی جماعتیں ہر شہر میں قائم ہیں وہ باسانی ان کاموں کو اپنے ہاتھوں میں لے سکتے ہیں۔ اور علاوہ خلافت کمیٹیوں کے دوسرے لوگ بھی اس کام میں دلچسپی لے سکتے ہیں۔ مثلاً "گورکھپور میں جناب سید اسد عباسی مالک داعد قاضی کمپنی گورکھپور نہایت خوشی سے اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ان کو قومی اور دنیاوی کاموں میں خاص دلچسپی رہتی ہے۔ اور یہ وہ کام ہے کہ اس سے دنیا حاصل ہو اور نیت خیر ہو تو عقبیٰ بھی بنے۔

مجوزہ مسلم زمیندار کمپنی کے متعلق میرے خیالات یہ ہیں :-

(۱) ہر شہر میں سردست یہ کمپنیاں قائم ہوں اور بصورت کامیابی صوبے کی بڑی کمپنی میں آیندہ چلکر شامل ہوجائیں اور صوبے کی کمپنیاں آیندہ چلکر ملک کی جنرل مسلم زمیندار کمپنی میں شامل ہو جائیں۔ یہ جنرل کمپنی نہ صرف مسلمانوں کو نقدی فائدہ پہنچائیگی بلکہ تمام مسلمانان ہند کی حالت کو دشمنانِ ہند کے سامنے نہایت موقر ثابت کریگی اور مسلمانوں کی آواز باثر ہو جائیگی

(۲) اس وقت ہر شہر میں کمپنیاں ایک لاکھ روپے کے سرمایہ سے باضابطہ رجسٹری کرالی جائیں اور آیندہ کروڑوں روپیہ تک سرمایہ بڑھانے کا موقع رہے۔ سردست یہ سرمایہ پانچ پانچ سو روپے کے حصوں میں تقسیم کیا جائے اور مناسب قسطوں کے ساتھ زرقیمت وصول کیا جائے لیکن جو حصہ فروخت ہو اس پر کمیشن ہرگز نہ دیا جائے اور کسی بڑے بنک میں یا کسی مہاجن کے پاس اس سے کافی جائداد کی ضمانت لے کر رکھا جائے اور کاروبار شروع ہونے کے پہلے ایک کوڑی سرمایہ کی دوسرے ذرائع میں صرف نہ ہو۔ کیونکہ بہت سی کمپنیوں کی ناکامیابی کارکنوں کی انھیں خودغرضیوں کی وجہ سے ہوئی ہیں۔

(۳) آجکل زمینداری اور کاشت میں بہت نفع ہے۔ زمینداری تھوڑی سی خریدی جائے تو وبال جان ہوتی ہے اور تھوڑی زمینداری کی خریداری میں مقابلہ کرنے والے بہت پیدا ہوتے ہیں اور اسلئے وہ گراں ملتی ہے۔ کاشتکاری تھوڑی سی زمین میں کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ کم سے کم دس ہل کی کھیتی شروع میں ہونا چاہئے جس میں ایک مہتمم دس ہل چلانے والے۔ بیس بیل ہل کے لئے اور پانچ بیل فالتو اور چالیس گائیں بیل کی نسل بڑھانے کے لئے چاہئیں۔ مویشیوں کے لئے گھر اور آلات کاشت کے لئے کوئی ملازم یا ٹھیکہ دار۔ مویشیوں کے علاج کے لئے کوئی ماہر فن بھی چاہئے۔ یا مہتمم ایسا ہونا چاہئے جو اس فن سے بے بہرہ نہو۔ اس طرح دس ہل کی کھیتی ایک تعلقداری کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ تجارت کے لئے آدمی کا ملنا مشکل ہے لیکن زراعتی کاموں کے لئے بہت آسانی ہے۔

(۴) کمپنی کا کام ہوگا کہ جو علاقہ موقع سے فروخت یا نیلام ہوتا ہو اسے خریدے اور علاوہ وصول لگان کے کاشت کا بھی انتظام کرائے۔ ملازم زائد تنخواہ کے رکھے۔ لیکن بغیر ضمانت جائداد لئے ہوئے کسی کو مقرر نہ کرے۔ صرف منیجر کو تنخواہ نہ دی جائے بلکہ ڈائرکٹروں کو بھی تنخواہ دیجائے کیونکہ بے تنخواہ کے ڈائرکٹروں نے اچھا نمونہ ہندوستان میں نہیں دکھایا ہے۔ کمپنی کوئی کام بغیر مشیر قانونی کے تحریری مشورے کے نہ کرے اور مشیر قانونی ایک لائق وکیل تنخواہ دار مقرر کیا جائے اور ضمانت جائداد کی اس سے لی جائے کہ اگر اسکی غفلت سے کوئی نقصان کمپنی کو پہنچے تو وہ اس کی ذات سے وصول کیا جائے۔

(۵) ان ہدایتوں پر عمل کرنے کے بعد جب کام کیا جائیگا تو اس میں سودی بنکوں سے زیادہ منافع حصہ داروں کو ملے گا اور اگر کچھ کم بھی ملا تو بنک کی طرح فیل ہونے کا کبھی اندیشہ تو نہ رہیگا۔ فی الحال اس میں جائداد دیکھنے سے کہیں زیادہ فائدہ اس بنک میں حصہ لینے سے ان حصہ داروں کو ہوگا جو خود نگرانی اپنی زمینداری کی نہیں کر سکتے۔

(۶) جتنے لوگ بذریعہ ملازمت یا کاروبار کے کچھ پس انداز کرتے ہیں وہ بجائے کمپنی میں روپیہ بھیجتے جائیں۔ تو جائداد غیر منقولہ کی صورت میں ان کا روپیہ مبدل ہوتا رہیگا اور انکے ورثا کے باہمی محبت اور اخوت پر وہ اثر نہ پڑے گا جو تقسیم ترکہ کے وقت بے ایمانیوں اور بدنیتیوں کی وجہ سے اکثر ہوتا ہے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے باہمی نفاق مٹنے سے جو قوت اسلامی کی شان پیدا ہوگی وہ گھاٹے میں نہ رہیگی۔

(۷) جن لوگوں کے پاس چھوٹے چھوٹے حصے زمینداری کے وبال جان ہو رہے ہیں کہ انھیں نہ چھوڑ سکتے اور نہ انتظام کر سکتے ہیں وہ اگر اپنی زمینداریاں فروخت کرکے اس مجوزہ کمپنی کے حصے خرید لینگے تو کہیں اچھی حالت میں آجائیں گے۔ اگر ضلع کی مسلم زمیندار کمپنی نے ترقی کی تو بہت ممکن ہے کہ بیچاری کورٹ آف وارڈس کی اور جائداد نابالغان کا انتظام بھی کلکٹری اور دیوانی سے منتقل ہو کر ان مقامی کمپنیوں کے متعلق ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عدیم الفرصت یا دور کے رہنے والے مالکان اپنے علاقہ کا انتظام مقامی کمپنیوں کے متعلق کر دینے کی طرف مائل ہوں۔

(۸) بہرحال ایک آدمی کی جگہ پر چار آدمی مل کر کوئی کام کریں تو اسمیں برکت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی اصول پر بہت سی کمپنیاں صنعت و حرفت و تجارت اور سود خواری کی قائم ہوئیں لیکن انہیں کامیابیاں نہیں ہوئیں یا بہت کم ہوئیں۔ یا جہاں ابتک کامیابی ہے وہاں آیندہ ناکامیابی کا خطرہ ہے۔ وجوہ ناکامی پر غور کرکے اور ان تلخ تجربوں کو ملحوظ کرکے جو ان کمپنیوں کے متعلق حاصل ہوئے ہیں۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلم زمیندار کمپنی کی ناکامی کی کوئی صورت بظاہر نظر نہیں آتی۔

میری تحریر پر مخالفانہ نظر کرنے والے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے اگر وہ اپنی رائیں اخباروں میں شائع کریں کیونکہ اس طرح ملک کو اور مجھے بھی مزید غور کرنے کا موقع ملے گا۔

میرے سر کو آستانِ مصطفےٰ ملتا نہیں — کیوں رہِ عشق کو دار الشفا ملتا نہیں
کب کسی کو اپنی محنت کا صلہ ملتا نہیں — کون کہتا ہے کہ ڈھونڈے سے خدا ملتا نہیں
بن کے رہبر اے جنابِ خضر احساں کیجئے — کوئے احمد کا سیدھا راستہ ملتا نہیں
ناؤ اپنی بحرِ عصیاں میں چلی ہے ڈوبنے — وقت مشکل ہے کوئی مشکل کشا ملتا نہیں
ہے یہ محویت محمد مصطفےٰ کے عشق میں — بےخودی میں مجھکو اپنا بھی پتہ ملتا نہیں
ایک دنیا ہے کہ طیبہ کو چلی جاتی ہے شاد — میں ہوں اک باقی مجھے حکمِ خدا ملتا نہیں

سادگی اور صحت

(از جناب مولانا سید طفیل احمد صاحب)

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ نرم اور رقیق غذائیں جنھیں چبانا نہیں پڑتا زود ہضم ہوتی ہیں۔ حالانکہ نرم غذاؤں میں سے وہ جن میں نشاستہ اور شکر ہوتی ہو۔ اگر منہ میں اچھی طرح نہ گھلائی جائیں تو ثقیل ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوئی کوہنی کے علاج میں جو غسل کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے اس امر کی بڑی تاکید ہے کہ حتی الامکان خشک غذائیں کھائی جائیں تاکہ انھیں خوب چبانا پڑے منہ میں کھانے کو چبانے اور گھلانے سے لعاب دہن غذا میں شامل ہو کر نشاستہ اور شکر کو گلا دیتا ہے۔ نیز یہ کہ لعاب دہن کی زیادتی دانتوں کے لئے مفید ہے۔ اسی لئے خیال ہے کہ رقیق غذائیں جو بغیر منہ چلائے معدہ میں اتار دی جاتی ہیں ان سے بالآخر دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ گویا دانتوں اور منہ کو زیادہ حرکت دینا دانتوں اور معدہ دونوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ نیز یہ کہ کھانا اگر خوب چبا کر کھایا جائے تو تھوڑی غذا میں سیری ہو جاتی ہے اور اس طرح جو غذا کھائی جاتی ہے وہ جزو بدن ہوتی ہے۔ اور کھانے میں جلدی کرنے سے کھانا بھی زیادہ کھایا جاتا ہے اور وہ جزو بدن کم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جلد کھانے میں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ بار بار پانی پی پی کر کھانے کو حلق سے اتارا جائے۔ حالانکہ اگر آہستہ آہستہ خوب چبایا جائے تو لعاب دہن غذا کو تر کر کے گلا دیتا ہے اور اس طرح غذا آسانی سے بلا امداد پانی کے اتر جاتی ہے۔ اس طریقہ سے انسان کھاتے وقت زیادہ پانی پینے سے جو معدہ کے لئے مضر ہے بچ سکتا ہے۔

جدید تمدن نے کثرت سے ایسی چیزیں پیدا کر دی ہیں جو آسانی سے معدہ میں اتر جاتی ہیں اور انجام کار معدہ کیلئے مضر ثابت ہوتی ہیں۔ اس قسم کی چیزیں یہ ہیں۔ چاء، توس، مکھن چاء میں گھلے ہوئے تمام قسم کے پڈنگ، طرح طرح کے کیک اور مٹھائیاں جو خوش ذائقہ ہونے کی وجہ سے فوراً حلق سے نیچے اتر جاتی ہیں۔ ایک امریکن ڈاکٹر نے جسکا نام ویلنٹائن ہیگ ہے لکھا ہے کہ ”شکردار چاء کے ساتھ توس و مکھن کھانے کی عادت گناہ کی حد تک پہنچ گئی ہے وہ زمانہ جدید کی نہایت مضر اور قابل افسوس رسوم میں سے ہے۔ بالخصوص جو مختلف قسم کے کیک، شکردار چاء کے ساتھ اتارے جاتے ہیں وہ معدہ میں نشاستہ کو ایسی حالت میں پہنچاتے ہیں کہ اسکا ہضم کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے اور چاء کی سمیت مزید براں ہوتی ہے غیر منہضم نشاستہ سے جو منہ میں گل جانا چاہئے تھا۔ معدہ پر اتنا بار پڑتا ہے کہ قوی الجثہ اشخاص بھی اسکو بغیر مضرت کے عرصہ تک برداشت نہیں کر سکتے۔

اسکے بعد ڈاکٹر مذکور نے لکھا ہے کہ چاء کا بہت شوق ہو تو کھانا کھانے کے بعد یا دوپہر اور شام کے کھانے کے درمیان بغیر شکر ملائے ہوئے چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں خفیف مقدار میں پی لیجائے جیسا کہ اہل چین اور بعض دوسری قومیں پیتی ہیں۔ مگر بہتر یہی ہے کہ معدہ کو چاء کی سمیت سے محفوظ رکھا جائے۔ بالخصوص بچوں کو جن کے نشو ونما کا وقت ہوتا ہے اور یہ محرک چیز اُن کے نازک اعضاء کو سخت نقصان پہنچاتی ہے۔

البتہ جن لوگوں کو رقیق شے یا پینے کا بہت شوق ہو وہ ایک دو عمدہ ترکاریاں جو مرغوب ہوں تنہا یا ملا کر پانی میں خفیف جوش دے لیں اور اس کا عرق نمک ملا کر پئیں۔ یہ معدہ کے لئے نہایت مفید ہے۔

یہ امر قابل عرض کرنے کے ہے کہ بعض غذائیں منہ میں ہضم ہوتی ہیں، بعض معدہ میں، بعض آنتوں میں۔ چونکہ عام طور پر لوگوں کو یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ کون کون سی چیزیں کس جگہ ہضم ہوتی ہیں اس لئے احتیاطاً تمام چیزوں کو اول منہ میں خوب چلانا چاہئے جس سے شکر اور نشاستہ منہ میں گل جائے اور باقیماندہ چیزیں معدہ میں ایسی نرم حالت میں پہنچیں جن کے پیسنے میں معدہ کو کم وقت ہو۔ کھانے کی چیزوں میں گھی ایسی چیز ہے جو نہ منہ میں ہضم ہوتا ہے اور نہ معدہ میں بلکہ آنتوں میں پہنچکر ہضم ہوتا ہے۔ اسلئے جو چیزیں گھی میں تل کر یا بھون کر کھائی جاتی ہیں وہ بجائے اس کے کہ معدہ میں ہضم ہو جائیں گھی کے ساتھ آنتوں میں پہنچ جاتی ہیں اور وہاں بمشکل ہضم ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گھی میں تلی ہوئی اور بھنی ہوئی غذائیں دیر ہضم ہوتی ہیں۔ کمزوری اور ضعیفی کے زمانہ میں بعض لوگ مختلف قسم کے حلوے اور دوسری مقوی چیزیں گھی میں بھون کر اور تل کر کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انکی قوت میں ترقی ہو رہی ہے۔ حالانکہ اس سے انکے آلات ہضم روز بروز ضعیف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ گھی اور چکنائی ایک حد تک ضرور مفید ہیں۔ مگر جہاں تک ہو سکے انھیں سادہ شکل میں استعمال کیا جائے۔ دودھ اور مکھن اور کریم میں چکنائی سریع الہضم ہوتی ہے۔ کھانے میں معمولی مقدار میں گھی کا بھی مضائقہ نہیں۔ البتہ گھی میں تلنے سے گھی کے اجزاء غذا میں پیوست ہو کر اسکو ثقیل کر دیتے ہیں۔ اس زمانہ میں مسلّم امر یہ ہے کہ پھل سے بڑھ کر کوئی غذا عمدہ نہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ہر شخص پھل سے رغبت رکھتا ہے مگر کوئی شخص اسکو کھانے کے اوقات میں غذا کی جگہ استعمال نہیں کرتا۔ عام طور پر تفریح کے طور پر ذائقہ کے لئے پھل کھائے جاتے ہیں مگر ان کی نسبت یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ غذا کے قائم مقام ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان میں آم اس کثرت سے ہوتا ہے کہ بعض لوگ آموں کے موسم میں اسکو روٹی کے ساتھ بجائے سالن کے کھاتے ہیں۔ مگر صرف غریب آدمی ایسا کرتے ہیں اور یہ نہایت مفید ہے۔ اُمراء اور اوسط درجہ کے اصحاب کو اس امر کا اندازہ نہیں کہ اگر دن میں ایک وقت کا کھانا صرف پھلوں پر محدود کر دیا جائے تو یہ بہترین چیز ہے۔ بالخصوص ضعیف معدہ والوں کیلئے نہایت مفید ہے چونکہ عام طور پر غذا کی جگہ پھل استعمال نہیں ہوتے اسلئے پھل کھا کر یہ تسلی نہیں ہوتی کہ اس سے پیٹ بھر گیا اور وہ جسمانی قوت قائم رکھنے کے لئے کافی ہوگا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ پکی ہوئی غذا سے بدرجہا زیادہ مقوی ہوتا ہے۔ تمام ترکاریوں اور پھلوں میں ایک برقی اثر ہوتا ہے جو پکانے سے جاتا رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر لوئی کوہنی کے طریقہ علاج میں اکثر چیزیں بغیر پکائے ہوئے کھائی جاتی ہیں اور مزمن امراض دور کرنے اور جسمانی قوت قائم کرنے میں کارگر ثابت ہوئی ہیں۔ بہرحال پھلوں کے کھانے کی استطاعت ہو تو ایسے اصحاب کو جو مریض رہتے ہیں کسی ایک وقت کی غذا کو پھلوں پر محدود کرنے کا ضرور تجربہ کرنا چاہئے۔ اس زمانہ میں انگریزی طریقہ یہ ہے کہ کھانے کے ساتھ پھل کھائے جاتے ہیں۔ اسکی نسبت قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مفید ہے یا مضر۔ بعض کتابوں میں میں نے دیکھا ہے کہ پھل کو دوسری غذا کے ساتھ یا ترکاری کے ساتھ ملانا مفید نہیں ہے اور بعض میں اسکا مشورہ دیا گیا ہے۔ اسلئے بہترین شکل یہ ہے کہ جو صاحب پھل کھانے کا تجربہ کرنا چاہیں

وہ یا تو صبح کے ناشتہ کی جگہ خالص پھل کھائیں یا صبح اور رات کے کھانوں کے درمیان سہ پہر کو پھل کھائیں۔ مگر تین سے زیادہ اوقات کھانے کے نہوں۔ کیونکہ تجربہ سے یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ حتی الامکان تین سے زیادہ اوقات کھانے کے نہیں ہونے چاہئیں پھلوں کے بعد ترکاریوں کا نمبر ہے اور وہ بھی صحت کے لئے نہایت مفید ہیں۔

بعض لوگ جب شکار یا سفر میں جاتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ جسمانی مشقت سے خوب کھانا ہضم ہوگا۔ اس لئے صبح سے شام تک خوب کھاتے ہیں اور رات کو جب تھک کر لوٹتے ہیں تب بھی کھانے میں کمی نہیں کرتے۔ یہ بڑی غلطی ہے جب غیر معمولی جسمانی مشقت کی نوبت آئے تو غذا میں تقلیل ہونی چاہئے۔ کیونکہ جسم کی قوت جب مشقت اور چلنے پھرنے میں صرف ہو جاتی ہے تو غذا کو ہضم کرنے کے لئے کافی حرارت جسم میں باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جو تفریح اور صحت کے لئے جنگلوں میں جاتے ہیں اُن میں سے کھانے کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے بجائے صحت میں ترقی کرنے کے بیمار ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح روزہ رکھنا یا فاقہ کرنا انسانی صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔ مگر اسی کے ساتھ روزہ کے بعد غذا میں زیادتی کرنے سے یا ثقیل غذائیں کھانے سے بجائے نفع کے نقصان پہنچتا ہے۔ ضرورت ہے کہ جو لوگ روزہ رکھیں یا صحت کے لئے دو چار دس پانچ روز کا فاقہ کریں وہ کسی ترکاری کے شوربے یا پھلوں کے عرق سے روزہ افطار کریں۔ اور ثقیل اور بھاری غذاؤں سے احتراز کریں تاکہ فاقہ اور روزہ کا پورا نفع ہو۔ اور اُن سے بجائے نفع کے نقصان نہ ہو۔

بعض لوگ جاڑے کے موسم میں مقوی اور ثقیل غذائیں خوب کھاتے ہیں تاکہ قوت حاصل ہو۔ اور اُن سے ایک حد تک قوت حاصل بھی ہوتی ہے۔ مگر اسی کے ساتھ جسم میں مرض قبول کرنے کی استعداد بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ مقوی حلووں کے کھانے والے بعض وقت شروع گرما میں بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور چونکہ بالعموم اس قسم کے لوگ بیمار ہوتے رہتے ہیں اس لئے بیماری سے بچنے کے لئے موسم بہار میں مسہل لیتے ہیں۔ حالانکہ ضرورت ہے کہ جاڑوں میں بھی ایسی غذائیں کھائی جائیں جو نہایت جلد ہضم ہو جائیں اور معدہ میں زیادہ دیر ٹھہر کر نہ سڑیں۔ کیونکہ سڑنے سے جسم میں سمیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ امراض کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

عمر بڑھنے کے ساتھ قدرتی طور پر انسان کی بھوک گھٹتی جاتی ہے اور روز بروز کم کھایا جاتا ہے۔ لوگ اس سے سخت پریشان ہو کر طبیبوں اور ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں۔ اور ایسی دوائیں کھاتے ہیں جن سے بھوک بڑھے اور وہ زیادہ کھا سکیں مگر یہ بھی سخت غلطی ہے۔ جس نسبت سے انسان کی بھوک گھٹے خوراک گھٹا دینی چاہئے۔ اس سے صحت نہایت اعلیٰ درجہ کی رہتی ہے۔ بدن چست رہتا ہے۔ مرض پاس نہیں آتا۔ زیادہ عمر میں جسم کی قوت قائم رکھنے کے لئے تھوڑی سی غذا بھی وہی کام دیتی ہے جو زیادہ غذا دیتی ہے۔ اس لئے ضعیفی کی عمر میں بھوک اور غذا گھٹنے سے ہرگز متفکر اور متردد نہ ہونا چاہئے۔

صحت قائم رکھنے کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ انسان کو اس امر کا اندازہ ہونے لگے کہ واقعی جسم کو غذا کی کس کس وقت ضرورت ہے۔ عام طور پر چونکہ کئی بار کھانے کا دستور ہے اس لئے بالالحاظ اس کے کہ معدہ میں غیر منہضم غذا موجود ہے کہ نہیں انسان کو کھانے کی خواہش محسوس ہوتی ہے۔ نہیں بلکہ اُس وقت نہ کھانے سے ضعف محسوس ہوتا ہے۔ مگر واقعی طور پر اس وقت کچھ نہ کچھ غذا معدہ میں موجود ہوتی ہے۔ اور جدید غذا پہنچنے سے معدہ میں تداخل ہوتا ہے۔ اور طرح طرح کے امراض کا باعث ہوتا ہے۔ اس خطرہ سے بچنے کی صرف یہ صورت ہے کہ نو عمری کے زمانہ کو چھوڑ کر انسان کو پابندی کے ساتھ دن میں دو یا زیادہ سے زیادہ تین اوقات کھانے کے مقرر کرنا چاہئیں اور درمیان میں کسی صورت میں نظرانہ کھانا چاہئے۔ اس طریقہ سے معدہ میں غذا اُس وقت پہنچے گی جبکہ وہ بالکل خالی ہوگا اور اُسے کامل طور پر ہضم کرنے کے قابل ہوگا۔ غرض کہ انسان کی صحت کا راز یہ ہے کہ معدہ میں غذا اُس وقت داخل کی جائے جبکہ وہ بالکل خالی ہو اور اس میں کچھ نہ ہو۔ اور کچھ عرصہ تک ایسی حالت میں رہ چکا ہو۔ وجہ یہ ہے کہ جب معدہ میں غذا پہنچتی ہے تو معدہ کا تیزاب غذا کو حل اور ہضم کرنے تک مصروف ہو جاتا ہے حتیٰ کہ غذا معدہ سے آنتوں میں اُتر جاتی ہے۔

اب دوسری غذا کو ہضم کرنے کے لئے تیزاب کی ضرورت ہوتی ہے مگر معدہ میں تیزاب طیار ہونے کے لئے بھی کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ معدہ بالکل بے کار رہے۔ معدہ میں سے غذا اُتر جانے کے بعد اگر کچھ دیر معدہ کو بیکار رہنے کا موقع نہ دیا جائے اور قبل اسکے کہ تیزاب تیار ہو معدہ میں جدید غذا پہنچا دی جائے تو ہضم کامل نہیں ہوتا اور بہت دیر میں کھانا کچھ ہضم ہوتا ہے اور کچھ غیر منہضم رہ کر سڑتا ہے اور خون میں سمیت پیدا کرتا ہے اور جسم کو زکام، نمونیا، اسہال، ہیضہ وغیرہ کے لئے تیار کرتا ہے اس لئے جتنا وقت معدہ کے بیکار رہنے میں صرف ہوتا ہے وہ فی الحقیقت معدہ اور کل جسم اور عام صحت کے لئے مفید ہے

معدہ کی عمدہ حالت کا بڑا معیار یہ ہے کہ جسم سے جو فضلہ خارج ہو وہ زیادہ بدبودار نہ ہو، اور اس کا انحصار اس پر ہے کہ غذا ہلکی ہو اور اُس وقت کھائی جائے جبکہ معدہ خالی اور صاف ہو اور اتنی مقدار میں کھائی جائے کہ اُس کے ہضم میں زیادہ دیر نہ لگے۔ پُرتکلف اور زیادہ لذیذ غذائیں جو زیادہ مقدار میں کھائی جاتی ہیں بدبودار فضلہ تیار کرتی ہیں۔ نیز سانس میں بدبو پیدا کرتی ہیں۔ چنانچہ مُنہ کی بدبو اس بات کی علامت سمجھی جاتی ہے کہ معدہ غلیظ اور خراب حالت میں ہے۔

اس جگہ میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اُس کا منشا یہ ہے کہ معدہ کو صاف رکھنے اور غلاظتوں سے پاک رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ اسی پر صحت کا دار و مدار ہے۔

(کانفرنس گزٹ)

رسائل کی رُوح

طاعت زندگی تک ہے

انسان اپنے قلب اور دیگر اعضا وُ جوارح سے اُسی وقت تک منتفع ہوسکتا ہے۔ انسان کو صرف طاعت و عبادت کرکے کسب سعادت کرسکتا ہے جب تک اُس کی حیات باقی ہے۔ موت کے آجانیکے بعد اُسکے جملہ اعضا و جوارح معطل و بیکار ہو جاتے ہیں اُن سے کچھ بھی نفع حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوتا پس محتمل ہے کہ آیۂ مبارکہ میں واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ فرمانے سے بھی اسی امر کی طرف اشارہ مقصود ہو اور مقصود آیت یہ ہو کہ ایمان والو! تم خدا و رسول کے احکام قبول کرو اور اعمال کی طرف سبقت کرو جو تمھارے ابدی زندگی کا سبب ہونگے اگر تم نے جلد ایسا نہ کیا تو جان لو کہ ایک دن وہ بھی آنے والا ہے جس میں خدائے تعالٰی تمھارے اور تمھارے قلب کے درمیان موت کے ساتھ حائل ہو جائیگا اور تم اُس سے کسی طرح منتفع نہ ہوسکو گے۔ (الواعظ)

اتحاد اور اسلام

اسلام کا ہر ہر رکن اتحاد و اتفاق کا سبق دیتا ہے۔ قرآن کا نزول اور نبی آخرالزماں کی بعثت خاص اس غرض سے ہوئی ہے کہ عالم کے منتشر اور مختلف اوراق کی شیرازہ بندی کرکے ایک دفتر اسلامی بنادے مسلمان تاتاری ہو خواہ افغانی، رومی ہو یا ایرانی۔ حجازی ہو یا عراقی، افریقی ہو یا یورپی سب کے سب جامعہ اسلامیہ میں دوش بدوش اور اپنے ملکی، تمدنی، مذہبی، اخلاقی زندگی میں بکجہت متحد ہوں۔ پانچ وقت دن رات میں ایک محلہ کی مسجد میں تمام نمازی بلاتفریق قوم و ممالک ہر طبقہ کے ایک جگہ جمع ہوکر اتحاد عمل سے یگانیت کا ثبوت دیں۔ ہر جمعہ کو آٹھویں روز جامع مسجد میں سارے شہر کے مسلمان جمع ہوکر اتحاد کا ثبوت دیں۔ سال میں دو بار عیدین میں خاص شہر اور اُسکے گرد و نواح کے مسلمان جمع ہوں اور ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوکر اجتماع کریں۔ جب کبھی اتفاقاً قحط و امساک باران ہو تو پھر سب کے سب مل کر اپنا اتحاد دکھائیں۔ نماز استسقا پڑھ کر خدائی رحمت کے مستحق بنیں۔ گرہنوں اور زلزلوں کے وقت جو غضب الٰہی کے نمونے ہیں سب جمع ہوں اور متحدہ طور پر خدا سے دعا کریں۔ یہی اتحاد موجب نزول رحمت الٰہی اور باعث رفع غضب خداوندی ہے جیساکہ ارشاد ہوا ہے "ید اللہ فوق الجماعۃ" اسلامی جماعت اور مسلمانوں کی کمیٹی و انجمن جس سے متحدہ قوت سے نیک کام کیا جائے، وہ سپر خدا کا دست رحمت ہوتا ہے ہیئت اجتماعی اسلام میں ایسی خدا و رسول کو محبوب ہے کہ نماز میں جس قدر زائد مجمع ہو اُسی قدر زیادہ ثواب کا وعدہ ہے اسپر بھی اکتفا نہیں ہے۔ سال بھر میں ایک بار تمام مسلمانوں کی ایک بڑی انجمن قائم فرمائی گئی ہے جس میں ظاہری اختلافات سب مٹا کر حکم ہوا ہے کہ دور دراز ملکوں سے سب مسلمان جمع ہوکر حج بیت اللہ کے واسطے آئیں ایک قسم کے کپڑے پہنیں۔ ایک آواز ہوکر لبیک کہیں ایک جگہ سب بلاتفریق غریب و امیر، متقی و غیر متقی دور و نزدیک کے جمع ہوکر طواف کریں الحمد للہ ارکان اسلام میں کس قدر اتفاق و اتحاد کوٹ کر بھرا گیا ہے۔ پھر اُس بانی اسلام پر سو جان سے قربان جائیے جس نے اس بات کو بھی نظرانداز نہیں کیا کہ اس عالم میں بعض مرفع الحال اور بعض تنگدست ہیں جن میں غریب بکثرت و امیر کم ہیں لہٰذا اس تفریق کو بھی اس طرح سے مٹایا گیا کہ زکوٰۃ و خمس فرض ہوئے تاکہ مسلمان سمجھ لیں کہ ہمارا مال بھی متحد ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس مال ہو تو دوسروں کا حصہ بھی اُس میں ہے اگر بیٹے کے دو حصے اور دختر کا ایک حصہ۔ زوجہ کا آٹھواں حصہ مال میں ہے تو چالیسواں حصہ غریب مسلمانوں کا بھی نصاب بھر میں فرض ہے اور اس سے زائد اتحاد بڑھانے کے واسطے مختلف قسم کی خیرخیرات مال میں ایک بڑا کار ثواب ہے۔ پھر اُس بانئ اسلام کو یہ بھی گوارا نہیں کہ فقرائے اسلام بھوک کا صدمہ سہیں اور امیر شکم سیر ہوں۔ سال میں ایک ماہ کے روزے ہر غریب و امیر پر فرض کیے گئے اور فقیر کی گرسنگی کی ذلت کو روزے کی شکل سے بدل کر آخرت میں اجر اور دنیا میں پردہ پوشی کی گئی ہے۔

مرنے کے بعد بھی مساوات و اتحاد برتا گیا ہے ایک ہی قبلہ کے رخ ہر امیر و فقیر دفن کا منہ ہونا چاہیئے۔ ہر غریب و امیر فقیر و بادشاہ ایک طرح مریگا۔ صندوق ایک قبر ایک۔ کفن ایک غسل ایک ہی طرح کا ہے۔

ان مذکورہ چند واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی مشن کا کام یہ ہے کہ دنیا سے اختلافات دور کرے اور اہل دنیا کو ایک عالمگیر قانون کی پابندی میں منسلک کرکے اُنکے لئے رحمت و ہدایت کا دروازہ کھول دے۔ پس جو مسلمان اس الٰہی مشن کی مخالفت کرے اپنے افعال و اعمال سے اسلام میں تفرقہ ڈالے۔ مسلمانوں میں نفاق کی تخم پاشی کرے وہ بیشک اس اسلامی مشن کا مخالف ہے۔ (التبلیغ)

اعجاز قرآن

معجزہ اُس خلاف معمول امر کو کہتے ہیں جو بارادۂ الٰہی نبی کے توسط صادر ہو اور کوئی اس کا مقابلہ نہ کرسکے اسکی دو شکلیں ہوتی ہیں

(۱) حسّی۔ یعنی وہ جو ان آنکھوں سے نظر آئے جو سر میں اللہ تعالٰی نے لگائی ہیں۔ جیسے عصائے موسیٰ، ید بیضا، ناقۂ صالح، یا اندھوں اور اپاہجوں کو اچھا کر دینا وغیرہ۔

(۲) عقلی جو چشم بصیرت سے نظر آئے۔ جیسے اعجاز قرآن۔

بنی اسرائیل میں چونکہ نازک خیالی اور باریک و لطیف معانی کا ذوق نہ تھا، اسلئے انبیائے بنی اسرائیل کو جو معجزے دئے گئے وہ زیادہ تر حسّی تھے۔ لیکن وہ قوم جس میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ فصاحت و بلاغت کی دلدادہ اور فطین و ذکی تھی۔ اسلئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا جو معجزہ عطا ہوا یعنی قرآن، وہ عقلی ہے۔ بخاری میں روایت ہے:-

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کو وہی معجزے دئے گئے جو اُنکی قوم اور اُمت کے مناسب حال تھے اور مجھپر جو وحی اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہے وہی معجزہ ہے۔

انبیائے سابقین کے معجزے چونکہ حسّی تھے اسلئے وہ ان کے ساتھ ہی ختم ہوگئے لیکن قرآن کا اعجاز جب تک وہ موجود ہے یعنی قیامت تک مستمر رہے گا۔ (علیگڈھ میگزین)

عذاب و ثواب

نیکی کا اجر جنت۔ بدی کا بدلہ دوزخ قرار پایا ہے اہل اسلام

کا عقیدہ ہے کہ نکوکاری کی جزا نجات اور بدکاری کی سزا عذاب ہے۔ جسکا آخرت میں فیصلہ ہوگا۔ عیسائی بھی دوزخ اور جنت کے قائل ہیں۔ نیکی کا بدلہ ابدی مدت سے چھٹکا اور خدا تعالیٰ کی بادشاہی اپنی جس میں انعام ہے۔ اسی کو وہ حیات ابدی سے تعبیر کرتے ہیں۔

عالمان توریت نہ صرف مال و منال میں برکت اور عذاب سے تنگی کی ذلت و خواری مراد لیتے ہیں۔ بدھ مذہب والے نروان کو نجات لیتے ہیں۔ یعنی ان کے نزدیک فنا فی اللہ اور نیست و نابود ہو جانا اصل نکتی ہے۔ جس میں آواگون کی دوامی کشمکش سے نجات ہے۔ عام ہندو تپسیا یعنی روحی یا قلبی طہارت کے طفیل برہمن کے گھر میں جنم لینے اور دوسرے جنم میں کسی چھوٹی یا بڑی ریاست کا راجہ بنجانے کو صلہ نیکی سمجھتے ہیں۔ اس حساب سے اسلامی ریاستوں کو نکال کر کل ہندو ریاستیں لوگوں کی دس جنموں کی تپسیا کرکے اول برہمنوں کے ہاں جنم لیا اور پھر گدی سنبھالی۔ (حکومت)

فریب ملکیت

آدھی رات گذر چکی تھی۔ میں اپنے مطالعہ کے کمرہ میں خاموش لب پر لگائے ہوئے زندگی اور اسکے انقلابات پر غور کر رہا تھا۔ دفعۃً مجھے ایسا محسوس ہوا گویا کوئی شکل میرے سامنے آکھڑی ہوئی ہے جس نے پوچھا۔ اے شخص تو کون ہے۔ اسیر مالک اور عمیق لہجہ میں میرے کانوں میں یہ آواز آئی "اسی کمرہ کا سابق مکین جس کو آج رات تو اپنا کہہ کر پکارتا ہے" یہ آواز برابر آتی رہی تیری طرح میں بھی بہت سی چیزوں کو اپنا کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ گو کہ وہ فی الحقیقت میری مطلق نہ تھیں۔ تیری طرح میں بھی حماقت سے حیات و ممات کے رازوں کا حل دریافت کرنے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔ تیری طرح میں بھی سایہ سے لڑتا جھگڑتا تھا۔ اور بے سبب لال پیلا ہوجایا کرتا تھا۔ تیری طرح میں بھی حیات کے فریب میں آیا ہوا تھا اور بہت سے رنج و غم کا شکار رہتا تھا۔ تیری طرح میں حرص و آز کا غلام تھا۔ ہزار طرح کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ہائے! موت نے تمام خواب خیالات کو مٹا دیا۔ یہاں میں مثل ہوا کے آزاد ہوں اور مثل بلبل کے خوش۔ اس مختصر تقریر کے خاتمہ پر ایک زور کے قہقہہ کی آواز آئی جیسے کہ کوئی چڑاتا ہو۔ اور میں اس حالت بیخودی سے بیدار ہوگیا۔ (ادیب)

زن و شو میں محبت

طرفین سے یہ وفاداری تبھی ہوتی ہے جب زن و شوہر میں دلی محبت ہو اور محبت کا ہونا میاں بی بی کے اخلاق و اعمال پر منحصر ہے اگر دو میں سے کوئی بھی بدخلق ہے تو ضرور محبت بھی مفقود ہو جاتی ہے۔ ہماری قوم میں جن اصول پر آج کل شادی بیاہ کیجاتی ہے وہ زیادہ روپیہ یا خاندانی شرافت یا حکومت ہے اور یہ تینوں چیزیں عارضی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب زیادہ جہیز یا جاگیر منصب کیلئے شادی کی جائیگی تو وہ عورت یا مرد کی محبت نہ ہوگی بلکہ روپیہ کی الفت ہوگی اور جب تک روپیہ پاس ہے جبھی تک زن و شوہر میں محبت بھی ہے اسکے مفقود ہوتے ہی اکثر صورتوں میں نفرت کے احساس ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح خاندان کا معیار بھی محبت کو پیدا نہیں کر سکتا۔ محبت سے خاندانوں میں زن و شوہر کے جھگڑوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاندان محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ محبت صرف ہمخیالی و ہم مذاقی سے پیدا ہوتی ہے۔

جب دو ایک خیال یا ایک مذاق کے آدمی باہم ملتے ہیں تو گو وہ کیسے ہی اجنبی اور غیر ملکی اشخاص ہوں تاہم ان میں یکجہتی اور محبت پیدا ہو جاتی ہے اسلئے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ لڑکیوں اور لڑکوں کی تعلیم کا معیار شادی بیاہ کے وقت خوب اچھی طرح دیکھ لینا چاہئے اور دان جہیز اور رشتہ داری وغیرہ کے خیالات کو پس پشت ڈالنا چاہئے۔ جو شادیاں تعلیم کے معیار پر کیجاتی ہیں ان میں اکثر طرفین میں محبت و الفت پائی جاتی ہے ورنہ یہ قول صادق آتا ہے:-

وگرنہ ہر دو جانب جاہلانند اگر زنجیر باشد بگسلانند

(النساء)

معلومات جدیدہ

معلوم ہوا ہے کہ سٹرکنیا (جوہر کچلہ) کی تھوڑی مقدار بھی کتوں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ مجلس تحفظ کیمیائی میں اس قسم کے متعدد واقعات بتلائے گئے۔ بعض کتوں کو نہایت قلیل مقدار دیگئی تھی مگر ان پر بھی مہلک اثر ہوا۔ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ چھوٹے اور بڑے سب قسم کے کتوں میں یہ ہلاکت آفریں ہے اسلئے کتوں کے معالجوں کو چاہئے کہ وہ کسی حالت میں بھی انھیں کچلہ اور اسکے مرکبات نہ دیں۔ (انڈین اینڈ ایسٹرن ڈرگسٹ)

سرطان کا بہترین علاج ابھی تک یہ معلوم ہوا ہے کہ ریڈیم کے شعاعوں سے مقام مرض کو جلا دیا جائے۔ اس طریقہ سے اگرچہ بعض مریضوں کو فائدہ ہو جاتا ہے مگر فی الحقیقت یہ علاج شافی نہیں ہے۔ سر ولیم نیوک کے اعداد کے مطابق انگلستان میں ہر سال چالیس ہزار آدمی اسکا شکار ہوتے ہیں۔ یورپ میں ہر سال تقریباً دو لاکھ آدمی اسکی وجہ سے لقمہ اجل ہو جاتے ہیں۔ ایشیا میں یہ مرض نسبتاً کم ہے۔ تاہم وہاں بھی ہر سال پچیس ہزار آدمی اسکی وجہ سے مرتے ہیں۔ (لنڈن ٹائمس)

بعض اطبائے یونان نے مرض النوم کے نام سے ایک مرض تحریر کیا ہے۔ حال میں یہی مرض افریقہ کے مغربی ساحل کے قریب پھیل گیا۔ جو اشخاص اس مرض میں گرفتار ہوتے ہیں انھیں ابتداءً ضعف محسوس ہوتا ہے پھر ان پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور اسی نیند کی حالت میں وہ مر جاتے ہیں۔ جرمنی کے ایک مشہور ماہر کیمیا نے اس کا شافی علاج معلوم کیا ہے۔ (انڈین ریویو)

ڈاکٹر اے۔ ایس جانسن کا تجربہ ہے کہ عرق النسا وغیرہ اور جارع عصبی میں روغن کافور کی مقام ماؤف میں جلدی پچکاری کرنے سے بہت جلد آرام ہو جاتا ہے۔

پسو، مچھر، کھٹمل سے بچنے کیلئے بہترین دوا یہ معلوم ہوئی ہے کہ میگنیشم سلفیٹ یعنی سالٹ کو پانی میں ۱:۴۸ کی نسبت سے حل کرکے لگائیں۔ اس سے مچھر وغیرہ پاس بھی نہیں پھٹکتے اور اگر یہ کاٹ لیں تو ان کے کاٹے ہوئے مقام پر لگائیں۔ فوراً فائدہ ہوتا ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ مردوں میں بھی سن یاس عورت سے دس سال مابعد واقع ہوتا ہے یعنی عورتوں میں سن یاس ۵ ۴۔ ۴۰ سال کی عمر میں واقع ہوتا ہے تو مردوں میں ۵۵ - ۵۰ سال کی عمر میں واقع ہوتا ہے لیکن یہ ایسا نمایاں نہیں ہوتا جس طرح عورتوں میں کیونکہ کرم منی مردوں میں عمر دراز تک پیدا کرنے کی قابلیت موجود رہتی ہے۔ ہاں البتہ سن یاس کا سا اثر غدۂ قدامیہ پر خاص ہوتا ہے یعنی اس عمر میں غدۂ قدامیہ کی اندرونی و بیرونی رطوبتیں قطعی بند ہو جاتی ہیں ۔

اگر دودھ دفعتاً یا عارضی طور پر کچھ عرصہ کے لئے کسی وجہ سے بند ہو جائے تو دنل رتی ایکسٹریکٹ کیلا بارہین کو آدھی چھٹانک چربی میں محلول کرکے پستانوں پر لیپ کرنے سے دودھ دوبارہ پیدا ہونے لگتا ہے لیکن بچے کو دودھ پلانے سے پہلے چھاتیوں کو خوب اچھی طرح سے دھو لینا چاہئے ۔ (مشیر الاطبا)

پیام سے خطاب

تیرا حسن آمد آمد، تری شان دلستانی — یہی کہہ رہی ہے گویا وا اے ترجمانی
تو پیام ہے اسی کا، تو اسی کی ہے نشانی — مرے دل کی گوشہ گوشہ پہ ہے جسکی حکمرانی

ترا دلخراش لہجہ مگر اس سے بے خبر ہے — کہ وہ حسن در پردہ بھی اسی میں مستتر ہے
اسی پیکر حیا کا ترا خامشی اثر ہے — تری شوخیوں میں ہاں ہاں یہی شوخ جلوہ گر ہے

تجھے یک بیک جو دیکھا مری چشم آرزو نے — میں کہاں تھا کیا بتاؤں مرے ہوش کب بجا تھے
انھیں بدحواسیوں نے کیا شرمسار مجھ سے — تری پرشش نہاں کے مری جان زار صدقے

تجھے نذر دوں تو کیا دوں مرے پاس ہے تو کیا ہے — یہ ہے چشم ناز یارب، کہ دل اسکا ہو چکا ہے
یہی دم رہا سہا ہے، جو لبوں تک آ چکا ہے — ہو اسی کا یہ بھی فدیہ، یہی آخری دعا ہے

یہ ستم نہیں ہے مجھ پر نگہ کرم ہے باقی — مری بے لبسی کا ہدیہ مری چشم نم ہے باقی
مجھے عیش جاوداں ہے، اگر اسکا غم ہے باقی — اور اسی کا غم ہے جبتک مرے دم میں دم ہے باقی

مرا حال زار جو کچھ ہو وہ اسکا حال کیوں ہو؟ — مرے غم کا غم کرے کیوں وہ عبث نڈھال کیوں ہو
کوئی غم پسند ہو تو اسے ملال کیوں ہو؟ — جو ستم ہوں حسب خواہش تو پھر انفعال کیوں ہو

یہ فراق و وصل دونوں ہیں مرے لئے برابر — کہ ہے رات دن تصور میں وہ چہرۂ منور
جو ملول ہوں تو کیوں ہوں میں شکست آرزو پر — کہ شکست آرزو ہی سے کھلینگے میرے جوہر

وہ نصیب ہی کی قسمت میں لکھا ہے خون ارماں — مگر اپنی کامیابی کا یہی ہے راز پنہاں
میں کبھی امید توڑوں نہیں اسکا کوئی امکاں — مرے درد جستجو کو نہیں احتیاج درماں

مرے دلنواز پیغام! یہ جان تجھ پہ صدقے — یہ پیام میرا جگر ہے اب اسے جا کے کہ دے
کوئی جل بسا جہاں سے یہ خوشی میں کہتے کہتے — مجھے شاد کرنے والے، مجھے یاد کرنے والے

ترے در پہ جو پڑا تھا وہ حقیر بھی تھا کوئی — جو غنی تھا دو جہاں سے وہ فقیر بھی تھا کوئی
تری زلف مشک بو کا اسیر بھی تھا کوئی — غرض آشنا یاد رکھنا کہ تمہیں بھی تھا کوئی

(علیگڈھ میگزین)

قناعت

حصول راحت قلبی و مسرت حقیقی اگر ممکن ہے تو قناعت سے سرور سرمدی اگر قابل حصول ہے تو قناعت کی اعانت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اطمینان دل سے بیش بہا نعمت اگر مل سکتی ہے تو صرف قناعت کے ذریعہ سے اور قناعت کی نعمت عظمیٰ حاصل ہو سکتی ہے اگر انسان یہ خیال رکھے کہ گلشن عالم میں کوئی پھول کانٹوں سے پاک نہیں۔

دنیا میں کوئی خوشی بغیر شائبہ غم نہیں۔ راحت کے بعد رنج اور مصیبت کے بعد آرام ہے۔ گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بہم اند - بنی نوع انسان کی لامحدود مصیبتیں کم ہو جائیں اور مٹ جائیں اگر مذکورۂ بالا حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کرلی جائے۔

اس امر کی ناوابستگی سے کہ اس الم زار میں عیش محض عنقا ہے۔ بنی آدم کے نازک دلوں کو بے شمار حسرت و حرمان۔ رنج و الم، غم و غصہ۔ یاس و اندوہ۔ رشک و حسد۔ اضطراب و اضطرار کا شکار رہنا پڑتا ہے۔

اکثر انسان کسی عمل کے خاطر خواہ نتیجہ کے عدم حصول سے اپنے آپ کو مورد الزام سمجھتا ہے اور اسے اپنی رائے کے ضعف کا ناگوار یقین ہو جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کاش اگر ایسا نہیں بلکہ ایسا کیا ہوتا تو زیادہ بہتر تھا۔ حالانکہ اسکا یہ خیال محض بے بنیاد ہوتا ہے۔ جب کسی انسان کو اپنے اختیار کردہ شاہراہ حیات پر کافی و خاطر خواہ گلہائے مراد نہیں ملتے تو وہ یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ راستہ جسے اس نے چھوڑ دیا۔ دلکش و شام نواز نوشگفتہ کلیوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور یہ خیال اس کی قلیل مسرت کو گھٹا کر اضطراب و حسرت کو اتنا بڑھا دیتا ہے کہ بار حیات ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تمام مصیبتیں اور تکالیف قناعت نہ ہونے کی وجہ سے انسان کو جھیلنی پڑتی ہیں مستقبل کا یقینی علم بھلا کسی کو ہو سکتا ہے؟ کون جانتا ہے کہ جو کام میں نے نہیں کیا اور جس کے کرنے میں زیادہ کامیابی کی امید کر رہا ہوں موجودہ عمل سے کم مفید ثابت نہ ہوگا۔

قناعت صداقت دوش بدوش رہتی ہے۔ تم کبھی قانع نہیں ہو سکتے۔ اگر صداقت کا پہلو چھوڑ دو۔ اگر تم اپنے کو اپنی حیثیت سے زیادہ دکھلانا چاہتے ہو تو بھلا قانع کیونکر ہو سکتے ہو اپنے کو حقیقت سے بیش عالم یا بزرگ یا باثروت دکھانا بے صبری اور بے چینی اور بے اطمینانی اور زحمت قلبی مول لینا ہے حصول قناعت کی ایک ترکیب استقلال عمل بھی ہے۔ ایکسا ہی کام میں ایک ہی طریقہ سے لگے رہنے سے قناعت حاصل ہوتی ہے۔

قناعت سے پختہ مزاجی اور پابندی وضع اور وفاداری کے جوہر حاصل ہوتے ہیں۔

احوال حیات:۔ مسرت، غم، شادمانی، الم، دولت، عزت، اقبال، ادبار کو اہمیت دینے سے انسان قناعت کی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ ان چیزوں کو عارضی سمجھکر انکی وجہ سے بے چین اور پریشان ہونا نہ چاہئے۔ ناکامی و کامرانی حیات دنیوی محض خیالی اور عارضی چیزیں ہیں۔ انکی حقیقت کو اچھی طرح سمجھکر ان سے بے پروا ہو جانے سے قناعت حاصل ہو جاتی ہے۔ حال سے گزر کر مستقبل کو حقیقی سمجھنا حصول قناعت کا ایک ذریعہ ہے ۔ (شباب)

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

حالات کو در پیش پر غور کرو۔ مقامی رسائل کو دیکھو۔ مقامی ضروریات پر نظر ڈالو اور پھر سوچو کہ تم ان میں کس حد تک حصہ لے سکتے ہو۔

لکڑی کی تجارت

لکڑی کی تجارت کم اور زیادہ دونوں طرح کے سرمایہ سے ہوسکتی ہے۔ کامدار لکڑی کی تجارت میں زیادہ روپیہ درکار ہے لیکن ایندھن کی خرید و فروخت کے لئے معمولی سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اس مقصد سے جنگلوں کا دورہ کرنا چاہئے۔ اور دیکھنا چاہیے کہ مال کی نکاسی کیلئے قریب ترین جگہ کونسی موزوں ہوگی۔

لکڑی کی خریداری زیادہ مشکل نہیں لیکن باربرداری کا مسئلہ بہت نازک ہے۔ جو لوگ باربرداری میں آسانیاں پیدا کرسکینگے وہ اس کام میں پوری کامیابی حاصل کرینگے۔ اچھے قوی کے تندرست اشخاص اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہیں۔ کیونکہ جنگلوں کی آب وہوا عموماً اچھی نہیں ہوتی۔ کامدار لکڑی کے لئے کشمیر کے بعض علاقوں اور نیپال کی ترائی وغیرہ میں دیکھ بھال کی جائے۔ آم کی لکڑی اضلاع روہیلکھنڈ میں بکثرت ملتی ہے اور چونکہ ابھی زیادہ لوگ اس تجارت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے ہیں اس لئے جد و جہد کا پورا موقع ہے۔ اسی طرح لکڑی کے کوئلہ کا کاروبار بھی نہایت زرخیز ہے اور تھوڑے سرمایہ سے شروع کیا جاسکتا ہے۔

انگریزی مٹھائی

کیک، بسکٹ اور انگریزی مٹھائی بنانے کا کام سیکھو۔ اگر خود دکان نہیں رکھ سکتے تو بڑے ہوٹلوں اور کارخانوں میں ملازمت کرلو۔ ایک گریجوایٹ کی برابر تنخواہ ملے گی۔ کام اتنا آسان ہے کہ صرف چند ماہ کی کوشش میں آسکتا ہے کسی بڑے کارخانہ میں چند روز کے لئے ملازمت کرلو۔ تنخواہ بھی ملے گی اور کام بھی سیکھ جاؤ گے۔

شہروں کی مخصوص اشیا

بڑے شہروں میں بعض ایسی صنعتیں ہوتی ہیں جو انہی کے لئے مخصوص ہوتی ہیں تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ دہلی کی جوتی مشہور ہے۔ لہذا دہلی میں آکر کام سیکھو اور پھر اپنے شہر میں جاکر کارخانہ قائم کرو۔ شاگرد پیدا کرو اور صنعت کو پھیلاؤ۔ آگرہ کی دری مشہور ہے۔ آگرہ جاکر دری بنانا سیکھو اور پھر اپنے وطن میں اُسے رواج دو۔ اسی طرح کھانے پینے کی صدہا اشیا ہیں جو ایک شہر میں پائی جاتی ہیں لیکن لوگوں کی بدمذاقی اور بے توجہی کے باعث دوسرے شہر میں اُن کی نقل نہیں کیجاتی دہلی اور علیگڑھ میں اچھے بسکٹ کیوں بنتے ہیں کیا دوسرے شہروں میں نہیں بنائے جاسکتے۔ لکھنؤ، آگرہ اور دہلی وغیرہ کے سوا حلوا سوہن دیگر مقامات میں نہیں بنتا حالانکہ بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ایسی مخصوص اشیا پر جو مقبولیت عام رکھتی ہوں محنت اور توجہ صرف کی جائے تو خاص کامیابی ہوسکتی ہے۔

ایک شہر کی مصنوعات دوسرے شہر میں

اگر یہ کام سلیقہ سے کیا جائے تو بہت زرخیز ہے۔ ابھی ہندوستان کے ایسے بہت سے گوشے پڑے ہیں جن کی طرف پنجاب اور یوپی نے توجہ نہیں کی ہے۔ تم اُن کو ٹٹولو اور کام کی اشیاء خرید کر فروخت کرو۔ دکن کی حرفتیں بالکل مقامی ہیں۔ اگر اُن کو ان اطراف میں رواج دیا جائے تو نمایاں کامیابی ہوسکتی ہے۔ حیدرآباد کے رومال۔ ورنگل کے قالین۔ دیگر اضلاع دکن کا کپڑا ایسا عجیب ہوتا ہے کہ اگر ان اطراف کے بازاروں میں لایا جائے تو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوجائے اور تاجر کو خاطر خواہ منافع حاصل ہو۔ اسی طرح کاٹھیاواڑ۔ سورت۔ احمدآباد کی مصنوعات بھی بڑی حد تک پردۂ خفا میں ہے۔ اگر ایک شخص دورہ پر کمربستہ ہوجائے اور حرفتی نقطۂ نظر سے سارے ہندوستان کو دیکھے اور ایک شہر کی مصنوعات دوسرے شہر میں لاکر فروخت کیسے تو چند روز کی اُلٹ پھیر میں مالامال ہوسکتا ہے۔

گھی کی تجارت

بڑے شہروں میں گھی کی تجارت نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ اچھا گھی نہیں ملتا۔ اگر ایمانداری کے ساتھ کام کیا جائے تو مستقل کامیابی ہوسکتی ہے سرمایہ بھی کچھ زیادہ درکار نہیں۔ چار پانچ سو روپے سے کام شروع کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اکیلا آدمی کام نہیں چلا سکتا۔ بلکہ کم از کم تین چار آدمی ہوں۔ جن میں سے ایک شخص شہر میں قیام کرے اور باقی اشخاص دیہات میں مال فراہم کریں۔ محصول اور چونگی نکال کر روپے میں دو آنہ بچ جانا یقینی ہیں اور اس لئے جس قدر نکاسی بڑھتی جائیگی منافع زیادہ ہوتا جائے گا۔ بڑے شہروں میں روزانہ چار پانچ سو روپے کا گھی بیچ لینا معمولی بات ہے۔

پُرانے زیورات

اگر کوئی شخص پرانے زیورات خریدنے کے لئے ایک کانٹا اور بٹ لے کر محلوں میں پھیری کرے اور ٹوٹے پھوٹے بیکار زیورات طلائی و نقرئی کی خرید و فروخت اختیار کرے تو کافی منفعت ہوسکتی ہے۔ البتہ دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ چوری کا مال نہو۔ اور دوسرے یہ کہ مال کے پرکھنے میں غلطی نہ ہو۔ ورنہ نفع کی جگہ نقصان ہوگا۔ اگر کام میں ترقی کرکے چھوٹے چھوٹے زیورات بھی بنوا رکھے جائیں تو دوہرے فائدہ کی امید ہے۔ بہرحال کام زرخیز اور قابل عمل ہے۔

فیتہ بُننا

خواجہ معراج الدین صاحب لکھتے ہیں " یہ بھی ایک مفید [illegible] کہ فیتہ بننے کی ایک مشین منگائی جائے۔ اُس سے فیتہ سلائیں کی [illegible] اور دیگر کار آمد اشیا حسب ضرورت بنائی جاسکتی ہیں۔ مشین بارہ روپے کو [illegible] سے مل سکتی ہے لیکن فرمائش کے ساتھ چار روپے نقد جانے چاہئیں۔ خط و کتابت [illegible] مشین کا کارخانہ کام بھی سکھا دیتا ہے۔ بہرحال ناظرین آزماکر دیکھیں اور اگر [illegible] مفید ثابت ہو تو رسالہ میں مشتہر کردیں۔

معلومات

طلسمات دماغ

ادراک کرنے والی قوتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ مدرک کلیات۔ و مدرک جزئیات مدرک کلیات تو عقل ہوئی۔ اور مدرک جزئیات۔ حواس ظاہری اور حواس باطنی ہیں۔ حواس ظاہری پانچ ہیں۔ سمع۔ بصر۔ شم۔ ذوق۔ لمس۔ اور باطنی بھی پانچ ہیں۔ اول حس مشترک جس میں وہ سب چیزیں جمع ہو جاتی ہیں جن کو حواس ظاہرہ محسوس کرتے ہیں۔ اور اس حس کے وجود پر چار دلائل ہیں۔ پہلی دلیل یہ کہ ہم بارش کے قطرات کو خطوط کی طرح دیکھا کرتے ہیں اور معلوم ہے کہ وہ خط نہیں ہوا کرتے۔ اور جو چیز کہ خارج میں موجود نہ ہو۔ بصر اسکا ادراک نہیں کر سکتی۔ تو معلوم ہوا کہ جو قوت کہ قطرہ کو خط خیال کرتی ہے وہ قوت باصرہ نہیں۔ کوئی اور قوت ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ ہم آدمی کی آواز سنتے ہی اس کی صورت معلوم کر لیتے ہیں۔ اور جو قوت کہ مسموعات اور مبصرات دونوں پر حکم لگا دے وہ دونوں کی مدرک ہوگی۔ اور قوت باصرہ تو صرف مبصرات کو ادراک کر سکتی ہے۔ مسموعات کو ادراک نہیں کر سکتی اور قوت سامعہ بھی مسموعات کے سوا کسی اور چیز کا ادراک نہیں کر سکتی۔ پس مسموعات اور مبصرات کی مدرک ان دو قوتوں کے بغیر کوئی اور ہی قوت ہونی چاہئے۔ وہی حس مشترک ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جب آدمی کوئی بات سنتا ہے تو اس کا پہلا حرف سننے کے وقت دوسرا حرف وجود میں آیا نہیں ہوتا اور جب دوسرا حرف سن لیتا ہے تو پہلا حرف قوت سامعہ میں نہیں رہتا اسکی سماعت باطل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ سمع موجود کے سوا اور کسی چیز کا ادراک نہیں کر سکتی۔ پس اگر ایسی قوت نہیں جس میں محسوسات کی صورتیں محفوظ رہتی ہیں نہ ہوتی تو ان محسوسات کے نہ موجود رہنے کے بعد چاہئے تھا۔ کہ کوئی بات سمجھ میں نہ آتی۔ اور نیز چاہئے تھا کہ جس شخص کو ایک دفعہ دیکھا ہو وہ دوسری بار کے دیکھنے سے نہ پہچانا جاتا۔ کیونکہ پہچاننا تو یہ ہے کہ انسان معلوم کرے کہ جو میں دیکھ رہا ہوں وہ ہے جس کو میں نے پہلے دیکھا تھا اور جس کی صورت میرے خیال میں حاضر ہے۔ اور باصرہ سے مبصرات کی صورت اُن کے غائب ہونے کے وقت زائل ہو جاتی ہے اور جب پہچانا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس شخص کی دیکھی ہوئی صورت کسی قوت میں محفوظ ہے۔ یہ حس مشترک ہے۔

دوسری حس خیال ہے۔ یہ وہ قوت ہے جو محسوسات کی صورتوں کی حفاظت کرتی ہے۔ اور جاننا چاہئے کہ جب ایک صورت حس مشترک میں آ جاتی ہے۔ وہ صورت آنکھ کے سامنے رہتی ہے۔ اور ساتویں دلیل یہ ہے کہ مصور ایسی صورتیں دیکھتا ہے۔ جن کا وجود خارج میں نہیں ہوا کرتا۔ اُن کو بصر تو ادراک نہیں کر سکتی۔ تو کوئی اور ہی قوت اُن کی مدرک ہے۔ یہ حس مشترک ہے۔

تیسری قوت متخیلہ ہے۔ اس کا کام ان صورتوں میں جو خزانۂ خیال میں محفوظ ہیں تصرف کرنا اور اُن کو باہم عجیب غریب ترکیب دینا ہے۔ چنانچہ ایک ایسا جانور خیال میں آنا جس کا نصف آدمی کا سا اور نصف پرندہ کا سا ہو۔ اسی قوت کے کرتب سے ہے۔

چوتھی قوت وہم ہے۔ اس کا کام غیر محسوس چیزوں کا ادراک کرنا ہے۔

پانچویں قوت حافظہ ہے جو کہ وہم کا خزانہ ہے۔ اور خیال حس مشترک کا خزانہ ہے۔

موٹر کی ساخت

موٹر (خیل محرک) کی ساخت کا طریقہ کسی قدر پیچیدہ ہے۔ یہ بڑے بڑے کارخانوں میں بڑی بڑی پیچیدہ کلوں کی مدد سے بنائی جاتی ہے۔ یہ مختلف حصوں سے بنائی جاتی ہے۔

اس کے بنانے والے لوہا فولاد اور پیتل پگھلا کر ضروری حصے ڈھال لیتے ہیں بعض ڈھلے ہوئے حصے بڑی بھٹیوں کو بھیجے جاتے ہیں جہاں انھیں گھنٹوں تک گرم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ خوب مضبوط ہو جاتے ہیں۔ موٹر کے کارخانے میں کئی حصے ہوتے ہیں۔ ہر ایک حصہ مختلف کل پرزوں کی ساخت کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ موٹر وقت واحد میں ایک ہی شخص طیار نہیں کرتا بلکہ مختلف کاریگر اس کے مختلف حصوں کو بناتے اور جوڑ کر آخری شکل میں لاتے ہیں۔ اسکے پرزے یکے بعد دیگرے لگائے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے لکڑی کا ڈھانچہ طیار کیا جاتا ہے جس کو پہیوں پر رکھتے ہیں۔ اس کو زنجیر کے ذریعہ سے حرکات ہوتے کمانیاں بریکٹ وغیرہ دھات کی اشیا لگائی جاتی ہیں۔ اس کے بعد روغن نفت سے صاف کرتے اور رنگتے ہیں۔ اسکے بعد دوسرے گرم کمرہ میں لیجا کر سکھاتے، وارنش لگاتے اور پھر ٹھنڈا کرتے ہیں۔ سب سے آخر اوپر کی منزل سے بذریعہ کل ڈھانچہ پر انجن اتار کر اسکے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔ اسکے بعد چلا کر سامان کے کمرے میں لیجاتے اور وہاں پہیوں پر ربڑ کے حلقے، لیمپ وغیرہ مختلف حصے شامل کرتے ہیں اس طرح تیار ہونے کے بعد اسکی درستی کو آزمانے کے لئے چلا کر دیکھتے ہیں۔

موٹر گیس کی قوت سے چلتی ہے۔ یہ گیس کسی نہ کسی طریقہ سے موٹر کے انجن میں بنتی ہے یا اسمیں بھیجی جاتی ہے۔ چونکہ گیس پھیلائی جاتی ہے اسلئے وہ انجن کے پہیے والے حصہ کو دباتی ہے۔ موٹروں میں گیس کا تیل[1] ہوا کے ساتھ جلایا جاتا ہے جو انجن کے اندر داخل کیجاتی ہے۔ اس احتراق سے جو گیس پیدا ہوتی ہے وہی انجن کو چلاتی ہے۔ معمولی موٹروں میں گیس کے تیل کو جلا کر گیس بنانے کیلئے برقی قوت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر دفعہ جب چنگاری گزرتی ہے گیس کے تیل کی مقدار جلتی ہے اور اسی احتراق سے وہ آواز پیدا ہوتی ہے جو موٹر چلتے وقت نہیں سنائی دیتی ہے جو موٹر زبردست برقی قوت سے چلائی جاتی ہے گیس کے تیل یا بھاپ کی بہ نسبت زیادہ خاموشی سے چلتی ہے۔

(مترجمہ سید برہان الدین احمد)

[1] پٹرول موٹر کا تیل مٹی کے تیل کو بار بار گرم کر کے کثافت دور کر کے بنایا جاتا ہے۔

سوالات

مذہبی

(۷۶۹) نماز عشا کا آخری وقت کیا ہے؟ (نبی اللہ)

(۷۷۰) نماز فجر میں فرض ہونے کے بعد سنتیں پڑھی جائیں یا نہیں؟ (ع)

(۷۷۱) جمعہ کے دن بعد ختم جمعہ نماز ظہر با جماعت پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟ (ع)

طبی

(۷۷۲) لڑکی کی عمر ۱۶ سال ہے۔ چہرہ کا بایاں نصف حصہ پیدائشی طور پر سرخ ہے اب عرصہ سے اوپر کا ہونٹ بائیں طرف سے ورم کر رہا ہے۔ سردی میں چہرہ کا سرخ حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ ہونٹ کے اندر کا گوشت مسوڑھوں سمیت بڑھتا ہے۔ قینچی سے کترو تو خون جاری ہو جاتا ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ کوئی مجرب دوا درکار ہے (ع ش)

(۷۷۳) ۳۰ سال عمر کی عورت کے گردن کے اعصاب میں سخت درد ہوتا ہے قبض کی بھی شکایت ہے۔ مجرب نسخہ مطلوب ہے (محمد حسین)

(۷۷۴) ضعف مثانہ کے باعث خواب میں پیشاب خطا ہو جاتا ہے۔ مریضہ فربہ اندام ہے اور ۷ سال عمر ہے (محمد حسین)

(۷۷۵) ہڑتال کا مجرب نسخہ مطلوب ہے (ز ر)

متفرق

(۷۷۶) اسم اعظم کیا ہے؟ (محمد اسمٰعیل)

(۷۷۷) انگریزی فارسی اور عربی کی ایسی کتابیں درکار ہیں جن سے بغیر استاد کے زبان آ جائے (ر)

(۷۷۸) ایک اردو اخبار یا رسالہ کا پتہ مطلوب ہے جس میں صرف ہنسی مذاق کی باتیں ہوں (۴۳)

(۷۷۹) ترجمہ اردو کتاب اخوان الصفا مترجمہ اکرام علی صاحب درکار ہے (محمد یٰسین)

(۷۸۰) میرے والد عبدالرحمان صاحب نے ۸ جنوری ۱۹۳۲ء کو انتقال کیا قطعہ تاریخ مطلوب ہے (۸۰۱)

جوابات

(۶۲۶) سوڈا بائی کارب اور عاقرقرحا پیس کر مساوی الوزن ملا کر رکھو۔ ۳-۳ ماشہ صبح و شام پانی سے کھاتے رہو اور اس مرکب کو لبوں پر ملتے رہو۔ شہد اور یخنی کبوتر مفید غذا ہے۔ ہر ترش چیز مضر ہے۔ (عبدالقادر)

(۶۳۴) قسط تلخ۔ سداب مساوی کوٹ کر رکھیں۔ صبح و شام ۳-۳ ماشہ چالیس روز تک کھلا دیں۔ (عبدالقادر)

(۶۳۵) پودینہ سبز ۶ ماشہ۔ مرچ سرخ ۳ ماشہ۔ مغز تمر ہندی ۹ ماشہ۔ نمک سنگ ۳ ماشہ۔ شکر سفید ۳ تولہ کی چٹنی بنا کر کھانے کے ساتھ ہر دو وقت کھاتے رہیں۔ چالیس روز تک کھائیں (عبدالقادر)

(۶۳۶) ناسور گوش کے لئے روغن رال خانہ ساز نیم گرم کان میں ٹپکانا مفید ہے اور ترشی سے اجتناب رکھیں (عبدالقادر)

(۶۳۹) چاک کی اصل پلاسٹر آف پیرس ہے اور پلاسٹر آف پیرس کی بنیاد مرکول پتھر کا چونہ ہے جو کہ خاص طور پر بنایا جاتا ہے اور مرکول پتھر دہلی کے قریب (قطب صاحب) کے گرد و جوانب میں بکثرت موجود ہے (عبدالقادر)

(۶۳۰) عمدہ سرخ اور تیز تمباکو کی پتی ۵ تولہ رات کو ۵ سیر پانی میں تر کریں۔ صبح آگ پر جوش دیں جب پانی نصف جل جاوے مل کر چھان لیں۔ اس عرق میں ایک تولہ پھٹکری سفید سفوف کر کے ملا دیں اور دوبارہ پکا دیں۔ یہاں تک کہ قوام سخت ہو جائے۔ پھر بقدر نخود گولیاں بنا لیں۔ صبح شام ایک ایک گولی ہمراہ پاؤ بھر بکری کے دودھ کے کھلا دیں۔ اس کے استعمال کے قبل اندام بلا سب تعداد رہے۔ خواہ دودھ پانی کا ہو یا گوکھرو کا تا کہ کھانا صبح و شام کھاتا ہو۔

(۶۳۴) اس مرض کا نام اختناق الرحم ہے۔ بہترین علاج مریضہ کی شادی کر دینا ہے یا Moschus 30 موسکس ۳۰ ڈائی لوشن ہومیو پیتھک دواخانہ سے لا کر دن میں چار مرتبہ دو دو قطرہ ایک تولہ آب مقطر میں ملا کر پلا دیں یا کسی مقامی ہومیو پیتھی سے علاج کرائیں۔

(۶۳۶) Hepar sulphur 6 - ہیپر سلفر ۶ سرائیکس سفوف ایک گرین دن میں چھ مرتبہ کھلائیں جس سے مادہ اور زیادہ خارج ہوگا اب ایک ہفتہ کے Hepar sulphur 200 دن میں تین چار مرتبہ کھلا دیں اور خارجی طور سے Mullin Oil مولین آئیل کان میں ڈالیں۔

(۶۵۵) کتاب رہنمائے مسافران اردو کا پتہ یہ ہے۔ قیمت اسکی ۲ ر ہے
Printing Supdt. O. & R. Railway
Lucknow.

(۶۶۱) Arsenicum Alb 12 ارسنیکم ایلب ۱۲ ڈائیلوشن دو دو قطرہ ایک تولہ آب مقطر میں ملا کر ہر کھانا کھانے کے بعد پلا دیں۔ یہ دوا ہومیو پیتھک دواخانہ سے ملے گی

(۶۳۹) معمولی چاک کو سفوف کر کے آٹھ حصہ پانی میں گھول کر دو تین مرتبہ تہ نشین کر کے پانی گرا دیتے ہیں اور چاک کو خشک کر لیتے ہیں پھر گوند کے پانی میں گوندھ کر سانچہ میں بنا لیا جاتا ہے اور جوتہ کے استعمال کے لئے بنانا ہو تو چاک کا ۱/۴ حصہ سنگ جراحت سفوف کر کے ملاتے ہیں۔ (عبدالعزیز)

(۶۹۹) بیلی ہڑہ ۵ تولہ - بالچھڑ ۲ تولہ - ناگرموتھ ۵ تولہ - گیرو ۵ تولہ سنگجراحت ۵ تولہ مصطگی ا تولہ - مازو پھل ۴ عدد - تومڑے کی بیج ۲ تولہ - ان سب کو باریک پیسکر چھان لیں اور رات کو سوتے وقت دانتوں میں لگائیں -

(۷۱۱) قطعہ تاریخ ولادت پسر :-

شاد و خرم ہیں ولادت سے پسر کی والدین — کیوں نہ ہو اللہ نے انکو کیا ہے شاد کام
ہو ترقی عمر و علم و عقل میں اس طفل کے — نیکنامی کا سدا آتا رہے ان کو پیام
ہے جو تاریخ ولادت کی تجھیں عابد تلاش — کلک نرگس سے یہ لکھو خوبرو ماہ تمام

(عابد)

(۷۱۴) میرے پاس نئی مظاہر حق موجود ہے جسکی قیمت معہ محصول ڈاک ۱۶ ہے لیکن رعایتی قیمت للعہ سے کم نہ لی جائیگی - (عـ)

۷۰۵ پرشین بلو ۳ حصہ ا دکزالینک السیڈ ایک حصہ - گوندبول ایک حصہ کاربالک السیڈ ½ حصہ - پانی صاف ۳۰ حصہ - سب کو ایک بوتل میں ملاکر کاگ مضبوط سے لگادیں - عمدہ فاؤنٹین پن سیاہی ہوگی (عبد العزیز)

رفتار اشاعت

تہذیب الاطفال

مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب ذہین نے بچوں کے پڑھنے کے لئے نہایت سہل زبان میں دلچسپ حکایتیں نظم کی ہیں اور ہر حکایت کے متعلق ایک تصویر بھی درج کی ہے نظمیں نہایت سلیس اور نفیس ہیں - حکایتیں ایسی انتخاب کی گئی ہیں جو دلچسپ ہیں اور بچوں کے اخلاق پر عمدہ اثر ڈالنے والی ہیں - قیمت ۲ ار - ملنے کا پتہ :- دوکان حاجی محمد ابراہیم - محاذی محکمۂ مال گزاری اسٹیشن روڈ - حیدرآباد دکن -

گلشن اطفال

یہ کتاب بھی مولانا ذہین صاحب کی طبع وقاد کا نتیجہ ہے اس میں چھوٹی چھوٹی نظمیں درج کی گئی ہیں - بعض نظموں کے مضامین بالکل نئے ہیں نظمیں صاف وسلیس اور بچوں کے پڑھنے اور سمجھنے کے لائق ہیں - قیمت ۵ ر - مذکورۂ بالا پتہ سے مل سکتی ہے -

سوغات صالحات

اس کتاب میں مولانا ذہین کا وہ کلام منظوم حکایات ونصائح کی صورت میں چھپا ہے جو موصوف نے لڑکیوں اور بچیوں کے لئے تصنیف کیا ہے - نظموں کی زبان اور انداز بیان نہایت خوب ہے - قیمت ۸ ر - مذکورہ بالا پتہ سے مل سکتی ہے -

چمنستان محمدیہ

اس کتاب میں منشی سعید احمد صاحب مارہروی نے خلفائے اربعہ کی مختصر سوانح عمریاں لکھی ہیں - کتاب بچوں اور دار کے کم عمر طلبہ کے لئے لکھی گئی ہے اور اس لئے زبان کی سلاست اور انداز بیان کی صفائی قابل داد ہے - قیمت ۵ ر - ملنے کا پتہ - منیجر رہنما بک ایجنسی ملا مفتی ٹولہ مراد آباد -

انجاب

مولوی نصرت علی صاحب نے اس مختصر رسالہ میں پردہ نسواں پر بحث کی ہے اور عقل ونقل سے ثابت کیا ہے کہ عورتوں کا پردہ میں رہنا نہایت ضروری ہے - قیمت ۴ ر - مذکورہ بالا رہنما ایجنسی سے مل سکتی ہے -

ترکان احرار و یونان

مولوی وجاہت حسین صاحب وجاہت نے ان تمام معلومات کو اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے جو مصطفیٰ کمال پاشا کے ماتحت ترکوں کی جدید نشو ونما اور اُن کے تازہ جد وجہد کے متعلق وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہو چکی ہے - کتاب بڑے سلیقہ کے ساتھ مرتب کی گئی ہے قیمت ایک روپیہ - مذکورہ بالا رہنما ایجنسی سے مل سکتی ہے

سعد زاغلول پاشا

اس کتاب میں مشہور مصری وطن پرست سعد زاغلول پاشا کی سوانح عمری اور اُن کی سیاسی جد وجہد کے حالات مولوی محمد الدین صاحب فوق نے جمع کئے ہیں - کتاب پڑھنے کے قابل ہے - قیمت ۱۰ ر - مذکورہ بالا رہنما ایجنسی سے مل سکتی ہے -

زنانہ حاضر جوابیاں

اس کتاب میں فوق صاحب نے چند عربی اور ایرانی تعلیم یافتہ خواتین کی حاضر جوابیاں جمع کی ہیں - کتاب نہایت دلچسپ ہے - قیمت ۶ ر - مذکورہ بالا رہنما ایجنسی سے مل سکتی ہے -

ضرورت وقت

ملکی اور سیاسی مبحث پر اپنے رنگ میں غالباً سب سے پہلی کتاب ہے اور نہایت خوب ہے - مصنف نے جذبات کی سریع الزوال اپیلوں سے کام نہیں لیا ہے بلکہ جو کچھ کہا ہے اُسے استدلال کی قوت سے ذہن نشین کیا ہے - وہ لوگ جنھوں نے ملکی ترقی اور وطنی فلاح وسرسبزی کو اپنا موضوع خیال قرار دیا ہے اس کتاب کو ضرور پڑھیں اور مصنف کو اُسکی روشن دماغی اور عالی نظری کی داد دیں - کتاب کے عام مضامین یہ ہیں کہ "ہندوستانیوں نے انگریزی زبان اور مغربی علوم کس غرض سے حاصل کئے - انگریزی گورنمنٹ اور مشنریوں نے مغربی علوم کی اشاعت اور اُن کے فوائد کا مقابلہ - ہندوستان کی توجہ کن علوم کی طرف ہے - ہندوستان میں صنعت وحرفت کی پست حالت اور اس کے اسباب - صنعتی پستی کے متعلق گورنمنٹ اور اہل ملک کی ذمہ داری - عملی تجاویز - قومی ترقی کے لئے کن اخلاق کی ضرورت ہے - کتاب کی لکھائی چھپائی اوسط درجہ کی ہے - صفحات ۱۰۸ - قیمت ایک روپیہ - جناب مولوی محمد تیمور صاحب ایم - اے پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور (مصنف) سے مل سکتی ہے -

مشیر نسواں

مشیر نسواں یا زہرہ ایک ناول ہے جو مسز ہمایوں مرزا صاحب بیرسٹر حیدرآباد نے تصنیف کیا ہے - ناول میں قصہ کا تسلسل قائم رکھکر عورتوں کو صدہا کام کی باتیں بتائی ہیں - اور اُن کی ہر عمر اور ہر حالت کے متعلق مفید نصیحتیں جابجا درج کی ہیں - ممدوحہ بڑی روشن خیال خاتون ہیں اور اپنی صنف کے لئے بڑا کام کر رہی ہیں -

کتاب کی لکھائی چھپائی عمدہ ہے - قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ :- منیجر اختر دکن پریس افضل گنج - حیدرآباد دکن -

انشائے لطیف

نثر غالب

بھائی میرا ذکر سنو۔ ہر شخص کو غم موافق اُس کی طبیعت کے ہوتا ہے۔ ایک تنہائی سے نفور ہے۔ ایک کو تنہائی منظور ہے۔ تامل میری موت ہے۔ میں کبھی اس گرفتاری سے خوش نہیں رہا۔ پنڈیالے جانے میں ایک بیکی اور ذلت تھی۔ اگرچہ مجھ کو دولت تنہائی میسر آجاتی۔ لیکن اس تنہائی چند روزہ اور تجرید مستعار کی کیا خوشی۔ خدا نے لاولد رکھا تھا۔ شکر بجا لاتا۔ خدا نے میرا شکر مقبول و منظور نہ کیا۔ یہ بلا بھی قبیلہ داری کی شکل کا نتیجہ ہے۔ میں نہیں ادب ہی کا طوق اُسی لوہے کی دو ہتھکڑیاں بھی پڑ گئیں پھر اسکا کیا رونا ہے۔ یہ قید جاودانی ہے۔

حضرت قبلہ۔ پہلے التماس یہ ہے کہ آپ میاں صحیح النسب تمام امت مرحومہ محمد علیہ السلام کے قبلہ و کعبہ۔ جب آپ مجھ کو قبلہ و کعبہ لکھیں تو پھر میں آپ کو کیا لکھوں۔ خدا کے واسطے غور کیجئے کہ قبلۂ قبلہ اور کعبۂ کعبہ یہ کیا ترکیب ہے۔ چونکہ آپ نے مجھے استاد گردانا ہے اس التماس کو بھی از قسم اصلاح تصور کیجئے زنہار قبلۂ قبلہ کبھی نہ لکھئے گا۔ یہ سوء ادب ہے بہ نسبت قبلہ۔ عیاذاً باللہ۔

سنو صاحب! شعراء میں فردوسی اور فقراء میں حسن بصری اور عشاق میں مجنوں یہ تین آدمی تین فن میں سر دفتر اور پیشوا ہیں۔ شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہو جائے فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھائے۔ عاشق کی نمود یہ ہے کہ مجنوں کی ہم طرحی نصیب ہو۔ لیلیٰ اُس کے سامنے مری تھی۔ تمہاری محبوبہ تمہارے سامنے مری بلکہ تم اُس سے بڑھکر ہوئے کہ لیلیٰ اپنے گھر میں اور تمہاری معشوقہ تمہارے گھر میں مری بھئی مغل بچے بھی غضب ہوتے ہیں جس پر مرتے ہیں اُس کو مار رکھتے ہیں۔ میں بھی مغل بچہ ہوں۔ عمر بھر میں ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو میں نے بھی مار رکھا ہے۔ خدا اُن دونوں کو بخشے اور ہم تم دونوں کو بھی کہ زخم مرگ دوست کھائے ہوئے ہیں مغفرت کرے۔ چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے باآنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا۔ اس فن سے میں بیگانۂ محض ہو گیا ہوں۔ لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ ادائیں یاد آتی ہیں۔ اُس کا مرنا زندگی بھر نہ بھولونگا۔ جانتا ہوں کہ تمہارے دل پر کیا گزرتی ہوگی صبر کرو اور اب ہنگامۂ عشق مجازی چھوڑو۔

سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی — عشق محمد بس ست و آل محمد

پیرا اس سے زیادہ یاس کیا ہوگی کہ بامید مرگ جیتا ہوں۔ اس راہ سے کچھ مستغنی ہوتا چلا ہوں۔ دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے۔ ہر طرح گزر جائے گی۔ جانتا ہوں کہ تم کو ہنسی آئیگی کہ یہ کیا بکتا ہے۔ مرنے کا زمانہ کون بتا سکتا ہے۔ چاہیے الہام سمجھئے چاہے اوہام سمجھئے۔ میں برسوں سے یہ قطعہ لکھا رکھا ہے۔ قطعہ

من کہ باشم کہ جاوداں باشم — چوں نظیری نماند و طالب مرد
وربگویند در کدامی سال — مرد غالب بگو کہ غالب مرد

اب بارہ سو چھہتر ہیں اور "غالب مرد" کے بارہ سو ستتر ہیں۔ اس میں جو کچھ مسرت پہنچنی ہے پہنچ لے ورنہ پھر ہم کہاں۔

ڈاک کا وقت نہ تھا خط کو سر بمہر کر رکھتا ہوں۔ کل یکشنبہ ۱۶ / فروری کو ڈاک میں بھجوا دونگا۔ سال گزشتہ مجھ پر بہت سخت گزرا۔ ۱۲-۱۳ مہینے صاحب فراش رہا۔ اٹھنا دشوار تھا۔ چلنا پھرنا کیسا۔ نہ تپ نہ کھانسی نہ فالج نہ لقوہ۔ ان سب سے بدتر ایک صورت یہ کہ وہ۔ یعنی احتراق کا مرض۔ مختصر یہ کہ سر سے پاؤں تک بارہ پھوڑے ہر پھوڑا ایک زخم، ایک غار۔ ہر روز بے مبالغہ بارہ تیرہ پھاہے اور پاؤ بھر مرہم درکار۔ تو میں مہینے بے خور و خواب رہا ہوں۔ اور شب و روز بے تاب۔ راتیں یوں گزری ہیں کہ اگر کبھی آنکھ لگ گئی۔ دو گھڑی غافل رہا ہوں تا کہ ایک آدھ پھوڑے میں ٹیس اٹھی جاگ اٹھا۔ تڑپا کیا۔ پھر سو گیا۔ پھر ہوشیار ہو گیا۔ سال بھر میں سے تین حصے یوں گزرے۔ پھر تخفیف ہونے لگی۔ دو تین مہینے میں لوٹ پوٹ کر اچھا ہو گیا۔ نئے سرے روح قالب میں آئی۔ اجل نے میری سخت جانی کی قسم کھائی۔ اب اگرچہ تندرست ہوں لیکن ناتوان و شکستہ ہوں۔ حواس کھو بیٹھا۔ حافظہ کو رو بیٹھا۔ اگر اٹھتا ہوں تو اتنی دیر میں اٹھتا ہوں کہ جتنی دیر میں ایک قد آدم دیوار اٹھے۔ آپ کی پرسش کے کیوں نہ قربان جاؤں۔ کہ جب تک میرا زمانہ سُنا میری خبر نہ لی۔ میری مرگ کے مخبر کی تقریر اور مثلاً میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ۔ بصورت مرگ نیم مردہ اور بحالت حیات نیم زندہ ہوں۔

درکشاکش ضعفم نگسلد روان از تن — اینکہ من نمی میرم ہم ز ناتوانیہاست

یہاں خدا سے بھی توقع باقی نہیں مخلوق کا کیا ذکر۔ کچھ بن نہیں آتی۔ اپنا آپ تماشائی بن گیا ہوں۔ رنج و ذلت سے خوش ہوتا ہوں۔ یعنی میں نے اپنے کو اپنا غیر تصور کیا ہے۔ جو دکھ مجھے پہنچتا ہے کہتا ہوں کہ لو غالب کے ایک اور جوتی لگی۔ بہت اتراتا تھا کہ میں بڑا شاعر اور فارسی داں ہوں۔ آج دور دور تک میرا جواب نہیں۔ لے اب تو قرضداروں کو جواب دے۔ سچ تو یوں ہے کہ غالب کیا مرا بڑا ملحد مرا۔ بڑا کافر مرا۔ ہم نے ازراہ تعظیم جیسا بادشاہوں کو بعد ان کے جنت آرامگاہ و عرش نشیمن خطاب دیتے ہیں۔ چونکہ یہ اپنے کو شاہ قلمرو سخن جانتا تھا۔ سقر مقر اور ہاویہ زاویہ خطاب تجویز کر رکھا ہے۔ آئیے نجم الدولہ ایک قرضدار کا گریبان میں ہاتھ ایک قرضدار بھوگ سنا رہا ہے۔ میں اُن سے پوچھ رہا ہوں اجی حضرت نواب صاحب نواب صاحب کیسے۔ اوغلان صاحب آپ سلجوقی اور افراسیابی ہیں۔ یہ کیا بے حرمتی ہو رہی ہے۔ کچھ تو اکسو کچھ بولو۔ بولے کیا بے حیا بے غیرت۔ کوٹھی سے

گندھی سے گلاب۔ بزاز سے کپڑا۔ میوہ فروش سے آم۔ صراف سے دام قرض لئے جاتا ہے۔ یہ بھی تو سوچا ہوتا کہاں سے دونگا۔

میری جان تخلص تمھارا بہت پاکیزہ اور میری پسند ہے لیکن شمسی کو بتکلف اس کا مصحف کیوں ٹھہراؤ۔ یہ میدان تو بہت فراخ ہے۔ خدائی سنے کو جیم فارسی سے بدل دو۔ نبی کو بتقدیم موحدہ علی التون لکھو۔ یہ وسواس دل سے دور کرو۔ رہبر و ایک اچھا تخلص ہے رہزو اسکی تجنیس موجود ہے۔ شیون ایک اچھا تخلص ہے۔ ستون اس کی تصحیف ہے۔ تمھارے واسطے بمناسبت اسم حالی تخلص خوب تھا مگر اس تخلص کا ایک شاعر بہت بڑا نامی گذر چکا ہے۔ ہاں نامی سامی یہ دو تخلص بھی اچھے ہیں۔ مولانا فائق کی پیروی کرو۔ مولانا لائق کہلاؤ اگر کہوگے کہ اس ترکیب سے لفظ نالائق پیدا ہوتا ہے مولانا شائق بن جاؤ۔ ہنسی کی باتیں ہوچکیں۔ اب حقیقت واجبی سنو۔ نیمی تخلص خماسی بروزن ظہوری و نظیری اچھا ہے اگر بدلنا ہی منظور ہے تو نامی سامی رہبر و شیون۔ یہ چار تخلص رباعی بروزن عرفی و غالب اچھے ہیں۔ ان میں سے ایک تخلص قرار دو۔ میرے نزدیک سب سے بہتر تمھارے واسطے خاص فخری تخلص بہتر ہے۔ کہوگے کہ آزادپور کے باغ میں ایک آم کا نام فخری ہے۔ حاصل کلام دو دن کی فکر میں جو تخلص میرے خیال میں آئے وہ آج لکھ بھیجتا ہوں۔ بھائی سوتید تخلص نیلہے اگر یہ پسند آسے تو یہ رکھو۔

حُسن

''حسن'' ایک ایسا لفظ ہے جس کا نقشہ لوگوں کے ذہنوں میں مختلف شکلوں سے کھنچتا ہے لیکن عموماً ''حسن'' اُس کیفیت یا اُن خواص جسمانی کو کہتے ہیں جن کے نظارے یا اثر سے آنکھوں میں سرور۔ دل میں محبت یا اسی قسم کا کوئی اور جذبہ پیدا ہو۔ یہاں محبت سے وہ دماغی مسرت یا قلبی سرور مُراد ہے جو کسی حسین شے کے نظارے یا ادراک سے دماغ یا قلب میں جگہ حاصل کرلے۔ اکثر محبت کے ساتھ خواہش بھی پائی جاتی ہے۔ مگر ان دونوں کا ساتھ کچھ لازمی نہیں ہے۔ خواہش کو قلبی طمع یا دماغی جہد کہنا چاہئے جسکا ماحصل یہ ہے کہ فلاں شے ہمیں مل جائے۔ خواہش ایک ایسی چیز کے لئے بھی ہوسکتی ہے جس پر ''حسن'' کا اطلاق نہ ہوسکے۔ بلکہ ضرورت انسان کو اسکے حاصل کرنے پر متوجہ کردے لیکن محبت اُسی شے کی جانب دل و دماغ کو لے جاتی ہے جس کا حسن نگاہوں میں کھب جائے۔

اکثر محبت کے ساتھ دل میں دلولہ۔ دماغ میں تلاطم اور طبیعت میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اگر یہ حالتیں کسی غرض سے متعلق ہیں تو ان کو ''حسن'' قرار دینا گویا ''حسن'' کے خوش رنگ دامن پر بدنما دھبہ لگانا ہے۔ یہ اسی خواہش کے نتیجے ہیں جس کو ہم ''حسن'' کے باغ میں سبزۂ بیگانہ قرار دے سکے۔

''حسن'' سے متاثر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ قوتِ مدرکہ پورے طور پر کام میں لائی جائے۔ یہ ایسا منتر ہے جو بڑے ہی نہیں پڑتا اور ایسا جادو ہے جو چل کر فطرتی جذبات کو منہ بھر ہی میں مسخر کرلیتا ہے۔ جہاں حسین چیز نظر آئی۔ فوراً ہی ''حسن'' کی قوت مقناطیسی نے کشش کی اور بغیر سمجھے بوجھے دل اور دماغ نے دیکھنے والے کی رگوں میں محبت کا خون دوڑا دیا۔

''حسن'' کے لوازم کیا کیا ہیں؟ یہ ایسا مشکل مسئلہ ہے جسکو حکما بھی اتفاق کے ساتھ حل نہیں کرسکے۔ اکثر تو وہ اس راستے میں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے ہیں اور کم از کم ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک دو کسی خاص ہیئت پر متفق ہوگئے مگر یہ ہوا ہی کہ کہ لفظ ''حسن'' کو یکدل ہوکر سب قبول کرلیں ''حسن'' کے لوازم پر جمہور کا اتفاق نہ ہوسکا۔

مختلف ممالک کے رہنے والوں کا اندازۂ ''حسن'' کی تشخیص میں اکثر مختلف ہے۔ پھر بھی عام طور پر حسین شے ہر شخص کے دل کو ''چاہے وہ کہیں کا رہنے والا ہو'' اپنی جانب کھینچ ہی لیتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ''حسن'' ایک ایسی دلکش چیز کا نام ہے جسکا حق دل تو ادا کردیتا ہے لیکن زبان نہیں ادا کرسکتی۔

بعض حکما کا قول ہے کہ حسین وہی چیز ہے جو یکایک آمد اور زیبا معلوم ہو۔ مگر بدنما شے بھی یکایک آمد ہوسکتی ہے۔ رہی زیبائی۔ یہ ''حسن'' کا سایہ ہے نہ کہ اس کی ذات۔

بعض کا قول ہے کہ ''حسین'' وہ شے ہے جو اپنی جنس میں اُن صورتوں سے مشابہ ہو جو اُس میں اکثر پائی جاتی ہوں لیکن جو خاص ادائیں اس میں پائی جائیں وہ بہت کمیاب ہوں۔ ان اصول کے مطابق بدنما بھی شکل ہوسکتی ہے جو معمولی صورتوں سے مختلف ہو مگر اس کلیے کا تسلیم کرنا مشکل ہے اسلئے کہ کسی وقت ہماری نگاہوں کے سامنے ایک ایسی نئی چیز آجاتی ہے جو باصرہ یا مدرکہ کے لئے معمولی نہیں کہی جاسکتی۔ حالانکہ اُس کا ''حسن'' ہمارے دل کو اپنی جانب متوجہ کرلیتا ہے۔

بعض حکما مختلف شخصوں میں اندازۂ ''حسن'' کے اختلاف کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ کہ بیشتر سے جس شخص کے دل و دماغ میں جس قسم کے خیالات کا ذخیرہ موجود ہوتا ہے انھیں خیالات کی مناسبت سے وہ کسی شے کو حسین یا قبیح قرار دیتا ہے۔ اور معمولی حواس کے ذریعے سے جو تجربہ پہلے ہو چکا ہے کہ فلاں چیز خوش آیند ہے وہی تجربہ کسی چیز کے پیش نگاہ آتے ہی خیالات کو زیر اثر لاکر ''حسن'' و قبح کا فیصلہ کرا دیتا ہے۔

ہم اُسی چیز کو حسین کہتے ہیں جسکے ادراک سے ہمارے اُن جذبات میں حرکت پیدا ہوجاتی ہے جن سے ہم متاثر ہوچکے ہیں اور جن کے فیض سے ہماری روح فرحت کا سرمایہ حاصل کرچکی ہے۔ اگر ہماری قوتِ باصرہ یا مدرکہ کے ذریعہ سے عالم حیات میں کوئی شے ہماری مسرت کا سبب بن چکی ہے۔ تو جس وقت کوئی دوسری شے ہم کو اسی مسرت انگیز شے کی یاد دلائے گی۔ ہم اس کو حسین خیال کرینگے ؎

قماش برگ گل و آں عذار آل کیست ز ہر چہ جلوہ کند ''حسن'' را کمال کیست

جس فلسفہ کو ہم نے ابھی بیان کیا ہے اسکی دلیل یہ بیان کی جاتی ہے کہ جن لوگوں کی طبیعتیں جامد اور خیالات سست ہیں اور جنھیں غور کے ساتھ کسی شے کے دیکھنے میں حظ نہیں حاصل ہوتا اُن کے قلوب پر ''حسن'' کا جادو بہت کم چلتا ہے۔ برخلاف اسکے جن کی طبیعتوں میں اُمنگ ہے اور جنکی فطرت میل جول کے دلولوں کو لئے ہوئے جوش و خروش کے ساتھ ہر شخص سے ملنے پر اُن کو اُبھارتی ہے وہ ہر چیز کو نظر غائر سے دیکھتے ہیں اور اسی قدر جلد ''حسن'' کا ادراک کرلیتے ہیں جسقدر جلد کھلی ہوئی آنکھیں بجلی کی چمک کا احساس کرلیتی ہیں۔

ایک فلاسفر کا قول ہے کہ ''حسن'' وہی ہے جس کی آن بان سمجھ میں نہ آئے اور جس میں اشتباہ

موزونیت اور صفائی اعتدال کے ساتھ موجود ہو۔ وہ اس اعتدال کو مستقل خوبی اور خوشنمائی کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ اس فلاسفر نے "حسن" کو حسن شعراء کی زنجیروں میں جکڑا ہے۔ یہ سب اسی کی صفات ہیں نہ اسکی ذات۔ مگر حسن کی یہ تعریف کہ اسکی آن بان سمجھ میں نہ آئے۔ بہت سچی اور اس قدر وسیع ہے جسکی تشریح زبان سے ادا نہیں ہو سکتی بلکہ حواس کے دائرے میں وہ جتنی گنجائش رکھی ہے وہ بھی اسکے لئے ناکافی ہے۔

گویا تناسب "حسن" کا نہایت ضروری جزو سمجھا جاتا ہے یعنی جسم کے مختلف اجزا کی ہیئت یا مقدار میں ایک دوسرے کے ساتھ خاص تناسب ہونا چاہئے۔ فی نفسہ تناسب کا لفظ "حسن" کے لئے موزوں ضرور ہے لیکن یہ خاصیت "حسن" کے واسطے لازمی نہیں ہو سکتی۔ اکثر بڑے بڑے درختوں میں چھوٹے چھوٹے پھول اور چھوٹے چھوٹے درختوں میں بڑے بڑے پھول ایسے خوشنما پائے جاتے ہیں جنکا "حسن" کا نظارہ اپنے دامن کو ستر ہزار کے پھولوں سے بھر لیتا ہے۔ علیٰ ہذا جانوروں میں بھی بعض کی اونچی گردن اور چھوٹی دم یا بعض کی چھوٹی گردن اور لمبی دم ہوتی ہے مگر "حسن" کے زیور سے دونوں کی شکلیں آراستہ نظر آتی ہیں۔ اکثر طیور کے رنگوں میں کوئی خاص مناسبت نہیں پائی جاتی کسی کا جسم ہر ایک ہی رنگ۔ کسی کے پروں کا لباس نظر آتا ہے اور کسی کے پیراہن حیات میں قوس قزح کے سب رنگ دیکھے جاتے ہیں غرض رنگوں کا اختلاف کسی خاص تناسب کو قائم نہیں ہونے دیتا لیکن "حسن" کے خیال کو ضرور قائم کر دیتا ہے۔

اگر آپ کسی خوبصورت گھوڑے کی گردن کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ کریں کہ اسکو اور اعضاء کے ساتھ کیا تناسب ہے۔ اور پھر کتے یا بلی یا اور کسی جانور سے اسکا موازنہ کریں تو یہ امر صاف ظاہر ہو جائیگا کہ جس تناسب کو بعض حکماء مختلف جانوروں میں "حسن" قرار دیتے ہیں وہ لازمی نہیں ہے اور آپ یہ نہ کہہ سکینگے کہ سوا گھوڑے کے اور سب جانور "حسن" کی دولت سے بے مایہ ہیں۔

انسان کے لئے "حسن" کا معیار یہ قرار دیا جاتا ہے کہ اسکے جسم کے مختلف اعضا تناسب کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوں۔ اس کلیے کا نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ جس انسان میں ایسا تناسب پایا جائے وہ ضرور حسین کہا جائے گا تو فلاسفر کے اختیار میں ہے۔ لیکن ایسا سمجھنے کے واسطے مشاہدہ کو مجبور اور دل کو مغلوب کرنا انکے اختیار میں نہیں بلکہ اس "آن بان" کے اختیار میں ہے جسکو ہم "حسن" سمجھتے ہیں لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ دلکش چیز کیا ہے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ دو شخصوں میں اعضا کا تناسب قریب قریب ایک ہی سا ہے مگر ایک ہی صورت دیکھ کر دل اس کے "حسن" کی کشش سے بے چین ہو جاتا ہے اور دوسرے کی صورت سے کوئی خاص اثر پیدا نہیں ہوتا۔ اسکے برخلاف ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ دو شخص جن میں سے ایک کے تناسب اعضا کو نوت ممیزہ تسلیم کرتی ہے مگر اس کی شکل "حسن" کی چمک دمک اور کشش سے خالی ہے۔ اور دوسرے کے اعضا تناسب سے معرا ہیں۔ مگر اس کی ادا بان "حسن" سینکڑوں کو فریفتہ بنتی ہے۔ ایسے موقع پر سمجھنا پڑتا ہے کہ "حسن" کسی ایسی شے کا نام ہے جسکا حلیہ بتانا ہماری قوت ناطقہ کے بس میں نہیں ہے لیکن ہماری آنکھوں کے راستے دماغ اور دل میں پہنچکر نصف مدرکہ اور احساس پر قبضہ کر لیتا

اسکا معمولی کرشمہ ہے

بعض حکما نے انسان کی گردن کے لئے "حسن" کا ایک پیمانہ قرار دیا ہے یعنی اسکا دَوْر یا نو ربک تدے کے برابر یا کلائی کے دَوْر سے دو چند ہو۔ یہ تناسب موزوں تو ضرور ہے اور اکثر "حسن" کی شان بھی پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن ایسے انسان بھی پائے گئے جن کی گردنیں اس تناسب کے سانچے کی ڈھلی ہوئی تو ہیں مگر اُن میں "حسن" کی آن بان نہیں ہے۔

رسکن نے تناسب کو "حسن" کا جزو اس دلیل کے ساتھ قرار دیا ہے کہ اگر کسی چیز کے مختلف حصوں میں کوئی حصہ نامناسب طور پر چھوٹا یا بڑا ہوتا ہے تو وہ چیز بدنما نظر آتی ہے۔ یہ دلیل ضرور سچی ہے لیکن جمال بدنمائی "حسن" کی ضد نہیں ہے بلا معمولی صورت کی ضد ہے۔ جو شکل معمولی تناسب کے مداد اور زیورات سے آراستہ نہیں ہے وہ بدنما ضرور ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ جس شکل میں معمولی تناسب موجود ہے وہ حسین ضرور ہے اس لئے مشاہدہ اس کے خلاف ہمیں شہادت دیتا ہے۔ وہاں مختلف اعضا کا ایک دوسرے سے تعلق "حسن" کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً عمارت اس ہیئت کے ساتھ خوشنما نظر آتی ہے جبکی بلندی اور وسعت ستونوں کے ساتھ اعتدال کی صورت رکھتی ہو لیکن جب چھت بہت بڑی اور بلند ہو اور ستون اس سے میل نہیں کھاتے۔ کیونکہ اُن کا حجم جو نزاکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پیش کرتا ہے وہ ایسی بلندی یا وسعت کو جو اسکی نزاکت پر گراں ہو خوش نمائی کی حدود سے باہر رکھتا ہے۔ (باقی آئندہ)

مقصد الفت

کیا سمجھے "حسن" دلآویز پہ تو مرتا ہے
شعلہ روئی پہ مری جان فدا کرتا ہے
یہ اگر سچ ہے تو جا مجھ سے محبت مت کر
نگہ عشق رخ مہر جہاں تاب پہ ڈال
حسن ہمیشہ کو جس کے نہ اجل ہے نہ زوال

کمسنی پہ مری مائل ہے طبیعت تیری؟
حسن نوخیز سے وابستہ ہے اُلفت تیری؟
یہ اگر سچ ہے تو جا مجھ سے محبت مت کر
تیری اُلفت کے ہے قابل رخ زیبائے بہار
جسمیں ہر سال نیا "حسن" نرالا ہے نکھار

چاہتا ہے مجھے تو کیا مری دولت کے لئے
دل ہے بیکل ترا ثروت زر و حشمت کے لئے
یہ اگر سچ ہے تو جا مجھ سے محبت مت کر
چاہئے تجھکو کرے بحر گہر خیز سے پیار
جسکے انمول جواہر کا نہیں کوئی شمار

پیار مجھ سے ہے تجھے کیا مری اُلفت کے لئے
دل ہے پروانہ ترا شمع محبت کے لئے
یہ اگر سچ ہے تو کر مجھ سے محبت پیارے
بہتر از مہر و بہاراں دل شیدا میرا
بحر میں بھی نہیں ایسا گہر مہر و وفا
(ماخوذ)

صنفِ نازک کیلئے

عورت

(جناب والدہ آصف بہاولپور)

بحیثیت بیٹی۔ بیوی۔ ماں۔ اور بہو۔ بھاوج

عورت کی زندگی کی تقسیم تین حصوں میں ہوتی ہے۔ اوّل جب پیدا ہوتی ہے اور جب تک شادی نہیں ہوتی اُسوقت تک بیٹی کہلاتی ہے۔ دوم جب بڑی ہوتی ہے اور شادی ہو جاتی ہے تو بیوی کہلانے لگتی ہے۔ سوم جب بال بچے ہو جاویں اور عمر رسیدہ ہو جائے تو ماں کے معزز لقب سے ممتاز ہوتی ہے۔

یہ تقسیم عورت کی عمر کے تین زمانوں کی شاہد ہوتی ہے۔ کمسنی، عالمِ شباب، بڑھاپا۔ کمسنی ہی میں ایک عورت بیٹی کہلاتی ہوئی اچھی معلوم ہوگی۔ بیوی کا لقب جوانی ہی میں بھیگا اور ماں جاؤ کی عزت بڑھاپے ہی میں اسے حاصل ہوگی۔ محض کوارپن۔ شادی ہونے اور بچے ہونے سے چنداں عورت کی حیثیت میں فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ ایک وقت آتا ہے کہ جب اُسکی حیثیت خود بخود بدلجاتی ہے اب سوال یہ ہوتا ہے کہ کیا اس حیثیت کے بدلنے کے ساتھ وہ عورت بھی بدلجاتی ہے۔ کیا قمر النساء بیگم جب بیٹی تھیں تو اور تھیں جب بیوی ہوئیں تو اور ہو گئیں اور جب اماں بنیں تو بالکل ہی بدل گئیں؟ اس سوال کا جواب کچھ اثبات میں ہے اور کچھ نفی میں یعنی عورت پن اور نسائیت میں تو فرق نہ آئیگا۔ لیکن صورت شکل۔ بات چیت۔ عادات اطوار ہر چیز میں فرق آجائیگا۔ بچپن اور بیٹی پنے میں جو بھولپن۔ الڑھ پن۔ بے پرواہی۔ سادگی بیفکری ہوگی وہ جوانی یا بیوی بننے میں نہ پائی جائے گی۔ اور بیوی بننے میں جو امنگ، شوق بانکپن۔ پھرتی، چالاکی ہوگی وہ بڑھاپے میں کہاں۔ یہ تو قدرتی اثرات کی وجہ سے تبدیلی واقع ہوئی۔ یعنی قدرتی طور پر بچے، جوان اور بوڑھے میں فرق ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ حالات گردوپیش کے اثرات ہوتے ہیں۔

بیٹی ماں باپ کی پیاری، گھر کی دُلاری ہوتی ہے۔ ننھی بیوی ننھی بیوی کہتے ہوئے ہر ایک کا مُنہ خشک ہوتا ہے۔ گھر کی ہر چیز کو وہ اپنا سمجھتی ہے گو کہ اصل میں صرف سلے کی مالک ہے جس چیز کو جی چاہا ماں سے مانگ لیا۔ ابّا جان پر فرمائش کر دی۔ بھائی جان سے لے لی۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ بچپن ہی سے عجیب ایسے فقرے سُنے کہ جن سے ایثار اور انکسار پیدا ہونا لازمی ہوا۔ جب کبھی زمانۂ طفولیت میں بھائی بہن کی لڑائی ہوئی۔ خواہ بہن بڑی ہی ہو اور قصور بھائی ہی کا ہو۔ لیکن اماں سے لیکر محلہ والی تک نے یہی کہا کہ ہائیں بیٹی بہن ہو کر بھائی سے لڑتی ہو۔ اور چھوٹے بھائی سے۔ ماناکہ میل اس نے کی مگر تم بہن ہو تم کو سہارنا چاہئے۔ یہ سہار، یہ بردباری، یہ تحمل جو اس معمولی روزمرہ کے فقرہ میں پنہاں ہے آخر اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ اور بیٹی یہ سمجھ جاتی ہے کہ بحیثیت عورت کے میرا سب سے پہلا فرض سہار ہے اور اس سہار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عورت میں انکسار اور ایثار کا مادّہ مرد سے زیادہ ہو جاتا ہے۔

دوسرا سبق جو بیٹی سیکھتی ہے وہ یہ ہے کہ بیٹی کا کام ماں کا ہاتھ بٹانا ہے۔ گھر کا کام کرنا تو کوئی عیب نہیں۔ بیٹی کوئی کام کرنے سے ماماں تھوڑا ہی ہو جاتی ہے۔ بس بیٹی ہر کام خوشی خوشی کرتی ہے اور اسکا صلہ محض گھر والوں کی خوشنودی سمجھتی ہے۔ جوں جوں بڑی ہوتی جاتی ہے اپنے ماں کی ذمہ داریوں میں حصہ لیکر اسکا بوجھ ہلکا کرتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ رفتہ رفتہ سارے گھر کا کام کاج اور انتظام چھوٹی بیگم کے ہاتھ میں آجاتا ہے لیکن بیٹی آخر گھر کی مہمان ہی ہوتی ہے۔ ایک دن وہ آتا ہے کہ جس گھر کو وہ اپنا گھر سمجھتی تھی۔ جہاں وہ چھوٹی سے بڑی ہوئی وہ گھر چھوڑنا پڑتا ہے اور جو عملی تعلیم گھر بنانے اور گھر چلانے کی اتفاقیہ طور پر اس نے حاصل کی ہے اور جو تحمل، بردباری اور ایثار اور انکسار کا سبق اُس نے اپنے گھر میں سیکھا ہے اس کے امتحان کا وقت آجاتا ہے۔

بیوی ہونا آسان بات نہیں۔ شادی ہوئی رخصت کا وقت آیا۔ منڈھا گھا یا گیا۔ اپنے پرائے سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ یہ خوشی میں رنج کیسا؟ یہ رنج جدائی کا؟ گھر سے جانے کا؟ نہیں صرف یہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ کچھ ایسی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے کہ جو ہر عورت کا کام نہیں۔ شادی کی منزل بڑی کٹھن ہے۔ دُلہن پنے کا زمانہ ایک دل فریب جلوہ ہے۔ بیوی پنے کی مشکلات اور مصائب کی ڈراؤنی صورت کو دُلہن پنے کی جھاجھم کے گھونگھٹ میں چھپا دیا جاتا ہے۔ بیٹی پنے میں اپنے گھر میں کوئی چیز نئی نہ تھی۔ کوئی شخص غیر نہ تھا۔ اماں جان کی رمضان شریف میں روزہ رکھنے کی چڑچڑاہٹ سے بیٹی خوب واقف تھی۔ ابّا جان کے کچہری سے آتے وقت جو تیوری چڑھی ہوتی ہے اس کو بھی خوب پہچانتی تھی۔ بھائی جان کو وقت پر کھانا نہ ملے تو کیسا ایک دم بگڑ جاتے ہیں۔ یہ چھوٹی بیگم خوب جانتی تھیں حتیٰ کہ امیرن پکانے والی تک کے مزاج سے واقف تھیں۔ مگر جب سے بیوی بنیں اور اپنا گھر چھوڑا تو جو چیز ہے نئی ہے۔ جو شخص ہے غیر ہے۔ نیا گھر، نئے لوگ، نیا سامان، نئی ضرورت، گھر میں کیا چیز ہے، کہاں رکھی ہے دُلہن کو کیا معلوم۔ ساس، سسرے، نند، سیار، دیور، جیٹھ۔ سبھی سے ہی واسطہ پڑتا ہے۔ کسی کا کچھ مزاج، کسی کا کچھ۔ لیکن دُلہن کے لئے تو سب اجنبی ہیں۔ گھر میں کس وقت کھانا کھایا جاتا ہے، کیا کیا کام کس طرح سے ہوتے ہیں۔ اپنے گھر سے یہاں کا انتظام کتنا مختلف ہے، دُلہن کو کیا معلوم۔ اپنے گھر میں دن بھر کام کیا مگر وہاں کوئی نکتہ چین بیٹھا ہوا نہ دیکھ رہا تھا کہ دیکھیں بیگم صاحبہ کس کام کو کس طرح کرتی ہیں۔ سسرال میں ہر شخص کی نظر دُلہن کے ہر فعل پر ہے۔ واقعی عورت کے لئے یہ وقت بڑے سخت امتحان کا ہوتا ہے۔ اگر اس امتحان سے پاس ہو گئی تو بیڑا پار ہے۔ اسی زمانہ میں آئندہ کی بہبودی یا خرابی کی بنیاد پڑتی ہے۔ ساس، سسرے، نند، بھاوج، جیٹھ، دیور، میاں، سبھی سے واسطہ پڑتا ہے۔ اگر برا وہ ایسا کیا کہ کسی کو شکایت کا موقعہ نہ ملا، تو ہمیشہ کے لئے امن رہا ورنہ آج ساس سے لڑائی ہے تو کل نند سے اور پرسوں جٹھانی سے۔ اور آخر یہ نوبت پہنچتی ہے کہ میاں کو گھر چھوڑنے پر اور علیحدہ اپنا گھر بنانے پر مجبور کیا گیا۔ ایک گھر کے دو گھر اور دو کے چار۔ مگر اس امتحان کے وقت وہی سبق جو بیٹی پنے کے زمانے میں سیکھے تھے کام آتے ہیں۔ یعنی سہار، ایثار، انکسار، بجا آوری وفا

تو ساس سسرے خاوند کی فرمانبرداری کرنی پڑی۔ مثل مشہور ہے کہ "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد"۔ جب دو حیثیتوں میں خدمت کرلی، تب مخدومہ بننے کا موقعہ ملا۔ گویا کہ بیٹی بننے اور بیوی بننے کا زمانہ اُس تعلیم اور تربیت کا زمانہ ہے جو ایک عورت کو ماں بننے کی صلاحیت حاصل کرنے کے قابل کرتا ہے جو عورت اچھی بیٹی اور اچھی بیوی رہی ہے وہ ماں بھی اچھی بنے گی۔ جو عورت خدمت کرنی جانتی ہے وہ خدمت کرنے والے کی قدر بھی جانتی ہے۔ جس نے احکام کی تعمیل بے چون و چرا کے کی ہے وہ یہ بھی سمجھتی ہے کہ بے جا یا ناقابل عمل احکام کا جاری کرنا کیسا ناواجب ہے۔

ماں کی حیثیت حاکم کی ہو جاتی ہے۔ دوسروں سے خدمت لینے والی ہوتی ہے۔ گھر کی چھوٹی سی سلطنت میں ماں ایک ملکہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے ماتحت اسکی بیٹی اور بہو وغیرہ ہیں۔ گھر داری کا کام کاج، بچوں کی پرورش، رشتہ داری اور کنبہ داری کے معاملات سب ہی ماں کو بھگتانے پڑتے ہیں، مگر جہاں پہلے وہ ان سب کاموں میں غیر ذمہ داری کے ساتھ ماتحتی کی حالت میں حصہ لیتی تھی، اب ایک ذمہ داری کے ساتھ خود مختارانہ حیثیت سے حصہ لیتی ہے۔ پہلے اُسے دوسروں کی صلاح پر عمل کرنا ہوتا تھا، اب اوروں کو اس کی صلاح پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ پہلے اگر کام بگڑ جاتا تھا تو یہ کہہ کر چھوٹ جاتی تھی کہ "اماں جان آپ نے ہی تو کہا تھا کہ یہ کام یوں کرنا۔ جیسا آپ نے کہا میں نے کیا"۔ اب دوسرے اس سے یہ کہہ کر اس پر ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ تحمل، بردباری، انکسار، ایثار، جیسے پہلے کار آمد اور ضروری تھے، اب بھی ہیں۔ لیکن اب شفقت، مہربانی، چشم پوشی، لحاظ، مروت، خود داری، ان سب خوبیوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ کسی چھوٹے سے کوئی قصور ہو گیا تو یہ نہیں کہ اُسکو اس قدر سزا دی کہ وہ برداشت نہ کر سکا۔ کسی سے گستاخی ہو گئی تو یہ نہیں کہ اس سے ہمیشہ کے لئے دشمنی ہو گئی۔ پھر یہ بھی نہیں کہ بچوں میں بیٹھے ہنسی ہنسی کر رہے ہیں نہ یہ کہ چھوٹوں کے سامنے ہر وقت منہ سوجا ہوا ہے، تیوری چڑھی، سیدھے منہ بات ہی نہیں ہوتی۔ نہ یہ کہ کسی سے کوئی غلطی ہو گئی تو فوراً میاں کے سامنے پیش کر دیا۔ نہیں بلکہ میاں کی خفگی خود جھیلی اور چھوٹے سے جو قصور ہوا تھا اُسکو اپنا کر کے دیکھا۔ لیکن قصوروار کو اپنے طور پر ضروری تنبیہ اور تادیب کر دی۔

ان تینوں حیثیتوں کے علاوہ چوتھی حیثیت بہو یا بھاوج کی ہے۔ یہ کوئی خاص حیثیت نہیں۔ یوں تو عورت کا ہر رشتہ اس کو ایک نئی حیثیت میں دکھاتا ہے۔ کہیں بہو ہے، کہیں بھاوج، کہیں ساس ہے، کہیں نند، کہیں جٹھانی ہے، کہیں دیورانی، کہیں خالہ ہے، کہیں نانی، کہیں بھتیجی ہے، کہیں سوتالی۔ مطلب یہ کہ بہو یا بھاوج کی حیثیت کوئی خصوصیت نہیں رکھتی جسکا بیان علحدہ کیا جائے۔ ابتدا میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ عورت خواہ کسی حیثیت میں ہو، نسائیت اُسکے ساتھ ساتھ رہے گی۔ اسی طرح چند خوبیاں بھی ہر حیثیت میں اسکی ممد و معاون ثابت ہونگی۔

عورت خواہ بیٹی ہو خواہ بیوی ہو خواہ ماں ہو خواہ بہو اور بھاوج ہو مگر اسمیں مذکورہ بالا خوبیاں ہونگی تو وہ ہر حیثیت کے فرائض اچھی طرح ادا کر سکے گی۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ بنے گی۔ اگر وہ ان خوبیوں سے مبرا ہو گی تو نہ ماں باپ اس سے خوش رہینگے اور نہ ساس سسرے اور خاوند اس کو اچھا سمجھینگے اور نہ بیٹی اور بہو کی اس کے ساتھ گذر ہوگی۔ لہذا ہر عورت کو بالحاظ اپنی حیثیت کے ان خوبیوں کے حاصل کرنے میں کوشاں رہنا چاہئیے۔

عورت کی قیمت

حکیم سقراط سے کسی نے پوچھا۔

"عورت کن اوصاف کے ماتحت زیادہ تر احترام کے قابل تصور ہوتی ہے"

"اور اُس کی قیمت کیا ہے؟"

سقراط بولا:-

"عوام اور خام طبیعت لوگ عورت کا وصف، حُسن، نزاکت، دولت، ثروت، حکومت اور ان سب میں سے حُسن۔ خوش اخلاقی، ذہانت اور عقل و فراست قرار دیتے ہیں یہ سب اگر ہوں اور عصمت نہ ہو تو ہیچ ہیں اور اگر ایک عصمت ہو اور دوسرے اوصاف نہ ہوں تو وہی بے قیمت اور عدیم المثل ہے۔ خوش قسمت ہے وہ عورت جو اپنی عصمت پر نازاں ہے خوش نصیب ہے وہ لڑکی، وہ بہن، وہ ماں جو اپنی عصمت پر فخر کرتی ہے۔ ایک نادار مفلس عورت کو جو عصمت رکھتی ہے اُس عورت پر عظمت دیجاتی ہے جو ملکہ ہو نے پر بھی عصمت نہیں رکھتی۔ عورت کی تعلیم و تدریس کا بڑا بھاری جزو عصمت ہے۔ عورت کی تہذیب عصمت ہی سے شروع ہوتی ہے اور عصمت پر ہی ختم بھی ہو جاتی ہے۔ عصمت وہ تاج ہے جو دوسری زندگی میں بھی زیب سر ہوتا ہے۔

عورت کی قیمت کیا ہے؟

عصمت۔ عصمت۔ عصمت

والدین، بھائیوں اور شوہروں کی عزت اور احترام کس میں ہے؟

اس میں کہ:-

اُن کی دختریں، اُن کی بہنیں، اُن کی بیویاں ایک بے لاگ عصمت کی وارثہ ہوں اور اُسپر اُنھیں ایک بے لاگ فخر بھی ہو۔

ہر ایک قسم کی تعلیم و تدریس کے پہلے نصاب عصمت پیش ہونا چاہئے۔ جو عورتیں جو لڑکیاں اس نصاب میں پاس ہوتی ہیں وہی ملک اور قوم کے احترام اور فخر کا موجب ہیں۔ اصلی تہذیب اس میں ہے۔ باقی محض نمائش۔

رعایتی اعلان آخر ماہ رمضان المبارک تک کیلئے

نمبر ۱

والمحصنت — النساء ۴ — الجزء الخامس

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا

نمبر ۱ - قرآن مجید کا پارہ پارہ و منزل منزل علیحدہ ہے ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور حاشیہ پر مشہور و معروف تفسیر موضح القرآن آپ ہی کی ہے نہایت خوشخط اور صاف ہے اور ہر پارہ اور منزل پر بیل بوٹے نہایت عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر سطر پر رنگ کیا ہوا ہے جس سے نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے سائز فلسکیپ کے برابر ہدیہ مع جلد ... رعایتی ... مع جلد چرمی تفرقی کام بنا ہوا ہے

سیقول — منزل اول — نمبر (۲) — البقرۃ ۲

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ
الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

الجزء الثانی

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا

مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ
الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

اس قرآن مجید کا پارہ پارہ اور منزل منزل علیحدہ علیحدہ ہے صحت بارہ حافظوں نے کی ہے جن کی آخر میں مہریں بھی موجود ہیں نہایت جلی قلم ہے بچوں اور بڈھوں دونوں کی تلاوت کے لئے موزوں ہے۔ کاغذ سفید چکنا ولایتی ہدیہ معہ جلد نقرئی کا بنا ہوا ہے قیمت للعہ رعایتی ہے

الله حق قدره

اس کے مرتبے کے موافق قدر نہ کی اس نے

یہ قرآن مجید مترجم بامحاورہ اردو مولانا ... جاوری حاشیہ پر تفسیر کامل اردو مع دیگر مراتب ... یہ قرآن شریف اس خوبی وصحت کیساتھ چھاپا گیا کہ ہر ایک صفحہ ... خود ایک نہایت مرقع ہے جسکے دیکھنے سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے

[illegible]

الفتح ۴۸ — ۴۶۶ — حٰم ۲۶

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝

اور جو کوئی اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان نہ لائے تو وہ یاد رکھے کہ بیشک ہم نے کافروں کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے

یہ قرآن مجید ... الفاظ ... [illegible]

... نہایت ... ہدیہ ... رعایتی ... معہ جلد چرمی نقرئی کام بنا ہوا۔ ر تمام وخوشنویس بنام سید محمد شفیع الدین ... (... الفرقان) ... [illegible]

نمبر۸۔ حمائل شریف ہفت منزل ہفت رنگ جس کی مثال آجتک ہندوستان ہو یا مصر و ایران کہیں بھی کوئی حمائل طبع نہیں ہوئی اس نادر الوجود حمائل کی ساتوں منزلیں۔

الانبیاء ۲۱ — ۶۳۸ — اقترب للناس

النحل ۱۶ — ۵۵۶ — ربما

موسیٰ وھرون الفرقان وضیاء وذکرا
للمتقین الذین یخشون ربھم بالغیب وھم
من الساعۃ مشفقون وھذا ذکر مبارک
انزلنہ افانتم لہ منکرون ولقد اتینا
ابرھیم رشدہ من قبل وکنا بہ علمین
اذ قال لابیہ وقومہ ما ھذہ التماثیل التی
انتم لھا عکفون قالوا وجدنا اباءنا لھا
عبدین قال لقد کنتم انتم واباؤکم فی
ضلل مبین قالوا اجئتنا بالحق ام انت من

بمثل ما عوقبتم بہ
ولئن صبرتم لھو خیر للصبرین
واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن
علیھم ولا تک فی ضیق مما یمکرون
ان اللہ مع الذین اتقوا
والذین ھم محسنون

۹ نقش و نگار سے آراستہ متن میں ترجمہ اردو فاضل اجل شمس العلماء جناب حافظ مولوی شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ
ہے جلی ہے کہ ضعیف العمر اشخاص بھی بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ باوجود اسقدر جلی کے سائز پوسٹ کارڈ
کے برابر ہے ایسی نادر حمائل شریف آپکی نگاہ سے آجتک نہیں گزری ہوگی ہدیہ اصلی ...رعایتی پانچروپیہ جلد چرمی اور نہایت نفیس ہے۔

وما من دابۃ ۱۲ — نمبر (۹) — ۳۶۸ — منزل ۳ — ھود ۱۱

البشری یجادلنا فی قوم لوط ان ابرھیم
خوشخبری — جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں — البتہ ابراہیم تحمل والا

نمبر۹ نہایت جلی قلم مترجم قرآن مجید ہے ہدیہ سات روپیہ رعایتی چھ روپے (ﷲ) نقرئی کام بنا ہوا۔ اردو ترجمہ مولانا مولوی شاہ عبدالقادر صاحب کا ہے اور حاشیہ پر بھی آپ ہی کی تفسیر موضح القرآن معہ فوائد ہے۔

وبالاخرۃ ھم یوقنون اولئک علی ھدی من ربھم واولئک
اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہیں — انہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب کی — اور وہی

مثلا اس قرآن مجید کا ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن آپ ہی کی ہے نہایت خوشخط ہے ہدیہ معہ جلد رعایتی
چار روپیہ ... معہ جلد نقرئی کام بنا ہوا (جملہ درخواستیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب مالک اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی آنی چاہئیں)۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵
وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۱ كُلُّ

نمبر (۱۱) یہ قرآن مجید ۹۰۰ صفحہ کا تیرہ سطری ساٹھ جزو نہایت خوشخط اور نہایت جلی قلم کا ہے کہ ضعیف العمر مردوں اور عورتوں کے واسطے نہایت عمدہ ہے ترجمہ حاشیہ پر فاضل جناب شمس العلماء حافظ مولوی شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اسکی صحت بہت حافظوں اور عالموں نے بڑی کوشش کے ساتھ کی ہے آخر میں ان کی مہریں ثبت کی گئی ہیں کاغذ نہایت چکنا ہے اور پارہ در پارہ جدا جدا ہے ہدیہ سات روپے رعایتی چھ مجلد جلد چرمی نقرئی کام ہوا۔ جلد پارچہ نقرئی کام بنا ہوا ہدیہ رعایتی

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۞ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ
كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۞ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ

نمبر ۱۲ - یہ قرآن مجید نہایت صحیح اور خوشخط ہے جس پر جلیل القدر مشہور حافظوں نے اپنی مہریں ثبت فرما کر اس قرآن مجید کی صحت کی تصدیق کی ہے ہر پارہ علیحدہ علیحدہ ہے ہر آیات میں پھول بنے ہوئے ہیں ٹائٹل اور صفحہ ۲ اور صفحہ دو رنگ میں چھپا ہوا ہے جو کہ نہایت خوبصورت معلوم ہوتا ہے سفر میں اور بچوں کیلئے نہایت ہی موزوں ہے چونکہ اس سے عمدہ اور کم ہدیہ کا قرآن مجید آپکو ملنا مشکل ہے۔ اور سب سے بہتر کار خیر کا ذریعہ یہ ہے کہ ماہ رجب المرجب اور رمضان المبارک میں اس کی کافی تعداد میں جلدیں منگا کر مسکین اور غریب مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں اور مدرسہ میں طالب العلموں کو تقسیم کر کے اجر عظیم حاصل کیجئے۔ نیز علیحدہ علیحدہ جو پارہ مجلد ہیں یعنی ہر ایک پارہ کی جلد جدا جدا جلد بندھوائی ہے اُن کو مسجدوں میں رکھوا دیجئے تاکہ لوگ بعد نماز صبح کے تلاوت کر لیا کریں اور وقت ضرورت کے کام آوے۔ بعض نادار یتیم اور غریب بچے بھی بوجہ ناداری کے تعلیم کلام اللہ سے محروم رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے بھی اکٹھے قرآن مجید کے خریداروں کے لئے ہدیہ بہت کم رکھا ہے یعنی مجلد پارچہ نقرئی کام بنا ہوا ۴ مجلد چرمی نقرئی کام بنا ہوا ہے (۶) ۳۰ پارے مجلد علیحدہ علیحدہ نو روپے (۹) پانچ جلدیں یا اس سے زائد کے خریداروں کے واسطے ایک روپیہ چودہ آنے (۱ مـ ۱۴) پارچہ جلد نقرئی کام بنا ہوا۔ دو روپے آٹھ آنے (۲ مـ ۸) مجلد چرمی نقرئی کام بنا ہوا۔ (آٹھ روپے ۳۰ پارہ مجلد علیحدہ علیحدہ)

نمبر ۱۳ اس قرآن شریف کا ترجمہ بامحاورہ مع فوائد و شان نزول وغیرہ معروف مولانا شمس العلماء مولانا نذیر

التَّهْلُكَةِ ۚ وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ

ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو بیشک اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور

مطلب ... میں فہرست مضامین قرآن مجید کی لگائی ہے جو کہ قابل اطمینان نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ ہے ہدیہ معہ جلد چرمی نقرئی کام بنا ہوا ... رعایتی ... علاوہ ... ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کام بنا ہوا ... رعایتی ... اور بالمقابل کا ہدیہ معہ جلد چرمی نقرئی کام بنا ہوا لئے رعایتی ...

نوٹ - ان چاروں کا ترجمہ بامحاورہ شمس العلماء مولانا حافظ نذیر احمد صاحب ہی کا ہے جو کہ نہایت مقبول ہے۔

(... آنی چاہئیں)

نام کتاب	نام مصنف یا مولف معہ مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
[illegible]	مصنفہ سید عب علی صاحب مو ہیر سلیس۔ اتبک اگرچہ بے شمار شہادت نامے چھپے اور سیکڑوں مرثیہ طبع ہو چکے ہیں۔ لیکن جو خوبی اس کتاب میں ہو وہ کسی میں نہیں پائی جاتی جو لوگ میر زا دبیر اور میر انیس کے مرثیے پڑھتے ہیں وہ اب یہ کتاب خریدیں اور مصنف کی محنت کی داد دیں۔ بیان اسقدر ندوہ و الخیز کرکے لکھا ہے کہ ہر آنکھ خون بہانے پر مجبور ہو جاتی ہے ماہ محرم الحرام میں ہر مسلمان کو یہ کتاب خود پڑھنی اور دوسروں کو پڑھ کر سنانی چاہیے	۴ر	۳ر
انتخاب کلیات خاقانی	طوطی شکرستان معانی۔ بلبل چمن زار رنگین بیانی۔ بانی فصاحت و بلاغت حکیم خاقانی۔ یہ کلیات مسلمانوں میں شاید و باید ہی کوئی ہوگا جسنے نہ دیکھا ہوگا اور انکے کلام کی تحسین نہ کی ہو۔ خصوصاً اہل فارسی کے لئے انکا ہر شعر نکتہ کلام ہے۔ آپکے دیوان و کلیات میں مخمس۔ قطعہ۔ مستزاد۔ نظم مدحیہ قصائد اپنی اپنی طرز میں لاجواب ہیں یہ انہی کے کلیات کا انتخاب لاجواب ہے۔ جس کا ہر شعر اہل سخن کے لئے آبحیات ہے۔ چھپائی لکھائی اسکی بیمثل ہے۔	عہ ر	۱۲ر
[illegible]	کتاب کی حقیقت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مرنے کے بعد انسان پر کیا گذرتا ہے۔ قبر میں اسکے ساتھ کیا ہوتا ہے ۔ اگر آپ فارسی جانتے ہیں تو اس کتاب میں آپ ان باتوں کو پڑھ سکتے ہیں۔ کاغذ سفید عمدہ	۴ر	۳ر
آرائش محفل	اس کتاب میں عرب کے اُس مشہور ہیرو حاتم طائی کا حال ہے جس کی سخاوت نے اسکو آفتاب کی مانند آسمان عزت پر چمکادیا۔ جس نے اپنی شہرت کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجوایا یہ کتاب پہلے عربی زبان میں تھی۔ پھر فارسی میں ترجمہ ہوا اور اب اردو میں نہایت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ملک میں بیحد مقبول ہے علاوہ تفریح طبع کے اسکے مطالعہ سے استعداد بڑھتی ہے	۱۲ر	۹ر
[illegible]	مصنفہ مولانا مولوی قاری وحید صاحب اس کتاب میں حضرت محبوب سبحانی غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات صوری و معنوی کا بیان ہے ولادت سے وفات شریف تک کی کرامات کا حال ہے اور دوسرے حصہ میں حکایات اولیاء اللہ جنکے سننے سے آدمی کو تنبیہ ہو یعبرت نذکیر و کمال جانفشانی یہ کتاب لکھی گئی ہے	۸ر	۶ر
[illegible]	جو صاحب انگریزی بالکل نہیں جانتے اُنکے واسطے نہایت مفید ہے جسکی بدولت چند روز میں انگریزی بولنی اور لکھنی آجاتی ہے نہایت آسان		

نام کتاب	نام مصنف یا مولف معہ مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	طریقے لکھے گئے ہیں کہ بہت جلد انگریزی بغیر اُستاد کے سیکھ جاتا ہے۔ اور چند ہی عرصہ میں انگریزی خط و کتابت کرنے لگتا ہے	ثہر	عہ ر
[illegible]	حافظ حاجی مولانا مولوی حیدر علی صاحب حسابی کی فارسی زبان میں مفصل تصنیف ہے جس میں حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسینؓ و آل اطہر کے حالات شروع سے آخر تک نہایت توضیح و تصحیح کے ساتھ لکھے ہیں۔ آجتک اتنی مکمل کتاب اس بیان پر کوئی نہیں چھپی کوئی مسلم لائبریری اس کتاب سے خالی نہ رہنی چاہیئے صفحات ۱۳۰۰ مجلد	للعہ	[illegible]
	(ب)		
[illegible]	یہ شاعر نازک خیال جناب شیخ محمد علی صاحب مہر احمدی اجمیری نے بطور مثنوی سلیس اُردو میں نظارہ عُرس خواجہ اجمیری کو نظم کیا اگر آپ گھر بیٹھے عرس اجمیر شریف کی سیر کرنا اور ویسا ہی لطف اٹھانا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ بھیجکر منگا لیجئے	۲ر	۱ر
بنات النعش	ڈپٹی نذیر احمد خانصاحب مرحوم کی پہلی تصنیف مراۃ العروس کا دوسرا حصہ ہے جس سے لڑکیوں کی اصلاح حالت اور تمدن میں انکو زیادہ بکار آمد بنانے کیلئے عمدہ عمدہ اخلاقی و تعلیمی مضامین لکھے ہیں۔ اسپر سرکار عالیہ سے پانچسو روپیہ انعام ملا تھا۔	عہ ر	۱۳ر
[illegible]	زبان عربی میں مولانا الکاشی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر القرآن میں سے اخذ کی ہوئی تفسیر سورہ یسین معہ فوائد و خواص و شان نزول سورہ یسین	۱۰ر	۸ر
[illegible]	یہ کتاب حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف سے پُر ہے۔ کہیں مناجات بہ آہ و زاری کہیں نعت کی بہار کہیں حدیث و فضائل روزہ نماز کے مسائل ، فصاحت میں کلام نہیں نعت کی بہترین کتاب اگر ہے تو یہ ہے	۹ر	۵ر
[illegible]	یعنی خزانہ تیراہ شاہ۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی بہت سی مصنفین بابا جی تیراہی صاحب نقشبندی مجددی کی سوانح عمریاں لکھ کر عزت و عظمت کے تاج سر پر حاصل کر چکے ہیں۔ مگر اس کتاب میں نہایت تفصیل کے ساتھ سلسلہ مشائخان بابا جی تیراہی نقشبندی و مجددی کے حالات مندرج ہیں جو اور کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے۔ اس کتاب میں حاجی حافظ شیخ المشائخ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری کا احوال بھی درج ہے صفحات ۱۶۴	۱۴ر	۱۰ر
[illegible]	مصنفہ مولانا مولوی محمد قمر علی صاحب۔ اس رسالہ میں اسمائے حسنے کے معانی و منافع و موکلات و رقعوں ... بروسی انتخاب کر کے لکھا	۵ر	۴ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
[illegible]	یہ کتاب وعظ و نصیحت مختلف بیان قیامت، تقدیر حرص وغیرہ وغیرہ سے ہے۔	۱۲ر	۸ر
بہشتی زیور	مکمل گیارہ حصے مصنفہ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی اس کے ہر حصہ میں مستورات کی تمام ضروریات مسائل اخلاق و آداب معاشرت و ترتیب اولاد درج ہے۔	۲ے	۱عہ۱۲ر
بہار ولادت	جس میں پیغمبر آخرالزماں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے حالات نہایت سلیس اردو میں سادہ طور پر لکھے گئے ہیں۔ کہ ہر ایک کی سمجھ میں آسانی سے آسکے یہ میلاد نامہ مذہبی جلسوں اور مولود شریف کی محفل میں پڑھنے کے لائق ہے	۴ر	۳ر
بہار اسنا	جو انگریزی، اردو، ہندی، شاستری کا قابل نتیجہ ہے۔ اس کتاب میں انگریزی حروف کی تشریح اور انکا تلفظ۔ اردو، ہندی شاستری میں اور معنی اردو، ہندی، شاستری میں کر کے درج کئے ہیں۔ جو صاحب اردو یا ہندی جانتے ہوں وہ اسکو منگا کر صرف ایک گھنٹہ روزانہ خود مطالعہ کریں استاد کی ضرورت نہیں۔ زیادہ تعریف فضول کتاب کی خوبی دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے	۴ر	۳ر
بہبودی	مصنفہ میر سعادت علی صاحب رئیس فرید آباد کی جن مضر رسم و رواج کی وجہ سے ہم تباہ ہو رہے ہیں اور ترقی کے میدان میں دوسری قوموں سے پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ اس کتاب میں ان رسم و رواج کی اصلاحیں کر کے بہبودی اور ترقی کی تدبیریں بتائی ہیں۔ پردہ، تعلیم، ترتیب، شادی کے اخراجات اور طریقے خیالات و اعتقادات کے متعلق مفید باتیں لکھی ہیں۔ بلکہ سکے افادہ عام کے لئے قیمت بھی کم رکھی ہے۔	۸ر	۶ر
بائیس الصحائف / [illegible]	باکمال الصالحین و سید الرسل من تصنیف نیر سجادہ نشین حضرت قدوۃ العرفا مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی۔ اثبات صحت و اصلیت نشان مبارک صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان میں ہے۔		
بزم نشاط	بزم راحت۔ بزم طرب یہ تینوں کتابیں گانے بجانے میں بے مثل ہیں۔ اس میں ریکارڈ کے ہر قسم کے انگریزی		

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
	و ہندوستانی جدید طرز کے گانے ٹھمری، دادرا، قوالی، اور مشہور و معروف ڈراموں کے ہر دلعزیز گانے مشہور طوائف کی عجیب و غریب نرالی طرزیں۔ غرضیکہ یہ کتاب عاشقان موسیقی کی جان ہے۔ آخر میں حضرت صاحب کی نہایت لاجواب غزلیں ہیں۔ منگائیے اور پڑھکر دل خوش کیجئے۔ فی حصہ	۶ر	۵ر
باغ و بہار	یعنی قصہ چہار درویش۔ جس میں چار درویشوں کے عجیب و غریب اور دلچسپ قصے درج ہیں۔	۱۰ر	۸ر
بہاء ملتان	یعنی سوانح عمری حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی جس میں آپکی ولادت و لادت شجرہ نسب، طفولیت تعلیم کرامت، بیعت، فیض حال وصال آپ کے صاحبزادگان و خلفاء وغیرہ کے نہایت دلچسپ حالات قلم بند کئے گئے ہیں۔ قابل دید کتاب ہے ضرور منگائیے	۵ر	۴ر
پنجسورہ کلاں مترجم	یہ پنجسورہ نہایت جلی قلم اور خوش خط لکھا ہوا ہے اور اسمیں مناجات مقبول و قربات عند اللہ صلوٰۃ الرسل و قصیدۃ السبیل مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب شامل ہیں اور تعویذات بھی درج ہیں۔	عہ	۱۲ر
پیغمبر عالم	سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبٰی صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے مقدس حالات	۸عہ	عہ
پیارے خدا کی پیاری باتیں	زنانہ لٹریچر کا مفید سلسلہ	۲ر	۱ر

(ت)

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
تذکرہ غوثیہ	حالات با برکات و ملفوظات حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قلندر (قدس سرہٗ پانی پتی) مولفہ مولوی شاہ گل حسن صاحب قادری	للعہ	۸عہ
تعلیم غوثیہ	مع مرقع بنام خلیفۃ اللہ انی جاعل فی الارض خلیفہ حضرت سید غوث علی شاہ صاحب قلندر قادری کی تعلیم چھپائی نہایت عمدہ حروف زیب دیدہ اعلےٰ بنگال پیپر پر بلا جلد	صہ	للعہ
تحفۂ [illegible]	یہ کتاب بوڑھوں کو جوان اور جوانوں کو نوجوان بنانے والی ایک ہی کتاب ہے۔ اس میں اول سے آخر تک باہ کے ہزاروں نسخے درج ہیں۔ یہ اپنی خوبی کے باعث ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔	عہ	۱۴ر
توشۂ عقبیٰ مترجم	اس میں خدا تعالےٰ کے ۹۹ نام اور اسمائی نبی مع انکے خواص مع ترجمہ کے درج ہیں۔ آخر میں فالنامہ بھی شامل	۲ر	۱ر

(تمام درخواستیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب مالک اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی آنی چاہئیں)

الکافی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر — القسطی مولانا مولوی ... صاحب قیمت ... رعایتی ...

نام کتاب	نام مصنف یا مولف معہ مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
[illegible]	اس کو تین بابوں میں تقسیم کرکے باب اول میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور باب دوم میں کلام اللہ شریف اور باب سوم میں اسلام کی صداقت کلمہ غیر مسلمانوں کی تحریر اور تصنیف سے ثابت کی گئی ہے اسمیں ان مصنفین کے خیالات کا اقتباسات بھی ہے جو آنحضرت کے نیش کے سخت مخالف ہیں۔ لیکن اس گفتگو میں بھی صداقت کا نور جلوہ گر ہے۔	۱۲/	۱۰/
تذکرۃ الشعراء	مصنفہ امیر دولت شاہ بن علاؤ الدولہ بختی شاہ الغازی سمرقندی۔ اس میں فارسی کے مشہور شعراء کا حال رقم ہے۔ آجکل مدرسہ عالیہ کلکتہ کے نصاب میں شامل ہے	۸/	۶/
تحفۃ الہند	معہ رسالہ شیخ سلیم و رسالہ گتھا ساوی مصنفہ مولوی عبید اللہ صاحب۔ یہ کتاب چار بابوں میں منقسم ہے پہلا باب اعتقاد کے بیان میں۔ دوسرا باب عبادات میں تیسرا باب معاملات میں چوتھا باب ہندوؤں کے اعتراضوں کے جواب میں کاغذ سفید عمدہ	عدر	۱۲/
[illegible]	مصنفہ شیریں جان صاحبہ لکھنوی۔ جسمیں نہایت چیدہ چیدہ غزلیں ٹھمریاں، دادرے، مخمس نعت اور نہایت عمدہ عمدہ قوالی کی غزلیں جو عام طور پر قوال پسند کرتے ہیں اور خاص طور پر گانے میں مصنفہ کا حق ہے قابل خرید ہے	۳/	۲/
[illegible]	عرف تین غزلیات۔ اسمیں تین غزلیات و نعت چیدہ چیدہ اور پسندیدہ درج ہیں۔ آخر میں رسالہ آمین ختم قرآن بھی شامل ہے۔	۳/	۲/
تعلیم عزیزی	یہ کتاب مبتدیاں فارسی خوان کیلئے بیحد مفید ہے۔	۲/	۲/
[illegible]	جناب مولوی علی اسلم صاحب پھلواروی عظیم آبادی دام فیوضہ نے واسطے اتفاق باہمی فرق اہل اسلام کے تالیف کیا۔	۱/	۱/
[illegible]	اس کتاب لاجواب میں نظم دلکش و نثر دلپسند معہ حکایات عجیب نکات غریب قرآن مجید اور حدیث میں سے اخذ کرکے لکھی ہیں۔ مولفہ مولوی عبد اللہ صاحب غنوی اس میں سانپوں کے زہر کا علاج متحن ہے مع انکے قسموں کے نام اور مختلف خلقت کی تعداد پر کران میں سے بعضے سانپ کا زہر کاٹنے سے چڑھتا ہے اور بعضے کا زہر صرف نظر زہر آلود سے اور بعضے کا زہر صرف تنفس	۵/	۴/
	اور پھنکار سے چڑھتا ہے۔ نہایت کارآمد، مفید اور عجیب و غریب کتاب ہے۔	۵/	۴/
تجلیات رحمانی	مصنفہ سید علی محمد حسینی قادری دربیان وحدت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، وغیرہ	عدر	۱۲/
[illegible]	یہ مشہور و معروف کتاب مولانا رکن الدین صاحب نقشبندی مجددی نے عقاید کے متعلق۔ سوال و جواب قائم کرکے مشکل سے مشکل مسائل کو حل کرکے دکھایا ہے اور مذاہب باطلہ کا بھی کہ جو بذریعہ رسائل عوام میں مشتہر ہوچکے تھے اور جن سے ایک مخلوق معرض خطر میں پڑ گئی تھی خوب انسداد کیا ہے اور حتی الامکان اہلسنت کے باہم مختلف فیہ مسائل کو بھی خوب سمجھایا ہے۔	عدر	۱۲/
[illegible]	مصنفہ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، اسمیں شرک و بدعت کا رد اور توحید کا عقلی ثبوت دیا ہے۔	۳/	۳/
تذکرۃ الاولیاء	مصنفہ حضرت مولانا فریدالدین عطار قدس سرہ در احوال اولیاء کرام و بزرگان دین صفحات ۲۳۴ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ کاغذ عمدہ دبیز	۶/	۱۲/
تنبیہ النساء	شریف خاتونوں اور خوردسال لڑکیوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ یہ کتاب زنانہ نصاب میں شامل ہے۔	۲/	۱/
[illegible]	مصنفہ مولوی میر وارث علی رحمۃ اللہ شہادت حسین کے بیان میں پیدائش سے لیکر شہادت کے بعد تک کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔	۴/	۳/
تریاق احسن	امراض متعفنہ وبائیہ وغیرہ کے علاج کے لئے یہ کتاب تریاق کا کام دیتی ہے۔	عدر	۱۲/
[illegible]	شریف بیبیوں کے پڑھنے کے لائق کتاب میاں بیوی کے حقوق اور شادی اور غمی کی بری رسموں کے بیان میں شروع سے آخر تک پر ہے۔	۶/	۴/
[illegible]	شہادت کے بیان میں نظم میں آجتک کوئی کتاب اتنی عمدہ نہیں چھپی ماہ محرم میں ہر مسلمان کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیئے۔ اس کا ایک ایک حرف پڑھنے اور سننے والے کے دل پر اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور بے اختیار رونا آجاتا ہے۔ - - - - - -	۶	[illegible]
ترانہ عشاق	مشہور شاعروں کی پسندیدہ چلبلی، مقبول عام عاشقانہ غزلیں درج ہیں۔	۲/	۱/

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
[illegible]	مصنفہ مولانا اشرف علی تھانوی۔ یہ رسالہ مولانا نے قرأت کے بارے میں حافظوں اور قاریوں کے لئے تالیف کیا ہے مبتدی طلبا اور کم عمر بچوں کے لئے بھی نہایت کارآمد اور مفید ہے اسکو پڑھ کر وہ قرآن مجید نہایت صحیح پڑھنے لگتے ہیں۔	۳ر	۲ر
[illegible]	یہ کتاب عام مبتدیوں کی راہ نما ہے اور خاص کرکے فارسی کی پہلی کتاب کے پڑھنے والے طلبہ کو استاد شفیق کا کام دیگی	۴ر	۳ر
[illegible]	مرتبہ جناب خورشید علی۔ ناولوں اور بیہودے قصوں کی بجائے بچوں کو یہ کتاب پڑھایئے تاکہ نماز کی محبت ان کے دلوں میں پیدا ہو۔ اس میں جو حکایتیں ہیں انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگوں کا احکام الٰہی ادا کرنے میں کیا حال تھا۔	۴ر	۳ر
[illegible]	عرف چراغ ہدایت، یہ رسالہ آئینہ کی طرح انسانی حقیقت مذکرہ کیفیت مرض طاعون کی ماہیت دکھلاتا ہے و تنقیص کی صحت و سلامتی کو عیسٰی مثال دعا اور دوا پہنچانے کو ہمہ تن متوجہ ہے۔	۸ر	۶ر
[illegible]	اس کتاب میں مصنف نے نہایت تلاش و محنت سے لڑکوں کے روزہ نماز کے مسائل اور قواعد نماز و روزہ کی نیت زبان عربی میں لکھی ہے۔	۲ر	۱ر
[illegible]	یعنی یکم جنوری ۱۹۰۳ء کے دربار تاجپوشی دار السلطنت دہلی کے حالات مع تصاویر و مرتبے بیش بہا کے	عہ	عہ
[illegible]	معروف بہ ثنائی چشتیان۔ جناب سید علی صاحب حسرت پیرزادہ اجمیری کے گوہر ہائے مضامین نایاب غزلیات	۲ر	۱ر
[illegible]	جس میں دلکش نظمیں دلچسپ اور عاشقوں کو تڑپا دینے والی مشہور غزلیں مشہور طوائف کے گانے اور آخر میں ایک مزیدار ناول ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے	۴ر	۳ر
[illegible]	مولانا شبلی نعمانی حضرت اقبال اور راقم دہلوی کی تاریخی نظموں کا ایک مختصر مگر معنی خیز دلکش مجموعہ	۳ر	۲ر
ترتیب اولاد	اس کتاب میں بیجا لاڈ اور پیار کا خطرناک اور بد نتیجہ دکھایا گیا ہے قیمت	۲ر	۱ر
[illegible]	کچھ عرصہ ہوا جب اصل کتاب زبدۃ ترتیل القرآن عربی زبان میں طبع ہوئی تھی۔ مگر بوجہ عربی میں ہونے کے سبب اس سے مستفید نہ ہو سکے۔ فن تجوید کی عام شاعت ہو جانے کیلئے یہ کتاب اردو میں چھاپی گئی ہے تاکہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔	۸ر	۴ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
[illegible]	یعنی خدا کی نعمت تیسویں پارے عم یتساءلون کی پوری تفسیر ۱۲۴ صفحوں میں۔ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور کاغذ اعلےٰ درجہ کا سفید۔ یہ عجیب نایاب تفسیر ہے۔ جسکی خوبی بغیر ملاحظہ بیان نہیں ہو سکتی۔ طرز عبارت ایسی دلچسپ ہے کہ باید و شاید کل اردو تفسیروں سے الگ گویا یہ طرز خاص فیاض سے اسکے مصنف کو عطا ہوا ہے	۱۲	۶ر
تفسیر بے نظیر سورہ فاتحہ	سورہ فاتحہ کی تفسیر ہر ایک آیت کا ترجمہ نظم میں اور فارسی و اردو گویا تین ترجمہ	۴ر	۲ر
[illegible]	حصہ اول۔ اس جلد میں اگرچہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرکی کی تفسیر ہے مگر اس میں دعا اور اسکی قبولیت۔ حروف مقطعات۔ اعجاز القرآن۔ جنت و دوزخ ملائکہ شیطان قصہ آدم۔ قصہ موسیٰ معجزہ دلیل نبوت ہے یا نہیں۔ جبرئیل و میکائیل۔ مذہبی احکام کی قسمیں۔ مسئلہ وصیت۔ روزہ جہاد۔ زکوٰۃ۔ حج۔ مسئلہ طلاق پر جس محققانہ اور مدلل طریق میں بحث کی ہیں وہ ایسے شخص کو جو خالی الذہن ہو کر اس کا مطالعہ کرے اسلام کا فدائی بنا دیتی ہے	۱۲ر	۸ر
[illegible]	مع ترجمہ۔ دو ترغیب و ترہیب مع انوار الایمان ترجمہ اردو رسائل الارکان مصنفہ بحر العلوم لکھنوی جسمیں تمام مسائل کو مع اختلاف مذاہب بدلائل تحریر فرمایا ہے۔ اس تفسیر کے آخر میں کلید مثنوی یعنی شرح مثنوی مولانا روم از مولانا محمد اشرف علی تھانوی دفتر اول بھی شامل ہے مجلد۔	[illegible]	۶ر
[illegible]	یہ تفسیر جناب مولوی عبدالغفور صاحب دہلوی سجادہ نشین جناب مولوی قطب الدین صاحب کی تصنیف ہے علامہ مصنف نے اس شرح صدر مصطفوی کو اردو سلیس زبان میں نہایت تشریح کے ساتھ بیان فرمایا ہے	۱۰ر	۸ر
تفسیر سورہ یوسف	جدید طرز پر جلی قلم سے لکھی ہوئی عمدہ سفید کاغذ	۱۲ر	۹ر
[illegible]	یہ کتاب میجر ڈ کالیکٹ کی مشہور انگریزی تاریخ کا ترجمہ ہے جس کو سید محمد خان صاحب وکیل ہائی کورٹ نے اپنے عم بزرگوار سر سید احمد مرحوم کے ایماء سے اردو میں ترجمہ کیا۔ اسپین کے مسلمانوں کے عہد سلطنت میں جو علمی و عملی و تمدنی ترقیاں ہوئیں جن سے تاریک صدیوں میں یورپ نے روشنی حاصل کر کے موجودہ تمدن کی بنیاد ڈالی ان تمام امور کا اس کتاب میں تذکرہ ہے۔ مجلد ہے	[illegible]	[illegible]

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
[illegible] آگرہ	جس میں قلعہ معظے اعتماد الدولہ تاج محل فتحپور سیکری موتی مسجد تیز دیگر عمارات شاہی مکمل و مفصل حالات مع نقشہجات و تصویرات ان محلوں کے درج ہے۔ جو اصحاب اکبر آباد یعنی آگرہ کی سیر غیر مقامات سے کرنا چاہیں یا گھر بیٹھے آگرہ کی عالیشان عمارتوں کی سیر کرنی چاہیں اُن کے لئے یہ کتاب منگالینی فرض ہے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب پاکٹ ایڈیشن ٹائیٹل پیج عمدہ رنگین خوشنما	۵ر	۴ر
تاریخ اودھ	مکمل چہار جلد۔ نواب برہان الملک سعادت خاں کے عہد سے واجد علی شاہ تک کی معزولی کے مفصل حالات درج ہیں ۲۰ نایاب کتب سے یہ جامع تاریخ مرتب کیگئی ہے غور و تحقیق کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا ۔ تاریخوں میں تاریخ آگرہ ہے تو یہی ہے چاروں جلدوں کی قیمت اصلی	لسے	۵ر
تاریخ [illegible]	مولفہ مرزا محمد کاظم برلاس۔ اس میں ابتداء آفرینش عالم سے آغاز اسلام تک تمام مذاہب مجوسیہ دہریہ کے اصول اور انکی کیفیات کہ کس نے کس عہد میں کس وجہ سے کونسا مذہب جاری کیا اور انکے کون کون لوگ پیرو ہوئے۔	عہ	۸ر
تاریخ کشمیر	سلاطین کشمیر کے جلیل القدر حکومت کو وضاحت سے قلمبند کیا گیا ہے۔ پانچسو سال تک کشمیر میں مسلمانوں نے جو پر شوکت حکومت کی ہے اس کی یہ صحیح تاریخ ہے۔ جلد اول	عیر	ہر
	جلد دوم	ہر	۶ہر
	جلد سوم	۱۲ر	۸ر
تفسیر پارہ عم اردو	اس تفسیر کا نام کاشف المکنون ہے اور اس میں پارہ عم کی پوری تفسیر ہے آیات کا ترجمہ اور مطالب کی توضیح نہایت خوبی سے کی ہے اور مقامات اختلافی میں وہی اقوال لئے ہیں، جو معتمد علیہ ہیں۔ بچوں کو عموماً پہلے سپارہ عم پڑہایا جاتا ہے اور نماز میں زیادہ تر اسی پارہ کی سورتیں پڑھی جاتی ہیں اگر یہ تفسیر بھی زیر نظر رہے تو عربی نجاننے والوں کو اس بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے یہ تفسیر مبتدیاں کے لئے بیحد مستفیض ہے	عہ	۱۲ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	ج		
[illegible]	اُردو میں فارسی قواعد کا نایاب رسالہ۔ مڈل کی پہلی جماعت کے طالبعلموں سے انٹرنس کے متعلموں تک کے فائدے اور استعداد کے واسطے نہایت کار آمد اسم بامسمٰے ہے	۶ر	۵ر
جنت کی کنجی	راہِ نجات کی راہ نما تمام ضروری مسائل کو نظم میں قلم بند کیا ہے	۴ر	۳ر
جواہر الایقان فی حفظ الایمان	فاتحہ۔ سوم۔ چہلم۔ محفل میلاد وغیرہ کا ثبوت غیر مقلدوں کے عقائد ناندہ کا رد۔ عبدالوہاب نجدی کا ذکر اختلافی مسائل کے فیصل کرنے میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں چھپی	عہ	۱۴ر
جذباتِ شاد	ریختۂ کلک گہر سلک عالیجناب راجہ سرکشن پرشاد بہادر وزیر اعظم دولت آصفیہ	عہ	۱۲ر
جنگنامہ حضرت علی	یعنی نقہ مقاتل قندوری صفحات ۹۰ کاغذ عمدہ	۶ر	۵ر
[illegible] ناول	جس میں حضرت عشق کی کارستانیاں تعلیم کی بدنظمیاں حُسن کی گرم بازاریاں۔ معاملہ بندی اور اصلی خیالات کے اظہار کا آئینہ عاشق مزاجوں کو راہ راست پر لانیوالا معشوق صفتوں کے حوصلے پست کرنیوالا ناول مختصر زمانہ کی نیرنگیوں کا فوٹو ہے	۸ر	۲ر
جنگنامہ محمد حنیف	صفحات ۱۲۰ - کاغذ سفید عمدہ	۸ر	۶ر
جادو کی کتاب	اگر آپ جادو تھوڑے سے داموں میں سیکھنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ایک دفعہ منگالیجئے۔ اس کتاب میں جادو کے حیرت انگیز کرشمے حل کرکے اسکی ترکیبیں درج کی گئی ہیں۔	۱۲ر	۱۰ر
جنگنامہ [illegible]	یہ جنگ نامہ مشہور ہے۔	۳ر	۲ر
	چ		
چند پند	مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب مرحوم۔ بچوں کیلئے عمدہ نصیحت آمیز مضامین	۸ر	/—
[illegible]	مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب لکھنوی۔ یہ کتاب مسئلہ پانی میں لاجواب ہے۔ اگر اسے مسائل کی کان کہیں تو بجا ہے۔ اور ایک کامل مفتی تصور کر لیا جائے تو لا محالہ درست ہے۔ پانی کا مسئلہ ہے جو اس میں پایا جائے پانی کے مسائل میں اب تک کوئی کامل کتاب نہیں چھپی تھی۔	۴ر	۲ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
چہل حدیث	اس میں چالیس حدیثیں درج ہیں جن کو ہر ایک مسلمان کو حفظ کرنا ضروری ہے	۱۰ر	۱ر
چہل مسائل	یعنی نماز روزہ کے متعلق چالیس مسئلے	۱ر	۱ر
چاریاری کی دھوم	یعنی چار اصحابہ کرام حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے حالات منظوم	۲ر	۱۰ر
چشمہ سلیم	اس کتاب میں حضرت سلیم اللہ صاحب سلیم بدایونی کے مخمس لاجواب ہیں	۳ر	۲ر
مولود چراغ ایمان	محفل میلاد میں پڑھنے کے لائق کتاب جسکو نظم و نثر دونوں سے آراستہ کیا ہے	۳ر	۲ر
[illegible]	مصنفہ میر علی رضا صاحب۔ میر صاحب موصوف نے تصنیفات جہانگیر خان شکوہ آبادی پر تحریر کیا ہے جس نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ کی نسبت سب کلمات کے لکھکر عام مسلمانوں کے دلوں میں جنہ پیدا کر دیا ہے اس کتاب میں حدیث صحیح سے دلیلیں دیکر بتایا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کا بہت بڑا رتبہ ہے اور انکے نام نہایت واجب التعظیم ہیں	۳ر	۲ر
ہدایۃ الاتفاق فی مسائل النکاح والطلاق	نکاح اور طلاق کے مسائل میں لاجواب اور بے مثل کتاب ہے	۵ر	۴ر
(ح) [illegible]	اگر آپ مسائل حنفیہ سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہتے ہیں تو اس کتاب کو آج ہی منگائیے نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے	۴ر	۳ر
ہدایۃ العامی شرح رسالہ عبدالواسع ہانسوی	یہ کتاب سرکاری و قومی مدرسوں کے طلباء فارسی خوانوں کی استعداد و قواعد فارسیہ بڑھانیکے لئے اور انکے عمدہ ترین اصول و ضوابط پر حاوی ہونیکے لئے نہایت تحقیق و تشریح سے اردو زبان میں مع کامل ترجمہ کے اس رسالہ کی سب سے پہلی اور بہترین شرح ہے	۸ر	عہ
[illegible]	اس میں حضرت عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور انکے محترم خاندان اور مستند تاریخ جو نہایت معتبر ذرائع اور مستند تذکروں سے منتخب اور فراہم کرکے چھاپی گئی ہے۔	للعہ	للعہ
[illegible]	مولود شریف جدید و نعت شفیع الانام مع مخزن القصائد صفحات ۲۵۶	۱۲ر	عہ

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
حیات صابر	یعنی مخدوم الملۃ والدین حضرت شیخ علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری اور انکا ذکر خیر لکھا گیا ہے۔	۵ر	۴ر
جنس جواہر اردو	مثنوی کے طور پر نہایت دلچسپ قصہ۔ شائقین اسکے مطالعہ سے حظ وافر اٹھا سکتے ہیں	۳ر	۲ر
حمد والامراض	عربی زبان میں ہر قسم کی بیماریوں کی مجربات ہیں اور انکی پہچان تفصیل کے ساتھ درج ہے	۴ر	۳ر
[illegible]	جس میں ہندوستان کے نامور مورخ علامہ محمد قاسم صاحب فرشتہ مصنف تاریخ فرشتہ کی سیاحانہ مورخانہ اور شاعرانہ زندگی کے دلچسپ واقعات اور حالات درج ہیں۔	۳ر	۲ر
ہارمونیم ٹیچر	یعنی ہارمونیم سیکھنے کی کل۔ اس کتاب کی مدد سے بسہولت تمام مبتدی صرف ایک ہفتہ میں ہارمونیم بجانا سیکھ سکتا ہے۔	۸ر	۶ر
[illegible]	جسمیں سوال و جواب کے پیرایہ میں بہت سے ضروری و کارآمد مسائل کو آثار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت کیا گیا ہے۔	۱ر	۱ر
[illegible] لقمان	دنیا بھر میں حکمت کی یہ پہلی کتاب ہے جو چھپ کے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے۔ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ ہر ایک اردو خوان کا اس گھر کے لقمان کا خریدنا نہایت ضروری ہے اس کتاب میں ... بیماریوں کا علاج درج ہے۔ طریقہ علاج کتاب کے صفحہ ۴ پر نقشہ وار درج کیا گیا ہے۔ کسی استاد کی ضرورت نہیں۔	۳ر	۲ر
حصن حصین عربی مع ترجمہ اردو	من تالیفات محمد بن محمد ابن الجزری رحمۃ اللہ کتاب جامع اوراد خاتم النبیین	۱۲ر	۱۲ر
[illegible]	اس میں فارسی کی نہایت دلچسپ حکایات درج ہیں جن کے پڑھنے سے فارسی کی استعداد بڑھتی ہے۔ طالب علموں کے لئے نہایت کارآمد ہے	۶ر	۵ر
[illegible]	یہ کتاب حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی آداب الصالحین کا اردو میں ترجمہ ہے مسائل ضروریہ اکل و شرب و سفر و عزلت کی جامع کتاب ہے	۱۲ر	۱۰ر
ہدایۃ الاسلام	یہ کتاب علم فقہ میں بے نظیر ہے	۱۲ر	۱۰ر

تمام فرمائشیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر [illegible]

اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپی

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	(خ)		
خوان [illegible]	مع طعام ہائے فرنگستان اسمیں وہ طعام ہائے رنگا رنگ اسلامیہ و خوش ذائقہ کھانے ہندوستانی اور بامزہ کھانے اہل فرنگ کے تحریر ہیں جنکو ایک مرتبہ کھا کر مدتوں تک انکا ذائقہ دل سے فراموش نہیں ہوتا اور ایک معمولی باورچی بھی اسکے ذریعہ اعلیٰ باورچی بن سکتا ہے۔	۱۲؍	عہ؍
خلاصۃ المسائل	اس کتاب میں جملہ مسائل فقہیہ مستند کتابوں مثلاً شرح وقایہ، ہدایہ، جامع الرموز، فتاویٰ عالمگیری میں انتخاب کرکے درج کئے ہیں۔ کاغذ اعلےٰ درجہ کا سفید	۸؍	۷؍
خالق باری	نیا ایڈیشن ۔ سفید کاغذ عمدہ	ار	۳؍
خلاصۃ الامراض	ہر بیماری کی پوری کیفیت اور تفصیل کی مستند کتابوں میں اخذ کرکے لکھی ہے۔	۵؍	۴؍
[illegible]	مولفہ حضرت حاجی مولوی محمود صاحب خلف حافظ محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم منگلوری۔ بہترین راہ نما حج، بہترین رفیق اور بہترین معلم اگر ہے تو لیس یہ کتاب ہے۔ دس سال کی جو سیر و سیاحت کے بعد نہایت صحت اور درستی کے ساتھ اردو میں لکھی گئی ہے اس کتاب کے صرف فہرست بیانات ہی ۱۲ صفحہ میں مشتمل ہے حج کی معلومات وسیع کرنے کے لئے اس سے بہتر ہندوستان میں کوئی کتاب نہیں ملیگی اس کتاب میں تمام دعائیں، فرائض و واجبات سنتیں احرام اماکن مقدسہ کے حالات حج کی پوری کیفیت عرب کے محل وقوع اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے تمام راستے دکھائے گئے ہیں۔ حقیقت میں یہ کتاب حاجیوں کے لئے پوری رہبر ہے۔ اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے معلم کی ضرورت نہیں رہتی صفحات ۴۰۰	؎	۱۲؍
خون شہادت کے دو قطرے	سرمد منصور کی سوانح عمری۔ مصنفہ حضرت مولانا ابوالکلام	۵؍	۴؍
	(د)		
[illegible]	ہندوستان کی موجودہ حالت اہل سنت و اہل تشیع کے لحاظ سے سخت ضرورت تھی کہ اردو میں ایسی کتاب ہو کہ خلافت خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم		

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	کے متعلق حضرات اہل تشیع کی ہر بات کا ایسا جواب ہو کہ پھر کسی عقلمند حق پسند کو افضلیت ہر سہ خلیفہ و حقیقت و راشدیت ہر سہ خلافت میں کوئی شبہ کسی اہل لعنت کی کسی بات سے بھی باقی نہ رہے اس کتاب میں خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالےٰ علیہم کے متعلق حضرات اہل لعنت کی ہر بات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے کہ آیات قرآنیہ اور اعتقادات اصحاب سرور سے افضلیت ہر سہ خلیفہ و راشدیت بے شبہ ثابت ہے اور کوئی مسلمان آیات قرآنیہ یا اعتقادات اصحاب سرور کے مقابلے میں کسی قول یا نقل کا اعتبار نہیں کر سکتا ہے صفحات ۳۲۸ کاغذ سفید ولایتی۔ لکھائی چھپائی زیب دیدہ	۱۲؍	عہ؍
[illegible]	اس کتاب میں سوال و جواب کے پیرایہ میں علم صرف کے تمام قواعد کو آسان اور اسکی ہر مشکل کو سہل کر دیا ہے	۴؍	۳؍
دولت درانیہ	اس میں احمد شاہ درانی والی افغانستان کے مفصل حالات زندگی۔ آغاز سلطنت ہندوستان پر متواتر حملے ہندوستان کے فتوحات وغیرہ کا بڑے تفصیل اور توضیح کے ساتھ ذکر کرکے اسکے نامور فرزند تیمور شاہ و زمان شاہ کے عہد سلطنت کے تمام واقعات نہایت دلچسپی اور عمدگی کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان پر زوال و ادبار اور باہمی خانہ جنگیوں کا حال بھی مذکور ہے جو ان تینوں نامور حکمرانوں کے عہد حکومت میں پھیلیں اور فروغ ہوئیں غرضکہ اس میں سنہ ۱۱۶۰ ہجری سے لیکر سنہ ۱۲۱۳ ہجری تک کے تمام واقعات درج ہیں۔	عہ؍	۱۲؍
[illegible]	اس کتاب میں دہلی دربار کی مفصل کیفیت گذشتہ تاجداران دہلی کے باجاہ و جلال خاندان کے حیرتناک تذکرے۔ بیرون شہر کی قدیم شاہی عمارات کا مفصل ذکر جولانگاہ دین کے گذشتہ شہسواروں اور اسلامی نامور کے قابل دید مزارات مشہورات کے حالات موجودہ تعمیرات ہر ایک گلی کوچہ محلہ وغیرہ کی پوری کیفیت موجودہ اور گذشتہ دہلی ساختہ چیزوں کے متعلق دلچسپ حالات مذکور ہیں جو صاحب گھر بیٹھے دہلی کی عمارات کی سیر کرنی چاہیں وہ اسکو ضرور منگائیں	۱۲؍	عہ؍

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
[illegible]	جو حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی تھانوی کے مواعظ حسنہ اور ملفوظات طیبہ کا ایک ضخیم مجموعہ ہے مولوی صاحب موصوف کے تصانیف ملک میں بے حد مفید و نافع ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن ان میں جو مستقل تصانیف ہیں انکا نفع تو خیر محدود عام تھا اور مواعظ و تقریرات روزمرہ کا نفع صرف حاضرین مجلس ہی کو ہوتا تھا اور غائبین اور ہر خاص و عام کو انکا نفع پہنچتا تھا کہ اس کتاب میں ان بے بہا موتیوں اور ان جواہر نادرہ کو سلک تحریر میں منظوم کیا ہے یعنی حضرت مولانا مد ظلہم العالی کے مواعظ و تقریرات کو خود حضرت مولانا نے نظر ثانی فرما کر ہر خاص و عام کے فائدے کیلئے چھپوایا ہے	۸ر	[illegible]
دلائل الخیرات	مترجم فارسی و محشی۔ یہ نایاب قابل دید دلائل خرید دلائل مصری کاغذ پر چھپی ہوئی ہے ترجمہ مولوی شاہ عبدالحق صاحب کا فارسی میں ہے اور حاشیہ پر تفسیر وغیرہ فارسی ہے سبحان اللہ اسکی خوبیاں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ حروف کی خوشنمائی موتی کی آب سے زیادہ۔ چھپائی ایسی نفیس کہ ہر وقت پڑھنے کو دل چاہے۔ کاغذ مصری زرد صحت کا یہ عالم کہ ایک ایک نقطہ کی ذمہ داری۔ صفائی ایسی دیکھنے والا محو حیرت ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ اس کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان خوبیوں اور صفات کے ساتھ آجتک کوئی دلائل خیرات طبع نہیں ہوئی معہ جلد پارچہ نقرئی کام بنا ہوا	[illegible]	[illegible]

د

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
[illegible]	یہ کتاب لاجواب سعد الاخبار کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اول میں ذکر ولادت شریف و رسالت و فتوحات و ازواج مطہرات و اولاد امجاد جناب سرور کائنات صلعم و تذکرہ خلافت خلفاء راشدین و ذکر شہادت معرکہ کربلا تا ظہور جناب مہدی علیہ السلام بحوالہ کتب معتبرہ مندرج ہے۔ یہ کتاب نادر و عجوبہ لب لباب کتب سیر و تواریخ کا ہے۔ دوسرے حصہ میں تاریخی حالات و سوانح عمری حضرت اولیاء کرام و ذکر سلسلہ		

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
[illegible]	بزرگان عظام و طریقہائے اشتغال باستنباط کتب صحیحہ و مستندہ درج ہے۔	۵ر	۳ر
[illegible]	یہ کتاب کئی رسالوں کا مجموعہ ہے اول مکاشفات رحمت دوم رسالہ فیض عام سوم تزکیۃ العقائد چہارم حجت قاطعہ پنجم نور الہدیٰ ششم کتاب استقامت ہفتم زینۃ المصلےٰ ہشتم عقائد حقہ، اس ذخیرہ کرامت میں جملہ احکام و مسائل شرعی کو نہایت شرح و بسط کے ساتھ سلیس اردو زبان میں بیان کیا گیا ہے بہت سے مضامین جنکا تعلق مذہب اور شرح اسلام سے ہے اور جن کو خدائی قانون کہا جاسکتا ہے، اس کتاب میں نہایت تفصیل اور خوبی کے ساتھ درج ہے۔ کاغذ سفید چکنا ولایتی صفحات ۲۶۲	۱۲ر	۸ر
دقائق الآخرۃ	مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ جس میں حالت سکرات موت۔ نزع روح۔ عذاب قبر و ہول قیامت نہایت تفصیل اور تشریح کے ساتھ درج ہیں	۴ر	۳ر
[illegible]	یعنی سید الحضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بہترین مکمل سوانحعمری۔ صفحات ۱۵۲۔ کاغذ سفید چکنا دبیز۔ نہایت عمدہ	عہ	۱۴ر

د

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	قیمت رعایتی
[illegible]	جس میں معالجات کا حصہ نہایت واضح طور پر مکمل اور آسان زبان میں لکھا گیا ہے۔ سر سے پیر تک ترتیب وار تمام امراض باب علامات اور اصول علاج کے علاوہ ہر ایک مرض کے کئی کئی مجرب نسخہ جات اور متشابہ امراض میں فرق ظاہر کیا گیا ہے۔ حفظان صحت پر خصوصیت سے زور دیا گیا ہے	۶ر	۴ر
[illegible]	دہلی کے ایک خاندان کا سچا فوٹو کھینچکر تعلیم نسواں کے فوائد بڑے نتائج ظاہر کئے ہیں اور عیاشی کے خراب نتیجوں کو عمدہ پیرایہ میں دکھایا ہے۔ دہلی کے مشہور میلوں، بازاروں، اور باغوں کے سین عجیب و دلکش لکھے گئے ہیں کہیں ظرافت ہے تو ایسی کہ پڑھنے والے بے اختیار ہنستے ہنستے لوٹ جائیں کہیں ایسی متانت ہے جو صوفیوں کے دل پر تاثیر کا اثر رکھتی ہے	۱۰ر	۸ر

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
[illegible]	یعنی عالیجناب سید شبیر حسین نسیم مرحوم شاگرد رشید حضرت داغ دہلوی کا مکمل دیوان۔ اس دیوان میں نسیم صاحب نے اردو زبان کو جتنا صاف کیا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دیوان کیا ہے علمی جواہرات کا ایک خزانہ ہے۔ صفحات ۲۳۶ کاغذ سفید۔ . .	عہ	۱۲؍
اردو ہندو	ایک مشہور و معروف مناظرہ میں ہندوؤں کے ہر سوال کا منہ توڑ جواب اس کتاب کو منگا کر مطالعہ کیجئے	۴؍	۳؍
[illegible]	اردو زبان کی قواعد میں بہترین رسالہ ہے۔ اس سے پیشتر اب تک کوئی جامع اور مختصر رسالہ قواعد اردو میں خلاصہ کی صورت میں رنگ افروز تمنا نہیں ہوا اگر نسخہ قواعد اردو مروجہ حال کے آفتاب جہانتاب نے اپنے طالب علموں کے میدان تمنا کو منور کیا اور کر رہا ہے۔ مگر یہ رسالہ قواعد اردو مصنف نے نصاب مروجہ مدارس سرکاری اور نیز دیگر کتب کی امداد سے علاوہ طور پر منضبط کر کے اس طرح مرتب کیا ہے کہ تمام مضامین کتاب مذکور کے نہایت آسان اور مختصر عبارت میں ادا ہو گئے۔ اور نحو کے بیان میں جو جو مشکلات معلوم ہوئیں انکو بھی حتے الامکان سہل کر دیا گیا۔	۳؍	۲؍
زواد المسلمین فی شرح مسائل اربعین	جمیع فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحباب اعبادات عقائد اعمال اور ہر قسم کی ضروری دینی معلومات کا مجموعہ شرعی مسائل و آداب کا ذخیرہ	۸؍	۶؍
رسالہ ستر عورت	عورت کے ستر کے متعلق ہر ضروری مسئلے کو اس کتاب میں حل کر دیا گیا ہے	۲؍	۱؍
[illegible]	اس میں ہر قسم کے نمک تیزاب اور ہر قسم کے دھات پر ملمع کرنا اور ایسا ملمع کرنا جس سے زمین صاف رہے۔ اور پھولوں پر ملمع ہو جائے اور اسکی کلوں کے نقشے اور آخر میں روغن بنانے کا ایک رسالہ لکھا ہے جو ہاتھی دانت وغیرہ پر چڑھایا جاتا ہے	۶؍	۵؍
[illegible]	مصنفہ صوفی ابو محمد جلیل الدین حسین صاحب۔ اس کتاب میں روح و نفس کی لڑائی کے قصے کے پیرایہ میں رنگین و شوخ عبارت میں تصوف بیان کیا گیا ہے . . .	۳؍	عہ
رسالہ تجہیز و تکفین	تجہیز و تکفین کے متعلق مذہبی مسائل اور رسوم کی ادائیگی نہایت تفصیل کے ساتھ بتائی گئی ہے	۲؍	۱؍

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
[illegible]	درحقیقت اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ چاروں طرف شرک و بدعت کی گھنگھور گھٹائیں چھا رہی ہیں اور مقدس اسلام کا وہ آفتاب عالمتاب جسکی روشنی سے نجوم ادیان باطلہ پھر گمنامی میں غائب ہو گئے تھے نیچریت و الحاد کی گرد سے مکدر نظر آ رہا ہے۔ یہ کتاب بہ عبارت دلکش و سلیس دینی بہبودی کی اصلاح کے لئے عظمت غیر مترقبہ ہے حصہ اول میں چودہویں صدی کے منکرین حجاب کے ہفوات کا دندان شکن جواب ہے۔ اور حصہ ثانیہ میں بدعات و رسوم غیر مشروعہ مروجہ کا بیان بالاستیعاب ہے	۶؍	۴؍
[illegible]	یعنی جادو کی مکمل کتاب۔ اس کتاب میں حیرت انگیز راز جو ہزاروں روپے خرچ کرنے کے بعد بھی معلوم نہیں ہوتے جن کی وجہ سے لاکھوں روپیہ ایک دن میں کما سکتے ہیں جن کرتبوں کو دیکھکر لوگ محو حیرت ہو جاتے ہیں اور جادو اور کرامات خیال کرتے ہیں۔ مثلاً تلوار سے سر کاٹنا اور پھر جوڑ دینا ہوا میں معلق لٹکنا تلوار حلق اتار لینا وغیرہ اسی کے بے شمار طلسم اور تماشے اس کتاب میں درج ہیں ایسی بیش قیمت اور بے نظیر کتاب کو ضرور منگائیے	۸؍	۶؍
[illegible]	مذہب اسلام سے ناواقف، اسکی خوبیوں سے ناآشنا کو آشنا اور اسکے مبتدی کو مذہب کے ارکان بتانے کیلئے یہ بہترین کتاب ہے جسمیں سوال و جواب کے طور پر ہر ضروری اور ادنیٰ مسئلہ کو صاف صاف بتلا دیا ہے۔	۴؍	۳؍
بستان المحدثین اردو	جسکو جناب مولانا مولوی عبد السمیع صاحب دیوبندی نے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی مشہور و معروف تصنیف بستان المحدثین فارسی سے بامحاورہ اور سلیس اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس میں ہر ایک محدث کے محدث کا پورا پورا حال درج ہے	۳؍	عہ
[illegible]	نہایت عمدہ اور مفید کتاب ہے جس کے مطالعہ سے ہر شخص چند روز میں منشی کامل بن سکتا ہے۔ یہ کتاب سات فصل پر مرتب ہے پہلی فصل میں ہر ایک کے القاب آداب لکھنے کے طریقے دوسری فصل میں سوال و جواب چھوٹوں اور بڑوں کے تیسری فصل میں سوال و جواب برابر والوں کے چوتھی فصل میں تہنیت کے خطوط۔ پانچویں فصل میں تعزیت کے خطوط چھٹی فصل میں تجارتی کاروباری خطوط ساتویں فصل میں طریقہ عرضی درقعہ تمسک رسید فارغ خطی وغیرہ اور ہر قسم کاغذات سرکاری وغیرہ کے بنانے لکھے ہیں	۸؍	۶؍

تمام فرمائشیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب و اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی (حویلی اعظم خاں) میں آنی چاہئیں۔

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
زین الاسپان	تاجر پارچہ و سوداگران اسپان کے لئے علم الاسپان کے متعلق بہترین و مفید کتاب جسمیں گھوڑوں کے امراض وعلاج نسل کشی. نشو و نما تازہ بداری. خرید و فروخت سواری ساز و سامان نیز طبی رموز و نکات کو نہایت ہی عام فہم زبان میں سالہا سال کی محنت اور تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے.	۲؍	عہ
رسالہ صابن سازی	صنعت و حرفت کے سلسلے میں بہترین کتاب اسکی خوبیوں کا تعلق کانوں سے نہیں بلکہ آنکھوں سے ہے. صابن سازی کم سرمایہ والوں کے لئے بہترین ذریعہ معاش ہے اس کتاب کے مطالعہ سے سینکڑوں غریب لوگ امیروں سے زیادہ مستغنی ہوگئے. اس کتاب میں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے خوشبودار قیمتی سے قیمتی صابن بنانے کے سہل اور آسان نسخے واضح اور مفصل تحریر کئے گئے ہیں	۱۴ر	؍۳
زینت دین	مسلمانوں کے مذہبی مسائل سے روز بروز ناواقفیت کا جو تباہ کن اثر ان پر پڑ رہا ہے، وہ ناقابل انکار حقیقت ہے. انگریزی تعلیم کے فیض سے جو لوگ مستفیض ہوکر اس مرحلے کو طے کرتے ہیں وہ اسلام سے کوسوں دور اور دہریت میں چکنا چور دکھائی دیتے ہیں. نماز روزہ، مسئلہ مسائل فقہ جنکی ہر مسلمان کو درحقیقت فرض ہے، انکے دلوں سے کافور ہوجاتی ہے ایسی حالت میں سخت ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے ایسی کتاب لکھی جائے جس کے پڑھنے سے وہ سچے مسلمان بنکر اسلام کے ہر ہر فرائض اور مسائل سے خوب آشنا ہوجائیں. بچوں بوڑھوں عورتوں سب کے لئے مفید ہے مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ادھر چھپتی ہے ادھر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوجاتی ہے. نہایت قلیل عرصہ میں دس بار چھپ چکی ہے. ملک کے تمام مقتدر بزرگوں نے تسلیم کرلیا ہے کہ اس سے بہتر مسلمانوں کیلئے احکام وضو فرائض وضو، مسح اور غسل کے بیان خطبے جمعہ عیدین اور ہر قسم کی اردو اور عربی دعاؤں کے بیان اور ان کے متعلق ہر قسم کے ادق سے ادق اور مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہونے میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہوسکتی		

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	آخر میں جواز جمعہ فی الامصار والقریٰ وغیرہ مضامین شامل ہے. کاغذ عمدہ	۱۴ر	۱۳ر

نوٹ. چونکہ اس کتاب کی مقبولیت کو دیکھکر بعض مربعین اور طابع تاجران کتب نے اس کتاب کو بدل کر غلط سلط چھپوالیا ہے اس لئے مطبوعہ مطبع افضل المطابع دہلی کی خریدیں، جہاں ہر مرتبہ مصنف کی نظر ثانی اور صحت کرنے کے بعد چھپتی ہے ♦

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
زواجر سندی	اس میں حسب ذیل رسائل ہیں (۱) آدم فی الحدیث (۲) ابلیس نامہ (۳) توضیح الکبائر والبدعات (۴) اسلامی حقوق وظیفہ نافع الخلائق الموسوم بہ حافظ الایمان زواجر ھندی ابن حجر ہیتمی کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے. اسمیں بارہ باب ہیں جو تمام نصائح اور حکمتوں سے پُر ہیں.	۱۰ر	۸ر
زبدۃ المنطق	مصنفہ شمس العلماء مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی اس کتاب میں صحیح صحیح طور سے مسائل کی تفصیل اور تنقیح کی ہے اور جابجا تحقیق مسائل بھی ہے. اس کتاب میں علم منطق کو للسان آسان کردیا ہے کہ منطق کے مشکل ہونیکا خیال بالکل جاتا رہتا ہے گویا دریا کوزہ میں بند کردیا ہے	۸ر	۶ر
زیور ایمان	شریف بیگمات کے لئے مقبول مشہور و معروف میلاد شریف ہے جسمیں بیان قیامت، ذکر شفاعت روایت بسم اللہ، و ذکر عاشقان رسول اللہ بیان معراج شریف، وغیرہ سب درج ہے. . . .	۸ر	۵ر
زبدۃ الاغذیہ	حکمت کی کان اور طبیبوں کی جان یہ کتاب ہے جسمیں حفظ صحت کے متعلق نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے ساتھ ہی ہر قسم کے اناج، ترکاری، سبزی پھل میوہ جات، روغن کے فائدہ اور نقصان کرنے کی حالتیں بیان کی ہیں. ہر شخص کو یہ کتاب مطالعہ کرنی چاہیئے.	۴ر	۳ر
سیر محمدی	(س) اس کتاب میں حضرت خواجہ سید محمود بندہ نواز گیسو دراز دہلوی ثم گلبرگی رحمۃ اللہ خلیفہ حضرت شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی کے حالات قلمبند ہیں. پیدائش سے لیکر تا وصال بالترتیب اس کتاب میں مرتب کیا ہے.	۱۲ر	۱۰ر

تمام درخواستیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب و مالک اقبال پرنٹنگ ورکس حویلی اعظم خاں، دہلی آنی چاہئیں

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	حجم	رعایتی قیمت
عطر گلستاں	موسوم بہ عطر گلستان۔ یعنی ترجمہ اردو انتخاب نظم و نثر گلستان مصنفہ حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی جو صرف اخلاقی نصائح سے تعلق رکھتا ہے، اسکے آٹھویں باب کی نثر کا ترجمہ نثر میں اور نظم کا ترجمہ نظم میں واسطے افادہ طلبار مدارس دیسی و انگریزی نثر تعلیم کے کیا گیا ہے۔		
سیرۃ النعمان	مصنفہ مولانا شبلی نعمانی۔ یہ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی کی سوانح عمری ہے۔ اسکے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں امام صاحب کا نام و نسب ولادت سن رشد تعلیم و تربیت شیوخ، حدیث، درس۔ افتا۔ بقیہ زندگی اور دربار کے تعلقات وفات عام اخلاق و عادات مناظرہ فتوی، ذہانت، طباعی اس قسم کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں۔	عہر	۴ر
[illegible]	مذہب اثنا عشری جناب تادر حسین کربلائی نے مومن اثنا عشری، یا اہل تشیع کے تمام مسائل ضروری نماز، طہارت، اور نجاست وغیرہ کے رسالہ حجۃ الاسلام نائب امام حکم شرع مبین حضرت شیخ زین العابدین صاحب سے اردو زبان میں ترجمہ کی ہے۔	۸ر	۶ر
[illegible]	آریہ کے تمام بڑے بڑے لوگوں سے جتنے مناظرے ہوئے ترکی بترکی جواب جو مرزا غلام احمد قادیانی نے دیئے سب اس کتاب میں مندرج ہیں۔	۱۲ر	۱۰ر
[illegible]	کتاب اسم بامسمی ہے تمام مسائل مذہب اسلام کا حل اس کتاب میں موجود ہے۔ اس میں بیان نماز۔ نماز مسافر۔ نماز جنازہ بیان تکفین غسل میت غرض اس قسم کے ۱۵۰ بیان ہیں جو سمجھنے سے تعلق رکھتے ہیں	عہ	۱۰ر
[illegible]	حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں نعتہائے بیش بہا کا مشتاقان جلوہ محمدی کے لئے بہترین تحفہ اور قابل دید و لائق خرید	۲ر	۱ر
[illegible]	یہ سورہ یٰسین شریف کی مکمل تفسیر ہے۔ جسے جناب سید مولوی ظہور احمد صاحب شاہجہانپوری سلمہ نے اردو کی فصیح زبان میں نہایت قابلیت اور فصاحت سے تالیف فرمایا ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ سفید ہے - - - - - - -	۱۰ر	۸ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	حجم	رعایتی قیمت
	ش		
[illegible]	یعنی سوانح عمری حضرت شاہ شرف الدین بو علی قلندر پانی پتی جسمیں آپکے حالات اور کرامات درج ہیں ہر پہلو سے یہ کتاب بے نظیر ہے	۵ر	۳ر
[illegible]	مولوی محمد مبین المعروف بہ مراۃ الشرح۔ مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور، صفحات ۳۴۴۔ کاغذ سفید چکنا ولایتی۔ یہ کتاب جناب مولوی محمد مبین صاحب دام فیوضہم کے قدیم نسخہ سے نقل کرکے چھاپی گئی ہے۔ جس کی تصحیح بالحواشی مولانا خادم احمد صاحب نے کی ہے۔	۴ہ	عہ
اردو ترجمہ شرح یوسف زلیخا جامی	شرح یوسف زلیخا جامی مصنفہ عالم باکمال بلند پایہ مولوی محمد شاہ بزبان فارسی کا اردو ترجمہ، مترجم جناب مولوی ابوالحسن صاحب فرید آبادی	عہ	۱۴ر
[illegible]	چونکہ آج کل طلبا منشی عالم و منشی فاضل کو موقعہ امتحان پر دقت پڑتی ہے۔ اسواسطے کتاب بدر چاچ کی یہ مختصر شرح جسمیں تمام مشکل اشعار کی تشریح طوالت و درازی کلام کے ساتھ طلبا کی آسانی و سہولت کے لئے لکھی گئی ہے	۱۴ر	۱۲ر
سرور المحزون	یعنی ترجمہ کتاب ہدایت انتساب نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون۔ از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	۴ر	۳ر
[illegible]	از نتیجہ فکر بلبل بوستان فصاحت قمری گلستان بلاغت مجمع فراست و دانائی مولوی امام بخش صاحب صہبائی دہلوی	۶ر	۵ر
شرح بوستاں	معروف بہ شرح بوستان۔ مصنفہ مولنا محمد گنگوہی مع ازدیاد مطالب مفیدہ۔ کاغذ زرد مصری خوشنما صفحات ۳۶۴	عہ	۱۴ر
شرح پنج گنج مع شرح زبدہ	مصنفہ مولنا محمد تقی رحمتہ اللہ۔ یہ کتاب فارسی طلبا کے لئے بیحد مفید و کار آمد ہے	۴ر	۳ر
[illegible]	مولود قابل دید ہے۔ مجلس میلاد پاک میں پڑھنے کے لائق یہ مجموعۂ نعتہائے بے بہا ہے۔ اس کا ہر ہر مصرعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے	۴ر	۳ر
شرح سلم	ملا حسن مع حاشیہ مولانا مولوی مفتی محمد یوسف صاحب	ے	۶ر
شرح تہذیب	بحواشی جدید	۱۴ر	۱۲ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	ص		
صحیفۂ سماوی	ماہتاب نور وحدانیت کی پہلی شعاع نے کس کس کو منور کیا۔ اعجاز خداوندی نے کیا کیا کرشمہ دکھائے۔ موج غفاری نے کن کن ساحلوں سے ٹکر کھائی۔ اپنے مخلوق کے پیدا کرنے کے بعد اس کیلئے کس کس قسم کی سزا و جزا رکھی۔ روح کا پردہ عدم سے عالم وجود میں رونما ہونیکا انسان سے تعلق موت کس طرح روح کو لیتی ہے۔ موت کی ابتدا اور پیدائش کیا ہے۔ روح کا جسد انسان سے نکلنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس فرشتہ کا ذکر جو منکر نکیر سے بیشتر قبر میں آتا ہے۔ قیامت کیا ہے۔ اسمیں کیا ہوتا ہے۔ دوزخ اور جنت کا حال یہ سب ایسی باتیں جس سے ہر مسلمان کو واقف ہونا ضروری ہے۔ اس کتاب میں یہ سب باتیں نہایت تفصیل کے درج ہیں	۵ر	۴ر
صحائف وقائع	یعنی تاریخ ہندوستان۔ اسمیں غدر کے زمانے سے پہلے اور غدر کے بعد کے تمام حالات ہندوستان کی ترقی و تنزل اور ہندو مسلمانوں کی نا چاقیوں کا حال درج ہے نیز غدر دہلی کے افسانے بھی اسی میں شامل ہیں	۱۰ر	۸ر
صفوۃ المصادر	جدید اڈیشن۔ اس کتاب میں فارسی کے تقریباً ہر مصدر کی معنے مع حاصل مصدر اور انکے چھ صیغے، ماضی مستقبل، حال، امر، اسم فاعل، اسم مفعول کی گردانیں لکھی گئی ہیں۔ فارسی کے مبتدی اور ابجد خوان کے لئے نایاب کتاب ہے	۱ر	۱ر
صحیفۂ شمس العارفین	اس کتاب درنایاب میں شریعت، تصوف کا بیان شاہ منشی عبد[illegible] صاحب صابر برادر معنوی صوفی [illegible] صاحب کے حالات حیات، بیان تصور شیخ الیٰ مرشد طریقہ نقشبندیہ مجددیہ، سوالات وجد و جذبہ ذکر اور انکی خوبیوں [illegible] بیان یہ سب اس کتاب میں مذکور ہیں	۶ر	۵ر
صحیفۂ [illegible]	اس کتاب میں ہندوستان کے مشہور و معروف کاتبوں کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قطعے اور تختیاں الف بے سے لیکر اردو اور عربی میں نہایت خوشخط لکھی [illegible] اس کتاب کی مدد سے ہر شخص خوشخط نویس ہوسکتا ہے	۴ر	۳ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
صحتِ جانی	یہ اس نادر رسالہ کا اردو میں ترجمہ ہے جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے خلیفہ ہارون رشید کیواسطے تحریر فرمایا تھا۔ اس رسالہ کے سہل و آسان اصول اور قواعد کا جو شخص پابند ہو جائے اسکی صحت و قوت روز افزوں ترقی پذیر ہوگی۔ مع رسالہ اختلاج الاعضا جسمیں تمام اعضا کے پھڑکنے کی مجربات و تاثیرات کا بیان ہے	۱۰ر	۸ر
صغائر الذنوب	فقہ کی بڑی اور مستند کتابوں سے اخذ کرکے افعال قبیحہ مثلاً جھوٹ، غیبت، جھوٹی قسم، گالی، اور افعال حرام، گناہ کبیرہ اور صغیرہ کے مسائل اور انکی جزا و سزا سب لکھی ہے	۴ر	۳ر
	(ط)		
طبلہ نوازی	یہ کتاب علم تال میں ہے (جو علم ریاضی کے متعلق ہے) علم موسیقی کے شائقین کو اس میں مفید ہے خواہ وہ گاتے ہوں یا کسی قسم کا ساز انگریزی یا ہندوستانی بجاتے ہوں، کیونکہ اس کتاب میں طریقہ طبلہ نوازی کا اور طریقہ الفاظ کے ادا کرنے کا تصویر اور تحریر کے ذریعہ کوئی دقیقہ سمجھانے میں اٹھا نہیں رکھا۔ چونکہ تال و سر لازم و ملزوم ہیں کوئی گانا بجانا ایسا نہیں ہے کہ جس کی پیمائش تال کے ذریعہ نہ کی جاتی ہو، اور جس کا حسن تال کی شرکت سے دوبالا نہ ہوجاتا ہو اور تال و سر کی تقسیم علم حساب سے متعلق ہے لہٰذا بغیر اس کتاب کے شائقین اپنے خواہش کے موافق اپنے شوق کے نتیجہ میں جلدی ترقی نہیں کرسکتے ہیں۔ اس کتاب میں تصویروں کے ذریعہ الفاظ کا ادا کرنا سکھایا ہے۔ جو کام استاد اپنے ہاتھ سے کرکے بتاتا وہ اسکی تصویریں نہاد دیتی ہیں اس کتاب میں نہایت شرح اور بسط کے ساتھ بالکل آئینہ کردیا گیا ہے۔ نوٹ اس کتاب کی مقبولیت کی وجہ سے اس کی بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں۔ اگر فرمائش بھیجنے میں جلدی نہ کی گئی تو آپکو اس کتاب سے مایوس ہونا پڑیگا	عـ	۱۲ر عـ

تمام خط و کتابت بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب مالک اقبال پرنٹنگ ورکس [illegible]، دہلی آنی چاہئیں

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
طلسمات عجائب	یہ مجموعہ تاریخ عجیبہ اور کتب نادرہ سے انتخاب کرکے لکھا ہے۔ اس کتاب میں شعبدوں کے حالات جنکے ذریعہ سے انسان کرامت ظاہری دکھا کر ہزاروں روپے پیدا کرسکتا ہے، تعدیات، حکایات عجیبہ و غریبہ کے اور حیرت خورتوں کے نسخے ہیں مع تصاویر و دیگر عجائبات بری و بحری وغیرہ کے جو دنیا میں خداوند کریم نے اپنی قدرت سے پیدا کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں بے شمار طلسمات لکھے ہیں۔ جو آپکے نے دیکھے نہ سنے۔ عجیب غریب کتاب ہے۔	۵ر	۴ر
طب نبوی	جس میں صدہا امراض کے روحانی علاج اور آزمی مشکلیں آسان ہونے کے سہل طریقے روحانی ورد بیماری کے مجرب نسخے نیز انسان کے ہر حال میں کام آنے والے بے انتہا نسخے اس میں لکھے ہیں جو قرآن و احادیث سے منتخب کرکے لکھے ہیں اور اور تمیز و سودہ برائے آزمودہ ہیں	۵ر	۴ر
ظرافت کی روح	اس کتاب میں ایسے دلچسپ، چٹ پٹے مزیدار عجیب و غریب نسخے اور لطیفے لکھے ہیں کہ پڑھنے والے کے پیٹ میں ہنستے ہنستے بل پڑ جاتے ہیں۔ حقیقت میں دیوانِ قہقہہ ہے۔ کوئی کیسا ہی رنجیدہ اور مغموم کیوں نہ بیٹھا ہو اسکے ایک لطیفہ کے پڑھنے سے خود بے اختیار ہنس دیتا ہے تنہائی اور سفر کی مونس اور رکھنے والی صرف یہی ایک کتاب ہے	۴ر	۳ر
علاج الوبا	از تصنیف لطیف مولانا مولوی سلامت اللہ صاحب سونی پتی احراری۔ اس کتاب میں وبا کی علامتیں اور اس کے سب اسباب اور اسکی مفید عمدہ عمدہ تدبیریں ہوا کی شناخت سب مندرج ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ ہر شخص کے پاس رہنا چاہیئے۔	۴ر	۳ر
علامات قیامت	اس میں قیامت کے متعلق قرآن و حدیث میں سے پیشین گوئیاں اس کی علامات، آثار اور پوری کیفیت درج ہے	۵ر	۴ر
عملیات مجربات	بزرگان دین۔ فن عملیات کو بزرگان دین نے اپنے زمانہ میں خود کیا، اور دوسروں کو کرنیکا طریقہ سکھایا ہے اس سے دنیا کو فیض پہنچ رہا ہے کیا مانگنے طریقہ عمل بہ مختصر		

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
		۵ر	۴ر
علاج باللون	حالات تری کو شششوں کے ساتھ بہم پہنچائی ہیں ترجمہ کتاب کردہ ہو تیجی۔ اسمیں رنگین اشیا کے ذریعہ سے امراض کا علاج بتایا ہے۔ نیز اسمیں ادویات رنگین کا استعمال بطریق شعاع یا تلون کے بیان کیا گیا ہے اور تجربہ سے نہایت موثر ثابت ہوا ہے۔ جس سے فوری نفع سے تعجب معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے اپنے خاص تجربات تحریر کئے ہیں	۴ر	۳ر
نازنانِ سلطنت	اسمیں ہندوستان کی تعلیم یافتہ اسلامی خواتین کے مطالعہ کے لئے چالیس دلی النسر عورتوں کے حالات و اقوال نہایت سہل عبارت میں لکھے ہیں۔ نیز ایک مخفی طبیہ ہے جسمیں معزز خواتین کو وہ پیام دیا گیا ہے جسکے لئے قدرت نے انہیں پیدا کیا ہے۔ مجلد . . .	عـ۸ر	۱۴ر
علاج الامراض فارسی	یہ علم طب کی وہ نایاب کتاب ہے جس نے حکیم محمود خاں کو اپنے وقت کا ارسطو بنا دیا جس نے حکیم عبدالمجید خاں کو آسمان شہرت پر آفتاب کی طرح چمکا دیا جس کی بدولت حکیم واصل خاں نے اتنا اعزاز پایا۔ اور حکیم اجمل خان نے مسیح الملک کا خطاب حاصل فرمایا۔ یہ حکیم محمد شریف خانصاحب دہلوی کی نادر و نایاب تصنیف ہے جسکے ایک ہی اعلان میں سینکڑوں فرمائشیں آگئیں جسکو از سر نو نہایت خوشخط اور صاف چھاپا گیا ہے کاغذ بھی چکنا سفید اور قیمتی لگایا گیا ہے۔ حکیم اجمل خانصاحب کی اجازت سے مروجہ کے نہایت اہم نسخوں کا اضافہ کیا گیا ہے اور جو نسخے اس وقت خاندان شریفیہ میں استعمال کئے جاتے اور سینہ بسینہ چلے آتے ہیں انکو ضاد بنا کر شامل کر دیا گیا ہے مدرسہ طبیہ دہلی کے پرنسپل اور دیگر مستند طبیبوں اسکی صحت و آراستگی پر حقیقہ لیا ہے اسلئے فی الواقع منتظر		
	اگر آپ خود طبیب ہیں آپ کے لئے اگر آپ طب پڑھتے ہیں اگر آپ طب سے دلچسپی لیتے ہیں تو آپ کے لئے اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے جیسا بدن کے لئے روح کا ہونا۔ فکر نہ کیجئے اور منگانے میں تامل نہ فرمایئے۔ کیونکہ بہت جلد وہ وقت آنیوالا ہے کہ یہ کتاب کسی قیمت پر بھی دستیاب نہ ہوگی قسم اعلیٰ	۵ے	مے
	" " " قسم دوم	شے	عـہ

تمام درخواستیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب و مالک اقبال پرنٹنگ ورکس (نزد ... اعظم خاں) دہلی آنی چاہئیں

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	(ف)		
فتوح الشام اردو منظوم	جب آفتاب اسلام طلوع ہو کر دنیا کو اپنے نور سے دنیا کو منور کر رہا تھا۔ جب حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، خالدؓ، عبیدہؓ جیسی مقدس ہستیاں اسلام کی اشاعت کیلئے اپنی جان کھو رہی تھیں، جب فدائیان اسلام اپنے مذہب کو تمام عالم پر پھیلانے میں کوشاں اور اپنا خون بہا کر ملکوں کو فتح کر رہے تھے۔ اس زمانہ کی شام کی فتوحات قابل یادگار ہے۔ اس کتاب میں ملک شام کی تمام فتوحات کے تاریخی حالات کو تفصیل منظوم کیا ہے۔ نظم کی عمدگی کتاب کی خوبی، مصنف کی جانکاہی، تاریخی صحیح حالات کی نظم میں درفشانی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔۔	عہ/	۱۲/
نغمات جہان	اس کتاب میں مشہور و معروف شعرا کی مقبول عام غزلیں اشعار ٹھمری، دادرا، مسدس، مخمس، پہیلیاں درج ہیں جس وقت دنیا کے تفکرات، اسکے جھگڑے اور غموں سے انسان گھبرا ہوا۔ اسوقت اسکا مونس اور دل بہلانے کے لئے ہمدرد صرف یہی ایک کتاب ہے۔۔۔۔	۴/	۴/
نغمۂ رحمان	یعنی مولود شریف جدید۔ یہ مولود شریف آجکل بہت مقبول ہے۔ اکثر مجلس میلاد پاک میں یہ کتاب پڑھی جاتی ہے، اسمیں نظم و نثر میں حضور کی شان میں قصیدے ہیں۔ موقع موقع پر نظم لکھی ہے جس سے مولود شریف کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے	۴/	۳/
فضائل قل ہو اللہ	عام اردو خوان اشخاص، بچوں اور عورتوں کے فائدے کے لئے سورہ قل ہو اللہ کے فضائل و برکات اور مجربات عملیات اور عمدہ و مفید تعویذات اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔	۴/	۳/
فضائل چہار یار	اصحاب کرام حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی شان میں نعتیہ اشعار، قصیدے، مثنوی، مخمس اس کتاب میں درج ہے۔۔۔۔	۲/	۱/
نسیم عاشقان	یعنی دیوان نواب میرزا دالا جاہ بہادر المتخلص بہ عاشق یہ دیوان ۔۔۔۔۔۔ حضرت عاشقان خوبی کلام کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس دیوان، فصاحت و بلاغت کی کان کا ہر ہر لفظ عاشقانہ حسن و عشق کا فسانہ، نکتہ سنجی میں یگانہ ہے۔ اس کا ہر ایک نقطہ خال رخ تاباں اور اسکی ہر ہر سطر زلف چلیپا کا کام دیتی ہے، دیوان کیا ہے ہر خون کو موجب حیرت بنانیکا خاصہ آلہ ہے۔ نہ اتنی فضیلت کی دشوار گزار گھاٹیوں کو طے کرنا، فصاحت کا طلسم توڑنا، اہل بلاغت کی تاروں بھری رات میں الفاظ کی قدرتی فضیلت سے اعلیٰ درجہ کی روشنی پر قبضہ حاصل کرنا حضرت عاشق ہی کا کام ہے، یوں تو شب ہجر کا سناٹا، بخت خفتہ کی شکایت، اندھیری رات کا سماں، زمانے کی ستم ظریفی اور ناکامیوں کی تصویر ہر ہر شاعر نے کھینچی ہے۔ مگر اس دیوان میں اچھوتے خیالات اس طرح نظر آ رہے ہیں جیسے دریا کی اٹھتی ہوئی موجوں میں نیّر خورشید عالمتاب کی شعاعی انگلیوں کا عکس۔ جذبہ الفت کی صفا و دلکشی کا ایسا چربہ اتارا ہے کہ ہرے بھرے درختوں کی قوت نامیہ کا جوش پھولوں کی دل آویز خوشبوؤں میں مل گیا۔ شوخی کی ہر ادا کا ثبوت ایسے پیچیدہ الفاظ میں ادا کیا ہے کہ محبوب بھی اپنے شیفتہ کی جھلک کی خواہش ظاہر کرے۔ مشکل سے مشکل قافیہ کو ایسا کھینچا ہے کہ پڑھنے والے کے منہ سے خواہ مخواہ تحسین نکلتی ہے۔ اسکے علاوہ صاف ستھری، شستہ، رفتہ اور با محاورہ اردو زبان میں ہے جس سے اسکے ہر شعر کا لطف دوبالا ہو گیا ہے، عاشقانہ کلام کے شائقین کی میز میں اس دیوان سے خالی نہ رہنی چاہئیں صفحے ۲۸۸	۴عہ	
فرہنگ بوستان	اس کتاب میں بوستان کے ہر لفظ کے معنے اور تشریح کی ہے۔ طالبان زبان فارسی کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔ بغیر استاد کے اس کتاب کی مدد سے ہر شخص بوستان میں جتنے جز و اور اشعار عربی کے ہیں انکے معنی بھی لکھے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔	۳/	
فضائل الشہور والایام	اس کتاب میں ہر عربی مہینہ کی اور روزوں کی فضیلت اور برکتیں بڑی بڑی مستند کتابوں سے اخذ کرکے لکھی گئی ہیں۔۔۔۔۔۔۔	۴/	
فسانۂ بیوہ	اہل ہنود اور اہل اسلام بیواؤں کا ہر دلعزیز قصہ اس کتاب میں قابل مصنف نے افادہ مستورات کے لئے ایک دلچسپ دلربا شوق انگیز نصائح آمیز ایسے عجیب پیرایہ میں نکاح کرنیکی فضیلت اور نہ کرنیکی مصیبت دلی کو عام فہم سادہ شستہ زبان میں زمانہ کا نشیب و فراز سمجھا دیا ہے۔ لہٰذا یہ کتاب ہر شخص دیکھے اور پڑھے اور اس سے فائدہ حاصل کرے	۸/	

[redacted]

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
فیوض حرم محفل	مصنفہ مولوی فخرالدین صاحب گجراتی ، طرز عبارت ایسا دلچسپ ہے کہ بایدوشاید ہی کسی اُردو کتاب مواعظ میں ہو، علاوہ علامہ مصنف نے جابجا اشعار و قصص مجلس میلاد کتب صلحائے ۔ سے ایزادی فرماکر کتاب کی زیب و زینت کو بڑہادیا۔ ہرایک مسئلہ کی تشریح مدلل طور پر کردی ہے، واعظوں کے لئے ازبس مفید ہے	۸ر	۶ر
فروع الایمان	مصنفہ مولوی حاجی محمد اشرف علی صاحب تہانوی۔ اس کتاب میں حضرت مولنا موصوف نے قربانی از میت ، نکاح ، طلاق ، نماز ، نماز جمعہ ، نماز عیدین وغیرہ کے فتوے مع سوال وجواب کے درج ہیں۔	۶ر	۵ر
فروع الایمان	مصنفہ مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی۔ اس میں مسائل ضروری اور اس کے علاوہ اور ضروری باتیں درج جن کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے مثلاً تعظیم و اتباع نبوی کا بیان ، شکر کا بیان ، صبر ، تواضع ، ہجرت ، اعتکاف حسن معاملہ غرض ہر ضروری مسئلہ کو اس کتاب میں حل کردیا ہے	۵ر	۴ر
	ق		
قرابادین شفائی	مصنفہ حکیم حاذق محمد ہادی حسین خان مرادآبادی فن طب میں نہایت جامع و نافع کتاب ہے جملہ ابواب طب ، صحت وامراض وعلاج اسمیں مذکور ہیں ...	۱۲ر	۱۰ر
قرابادین جلالی	اس کتاب میں صدہا مرضوں کے علاج اور اس کے نسخے نیز انکے بنانے کی ترکیب درج ہے یہ کتاب بغیر اُستاد کے حکیم بنادیتی ہے	۱۲ر	۱۰ر
قواعد فارسی	یہ نایاب رسالہ شائقین فارسی کے لئے عموماً اور طلبا مدارس سرکاری کیلئے خصوصاً نہایت مفید ہے تھوڑی سی استعداد کے طالب علم کو اس کا مطالعہ اچھاخاصا فارسی دان بنادیتا ہے اس کے قواعد اگر ضبط کرلئے جائیں تو مشکل سے مشکل فارسی اشعار کے مطالب دم کے دم میں حل ہوسکتے ہیں باینہمہ کاغذ۔ لکھائی ۔ چھپائی رسم الخط تقطیع سب چیزیں موزوں	۳ر	۲ر
قصہ شاہ جاپان	جس میں شاہ جاپان کی شہزادی اور شہزادہ کا نہایت دلچسپ قصہ ہے اگرچہ قصہ بہت چھوٹا ہے مگر مصنف نے اس قصہ سے کئی اخلاقی نتائج نکالے ہیں ۔ بچوں کیلئے یہ قصہ نہایت مفید ہے ۔ چونکہ سارا قصہ نظم میں ہے اس لئے ہر خورد و کلاں کے لئے نہایت دلچسپ و مفید کارآمد ہے ۔ اگر چھوٹے بچوں کو یہ قصہ حفظ کرادیا جائے تو انکے اخلاق وعادات پر نہایت عمدہ اثر پڑے	۱ر	۱ر
قصیدہ بردہ مع ترجمہ بانت سعاد اردو	قصیدہ بردہ ایک فدائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی میں لکھکر پیش کیا تھا جب مصنف نے یہ قصیدہ تصنیف کرکے دربار رسالت میں گذرانا تو وہ اسقدر مقبول ہوا کہ انعام میں دوجہاں کی دولت مرحمت کی گئی پھر حضرت ممدوح نے اس کا فائدہ صرف شاعر کی ذات کے لئے مخصوص کیا۔ بلکہ انتہائے فیاضی سے ہرانسان کو یہ انعام لینے کا حق عنایت فرمایا اور ابدالآباد تک کیلئے اپنی فیاضی کا عظیم الشان دریا بہادیا۔ چنانچہ جو شخص آنحضرت کو مخاطب کرکے اس قصیدے کو پڑھتا ہے۔ اس کے بھی تمام مقاصد پورے ہوجاتے ہیں ، اور مشکلات کی قیمت اسکو آیہ کریمہ حزب البحر وغیرہ کی طرح پڑھا جاتا ہے ۔ یہ قصیدہ بردہ اسی قصیدہ بانت سعاد کا ترجمہ کرکے اُردو میں قصیدہ کے طور پر منظوم لکھا ہے ، اور لطف یہ ہے کہ مطلب بھی وہی ادا ہوجاتا ہے جو عربی کے قصیدہ کا ہے ۔ اُردو کے کپڑے اس خوبی سے پہنائے گئے ہیں کہ سوائے زبان کی مختلف ہونے کے اور کوئی فرق باقی نہیں رہتا ۔ ترقی مدارج دنیا اور مختلف امتحانات دنیوی میں کامیابی کے لئے یہ مقبول اور زود تاثیر قصیدہ ہندوستان میں ہر جگہ پڑھا جاتا ہے ۔	۳ر	۲ر
قدوری عربی	مستند گنجینۂ فقیہہ دعطر تعلیمات الٰہیہ وخلاصہ سنت نبویہ یہ عربی نہایت عمدہ کتاب ہے	۱۴ر	۱۲ر
	(ک)		
کشف المحجوب	اصل کتاب جناب شیخ مخدوم صاحب ہجویری علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے جو داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں اور ولی کامل گزرے ہیں ۔ علاوہ ولایت کاملہ کے اعلےٰ درجہ کی لیاقت اور معلومات کی کیفیت اس متبرک کتاب کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے کامل بزرگوں کے خیالات اور انکی زندگی کے عجیب عجیب حالات بیان کرکے پُرتاثیر نتیجے نکالے ہیں	۸ر	۸ر
[illegible]	حضرت امیر خسرو دہلوی کی تصنیف کردہ یہ کتاب مشہور و معروف ہے اور مقبول خاص وعام اس کا ایک ایک شعر ہندوستان کے ہر خورد وکلاں کی زبان پر جاری ہے	۲ر	۱ر

[redacted]

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	[illegible]	[illegible]
کمالات امدادیہ	مرتبہ و مصنفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اگر آپ مذہب اسلام کے زرین بہترین اصول سے کامل طور پر واقف ہونا چاہتے ہیں۔ اگر آپ حسن تعلیم حسن اخلاق ادب عظمت الٰہی کی بہترین تعلیم کو معائنہ کرنا چاہیں تو اس کتاب کو آج ہی منگائیے جس میں مولانا الحاج حافظ شیخ محمد امداد اللہ قدس اللہ تعالےٰ کے حالات آپکی تربیت طالبین، آپکا سخاوت و استقلال، حسن و خلق کمال عشق الٰہی اتباع سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکمل و مفصل مع ضمیمہ کمالات امداد درج ہیں		۸ر
[illegible]	از تصنیف مخدوم حسن بن حسین نوشہ توحید بلخی الفردوسی البہاری قدس اللہ سرہا۔ یہ کتاب مثنوی معنوی ضمن عربی کی شرح ہے جسمیں مسائل توحید و وحدت، بیان علم حقیقت و معرفت بر قانون و اصلاح صوفیاں اور موحدان و تو اعد اسلوب اہل مشاہدہ قابل دید ہیں	۶ر	۵ر
کشکول کلیمی	ترجمہ اردو کشکول کلیمی۔ بوجہ کثرت ریاضت طالبان طریق ذکر و فکر خواہش تھی کہ ایک مختصر رسالہ طریقہ ذکر و اشغال مراقبہ وغیرہ میں اس قسم کا جامع کہ طالب حق کو سوائے مرشد حق کے معائنہ کتاب سے فارغ کرے اس غرض کی تکمیل کیلئے بعد تلاش بسیار نسخہ "ارشاد الطالبین" مصنفہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری کو تلاش کرکے اردو میں اسپر حاشیے لکھے گئے تھے لیکن بوجہ زبان فارسی کے امید کے موافق فائدہ نہ ہوا اسلیے پھر عرصہ مزید کے بعد یہ کتاب مستطاب کشکول مصنفہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی قدس سرہٗ کا ترجمہ چھاپا گیا ہے حقیقت میں یہ نہایت نایاب اور عجیب و غریب کتاب ہے اسکے ترجمہ سلیس اردو میں ہونے سے طالبان حق کی تمام مشکلات کافور ہوگئیں۔	۵ر	۴ر
[illegible]	اس کتاب میں دو باب ہیں باب اول میں سوالات و جوابات اعداد جفر ہے۔ دوسرے میں نجوم اور دیگر شعبدات و طلسمات عجائب شامل ہیں۔ اس کتاب میں اعداد جفر سے ہر قسم کے سوالات کا جواب دیا ہے مثلاً کوئی پوچھے کہ فلانے مرد و زن میں کون مریگا یا حمل کے بارے میں پوچھے تو اس کتاب میں اعداد الام جفر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ غرضیکہ اس کتاب نایاب		

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	[illegible]	[illegible]
	میں مضمر سے مضمر راز کا انکشاف ہو سکتا ہے	۱۴ر	۱۳ر
[illegible] کرمانی	مولفہ ملا نصیرالدین کرمانی۔ اس کتاب ہزاروں مشکل اور لاینحل مسائل کو اسقدر تفصیل کے ساتھ شرح اور بسط سے بیان فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص زبان فارسی سے کچھ بھی واقف و آشنا ہو تو اس کا مطلب سانی سے سمجھ جاتا ہے۔ تیمم، مسح، حیض، اوقات نماز، اذان، شروط الصلوٰۃ، نماز کی صفت، امامت، مفسدات نماز، جمعہ، عیدین، وغیرہ وغیرہ کے ادق سے ادق اور مشکل سے مشکل مسئلہ کو آئینہ کی طرح صاف کر دیا ہے مسائل فقہ میں مستند اور مانی ہوئی کتاب ہے صفحات ۳۰	۶	عہ
[illegible]	اس کتاب میں حضرت غوث پاک پیران پیر دستگیر سید نا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کی مختلف کرامات کا ذکر و احوال نظم میں بیان کیا ہے اس کے علاوہ آپکی شان میں کئی نظمیں اور قصیدے بھی درج ہیں جن کے پڑھنے سے دامن حاجت گوہر مراد سے مالامال ہو جاتا ہے۔	۲ر	۲ر
کفارۃ الذنوب	اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ درج ہے کہ گناہوں کا کفارہ کس طرح، کس حالت میں، اور کب دیا جائے۔ جو مسلمان وجوب کفارہ اور طریق تجہیز و تکفین و نماز جنازہ سے ناواقف ہیں وہ اس کتاب کو ضرور مطالعہ کریں	۲ر	۱ر
[illegible] زراعت	یہ مسلمہ ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی دولت اور اسکی ترقی کا پوشیدہ راز فن زراعت ہے یہی وہ چیز ہے جس نے ہندوستان کو آسمان شہرت پر ماہتاب کی طرح چمکا دیا اور آفتاب کی طرح منور کر دیا اسکی زمینوں میں قدرت کے بیشمار خزانے مضمر ہیں۔ اہل ہند اگر اسکی زمینوں سے فائدہ اٹھائیں تو تمام عالم میں ہندوستان سے بڑھکر کوئی ملک دولتمند نہیں ہو سکتا۔ مگر سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس فن سے ناواقف ہیں اور جو واقف ہیں وہ اس کو صرف اپنے ہی دائرہ علم تک محدود رکھتے ہیں۔ اس کتاب میں کھیتی باڑی اور فن زراعت میں کوئی شعبہ باقی نہیں رکھا اسکے پہلے حصہ میں کھیتی باری کی زمین کھاد، کھاد کی مختلف قسمیں، ہر قسم کے آلہ زراعت کا استعمال درج ہے۔ دوسرے میں ہر قسم کے اناج کے بونے کے طریقے بیجوں کی پہچان انکی جڑوں کی تشریح درج ہے کاشتکار حضرات کیلئے نہایت مفید کتاب ہے۔ . . .	۵ہ	۸۴

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	اگرچہ لغات ابتک لاتعداد چھپ چکی ہیں۔ لیکن زبان اُردو کی لغت اس سے بہتر کوئی نہیں چھپی، اس کتاب میں ہندی، عربی، فارسی، انگریزی کے جتنے الفاظ کہ جتنے الفاظ اُردو میں استعمال ہوتے ہیں سب کی تعریف و تشریح مع اسکی اصلیت اور معنی کے دیئے ہوئے ہیں۔ اور ہر لفظ کے آگے اس زبان کا نام لکھا ہوا ہے جس سے وہ لفظ لیا گیا ہے۔ زبان اُردو بہترین ڈکشنری صرف یہی ایک کتاب ہے۔	عہ	۱۴ر
	(گ)		
گلدستہ نگارین	اس کتاب میں نامور اور نہایت مشہور خوشنویسوں کے قطعے اُردو، عربی، فارسی کے درج ہیں۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ ایک چھوٹی سی کتاب ہے مگر باطن میں ہزاروں کتابوں کا لب لباب ہے۔ یہ مجموعہ دانایان فن خوشنویسی کے زیر انتظام مبتدیوں کی سہولت اور از اول تا آخر تمام و کمال رہنمائی کے لئے اکثر کتب معتبرہ و مستندہ سے خاص نگرانی کے ساتھ چھاپا گیا ہے۔ شائقین فن کتابت و خوشنویسی جب اس کے مطالعہ سے اثر مشق اخذ فرمائیں گے۔ تو اس کتاب کو شاہراہ کتابت کا پورا راہ نما پائیں گے۔	۵ر	۴ر
گلدستہ یوسفی	اس کتاب میں دہلی اور لکھنؤ کے مشہور شعراء کی وہ مشہور و معروف غزلیں اور اشعار درج کئے ہیں جو مجلسوں اور بزم نشاط میں عام طور پر کہی جاتی ہیں اور لوگ نہایت شوق و ذوق سے یاد کرتے اور گاتے ہیں۔ مومن، غالب، ذوق، داغ، نظیر وغیرہ وغیرہ جیسے استادوں کی چیدہ چیدہ غزلیں جو با اثر عاشقانہ و جذبانہ غزلیں درج ہیں	عہ	۱۴ر
گلزار ابراہیم	یہ کتاب بحر الحقیقت کا دوسرا حصہ ہے۔ اسمیں حضرت ادہم کا قصہ مثنوی کے طور پر درج ہے۔ حضرت ادہم کا بادشاہ بلخ کی دختر پر عاشق ہونا۔ شہزادی کا بیمار ہو کر مرجانا۔ بیقراری عشق میں مرنے کے بعد قبر سے لاش کا نکال لے جانا۔ پھر اس دختر کا زندہ ہو کر حضرت ادہم سے نکاح کر لینا۔ اور پھر اس دختر سے حضرت ابراہیم کا پیدا ہونا۔ بادشاہ بلخ کو اس لڑکی کا زندہ ہونا معلوم ہو جانا اور پھر حضرت ابراہیم اور دختر کو گھر لاکر حضرت ابراہیم کو		
	سلطنت کا مالک کر دینا۔ دیکھنے اور سننے سے تعلق رکھتا ہی	۵ر	۳ر
گنجینہ طب کامل	یہ نایاب تحفہ اصول حکمت یونانی اور فن ڈاکٹری میں بیمثل ہے اور پچیس سال کے تجربہ اور اہل علم کی صحبت سے فیضیاب ہو کر لکھا گیا ہے اس کتاب میں دو سو قسم کے امراض و علاج مردانہ، زنانہ اور اطفال عموماً اور زمانہ حال کی ضرورت کیلئے نسخہ جات امراض نامردی و سستی صدہا قسم کے نسخہ جات تفصیل درج ہیں اسکو لائق حکیم سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی حکیم سند یافتہ مرزا عبد المجید نے تصنیف کیا ہے	عہ	۸ر
گلدستہ کرامات	اس کتاب میں سیدنا و مرشدنا محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ السامی کے حالات حیات و ذکر اولاد اور کرامات نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ اگر آپکو بزرگان دین سے عقیدت ہے اور شیخ محبوب سبحانی کے حالات و کرامات معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور منگایئے	۱۲ر	۱۰ر
	(ل)		
لغات الصراح	یہ کتاب عربی کی لغت ہے۔ اس کتاب میں عربی زبان کے الفاظ مادہ، جمع، مونث، مذکر مع تشریح کے درج ہیں۔ اسکے علاوہ الفاظ کے معنی فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں لکھے ہیں صفحات ۱۱۰	عا	۱۴ر
لیلےٰ مجنوں نظامی	لیلےٰ و مجنوں کا بےنظیر اور بےعدیل فسانہ سچے عاشق و معشوق کا قصہ، تاثیر اور کشش محبت کا بیان حضرت شیخ نظامی گنجوی نے مثنوی میں ایسی خوبی سے ادا کیا ہے کہ ایک ایک شعر حفظ کرنے کے لائق ہے۔ یہ وہ مشہور و معروف اور مقبول خاص و عام مثنوی ہے کہ اس کے تصنیف کرنے پر بہرام شاہ روم نے انعام میں پانچ ہزار دینار سرخ اور ایک قطار شتر کی تحفتہً حضرت نظامی کے پیش کی تھی۔ اور یہ کتاب اب اتنی مقبول ہوئی ہے کہ صدہا مطابع میں ابتک چھپ چکی ہے لیکن قدردان والا شان کی فرمائش برابر جاری ہیں اور جاری رہینگی۔ صفحات ۱۱۲	۶ر	۵ر
لاڈلا بیٹا	یعنی لاڈلی اولاد کا عبرتناک قصہ جسمیں دکھایا گیا ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو بیجا لاڈ پیار سے کسقدر بیباک اور آزاد کر دیتے ہیں	۳ر	۲ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
لغات منتخب	اس کتاب میں عربی و فارسی وغیرہ جملہ لغات کے معانی سلیس اردو زبان میں مستند کتب سے انتخاب کر کے لکھے گئے ہیں اور ہر لغت کے مقابل میں ایک نشان بنا دیا گیا ہے کہ جس سے لغت کا عربی یا فارسی یا ترکی یا ہندی ہونا سمجھنا چاہیئے۔ یعنی ع سے عربی ف فارسی ق سے ترکی م سے معرب اور لغت پر نہایت احتیاط سے اعراب لگا دیئے گئے ہیں	۴/	۳/
لغات کشوری	یہ کتاب جامع لغات مفید ارباب مدارس ہے الف باد سے جسقدر عربی خواہ فارسی یا ترکی یا ہندی جو کہ جملہ کتب درسیہ مستندہ، مطول اور مختصر میں مستعمل ہیں مع شرح معانی زبان اردو میں وہ سب مفصلاً و مشروحاً اس کتاب میں درج ہیں اس کتاب میں اٹھائیس باب ہیں اور فصلیں ہیں۔ شعراء اور قافیہ سنجوں کے لئے نہایت ۔۔ اور عمدہ نزہے	۶	عہ/۹
ادب الاطفال	یہ رسالہ تعلیم اطفال نہایت مرغوب ہے اسمیں چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے نہایت دلچسپ اور دلپسند نصیحتیں خوش اسلوب ہیں۔ اگر بچوں کو یہ کتاب بطور پہلی کتاب کے پڑھائی جائے تو ان کے اخلاق اور عادات پر نہایت عمدہ اثر پڑے	۳/	۲/
بیان الاسرار	دور حاضر میں ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال پی۔ ایچ۔ ڈی نے جو ایک فارسی مثنوی مولانا روم کی طرز پر "اسرار خودی" کے نام سے تصنیف فرمائی تھی، ادبی دنیا کو اس مثنوی کا نہایت مدت سے انتظار تھا اور ایک طویل کاوش کا نتیجہ ہونے کی وجہ سے توقع کیجاتی تھی کہ یہ نظم ڈاکٹر صاحب کی تمام نظموں کے لئے مایہ ناز ثابت ہوگی۔ لیکن خلاف توقع اس کا مطالعہ یاس آفریں ثابت ہوا کیونکہ اس کے اشعار کے مفہوم ہر شخص نہیں سمجھ سکتا اسلئے اس کتاب میں ان اشعار کی توضیح و تشریح کی ہے جو اس ہندی فلاسفر بلبل شیراز کے نغموں کے متعلق خوش فہمی کی بنا پر قلمبند کی ہیں	۲/	۱۰/
مسدس حالی	مولانا حالی کی دلچسپ اور قابل دید مشہور آفاق مسدس مد و جزر اسلام مع فرہنگ و ضمیمہ نہایت صحت و صفائی اور اعلیٰ درجہ کی لکھائی چھپائی کے علاوہ ولایتی کاغذ پر طبع ہوئی ہے	۱۲/	۱۰/
[illegible] اردو ۴ جلد	مصنفہ زبدۃ الحکما جناب حکیم محمد وارث علی مرحوم۔ یہ کتاب فن طب میں ایسی بے مثل اور لاجواب ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ علامہ مصنف نے طب کی تمام دشوار گذار گھاٹیوں کو پاک صاف کر دیا ہے اور دماغ سے لیکر پاؤں تک کے کل امراض کا نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ہر مرض کے متعلق صرف وہی نسخے درج کئے ہیں جو فاضل مصنف نے بارہا تجربہ کئے ہیں۔ ان کے معزز خاندان کے معتمد علیہ ہیں۔ سب سے زیادہ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ اکثر امراض کا علاج جڑی بوٹیوں سے بتایا گیا ہے اور ہر نسخہ نہایت کم قیمت ہے بلکہ اکثر بغیر دامول کی دوائیاں لکھی ہیں۔ یہ کتاب فارسی میں تھی مطبع نے عوام کو فائدہ رسانی کے خیال سے سلیس اردو میں ترجمہ کرایا تا کہ ہر شخص فائدہ اٹھا سکے۔ اگر آپ علم طب سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کتاب کو ضرور منگائیے۔ اور گھر بیٹھے بے کھٹکے اپنا اور اپنے خاندان کے بچوں کا علاج کیا کریں۔	عہ/	۱۴/
[illegible]	یعنی انشاء اردو شکستہ۔ اس کتاب میں خط لکھنے کے قاعدے۔ القاب آداب قانونی عدالتی عرضیاں، پروانہ عرضیاں سب شکستہ اردو میں درج ہے، اس کتاب کی مدد سے شکستہ خط نہایت عمدہ ہو سکتا ہے۔ . . .	۳/	۲/
مفتاح الصلوٰۃ	یعنی مفتاح الصلوٰۃ کا ترجمہ۔ یہ کتاب احکام نماز کے مسائل میں بے مثل و بے نظیر ہے۔ اور اسکے ہر قول اور ہر مسئلہ پر کتب مستند حنفیہ کا حوالہ ہے۔ . . .	عہ/	۱۴/
[illegible]	اس کتاب میں حضرت مسلم و حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان کربلا کے طور پر اردو نظم میں لکھا ہے	۲/	۱۰/
[illegible]	اس کتاب میں حب اور عداوت کے نقش، تعویذ اور اعداد ایسے درج ہیں جو عاشقان مجنون خصال کیواسطے پر تاثیر اور سریع الاثر ہیں۔ اول ان اعداد متحابہ کو نقل کیا ہے۔ جنکو امام الحکما افلاطون نے اعداد مقناطیس القلوب کے نام سے یاد کیا ہے۔ یعنی جس طرح یہ مقناطیس دوسرے لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسی طرح ان نقش و اعداد کا رکھنے والا بھی اپنے محبوب کے دلکو بے قابو کر سکتا ہے نہایت عمدہ کتاب ہے	۵/	۴/

(تمام درخواستیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب و مالک اقبال پرنٹنگ ورکس دلی آنی چاہئیں)

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
مفتاح الصلوٰۃ	اس کتاب میں نماز، وضو، غسل، تیمم اور انکے ضروری احکام انکی فضیلت فقہ کی نہایت مستند کتابوں سے اخذ کرکے زبان اردو میں لکھی گئی ہے	۸ر	۶ر
مسلک الایمان فی اصول العرفان	مصنفہ شیخ محمد عبد الباری حنفی نقشبندی مجددی دام فیوضہم یہ مشہور و معروف کتاب امور دین اسلام کے بیان میں بے نظیر ہے یہ کتاب طالبان راہ مستقیم کیواسطے آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین کی سند سے حضرت مولٰنا موصوف نے تالیف کرکے ایک مقدمہ اور تین باب پر منقسم کی ہے اور مطالب ضروریہ کیواسطے ایک کافی دستور العمل ہے۔ نہایت مقبول عام کتاب ہے باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں چھپتی ہے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد دوسرا ایڈیشن چھاپنا پڑتا ہے	۹ر	۸ر
مکتوبات	حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری قدس سرہٗ۔ اس کتاب میں حضرت شیخ شرف الدین صاحب کے مکتوبات بیش بہا مضامین۔ آپکی قابل قدر نصیحتیں ہر ایک شخص کیلئے عمل پیرا ہونا ضروری ہیں اور ان کے علاوہ آپکے وہ مختلف وعظ و پند جن کے ہر سطر اور ہر لفظ میں دُرِ معانی منظوم ہیں اور دیگر دل پسند مایۂ عبرت مواعظ حضرت مولانا ابو الحسن صاحب عم فیوضہ نے درج فرمائے ہیں۔ صفحات ۳۰۰	۱۲ر	۱۰ر
تسہیل القاری	اس کتاب میں علم تجوید (قرأت) کے وجوب، فوائد طریقے مخارج حروف کے بیان دائروں، شکلوں، اور خاکوں کے ذریعے نہایت مستند اور معتبر کتابوں یعنی جزری و اتحاف وغیرہ سے اخذ اور انتخاب کرکے بعبارت مختصر نہایت تشریح اور تفصیل سے لکھا ہے، علم قرأت کو حاصل کرنیوالوں کے لئے یہ کتاب نہایت عمدہ اور کار آمد ہے کیونکہ اس میں تجوید کے ایسے طریقے اور قواعد قلمبند کئے ہیں جن کے ایک دفعہ کے مطالعہ سے مبتدی بھی آسانی سے سیکھ سکتا ہے	۸ر	۷ر
مذہب منصور	جناب مولوی محمد منصور علی صاحب عم فیوضہ نے اس کتاب میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ تمام عالم توحید پر براہین قاطع اور دلیل ساطع ہے علاوہ اسکے دلائل نبوت حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسائل ضروریہ دین متین کو نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ بیان		
	فرمایا اور مسائل حکمیہ و طبیہ کو مقاصد عالیہ کا ذریعہ بنایا ہے	۱۲ر	۱۰ر
مخزن المفردات	یہ مخزن طبیبوں، عطاروں، مصوروں کے لئے ایک بڑا تجربہ کار حکیم ہے۔ حال میں تیسری مرتبہ چھپی ہے اسکی خوبی اسی سے ظاہر ہے کہ نہایت قلیل عرصہ میں تمام ایڈیشن چھپکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے عطاروں اور طبیبوں کے لئے یہ کتاب نعمت عظمیٰ ہے اسمیں تمام ادویہ کے نام اردو فارسی عربی ہندی زبان میں ایک دوسرے کے مقابل متعدد جدولوں میں بہ ترتیب حروف تہجی درج ہیں اور ہر دوا کی ماہیت خاصیت رنگ۔ ذائقہ اسکی اصلاح اور بدل قدر خوراک اور اسکے افعال و خواص تحریر کئے گئے ہیں	۱۴ر	۱۲ر
محیط اعظم	از تصنیف محمد اعظم خانصاحب مرحوم۔ یہ کتاب تفصیل از حد جامع ہے۔ تمام اسما ادویہ مفردہ یونانیہ و انگریزی اور نیز دیگر اقالیم کے افعال و خواص ماہیت و مزاج وغیرہ بھی صراحتہً بیان کئے گئے ہیں۔ اسکو مجموعہ فردیات ادویہ کہا جائے تو بجا اور درست ہے۔ قیمت ہر جلد جلد کامل	۱۶ر	۱۵ر
معالج الجراحت	اس میں جراحی کی علاج اس خوبی سے درج کیا ہے کہ بغیر مدد استاد ہر ایک پھوڑے پھنسی کا علاج مع چیر پھاڑ مرہم پٹی لیپ و نسخہ جات کھانے پینے وغیرہ کے ہر طرح اسکے ہر شخص کر سکتا ہے	۱۰ر	۸ر
مخزن قوال	اس میں شاعر عالی منش نے محبت و معرفت کا چھلکتا ہوا جام تیار کر رکھا ہے۔ اب فقط متقلاذی ہوش کا کام ہے کہ وہ اس میکدہ میں آئیں اور اس جام کو پیکر معشوق حقیقی کے متوالے بن جائیں یہ کتاب معرفت کی غزلوں سے جام جمشید بنی ہوئی ہے	۴ر	۳ر
نغمۃ الاسرار	اس کتاب کا ایک ایک شعر بلکہ ہر مصرعہ و لفظ میں قوت مقناطیسی کی کشش ہے جس سے فوراً پڑھتے یا سنتے فوراً ہی دل بے قابو ہو جاتا ہے سامعین قوالی کے لئے دُرِ نایاب بلکہ لاجواب ہے۔ جس کے ہر ایک مصرعہ سے اہل بزم پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب قابل دید و لائق خرید ہے	۴ر	۳ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
مفتاح القرآن	جسمیں قواعد کی ترتیب قریب قریب قواعد بغدادی کے طور پر رکھی گئی ہے۔ ان قواعد کے بعد مشق کے لئے قرآن پاک کے متعدد الفاظ لکھے گئے ہیں خصوصاً وہ الفاظ جنکے پڑھنے میں کچھ دقت ہوتی ہے یہی وجہ ہے ... اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد مبتدیوں کو قرآن مجید کے پڑھنے میں دقت اور غالباً اُستاد کے بتانے کی حاجت نہ رہیگی	۴ر	۳ر
مفتاح الجنت	یعنی جنت کی کنجی۔ اگر آپ ضروری مسائل کو معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو منگا لیجئے خود پڑھیئے اور بچوں اور لڑکوں کو سنائیے۔ اور اسپر عمل پیرا ہوجیئے اسمیں ایمان، نماز، وضو، غسل، جمعہ اور عیدین کے خطبے اور ہر قسم کے ضروری مسائل بھی درج ہے ایسی کتاب کو ضرور منگا لیجئے	۸ر	۶ر
مدارج النبوت	از تصنیفات حضرت شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز۔ اس کتاب میں خاتم النبیین شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات بابرکات از ابتدا خلقت نور و حمل و ولادت و رضاعت اور ذکر نسب شریف آپ کے چچا ابو طالب کا حال۔ تمام ازواج مطہرات کے حالات برکات۔ سب مکمل و مفصل فارسی زبان میں درج ہے۔ صفحات جلد دوم ۷۹۶	[illegible]	[illegible]
تفریح الخاطر	کتاب تفریح الخاطر عربی سے اُردو زبان میں ترجمہ کی گئی ہے اور اسمیں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حالات حیات ابتدائے سن صبا سے تا اوائل ایقان مستندہ مع ذکر نسب شریف و اولاد بھی اس کتاب میں مندرج ہے	۷ر	۵ر
سوانح مولوی روم	یعنی حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری جسکے بعض دیگر اولیاء کرام کا تذکرہ بھی مختصر طور پر کیا گیا ہے	۴ر	۳ر
مذاق العارفین	اس میں قصیدہ غوثیہ کا ترجمہ اُردو، فارسی، پنجابی زبان میں اور نیز شرح اور کئی قصائد درج ہیں . .	۱۲ر	۸ر
[illegible]	اس ناگفتہ بہ زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کے اخلاقی حالت زار ہے ایسی کتاب کی بہت سخت ضرورت تھی جس کے مطالعہ سے عوام کالانعام کو معلوم ہوجائے کہ ایمان کیا چیز ہے۔ اخلاق کس کا نام ہے جن کے پڑھنے سے معلوم ہوجائے گا	۴ر	۳ر

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
مصادر فارسی	یہ نایاب رسالہ شائقین فارسی کے لئے عموماً اور طلباء مدارس سرکاری کے لئے (جماعت اوّل مڈل سے لیکر انٹرنس تک) خصوصاً نہایت فائدہ بخش ہے تھوڑی سی استعداد کے طالب علم کو اس کا مطالعہ اچھا خاصا فارسی دان بنا سکتا ہے۔ اس کتاب میں ہر ایک مصدر کے کئی کئی معنے مع اسناد اشعار سعدی و خاقانی وغیرہ بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے درج ہوئے ہیں حقیقت میں اس رسالہ کے مطالعہ سے ہر ذہین طالب علم فارسی کی استعداد گھر بیٹھے بلا منت استاد حاصل کر سکتا ہے	۵ر	۴ر
[illegible]	یعنی ظرافت کے پیرایہ میں واقعات حاضرہ کے سلسلہ کی پہلی کتاب جس میں میاں بیوی کی ایک مزیدار مسلسل بحث کے علاوہ اور بہت سے ہنسنے ہنسانے لوٹن کبوتر بنا دینے والے مضامین اور پیٹ میں بل ڈالنے والے اشعار درج ہیں۔ اگر آپ موجودہ زمانے کی رفتار کا بالکل سچا فوٹو دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کتاب کو منگائیے اور مطالعہ فرمائیے جسمیں دور حاضرہ پر نقد کے ضمن میں بہت کچھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ عجیب و غریب کتاب ہے	۲ر	۱ر
[illegible]	جس میں قدیم اقوام مثلاً فنیکی حتی۔ بابلی، خالدی، سوری۔ ایرانی، عرب۔ مصری۔ یہودی وغیرہ کے دلچسپ حالات اور وہ تاریخی باتیں درج ہیں جو تہذیب و شائستگی کی مسلمہ معیار سمجھی جاتی ہیں۔	۶ر	۵ر
مکتوبات [illegible]	جناب شاہ فقیر اللہ صاحب، اس کتاب جامع آداب میں حضرت شاہ فقیر اللہ صاحب علوی قدس سرہٗ کے مکتوبات۔ پند و نصائح نہایت تدقیق و تحقیق اور تلاش کے بعد درج کئے ہیں	۴ر	۶ر
[illegible]	شمائل و معجزات جناب سرور کائنات یعنی معراج نامہ شمائل نامہ، اعجاز نامہ، خواب نامہ، قصہ اُستن حنانہ معجزہ درخت، معجزہ ہرنی۔ معجزہ سائبان۔ معجزہ ہجرت معجزہ شق القمر۔ سب مضامین دلکش نظم میں اس مجموعہ میں درج ہیں	۴ر	۳ر
[illegible]	اس مجموعہ میں زلزلہ نامہ، بھونچال نامہ، وفات النبی وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے نہایت لے بہا نعتیں درج ہیں	۲ر	[illegible]

نام کتاب	نام مصنف یا مولف معہ مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
مالابدمنہ (ترجمہ)	یہ کتاب حضرت قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی کی بے بہا تصنیف کا اُردو ترجمہ ہے، یہ کتاب مسائل ضروریہ دینیہ سے بھرا ہے شروع سے آخر تک اس کتاب میں نماز روزہ حج ضروریہ، زکوٰۃ، قضا کفارہ وغیرہ کے وہ وہ مسئلے بڑی اور مستند کتابوں سے انتخاب کر کے لکھے ہیں کہ جنکا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری بلکہ فرض ہے۔	۲ر	۱۴ر
مواعظ اشرفیہ	مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے مختلف موقعوں پر مختلف مواعظ بیان فرمائے ہیں وہ اس کتاب میں لفظ بلفظ درج ہیں۔ قیمت ہر وعظ	۲ر	۲ر
معین الارواح (اردو)	یعنی حالات وملفوظات ومناقب ومقامات حضرت خواجہ خواجگان چشت ولی الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری ثم الاجمیری قدس سرہٗ صفحات تین سو دس (۳۱۰) مجلد۔	۱۲آ	۱؎
مرغوب الطالبین	مصنفہ حضرت خواجہ سلامت اللہ ولد خواجہ کرامت اللہ صاحب سونی پتی۔ یہ کتاب تصوف میں بے مثل ہے صوفی حضرات اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔	۲ر	۱ر
مقالات اسلام	یعنی مدرسہ نظامیہ کے افادات کا علمی ذخیرہ جو مباحث اخلاق تمدن۔ فقہ اور کلام وغیرہ پر مشتمل ہے اور جسمیں مباحث اخلاق۔ تمدن۔ فقہ کلام اور تصوف ومضامین نایاب عالموں کے درج ہیں قیمت مکمل چہار حصص	۱۲آ	۱؎
معلومات طبیعات	علم طبیعات۔ سائنس اور جغرافیہ کے متعلق اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ اس کتاب میں ندی چشمہ بارش اور شبنم، تبخیر۔ آب تلخ اور آب خالص بحر (سمندر) اور اس کا عمل زلزلہ کوہ آتش فشاں اور جو باتیں جغرافیہ سے تعلق رکھتی ہیں، سب اس میں درج ہیں۔ انجمن ترقی اُردو کے دور جدید میں سب سے پہلی یہ کتاب ہوئی ہے جس کے مصنف ملک کے لائق انشاپرداز جناب مولوی مرزا مہدی خان صاحب کوکب ہیں۔ انکے دوسرے علمی مضامین کی طرح اس کتاب کی عبارت بھی نہایت عمدہ اور سلیس سریع الفہم ہے اور آخر اس علم کے متعلق جسقدر اصطلاحات علمیہ بنائی گئی ہیں۔ انکی فرہنگ دیدی گئی ہے نہایت لاجواب کتاب ہے۔	۱۲آ	۱؎

نام کتاب	نام مصنف یا مولف معہ مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
مخزن برکت	اس کتاب میں حضرت شاہ پیر محمد صاحب لکھنوی قدس سرہٗ کے حالات غریبہ وکرامات عجیبہ وسوانح لطیفہ وفضائل شریفہ درج ہیں۔ مضامین نفیس زبان سلیس صحت کا التزام ربط عبارت انتظام ہے۔ کتاب کیا ہے کرامات اولیاء کا گنجینہ ہے	۶ر	۵ر
ضربات الخوارج	اس کتاب میں مذہب امامیہ کی غیر منصوص تاویلوں اور بے معنی دلیلوں تنویر العیون ترجمہ تشئیر مطاعن منہج مطبوعہ طہران کا جواب باصواب ہے اگرچہ اس مایہ ایمان کی اُردو سلیس ہے مگر دلائل بھی عام فہم کے سائل تسلیس ہے۔ . . .	۱۲ر	۱۰ر
میراث المسلمین	جس میں فرائض ومیراث کے متعلق نہایت ضروری اور کارآمد مسائل قرآن مجید اور حدیث و فقہ کی معتبر کتابوں سے نہایت وضاحت سے لکھے گئے اور مزید اطمینان کے لئے حضرت مولانا مولوی حبیب عزیز الرحمن صاحب مفتی مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے دستخط ومہر سے مزین کیا ہے۔	۲ر	۲ر
مینا بازار (اردو) ظہوری	حضرت نور الدین محمد ظہوری ترشیزی کے حالات حیات اور آپ دیوان کی اکثر غزلوں اور اشعار کی تشریح نثر میں کی ہے	۵ر	۴ر
مواعظ حسنہ	یہ کتاب سورہ والعصر کی ایک نہایت بسیط اور جامع تفسیر وعظ کے طرز پر ہے۔ جس میں طرز معاشرت واخلاق محمدی اور عقائد ضروری واحکام مذہبی کامل عام فہم سلیس اور آسان عبارت میں بیان کئے گئے ہیں قابل دید اور خرید کتاب ہے۔	۲ر	۲ر
[illegible]	یہ کتاب نتیجۂ فکر صاحب زبدۃ العارفین مولانا سید علاؤالدین خراسانی المتخلص بہ وصلی در پند ونصیحت وگوہر معرفت حقیقت سے پر ہے۔ اگر مبتدیان فارسی خصوصاً اطفال نودمیدہ کو یہ کتاب پڑھا دی جائے تو فارسی سے بہت کچھ واقفیت ہو جائے نہایت خوشخط اور نہایت صحت و انتظام کے ساتھ چھپوائی گئی ہے۔ .	۱ر	۱ر
منتخب الحکایات	مصنفہ مولوی نذیر احمد صاحب۔ اس کتاب میں نہایت سلیس زبان اور نہایت سہل اُردو میں چھوٹے بچوں کے لئے چھوٹی چھوٹی کہانیاں ہیں جنمیں انکے لئے پند ونصائح اور چند مضامین دلچسپ ودلپسند جمع کی ہیں	۸ر	۸ر

(تمام ذخیرۂ سینٹ بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب ومالک اقبال بک ڈپو (حویلی اعظم خاں) دہلی آنی چاہئیں)

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
مجموعہ [illegible]	اس میں تمام مضامین ضروری متعلقہ خطوکتابت و نوشتہ جات دعرائض وکاغذات وغیرہ بشرح وبسط بخط شکستہ درج ہیں اور جو طلبائے مدارس سرکاری و دیہی کیلئے نہایت مفید ہیں۔	۶ر	۵ر
خیابان فردوس	یہ کتاب نہایت لاجواب ہے۔ اس میں بھی صدہا اشعار سینکڑوں تصیدے اور رقت آمیز مختلفہ درج ہیں۔ اس کتاب کو احادیث معتبرہ کا ذخیرہ کہیں تو بجا ہے۔ اور تذکرہ فضائل درود شریف کا مجموعہ کہیں تو بجا ہے۔ نیز دیگر مسائل مفیدہ اور ایک رسالہ حفظ الایمان وغیرہ نیز اور ایک سوال متعلق جسم مثالی روح اعظم وتجلّی مع دلچسپ جواب کے جمع کیا گیا ہے۔	۶ر	۳ر
مجموعہ شہادت	یہ شہادت نامہ جدید طرز پر نہایت دردناک پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ اسکو پڑھکر آنکھیں رو تی ز باں ہیں آہ آہ کرتیں اور دماغ تاریخی معلومات سے لبریز ہوجاتے ہیں۔ اس کتاب میں حضرت امام حسین کے ابتدا سن صبا سے حال شہادت کے وقت تک اور شہادت کے بعد جو یزید پلید دور اس کے خاندان کا حال ہوا وہ سب بزبان سلیس اردو میں درج ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر ہر آنکھ خون بہانے کیلئے تیار ہوجاتی ہے۔ اور ہر قلب اور ہر دل میں اہلبیت وآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت پیدا ہوتی ہے۔	۶ر	۵ر
مجموعہ عملیات [illegible]	مشتمل بر رسائل ذیل تعبیرنامہ یوسفی، فالنامہ، اعداد طلو نامہ بروحطونامہ، تعبیرنامہ، اعجاز عیسوی صحت نامہ طلسم حیرت، اندرجال وغیرہ وغیرہ، یہ مجموعہ نہایت مستند اسرار عجیبہ دغریبہ میں ہے۔ اکثر عملیات اسکے صدہا بار آزمائے گئے ہیں جو ہمیشہ تیر بہدف ثابت ہوئے۔ اس کتاب کے گھر میں ہوتے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔	۵ر	۴ر
مجموعہ [illegible]	یہ مجموعہ رسائل مسائل فقہیہ واحکام عقائد اسلامیہ جن کا سیکھنا اور یاد رکھنا متبع یوں کو نہایت ضروری ہے یعنی رسالہ کنت الخلاصہ معروف بہ خلاصۃ الفقہ مشتمل بر مسائل ضروریہ نماز روزہ زکوٰۃ وحج و		

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	قربانی وغیرہ اور احکام الایمان ومسائل ثمانیہ جو تصوف کا لب لباب ہے۔ نہایت عمدہ کاغذ نہایت صحت و صفائی کے ساتھ چھاپا گیا۔	۴ر	۳ر
مجموعہ [illegible]	عربی صرف نحو کی مقبول ومعروف کتاب قواعد عربی کا بہترین مجموعہ۔ فارسی زبان میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ طالب علموں کے مفاد کیلئے لکھا گیا ہے۔ کاغذ نہایت عمدہ سفید لکھائی چھپائی زیب دیدہ صفحات ۱۴۰	۸ر	۷ر
مجموعہ قانون راگ	جس میں ہر قسم کے گلنے کی چیزیں مثل غزلیات ٹھمری، خیال وغیرہ مصنفہ شعرائے متقدمین و حال بترتیب نفیس عام پسند اور نہایت سلیس ہر ایک گلنے کی کتاب اور دواوین سے انتخاب کرکے شائقین علم موسیقی کی دلچسپی کے لئے ہے۔	۸ر	۷ر
مجموعہ فتاوی رویت ہلال	اس کتاب میں رویت ہلال کے متعلق ہندوستان کے فضیلت مآب علمار کرام کے فتوی عربی زبان میں اور اسکے مسائل کے متعلق عالموں کے بکثرت رائیں کہ کس طرح اور کس حالت میں تار یا شاہدین کا اعتبار کرنا چاہیئے۔	۴ر	۳ر
مجموعہ [illegible]	اس کتاب میں اسمائے باری تعالیٰ مع خواص و اعداد اسم اور صفات جلالی وجمالی کے ہر جدول میں جدا گانہ درج ہے اسی طرح اسمائے رسول مصطفیٰ صلعم مع خواص مندرج ہیں۔ جو مشکلات اور آفات کی موقع پر پڑھے جاتے ہیں۔ بیماریوں کے دفعیہ کے لیے مقدمات میں کامیاب ہونے کے واسطے اادائیگی قرض کی مرادوں میں، حصول اولاد کی تمناؤں کی خاطر۔ ترقی مدارج دنیا کیلئے اور قلب باطن میں نور عرفان میسر آنے کے لئے یہ مقدس، مقبول متبرک اور پُرتاثیر نام پڑھے اور لکھے جاتے ہیں۔	۱۲ر	۱۰ر
مجموعہ گلزار مسائل	یہ کتاب مضامین گوناگوں نصیحت آمیز سے پُر ہے غافلوں کی تنبیہ اور خفتہ نصیبوں کی عقدہ کشائی کے لئے مسائل فقہ کے بہترین پھولوں سے یہ گلدستہ سجایا گیا ہے۔ اس کتاب میں ۸۰ مسائل ہیں مناجات اور حلیہ شریف سرور انبیار خاتم النبیین کا بھی شامل ہے۔	۴ر	۳ر

(تمام فرمائشیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب ومالک اقبال پرنٹنگ ورکس (حویلی اعظم خاں) دہلی آنی چاہئیں)

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
[illegible]	اس کتاب میں گانے بجانے کو مختلف احادیث نبوی سے جائز ثابت کیا ہے اور بہت سے بزرگان دین کی کتابوں سے مسائل سماع اخذ کرکے درج کتاب کئے ہیں۔ اس کتاب میں تین رسالے شامل ہیں (۱) چہل حدیث مولفہ امام محمد بن رحمۃ اللہ علیہ (۲) رسالہ حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (۳) مختصر کتاب الاستماع مصنف امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ	۴؍	۳؍
[illegible]	مشتمل بہ رسائل ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعۃ الرمضان، اکام النفائس، زجر الناس، اعتکاف کے بیان میں نہایت مشہور و معروف کتاب ہے . . .	۱۲	۱۰؍
[illegible]	جس میں ہر مہینے کے لئے پانچ خطبے اور ہر سہ ماہ کیلئے ایک خطبہ عیدین و نکاح مع ترجمہ اردو سلیس مندرج ہے۔ من تصنیف مولانا حاجی محمد عبدالحی قدس اللہ صفحات ۲۸۴ کاغذ سفید	عہ	عہ
[illegible]	یہ حقیقت میں ایک اسم باسمی نظم ہے حسینوں کیلئے چھیڑ چھاڑ عاشق مزاجوں کے لئے تیر و نشتر تمام شائقینوں کے لئے مونس تنہائی حسن و عشق کا چو چیلا درد محبت کی دوا ہے جسکو منشی عطا حسین صاحب حسرت نے ایک مثنوی کے پیرایہ میں تصنیف کیا ہے	۳؍	۲؍
[illegible]	جو حضرت نوحی اللہ عنہ جیسی مقتدر اور بزرگ ہستی سے ناواقف ہو جس کے کان اس شخص کے نام سے ناآشنا ہو جس نے ہندوستان میں صدہا غیر مسلم کو جو قعر مذلت اور تنگ و تاریک گڑھے میں پڑے تھے۔ دولت اسلام سے مالا مال کرادیا۔ انکو مسلمان کیا اور صراط مستقیم دکھایا۔ جو اتباع سنت کی سچی مثال اور خداوند تعالیٰ کے احکام بجا آوری کا سچا نوٹو تھا۔ یہ انہی حضرت کی مثنوی ہے جسمیں شروع سے آخر تک سراسر موتی پروئے گئے اور نصیحتوں اور دلچسپ وعظوں سے بھری ہے	۵؍	۴؍
[illegible]	یہ مثنوی بھی مثنوی زہر عشق سے کم نہیں۔ وہ عاشق اور معشوق کے درمیان عشق کا سلسلہ اور پھر انکے انجام دیکھنے سے ہی تعلق رکھتے ہیں	۳؍	۲؍
[illegible]	شریف شاعر شیوا بیان نزہت افزائے گلشن سخنوری جناب مولوی واحد علی صاحب وحید جعفت		

نام کتاب	نام مصنف یا مولف مع مختصر مضمون	قیمت	رعایتی قیمت
	میں یہ مثنوی بے نظیر ہے اگرچہ مثنوی فارسی میں ہے لیکن مضمون اس خوبی سے ادا کیا ہے بغیر ختم کئے ہاتھ سے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا . . .	۳؍	۳؍
[illegible]	عجیب و غریب داستان عشق و عزم ہے پتھر سے زیادہ سخت دل بھی اسکو پڑھکر رقیق ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سلسلہ بندھ جاتا ہے . . .	۳؍	۲؍
مثنوی زرم بزم	یعنی سکندر نامہ۔ من تصنیف جناب امیر حسن صاحب امیر۔ اس کتاب میں لڑائی کے سین لفظوں میں اس خوبی سے باندھے ہیں کہ لڑائی کا تصور آنکھوں میں بندھ جاتا ہے۔ مشہور و معروف کتاب ہے جس کے پڑھنے سے دلمیں شجاعت پیدا ہوتی ہے	۶؍	۴؍
[illegible]	یہ مثنوی فارسی زبان کے طلبا کی قابلیت بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے	۴؍	۳؍
	ن		
[illegible]	یعنی جناب حکیم مظفر حسین صاحب اظہر دہلوی کی مذہبی، اخلاقی، قومی نظموں اور غزلیات کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے	۶؍	۴؍
نفائس القصص و الحکایات	مولفہ خانصاحب مولوی فتح محمد خانصاحب جالندھری اس کتاب میں نہایت سلیس اردو میں قرآن مجید کے قصے جمع کئے گئے ہیں نہایت عمدہ نصیحتوں کا مجموعہ ہے	۸؍	۶؍
نصیحۃ المسلمین	مصنفہ مولانا خرم علی صاحب بلہوری۔ یہ کتاب شرک و کفر کے نابود اور دفع کرنے میں مانند شمشیر قاطع کے ہے۔ اور بدعت کی تاریکیوں کے مٹانے کے لئے آفتاب طالع ہے۔ اس کتاب میں شرک کی برائی قرآن پاک سے ثابت کی گئی ہے اور ہر آیت کا ترجمہ اردو زبان میں صاف بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ ہر مسلم بھائی اس سے فائدہ اٹھا سکے اور عربی نہ جاننے والوں کیلئے نہایت مفید و کار آمد ہے	۲؍	۱؍
نور نامہ	یہ کتاب مشہور و معروف ہے ہر مسلمان کو اس کا پڑھنا اور سننا ثواب جنت ہے	۱؍	۱۰؍
[illegible]	اس کتاب میں شروع سے آخر تک داستان عشق عشق کی زیرنگیاں دکھائی ہیں نہایت مشہور و معروف کتاب ہے	۱۰؍	۸؍

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	[illegible]	[illegible]
[illegible] الحرمین عرف سفرنامہ حرمین (فارسی)	مؤلفہ جناب حافظ مولوی محمد شوکت علی صاحب رئیس سندیلہ اس کتاب میں حافظ صاحب نے بلاد ہندوستان اور سفر حج و مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و دیگر مقامات مقدسہ اسلامیہ کے عجیب غریب حالات تحریر فرمائے ہیں اور اسلامی ملکوں کی بھی تصویریں اپنے الفاظ میں کھینچی ہیں۔ ایسا پُر لطف حالات اور دلچسپ عبارت کا سفرنامہ آپنے اب تک نہ دیکھا ہوگا۔ کاغذ سفید چھپائی دکھائی زیب دیدہ ہے	۸ر	۶ر
مجموعۂ نظم علوی	یعنی جناب سید محمد علوی صاحب المتخلص احسن کی نظموں کا مجموعہ زبان فارسی میں نہایت عمدہ اور قابلدید کتاب ہے	۲ر	۱ر
[illegible]	اس کتاب میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں عجیب و غریب مؤثر قصیدے اور نعتیں بے درج ہیں۔	۳ر	۲ر
[illegible]	یہ وہی کتاب ہے جس کا بہت عرصہ سے انتظار شدید تھا۔ اس میں نعت کے شگفتہ پھولوں سے گلشن عشق رسول اللہ کو سجایا گیا۔ اور عاشقان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دلکش کلام نہایت خوبی سے درج کیا گیا ہے۔	۶ر	۴ر
[illegible]	اس کتاب میں قصہ حضرت اویس قرنیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نظم میں درج ہے اور ایک سلام نبی کریم کی شان بابرکات میں ہے جو اکثر میلاد کی مجلسوں میں پڑھا جاتا ہے	۳ر	۲ر
[illegible]	علم طب کی بہترین کتاب ہے جس میں نبض کے متعلق کل حالات درج کئے ہیں۔	۱۲ر	۱۰ر
[illegible]	مشہور و معروف کتاب امیر خسرو کی ترمیم شدہ خالق باری جسے مولوی نذیر احمد خانصاحب دہلوی نے روزمرہ کی بول چال کے مطابق مبتدی لڑکوں کے لئے تصنیف کیا ہے۔ . . .	۲ر	۱ر
[illegible]	در بیان وضو، فرائض، سنتیں، مستحبات وضو، در بیان تیمم و نماز و سجدہ سہو و روزۂ رمضان وغیرہ	۲ر	۱ر
[illegible]	اس میں وہ معروف و مقبول غزلیات درج ہیں جو کہ نئی روشنی کے عاشق مزاجوں کے لئے لکھی گئی ہیں اور جن کے پڑھنے اور دیکھنے سے ایک گونہ لطف حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے گانے کی عمدہ عمدہ چیزیں درج ہیں	۳ر	۲ر

نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف مع مختصر مضمون	[illegible]	[illegible]
نقش روحانی	اس رسالہ میں عملیات عجیبہ و نقشجات غریبہ ہر قسم کے تعویذات و عملیات مجربات بزرگان و اوقات عمل و ساعات و نجوم درج ہیں۔	۴ر	۳ر
نقش سلیمانی	اس رسالہ میں بھی عملیات وغیرہ درج ہیں۔ نہایت مفید اور کارآمد ہیں۔	۵ر	۴ر
نقش رحمانی	یہ رسالہ مذکورہ بالا رسالوں کی طرح علم نجوم و عملیات میں بے مثل ہے۔	۳ر	۲ر
نصاب [illegible]	جن بچوں کو زبان فارسی کی کتاب شروع کرائی تو بہت ضرور ہے کہ پہلے اس کتاب کے اشعار و نظم یاد کرا و کرادی جائے۔ کیونکہ نظم کے سہارے لڑکے جلد یاد کر لیتے ہیں۔ یہ نصاب بہت مختصر ہے اور اسمیں ضروری الفاظ اکثر ہیں۔ سال و ماہ کے مہینے الفاظ کی روشنی کے بیان، اجزا و اعضا کا بیان سب کو علیحدہ علیحدہ نظم میں تقسیم کیا ہے	۲ر	۱ر
	و		
وظیفہ [illegible]	اس کتاب میں بسم اللہ کے فضائل سورۂ فاتحہ کے خواص۔ سورۂ یٰسین۔ آیۃ الکرسی اور چند سورتوں کے فوائد، اذان اور اقامت کے بیان۔ صبح و شام کو پڑھنے کی دعائیں درود شریف وغیرہ وغیرہ	۳ر	۲ر
[illegible] خواجہ معین الدین اجمیری	اس کتاب میں حضرت خواجہ معین الدین اجمیری قدس سرہ کے حالات و کرامات و عادات حضرت زمانہ ولادت باسعادت سے آپکے وفات تک درج ہیں۔		
[illegible]	آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جتنی وصیتیں حضرت ابوہریرہ رضؓ کو کیں وہ سب معہ ترجمہ اردو درج کتاب ہیں	۴ر	۳ر
واسوختات	. . . .	۱ر	۱ر
[illegible]	حفظ آداب والدین و آداب استاد میں عجیب غریب کتاب ہے۔	۱ر	۱۰ر
[illegible]	داستان حضرت یوسف علیہ السلام و حضرت زلیخا مصنفہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ یہ داستان مترجم ہے۔ جس سے ہر طلبا آسانی سے اس کا مطلب سمجھ سکتا ہے اور دیگر حضرات بھی اس فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔	[illegible]	[illegible]

(تمام درخواستیں بنام سید محمد شفیع الدین تاجر کتب و مالک اقبال پرنٹنگ ورکس رحویلی اعظم خاں) دہلی آنی چاہئیں)



تھولی (طبی غذا)

طبی غذا مالوہ کے کٹھیا گیہوؤں کا دلیہ ہے جسکو تھولی بھی کہتے ہیں۔ یہ دلیہ مقوی اور خون بڑھانیوالی ادویات کی آمیزش سے جدید طبی اصول پر تیار کیا جاتا ہے اور جسے کمزور سے کمزور معدہ بھی بآسانی ہضم کر سکتا ہے۔ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب نے حاذق اطبا کے مشورہ سے یورپ امریکہ کے بنے ہوئے سادہ دلیوں کی بجائے استعمال ہونے کیلئے یہ سستا دیسی طبی دلیہ تیار کرایا ہے جو ملک میں بہت پسند کیا گیا ہے۔ بیماروں کی کمزوری دور کرنے، بچوں کو موٹا کرنے، عورتوں کا دودھ بڑھانے، بدن میں خون پیدا کرنے، اعصاب کو مضبوط کرنے اور جگر و معدہ کی اکثر بیماریوں کو فائدہ بخشنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ غذا کا بھی کام دیتا ہے اور دوا کا بھی۔ گھی میں بھونکر دودھ شکر سے کھاؤ۔ یا پانی میں بالکل نمکین پکاؤ۔ ہر صورت میں لذیذ اور نافع ہوتا ہے اور اسے ہر مذہب کا آدمی استعمال کر سکتا ہے۔

جسے کوئی غذا ہضم نہ ہوتی ہو اُسے طبی غذا استعمال کرنی چاہیئے

قیمت فی بکس دو روپے علاوہ محصول وغیرہ

منیجر خواجہ ڈپو۔ نظامیہ دارالاشاعت دین و دنیا۔ دہلی



جگر کی حرارت اور تحلیل کیلئے جس کا تعلق جگر اور معدہ سے ہے نوخیز کی چٹنی نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ رات کو نیند نہ آتی ہو اور معدہ میں خشکی پیدا ہو گئی ہو اور اجابت صاف نہ ہوتی ہو نوخیز کی چٹنی کے چند روزہ استعمال سے شکایتیں جاتی رہیں گی۔ جگر اور معدہ کا فعل خراب ہو گیا ہو جسم میں ہیجان پیدا نہ ہوتا ہو چہرہ پر اداسی و بے رونقی ہو گئی ہو طبیعت گری رہتی ہو تو سات دن نوخیز کی چٹنی استعمال کر دیکھئے پھر سب شکایتیں جاتی رہیں گی۔ یہ چٹنی بے ضرر ہے، ہر موسم اور ہر عمر میں استعمال ہو سکتی ہے۔ قیمت کم ہے اور فائدہ زیادہ۔ نمکین بھی ہے اور میٹھی بھی۔ میٹھی چٹنی بچے خوشی سے کھا لیتے ہیں۔ اور ان کے لیے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک شیشی میں آٹھ دن کی خوراک ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول وغیرہ

منیجر خواجہ ڈپو۔ دہلی



سات چھوارے

کثرت احتلام اور زیادتی جریان کے لیے اس سے بہتر شاید ہی کوئی دوا ہو جسکو ہزار ہا آدمیوں نے آزمایا اور مفید پایا۔ کثرت احتلام کی کتنی ہی سخت شکایت ہو سات چھوارے سات دن میں اپنی تاثیر سے شکایت کو نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر قبض کی شکایت ہو تو پہلے اس کا علاج کر لیا جائے۔ جریان اور احتلام کا اصلی باعث مادہ کا پتلا ہو جانا ہے۔ سات چھوارے ... دن میں مادہ کو گاڑھا کر دیتے ہیں اعصاب ... حرارت ... جذبات کی تیزی پیدا ... ہیں مادہ کی تحریک اور رقت کا ان میں پورا ... سخت گرمی کے موسم میں ان کا استعمال ... اور سات دن کے اندر اگر پورا فائدہ نہ معلوم ہو تو ... دن کا وقفہ دیکر دوبارہ استعمال کرنے چاہئیں۔ لگاتار چودہ یا اکیس دن استعمال کرنا بعض مزاجوں کو نقصان دیتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ (عہ) علاوہ محصول وغیرہ

منیجر خواجہ ڈپو دہلی



روح معدہ

جگر اور معدہ کی تیر بہدف دوا ہے۔ ایک گھنٹہ کے اندر اثر ظاہر ہوتا ہے۔ کھانا زیادہ کھا لینے یا کسی ثقیل و بادی چیز کے کھانے سے سوء ہضم کی شکایت ہو۔ کھٹی ڈکاریں آتی ہوں، جی مالش کرتا ہو تو ایک ماشہ روح معدہ تھوڑی تھوڑی مزہ لیکر چاٹو، تاکہ لعاب دہن میں ملکر معدہ میں جائے۔ فوراً سب شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ معدہ میں گرانی معلوم ہوتی ہو۔ سینہ میں جلن اور جگر میں ڈکھن ہو۔ کھانا کھانے سے پہلے روح معدہ کا کھا کر اوپر سے دو گھونٹ پانی پیو۔ چند روز میں شکایت رفع ہو جائے گی۔ قیمت فی شیشی جس میں ۵ تولہ یعنی ۶۰ ماشہ وزن کے حساب سے ایک مہینہ کی دوا ہے علاوہ محصول ڈاک وغیرہ ؛ عہ

... دوائیں منیجر خواجہ ڈپو ... بازار محلہ ... سے طلب فرمائیے

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کی تالیفات و تصنیفات

فاطمی دعوتِ اسلام

سیپارۂ دل

روزنامچہ سفرِ مصر و شام و حجاز

میلاد نامہ

محرم نامہ

یزید نامہ

طمانچہ بر رخسارِ یزید

گیارھویں نامہ

بیوی کی تعلیم

بیوی کی بپتا

اولاد کی شادی

غدر دہلی کے افسانے

امام زمان کی آمد

خدائی انکم ٹیکس

آپ بیتی

چٹکیاں اور گدگدیاں

[illegible]

کرشن بیتی

[illegible]

مرشد کو سجدۂ تعظیم

[illegible]

اردو دعائیں

رہنمائے دہلی

اتالیق خطوط نویسی

بچوں کی کہانیاں

[illegible]

[illegible]

اسلام کا انجام

اسرار

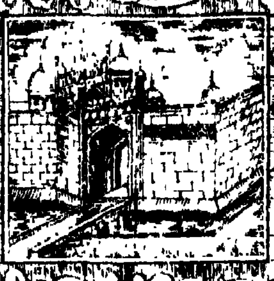
[illegible]

[illegible]

روزنامچہ سفر ہندوستان

REGISTERED NO L.1313

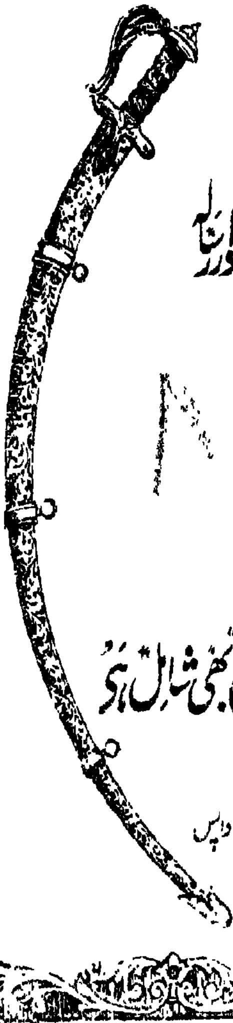
ایڈیٹر سید ظہور احمد چشتی شاہجہانپوری





رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً







چیست دُنیا؟

از خدا غافل بدن

نے قماش ونقرہ و فرزند وزن !

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دُنیا

جس کیساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا ماہوار رسالہ "پیر بھائی" بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس منگا لے

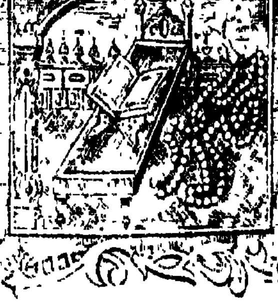


سالانہ قیمت

اعلیٰ ایڈیشن للعہ معمولی ایڈیشن عہ

ششماہی قیمت

اعلیٰ ایڈیشن عہ معمولی ایڈیشن عہ

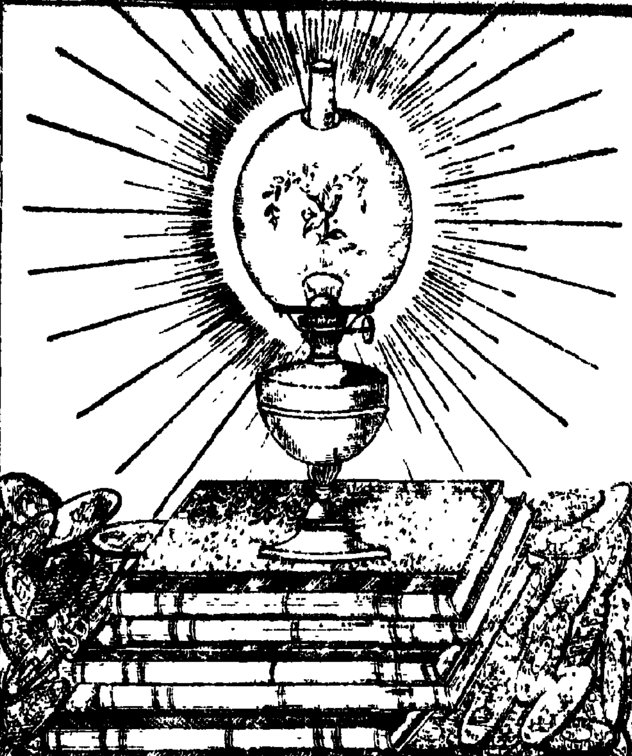


۱۹۳۳

مئی

تجارت کی روشنی
اور
دولت کی فراوانی

ہندوستان کو بھی امریکہ، جرمنی، جاپان اور انگلینڈ کا ہمسر بنا کر دکھا سکتی ہے، اور ہندوستان دنیا سے ایک قدم بھی پیچھے نہیں رہ سکتا بشرطیکہ یورپین تجار کی طرح ہندوستانی تاجر بھی اصول تجارت سے واقف ہو کر پابندی کے ساتھ کام کرنے کے عادی ہو جائیں



نظامیہ دار الاشاعت
دہلی کا
بہترین کارنامہ

یہ ہے کہ اس نے بے روزگاروں کو برسر روزگار کرنے اور ملک سے افلاس و تنگدستی کی مصیبت کو دور کرنے اور نئی نسلوں کو تجارتی تعلیم دینے کیلئے تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جسکے حسب ذیل پانچ حصے شائع ہو کر ملک سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں

تجارت کی پہلی

اس میں مبادیات تجارت کا بیان ہے یعنی بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کیجائے، تجارت کے حیرت انگیز منافع۔ تجارت شروع کرنے اور اس میں کامیاب ہونے کے طریقے اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت سے خرچ کرنے کے بیش بہا اصول بیان کیے گئے ہیں کہ آدمی ان پر عمل کر کے اپنی زندگی میں حیرت افزا انقلاب پیدا کر سکتا ہے، ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار بنانے اور تجارت کی مشکلات پر قابو پانے کے لیے بہترین کتاب ہے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا اب مفید ترمیم و اضافہ کے ساتھ دوبارہ چھپی ہے قیمت عہ مجلد عہ

تجارت کی دوسری

اسمیں فن "اشتہار" کی تعلیم ہے، اور اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارت کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد اصول بیان کیے گئے ہیں اشتہارات کا مضمون بنانے، ڈیزائن تجویز کرنے، عمدہ لکھوانے چھپوانے اور انکی اشاعت کیلئے کم از کم خرچ میں بہتر سے بہتر طریقے مہیا کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات و معلومات اس کتاب میں موجود ہیں جن سے اہل مغرب فائدہ اٹھا رہے ہیں
قیمت فی جلد عہ، مجلد عہ

تجارت کی تیسری

اس میں "دوکانداری" کی تعلیم ہے، دوکان کیسی ہو؟ کہاں ہو؟ چیزیں کیسے آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت سے خریدا جائے؟ نفع کتنا لیا جائے؟ گاہکوں کو کیونکر خوش رکھا جائے؟ بکری اور نفع بڑھانے کے لیے کن اصولوں پر عمل کیا جائے؟ دوکان کی شہرت اور ہردلعزیزی کے طریقے۔ گاہکوں سے قرضہ وصول کرنے کی تدابیر اور دوکان کا حساب کتاب لکھنے کے اصول اسمیں درج ہیں
قیمت فی جلد ۱۲، مجلد عہ

تجارت کی چوتھی

یہ مراسلات تجارت کی تعلیم کے متعلق ہے اسمیں بتلایا گیا ہے کہ صرف ایک کرسی اور ایک میز بہم پہنچا کر آپ کس طرح ہزارہا روپیہ پیدا کر سکتے ہیں، کاروبار شروع کرتے وقت کس طرح سوداگروں، کارخانہ داروں، اور گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہیئے، ایک کاروباری آدمی کو خط و کتابت کس طرح کامیاب بنا سکتی ہے، ایک بڑے کاروباری دفتر میں کلرکوں کی نگرانی کس طرح کیجا سکتی ہے ہزارہا ضروری معلومات کا مجموعہ
قیمت فی جلد عہ، مجلد عہ

تجارت کی پانچویں

اس میں فن "بہی کھاتہ" کی تعلیم نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی ہے تمام رجسٹروں اور بہیوں کے اردو اور انگریزی میں دیکھ رکھنے اور ان کی خانہ پری کے طریقے آسان پیرایہ میں تعلیم کیے گئے ہیں دیسی اور بدیسی طریقوں کا فرق اور فوائد کو نہایت عمدگی سے دکھایا گیا ہے۔ تمام حسابات کو درست رکھنے کے اصول سمجھائے گئے ہیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے تاجر کے لیے نہایت ضروری ... قیمت ...

منیجر نظامیہ دار الاشاعت و خواجہ ڈپو درگاہ ... دہلی

تنبیہ یہ ڈپٹی صاحب کا وہ مشہور و معروف رسالہ اور محققانہ لکچر ہے جو مرحوم نے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے ستر ہویں اجلاس منعقدہ دسمبر ۱۹۰۲ء میں بمقام بمبئی دیا تھا اور جس کا لطف سننے والے مدتوں تک فراموش نہ کر سکے قابل دید کتاب ہے قیمت صرف ۴ر

ظفر جلیل شرح اُردو حصن حصین یہ جناب رسولخدا کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی اور آپ کی تعلیم فرمائی ہوئی بابرکت اور مستند اثر دعاؤں کا پاک پاکیزہ مجموعہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو دعائیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہوں وہ کس قدر مقبول بارگاہ الٰہی ہو سکتی ہیں قیمت عہ

تحائف النکاح یہ اپنے رنگ اور اپنی طرز کی دُنیا میں سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس میں رسم کتخدائی کی تاریخ تمام دُنیا اور تمام قوموں میں شادی کے طریقے اور شادی کی رسوم جو رائج تھیں اور جو آجکل رائج ہیں نہایت صحیح اور کمال تحقیق و تنقیش اور تصریح و تشریح کے ساتھ بیان کیگئی ہیں

دُنیا بھر کی وحشی اقوام

میں کتخدائی کے جو طریقے ہیں اور جن پر اُن کا عمل ہے اور ہر زمانہ میں جو کچھ تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں سب اس کتاب میں موجود ہیں

مہذب اور تعلیمیافتہ قومیں

مختلف ممالک میں جو رسوم عمل میں لاتی ہیں وہ بھی کم و کاست اس کتاب میں درج ہیں غرض مسئلہ کتخدائی کے متعلق یہ کتاب تمام روئے زمین کی قوموں کی رسوم اور طریقوں کا بے مثل صاف اور شفاف آئینہ ہے۔ دو حصوں میں۔ کاغذ سفید کتابت طباعت چھپائی اعلیٰ۔ زبان نہایت سلیس۔ طرز بیان نہایت دلکش اور دلفریب نہایت قابل قدر اور قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ہر دو حصہ مکمل صرف دو روپیہ چھ آنے عہ

جواہر الایقان فی حفظ الایمان فاتحہ سیوم اور محفل میلاد وغیرہ کا ثبوت غیر مقلدین کے عقائد اور عبدالوہاب نجدی کا تذکرہ اختلافی مسائل کے انفصال میں لاجواب کتاب ہے صفحہ ۱۴۰ قیمت صرف ۱۲ر

عباسی آئینہ اگر آپ بنو عباسؓ کی اصلی اور حقیقی تصویریں دیکھنی چاہتے ہوں اگر آپ اُن کی سیرتوں، اُن کی عادتوں اور اُن کے خصائل سے واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں تو فوراً

سیرۃ آلِ عباسؓ

کی ایک جلد طلب فرمالیجئے جس میں حضرت ابوالفضل عباسؓ بن عبدالمطلب کی وفات سے امیر المومنین عبداللہ منصور عباسی تک کے تمام حالات و واقعات مع اقوال و خطبات وغیرہ نہایت تشریح و تفصیل و تحقیق کے ساتھ درج ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ عار

یوسف پاشا ایک مشہور ترکی شہزادہ کے حیرت انگیز کارناموں کا آئینہ ہے ایک نہایت حسین پری پیکر مسیحی ملکہ کا عشق اور اُسکی تحیرخیز کرشمہ سازیاں۔ ڈاکوؤں کا ایک پُر اسرار اور خوفناک قلعہ اور یوسف پاشا کے ہاتھ سے اُس قلعہ کی بربادی جنگ و جدل کا قیامت نما مرقع۔ اور کشت و خون کے دلسوز مناظر۔ قابل قدر و لائق دید کتاب قیمت عہ

تعلیم موٹر کی ایک جلد منگا کر ضرور اپنے پاس رکھیے، اس میں ہر قسم کی موٹر چلانے کی صحیح اور ضروری اصول و قواعد نہایت خوبی کے ساتھ قلمبند کیے گئے ہیں اور اُردو زبان میں اس قدر آسانی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے کہ تھوڑی دنوں میں ایک معمولی عقل و قابلیت والا شخص اُن کو ذہن نشین کرنے کے بعد ایک قابل موٹر ڈرائیور ہو سکتا ہے نہ صرف یہی بلکہ ہر جگہ اور ہر مقام پر وہ موٹر کی ہر قسم کی نادرستی اور نقصانات کو فوراً دور کر کے اُسکو درست اور کارآمد بنا سکتا ہے۔ موٹر کی تعلیم کے متعلق ابتک اُردو زبان میں کوئی کتاب اس قدر جامع اور مکمل تصنیف نہیں ہوئی کیونکہ موٹر کے متعلق تمام معلومات کا ذخیرہ اس میں موجود ہے قیمت مجلد عار

رُوحِ انجنیری انجنیری کے متعلق اُردو زبان میں نہایت کارآمد و مقبول کتاب جس میں فن انجنیری کی تمام ضروری معلومات کو نہایت خوبی کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے اور ہر بات کو اسطرح سمجھایا گیا ہے کہ تھوڑی سی توجہ سے فوراً سمجھ میں آجاتی ہے۔ تمام ملک کے بڑے انجنیروں نے اس کو پسند کیا ہے اور ہر اُس شخص کے لیئے نہایت کارآمد اور ضروری بتایا ہے جو فن انجنیری حاصل کرنا چاہتا ہو بہت کم جلدیں رہ گئی ہیں اس لیئے جس قدر جلد ممکن ہو طلب فرمالیجئے کیونکہ بہت ممکن ہے کہ آپ کے طلب فرمانے تک تمام جلدیں ختم ہو جائیں، اور ہم آپکی فرمائش کی تعمیل سے مجبور رہ جائیں قیمت صرف ایک روپیہ دس آنے عہ

شکوہ مہ جبین عشق و محبت کے خطوط کا دلچسپ ذخیرہ۔ عاشقانہ جذبات کا دلکش مجموعہ۔ سید محمد الیاس صاحب بارچوی۔ مؤلف تعلیم موٹر روح انگیز دل کو تازہ کئے ہوئے نہایت مزیدار خطوط جو وقتاً فوقتاً محبت و عشق کی بدولت کسی کو بھیجے گئے تھے قیمت بارہ آنے ۱۲ر

تصانیف مولانا سید محمد فایق صاحب نظامی نیازی مرحوم

تبصرۃ المبتدی عربی صرف و نحو (بطرز جدید) ۱؎

جامع الترکیب فارسی صرف و نحو (بطرز جدید) ۵ر

تعلیم الاطفال دین کی ضروری باتیں اور مسائل قیمت ۵ر

کمایقول القائل وحدت وجود و شہود کی بحث۔ قیمت ۶ر

تحقیق الحق فی الوجود المطلق فلسفیانہ استدلال سے مسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت اور منکرین کی غلط فہمیوں کا ازالہ قابل دید کتاب ہے قیمت ۸ر

آئینہ حق نما مسئلہ وحدۃ الوجود کا ثبوت قیمت ۳ر

تائید الاسلام واللہ خیر الماکرین کی آیت پاک پر آریہ وغیرہ کیطرف سے جو لغو اعتراضات کیئے جاتے ہیں اُن سب کا مدلل اور شافی جواب ۸ر

ہدایت الاسلام اسلامی سلام کے فضائل قیمت ۳ر

معراج النبیؐ معراج جسمانی کا ثبوت ۴ر

تحقیق الفائق معقولی و منقولی دلائل سے تقلید شخصی کا ثبوت۔ ۸ر

تحفۃ المسلمین فی دفع نزاع التامین جو حضرات پکار کر آمین کہنے کے ثبوت میں ہیں، انہی سے آمین کا آہستہ کہنا ثابت کیا گیا ہے قیمت ۸ر

تنبیہ المنکرین۔ پکار کر آمین کہنے کی

دین قابل دید کتاب ہے قیمت ۲ر

علم الکونین لرسول الثقلین رسول اللہ کو علم ماکان و ما یکون حاصل ہونے کا ثبوت قیمت سات آنے (۷ر)

تحقیق البدعت نذر و نیاز اور فاتحہ و مولود شریف کا ثبوت قیمت ۲ر

تنبیہ المعاندین ایک مشہور عالم کے مسلک اعتقاد کی تنقید قیمت ۳ر

اظہار الحق باجہ کے ساتھ گانا سننے کا جواز قیمت تین آنے ۳ر

کرامات نظامیہ تاج الاولیا شاہ نظام الدین حسین صاحب بریلوی کے دلچسپ حالات و کرامات قیمت ۱۲ر

دافع الزام شاہ نظام الدین حسین صاحب بریلوی پر جو تفضیلیت کا الزام لگایا جاتا ہے اس کا جواب ۳ر

حملۂ صفدری شاہ نظام الدین حسین صاحب کی ذات خاص کے متعلق بعض الزامات کا جواب قیمت ۸ر

صمصام حیدری حملۂ صفدری کے جواب کا جواب قیمت ۶ر

الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ عمل رابطہ معمولہ صوفیہ کا ثبوت۔ زبان فارسی۔ از مولانا شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی۔ قیمت ۴ر

رسول عربی نبی کریم کی سوانحعمری مسلمان بچیوں کے لیے نہایت سلیس اُردو زبان میں قیمت مجلد ۱۰ر

اسوۂ حسنہ نبی کریم کے مختصر فضائل فلسفیانہ پیرایہ میں۔ ہر مسلمان کے پڑھنے کے قابل۔ قیمت دو آنے ۲ر

ذکر رسول نبی کریم کے حالات و خصائص مولود شریف کے انداز بیان میں قیمت ۶ر

خدیجۃ الکبریٰ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مقدس حالات قیمت ۳ر

عائشہ صدیقہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے متبرک حالات ۱۲ر

اُمت کی مائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جملہ ازواج مطہرات کے حالات طیبہ قیمت سات آنے ۷ر

سیرۃ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کی مفصل و مستند سوانح عمری قیمت دو روپیہ ... آنے ۲؍

سیرۃ الحسین حضرت امام حسین کی مفصل سوانحعمری مع ... قیمت ۱۲ر

اصحاب وائمۂ کرام برگزیدہ اصحاب رسول و ائمۂ کرام کے حالات قیمت ۱۲ر

حضرت بلال عاشق رسول، مؤذن مسجد نبوی حضرت بلال (حبشی) کے حالات قیمت ایک روپیہ چار آنے ۱؍۴

حیات امام مالک امام مالک کے حالات قیمت چار آنے

حیات امام مسلم امام مسلم کے مختصر حالات قیمت چار آنے ۴ر

حیات ذوالنون مصری حضرت ذوالنون مصری کے حالات زندگی ۶ر

حیات ابدی حضرت رابعہ بصری کے پُرسوز اور قابل دید حالات قیمت ۴ر

عارفات سلطانی چالیس ولی اللہ عورتوں کے متبرک حالات و اقوال ۱۰ر

عرفان کی پہلی تجلی خواجہ غریب نواز اجمیری کے مختصر مگر جامع حالات ۶ر

حیات سعدی حضرت شیخ سعدی شیرازی کے عجیب و غریب دلچسپ حالات قیمت بارہ آنے ۱۲ر

یاد رفتگان پنجاب کے اولیائے کرام کے حالات۔ قیمت بارہ آنے ۱۲ر

داتا گنج بخش مشہور بزرگ داتا گنج بخش کے حالات۔ قیمت دس آنے ۱۰ر

نوادر عجیبہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی مجاہد کے حالات قیمت ۱۲ر

شمائم امدادیہ حاجی شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے حالات قیمت ۱۲ر

تذکرۃ الرشید مولانا رشید احمد محدث گنگوہی کے حالات مع نقشہ جات شجرہ وغیرہ۔ تین حصوں میں مجلد قیمت ۶؍

الوارث حاجی وارث علی شاہ دیوی کے دلچسپ حالات اور دلسوز سوانح قیمت بارہ آنے (۱۲ر)

حیات حالی مولانا حالی کے مختصر حالات مع انتخاب کلام وغیرہ قیمت ۶ر

حیات داغ فصیح الملک مرزا داغ دہلوی کے حالات مع تصویر و انتخاب کلام قیمت چھ آنے (۶ر)

غازی مصطفیٰ کمال پاشا سردار مجاہدین فاتح سمرنا کی باتصویر مفصل سوانح عمری جو آجکل دنیائے اسلام سے معروف جہاد ہیں اور ہر مسلمان اُن کو دعائیں دے رہا ہے۔ قیمت ۱۲ر

حیات صابر حضرت مخدوم مولانا علی صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت سوانحعمری اُن کے رعب و جلال کی سچی تصویر اُن کی کرامات کے حالات۔ نیز عرض برکات وغیرہ کا صحیح مرقع قیمت ۵ر

حیات گاندھی مہاتما گاندھی کی مفصل سوانحعمری، اُن کی ملکی اور قومی خدمات کا پورا تذکرہ اور اُن کے خیالات و جذبات مع تصویر قیمت ۸ر

حالات علی برادران مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی کی دلچسپ سوانحعمری۔ اُن کے سیاسی اور علمی کارنامے اُن کی اہم تقریروں کے خلاصے اور اُنکی قومی و ملکی سرگرمیاں۔ باتصویر قیمت ۸ر

جمال الدین افغانی مصر کے امام الاحرار اور مجدد اعظم سید جمال الدین افغانی کی سبق آموز سوانحعمری۔ اسیر فرنگ مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر اخبار زمیندار کے قلم سے۔ قیمت (۱۴ر)

بغداد خلفائے عباسیہ کے صحیح دلچسپ حالات اور بغداد کی مفصل و مکمل تاریخ مصنفہ خواجہ عباد اللہ صاحب بی-اے ۱۲ر

مشاہیر اسلام علمائے اسلام اور علمائے یورپ کی قابلیتوں کا مقابلہ اور موازنہ حضرت محی الدین ابن عربی اور دیگر مشہور علمائے اسلام کی صحیح اور دلچسپ سوانحعمریاں مصنفہ خواجہ عباد اللہ صاحب بی-اے قیمت ۱۲ر

کراچی کا تاریخی مقدمہ مولانا محمد علی اور شوکت علی وغیرہ خادمان ملک و ملت کے مقدمہ کی پوری روئداد جس کو پڑھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا مقدمہ آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔ گواہوں کے اظہار۔ مظلوموں کے جگرسوز بیانات۔ حاکم کا دل شکن فیصلہ اور تمام جزئیات کی کیفیت نہایت وضاحت سے لکھی گئی ہے۔ قیمت ہر سہ حصہ۔ (۱۲ر)

برزخ موت کے بعد اور قیامت کے پہلے جو کچھ انسان پر گزرتی ہے اُس کا شرعی حوالوں سے نہایت دلچسپ بیان ۱۲ر

انوار ساطعہ فی اثبات المولود والفاتحہ مصنفہ مولانا عبدالسمیع بیدل۔ زبردست دلائل شرعیہ سے مولود شریف اور فاتحہ کا ثبوت قیمت ۱۲ر

اشباع الکلام فی اثبات المولد والقیام از مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب کشفی میلاد شریف اور قیام کا ثبوت۔ قیمت (۸ر)

جذبات ادیج مشہور شاعر حضرت ادیج گیاوی کی غزلوں اور نعتیہ نظموں کا دلچسپ مجموعہ قیمت (۸ر)

سورۂ فاتحہ کے مجرب عمال
ترقی رزق ادائے قرض۔ تسخیر وحب و دیگر
مقاصد کے لئے تیر بہدف۔ قیمت ۴ر

مجموعہ اعمال سورۂ یٰسین شریف
مع طریقہ زکوٰۃ وغیرہ جس میں کشائش رزق
وغیرہ۔ دست غیب فتحیابی مقدمات وغیرہ
کے مجرب اعمال ہیں۔ قیمت ۴ر

مجموعۂ اعمال سورۂ مزمل شریف
مع طریقہ ہائے زکوٰۃ ہر مقصد کے لئے نہایت
مجرب۔ قیمت ۶ر

مجموعۂ اعمال آیۃ الکرسی و آیہ کریمہ
و نادعلی مع اسناد و خواص وغیرہ۔ ۴ر

قومی شاعر: میر احمدی اجمیری کی
دلچسپ اور دلکش نظموں کا مجموعہ جو حالات
حاضرہ پر لکھی گئی ہیں اور ملک میں مقبولیت
حاصل کر چکی ہیں۔ قیمت ۸ر

مسدس حالی مولانا حالی کا مشہور
قومی مسدس مع ضمیمہ جدید و حواشی۔
طبع جدید۔ قیمت ۸ر

جذبات اسلام دلکش قومی تاریخی
مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۶ر

چاند تارے بچوں کے لئے چھوٹی
چھوٹی نظموں کا مجموعہ قیمت ۳ر

رنج و راحت خدیجہ بیگم کی دردناک
سرگذشت قیمت ۱۲ر

راہ جنت ہندوستانی عورتوں کی
دلچسپ ہدایتیں۔ قیمت ۳ر

معلم عورتوں کے لئے تمام ضروری
مسائل قصہ کے پیرایہ میں قیمت ۱۲ر

نمانہ خط عورتوں کو خط نویسی سکھانے
والی کتاب قیمت ۵ر

مجموعہ ظرافت ہنسی دل لگی کے
مضامین کا مجموعہ۔ قیمت ۳ر

اصلاح الرسوم شادی اور غمی کی
رسومات قبیحہ کی اصلاح قیمت ۲ر

لیڈی ڈاکٹر حلیمہ خانم عورتوں کے
لئے مفید قصہ۔ قیمت ۱۲ر

قومی گیت قومی نظموں کا دلکش مجموعہ۔ ۴ر

لغت انگریزی زبان کی خالق باری ۴ر

مجموعہ وظائف پُرتاثیر اردو وظائف
کا مجموعہ۔ قیمت ۴ر

ہماری بہبودی کے وسائل (از
خواجہ غلام الثقلین مرحوم) قیمت ۴ر

حسن صحت تندرستی اور حسن قائم
رکھنے کے اُصول قیمت ۶ر

صنعت خانہ خانگی ضروریات کی
چیزیں بنانے کی ترکیبیں۔ قیمت ۶ر

لاڈلا بیٹا اولاد کے ساتھ بیجا لاڈ
اور پیار کے نتائج۔ قیمت ۳ر

آداب النسواں عورتوں کی تعلیم و
تربیت کے لئے عمدہ کتاب قیمت ۸ر

دایہ زچہ اور بچہ کیلئے مفید ہدایتیں ۸ر

آئینہ خود شناسی تصوف کی بینظیر کتاب ۶ر

افسانہ بلجیم: بلجیم کی تباہی کے حالات ۶ر

ایڈیٹر کا حشر مولوی ظفر علی خاں کا لکھا
ہوا قصہ قیمت ۲ر

ناول ناز دلچسپ قصہ کے پیرایہ
میں نماز کی تعلیم۔ قیمت ۲ر

طبیب العائلہ عورتوں کے مخصوص
امراض کی تشریح و علاج قیمت ۸ر

بزم آخر دہلی کے دو اخیر بادشاہوں
یعنی اکبر شاہ و بہادر شاہ کی خانگی و
شاہانہ زندگی کے دلچسپ حالات کا مرقع

تاج حریت۔ سیاسی معاملات پر میر
احمدی اجمیری کی دلچسپ نظموں کا مجموعہ ۴ر

نیا زمانہ نئے خیالات کا ناول مسلمانوں
کی تمدنی زندگی کا نقشہ اور ان کی اصلاح
کا بہترین ذریعہ قیمت ۸ر

خطبۂ صدارت حکیم اجمل خاں صاحب

تحفۂ صدر ... مسلم لیگ

امرت سر۔ قیمت ۸ر

گنج قارون صنعت و حرفت میں عجیب
و غریب کتاب ہے قیمت ۱۲ر

تسخیر فرانس شکسپیر کے مشہور ڈرامہ
ہنری دی ففتھ کا قابل دید اور نہایت
دلچسپ ترجمہ قیمت مجلد ۸ر

باب عشق ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ
قمر نظامی کے پُرتاثیر صوفیانہ کلام کا دلکش
اور پُرلطف مجموعہ قیمت ۴ر

اُستانی تعلیم نسواں کے لئے دہلی کے
پُرگو خوش بیان داستان گو میر باقر علی
کی لکھی ہوئی دلچسپ کتاب۔ خانہ داری کے
متعلق۔ تین حصوں میں قیمت ہر حصہ ۱۲ر

ہنسی کا گول گپا (دو حصوں میں)
غم غلط کرنے اور روتے ہوؤں کو ہنسا دینے
والی کتاب۔ قیمت ۱۲ر

لائق وکیل یا قانون داں ۴۶
قوانین دیوانی و فوجداری کا ضروری
خلاصہ عام فہم اُردو میں۔ قیمت ۱۲ر

الوان نعمت اسلامی۔ ہندوانی
اور انگریزی کھانے اور مٹھائیاں بنانے
کی ترکیب۔ ۱۲ر

خوان نعمت انگلستان جدید۔
ڈبل روٹی بسکٹ۔ کیک۔ شیرمال اور
انگریزی مٹھائیاں بنانے اور ہر قسم کے
انگریزی کھانے پکانے کی ترکیبیں مع
خانسامانی و باورچیگری قیمت ۱۲ر

جام جہاں نما ہر قسم کی عام معلومات
جس کی زندگی کے مختلف شعبوں میں انسان کو
ضرورت پڑتی ہے قیمت ۱۲ر

گھر اور گھر والی عورتوں کیلئے بہت مفید ۳ر

عقیلہ بیگم ایک اعتدال درجہ کی کفایت شعار
بی بی نے ایک مفلس گھرانے کو کیسے
مالدار جوہری بنا دیا قیمت ۳ر

وبال جان زیور کے لئے ایک فیصلہ کن

مباحثہ تین بیبیوں کا سبق آموز قصہ قیمت ۱ر

پہیلی نامہ۔ کئی سو دلچسپ پہیلیاں
مع حل قیمت ۱ر

لوری نامہ روتے بچوں کو بہلانے
اور جاگتوں کو نیند کا متوالا بنانے والی
دلکش لوریاں قیمت ۲ر

ترکی کھانے ترکوں کے نہایت عمدہ
اور لذیذ طرح طرح کے کھانے پکانے کی
ترکیبیں۔ قیمت ۳ر

نیا باورچیخانہ۔ ہندوانی۔ مسلمانی۔ انگریزی
اور ہندوستانی کھانے تیار کرنے کی ترکیبیں ۲ر

الفاطمہ ایک عجیب و غریب قصہ قیمت ۳

فیروز اللغات اُردو زبان کی سب
سے بہتر لغت ... ہزار اردو رائج الوقت
الفاظ و محاورات وغیرہ کا خزینہ دو
حصوں میں۔ قیمت حصہ اول ۵ر حصہ
دوم قیمت ۵ر

دیوان فیضی فیاضی ملک الشعرائے
دربار اکبری کا کلام بلاغت نظام جو
ایک پرانے نسخے سے بعد تصحیح چھاپا گیا ہے
اور حقیقت میں حکمت و تصوف کا دریا
لہریں مار رہا ہے حجم سوا سو صفحہ قیمت ۱۲ر

علاج الامراض حکیم محمد شریف خاں
مرحوم کی نادر و نایاب تصنیف جسکو از سر نو
نہایت خوشخط اور صاف چھاپا گیا ہے کاغذ بھی
چکنا سفید اور قیمتی ہے اور سائز بھی بڑا اور
خوشنما ہے حکیم اجمل خاں صاحب کی اجازت
سے ممدوح کے خاندانی نسخوں کا اضافہ کیا
گیا ہے اور جو نسخے اسوقت خاندان شریفی میں
استعمال کئے جاتے ہیں اور سینہ بسینہ چلے آتے
ہیں اُن کو شامل کر دیا گیا ہے اور مہتمم
طبیہ کالج دہلی کے پرنسپل اور دیگر متعدد اطباء نے
اس کی صحت و آراستگی میں حصہ لیا ہے
قیمت ۱۲ر علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ: منتظم ادارہ اشاعت دہلی

فی روپیہ ۳ر کمیشن والی کتابیں

قرآن شریف نہایت خوشخط ۔ صاف حروف علیحدہ علیحدہ ۔ جسے معمولی پڑھا ہوا بھی نہایت صحیح اور آسانی سے پڑھ سکتا ہے ۔ مبتدیوں کے لئے خاص ہے ۔ ہدیہ مجلد چرمی للعہ

قرآن شریف نہایت خوشخط ۔ جلی قلم ۔ ضعیف العمر مردوں ۔ عورتوں کے لئے ترجمہ حاشیہ پر مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ اس کی صحت تیرہ حافظوں اور عالموں نے کی ہے جن کی مہریں آخر میں ثبت کی گئی ہیں ۔ کاغذ عکنا پارہ اور منزل جدا جدا ہے ۔ ہدیہ مجلد چرمی چھ روپے چار آنے (ہے)

قرآن شریف نہایت خوشخط ہر پارہ علیحدہ شامل صفحہ اول و دوم رنگین سے نہایت خوشنما چھاپے گئے ہیں بچوں کے لئے نہایت موزوں ہیں چونکہ اس سے عمدہ اور کم ہدیہ کا قرآن مجید آپ کو ملنا مشکل ہے ہدیہ مجلد چرمی

سیاسی رہنماؤں کی کارنامے

تازہ مضامین مولانا ابوالکلام آزاد ۱۲ر	دعوت حق ۶ر
مضامین مولانا ابوالکلام حصہ اول ۱۲ر	صدائے حق ۸ر
حصہ دوم ۱۲ر	حزب اللہ ۱۲ر
حصہ سوم ۱۲ر	خطبات سیاسیہ ۸ر
حصہ چہارم ۱۲ر	دعوت عمل ۸ر
حصہ پنجم ۱۲ر	جہاد اور اسلام ۶ر
حصہ ششم ۱۲ر	سیاسی پیشینگوئی ۴ر
مجموعہ مضامین گاندھی ۱۰ر	انگریزی حکومت ۸ر
تقریر مدراس ۳ر	مسلمانان و انگلستان
	تقاریر مولانا محمد علی ۸ر
	حصہ دوم ۸ر
	خطبہ مولانا محمد علی ۵ر

مجموعہ مضامین جمعیت علمائے ہند	خطبہ مسٹر سی آر داس ۳ر
سوراج ۸ر	مولانا ابوالکلام
پالیٹکس ۴ر	کا سمکس بیان ۱۲ر

فی روپیہ ۴ر کمیشن والی کتابیں

تصانیف مولوی بشیر الدین احمد صاحب خلف ڈپٹی صاحب مرحوم

اقبال دلہن	اصلاح معیشت
حسن معاشرت	لخت جگر
فغان اشرف	سحر طفلان
نشاء عمر	عصائے پیری
بچوں سے دو دو باتیں	عزم بالجزم ۴ر

تصانیف پروفیسر مولانا محمد حسین صاحب آزاد

دربار اکبری	نگارستان فارس
سخندان فارس	آب حیات
سیر ایران	جانورستان ۱۰ر
دیوان ذوق	تذکرہ علی ۵ر
مکتوبات آزاد	نظم آزاد ۸ر
نصیحت کا کرن پھول	قند پارسی ۱۰ر
نیرنگ خیال	آموزگار فارسی ۱۲ر
حصہ اول ۱۲ر	بیاض آزاد
حصہ دوم ۱۲ر	سنفرق
غریبوں کا آسرا	گلستان جلی
اردو کی پہلی	

فی روپیہ ۳ر کمیشن والی کتابیں

تصانیف حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی

یزید نامہ	طمانچہ بر رخسار یزید
کرشن بیتی	آنسوؤں کی بوندیں
انگریزوں کی بپتا	غدر حصہ اول
غدر حصہ دوم (۸ر)	محاصرہ دہلی کے خطوط
بہادر شاہ کا مقدمہ	غدر حصہ سوم (۴ر)
غدر حصہ چہارم (۸ر)	گرفتار شدہ خطوط
غدر دہلی کا روزنامچہ	غدر حصہ پنجم
غدر حصہ ششم (۴ر)	غالب کا روزنامچہ
دہلی کی جانکنی	غدر حصہ ہفتم (۱۲ر)
غدر حصہ ہشتم	فاطمی دعوت اسلام
ذکر غوث پاک مختار	بیوی کی تعلیم
گیارہویں شریف ۱۲ر	بیوی کی تربیت
اولاد کی شادی	بچوں کی کہانیاں (۱۰ر)
جگ بیتی (۱۰ر)	اتالیق خطوط نویسی
اتالیق خطوط نویسی	پہلا دوسرا تیسرا حصہ (۱۲ر)
حصہ سوم (۱۲ر)	رسول کی عیدی (۲ر)
آپ بیتی	حزب البحر (۱۰ر)
امام الزمانی آمد ۱۲ر	لاہوتی آپ بیتی (۲ر)
خدائی اکم ٹیکس (۸ر)	انبرد کے عینی نوشتے (۴ر)
کم تو موت	اسلام کا انجام (۶ر)
سی پارہ دل	چٹکیاں اور گدگدیاں ۱۲ر
مجموعہ مضامین	سفرنامہ مصر
سفرنامہ ہندوستان ۱۲ر	شام بالتصویر
اردو دعائیں ۸ر	اللہ کا گھر ۶ر
مرشد کو سجدہ تعظیم ۸ر	تسکین احساس ۸ر
اسراء ۶ر	فلسفہ شہادت ۱ر
فراہم تبلیغ نوشتہ ۲ر	جرمنی خلافت ۶ر
سیپارہ معونات ۱۲ر	خطوط اکبر
قرآن آسان ۸ر	تعلیم القرآن ۱۲ر
قرآن آسان	نظم الہام ۴ر
کا دوسرا حصہ ۱۲ر	اہلبیت کے معجزات ۴ر
حکم امام ۱۲ر	بزم معراج ۸ر
چمن نامہ	نسیمی دہلوی ۴ر
میلاد نامہ	محرم نامہ

تصانیف علامہ راشد الخیری

محبوب خداوند	صبح زندگی
شام زندگی	شب زندگی
شب زندگی حصہ اول	حصہ دوم
بنت الوقت ۱۰ر	نوحہ زندگی ۱۲ر
سات روحیں	سراب مغرب ۸ر
اعمال نامے ۶ر	الزہرا ۱۲ر
جوہر قدامت	عروس کربلا
سودہ ۸ر	آفتاب دمشق
یاسمین شام	تائید غیبی ۸ر
منازل السائرہ	سمرنا کا چاند
درشہوار ۱۰ر	انگوٹھی کا راز ۸ر
فسانہ سعید ۱۰ر	جوہر عصمت ۶ر
	روداد قفس ۶ر

تصانیف علامہ شبلی نعمانی مرحوم

الفاروق	رسائل شبلی
الغزالی	المامون
سیرۃ النعمان	سفرنامہ مصر و شام
سوانح مولانا روم	موازنہ انیس و دبیر ۱۲ر
اورنگزیب عالمگیر	

تصانیف ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم

دہ سورہ فی ۱۰ر	ادعیۃ القرآن ۱۰ر
احسن صورہ	مطالب القرآن
الحقوق والفرائض	اجتہاد
ہر سہ حصہ	لیکچروں کا مجموعہ
مراۃ العروس	بنات النعش
توبۃ النصوح	محصنات
ایامیٰ	رویائے صادقہ
ابن الوقت	مواعظ حسنہ
منتخب الحکایات ۸ر	چند پند
رسم الخط ۶ر	نصاب خسرو ۶ر
صرف صغیر ۶ر	مابغنیک فی النحو
مبادی الحکمۃ	

ملنے کا پتہ ۔ منتظم دارالاشاعت رسالہ دین و دنیا دہلی

۷۸۶ ہو الکل یا معین

پیر بھائی

بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۱ھ

ناغہ نہیں کیا اس رسالہ کے کسی صفحہ پر میری طرف سے اعلان درج ہے کہ اس مہینہ کا پیر بھائی شائع نہ ہوگا۔ مگر ناغہ کرنا اچھا نہ معلوم ہوا اسلئے باوجود مجبوریوں کے پیر بھائی کا مضمون مرتب کیا جاتا ہے۔

دہلی میں طاعون کی شدت کے سبب اب کے رسالہ دین و دنیا کی اشاعت میں بھی دیر ہوگئی

روزنامچہ گذشتہ مہینہ مقررہ چار صفحہ کی بجائے آٹھ صفحہ میں صرف روزنامچہ آیا تھا اس دفعہ بھی روزنامچہ بہت بڑا تھا مگر میں نے اس سے زیادہ ضروری مضامین کے لیئے روزنامچہ کا اندراج ملتوی کر دیا۔ خلاصہ روزنامچہ یہ ہے کہ مارچ کے مہینہ میں بمبئی دوبارہ جانا ہوا تھا۔ فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لیئے ہز ہائی نس سر آغا خاں نے مشورہ کرنے کو بلایا تھا۔ میں وہاں گیا۔ ملاقات و مشورہ کے بعد واپس آیا۔ واپسی میں گودہرہ ٹھہرا۔ ایکسو پچاس سے زیادہ جدید عورت مرد داخل سلسلہ ہوئے۔ پریو نظامی ایڈیٹر گجراتی اخبار خلافت ساتھ رہے۔ گودہرہ سے احمد آباد آیا۔ وہاں سے اجمیر شریف حاضر ہوا۔ اور حضرت دیوان سید آل رسول صاحب سجادہ نشین اجمیر شریف سے فتنۂ ارتداد کی نسبت مشورہ کرکے جے پور ٹھہرتا ہوا دہلی واپس آگیا۔

تھرڈ کلاس کا سفر پندرہ سولہ برس کے بعد یہ سفر میں نے تھرڈ کلاس میں کیا اور معلوم ہوا کہ سکنڈ و فرسٹ کے مقابلہ میں اگرچہ یہ درجہ آرام دہ نہیں ہے تاہم اتنا تکلیف دہ بھی نہیں ہے جیسا خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ قومی غربت کے زمانہ میں ہر دینی خدمت کرنے والے مسافر کو سکنڈ کی جگہ تھرڈ میں سفر کرنا چاہیئے۔

علالت بارہ شعبان سے حسن نظامی کے دائیں پھیپھڑے پر ورم سا ہٹ شروع ہوئی۔ اور پھر خشک کھانسی ہونے لگی۔ آج ۱۸ رمضان تک کھانسی اور پھیپھڑے کی تکلیف کا وہی حال ہے۔ رات کو کھانسی زیادہ ہوتی ہے۔ مگر خدا کے فضل سے اس نے کام کو نہیں چھوڑا۔ اگرچہ جسم میں زیادہ مستعدی نہیں رہی ہے۔

دوسرا امتحان ۲۱ شعبان سے حسن نظامی کی بڑی لڑکی حور بانو بیمار رہوئی۔ کچھ دن حکیم محمد اجمل خاں کے زنانہ شفاخانہ میں رہی اس کے بعد حسن نظامی اس کو لیکر لیڈی ہارڈنگ اسپتال میں چھ دن رہا۔ وہاں اسکی حالت نازک ہوگئی تو قیس ہزاری کے شفاخانہ میں آیا جہاں اس کے پیٹ میں اپریشن کیا گیا معلوم ہوا بہت بڑا پھوڑا تھا۔ حور بانو ابتک اسی زنانہ شفاخانہ میں ہے اور حسن نظامی تمام اہل و عیال سمیت اس کے ساتھ رہتا ہے۔ زخم غالباً دو ہفتہ کے بعد اچھا ہوگا عیادت کے خطوط کوئی نہ لکھے مجھے تکلیف ہوگی۔ البتہ دعا کرنی چاہیئے۔

یہ امتحان حسن نظامی کی جسمانی علالت و کمزوری اور کثیر مصارف کے سبب بہت سخت تھا مگر الحمد للہ گزر گیا۔ اور حسن نظامی نے ان سب باتوں کے باوجود فتنۂ ارتداد کے انسداد کا کام برابر جاری رکھا۔ تیس چالیس خط روزانہ اپنے ہاتھ سے لکھتا رہا۔ یہ اسواسطے بیان کیا جاتا ہے کہ اہل سلسلہ بھائی بھی اپنی دنیاوی تکالیف کے وقت فرائض دین و دنیا سے غافل نہ ہوں۔ اور ان کی ہمت قائم رہے۔

فتنۂ ارتداد مسلمانوں کو ان کے مذہب سے برگشتہ کرکے مرتد بنانے کو آریہ لوگ شدہی کہتے ہیں اور مسلمان فتنۂ ارتداد کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ شدہی کے معنی پاک ہوجانے کے ہیں اسواسطے کسی مسلمان کو ارتداد کے لیئے شدہی کا لفظ بولنا اور لکھنا جائز نہیں ہے یا تو ارتداد لکھنا چاہیئے یا اشدہی۔ یعنے شدہی کے شروع میں الف لگا دینے سے اسکے معنی شدہی کے برعکس ہوجاتے ہیں۔

جو پیر بھائی اخبارات پڑھتے ہیں انکو یہ معلوم ہے کہ آریہ سماج کے لیڈر سوامی شردہانند جی نے مسلمانوں کو مرتد بنانے کا کام شروع کیا ہے۔ اور ان کا علی الاعلان دعویٰ ہے کہ وہ ہندوستان کے سات کرور مسلمانوں کو جبراً آریہ بنا لینگے اور جو شخص آریہ نہ ہوگا اسکو کسی نہ کسی طرح ہندوستان سے نکل جانے پر مجبور کیا جائیگا دو تین مہینہ کے عرصہ میں وہ بارہ تیرہ ہزار مسلمانوں کو جبراً آریہ بنا چکے ہیں۔ سوامی صاحب کا یہ ارادہ خدا نے چاہا ہرگز ہرگز پورا نہ ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ دین اسلام کا محافظ ہے۔ اور مسلمان پوری مستعدی سے اس فتنہ کی روک تھام کے لیئے تیار ہوگئے ہیں۔ تاہم ضرورت ہے کہ ہر مسلمان خطرہ سے آگاہ ہو اور اپنی ذات اور اپنے دین کو اس سخت حملہ سے بچائے۔

مسئلہ خلافت سے زیادہ نازک فتنۂ ارتداد مسئلہ خلافت سے بھی زیادہ سخت اور نازک ہے۔ کیونکہ خلافت کے میں تو اسلامی اقتدار اور ملکی قبضہ کے زوال کا اندیشہ تھا اور اس فتنہ میں مسلمانوں کے مذہب۔ جان۔ آبرو۔ اور سکونت۔ ہر چیز کو خطرہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ خلافت کمیٹی کے اراکین ہندو مسلم اتحاد کے لیئے اس فتنہ کے انسداد میں عام مسلمانوں کا ساتھ دینے سے صاف انکار کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو اس انکار سے مایوس اور شکستہ خاطر نہ ہونا چاہیئے۔ اراکین خلافت کی مصلحت اگر شرکت کی اجازت نہیں دیتی تو خدا تعالےٰ کے اور بے شمار بندے دین اسلام کی حمایت کے لیئے آمادہ و مستعد ہیں۔ گھبرانے کی کیا بات ہے۔

خدا میری قربانی قبول کرے

میں نے اپنی جان اور اپنے مال کو اس راستہ میں قربان کر دینے کا عہد کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرمائے اور مجھ کو ریاکاری سے بچائے رکھے جو ہر دینی کام کرنیوالے کی سد راہ ہوا کرتی ہے۔ میں اخبارات میں دھوم مچانی نہیں چاہتا۔ بلکہ پوری خاموشی سے کام کرنا چاہتا ہوں۔ ربنا اھدنا الصراط المستقیم

اپنے بچوں کے لئے جس قدر جائداد میں نے اپنی ذاتی محنت و تجارت سے حاصل کی تھی (سوائے تجارتی کاروبار کے) وہ سب کی سب میں اس راستہ میں قربان کرنی چاہتا ہوں۔ بچوں کو ایک پائی بھی اسمیں سے نہ دونگا۔ اور اس کے علاوہ اپنی تمام زندگی اس خدمت پر نثار کر دونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

رسالہ داعی اسلام

اسی مقصد سے میں نے ایک رسالہ داعی اسلام لکھا ہے جسکی ایک ہزار کاپیاں اپنی خرچ سے مفت تقسیم کی ہیں۔ اس رسالہ کی لاگت کی قیمت تین آنے مقرر ہوئی ہے۔ جو بھائی اسکو تقسیم کرنا چاہیں لاگت کی قیمت پر رسالہ دفتر حلقہ مشائخ دہلی سے منگائیں۔ اس رسالہ میں وہ حکمتیں اور تدبیریں درج ہیں جن پر عمل کرنے سے ہر مسلمان داعی اسلام بن سکتا ہے۔

داعیان اسلام کا مدرسہ

شوال آئندہ سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک زیر اشرد داعیان اسلام کو طریق دعوت و تبلیغ و حفاظت اسلام سکھانیکے لئے ایک مدرسہ جاری کرونگا بہت لوگ اس مدرسہ میں داخل ہونے کے لئے تیار رہیں۔ مگر اس مدرسہ کا داخلہ آسان نہیں ہے۔ شرائط ذرا خوفناک ہیں۔ مثلاً جن لوگوں کے ذمہ ماں باپ یا بال بچوں کے حقوق اور پرورش کے بار ہیں وہ اس مدرسہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور جو لوگ ہر قسم کی جسمانی محنت و مشقت اور بھوک پیاس کی تکلیف برداشت نہ کر سکیں وہ بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اور بھی چند شرائط ہیں۔

جو لوگ اپنے کھانے کپڑے کا خرچ خود برداشت کر سکیں اور مذکورہ شرائط کی تعمیل پر آمادہ ہوں انکو داخل کیا جائیگا۔ یا ان کو جو شرائط کی تعمیل تو کر سکتے ہیں مگر اپنے کھانے کپڑے کا بندوبست نہیں کر سکتے ان کو میں اپنے پاس سے کھانا کپڑا دونگا۔ جو بہت معمولی اور سادہ ہوگا۔ سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ چند روز ہر داعی کے خصائل و جرأت و قابلیت و مزاج کا امتحان کیا جائیگا اور جس میں کوئی خامی نہ ہوگی اسی کو داخل مدرسہ کیا جائیگا باقی سب کو انہی کے خرچ سے انکے گھر کو واپس کر دیا جائیگا۔

لوگ کہتے ہیں ایسی سخت شرائط کے بعد تو ایک آدمی بھی مدرسہ میں باقی نہ رہیگا میں کہتا ہوں کہ اگر ایک بھی نہ رہے تو کچھ حرج نہیں مگر نکمے اور ناقص ہزار بھی ہوں تو بیکار ہیں۔ میں مسلمانوں سے مایوس نہیں ہوں انکے غربا اور عوام میں ایسے ہزاروں لاکھوں موجود ہیں جنہیں اسلام کی حمایت و خدمت کا پورا سلیقہ اور پورا جوش موجود ہے اور وہ ہر سخت سے سخت شرط کی تعمیل کے لئے تیار ہونگے۔

اسوہ رسول اللہ صلعم

میں داعیان اسلام کی تعلیم و تربیت خالص اسوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم کرنی چاہتا ہوں۔ اپنی طرف کوئی نئی ترکیب نکالنے کا قصد ہرگز نہیں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اسوہ رسول اللہ صلعم کی پیروی کے لئے ہر مسلمان اپنی جان و مال قربان کر دیگا۔ اگر اسکو صحیح طریقہ سے اسوہ رسول اللہ کی تعلیم دی جائے۔

کیا تم میرے مرید ہو؟

اگر ہو تو کیوں ہو۔ کیا محض زمانہ کے رسم و رواج کے لئے تم نے مجھ سے بیعت کی ہے۔ اور تم کو خدا رسول کی محبت نہیں ہے اور تم اس محبت میں جان و مال قربان نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہے تو تم میری مریدی سے آزاد ہو جاؤ۔ مجھ کو تمہاری مریدی درکار نہیں ہے۔ مجھ کو خدا رسول کے سامنے اپنے اور تمہارے اعمال کا جواب دینا ہے۔ میں اسی شخص کو اپنی مریدی میں رکھ سکتا ہوں جو خدا رسول کے راستہ میں میرے حکم کی تعمیل کرے۔ اگر میں خاص اپنی ذات کے لئے تم سے کچھ طلب کروں تب بھی تم کو اسکی تعمیل کرنی چاہئے مگر میں خدا کے فضل سے تمہاری نذروں کا محتاج نہیں ہوں۔ میں تو خدا رسول کے لئے تمکو پکارتا ہوں کہ اپنے محبوب مال کو دل سے جدا کرو اور خدا کی راہ میں لٹا دو سب سے پہلے خود میں نے اپنا سب کچھ خدا کے راستہ میں حاضر کر دیا ہے۔ مگر تم صرف اپنی آمدنی کا پانچواں حصہ دیدو۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ کل کیا ہوگا کیونکہ کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا پیش آنیوالا ہے۔ بنک فیل ہو جاتے ہیں تو ساری دولت تباہ ہو جاتی ہے آگ میں گھر کے مال کا صفایا ہو جاتا ہے۔ چوری میں ایک پیسہ پاس نہیں رہتا۔ بیماری میں بے سان گمان بکثرت خرچ ہو جاتا ہے۔ شادی غمی میں لحاظ سے زیادہ خرچ ڈالتے ہو۔ اسوقت خیال کرو کہ کل کا اندیشہ نہیں ہوتا ہماری بچوں کا کل کے دن نہی کریم وہ رزاق کفیل ہوگا جس نے ہمکو مال دیا۔ اور جس نے بال بچے دیئے۔ اور جس نے رزق دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور جس کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

اگر آریہ کامیاب ہوئی

خدا نخواستہ اگر آریہ سماج کا ارادہ پورا ہو جائے اور تم کو اس ملک ہندوستان سے اپنی جائدادیں چھوڑ کر نکلنا پڑے تو یہ بتاؤ کہ روپیہ پیسہ کس کام آئیگا۔ تو کیوں نہیں آج ہی اپنے مال کا پانچواں حصہ خرچ کر ڈالتے تاکہ اس فتنہ کی روک تھام کر دی جائے۔

خرچ کا انتظام

میں دوسری انجمنوں کیطرح چندہ نہیں مانگتا نہ میں دوسری انجمنوں کیطرح بڑی بڑی تنخواہوں کے داعظ رکھنی چاہتا ہوں نہ انکو سکنڈ کلاس میں سفر کرانا میرا مقصود ہے۔ نہ اندھا دھند مصارف کرنے چاہتا ہوں۔

میری خواہش تو یہ ہے کہ میرے سلسلہ کے بھائی اپنی آمدنی کا خمس ایک جگہ جمع کریں۔ اور اس رقم سے سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کو دعوت و تبلیغ و حفاظت اسلام کے طریقے سکھائے جائیں۔ اور پھر ان کو ہندوستان کے ہر شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں پھیلا دیا جائے۔

محض انکی سادہ خوراک اور سادہ لباس اور بہت ہی معمولی طریقہ کے سفر میں کفایت شعاری سے خرچ کیا جائیگا۔ میرے داعی نہ کسی سے نذریں لینگے نہ کسی کی دعوتیں کھائینگے

نہ کسی پر اور کسی قسم کا بار ڈالیں گے۔ بلکہ وہ اسوہ رسول اللہ صلعم کے قدم بقدم صحابہ کرام رضی کی طرح پوری اخلاص مندی اور ذمہ داری سے اسلام کی حفاظت و اشاعت کا فرض ادا کریں گے۔

میں آمدنی اور خرچ کا پوری دیانت داری سے حساب رکھونگا اور ہر چھٹے مہینہ پیسہ پیسہ کی تفصیل اہل سلسلہ کو گھر بیٹھے مل جایا کریگی۔

آدمی بھی دو

مال کے ساتھ ہی مجھ کو آدمی بھی درکار ہیں۔ جو لوگ شرائط مذکور کی تعمیل کر سکتے ہوں ان کو مجھ سے خط و کتابت کرنی چاہئے۔ یا جن بھائیوں کے کئی بچے ہیں ان کو ایک لڑکا اس کارِ خیر میں دینا چاہئے۔ بشرطیکہ اسکی عمر سولہ سال سے کم نہ ہو۔

جائداد کی فروخت

درگاہ شریف حضرت محبوب الٰہی رض میں علاوہ چند بڑی بڑے مکانات کے جو صرف مہمانوں اور درویشوں کے قیام کے لئے بنائے گئے ہیں اور جنمیں سے بعض خاص میرے روپیہ سے بنے ہیں اور بعض میرے دوستوں اور مریدوں نے بنائے ہیں مثلاً درویش خانہ۔ وحی منزل واحمد آباد منزل ورین بسیرہ وغیرہ کے بعض ایسے مکانات بھی ہیں جو میں نے اپنے روپئے سے محض اپنے بچوں کے لئے بنائے ہیں اور وہ سب کرایہ پر جاتے ہیں۔ انمیں سے تین مکان مدرسہ داعیان اسلام کی ابتدائی ضرورتوں کے لیئے فروخت کرنے چاہتا ہوں۔

روح منزل

یہ مکان درگاہ شریف کے بڑے دروازہ کے سامنے ہے۔ اور زائرین کو بہت پسند ہے۔ کئی کمرے ہیں۔ ضرورت کی ہر چیز اسمیں موجود ہے۔ تین ہزار روپئے کو خریدا تھا۔ بعد میں اور بھی کچھ بنوایا گیا۔

علی منزل

یہ رین بسیرہ کے برابر ہے۔ دو ہزار کو خریدا تھا۔ بعد میں بارہ سو روپئے کی لاگت سے اسمیں اضافہ کیا گیا۔

درویش منزل

یہ درویش خانہ کے برابر واقع ہے۔ دو ہزار کو خریدا تھا ڈیڑھ ہزار کی لاگت اضافہ میں ہوئی۔

پہلے مکان کا کرایہ دس روپیہ آتا ہے۔ دوسرا بھی دس روپیہ ماہوار رہا تھا آجکل خالی ہے۔ تیسرا بارہ روپئے ماہوار پر مدت سے تھا۔ آجکل خالی ہے۔

نئی دہلی کی تعمیر کے سلسلہ میں یہ مکانات چند سال کے بعد دس گنی قیمت کے ہو جائینگے کیونکہ سوائے اس درگاہ اور اسکی آبادی کے باقی تمام بستیاں اور گاؤں گورنمنٹ نے خرید لئے ہیں اسواسطے یہاں کی جائداد نئی دہلی کی قربت کے سبب بہت ہی قیمتی ہوگئی ہے اور ہوتی جاتی ہے۔

جو پیر بھائی اپنا سرمایہ کسی مفید کام میں لگانا چاہتے ہوں اور اس سے انکو تجارتی منفعت منظور ہو وہ یہ مکانات خریدیں۔ اگر ان کو میری اصلی لاگت پر نفع دینا منظور ہو تو بہت ہی اچھا کہ اصل لاگت اور نفع یہ سب مدرسہ کو دیدونگا۔ اور اگر وہ نفع دینا نہ چاہیں تو بھی میں اصل لاگت پر دیدونگا۔ کیونکہ مدرسہ کے ابتدائی مصارف کے لیئے روپئے کی بہت ضرورت ہے۔

یہ مکانات ہر قسم کے جھگڑے اور قرضہ سے پاک ہیں انمیں کوئی شریک نہیں ہے خالص میری ملکیت میں ہیں۔ اور میری بیوی بچے بخوشی اپنے حق کو دین پر نثار کرنا چاہتے ہیں۔

جن اصحاب کو مکانات دیکھنے کی ضرورت ہو تو خود آکر یا کسی کو بھیجکر دیکھ سکتے ہیں ان کے علاوہ اور بھی میرے تجارتی مکانات ہیں مگر انکو طلبہ کے رہنے اور آئندہ ضروریات خاص کے لیئے محفوظ رکھنا مناسب ہے۔

یہ سب مکانات نئے ہیں۔ بوسیدہ نہیں ہیں۔

ہندوؤں کو خطرہ

آریہ سماج کی اس تحریک ارتداد میں ہندو جماعت کو مسلمانوں سے زیادہ خطرہ ہے۔ کیونکہ آریہ سماج اگرچہ ہندوؤں سے نکلا ہے مگر اس کے عقائد ہندو مذہب کے بالکل خلاف ہیں۔ ہندو مذہب جسطرح خدا کو مانتا ہے آریہ سماج اسکی نفی کرتا ہے۔ ہندو مذہب مورتی پوجا کو مانتا ہے آریہ سماج اس کا دشمن ہے۔ ہندو مذہب ذات پات کی قید کو ضروری سمجھتا ہے آریہ سماج اس کے خلاف ہے۔ ہندو مذہب سری رام چندر جی اور سری کرشن جی کو اوتار و مقدس مانتا ہے۔ آریہ سماج ان کو دنیا دار کہتا ہے اور ان کی روحانیت کا منکر ہے۔ ہندو مذہب شرادھ (ایصال ثواب) کا قائل ہے۔ آریہ مذہب اس کا پکا دشمن ہے۔ ہندو مذہب درویشی و تصوف (ویدانت) کا قائل ہے۔ آریہ مذہب اسکو جڑ بنیاد سے مٹا دینا چاہتا ہے۔

اسطرح کی اور ہزاروں چیزیں ہیں جو ہندو مذہب کی جان ہیں مگر آریہ مذہب ان کو مٹانے کے درپے ہے۔ ایسی حالت میں ہندو مذہب کو اسلام سے زیادہ آریہ سماج کی ترقی سے خطرہ ہے۔ مگر آریہ سماج کے چالاک کام کرنے والوں نے ناعاقبت اندیش ہندوؤں کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش شروع کی ہے۔ اگر ہندو آریہ سماج سے متحد ہو گئے تو ان کی ساری مذہبیت نیست و نابود ہو جائیگی۔

بہرحال ہندوؤں کو اپنے فعل کا اختیار ہے۔ مجھ کو ان کی اندرونی مصلحت میں دخل دینے کا حق نہیں ہے۔ میں تو یہاں یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرا کام اور میرا مدرسہ ہندوؤں کے خلاف ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ میں تو صرف آریہ سماج کے حملوں سے اسلام کو اور مسلمانوں کو بچانے کے لیئے کام کرنا چاہتا ہوں۔ میرے مریدوں کو بھی ہر وقت اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ آریہ سماج کے اشتعال دلانے سے وہ کسی ہندو کے خلاف مشتعل نہ ہوں۔ ہندو اور مسلمان تو بھائی بھائی ہیں۔ مسلمان ہندو اوتاروں کی اور ہندو روحانی کتابوں کا ویسا ہی ادب کرینگے جیسا کہ میں نے کرشن جیون میں لکھا ہے۔ البتہ آریہ سماج کے حملے سے بچنے کے لیئے ہم کو کوشش کرنی پڑے گی۔

احمد آباد منزل

الحمد للہ احمد آباد منزل تیار ہوگئی۔ درگاہ حضرت محبوب الٰہی رض کے قریب رین بسیرہ حسن نظامی کے برابر یہ مکان بنا ہے۔ اسمیں چھ کمرے ہیں۔ ایک کمرہ کی لاگت

اعظم میاں محمد عارف نظامی نے دی ہے۔ دوسرے کمرہ کی لاگت حاجی محمد حسین نظامی سورتی نے دینے کا وعدہ کیا ہے تیسرے کمرہ کی لاگت حاجی امیر الدین سراج الدین صاحب بوتہ والے اور محمد میاں صاحب کاغذی نے دی ہے۔ یہ دونوں اصحاب میرے مرید نہیں ہیں مگر خاص دوستوں میں ہیں۔ اور احمد آباد کے باشندے ہیں۔ چوتھے کمرہ کی لاگت سید شرف الدین نظامی چشتی اور ان کے ماموں معین الدین نظامی پیارو میاں اور نجم الدین نظامی نے دی ہے۔ پانچویں کمرہ کی لاگت امیر النساء نظامی اور ان کے شوہر لال میاں نے دی ہے۔ لال میاں میرے مرید نہیں ہیں مگر مریدوں سے زیادہ مجھ کو عزیز ہیں۔ چھٹے کمرہ کی لاگت میں بڑا حصہ بدر الدین حسین الدین نظامی چشتی نے دیا ہے اور اس سے کچھ کم نور بھائی نظامی اور ان کے بھائی غلام احمد نظامی نے دیا ہے اور اس لاگت میں جسقدر کمی تھی وہ میں نے اپنے پاس سے دیدی ہے اور اس کے عوض میں کمرہ پر اپنے دو پیاروں حسنی شاہ نظامی اور بھائی غلام رسول نظامی کا نام لکھواؤنگا۔ مکان کے پٹیے کتبہ کا سب خرچ غلام نظام الدین نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ گویا اسطرح سب احمد آباد والوں کی یہ یادگار یہاں قایم ہوئی ہے۔ جو خدا نے چاہا عرصہ دراز تک ان کے نام کو یہاں قایم رکھیگی اس مکان کی تعمیر میں تخمینہ سے زیادہ صرف ہوا۔ وہ سب زیادتی میں اپنے پاس سے ادا کرونگا کہ میں بھی احمد آباد میں شریک ہوجاؤں جیسا کہ میرا دل ان کو چاہتا ہے۔ (یہ مکان مستری حبیب خاں نظامی نے بنایا ہے)

حیدرآباد و گودھرہ

کے دو بھائیوں کے خط آئے ہیں کہ ہمارے شہروں کے نام پر بھی وہاں مکانات بننے چاہئیں جنکا خرچہ ہم سب سے جمع کرلیا جائے۔ میں اسکی نسبت حیدرآباد و گودھرہ کی جماعتوں سے خط و کتابت کرکے مشورہ کرونگا۔ اگر وہ رضامند ہوئے تو زمین اپنے پاس سے دے دونگا۔

اسمٰعیل نام کے بھائی

اسمٰعیل نام میں خدا کی خاص برکت ہے۔ اس نام کے جسقدر بھائی ہیں ان کو میرے ساتھ اور میرے کام کے ساتھ بڑی محبت ہے۔ ایک اسمٰعیل ضلع بلند شہر کے رہنے والے میرے قریب رہتے ہیں اور بڑی خدمت میری کرتے ہیں۔ ان کو میں نے عشقی خطاب اسی وجہ سے دیا ہے۔ دوسرے اسمٰعیل ریاست رامپور میں ہیں انکو فرحتی خطاب دیا ہے وہ بھی بڑے مخلص ہیں۔ تیسرے اسمٰعیل ڈلہوزی پہاڑ پر ہیں انکو بھی بہت خلوص ہے۔ چوتھے مری پہاڑ پر ہیں۔ ایک ہوٹل کے مالک ہیں یہ بھی خلوص خاص رکھتے ہیں۔ پانچویں اسمٰعیل کپورتھلہ ریاست کے ابھی داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔ اور بڑی مستعدی ان کی محبت میں معلوم ہوتی ہے چھٹے ابراہیم و اسمٰعیل دو بھائی ملتانی ہیں جنکی محبت کے نقش میرے دل پر ہیں۔

راحتی

...الدین راحتی نظامی احمد آبادی فتنۂ ارتداد کے کام میں میری تحریری امداد میں بڑا حصہ لے رہے ہیں۔

لطیف نظامی

نے کراچی سے پچیس روپیہ کے رسائل داعی اسلام مفت تقسیم کیئے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

راسینا کے بھائی

غلام محمد نظامی اور شہاب الدین نظامی نے مجھ کو بچوں سمیت اپنے اپنے گھروں پر مدعو کیا۔ اور تحائف دیئے۔ یہ دونو علاوہ اس ذاتی محبت کے دینی معاملات میں بھی صادق و مخلص ثابت ہوئے ہیں۔ اور دن بدن انکی دینی الفت ترقی کرتی جاتی ہے۔

دعائیں

خواجہ بانو کی صحت کی خوشی میں ہلالی شاہ نے لنگر کی امداد میں حصہ لیا۔ خواجہ بانو کی علالت کے ایام میں عینی شاہ اور ہلالی شاہ نے دعاؤں کی مجلسیں کیں۔ اور اظہار ہمدردی بھی کیا۔ سالکہ خاتون نظامی اور سعید ازلی وغیرہ کی ہمدردیاں مسلسل اس موقع پر ظاہر ہوئیں۔

خواجہ پرشاد

مہاراجہ سرکشن پرشاد کی آنکھ پر صدمہ پہنچا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ آنکھ بچ گئی۔ مہاراجہ کی نیکیاں سامنے آگئیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بلا سے ان کو بچائے۔

روحانی مقابلہ

سوامی شردھانند کو مخاطب کرکے میں نے لکھا تھا کہ آریہ سماج میں روحانیت نہیں ہے اگر ہے تو وہ سوکھے کنوئیں میں پانی پیدا کردیں۔ سوکھے پیپل کو ہرا کر دیں۔ وغیرہ اگر وہ ایسا نہ کرسکیں اور مسلمان ہونے کا اقرار کریں تو میں یہ سب کچھ دکھا سکتا ہوں اس اعلان کے ترجمے ہندی گجراتی وغیرہ زبانوں میں بکثرت شایع ہوئے حاجی ریاض الدین احمد صاحب نظامی نے انگریزی میں ترجمہ شایع کرایا۔ احمد آباد والوں نے گجراتی ترجمے شایع کیئے۔ اخبار نظام عالم کانپور نے ہندی ترجمے شایع کیئے۔ اسیطرح آگرہ کے ایک صاحب نے بھی ہندی ترجمہ بکثرت تقسیم کیا۔ بعض مسلمانوں کو اس پر اعتراض ہے کہ یہ شعبدہ بازی ہے۔ شاید وہ لوگ اسلام کے دور اول کو بھول گئے۔ معجزات کو کفار بھی جادو کہا کرتے تھے۔

سری نواس آچاریہ

اس اعلان کو دیکھ کر عالم پور راجگور کے سری نواس آچاریہ نے بذریعہ خط بیعت کی وہ پنڈت جذب نظامی کے جاننے والے ہیں۔ لکھا ہے میں ہر حکم کی تعمیل کرونگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت عطا فرمائے۔

حضرت محبوب الٰہیؒ کی توہین

ٹائمس بمبئی کے کرسمس نمبر ۱۹۲۳ء میں پروفیسر شارپ کا ایک مضمون شایع ہوا ہے جس میں حضرت محبوب الٰہیؒ کی سخت توہین کی گئی ہے۔ رسالہ الناظر لکھنؤ میں اس کے خلاف ایک مضمون شایع ہوا اور حضرت فلسفی شاہ نے بھی مجھ کو توجہ دلائی انشاء اللہ بہت جلد اسکی چارہ جوئی کرکے بھائیوں کو مطلع کیا جائیگا۔

ماہ مئی سنہ ۱۹۲۳ء — رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً — رمضان المبارک سنہ ۱۳۴۱ھ

رسالہ

جلد ۳ — نمبر ۲

دین و دنیا

حمد

(از جناب شمس مابنالوی)

اس گھر میں شان تیری اُس گھر میں نور تیرا — ہوتا ہے ذکر ہر جا ربِّ غفور تیرا

قدرت تری عیاں ہے صورت تری نہاں ہے — یوں بھی ظہور تیرا دوں بھی ظہور تیرا

خواہش نہیں ہے اُسکو دُنیا کی دولتوں کی — جس دل میں بس گیا ہے لطف سرور تیرا

دل بھی اگر یہی ہے، آنکھیں بھی گر یہی ہیں — ہم دیکھ لینگے جلوہ بالائے طور تیرا

کیا کیا عنایتیں ہیں کیا کیا رعایتیں ہیں — کرتے ہیں شکر بندے ربِّ شکور تیرا

مسجد ہو میکدہ ہو۔ کعبہ ہو یا کلیسا — پھیلا ہوا ہے یارب ہر گھر میں نور تیرا

دُنیا پہ بس رہی ہے اک کائنات تیری — اور زیر خاک بھی ہے شہرِ قبور تیرا

سب نفسی نفسی کہتے اُٹھینگے مقبروں سے — پھونکے گا جب فرشتہ محشر میں صور تیرا

ہم اس طرح سے غافل غفلت میں کب رہے ہیں — اور نام لے رہے ہیں وحش و طیور تیرا

گو شمس پُرخطا ہے۔ بندہ مگر ترا ہے — بس اس کو آسرا ہے یوم النشور تیرا

(از جناب نیبا دہلوی)

پروردگارِ عالم تو ہے۔ رحیم تو ہے — خلاق تو ہے رازق تو ہے کریم تو ہے

سب کو فنا ہے اک دن لیکن قدیم تو ہے — ہاں بے نیاز تو ہے۔ ربِ عظیم تو ہے

شرک و دوئی سے بالکل تو پاک ہو رہا ہے — ثانی ہے کون کسکو دعوائے ہمسری ہے

زیبا ہے تجھکو یارب رزاقی و حسینی — خلاقی و بے نیازی۔ غفاری اور کریمی

ستاری، دستگیری، رحمانی و عظیمی — یکتائی و خدائی، قدوسی و قدیمی

ہر شے میں تیری قدرت ہوا جلوہ نما ہے — تیرے کرم کی قدر ہر سو جھلک رہی ہے

تو شاہِ دین و دُنیا۔ در کا ترے گدا ہیں — تو حاکمِ حقیقی اور عبد پُرخطا ہیں

تو ہے طبیبِ اعلےٰ۔ بیمار لا دوا ہیں — تو نور ہے سراپا پُتلہ ہم خاک کا ہیں

. فریاد کون میری تیرے سوا سُنیگا — مجھ بے نوا کی تو ہی لب آخر سُنیگا

نعت

(از مولانا عبدالماجد صاحب بی۔اے)

بڑھتا ہوا محشر میں جب عمل علیٰ آیا — رحمت کی گھٹا اُٹھی اور ابرِ کرم چھایا

جب وقت پڑا نازک اپنے ہوئے بیگانے — ہاں کام اگر آیا، تو نام ترا آیا

پرسش تھی گناہوں کی اور یاس کا تھا عالم — بیکس کی خبر لینے محبوبِ خدا آیا

یہ نام مبارک تھا یا حق کی تجلی تھی — دم بھر میں ہوا فاسق ابدال کا ہمپایا

چرچے ہیں فرشتوں میں اور رشک ہے زاہد کو — اس شان سے جنت میں شیدائے نبی آیا

کعبے سے بھی کچھ بڑھکر ہے اسکی کشش [illegible] — جس شہر نے مرقد سے ہے تیرے شرف پایا

کیوں نزع کی دشواری آسان نہ ہو جاتی — تھا نام ترا لب پر اور سر پہ ترا سایا

اک عمر کی گمراہی اک عمر کی سرتابی — جز تیری غلامی کے آخر نہ مفر پایا

حکمت کا سبق چھوڑا عزت کی طلب چھوڑی — دُنیا سے نظر پھیری سب کھو کے تجھے پایا

سمجھے تھے سیہ کاری اپنی ہے فزوں حد سے — دیکھا تو کرم تیرا اس سے بھی سوا پایا

فاسق کی ہے یہ نیت۔ پر ہے تو تری رحمت — ہاں ڈال تو دے دامن کا اپنے ذرا سایا

(از جناب فاروق شاہپوری)

تھیں عشق و محبت کی اللہ سے کیا گھاتیں — معراج کے پردہ میں ہوتی تھیں ملاقاتیں

کچھ اشک ندامت کے کچھ طور خجالت کے — صد بار رسالت میں لایا ہوں یہ سوغاتیں!

فردوس کی بخشش ہے انعام ہے جنت کا — اک بندۂ عاصی کی اس درجہ مداراتیں

مے نوش پہ کیا کھلتے اسرار حقیقت کے — ہیں ساقی کوثر کی یہ ساری کراماتیں

رحمت کی گھٹائیں ہیں غفران کی ہیں بادل — کیا وادیٔ بطحیٰ کی عجیب ہیں برساتیں

کیا نالہ و شیون تھے کیا گریۂ پیہم تھا — او غار حرا تجھکو سب یاد ہیں [illegible]

ہے شوقِ حضوری اک دھن سی لگی دل میں — دن ہیں تو دعائیں ہیں [illegible]

فاروقؔ مقدر ہے ہر وقت مدینے کا

کٹتے ہیں اسی [illegible] کٹتی ہیں یونہی راتیں

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

ترجمہ: اور آخرت کا وہ یقین رکھتے ہیں۔

تشریح الفاظ۔ آخرت۔ دوسری۔ پچھلی۔ دوسری دنیا۔ مرنے کے بعد جس عالم کی ابتدا ہوتی ہے وہ جہان جس میں بھلائی اور برائی کا بدلہ ملیگا۔ دنیا کے نیک و بد پر ثواب و عذاب ہوگا جیسے جنت و دوزخ ہے۔ انسان کو جو دو مرحلے درپیش ہیں ایک دنیا دوسرا آخرت۔ دنیا کو اس قرب کی وجہ سے دنیا اور آخرت کو دنیا کے بعد آنیکی وجہ سے آخرت کہا جاتا ہے۔ **ایقان۔** یقین لانا۔ یقین کرنا یقین کرنا۔ کسی بات کو جاننا اور ماننا۔ یقین کے تین درجے ہیں۔ یقین عیاں۔ یقین دلالت۔ یقین خبر۔ یقین عیاں یہ ہے کہ کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ لیا اور شک مٹ گیا۔ یقین دلالت یہ ہے کہ کسی جگہ دھواں اٹھتا ہوا دیکھا اور آگ کا یقین کر لیا۔ یقین خبر یہ ہے کہ ایک صرف لوگوں سے سنکر اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ ہندوستان میں ایک شہر دہلی کے نام سے موسوم ہے۔ ارباب تصوف کے نزدیک علم الیقین شریعت کی ظاہری صورت ہے۔ عین الیقین اخلاص ہے اور حق الیقین مشاہدہ ہے۔ علم الیقین ادراک باطنی اور فکر صائب سے حاصل ہوتا ہے یہ علما کے ساتھ مخصوص ہے۔ حق الیقین حسب مراتب اولیا اور انبیا کو حاصل ہوتا ہے۔ یقین کے یہ درجے مجاہدات و ریاضات سے حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً ہمیشہ باوضو رہنا۔ کم کھانا۔ ذکر الہی یا خاموشی فکر۔ ادائے سنن و فرائض۔ ترک ما سوا۔ کم خوابی۔ اکل حلال۔ صدق مقال۔ مراقبہ توجہ قلب کے ساتھ۔ وغیرہ جس شخص کے شعار یہ چیزیں ہوں اس کے لئے حق الیقین اور مشاہدہ دشوار نہیں۔ یقین سے مدعا یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کا یقین ہے۔ اگر وہ مفید ہو تو اس کے حصول کی کوشش کیجائے اور اگر مضر ہو تو اس سے مجتنب رہا جائے۔

تفسیر۔ یہ آیت کریمہ بھی متقین کی تعریف میں ہے یعنی وہ مذکورہ بالا اوصاف کے علاوہ اس وصف سے بھی متصف ہیں کہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور جب آخرت پر یقین رکھتے ہیں تو ثمرہ یقین سے بہرہ یاب ہونا بھی ضروری ہے یعنی آخرت کی تیاری میں بھی مصروف ہیں۔ ارباب و تصوف فرماتے ہیں کہ وہ لوگ سخت دھوکے میں ہیں جو کسی بات کا یقین رکھنے کے باوجود اس کے لئے تیار نہیں ہوتے مثلاً وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ خدا نے مجھے پیدا کیا اور پھر اس کی عبادت نہیں کرتا۔ وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ اللہ اس کا روزی رساں ہے اور پھر اس بات سے مطمئن نہیں۔ وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ دنیا فانی ہے اور پھر اس پر اعتماد کرتا ہے۔ وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ وارث اس کے دشمن ہیں اور پھر ان کے لئے مال و دولت جمع کرتا ہے

توا خود ببر توشہ خویشتن
کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن

وہ شخص جو موت کا یقین رکھتا ہے اور پھر اس کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ قبر میری منزل ہے اور اسے آباد نہیں کرتا۔ وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ صراط پر سے گزرنا ہے اور پھر سبکبار ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ آگ دائمی جلانے والی ہے اور پھر اس سے نہیں بھاگتا۔ وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ جنت نیکوں کا گھر ہے اور پھر اس کے حصول کے لئے کوشاں نہیں۔ حضرت ذو النون مصریؒ فرماتے ہیں کہ یقین سے خواہشوں میں کمی ہوتی ہے۔ اور خواہشوں میں کمی سے زہد کی دولت ہاتھ آتی ہے زہد حکمت عطا کرتا ہے۔ اور حکمت کے ذریعہ سے انسان کو عواقب و انجام کی سمجھ آتی ہے۔ بہرحال یقین ایک نعمت ہے جس سے دل مومن کو مالامال ہونا چاہئے۔ مومن کا فرض ہے کہ وہ آخرت کا اس طرح یقین کرے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مقولہ صادق آجائے کہ لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا (مجھے ایسا یقین ہے کہ اگر حجاب اٹھا دئے جائیں تو اس میں کچھ اضافہ نہیں ہو سکتا)

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: وہی لوگ (متقی) اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے بھی ہیں۔

تشریح الفاظ:۔ فلاح۔ ہر اس خیر و خوبی کا حاصل ہونا جس کی تمنا ہے اور ہر اس بدی اور برائی سے محفوظ رہنا جس سے اجتناب منظور ہے۔ نجات پانا۔ کامیاب ہونا۔

تفسیر:۔ متقین کے اوصاف بیان کرنے کے بعد اور یہ جتانے کے بعد کہ یہ اوصاف قرآن پاک کی رہنمائی سے حاصل ہوتے ہیں ارشاد ہوا کہ یہی لوگ ایسے ہیں جو سیدھی راہ پر ہیں اور ان کی رہبری خدا نے کی ہے۔ لیکن ہدایت پر ہونے کا کچھ نتیجہ اور ثمرہ بھی ہونا چاہئے تھا تاکہ دوسروں کو ترغیب ہوتی اس لئے فرمایا کہ یہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا میں کامیاب ہونے کے لئے پرہیزگاری۔ ایمان بالغیب۔ پابندی نماز۔ ادائے زکات و صدقات۔ ایمان برسالت و کتب سماوی۔ یقین آخرت ضروری ہے۔ اور ان اوصاف میں جسقدر کمی ہوگی اسی قدر فلاح نامکمل ہوگی۔ ارباب علم و تصوف کے نزدیک فلاح دارین تین باتوں پر مشتمل ہے (۱) نفس پر فتح پانا یعنی اسکی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ دنیا کی ناپائدار دلفریبیوں سے متاثر نہ ہونا۔ شیطان کے وسوسوں کو دلمیں جگہ نہ دینا۔ برے ہمنشینوں کی برائیوں میں مبتلا نہ ہونا (۲) نجات پانا کفر سے گمراہی سے۔ بدعت اور جہالت سے۔ غرور نفس سے۔ وسوسۂ شیطانی سے۔ زوال ایمان سے ایمان کے کھوئے جانے سے۔ قبر کی وحشت سے حشر کی دہشت سے۔ صراط کی لغزش سے دوزخ کے عذاب سے۔ جنت کی محرومی سے (۳) بقا و ہمیشگی حاصل ہونا ملک ابدی میں نعمت سرمدی میں۔ ان نعمتوں میں جو منتقل نہ ہو سکیں۔ اس مسرت میں جس کے ساتھ غم نہ ہو اس شباب میں جس کے ساتھ بڑھاپا نہو۔ اس راحت میں جس کے ساتھ تکلیف نہو۔ اس تندرستی میں جس کے ساتھ بیماری نہو۔ ان نعمتوں میں جن کے ساتھ حساب نہ ہو۔ اس دیدار میں جس کے ساتھ حجاب نہ ہو۔

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ضیف غیبی را چو استقبال کرد — چوں شکر گوئی کہ پیوست او بورد

ترجمہ:۔ اس غیبی مہمان کا بادشاہ نے جب استقبال کیا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا شکر گلاب میں پیوست ہو گئی۔

لغات:۔ ضیف۔ مہمان۔ استقبال۔ پیشوائی کرنا۔ کسی کے لینے کو آگے بڑھنا۔ ورد گلاب وگل۔

مطلب:۔ بادشاہ نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ اس مہمان غیبی کا استقبال کیا چونکہ بادشاہ بھی صاحب باطن تھا اور یہ مہمان بھی اس لئے دونوں اس روحانی مناسبت اور تعلق کی وجہ سے باہم وابستہ ہو گئے۔ یا فقیر نے اپنے کمالات روحانی کی بنا پر بادشاہ کو اپنے اندر جذب کر لیا اور دونوں یکجان ہو گئے جسطرح گل قند میں شکر اور گلاب دونوں باہم مخلوط ہو جاتے ہیں۔ گلاب اور شکر کی مثال میں ایک مناسبت شاعرانہ بھی ہے یعنی اس جگہ بیماری کا بیان ہے اور مہمان بطور طبیب آیا ہے۔

ہر دو بحرے آشنا آموختہ — ہر دو جاں بے دوختن بر دوختہ

ترجمہ:۔ دو سمندر تھے تیراکی سیکھے ہوئے۔ دو روحیں تھیں جو بیسے بغیر باہم سی ہوئی تھیں۔

لغات:۔ بحر۔ سمندر۔ آشنا۔ تیراکی۔ شناوری۔

مطلب:۔ یہ شعر بھی شعر ماسبق کی تائید میں ہے۔ بادشاہ اور مہمان دونوں دو سمندروں کے مانند تھے۔ اور دونوں رموز شناوری سے آگاہ تھے۔ اور جس طرح دو سمندر بوجہ لطافت آب ایک دوسرے سے بآسانی مل کر "مرج البحرین یلتقیان" کا دلچسپ نظارہ پیش کرتے ہیں اسی طرح یہ بادشاہ اور یہ مہمان باہم اپنی لطافت کی بنا پر آمیز ہو گئے۔ اور ایک دوسرے سے ایسے وابستہ اور پیوستہ ہوئے کہ گویا دو روحوں کو کسی نے سی دیا حالانکہ وہ سی ہوئی نہیں تھیں بلکہ اپنے قدرتی میلان باہم کی وجہ سے ایسی معلوم ہوتی تھیں۔

آں یکے چوں تشنہ واں دیگر چو آب — آں یکے مخمور واں دیگر شراب

ترجمہ:۔ ایک پیاسے کی طرح تھا دوسرا پانی کی طرح۔ ایک شراب پینے والا اور دوسرا شراب۔

لغات:۔ مخمور۔ میکش۔ مینوش۔ شراب پینے والا نشہ میں چور۔

مطلب:۔ بادشاہ پیاسے یا مینوش کی طرح تھا اور مہمان پانی یا شراب کی طرح تھا پس جسطرح پیاسے کو پانی سے اور مینوش کو شراب کی طرف رغبت ہوتی ہے، اسی طرح بادشاہ کو اس مہمان کی جانب میلان پیدا ہوا۔

گفت معشوقم تو بودستی نہ آں — لیک کار از صبر خیزد در جہاں

ترجمہ:۔ بادشاہ نے کہا میرے محبوب تو آپ ہیں نہ کہ وہ کنیز لیکن دنیا میں صبر سے کام ہوتا ہے۔

مطلب:۔ بادشاہ خود بھی صاحب باطن تھا اور پھر اس مہمان غیبی کے کمالات نے اس پر اپنا پرتو ڈالا اور وہ اپنی حالت سے آگاہ ہوا اور اس بات کو اپنی شان کے منافی سمجھنے لگا کہ کنیز کو اپنا محبوب قرار دے پس اس نے مہمان سے کہا کہ اصل بات تو یہ ہے کہ میرے محبوب آپ ہیں اور وہ کنیز نہیں ہے لیکن یہ دنیا دار الاسباب ہے۔ یہاں بات سے بات پیدا ہوتی ہے۔ اگر کنیز میری محبوبہ نہ ہوتی بیمار نہ پڑتی اور میں خدا کی جناب میں گریہ وزاری نہ کرتا تو آپ جیسے بزرگ کی زیارت کیونکر ممکن تھی۔

اے مرا تو مصطفیٰ من چوں عمر — از برائے خدمتت بندم کمر

ترجمہ:۔ آپ میرے لئے مصطفیٰ کی طرح ہیں اور میں عمرؓ کی طرح آپ کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہوں۔

مطلب:۔ یہ شعر بھی بادشاہ کا مقولہ ہے۔ اس نے اپنے مہمان سے کہا کہ آپ بمصداق العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء انبیاء کے وارث ہیں) حضرت رسالت پناہ کے جانشین ہیں اور اس لحاظ سے کہ حضرت عمرؓ خدمت والا میں سب سے زیادہ سرگرم و مستعد رہا کرتے تھے میں بھی آپ کی خدمت و اطاعت کیلئے بمنزلہ حضرت عمر ہوں۔

خدا سے پاسداری ادب کی التجا

از خدا خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از لطف رب

ترجمہ:۔ ہم خدا سے ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔ بے ادب پروردگار کی مہربانی سے محروم رہتا ہے۔

لغات:۔ توفیق۔ موافق کرنا۔ سازگار کرنا۔ خدا کا بندہ میں یہ طاقت پیدا کر دینا کہ وہ نیک کام انجام دے۔ ادب کسی چیز کی حد اعتدال کو ملحوظ رکھنا عقل و دانش طلب پسندیدہ علوم صرف و نحو وغیرہ ارباب تصوف نے ادب کو کئی قسموں پر منقسم کیا ہے۔ مثلاً ادب شریعت (شرع شریف کی حدود کو نگاہ رکھنا اور سلف اصول کا پابند رہنا) ادب خدمت (خادم و مخدوم کی حالتیں یا شریعت کا مخدوم کی خدمت کما حقہ بجا لانا) ادب طریقت جسکو ادب خواص بھی کہتے ہیں (دل کی پاکیزگی۔ اوقات کا تحفظ۔ وفائے عہد پاسداری اسرار وغیرہ) ادب معرفت یا ادب حق (اپنے اور حق جل شانہ کے حقوق میں امتیاز کی اور سب اولیائے کرام کیساتھ مخصوص ہے)

شرح دیوان حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

ترجمہ :- اے عزیز نصیحت سُن، کیونکہ سعادتمند جوان پیر دانا کی نصیحت جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

مطلب :- یہ شعر بظاہر سادہ اور محض اخلاقی معلوم ہوتا ہے۔ پیر دانا کی نصیحت عزیز رکھنے میں "جان" سے جو نسبت دی گئی ہے وہ بہ مناسبت ظاہری و معنوی کے لحاظ سے نہایت پر کیف ہے۔

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکرخا را

ترجمہ :- تم نے مجھے بُرا کہا اور میں خوش ہوں، خدا تم کو معاف کرے تم نے خوب کہا، شیریں اور لعلیں لبوں کو جواب تلخ زیب دیتا ہے۔

لغات :- خورسند۔ خوش۔ شاد۔ عفاک اللہ۔ (عفا اللہ عنک) خدا تم کو معاف کرے۔ شکرخا۔ شکر چبانے والا۔ شیریں۔

مطلب :- محبوب کی طرف مخاطب ہو کر عاشق کہتا ہے کہ تم نے اچھا کیا کہ مجھے بُرا کہا۔ پھر بُرا سننے کے باوجود اُسے دعا دیتا ہے کہ خدا اس بدگوئی پر تمہیں معاف کرے۔ اس کے بعد بطور طنز کہتا ہے کہ ہاں صاحب اِن شیریں لبوں کو تلخ الفاظ ہی کچھ زیب دیتے ہیں۔ یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ خدا نے جیسے شیریں لب دیئے ہیں ویسے ہی بول بھی میٹھے ہوتے لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

ترجمہ :- حافظ، تم نے غزل کیا کہی موتی پروئے ہیں آؤ اور مزے میں پڑھو تاکہ تمہاری نظم پر آسمان۔ ثریا کا ہار نثار کر دے۔

لغات :- دُر۔ موتی۔ نظم۔ پرونا۔ کلام موزوں۔ عقد ثریا۔ آسمان پر چند مخصوص ستاروں کا مجموعہ جو موتیوں کا ایک ہار معلوم ہوتے ہیں۔

مطلب :- مقطع میں بلبل شیراز شاعرانہ تعلی کے طور پر فرماتے ہیں کہ غزل کا ہے کو موتیوں کی ایک لڑی ہے اور ایسی ہے کہ آسمان اس کی موزونیت پر عقد ثریا کو نثار کر دے گا۔

غزل

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

ترجمہ :- کل ہمارا پیر مسجد سے میخانہ کی طرف آیا۔ اب اے یاران طریقت ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

مطلب :- مسجد سے تکلیفات شرعی یا عالم دنیا مراد ہے۔ اور میخانہ سے مرتبۂ عشق حقیقی یا عالم بالا۔ پہلی صورت میں حاصل شعر یہ ہے کہ ہمارے پیر نے تکالیف شرعی کی منزلوں سے گزر کر مستی عرفاں اور مدہوشی عشق کی وادی میں قدم رکھا ہے گویا مسجد کو چھوڑ کر میخانہ کا رخ کیا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر مرید جو سلوک کی ان منزلوں تک نہیں پہنچا ہے اور طریقت کے حجاب ہنوز چشم حقیقت کے سامنے حائل ہیں حیرت زدہ رہ جاتا ہے اور اپنے رفیقوں سے جو راہ طلب میں اُس کے ہمراہ ہیں ماجرا بیان کر کے پوچھتا ہے کہ ایسی حالت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام عالم بالا سے جو ملائکہ کی تسبیح و تہلیل کے لحاظ سے مسجد کی حیثیت رکھتا ہے عالم دنیا میں جو اپنی غفلت و بیخودی کی وجہ سے میخانہ کہا جا سکتا ہے تشریف لائے پس ایسی صورت میں اولاد آدم متحیر ہو کر ایک دوسرے سے پوچھتی ہے کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔

در خرابات مغاں ما نیز ہم منزل شویم
کاین چنین رفتست در عہد ازل تقدیر ما

ترجمہ :- خرابات مغاں میں ہم بھی شریک قیام ہو جائیں کیونکہ ازل سے ہماری تقدیر میں یہی لکھا ہے۔

لغات :- منزل۔ اترنا۔ اُترنے کی جگہ۔ ہم منزل۔ شریک قیام۔ ہمخانہ ہمنشیں۔ ازل۔ ہمیشگی۔ دوام۔ وہ زمانہ جس کی ابتدا نہیں۔

مطلب :- پہلا شعر بطور سوال تھا اور یہ دوسرا شعر بطور جواب ہے۔ پہلے شعر میں پوچھا تھا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے دوسرے شعر میں جواب دیا ہے کہ ہمیں بھی اپنے شیخ کے پاس خرابات مغاں جا پہنچنا چاہئے اور ایسا کرنا ہی پڑیگا کیونکہ روز ازل سے ہماری تقدیر میں یہی لکھ گیا ہے۔

ما مریداں روبسوئے کعبہ چوں آریم چوں
روبسوئے خانۂ خمار دارد پیر ما

ترجمہ :- ہم مرید کعبہ کی طرف کیونکر رخ کریں جبکہ ہمارے پیر کا رخ میفروش کے مکان کی طرف ہے۔

لغات :- خمار۔ شراب بنانے والا۔ شراب بیچنے والا۔ میفروش۔

مطلب :- شعر پہلے شعر کے ساتھ مربوط ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم ان تعلیمات ظاہری میں کیا [illegible] جبکہ ہمارا پیر منزل عشق میں کعبہ سے مراد [illegible] ہے اور خمار سے [illegible] حاصل [illegible] طرح ہم کو بھی عشق الٰہی کے دریائے بیخودی میں غرق ہو جانا چاہئے اور تکالیف ظاہری کی منزلوں [illegible]

شرحِ گلستاں

(گذشتہ سے پیوستہ)

قطعہ

رَوْضَۃٌ مَّاءُ نَھرِھَا سَلسَال
دَوْحَۃٌ سَجْعُ طَیرِھَا مَوزُون

ترجمہ:- وہ باغ جس کی نہر کا پانی جاری ہے، وہ درخت جن کے طائروں کے چہچہے موزوں ہیں۔

لغات:- روضہ۔ باغ۔ ماء۔ پانی۔ سلسال۔ جاری۔ پاکیزہ۔ دوحۃ۔ درخت۔ سجع۔ چڑیوں کی آواز چہچہانا۔ زمزمہ۔ طیر۔ طائر کی جمع۔ پرندے۔ موزوں۔ منظوم

مطلب:- وہ باغ ایسا دلکش تھا کہ اس کی نہروں میں پانی رواں تھا اور اُس کے درختوں پر چڑیوں کے چہچہے ایسے خوش آیند تھے کہ موزوں اشعار معلوم ہوتے تھے

آں پر از لالہائے رنگارنگ — ویں پر از میوہائے گوناگوں

ترجمہ:- باغ تو رنگ برنگ پھولوں سے بھرا ہوا تھا اور درخت طرح طرح کے پھلوں سے پھیلے ہوئے تھے۔

لغات:- لالہ۔ ایک خاص قسم کا پھول۔ پھول۔

باد در سایہ درختانش — گسترانیدہ فرش بوقلموں

ترجمہ: ہوا نے درختوں کے نیچے مختلف رنگوں کا فرش بچھا رکھا تھا۔

لغات:- بوقلموں۔ رنگا رنگ۔ مختلف الالوان۔ ایک رومی کپڑے کا نام۔

بامداداں کہ خاطر باز آمدن برائے نشستن غالب آمد دیدمش دامنے گل و ریحان سنبل و ضیمراں فراہم آوردہ و آہنگ رجوع کردہ

ترجمہ:- صبح کو جب باغ میں ٹھہرنے پر واپس چلنے کی ترجیح دی گئی تو میں نے دیکھا کہ اُس نے دامن میں گلاب ریحان سنبل اور ناز بو کے پھول چن کر بھر لئے اور چلنے کا ارادہ کیا۔

لغات:- بامداداں۔ صبح۔ ضیمراں۔ ناز بو۔

مطلب:- حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ صبح کو ہم نے اپنے دوست سے مشورہ کیا کہ اب واپس چلیں یا ٹھہریں اور مشورہ اس فیصلہ پر ختم ہوا کہ واپس چلنا چاہئے تو ہمارے دوست نے رنگا رنگ گلاب ریحان اور ناز بو کے پھولوں سے اپنا دامن بھر لیا اور واپسی کے لئے آمادہ ہوا۔

گفتم گل بوستاں را چنانکہ دانی بقائے و عہد گلستاں را وفائے نباشد و حکیمان گفتہ اند ہرچہ نپاید دلبستگی را نشاید۔

ترجمہ:- میں نے کہا باغ کے پھولوں کو جیسا کہ تمہیں معلوم ہے بقا نہیں اور باغ کے وعدہ کو وفا نہیں۔ اور حکیموں کا مقولہ ہے کہ جو ناپائدار ہو اُس سے دلبستگی پیدا نہیں کرنی چاہئے۔

مطلب:- شیخ سعدیؒ نے اپنے دوست کا دامن پھولوں سے بھرا ہوا دیکھ کر کہا کہ تمہیں تو معلوم ہے کہ نہ بہار کو بقا ہے اور نہ ان پھولوں کو ہمیشہ رہنا ہے اور ایسی حالت میں ان سے دل لگانا اور ان سے دامن بھرنا دانشمندی کے خلاف ہے کیونکہ حکمائے فرمایا ہے کہ جن چیزوں کو ہمیشگی اور پائداری نہ ہو اُن سے دلبستگی مناسب نہیں

گفتا طریق چیست؟ گفتم برائے نزہت ناظران و فسحت حاضران کتاب گلستانے توانم تصنیف کردن کہ باد خزاں را بر ورق او دست تطاول نباشد و گردش زمان عیش ربیع را بطیش خریف مبدل نکند۔

ترجمہ:- اُس نے کہا پھر کیا کرنا چاہئے؟ میں نے کہا کہ میں ناظرین کی تفریح اور حاضرین کی دلبستگی کے لئے کتاب گلستاں تصنیف کر سکتا ہوں جس کے اوراق پر باد خزاں دست درازی نہ کرے اور زمانہ کی گردش موسم بہار کے لطف کو موسم خزاں کی بے لطفی سے نہ بدل سکے۔

لغات:- نزہت:- پاکیزگی۔ فرحت۔ مسرت۔ ناظر۔ دیکھنے والا۔ فسحت۔ کشادگی۔ دلبستگی۔ شگفتگی۔ حاضر۔ موجود۔ ورق۔ پتہ۔ کتاب کا ورق۔ تطاول۔ درازی ظلم۔ عیش۔ زندگی۔ لطف۔ آرام و آسائش۔ ربیع۔ بہار۔ طیش۔ حملہ۔ غصہ۔ ربیع خریف۔ خزاں۔

مطلب:- حضرت شیخ سعدی نے اپنے دوست سے جس نے دامن میں پھول چُن کر بھرے تھے کہا کہ میں گلستاں کے نام سے ایک کتاب تصنیف کروں گا اور جس طرح باغ کی سیر سے دل کو فرحت و شگفتگی حاصل ہوتی ہے اُسی طرح اس کتاب کے پڑھنے اور سننے سے تفریح و دلبستگی پیدا ہوگی۔ باغ اور اس کتاب میں فرق یہ ہوگا کہ باغ میں تو خزاں آسکتی ہے اور اُس کی بہار عارضی ہے لیکن اس کتاب کے اوراق خزاں کی دستبرد سے محفوظ رہیں گے اور اس کی بہار دائمی ہوگی۔

---

(۸۶)

ادعیہ و نوافل رمضان مبارک

(۱) افطار کے وقت پڑھے۔ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ اِغْفِرْ لِیْ ذَنْبِی الْعَظِیْمَ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝

(۲) سحر کے وقت سات بار پڑھے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَالْقَائِمُ عَلٰی کُلِّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ ۝

(۳) رمضان شریف کے ہر رات دن میں دس بار پڑھے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۝ اور ۳۶۳ بار سورۂ اخلاص مع بِسْمِ اللّٰہ پڑھے۔

(۴) ہر شب کو دو رکعت اور ہر دن میں چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص تین بار پڑھے۔

(۵) ہر جمعہ میں دس رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔

(۶) تیئسویں شب کو سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم پڑھے۔ اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو پڑھنے والے سے سُنے۔

لیلۃ القدر

(۱) نماز کی نیت سے غسل کرے۔ (۲) دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار اخلاص تین بار۔

(۳) دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایکبار۔ اخلاص ستو بار پڑھے اور بعد فراغ ایکسو بار درود شریف پڑھے۔

(۴) دو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایکبار۔ اخلاص ۲۵ بار پڑھے اور بعد فراغ ایکسو بار استغفار ایکسو بار درود شریف پڑھے۔

(۵) چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر ایک بار۔ اخلاص ۲۷ بار پڑھے۔

(۶) بارہ رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار اخلاص دس بار پڑھے۔ اور بعد فراغ ایکسو بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝ پڑھے۔

(۷) سو رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار اخلاص دس بار پڑھے۔ ہر دس رکعت کے بعد تسبیح پڑھے۔

(۸) ایکبار یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا یَا عَفُوُّ یَا غَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(۹) سات سو بار اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھے۔

(۱۰) ایک سو بار قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے اور پڑھتے وقت کسی سے بات چیت نہ کرے۔

(۱۱) وقت سحر چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ قدر تین بار سورۂ اخلاص پچاس بار پڑھے اور بعد فراغ سجدہ میں جا کر اکتالیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ۝ پڑھ کر دعا مانگے۔

(گزارندہ۔ ڈاکٹر محمد قمر الدین حیدر آباد دکن)

توحید و نبوت

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک معتبر حدیث منقول ہے کہ جو شخص خدا کو ایک مانے گا وہ بھی جنت میں جائیگا۔ بالفاظ دیگر ایسا شخص مسلمان ہے۔ اس حدیث کے اصلی الفاظ یہ ہیں۔

من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ

ہم پوچھتے ہیں کہ کوئی انسان ادنی درجہ کے فقیر سے لیکر ایک عظیم الشان تاجدار تک اور ایک جاہل عامی سے لیکر ایک متبحر فیلسوف تک ایسا ہو سکتا ہے جو وحدت ذات باری تعالیٰ پر بخلوص و صدق دل ایمان لانے سے انکار کرے۔ ہر صحیح الدماغ اور معتدل الحواس شخص جسکی قوت ممیزہ جھوٹے فلسفہ یا انتہا درجہ کے خبث کی وجہ سے مسخ نہ ہو گئی ہو۔ اور ہر وہ شخص جو پکا ملحد یا گیا گذرا ہوا زندیق نہ ہو وحدت ذات باری تعالیٰ کی صاف و صریح اور بیّن و لائح حقیقت کے ماننے سے انکار نہیں کر سکتا۔

زمانۂ قدیم اور نیز آجکل کے مشاہیر فلاسفہ نے توحید کا اعتراف کسی نہ کسی شکل میں ضرور کیا ہے اور اولیا اور انبیا اور رسول جنکے نام نبی نوع انسان کے دل کی پاک لوح پر کندہ ہیں اس حقیقت کی تلقین کی خاطر دنیا میں آئے ہیں اور اس کی حمایت میں اپنی جانیں قربان کر گئے ہیں۔

علوم جدیدہ کی رو سے بھی ہم کو وحدت الوجود کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ زمانہ حال کے سائنس کے نزدیک قوت اور مادہ کی وحدت جو ذات باری تعالیٰ کے متعلق ہے مسلم ہے۔ کلمہ کا رکن ثانی لا الہ الا اللہ کیطرح محمد رسول اللہ ایک نہایت ہی متبرک اور بیش بہا حقیقت ہے جو مطابق عقل ہونے کے علاوہ ہماری روحانی زندگی کے منتہائے غایات سے وفاق کلی رکھتی ہے۔ جب کبھی وہ اصولی حقیقتیں جنپر ہماری اخلاقی اور مذہبی زندگی کا دارومدار ہے منظلم یا فراموش ہو گئی ہیں یا جب کبھی انسان کی دنیا پرستی اور طماعی حد سے بڑھ گئی ہے یا وہ بہت زیادہ شریر یا مادہ پرست ہو گیا ہے تو مختلف اقوام و قبائل انسانی میں ایسے قدسی نژاد اور پاک نفس لوگ پیدا ہوتے ہیں جنہیں انبیا اور رسول کا لقب ملا ہے۔ ان لوگوں کی زندگی کی غایت یہی ہوا کی ہے کہ انسان جن باتوں کو بھولے ہوں وہ انھیں یاد دلائیں اور جو حقیقتیں گم ہو گئی ہوں اُن کی تجدید کریں۔ کلام مجید میں بار بار یہ مضمون آیا ہے۔ "اے نبی کہہ کہ میں عام طور پر تلقین حق کرتا ہوں۔ میں کوئی نئی بات نہیں

سمجھا یا تھا بعض ازلی حقیقتیں ہمارے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے۔ جنکا اعلان خدا کے تمام انبیاء برحق مجھ سے پہلے کر چکے ہیں اور جنہیں تم بھول گئے ہو پیغمبر اسلام نے اپنی نسبت جو کچھ دعویٰ کیا یعنی یہ کہ وہ لفظ رسول کے اعلیٰ ترین مفہوم کے لحاظ سے رسول خدا تھے اُس کے تسلیم کرنے میں کسی منصف مزاج شخص کو انکار نہ ہوگا جسکے دل میں اپنی خاص مذہب یا فرقہ کی بیجا حمایت کی خواہش موجزن نہ ہو اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات اور تعلیم اور خصوصاً قرآن مجید کا مطالعہ کرے۔ جتنی حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں اُن سب سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں غیر معمولی سچائی۔ انصاف۔ فیاضی۔ سخاوت نیکی اور پاکیزگی موجود تھی۔ گذشتہ تیرہ سو سال سے بنی نوع انسان کا ایک تہائی حصہ اُنہیں انسان کامل کا نمونہ سمجھتا چلا آتا ہے۔

"اس سیاہ و روشن چشم۔ فراخ حوصلہ۔ کریم النفس۔ معاشرت پسند اور درد بھرے دل والے بادیہ نشین کے خیالات جاہ طلبی سے کوسوں دور تھے۔ اس شخص کی عظمت میں متانت کی شان نظر آتی تھی اور اُس کا شمار اُن لوگوں میں تھا جنکا شعار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور جو فطرتاً نے لوث اور سچے ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ تحکمانہ مسائل اور سنی سنائی باتوں کو اپنا مسلک قرار دیکر دلکو تسلی دے لیتے ہیں لیکن اس شخص کی تسکین ان باتوں سے نہ ہو سکتی تھی۔ وہ اپنی روح اور عالم شہود کے مظاہر واقعی کے ساتھ عرصۂ کائنات میں اکیلا کھڑا ہوا تھا۔ حیات کا عظیم الشان عقدہ کبھی اُسکو اپنی ڈراؤنی اور بھیانک صورت دکھاتا تھا اور کبھی اپنے انوار کی جھلک سے اُسکی آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر دیتا تھا۔ موجودلی ناقابل اظہار حقیقت کو مظنونات و مسموعات اُس کے ادراک سے مخفی نہ رکھ سکے تھے۔ اُس کی سچائی اور خلوص ایک طرح سے ربانی الاصل معلوم ہوتی تھی ایسے شخص کی بات اُس صدا سے تعبیر کیجا سکتی ہے جو براہ راست خود فطرت کے دل سے نکلی ہو۔ اسی آواز کو انسان سنتا ہے اور لازم ہے کہ سنے۔ اس ایک آواز کے مقابلہ میں باقی تمام صدائیں بے معنی ہیں۔ اس شخص کے دماغ میں اُسی زمانہ سے جب بہ ارادۂ زیارات و سیاحت اُسے جابجا پھرنا پڑا ہزاروں خیالات سمائے ہوئے تھے یعنی میں کیا ہوں؟ یہ بے پایاں شئے جس میں میں رہتا ہوں اور جسے لوگ دنیا کہتے ہیں؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ میں مانوں تو کیا مانوں؟ کروں تو کیا کروں؟ کوہ حرا اور جبل سینا کی ہیبتناک چٹانوں اور ریگستان کی تند و درشت تنہائی نے ان سوالات کا کچھ جواب دیا۔ آسمان کا عظیم الشان قبہ لاجوردی بھی اپنے ٹمٹماتے ستاروں سمیت ان مسائل پر روشنی نہ ڈال سکا۔ جب کہیں سے کچھ جواب نہ ملا تو اس شخص کی خود اپنی روح نے اور خدا کی اُس الہامی قوت نے جو اُس میں موجود تھی یہ عقدہ حل کیا۔"

اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ دو اصولی ارکان (یعنی توحید و نبوت) جنکا اقرار کرنے سے انسان مسلمان ہو جاتا ہے ہماری عقل معنوی کے اعلیٰ ترین اقتضا پر مبنی ہیں۔

(ماخوذ)

اشاعت اسلام

(از جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ عباسی گورکھپوری)

اشاعت اسلام کا خیال مسلمانوں کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ اور اب جو اُن میں بیداری ہوئی تو حریت یاد آئی۔ اسلام اور حریت دو چیزیں جدا جدا نہیں ہیں۔ دونو ایک ہی چیز ہے۔ اشاعت اسلام کے لئے یورپ و امریکہ کا سفر کیا جاتا ہے اور ہندوستان میں آریوں اور عیسائیوں کے خلاف وعظ کہے جاتے ہیں۔ حریت کے بقائے حصول کے لئے خلافت کے نام سے کمیٹیاں قائم ہوئی ہیں۔ لیکن منزل مقصود کی راہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو پکے اور سچے مسلمان بنانے کی کوشش کیجائے۔ جب تک ہم خود اسلام کے طریقے اختیار نہ کرینگے دوسرے لوگ اسلام کی طرف رغبت نہ کرینگے اور نہ اسلام کی حریت دنیا میں ظاہر ہوگی۔ جب تک برکات اسلام ہم میں نمایاں نہ ہونگے غیروں کا ہماری طرف مائل ہونا مشکل ہوگا۔ جب تک ہم احکام اسلام کے پیرو نہ ہونگے غلامی سے آزاد نہ ہونگے۔ احکام مذہب اسلام کتابوں میں ہیں اور مسلمان گورمیں ہیں۔ منبروں پر اور مجلسوں میں اسلام کی نقالی سے کام نہیں چلتا۔ ہم اپنے آپ کو پابندی احکام اسلام کا نمونہ بنائیں تو البتہ لوگوں کو رغبت اسلام کیطرف ہوگی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ علم دین بغیر عمل کے بیکار ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں سے اشاعت اسلام میں جو نمایاں ترقیاں کیں اُن میں اُن کے ملفوظات سے زائد تر اُن کے طرز عمل کو دخل تھا۔ الفاظ سے محض کان اور دماغ پر اثر پڑتا ہے۔ اور قلوب عالم باعمل کے اثر صحبت سے مسخر ہوتے ہیں۔

شروع شروع جب خلافت کمیٹیوں کا زور ہوا تو کارکنوں نے احکام شرع کے اشاعت کی طرف بھی توجہ کی۔ مجھے گورکھپور کا تجربہ ہے۔ یہاں اسلام کے احکام کا بڑے زور شور سے چرچا ہوا لیکن چند مہینوں سے زائد یہ رنگت قائم نہ رہی۔ وجہ یہ تھی کہ کارکن حضرات احکام مذہب بیان کرنے کی طرف مائل تھے۔ سلف صالحین کا نمونہ دکھانے پر متوجہ نہ تھے۔ اور نتیجہ چند دنوں کے بعد یہ نکلا کہ حالت سابقہ عود کر آئی۔ اور ہم وہیں پہونچ گئے جہاں تھے۔

ابھی دلوں میں جوش اور ولولے کچھ کچھ باقی ہیں اس لئے مجھے لکھنے کی جرأت ہوئی کہ جو لوگ اسلام کی زندگی قائم رکھنا چاہتے ہیں وہ احکام اسلام کی پابندی کریں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی تبعیت کریں اور دوسروں کو اپنی زبان سے کم اور اپنے عمل سے زائد تر تعلیم دیں جب قدیم مسلمان گھروں کے افراد مسلمانی صورتیں کیا نہ مسلمانی عادات و اخلاق میں دکھائی دینگے تو دوسروں کے لئے باعث ترغیب ہونگے اور پھر خود بخود اغیار دائرہ اسلام میں آتے جائینگے۔ اور یہ رونا نہ رہیگا کہ فلاں جگہ آریوں نے مسلمانوں کو ہندو بنا لیا اور فلاں مسلمان کو عیسائیوں نے عیسائی کر لیا۔ پروانے بلائے نہیں آتے۔ شمع جلتی ہے تو اُسکے گرد خود بخود آ کر جمع ہو جاتے ہیں۔ احکام اسلام کی شمع ہم اپنے گھروں میں روشن کریں تو پھر پروانوں کی تلاش میں ہمیں جابجا چکر لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں

کر دیئیں تاروں جہازوں اور اخباروں نے تمام عالم کو ایک شہر اور مختلف ممالک کو ایک شہر کے محلوں کے حکم میں داخل کر رکھا ہے جب ہم اپنے اخلاق اور عادات کی وجہ سے مقتدائے عالم ہو جائینگے اور ہمکو یقین ہے کہ پابندی احکام اسلام سے ہم ضرور ایسے ہو جائیں گے تو پھر ہم مقتدا ہنکر آقا ہی کہلا ئینگے غلام نہ کہلائینگے اور جبتک ہمارے اخلاق اور عادات غلامانہ رہینگے یہ مشکل ہے کہ ہم آزاد کئے جائیں۔

ترکوں کی بیداری اور پھر اُس کے ساتھ ہی ان کی دنیاوی حالت کی ترقی کی خبریں آرہی ہیں۔ لڑائیوں میں شکست و فتح ہوتی ہے۔ جنگ دو سرداروں فتح کوئی قابل اطمینان شئے نہیں ہے۔ لیکن قابل اطمینان یہ خبر ہے کہ احکام اسلامی کی پیروی کی طرف ترکوں نے توجہ کی ہے۔ اس میں پائداری رہی تو یہی ایک پائدار شئے ہے۔ ترکوں کے زوال کا سبب یہ تھا کہ یورپ کی صحبت سے یا عیش پرستی سے انہوں نے احکام مذہب سے بے اعتنائی کی اور اپنی حالت کو کمزور دیکھ کر فنون جنگ میں جب یورپ کی تقلید کرنا چاہی تو ان کے مشائخ نے عیسائیوں کی تقلید کو بُرا بتایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بُری باتیں سیکھیں اور اچھی باتوں کی تقلید نہ کی دل کمزور ہوئے ہاتھ بیکار ہوئے۔ فنون میں غیر ملکوں کی تقلید کرنا اگر وہ بہتر ہوں اسلامی تعلیم کے موافق ہے۔ جنگ خندق میں حضرت سلمان فارسی کو آنحضرت نے ایرانیوں کے طریقہ پر مورچہ بندی یا قلعہ بندی کرنے کا معلم ٹھہرایا تھا۔ یہ بھی مذہبی تعلیم ہے کہ اپنی حفاظت کے لئے غیر قوموں کے فنون جنگ اگر وہ کارآمد ہوں ضرور حاصل کئے جائیں۔ اپنی حفاظت کرنا بھی مذہباً فرض ہے۔ اسی لئے عبادت اور سیاست کا ساتھ تعلیم اسلام میں ہے۔ یورپ نے مسلمانوں سے بہت سی باتیں سیکھیں جو مسلمانوں سے نکلکر عیسائیوں کا شعار بن گئیں۔ الغرض احکام مذہب کیطرف جب ترکوں نے توجہ کی تو انکی حالت میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ اپنی حالت کا درست کرنا بھی مذہبی کام ہے۔ سیاست میں زائد تر دخل دینا مسلمان ہند کے حالت کے مناسب نہیں ہو لیکن عقاید، عبادات معاملات اور اخلاق میں تو وہ اپنی حالت کی اصلاح کر سکتے ہیں اور ایسا کرنیکے بعد پھر وہ سب کچھ کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید مسلمان پڑھیں اور اُس کے معنی تفسیر حدیث اور فقہ کی کتابوں میں سمجھیں جب کوئی خطرہ دلمیں پیدا ہو تو دین کی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ صحابہ رسول کی طرح سنت نبوی کی پیروی کریں اور صحابہ کے زندگی کے حالات سیر اور حدیثوں کی کتابوں میں دیکھیں اور عمل کریں تو خود بخود اسلام کی اشاعت ہو جائے گی۔ زبان سے کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مسلمان دنیا میں اتنے ہیں کہ ان کا طرز عمل زبان حال سے جو کہیگا اس کے مقابلہ میں زبان مقال کی احتیاج نہ ہوگی۔

پہلے اپنے گھر میں چراغ جلانا چاہئے۔ مسلمانان ہند کو پکا سچا دیندار یعنی متبع سنت نبوی بنانا بہترین صورت اشاعت اسلام کی ہے۔ آج کل ضلع آگرہ و متھرا وغیرہ میں آریوں نے چند مواضع کے مسلمانوں کو ہندو بنانا چاہا ہے مسلمان اُنکے خلاف کوشاں ہیں۔ اگر صرف آریہ ہونے سے وہ باز رکھے گئے تو کوئی بڑا کام نہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ کوشش کیجائے کہ وہ ایسے پکے اور سچے دیندار ہو جائیں کہ ان کی اثر صحبت سے اُن کے ہندو ہمسائے بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہوں تو یہ سلف صالحین کے کوششوں کا نمونہ ہوگا۔ اس موقع پر پیغمبر خدا کے زمانہ کا یہ واقعہ قابل تذکرہ ہے۔ کہ آنحضرت نے کفار مکہ سے یہ صلح کی کہ مدینہ سے جو مسلمان مرتد ہو کر مکہ چلا جائے اسپر مسلمانوں مدینہ کا کوئی حق نہ ہوگا اور مکہ سے جو کافر مسلمان ہو کر مدینہ آئے اُسے کفار مکہ مدینے سے واپس لے جا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو یہ صلح ناگوار ہوئی تو آنحضرت نے جو فرمایا۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ ہم میں سے جو مرتد ہو کر مکہ چلا جائے وہ ہمارے کس کام کا ہے؟ اور ہم میں جو سچا مسلمان ہے وہ کفار کی صحبت میں جائیگا تو کفار کو کیا نفع ہوگا؟ اس صلح سے جو ایک دور ترقی اسلام کا شروع ہوا وہ تاریخ اسلام میں پڑھئے اور یہ سبق حاصل کیجئے کہ سچے مسلمانوں سے اسلام کی ترقی ہو سکتی ہے۔ نام کے مسلمانوں سے رونق اسلام نہیں ہوتی۔ نتیجہ تحریر یہ ہے کہ غیروں کے مسلمان بنانے سے موجودہ مسلمانوں کو سچا مسلمان بنانا اولیٰ تر ہے اور مسلمانوں کو ارتداد سے روکنے کے ساتھ ہی اُن کو سچا مسلمان بنانے کی بھی کوشش کرنا ضرور ہے۔

تقدیر

(از جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

ایک چمار کلّو نام زمانے کی موافقت سے بڑا مالدار ہو گیا تھا۔ صبح کو کلیان مصر ایک مسکین برہمن اُس کے دروازہ پر بھیک مانگنے گیا۔ تو چمار اُسکی صورت دیکھتے ہی تعظیم کے لئے چارپائی سے اُتر پڑا۔ برہمن کی یہ عزت اکتسابی نہیں تھی۔ بلکہ اُس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی اور یہی تقدیر الٰہی ہے۔ ایک گدا کا لڑکا مالی اور ملکی حالت میں کسی طرح شہزادہ کی برابر نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہونا غیر ممکن یا محال نہیں ہے۔ لیکن النَّادِرُ کَالْمَعْدُوْم کے حکم میں ضرور ہے۔ ایک کو شاہی محل میں اور دوسرے کو فقیر کے جھونپڑہ میں جس نے اوّل اوّل عدم سے عالم وجود میں پہنچایا اُسی کو تقدیر الٰہی یا بخت کہتے ہیں۔ شعر

کیمیا گر بہ غصہ مردہ و رنج ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

ذی عقل تمام عمر اکتساب زر میں رہا لیکن پانچ روپیہ کبھی جمع نہ کر سکا اور بے دانش کو دفعتہً زمین میں گڑا ہوا اتنا خزانہ مل گیا کہ وہ تمام عمر کے لئے مستغنی ہو گیا۔ یہ کیا ہے تقدیر کے کرشمے ہیں۔ ؎

ہرچہ نصیب است ہم میرسد گر نہ ستانی بستم میرسد

ایک مسکین کاسۂ گدائی ہاتھ میں لیکر در بدر پھرتا ہے اور ہر جگہ سے نکالا جاتا ہے اور بالآخر گھر پھر واپس آکر بھوکا سو رہتا ہے اور اُس کے پڑوس میں ایک مالدار عورت ہے کہ گرما گرم حلوہ اپنے بچے کے سامنے رکھے ہوئے ہے۔ بچہ ضد سے کھانا نہیں چاہتا اور ماں ہے کہ اُسے مار مار کر زبردستی کھلا رہی ہے۔ یہی مفہوم "گر نہ ستانی بستم میرسد" کا ہے

اکتساب علم فلاح دارین کا سبب ہے مگر شریف آدمی چاہتا ہے کہ علم کو شربت کے گھونٹ کی طرح ایک دم سے اپنے لڑکوں کو پلا دے۔ لیکن جنکو پڑھنا نہیں ہے اُن کے لئے تمام تدبیریں بیکار ہوتی ہیں اور جنکو پڑھنا ہے وہ باوجود تمام موانع کے بیس برس تک پہنچنے کے قبل دستار فضیلت سر پر بندھوا لیتے ہیں۔

زن و شوہر کی تقدیر میں لڑکا لکھا ہوا ہے تو شب نکاح میں حمل قرار پا جاتا ہے اور نہیں ہے تو تمام عمر کوشش کرنا حکیم اور ڈاکٹر کے پاس دوڑنا یا عملیات کے مدعیوں کے پاس جانا بیکار ثابت ہوتا ہے۔ فوج میں بہت سے سپاہی ہیں دشمن کی گولیاں کسی کو لگیں اور کسی کو نہیں لگیں۔ مساکین پر زر بسیم پھینکا گیا ایک کو اشرفی ملی دوسرے کو کوڑی بھی نہ ملی۔ مذہب والے اسے تقدیر کا کھیل کہتے ہیں اور لامذہب اتفاق پر مبنی خیال کرتے ہیں۔ مذہب کا یہ خیال کہ باری تعالےٰ دنیا کا گورکھ دھندا بنا کر وجود معطل بن گیا نہ دانشمندی اور نہ مستحسن ادبی ہے۔

دنیا دار الاسباب ہے اس لئے تدبیر کو بھی دخل ہے لیکن توفیق تدبیر کا عطا کرنیوالا تو وہی قادر مطلق ہے۔ یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے اسپر زیادہ بحث کرنا گمراہی ہے۔ اور بحث تو جب کی جائے کہ کوئی بات سمجھ میں آئے۔ خلقت عالم یا خلقت انسانی کیونکر ہوئی۔ کوئی نہیں بتا سکتا پہلے انڈا پیدا ہوا یا پہلے مرغی پیدا ہوئی۔ آجتک اتنا بھی کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تو پھر اور کیا سمجھ میں آسکتا ہے۔ ہم صریح دیکھتے ہیں کہ سمجھ میں اتنا ہی آسکتا ہے جتنا خدا نے اپنے بندوں کو سمجھنے کا مجاز کیا ہے۔ یہ بھی ایک دلیل قادر مطلق کے واجب الوجود ہونے کی ہے۔

خدا کے قادر مطلق ماننے میں راحت کسقدر ہے۔ انسان اپنی ناکامیوں پر صبر نہ کرے تو غم سے مر جائے اور صبر کا صرف ایک ہی بہترین ذریعہ یعنی یہ سمجھنا ہے کہ یہی مقدر تھا۔ اور اہل دل اسپر اتنا اور اضافہ کر لیتے ہیں کہ ع

انچہ از دوست میرسد نیکوست تو پھر غم دنیا سے انہیں پورے طور پر نجات مل جاتی ہے۔

صنعت و حرفت کی تعلیم

اس بھولے بھالے زمانہ کا ذکر کرنا تو اب فضول ہوگا جبکہ انسان سوائے لباس عریانی کے اور کسی لباس سے آراستہ نہ تھا اور سوائے حوائج ستہ کے دوسری ضرورتوں سے ناواقف تھا لیکن مادہ تعقل نے جو اسکو دوسرے حیوانوں سے متمیز کرتا ہے بہت جلد اُس کو ابتدائے سادگی سے نکالکر میدان تمدن میں پہنچا دیا اور بنی آدم اعضائے یکدیگر اند کا مضمون اچھی طرح اُس کے ذہن نشین کیا۔ تمدن نے اُس کے حوائج میں توسیع کی۔ اور اس توسیع نے ہر فرد واحد کو دوسرے کی محنت اور صنائع کا محتاج بنا دیا۔ صنعت و حرفت کا فلسفہ یہی ہے اور اس سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ اقوام متمدنہ میں سب سے قوی اور بابرکت قوم وہی ہوگی جو اپنی ضرورتوں کے پیدا کرنے میں خود مختار ہو اور سب سے زیادہ ذلیل حالت اُس قوم کی ہوگی جو خود تمدنی کے لحاظ سے دوسروں کی محتاج ہو۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قدیم مصری اور فنیشین اقوام سے لیکر زمانہ موجودہ کی ترقی یافتہ اقوام یورپ تک جب کسی قوم نے میدان ترقی میں قدم رکھ کر اولوالعزمی کی دوڑ میں بازی لی ہے تو گو ابتدا میں اُسکی ترقی کا پایہ اُس کے افراد کی جرأت و استقلال اُس کے سپہ سالاروں کی اولوالعزمی و تدبیر اور اُسکی فوج کی دلیری و سپہ گری اور آلات حرب کی عمدگی و شائستگی نے ڈالا ہو لیکن اُس کو قیام اور پائداری جب ہی نصیب ہوتی ہے جبکہ اُس کے صناعوں کی محنت ہنرمندی اور دستکاری دوسری اقوام کی ضرورتوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔ انگلستان اور امریکہ کی ترقی کا راز نہیں ہے کہ اُن کی بحری اور بری قوت دوسری مہذب اقوام سے زیادہ ہے بلکہ اُن کی عظمت و جبروت کا اصل راز یہ ہے کہ اُن کے ہاتھ کے ہنر نے دنیا کی تمدنی ضرورتوں کا احاطہ کر لیا ہے۔

جس قوم نے ہماری آنکھوں دیکھتے ترقی کی وہ جاپان ہے اور اگر آپ اُس کے اس قدر جلد ترقی کر جانے کے راز کو دریافت کرینگے تو معلوم ہوگا کہ جس چیز نے کہ اُس کو اتنے قلیل زمانہ میں دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کا ہمسر بلکہ مد مقابل بنا دیا ہے وہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ اہالی جاپان پہلے سے صناعی میں شہرہ آفاق تھے۔ دور جدید تمدن سے بہرہ ور ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو انہوں نے کیا وہ یہی تھا کہ اپنی ہنرمندی کی رفتار کو زمانہ موجودہ کے مطابق بنا لیا۔ اسی طرح ہم مسلمان جب مسلمان تھے تو ہمارے ممالک محروسہ کی ہر بڑی اور چھوٹی بستی صنعت و حرفت کا مخزن سمجھی جاتی تھی اور دنیا کا کوئی ملک ایسا نہ تھا جو ہماری صناعوں اور تجار کا باجگذار نہ ہو۔ یورپ کے دوسرے ممالک کا تو ذکر ہی کیا ہے اسکنڈینیویا کے دور دراز اور برفیلے ملک میں بھی آج تک مسلمانوں کی ہنرمندی اور اولوالعزمی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ برخلاف اس کے آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہم اپنے جسم کو دیکھتے ہیں تو سر سے پاؤں تک گھر کو دیکھتے ہیں تو دیا سلائی سے لیکر لیمپ تک دفتر کو دیکھتے ہیں تو قلم دوات سے لیکر کاغذ تک کوئی شے ایسی نہیں جس کے لحاظ سے ہم دوسروں کے محتاج نہ ہوں۔

ہندوستان کی تجارت اسوقت کئی کروڑ روپیہ کی ہے اور اگر سرسری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان دولتمند ملک ہے لیکن اگر مال درآمد برآمد کی نوعیت پر غور کیا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ اس میں ہمارا کیا حصہ ہے تو سوائے کف افسوس ملنے کے دوسرا چارہ کار نظر نہیں آتا۔ حالت یہ ہے کہ زیادہ تر خام پیداوار ہمارے ملک سے جاتی ہے اور ممالک غیر سے ہماری مایحتاج اشیاء کی شکل میں تبدیل ہو کر آتی اور بجائے ایک پیسہ کے ایک روپیہ قیمت پر بکتی ہے۔ چمڑے ہی کی نسبت خیال کیجئے کہ ایک بکری کا چمڑا آپ کے آنے کو بیچتے ہیں اور جب اُس کا مراکو لیدر بنکر آتا ہے تو وہ کتنی گران قیمت کو بکتا ہے۔ اسی طرح آپ ایک پاؤنڈ روئی تین آنے کو بیچتے ہیں اور جب اُس کا ایک کپڑا بن جاتا ہے تو پندرہ بیس روپیہ کو خریدتے ہیں۔

وہ زمانہ کچھ دور نہیں گیا ہے جبکہ ہندوستان دنیا میں صناعی کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور کوئی ملک ایسا نہ تھا جو ہمارے صناعوں کی ہنرمندی کا محتاج نہ ہو۔ اب یہ نوبت ہے کہ ہم سوئی سے لیکر ریل تک کے لیے دوسروں کے محتاج ہیں اور [illegible]

سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ صنعت و حرفت کو جاہل و نادان لوگوں کے ہاتھ میں جو ضروریات زمانہ سے پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے چھوڑ دیا گیا اور تعلیم صنعت و حرفت کی طرف کبھی توجہ نہ کیگئی۔

مجھے امید ہے کہ میں نے کافی وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ ملکی و قومی ترقی میں صنعت و حرفت کا کیا درجہ ہے۔ اور اب اس امر کی ضرورت ہے کہ قدیم و جدید لوگوں کے جو اعتراضات کہ تعلیم صنعت و حرفت پر ہیں۔ اُن پر تھوڑی دیر کے لئے غور کیا جائے اگرچہ اس روشنی کے زمانہ میں بہت کم لوگ ایسے ہونگے جنکو علانیہ پیشہ کو حقیر کہنے کی جرأت ہو لیکن پھر بھی قدیم اور جدید خیال کے لوگوں میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جنکے دلمیں چور موجود نہ ہو۔ اگر آپ اپنے ہادی برحق کی سچی تعلیم پر غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ اُس نے اپنے ہاتھ کی محنت کو اکل حلال کا اعلیٰ درجہ قرار دیا ہے اور اگر آپ اپنی تاریخ کے زرین صفحوں کو نظر غائر سے دیکھ کر اُن بزرگ اور باعظمت لوگوں کی سوانحعمری کو ملاحظہ فرمائیں گے جنہوں نے زمانہ کی لوح سادہ پر ایسے نقش چھوڑے ہیں جو ہمیشہ یادگار رہیں گے تو معلوم ہوگا کہ پیشہ باعث ذلت نہ تھا بلکہ بڑے بڑے لوگ پیشہ ور تھے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جن کی تقلید کو اسوقت بھی کئی کروڑ مسلمان ذریعہ نجات سمجھتے ہیں بزاز تھے شمس الائمہ حلوائی کا پیشہ جو آسمان نقد پر آفتاب ہو کر چمکے اُن کے نام سے ظاہر ہے کون ایسا مسلمان ہے جو منصور حلاج اور فریدالدین عطار کی بزرگی و عظمت سے انکار کرے گا۔ علامہ مقری نے تاریخ اندلس میں لکھا ہے کہ سلاطین بنی امیہ کا قاعدہ تھا کہ ولیعہد کو ضرور کسی نہ کسی پیشہ کی تعلیم دیتے تھے مثلاً کسی کو معماری کی تعلیم دیجاتی تھی کسی کو صحافی اور کسی کو نجاری کی اور ہندوستان میں بھی شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر غازی کتابت کے ذریعہ سے اپنی گزر اوقات کرتا تھا۔ پس اسقدر تفصیل کے بعد کیا کوئی ایسا مسلمان ہوگا جو اپنے ہادی برحق کی تعلیم سے منکر ہو اور امام اعظم اور شمس الائمہ حلوائی اور فریدالدین عطار کے ساتھ شمار ہونے میں ننگ و عار سمجھے اور اگر کوئی ہے تو ع

وائے گر در پس امروز بود فردائے

قدیم لوگوں کے اعتراضات رفع کرنے کے بعد میں تھوڑی دیر کے لئے جدید لوگوں کے اعتراض کی طرف توجہ کرنا چاہوں گا جاتا ہے اور بڑے زور شور سے کہا جاتا ہے کہ قوم کو ابھی اعلی التعلیم کی ضرورت ہے اور تاوقتیکہ یہ ضرورت پوری نہ ہو دوسری طرف توجہ کرنا گویا اپنی قوت کو کم کر دینا ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ ابھی قوم کو اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے اور مسلمان قوم کا اسطرف متوجہ رہنا لازمی ہے لیکن جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے متعلق قوم میں ایک عام تحریک پیدا ہو گئی اور ہوتی جاتی ہے اور جو لوگ اعلیٰ تعلیم کے گراں مصارف برداشت کر سکتے ہیں اُن میں بہت کم ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو اس کے بے بہا فوائد سے مستفیض کرنے کے خواہشمند نہ ہوں اور نیز یہ سوچا جائے کہ ہماری قوم پر افلاس کسقدر غالب آگیا ہے اور کس قدر کم افراد ہیں جو اعلیٰ تعلیم کے مصارف برداشت کر سکتے ہیں تو ظاہر ہوگا کہ قوم کے چند افراد کی خاطر بڑے حصہ کی ضرورتوں کو بالکل نظر انداز کر دینا قومی خودکشی نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ اگر ملکی حالت کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے اور زراعت کی آمدنی جیسی غیر یقینی اور اتفاقات ارضی و سماوی پر منحصر ہوتی ہے وہ ظاہر ہے اور اگر بالفرض ہر امر میں زمانہ سازگار ہو تو بھی آمدنی اتنی نہیں ہو سکتی کہ دولت مندی پر پہونچا سکے۔ تاریخ عالم میں کوئی مثال اس امر کی موجود نہیں ہے کہ کوئی ملک محض زراعت کی وجہ سے دولتمندی کے درجہ پر پہونچا ہو۔

اعلیٰ تعلیم اگرچہ ہم کو افلاطون اور ہربرٹ اسپنسر کا مد مقابل بنا دے لیکن دنیا کے پوشیدہ خزانوں کی کنجی ہمارے ہاتھ میں نہیں دے سکتی اور اس لئے ہم ملکی خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ تعلیم صنعت و حرفت کی طرف توجہ کریں۔ اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ تعلیم انسان کے دماغ کی جلا کر اُس کو اپنی فطرت کی تکمیل کا راستہ بتاتی ہے اور دنیوی طور پر بھی سلطنت میں حصہ لینے کے لئے ضروری ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ نہ تمام قوم اپنی فطرت کی تکمیل اور دماغ کے انجلا میں مصروف ہو سکتی ہے اور نہ ہر شخص سلطنت میں حصہ پا سکتا ہے۔ گو ہماری قوم میں اعلیٰ تعلیم کی اشاعت جیسی کہ چاہیے ابھی تک نہیں ہوئی ہے پھر بھی ایک بہت بڑا گروہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ملک میں پیدا ہو گیا ہے لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے اکثر تلاش معاش میں سرگرداں و پریشان نظر آتے ہیں اور روز بروز اس پریشان حال گروہ کی تعداد جسکا وجود ملک اور سلطنت دونوں کے لئے مضر ہے بڑھتی جائیگی۔ جیسا کہ ہندوستان کی دوسری اقوام میں دیکھا جا رہا ہے یہ ظاہر ہے کہ فلسفہ کے مسائل یا علم ادب کے لطائف یا تاریخی رموز پیٹ نہیں بھر سکتے اس کمبخت کے تکلیف دہ تقاضوں کے روکنے کے لئے کسی اور ہی چیز کی ضرورت ہے۔ برخلاف اس کے تعلیم صنعت و حرفت کی تعریف صحیح طور پر تعلیم قابل ہیچ دستر کیگئی ہے اور جسکے ہاتھ میں کوئی ہنر ہے وہ کبھی بھوکا نہیں رہ سکتا۔

پس اگر آپ اپنے ملک کے خیرخواہ اور قوم کے ترقی طلب ہیں۔ اگر آپ اپنی اولاد کو قعر افلاس سے جو منہ پھاڑے اُن کا منتظر ہے محفوظ رکھنا اور میدان ترقی میں اپنی معاصر قوموں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ تعلیم صنعت و حرفت کی طرف توجہ کریں اور درمے قدمے کوشش کرکے ایسے وسائل بہم پہونچائیں جو قوم کو اور ملک کو اُسکی برکتوں سے فیضیاب کر سکیں

(ماخوذ)

اطلاع

اس مہینہ کا پیر بھائی خاص وجوہات کے سبب شائع نہیں ہوا

انشاءاللہ آئندہ شائع ہوگا۔ (حسن نظامی)

ہماری جسمانی اور ذہنی قوتیں

(از جناب مولوی مسعود علی صاحب)

پروردگار عالم نے ہر شے کی ترقی اور اصلاح کے سامان اور اسباب پیدا کر دیئے ہیں کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں ہے جس سے ترقی کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ اگر ہم ترقی کے اسباب پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ہم کو پے در پے ناکامی ہو تو اس کو ہم قانون قدرت کی ناانصافی یا زمانہ کی بے اعتنائی پر محمول نہیں کر سکتے بلکہ ہم کو تصور کر دینا چاہیئے کہ ہماری ناکامی نقص عقل یا ناعاقبت اندیشی سے ملی ہوئی کوشش کا نتیجہ ہے جس شے پر نظر ڈالئے ترقی کے آثار نظر آتے ہیں۔ ایک زمین ہی کی مثال لیجئے جو ترکاریاں آجکل پیدا ہوتی ہیں وہ زمانہ قدیم میں نہیں پیدا ہوتی تھیں۔ وجہ یہ ہے کہ زمین میں وہ قوت اور قابلیت پیداوار کی نہیں تھی جو اس وقت مدت دراز کی ترقی کے بعد پیدا ہوئی ہے لہٰذا روز بروز اس کی حالت میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جتنے جھاڑ اور جھاڑیاں اور جھیلیں موجود ہیں زمین کی زرخیزی کے اسباب پیدا کر رہے ہیں۔ رفتہ رفتہ ان کی قوت زائل ہوتی جاتی ہے اور ہوا اور پانی کے ذریعہ سے زمین میں ان کا بوسیدہ مادہ مل کر زمین کی زرخیزی کو بڑھا رہا ہے جب تک دنیا کا انتظام چلتا رہیگا اور روز بروز ترقی ہوتی جائیگی اور انسان کے آرام و آسائش کے لئے سامان مہیا ہوتا رہیگا۔ ترقی کی مثال بے شمار چیزوں میں ملتی ہے۔ تمام غلہ، پھل، پھول، نباتات ایک تخم کے ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ نظام قدرت نے ہر شے کو بڑھنے کا مادہ دیا ہے وہ ملک جو لڑائی اور مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے اسکی آبادی سو سو سال میں دو چند ہو جاتی ہے۔ چند ہزار سال کے بعد تمام مہذب قومیں اصولاً اس قدر بڑھ جانی چاہئیں کہ ان کو بسنے کے لئے جگہ نہ مل سکے۔

جسطرح قدرت نے تمام اشیا خواہ انسان خواہ حیوان خواہ نباتات کی ترقی اور زیادتی کا مادہ پیدا کیا ہے اسی طرح ہر شے کی سیرت اور مزاج و اوصاف کی ترقی کا مادہ بھی رکھ چھوڑا ہے۔ چند اقسام کے نباتات میں اسکی مثال موجود ہے کیا یہ ممکن ہے کہ جب پھل پھول میں قدرت نے یہ مادہ پیدا کیا ہے تو انسان میں کوئی پیدا نہ ہوگا اور کیا خداوند تعالیٰ نے ہم کو اپنی حالت درست کرنے اور اوصاف کو ترقی دینے کی قابلیت عطا نہ کی ہوگی۔

پس ہماری قوم کا فرض ہے کہ اسکا ہر ایک شخص فرداً فرداً جسمانی اور خاصکر ذہنی قوتوں سے مستفید ہونے کی کوشش کرے ورنہ وہ دنیا کی مہذب اور ترقی کرنیوالی قوموں کا ساتھ ہرگز نہیں دے سکتی۔ اب یہ بات کہ ہم اپنی ذہنی قوتوں کو کیونکر بڑھائیں اور ان کو کیونکر دائرہ فہم و ادراک میں مجتمع کرکے فائدہ اٹھائیں۔ اسے ایک امر عظیم نہ سمجھنا چاہیئے۔ جہاں قدرت نے دیگر امور کی ترکیب آسانی اور سہولت کے ساتھ رکھی ہے اسی طرح اس امر کے متعلق بھی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ خدائے پاک نے ہم کو جو قوت عطا کی ہے اسکا صحیح اور مناسب استعمال کریں اور جستجو میں رہیں کہ ہمارے خیالات کونسا پہلو اور کونسا رنگ اختیار کرتے ہیں جس سے ہمارے اعلیٰ اوصاف میں ترقی ہو۔

ان امور کے لئے اور دین و دنیوی ترقی کے لئے عمل ایک لازمی اور ضروری چیز ہے۔ جسطرح عمل ہماری جسمانی قوتوں کو نشوونما دیتا ہے اور کاہلی اسی طرح اس کا اثر ذہنی قوی پر پڑتا ہے۔ کاہل آدمی کبھی خود بخود باکمال نہیں ہو سکتا۔ بیکاری سے ہمیشہ کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اپنے ہاتھ یا پاؤں کو ایک جگہ رکھو اور مہینہ بھر کام نہ لو تو یقیناً وہ بیکار ہو جائیگا۔ جسقدر ہم کم کام کرتے ہیں اسی قدر ہم کو کام نہ کرنے اور آرام طلبی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ جسقدر کام زیادہ کرتے ہیں اسی قدر کام کرنے کی طرف طبیعت زیادہ مائل ہوتی ہے۔ اصول قانون قدرت یہ ہے کہ ہمارے مزاج کے ہر ایک فعل کی مشق سے خوشی ہونے لگتی ہے لیکن ضرورت ہے کہ ہم ایک قوت کو بالکل صرف نہ کردیں ورنہ اور قوتیں بالکل بیکار ہو جائینگی مثلاً اگر صرف دماغی قوت ہی سے کام لیا جائے اور خوب کھایا پیا جائے مگر جسمانی قوت کا خیال نہ کیا جائے تو جسمانی قوت کمزور ہو جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جسمانی کمزوری کا اثر دماغ پر پڑیگا اور پھر دماغ کا جسم پر۔ الغرض قوتوں کی اصلاح و مشق ہم کو عروج و عظمت تک پہونچا سکتی ہے۔

اگر ہم اچھے ہونگے تو ہماری اولاد بھی اچھی ہوگی اور ضرور ہماری قابلیتوں اور عیوب کا مادہ ان میں ہوگا۔ بہرحال ہم کو ضرورت اس کی ہے کہ ہم میں فائق عزت اور خود کام کرنے کی قابلیت کا مادہ پیدا ہو جائے۔ اسکی طرف نہ ہم اپنی کوششوں و تدبیروں سے فائدہ اٹھائیں اور دوسری طرف غفلت کا نام نہیں لہٰذا ہر شخص کو اپنی قوت بڑھانے اور قائم رکھنے کا موقع دینا چاہئے۔ ہر ایک قوت کے لئے مناسب علاج اور اسے ترقی دینے کا مخصوص طریقہ ہے مثلاً کھانے پینے کی چیزوں یا دیکھنے سے صرف بھوک پیدا ہو سکتی ہے روپیہ یا سونا یا اسباب دیکھنے سے نہیں پیدا ہوتی۔ چیزوں کے دستیاب کرنے کی خواہش اسی وقت ہوتی ہے جب ایک چیز اپنے پاس موجود ہوتی ہے اور دوسری کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ کسی شخص کو ایک نیک فعل کرتے ہوئے دیکھنا خود نیکی کا خیال پیدا کرتا ہے۔ ایک معصوم کی صورت دیکھنے سے قلق ہوتا ہے کسی پر درد کہانی کے سننے سے طبیعت بھر آتی ہے۔ غرض ہر قوت ذہنی کے درست استعمال اور حصول کے لئے ضروری ہے کہ ہم سوچیں سمجھیں۔ غور کریں۔ چیزوں کے اصول کی تحقیقات کریں ان کے قوانین اور اسباب وجود غور سے ملاحظہ کریں۔ تکلیف اٹھانے سے تکلیف کی حقیقت اور قیافہ کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ خوبصورت نفیس اور ہر طرح سے کامل و عمدہ بنی ہوئی چیزوں کے دیکھنے سے قوت انتخاب کا مادہ بڑھ جاتا ہے۔ الغرض ہر قوت کو ترقی دیجاتی ہے اگر اس کا استعمال صحیح ہو تو وہ انسان میں ایک خوبی پیدا کرتی ہے۔ اور اگر غلط اور ناجائز امور کو پسند کیا اور ان کی عادت ڈال دی تو ایک عیب و نقصان پیدا ہوتا ہے اور وہی عیب دوسری نیکیوں کو رفتہ رفتہ خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص جسکو سوسائٹی نہایت عزت و رفعت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور وہ شخص جو عوام کے لئے ایک فرشتہ رحمت کا حکم

ملتا ہے یا اکلا بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی بقا قابلیت جس سے ملک و قوم کو فائدہ پہنچتا ناقص ہو جاتی ہے۔

ہم کو اپنی قوتوں کے بڑھانے کے لیے دو باتوں پر خیال کرنا چاہیے۔ ایک یہ کہ ہم ہر قوت کے ٹھیک اثر اور رفتار پر نظر رکھیں اور اُس کے بڑھنے کی وجہ دریافت کریں۔ اگر اُس سے استفادہ ہو تو اُس کو مدنظر رکھیں۔ ارادہ کے استحکام سے کچھ مدد مل سکتی ہے مگر ہر مقصود کے لئے خود پیدا ہونے والی خواہش اگر قدرتی ہوگی تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ طبیعت پر ایک خاص اثر ڈالنے اور ... دستی نفس کشی کرنے کا اثر زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ سکتا۔ ہم کو چاہیے کہ اپنی طبائع کو رفتہ رفتہ عمدہ قوتوں کے استعمال کے موزوں کریں۔ اس کے بعد نفس کشی میں خاص مدد حاصل ہوگا۔ اور کامیابی ہوگی۔

نیند یا تاجداری

مَنْ طَلَبَ الْعُلیٰ سَهِرَ اللَّیَالِی۔ جو بلند مرتبہ ہونا چاہے اُسکو راتوں جاگنا چاہیے۔

نیند کیسی بلا ہے۔ اچھے سے اچھے عاقل و ہوشمند کے حواس بگاڑ دیتی ہے۔ آدمی سوتا ہے تو قواے عقلی تو تیں نابود ہو جاتی ہیں۔ اسکی دنیاوی عزت کا خاتمہ ہو جاتا ہے کیونکہ نیند بادشاہ و گدا عالم و جاہل کو یکساں آتی ہے۔ اور دنیاوی امتیازات مٹا ڈالتی ہے۔ انسان کو نہ یہ خبر ہوتی ہے کہ اُسکا جسم کُھلا ہے یا ڈھکا ہے نہ یہ جان سکتا ہے کہ اُس کے اعضاے کس جگہ اور کس حال میں ہیں۔ بیشک نیند سے بدتر ابن آدم پر کوئی عذاب اس دنیا میں نہیں ہے۔ خدا نے طبعی عمر سو برس کی دی ہے۔ اسمیں پچاس برس کی نیند کے حصہ میں چلے جاتے ہیں۔ دس برس بچپن کے کھیل کود میں۔ دس برس بیماری میں۔ تیس برس بچتے ہیں اُنہیں میں جوانی کے جذبات اور بڑھاپے کی زبونی سے سابقہ پڑتا ہے۔ پھر کہو اس زندگانی نے کیا مزہ دیا۔ اور بیچارا آدمی دنیا میں کیا خاک جیا۔

اس شکوہ کے بعد نیند کی تعریف بھی کرنی چاہیے وہ رات کو موت یاد دلاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کیا ہوگی۔ کیسی ہوگی۔ کیونکہ موت اور نیند میں کچھ بھی فرق نہیں ہے۔ اسی واسطے رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ۔ سونا موت کا بھائی ہے۔

نیند امراض جسم کا قدرتی علاج ہے۔ نیند تکان اعضا کا نیچرل آرام ہے۔ نیند نہ ہو تو دنیا کی بیداری اجیرن ہو جائے۔ جینا پہاڑ معلوم ہونے لگے۔

جس کو اچھی نیند نصیب نہ ہو اُسکی زندگی دوزخ کی زندگی ہے۔ وہ مدہوش سونے والونکو دیکھ کر حسرت سے ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ کیونکہ نیند کی قدر اسیر قدرت ہوتی ہے۔ کہ وہ کیسی نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بیمار سے پوچھو جو اس کے مرض میں دنیا سے گئی ہے۔ اس سے کوئی پوچھتا کہ نیند بڑی ہے یا جاگنا تو وہ یقیناً کہتا کہ نیند بڑی ہے۔ دنیا کی کوئی نعمت اچھی اور صاف نیند کی برابر نہیں۔ نیند جہان کی ہر راحت سے بڑی ہے۔ جوانوں سے کہدو۔ بچوں کو آگاہ کر دو کہ اپنی تندرستی کی حفاظت کریں۔ اپنے جسم اور معدہ کی قوت کو کمزور نہ ہونے دیں کہ نیند بیمار اور کمزور کو صاف اور اچھی نہیں آتی اور اُسکو اپنی زندگانی کرکری اور بے مزہ نظر آنے لگتی ہے۔ کم سونا چاہیے۔ مگر اچھا سونا چاہیے۔ جو لوگ بہت سوتے ہیں وہ بھی بُرے اور جو اچھا نہیں سو سکتے وہ بھی نکمے۔

(حسن نظامی)

غذائے روح

زباں ور ذکر و دل در فکر خانہ | چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ
چوں شوی استادہ از بہر نماز | دل بود در کار دکھنوائے حیلہ ساز
ایں نماز تو سود آخر تباہ | فکر باطلہا کند رویت سیاہ

زبان الہی صحیح اور ہوس نفسانی جمع، ہم محراب کے سامنے تصویر دیوار کی مثل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بطور معمولی عادت کے تکبیر کے ساتھ ہمارے ہاتھ حرکت کرتے اور زبان تسبیح و تلاوت کے ساتھ جنبش پیدا ہوتی ہے۔ رکوع و سجود کے لئے ہم جھکتے ہیں مگر ہم کو ان حرکات کا بالکل شعور نہیں ہوتا نہ ہمارے نفس پر اس کی کچھ تاثیر ہوتی ہے۔ ان کے مقاصد پر توجہ کرتے اور غرض و غایت پر نظر ڈالتے کا تو ذکر ہی کیا ہے ورنہ اس نماز کو ہم وہ نماز سمجھتے ہیں جسکی تعریف میں حکیم برحق نے فرمایا ہے اِنَّ الصَّلوٰةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ حالانکہ ہم برائیوں اور بدکاریوں میں شب و روز گرفتار رہتے ہیں۔

نماز اعضائے جسمانی کی حرکات و سکنات کا نام نہیں ہے اور نہ وہ بالذات مقصود ہیں لا شریعت نے ان کو اطمینان کیساتھ خضوع و خشوع کا مظہر مقرر کیا ہے اور یہ طریقہ آئینہ ہے اُس تعلق کا جسکے سبب سے ہر ایک بندہ اپنے معبود کے سامنے عاجزی کے ساتھ پیش ہوتا ہے تاکہ انسان اپنے امور معاش و کاروبار زندگی میں یاد الہی سے غافل ہو کر خصیص بہیمیت میں فنا نہ ہو جائے۔ خدا کی ذات نے نیاز اس سے مستغنی ہے کہ ذی عقل و ذی فہم صرف اعضائی حرکات کی تکلیف دے جس سے کچھ مقصد نہ ہو اور محض لا یعنی حرکات پر جزا اور ثواب کا وعدہ کرے۔ نماز ایک خاص روحانی مشق کا نام ہے مذہب اسلام نے اس کو معبود کے مراقبہ کے لئے ذریعہ مقرر کیا ہے یہ ایک مائدہ رحمت ہے جو آسمان سے نازل ہوا ہے اور جسمیں نورانی عالم کی روحانی غذائیں رکھی گئی ہیں تاکہ انسان پر جسمانی غذاؤں کے تسلط سے خواہشات کا غلبہ نہ ہو جائے انسان میں دو مختلف اور متباین عالم پیدا کئے گئے ہیں اُن میں سے ہر ایک کے لئے ایسے وظائف ہیں جو اسکی طبیعت کے موافق اور اُس کے درجہ کے مطابق ہیں ایک عالم مادی ہے جو کثیف ہے اور دوسرا روحانی اور لطیف ہے پہلے عالم کا نام جسم اور دوسرے کا روح ہے جسم اُن چیزوں کو عناصر سے اپنا وجود حاصل کرتا ہے اس لئے اس پر طبیعت کے قوانین تحلیل و ترکیب کے احکام جاری اور قوت و ضعف کے آثار طاری ہوتی رہتی ہیں جو حصہ اسکے بدن کا بحکم قانون طبعی تحلیل ہوتا ہے اُس کی معاوضہ کی سخت ضرورت لاحق ہوتی ہے اور یہ حصہ غذا سے پورا کیا جاتا ہے روح عالم سفلی سے نہیں اسکے اجزا تحلیل نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ بسیط ہے اور آسمان سے نازل ہوتی ہے مگر اس کو مادی عالم سے سابقہ پڑا ہے اور ایک مدت تک اُسکا تسلط رہتا ہے ان دونوں میں ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ ایک دوسرے پر غالب ہو اور وہ انسانی ہیکل کا مالک ہو جائے اور اسکو اپنی مرضی کے موافق جدھر چاہے پھیرے اس وجہ کر روح بھی اس امر کی محتاج ہے کہ اسکو عالم علوی کی مدد پہنچے تاکہ وہ تقویت حاصل کرے اور اپنے حریف پر غالب آسکے اور اپنے استقلال کے مرکز کی حفاظت کر سکے اور یہی اسکی غذا ہے جس وقت روح کو غلبہ ہوگا تو وہ انسان کو اس کے اصل مقام یعنی عالم ملکوت کی طرف لے اُڑے گی اور مادی عالم کے جزوں میں اس طرح تصرف کرے گی جیسے کوئی اپنے خادموں پر حکومت کرتا ہے اس کے برخلاف اگر جسم کو روح پر غلبہ حاصل ہوگا تو جسمانی خواہشیں اسکو مغلوب کرینگی اور انسان کو ذلیل حیوان کے درجہ میں گرا دینگی پس تم خود فیصلہ کر سکتے ہو کہ ان دونوں حالتوں میں سے کونسی حالت بہتر و پسندیدہ ہے۔ جو چاہے قبول کرے جو چاہے اعراض کرے فقط واللہ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(عبدالکریم خاں)

رسائل کی روح

نجاستِ شراب

اسپرٹ شراب نہیں یعنی مسکر نہیں، بلکہ از قسم سمیات ہے، قرآن میں شراب اور قمار کے متعلق ایک ساتھ رجس" من عمل الشیطان" کا لفظ ہے، جو ظاہر ہے کہ معنی مجاز میں ہے حقیقت میں نہیں، ورنہ جوا کھیل کر بھی ہاتھ دھونے پڑینگے۔ آغاز اسلام میں شراب مدتوں تک استعمال میں رہی اور سنہ ۔۔۔ھ میں حرام ہوئی، مگر احادیث میں کہیں مذکور نہیں کہ اُس کے چھو لینے سے یا لگ جانے سے دھونے کا حکم دیا گیا ہے، جیسیوں جانور حرام ہیں، مگر وہ نجس نہیں، اور نہ اُن کے چھونے سے ہاتھ دھونا لازم آتا ہے۔ فلیتدبر (معارف)

انقلاب

دنیا بھی ایک عجیب انقلاب زا ہے، ثبات و قیام اسمیں کسی کو نہیں حتیٰ کہ معنویات کو بھی نہیں اس میں ایک چیز بنتی ہے تو دوسری بگڑ جاتی ہے، ایک چراغ جلتا ہے تو دوسرا بجھتا ہے۔ ایک تخیل قائم ہوتا ہے تو دوسرا ٹوٹتا ہے، ایک خیال پھیلتا ہے تو دوسرا فراموش ہوتا ہے، ایک اصول دریافت ہوتا ہے تو دوسرا شکست ہوتا ہے، ایک فن رائج ہوتا ہے تو دوسرا مٹتا ہے،

ابتدائے آفرینش سے آج تک دنیا میں ہزاروں ہی تخیلوں، اصولوں، خیالوں، نظریوں، اور فنون کی ترویج ہوئی لیکن ہر آنیوالا زمانہ اپنے ساتھ ایک نئے تخیلہ، ایک نئے اصول، ایک نئے خیال، ایک نئے نظریہ ایک نئے فن کی علٰحدہ ایک نئی فوج لایا اور اپنے ماقبل کو شکست دیکر مٹا دیا۔ (ایضاً)

ہماری زندگی

جسوقت ہم اپنی حالت پر غور کرتے ہیں، تو حیرت ہوتی ہے کہ اسوقت تک ہمارا صفحۂ عالم پر قایم رہنا کس معجزہ کا نتیجہ ہے۔ نہ ہم میں علم، نہ ہمارے ہاں صنعت، نہ ذوق عمل، نہ فکر حیات پھر یہ زندگی کیسی؟ آپ زیادہ سے زیادہ اس کے مقابلہ میں اپنی داستان مابعد الطبیعت کو دہرا سکتے ہیں اور اس مادی ترقی کے سامنے اپنی فرسودہ روحانیت کا ذکر کر سکتے ہیں لیکن یہ وہ باتیں ہیں جنکا جواب سوائے ہنسی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے ذکر میں آخرت کے مسئلہ کو چھیڑ دینا ایسی لایعنی بات ہے جسکی طرف کوئی ذی فہم شخص اعتنا نہیں کر سکتا علی الخصوص اس وقت جب مذہب اسلام نے تمام دنیاوی ترقیوں کے راستہ کو ہمارے لئے کھول دیا ہے۔ (نگار)

تعینِ وقت

دن کو ۱۲، ۱۲ گھنٹے کے دو مساوی حصوں میں تقسیم کرنے کا طریقہ بہت قدیم ہے اور ۰ ۱۵ ق م زمانہ ہپارکس سے جاری ہے زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اکثر قومیں اپنا سرکاری دن غروب آفتاب سے شروع اور وہیں پر ختم کرتی تھیں، مسلمانوں میں بھی شروع دن یہی ہے۔

اب آجکل دن آدھی رات سے شمار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے دن کا شمار آدھی رات سے رکھنے میں سہولت دیکھی گئی اس بنا پر ایک ہئیت داں ۱۲ بجے دوپہر کو اپنی تاریخ بدل دیتا ہے کیونکہ اسوقت وہ مشاہدات تقریباً کرہی نہیں سکتا۔ اسلئے اس کو دوپہر سے شمار کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

دن کو گھنٹوں میں تقسیم کرنے کی ابتدا دھوپ گھڑی کے ساتھ ہوئی۔ ۶۰ دقیقوں اور ۶۰ ثانیوں کا خیال بابلیوں کے وقت سے جاری ہے جنہوں نے اعداد کے عشری اور اثنا عشری نظام کو ملا کر ۶۰ کو معیار قرار دیا تھا کیونکہ اس کے بہت سے پورے پورے اجزائے ضربی ہو سکتے ہیں۔ (ایضاً)

حوادث اور انسان

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حوادث کی صرف تین قسمیں ہوسکتی ہیں ایک قسم تو حوادث کی وہ ہے جنکا تعلق بالکل فطرت اور طبیعت سے ہے، جیسے حرکت کواکب کسوف و خسوف، شہاب ثاقب وغیرہ یا وہ حوادث جو فطری و طبعی حوادث کے وجہ سے رونما ہوتے ہیں جیسے گرمی، سردی، بارش، آندھی وغیرہ۔ دوسری قسم کی حوادث وہ ہے جو عالم حیات کو متاثر کرتی ہے، جیسے بیماری، قحط سالی وغیرہ۔ تیسری قسم کے حوادث وہ ہیں جو انسان سے بحیثیت ایک عاقل ہستی ہونیکے ظاہر ہوتے ہیں۔

آپ غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کا کوئی واقعہ ان تین قسموں سے خارج نہیں ہوسکتا۔ پھر آئیے دیکھیں کہ حوادث کی ان تینوں قسموں پر مقدرات الٰہی کس حد تک مؤثر ہیں۔ پہلی قسم کے حوادث (یعنی حوادث طبیعہ) کا مقدرات خداوندی سے متعلق ہونا ظاہر ہے اور معمولی فہم کا انسان بھی اجرام فلکی کی حرکت، کسوف و خسوف، زلزلہ، آندھی، امساک باراں، شہاب ثاقب، کوہ آتش فشاں وغیرہ کو کسی انسانی فعل کا نتیجہ خیال نہیں کرسکتا۔ الغرض ہر شخص یقین کرتا ہے کہ یہ حوادث قدرت کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ ان سے جیسا چاہتی ہے کام لیتی ہے۔

دوسری قسم کے حوادث جو حیات عالم پر موثر ہوتے ہیں، جیسے بیماری، خشک سالی وغیرہ، سو اگر غور کیجئے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب کے سب قسم اول کے حوادث سے پیدا ہوتے ہیں۔ وبا اس لئے ہوتی ہے کہ جراثیم ادہر سے اُدہر منتقل ہوتے ہیں، پانی یا ہوا کا تعلق حوادثِ طبعیہ سے ظاہر ہے۔ الغرض حوادث زندگی میں سے کوئی حادثہ ایسا نہیں ہے جس کا تعلق حوادث طبعی سے نہ ہو۔

اب رہے تیسری قسم کے حوادث جن کا تعلق عقل انسانی سے ہے، سو اسکی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ جو اضطراری طور پر انسان سے سرزد ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جنھیں انسان اپنے ارادہ سے کرتا ہے، سو اول قسم کا ذکر تو فضول ہے کیونکہ اس کا تعلق حوادثِ حیات طبعی سے ہے رہی دوسری قسم سو ظاہر ہے کہ تمام اختیاری حرکات انسان کے کسی ایسی قوت سے متعلق ہونگی جو (۱) اسکو وراثۃً منتقل ہوئی ہے یا (۲) اقلیم کی آب و ہوا کے زیر اثر پیدا ہوئی ہے یا (۳) تربیت سے اس نے حاصل کی ہے۔

اگر وہ راثتۃً منتقل ہوئی ہے تو انسان کی مجبوری ظاہر ہے، اگر اقلیم کی آب و ہوا کا اثر ہے تو بھی اسے کوئی اختیار نہیں اور اگر وہ نتیجہ ہے تربیت کا تو دیکھنا چاہیئے کہ اسکی تربیت کا نقص یا کمال کس حد تک حوادث طبعی یا حوادث حیات سے متاثر ہوا ہے اور غور کرنے سے بمشکل کوئی ایسی مثال مل سکتی ہے جس میں حوادث طبعی یا اس کے ماتحت حوادث کا اثر نہ پایا جائے۔

اب اس سے آپ خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انسان کس حد تک مختار ہے اور کس حد تک پابند۔

(ایضاً)

جذبات جوش

(از جناب شبیر حسن خاں صاحب جوش ملیح آبادی)

دل کہ قریب مرگ ہے۔ محشر سوز و ساز ہو ۔۔۔ زلف بدوش ادھر بھی آ۔ عمر تری دراز ہو!
کتنی کرشمہ ساز ہیں عشق کی خاکساریاں ۔۔۔ غازۂ روئے غزنوی۔ گرد رہ ایاز ہو!
جتنی بھی کھینچیے کماں۔ بڑھتا ہے زور تیر کا ۔۔۔ مجھ سے نیاز مند کو۔ آپ سا بے نیاز ہو
بھید حریم قلب کے جس کی نگاہ پا گئی ۔۔۔ کیوں نہ ہر ایک سانس پھر اُسکی نظر میں راز ہو
شکوہ ہجر ہے دلیل۔ جذب دروں کے ضعف کی ۔۔۔ کیوں نہ کسی کو کھینچ لے۔ دل میں اگر گداز ہو؟
ٹپکا جو اشک خونچکاں پلکیں لرز کے جھک گئیں ۔۔۔ وقت غروب آفتاب۔ سایہ نہ کیوں دراز ہو؟
حسن ازل کے روبرو۔ دل ڈپٹ ہی تھی بڑھا ۔۔۔ زلف بتاں سے بیخبر بستہ دام آز ہو"

نغمۂ عندلیب کو جوشؔ رباب سے غرض؟
عشق کو کیا ہزار بار حسن زمانہ ساز ہو

شیطان و فرشتہ

حقیقتیں کائنات میں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں دونوں کا ایک دوسرے سے متصادم ہونا لازمی ہے اور اس تصادم سے جو خطرات پیدا ہو سکتے ہیں اُن سے شیرازۂ کائنات ایک لمحہ میں منتشر ہو سکتا ہے۔ ملکوتیت اور شیطنت اگر ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں بہت ممکن ہے کہ ملکوتیت ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے شیطنت ایک حیثیت ارتقائی ہے اس لئے وہ زیادہ مستحکم ہے اُس کو کوئی قوت فنا نہیں کر سکتی۔ چونکہ قدرت کو ان دونوں حقیقتوں کو ایک ساتھ قائم رکھنا تھا اس لئے انسان کی تخلیق ضروری سمجھی گئی انسان صرف اس لئے پیدا کیا گیا تھا کہ ملکوتیت اور شیطنت دونوں کو ایک دوسرے سے براہ راست ٹکرانے نہ دے اور جب کبھی تصادم کا اندیشہ ہو اپنی ہستی کو پیش کر دیا کرے کہ دونوں قوتوں کے جو اثرات ایک دوسرے پر پڑ سکتے ہیں وہ انسانی ہستی پر صرف ہو جائیں۔

یہ طلسم کائنات تمام تر غلط فہمیوں پر مبنی ہے۔ فرشتے سمجھتے ہیں کہ تخلیق انسانی میں قدرت کے برگزیدہ مقاصد مضمر ہیں۔ انسان تمام حقائق کا مرکز ہے اور اُسی کے وجود میں ارباب قضا و قدر کے وہ تمام صفات پوشیدہ ہیں۔ فرشتے جن کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ شیطان سمجھتا ہے کہ انسان ہی وہ قابل نفرت ہستی ہے جس نے اُسکو ملکوتیت سے محروم کر دیا وہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ آدم کی تخلیق کا باعث خود اُسی کی شیطنت تھی۔ انسان اس دھوکہ میں ہے کہ وہ خدا کی محبوب ترین مخلوق ہے وہ ملکوتیت اور شیطنت دونوں سے بالاتر حقائق کا مجسمہ ہے کائنات کی وہی ابتدا ہے اور وہی انتہا اور اُس کے ہر انداز میں الوہیت کے رموز چھپے ہوئے ہیں۔ وہ شیطان سے اس لئے متنفر نہیں کہ خدا نے اُسے ملعون قرار دیا ہے بلکہ صرف اس لئے کہ اُس نے آدم کے سجدہ سے انکار کر دیا تھا

حقیقت یہ ہے کہ انسان نہ حق ہے اور نہ باطل اُسکا وجود محض ایک فریب کائنات ہے اُسکی ہستی فطرت کی اس آسان پسندی کا نتیجہ ہے جس نے فرشتے اور شیطان دونوں کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے ایک پیکر اعتدال پیدا کر دیا۔ اعتدال اصل میں شکست حق ہے اور فتح باطل۔ دور شباب میں انسان حقائق کی طرف بڑھنا چاہتا ہے یا انسانیت کے خلاف شباب ایک علم بغاوت ہے۔ وہ اُن قوانین اور اُن قیود کو توڑتا ہے جو انسانوں نے اپنی ذات پر تحفظ انسانیت کے لئے عاید کئے ہیں۔ ان قوانین کے ذریعہ سے انسان چاہتا ہے کہ ہمیشہ انسان رہے وہ یہ نہیں سمجھتا کہ خود اپنے ارتقاء کے سلسلے میں وہ ان قیود سے رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے۔ لیکن شباب ان رموز کو سمجھتا ہے اس لئے وہ ان قیود کو توڑ کر حقائق کیطرف واپس جانا چاہتا ہے وہ اسکی کوشش کرتا ہے کہ اسکی لایعنی انسانیت کسی حقیقت میں فنا ہو جائے ملکوتیت ہو یا شیطنت لیکن قدرت کی مصالح یہ نہیں چاہتے۔ اس لئے خدا نے دور شباب کو مختصر اور زوال پذیر کر دیا ہے وہ چاہتا ہے کہ ایک زمانہ تک نظام عالم کو قائم رکھے جب اُسے اختتام کائنات منظور ہوگا تمام حقیقتیں انسان پر خود بخود منکشف ہو جائیں گی۔ قیامت اُسی وقت برپا ہوگی جب ہر انسان پر اُس کی انسانیت کا راز افشا ہو جائیگا۔

مصائب زندگی

ہم کو اپنی زندگی میں سیکڑوں اقسام کے مصائب جھیلنا پڑتے ہیں۔ ان میں سے بعض بہت ہی سخت ہوتے ہیں۔ اور خاص کر وہ مصائب جنکے مدد رکے باعث خود ہم ہوتے ہیں۔ اور بعض برائے نام ہوتے ہیں۔ ان کی بنا محض ہمارے پریشان کن خیالات ہیں اگر ان مصائب کا مقابلہ ذرا ہمت کے ساتھ کیا جائے تو فوراً ان کی حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے

ایک قسم ہمارے مصائب کی اور بھی ہے جو بظاہر بہت ہی خراب اور پریشان کن معلوم ہوتے ہیں مگر اصل میں وہ مطلق خراب نہیں ہوتے۔ اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو دراصل خراب ہوتے ہیں مگر ظاہرا اچھے معلوم ہوتے ہیں۔

جب تفکرات دنیوی کا مجمع انسان کے دماغ میں ہو جاتا ہے اور وہ اس بحر بے پایاں میں غوطہ زنی کرنے لگتا ہے تو وہ اپنی اصلی شگفتگی اور حقیقی خوشی کو بالکل بھول جاتا ہے گویا کہ وہ روشنی کو چھوڑ کر ایک قسم کی تاریکی میں آ پھنسا ہے۔ اسی حالت میں انسان کو سوا اظہار رنج کرنے یا سرد آہیں کھینچنے کے کچھ بھی بن نہیں پڑتا۔ مسٹر ایپکٹیٹس کا قول ہے کہ انسان کے واسطے بے فکری بہ نسبت ایک فرحت بخش مقام کے زیادہ بہتر ہے۔

ہم کو اس بات کی کوشش کرنا چاہیئے کہ ہم اس مبارک طریقہ کو اختیار کریں جو ہم کو تفکرات دنیاوی سے بالکل آزاد کر دیتا ہے۔ وہ طریقہ یہی ہے کہ ہم اپنے دماغ میں

پریشان کن خیالات کو بالکل رنگ نے دیں مثلاً اپنے کلام میں ایک جگہ لکھتا ہے "انسان اپنے خیالات کی بنا پر دماغ ہی میں جنت کو دوزخ اور دوزخ کو جنت بنا لیتا ہے" ہم ظاہراً قید کردیے جاتے ہیں مگر درحقیقت بالکل آزاد ہیں۔ کیونکہ ہمارا دماغ بالکل آزاد ہے۔ اور اصلی آزادی انسان کے واسطے اس کے خیالات کی آزادی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پتھر یا اینٹ کی دیواروں یا لوہے کی سلاخوں سے جیلخانہ نہیں بنتا ہے بلکہ ہمارا خاموش اور نادان دماغ خود ہی اس گوشے کو قید خانہ تصور کر لیتا ہے۔ درحقیقت ہم آزاد کہے جانے کے مستحق اسیوقت ہو سکتے ہیں جبکہ ہمارا دل و دماغ بالکل آزاد ہو۔ یہی وہ آزادی ہے جو صرف بلند پرواز فرشتوں کو حاصل ہے۔ (ادیب)

نونہالوں کی موت

قدرت نے لگایا ہے ایک باغ طرب افزا
میووں سے لدی شاخیں ہیں جھومتی یاں ہر جا

پودوں میں وہ سرسبزی قدرت نے عیاں کی ہے
جن پر کہ نظر پڑتی سب اہل جہاں کی ہے

ناگاہ فرشتہ اک ہوتا ہے یہاں داخل
جسطرح کسی گھر میں ہو سیل رواں داخل

خوں اُس کی نگاہوں سے ہر لحظہ ٹپکتا ہے
ہے ہاتھ میں جو چاقو بجلی سا چمکتا ہے

ہے کاٹتا اک دم وہ سرسبز نہالوں کو
رحم اُنپہ نہ کیوں آئے سب پھلنے والوں کو

میووں سے لدی شاخیں پودوں سے جدا کرکے
لے جاتا ہے اور خوش ہے یہ جور و جفا کرکے

اک دن یہ فرشتے نے سوچا کہ مرا چاقو
میووں کے درختوں کے کرتا ہے جدا بازو

پتوں سے سمٹ چھپ کر جو پھول مہکتے ہیں
پھندے سے مرے بچکر کیا کیا نہ تھرکتے ہیں

یہ سچ ہے کہ حُسن اِن پر اک نور سے برساتا
جب سانس یہ لیتے ہیں گلشن ہے مہک جاتا

پھولوں ہی کے دم سے ہے اس باغ کی آبادی
گاتے ہیں مگن ہو کر یہ نغمۂ آزادی

شبنم کے مگر آنسو ہر صبح بہاتے ہیں
چاک اپنے گریباں کا گلچیں کو دکھاتے ہیں

لازم ہے کہ پاس اس کے میں جاؤں اِنہیں لیکر
یہ جس کی جدائی میں رہتے ہیں سدا مضطر

یہ کہہ کے فرشتے نے غنچوں پہ نظر ڈالی
افسوس کیا لیکن دل رحم سے تھا خالی

مُنھ بند جو تھیں کلیاں چاقو سے اُنہیں کاٹا
دیکھ اس کی یہ بیدردی تھا باغ میں سناٹا

دامن میں سمیٹ اُن کو غنچے وہ لیے سارے
پھر ہنس کے کہا کلیو ہیں افسردہ یہ بیچارے

لے جاؤنگا میں ان کو مالک کی حضوری میں
ہر صبح یہ روتے ہیں جس کے غم دوری میں

ہیں غنچہ و گل اُس کے ہیں اُس کے چمن سارے
اُلفت میں اُسی کی ہیں پودے یہ مگن سارے

پھولوں کا ہر اک پودا خوش ہوگا وہاں جاکر
پھولیں گے پھلیں گے سب جنت کی ہوا پاکر

جب ڈوب کے اُبھرینگے یہ دودھ کی نہروں میں
پھول اِن کے نہا لینگے سب نور کی لہروں میں

جنت میں جو ہیں پودے پاکیزہ و نورانی
ہیں پھول یہی جن سے زینت ہے اِنہیں پائی

کہتے ہیں یہ فرشتہ ہے یہ موت کا پیغامی
پھولوں کو جو کرتا ہے پامال بہ ناکامی

سرسبز نہالوں کو جو کاٹتا پھرتا ہے
اک برق بلا بنکر جو باغ پہ گرتا ہے

ہے توڑتا آفت یہ کھیتوں پہ کسانوں پر
لے دردیہ نام اِس کا دنیا کی زبانوں پر

یہ سچ ہے۔ مگر جن کو تھوڑی سی بصیرت ہے
یہ اُن کی نگاہوں میں ایک قاصد رحمت ہے

یہ کاٹ کے جو پودے اس باغ سے ہے لیتا
فردوس کے باغوں میں ہے سب کو لگا دیتا

پروان چڑھیں گے یہ جنت کی ہواؤں سے
خوراک یہ سب لینگے رحمت کی فضاؤں سے

کچھ روز مہکتے یہ دنیا میں اگر رہتے
آتی جو خزاں ان پر پھر اُسکی جفا سہتے

جنت میں مگر اِن پر برسے گا سدا جوبن
کر سکتی نہیں ان سے کچھ باد خزاں اَن بن

یاں لایق عبرت ہے ہستی ہے جو آج انکی
مالک کی نظر میں واں بڑھ جائیگی لاج اِن کی

(وحید الدین سلیم (دہ ا لناظر))

معلومات

سردی کیوں پڑتی ہے؟

زمین آفتاب سے جتنی دور ماہ جولائی میں ہوتی ہے اُس کی نسبت ماہ فروری میں کوئی کوئی تیس لاکھ میل زیادہ نزدیک پہونچ جاتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ فروری یا یوں کہو کہ جاڑوں کے ایام میں نصف کرے میں سردی زیادہ پڑتی ہے۔ ہم اس کے ظاہری اسباب جو از روئے سائنس مسلمہ ہیں بیان کرتے ہیں۔ بقول پروفیسر جی پی سروس اُس مقام پر گرمی زیادہ ہوتی ہے جس پر سورج کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں مگر جس مقام پر سورج کی شعاعیں ترچھی پڑتی ہیں اُن میں زیادہ گرمی نہیں ہوتی۔ اسی باعث خط استوا پر جہاں آفتاب ٹھیک سر کے اوپر ہوتا ہے اور زمین پر اُس کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں گرمی ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے۔ برعکس اس کے قطبین پر جہاں اُس کی شعاعیں ترچھی پڑتی ہیں گرمی زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ اس کا ظاہری ثبوت یہ ہے۔ کہ اگر تم آگ کے پاس بیٹھو اور اپنے ہاتھ کی ہتھیلی ہموار کرکے آگ کے مقابل رکھو تو تمہیں ہاتھ میں گرمی زیادہ محسوس ہوگی برخلاف اس کے اگر تم ہتھیلی کو ایسے مقام پر ہٹا لے جاؤ کہ آگ کے مقابل نہ ہو تو گرمی کم محسوس ہوگی۔

اس مسئلہ کے متعلق دوسری قابل لحاظ بات یہ ہے کہ علم جر ثقیل کے ایک مشہور اصول کی رو سے جس محور پر زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے زمین اپنی سالانہ گردش میں چاہے کسی مقام پر ہو۔ مگر محور کا رخ ایک ہی طرف کو رہتا ہے۔ زمین کے محور کا رُخ زمین کے مدار کی سطح کی طرف ۲۳ ½ درجہ جھکا ہوا رہتا ہے۔ یا یوں کہو کہ اُس کا رُخ سورج کی طرف کو رہتا ہے چونکہ محور اپنی ہی جگہ پر قایم رہتا ہے اس لئے سال کے ہر ایک حصہ میں زمین کا ایک سرا سورج کے گرد گردش کرتے وقت سورج کی طرف رہے گا۔ اور دوسرا دوسری طرف۔ چنانچہ جب شمالی نصف کرے میں گرمی ہوتی تو قطب شمالی سورج کے مقابل ہوتا ہے اور قطب جنوبی اُس سے پھرا ہوا۔ اس لئے شمالی نصف کرے میں سورج کی شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں اور گرمی زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن جب قطب شمالی کا رخ سورج سے پھرا ہوا ہوتا ہے تو شمالی نصف کرے میں سردی زیادہ اور گرمی کم ہوتی ہے۔ کیونکہ اُس وقت اس پر سورج کی شعاعیں ترچھی پڑتی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کا مدار دائرے کی شکل کا نہیں ہے بلکہ بیضوی ہے۔ اس بیضوی دائرہ کے سب سے بڑے قطر کا مقام ایسا ہوتا ہے کہ اُن ایام میں زمین سب سے دور والے مقام پر ایسے وقت پہنچتی ہے جبکہ قطب شمالی کا رُخ سورج سے پھرا ہونے کے باعث شمالی نصف کرے میں جاڑہ ہوتا ہے۔

پس اگرچہ جاڑوں میں زمین سورج سے کوئی تیس لاکھ میل زیادہ قریب پہونچ جاتی ہے تاہم زمین کا شمالی سرا سورج کے مقابل نہیں ہوتا۔ بلکہ ترچھا یا دوسری طرف کو جھکا ہوا۔ اور چونکہ سورج کی شعاعیں زمین پر ترچھی پڑتی ہیں۔ اس لئے اس قدر حرارت پیدا نہیں کر سکتیں۔ جس قدر کہ سیدھے پڑنے کی حالت میں۔ اسی باعث جاڑوں میں اگرچہ شمالی نصف کرہ سورج کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے لیکن اُس میں گرمی کے بجائے سردی رہتی ہے۔ اور برعکس اس کے جنوبی نصف کرے میں اگرچہ زمین سورج سے زیادہ قریب ہوتی ہے گرمی کا موسم ہوتا ہے۔

ہم تکیے کیوں استعمال کرتے ہیں؟

جب ہم سوتے ہیں تو ہمارے پاؤں خود بخود بوجھل ہیں اور دماغ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خون آہستہ آہستہ سر سے نکل کر اعضا میں داخل ہوتا ہے۔ بعض اوقات رات میں نیند نہیں آتی اس کی وجہ یہ ہے کہ دماغ میں خون زیادہ ہوتا ہے۔ دوسرا تکیہ استعمال کرنے کی صورت میں قدرتی عمل میں مدد ملتی ہے اور نیند آسانی سے آتی ہے۔ اسی ضرورت سے تکیہ کا رواج ہوا۔ تکیہ بغیر یا چھوٹے تکیہ سے خون کو اوپر چڑھنے میں دقت ہوتی ہے۔ جس کا انجام بیماری ہے نیند نہ آنے والوں کو نشیبی بستر کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جسم کے اوپر کا حصہ زیرین حصہ کی نسبت زیادہ وزندار ہونے سے نشیب میں جاتا ہے۔ اگر دو تکیوں سے سہارا دیکر بلند کریں تو گردن ٹیڑھی ہونے کا احتمال ہے جس سے گردن کے دوران میں دقت واقع ہوتی ہے۔

تاریکی میں روشنی کیوں نظر آتی ہے

تاریکی میں چیزوں کے نہ دکھائی دینے کی عام وجہ یہ ہے کہ روشنی اتنی کم ہوتی ہے کہ اس کی مدد سے دیکھ نہیں سکتے۔ ہماری آنکھیں ایسی بنائی گئی ہیں کہ دھیمی روشنی کو دیکھ نہیں سکتیں بخلاف اس کے بلی شیر اور بعض حیوانات کی آنکھوں کی پتلیاں اتنی کشادہ ہوتی ہیں کہ دھیمی روشنی اُن میں داخل ہو جاتی ہے۔ بلی کی آنکھ کو تاریکی میں دیکھیں تو پتلی بہت بڑی نظر آتی ہے۔

مینڈک کیونکر سنتا ہے؟

پرندوں اور چھپکلی کے مانند مینڈک کی ہر ایک آنکھ کے پیچھے کچھ فاصلہ پر چھوٹے سوراخ کان کا کام دیتے ہیں۔ ہماری طرح مینڈک کے کان باہر نہیں ہوتے

گھڑی کیوں بگڑ جاتی ہے

اس لئے کہ استعمال کرنے والے اُس کے کل پرزوں سے واقف نہیں ہوتے اور ہر پرزہ کے فعل سے بے خبر ہیں۔ غلط طریقہ استعمال و بے احتیاطی سے اُس کا خراب ہو جانا لازمی ہے۔ رسالہ گھڑی ساز آپ کو نہ صرف استعمال کا طریقہ ہی سکھا دیگا بلکہ پورا گھڑی ساز بنا دیگا۔ قیمت صرف ۴ر

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

نواڑ کی تیاری اور تجارت

نواڑ لوازم زندگی میں نہایت کارآمد چیز ہے امراء کے ہاں اسکا خرچ بکثرت ہے۔ متوسلین اور غرباء کے ہاں بھی صرف ہوتی ہے۔ لیکن جسقدر اس کا صرف ہے اسقدر سہل الحصول ارزاں اور بازار میں موجود نہیں۔ چند مقامات اس کی طیاری کے لئے مخصوص ہیں اور وہیں سے ملک کے مختلف حصص میں بغرض فروخت بھیجی جاتی ہے اگر ہوشمند اور ذہین اشخاص اس میں کچھ اور جدتیں پیدا کر دیں اور ایسی تدبیر کریں کہ اس کی قیمت میں کمی ہوجائے تو غالباً اس کا رواج عالمگیر ہوسکتا ہے۔ بحالت موجودہ بھی نواڑ کی مانگ ہرجگہ ہے اور جو لوگ اسکی تیاری اور فروخت کے لئے آمادہ ہونگے وہ غالباً کافی فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ اس کام کے لئے سو سے لیکر تین سو روپیہ تک سرمایہ درکار ہے۔

نواڑ بننے کے مختلف طریقے اسوقت رائج ہیں اور نواڑ بننے والی مشینیں بڑے شہروں میں بکثرت موجود ہیں۔ سب سے پُرانا طریقہ تو اڈے پر نواڑ بننے کا ہے جو اسوقت بھی اکثر مقامات بریلی۔ علی گڈھ۔ متھرا وغیرہ میں رائج ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی چند صورتیں نواڑ بننے کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک "ہٹ لوم" ہے جو صوبہ سندھ میں بکثرت مستعمل ہے۔ دوسرا ایک دستی کرگھا ہے جو مسرز بی۔ ڈی۔ بیری اینڈ کو ۵۲ رپن اسٹریٹ کلکتہ کے ہاں ملتا ہے۔ یا سالویشن آرمی بائیکلہ۔ بمبئی سے دستیاب ہوسکتا ہے۔ یہ دونوں کرگھے اچھے اور ارزاں ہیں۔ ان کے علاوہ مشینیں ہیں جو خود بخود بنتی ہیں ان میں سے ایک مشین مسرز منشی برادرس نیپیر روڈ کراچی یا اورئنٹل مشینری سپلائنگ ایجنسی ۵۰ لال بازار اسٹریٹ کلکتہ سے ملسکتی ہے۔ اس مشین میں عمدہ نواڑ تیار ہوتی ہے اور کارگزاری بھی دوسرے کرگھوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے لیکن اس میں صرفہ بھی زیادہ بیٹھتا ہے اور ان لوگوں کے لئے شاید یہ مناسب نہ ہو جو بہت تھوڑے سرمایہ سے کام شروع کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ دستی کرگھا صرف ۳۵ روپے میں مل سکتا ہے اور اس مشین پر دو سو روپے لاگت آتی ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ ان مشینوں کی نواڑ نئی قسم کی ہوتی ہے اور اس لئے بازار میں اُسکی مقبولیت اور جلد نکل جانے کی اُمید ہے۔

بہرحال مشین کا انتخاب نہایت ضروری ہے اور اس کے بعد کام آسانی کے ساتھ شروع کیا جاسکتا ہے۔ کرگھے اور مشینیں دونوں پر کام کرنا آسان ہے اور ایک معمولی سمجھ بوجھ بلا دقت بہت جلد کام کرنا سیکھ سکتا ہے۔ جو لوگ کم سرمایہ لگانا چاہتے ہوں وہ دستی کرگھا رپن اسٹریٹ سے منگائیں کیونکہ یہ کرگھا تجربہ میں نہایت مفید و کارآمد ثابت ہوا ہے اور جو لوگ تین سو روپیہ رقم اس کام میں لگا سکتے ہیں اُن کے لئے مناسب ہے کہ مسرز منشی اینڈ برادرس کے ہاں سے مشین منگائیں۔ یہ مشین نہایت بہتر ہے اور کام زیادہ مقدار میں تیار کرتی ہے۔ اگر ایک شخص سو روپے کے سرمایہ سے نواڑ بننے والے کرگھے کو قایم کرے تو روزانہ چھ گھنٹے محنت کرکے روپیہ ڈیڑھ روپیہ روز کما سکتا ہے۔ اور ایک شخص تین سو روپے کے سرمایہ سے مشین مذکور منگا کر پانچ روپے روز کا منافع حاصل کرسکتا ہے۔ امید ہے کہ یہ صنعت اگر قرینہ کے ساتھ کی جائیگی تو کافی منفعت بخش ثابت ہوگی۔ پردہ نشین محنتی عورتیں جنکو گھر کی آمدنی بڑھانے کی ضرورت ہے اس وسیلہ معاش سے فائدہ اُٹھا سکتی ہیں۔

کپڑے کے کھلونے

کٹ پیس مال بیچنے والوں کے ہاں بہت سے ٹکڑے ہوتے ہیں جن کا کوئی کپڑا بننے کے قابل نہیں بن سکتا۔ یہ چھوٹے چھوٹے رنگ برنگ ٹکڑے نہایت ارزاں مل سکتے ہیں اگر ایک ہوشیار آدمی ان ٹکڑوں کے [illegible] گھوڑے۔ بلیاں۔ کتے وغیرہ جانور بنائے جن کے اندر برادہ۔ روئی یا گھاس وغیرہ بھری جاتی ہے۔ تو کافی منفعت حاصل کرسکتا ہے۔ جاپان وغیرہ سے اس طرح کے کھلونے بکثرت آتے ہیں اور بڑی قیمت پر بکتے ہیں۔ ایک ناواقف آدمی اسطرح کام شروع کرسکتا ہے کہ ایک کھلونا اُدھیڑ کر اُس کے مختلف حصوں کو پیمانہ قرار دے اور پھر اس پیمانہ کے مطابق دوسرے ٹکڑے تراش کر سی لے۔ چند روز کام کرنے کے بعد وہ خود اتنا ماہر ہوجائیگا کہ خود نئی نئی ایجادیں کرنے لگیگا۔

تکیے اور گدیاں

کپڑے کے چھوٹے چھوٹے بیکار ٹکڑوں سے نہایت خوبصورت تکیے اور کرسیوں یا گاڑیوں پر ڈالنے کی چھوٹی گدیاں تیار کی جاسکتی ہیں اور ارزاں سے ارزاں فروخت کرنے پر کافی المحنت مل سکتا ہے۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ دہلی وغیرہ بڑے شہروں میں اسطرح کے تکیے اور گدیاں بڑی کثرت سے فروخت ہوتے ہیں اور بعض آدمی اس کام کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ کام عورتیں بھی انجام دے سکتی ہیں۔

کپڑے کی تھیلیاں

رنگا رنگ کٹ پیس کے ٹکڑوں سے یہ کام بھی لیا جاسکتا ہے کہ اُن کی چھوٹی چھوٹی خوبصورت تھیلیاں روپیہ پیسہ رکھنے کے لئے سی جائیں۔ ریشمی یا رنگین سوتی ڈوریاں اُن میں ڈالی جائیں۔ اگر اسطرح کی خوبصورت تھیلیاں تیار کی جائیں تو بازار میں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوسکتی ہیں۔ یہ کام پردہ نشین مستورات بھی انجام دیسکتی ہیں۔

اگر آپ کم سرمایہ رکھتے ہیں

تو صنعت و حرفت کیطرف توجہ کیجئے سب سے آسان اور نہایت کارآمد صنعتیں سیکھنی لازمی ہیں مگر سکھانے والوں کا کال ہے۔ اس کیلئے آپ ہماری بالتصویر ذخیرۂ صنعت و حرفت کے حصے طلب فرمائیے جسمیں ہزارہا بیش بہا صنعتیں نہایت آسان پیرایہ میں سکھائی گئی ہیں قیمت حصہ اول ۱۲ حصہ دوم ۸ حصہ سوم ۸ حصہ چہارم ۸ حصہ پنجم ۸ حصہ ششم ۸ حصہ ہفتم ۸ حصہ ہشتم ۸

منیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

رسالہ دین و دنیا دہلی ۱۸

سوالات

مذہبی

(۷۸۱) کلام مجید سے فال نکالنی اور چور کا حال معلوم کرنے کی ترکیب مطلوب ہے (۱۴۴)
(۷۸۲) ریل میں نماز کا وقت آجائے تو کیا کیا جاوے (م ۱۳۱)
(۷۸۳) جنابت میں کون کون فعل ممنوع ہیں۔ (″)
(۷۸۴) احمدیوں کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں (م ۲۹۹)
(۷۸۵) سیونگ بنک کا سود لینا جائز ہے یا نہیں (″)
(۷۸۶) خط کے ذریعہ سے بیعت کرنی جائز ہے یا نہیں (م ب ۳۵)
(۷۸۷) والدہ کے حقیقی ماموں کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں (″)
(۷۸۸) آنکھ بند کرکے نماز جائز ہے یا نہیں (م ۳۰۱)
(۷۸۹) سجدہ میں نیند آجائے تو کیا از سر نو وضو کیا جائے؟ (م ۳۰۱)
(۷۹۰) پیشاب کا قطرہ دم بھر کو نہیں رکتا ایسی حالت میں امام شافعی کے نزدیک نماز درست ہے یا نہیں (بشیر الدین)
(۷۹۱) اگر تکبیر پڑھ کر گولی چلائی جائے اور چھری سے ذبح کرنے سے پہلے شکاری جانور مرجائے تو اُس کا کھانا جائز ہے یا نہیں (عثمان)

طبی

(۷۹۲) ضیق النفس کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (م ۸)
(۷۹۳) بیماری فتق کا نسخہ مطلوب ہے۔ (شمس الدین)
(۷۹۴) داڑھی کے بال سفید ہونے کی مجرب دوا مطلوب ہے (م ۳۱)
(۷۹۵) مرگی کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (م ۱۲۲۴)
(۷۹۶) کثرت احتلام کا نسخہ مطلوب ہے۔ (م ۲۲۹۴)
(۷۹۷) جریان کہنہ کی دوا یا نسخہ مطلوب ہے (م ۲۹۹)
(۷۹۸) مہاسوں کا علاج مطلوب ہے۔ (م ۸۲)
(۷۹۹) کثرت احتلام کا علاج مطلوب ہے (م ۸۲)
(۸۰۰) بدن سے گودنے کے نشانات مٹانے کی ترکیب یا دوا مطلوب ہے (۶۳)
(۸۰۱) خواہش نفسانی کو دبانے کی دوا مطلوب ہے (م ۸)
(۸۰۲) دانتوں میں ہمیشہ درد رہتا ہے مجرب منجن کا نسخہ درکار ہے (۱۴۳ ق)
(۸۰۳) مریضہ عمر ۲۵ سال کا دل ۴ سال سے دھڑکتا ہے۔ آٹھویں دسویں دن دورہ پڑتا ہے جو تین چار گھنٹہ تک رہتا ہے۔ دوا مطلوب ہے (۶۰۶)
(۸۰۴) سات سال کے بچے کو بچپن سے یہ شکایت ہے کہ خفیف سردی لگنے سے شدید زکام کیطرح نتھنے بند ہو جاتے ہیں۔ خشک چیز کھانے سے کھانسی آتی ہے۔ مجرب نسخہ مطلوب ہے (عبد العزیز)
(۸۰۵) عمر ۲۵ سال ہے۔ رات کو نیند نہیں آتی۔ خودکشی کا وسوسہ پیدا ہوتا ہے حالانکہ ہوش و حواس درست ہیں علاج مطلوب ہے (م ۱۳۱)
(۸۰۶) عمر ۲۵ سال ہے۔ نزلہ سے بال سفید ہونے لگے ہیں دافع نزلہ اور مقوی دماغ نسخہ مطلوب ہے (۱۳۹ الف)
(۸۰۷) کیا کوئی ایسی دوا ہے جس سے چیچک کے داغ دور ہوکر چہرہ خوشنما اور جلد نرم و ہموار ہو جائے (۳۱ ج)
(۸۰۸) مسمن و مقوی بدن مقوی حافظہ و بصر مجرب نسخہ مطلوب ہے (۳۱ ی)
(۸۰۹) نسخہ خضاب کھانے یا لگانے کا ایسا مطلوب ہے جس سے بال ہمیشہ سیاہ رہیں۔ (۳۴۲)
(۸۱۰) آنکھوں میں روہے پڑ گئے ہیں مجرب نسخہ درکار ہے (محمد آفاق)
(۸۱۱) ایک دار روئے نے ہوشی کا نسخہ مطلوب ہے جو قطع عضو میں پوری مدد دے سہل الحصول اور معلوم فہم اجزا ہوں (ابراہیم خاں)
(۸۱۲) ایسی دوا درکار ہے کہ داڑھی کے بال گھنے اور خوشنما نکلیں (۴۷۴)
(۸۱۳) کسی اچھے فارسی اخبار کا پتہ مطلوب ہے (۴۷۴)
(۸۱۴) خشک کھانسی کا جس سے گلا بیٹھ گیا ہے علاج مطلوب ہے (۲۳۱)
(۸۱۵) مقوی حافظہ کم خرچ دوا مطلوب ہے (م ۷)
(۸۱۶) شافعی فقہ کی کون کونسی کتابیں ہیں اور کہاں مل سکتی ہیں (بشیر الدین)
(۸۱۷) عمر طبعی کو پہنچکر دانت ٹوٹ جائیں تو کوئی ایسی دوا ہے کہ دانت دوبارہ نکل آئیں۔ اگر کوئی دوا ایسی نہیں ہے تو بوڑھوں کے لئے بہترین زود ہضم غذا کونسی ہے۔ مصنوعی دانت کیسے مفید ہوتے ہیں اور عمدہ وارزاں کہاں بن سکتے ہیں۔ (م ۳۰۴)
(۸۱۸) مریضہ کی عمر ۴۰ سال ہے۔ پانچ سال تک ضیق النفس کی شکایت رہ کر ۵ سال تندرست رہیں۔ لیکن اب چار سال سے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں میں سخت درد رہتا ہے۔ گوشت اور چاول کھانے سے درد بڑھ جاتا ہے۔ مجرب علاج مطلوب ہے (محمد عمر)

صنعتی

(۸۱۹) دیسی تمباکو کو کسطرح سگرٹ کا تمباکو بنایا جائے۔ (م ب ۲۴)
(۸۲۰) زردوزی کی مشین کہاں اور کس قیمت پر ملیگی۔
(۸۲۱) سفید ململ کے صافے اور رومال چھاپنے کے چھاپے کہاں اور کس قیمت پر ملیں گے (م ب ۳۵)
(۸۲۲) دودھ کا سفوف بنانے کی ترکیب کھٹملوں کے دور کرنے کی ترکیب اسکولوں کے پتے مطلوب ہیں (م ۸)
(۸۲۳) جو کر کو سنہرہ کرنے کی ترکیب مطلوب ہے۔ رنگ آگ پہ نہ اڑے ہو (نو

(۸۲۴) دیا سلائی بنانے کی مشین کہاں ہے کس قیمت پر ملیگی (۲۷۷۵)

(۸۲۵) بالوں کے خوشبودار تیل کا نسخہ مطلوب ہے جو بال کو نرم و دراز سیاہ کرے۔ درد سر دور کرے۔ اُس میں کوئی مضر چیز نہ ہو (عبد الرحیم)

(۸۲۶) شیشوں پر لگانے کے لئے رنگین لیبل کہاں سے تیار ہو سکتے ہیں (عبد الرحیم)

(۸۲۷) ہنڈ پریس یا طلسمی پریس کا مکمل اور صحیح نسخہ مطلوب ہے (۲۳)

(۸۲۸) پودینہ کا ست نکالنے کی آسان ترکیب مطلوب ہے (۲۳۱)

(۸۲۹) ڈرائنگ کی رنگین پنسلیں بنانے کی ترکیب مطلوب ہے (۸)

(۸۳۰) چمڑے کی دباغت کی مفصل ترکیب مطلوب ہو اگر اردو میں اس مضمون کی کوئی کتاب ہو تو اطلاع دیجائے۔ (محمد عمر)

(۸۳۱) تلخیص الصحاح عربی یا عربی مع ترجمہ اردو کہاں اور کس قیمت پر ملیگی (۵۹۲)

متفرق

(۸۳۲) نگ گھسنے والے پتھر کے کھرل کہاں اور کس قیمت پر ملیں گے (رحمت علی)

(۸۳۳) دہلی کے کسی بڑے اور معتبر سوداگر گھڑی کا پتہ مطلوب ہو (۱۱۱۵)

(۸۳۴) کیا ہندوستان میں کوئی خضاب خوردنی ایجاد ہوا ہے قیمت اور پتہ مطلوب ہے۔ (۱۱۱۵)

(۸۳۵) فوٹو کا کیمرہ سب سے چھوٹے سائز کا کہاں اور کس قیمت پر ملیگا۔ (۱۵۳)

(۸۳۶) کتاب کیل نسواں کی قیمت اور پتہ مطلوب ہو۔ (۲۵۹)

(۸۳۷) لاٹری ڈالنے والی کمپنی کس کس جگہ ہے۔ (۱۰۲۵)

(۸۳۸) شیشیاں چھوٹی بڑی کس کارخانہ سے ملینگی۔ (۳۲۶)

(۸۳۹) میرے بھائی کا نام تاریخی "خان" پر ۱۳۲۱ میں بتائیں۔ (۲)

(۸۴۰) ایک کتاب جسمیں یونانی اور ڈاکٹری دونوں علاج درج ہو مطلوب ہے۔ (الف)

(۸۴۱) کتاب آثار الکلام اور مکتوب ضیائی کہاں سے اور کس قیمت پر ملیگی (نذیر محمد)

(۸۴۲) اصلی ممیرہ کہاں سے ملیگا۔ (")

جوابات

(۶۲۹) ایسی حالت میں الحمد للہ دلمیں ہی کہہ سکتے ہیں (۸۲)

(۶۳۱) سونٹھ و ہلدی ہموزن پیسکر ملیں (۸۲)

(۶۴۱) لہسن ½ ا تولہ روزانہ صبح و شام کھلاویں۔

(۶۵۵) S. Roze & Co Fort Bombay

(۶۴۶) کتاب تمدن عرب سید عبد الرحمان بکسیلر اینڈ پبلشر کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن سے ملسکتی ہے۔ (۸۲)

(۷۴۱) مربچ سرخ ۳ ماشہ ہلدی سفوف کردہ ۳ ماشہ آرد گندم ۳ تولہ گوندھ کر ہر دو رکھلاویں انشاء کثرت سے دیگی۔ (غوث محمد)

(۷۲۶) قلمی شورہ ایک ماشہ اندرجو ایک ماشہ کباب چینی ایک ماشہ مصری ۶ ماشہ الائچی کلاں کا دانہ ۲ ماشہ مغز پھل آرمسوڑھہ ۴ رتی۔ شب مکانی بریاں ۵ رتی تمک سنگ ایک رتی کوٹ چھان کر ۱۴ پڑیہ بنائیں ایک پڑیہ روزانہ مکھن کاؤ میں نگل لیا کریں یہ بہتر کچھ نہیں (کرم حسین)

(۷۳۱) موم سفید ایک تولہ روغن گل ۳ تولہ چربی بز ایک تولہ مصطگی رومی ۲ ماشہ گوگل ۲ ماشہ تیل نارنگی ۲ تولہ ان سب اشیاء کو گرم کرکے یکجان کرلیں پھر روز رات کو سوتے وقت ناف پر روغن لگاکر سو جایا کریں اور شربت عناب آٹھ تولہ میں عرق گاؤزبان ۱۰ تولہ ملاکر ۱۲ بجے دوپہر کو ہر روز کھانے سے پیشتر پی لیا کریں (کرم حسین)

(۶۳۴) مرض ضیق النفس کے متعلق ای۔ ایم۔ حکیم صاحب میرپور سندھ سے خط و کتابت کریں۔ (کرم حسین)

(۷۳۹ و ۷۴۰) مصطگی رومی۔ زعفران ایک ایک درم قرنفل ۳ درم جدوار ۱ درم بسباسہ ۵ درم مصری دگلاب کے شربت سے گولیاں وزن میں ۳ چنے کے برابر بنادیں خوراک ایک صبح ایک شام نمبر ۷۳۹ تازہ پانی کے ہمراہ نمبر ۷۴۰ شربت شربت زوفہ ۳ تولہ کے ہمراہ کھایا کریں (کرم حسین)

(۷۴۰) انار کی کلی ۵ عدد۔ گل ارمنی ۵ تولہ۔ سونیز منقی ۵ تولہ۔ گوند ببول ۵ تولہ۔ رب السوس ۸ تولہ۔ مصری ۵ تولہ۔ بہدانہ ۶ ماشہ۔ ترکیب اول بہدانہ کو نصف چھٹانک پانی میں ڈالکر گرم کرے جب آدھا پانی رہ جائے تو بہدانہ نکالکر پھینکدے اور اسکے لعاب میں تمام ادویہ کو پیسکر اور چھانکر ملادے پھر گولیاں بنائے ہر قسم کی کھانسی کیواسطے مفید ہو۔ (محمد شرف الدین)

ایضاً۔ کھانسی خشک کیواسطے۔ گوند ببول۔ کتیرا۔ بادام۔ ہموزن پیسکر گولیاں چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ دن میں دو تین گولیاں منہ میں رکھا کریں اور رات میں بھی دو تین گولیاں رکھیں۔ (محمد شرف الدین)

(۶۱۳) احیاء العلوم کی دو جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ پتہ حکیم محمد نجام موضع نورجمال ڈاکخانہ ڈنگہ ضلع گجرات پنجاب۔

(۶۶۹) جب تک صبح صادق نہ نکلے عشا کا وقت باقی رہتا ہے۔ (بکر قریح القدیر)

(۶۶۰) بعد طلوع آفتاب کے زوال سے پہلے پڑھی جائیں یا آفتاب ایک بالشت بلند ہونے کے قریب پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس سے پیشتر نہیں۔ (محمد ضیاء الدین)

(۶۵۹) مجھسے خط و کتابت کریں۔ میں کئی لاٹری کمپنیوں کا ممبر اور ایجنٹ ہوں محمد عبد اللطیف ۲۱۹ علی عمر اسٹریٹ پوسٹ ۹ نل بازار بمبئی۔

(۷۲۸) مغز تخم خربوزہ کی ایک دال کرمیں باندھے رہنے سے درد کمر جاتا رہیگا۔ اٹھتے بیٹھتے چمک نہ ہوگی فقیری علاج ہے۔

انشائے لطیف
شاعری کی بیباکیاں

(از مولانا عبدالحلیم صاحب شرر)

شاعری! آزاد و خود سر شاعری! شوخ و بیباک شاعری! دلفریب پُر اثر شاعری! تجھ میں کیا بات ہے کہ تیری ساری آزادیاں معاف ہیں؟ تو جس کی نسبت جو چاہے کہہ جائے تجھ سے کوئی نہیں بولتا! تو جسے چاہے عزت آسمان تک پہنچا دے تیرے لئے روا ہے۔ قانون ساری دنیا کی دھر پکڑ کرتا ہے۔ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کی گستاخیوں پر اُسے سزا دیتا ہے۔ مگر تجھ سے نہیں بولتا۔ آخر شاعری نے سلطنت کی کونسی خدمت کی ہے کہ تجھے ہمیشہ کے لئے سند معافی مل گئی۔ اگلے دنوں سنا کرتے تھے کہ فلاں امیر یا فلاں سردار کے لئے اتنے خون معاف ہیں۔ موجودہ عہد کی عدالت گستری نے ایسے تمام غیر منصفانہ قانون منسوخ کر دئے۔ مگر شاعری! تیرے حروف وشتہ پر وا شاعری! تیری وجہ سے قانون و انصاف کے دامن پر جو دھبا اگلے دنوں تھا آج بھی قائم ہے۔ دھوئے نہیں دھلتا اور مٹائے نہیں مٹتا۔ تیری مجنونانہ بیباکیاں جیسے پہلے تھیں ویسے ہی آج بھی ہیں۔ تو جس کا جیسا چاہتی ہے خاکہ اڑاتی ہے۔ جسے جس قدر چاہتی ہے بناتی اور ذلیل کرتی ہے۔ مگر نہ کوئی عدالت ہے جس میں تیری فریاد سنی جائے۔ اور نہ کسی میں اتنا دم ہے کہ تجھ سے مقابلہ کرکے اپنا انتقام لے۔

حسینان عالم جنکے رخ زیبا پر دنیا جان دے رہی ہے۔ جنکے لئے ایک زمانہ کٹنے مرنے اور جان دینے کو تیار ہے انھیں ظالم تو نے کہا۔ بے رحم تو نے بتایا۔ ناخدا ترسی کا الزام تو نے دیا کافر ماجرائی کی تہمت تو نے لگائی۔ غرض جی بھر کے کوسا۔ جہاں تک بنا گالیاں دیں مگر باوجود اس قوت حسن کے وہ سوا اسکے کہ جنس کے جیب ہو رہیں یا شرما کے آنچل میں منہ چھپا کر لیں تیرا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ بھلا کس کی مجال تھی کہ ایک معمولی کلمہ بھی اُن کے سامنے زبان سے نکالتا؟ مگر ظالم تو منہ پر گالیاں دیتی ہے اور وہ سنتے ہیں۔ جیسی توہین و تحقیر چاہے کرتی ہے اور وہ برا نہیں مانتے۔ خدا کے لئے اپنا وہ سچا عمل اور چلتا ہوا جادو ہمیں بھی بتا دے کہ دنیا بھر کو ستائیں زمانہ بھر کو آزمائیں اور کوئی ہم سے نہ بولے۔

ان حسینوں کو بھی چھوڑ دجن میں نزاکت و نازنینی نے جسمانی کمزوری پیدا کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ اپنی اس کمزوری کے خیال سے وہ تیری حملہ آوریوں پر اسی طرح خاموش ہو رہتے ہوں جس طرح کسی کندہ نا تراش جاہل کی دریدہ دہنیوں کو ایک مہذب شخص طرح دے جاتا ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ تجھے مذہب کے دربارے کی بحر معافی کا پروانہ مل گیا؟ ہماری زبان سے خلاف مذہب یا تمام مسلمات مذہب کے مخالف ایک معمولی کلمہ بھی نکل جائے تو جناب مولوی صاحب الگ خفا ہو جاتے ہیں مذہبی دنیا میں الگ شورش بپا ہو جاتی ہے۔ اور جسے دیکھئے خون کا پیاسا نظر آنے لگتا ہے۔ مگر تو! اے گستاخ دشمن دین شاعری تو جتنا کفر چاہے بک دے تجھ سے کوئی نہیں بولتا۔

جناب شیخ۔ یہی حضرت واعظ۔ اور یہی ہمارے مخدوم زاہد شب زندہ دار کس طرح تیری بے روک زبان کے فلاخن سے زخمی نہیں ہوتے؟ کس طرح تیرے نیلے رحم ہاتھوں سے تیر کے پر چرکے کھاتے ہیں۔ جناب شیخ کی پگڑی تو روز اتارتی ہے۔ اُنکا مقدس با وقار عمامہ میخانوں میں اُچھلتا۔ اور پیمانہ میں رہن ہوتا ہے۔ حضرت واعظ کی بات بات پر زبان پکڑی جاتی ہے۔ اُن کے کلمات ہدایت کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ اور طرح طرح کی پھبتیاں کہی جاتی ہیں جناب زاہد بیچارے کونے میں بیٹھے تھے اور یاد الٰہی میں مشغول تھے۔ چاہئے تھا کہ اُن غریب سے کوئی نہ بولتا۔ مگر اُن کی گت بنانے میں بھی کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھی گئی۔ اُن کا زہد ریائی بنایا گیا۔ ان کے دامن میں بدکاری کے دھبے لگائے گئے۔ اُن کے اعمال اور نماز روزے پر حرف رکھا گیا۔ اُن کی نیت خراب بتائی گئی۔ حضرت شیخ کی ڈاڑھی کے ساتھ اُن کی ڈاڑھی پر بھی برابر دست درازیاں کی گئیں یہ سب کچھ ہوا مگر قانونی چارہ جوئی درکنار کبھی یہ بھی نہ ہوا کہ اُن بزرگوں نے تیری نسبت کفر و الحاد کا فتویٰ ہی جاری کر دیا ہوتا کہ تیری کچھ تو کرکری ہوتی۔ اور ذرا تو تیرا زور ٹوٹتا۔ مگر نہیں یہ سب بزرگان دین و پیشوایان اُمت خاموش بیٹھے رہے اور تیری گستاخیاں روز بروز بڑھتی ہی گئیں اے زبردست زیردست آزار شاعری! سچ بتا کیا یہ بزرگ تجھ سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں؟ لیکن خوف ہے تو کس بات کا؟ تجھ میں کیا ہے جو کوئی تجھ سے ڈرے؟

شاعری! تیری آزادی و بیباکی اس درجہ کو پہونچ گئی ہے کہ اُسے گستاخی سے بھی بڑھ کر بدتہذیبی و رذیلی تمیزی کہنا چاہئے۔ تیرے حملے شریفانہ نہیں ہوتے اور تیری دریدہ دہنیاں حد تہذیب سے گزر گئی ہیں۔ اور افسوس کوئی تدبیر نہیں کہ تیری یہ شوخ و بیباک زبان روکی جائے۔

ان بزرگوں کے معاملہ سے بھی خیر درگزر کیا جائے۔ کیونکہ ان کی توہین اگرچہ دین و مذہب کی توہین ہے مگر ممکن ہے کہ تجھے ان سے ذاتی پرخاش ہو۔ اور ذاتیات کا معاملہ تصور کیا جائے۔ مگر خود دین کی اہانت و حقارت اور تحقیر و تضحیک میں بھی اس شاعری نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ انبیائے سلف کی شریعت اور اُن کے نفوس قدسیہ کے لئے کون سی گستاخی تھی جو اُٹھا رکھی گئی ہو۔

اے بدتمیز و بدتہذیب شاعری تو ہی دیکھ کہ حضرت آدم کے جنت سے آنے اور حضرت نوح کے طوفان پر تو نے کیسے کیسے آوازے کسے ہیں؟ اور کیا کیا مضمون باندھے ہیں؟ حضرت ابراہیم کا آتشین گلزار بھی تیری ستمگاریوں سے نہیں بچ سکا۔ حضرت یعقوب کی آنکھوں کی سفیدی بھلا اس قابل تھی کہ تیرے استہزا

مشغلہ تھی۔ برادرانِ یوسف نے جو کچھ کیا ہو مگر پھر بھی زیادہ بہنسے اور شیخال بعض پیغمبر بھی معلوم ہوتے۔ اُن کے گناہ کو اس قدر اُچھالا کہ اُن غریبوں کو اضحوکۂ روزگار بنا دیا۔ بھلا حُسنِ یوسف ایسی چیز تھا کہ تو اُسکی ایسی ہنسی کرے؟ اور ہر فاحشہ اور فاجرہ کے حسن کے سامنے اُس معصومانہ حُسن کی تحقیر کی جائے؟ حضرت یوسف اگر بھائیوں کی نئے مہری سے کھوٹے داموں بکسے گئے تھے یا مصر کے بازار میں لاکے بیچے گئے تھے تو اس میں اُن بیچارے کی کونسی خطا تھی جو بات بات پر تو اُنھیں غلامی کا طعنہ دیا کرتی ہے؟ یا خدا کی نیک بندی زلیخا کا دل اگر یوسف کے معجز نما حسن پر آگیا تھا تو یہ چھپانے اور دبانے کی بات تھی یا ایسی کہ اس کے بازاتش بیچاری غریب زلیخا کو ساری دنیا میں ہنڈایا جائے؟

افسوس! اپنی بد تہذیبی کے جوش میں تجھے پیمبروں کی حُرمت و ناموس کا بھی خیال نہیں آتا! حضرت موسیٰ نے دیدارِ الٰہی کی خواہش کی اور طور پر جلوۂ ایزدی کے نمایاں ہوتے ہی غش کھا کے گر پڑے۔ اس پر تو نے موسیٰ کو ہزاروں طعنے دیئے اور برابر اس گھڑی تک دے رہی ہے۔ اُن کے وادیِ ایمن۔ ید بیضا۔ اور عصیٰ کو تو نے اپنی خیال آرائیوں کا کھیل بنا لیا۔ اُن کی نئے ودری کی۔ اُن کی تحقیر کی۔ اور اپنے ایسے ناپاک مقاموں اور موقعوں پر لالا کے اُنہیں پیش کیا کہ دین کی پاؤں دھمکا جگہ سے چاک ہوگئی۔ لیکن تیری زبان نہ رُکنا تھی نہ رُکی۔ آخر ان بد تہذیبیوں اور نئے لگامیوں کی کوئی حد بھی ہے؟ ؏

ہاں وہاں حذا! دشمن ایں چہ بد زبانی ہاست؟

خضرِ بیچارے نے ایک مرتبہ حکمِ الٰہی سے جناب موسیٰ کی رہبری کی تھی۔ اسپر موسیٰ کی نسبت تو نے جو کچھ کہا وہ تو شرمناک ہئی ہے خود خضر کی ایسی خبر لی کہ غالباً تیرے ہی خوف سے آج تک وہ بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اور تو اُنہیں کسی جگہ قرار نہیں لینے دیتی۔ حضرت مسیح کے معجزۂ احیائے موتیٰ کو دیکھا اور اپنی اس ہرزہ سرائی کا خیال کر کہ "اُو بہ قُم نندہ کند یا بہ دشنامے چند" بیباکی کی کوئی بھی حد ہے؟ حضرت مسیح بھی تیری ان بدزبانیوں سے بچنے کے لئے آسمان پر چلے گئے۔ مگر تو وہاں بھی انہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتی۔ بات بات پر اُنہیں "آسمان پر چلے جانے" کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ اُن کا چلا جانا دلی کمزوری پر محمول کیا جاتا ہے اور گھڑی گھڑی زمین پر بلائے جاتے ہیں۔

بعض جاہل مسلمان خصوصاً وہ جو اکثر جناب سرورِ کائنات صلعم کے مقابلہ میں انبیائے سلف کی توہین اور سُبکی کرجایا کرتے ہیں۔ شاید یہ خیال کر کے گھڑی بھر کو خوش ہو جائیں کہ شعرا نے اور سب انبیاء پر تو حملے کئے مگر ہمارے پیغمبر برحق محمد رسول اللہ کے محترم دامن تک شاعری کا گستاخ ہاتھ نہیں پہونچ سکا۔ اور دینی ادب سے ایسے موقعوں پر آپکا مبارک اور پاک نام نہیں لیا گیا۔ لیکن یہ سچ ہے کہ شاعری نے مذاہب سلف کی اتنی توہین ہرگز نہیں کی تھی جتنی کہ اسلام اور شریعت محمدیہ کی کی ہے۔

اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ صاف صاف الفاظ میں کفر کا اقرار اور دین سے انکار کیا جاتا ہے۔ پالی الکوں کو شوق تھا کہ بُت خانوں کو مسجد بنا دیں یا جہاں ہمیشہ یہ شوق رہتا ہے کہ مسجدوں سے میخانہ کا کام لیا جائے اور وضو و طہارت کے بدلے صفوں میں شراب خوشرنگ بھری جائے۔ یہ شکایت اکثر ہوتی تھی کہ مسجد میں کچھ نہیں بس خدا کا نام ہے۔ طاقِ مسجد میں بُت لاکے رکھے جائیں اور اُن کی پرستش کیجائے۔ جب دیکھئے اُسپر افسوس کیا جاتا ہے کہ کعبے سے بت نکال دئے گئے۔ نیت رہتی ہے کہ پھر کعبہ کو بتخانہ بنا دیا جائے۔ اور بجائے اذان کے کہ میں گھڑیال و سنکھ بجائیں۔ حاجیوں کو بہکایا جاتا ہے کہ کعبہ میں کیا رکھا ہے چلو وہاں جاتے ہو بتکدہ میں آؤ۔ اور دیکھو کیسی کیسی پیاری صورتیں نظر آتی ہیں۔

کافر شاعری! اے دین دشمن ایمان شاعری! ملعون و مردود شاعری! تیرا کچھ دین و ایمان بھی ہے؟ اس کا بھی کچھ خیال ہے کہ ایک دن مرنا اور خدا کو جواب دینا ہے؟ طاقِ حرم کو دیکھ اور بتوں کو دیکھ! حجرِ اسود کو دیکھ اور اُسے چھوڑ کے بتوں کی چوسینہ کو دیکھ! ایک فاجرہ و فاحشہ کے گورے گالوں کو دیکھ اور مصحف رخ کو دیکھ! تیری یہ کیا شامت اعمال ہے کہ علانیہ کفر کا اقرار کرتی ہے۔ جنیو پہننے ماتھے پر قشقہ لگانے کا شوق دلاتی ہے! بت پرستی و شرک کی عاشق زار ہے اور اپنے پیرودں کی زبان سے اقرار کرتی ہے کہ

مرادلے است بہ کفر آشنا کہ چندیں بار
بکعبہ بردم و بازش بہ برہمن آوردم

اور کبھی یوں کہلاتی ہے کہ

میرے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو اُنے تو قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

آخر کمبخت تجھے عقبیٰ کا بھی کچھ ڈر نہیں رہا! اور پھر ان دریدہ دہنیوں۔ گستاخیوں۔ ہرزہ سرائیوں اور اس کفر بکنے کے ساتھ آزادی کی سند ایسی مل گئی ہے کہ ان باتوں پر نہ کوئی بگڑتا ہے۔ نہ جناب شیخ بُرا مانتے ہیں۔ اور نہ مفتیِ اُمت کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بلکہ اُلٹا مزہ لیتے۔ جھوم جھوم کے تیرے کلمات کفر کو زبان سے دوہراتے۔ اور بیخود و مدہوش ہو کے اُن پر ہو حق مچاتے ہیں۔ اور کمال یہ کہ ان کفر و شرک کی باتوں پر جو فتویٰ دیا جاتا ہے وہ بس یہ ہے کہ ؎

"شاعری جزویست از پیغمبری"

ہمارے ان خیالات پر شاید بعض بت پرست قوموں کو ملال ہو اور کہیں کہ شاعری ہماری طرفدار ہے اور یہ اُسے بُرا کہتے ہیں۔ مگر ہندو دوستو! اس دھوکے میں نہ رہو۔ اگر تمہارا ایسا خیال ہے تو تم شاعری کے فریب میں آگئے ہو۔ سچ یہ ہے کہ یہ دریدہ دہن ظالم کسی کی نہیں۔ اور کمال بے وفائی کے ساتھ اپنوں ہی کی دشمن ہے۔ یہ تمہاری طرفداری۔ تمہارے بتوں کی تعریف۔ اُن کے پوجنے کا شوق۔ زنار پہننے۔ ماتھے پر قشقہ لگانے۔ اور سنکھ بجانے کی آرزو اسیوقت تک ہے جب تک یہ شاعری اور اس کے مرید اپنے آپ کو مسلمان سمجھ رہے ہیں۔ اگر یہ شاعری کہیں ہندو ہو گئی تو یقین جانو کہ ویسی ہی تمہاری دشمن ہو جائیگی جیسی کہ فی الحال ہماری ہے۔ یہ تو اپنوں کی دشمن ہے اور اگر تم اِس کے اپنے بنگئے تو سمجھ لو کہ یہ تمہاری دشمن اور تمہاری آبروریزی کی درپے ہو جائے گی۔

لیکن شاعری اتو چاہے کافر ہو چاہے نئے دین۔ اور اپنی آزادیوں کی بدولت

تو جو چاہے کہہ لے ہم تیرے کمال کے ضرور قائل ہیں۔ تجھ میں جو کمال ہے کسی میں نہیں معشوقانہ ادا اور دلربا شرفن تجھی کو خوب آتا ہے کہ جن کو برا کہے انہیں میں ہوا اثر بنی ہے۔ وہی تو پھر تو طعن و تشنیع کرتی اور صاف زرے کستی ہے وہی تیری قدر کرتے ہیں۔ جن منہ زوروں کو تو گالیاں دیتی ہے انہیں کو ہم اگر کوئی ایک بات بھی کہہ دیں تو بگڑ جائیں لیکن تجھ سے خوش ہیں۔ وہی بزرگان امت جن کی تحقیر و توہین اور آبرو ریزی میں تو نے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا انہیں تیں تو محبوب بنی ہوئی ہے۔ اور تیری زبان سے جو گالیاں نکلتی ہیں تو انکو بھی وہ مزہ لے لے کر اور خوش ہو ہو کے اپنی زبان سے ادا کرتے ہیں۔ اور خدا جانے ان گالیوں گالیوں ہی میں تو نے انہیں کونسی رشوت دے دی ہے کہ چاہے ساری دنیا کو کافر و ملحد و بے دین بنا دیں تجھے نہیں بتاتے۔

او فن لطیف شاعری! سند خدا رکھنے والی شاعری! ہم تیری تعریف کرتے اور تیرے کمالات کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں۔ اور سچی ہیں کہ کوئی ایسا ہی نسخہ ہمیں بھی بتا دے۔ اگرچہ تیری طرح ہم سے بدزبانی و زبان درازی ہرگز نہ ہو سکے گی مگر اتنا تو ہو کہ اگر کبھی اتفاق سے کسی کی نسبت کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو وہ بُرا نہ مانے اور اس کے جواب میں کچھ نہ کہے۔

جو کچھ ہو تم ہو

جو کچھ تم خود ہو وہی تمہاری دُنیا ہے۔ دنیا کی ہر شے کی تصدیق تمہارے اندرونی تجربہ سے ہوتی ہے۔ بیرونی اشیاء قابل التفات نہیں۔ کیونکہ اندرونی حالت ہے کیونکہ وہی سب کچھ ہے۔ اور بیرونی ہر شے اسی کے رنگ میں رنگین اور اسی کے عکس سے منور ہوتی ہے۔

قول مشاہدہ۔ عوام الناس میں مشہور ہے کہ انسان عالم صغیر ہے اور دُنیا عالم اکبر۔ لیکن حضرات متصوفین فرماتے ہیں کہ دنیا عالم صغیر ہے اور انسان عالم اکبر۔ و نعم ما قیل ؎

از کتابے کہ مناش خالقم ام

لوح محفوظ تخمین ورق است

جن اشیاء کی حقائق کا ادراک تمہیں بمنزلہ علم الیقین حاصل ہے وہ تمہارے اپنے ہی تجربہ پر مشتمل ہے۔ اور جن اشیاء کی حقائق کا تم کبھی ادراک کروگے۔ اور اُن کا علم حاصل کروگے۔ وہ بھی تمہارے تجربہ کے دروازہ سے گزریں گی۔ اور اس بنا پر تمہارا ہی ایک جزو بن جائینگی۔

تمہاری دنیا تمہارے اپنے ذاتی خیالات اور آرزوؤں اور تمناؤں پر مشتمل ہے۔ دنیا میں جو خوبصورتی خوشی اور برکت یا بدصورتی رنج اور مصیبت تم محسوس کرتے ہو۔ یہ سب چیزیں تمہارے ہی اندر ہیں۔ تم اپنے ہی خیالات سے اپنی زندگی اپنی دُنیا اور اپنے جہان کو بناتے یا بگاڑتے ہو۔ اپنے خیالات میں تبدیلی پیدا کرکے جیسی تم اپنی اندرونی حالت بناؤگے تمہاری بیرونی زندگی اور حالات پر بھی وہی صورت منقش ہو جائے گی۔ جس چیز کو تم اپنے دل کے اندر جگہ دوگے وہی چیز ردعمل کے اٹل قانون کے رُو سے تمہاری بیرونی زندگی میں ظہور پذیر ہوگی جو روح ناپاک دون ہمت اور خودغرض ہوتی ہے وہ بغیر کسی قسم کی غلطی کے بدبختی اور مصیبت کی طرف رجوع کرتی ہے اور جو روح پاک شریف النفس اور بےغرض ہوتی ہے وہ نہایت صحت و صفائی کے ساتھ خوشحالی اور فارغ البالی کی طرف میلان رکھتی ہے۔ ہر روح اسی شے کو جذب کرتی ہے جو اس سے مناسبت رکھتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ جو چیز اس کی نہ ہو اُس کی طرف آسکے۔ اس صداقت کو تسلیم کرنا گویا خدائی قانون کی عمومیت کا اعتراف کرنا ہے۔ ہر انسانی زندگی کے واقعات جو اس کو بناتے بھی ہیں اور بگاڑتے بھی ہیں وہ اس کی طرف اندرونی خیالی زندگی کی خاصیت اور طاقت سے منجذب ہوتے ہیں۔ ہر روح مجتمع تجارب و خیالات کا مرکب اور تیار ہے اور جسم اس کے ظہور کا ایک حقیر و ناتواں آلہ و ذریعہ۔ پس جو کچھ تمہارے خیالات ہیں وہی تمہاری اصلیت ہے۔ اور تمام دنیوی اشیاء۔ عام اس سے کہ جاندار ہوں یا بےجان تمہارے ہی خیالات کے لباس میں ملبوس ہیں۔ جو کچھ کہ ہم ہیں ہم اپنے ہی خیالات کا نتیجہ ہیں ہماری حقیقت و ماہیت کی بنیاد ہمارے اپنے ہی خیالات پر مبنی ہے۔ اور ساخت بھی ہمارے ہی خیالات سے ہے۔ یہ مقولہ اُس شخص کا ہے جو بُدھ مذہب کا بانی تھا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص خوش و خرم اور فارغ البال ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی زندگی عمدہ اور خوشی کے خیالات میں بسر ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص مصیبت زدہ ہے تو اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ مایوسانہ اور ضعیف الاعتقادی کے خیالات میں زندگی بسر کرتا ہے۔ انسان خوف زدہ ہے یا نڈر عقلمند ہے یا بیوقوف مضطر ہے یا مطمئن۔ ان مختلف حالتوں کے اسباب روح کے اندر ہی ہیں باہر کہیں نہیں۔ شاید بعض آدمی کہیں کہ کیا اس سے یہ مطلب ہے کہ بیرونی حالات کا دلوں پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا۔ میں یہ نہیں کہتا بلکہ میں یہ کہتا ہوں۔ اور اسکو ایک قطعی صداقت تسلیم کرتا ہوں کہ بیرونی حالات اس حد تک ہی مؤثر ہوتے ہیں جس حد تک تم خود اُن سے متاثر ہوتے ہو تم بیرونی حالات سے اسواسطے متاثر ہوتے ہو کہ تمہیں خیالات کی اصلیت استعمال اور طاقت کا صحیح ادراک و فہم نہیں ہوتا۔ تم اس بات کے معتقد ہو (اور اسی عقیدے سے لفظ اعتقاد پر) ہماری تکلیفیں اور راحتیں منحصر ہیں) کہ یہ بیرونی چیزیں زندگی کے بنانے یا بگاڑنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ ایسا اعتقاد رکھنے سے تم بیرونی اشیاء کے مطیع و منقاد ہو جاتے ہو۔ اور اپنے آپ کو ان کا غلام سمجھتے ہو۔ اور ان چیزوں کو بلا چون و چرا اپنا آقا تصور کرتے ہو۔ تمہاری اس طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تم خود ان چیزوں کو ایسی طاقت تفویض کرتے ہو جو فی الواقع ان کی ذات میں نہیں ہوتی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تم صرف ان بیرونی حالات کے مطیع و منقاد نہیں ہوتے بلکہ اس رنج والم بیم و رجا توانائی و ناتوانی کے فرمانبردار بنجاتے جو تمہارے اپنے ہی احاطہ خیال نے ان پر محیط کر دیئے ہوتے ہیں۔ (باقی)

صنف نازک کیلئے

دیسی کفن

(از جناب اصغری خاتون صاحبہ رانچی)

نہایت ادب کے ساتھ بزرگان قوم اور برادران و خواہران اسلام کی خدمت میں گزارش کرتی ہوں کہ اگلے زمانہ میں لوگ اکثر تحریر و تقریر میں یہی شکایت کیا کرتے تھے کہ دوائی ہر حال ماتم لوگ کفن کیواسطے بھی یورپ کے دست نگر ہیں۔ لیکن چونکہ کمیابی کی وجہ سے دیسی کپڑا کفن کیواسطے استعمال کرنا محال تھا۔ بہرحال زمانہ موجودہ میں تو ہرگز یہ عذر قابل سماعت نہیں۔ علی الخصوص جبکہ کھدر کی آجکل دھوم مچی ہوئی ہے اور اس کے استعمال کے لئے چاروں طرف اسقدر رجحان و جدوجہد ہو رہا ہے۔ پس اگر اسوقت علمائے قوم اور رہنمایان شہر سر بکف مستعد ہو کر یہی تبلیغ فرمائیں تو اغلب ہے کہ ولایتی کپڑا کفن کے استعمال کے واسطے رفتہ رفتہ بالکل ممنوع قرار پا جائے۔ دیسی کپڑے کے استعمال کرنے اور رواج دینے میں اسوجہ سے بھی دقت ہو رہی ہے کہ لوگ اس میں چند نقص نکالتے ہیں۔ ایک یہ کہا جاتا ہے کہ دیسی کپڑا بہت بھاری ہوتا ہے جسکا پہننا عادت کے خلاف ہے اور دوسرا نقص یہ ہوتا ہے کہ پہننے میں بھدا اور بدنما معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مردہ بدست زندہ تو بیچارہ تو بدنمائی کا عیب نکالیگا اور نہ وزنی ہونے کی شکایت کریگا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہر ایک شہر، دیہات اور قصبہ میں میت کو دیسی کپڑے کا کفن نہ دیا جائے؟ آجکل ہر جگہ دیسی کپڑے کھدر وغیرہ دستیاب ہوتے ہیں اور ولایتی لٹھ سے قیمت میں بھی کچھ ایسے گراں نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ پہلے پہل دیسی کپڑے کا کفن مہیا کرنے میں کسی قدر دقت واقع ہوگی لیکن اگر یہ بات رواج پا جائیگی اور کارخانہ داروں کو ہدایت کیجائے تو ضرور حسب منشا کفن کے کپڑے تیار ہونے لگیں اور چونکہ اسی صورت میں کثرت سے مال بکنے کی انہیں امید ہوگی خاص ہدایات کے بموجب مناسب غرض کا اور سستا کپڑا بنانے میں انکو عذر نہ ہوگا۔ یہ بات بھی عقل کے خلاف ہے کہ میت کو قیمتی کفن دیا جائے۔ ایک صحابی سے روایت ہے کہ جب ان کے ایک عزیز کے لئے کفن آیا تو انہوں نے فرمایا نیا کپڑا محتاجوں کو تقسیم کر دو اور میت کو پرانے چادر میں کفناؤ۔ کیونکہ بہ نسبت مردے کے زندوں کو پا امید ار کپڑے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ دیسی کپڑے کی فروخت بڑھیگی اور ملک کا روپیہ ملک ہی میں رہیگا۔ رائے ناقص میں تو اس کام کے واسطے ڈھیلے ہوئے تھان کی بھی چنداں حاجت نہیں ورنہ پائیدار کی ہونے کی ضرورت ہے۔ امید کرتی ہوں کہ ناچیز کے اسی اہم مضمون پر بزرگان قوم کماحقہ غور فرمائیں گے اور مدبران ملک و ملت اس کو عملی جامہ پہنانے میں پوری سرگرمی و مستعدی سے کام لینگے۔

ہمدردی باہمی

گھر میں جتنے لوگ ہوں اُن میں باہم اتفاق و محبت ضرور ہے۔ اس کا آسان نسخہ حفظ مراتب اور ہمدردی باہمی ہے۔ سب بیگانے لیکر لوگ ایک کو دوسرے سے لطف اور یگانگت دل سے پیش آنا چاہیئے۔ اگر ایک کی انگلی میں پھانس لگے تو معاً دوسرے کے دل میں ٹیس ہونے لگے۔ مردمان خانہ کی نااتفاقی کے دو سبب پائے جاتے ہیں۔ اول ہر بات میں اپنی متوقع سے زیادہ نفع حاصل کرنا اور دوسرے کی پرواہ نہ رکھنی یا اُس کا حق غصب کرنا۔ دوسرے گھر کے کاموں میں بقدر مساوی حصہ نہ لینا۔ اول الذکر تو بالکل شرمناک بات ہے ہر شخص کو بجائے خود غرضی کے فیاضی اور سیرچشمی سے پیش آنا چاہیئے۔ آخر الذکر امر کالی ظاہر ہے۔ جنکو خدا نے ملازم دیئے ہیں اُن کو نگرانی اہلکاروں میں برابر کا حصہ لینا چاہیئے اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ پاؤں بیکار نہ چھوڑنے چاہئیں۔ کم سے کم بزرگوار کے مناسب کام خود انجام دینے چاہئیں۔ جس گھر میں ملازم نہیں ہیں اُس گھر کے ہر فرد کی یہ نیت اور ہمت ہونی چاہیئے کہ دوسرا آرام سے رہے۔ اور میں اُس ہر کام میں سبقت لیجاؤں۔ یہ ایسا نکتہ ہے کہ اگر کوئی کام چور بھی ہوگا تو شرما شرمی کامی بن جائیگا۔ انگلستان میں بے مقدور گھر کا ہر شخص اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہے اور گھر کے مشترکہ کام حصہ رسد بانٹ دیئے جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جس گھر کے مردمان خانہ میں محبت، جانثاری اور باہمی امداد کا جوش ہوتا ہے اُن میں ضرور حسن سلوک ہوتا ہے اور جن میں حسن سلوک ہوتا ہے اُن پر خدا کی رحمت کا مینہ برستا ہے۔ اگر کسی گھر میں دس آدمی ہیں اور وہ وقت ضائع نہیں کرتے تو برخلاف دوسرے گھروں کے اُس گھر کا دن ۱۲ گھنٹے کی جگہ ۱۲۰ گھنٹے کا ہے۔ اتنے بڑے دن میں کتنا کام سمٹے گا اور وہ گھر کیسا ترقی یافتہ ہوگا۔ ہمارے ہاں تضیع اوقات کے مرض میں مردوں سے زیادہ عورتیں مبتلا ہیں چونکہ وہ خود علیل ہیں اُن کا علاج مردوں پر فرض ہے۔ کیا النساء الاتقاء کے نقشے اور اُنپر سختی سے عمل کرنا اس مرض کے لئے کافی نہیں؟ آسودہ حال گھروں کی بیویوں کو فارغ البال ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہوئے دیکھ کر کیسی حسرت آتی ہے۔ اے کاش یہ اپنے خالی وقت کو غریب قوم کے کسی کام میں صرف کریں تو خاصے ایک یتیم دو کاج ہو جاتے۔ قومی کام کا کام ہوتا اور ان کا وقت بیکاری کی لوٹ سے بچ جاتا۔ (ماخوذ)

زہر اور زہریلے جانور

نادانستگی میں کوئی زہر کھا لیا ہو یا کھلانے والا بیہوشی کی وجہ سے بتا نہ سکتا ہو تو مریض کی حالت کو غور سے دیکھو۔ سنکھیا کھانے سے پیٹ میں درد پیدا ہوتا ہے۔ گلا گھٹ جاتا ہے اور خشکی بہت بڑھ جاتی ہے۔ افیون کھانے سے زبان بند ہونے لگتی ہے۔ آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں۔ ٹھنڈا پسینہ آتا ہے۔ دم گھٹنے لگتا ہے اور منہ سے افیون کی بو آتی ہے۔ دھتورہ سے دن بگڑتا ہے پھر بالکل غفلت ہو جاتی ہے۔ ان علامتوں سے جب تشخیص ہو جائے کہ کونسا زہر اس نے کھایا تو اسکا علاج کرو۔ سنکھیا یا اور کوئی زہر کھا لیا ہو تو سب سے پہلے قے کرانا چاہئے۔ سوئے کے بیج دو تولہ پانچ سیر پانی میں جوش دے کر چھان لو پھر اس میں پاؤ بھر گھی اور ایک تولہ نمک ملا کر پلاؤ جب خوب قے ہو جاوے تو دودھ پیٹ بھر کر پلادو۔ اس سے بھی قے آئے تو اچھا ہے۔ برابر دودھ پلاتے رہو اور اگر اس سے قے نہ آئے تو بھی اچھا ہے۔ دودھ بھی زہر کا مارگ ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس نے کوئی اور زہر کھایا ہو یا زہریلے جانور نے کاٹا ہو تو اسکو سونے نہیں دینا چاہئے۔ افیون کھانے والے کو سوئے اور مولی کے بیج ایک ایک تولہ اور شہد چار تولہ سیر بھر پانی میں جوش دیکر اور اس میں نمک ملا کر پلاؤ اور قے کراؤ۔ قے ہونے کے بعد بڑوں کو ۲ ماشہ ہینگ دو تولہ شہد میں ملا کر اور بچوں کو ۴ رتی ہینگ چھ ماشہ شہد میں ملا کر پانی میں حل کر کے پلاؤ۔ بندق ہندی (ریٹھہ) کو پانی میں جوش دیکر جب اس میں جھاگ آنے لگیں افیون خوردہ کو پلانا نہایت مفید پڑتا ہے۔ قے پہلے آتی ہے اور رگ رگ سے افیون کا اثر نکل جاتا ہے۔ مریض کے دانت بیٹھ گئے۔ چمچے سے منہ کھول کر یہ دوا دی گئی اور اسے تھوڑی دیر میں صحت ہو گئی۔ افیون کی طرح یہی دھتورہ کا اتار ہے۔

خواہ کوئی زہریلا جانور بچھو یا کاٹنے کا شبہ ہو سب کے لئے یاد رکھو کہ کاٹنے کی جگہ سے ذرا اوپر فوراً کس کر باندھ دو اور کاٹنے کی جگہ افیون کا لیپ کر دو۔ تاکہ وہ جگہ سُن پڑ جائے اور زہر پھیلنے نہ پائے پھر اسی جگہ ایسی دوا لگاؤ جو زہر کو اتار دے اور مریض کو سونے دو۔ زہر کو کھینچ لینے کی دوا یہ ہے کہ پیاز کو بھون کر اسی میں نمک ملا لو اور اس مقام پر باندھو جہاں زہریلے جانور نے کاٹا ہے یا بے بجھا ہوا چونہ ۲ ماشہ شہد خالص ۲ تولہ روغن زیتون ۲ تولہ سب کو ایک میں ملا کر لیپ کرو۔ یا کاسٹک یا گندھک کا تیزاب لگا دو اس سے زخم پڑ جائیگا اور زخم کا ہونا بہتر ہے۔ اگر کاٹنے کی جگہ دوا سے یا آپ سے آپ زخم پڑ جائے تو جب تک زہر اترنے کا یقین نہ ہو زخم کو نہ بھرنے دو۔

زہر اتارنے کی یہ دوا گھروں میں تیار رہنی چاہئے۔ کلونجی ۲ ماشہ۔ اسپند ۱ ماشہ۔ زیرہ سفید ۲ ماشہ۔ پھٹکری بھنی ۳ ماشہ زردانہ جریح ۲ ماشہ مرچ دکھنی ۲ ماشہ۔ مرچ شیشکی ۲ ماشہ۔ ان سب کو کوٹ چھان کر شہد خالص ۶ تولہ میں ملا کر رکھو۔ جب ضرورت ہو تو ۲ ماشہ صبح اور ۲ ماشہ دوا شام کھلاؤ اور بہت شہد ۲ تولہ پانی میں جوش دیکر پلاؤ۔ بچوں کو ایک ایک ماشہ دینا چاہئے۔ سانپ کے زہر کا تریاق بہتر سے بہتر ملنے کی کیٹ ہے جو جیلم تک پہنچنے پر جم جاتی ہے۔ ۴ رتی کھلا دو یا پانی میں گھول کر پلا دو۔ کیٹ نہ ہو تو دستہ کا تمباکو پانی پلادو۔ کچھ نہ ہو تو تمباکو کھلا دو۔ تمباکو سانپ کے لئے زہر ہے جیسے آدمی کے لئے سنکھیا۔

بچھو کے زہر کا مارگ یہ ہے کہ جس جگہ اس نے ڈسا ہو اس جگہ بہروزہ کا تیل مل دیا جائے یا سنکھیا کا لیپ کر دیا جائے۔ بھڑوں کے ڈسنے پر کلکہ کافور پانی میں گھول کر لگا دیں یا سرکہ میں مل دیں یا چونہ لگا دیں یا ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو بھگو کر رکھیں۔ مکڑی کے مل جانے سے بدن پھل جاتا ہے کتھا لگانی چاہئے یا اس دوا کا لیپ کیا جائے۔ بیخ کرفس ۴ ماشہ۔ سرکہ خالص میں جوش دو جب نصف سرکہ رہ جائے تو چھان کر روغن گل ۲ تولہ رسوت ۳ ماشہ ملا کر لگاؤ۔

(ماخوذ)

خاوند

(از جناب منشی احمد حسین خانصاحب بی اے)

یاد رکھ اے دختر حوا جس سے تیرا راج ہے
وہ ترا شوہر ترا والی ترا سرتاج ہے
وہ نگہباں ہے ترا محفوظ تیری جان ہے
اور تیری جان پہ سو جان سے قربان ہے
جھیلتا ہے آفتیں وہ تیری روزی کیلئے
سرکھپا رہتا ہے تیری کفش دوزی کیلئے
بستر راحت پہ تو جس وقت مست خواب ہے
وہ مشقت کے سمندر میں تہ گرداب ہے
تیرتا ہے وہ جزیروں میں ترے ہی لئے
کھود کر لاتا ہے ہیرے موتی کو مگر تیرے لئے
محو محنت ہے سدا صحرا میں بستاں میں
آندھیوں میں زلزلوں میں برق میں طوفان میں
بلبل شوریدہ سر ہے گل کھلانے کے لئے
کوہکن بنتا ہے جوئے شیر لانے کے لئے
کچھ نہیں ایثار کا اس کو بدل مطلوب ہے
اک فقط تیری محبت اور وفا مرغوب ہے
یاد رکھو بی بیو گر شہرۂ آفاق ہو
آپ کے سر سے یہ قرض شوہری بیباق ہو
جیسے خدمت شاہ کی ہر رعیت فرض ہے
طاعت شوہر تمہارے واسطے اک قرض ہے
باغیوں کے واسطے جیسے سزا ہے دار ہے
بیوفا نازی سزا اور سزا سے نار ہے
شرم کی جا ہے اگر عورت عداوت کیش ہو
اور عورت کی زباں مثل سناں دلریش ہو
مہر کی امید میں ظاہر ہوں دل آزاریاں
اور پھولوں کے عوض منہ سے جھڑیں چنگاریاں
مرد سے افضل ہوں یہ کہہ کر یہ شعلہ بار ہو
اس فضیلت کے لئے ہر دم ستم بر سر ہو
چھوڑ دو جنگ فضیلت دلربائی کے لئے
موم دل ہو شمع صلح و صفائی کے لئے

انجامِ بے احتیاطی

(۱)

مجھ کمترین کو زمانۂ طالب علمی سے موشگافی کا جنون ہے۔ ہر بات کو غور سے دیکھنا چاہتا اور جہاں تک میری عقل مدد دیتی ہے ہر معاملہ کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں یہ جنون میرے دماغ پر ایسا مسلط ہے کہ بعض اوقات چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہوں۔ بولتے بولتے خاموش ہو جاتا ہوں اور ہنستے ہنستے رونے لگتا ہوں۔ اگر میں کسی شخص کو کنگرۂ ترقی پر دیکھتا ہوں تو مہینوں اُسکی ترقی کے اسباب تلاش کرتا رہتا ہوں اور اگر کسی کو غربت میں افتادہ پاتا ہوں تو اُسکی اُفتادگی کی وجوہ جب تک معلوم نہ کر لوں چین نہیں آتا چنانچہ ذیل میں جو سطور بصورت افسانہ میں قلمبند کر رہا ہوں یہ اسی جنون کا نتیجہ ہے۔ کل میں اپنے ایک کلاس فیلو کی عیادت کو گیا تھا۔ ان صاحب کا نام باضافہ "منشی" و "صاحب" امیر علی ہے۔ ان کی زندگی علم النفس کے تماشائیوں کے لئے صدہا عجائب و نوادر اور فطرت کے طلسموں سے لبریز ہے میں انہیں بائیس سال سے جانتا ہوں کیونکہ یہ میرے پُرانے کلاس فیلو ہیں۔ انہوں نے آٹھویں نویں درجہ تک انگریزی پڑھ کر تعلیم کا سلسلہ منقطع کر دیا لیکن میں نے انٹرنس پاس کر کے قانون پڑھا اور اب وکالت کرتا ہوں۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے منشی امیر علی کی زندگی ہمیشہ تکالیف و مصائب اور تفکرات میں بسر ہوئی اور کبھی انہیں ۲۴ گھنٹے بھی اطمینان و سکون کے نصیب نہیں ہوئے۔ منشی امیر علی کے والد کلکٹریٹ میں اہلمد تھے۔ اور اپنی نیک مزاجی اور دین کی وجہ سے تمام شہر میں مشہور تھے۔ منشی صاحب ماں باپ کے اکلوتے فرزند تھے اور ہمیشہ ان کی دلداری اور خوشباشی کا دونوں کو خیال رہتا تھا۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ نویں درجہ تک پہنچ جانے کے باوجود وہ انٹرنس پاس نہ کر سکے۔ اور کتنا کشِ حیات سے عہدہ برآ ہونے کے لیئے یہ درجہ موہوم بھی اُنہیں نصیب نہ ہوا۔

(۲)

جن دنوں منشی صاحب میرے ہمراہ اسکول میں پڑھتے تھے ان کی حالت عجیب تھی انکی شیروانی سے دو تین بٹن غائب ہوتے تھے۔ کرتے کا گریبان ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ کپڑوں پر روشنائی کے دھبے لازمی تھے۔ ایک درجے کا کورس اُنہیں سال میں دو تین بار ضرور مول لینا پڑھتا تھا کیونکہ ان کی ایک نہ ایک کتاب آئے دن گم ہوتی رہتی تھی۔ یہی حالت رومال چھتری اور جیبی گھڑی کی تھی۔ منشی صاحب نے بیس سال کی عمر تک بڑی فارغ البالی اور بے فکری کے ساتھ زندگی بسر کی لیکن اس کے بعد ایک ہی سال میں یکے بعد دیگرے والدین کا سایہ سر سے اُٹھنا تھا اور انپر مصائب کا نازل ہونا۔ اب لے دے کے منشی صاحب کی ایک بیوہ پھوپی تھیں جنہوں نے انکی سرپرستی اور خبرگیری اختیار کی۔ چونکہ منشی صاحب کے والد شیخ نذیر علی مرحوم سے کچہری کے تمام اہلکار خوش تھے اس لئے انہوں نے منشی امیر علی کو پندرہ روپیہ ماہوار کا نوکر رکھوا دیا۔ لیکن ان میں ترقی کا مادہ بالکل نہ تھا۔

ان کے کام میں جتنی چالاکی اور صفائی۔ نہ حاضری کی پابندی نہ حکام اور افسروں کی خوشنودی کا خیال۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تین سال کی ملازمت میں نہ ان کو کوئی ترقی مل سکی اور نہ تنخواہ میں کچھ اضافہ ہوا۔ منشی صاحب کی پھوپی کو ان کی شادی کا بہت خیال تھا اور آخر کار برادری میں ایک مناسب لڑکی تجویز کر کے اُنہوں نے اس فرض سے بھی رہائی حاصل کی۔ شادی کے بعد منشی صاحب کی بے پروائی میں اور ترقی ہو گئی کیونکہ ایک شریک پیدا ہو جانے سے اُنہوں نے سمجھ لیا کہ ہماری مشکلات اور ذمہ داریاں نصف رہ گئیں جہاں تک معاملات خانہ داری کا تعلق تھا اُن کی بے پروائیاں خطرناک نہ تھیں لیکن ملازمت اور اپنے فرائض منصبی کی جانب سے اُن کی بے پروائی نہایت مضر ثابت ہوئی اس عادت بد کی بدولت وہ ایک دن ایک ضروری مثل کھو بیٹھے۔ مسل پر ایک بڑے مقدمہ کا انحصار تھا اور کوئی شخص یہ باور نہیں کر سکتا تھا کہ اہلکار نے بغیر ایسی بے ضابطگی کا ارتکاب کیا ہو۔ الغرض منشی صاحب سے جواب طلب ہوا ناقابلِ اطمینان سمجھا گیا اس لیئے اُنپر باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا۔ یہاں بھی یا پ کام آئیں اور منشی صاحب کو اس سے زیادہ نقصان نہیں ہوا کہ وہ ایک دم برطرف کر دیئے گئے۔

(۳)

ملازمت جانے کے بعد منشی صاحب کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اُن کے پاس کوئی اندوختہ نہ تھا جس سے وہ گزر اوقات کرتے چھ ماہ کی مدت انہوں نے بیوی کا زیور فروخت کر کے بسر کی۔ زیور بہت معمولی اور کم قیمت تھا آخر کار ختم ہو گیا۔ اس کے بعد اُن کے ایک کلاس فیلو نے جو دہلی میں ملازم تھے ایک سوداگر کے ہاں روزنامچہ نویسی کے کام پر اُن کے لیئے ملازمت کا انتظام کیا۔ چنانچہ منشی صاحب باوجود موسم بارش بیوی اور پھوپی کو تنہا مکان پر چھوڑ کر اور ضروری زادِ سفر لے کر دہلی روانہ ہو گئے۔ منشی صاحب صبح کے وقت گاڑی میں کھڑکی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ داہنا ہاتھ کھڑکی بند ہونے کی جگہ پر تھا۔ یکایک ایک مسافر نے بے تحاشا کھڑکی کھولی جس سے ان کے ہاتھ کا انگوٹھا اور انگشتِ شہادت سخت زخمی ہوئی۔ اور کئی تولہ خون خارج ہو گیا۔ ریل میں جو کچھ مرہم پٹی ممکن تھی وہ کی گئی اور آخر کار شام کے سات بجے منشی صاحب دہلی پہونچ گئے۔ بارش کا زمانہ تھا دوا بھی مناسب وقت پر نہیں پہنچی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے روکا ہاتھ بیکار ہو گیا دوکان پر روزنامچہ لکھنا ایک تیز دست آدمی کا کام تھا اور یہ لکھنے سے بالکل معذور تھے خدا اِن کے کلاس فیلو دوست کا بھلا کرے کہ اُنہوں نے تین ماہ تک اِنہیں اپنا مہمان رکھا اور سوداگر نے بھی یہ مہربانی کی کہ استے عرصہ تک ان کی جگہ کا مستقل انتظام نہیں کیا تین ماہ کے بعد جب انہیں صحت ہوئی تو کام شروع کیا۔ دوکان پر فروخت خاصی ہوتی تھی اور منشی صاحب اتنے تیز دست نہ تھے اور نہ باوجود ضرورت تیز دستی کی کوشش کرتے تھے کہ روزنامچہ لکھنے میں ناکام ثابت نہ ہوں۔ بہرحال تین ماہ تک منشی صاحب نے سوداگر کے ہاں کام کیا لیکن حساب جو کیا تو آمد و خرچ قریب قریب برابر تھا۔ آخرکار اُنہوں نے تجویز کیا کہ بیوی اور پھوپی کو بھی لے آئیں۔

(۴)

منشی صاحب نے رات کی گاڑی سے سفر کی۔ عورتوں کو زنانہ
خود مردانہ میں بیٹھے۔ اسباب بھی اپنے ساتھ ہی رکھ لیا۔ رات بھر
جاگنے سے آنکھ لگ گئی اور دہلی کے اسٹیشن پر جب بیدار ہوئے تو دونوں
پاس۔ روح نکل گئی مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ اسٹیشن ماسٹر سے کہا۔
سو سب سے بڑی دقت یہ تھی کہ ٹکٹ بھی بکس ہی میں تھے۔ وہاں
اور کئی روپئے بابو لوگوں کو دینے پر اسٹیشن سے باہر نکلے۔ ایک چھوٹا
ہوا پہلے سے لے رکھا تھا۔ متعلقین کو اس میں اتارا لیکن مکان
نہ چٹائی۔ اور نہ بستر۔ منشی صاحب کی بیوی کے پاس جو زیور تھا اُسے زمین پر
اور جب تک منشی صاحب نے سوداگر سے کچھ روپیہ پیشگی لے کر دو تین
نہ کیں اسیطرح فرش زمین پر گرمی کی تکلیف دہ راتیں بسر کیں۔ ایک دن
جب چٹائیوں پر پڑے سو رہے تھے کہ منشی صاحب کی پھوپی ۲ بجے کے وقت
ہو کر اُنہیں منشی صاحب کو جگایا اور کہا کہ میرے کان میں کوئی چیز گھس گئی
کو کریدرہی ہے۔ منشی صاحب اُس وقت کہاں جاسکتے تھے اور کیا تدبیر کر سکتے
پارہ نے کانوں میں پانی ڈالا۔ پھر پان تمباکو کا عرق ٹپکایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور تکلیف
بڑھتی گئی۔ یعنی الصباح منشی صاحب نے دوڑ دھوپ شروع کی۔ اتنی مقدرت نہ تھی
کسی بڑے ڈاکٹر یا حکیم کو گھر بلاتے۔ پھوپی کو زنانہ اسپتال میں لے جا کر دکھایا۔ لیکن
کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ سہ پہر کو یہ حال تھا کہ وہ دیواروں سے سر ٹکراتی تھیں۔ شام ہوتے
ہوتے کانوں سے رطوبت بہنے لگی اور دوسرے دن صبح کو وہ راہئی ملک بقا ہوئیں۔
پھوپی کی بے گور و کفن نعش ایک چٹائی پر میلے کچیلے کپڑوں میں پڑی ہوئی تھی۔ منشی صاحب
کی بیوی دوسری چٹائی پر بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں اور منشی صاحب خود سر بگریباں
تھے کہ مرحومہ کی تجہیز و تکفین کا کیا انتظام کریں آخر اس مصیبت میں بھی انہیں اپنا
وہی کلاس فیلو دوست یاد آیا اور اُس کی امداد سے اُنہوں نے اپنی پھوپھی کی
تجہیز و تکفین کی۔

(۵)

منشی صاحب پہلے ہی تیز دست نہ تھے اس مصیبت نے اُنہیں اور بھی مضمحل کر دیا
اور وہ ہر وقت مخبوط و مبہوت رہنے لگے۔ سوداگر جس کے یہ ملازم تھے بڑا رحمدل
تھا۔ وہ ان کے کام سے تو ناخوش تھا لیکن ان کے حالات و واقعات نے اُسے
بہت متاثر کر رکھا تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ روزنامچہ لکھنے کا کام ان سے نہیں
ہو سکتا تو متفرق کاموں پر انہیں رکھ لیا لیکن تنخواہ میں کوئی کمی نہیں کی۔ اسی اثنا
میں سوداگر کا ایک مقدمہ مرادآباد میں دائر ہوا اور اُس نے پیروی کے لیے مختارنامہ
خاص تصدیق کرا کے اور جملہ کاغذات دے کر منشی صاحب کو روانہ کیے۔ رات کے
دس بجے مرادآباد کو گاڑی جاتی تھی اس سے منشی صاحب دوکان سے رخصت ہو کر گھر
چلے آئے اور پھر گھر سے اطمینان کے ساتھ اسٹیشن کو روانہ ہوئے۔ صبح کو
مرادآباد پہنچ گئے۔ جب کچہری میں پہنچے اور وکیل کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ مقدمہ کے
کاغذات بدقسمتی سے مکان ہی پر بھول آئے۔ اب کیا ہو سکتا تھا۔ کئی دفعہ

مقدمہ کی پیشی بدلوائی جاچکی تھی۔ حاکم پہلے ہی سے آشفتہ ہو رہا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مقدمہ
عدم پیروی میں خارج ہوگیا۔ اور بیچارے سوداگر کو سات آٹھ سو روپے کا نقصان
اٹھانا پڑا۔ منشی صاحب جیسے گئے تھے ویسے ہی واپس آگئے۔ اپنے دل میں سخت نادم تھے
لیکن مجبور تھے کہ سوداگر سے من وعن حال بیان کریں۔ سوداگر اس واقعہ کی تاب
نہ لا سکا اور اُس نے منشی صاحب کا حساب کر دیا۔ چار پانچ روپے لیکر جو واجب الادا
نکلے تھے منشی صاحب اپنے گھر چلے آئے۔ گھر پہنچے تو بیوی کو دردِ ولادت میں مبتلا پایا۔
اب منشی صاحب کی پریشانی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ انہیں پھر اپنا کلاس فیلو دوست یاد آیا
تھا لیکن مصیبت یہ تھی کہ وہ اِن دنوں دہلی میں موجود نہ تھا۔ منشی صاحب کے پاس پانچ
چھ روپئے تھے۔ جب تک وہ موجود رہے اُنہوں نے بیوی کی تیمارداری میں کوتاہی
نہیں کی اور اس کے بعد وہ مجبور تھے۔

(۶)

منشی صاحب کے پڑوس میں کئی دولتمند گھر تھے۔ ان گھروں میں فضول اور لایعنی طور پر
روزمرہ اتنا اُٹھ جاتا تھا کہ منشی صاحب کی تمام ضرورتیں رفع ہو سکتی تھیں لیکن آجکل
ایک مسلمان پڑوسی کے ہاں محفل رقص منعقد ہوتی ہے اور دوسرا مسلمان پڑوسی
تیسرے فاقہ سے ہوتا ہے۔ حرج ختم ہونے کے بعد تین دن تک منشی صاحب مع اپنی
بدنصیب بیوی بچہ کے نے آب و دانہ پڑے رہے لیکن کوئی اُن کا پرسان حال نہ ہوا
تیسرے دن جب وہ انتہائے مایوسی کی حالت میں خدا کو اُس کی تمام رزاق صفتوں کے
ساتھ یاد کر رہے تھے اُن کے کلاس فیلو دوست نے آواز دی جو اُسی دن دہلی میں
وارد ہوا تھا۔ منشی صاحب نے تمام واقعات کہہ سنائے اور اُس نے حسب معمول
منشی صاحب کو امداد دی۔ چونکہ زچہ خانہ میں بے احتیاطیاں ہو چکی تھیں۔ منشی صاحب
کی بیوی سخت علیل ہوئیں۔ منشی صاحب نے ایک رحمدل اور غریب نواز ڈاکٹر کا
علاج شروع کیا۔ ایک دن ڈاکٹر نے دو نسخے تجویز کیے۔ ایک عمل دینے کا اور ایک
پینے کا۔ منشی صاحب نے دونوں شیشیاں ایک طاق میں لاکر رکھ دیں۔ چونکہ علاج
مفت تھا عمل دینے والی عورت بے پروائی کی وجہ سے اُس دن نہ آئی۔ رات کو منشی
صاحب نے غلطی سے عمل کی دوا بیوی کو پلا دی اور جب اُس سے شکایات میں اضافہ
ہوا تو بدقسمتی سے ایک خوراک اور پلائی۔ اتنی مقدار ہلاکت کے لیے کافی تھی۔ چنانچہ
بدقسمت عورت نے تڑپ تڑپ کر جان دی اور اگلی صبح کا دیکھنا اُسے نصیب نہ ہوا۔
اب محلہ والے منشی صاحب کے حالات سے واقف ہو چلے تھے چنانچہ اُنہوں نے اس
مصیبت میں اُن کا ساتھ دیا اور بیوی کی تجہیز و تکفین کے لیے اُنہیں اپنے کلاس فیلو
دوست کو تکلیف نہیں دینی پڑی۔ پندرہ بیس دن کا بچہ ماں کے بغیر کیا زندہ رہتا
ماں کی وفات کے چوتھے یا پانچویں دن وہ بھی جاں بحق تسلیم ہوا۔

(۷)

منشی صاحب جب یکہ و تنہا رہ گئے تو اُنہیں دہلی میں سخت وحشت ہوئی اور آخرکار
اہل محلہ نے اُنہیں پریشان دیکھ کر ٹکٹ کا انتظام کر دیا اور وہ اپنے گھر چلے آئے۔
مصیبتیں انسان کے دل میں جذبات کی دنیا پیدا کر دیتی ہیں گھر پہنچکر اُنہیں اور بھی

تکلیف ہوئی۔ اُنہیں یاد آیا کہ یہاں اُنھوں نے ماں باپ کے زیر سایہ کسطرح پرورش پائی تھی اور پھر اس کے بعد وہ بیوی کے ہمراہ کیونکر رہتے تھے اور ان خیالات نے اُنہیں اپنے مکان سے متوحش کر دیا۔ وہ موقع کے منتظر تھے اور ایک خریدار کو آمادہ پاکر انہوں نے اپنا مکان سات سو روپئے کو فروخت کر دیا۔ اتنی بڑی رقم جب منشی صاحب کے قبضہ میں آئی تو اُنہیں اور بھی دُکھ پہنچا اور دہلی میں اُنھوں نے جس بے سر و سامانی کے ساتھ زندگی بسر کی تھی۔ پھوپھی کی وفات اور بیوی کی زچگی و موت میں افلاس و تہیدستی کی وجہ سے مجبور و بیکس ہونا وغیرہ تمام باتوں نے یکے بعد دیگرے یاد آکر اُنہیں خوب رُلایا۔ منشی صاحب کے احباب نے اُنہیں رائے دی کہ اس روپئے سے وہ کسی کاروبار کا سلسلہ چھیڑ دیں اور رفتہ رفتہ دنیا میں از سر نو آباد ہونے کی کوشش کریں۔ منشی صاحب میں ہجوم مصائب کی وجہ سے خود تو قوت فیصلہ باقی نہیں رہی تھی انہوں نے احباب کے کہنے پر عمل کیا۔ اُن دنوں کھدر کی تجارت بہت کامیاب سمجھی جاتی تھی اور تھوڑے سرمایہ سے یہ کام اچھی طرح شروع کیا جا سکتا تھا اس لئے منشی صاحب نے خدا کا نام لیکر بازار میں ایک دوکان کرایہ پر لے لی اور مختلف مقامات سے گاڑھا خرید کر کام شروع کر دیا۔ لیکن چونکہ ہاتھ کے کتے ہوئے سوت کے کھدر کی زیادہ مانگ تھی اس لئے انہوں نے روئی خرید کر اپنی دوکان میں رکھ لی تھی اور شہر کی بیوہ عورتوں سے سوت کتوا کر اور جولاہوں سے بُنوا کر فروخت کرتے تھے۔ چند روز میں دوکان چل نکلی اور منشی صاحب کے احباب کو اُمید بندھی کہ اب عنقریب وہ اپنے مصیبت زدہ دوست کو کامیاب و خوشحال دیکھیں گے

(۸)

منشی صاحب اپنا مکان فروخت کر چکے تھے اور ایک دوست کے ہاں رہتے تھے لیکن جب سے اُنہوں نے دوکان ہی میں قیام اختیار کر لیا تھا۔ جاڑوں کے دن تھے۔ دن بھر دوکان میں خرید و فروخت رہتی تھی۔ رات کو دروازہ اندر سے بند کر کے فرش پر سو جاتے تھے۔ منشی صاحب کو حقہ کی سخت عادت تھی۔ اور اس لیئے وہ دوکان کے ایک گوشہ میں آگ ضرور رکھتے تھے۔ رات کو جب دن بھر کی محنت سے چور ہو کر لیٹتے تھے تو حقہ بھر کر پاس رکھ لیتے تھے اور پیتے پیتے سو جاتے تھے۔ یہ حالت بہت مخدوش تھی لیکن بے احتیاطی اور بے پروائی اُن کے خمیر میں تھی۔ بعض واقفکار دوستوں نے منع بھی کیا لیکن اُنھوں نے کچھ پروانہ کی چنانچہ اپریل کی ۴ تاریخ کو وہ حادثہ رونما ہوا جس کا سب کو اندیشہ تھا۔ منشی صاحب نے حسب معمول حقہ بھر کر پاس رکھ لیا۔ اور ابھی دو چار کش بھی نہ پئے تھے کہ نیند آگئی۔ یہ مثل کہ سوتا اور مرا برابر ہوتا ہے منشی صاحب پر صادق آئی۔ اُنہوں نے اچانک کروٹ بدلی اور لحاف کے اُلجھاؤ میں حقہ گر پڑا اور آگ منشی صاحب کے بچھونے پر اُلٹ گئی۔ تھوڑی دیر میں لحاف اور گدا دھڑ دھڑ جلنے لگا۔ دوکان میں دھواں بھر گیا۔ منشی صاحب گھبرا کر اُٹھے۔ لحاف اُتار کر پھینکا جو روئی کے بوروں پر جا کر گرا اور وہ مشتعل ہوگئے۔ ان کا دم گھٹ رہا تھا۔ بمشکل دروازہ کھولا۔ باہر نکلنا چاہتے تھے کہ چکر آگیا سر کے بل گہری نالی میں جو دوکان کے نیچے جاری تھی گر پڑے۔ جب دوکان کا مال جل چکا اور چھت میں آگ لگ چکی تو لوگوں کو خبر ہوئی۔ منشی صاحب بدستور بے ہوش رہے افسروں کی خوشنودی جب لوگوں نے اُنہیں دیکھا تو اسپتال بھجوایا۔ ڈاکٹر دماغ کی خرابی کھل سکی اور نہ بتاتا ہے بہت خیال تھا اور

راقم الحروف منشی صاحب کی عیادت کے لئے گیا تھا اور ابھی پتہ حاصل کی نہیں کر چکا تھا کہ اُن کی وفات کی اطلاع موصول ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون



...ن بھی تو نقل کیجیے

...رتے نالۂ جانسوز لیکن اے فلک
...دیا مجبور تیری کاوش و بیداد نے

...ندوستانی رسائل۔ ہندوستانی اخبارات اور ہندوستانی جرائد و صحائف ...ے پائے جاتے ہیں جو اپنی ذمہ داریوں سے واقف ہیں اور ساتھ ہی نیک نیتی کے ساتھ اپنے فرائض کو پورا کرتے ہیں۔ اور زیادہ تعداد اُن اخبارات ...ین کے اراکین یا تو اپنے فرائض سے واقف ہی نہیں یا دیدہ و دانستہ ...یتی کے ساتھ پورا کرنے سے پہلو تہی کرتے ہیں۔

...ب دین و دنیا میں بہت سے مضامین ہر مہینے کافی معاوضہ ادا کرکے لکھوائے کیے جاتے ہیں۔ اشتہارات کے ڈزائن اور مضمون بھی مفت نہیں مل جاتے ...ینے ایک معقول رقم اس کے معاوضہ میں بھی "دین و دنیا اور نظامیہ دار الاشاعت" ...یب سے نکل جاتی ہے لیکن بعض رسائل والے مضامین نقل کر لینے سے بھی نہیں ...اور اشتہار نقل کر لینے میں بھی اُن کو تامل نہیں ہوتا۔ اور اب یہاں تک نوبت ...پہنچی کہ نظامیہ دار الاشاعت کے اشتہارات کتب وغیرہ کے ڈزائن بھی نقل کیے جانے ...ے خواہ ویسے خوبصورت صحیح اور خوشنما نہ بن سکیں۔ اور واقعی نہ بنے۔

...ہلی کا ایک ماہوار رسالہ ہمارے اشتہارات کے مضامین لفظ بلفظ نقل کرنے میں سب سے بازی لے گیا۔ حتےٰ کہ نظامیہ دار الاشاعت کی فہرست کتب جو درویش جنتری ۱۹۲۳ء اور ہاشمی جنتری ۱۹۲۳ء میں شامل ہو کر شائع ہوئی تھی وہ بھی اُس کے تصرف بیجا سے محفوظ نہ رہ سکی اور لفظ بلفظ نقل ہونے کے بعد کتب خانہ .... کی فہرست بنگئی البتہ اُس میں وہ ڈزائن قائم نہ کیے جاسکے جو نظامیہ دار الاشاعت کی فہرست میں دلچسپی کا باعث ہیں۔

رسالۂ ڈاکٹر نے نظامیہ دار الاشاعت کی کتاب علاج الامراض کے اشتہار کا خاکہ اس بُری طرح اُتارا ہے کہ توبہ ہی بھلی ہے۔

رسالۂ ہزار داستان میں ایک تاجر کتب نے اپنی کتابوں کا اشتہار اُس ڈزائن کے ساتھ چھپوایا ہے جو حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب کی کتابوں کے لیے دین و دنیا جلد اول میں خاص طور پر بنوا کر شائع کیا گیا تھا۔ اور ایک اشتہار میں اُس ڈزائن کی مٹی خراب کی گئی ہے جو غدر دہلی کے افسانوں کے اشتہار کے لیے بنوا کر دین و دنیا میں شائع کیا گیا تھا اور جس کی سرخی تھی "قیامت کا چھوٹا بھائی"۔

ایک مقامی مسلمان اخبار کا دامن بھی اس بدنما داغ سے محفوظ نہیں اور اُس نے بھی ہمارے بعض اشتہار لفظ بلفظ نقل کرکے اپنے نام سے شائع کیے۔ اور اسطرح ناجائز فائدہ اُٹھایا دین و دنیا میں جو قصے شائع ہوتے ہیں وہ بھی بے دھڑک نقل کر لیے جاتے ہیں حالانکہ اُن کے عنوان کے ذیل میں اکثر "تمام حقوق محفوظ" کے الفاظ اس جرأت کو روکنے کے لیے چھاپ دیے جاتے ہیں۔ افسوس ہو کہ بریلی کا روزانہ اخبار ان امتناعی الفاظ سے متاثر نہوا اور اُس نے بھی ایک قصہ اپنے کالموں میں چھاپ ہی ڈالا۔

اسی طرح القریش اور مارتنڈ وغیرہ رسائل نے بھی بعض قصے ہماری بغیر اجازت نقل کیے اور ہمارے امتناع کی پروا نہ کی۔

زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اگر ان رسائل و اخبارات کے اراکین چاہتے تو ہمارے اشتہارات کے مضامین سے کہیں بہتر مضمون خود لکھ سکتے تھے اور بہتر سے بہتر شان و صورت میں اُن کی اشاعت کی جاسکتی تھی مگر اُنہوں نے تھوڑی سی محنت کو گوارا نہ کیا اور دوسروں کے مال پر ناجائز تصرف کرکے قابض ہوجانا پسند کیا۔ ہم کو قانوناً یہ حق حاصل تھا اور ہے کہ ہم اپنے مضامین اور اشتہارات نقل کرنے والوں سے قانونی بازپرس کریں لیکن خاموش رہے کہ کاش یہ حضرات خود ہی اپنی اس غلطی کو محسوس کرکے اپنی اس حرکت سے باز آجائیں۔

بہر حال ہمیں اُمید ہے کہ آئندہ ہمارے معزز مہربان اس طرز عمل کو روا نہ رکھینگے اور ہمارے اس عرض حقیقت سے کبیدہ نہونگے جو صرف ایک تنبیہ ہے۔

ہاں بہت ممکن ہے کہ جو لوگ خود اشتہار نہیں لکھ سکتے یا اشتہار لکھنے میں جو وقت صرف ہوتا ہے اُسکو کسی دوسرے کام میں صرف کرنا چاہتے ہیں وہ ہماری معرفت اپنے اشتہارات تیار کرا لیا کریں اور ہم جہاں تک ممکن ہوگا اُن کی اس خدمت اور امداد سے دریغ نہ کرینگے۔

ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

دہلی کے بعض نفس پرستوں نے ہمیں نقصان پہنچانے کی غرض سے ہماری خداداد شہرت سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کا ایک یہ شرمناک طریقہ بھی اختیار کر لیا ہے کہ وہ ہمارے اُن خطوط کو جو کتابوں کی فرمائش میں ہمارے نام آتے ہیں بالا ہی بالا اُڑا کر خود اُن کی تعمیل کر دیتے ہیں۔ اور اسطرح اپنے ضمیر کو بدنیتی کے گرد و غبار سے آلودہ کر لینا اُنکا شعار بنگیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک سخت جرم ہے اور اگر ہم چاہیں تو باقاعدہ اُن پر مقدمات چلائے جاسکتے ہیں لیکن ہم اس سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنے معزز ناظرین رسالۂ دین و دنیا و معاونین نظامیہ دار الاشاعت و خواجہ ڈپو کی خدمت میں یہ التماس کر دینا سردست کافی سمجھتے ہیں کہ جس وقت اُن کی خدمت میں کوئی فرمائشی کتاب یا پارسل یا پیکٹ پہنچا کرے تو براہ کرم وہ پتہ کی چٹ کو ضرور دیکھ لیا کریں اور جب تک یہ اطمینان نہ ہوجائے کہ پارسل فی الواقع خواجہ ڈپو یا نظامیہ دار الاشاعت یا دفتر دین و دنیا سے روانہ ہوا ہے اُس پارسل کو وصول نہ فرمائیں اس کے ساتھ ہی ہم پوسٹمینوں سے بھی یہ اُمید رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے دفتر کے سوا ہماری ڈاک کبھی اور کسی دوسرے شخص کو تقسیم کر دینے کی جرأت نہ کرینگے جس سے ہمیں اکثر ناقابل برداشت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور یہ اُن کے فرائض منصبی کے بھی منافی ہے۔

نیاز مند مینیجر رسالہ دین و دنیا و نظامیہ دار الاشاعت و خواجہ ڈپو دہلی

REGISTERED NO L. 1313

ایڈیٹر سید ظہور احمد چشتی شاہجہانپوری





چیست دنیا؟

از خدا غافل بودن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دنیا

جس کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکی جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی ادا کردہ کل قیمت بہت واپس منگا لے





سالانہ قیمت

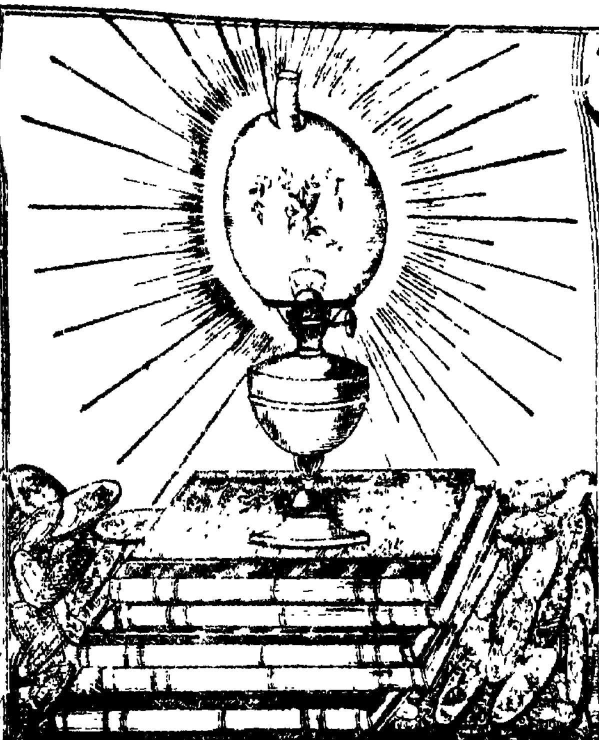
اعلیٰ ایڈیشن [illegible] معمولی ایڈیشن [illegible]

ششماہی قیمت

اعلیٰ ایڈیشن [illegible] معمولی ایڈیشن [illegible]

تجارت کی روشنی
اور
دولت کی فراوانی

ہندوستان اوبھی امریکہ جرمنی
جاپان اور انگلینڈ کا سرمقابلہ کر
دکھا سکتی ہے اور ہندوستان نوجوان
۔۔۔ قدم کے ۔۔۔
بشرطیکہ یورپین تجارتی طرح
ہندوستانی تاجر بھی اصول تجارت
سے واقف ہوکر پابندی کے
ساتھ کام کرنے کے عادی ہو جائیں



نظامیہ دارالاشاعت
دہلی کا
بہترین کارنامہ

یہ ہے کہ اس نے بے روزگاروں کو
برسر روزگار کرنے اور ملک سے افلاس
تنگدستی کی مصیبت کو دور کرنے اور
نئی نسلوں کو تجارتی تعلیم دینے کیلئے
تجارتی تعلیم کی مفید عام کتابوں کی
اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے جسکے
حسب ذیل پانچ حصے شائع ہو کر
ملک سے خراج تحسین حاصل کر چکے

تجارت کی پہلی

اس میں مبادیات تجارت کا بیان ہے یعنی
یہ بتایا گیا ہے کہ تجارت کیوں اور کیونکر کیجائے
تجارت کے حیرت انگیز منافع۔ تجارت
شروع کرنے اور اس میں کامیاب ہونیکے
طریقے اور روپیہ پیدا کرنے اور کفایت کی
خرچ کرنے کے ایسے بیش بہا اصول بیان
کیے گئے ہیں کہ آدمی ان پر عمل کرکے
اپنی زندگی میں حیرت افزا انقلاب پیدا
کرسکتا ہے۔ ایک ناتجربہ کار کو تجربہ کار
بنانے اور تجارت کی مشکلات پر قابو
پانے کے لیئے بہترین کتاب ہے پہلا
ایڈیشن ختم ہوگیا اب مفید ترمیم و اضافہ کے
ساتھ دوبارہ چھپی ہے قیمت عہ مجلد ۱۲

تجارت کی دوسری

اسمیں فن اشتہار کی تعلیم ہے، اور
اشتہارات کے ذریعہ سے ہر قسم کی جائز تجارت
کو فروغ دینے کیلئے نہایت کارآمد معلو
بیان کیے گئے ہیں اشتہارات کا مضمون
بنانے ڈیزائن تجویز کرنے عمدہ لکھوانے
چھپوانے اور انکی اشاعت کیلئے کم از
کم خرچ میں بہتر سے بہتر طریقے مہیا
کرنے کے متعلق وہ تمام ضروری ہدایات
و معلومات اس کتاب میں موجود ہیں
جن سے اہل مغرب فائدہ اٹھا رہے ہیں
قیمت فی جلد عہ، مجلد عہ

تجارت کی تیسری

اس میں دوکانداری کی تعلیم ہے،
دوکان کیسی ہو کہاں ہو؟ کیسے
آراستہ کی جائیں؟ مال کیونکر کفایت
خریدا جائے؟ نفع کتنا لیا جائے؟ گاہکوں
کو کیونکر خوش رکھا جائے؟ بکری
اور نفع بڑھانے کے لیئے کن اصول پر
عمل کیا جائے؟ دوکان کی شہرت و
ہردلعزیزی کے طریقے۔ گاہکوں سے قرضہ
وصول کرنے کی تدابیر اور دوکان کا حساب
کتاب لکھنے کے اصول اسمیں درج ہیں
قیمت فی جلد ۱۲ مجلد عہ

تجارت کی چوتھی

یہ مراسلات تجارت کی تعلیم کے متعلق ہے
اسمیں بتلایا گیا ہے کہ صرف ایک کرسی اور
ایک میز بہم پہنچا کر آپ کس طرح ہزاروں
روپیہ پیدا کرسکتے ہیں کاروبار شروع
کرتے وقت کس طرح سوداگروں کارخانہ
داروں اور گاہکوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا
چاہیئے ایک کاروباری آدمی کو خط و کتابت
سطرح کامیاب بناسکتی ہے ایک بڑے
کاروباری دفتر میں کلرکوں کی نگرانی کسطرح
کیجاسکتی ہے ہزارہا ضروری معلومات کا مجموعہ
قیمت فی جلد عہ۔ مجلد عہ

تجارت کی پانچویں

اس میں فن "بہی کھاتہ" کی تعلیم
نہایت خوبی کے ساتھ دی گئی
تمام رجسٹروں اور بہیوں کے
اردو اور انگریزی میں رکھنے
رکھنے اور ان کی خانہ پری
آسان پیرایہ میں تعلیم کیئے
دیسی اور بدیسی طریقوں کا
فوائد کو نہایت عمدگی سے
گیا ہے۔ تمام حسابات کے
رکھنے کے اصول سمجھا
ہیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے
بڑے سے بڑے تاجر کے
ضروری چیز ہے قیمت

[redacted]

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت و خواجہ ڈپو دریا گنج دہلی

پیر بھائی

بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۴۱ھ

احساس ذمہ داری

جو قوم فرائض ذمہ داری کو جانتی ہے خدا اس کو دنیا کا حکمران بنا تا ہے اور جو قوم احساس ذمہ داری سے غفلت کرتی ہے اس کا نتیجہ محکومیت اور دنیا کی صدہا پریشانیاں ہندوستان والے اسی واسطے غیر قوم کے محکوم ہوئے کہ وہ اپنے احساس ذمہ داری سے غافل ہو گئے تھے۔ بادشاہوں کو معلوم نہ تھا کہ ان پر ملک کی کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہیں امرا اور وزرا بھول گئے تھے۔ کہ ملک میں ان کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ اسی طرح مشائخ۔ علما۔ تجار اور دیگر طبقوں کا حال تھا جب قوم کے تمام افراد میں احساس ذمہ داری کم ہو گیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ایک غیر مذہب غیر ملک اور اجنبی شکل و صورت اور غیر زبان قوم کو ہندوستان پر مسلط کر دیا۔ یہ انگریزوں کی قوم تھی جس کا ہر فرد اپنے اپنے فرض منصبی کو ذمہ دارانہ محسوس کرتا تھا اور کرتا ہے ہم ان کو دیکھتے ہیں اور ان کی خصائل حسنہ کو سمجھتے ہیں پھر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ اور اپنے اندر احساس ذمہ داری پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

انگریز جب وائسرائے ہوتا ہے تو ہر وقت اس کو یاد رہتا ہے کہ ہندوؤں مسلمانوں عورتوں۔ مردوں۔ دیسی ریاستوں۔ اور بیشمار طبقات رعایا کی حفاظت جان و مال و تعلیم و ترقی کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی قوم اور اپنے ملک کی حاکمانہ حکمت عملی کو محفوظ رکھنا بھی میری ذمہ داری ہے اس واسطے وہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ایک لمحہ بھی احساس ذمہ داری سے غافل نہیں ہوتا چھوٹے صوبوں کے گورنر کمشنریوں کے کمشنر ضلعوں کے ڈپٹی کمشنر شفاخانوں کے افسر محکمہ تعلیم کے افسر جیلخانوں کے افسر ریلوں ڈاکخانوں اور تار برقی کے افسر تعمیرات نہروں کے افسر سب الگ الگ اپنے اپنے کام میں ہمہ تن مستعدی سے مصروف ہیں۔ جو کام جس کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ اس میں لگا ہوا ہے اور اپنے فرائض کی ذمہ داری کو پوری طرح محسوس کرتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ کسی وقت وہ اپنی ذمہ داری کو بھول جائے یا اپنا کام چھوڑ کر دوسرا کام کرنے لگے مثلاً ڈاکٹر انجنیر کا۔ انجنیر ڈپٹی کمشنر کا۔ ڈپٹی کمشنر ریلوے افسر کا۔ کام ہرگز نہیں کرتا۔ بلکہ جو خدمت اس کے سپرد کی جاتی ہے اسی میں مصروف رہتا ہے اور اس کی توجہ کسی دوسری طرف اٹھ کر بھی نہیں دیکھتی۔ کیونکہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہے اور ہندوستانیوں کی طرح اس کی یہ عادت نہیں ہے کہ بیرسٹر صاحب ڈاکٹری کرتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب شاعری میں مصروف ہیں اور شاعر صاحب سیاسی لیڈر بنے ہوئے ہیں۔

ہم ہندوستانی ہر چھوٹے بڑے کام میں احساس ذمہ داری سے غافل ہیں ملازمت میں بھی یہ حال ہے کہ جو عہدہ ہمارے سپرد کیا جاتا ہے اس کے فرائض کو ہم پوری طرح ادا نہیں کرتے کیونکہ اس عہدہ کی ذمہ داریوں کا احساس نہیں ہوتا۔ مگر جب ہماری غفلت کے سبب وہ عہدہ ہم سے چھین لیا جاتا ہے تو ہم انگریزوں کی شکایت کرتے ہیں کہ وہ ظالم اور ناحق شناس ہیں۔ اور ہندو مسلمانوں کی شکایت کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی شرارت سے ہماری نوکری گئی۔ اور مسلمان ہندوؤں کا شکوہ کرتے ہیں کہ ہم کو ہندوؤں کے تعصب کا شکار ہونا پڑا۔ کوئی کہتا ہے افسر رشوت مانگتے تھے۔ کوئی کہتا ہے گورنمنٹ کا منشا ہی یہی ہے کہ اس عہدہ پر ہندوستانی نہ رہیں۔

مگر یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اس عہدہ سے برطرف ہونے میں میری غفلت کتنی تھی اور آیا میں اس عہدہ کی ذمہ داریوں کو اچھی طرح محسوس کرتا تھا یا نہیں۔ اگر انصاف سے غور کیا جائیگا۔ تو ہر ایک دل قبول کرے گا۔ کہ عہدہ محض اس وجہ سے جاتا رہا کہ ہم اس کی ذمہ داریوں کو درست کرنے کے ناقابل تھے اور ہم نے اس کے فرائض اچھی طرح ادا نہیں کئے۔

مسلمانوں کا نقص

سب سے زیادہ انگریز اور عیسائی اور پارسی اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں مستعد پائے جاتے ہیں ان کے بعد ہندوؤں کا درجہ ہے کہ وہ بھی تھوڑا بہت ذمہ داری کا احساس رکھتے ہیں اور فرض کو فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس نعمت سے بہت زیادہ محروم ہیں ان کی بڑی تعداد میں یہ نقص موجود ہے کہ وہ ذمہ داری کو محسوس کر کے نوکری کے فرائض ادا نہیں کرتے۔ اور نوکری کو بچوں کا کھیل سمجھتے ہیں۔

نوکری پر مخصوص نہیں ہے مسلمان تاجروں کو دیکھو سوائے چند لوگوں کے اکثر احساس ذمہ داری سے غافل پائے جائینگے۔ اور جب تجارت میں گھاٹا ہوگا۔ تو قسمت کا پھیر یا غیر قوم کی شرارت یا کسی کی بددعا کو اس کا باعث سمجھیں گے۔ اپنے ذاتی قصور کی طرف ان کی نظر نہیں جائیگی کہ آیا انہوں نے ذمہ داری کو محسوس کر کے تجارت کی یا نہیں۔ حالانکہ غفلت انہیں کی معلوم ہوگی۔ کہ نوکروں پر کام چھوڑ دیا اور نوکر بھی وہ نوکر جو آقا کی طرح احساس ذمہ داری سے محروم تھے۔ نفع نقصان کے حساب پر نظر نہ رکھی۔ نقصان کے اسباب کو نہ سوچا اور اس سے بچنے کی تدبیریں نہ کیں اور وہ کیونکر کرتے ان کو تو اپنی تاجرانہ ذمہ داری کا احساس ہی نہ تھا۔

مسلمان لوگ اپنے گھروں میں بیوی بچوں اور آمد و خرچ کی ذمہ داری کو بھی خوب محسوس کر کے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ عورتیں اس بات کی پروا نہیں کرتیں کہ ہم کو کسی قسم کی

ذمہ داری عاید ہے ہم کو چاہئے کہ خرچ کو آمدنی سے نہ بڑھنے دیں اور گھر کے اسباب کو ذمہ دارانہ صاف ستھرا اور محفوظ رکھنے کی کوشش کریں مسلمان کی حالت تو بس یہی ہوتی ہے کہ آنکھیں بند ہیں دماغ معطل ہے اور زبان چل رہی ہے اور اس سے مسلسل یہ آواز آ رہی ہے۔ روٹی لاؤ کپڑا لاؤ۔ تیل لاؤ۔ نمک لاؤ۔ دال لاؤ۔ گوشت لاؤ۔ لکڑیاں لاؤ۔ اپلے لاؤ۔ زیور لاؤ غرض سوائے لاؤ لاؤ کے یہ خیال نہیں کرتیں کہ پہلی لاؤ لاؤ کے جواب میں گھر میں جو پہنچا گیا ہے اس کو ذمہ دارانہ احساس کے موافق برتنے اور حفاظت و سلیقہ سے رکھنے میں انہوں نے کتنا کام کیا۔ سو عورتوں میں نناوے ایسی ہوتی ہیں جن کو یہ خبر نہیں ہوتی کہ ہمارے گھر میں اسوقت کیا کیا چیزیں موجود ہیں اور جن چیزوں کی لاؤ لاؤ انہوں نے شدومد سے خاوند کے سامنے ہو رہی ہے وہ گھر میں موجود ہیں یا نہیں۔ اگر وہ دیکھیں تو لاؤ لاؤ کی چیزیں اکثر پہلے سے موجود ملیں گی مگر احساس ذمہ داری نہ ہونے کے سبب ان کو یہ دیکھنا نہیں کہ گھر میں کیا موجود ہے اور کیا نہیں ہے۔

مسلمانوں میں ایسے بیشمار لوگ ہیں جن کو ماں باپ کے حقوق۔ بیوی بچوں کے حقوق۔ بھائی بہن کے حقوق۔ دوستوں اور پڑوسیوں کے حقوق کا ذمہ دارانہ احساس نہیں ہے اور تمام ملک میں ایک اندھیر مچا ہوا نظر آتا ہے۔

اس کی وجہ

ذمہ داری کا احساس نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں میں یہ دستور ہو گیا ہے کہ ایک کمانے والا اور بیس بیس سو سو پچاس پچاس ہزار در ہزار اس کمانے والے کی کمائی پر بسر اوقات کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب گھر میں یا کنبے میں ایک کمانے والا پیدا ہوتا ہے تو سب کی بجیر متعلقین ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتی ہے۔ اور اپنی زندگی کا فرض یہی سمجھتی ہے کہ اب ہمیں کچھ کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ کما ئے ہم کھائیں وہ بہائے ہم بہیں وہ فکرمند رہے ہم بےفکر رہیں۔ وہ جاگے ہم سوئیں۔

اس دستور کی وجہ سے قوم کی قوت تباہ ہوتی جاتی ہے اور بیکاروں نکموں کاہلوں مجہولوں اور ایسے اپاہجوں کا جن کے سب اعضا سلامت ہیں ایک عظیم الشان گروہ ترقی کرتا جاتا ہے جن کی معاش کا دار و مدار اس فقرہ پر رہ گیا۔

مانگ لاوے تو دو مٹی۔ بالقد و بسر کھائیں گے

تجویز اصلاح

دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کی اصلاح نہ ہوسکے تو احساس ذمہ داری نہ ہونے کی اصلاح بھی ممکن ہے یہ اصلاح بچپن سے شروع ہونی چاہئے جب انسان کی عمر کچی ہوجاتی ہے تو لاکھ نصیحت کرو اس پر خاک اثر نہیں ہوتا البتہ بچپن سے عملی احساس ذمہ داری کی عادت ڈلوائی جائے۔ جیساکہ انگریزوں میں دستور ہے تو یہ خرابی ہندوستانیوں کے بہت قوم سے بالکل مفقود ہو جائیگی۔

ہمایوں بادشاہ ہندوستان سے بھاگا اور شاہ ایران کے پاس امداد کیلئے پہنچا شاہ ایران بہت خاطرداری سے آؤ بھگت سے پیش آیا۔ ایک دن ہمایوں بادشاہ اور شاہ ایران ایک مسند پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر ہمایوں کا گھٹنا مسند سے نکلا ہوا تھا بیرم خاں سپہ سالار ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا اس سے اپنے آقا ہمایوں کی یہ حالت دیکھی نہ گئی اور چھری نکال کر اپنی کمر کا زریں پٹکا کاٹ ڈالا اور اس کو ہمایوں کے مسند سے نکلے ہوئے گھٹنے کے نیچے بچھا دیا۔ شاہ ایران کو بیرم خان کی یہ بات بہت پسند آئی اور اس نے ہمایوں سے کہا کہ جب آپکے پاس ایسے ایسے وفادار لوگ موجود تھے پھر کیونکر آپ کو شیرشاہ سے شکست ہوگئی۔ ہمایوں نے جواب دیا میں نے ان وفاداروں کا کہنا نہ مانا اور سگے بھائیوں کی محبت میں سرشار رہا جنہوں نے باغیانہ رویہ اختیار کرکے دشمن کو شیر کر دیا۔ شاہ ایران سنکر چپکا ہوگیا کچھ دیر کے بعد کھانے کا وقت آیا تو ہمایوں نے دیکھا شاہ ایران کا بھائی کمر باندھے سیدھا آفتابہ لئے ہوئے غلاموں کی طرح مہمانوں کے ہاتھ دھلا رہا ہے شاہ ایران نے ہمایوں سے کہا دیکھو بھائیوں کو اس طرح رکھا کرتے ہیں۔

اس حکایت سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ شاہ ایران نے بھائیوں کو غلام بنانے کی حکمت ہمایوں کو بتائی بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اسکا فرض ذمہ دارانہ طریق سے سکھانا چاہئے شاہ ایران نے بتایا کہ تم جیسے عالی قدر مہمان کیلئے مدارات یہ تھی کہ میں خود تمہارے ہاتھ دھلاتا مگر میرے بھائی نے اس ذمہ داری کو محسوس کیا اور میری جگہ ہاتھ دھلانے کو کھڑا ہوگیا۔ تمہارے بھائی بھی ذمہ داری کو محسوس کرتے اور یہ سمجھتے کہ بڑے بھائی ہمایوں کی سلطنت قائم ہے تو اسی وقت تک ہماری بھی عزت ہے۔ انکی سلطنت نہ رہی تو ہمیں کون پوچھیگا تو وہ بھی شیرشاہ کے مقابلہ کے وقت بغاوت نہ کرتے بلکہ متحد ہوکر دشمن سے لڑتے۔

تبلیغ کی ذمہ داری

اس ساری تمہید کا مقصد یہ ہے کہ آجکل مسلمانوں کو ویسی ہی جنگ درپیش ہے جیسی انگریزوں کو جرمنی سے تھی تمام ہندوستان میں فتنہ ارتداد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ مگر مسلمانوں میں جو لوگ تبلیغ کا کام کر رہے ہیں انکی حالت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے بہت کم ذمہ داری کو محسوس کرکے کام کرتے ہیں۔ اول تو ان میں کوئی مرکزی طاقت نہیں ہے جس کی اطاعت اور جس کی نگرانی انمیں ذمہ داری کا حس پیدا کرے دوسرے وہ اپنی ذہنی حیثیت کے سبب اور بچپن کی تربیت نہ ہونے سے ذمہ داری کو جانتے ہی نہیں اگر وہ کسی انجمن کے نوکر ہیں تو اپنی ذمہ داری اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رپورٹ کی خانہ پری کرکے افسران انجمن کو بھیجدیں ان کو یہ محسوس نہیں ہوتا کہ خود ہم پر مذہب اور قوم کی طرف سے کا ایک فرض عائد ہوتا ہے اور ہم کو یہ کام محض نوکروں ہی کی طرح نہ کرنا چاہئے بلکہ ذاتی کام کی طرح ذمہ داری کو محسوس کرکے کام کرنا چاہئے۔ مگر وہ اس طرح کام کیونکر کرسکتے ہیں ان کی تو پوری قوم احساس ذمہ داری سے الگ محض ہے۔

مدرسہ داعیان اسلام

منجملہ اور وجوہات کے ایک وجہ اور سبب مدرسہ داعیان اسلام قائم کرنے کا یہ بھی ہے کہ مدرسہ کے طلبا کو قاعدہ احساس ذمہ داری کی تعلیم و تربیت کیجائے اور انکے ذریعہ سے مسلمانوں کی قوم کے ماتھے کا کلنک کا ٹیکہ دور ہو۔

فتنہ ارتداد

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارتداد کا فتنہ کمزور ہوگیا اور آریہ سماج پہلا سا جوش و خروش باقی نہیں رہا کیونکہ اخبارات میں مرتد ہونے کی اطلاعیں کبھی کبھی شائع ہوتی ہیں شروع شروع میں جو زور تھا اب وہ بات نہیں ہے مگر مسلمانوں کو اس سے مطمئن نہ ہونا چاہئے مجھے مستند اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آریہ سماج کے بڑے بڑے ارکین اب خفیہ کام کرنا چاہتے ہیں خفیہ کا مطلب یہ ہے کہ اخبارات میں ارتداد کی اطلاعوں کو حتی المقدور شائع نہیں کیا جائیگا کہ اس سے مسلمان آگاہ اور ہوشیار ہوجاتے ہیں اور انکے موقعہ ارتداد پر پہنچ جانے سے آریوں کو ناکامی کا سامنا ہوتا ہے لہذا مسلمانوں کو انسداد ارتداد کیلئے پہلے سے زیادہ مستعدی اور ہوشیاری سے لگاتار اور مسلسل کام کرنا چاہئے۔

نظامیہ کی سرداری

خدا کا شکر ہے کہ فتنہ ارتداد کے انسداد میں نظامیہ پر بہائیوں کی جماعت کسی مسلمان جماعت سے پیچھے نہیں رہی اور اسنے کسی جماعت کے کام سے

...نہیں ہیں اس جماعت نے صرف ایک مبلغ بھیجا نہ میدان ارتداد میں جو بھرت پور اور آگرہ کے علاقے میں ہے کچھ کام کیا پھر بھی اسکی کوشش قابل ذکر ہے اور قابل تعریف ہے کہ اس نے دوسری انجمنوں کی تقلید نہیں کی جو آنکھیں بند کرکے بس ایک ہی رخ مبلغ بھیج رہی ہیں اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے قطعی بے خبر تھیں یعنی ایک تقلیدی پروگرام ہے جس پر انجمنیں عمل کر رہی ہیں اور کوئی شخص یہ نہیں سوچتا کہ کام بھرت پور اور آگرہ میں محدود نہیں ہے، ہندوستان میں اس جیسے سیکڑوں میدان دوسرے موجود ہیں

غدر ۱۸۵۷ء کے موقعہ پر ہندوستان کے جس شہر میں انگریزی فوج انگریزوں سے بغاوت کرتی تھی تو اسکا کام سوائے اسکے کچھ نہ تھا کہ سیدھی بھاگا بھاگ دہلی پہنچ جائے یہ خیال کسی کو نہ آیا کہ ہر فوج اپنے اپنے علاقہ کا بندوبست کرلیتی تاکہ انگریز دہلی پر حملہ کر ہی نہ سکتے سب کا دہلی پر جمع ہوجانا شکست کا باعث ہوا دہلی میں رہنے کو جگہ اور کھانے کو روٹی میسر نہ آتی اور جب ایک فوج میدان سے بھاگی تو سب کے پاؤں اکھڑ گئے یہی حال اسلامی انجمنوں کا ہے کہ جو تبلیغ و دعوت کا کام کرنا چاہتی ہے سیدھی ناک کی سیدھ آگرہ اور بھرت پور چلی جاتی ہے اور عجب نہیں کہ کچھ دنوں کے بعد ملکانوں کی تعداد سے زیادہ مولوی اور مبلغ اس علاقہ میں پہنچ جائیں [illegible]

نظامیہ جماعت نے کام کا طریقہ تقلیدی نہیں رکھا بلکہ بھرت پور اور آگرہ کے سوا دوسرے متعدد علاقوں میں کام شروع کردیا اور کام کو مبلغوں اور مولویوں کے مناظرہ کی صورت میں مقید نہیں رکھا بلکہ کچھ اور طریقے اختیار کئے جن کا بیان کرنا مفاد عامہ کیلئے کچھ ضروری نہیں ہے جس کے نتائج خدا کے فضل سے بہت اچھے پیدا ہوئے اور آئندہ بہت زیادہ کی امید ہے نظامیہ جماعت کے کام کی تشہیر اخبارات میں نہیں کی گئی کیونکہ نظامیہ جماعت کو اسکا اجر شہرت کی صورت میں مطلوب نہیں ہے وہ تو محض رضائے الٰہی کی خواستگار ہے

خمس

پچھلے اعلان کیا گیا تھا کہ ہر مرید کو اپنی ملکیت اور آمدنی کا ایک خمس دینا چاہئے۔ جس کے جواب میں بکثرت خط پیر بھائیوں کے آئے جن میں آمدنی کا پانچواں حصہ حاضر کرنے کی درخواست کی گئی تھی مگر میں نے اپنے رفیقوں کے مشورے کے بعد یہ سمجھا کہ خمس یعنی پانچواں حصہ بہت زیادہ ہے اسکو دو صورتوں میں تقسیم کردینا چاہئے پہلی صورت تو ایسی ہو کہ امیر غریب مرد عورت چھوٹا بڑا سب برابر رہیں کسی کو ایک دوسرے پر فوقیت نہ ہو اور کوئی شخص اس امداد کو اپنے اوپر گراں نہ سمجھے اور وہ یہ ہے کہ ہر مرید خواہ وہ عورت ہو یا مرد بڑا ہو یا چھوٹا امیر ہو یا غریب جمعہ کے دن ایک پیسہ اس کار خیر کیلئے دیا کرے گا یا ہر مہینہ چار پیسے ہر مرید پر دینے لازم ہیں اور یہ ایسی چھوٹی رقم ہے جسکو غریب سے غریب آدمی بھی بآسانی ادا کرسکتا ہے اس امداد کا نام امداد اسلام ہوگا اور اس نام کی تھیلیاں دہلی سے تیار ہوکر ہر پیر بھائی کے پاس پہنچیں گی تاکہ وہ اپنے حصہ کا پیسہ ہر جمعہ کی نماز کے بعد تھیلی میں ڈالدیا کریں اسکی وصولی کے طریقے مفصل طور سے چھپوائے گئے ہیں جو ہر پیر بھائی کو خط کے ذریعہ سے ملیں گے۔

دوسرا طریقہ ایسا ہے جسمیں خوشحال پیر بھائی ہی حصہ لے سکتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو بیعت نہیں ہیں اس امداد کا نام نثار اسلام ہوگا اسکی تھیلیاں بھی علیحدہ بھیجی جائینگی۔

...بھائیوں کی امداد

گذشتہ مہینہ کی اطلاع کے بعد موجودہ مہینے میں سب سے بڑی امداد کا وعدہ اڑیسہ کے پیر بھائیوں کی طرف سے موصول ہوا ہے جہاں فخر الدین نظامی ... کے سب پیر بھائی اور پیر بہنیں جمع ہوئے اور انہوں نے جلسہ کرکے نظامیہ انجمن قائم کی اور

مدرسہ احیائے اسلام کیلئے چندہ کیا پونے چھ سو شلنگ کے قریب مہینوں کے وعدے ہوئے علاوہ زیور کے طلائی زیور اور نقد وعدہ الگ ہے اسکے علاوہ دس شلنگ کے قریب ہوار امداد کے بھی وعدے کئے گئے اللہ تعالیٰ ان بھائی بہنوں کو جزائے خیر دے عبدالحمید یحییٰ اسٹیشن ماسٹر کی بیوی حمیدہ بانو نے ایک سو روپیہ مدرسہ کیلئے بھیجے اور بھی کچھ معمولی چھوٹی رقمیں وصول ہوئیں جن کی مفصل کیفیت سالانہ رپورٹ میں شائع کردی جائیگی۔

حضرت امیر خسروؒ کا عرس

۱۴۔۱۵ شوال کو حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس نہایت خیر و خوبی سے ہوا مستری محمد اسمٰعیل چشتی نظامی نے علاوہ لنگر کی نقد امداد کے بڑی محنت خدمت زائرین میں سب سے زیادہ کی مستری حبیب خاں نظامی نے بھی حسب عادت مستعدی کے کمالات دکھلائے محمد انوار الحق مالک رسالہ دین دنیا اپنے پورے اسٹاف سمیت دو دن انتظام کیلئے موجود رہے منشی عبدالحمید صاحب منیجر رسالہ دین دنیا اور سید شوکت دولہا صاحب سید شفیع الدین صاحب مالک اقبال پرنٹنگ ورکس دہلی نے انتظام طعام میں امداد دی سید شفیع الدین صاحب بھیا احسان کے قائم مقام ثابت ہوئے کیونکہ بھیا بمبئی گئے ہوئے تھے۔

عبدالحمید نظامی الہ آباد سے عبدالصمد نظامی کے ہمراہ آئے تھے اور لیس کا ایک تھان لنگر کیلئے لائے تھے اسکے علاوہ تمام عرس شریف میں اپنے بھائیوں کی خدمت ایسی عمدگی سے کی کہ بے اختیار زبان و دل سے دعا نکلتی تھی۔

احمد آباد کا کوئی پیر بھائی نہیں آیا حالانکہ وہ سب ہمیشہ کے حاضر باش ہیں اور انکے ذاتی مکان احمد آباد دسمبر میں تیار ہوا تھا جنہوں سے احمد آبادی نظامی محمد اکرم نظامی نور الدین نظامی وغیرہ بھائیوں کا قافلہ آیا تھا حصار سے نعمت خاں نظامی۔ راستہ سے شہاب الدین نظامی غلام محمد نظامی وغیرہ بھائی آئے تھے۔

خان نعمت اللہ خاں نظامی ملک سلطان محمود غزنوی نظامی ڈاکٹر محمد یعقوب خاں غزالی خاں اور شیخ محمد یعقوب صاحب وغیرہ احباب کی شرکت اور مسلسل حاضری سے خوب رونق رہی ڈاکٹر فیروز الدین تغلقی تو ہر سال اور ہر عرس میں تمام حاضرین عرس کے طبی نگران ہوتے ہیں اس عرس میں بھی انکی خدمات سے سب نے فائدہ اٹھایا

حضرت امیر خسروؒ شاعر تھے اس خصوصیت کی وجہ سے ہر سال میرے مکان پر بموقعہ عرس مشاعرہ ہوا کرتا تھا لیکن شاعروں کی کمی کرکے مولانا احمد سعید صاحب ... ناظم جمعیت علمائے ہند کا وعظ تبلیغ اسلام کی متعلق ہوا بہت بڑا ہجوم تھا اور شائقین کو اس وعظ کے سبب فتنہ ارتداد کے حالات معلوم ہوئے اور انکے اندر ایک ضروری جوش پیدا ہوا۔ جناب پیر سراج الدین چشتی عرف پیر مٹھا میاں صاحب اپنے مریدوں کے ایک قافلہ کے ساتھ دہلی میں آئے تھے ریل پر انکا استقبال بکثرت ہندو مسلمانوں نے کیا۔ قومی جھنڈے اور والنٹیر بھی موجود تھے پیر صاحب کے ذریعہ دو لاکھ ہندو اسلامی روحانی فیض سے بہرہ مند ہوچکے ہیں۔

درویش خانہ میں مجلس سماع کی بہت شاندار ہوئی قوال بکثرت تھے لالہ پارسداس صاحب مجسٹریٹ دہلی اور موہنت رائے صاحب خزانچی دہلی اور ... محمود صاحب جج دہلی بھی جلسہ مجلس سماع میں شریک ہوئے

مجھ پر کفر کا فتویٰ

گذشتہ زمانہ میں علماء کی طرف سے اکثر فقراء پر کفر کے فتوے لگائے جاتے تھے ایک مدت سے یہ رسم بند تھی خدا کا شکر ہے کہ یہ نعمت بھی اس نے مجھکو عنایت فرمائی اور دہلی کے ایک چھاپہ خانہ والے نے میری کتاب مرشد کو سجدہ تعظیم کی بنا پر علما سے کفر کا فتویٰ حاصل کیا اور اسکے بڑے بڑے اشتہار چھپواں کئے جنکے سبب دہلی میں چند روز نہایت ہلچل اور شورش رہی میرے خیال اور علماء کے خیال لوگوں میں کئی بار فساد کی صورتیں پیدا ہونیکا اندیشہ ہوا مگر میں نے انکو دبا دیا۔

مظفر نگر میں نام تو ایسے مولویوں کے ہیں جنکو کوئی جانتا بھی نہیں انہیں وہ کم سن لڑکے ہیں جنکو مولوی بنا دیا گیا ہے نیز اس مظفر نگر میں مولانا اسد اللہ خانصاحب چشتی کا نام بھی کو ساز لوگوں میں لکھا ہے جس سے مجھے سب سے زیادہ تعجب اس نام کو دیکھکر ہوا تھا کیونکہ مولانا نے اپنے ہاتھ سے لکھا خط بھیجا کہ میں نے مظفر نگر میں نہ مہر کی نہ دستخط کئے گویا ان کا نام فرضی طور سے لکھ دیا گیا ہے۔ یہ بات اس قابل بھی تھی کہ مقدمہ چلایا جا سکتا تھا مگر میں نے احباب کو منع کر دیا۔

مظفر نگر میں پیر بھائیوں کو خصوصیت سے پیغام دیا گیا تھا کہ اب اگر حسن نظامی کی بیعت سے دست بردار ہو جانا چاہیں مگر انکو افسوس ہوگا کہ ایک بھائی بھی بیعت سے نہ پھرا اور چاروں طرف سے پیغام آئے کہ جو حال ہمارے پیر کا وہی حال ہمارا ہم ہمیشہ [illegible] ساتھ دینگے پیر کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتے۔

احمد حسین نظامی ملازم گورنمنٹ پریس دہلی ایک معمولی ملازم ہیں ان سے [illegible] نے پوچھا کہ تم حسن نظامی کے مرید ہو اور ان پر کفر کا فتویٰ ہو گیا ہے [illegible] انہوں نے جواب دیا میری عقیدت پہلے سے زیادہ ہو گئی اسی طرح [illegible] وغیرہ مقامات کے خطوط میں خیالات ظاہر کئے گئے۔

عینی شاہ نظامی

مولانا عبد السلام عینی شاہ نظامی نے مولوی احمد علی صاحب کے [illegible] کا جواب لکھا [illegible] حسن نظامی نے اپنی کتاب [illegible] میں ایک جگہ مشکوۃ شریف کی حدیث [illegible] حدیث مشکوۃ میں نہیں ہے عینی شاہ نے ثابت کیا کہ وہ حدیث مشکوۃ شریف میں موجود ہے۔

افواہیں

مشہور ہے کہ یہ فتویٰ آریہ [illegible] تیار [illegible] مولوی احمد علی اور مولوی اشرف علی تھانوی [illegible] یقین کرتا [illegible] توجہ کرنیکی بھی فرصت نہیں ہے [illegible] مناسب نہیں۔

خواجہ بیتی

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی [illegible] دو سال ہوئے خواجہ بیتی کے نام سے میرے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا اور [illegible] احباب پیر بھائیوں میں تقسیم کیا تھا مگر میں نے اسکو آج تک نہیں پڑھا کیونکہ میرے پاس اتنا وقت نہ تھا [illegible] یہ رسالہ بھیجا [illegible] مولوی اشرف علی [illegible] قرآن شریف کی آیت [illegible] کدورت سے معروف [illegible] اعتراض کیا [illegible] جواب ہے مگر میرے خیالات اس سے بدل نہیں سکتے۔

مجھ پر بہتان

[illegible] مجھ پر [illegible] بہتان لگائے گئے ہیں مثلاً لکھا ہے کہ [illegible] نظامی [illegible] نام اشتہاری دواؤں کے رکھے نیز ایک کتاب سیرت نظامی کو میری تصنیف بتا کر اعتراض کئے گئے ہیں۔ خدا اس معترض کو عقل و ایمان دے میں نے کسی دوا کا نام نہیں رکھا نہ سیرت نظامی میری تصنیف ہے بلکہ ایک اور شخص یسین علی تھے جو اسی جگہ کے رہنے والے تھے انہوں نے یہ دواخانہ جاری کیا تھا اور [illegible] کے نام کے ساتھ نظامی کا لفظ لگا دیا تھا معترض نے غالباً عمداً یہ جھگڑا کیا ہے کیونکہ یسین علی نظامی اور حسن نظامی میں بڑا فرق ہے۔

اتنا لکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ یسین علی صاحب مرحوم نے میرے نام سے فائدہ اٹھانے کے لئے بعض جگہ اپنے نام کے ساتھ یسین چشتی نظامی بھی لکھا ہے شاید معترض کو اس سے مغالطہ ہوا ہو۔

بہر حال خواجہ بیتی کے مصنف کو جو غالباً آجکل رنگون میں ہونگے معلوم ہونا چاہئے کہ دوا خانہ نظامی اور کتاب سیرت نظامی سے مجھکو کبھی سروکار نہیں تھا اور اب تو انکے بانی دنیا میں موجود ہیں نہ ان کا کام۔

میری صحت

خدا کے فضل سے اب بھی [illegible] کھانسی بہت شدید تھی رات کو اسکی وجہ سے نیند نہ آتی تھی اور خشک [illegible] کے سبب [illegible] خراب ہونے کا اندیشہ کیا جاتا تھا مختلف [illegible] سونف اور دانہ [illegible] پانی میں [illegible] شروع کیا [illegible] تکلیف جاتی رہی۔ اس کے بعد میرے معالج [illegible] حبیب الرحمن خانصاحب طبیب خاص نواب صاحب [illegible] نے ایک دوائی [illegible] جو آج کل استعمال کرتا ہوں۔

ثریا بانو

[illegible] بخار آ گیا۔ اپریشن کا زخم اچھا ہونے کے بعد بھی بخار دور نہ ہوا آخر ڈاکٹر سراج الدین صاحب نے دوبارہ اپریشن کیا کیونکہ ساڑھے تین انچ گہرا زخم اندر رہ گیا تھا اور [illegible] زخم اچھا معلوم ہوتا تھا دوسرے اپریشن کے بعد سے بخار جاتا رہا زخم رفتہ رفتہ مندمل ہو رہا ہے۔ دونوں لڑکے حسین اور علی اور چھوٹی لڑکی روحہ یعنی رابعہ بانو خیریت سے ہیں۔

واحدی صاحب کی ہجرت

واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ دہلی بال بچوں سمیت دہلی سے ہجرت کر کے ہمیشہ کیلئے میرے پاس رہنے کو آنے والے ہیں میں نے واحدی منزل انکے لئے خالی کر دی ہے اور انکے رفیقوں کو میں نے مکانات دیئے ہیں۔

ذیل کا پیغام حضرت مولانا [illegible] رسول صاحب سجادہ نشین دربار اجمیر شریف نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر مجھکو عطا فرمایا ہے تاکہ اسکو ہندوستان کے مشائخ اور تمام مسلمانوں تک پہنچا دوں یہ پیغام نہیں بلکہ حضرت خواجہ غریب نواز کے دربار کا خاص حکم ہے امید ہے کہ اسکو دیکھتے ہی تمام مشائخ صوفیہ اور سب مسلمان فتنہ ارتداد کے انسداد کے لئے کمربستہ ہو جائیں گے۔

انسداد ارتداد کے لئے دربار اجمیر شریف کا پیغام

بخدمت مشائخ کرام سلسلہ عالیہ چشتیہ و جملہ مشائخ صوفیہ ہندوستان۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

کچھ مدت سے غیر مسلم حضرات اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ نو مسلم اقوام کو جو ہندوستان میں کثرت سے آباد ہیں اسلام سے برگشتہ کر کے شیرازۂ اسلام کو صدمہ پہنچائیں ایسی حالت میں ہندوستان کے تمام مشائخ صوفیہ کا فرض ہے کہ تحفظ اسلام کی [illegible] میں مصروف ہوں اور اپنے اسلاف رحمۃ اللہ علیہم کی سیرت حسنہ کی پیروی کریں اشاعت و تحفظ اسلام میرے جد امجد حضور خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز کا خاص کام تھا انہیں کی برکات روحانی اور تصرفات باطنی سے یہ کروروں آدمی داخل اسلام ہوئے تھے [illegible] میں ہر بزرگ سلسلہ صوفیہ اور ہر مسلمان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس نازک وقت میں حفاظت اسلام پر متوجہ ہوں اور [illegible] حصہ لیں ہندوستان کے سب ہندو مسلمان عیسائی پارسی سکھ اور یہودی وغیرہ حضرت خواجہ غریب نواز کو کعبہ کی طرح عزیز ہیں اور وہ سب انکے روحانی بال بچے ہیں اسواسطے میری یہ خواہش نہیں ہے کہ کسی خاص فریق کی دل آزاری ہو یا اقوام میں فتنہ و فساد برپا ہو بلکہ صرف یہ آرزو ہے کہ مسلمانوں کو اسلام سے مرتد نہ ہونے دیا جائے اور تحفظ اسلام کیلئے ہر صوفی اور درویش کوشش کرے۔ وما علینا الا البلاغ۔

فقیر آل رسول عفی عنہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۲۳ء

ماہ جولائی سنہ ۱۹۲۳ء

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ

ذی قعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ

جلد ۳ — نمبر ۴

رسالہ دین و دنیا

حمد

(از جناب ابوالفخر مولوی عاشق حسین صاحب سیماب اکبرآبادی)

یہ شمس و قمر یہ ارض و سما سبحان اللہ سبحان اللہ — ہر رنگ میں ہے تیرا جلوا سبحان اللہ سبحان اللہ
عرش عالی، فرش خاکی، فردوس بریں بنائے زمیں — یہ بھی تیرا وہ بھی تیرا سبحان اللہ سبحان اللہ
جلوے تیرے گلشن گلشن سطوت تیری صحرا صحرا — رحمت تیری دریا دریا سبحان اللہ سبحان اللہ
خود شاہد خود مشہود جہاں خود جلوہ خود جلوہ گستر — آئینہ اور آئینہ نما سبحان اللہ سبحان اللہ
جو بیخود اور مدہوش ہوا وہ تجھ سے ہم آغوش ہوا — جس نے کھویا اس نے پایا سبحان اللہ سبحان اللہ
خود نظارہ اور خود منظر خود پردہ خود [illegible] — [illegible] سبحان اللہ سبحان اللہ
ہر پھول میں تو [illegible] تو ہر دشت میں گلزار میں تو — ہر شان نئی ہر رنگ نیا [illegible] سبحان اللہ
تو پردۂ [illegible] اسرار ازل تو [illegible] صد انوار ازل — خود بھید اور خود بھید [illegible] سبحان اللہ سبحان اللہ
خود بادہ [illegible] خود [illegible] — [illegible] سبحان اللہ سبحان اللہ
قمری کا وظیفہ ہے [illegible] — مرغان چمن کا [illegible] سبحان اللہ سبحان اللہ
شیریں کا حسن [illegible] فرہاد کا [illegible] — خود قیس بنا اور خود لیلیٰ سبحان اللہ سبحان اللہ
میں دردر تجھکو ڈھونڈھ [illegible] پھرا — شہ رگ سے بھی تو تو پاس ملا سبحان اللہ سبحان اللہ
[illegible] ہر ایک [illegible] لگا — ہر سانس میں ہے تیرا [illegible] سبحان اللہ سبحان اللہ
تاریکی ظلمات کو بخشی [illegible] — دی شمع کو [illegible] سبحان اللہ سبحان اللہ
بیشک [illegible] دانا بینا لاریب ہے تو — بے عیب ہے تو اور بے پروا سبحان اللہ سبحان اللہ
تو جب [illegible] نظر [illegible] چھائی ہے آنکھوں میں — ہر چیز یہ ہے تیرا دھوکا سبحان اللہ سبحان اللہ
میری آنکھیں تیرا جلوا، تیرا جلوا میری آنکھیں — میری آنکھیں تیرا جلوا سبحان اللہ سبحان اللہ
جب روح رواں ہو تن سے جدا یا رب ہو لب پہ نام ترا — آئے مری رگ رگ سے یہ صدا سبحان اللہ سبحان اللہ

سیماب ترا مسکیں بندہ ہے طالب رحم و فضل و عطا
کہتا ہے یہی سجدہ میں پڑا سبحان اللہ سبحان اللہ

نعت

(از جناب جوش ملیح آبادی)

[illegible] نشاط کا ذری — رعشہ حوف بن گیا رقص بتان آذری
[illegible] خاک [illegible] لہر [illegible] نیاز کی — نغمہ ناز حسن میں [illegible] تری شنا دری
[illegible] — حسن ازل ہے [illegible] ہوش ربا یہ دلبری
[illegible] — ساز سے تیرے منضبط گردش چرخ چنبری
[illegible] — [illegible]
[illegible] — تیرے نفس نے [illegible] گرمی مہر [illegible]
[illegible] نگاہ [illegible] — گرد شکن [illegible] ہے تیری جبین دلبری
آئینہ تیرے [illegible] — عکس ترے [illegible] کا سوز دل ابا ذری
[illegible] طریق [illegible] — جذب تری نگاہ [illegible] قلندری
شان تیرے [illegible] — شرح ترے [illegible] کی حسن جبین [illegible]
[illegible] — دہر میں تیری ذات پر ختم ہوئی پیمبری
[illegible] — دیکھ رہی ہے [illegible] ہم کو نگاہ کافری
تیرے گدائے بینوا تیرے حضور آئے ہیں — آنکھوں میں اشک [illegible] دل میں غم [illegible]
آج ہوا [illegible] سے ان کو سر [illegible] — رکھی تھی جن کے فرق پر تونے کلاہ سروری
جتنی [illegible] سب نے فلک نے چھین لیں — اب نہ وہ تاج غزنوی اب نہ وہ فر اکبری
اٹھ کہ ترے دیار میں پرچم کفر کھل گیا — ورنہ [illegible] صحن حرم میں ابتری
جوش کے حال زار پر رحم کہ تیری ذات ہے — شعلۂ طور معرفت، شمع حریم دلبری

محبوب خدا ختم رسل احمد ہیں — سردار جز و سرور کل احمد ہیں
نکہت [illegible] کی جس کی — گلزار رسالت کے وہ گل احمد ہیں
(ملک الکلام)

تفسیر قرآن مجید

(گذشتہ سے پیوستہ)

تاہم یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو کچھ اس عالم احساس میں واقع ہوتا ہے وہ ایک دفعہ عالم مثال میں رونما ہو چکا ہے چنانچہ اس عالم سے ہزار ہا سال پہلے دوسرے عالم میں انجبار ذات باری کی تجلیات پر تو فگن ہوئیں درجسطرح آفتاب کے طلوع ہونے پر کوئی چیز روشنی میں آتی ہے اور کوئی بدستور تاریکی میں رہتی ہے تو الہٰی سے کسی نے انوار قدس کا اکتساب کیا اور کسی پر تاریکی چھائی رہی اسی بناء پر سعادت و شقاوت کا فیصلہ ہوا۔ کوئی روز ازل سے سعید ہے اور کوئی شقی ہے۔ اور ہر شخص کی سعادت و شقاوت علم الہٰی میں ہے جس کے باعث وہ بندے کو اختیار نیک و بد کی پوری قوت عطا کرنے کے باوجود یہ جانتا ہے کہ کس راہ پر چلے گا اور اس کا انجام کیا ہوگا انبیا کو یہ علم نہیں کہ اُن کی رہنمائی سے کون فائدہ اٹھائے گا اور کون محروم رہے گا۔ اسلئے اُن کا فرض منصبی ہے کہ اپنی دعوت کو عام رکھیں اور ہر شخص تک پیام حق پہونچا دیں۔ دعوت عام کی صورت میں لوگوں کا کفر و انکار اور اپنی دعوت کی ناکامی دیکھکر نبی کا دل تھوڑا ہوتا ہے پس خدا نے حکیم اُسے تسکین دیتا ہے کہ تو اپنی دعوت کو ناکام نہ سمجھ اور اپنے دل کو تھوڑا نہ کر۔ تیری دعوت پر تو وہی لوگ لبیک کہیں گے جن کو ازلی سعادت نصیب ہوئی اور جو ازلی شقی ہیں وہ اس نعمت سے محروم رہینگے چنانچہ حضرت نوحؑ کو بھی جنہوں نے ہر طرح کی تکالیف برداشت کرکے اپنی سرکش قوم کو پیام الہٰی سنایا اسی قسم کے الفاظ کے ساتھ تسکین دی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ انسان اور روحانیت میں صدہا حجاب حائل ہیں خواہش جسمانیت اور نفس کے حجابات اُسے انوار الہٰی سے بہت دور کر دیتے ہیں۔ جو لوگ نفسانی خواہشوں کے لذت یاب ہوتے ہیں اُن کی آنکھوں پر غفلت کے ایسے پردے پڑ جاتے ہیں کہ شمع ایمان کی روشنی اُن تک نہیں پہنچتی۔ اُن کا دل ضلالت و گمراہی کی ظلمات میں ایسا غرق ہوتا ہے کہ غور و فکر اور احساس و ادراک کی قوتیں اُس سے بالکل زائل ہو جاتی ہیں جہلت و فطرت کے اسی انداز کو قرآن پاک میں بطور استعارہ "مہر" اور "پردہ" سے تعبیر کیا گیا۔ اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کا انجام بھی بیان کر دیا گیا یعنی اُن کے لیے بڑا عذاب ہے یعنی آخرت میں اُن کو ایسے عذاب کا سامنا کرنا ہے جسے صرف خدا ہی جانتا ہے اور وہ مخلوق کے قیاس سے بالاتر ہے۔ پھر یہ عذاب سخت اور دائمی ہوگا اور اُس کے عمل میں آنے کے مختلف طریقے ہونگے۔ ابتدا سورہ شریف میں جو آیتیں آئی ہیں اُن میں پہلے پرہیزگاروں کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ اپنی پرہیزگاری ایمان اور اعمال صالح کا ثمرہ اُن کو کیا ملیگا اس کے بعد اُن نافرمان بندوں کا تذکرہ کیا گیا جو کفر و ضلالت میں مبتلا ہوئے اور پھر اُن کے خوفناک انجام سے آگاہ فرمایا گیا واللہ یعلم۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ:۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے۔

تشریح الفاظ:۔ یوم آخر۔ پچھلا دن۔ وہ زمانہ جسکی ابتدا حشر کے وقت سے ہوکر پھر انتہا نہ ہو۔ آخر اس لئے کہا گیا کہ پھر اس کے بعد کوئی زمانہ نہ ہوگا۔ یوم آخر سے حشر و نشر جنت دوزخ وغیرہ مراد ہے۔ یوم آخر کی وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کے بعد ہے۔

تفسیر:۔ ابتدائی آیتوں میں پروردگار عالم نے مومنین کا ذکر کیا اس کے بعد کفار مطلق کا اور اس آیت میں منافقین کا تذکرہ فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تذبذب کی حالت میں ہیں۔ زبان سے تو انہوں نے کسی مصلحت یا خوف کی بنا پر اقرار کر لیا ہے لیکن اُن کے دل ہنوز نور ایمان سے منور نہیں ہیں۔ نفاق خدا کی نگاہ میں بدترین کفر ہے۔ شیخ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ بھلائی ظاہر کرنے اور برائی چھپانے کا نام نفاق ہے۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں (۱) نفاق عملی (۲) نفاق اعتقادی۔ نفاق عملی یہ ہے کہ ایک شخص درحقیقت صاحب ایمان ہے لیکن مومنین کی طرح عملدرآمد نہیں کرتا۔ منافق کی علامت یہ ہے کہ گفتگو میں جھوٹ بولے امانت میں خیانت کرے۔ جھوٹی شہادت دے۔ جھوٹی قسم کھائے۔ جھوٹی باتوں کی پیروی کرے۔ وعدہ کرکے وفا نہ کرے۔ حضرت ابن جریجؒ فرماتے ہیں کہ منافق کا قول و فعل باہم مختلف ہوتا ہے۔ نفاق اعتقادی بدترین کفر ہے اور وہ یہ ہے کہ ظاہر میں ایمان کا اقرار ہو اور دل میں انکار۔ نفاق کفر سے بدتر اس لئے ہے کہ اسمیں کفر کے ساتھ فریب و دغابازی شامل ہے۔ بہرکیف اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور روز آخر پر ایمان لائے لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ خدا اور روز آخر کی تخصیص اس لئے ہے کہ خدا پر ایمان لانا ابتدائے معتقدات ہے اور روز آخر پر ایمان لانا جس کے بعد کچھ نہیں ہے انتہا ہے۔

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝

ترجمہ:۔ دھوکا دیتے ہیں اللہ اور ایمان والوں کو لیکن درحقیقت وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دے رہے ہیں

شرح مثنوی مولانا روم

(گذشتہ سے پیوستہ)

مائدہ از آسماں شد عائدہ چونکہ گفت انزل علینا مائدہ

ترجمہ: حضرت عیسیٰ نے جب کہا کہ خدایا ہم پر مائدہ نازل کر تو پھر آسمان سے خوان اُترنے لگا

لغات: مائدہ۔ ایک خوان ہوتا تھا جسمیں پانچ روٹیاں ایک مچھلی کچھ سرکہ کچھ شہد اور چند ترکاریاں ہوتی تھیں ایک روٹی پر روغن زیتون دوسری پر شہد تیسری پر گھی۔ چوتھی پر پنیر پانچویں پر بھنا ہوا گوشت اور مچھلی ہوتی تھی۔ اس قدر کھانے سے تمام قوم شکم سیر ہو جاتی تھی۔ اور وہ بدستور باقی رہتا تھا۔ عائدہ۔ واپس آنے والی عود کرنے والی۔

مطلب: الغرض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعا کرنے سے خدا نے حضرت موسیٰ کے بعد پھر خوان اُتارا اور حواریین اس نعمت غیبی سے فائدہ اُٹھانے لگے۔

باز گستاخاں ادب بگذاشتند چوں گدایاں زلہا برداشتند

ترجمہ: پھر گستاخوں نے ادب چھوڑ دیا اور محتاجوں کی طرح بچا ہوا کھانا اُٹھا کر رکھنے لگا۔

لغات: زلہ۔ دسترخوان کا بچا ہوا کھانا۔

مطلب: حضرت عیسیٰ کی امت میں سے بعض بے ادبوں نے جناب باری پر توکل چھوڑ دیا اور اس خیال سے کہ یہ خوان نعمت کل نازل ہو یا نہ ہو۔ بچا ہوا کھانا دوسرے وقت کے لیے اُٹھا کر رکھنے لگے حالانکہ حضرت عیسیٰ نے اُنہیں تاکید کردی تھی کہ ایسا ہرگز نہ کریں

لابہ کردہ عیسیٰ ایشاں را کہ ایں دائم ست و کم نہ گردد از زمیں

ترجمہ: حضرت عیسیٰ نے منت سماجت کے ساتھ اُن لوگوں سے کہا کہ یہ خوان نعمت ہمیشہ رہیگا اور دنیا سے مفقود نہ ہوگا۔

لغات: لابہ۔ خوشامد۔ منت سماجت۔ زمین۔ پردۂ دنیا۔

مطلب: جب لوگوں نے حکم خداوندی سے سرتابی کی اور خوان نعمت کا بچا ہوا کھانا اُٹھا اُٹھا کر رکھنے لگے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے منت سماجت کے ساتھ سمجھایا کہ تم ایسا نہ کیا کرو۔ یہ خوان نعمت ہمیشہ اُترتا رہیگا۔

بدگمانی کردن و حرص آوری کفر باشد نزد خوان مہتری

ترجمہ: بدگمانی اور حرص خوان نعمت کے متعلق ناشکری ہے۔

لغات: خوان مہتری۔ مائدہ خوان جو آسمان سے نازل ہوتا تھا۔

مطلب: یہ شعر بھی حضرت عیسیٰ کا مقولہ ہے۔ آپ لوگوں کو سمجھا رہے ہیں کہ خدا کی رحمت و بخشش سے بدگمان نہیں ہونا چاہئے۔ اُسپر کامل توکل رکھنا چاہیئے۔ یہ بڑی ناشکری کی بات ہے کہ ایسا خوان نعمت نصیب ہونے پر ناشکری کی جائے۔ اس ناشکری کا نتیجہ زوال نعمت ہوگا۔

زاں گدارویان نادیدہ ز آز آں در رحمت برایشاں شد فراز

ترجمہ: ان حریص بھیک منگوں اور ندیدوں کی وجہ سے رحمت کا دروازہ قوم پر بند ہوگیا۔

لغات: گدارو۔ بھیک منگوں کی طرح چہرہ والے۔ نادیدہ۔ ترسا ہوا۔ ندیدہ۔

مطلب: جب ان لوگوں نے حکم الٰہی سے سرتابی کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منت و سماجت کا بھی خیال نہیں کیا تو رحمت کا یہ دروازہ بند ہوگیا۔

نان و خوان از آسماں شد منقطع بعد ازاں زاں خوان نشد کس منتفع

ترجمہ: روٹی اور خوان آسمان سے منقطع ہوگیا۔ اس کے بعد اس خوان سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکا

مطلب: ان گستاخیوں اور سرتابیوں کا انجام یہ ہوا کہ مائدہ کا اُترنا موقوف ہوگیا بے ادبوں کو کافی سزا ملی اور ان کی وجہ سے پرہیزگاروں کو بھی تکلیف اُٹھانی پڑی۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ اگر بنی اسرائیل خدا پر توکل رکھتے اور جناب الٰہی میں ایسی گستاخی نہ کرتے تو قیامت تک یہ خوان نعمت بدستور نازل ہوتا رہتا اور مخلوق معاش کی مشکلات سے بے فکر رہتی۔

ابر ناید از پئے منع زکات وز زنا افتد وبا اندر جہات

ترجمہ: زکات روکنے سے ابر نہیں آتا۔ اور زنا سے دنیا میں وبا پھیلتی ہے۔

لغات: جہات (جمع جہت) طرف۔ اطراف۔ عالم۔ دنیا۔

مطلب: یہ شعر ماسبق کی تائید میں ہے۔ زکات اُن لوگوں پر واجب ہے جنکو خدا نے صاحب مال کیا۔ مالداری کا شکریہ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں ایک مقررہ رقم صرف کیجائے لیکن جب ایسا نہیں ہوتا اور ناشکری کیجاتی ہے تو خدا کا عذاب قحط کی صورت میں نازل ہوتا ہے۔ اسیطرح زنا بھی ایک طرح کی ناشکری ہے کیونکہ خدا نے نکاح کی اجازت دی ہے اور تعلقات مرد و زن کے جائز طریقے بتائے ہیں لیکن ان پاک اور جائز طریقوں کو چھوڑ کر ناپاک سائل اختیار کرنا سخت کفران نعمت ہے جسکا انجام وبا کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے

شرح دیوانِ حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

بر در میخانہ خواہم نشست چوں حافظ مقیم
گشت چوں خراباتی شد اے یار طریقت پیر ما

ترجمہ:۔ میخانہ کے دروازہ پر حافظ کی طرح مقیم ہو جاؤں گا چونکہ اے یار۔ طریقت ہمارا پیر خراباتی ہوگیا ہے۔

مطلب:۔ یہ مقطع مطلع اور اس کے اشعار مابعد کا مضمون کا تقاضہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب ہمارا پیر تکالیف ظاہری سے آزاد ہو کر میخانہ عرفان و عشق میں خراباتی ہو گیا ہے تو ہم بھی اس میخانہ کے دروازہ پر حافظ کی طرح جا کر بیٹھیں گے۔

غزل

شبانہ مطرب کہ دل خوش باد وی را — شنیدم نالۂ جاں سوز نے را
چناں در جان من سوزش اثر کرد — کہ تا صبحت ندیدم ہیچ شے را

ترجمہ:۔ مطرب کو خدا خوش رکھے۔ رات میں نے اس سے نالۂ جاں سوز سنا۔ اور اس کے سوز نے میری روح پر یہ اثر کیا کہ میں نے کسی شے کو صبح تک نہ دیکھا۔

مطلب:۔ ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ خواجہ صاحب کو ولی کی نے نوازی کی خوش آہنگی سے متاثر ہوا اور وہ اس واقعہ کو ان اشعار میں بیان کرتے ہیں۔ اور معنوی مطلب یہ ہے کہ ایک دن شب کو حسب معمول توجہ اور مراقبہ کی حالت میں تھے کہ یکایک نوائے راز و ورد دلاویز سنائی دی جو ان کے دل تک پہنچی اور انہوں نے ان پر عالم وجد طاری کر دیا۔ بہرحال مضمون یہ ہے کہ میں نے رات مطرب سے نوائے جاں سوز سنا کہ میری روح بے ہوش ہو گئی اور میرا دل اس قدر متاثر ہوا کہ پھر مجھے کسی چیز کو رغبت طاری ہونے کا پتہ نہیں رہا۔ یہاں یہ کہیں کہ جس چیز کو بھی اس وقت عالم طاری تھا اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ انسان کے دل پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہی ہر چیز میں نظر آتی ہے اگر وہ خوش ہے تو در و دیوار سے مسرت ٹپکتی ہے اور اگر وہ غمگین ہے تو کائنات غم و اندوہ کا نمونہ بن جاتی ہے۔

مرا ... بدہ اے ساقی کہ ہر دم — ز زلف و رخ نمودی شام و شب را

ترجمہ:۔ ساقی میرا ... ہر دم ... تم زلف اور اپنے چہرہ سے صبح و شام (کا تماشا) دکھاتا تھا۔

چو شد غم دیدہ رہا تو مے افزود — بگفتم ساقی صنم ... پیالہ را
... ہندی ... مست ... — جو بیمودی پیاپے جام مے را

حماک اللہ عن شر النوائب — جزاک اللہ فی الدارین خیرا

ترجمہ:۔ میرا شوق دیکھ کر پیالے میں اور شراب ڈالی۔ میں نے مبارک قدم ساقی سے کہا "تو نے پے در پے جام شراب بھر کر مجھے ہستی کے شر سے نجات دی۔ خدا تجھے شر حوادث سے اپنی امان میں رکھے اور دونوں جہان میں جزائے خیر دے"

لغات:۔ شمس۔ سورج۔ دھوپ۔ روشنی۔ فے۔ سایہ۔ چھاؤں۔ تاریکی۔ حما (حمایت) بچانا۔ حمایت کرنا۔ نوائب (جمع نائبہ) مصیبت۔

مطلب:۔ یہ اشعار مسلسل ہیں اور اشعار ماسبق کے ساتھ وابستہ ہیں۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ مطرب کی نے نوازی نے میرے دل میں محبت کی آگ بھڑکادی اور جس وقت یہ آتش شوق مشتعل تھی۔ ساقی نے جو اپنے جمال و رعنائی کی بنا پر زلف و رخ سے ہر لحظہ ... روشنی و تاریکی کا سماں پیدا کر رہا تھا مجھے پے در پے جام دیئے۔ جس سے مجھ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہوئی اور دنیا کے تمام تفکرات دل سے فراموش ہو گئے۔ چنانچہ میں نے ساقی کو دعائیں دیں اور دونوں جہان میں اس کی بھلائی مانگی۔

چو بے خود گشت دانا کے شمارد — بہ یک جو ملکت کاؤس و کے را

ترجمہ:۔ جب صاحب عقل پر بے خودی طاری ہوئی تو وہ کاؤس و کے کی سلطنت کو ایک جو کی برابر بھی کیا سمجھ سکتا ہے۔

لغات:۔ کاؤس۔ ایران کا ایک جلیل القدر بادشاہ جس کی ملازمت میں رستم پہلوان تھا۔ اسے کیکاؤس بھی کہتے ہیں۔ کے۔ ان چار بادشاہوں کے لیے استعمال ہوتا ہے (۱) کیکاؤس (۲) کیخسرو (۳) کیقباد (۴) کے لہراسپ۔ "ملکت کاؤس کے" سے بہت بڑی سلطنت مراد ہے۔

مطلب:۔ جب انسان تفکرات دین و دنیا سے آزاد ہو تو ظاہر ہے کہ بڑی سے بڑی سلطنت اس کی نگاہ میں ایک جو کی برابر بھی قیمتی نہ ہوگی۔ لطیفہ ایک شارح صاحب فرماتے ہیں "شراب سے بے خودی پیدا ہوتی ہے اور شراب جو کی ہی بنائی جاتی ہے اس لیے حافظ صاحب نے اس جگہ "جو" کا لفظ نہایت خوب اور مناسب استعمال کیا ہے۔

غزل

صوفی بیا کہ آئینہ صاف است جام را — تا بنگری صفائے مے لعل فام را

ترجمہ:۔ اے صوفی جام کا آئینہ صاف ہے۔ آ۔ تاکہ شراب سرخ کی صفائی تجھے نظر آئے۔

(باقی آئندہ)

شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

قطعہ

گر التفات خداوندیش بیاراید   نگارخانۂ چینی و نقش ارژنگیست

ترجمہ: اگر وہ اس کتاب کو اپنے التفات سے آراستہ کریں تو یہ چین کا نگارخانہ اور نقش ارژنگ ہے۔

لغات: التفات۔ گوشۂ چشم سے دیکھنا۔ توجہ۔ رغبت۔ نگارخانہ۔ تصویر خانہ۔ نقش ارژنگ۔ ایک کتاب جو مانی مصور کی طرف منسوب ہے اور جس میں اس نے عجیب و غریب نقوش بنائے ہیں۔ نیز ارژنگ ایک مصور کابل کا نام ہے۔

مطلب: بطور تواضع کلام فرماتے ہیں کہ اگر بادشاہ اس کتاب کو اپنے التفات سے آراستہ کرے۔ یہ اپنا چینی اور مانی سے زیادہ ... کا تصویر خانہ یا ارژنگ ثابت ہو۔

امید ہست کہ روی ملال درنکشد   ازین سخن کہ گلستان نہ جای دلتنگیست

ترجمہ: امید ہے کہ ملال کا باعث نہ ہوگا کیونکہ گلستاں ناخوشگواری کی جگہ نہیں ہے۔

مطلب: کتاب کا نام گلستاں ہے جو باغ کا مترادف ہے۔ اور باغ سے ہر شخص کو تفریح ہوتی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ اس کتاب سے شگفتگی کی امید ہے انقباض خاطر کی امید نہیں ہے۔

علی الخصوص کہ دیباچۂ ہمایونش   بنام سعد ابوبکر سعد بن زنگیست

ترجمہ: خاص کر سوچئے کہ اس کتاب کے مبارک دیباچہ کو سعد ابوبکر سعد بن زنگی کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔

لغات: علی الخصوص۔ خاصکر۔ دیباچہ۔ رخسارہ۔ کتاب کے ابتدائی اوراق۔ ہمایوں۔ مبارک۔

مطلب: فرماتے ہیں کہ اگر کتاب میں کوئی خوبی نہ ہو تو اسکی طرف متوجہ ہونے کیلئے یہی بات کیا کم ہے کہ اس کا دیباچہ سعد ابوبکر سعد بن زنگی کے نام سے شروع کیا گیا ہے۔

ذکر امیر کبیر فخر الدین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہ

دیگر عروس فکر من از بی جمالی سر بر نیارد و دیدۂ یاس از پشت پای خجالت برندارد و در زمرۂ صاحب نظران متجلی نشود مگر آنگہ کہ متحلی گردد بزیور قبول امیر کبیر عالم عادل مؤید مظفر منصور ظہیر سلطنت و مشیر تدبیر مملکت کہف الفقرا ملاذ الغربا مربی الفضلا محب الاتقیا افتخار آل پارس یمین الملک ملک الخواص باربک فخر الدولہ والدین غیاث الاسلام والمسلمین عمدۃ الملوک والسلاطین ابی بکر بن ابی نصر اطال اللہ عمرہ و اجل قدرہ و شرح صدرہ و ضاعف اجرہ کہ ممدوح اکابر آفاق است و مجموعۂ مکارم اخلاق

ترجمہ: اور یہاں میری عروس فکر کوئی خوبی نہ ہونے سے سر اٹھا سکیگی۔ شرمندگی سے اس کی نگاہیں جھکی رہینگی اور اہل نظر کی جماعت میں وہ نمایاں ہوگی جبتک امیر کبیر عالم، عادل، مظفر و منصور، سلطنت کے مددگار۔ تدبیر مملکت کے مشیر، فقیروں اور غریبوں کی پناہ، فاضلوں کے مربی، اہل تقوی سے محبت رکھنے والے، فرزندان پارس کے باعث ناز، سلطان کے دست راست، مقربین بارگاہ کے سرتاج، بارگاہ فخر الدولہ والدین اسلام اور مسلمانوں کے فریادرس، بادشاہوں کے معتمد علیہ ابی بکر بن ابی نصر (خدا ان کی عمر دراز کرے اور مرتبہ بلند کرے، سینہ کو کشادگی بخشے، اجر کو دوگنا کرے) جو دنیا کے بزرگوں کے ممدوح اور اخلاق کی خوبیوں کا مجموعہ ہیں اپنی قبولیت کے زیور سے اسے آراستہ نہ کریں۔

لغات: متجلی۔ روشن۔ نمایاں۔ متحلی۔ زیور سے آراستہ۔ زیور پہننے والا۔ ظہیر۔ مددگار۔ پشت۔ پناہ۔ ملاذ۔ جائے پناہ۔ مربی۔ تربیت کرنے والا۔ سرپرست۔ اتقیا۔ تقی کی جمع۔ متقی۔ پرہیزگار۔ بزرگ۔ آل۔ اولاد۔ فرزند۔ یمین۔ سیدھا ہاتھ۔ خواص۔ جمع۔ خاصہ۔ خاص لوگ۔ بادشاہ کے مقرب۔ باربک۔ ترکی لفظ ہے اصل میں باربیک تھا۔ بیک صاحب۔ بار دخل یعنی صاحب دخل۔ جب چاہے بے اجازت بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو (خطاب)۔ غیاث۔ فریادرس۔ داد رسی کرنے والا۔ عمدہ۔ وہ شے یا وہ شخص جس پر اعتماد کیا جائے۔ معتمد علیہ۔ ابی بکر۔ وزیر کا نام۔ ابی نصر وزیر کے والد کا نام۔ یہ کنیت ہے لیکن نام کی طرح مشہور ہے۔ اطال۔ (اطالہ سے صیغہ) دراز کرے۔ اجل (اجلال سے صیغہ ماضی) بزرگ کرے۔ شرح (شرح سے صیغہ ماضی) کھولے۔ کشادہ کرے۔ کشادگی اور فراخی عطا کرے۔ ضاعف (مضاعفہ سے صیغہ ماضی) دوچند کرے۔ دوگنا کرے۔ اکابر۔ جمع اکبر۔ بڑے لوگ۔ آفاق جمع افق۔ کنارہ۔ دنیا۔ عالم۔ مکارم جمع مکرمت۔ بزرگی۔ بھلائی۔ خوبی۔

مطلب: حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ بادشاہ اور شہزادہ کی قبولیت کے بعد بھی کتاب گلستاں اس وقت تک کامل طور پر کامیاب نہیں کہی جاسکتی جبتک وزیر سلطنت بھی اسے پسند نہ کرے۔ (باقی آئندہ)

فکر و ذکر

(از جناب مولانا محمد اصغر علی صاحب روحی)

(ا) ذکر ایک ایسا عمل ہے جو تعلق بازوح مومن سے متعلق رکھتا ہے اور ذکر زبان کا ایسا عمل ہے۔ اس لئے روح کو جس طرح جسم پر فضیلت ہے اسی طرح فکر کو ذکر پر فضیلت ہے۔

(ب) فکر علم کا نام ہے جو جہل کی ضد ہے اور جہل ایک بیماری ہے جو انسان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت سے محروم رکھتا ہے۔ چنانچہ جاہل کے لئے قرآن میں اکثر لفظ کا فر کا مترادف استعمال کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ بدون فکر کے انسان معرفت ذات باری کو حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اس لئے ایسا شخص بمصداق مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى جو شخص یہاں اندھا رہا قیامت کو بھی مقصود حقیقی کو نہیں پا سکے گا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص بدون ذکر کے محض فضل و رحمت خداوندی کا مستحق قرار پا کر منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اسکی تائید یوں بھی ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص بذریعہ فکر کے حقیقت توحید کو پا کر ذات باری کی ربوبیت کا اقرار کرتے ہی مر جائے اور اسے موقع ذکر کا نہ ملا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو سکے گا۔ بلکہ انسان بذریعہ فکر کے ایک ایسے مقام پر ترقی کر جاتا ہے کہ حال بلا اختیار سے خود بخود اس کی زبان حرکت سے رہ جاتی ہے۔ اور انوار توحید اس کے باطن پر غالب آ کر اس کو دریائے حیرت میں ڈبو دیتے ہیں۔ جہاں سے وہ کبھی باہر نہیں آ سکتا۔

جو مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ کا بھی صحیح معنی ہیں۔ اگرچہ اس کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ (ج) یہ ممکن ہے کہ جو شخص فکر صحیح اور عقل سلیم کے ثمرے سے بہرہ ہو اور زبان فصیح رکھتا ہو تو وہ کافر ہو یا منافق ہو۔ دیکھو جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں ان سِيْنَ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰهِ شِيْنٌ یعنی بلال کا تلفظ حرف سین (اذان میں) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشین کا مرتبہ رکھتا ہے۔ (حضرت بلال عجمی حبشی تھے اور بجائے اشہد کے اسہد بولا کرتے تھے) مگر حقیقت توحید آپ کے رونگٹے رونگٹے سے ظاہر ہوتی تھی جب کفار مکہ نے آپ کو انواع و اقسام کے عذاب دیئے تو آپ کی زبان سے بجز لا الٰہ الا اللہ کے اور کچھ نہیں نکلتا تھا ؎

چناں از مے عشق مخمور شد کہ آں کہنہ بن خاک انگور شد

(د) ترک فکر کفر ہے جیسا کہ بار بار آیات قرآنیہ میں وارد ہو چکا ہے اور ترک ذکر معصیت۔ اور ظاہر ہے کہ کفر بہ نسبت معصیت کے زیادہ قبیح ہے اس لئے فکر افضل ہے۔

(ہ) اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں غور کرو کہ صدیقین کے مدارج بیان کرنے میں کس طرح ذکر کو ابتدائی حالت ترقی سے شروع کر کے ان کی غایت ترقی کی حالت کو تفکر پر ختم کیا ہے۔ اور یہ بات الفاظ یذکرون اور یتفکرون سے واضح ہو رہی ہے۔ اور یہ مسلم ہے کہ کسی امر کی غایت ہمیشہ اس کے مبدا سے افضل ہوا کرتی ہے۔

(و) تفکر ایک طاعت عظیم ہے۔ اور بجائے خود وہ معرفت ذات باری کا وسیلہ ہے جو اعظم الطاعات ہے۔ کیونکہ عدم تفکر کی وجہ سے حق باطل سے کبھی ممتاز نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ذکر اگرچہ فی نفسہٖ ایک طاعت ہے مگر کسی دوسری طاعت یا عبادت کا وسیلہ نہیں۔ مع ہذا اکثر اس میں وساوس شیطانیہ کو زیادہ دخل ہے برخلاف اس کے فکر شیاطین کو روکنے اور شغل حق اور غیر اللہ سے باز رکھنے کا اعلیٰ ذریعہ ہے اور یہ نہایت نافع امور ہیں۔

(ز) عمل فکر میں مشقت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ذکر میں یہ بات نسبتاً کم ہے اور ہر ایک عمل جس میں مشقت زیادہ ہو ایسے اعمال کی نسبت جن میں مشقت کم ہو زیادہ گراں سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہے۔ دیکھو نماز تہجد کو دیگر نوافل پر کس قدر فضیلت ہے۔

(ح) ذکر جس میں فکر صحیح نہ ہو ساقط الاعتبار ہے۔ گویا فکر حقیقت ذکر کی تکمیل کرتا ہے۔ مگر عمل فکر اپنے کمال میں ذکر کا محتاج نہیں۔ لہٰذا فکر افضل ہے۔

(ط) صاحب فکر ہمیشہ ترقی کرتا ہے اور صاحب ذکر ایک مقام پر ٹھہرا رہتا ہے۔ اور ہر دو میں جو تفاوت ہے ظاہر ہے۔

(ی) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت مروی ہے کہ آپ دائم الفکر تھے۔ مگر دائم الذکر ہونا آپ کا مروی نہیں۔

(ا) فکر ایک قسم کی مشقت کا نام ہے۔ اس لئے اہل جنت اس سے معاف رکھے جائیں گے یعنی اہل جنت اہل ذکر ہونگے نہ اہل فکر۔ نیز یہ وجہ بھی ہے کہ صاحب فکر کی مطلوب کا طالب ہوتا ہے جو عدم مطلوب پر دلالت کرتا ہے۔ مگر اہل جنت ایسے نہ ہونگے کہ ان کا مطلوب انہیں حاصل نہ ہو کا قال اللہ تعالیٰ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ۔ یعنی اہل جنت اپنی مرادیں پائیں گے۔ یوں کہو کہ صاحب فکر محجوب ہوتا ہے کیونکہ اس کا مطلوب اسے حاصل نہیں ہوتا اور محجوب ہونا قرآن مجید میں کفار کا وصف ہے كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ۔ یعنی کفار قیامت کو اللہ تعالیٰ کی رویت سے محجوب ہونگے۔

(ب) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سب سے اعلیٰ مقام ترقی شب معراج کو تھا جس میں حضور کو بارگاہ رب العزت سے ارشاد ہوا اَثْنِ عَلَيَّ (ہماری ثنا کہو) آپ نے عرض کیا لَآ اُحْصِيْ ثَنَآءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ (میں تیری ثنا کا حصر نہیں کر سکتا۔ تیری ذات کاملہ کی ثنا وہی ہے جو تو نے خود اپنے مقدس کلام میں خود فرما دی) دیکھو اس ارشاد میں آپ کو ذکر کی ہدایت ہوئی نہ فکر کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اعلیٰ مراتب معرفت میں بھی ضروری ہے۔

(ج) سالک جب مقام کمال تک ترقی کر جاتا ہے تو اسے فکر کی ضرورت نہیں رہتی۔ بلکہ علوم کا افاضہ ذات باری سے وہبی طور سے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ خضر علیہ السلام کی بابت فرمایا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا یعنے ہم نے اسے اپنی رحمت سے علوم و معارف کی تعلیم دی تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

یعنے تجھے اس فیاض حقیقی نے وہ علوم عطا فرمائے جو تجھے پہلے حاصل نہ تھے۔ مگر سالک مقام ذکر سے کبھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کمال معرفت کے کسی درجہ تک ترقی کر جائے دیکھو موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے سبح اسم ربک الاعلیٰ اور نیز ربک فکبر۔

(د) اہل جنت کے اعلیٰ مدارج کا خاتمہ ذکر پر ہوگا۔ چنانچہ فرمایا و آخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العالمین۔

(ہ) فکر ایک ایسا مقام ہے جس میں صدیق۔ زندیق۔ منافق۔ مشرک۔ مومن سب شریک ہیں۔ مقام ذکر صرف اولیا، عارفین اور مقربین بارگاہ کا مقام ہے کیونکہ وہ ایمان صحیح کا نتیجہ ہے۔

(و) فکر ایک ایسے عمل کا نام ہے جس میں نفس کو جمیعاً دوسری طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ اور کسی میں بھی اس کو ثبات اور رسوخ حاصل نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک سے دوسری چیز کی طرف اور دوسری سے تیسری چیز کی طرف علیٰ ہذا القیاس انتقال ضروری ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے ذکر صرف ذات واحد حق کی طرف توجہ مبذول کرنے کا نام ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ کثرت ذکر سے قلب درجہ اطمینان کو پاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ یعنی صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلوب کو اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔

(ز) فکر ایک مقام ہے جس میں حضور مع اللہ نہیں ہوتا بلکہ مقام غیبت ہے کیونکہ طلب کسی چیز کی صرف غیبت کی حالت میں ہوا کرتی ہے نہ حضور کی حالت میں۔ مگر ذکر غیبت اور حضور ہر دو حالت میں ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ مقام حضور مقام غیبت سے اشرف ہے۔

(ح) صاحب فکر اور صاحب ذکر ہر دو کی حالت میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ کیونکہ صاحب فکر کی حالت بعینہ اس کشتی کی سی ہوتی ہے جو وسط دریا کے موجوں کے تھپیڑوں پر مضطرب ہو رہی ہو۔ ایسا شخص وساوس شیطانیہ اور شبہات و شکوک کی دلدل سے شاذ و نادر ہی رہائی پا سکتا ہے۔ یعنی بہت کم ایسا وقوع ہوتا ہے کہ حجت صحیح کو حاصل کر سکے۔ بلکہ بسا اوقات ضلالت و بطالت کے گڑھے میں جا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عقلیات سے زیادہ کام لینے والے عموماً الحاد و بدعت میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں۔ اور پابندی شریعت سے برطرف ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے صاحب ذکر اثنائے ذکر میں لذت اور انبساط محسوس کرتا ہے۔ اور شیطان قوت ذکر کی وجہ سے قلب ذاکر پر غالب نہیں آسکتا۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطٰن تذکروا فاذا ھم مبصرون۔ یعنی متقی لوگوں کو جب کوئی وسوسہ شیطانی پیش آتا ہے تو ذکر میں لگ جاتے ہیں۔ سو ذکر میں لگتے ہی وہ وسوسہ شیطانی کے فساد پر آگاہ ہو جاتے ہیں۔

(ط) عمل فکر میں نفس کو چند متعدد اشیاء کی طرف توجہ کرنا پڑتی ہے۔ اور ذکر میں صرف عظمت و جلال الٰہی پر توجہ محدود ہوتی ہے۔ اور یہ امر حقیقت سے اقرب ہے۔

(ی) اللہ تعالیٰ ذکر کی نسبت فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر یعنے اللہ تعالیٰ کا بندہ کو یاد کرنا یا بندہ کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا تمام اشیاء سے گرانی قدر ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ فاذکرونی اذکرکم یعنے میرا ذکر کرو۔ میں اپنی رحمت سے تمہارا ذکر کروں گا۔

(ک) آیات قرآنیہ میں فکر کی نسبت اس قدر ترغیب وارد نہیں جس قدر ذکر کی نسبت دیکھو کثرت ذکر کی ضرورت میں کس قدر آیات آئی ہیں۔ مثلاً یوں تو فرمایا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً مگر یہ کہیں نہ کہیں فرمایا تفکروا فکراً کثیراً۔

(ل) ذکر کی نسبت تو ذات باری کی طرف کی گئی ہے۔ اور فکر کی نسبت ماسوائے ذات باری یعنی مخلوق کی طرف یعنی ذکر اللہ کی ترکیب تو صحیح ہے مگر فکر اللہ بالکل بے تکی بات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے تفکروا فی خلق اللہ ولا تفکروا فی اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں تو غور کرو مگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور مت کرو۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ فکر سوا محسوسات کے کسی دوسری چیز کا تا ممکن ہے اور اگر کوئی شخص بذات باری کے متعلق غور کرے گا تو ضرور گمراہ ہوگا۔ فکر صحیح صرف مخلوقات الٰہیہ میں غور کرنے سے خالق کی ضرورت کا پتہ دیتا ہے۔ اور وہ بھی اس صورت میں جبکہ استدلال صحیح کا مستدل کو موقع مل سکے۔ ورنہ نیچریت یا دہریت کے جہنم میں جا پڑے گا۔

(م) فکر رجوع الی اللہ کا نام ہے۔ اور ذکر میں حضور مع اللہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضور بہ نسبت رجوع کے افضل ہے۔

(ن) فکر ملاحظۂ غیر محبوب کا نام ہے۔ اور ذکر غیر محبوب سے اعراض کر لینے کو بولتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ عمل فکر سے متفکر خدا کی نعمت و رحمت میں غور کرتا ہے۔ اور ذاکر ذات حق کے سوا سب سے منہ پھیر لیتا ہے۔

(س) منصب نبوت انسانی کمالات کے سب سے اعلیٰ منصب کا نام ہے۔ اور وہ بدوں ذکر حاصل نہیں ہوتا۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ ثم فاذکر وفکیتہ (؟) الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان۔ اس آیت میں فضائل انسان کو علم سے شروع کر کے بیان پر ختم کیا۔ اور علم و بیان ہر دو میں وہی تعلق ہے جو فکر اور ذکر میں اس لئے فکر بمنزلہ وجود آدم علیہ السلام کے اور ذکر بمنزلہ حقیقت محمدیہ کے ہے۔

(ف) صرف تفکر سے استغراق صلہ کا حاصل نہیں ہوتا۔ مگر ذکر سے یہ استغراق حاصل ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص صرف کسی صدر نشین کے اوصاف میں تفکر کرتا ہے تو وہ صلہ کا کیونکر مستحق ہوگا۔ مگر جب الفاظ میں ظاہر کرے تو وہ بیشک مستحق صلہ قرار پائے گا۔ اسی طرح جو شخص صفات ذات باری کا علم رکھتا ہے مگر ذکر سے بے بہرہ ہے تو یہ امر اُسے کیا مفید ہوگا۔ برخلاف اس کے جب صاحب ذکر ہوگا تو ثواب عظیم کا مستحق ٹھیرے گا۔

(ص) کسی شخص کے تفکر سے دوسرے لوگ منتفع نہیں ہو سکتے۔ مگر صاحب ذکر کے ذکر سے دوسرے بھی تمتع اور فیض ہو سکتے ہیں۔

(ق) اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے مقربین اور اولیا کو جس قدر وصف ذکر سے یاد کیا ہے اس قدر وصف فکر سے یاد نہیں کیا۔ ملائکہ کے بارے میں فرمایا یسبحون اللیل والنہار۔ ذوالنون کی بابت فرمایا لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ موسیٰ علیہ السلام کی بابت فرمایا سبحانک انی تبت الیک

جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا سبحانک ما عرفناک حق معرفتک الاعلیٰ ماسہ اہل ایمان کی صفت فرمایا قالوا سبحانک اللہ فقنا عذاب النار۔ پھر ہر ایک چیز کی نسبت ذکر کرتے کو یوں ظاہر فرمایا وان من شئی الا یسبح بحمدہ۔ الغرض ذکر کے بارے میں مبالغہ آمیز [illegible] ہوا ہے۔ غور کرنے سے ممکن ہے کہ [illegible] فضائل آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے اور بھی مستنبط ہو سکیں مگر فضیلت ذکر کا یہ نتیجہ نظر آتا ہے۔ اس لئے ہر ایک ایماندار کو صاحب ذکر ہونے میں پوری سعی کرنی چاہیئے۔

والتوفیق من اللہ

سوفطائیوں کا مذہب

(علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

ایک روز افق زرد ہو رہا تھا۔ دن ڈھلے [illegible] بادل کے بعد آسمان کھلا اور ابر چھٹا تو خانہ باغ کے صحن میں چار پائی بچھا کر لیٹ گیا۔ کچھ دن کے بعد دھوپ نکلی تھی اور مطلع صاف ہو رہا تھا۔ لطف سماں تھا [illegible] باغ کے درخت نکھر کر نئی نئی پتیوں سے آراستہ اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ روش پر ایسا سبزہ تھا گویا فرش زمردیں بچھا ہوا تھا۔ اور آسمان کی نیلگوں چھت نیلم کی طرح چمک رہی تھی۔ ایک مرتبہ کبھی پہلے آسمان ایسا خوشنما معلوم نہیں ہوا تھا جیسا کہ اس وقت معلوم ہوا۔ میرے ایسا خوشرنگ آسمان گویا پہلے کبھی دیکھا ہی نہ تھا۔ میں تو یہاں تک کہنے کو تیار ہوں اگر سننے والے مبالغہ نہ کہیں کہ تمام عمر اس وقت سے آسمان کی سی خوشرنگ کوئی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ نہ بہت ہرے آراستہ کمرے دیکھے۔ چنڈال دیکھے شامیانے دیکھے ایسے [illegible] کی آرائشیں دیکھیں۔ یورپ و چین طرز کی سم آرائیاں دیکھیں۔ اس عمر کو پہونچا تو کیا نہیں دیکھا لیکن اس وقت کا لطف کبھی نہیں دیکھا۔ دوپہر سے دو پہلے تک نظاروں نے سامنے گویا ایک نیا عالم تھا۔ مجھے حیرت ہے کہ مجھ پر کیا حالت طاری تھی لیکن اسقدر اطمینان ہے کہ فتور دماغ نہ تھا اور نہ معدہ میں فتور تھا۔ دو گھنٹے کے بعد آفتاب خط استواء سے نیچے چلا گیا اور اسکی کرنیں ترچھی پڑنے لگیں تو پھر وہی میرا تھا اور وہی میرا باغ تھا۔ لیکن نہ باغ میں وہ بہار تھی اور نہ آسمان کی چھت میں وہ رنگ روپ تھا مجھے حیرت تھی کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ تاریخ حکمائے یونان لکھتے وقت اوائل عمر میں سوفطائیوں کے خیالات میں نے دیکھے اور قلمبند کئے تو مجھے حیرت تھی کہ طبقۂ سوفطائیہ کے حکما کیسے امام وقت سمجھے گئے۔ اور اس سے زیادہ ان کے مخالفین پر تعجب ہوتا تھا کہ وہ کیوں ان دیوانوں سے الجھتے اور ان کے خیالات کی تردید میں قلم اٹھاتے تھے؟۔ اس روز دو گھنٹے بعد آسمان کی وہ آن بان جاتی رہی تو مجھے سوفطائیوں کا خیال آیا۔ اور میں نے خیال کیا کہ ذرا پہلے میں جس بہار کی سیر کر رہا تھا اگر اس میں کچھ اصلیت تھی تو وہ کہاں گئی، اور اگر محض خیال ہی خیال تھا تو سوفطائیوں کے خیال کے مطابق تمام دنیا خیالی تصور کیجائے تو کیا بیجا ہے؟۔

حکیم فیرورح میلاد مسیح سے [illegible] برس قبل یونان میں پیدا ہوا تھا فلسفہ سوفطائیہ کا بھی بانی ہوا۔ اس فلسفہ کا اصول دنیا کی تمام چیزوں کو مجہول اور غیر معلوم ماننا ہے۔ فیثاغورث کا خیال تھا کہ انسان کا علم و ادراک تحصیل علوم سے قاصر ہے۔ وہ اعتدال پسند تھا اور فیرورح اعتدال سے بڑھ گیا تھا اور بدیہیات کا بھی قائل نہ تھا۔ اس کا خیال تھا کہ

(۱) انسان کی تمام تحقیقاتوں میں وہم اور شک کو دخل ہے۔

(۲) انسان کسی شئے کو کماحقہٗ دریافت نہیں کر سکتا اس لئے امر حق کا جاننا محال ہے۔

(۳) [illegible] انسانی اعتباری ہیں۔ واقعی نہیں ہیں۔

(۴) خیر میں اس کا شک یہانتک بڑھ گیا تھا کہ جب یہ گھر سے باہر نکلتا تھا تو چند شاگرد اپنے ساتھ لے لیتا تھا کہ مبادا کسی گڑھے میں گر گیا تو مشکل ہو گی۔ کیونکہ پاؤں رکھنے سے پہلے کسی زمین کی نسبت وہ کبھی یہ ہموار ہو یقین نہیں کرتا تھا کہ گڑھا نہیں ہے۔ اس کے مخالفین اس کو مبتلا مرض مالیخولیا سمجھے ہوئے تھے۔ لیکن ایسی قابلیت اور فصاحت و بلاغت سے وہ باتیں کرتا تھا کہ مخاطب آسانی سے اس کے ہمخیال ہو جاتے تھے۔ وہ بڑا اولوالعزم تھا۔ تحصیل فلسفہ کے لئے ہندوستان میں بھی آیا تھا۔

خوشی و [illegible] اور برائی سب اعتباری چیزیں ہیں۔ اس میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ عوام [illegible] نظر آتا ہے [illegible] والقہ [illegible] زائل ہو جاتی ہے [illegible] نہیں ہوتی [illegible] تلخ معلوم ہوتا ہے۔ پہاڑ کا سوراخ [illegible] نظر نہیں آتے۔ اور [illegible] جاتا ہے [illegible] فاصلہ پر آدمی نظر نہیں آتا اور بالکل گم ہو جاتا ہے۔ [illegible] دونوں یکساں ہو جاتے ہیں رائی کا دانہ آنکھ کے تل پر رکھ دیا جائے تو اس کی اوٹ میں پہاڑ چھپ جاتا ہے۔ ریگ رواں مسافر کو دور سے [illegible] نظر آتا ہے اور قریب جانے پر ٹیلا ہوا ریت دکھائی دیتا ہے۔ ساحل والوں کو کشتی متحرک نظر آتی ہے اور کشتی والوں کو ساحل متحرک دکھائی دیتا ہے۔ کشتی والے اگر ساحل پر نہ آتے تو کبھی کشتی کی حرکت کا ان کو یقین نہ آتا۔ قوت شامہ زائل ہو جائے تو گلاب اور مٹی کے تیل کی بو میں فرق معلوم نہیں ہوتا۔ پھر کیوں نہ کہیں کہ ناک کی وضع اور [illegible] ہر بو کو یکساں جانتا اور [illegible] ہے کسی کو خوش اور کسی کو بد سمجھا۔ بچے گرے سر پھٹ گیا لیکن وہ کود رہے ہیں کچھ پروا نہیں کرتے۔ خون کے قطرے جب دامن پر گرے تو رونا شروع کرتے ہیں۔ چوٹ سر میں لگی نہ کہ دامن میں۔ یوں کیوں نہ کہیں کہ چوٹ نہ سر پر تھی نہ دامن پر۔ میرے ایک استاد ایک ہم مکتب لڑکے کی نقل کرتے تھے کہ وہ سو رہا تھا اور اس کو چوہے نے کاٹا۔ لڑکوں نے شور مچایا کہ سانپ بھاگا جاتا ہے۔ اس ہم مکتب پر وہ تمام آثار مترتب ہوئے جو سانپ کے کاٹنے سے پیدا ہوتے ہیں جب لڑکوں نے خوب یقین دلایا کہ سانپ نہ تھا چوہا تھا تو وہ سانپ کے کاٹنے کے اثرات زائل ہو گئے۔ انہیں وجوہ سے سوفطائی کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی چیز اپنا وجود نہیں رکھتی۔ صرف خیال ہی خیال ہے اوہامات کے مجموعہ کا نام دنیا ہے۔ فاتر العقل صحیح العقل کو دیوانہ جانتے ہیں۔ حکما سوفطائی بھی کیسے صلح کل ہیں کہ کسی کو بھی [illegible]

نہیں کہتے۔ سو یاد رہے جب کہیں کہ اُن کو موجود مانیں۔ اُن کو تو وجود ہی سے انکار ہے۔ جب غرض نہیں تو جوہر کہاں؟ خواب میں تمام دنیا کی سیر کر رہے ہیں اور عجائبات عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں اور نعمت ہائے بے پایاں سے مستفید ہوتے ہیں آنکھ کھلتی ہے تو جسم ٹوٹے ہوئے بورئیے پر ہے اور خشت زیر سر ہے۔ اسی اعتبار سے عمر خیام نے دنیا کی تعریف کی ہے کہ خوابے است کہ در خواب بہ بینیم آن را۔ اور غالب کہتے ہیں خود چشم بر خواب پریشان زدجہاں تا بیدشش۔ بیداری کو خواب اور خواب کو بیداری سمجھیں تو سوفسطائیوں کا مذہب بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ مدت تک میں اُن کی باتوں کو ہزیان سمجھتا رہا۔ لیکن اب سمجھ میں آیا کہ اُن کی باتیں بے معنی نہیں ہیں۔ عیب صرف اتنا ہے کہ اعتدال سے متجاوز ہوگئی ہیں اور خیر الامور اوسطہا کے دائرے سے باہر ہیں۔

رازپوشی

(از مولوی محمد منظور صاحب فاضل الٰہ آباد)

انسان کی تمام باتیں ایسی نہیں ہوتیں کہ وہ عام طور سے بتائی جا سکیں بلکہ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہیں جو عام طور سے اگر بتائے جائیں تو انسان کو سخت نقصان پہونچے۔ نقصان کے تحت میں ہر قسم کے نقصانات اخلاقی۔ سیاسی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ فنی۔ ادبی۔ خاندانی وغیرہ وغیرہ داخل ہیں۔

"بس وہ باتیں جو ہر شخص سے کہنے کے لایق نہ ہوں یا جنکو ہم چاہتے ہوں کہ کسی کو نہ معلوم ہوں "راز" یا "بھید" کے الفاظ سے تعبیر کی جاتی ہیں"

ہر شخص کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہوتا ہے۔ آپ ملاحظہ کرتے ہونگے کہ ہماری پرائیویٹ (خصوصی) اور پبلک لائف (عمومی زندگی) میں کس قدر تباین ہوتا ہے؟ ہم کو چاہیئے کہ جب ہم مکان کی چار دیواری سے قدم نکالیں تو پرائیویٹ لائف (خصوصی زندگی) کو صندوق سے محو کر ڈالیں اور ہم ہرگز پرائیویٹ لائف کے متعلق کسی سے گفتگو کرنے کے واسطے آمادہ نہ ہوں۔"

ہر شخص کو اپنے راز کے چھپانے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ وہ شخص اپنی زندگی میں کبھی خوش نہیں رہ سکتا جو اپنے راز ظاہر کر دیتا ہو۔ وہ انسان ہمیشہ متفکر، کبیدہ خاطر اور مغموم رہیگا جو اپنے اسرار پوشیدہ نہیں رکھتا ہے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ایسا شخص جس کے تمام راز اہل عالم پر افشا ہیں کبھی اپنی زندگی، ہاں! اس زندگی میں جس کے گھنٹے منٹ اور سکنڈ لاکھوں روپیوں کے بدلے (اگر ممکن ہو) خریدے خوش رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! کبھی خوش نہیں رہ سکتا!! میرے خیال میں نہیں آتا کہ دنیا میں ایسے سادہ لوح بھی موجود ہیں؟ جو اپنے راز ظاہر کر کے اپنی زندگی کا مالک دوسروں کو کر دیتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ ایک شخص جو بڑے سے بڑا کام کرتا ہو لیکن اپنے اسرار اور بھید کو سینے کے سفینہ یا صندوق سے نہ نکالتا ہو اپنی پرائیویٹ اور پبلک زندگی باخوشی و خرمی بسر کر سکتا ہے بخلاف اُس شخص کے جس کے افعال اچھے سے اچھے ہوں مگر اپنے نجی معاملات اور "پس پردہ حالات" لوگوں سے کہتا پھرتا ہو۔ ہمیشہ پریشان خاطر، متفکر، محزون اور غمگین رہیگا۔

آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے "مقصد برآری کے لئے اپنے اسرار پوشیدہ رکھو کیونکہ ہر صاحب نعمت محسود ہے"۔ خلیفہ منصور عباسی کا قول ہے۔ "بادشاہ اپنے مشیر اور وزراء کی تمام غلطیوں سے درگزر کر سکتا ہے۔ مگر افشاء راز سے نہیں" اسی کا دوسرا قول ہے "راز تمہاری جان ہے دیکھو اگر تم اس کو نااہل کیہاں کو بتاتے ہو؟" ابو مسلم سے دریافت کیا گیا کہ "تم ان مراتب علیہ کو کیسے پہونچے"؟ جواب دیا "رازپوشی کو میں نے جادہ بنالیا" ایک عربی محقق کتاب رازپوشی موجب سلامت ہے اور افشائے راز باعث ندامت۔ رازپوشی پر صبر کرنا افشار راز کی ندامت سے آسان ہے "جناب معاویہ کا قول ہے کہ جب میں نے کسی پر راز ظاہر کیا ہمیشہ مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن جب میں نے اُسکی حفاظت کی اور پہلو اور سینہ کی مضبوط پسلیوں کے درمیان چھپایا میرے لئے مفید ہوا۔ اور میرا وقار و جلال اور عظمت قائم رہی" آپ ہی کا قول ہے۔ "جو راز دشمن سے چھپاتے ہو دوست سے بھی پوشیدہ رکھو۔ حضرت علی کا ارشاد ہے کہ بہترین بات ہے۔

"نکتہ بین طبایع کسی امر کو صحیح و مسلم نہیں سمجھتیں تم کبھی اپنے نفس کے سوا کسی سے راز نہ کہو کیونکہ جس کو تم خیر خواہ سمجھ کر راز کہتے ہو اسی طرح اس کے بھی بہت سے خیر خواہ ہونگے۔ وعلیٰ ہذا القیاس" عرب کا ایک شاعر کہتا ہے "رازپوشی ایک شریفانہ خصلت ہے۔ شرفا اپنے راز ہمیشہ پوشیدہ رکھتے ہیں۔ میں اپنے بھیدوں کو ایسے مقفل مکان میں پوشیدہ رکھتا ہوں جس کے قفل کی کنجی کھو گئی ہو اور دروازہ بند ہو" کسی نے خوب کہا ہے۔

بشر راز دلی کہہ کر ذلیل و خوار ہوتا ہے
نکل جاتی ہے جب خوشبو تو گل بیکار ہوتا ہے

خدا کے فضل سے جو ناشگفتہ ہو غنچۂ دل — خدا کے فضل سے آسان ہوگی ہر مشکل
خدا کے فضل سے مایوس تو نہ ہو اے دل!

وہ کرتا رہتا ہے حاجت روائی عالم — در خزانۂ فضل خدا ہے وا ہر دم
خدا کے فضل سے مایوس تو نہ ہو اے دل!

گنہگار سہی، تجھ کو یہ نہیں معلوم — گنہگار بھی رحمت سے ہیں نہیں محروم
خدا کے فضل سے مایوس تو نہ ہو اے دل!

وہ غیب سے کوئی صورت نکال دیگا شاید — خدا بہت ہی بڑا ہے مسبب الاسباب
خدا کے فضل سے مایوس تو نہ ہو اے دل!

مرض جو اُس نے دیا ہے شفا بھی وہ دیگا — جو درد اُس نے دیا ہے دوا بھی وہ دیگا
خدا کے فضل سے مایوس تو نہ ہو اے دل!

سحر خیزی

صبح صبح ہمیشہ سے انسان کو محبوب رہی ہے۔ دنیا میں اس کی شکل اور لطیف معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت نسیم سحری اٹکھیلیاں کرتی۔ خوشبو سے مہکتی طبقہ زمین کو اپنے دامن میں لئے ہوئے آتی ہے۔ جاننے جسم کو سرشاری چومتی۔ ہلاتی۔ اور تیرا تھپک تھپک کر سرور دیتی ہے۔ میٹھی نیند اور تر و تازگی دل کو بیداری کی رونق کو پیدا کرتی ہے۔ خواب نوشیں کی محفل آراستہ ہوتی ہیں جنسے ہم محو تجلی ہوتے ہیں۔ مگر اصل یہ ایک سبز باغ ہوتا ہے جو ہمکو دکھلایا جاتا ہے۔ ایسا ہی اب ہوتا ہے جسکی موجوں کو ہم امواج چشمۂ شیریں اور آب زلال سمجھے ہوئے ہیں۔ علی الصباح اٹھنا اور دن کا بیشتر حصہ آفتاب کی تمازت سے فرحت لینا باعث مسرت خاطر اور انبساط قلب ہوتا ہے۔ صبح دم سونا اور دیر تک سوتے رہنا کاہل آدمی کے لئے وجہ مصیبت ہے۔ اس کو بدعادت میں اور نفس میں شمار کیا ہے۔ کیونکہ دن چڑھے تک سوتے رہنے سے انسان کاہل اور سست ہو جاتا ہے اور جسم میں بادی۔ دماغ پر گرانی اور بوا سیر پیدا ہونا یقینی ہے۔ اور ان اوقات کا بس میں بہت سے فرائض انجام دئے جاتے ہیں۔ ایک کثیر حصہ ضایع ہونے لگتا ہے کسب معاش میں کمی ہونے لگتی ہے جو رنج مفلسی کے درجہ پر پہونچا دیتے اور یہی معقول ہیں مفلس کہلانے کا باعث ہوتی ہے۔ ہم دنیا میں ایک مسافر یا ایک مہمان کی حیثیت سے زیادہ نہیں ہیں جنکو ہر وقت۔ ہر دم اور ہر لحظہ اپنے کام کی فکر رہتی ہے۔ صبح صبح اٹھنا۔ اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ہم کو چاہئے کہ صبح سویرے اٹھکر مشغل ساتھ اپنے مصروف کار ہوسے جہاں دیر اور چوتھے ایک ہے۔

خواب نوشیں بامداد ان حسیل ٭ بازدارد پیادہ را ز سبیل

اگر ہم اس دنیا میں کسی کام کے لئے آئے ہیں تو ہم کو کم خوردن و کم گفتن و کم خفتن کے عالمانہ۔ فلسفیانہ اور حکیمانہ مقولہ پر عمل پیرا ہونا پڑیگا۔ بیشک رات آرام کے واسطے بنائی گئی ہے۔ اور رات کے بغیر انسان کی زندگی محال ہے۔ لیکن جبکہ رات ختم ہو جائے ہم کو چاہئے کہ اٹھ بیٹھیں۔ صبح کاذب رات کی آخری سرحد ہے جب اس تک پہونچ جائیں تو ترک خواب کر دینا چاہئے۔ کیونکہ اب یہاں سے دوسری سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ پس بستر سے اٹھنا اور حوائج ضروریہ (پاخانہ پیشاب) سے فارغ ہوکر غسل اور یاد مولیٰ میں دل و جان مشغول ہو جانا چاہئے۔ اس کے باعث ہمیں دن بھر حقیقی تفریح اور حقیقی مسرت حاصل رہیگی۔ بدن چست۔ دل خوش۔ طبیعت بشاش بشاش رہیگی۔ قریباً تمام مذاہب نے صبح اٹھنے اور سب سے اول یاد خدا کرنے کی ہدایات کی ہیں۔ کسی مذہب کو دیکھو خواہ۔ یہودی ہوں یا نصرانی گبر ہوں یا ترسا ہندو ہوں یا بدھ کوئی بھی اس سے غافل نہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے معبود کی پرستش میں مصروف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ سحر خیزی کے واسطے صبح کی نماز ہم پر فرض کی گئی جسکی ادائیگی قبل طلوع آفتاب ہی ضروری رکھی گئی۔ گو بظاہر یہ نماز مصیبت پر مصیبت۔ اور تکلیف بالائے تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ذرا غور و تعمق سے نظر کریں تو اس قدر اسرار و غوامض اس کے اندر مرکوز پائینگے کہ زبان بیان سے اور دماغ تحریر سے قاصر ثابت ہونگے۔ اگر قبل طلوع آفتاب اس کی ادائیگی ضروری نہ ہوتی تو ہندوؤں کے اشنان کی طرح ہوکر رہجاتی کہ کھانا کھانے سے پہلے نہائے اور بس اُن کا مذہبی فرض ادا ہوگیا۔ حالانکہ اُن کے غسل سے اُن کے مذہب کا اصل منشا سحر خیزی۔ صفائی۔ صحت و تندرستی اور چستی کی اعلیٰ تعلیم تھی۔ لیکن صرف قبل طلوع آفتاب کی عدم پابندی نے انکو اس اصول سے دور ہٹا دیا۔ درحقیقت سحر خیزی ہی ایک ایسی چیز ہے جسکی بدولت ہم تندرستی کے لازوال اور خوشگوار خزانوں اور دفینوں سے مالا مال ہو سکتے ہیں۔ اسی کی بدولت ہم اُس بہترین اور عمدہ ترین۔ فرحت بخش۔ طرب افزا ہوا جسکو نسیم سحری کہتے ہیں اپنے دماغ کو تر و تازہ دل کو شگفتہ۔ صحت کو درست اور تندرستی کو بڑھا سکتے ہیں۔ بجائے کاہلی اور سستی کی چالاکی اور پھرتی بجائے گندگی کے صفائی حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ان کا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ تندرستی میں ہے۔ اگر ہم سحر خیزی کی عادت ڈالیں گے تو یقیناً کسی طبیب یا طبیب کا مرہون منت ہونا ڈاکٹروں کے کوٹ کی بڑی بڑی جیبوں کو اپنی گاڑھے پسینہ کی کمائی سے پر کرنا نہیں پڑے گا اور مجبوراً اُن کو اپنی جیبیں چھوٹی بلکہ بے جیبوں کے کوٹ کا فیشن اختیار کرنا پڑیگا۔ کتنا اچھا مقولہ ہے "تندرستی دواؤں سے حاصل نہیں ہوتی" اطباء اور ڈاکٹروں نے بالاتفاق اکثر امراض ...... اور دماغ کا علاج سحر خیزی اور چہل قدمی سب سے بہتر تجویز فرمایا ہے۔ بلکہ ایک تندرست آدمی کے لیے بھی جو سب سے بہتر اور عمدہ ورزش تجویز کیگئی ہے۔ وہ بھی سحر خیزی اور چہل قدمی ہے۔ اس کے علاوہ بھی سحر خیزی کی بدولت دن کا ایک بڑا حصہ ہم اپنے کام میں لانے کیواسطے پا جاتے ہیں۔ نظام الملک وزیر ملک شاہ نے اپنے فرزند فخر الملک کو جو مکتوب کہ مملو بہ نصایح و مواعظ لکھا تھا۔ اُس میں وہ لکھتا ہے "صبحدم بیدار ہوکر اسوقت جاگنا برکت رکھتا ہے۔ اُلجھے کاموں کو سلجھاتا اور زندگی زیادہ کرتا ہے۔ بخلاف اُن لوگوں کے جو تیمردز چاشت یا طلوع تک پڑے تراٹے لیتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے دن کے ایک کثیر پُر منفعت حصے کے کھو دینے کے علاوہ۔ کاہل۔ سست اور سب سے بدتر یہ امر کہ زندگی کی بیش بہا نعمت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔ ہم ہمیشہ اُن لوگوں کو جو صبح بہت دیر کرکے اُٹھتے ہیں۔ ضرور کسی نہ کسی مرض میں مبتلا پاتے ہیں۔ ورنہ کاہلی اور سستی کے سچے وارث و حقیقی جانشین تو ضرور ہی دیکھتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ مذکور ہو چکا۔ انگریزی میں کفایت شعاری کے متعلق ایک مثل ہے جس کو ہم ٹھیک صبح خیزی پر منطبق کرسکتے ہیں "تم ایک آنہ کا خون کر دو تو بیسیوں آنوں کے خون سے بچ جاؤگے" یعنی خواب بامداد کا خون کر دو (ترک کر دو) تو بیسیوں فوائد کے خون کرنے سے (ضایع کرنے سے) محفوظ رہوگے۔

قابل افسوس ہیں وہ ہستیاں جو صبح کو تاخیر کرکے اُٹھتی ہیں۔ خصوصاً طلباء۔

کاروبار سے آدمی اور عورتیں تو اور بھی زیادہ قابل صد ہزار افسوس ہیں۔ حیف ہزار حیف ہے ہمارے طبقہ رؤسا اور امراء پر جنھوں نے خواب پُرنور کو شانِ امارت سمجھ رکھا ہے۔ کیا وہ اُن جانوروں سے بھی بدتر ہیں جنکو انسان پر کوئی فضیلت نہیں جن لوگوں نے کبوتر، مرغیاں یا اسی قسم کے جانور پالے ہونگے یا پالے ہوئے ہونگے انکو اس بات کا بخوبی تجربہ ہوگا۔ کہ یہ جانور کتنے صبح سے اپنے اپنے خانوں اور دربوں سے باہر نکل جانے کے واسطے بے چین ہوتے ہیں۔ باوجود دیکہ بند ہوتے ہیں۔ مقید ہوتے ہیں۔ اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ جب تک ہمارا مالک یا محافظ ہم کو کھولنا نہیں چاہیگا یا کھولنے کا وقت نہیں آئیگا ہم کھل نہیں سکتے پھر بھی کوشش کرتے ہیں۔ شور مچاتے ہیں سبلے تاپانہ دربے کے دروازہ کو ہلا ہلا کر اپنے محافظ کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ اور آخر کار آپس میں لڑنا شروع کر دیتے ہیں جنکا منشا صرف یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح ہم جلد کھولدئے جائیں۔ کیا انسان آزاد۔ خود مختار ہو کر بھی ان جانوروں سے بدتر ہو گیا۔ آؤ ذرا اور جانوروں پر بھی نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ وہ بھی حضرت اشرف المخلوقات کی طرح خواب نیمروزیں ہوتے ہیں۔ نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ تمام وحوش طیور۔ چرند۔ پرند۔ سبھا کے سب صبح صبح اُٹھتے اور اپنی اپنی بولیاں بولتے ہیں انمیں آخر الذکر خاص طور پر قابل ذکر ہیں جو صبح کاذب سے تا بہ طلوع اپنی پیاری پیاری دلکش آوازوں میٹھے اور سریلے چہچہوں کے ساتھ خدائے واحد و قدوس کی تحمید و تقدیس و تسبیح و تہلیل کرتے ہوتے ہیں ؎

بذکرش ہرچہ بینی در خروش است ۔ دلے داند دریں معنےٰ کہ گوش است

نہ بلبل برگلش تسبیح خوانیست ۔ کہ ہر خارے بتسبیحش زبانیست

مرغوں کا "اللہ اکبر" لدیل کی "توئی تو"۔ تیری کی "حق سرہٗ"۔ فاختہ کی "اے دوست تو" پپیہے کی "حق تو ہی تو" وغیرہ وغیرہ تو اہل البصیرت اور بادہ معرفت کے متوالوں کے دل و جگر میں تیر و نشتر کا کام کرتیں اور ذوق و وجد کے سمندر میں غوطے دیکر خودی سے بےخود کر دیتی ہیں۔ جن اصحاب کو کبھی جنگل۔ پہاڑ یا باغ وغیرہ میں شب باشی کا اتفاق ہوا ہوگا۔ اُنہوں نے "یسبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض" کی پوری پوری تفسیر زبانہائے بے زبانان سے سُنی ہوگی جب جانوروں کی یہ حالت ہے تو انسان حیوان ناطق ہو کر عقل مند ہو کر اشرف المخلوقات کہلا کر۔ آزاد۔ خود مختار ہو کر خدا کا امانت دار ہو کر اُن کی برابر بھی نہیں ہو سکتا؟۔

اس امر میں تو ہم پر اُن قیدیوں کو فضیلت ہو سکتی ہے۔ جو جیلخانہ کی چار دیواری میں محبوس ہو کر اپنی ہستی دوسروں کے ہاتھ میں دئیے ہوئے ہیں لیکن صبح ۵ بجے سے ۶ بجے بیدار کر دئے جاتے ہیں ہم کو اپنی اور اپنی صنف نازک کی اصلاح کی طرف ہمہ تن مصروف ہو جانا چاہئے۔ بچوں کو صبح ہی صبح اُٹھا دینا چاہئے تاکہ وہ شروع سے ہی سحرخیزی کے عادی ہوں۔ وما علینا الا البلاغ ۔

ایک

(از جناب ساغر نظامی صاحب سیمابی ملیگڑھی)

دل جاؤ تم علاج دلِ مبتلا ہی ایک ۔ یہ ایک ہی مریض ہے اسکی دوا ہے ایک
مرہت کو مانتا ہوں خدا اور عشق ہیں ۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میرا خدا ہے ایک
نیرنگ حسن دیکھئے لاکھوں حسین ہیں ۔ سب میں حُسن ایک سی لیکن جدا ہے ایک
آنکھیں تمہاری مست ہیں تم بھی تو دیکھو ۔ دو سحر کار ہیں مگر اُن میں بلا ہے "ایک"
کیوں؟ ابتدائے عشق میں اے دل بہک گیا ۔ ہشیار ہوا بھی تو پیالا پیا ہے ایک
کثرت میں یوں دکھائی ہے وحدت تمنا نے ۔ اعداد اب شمار کریں سے گنا ہی ایک
اب دو سروں سے مجھ کو کوئی کام ہی نہیں ۔ میں ایک کا ہوں اور مرا ہو گیا ہے ایک
دیکھیں تمہاری ہوا تیرے دلوں کی صفائیاں ۔ ہیں اہل دل ہزار مگر دلربا ہے ایک

ساغر بھلا میں "ایک" کو کس طرح چھوڑ دوں
مرشد سے مجھ کو در طریقت ملا ہے ایک

مفلس کی عید

آج کیا ہے؟ عید کا دن ہے! مسلمانوں کی ہر عبادت کے ختم ہونے پر ایک روز خوشی، تزئین اور شکریہ خدا کی جانب سے معین ہے جسکو عید کہتے ہیں۔ اگرچہ خدا نے جمعہ کو افضل اعیاد قرار دیا ہے مگر مسلمانوں کے طرز عمل سے سال بھر میں دو بڑی عیدیں ثابت ہوتی ہیں جشن کا سامان انہیں دو عیدوں میں زیادہ تر کیا جاتا ہے اور عوام و خواص اپنی مقدرت کے موافق روپیہ صرف کرتے ہیں۔

دیکھو امیروں کی ڈیوڑھیوں پر فقراکی بھیڑ ہے خیرات کا سلسلہ جاری ہے۔ ملازمین حضور کے برآمد ہونے کے منتظر ہیں دروازے پر ایک فٹن میں عمدہ عربی جوڑی جتی ہوئی تیار ہے اتنے میں غلغلہ پردہ اُٹھاتی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم کا غل ہوتا ہے اور حضور برآمد ہوتے ہیں ملازمین و رفقا جھک جھک کر تسلیمیں کرتے ہیں۔ آج حضور نے وہ جامہ وار نکالی ہے جس پر قدر شناسوں کی نگاہیں پڑ رہی ہیں۔ حضور کی انگلیوں میں وہ بیش بہا انگوٹھیاں ہیں جو بیش قیمت جواہرات میں شہرت رکھتے ہیں۔

حضور کی ہمراہی میں گنگا جمنی خاصدان بھی کتنے میں بندھا ہوا ہے اور پینے کی گڑگڑی بھی ہے غرض ہمراہیوں کے مجرے اور فقیروں کی دعائیں لیتے ہوئے گاڑی تک پہونچ گئے۔ میاں کی سلامت کا شور ہوا کوچبین نے راس اُٹھائی اور عیدگاہ روانہ ہوئی۔ اب آؤ تمہیں ہم منظر دکھائیں۔ ایک ٹوٹا سا مکان ہے ساز و سامان سے بالکل صفا۔ اس مکان میں تین بندے خدا نظر آتے ہیں ایک عورت اور دو مرد جنمیں ایک بچہ ہے دوسرا جوان۔ لڑکا کہتا ہے ابا ہمیں عیدی۔ (انعام عید) دو۔

باپ کچھ جواب نہیں دیتا۔ ماں منہ بسورکر رہ جاتی ہے۔ ماں باپ کیا جواب دیں ملوم کہ انہوں نے فاقہ سے بسر کی ہے اور اسوقت تک کھانے پینے کا کچھ چرچہ بیان نہیں ہوا

پھر لڑکا ضد کرتا ہے کہ ہمارے کپڑے بدل دو اور ماں کہتی ہے کہ بیٹا دھوبی آئے تو کپڑے بدلنا۔ حالانکہ دھوبی کے پاس جو کپڑے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ [illegible] ہیں۔

پھر وہ کھانا مانگتا ہے اور اُسے کہا جاتا ہے کہ ابھی پکا نہیں پکا لیں تو دیں۔ اتنے میں محلے کے لڑکے کپڑے بدل بدل کے آتے ہیں اور اُس سے تقاضا کرتے ہیں کہ تم بھی عید گاہ چلو گے [illegible] سب چلے جاتے ہیں۔ [illegible] بھوکا رہ جاتا ہے کہ ان تمام صدمات کا کوئی اثر غریب والدین ماں باپ کے دل پر [illegible] ہوا [illegible] لیکن سوال تو یہ ہے کہ ایسی بلا میں کیوں مبتلا ہو [illegible] امیروں کے [illegible] نہیں ہیں [illegible] باپ [illegible] سے فارغ ہو [illegible] عید گاہ روانہ ہو گیا [illegible] ہوگا [illegible] پھر [illegible] لگے [illegible] کا [illegible] ہو چکا [illegible] اور [illegible] کے [illegible] میں لگا کے [illegible] ہوتی ہے [illegible] بھی [illegible] کام کرلی [illegible] نہیں [illegible] کی ضرورت ہے [illegible] کی۔

پس ان بندگان خدا کو اگر نوکری چاکری نہیں ہوسکتی تو دنیا گھر میں بیٹھ کے اس قسم کا کام بھی نہیں کیو جانتے۔ ہاں نہیں کیو جاتے۔ اس لئے کہ اُن کو تقدیر کی مذمت کرنے کی تعلیم دی گئی ہے [illegible] سوائے کا نہیں [illegible] کہ تم چاہے ہاتھ پیر ہلاؤ چاہے نہ ہلاؤ ملے گا وہی جو تقدیر میں لکھا ہے۔ اُنکے بزرگوں نے بھی کوشش و تلاش کو بے سود سمجھا تھا اور یہ بھی ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہندوستان کو محنت و اتفاق سے بہت کم تعلق رہا ہے ایک زمانہ ایسا گزرا ہے جب گلیوں میں ٹھوکر کھاتے ہوئے دفعۃً فیل نشین ہو جاتے تھے۔ وزارت اور امارت بہت [illegible] کی [illegible] جاتی تھی خواہ ان میں اُس کی قابلیت نہیں ہو یا نہ ہو۔ اس قومی تنزلی نے تقدیر کا نام خوب [illegible] کیا لوگوں کے اعتقاد پختہ ہو گئے اور ہمت کمزور ہو گئی طبیعتیں بجائے اس کے کہ علم و فن کی جانب متوجہ ہوتیں غیبی مدد کی امیدوار رہنے لگیں۔

"کاش ہمارے مکان میں کوئی خزانہ نکل آئے" "خدا کرے بادشاہ سلامت ہم کو بلا کے وزارت کا عہدہ دیدیں" "خدا کرے ہماری شادی کسی امیر کے گھرانے میں ہو جائے" [illegible] خواہشیں [illegible] تقدیر [illegible] دنیا بنائی جاتی ہے [illegible] محنت و اتفاق [illegible] سلطنت میں زوال آیا اور ہمت کوشش و استقلال کی باری آئی ان کا نام یہاں کبھی سنا نہ گیا تھا اور سنا بھی گیا تو تجربے کے خلاف تھا طبیعت کی کمزوری قدیم عادت کے چھوڑنے پر رضامند نہ ہوئی لہذا یہ اپنی ضد پر قائم ہیں۔ ان کو کون سمجھائے کہ تقدیر کے جو معنی تم لیتے ہو وہ غلط ہیں جو امور تقدیری ہیں۔ وہ عام ہیں جس طرح دوسرے اُن سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اسی طرح تم بھی۔ وہ امیر صاحب جنکو تم نے ابھی اس ٹھاٹ سے عیدگاہ جاتے ہوئے دیکھا تم سے تقدیری اور تقدیری باتوں میں کچھ بڑھے چڑھے نہیں ہیں جو دو ہاتھ اُنکے ہیں وہی تمہارے ہیں جو دو آنکھیں اُنہیں دی گئی ہیں وہی تمہیں۔ صرف فرق اتنا ہے کہ وہ دوسروں کے ہاتھ پیروں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور تمہیں خود کوشش کرنا پڑتی ہے مگر دیکھو پھر بھی وہ ان تکالیف سے محفوظ نہیں جو دوسروں کو ہوتی ہیں صحت و مرض کی بلائیں جیسے تمہارے لئے ہیں ویسی ہی انکے بھی

آنکھ سے انہیں بھی دیکھنا پڑتا ہے تمہیں بھی اپنے منہ سے انہیں بھی کھانا کھانا اور بات کرنا پڑتا ہے تمہیں بھی ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ انہوں نے صرف اپنے ہاتھ پیروں کو بیکار رکھا ہے۔ اُن سے محنت نہیں لیتے تو یہ محنت نہ لینا تمول کے سبب ہے۔ اور تمول دو طریقوں سے حاصل ہوتا ہے یا وراثۃً یعنی وہ مال جس کو ان کے بزرگ پیدا کرکے چھوڑ گئے ہیں یا اپنی محنت سے پہلی صورت کی شکایت بیجا ہے یعنی یہ سمجھنا کہ جو [illegible] امیر کے گھر میں نہ پیدا ہوئے) اس لئے کہ کسی زمانہ میں تمہارے بزرگ بھی متمول تھے [illegible] تمہیں [illegible] کہ تمہارے بزرگوں کو دولت سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ ہاں یہ لوگ [illegible] جن کی [illegible] پر تم رشک کرتے ہو۔ ممکن ہے کہ کبھی تمہارے بزرگوں کی حالت پر انکے بزرگ رشک کرتے ہوں۔

اب رہی محنت۔ [illegible] کیا جا رہا ہے تم بھی ہاتھ پاؤں کو صحیح اصول سے محنت پر لگاؤ تو [illegible] بس تم کو بھی معلوم ہوگیا کہ تمول کوئی فطرتی حالت نہیں [illegible] محنت و تقدیر [illegible] اور جو حالت فطری نہیں وہ تقدیری نہیں۔

یاد رکھو کہ بیا [illegible] کی دعا بھی قبول نہیں ہوتی اور دعا قبول ہونا اسکی دلیل ہے کہ [illegible] تنزلی دعا [illegible] تمہارے [illegible] مگر محنت شرط ہے۔ کلینی نے کتاب کافی میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ [illegible] کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک تو وہ شخص ہے کہ گھر میں بیٹھے اور کہے خداوندا [illegible] پس خداوند عالم جواب میں فرماتا ہے کہ آیا حکم نہیں کیا میں نے [illegible] دوسرا وہ شخص ہے کہ اپنی زوجہ کے حق میں باوجود [illegible] بد دعا کرے تیسرا وہ شخص ہے کہ مالدار ہو اور صرف مال میں اسراف کرے پھر کہے کہ خداوندا روزی دے مجھے پس خدا [illegible] فرماتا ہے کہ آیا میں نے تجھے اصلاح حال کا حکم نہیں دیا اور حضرت نے یہ آیہ تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا یعنی وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور زیادہ قدر حاجت سے [illegible] نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں خرچ میں بلکہ درمیان اسراف و بخل اُنکا انفاق ہوتا ہے۔ چوتھا وہ شخص کہ کچھ دل قرض دے اور گواہ مقرر نہ کرے پھر قرض لینے والا انکار جائے تو اُس کے حق میں بد دعا کرے۔ پس خدا فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھے گواہ معین کرنے کا حکم نہیں دیا تھا

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اکثر افعال تقدیری نہیں بلکہ انسان کے خود پیدا کئے ہوئے ہیں اور انسان اُنکو بے سمجھے بوجھے کر بیٹھتا ہے اور اُس طریقہ سے نہیں کرتا جس طریقہ سے خدا نے اُسکو ہدایت کی ہے پس اُنہیں نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اور نقصان کا بدلہ [illegible] جاتا ہے۔ حالانکہ خدا العبد [illegible] اُن کا ذمہ دار نہیں ہے۔ پس بیٹے والو خدا را توجہ کرو اپنے کو سنبھالو بیکاری چھوڑو تقدیر کو بدنام نہ کرو عاقبت اندیشی سیکھو۔ تاکہ جو دن دوسروں کے لئے خوشی کا ہو اُسمیں تمہیں رنج نہ پہنچے تم بھی خوشی میں شریک ہو۔ تمہارے بچے بھی اچھے کپڑے پہنیں اچھا کھانا کھائیں۔ اور عید کے دن نہ کہ تمہیں بھی آرام نصیب ہو تم بھی دو چار غریبوں کی مدد کرنے کے قابل ہو جاؤ تمہارا بڑھاپا بھی چین سے کٹے۔ بوالہوسی اور اسراف سے پرہیز کرو تاکہ روز سیاہ کو تم سے خوف معلوم ہو بجائے اس کے کہ تم روز سیاہ سے ڈرتے رہو۔

یاد رہے کہ تم کو بھی خدا نے یہ توفیق دی ہے کہ قیمتی جامہ وار پہنو اور بیش قیمت انگوٹھیاں ہاتھوں میں پہنو۔ کہ اگر انکی قیمت سے ایک اسکول یا مدرسہ کھول دیا جائے تو اُسکے سرمایہ کے لئے کافی ہو؟ (ماخوذ)

رسائل کی روح

امام ابو حنیفہ کی نصائح

(۱) تحصیل علم کو سب پر مقدم رکھو۔ جب تک یہ حاصل نہ ہو جائے۔ دوسری طرف رجوع نہ کرو۔ اس کے بعد دیگر جائز ذریعوں سے فراغت حاصل کرنا۔ اس لحاظ سے کہ علم و دولت ایک وقت میں حاصل نہیں ہو سکتے۔

(۲) جب علم و دولت سے فراغت حاصل ہو جائے۔ تو نکاح کرو۔ لیکن یہ بخوبی سمجھ لو۔ کہ اہل و عیال کی تمام ذمہ داریاں اُٹھانے کا تم کو پورا الیقین رہے۔

(۳) شادی ایسی عورت سے نہ کرو جو دوسرے شوہر سے اولاد رکھتی ہو۔

(۴) عام آدمیوں سے عموماً اور دولتمندوں سے خصوصاً کم میل جول رکھو۔ ورنہ اُن کو یہ گمان ضرور گزرے گا۔ کہ تمہیں اُن سے کچھ رشوت لینے کی توقع ہے۔ اور اُن کو رشوت دینے کا عمدہ موقع مِل جائیگا۔

(۵) بازار میں جانے سے پرہیز کرو۔

(۶) دوکانوں پر نہ بیٹھو۔

(۷) راستہ یا مسجد میں کوئی چیز نہ کھاؤ۔

(۸) سقوں کے ہاتھ سے پانی نہ پیو۔ ایسی ایسی اور باتوں سے بھی تم کو احتراز کرنا چاہیئے۔

(۹) کوئی شخص اگر مسئلہ پوچھے تو صرف سوال کا جواب جتنا اُس نے پوچھا ہو اُتنا ہی دو۔ اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ کرو۔

(۱۰) عقائد کے متعلق عوام سے گفتگو نہ کرو۔

(۱۱) شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص اور محبت سے پیش آؤ اور ایسا سلوک کرو کہ دیکھنے والے کو گمان گزرے کہ تمہاری ہی اولاد ہیں۔

(۱۲) عام اور معمولی رتبہ کے آدمیوں سے مناظرہ نہ کرو۔

(۱۳) کسی شہر میں اگر جانا پڑے۔ تو وہاں کے علما و فضلا سے اِس طرح ملو۔ کہ ان کو رقابت کا خیال نہ ہو۔

(۱۴) اگر کہیں علمی تذکروں کی چھیڑ چھاڑ ہو تو تم وہ بات کرو جس کا ثبوت تم پورے طور پر دے سکو۔ اور خوب سوچنے سمجھنے کے بعد کچھ بات زبان سے نکالو۔

(۱۵) مناظرہ کے وقت نہایت جرأت و استقلال سے کام لو۔ اگر ذرا بھی خوف ہوگا۔ تو تمہارے خیالات منتشر ہو جائینگے۔ اور ساتھ ہی زبان میں بھی لکنت ہوگی۔

(۱۶) جو لوگ آداب مناظرہ سے واقف نہیں۔ یا مکابرہ کرنا چاہتے ہیں۔ ان سے ہرگز گفتگو نہ کرو۔

(۱۷) مناظرہ کے وقت غصہ نہ کرو۔

(۱۸) ہنسنا کم چاہیئے۔ زیادہ ہنسنے سے دل افسردہ ہوتا ہے۔

(۱۹) جو کام کرو اطمینان اور وقار کے ساتھ کرو۔

(۲۰) کوئی شخص جب تک سامنے سے نہ پکارے جواب نہ دو کیونکہ پیچھے سے پکارنا جانوروں کے لیئے مخصوص ہے۔

(۲۱) راستہ چلو تو دائیں بائیں نہ دیکھو۔

(۲۲) حمام میں جاؤ تو عام آدمیوں کی نسبت زیادہ اُجرت دو۔

(۲۳) صبح اور دوپہر کے وقت حمام میں نہ جاؤ۔

(۲۴) گفتگو میں سختی نہ کرو۔ اور آواز بلند نہ ہونے دو۔

(۲۵) کوئی چیز خریدنی ہو تو خود بازار نہ جاؤ۔ بلکہ نوکر کو بھیجکر منگواؤ۔

(۲۶) خانگی کاروبار دیانتدار نوکروں کے ہاتھ میں چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ تم کو اپنے مشاغل کے لیئے باقی وقت اور فرصت ہاتھ آئے۔

(۲۷) بادشاہ کے قریب سکونت نہ اختیار کرو۔

(۲۸) ہر بات سے بے پروائی اور بے نیازی ظاہر کرو۔

(۲۹) فقر کی حالت میں بھی دینی استغنا قایم رکھو۔

(۳۰) عام آدمیوں سے زیادہ گرم جوشی نہ کرو۔ کیونکہ ایسے موقع پر وا عنطا اکثر جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

(۳۱) شاگردوں میں کوئی شخص درس کی اجازت دو۔ تو خود بھی اُسکی درسگاہ میں شریک ہو۔ تاکہ اس کے متعلق رائے قایم کر سکو۔ اگر کبھی غلطی کر جائے تو جتا دو ورنہ تمہارے چپ رہنے سے لوگوں کو گمان ہوگا کہ اس نے جو کہا صحیح کہا۔

(۳۲) فقہ کے سوا اور علوم کی مجلس ہو تو خود نہ جاؤ۔ بلکہ اپنے معتمد دوستوں یا شاگردوں کو بھیجدو۔ کہ وہ آکر تم سے پورے حالات بیان کریں۔

(۳۳) ہر بات میں تقویٰ اور امانت کو پیش نظر رکھو۔

(۳۴) خدا کے ساتھ دل سے وہی معاملہ رکھو جو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہو۔

(۳۵) جس وقت مسجد سے اذان کی آواز آئے فوراً نماز کے لئے تیار ہو جاؤ۔

(۳۶) ہر مہینے میں دو چار دن روزہ کے لئے مقرر کرو۔

(۳۷) نماز کے بعد ہر روز کسی قدر وظیفہ پڑھ لیا کرو۔

(۳۸) قرآن مجید کی تلاوت قضا نہ ہونے پائے۔

(۳۹) دنیا پر بہت مائل نہ ہو

(۴۰) اکثر قبرستان میں نکل جایا کرو۔

(۴۱) لہو و لعب سے پرہیز کرو۔

(۴۲) ہمسایہ کی لڑائی یا عیب دیکھو تو پردہ پوشی کرو۔

(۴۳) اہل بدعت سے بچے رہو

(۴۴) نماز میں جب تک تم کو لوگ خود امام نہ بنائیں امام نہ بنو۔

(۴۵) جو لوگ تم سے ملنے آئیں ان کے سامنے علمی تذکرے کرو۔ اگر وہ اہل علم ہونگے تو فائدہ اٹھائینگے۔ ورنہ کم از کم ان کو تم سے محبت پیدا ہوگی۔ (حیات الاعظم)

امام اعظم - سیرۃ النعمان - المناقب - الکردری -

جرأت رائے

جرأت و شجاعت کی دو قسمیں ہیں - ایک تو وہ جس کا تعلق انسان کے جسم سے ہے اور اسے شجاعت بدنی یا شجاعت حربی کہتے ہیں اور دوسری جرأت وہ ہے جس کا تعلق انسان کے اخلاق سے ہے جسے شجاعت ادبی کہنا چاہئے۔ جس طرح نظام عالم میں شجاعت بدنی قابل ستائش ہے - اس طرح بلکہ اس سے زیادہ شجاعت ادبی ہے - اگر شجاعت بدنی رکھنے والا انسان کسی فوج کا قائد اعظم بن سکتا ہے تو شجاعت ادبی کا مالک عالم کا مصلح و رفارمر بننے کی اہلیت رکھتا ہے۔

جرأت اخلاق یا شجاعت ادبی کی چار قسمیں ہو سکتی ہیں - ایک وہ جس کا تعلق مذہب سے ہے دوسری وہ جو علم سے وابستہ ہے، تیسری تبلیغ و ادا شہادت سے متعلق ہے اور چوتھی قسم وہ ہے جو اپنی غلطی کا اعتراف کرتی ہے۔ (صوفی)

خودنگری

زانجم تا بہ انجم صد جہاں بود
خرد ہر جا کہ پر زد آسماں بود
ولیکن چوں بخود نگریستم من
کران بیکراں در من نہاں بود

(اقبال)

صحت و سادگی

ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ جسمانی مشقت سے جلد پسینہ آجاتا ہے اُس کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ جلد پر میل کی ایک تہ جم گئی، یہ میل دراصل اندرونی غلاظت ہے جو پسینہ کے ساتھ جلد کے مسامات میں سے ہو کر اوپر آجاتی ہے جسکو پانی سے دھو کر صاف کر دیا جاتا ہے جسم کو حرکت دینے اور ورزش کرنے سے یہ میل جلد پر زیادہ مقدار میں آجاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ورزش کے ذریعہ سے اندرونی غلاظتیں باہر آجاتی ہیں اور آسانی سے صاف ہو سکتی ہیں اور چونکہ عمدہ صحت کا انحصار اس پر ہے کہ جسم کو غلاظتوں سے پاک کیا جاتا ہے اس لئے ورزش کرنا بدیہی طور پر ایک لازمی اور ضروری چیز ہے اس ملک میں ورزش بچوں کے لئے اور زیادہ سے زیادہ جوانوں کے لئے مخصوص سمجھی جاتی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ بچپن اور جوانی میں تو بغیر ورزش کے کچھ تندرستی رہ بھی سکتی ہے مگر بڑھاپے میں بہت مشکل ہے کہ آلات ہضم اور دیگر اعضا رئیسہ بغیر جسم کو حرکت دئے عمدگی سے کام کر سکیں مگر جب تک کہ بچپن اور جوانی میں ورزش نہ کی ہو بڑھاپے میں ورزش ہو نہیں سکتی اس لئے یہ لازم آتا ہے کہ انسان کو بچپن سے بڑھاپے تک اتنی عمر کے مناسب کوئی نہ کوئی ورزش کرنی چاہئے - اب سوال یہ ہے کہ کس قسم کی ورزش کیجائے - ہندوستان میں بچوں کی ورزش کھیل کود کی ہے جوانوں کی ورزشیں ڈنڈ مگدر ہیں یورپ میں کھلے میدان کے کھیل اور جمناسٹک وغیرہ ہیں، ہر ملک میں بوڑھوں کے لئے ٹہلنے کی ورزش ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ محض ایک قسم کی ورزش پر محدود رہنے سے جسم کے تمام اعضا کا یکسانیت کے ساتھ نشو و نما نہیں ہوتا - اکثر ورزشیں ایسی ہیں جن سے ہاتھ پاؤں اور گردن وغیرہ کے عضلات بہت فربہ اور مضبوط ہو جاتے ہیں مگر اندرونی اعضا کا پوری طرح نشو و نما نہیں ہونے پاتا - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض وقت کسی کمزور عضو پر زیادہ زور پڑ جانے سے اُس عضو کو سخت نقصان پہونچ جاتا ہے جیسا قلب ضعیف رہجاتا ہے اُن کے قلب کی حرکت بند ہو جاتی ہے ان وجوہ سے اس فن کے ماہروں کی یہ رائے ہے کہ جہانتک ممکن ہو ایسی ورزشیں کی جائیں جن سے جسم کے ہر عضو کو کچھ نہ کچھ حرکت ہو اس کے لئے بیشمار ورزشوں سے واقف ہونے کی ضرورت ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ ہر روز تمام ورزشیں کیجائیں بلکہ وقتاً فوقتاً ہر عضو سے کچھ نہ کچھ کام لیا جائے۔

انسان کی جس قدر عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے اُس سے ورزش کرنے کی قابلیت سلب ہو جاتی ہے اور بڈھے ہو کر ضعیف لوگوں کو ورزش کرنے سے قلب پر زیادہ زور پڑتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ ایسے لوگ لیٹ کر مختلف قسم کی ورزشیں کریں . . . . بعض لوگ ورزش کے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ پابندی کے ساتھ روزانہ کیجائے ورنہ بالکل نہ کیجائے بیشک روزانہ پابندی کے ساتھ ورزش کرنا بہت اچھا ہے مگر بمقابلہ بالکل ورزش نہ کرنے کے کبھی کبھی ورزش کر لینا بھی اچھا بہتر ہے اس لئے ہرگز یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ ورزش اس طریقہ سے شروع کیجائے کہ کبھی ناغہ نہ ہونے پائے بلکہ جب موقع ہو ورزش کیجائے اور نہ ہو سکے تو چھوڑ دیجائے، تھوڑے دنوں تک ورزش کرنے اور چھوڑنے سے اور پھر کرنے سے اکثر یہ ہوتا ہے کہ ورزش سے رغبت ہو جاتی ہے اُسمیں لطف آنے لگتا ہے اور پھر اُس کی عادت ہو جاتی ہے - (کانفرنس گزٹ)

تندرستی کے دس اصول

(۱) سویرے اُٹھو اور جلدی سوؤ اور دن بھر کام میں مشغول رہو ◦

(۲) پانی اور روٹی یا چاول اور کچی سبزی بقائے زیست کے لئے لازمی ہیں - صاف ہوا اور سورج کی روشنی صحت کے اجزا ہیں ◦

(۳) کفایت شعاری اور اعتدال درازی عمر کا بہترین ذریعہ ہیں ◦

(۴) صفائی تندرستی کی بحالی کے لئے نہایت ضروری ہے - جس طرح آلات جنکی روزمرہ صفائی ہوتی ہے - زیادہ مدت تک خراب نہیں ہوتے ◦

(۵) کافی نیند تھکان اور ماندگی کو دور کرتی اور قوت بخشتی ہے - اور بہت زیادہ سونا طبیعت کو کمزور کرتا ہے ◦

(۶) لباس و پوشاک میں احتیاط قوائے کے معاون اور موسمی تغیر و تبدل کے خلاف تحفظ کا موجب ہوتی ہے ◦

(۷) صاف ستھرا مکان خوشی و شادمانی پیدا کرتا ہے ◦

(۸) تفریحات دل کی خوشی کا باعث ہوتی - مگر ان کی زیادتی طبع میں کدورت لاتی ہے اور اس کدورت کا انجام برا ہے ◦

(۹) خوشی و خورمی زیست کی محبت پیدا کرتی ہے - اور یہ زیست کی محبت صحت کا نیم جزو ہے - بخلاف ازیں غم اور مایوسی بڑھاپے کی حالت جلدی پہنچاتی ہے ◦

(۵) اگر آپ روزی دماغ سے پیدا کرتے ہیں تو جسم کو خراب نہ ہونے دیں۔ اور اگر جسمانی محنت سے روپیہ کماتے ہوں تو دماغ کے نشو و نما کا خیال رکھیں۔ (مشیر الاطبا)

آنسو ۔ اے پانی کے گرم قطرے! تونے موت کی مانند سرد اور اُمید کی طرح طویل آہ کے ساتھ باہر آکر کیا پایا؟ ذرا سی بات برداشت نہ کر سکا۔ آپ بے صبر بنا، مجھے بے صبر بنایا اور آخر اپنی آبرو کھو بیٹھا۔

تو نرم دل کے نازک ترین حصہ میں پیدا ہوا پھر تیری طبیعت ایسی جلد باز اور گرم کیوں ہوگئی۔ تونے آنکھ میں آکر کونسا درد انگیز منظر دیکھا جس سے پانی پانی ہوکر بہ گیا۔ ظالم تونے دل کا عرق نکال لیا۔ کیا آنکھوں کی چمک بجھانے کا ارادہ تھا؟

ٹھیر اے آنسو کے درخشاں قطرے ٹھیر۔ میرے دل کی اُمید بر آنے دے میرا مقصد پورا ہو لینے دے پھر آنکھوں سے نکل جانا۔ اور نکلتے وقت اپنے ساتھ قوت بینائی بھی لئے جانا۔ کیونکہ اُس وقت مجھے کچھ اور دیکھنے کی خواہش نہ ہوگی۔ مگر تونے میری آہ و زاری نہ سُنی اور آنکھوں سے نکل کر خاک میں کود پڑا۔ (ہمایوں)

چیونٹیوں میں تجہیز و تکفین

چیونٹیوں میں بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ ملک افریقہ میں ان کے پہاڑ کے پہاڑ ہوتے ہیں۔ انمیں سے اگر کوئی آدمی مٹھی بھر چیونٹیاں لے تو دنیا بھر کے کل آدمیوں سے زیادہ چیونٹیاں ہاتھ میں آئیں۔ ان کے حال میں ایک محقق لکھتا ہے کہ ایک جگہ بہت سی چیونٹیاں جمع تھیں انمیں سے میں نے کچھ مار ڈالیں اور پھر میں نے دیکھا کہ پانچ چار چیونٹیاں ایک قریب کی پہاڑی کی طرف چلیں اور یہاں چیونٹیوں کے ایک بل میں داخل ہوئیں پانچ منٹ کے بعد وہاں سے وہ اپنے ساتھ چیونٹیوں کی ایک قطار لیکر نکلیں۔ دو دو چیونٹیوں کی صف بندی آگے پیچھے باندھ کے اس جگہ پہونچیں جہاں چیونٹیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ چند منٹ میں دو چیونٹیاں آگے بڑھیں۔ اور منہ میں ایک لاش کو انہوں نے اٹھایا اور اسی طرح اور دو دو نے ایک ایک لاش کو اُٹھایا جب سب اٹھا چکیں تو اس طرح روانہ ہوئیں کہ دو چیونٹیاں لاش کو اُٹھائے ہوئے آگے اور ان کے پیچھے دو چیونٹیاں خالی پھر ان کے پیچھے دو خالی۔ غرض اس طرح دو دو کی چالیس صفیں آگے پیچھے تھیں۔ اور ان کے پیچھے یوں ہی بے قاعدہ دو سو کے قریب چیونٹیاں تہیں۔

رستہ میں باری باری سے خالی چیونٹیاں کندھا بدلواتی گئیں۔ خیر سب تھوڑی دیر کے بعد ایک ریگستان میں پہونچیں۔ وہاں کچھ چیونٹیوں نے اپنے منہ سے مٹی کھود کر گڑھے کر ڈالے اور پھر ان میں سے ایک ایک مردہ کو دفن کیا۔ اور اسپر مٹی ڈالی۔ ساری چیونٹیاں اس دفن کرنے میں شریک تھیں مگر پانچ سات شریک نہ ہوئیں تو ان کو انھوں نے مار ڈالا اور سب کی لاشوں کو اُٹھا کر ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ اور پھر وہ اپنے گھر روانہ ہوگئیں۔ یہ سزا اس کی تھی کہ وہ دفن کرنے میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوئی تھیں۔ (ماخوذ)

محسن پرستی

(از محمود علی خاں صاحب)

جسطرح درخت کی شاخیں پانی کو اپنی جڑ کی امداد سے حاصل کرکے پھر اسی واپس کر دیتی ہیں یا جسطرح دریا سمندر کے پانی کو ابر کے ذریعہ سے پاکر پھر وہی پانی سمندر کو واپس کر دیتا ہے اسیطرح اچھے آدمی کا دل اُن احسانات سے جو اس کے ساتھ کسی نے کیا ہے انتفاع حاصل کرکے پھر اپنے محسن کو اسی طرح کا انتفاع پہنچاتا ہے۔

ایسا آدمی نہایت خندہ پیشانی سے احسانات کو قبول کرتا ہے اور اپنے محسن کو محبت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اگر وہ احسان کے عوض اس قسم کی کوئی خدمت اپنے محسن کی نہیں کر سکتا تو اپنے دلمیں ممنونیت کا جوش پیدا کرکے اپنے محسن کو یاد کیا کرتا ہے اور تمام عمر اُن احسانات کو جو اس کے ساتھ کئے گئے ہیں فراموش نہیں کرتا۔ فیاض آدمی کا ہاتھ برسات کے ابر کی مانند ہوتا ہے جسکی بارش کے سبب زمین سے ہر قسم کے درخت اور پھول پھل پیدا ہوتے ہیں۔ مگر احسان فراموش کا دل ریگستان کیطرح ہوتا ہے جو بارش کے پانی کو حاصل کرکے کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتا۔ اے انسان اپنے محسن سے حسد نہ کر اور نہ اس انتفاع کے پوشیدہ کرنے کی سعی کر جو تیرے محسن نے تجھے پہنچایا ہے گو کہ احسان حاصل کرنے کی نسبت احسان کرنا اچھا ہے اور فیاضی بہترین صفت انسان کی ہے مگر ضرورت کی وجہ سے جو احسان تونے قبول کیا ہے اُسکو دیکھتے ہوئے تیرا یہ فرض ہے کہ محسن سے ہمیشہ انکسار اور عاجزی سے پیش آ کیونکہ یہ دونوں صفتیں تیری پیدا کرنے والے کو اور تیری جنس کو بہت عزیز ہیں۔ تو ہمیشہ اس احسان کو اپنے دل کے قصر میں عزت و وقعت سے رکھ تاکہ جب فیاضی اس میں داخل ہو تو یہ نہ سمجھے کہ ہم اور یہ اجنبی ہیں۔ مگر اس کے ساتھ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھ کہ مغرور آدمی کے احسان سے ہمیشہ پرہیز کر اور خود غرض اور لالچی آدمی کا احسان کبھی نہ لے کیونکہ اول الذکر آدمی سے تجھے ہمیشہ ندامت کے صدمات برداشت کرنے پڑینگے۔ اور مؤخر الذکر آدمی کی حرص و طمع کو کبھی پورا نہ کر سکیگا۔
(شباب اُردو)

زندگی ختم سر شام ہوئی جاتی ہے	دھوپ دیوار پس بام ہوئی جاتی ہے
موت ہی باعث آرام ہوئی جاتی ہے	زندگی میں تو میسر نہ ہوا مجھکو سکوں
خوگر لذت آلام ہوئی جاتی ہے	اک مصیبت تو یہی ہے کہ طبیعت اپنی
راہ ملتی نہیں اور شام ہوئی جاتی ہے	دشت غربت میں بھٹکتا ہوں بہت دیر سے میں
رخصت اب حسرت ناکام ہوئی جاتی ہے	نزع میں مجھکو اگر فکر کوئی ہے تو یہی

حاصل زیست تو ہم خود ہی نہ سمجھے تھے ہمدمؔ
زندگی مفت میں بدنام ہوئی جاتی ہے

معلومات

بجلی سے تحفظ

ماہران برق کا تجربہ ہے کہ جب بجلی کڑکتی ہو تو (۱) دروازہ میں کھڑا نہیں ہونا چاہیے (۲) کھڑکی کے پاس کھڑا ہونا بھی خطرہ میں داخل ہے (۳) مواشی کے پاس ٹھہرا ہونا بھی خطرناک ہے (۴) تار کے جنگلے کے پاس بھی کھڑا نہیں ہونا چاہیے ۰ فیصدی مویشی بجلی کے صدمہ سے ہلاک ہوئے ہیں جو تار کے جنگلوں کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ ان حادثوں سے بچنے کے لئے جنگلے کے ہر نیسری یا چوتھی سلاخ کے پاس جنگلے کی تار سے ایک اور تار لگا کر زمین میں گاڑ دینی چاہیئے۔ اس سے ممکن ہے کہ آئندہ کوئی حادثہ اس طرح پیش نہ آئے۔

اس کی ضمن میں ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جن مکانوں میں بجلی سے محفوظ رکھنے والے ڈنڈے لگے ہوں ان کو نالبا صدمہ نہیں پہونچتا۔ ایک سال میں مکانوں کے متعلق برق زدگی کے ۴۶۵ حادثے ہوئے ہیں۔ انہیں صرف ایک مکان ایسا جلا تھا جس میں بجلی سے محفوظ رہنے والے ڈنڈے مناسب طور پر لگے ہوئے اس بات کی تصدیق آگ کے حادثوں کے متعلق ایک بیمہ کرنے والی کمپنی کی رپورٹ سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں لکھا ہو کہ دس لاکھ ڈالر اس قسم کے حادثوں کے متعلق تقسیم کئے گئے۔ مگر ان میں ایسا کوئی مکان شامل نہیں جس میں بجلی سے محفوظ رکھنے والے ڈنڈے مناسب طور پر لگے تھے

برقی شراروں کے دو اقسام ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ بادل ابھری تہ کے اور شرارے بادلوں اور زمین کے کرہ ہوائیہ کے درمیان ہوں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ بادل دو تہ کے ہوں۔ اسوقت برقی شرارے ان دو پرتوں کے اندر ہوتے ہیں۔ آزادی سے اترنے والے بادلوں کے شرارے ڈنڈوں کے وسیلے سے کامیابی کے ساتھ دور ہو جاتے ہیں۔

ڈنڈے عمارتوں کے پہلوؤں پر بلا واسطہ لگا دینے چاہئیں جس سے مکان کو نقصان دہ نہ ہو لیکن ان ڈنڈوں کے سرے زمین کے اندر ہونے چاہئیں تاکہ ان کا عمل درست طور پر ہوتا رہے۔

جسمانی عجائبات

ایک نوجوان آدمی کا وزن اوسطاً ۱۴۰ پونڈ اور دماغ ۴۸ آؤنس ہوتا ہے۔

آدمی کے ڈھانچ کا وزن اوسطاً ۲۴ پونڈ ہوتا ہے اور آدمی کے جسم میں کل ۲۰۶ ہڈیاں ہوتی ہیں۔

ڈھانچ نندہ آدمی کے قد سے ایک انچ کم ہوتا ہے۔

ایک آدمی کا بھیجا وزن میں اوسطاً ۳ پونڈ ہوتا ہے اور عورت کا ۲ پونڈ ۱۱ آونس ہوتا ہے۔

انسان کے دانتوں کی تعداد بچپن میں ... ہوتی ہے۔

انسان کے دانتوں کی معمولی تعداد ۳۲ ہوتی ہے۔

ایک آدمی ایک منٹ میں ۲۰ دفعہ سانس لیتا ہے۔ ... ایک ... سانسوں کی تعداد ... ہوتی ہے۔

ایک آدمی ایک منٹ میں سانس کے ذریعہ ۱۰ پنٹ ہوا نکالتا ہے۔

ایک آدمی سال میں ۱۲۴ پونڈ کا وزن سبزیوں کی خوراک کے واسطے ... بچہ کی نبض ایک منٹ میں ۱۲۰ دفعہ چلتی ہے۔ آدمی کی ۷۰ ۔ ۱۰ اور جب ۴۰ سال کی عمر ہو تو ۶۰ دفعہ ایک منٹ میں چلتی ہے۔ عورتوں کی نبض مردوں کی نسبت زیادہ تیز چلتی ہے۔

انسان کے جسم میں اس خون کا وزن جو دورہ کرتا ہے ۲۰ پونڈ کے قریب ہے۔

دل ایک منٹ میں ۷۰ دفعہ حرکت کرتا ہے اور ہمارے ایک سانس لینے میں ... ۵ چار دفعہ حرکت کرتا ہے۔

ایک گھنٹہ میں ۴۰۰ پونڈ کے قریب خون دل کے اندر سے گزرتا ہے۔

ایک گھنٹہ میں ایک ہزار اونس کے قریب خون گردوں کے اندر سے گزرتا ہے۔

پھیپھڑہ میں ۷ کروڑ ۴۰ لاکھ سوراخ یا خانے ہوتے ہیں۔ جو جسم انسان سے زیادہ جگہ گھیرتے ہیں۔

بالوں کی طاقت

انسان کا بال اوسط درجہ کی موٹائی کا ... وزن سنبھال سکتا ہے۔ اور انسان کے سر میں بال اوسطاً ۳۰ ہزار ہوتے ہیں۔ ایک عورت کے لمبے بالوں میں پانچ ٹن سے زیادہ وزن کے سنبھالنے کی طاقت ہوتی ہے۔ اگر بالوں میں بل دے لیا جائے تو یہ طاقت بقدر ایک ثلث سے اور بڑھ جاتی ہے۔ قدیم زمانہ کے لوگ بالوں سے طاقت کا کام لیا کرتے تھے۔ رسیوں میں پتھر پھینکنے کی کلوں کے لئے رسے خاص کر بالوں ہی سے بنائے جاتے تھے۔ اور تاریخ مظہر ہے کہ کارتھج کی عورتوں نے اپنی دلفریب زلفیں اسی مقصد کے لئے وقف کر دی تھیں۔ جبکہ ان کے شہر کا دشمن نے محاصرہ کیا تھا۔

ثوابت کی حرکت

حکیم بطلموس نے اپنی کتاب مجسطی میں بیان کیا ہے کہ ثوابت کے ستارے سو سال میں ایک درجہ قطع کرتے ہیں۔ محی الدین مغربی نے کہا ہے کہ ... سال میں ایک درجہ قطع کرتے ہیں۔ البتانی اور ارفع کہ اپنی زیچ میں ... ہیں ستر سال میں۔ سگریستا ... اکیس سو سال میں ایک برج کو طے کرتے ہیں۔ ستاروں کا دورہ (۲۵۲۰۰) سال میں ہو جاتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک ساڑھے ستر سال میں ایک درجہ قطع کرتے ہیں۔ یعنی (۲۵۲۰۰) سال میں دورہ تمام ہوتا ہے اور دوسروں کا بیان ہے کہ بروج ... قطع کرتے ہیں۔ پس برجوں کا ایک دورہ (۲۶۰۰۰) سال ...

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

موسمی ضروریات

آجکل گرمی کا موسم ہے اور عام طور پر شربت استعمال کیا جاتا ہے اس لئے شربت اور برف کی دوکانیں بہت سے بیکار۔ وں کو کچھ عرصہ کے لئے بیکاری سے نجات دے سکتی ہیں۔ اور عمدہ شربت کرنے کی صورت میں مستقل کاروبار بھی ممکن ہو شربت بنانا کچھ دشوار نہیں اور معمولی مشق سے دو تین دن میں واقفیت پیدا کیجا سکتی ہے۔ کیوڑا۔ گلاب۔ انار۔ سیب۔ انگور۔ فالسہ۔ بادام بنفشہ نیلوفر۔ عناب وغیرہ کے شربت تیار کرنے چاہئیں۔ شربتوں کو بوتلوں میں بھر کر مہر بمہر کرو اور اپنی دوکان کے پتہ اور شربت کے نام کا خوشنما لیبل لگاؤ۔ کیوڑا گلاب اور بید مشک بھی دوکان میں رکھو۔ اس کے ساتھ سوڈا لیمونیڈ کا انتظام بھی ضروری ہے۔ ایک اچھی دوکان جسمیں ضرورت کے لائق فرنیچر اور سامان موجود ہو ڈیڑھ دو سو روپئے میں کھولی جا سکتی ہے اور بدرجۂ اقل تیس چالیس روپئے ماہوار کی بچت ہو سکتی ہے۔ جو لوگ دوکان نہیں کھولنا چاہتے اُن کے لئے شربت کی حسب ذیل تدابیر لکھی جاتی ہیں۔

سفوف شربت

حسب ذیل اشیا فراہم کرو

سوڈا بائی کاربونیٹ ۸۰ آونس

ٹارٹرک ایسڈ ۹۰ آونس۔ سٹرک ایسڈ ۳۰ ڈرام

شکر ۲۲ پونڈ۔

اِن سب چیزوں کو علیحدہ پیس کر سفوف تیار کرو۔ اور بادامی کاغذ کے پیکٹوں میں ایک آونس فی پیکٹ کے حساب سے بند کرو۔ ان پیکٹوں پر خوشنما لیبل لگاؤ جس پر سفوف شربت۔ تمہارا پتہ اور قیمت وغیرہ درج ہو۔ ان پیکٹوں کی فروخت کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ مختلف دوکانداروں کو تقسیم کر دئے جائیں اور ہفتہ پیچھے حساب کر لیا جائے۔ اسٹیشنوں پر خاصی کامیابی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ مسافر گاڑی میں سے برف لیکر عمدہ شربت تیار کر سکتے ہیں۔ ایک پیکٹ ڈیڑھ آنے یا دو آنے کو فروخت کرنا چاہئے۔

لیمونیڈ بنانے کا ایک دوسرا سفوف لکھا جاتا ہے جو سفوف بالا کی طرح آسانی کے ساتھ تیار ہو جاتا ہے اور کامیابی کے ساتھ فروخت ہو سکتا ہے۔

شکر ۸ پونڈ۔ ٹارٹرک ایسڈ ۳۰ آونس لیمن آئل ۲½ بوند

سانیٹری سکرین ۳۰ گرین۔ ٹارٹرازین ۱۶ گرین

اِن سب چیزوں کو پیسکر سفوف بنالیا جائے اور ایک پیکٹ میں ایک یا ڈیڑھ آونس بند کرکے فروخت کیا جائے۔ ترکیب ذیل سے بھی اچھا شربت تیار ہوتا ہے

ٹارٹرک ایسڈ ۸۰ آونس۔ سوڈیم بائی کاربونیٹ ۶۰ اونس

شکر ۳ پونڈ۔ لیمن آئل ۲ بوند

رنگ انگریزی دوکانوں پر فروخت ہوتے ہیں۔ فی پونڈ ½ گرین کے حساب سے زرد یا گلابی رنگ ملایا جائے۔ بہترین شربت تیار ہوگا۔

اسٹیشنوں پر شربت

اوپر جن شربتوں کے متعلق لکھا گیا ہے اُن کا قوام ذرا سخت رکھو۔ اور دو دو آونس کی شیشیوں میں بھرو۔ شیشی کی قیمت ایک آنہ ہوگی اور شربت کی قیمت دو آنے ایک شیشی میں جو خوشگوار شربت کے دو گلاس تیار ہو سکیں۔ تین آنے کو بخوبی فروخت ہو سکتی ہے۔ ریلوے اسٹیشنوں پر اور بازاروں میں یہ شیشیاں فروخت کی جائیں کافی فائدہ کی امید ہے۔

آم کی تجارت

آجکل آموں کی فصل ہے۔ اگر چند اشخاص اپنے مقامات پر قیام اختیار کریں جہاں آم عمدہ۔ ارزاں اور بکثرت ملتے ہوں اور ایک مناسب نرخ معین کرکے اشتہار دیں تو تین ماہ تک کافی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور اگر یہ کاروبار ان کے لئے باعث منفعت و دلچسپی ثابت ہو تو دیگر فصلی اشیاء کی تجارت کا کام جاری رکھ سکتے ہیں۔

پیچکوں کا بنانا

اُن لوگوں کے لئے جو ملازمت پیشہ ہیں اور فرصت کے اوقات میں کچھ کمانا چاہتے ہیں۔ نیز اُن لوگوں کے لئے جو معذور ہیں اور ایک جگہ بیٹھے رہنے پر مجبور اور پردہ نشین مستورات کے لئے پیچکوں کا بنانا بھی ایک مفید کام ہے اور ضرورت کے لائق اس سے آمدنی ہو سکتی ہے۔ اگر اس کام کو زیادہ باقاعدگی کے ساتھ اختیار کیا جائے تو پیچکوں کے لیبل اور پیکٹ بھی چھپوالئے جائیں ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ بڑے بڑے سوداگروں سے معاملہ کر لیا جائے اور اجرت پر کام کیا جائے۔ جو لوگ اس کام کو بطور خود انجام دینا چاہیں اُنہیں بڑے شہروں سے پیچک کا بٹا ہوا اور دھلا ہوا سوت منگالینا چاہیئے۔ پیچک بنانے کی مشین کچھ زیادہ قیمت نہیں رکھتی اور غالباً دس بارہ روپئے کو کلکتہ بمبئی اور نیز دہلی سے منگائی جا سکتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سفید سوت کے علاوہ رنگین سوت بھی منگالیا جائے یا خود رنگوا لیا جائے۔ پیچکوں کا سوت مضبوط اور سلائی کے قابل ہونا چاہیئے۔ اگر مال اچھا ہوگا اور نفع مناسب رکھا جائیگا تو کامیابی آسان ہے اور ممکن ہے کہ اس طرح پندرہ بیس روپئے سے کام شروع ہو کر وسیع پیمانہ پر پہنچ جائے۔

جھالر دار تکیے

وہ لوگ جو بیکار ہیں اور سلائی کی مشین پر کام کرنا جانتے ہیں اُن کے لئے ایک منفعت بخش مشغلہ یہ بھی ہو کہ کٹ پیس کے سوداگروں سے کپڑے کے ٹکڑے خرید کر یا پرانی روئی جو نئی روئی کی بہ نسبت بہت ارزاں ملتی ہو دھنوا کر تکیے بنائیں۔ اس کام کو پردہ نشین عورتیں بھی آسانی کے ساتھ انجام دے سکتی ہیں۔ ایک محنتی آدمی روزانہ چھ سات گھنٹہ محنت کرکے ڈیڑھ دو روپئے روز پیدا کر سکتا ہے۔ روئی کے دھنے کا کام بھی خود ہی کرنا چاہیئے تاکہ منفعت زیادہ ہو۔ تیار شدہ تکیوں کی نکاسی بڑے شہروں میں بہت کچھ ہو سکتی ہے۔ اگر بطور خود انتظام نہ ہو سکے تو دوکانداروں کے ہاتھ مناسب نفع پر فروخت کر دینا چاہیئے۔

سوالات

مذہبی

(۸۵۵) اولیاء کرام اور علماء کی جسقدر تصانیف ہیں وہ حمد و نعت سے شروع ہوئے ہیں۔ مگر مثنوی مولانا روم میں حمد و نعت نہیں ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ خریدار ۵۶

(۸۵۶) زوجہ کی نعش کو چھونا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ (نور محمد صاحب)

(۸۵۷) جب تقدیر میں بہشت اور دوزخ کا پہلے فیصلہ ہو چکا ہے تو کیا نماز روزہ دوزخی جنت میں جا سکتا ہے۔ (عبد الغفار)

طبی

(۸۵۸) ایک نو دسالہ لڑکی کی آنکھوں کی پلکیں نہیں ہیں۔ ایسا نسخہ مطلوب ہے جس سے پلکیں نکل آویں۔ (خریدار ۵۵)

(۸۵۹) ایک نسخہ مقوی دماغ وحافظہ و دافع نسیان مطلوب ہے جو صرف پانی کے ساتھ استعمال کیا جا سکے (خریدار ۸)

(۸۶۰) ۶ سال سے قرحہ سوزاک ہے مجرب دوا درکار ہے (خریدار)

(۸۶۱) سر کے بال سفید ہو رہے ہیں عمر کم ہے مجرب نسخہ درکار ہو (خریدار ۳۰)

(۸۶۲) ایام دو سال سے بند ہے مرض سیلان الرحم بھی ہے مہربانی سے کوئی صاحب مجرب نسخہ بتلادیں۔ (خریدار ۴۳۰)

صنعتی

(۸۶۳) ہندوستان میں مخمل کس جگہ تیار ہوتی ہے (خریدار ۲۶)

(۸۶۴) ہر قسم کے لفافے بنانے کی مشین کہاں اور کس قیمت پر مل سکتی ہے (خریدار)

(۸۶۵) امرت انجن اور رام بنانے کا نسخہ مطلوب ہے۔ (۸)

(۸۶۶) کپڑا دھونے کا صابون بنانیکی ترکیب معلوم کرنا چاہتا ہوں (۳۰)

(۸۶۷) چمڑے کی دباغت کے متعلق عمدہ نسخے درکار ہیں (خریدار ۲۶)

(۸۶۸) آٹا پیسنے اور تیل نکالنے کی مشین کہاں سے مل سکتی ہے جو دیہات میں قائم کیجا سکے (خریدار نمبر ۲۵۹)

(۸۶۹) شیشے پر قلعی کرنے کی آسان ترکیب مطلوب ہے۔ (۲۹۸)

متفرق

(۸۷۰) کتاب ہمدرد نوجوانان کہاں سے مل سکتی ہے (خریدار ۵۵)

(۸۷۱) اکبر مرحوم الہ آبادی کی کل تصانیف کہاں سے مل سکتی ہیں (۴۵)

(۸۷۲) ردی ٹکٹ خرید نے والے کارخانوں کے پتے مطلوب ہیں (خریدار)

(۸۷۳) ایسے کارخانوں کے پتے مطلوب ہیں جو انڈے مرغی خرید کرتے ہوں۔ (خریدار)

(۸۷۴) ہندوستان اور دیگر ممالک کے صنعتی مدارس کا پتہ مطلوب ہے (۸)

(۸۷۵) چمڑے کی دباغت کے متعلق انگریزی یا اردو میں کوئی کتاب ہو تو اُس کے ملنے کا پتہ مطلوب ہے۔ (خریدار ۳۶۱)

(۸۷۶) انفاس العارفین اور رومیٹ جوری پرشین انگلش اینڈ اردو ڈکشنری مصنفہ سٹفین صاحب کہاں سے مل سکتی ہے (ذکا احمد)

(۸۷۷) رنگین چھکیں اور جاپانی دیا سلائیاں ارزاں تاجرانہ نرخ پر کہاں مل سکتی ہیں۔ (خریدار ۵)

(۸۷۸) رسالہ مارن خواجہ کہاں سے مل سکتا ہے (خریدار ۲۵)

(۸۷۹) وہ کونسا بنک ہے جس میں روپیہ جمع کرنے پر جرمنی سے مال منگوایا جا سکے۔ (خریدار)

(۸۸۰) کتاب بہار التربی مصنفہ محمد جہانگیر خاں شکوہ آبادی اور اردو شاعری سکھانے والی کوئی کتاب درکار ہے (یٰسین خاں)

جوابات

(۲۲۵) علی الصباح پانچ اور حسن یوسف پانی میں پیسکر چہرہ پر ملنا چاہیئے۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۳۰۸) طلائے بےنظیر استعمال کرنا چاہیئے۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے عہ کو ملے گا۔ (")

(۳۱۱) مرکب سیلان الرحم دواخانہ ہاشمی دہلی عہر کو ملے گی اُس کا استعمال کرائے (")

(۳۱۴) نفس کشا بہت مفید ہوگی۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے تین روپیہ کو مل سکتی ہے (")

(۳۶۶) مرکب مقوی بے نظیر اس مرض کے لئے بہترین چیز ہے۔ تین روپیہ بارہ آنے کو دواخانہ ہاشمی سے ملیگی۔ (")

(۸۰۶) بعد تنقیہ خاص اطریفل اسطوخودوس استعمال کرنا چاہیئے (")

(۸۰۸) مرکب مقوی بے نظیر بہت مفید ہوگی۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے عہر کو ملے گی (")

(۸۱۴) صمغ عربی ۔ ۶ ماشہ ۔ کتیرا ۶ ماشہ ۔ مغز بادام ۱۰ ماشہ ۔ مغز بادام سفر ملکر ایک پیالہ شربت زوفا میں ملاکر چاٹیں۔ (")

(۸۱۸) اس مرض کے لئے انفس کشا عمدہ دوا ہے۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے تین روپیہ کو مل سکتی ہے (")
(۸۴۶) گل ٹیسو جوش کرکے اُن کا پانی نچوڑ کر باندھنا چاہیئے (")
(۸۴۸) روغن موم خالص کی مالش کیجئے۔ دو روپے تولہ دواخانہ ہاشمی دہلی سے مل سکتا ہے۔ (")
(۸۴۹) مرکب مقوی بے نظیر استعمال کیجئے۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے ۱ے روپے کو ملے گی۔ (")
(۸۵۰) سوال ۲۲۵ ملاحظہ ہو۔ (")
(۸۵۱) ست پودینہ ولایتی۔ ست اجوائن۔ کافور مساوی الوزن (")
(۸۵۲) مرکب مقوی اعلیٰ استعمال کیجئے۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے ۱ے روپے کو ملیگی۔ (")
(۸۲۱) ایچ۔ ایم۔ موڈ اینڈ سنس ۲۴ لال باغ روڈ۔ فرنچیرمرچنٹ لکھنؤ سے مل سکتی ہیں (۲۴۔ لال باغ۔ لکھنؤ)
(۸۴۰) مخزن حکمت مصنفہ حکیم و ڈاکٹر غلام جیلانی دفتر شمس الاطباء گمٹی بازار لاہور سے مل سکتی ہے (۱۲ لال باغ۔ لکھنؤ)
(۸۳۷) پاکٹ واچ سے در اُیرا فوٹوگرافک سامان کی دوکان پر اندازاً تیس روپیہ کو مل سکتا ہے۔ (خریدار ۱۴۱)

کام کی باتیں

تسکین دماغ

بدخوابی کا علاج ادویات سے نہیں بلکہ قدرتی وسائل ہی کرنا چاہیے گرم پانی سے پاؤں دھونے چاہئیں۔ گرم دودھ یا پانی کا ایک گلاس پی لینا چاہیئے۔ اس کا اثر قوت ہاضمہ پر ہوگا۔ اور دماغ سے انجماد یا اجتماع خون دور ہو جائیگا۔ اور دورۂ خون بخوبی شروع ہو جائیگا۔ ایسے بچوں کا جو رات کے وقت نہ سوتے ہوں۔ علاج اسی طریقہ سے کرنا چاہیئے جوانوں کا بھی یہی علاج ہے۔ تفریحی مشاغل بھی بدخوابی کا موجب ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو کھیل کود کے مشاغل۔ گانے بجانے اور اسی قسم کی تفریحات میں مصروف رکھنا چاہیئے اس سبب سے اُنکی توجہ بٹ جاتی ہے۔ وہ آرام سے گھر جاکر سوتے ہیں موسیقی کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے موسیقی دماغ کے اندر کے مضطرب سوراخوں کو درست کر دیتی ہے اس کے ذریعہ سے بعض وقت بہت عمدہ نتائج نکل چکے ہیں۔ علاج آب بھی بہت کارگر ہوتا ہے یعنی بدن پر خوب پانی ڈالنا چاہیئے اور پینا بھی چاہیئے غسل کے واسطے بہت گرم پانی چاہیئے۔ جتنا گرم تم برداشت کر سکو۔ اور ایک پیالہ گرم پانی پی لینا چاہیئے اس سے خون کا دورہ شروع ہو جائیگا اعصاب کو تسکین دے گا۔ اور دماغ سے خون کا اجتماع منتشر ہو جائیگا۔ غسل کرتے ہی

غنودگی طاری ہو جاسے گی۔ ہسپانیہ کی عورتیں اپنے بچوں کی پیٹھ سہلا کر اُن کو سلاتی ہیں یہ ترکیب عمدہ ہے۔

علاوہ بریں تکیہ اونچا ہونا چاہیئے۔ اور خوابگاہ میں تازہ اور عمدہ ہوا کثرت سے آنی چاہیئے۔ اور سرہانے کے پاس ایک دریچہ ضرور ہونا چاہیئے۔

موتی

اگر موتی کو پہنتے رہیں تو اُسکی آبداری قایم رہتی ہے اور اگر اٹھا کر رکھا تو کچھ عرصہ میں اُس کی آبداری مدہم ہو جاتی ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ موتی روشنی اور ہوا اور جسمی حرارت سے درست رہتا ہے۔

وزنی اشیا کا منتقل کرنا

ایک مضبوط لکڑی کا تختہ لیکر اُسکو ۳ یا ۴ پہیئے لگا دو۔ اسپر جو شئے چاہو لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا سکتے ہو۔ اور اس تجویز سے نہ زیادہ خرچ ہوتا ہے اور نہ زیادہ تکلیف۔

پرانا تولیا

غسل خانہ کے تولئے جنکو ٹرکش یا ٹاول کہتے ہیں جب پورانے ہو جائیں اور گھس جاویں تو اُن کو ضائع مت کرو۔ بلکہ اُن کو لکڑی کے فرش صاف کرنے اور جھاڑنے کے لئے رکھو۔ کیونکہ ان سے فرش خوب جھاڑا جاتا ہے اور صاف کیا جاتا ہے۔

بغلوں سے پسینہ

اگر کسی شخص کی بغل سے بدبودار پسینہ آتا ہو تو وہ ہر روز صبح کو غسل کرکے پھٹکری کا سفوف دونوں بغلوں میں لگایا کرے۔ چند روز کے استعمال سے پسینہ آنا بند ہو جاویگا۔

نمک جسم پر ملنے کے فوائد

نمک کو خوب باریک کرکے سفوف کرلیں اور غسل کرتے وقت تمام جسم پر اس سفوف کو لگا کر چند منٹ تک خوب اچھی طرح ملیں۔ ایک ہفتہ کے استعمال سے جلد نرم اعصاب مضبوط اور جسم خوبصورت ہو جائیگا اور ہر قسم کے پھنسی پھوڑوں سے محفوظ رہیگا۔ دوران خون بہت اچھی طرح ہوگا۔ ملتے وقت مٹھی میں نمک کا سفوف لیکر پانی سے نرم کرلیں۔

بال توڑ

اگر بدن پر کسی جگہ پھوڑا یا بال توڑ ہو جائے تو ذیل کا مرہم نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔ سفید موم ۲ ڈرام۔ ویسلین ایک آونس دونوں کو ملا کر خوب حل کرلو

کمرہ کا سامان درست کرانیکا عمدہ طریقہ

جس کمرہ کا سامان بے ترتیب پڑا ہو اُسکو بچوں سے درست کرانے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ کاغذ کے پرزوں پر الگ الگ چیزوں کے نام لکھ کر ایک ڈبیہ میں ڈالدو۔ اور بچوں سے کہدو کہ ہر ایک بچہ آنکھیں بند کرکے اُس میں سے ایک ایک پرزہ نکال لے۔ پس جس کے حصہ میں جو کاغذ آوے اُسپر جس شے کا نام لکھا ہوگا اُسکا صاف کرنا اور درستی سے سجانا اسکے ذمہ ہوگا۔ پس اس تجویز سے بچے بہت جلد کمرہ کو درست کر دینگے

انشائے لطیف

ایک فلسفی کا خطاب پھول کی طرف

(از جناب ... احمد صاحب)

اے صحن گلشن کی زیب و زینت۔ اے باغ کی رونق۔ بلبل کی جان۔ اور زمین کو آرائش بخشنے والی ہستی تو ابھی آخر اتنی جلد اس جہان فانی سے دست کشی کرنے اور اس کو خیرباد کہنے کو کیوں تیار ہے۔ کیا تم کچھ دیر یہاں اور قیام نہیں کر سکتے اور ہم کو اپنی سنجیدہ اور متانت آمیز تبسم سے قدرت زیبی حاصل کرنے کا موقع نہیں دے سکتی

اے میرے چند لمحوں کی مسرت۔ اور لذت بصری کی دلچسپی اور میری چند ساعت کی راحت بخش ہستی آخر تیری اس چند روزہ زندگی کا کیا راز ہے؟ کیا تجھ کو اس مالک حقیقی نے محض ہماری قدر دانی کی غرض سے پیدا کیا تھا۔ تیری شگفتگی اور اس کے بعد تیری پژمردگی اصلی قدرت کے ادنیٰ نمونے ہیں اور نہ معلوم کیا کیا راز ان میں پوشیدہ ہیں۔

درحقیقت تیری زندگی اس نادان اور ناعاقبت اندیش انسان کے سامنے ایک زندہ مثال ہے اور تیرے پریشان شدہ اوراق ہم کو یہ سبق پڑھاتے ہیں کہ اس جہان فانی میں دم کے دم کیونکر تمام چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ کتنی جلد اور سرعت کے ساتھ نشوونما پاتی۔ پھولتی پھلتی ہیں اور دم کے دم ہی فنا کا جام پی کر اس خالق حقیقی کی نذر ہو جاتی ہیں۔

حیات ٹیگور!

(از مولوی مسعود الرحمٰن صاحب ... وی اجمیر)

میں تم سے یہ کیوں کر کہوں کہ ... میں شب ... زندہ ... پر تنہا جاتی ہوں۔ تو کائنات کی ہر ذی روح شئے ساکن ہوتی ہے ... مگر ... میری پازیب ... جو ہر قدم پر نغمہ ... برپا کرتی ہے۔ اور میں شرما جاتی ہوں۔

جب میں انتظار میں کوٹھے پر بیٹھی ہوتی ہوں اور ہوا ... میرے کان کھڑے ہو جاتے ہیں تو درختوں کی پتیاں تک غیر متحرک ہو جاتی ہیں۔ میرا دل عالم انتظار کی بے پایاں ساعتوں کو بہت مشکل سے گزارتا ہے۔ مگر جب میرا محبوب آتا ہے اور میرے محروم پہلو کو زینت دیتا ہے تو میرے سارے جسم میں ایک برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور میری آنکھیں جھک جاتی ہیں۔

تاریک رات چراغ ہاں ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو گل کر دیتی ہے ... اور بادل کے ٹکڑے چمکنے والے ستاروں کی آنکھوں کو چھپا لیتے ہیں۔ مگر میرے سینے کا داغ درخشاں اور تابناک ہے۔ پھر ... چھپانا بھی چاہتی ہوں ... مگر ... اسے ... کس طرح پوشیدہ رکھوں ...

ایک برات کا سفر

(از جناب علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

میرے ایک جدید دوست جو میرے خیالات سے واقف نہ تھے اپنے ... میں مجھے بھی لے چلنے کے لئے مصر ہوئے۔ برات میں جانا ہیں غیر مشروع جانتا ... کی برات میں تو تھوڑا ... اور برات جائے تو اس حالت میں کہ راہ سے قافلے کی ضرورت نہ ہو۔ برات میں جانا سلف صالحین کی سنت اور نکاح کی شرکت بیشک مستحسن ہے۔ لیکن براتی بن کر جانا ایک نئی بات ہے۔ جب ... اولیائے عروس شرکت دعوت خوان کے لئے اصرار نہ کریں میں کھانے سے اجتناب کرتا ہوں۔ مو لیائے عروس عموماً کم براتیوں کی فرمائش کرتے ہیں لیکن فریق ثانی کے گھر والے نا شناسا مہمانوں کے لے جانے میں بھی تامل نہیں کرتے۔ اور یہیں یہ مسئلہ غور طلب ہو جاتا ہے کہ برات کا کھانا شرعاً کیا درجہ ...

حسب معمول میں نے شرکت سے انکار کیا لیکن ایک حکیم صاحب نے جو دوست ہیں یہ کہا کہ اگر میں نہ گیا تو وہ بھی نہ جائیں گے۔ اور لیائے عروس گھر والوں سے میرے مراسم دوستانہ تھے۔ اس لئے اس خیال سے کہ ناخواندہ مہمانوں میں نہ ہوں گا میں نے برات کے ساتھ چلنے کا وعدہ کر لیا ... صاحب کے ساتھ شام کو روانہ ہوا۔ حکیم صاحب کو کسی نے غلط وقت بتایا اس لئے پہنچنے کے قبل ریل چھوٹ گئی اور برات روانہ ہو گئی۔ ایفائے وعدہ ضروری تھا۔ اس لئے دوسرے دن صبح کی ٹرین میں ہم دونوں چلے۔ دو کمل اور چھوٹا سا تکیہ بس یہی سامان سفر تھا۔ نہ ٹرنک۔ نہ توشک نہ ٹفن باسکٹ نہ ... کے سامان کا بیگ نہ جوتی اور ٹوپی رکھنے کا کیس۔ موجودہ تہذیب اچھی نہیں جس نے حاجتوں کا غلام بنا رکھا ہے۔ مجھے سفر کا بہت شوق ہے۔ لیکن تہیہ سفر میں دماغ کو بیحد تکلیف ہوتی ہے۔ اور سامان سفر لطف سفر کا مزہ تلخ کر ... یہ سفر اس لطف سے ہوا کہ زمانہ طالب العلمی یاد آگیا۔ راستہ میں کئی جگہ گاڑی بدلنی پڑی لیکن قلیوں کا زیر بار منت نہ ہونا پڑا۔ کمل اور تکیہ بغل میں مارا اور ایک سے دوسری گاڑی میں بیٹھ گیا۔ بار بار سودا کا یہ شعر یاد آتا تھا۔

آں بہار عمر کو؟ سودا۔ بایامے کہ من
صبح می رفتم سوئے مکتب گلستاں در بغل

اس لطف سفر کے ساتھ سفر آخرت یاد آیا۔ اور یہ خیال ہوا کہ تعلقات دنیوی میں جو لوگ منہمک ہیں وہ ہرگز ان مرنے والوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جو ... "... دو داشت" پر عمل کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ "سبک سیر مردم روند" دنیا سے وہ روح باآسانی سفر نہیں کر سکتی جسکے دوش پر ... کا ... اس سفر میں چند ایسی باتیں معلوم ہوئیں جو قابل تذکرہ ہیں۔ پہلی کا ...

جب میں صبح کو روانہ ہوا چند اسٹیشنوں کے بعد گیلی مٹی دفعتاً میرے کپڑوں پر پڑی معلوم ہوا کہ چلتی ہوئی ٹرین میں کسی نے مسافروں سے ہولی کھیلی ہے۔ گاڑی میں مٹی اس طرح پھینکی جائے کہ جس پر مٹی پڑے اُسکی پریشانی مٹی پھینکنے والے کے قہقہہ کا باعث ہو تو گو فعل بیجا ہے مگر عبث نہیں ہے۔ لیکن جب یہ معلوم نہ ہو سکے کہ مٹی کس پر پڑی تو صریح فعل عبث ہے۔ مٹی گرنے کے بعد میں نے کھڑکی بند کر لی لیکن پھر بوناپارٹ کا طرز عمل یاد آیا کہ لڑائیوں میں اُس کے کان کے پاس سے گولیاں نکل جاتی تھیں لیکن وہ سر کو جنبش نہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کیا ضرور ہے کہ میرے ہی کان کے پاس پھر گولی آئے۔ دن بھر چلتی گاڑی میں گیلی مٹیوں کی بوچھار جاری رہی۔ گو مجھ پر پھر نہیں پڑی۔ حکیم صاحب کے ایسے زور سے مٹی کا ڈھیلا لگا کہ گھنٹوں تک وہ تکلیف محسوس کرتے رہے اور کہتے تھے "خیریت ہوئی آنکھ پھوٹنے سے بچ گئی۔"

اس سے پہلے ٹرین کے مسافروں سے ہولی کھیلتے ہوئے نہ دیکھا تھا نہ سنا تھا۔ یہ ایک نیا ستم ایجاد ہوا۔ گورکھپور۔ اعظم گڈھ۔ بلیا۔ غازیپور۔ چار اضلاع میں ٹرین کے ساتھ میں نے یہی سلوک دیکھا۔ میں نے ایک شخص سے سنا کہ ضلع [illegible] میں بھی یہی حسن سلوک مسافروں سے کیا گیا ہے دوسرے دن میرا خیال تھا کہ ہولی ختم ہوئی تو یہ تماشا بھی ختم ہوگا۔ لیکن جس طرح عشرہ محرم کے بعد ہفتوں تک لڑکے اپنے بڑوں کی نقل کرتے ہیں۔ اور ۲-۳ فیٹ کی چھڑیوں میں کپڑے کی دھجیاں لپیٹ علم اُٹھاتے ہیں اُسی طرح لڑکوں نے دوسرے دن ریل گاڑی کے ساتھ ہولی کھیلنے میں اپنے بزرگوں کی تقلید کی اور دوسرے دن پھر وہی رنگ رہا۔

منزل مقصود ایک چھوٹے سے اسٹیشن سے ۳ میل پر ایک گاؤں میں تھی۔ راستہ میں ایک بھلے آدمی کا ساتھ ہوا۔ اُنھوں نے تمام مقامی اسٹیشنوں سے اپنی پوری واقفیت ظاہر کی اور ہم لوگوں کو جانچ سے باز رکھا۔ ۱۱ بجے رات کو منزل مقصود کے اسٹیشن پر پہونچنا چاہئے تھا۔ گھڑی دیکھ کر حکیم صاحب نے کہا یہی اسٹیشن ہے۔ اُس بھلے آدمی نے کہا یہ نہیں۔ اگلا اسٹیشن۔ اگلے اسٹیشن پر ہم لوگ اُترے اور منزل مقصود کو پوچھا تو معلوم ہوا۔ ۹ میل ہے۔ میں نے کہا کہ اسٹیشن سے ۳ میل مجھے بتایا گیا تھا تو جواب ملا کہ وہ اسٹیشن جہاں سے ۳ میل کا فاصلہ تھا ۵ میل پیچھے رہ گیا۔ رات کا وقت تھا نہ سواری کا وہاں کوئی سامان تھا اور نہ ٹھہرنے کا کوئی مقام تھا۔ اسباب وہیں پھینک کر ہم دونوں پاپیادہ ریل کی پٹری کے متوازی پچھلے اسٹیشن کی طرف واپس چلے۔ حکیم صاحب کا خیال تھا کہ اُس بھلے آدمی نے جان بوجھ کر ہم لوگوں کو تکلیف پہونچانا باعث ثواب تصور کیا۔ اور میں یہ کہتا تھا کہ اتفاقیہ اُس سے غلطی ہو گئی بہرحال ہم دونوں کو یہ سبق ضرور ملا کہ مسافرت میں اپنا کام خود کرنا چاہئے کسی پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے اُس وقت اسباب کی قلت اور یہی باعث مسرت تھی کہ بے تکلف اُس کو اسٹیشن پر چھوڑ دینا آسان تھا۔ زیادہ دیانت کا اسباب ہوتا تو چھوڑنا گراں گزرتا اُسکے علاوہ یہ خیال آیا کہ میزبان کے گھر جا کر اُس سے اوڑھنے بچھانے کے لئے بچھونا مانگنا مناسب نہیں۔ نہ ہر شخص پوچھنے کی عادت نہ تھی اور نہ وہ اس خدمت کو آشنا تھا تو بستر بند اور تکیہ پھینک کر دو کمبلوں کا ایک ساتھ اوڑھ لینا تو آغاز مارچ میں باعث زحمت نہ تھا۔ انسان جب تک مرتا نہیں ایک نہ ایک نیا تجربہ اُسے ہر روز حاصل ہوتا ہے۔ تھوڑی دور آگے چلنے کے بعد دیکھا کہ آتشبازی چھوٹ رہی ہے۔ اور چھوٹی قوم کے ہندو اُسے پھینک رہے ہیں۔ گل ترسے یہ مادہ آتشیں زیادہ پر خطر تھا۔ لیکن مجبوری تھی۔ کسی طرح وہ مرحلہ بھی طے کیا۔ ہولی میں آتشبازی کا رواج نہ تھا۔ اس سے پہلے سننے یا دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ میں جہاں سے گزر رہا تھا اس کے اطراف میں ڈاکے کی وارداتیں سُنی گئی تھیں۔ نظر بچا کر میں نکل گیا۔ یہ ہمت نہ ہوئی کہ ان دہقانوں سے دریافت کرنے کہ آتشبازی کی ایجاد ہولی میں کب سے ہوئی۔ لیکن یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان شب برات میں آتشبازی سے خوشی مناتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہی خواہان قوم ہنود نے دن کو عید اور رات کو شب برات بنا کر مسلمانوں سے میل جول کا نیا طریقہ اختراع کیا ہو۔

بحث و تکرار

جب کتے آپس میں لڑنے کو بیٹھتے ہیں تو پہلے تیوڑی چڑھا کر ایک دوسرے کو بُری نگاہ سے آنکھیں بدل بدل کر دیکھنا شروع کرتے ہیں۔ پھر تھوڑی تھوڑی گونجیلی آواز اُن کے نتھنوں سے نکلنے لگتی ہے۔ پھر تھوڑا سا جبڑا کھلتا ہے اور دانت دکھلائی دینے لگتے ہیں اور حلق سے آواز نکلنی شروع ہوتی ہے۔ پھر باچھیں چر کر کانوں سے جا لگتی ہیں اور ناک سمٹ کر ماتھے پر ضعیف آواز کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں۔ اس کا ہاتھ اُس کے گلے میں اور اُس کی ٹانگ اسکی کمر میں۔ اس کا کان اُس کے مُنہ میں اور اُس کا ٹینٹوا اِس کے جبڑے میں۔ اُس نے اِس کو کاٹا اور اِس نے اُس کو پچھاڑ کر جھنبوڑا۔ جو کمزور رہا دُم دبا کر بھاگ نکلا۔

نامہذب آدمیوں کی مجلس میں بھی آپس میں اسی طرح پر تکرار ہوتی ہے۔ پہلے صاحب سلامت کر کے آپس میں مل بیٹھتے ہیں۔ پھر دھیمی دھیمی بات چیت شروع ہوتی ہے۔ ایک کوئی بات کہتا ہے۔ دوسرا بولتا ہے واہ یوں نہیں یوں ہے۔ وہ کہتا ہے واہ تم کیا جانو۔ وہ بولتا ہے تم کیا جانو۔ دونوں کی نگاہ بدل جاتی ہے تیوری چڑھ جاتی ہے رُخ بدل جاتا ہے۔ آنکھیں ڈراؤنی ہو جاتی ہیں۔ باچھیں چر جاتی ہیں۔ دانت نکل پڑتے ہیں۔ تھوک اُڑنے لگتا ہے باچھوں تک کف بھر آتے ہیں۔ سانس جلدی چلتا ہے۔ رگیں تن جاتی ہیں۔ آنکھ۔ بھوں۔ ہاتھ عجیب حرکتیں کرنے لگتے ہیں۔ عفیف عفیف آوازیں نکلنے لگتی ہیں۔ آستین چڑھا ہاتھ پھیلا اسکی گردن اُس کے ہاتھ میں اور اسکی داڑھی اِس کی مٹھی میں لپاڈکی ہونے لگتی ہے کسی نے بیچ بچاؤ کر کے چھڑا دیا تو غراتے ہوئے ایک اِدھر چلا گیا اور ایک اُدھر اور اگر کوئی بیچ بچاؤ کرنے والا نہ ہوا تو کمزور نے پٹ کر کپڑے جھاڑتے سر سہلاتے اپنی راہ لی۔

جس قدر تہذیب میں ترقی ہوتی ہے اسی قدر اس تکرار میں کمی ہوتی ہے کہیں غرفش ہو کر رہ جاتی ہے۔ لیکن تو تو میں میں تک نوبت آجاتی ہے۔ کہیں آنکھیں بدلنے

اور ناک چڑھ جائے اور جلدی جلدی سانس چلنے ہی پر خیر گذر جاتی۔ مگر ان سب میں کسی نہ کسی قدر کتّوں کی مجلس کا اثر پایا جاتا ہے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ اپنے دوستوں سے کتّوں کی طرح بحث و تکرار کرنے سے پرہیز کرے۔

انسانوں میں اختلاف رائے ضرور ہوتا ہے اور اُس کے پرکھنے کے لئے بحث و مباحثہ ہی کسوٹی ہے اور اگر سچ پوچھو تو یہ مباحثہ اور دل لگی کے آپس میں دوستوں کی مجلس ہی چہکی ہے۔ مگر مباحثہ اور تکرار میں تہذیب و شائستگی محبت اور دوستی کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔

پس اے میرے عزیز ہم وطنو جب تم کسی کے برخلاف کوئی بات کہنی چاہو یا کسی کی بات کی تردید کا ارادہ کرو تو خوش اخلاقی اور تہذیب کو ہاتھ سے مت دو اگر ایک ہی مجلس میں رو برو بات چیت کرتے ہو تو اور بھی زیادہ نرمی اختیار کرو چہرہ۔ لہجہ۔ آواز۔ وضع۔ لفظ اس طرح پر رکھو جس سے تہذیب اور شرافت ظاہر ہو مگر ناوش ہی نہ پائی جا سکے۔ تردید ی گفتگو کے ساتھ ہمیشہ سادگی سے معذرت کے لفظ استعمال کرو۔ مثلاً یہ کہ میری سمجھ میں نہیں آیا یا شاید مجھے دھوکا ہوا یا میں غلط سمجھا کہ بات تو عجیب ہے مگر آپ کے فرمانے سے اقرار کرتا ہوں جب دو تین دفعہ بات کا اُلٹ پھیر ہوا اور کوئی نہ بدلے تو زیادہ تکرار مت بڑھاؤ۔ یہ کہہ کر کہ میں اس بات کو پھر سوچوں گا یا اُس پر پھر خیال کروں گا جھگڑے کو کچھ ہنسی خوشی دوستی کی باتیں کہہ کر ختم کرو۔ دوستی کی باتوں میں اپنے دوست کو یقین دلاؤ کہ اُس دو تین دفعہ کے اُلٹ پھیر سے تمہارے دل میں کچھ کدورت نہیں آئی ہے اور نہ تمہارا مطلب باتوں کے اُس اُلٹ پھیر سے اپنے دوست کو کچھ تکلیف دینے کا تھا کیونکہ جھگڑا یا شبہ زیادہ دنوں تک رہنے سے دونوں کی محبت میں کمی ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ دوستی ٹوٹ جاتی ہے اور ایسی عزیز چیز یعنی کہ دوستی ہاتھ سے جاتی رہتی ہے۔

جب کہ تم مجلس میں ہو جہاں مختلف رائے کے آدمی ملے ہوئے ہوں تو جہاں تک ممکن ہو جھگڑے اور تکرار اور مباحثہ کو آنے مت دو کیونکہ جب تقریر بڑھ جاتی ہے تو دونوں کو ناراض کر دیتی ہے۔ جب دیکھو کہ تقریر لمبی ہوتی جاتی ہے اور تیزی اور زور سے تقریر ہونے لگی ہے تو جس طرح جلد ممکن ہو اُسکو ختم کرو اور آپس میں ہنسی خوشی مذاق کی باتوں سے دل کو ٹھنڈا کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے ہم وطن اس بات پر غور کریں کہ اُن کی مجلسوں میں آپس کے مباحثہ اور تکرار کا انجام کیا ہوتا ہے۔

(ماخوذ)

روانی آب

(ایک مشہور انگریزی نظم کا ترجمہ)

(از حضرت اکبر الہ آبادی)

اُچھلتا ہوا اور اُبلتا ہوا — اکڑتا ہوا اور مچلتا ہوا
یہ بلتا ہوا اور وہ تنتا ہوا — ٹپکتا ہوا اور چھنتا ہوا
روانی میں ایک شور کرتا ہوا — رکاوٹ میں اک زور کرتا ہوا
پہاڑوں کے روزن میں کوسام — وہ بہ کر رہا ہر طرف اپنا کام
ادھر پھوٹتا اور بھٹکتا اُدھر — رُخ اِس سمت کرتا کھسکتا اُدھر
پہاڑوں پہ سر کو پٹکتا ہوا — چٹانوں پہ دامن جھٹکتا ہوا
وہ پہلوئے ساحل دباتا ہوا — یہ سبزہ پہ چادر بچھاتا ہوا
بھٹکتا ہوا غل مچاتا ہوا — وہ جل تھل کا عالم رچاتا ہوا
وہ گاتا ہوا اور بجاتا ہوا — یہ لہروں کو پیہم نچاتا ہوا
ادھر جھومتا اور مٹکتا ہوا — اُدھر گھومتا اور لٹکتا ہوا
اُبھرتا ہوا جوش کھاتا ہوا — بگڑ کر وہ کف مُنہ پہ لاتا ہوا
وہ اونچے سُروں میں تموج کا راگ — وہ خود جوش میں آ کے لانا یہ جھاگ
سدھرتا ہوا اور سنورتا ہوا — تھرکتا ہوا، رقص کرتا ہوا
ادھر گونجتا، گنگناتا ہوا — اُدھر خود بخود بھنبھناتا ہوا
لپٹتا ہوا اور چمٹتا ہوا — یہ پھٹتا ہوا وہ سمٹتا ہوا
سماتا ہوا اور وہ پلٹا ہوا — سرکتا ہوا اور رلتا ہوا
یہ گھٹتا ہوا اور وہ بڑھتا ہوا — اُترتا ہوا اور چڑھتا ہوا
یہ ڈھلتا ہوا اور وہ بچتا ہوا — دباتا ہوا اور لپکتا ہوا
پھسلتا ہوا ڈگمگاتا ہوا — لپکتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا
یہ روئے زمیں کو چھپاتا ہوا — وہ خاکی کو نمیں بناتا ہوا
گل و حنا ریحاں سینچتا ہوا — ہر اک سے برابر اُلجھتا ہوا
بہاتا ہوا اور بہتا ہوا — ہوا کے طمانچوں کو سہتا ہوا
لرزتا ہوا، تلملاتا ہوا — بلکتا ہوا، بلبلاتا ہوا
بلندی سے گرتا گراتا ہوا — نشیبوں میں پھرتا پھراتا ہوا
اُچھلتا ہوا اور رتا ہوا — اُلجھتا ہوا اور مُڑتا ہوا
وہ کھیتوں میں راہیں کترتا ہوا — زمینوں کو شاداب کرتا ہوا
یہ تالوں کی گودوں کو بھرتا ہوا — وہ دھرتی پہ احسان دھرتا ہوا
یہ پھولوں سے گجرے بہاتا ہوا — وہ چکر میں بحر کو پھنساتا ہوا
لپکتا ہوا اور دوڑتا ہوا — اُمنڈتا ہوا، سنسناتا ہوا
لہکتا ہوا اور جھلکتا ہوا — سنبھلتا ہوا اور چھلکتا ہوا
وہ سوتوں کا میلان آب رواں — یہ بحر خیالات اکبر کا [illegible]

صنفِ نازک کیلئے

کنوارپت

(از جناب آغا حمید حسن صاحب دہلوی)

اللہ۔ رسول۔ بزرگ ولی۔ پیر فقیر۔ روزہ نماز۔ خیرات زکوٰۃ۔ صدقہ بسلا۔ لین دین۔ داد دہش ذات برادری۔ کنبہ رشتہ۔ دوستی اپنایت۔ ہمدردی مروّت۔ میل جول۔ شادی خوشی۔ تیر تھوار۔ عید بقرعید۔ بناؤ سنگار۔ سلیقہ سگھڑاپا۔ کام دھندا۔ ڈھنگ قرینہ۔ خدمت عظمت۔ قدر داں سرکار بین۔ وفادار نوکر۔ شرم حیا کی لڑکیاں۔ غیرت دار لڑکے۔ خوش رو بیویاں۔ بہادر مرد وے۔ شریف گھرانے۔ محبت کے لوگ۔ پالنہار راجہ۔ جاں نثار پرجا۔ بادشاہ راضی۔ رعیت خوش۔ سستے سماں۔ کھانے میں حلاوت۔ ہر بات میں مزا۔ تخت کو تخت کپڑا۔ اچھے سے اچھا گہنا۔ پان سبز کا گھی۔ پیسے میں آٹھ سودے دہی بڑے دہی کی پھلکیاں۔ سونٹھ پانی کے بتاسے۔ جل جیرے۔ چھوٹے سے کی چاٹ پکوڑیاں آلو کے کچالو۔ قلمی بڑے۔ بسہ دیا۔ دونا بھر کے ڈھکن سی چیز آئی۔ بس بھلا ری۔ نت نئے رت کے میوے۔ مسلائی تکائی۔ کتر بیونت۔ غرض جتنی اچھی بھولی کی چیدہ باتیں تھیں دوا کے کنوارپت میں موجود۔ کوئی بات نکلی اور دوا نے اپنے کنوارپٹ کی سند پیش کی۔ کہا جائے کنوارپت میں یوں تھیں یوں ہوتا تھا۔ ہولیاں۔ الوکھی۔ سادنا سنے۔ کہانیاں پہیلیاں۔ ان مل کہ مکرنیاں۔ مثلیں۔ کہاوتیں۔ شعر غزلیں مجھے سن سننے اچنبھا ہوتا تھا۔ کہ دوئی دوا کا کنوارپت تو اللہ میاں کی جنت اور اندر کی سبھا سے بھی سوا ہوگیا۔ جہاں فرصت سے بیٹھی، دوا کے یہی ذکر چھیڑا۔ میں بڑے شوق سے سنتی۔ ان سب باتوں کو ایسا ہی یقین تھا۔ جیسے قرآن وحدیث کا۔ کیونکہ دوا میری جھوٹی نہ تھی۔ جب میں شوق سے بیقرار ہو کہتی "اے ہے دوا! تیرا کنوارپت میں نے نہ دیکھا! بلا تم نے مجھے چھاتی سے لگا لیتی اماں جان کے ڈر سے کبھی یہ نہ کہا کہ دوا اپنا کنوارپت مجھے بھی دکھلا" میں ننھی سی تھی تو میں نے ایک دفعہ کہا۔ "دوا مجھے بنا رسے چل" دادا حضرت نے منع کیا۔ وہ تھیں دشمن کہیں آنے جانے نہ دیتی تھیں۔ میں نے ضد کی تو اماں جان نے خوب مارا۔ اس دن سے میں نے توبہ کی اور کہیں جانے کا نام نہ لیا۔

کنوارپت میں پر ولن کا توڑا تھا۔ ستر واں برس دوا کے کنواہٹ ہی میں گزر اور بڑ جوڑا۔ کپڑا لتا۔ گوٹا کناری۔ گہنا پاتا۔ عطر پھلیل۔ کاجل مسّی۔ چوڑی مہندی۔ اللہ کی دی سب نعمتیں تھیں تو کنوارپت ہی میں۔ لیکن ایک بڑی مصیبت تھی کہ بن بیاہی لڑکیاں جو سب حرام اس شہر کی ریت ہی نرالی تھی۔ اور بیاہ سلڑکیوں کو راس نہ تھا۔ دوا کا بیاہ ہوا۔ تو بلی آئی غدر پڑا۔ شہر تباہ ہوا۔ تیجر بھاگے۔ وہ اجڑا۔ تو پھر اودھ پلٹی۔ دوز پر آبادسے دریا انما پٹھت پہنچی وہاں لوٹ کھسوٹ سے ڈرماری پانی پت کی طرف نکل گئی۔ غرض یونہی خوار و خستہ ویران تیران پڑی پھری اور نالا گیری کے جھگڑے میں پڑ گئی۔ میں جب اس کے رنڈاوے اور دکھڑے سنتی تو روتی اور دل ہی دل میں کہتی نہ کنوارپت سے نکلتی نہ یہ بپت پڑتی۔ دوئی صدقہ دوگر ایک نگوڑی کنگھی چوٹی۔ مانگ پٹی۔ بنا سورنا۔ پہنا اوڑھنا۔ نہیں نہ سہی۔ دل کو تو تھا بہن۔ اپنے بجائی تو تھی اللہ کے نار۔ ذرا صبر سے پتا مارے بیٹھی رہتی۔ کچھ دن کی بات تھی۔ یہ قید دال بھی نہ رہتی۔

لڑکوں کی حکومت پہونچتی۔ کرسٹانوں کا عمل دخل ہوتا۔ بھائی بند۔ کچھے شتر کا کوئی ولایت ہو آتا۔ ساری پابندیاں جیٹیوں پر سے اٹھ جاتیں۔ دن عید رات شبرات۔ خوب بیفکری سے گل چھرّے اڑاتیں۔ وہ ایسے مزے میں ذکر کرتی تھیں۔ کہ میں اس کے کنوارپت کو اپنی دلی پیاری سے بھی اچھا سمجھنے لگی۔ ہم بہنوں کے کئی جگہ سے پیام آئے۔ نانی حضرت نے گڑے مردے اکھاڑے حسب نسب میں عیب نکالے۔ بادا جان نے انکار کیا۔ بات گئی گزری ہوئی۔ میرا مٹھا برس تھا اور میں پہلوٹی کی تھی اکثر پرانی مامائیں اصیلیں کہتی تھیں کہ سرکار کنوار کوٹ چڑھا میں جی ہی جی میں خوش ہوتی اللہ اتنا دے کہ بادا جان جلدی سے چنوائیں اور ایسی آبادانی ہو اور ہر طرح چیزیں مہیا ہو جائیں کہ دوا کے کنوارپت کو مات کردیں اب میں جاں تیوں انجانتیوں دونوں کے سامنے ہاتھ پکارتے کہتی ہوں خدا ہمرا او اعدشا ہوبے کہ دوا ہی کا کنوارپت بھلا۔ میرا ابھی کنوارپت عیش منزل شاد نگر تھا غلطی سے لوگ کنواری کہتے تھے میں تو راج کماری تھی۔ یاں کا نار ترنگا کا ٹھاگزی پہ سے سن پٹ کے سینو شار۔ یاں کے روکھے سوکھے پہ سے پانی پت کی ملائی صدقے۔ یاں کی سادگی پہ سے اندر پت کی پرانی شان وشوکت قربان اور یہاں کے گدڑوں پہ سے بنارس کے زربفت اور کمخواب۔ یہاں کے ایک پیسے میں جو برکت خصم کے پانسو میں وہ بات نہیں۔ یہ بلے آہ ہے۔ شوہر چاہتا ہے۔ دموں دیوانہ عاشق زار ہے۔ مورے ہیتا ہے۔ پھوٹی تقدیر یہ اور بھی مصیبت۔ جتنا چاہے اتنا ہی برا سدا کی پابندی عمر قید کریں نانی بھریں نواسی۔ نانی جوا کی کری بلگاہم ہم بھگت بہتے۔ اللہ میاں کا ترق امین قاضی آیا، میرے کنوارپت کی ضبطی ہوئی۔ دول در دفعہ مقرر ہوا۔ چاہے کتنی بھی آزادی دے۔ قید تو قید ہی ہے مشقت مزا جدا اری ہمیشہ کو مزاج کی ٹٹول میں رہو۔ اپنوں کو جا خدمت کی۔ دعائی بیاہ ہو۔ ایسے ایمان کو سلام جس کے بعد انسان پشیمان ہو ہو کے لڈو کیوں کھائے اور پچھتائے۔ لوا..... ! تیری محبت کے صلے میں میں دعا دیتی ہوں" بنو تیرا کدھی بیاہ نہ ہو یہ سن کے تیری پیاری مجھے بھوگ سنائیں گے۔ میری دعا کو بددعا سمجھیں گے میں تجربے کی کہتی ہوں چاہنے والا میاں شکی بدگمان بے مرضی کی شادی دو کولھو کی کہ عمر قید ہے۔ بھولپس سے برا مانیں گے اور اسے سراب جانیں گے۔ میں تو تیری بھلے کو کہتی ہوں کہ اے کنول نین کنیا تو سدا کنواری رہے۔ تیرے دل کا ارمان اندر کے گندھربوں سے سنجوگ ہوکے نکلے۔ تو میرے لئے دعا کیا دوستی کا

حق ادا اگر شادی ہوئی طیر۔ لیکن بانجو بنو ٹھی کی گرہ کھل جائے (نگار)

میاں بیوی میں نااتفاقی

بعض اوقات زوجین کی باہمی شکر رنجی اتنی طوالت اختیار کر تی ہے کہ خانہ بربادی کی شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق جدید اور زیادہ روشن خیال طبقہ عموماً یہ رائے رکھتا ہے کہ چونکہ ہمارے خاندانوں میں شادی کے معاملہ میں لڑکے اور لڑکی کی رائے کو مطلق دخل نہیں ہوتا۔ اور ان سے استمزاج نہیں کیا جاتا اس لئے یہ نوبت پہونچتی ہے۔ لیکن یہ رائے صحت اور واقعیت سے بہت دور ہے کیونکہ زیادہ تر خاندانوں میں زوجین میں کوئی رنجش نہیں ہوتی اور دونوں اتحاد و محبت کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی دیکھنا چاہئے کہ جہاں لڑکے اور لڑکیاں شادی کے معاملہ میں کامل طور پر آزاد ہیں اور قطعی طور پر اپنی رائے اور مرضی سے شادیاں ہوتی ہیں وہاں زوجین میں کس نسبت سے ناراضی اور نااتفاقی کے واقعات رونما ہوتے ہیں یہ واقعات اس کلیہ کے متعلق رائے قایم کرنے میں یقیناً بڑے مددگار ہو سکتے ہیں۔ یورپ میں باوجودیکہ طلاق کی انتہائی سختی ہے۔ مگر مقدمات طلاق کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہے۔ لندن میں بمقابلہ ۱۹۱۴ء کے ۱۹۲۱ء میں چوگنا اضافہ ہو گیا ہے۔ جنوری و فروری ۱۹۲۱ء میں ۲۴۵۹ مقدمات دائر تھے اور یہ میں ایک لاکھ سے زیادہ سالانہ کا اوسط ہے۔ صرف ایک شہر میں دو سال کے عرصہ میں ۶۵۰۰ مقدمات طلاق پیش ہوئے۔ ان مقدمات کی نوعیت اور کثرت نے قابل جج کے دماغ کو پریشان کر دیا اور با آرام کے خاطر رخصت لینی پڑی۔ امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ میں ۳ ہزار کے قریب عدالتیں ان ہی مقدمات کے فیصلوں کے لئے مخصوص ہیں۔ جس قدر درخواست ہائے طلاق پیش ہوتی ہیں ان میں ۸۰ فیصدی درخواستیں عورتوں کی جانب سے ہوتی ہیں۔ طلاق کے علاوہ قانونی علیحدگیاں بھی ہوتی ہیں جنکی لاکھوں کی تعداد ہوتی ہے ہمارے سامنے ایسی صدہا مثالیں موجود ہیں کہ نوجوان مرد یا عورت مختلف ترغیب و تحریص سے یا غلط فہمی سے شادی کر لیتے ہیں مگر بعد میں یہ شادی ناخوشگوار ثابت ہوتی ہے"

حقیقت یہ ہے کہ عورت کا تھوڑا سا تحمل مشکلات کے طوفانی سمندر سے کشتی حیات نہایت آسانی کے ساتھ ساحل مراد تک پہونچا دیتا ہے۔

عورت کے وقار کی جگہ ہمیشہ اس کے شوہر کا گھر ہے۔ اگر شوہر سے رنجش ہو جاوے اور میکا میں جا کر رہے تو خواہ اس کے ساتھ تمام دنیا ہمدردی کرے، اس کو ہر قسم کی راحت نصیب ہو، وہ اپنی جائداد سے اپنے اخراجات پورے کرے عزیز و اقارب اس کی مدد کریں لیکن وہ عزت جو اس نان جویں سے ہوتی ہے جس کو وہ منزل شوہر ہی میں کماتی ہے اور وہ سکون جو اختلاف باہمی کی حالت میں بھی اپنے گھر رہتا ہے اور کہیں میسر نہیں ہے۔

پھر اگر وہ اپنی زندگی کو ہر قسم کی تقریبات مسرت سے محروم کرلے، وہ رابعہ بصری کی زندگی کا نمونہ بن جائے، وہ راہبانہ زندگی اختیار کرلے۔ لیکن لوگوں کے شبہات سے نجات نہیں پا سکتی۔ زوجین کی شکر رنجی کے اسباب میں بہت زیادہ حصہ خارجی اثرات کا بھی ہوتا ہے، اس میں شبہ نہیں کہ بعض اوقات شوہر کی بداخلاقی اور آوارہ منشی بھی ایک سبب ہوتی ہے مگر عورت کی نیکی عقلمندی اور تحمل سے یہ اسباب مٹ جاتے ہیں لیکن جو اسباب کہ خود عورت پیدا کرتی ہے وہ بہت قوی ہوتے ہیں۔

شوہر کے لوازم اور آرام و راحت سے بے پروائی: فضول خرچی، ضد، سخت کلامی ساس، نندوں سے کد اور حسد، میکے کا غرور، سسرال کی حقارت اپنے اعزا کا خیال میکے والوں پر شوہر کی کمائی کا صرف نااتفاقی کے ایسے اسباب ہیں جن کو کوئی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ (ظل السلطان)

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(از جناب سید نواب علی صاحب پروفیسر)

خدا کے محبوب کی حبیبہ ترا ہے پیارا لقب حمیرا — وہ حسن صورت وہ نور معنی جہاں میں تجھ سا نہ کوئی پایا

گواہ عصمت ہے رب اکبر یہ سورۂ نور سے ہے ظاہر — کیا ہے تطہیر نے مطہر خطاب "طیبات" پایا

مثال آئینہ صاف سینہ۔ علوم دیں کا تھا ایک گنجینہ — رموز و اسرار کی امینہ، بڑا ہے پایہ بلند تیرا تیرا

یہ رنگ لائی تری محبت نبیؐ کی ہوگی جلیس جنت — ہے مغفرت کی تجھے بشارت ہے تو نے رزق کریم پایا

وہ اجتہادی خطا کا قصہ جمل کا ناگفتہ قضیہ — جو چشم باطن سے ہم نے دیکھا پسند تیری کمال کا تھا

نہ لوم لائم کا کچھ خطر تھا نہ سر میں دانۂ مال و زر تھا — یہ حب للہ کا اثر تھا، کہ تھی نہ دنیا کی تجھ کو پروا

ترا تفقہ ترا تبحر ہے جس کا مشکل بہت تصور — حسود کو اسکا ہے تحسر عنود کو ہے ملال و سودا

نہ تھی جو اولاد تیری کوئی کہ جس سے ہوتی تھی سرخروئی — تو حق نے دلجوئی تیری ایسی کی، لقب ام مومنین کا

خموش نواب اب کہ کیونکر ہو وصف محبوبۂ پیمبر — خدا اور اسکا رسولؐ بہتر ہے جانتا اور مدح کرتا

(معارف)

بچوں کو ڈرانا

(از جناب آصفہ خاتون صاحبہ)

بھولکر بھی بچوں کو ڈراؤنے قصے کہانیاں نہ سنانی چاہئیں۔ کیونکہ ان کے ننھے دل اور نازک دماغ میں وہ کہانیاں پتھر کی لکیر ہو جاتی ہیں۔ اور مٹائے نہیں مٹتیں بچوں کے سامنے بھولکر بھی کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے وہ ڈر جائیں۔ اور نہ بچوں کو کبھی ویسی کتابیں پڑھنے کو دینی چاہئیں جیسیں ڈراؤنی کہانیاں اور خوفناک قصے ہوں بچپن میں تو خیر ڈرپوک ہونا کچھ زیادہ نقصان دہ نہیں ہوتا۔ مگر بڑے ہو کر کم ہمت اور بزدل آدمی ملک و قوم کے لئے باعث ننگ ہوتے ہیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے۔ ان کے ننھے دل و دماغ کو شجاعت و بہادری کے کارنامے سنا سنا کر بھر دینا چاہئے۔ تاکہ بڑے ہو کر وہ دل گردے کے جوان مرد ہوں۔ (تہذیب)

بیگناہ گنہگار

(۱)

حاجی سعید الدین اور منشی رشید الدین دو حقیقی بھائی تھے اور شہر . . . میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ حاجی سعید الدین کو خدا نے دو بیٹے دیئے تھے اور منشی رشید الدین کو دو بیٹیاں۔ چونکہ اس خاندان میں شادی بیاہ زیادہ تر آپس ہی میں ہوتا ہے اس لئے دونوں بھائیوں کی اولاد پیدا ہوتے ہی ایک دوسرے سے منسوب ہوگئی حاجی سعید الدین بہت روشن خیال تھے اور اگرچہ انکی آمدنی خرچ سے زیادہ نہ تھی لیکن اُنہوں نے بیٹوں کو باقاعدہ انگریزی تعلیم دلوائی اور اپنے شہر سے دونوں نے انٹرینس کا امتحان پاس کر لیا حاجی صاحب کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائیں لیکن عمر نے وفا نہ کی اور حاجی صاحب کے بعد ان دونوں کو فکر معاش میں مبتلا ہو جانا پڑا۔ حاجی صاحب کے بڑے صاحبزادے وحید الدین کو دہلی میں اور اُن کے چھوٹے بھائی حمید الدین کو بمبئی میں نوکریاں ملیں۔ دونوں بیٹوں کے پردیس میں چلے جانے سے حاجی صاحب مرحوم کی بیوی کو سخت تکلیف ہوئی لیکن غنیمت یہ تھا کہ حاجی صاحب اور اُن کے بھائی منشی رشید الدین کے مکانوں میں دیوار درمیانی تھی اور نہ صرف اس درمیانی دیوار میں آمد و رفت کے لئے ایک چھوٹا دروازہ تھا بلکہ دونوں مکانوں کے بالا خانوں میں بھی آمد و رفت کا راستہ تھا۔ اور اس لئے ہر وقت امداد باہمی کا موقع حاصل تھا منشی رشید الدین کی بیوی بہت بد مزاج نہیں تاہم اس خیال سے کہ انکی دونوں لڑکیاں منسوب ہو چکی تھیں وہ حاجی صاحب کی بیوی کا بہت لحاظ کرتی تھیں اور ہر وقت اُن کی ضرورتوں کی خبر رکھتی تھیں۔

(۲)

وحید الدین کی تنخواہ صرف پچیس روپئے ماہوار تھی جس میں سے پندرہ روپئے خود اُن کے صرف میں آجاتے تھے اور دس روپئے وہ بمشکل بچا سکتے تھے۔ حمید الدین کی تنخواہ چالیس روپئے تھی لیکن بمبئی میں قیام ہونے کی وجہ سے کچھ پس انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حاجی صاحب کے زمانہ میں گھر کی جو حالت تھی وہ قائم نہ رہ سکی۔ اور ماں کی بیوی کو باہر سے نوکر اور اندر سے خادمہ کو یکلخت موقوف کر دینا پڑا۔ اِن واقعات سے منشی رشید الدین کی بیوی بہت متاثر ہوئیں اور اُن کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اُن کی لڑکیاں اس گھر میں افلاس کی وجہ سے آرام و اطمینان کے ساتھ نہ رہ سکیں گی۔ چنانچہ اُنہوں نے خاندان کی دو تین عورتوں کے سامنے اپنا یہ خیال ظاہر بھی کیا جس کے ساتھ ہی کئی جگہ سے لڑکیوں کے پیام آنے لگے۔ منشی رشید الدین کی لڑکیاں خصوصیت کے ساتھ خوبصورت۔ خوش سلیقہ اور تعلیم یافتہ تھیں اور ان خوبیوں کی بنا پر خاندان میں ہر شخص اُن کا خواہاں تھا۔ خصوصاً وہ حاجی صاحب کی بیوی کو بہت عزیز تھیں اور وہ اُنہیں اپنی بہو بنتی

اور کس مپرسی کے احساس سے سخت رنج ہوا۔ اُنہیں معلوم تھا کہ وحید الدین اس رشتہ کا دل سے متمنی تھا۔ اور تو کچھ نہ ہو سکا انہوں نے منشی رشید الدین کو بلا کر یہ تمام واقعات بیان کئے اور اُن کے سامنے زار زار رونا شروع کیا۔ منشی صاحب کو ان حالات سے کچھ زیادہ آگاہی نہ تھی اور جس قدر آگاہی تھی وہ اُسے کچھ اہمیت نہیں دیتے تھے۔ تاہم اُنہوں نے اپنی بھاوج کو تسلی دی اور اُن کے عزیز اطمینان کے لئے کہا کہ تم لڑکوں کو بلا لو میں اُن کا نکاح پڑھوائے دیتا ہوں پھر جب تم کو خدا دے اور تمہاری مالی حالت درست ہو جائے اُس وقت رخصت کا انتظام کر دیا جائے گا۔

(۳)

وحید الدین، حمید الدین قدسیہ اور سرمدی۔ ایک ساتھ کھیلے کودے۔ ایک ساتھ پلے بڑھے اور اس لئے اُن کا باہم مانوس ہونا ایک قدرتی بات تھی۔ چونکہ اُنکی بات چیت ہو چکی تھی اس لئے دسویں گیارہویں سال اُن کا پردہ کرا دیا گیا اور رفتہ رفتہ اس قدر اہتمام کیا گیا کہ ایک کے لئے دوسرے کا دیکھنا محال تھا۔ سن شعور کو پہنچ کر حیا پرور لڑکیاں جب اپنی حالت سے آگاہ ہوئیں تو اُنہیں خود بھی اپنی پردہ پوشی کا خیال رہنے لگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی شوق کی گدگدی بھی اُنہیں اپنے دلوں میں محسوس ہوتی تھی خاصکر وحید الدین اور قدسیہ جو اپنے چھوٹے بھائی بہن کی نسبت زیادہ عرصہ تک ایک ساتھ رہنے کی بنا پر ایک دوسرے سے بہت زیادہ مانوس ہو چکے تھے ذوق و شوق میں شادی کے دن گن رہے تھے۔ چنانچہ وحید الدین کو جب اپنی والدہ کا خط ملا جسمیں نکاح کے لئے جلد سے جلد آنیکی تاکید کیگئی تھی تو وہ پہروں استعجاب و مسرت میں محو رہا۔ المختصر دونوں بھائی ایک ہفتہ کے عرصہ میں وطن پہونچ گئے۔ اُن کی والدہ نے ضروری انتظام سے پہلے ہی فراغت حاصل کر رکھی تھی۔ منشی رشید الدین کی بیوی بھی بڑی رد و قدح کے بعد شوہر کے اصرار پر رضا مند ہو چکی تھیں اور لڑکیوں کے نکاح کا انتظام کر چکی تھیں۔ جمعہ کے دن نماز عصر کے وقت خیر و خوبی کے ساتھ دونوں بھائیوں کا نکاح ہو گیا اور وہ دو تین دن تک مکان پر رہ کر اپنی اپنی نوکریوں پر روانہ ہو گئے نکاح کی تقریب دونوں بھائیوں کے لئے بہت مبارک ثابت ہوئی اور ابھی اس واقعہ پر ایک سہ ماہی نہ گزری تھی کہ وحید الدین ایک دم پچاس روپے کی جگہ پر ترقی پا گئے اور حمید الدین کی تنخواہ سو روپئے ہو گئی۔ عسرت کے بعد اس فارغ البالی کا خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ خرچ جس حد تک کم ہو گیا تھا اُس حد سے آگے نہیں بڑھا اور وحید الدین کی عاقبت اندیش والدہ کو بیٹوں کی بہبود کے لئے روپیہ پس انداز کرنے کا اچھا موقع مل گیا۔

(۴)

خدا کی شان دیکھئے کہ یہ تقریب جس قدر ان دونوں بھائیوں کے لئے مبارک ثابت ہوئی اُسی قدر منشی رشید الدین کے لئے باعث مشکلات۔ اُن کی مالی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی۔ اُن کا کاروبار یہ تھا کہ فصل کی چیزیں اچھے وقت

خرید کر گرانی کے زمانہ میں فروخت کرتے تھے۔ چار پانچ ہزار کی رقم اس کاروبار میں لگی ہوئی تھی اور اس الٹ پھیر میں اُنہیں دو سوا سو روپئے ماہوار کی بچت ہو جاتی تھی۔ اتنی آمدنی اُن کی ضروریات کے لئے بالکل کافی تھی اور وہ اطمینان کیساتھ اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ اتفاق سے انہوں نے جو چیزیں خریدکیں اُن میں فائدہ کی جگہ اس قدر نقصان ہوا کہ ایک معتد بہ رقم اصل میں سے بھی ضائع ہوگئی۔ اگلے سال اس احتمال سے کہ شاید پھر اشیا کے نرخ میں کمی و بیشی ہو جائے اُنہوں نے اپنا کاروبار ملتوی کر دیا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اُنہیں اپنے سرمایہ میں سے روزمرہ کے لئے کافی رقم نکالنی پڑی۔ منشی رشید الدین کی بیوی کا خیال تھا کہ اُنکی ساری کا سبب الہالی لڑکیوں کی قسمت سے تھی اور اس لئے اُن کا نکاح ہو جانے کے بعد ہی اُنہیں افلاس نے گھیر لیا ہے۔ اس خیال کی تائید بھی موجود تھی کیونکہ اس تقریب کے بعد ہی وحید الدین اور حمید الدین کے گھر میں مرفہ الحالی کی روشنی پھیل گئی تھی۔ نکاح پر ایک سال گزر گیا اور اس اثنا میں تقریباً ہزار روپے کی رقم وحید الدین کی والدہ کے پاس جمع ہو گئی۔ اب وہ اس فکر میں تھیں کہ بیٹوں کی شادی سے سبکدوشی حاصل کر یں لیکن منشی رشید الدین کی مالی حالت اچھی نہ ہونے سے رخصت کا معاملہ جلد طے ہو جانا آسان نہ تھا اسی اثنا میں وحید الدین علیل ہوگئے اور دو ماہ تک دہلی میں زیر علاج رہ کر جب فائدہ کی کوئی صورت نہ دیکھی تو اپنے گھر کو چلے آئے۔ وحید الدین کی علالت سے نہ صرف اُن کی والدہ غمگین و متفکر تھیں بلکہ تمام کنبہ رنجیدہ تھا۔ اُن کی عیادت کے لئے ہر وقت لوگ مجتمع رہتے تھے۔ منشی رشید الدین کی بیوی تو تقریباً تمام دن مریض کے پاس بیٹھی رہتی تھیں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اُنہیں چھوٹے بھتیجے کی نسبت بڑے بھتیجے سے بہت زیادہ محبت تھی۔

(۵)

وحید الدین کے دوران علالت میں جو عیادتیں کی گئیں اُن میں سب سے زیادہ دلچسپ اور مریض کے لئے نسخۂ اکسیر کی حیثیت رکھنے والی جو شے تھی وہ اُن کی منسوبہ قدسیہ بیگم کا ایک مختصر رقعہ تھا۔ افسوس یہ رقعہ تو مرور ایام کی وجہ سے کھو گیا لیکن اُس کے الفاظ جو خود وحید الدین صاحب نے بیان کئے ہیں القاب و آداب چھوڑ کر حسب ذیل ہیں۔

”آپ کی علالت سے اس قدر رنج و فکر ہے کہ لکھ نہیں سکتی۔ خدا ہی خوب جانتا ہے۔ اپنی بے بسی پر کیسا افسوس ہوتا ہے کہ آپ کے دشمن بیمار ہیں اور میں دل کی ہزار خواہشوں کے باوجود کوئی خدمت بجا نہیں لاسکتی۔ آنکھیں آپ کی دیدار کو ترستی ہیں۔ جبر اور صبر سے کام لے رہی ہوں ورنہ جی تو یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہوں۔“

محبت سے لبریز اس مختصر تحریر کو پڑھکر وحید الدین کے بیمار دل و دماغ میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ اُنہوں نے کئی سال سے قدسیہ کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک ایسے شخص کو نہ دیکھنا جس کے تصور سے زندگی کا کوئی لمحہ خالی نہ ہو دل میں جس قدر اشتیاق پیدا کرے وہ کم ہے۔ وحید الدین کو یہ تو معلوم تھا کہ قدسیہ کو اُن کا خیال ہے لیکن اس بات سے وہ آگاہ نہ تھے کہ یہ خیال اس قدر ترقی کر گیا ہے۔ بہرحال اس خط کے آتے ہی وحید الدین کو بھرے گھر میں تنہائی کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ شوق نے ایک پروگرام دماغ میں تجویز کیا اور وحید الدین نے اپنی والدہ سے خواہش کی کہ اب وہ بالاخانے پر رہینگے تاکہ لطیف ہوا اور کھلی ہوئی فضا سے اُن کی صحت پر اچھا اثر پڑے۔ وحید الدین کی یہ خواہش بالکل بے لوث اور معصومانہ معلوم ہوتی تھی اس لئے اُسی دن بالاخانہ پر اُن کے قیام کا انتظام کر دیا گیا لیکن اس خلوت سے پہلی پہل جو کام لیا گیا وہ قدسیہ کے نامۂ محبت کا جواب تھا اور اس کے بعد رات کے خاموش اور رازدار گھنٹوں میں دونوں کی ملاقاتیں۔

(۶)

چند روز میں وحید الدین بالکل تندرست ہوگئے۔ اُن کی والدہ نے منشی رشید الدین اور ان کی بیوی سے کہا کہ وحید الدین کی اسی رخصت کے سلسلہ میں شادی سے بھی سبکدوشی حاصل ہو جائے تو اچھا ہے۔ لیکن وہ رضامند نہیں ہوئے اور انہوں نے کہا کہ جب تک ہماری مالی حالت درست نہ ہوگی اُسوقت تک ہم لڑکیوں کو رخصت نہیں کرینگے۔ چنانچہ وحید الدین اپنی ملازمت پر دہلی چلے آئے اور بدستور کام کرنے لگے۔ ان واقعات پر پورے پانچ ماہ گزر گئے اور اس اثنا میں کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہیں آیا۔ ایک دن وحید الدین دفتر میں بیٹھا ہوا تھا کہ چٹھی رساں نے اُسے ایک بیرنگ خط دیا۔ رسم الخط نے پہلے تو اُسے محو حیرت رکھا لیکن پھر اُس نے پہچان لیا اور چٹھی رساں کو محصول دے کر لفافہ کھولا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

”قدسیہ آپ پر فدا، کچھ آپ کو خبر ہے کہ میں کس حالت میں ہوں۔ آہ غضب ہوگیا۔ جس بات سے میں ڈرتی تھی وہ ہو کر رہی۔ اس سے زیادہ لکھ نہیں سکتی۔ یہاں آکر فوراً رخصت کا انتظام کرو۔ ورنہ میں کچھ کھا کر سو رہونگی۔ افسوس“

خط پڑھکر وحید الدین کو معلوم ہوا کہ دل و دماغ پر بجلیاں گر رہی ہیں زمین پیروں کے نیچے سے نکلی جا رہی ہے ”جس بات سے میں ڈرتی تھی وہ ہو کر رہی“ اس فقرہ کا مطلب یہ تھا کہ ناعاقبت اندیشانہ مسرتیں ایک رنج مجسم بنکر سامنے آنے والی ہیں اور معصوم قدسیہ عنقریب ایک بچہ کی ماں بننے والی ہے۔ وحید الدین کا دل اس خیال سے تو مطمئن تھا کہ اُس نے مذہب کا کوئی گناہ نہیں کیا ہے لیکن عرف اور سوسائٹی کی نگاہ میں وہ ایک سیاہ کار مجرم تھا اور کسی کے امکان میں نہ تھا کہ اُسے اور اُس کی منکوحہ بیوی کو طعن و تشنیع کے تیروں سے بچا سکے۔

---

(۷)

اب وحید الدین کے لئے اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی کہ وہ چھٹی لے کر مکان کو جاتے اور جس طرح ممکن ہوتا اس امر کی کوشش کرتے کہ رخصت عروس کی تقریب جلد سے جلد انجام دی جائے اگرچہ یہ بات بہت دشوار تھی کیونکہ منشی رشید الدین کی مالی حالت روز بروز سقیم ہوتی جاتی تھی - اور امید نہ تھی کہ ایسی حالت میں وہ لڑکیوں کی رخصت کے لئے آمادہ ہو سکیں گے - وحید الدین کا دماغ بالکل بیکار ہو گیا تھا کیونکہ اس تدبیر کے سوا کوئی ایسی صورت امکان میں نہ تھی جو ذلت و رسوائی اور ہمیشہ کی بدنامی سے خالی ہوتی۔ ایک طرف تو وہ اپنی ناعاقبت اندیشی، ہوس پرستی اور حیلہ بازی پر لعنت کر رہے تھے اور دوسری طرف اپنے چچا کے اس درجہ پابند رسوم ہونے پر اُن کا دل مشتعل تھا - کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ اگر رسوم بیجا کی پابندیاں نہ ہوتیں اور شرع و مذہب کے مقابلہ میں اہل دنیا کی چہ میگوئیوں کا خیال نہ کیا جاتا تو آج یہ دن نصیب نہ ہوتا - تفکرات نے اُن کی قوت فیصلہ بیکار کر رکھی تھی بالآخر کئی روز کے دوران سر کے بعد اُن کا یہ خیال پختہ ہو گیا کہ چھٹی لے کر گھر جانا چاہیئے اور شادی کے معاملہ میں عجلت کرنی چاہیئے - چونکہ اس کوشش کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں کی جا سکتی تھی اس لئے وحید الدین نے بڑی جد و جہد کے ساتھ ایک ماہ کی بلا تنخواہ رخصت حاصل کی اور گھر کو روانہ ہو گئے - اس اچانک آمد سے اُن کی والدہ اور منشی رشید الدین وغیرہ کو تعجب بھی ہوا لیکن انہوں نے مؤثر اور دلنشین بہانوں سے انہیں خاموش کر دیا - وحید الدین گھر تو پہنچ گئے لیکن معاملہ ایسا نازک تھا کہ وہ کھلم کھلا اور دو بدو نہ اپنی والدہ سے کچھ کہہ سکتے تھے اور نہ اپنے چچا یا چچی کے روبرو حرف مطلب زبان پر لا سکتے تھے - اسی غور و فکر میں کہ کیا کرنا چاہیئے ایک ہفتہ گزر گیا اور وحید الدین کا خون خشک ہونے لگا کیونکہ ایک طرف تو اُسے مزید رخصت کا ملنا محال تھا اور دوسری طرف ہر آئندہ لمحہ قدسیہ کے لئے خود کشی کا پیام تھا جس سے پہلے وحید الدین اپنی زندگی ختم کر دینے کے لئے تیار تھے - الغرض ایک ہفتہ اسطرح رائگاں جانے کے بعد وحید الدین نے دیوانہ وار کوشش کا سلسلہ شروع کیا - کنبہ کی جن عورتوں سے وہ اپنا معاملہ ظاہر کر سکتے تھے اور جن لوگوں کو اس مقصد سے منشی رشید الدین کے پاس بھیج سکتے تھے انہیں ہزار منتوں کے ساتھ آمادہ کیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ جہیز وغیرہ کا کوئی انتظام نہ کریں اور بالکل شرعی طریقہ پر لڑکیوں کو رخصت کر دیں -

(۸)

جب منشی رشید الدین اور اُن کی بیوی کسی طرح رضامند نہ ہوئیں تو بالآخر وحید الدین نے خود کشی کی دھمکی دی اور سخت کشمکش کے بعد رخصت کا انتظام ہوا - اور اس طرح دو جانیں خود کشی سے محفوظ رہیں - کیونکہ وحید الدین اپنی جان تلف کرنے پر بالکل آمادہ تھے اور اُن کے بعد قدسیہ کی زندگی بھی محال تھی - شادی کے دوسرے دن وحید الدین کی رخصت ختم ہو جانے والی تھی اس لئے وہ رات کی ٹرین سے دہلی روانہ ہو گئے - انہیں کام کرتے ہوئے ایک ماہ کا عرصہ گزرا تھا کہ قدسیہ کا ایک دردناک خط پھر موصول ہوا - اس خط میں لکھا تھا کہ اب اخفائے راز ناممکن ہے - علامتیں اس قدر واضح ہو رہی ہیں کہ اُن کا چھپانا دشوار ہے - اگر امروز فردا میں آپ مجھے اپنے ہمراہ نہ لے گئے تو تمام کوششیں رائگاں ثابت ہونگی " وحید الدین یہ پڑھ کر رنج و فکر کے سمندر میں غرق ہو گئے - اب ایک دن کی رخصت ملنی بھی محال تھی - آخر انہوں نے حمید الدین کو لکھا کہ تم جب بمبئی کا قصد کرو تو دہلی ہو کر جاؤ اور اپنی بھاوج کو پہونچا دو - منشی رشید الدین کی بیوی رضامند نہ تھیں کہ لڑکی کو اس قدر جلد اور پھر تنہا پردیس میں بھیجدیں لیکن وحید الدین کی ضدی طبیعت سے وہ واقف تھیں خط کا مضمون سُنکر خاموش ہو رہیں اور ناچار حمید الدین کے ساتھ لڑکی کو رخصت کر دینا پڑا - وحید الدین کشمیری دروازہ میں رہتے تھے لیکن اب انہوں نے فراش خانہ میں ایک مکان کرایہ پر لیا اور اُسکے متعلق کسی واقفکار سے کچھ تذکرہ نہیں کیا - وحید الدین کے دوستوں کو معلوم تھا کہ اُن کی شادی کب ہوئی ہے اور اس لئے اندیشہ تھا کہ آئندہ واقعات اُن کو وطن کی طرح دہلی میں بھی ذلت و رسوائی کا باعث ہونگے - چنانچہ حمید الدین کو اسٹیشن سے ہمراہ لے کر وحید الدین نے اس نئے مکان میں اُتارا - حمید الدین اُسی دن بمبئی چلے گئے - وحید الدین اور اُن کی نوعمر بیوی بے چینی کے ساتھ ایک یقینی دن کا انتظار کرنے لگے اور انہوں نے اپنے آپ کو ایک ایسی زندگی کے لئے آمادہ کیا جسکی انہیں عادت نہ تھی -

(۹)

درحقیقت وحید الدین کی زندگی میں یہ نہایت تکلیف دہ زمانہ تھا اور قدسیہ کے لئے اس سے بھی کچھ زیادہ - وحید الدین تو دس بجے سے چار بجے تک دفتر میں رہتے تھے اور قدسیہ تمام دن کمرہ میں بند رہتی تھی اور حوائج ضروری کے لئے بھی باہر نہیں نکلتی تھی - بالآخر دو پونے دو ماہ کے بعد تکالیف کی انتہا ہوئی اور خدا نے ایک خوبصورت بچہ اِن مضطرب الحال ماں باپ کو عطا کیا - جس دن ولادت کا واقعہ پیش آیا اُس دن وحید الدین کو سخت ضرورت تھی کہ ایک بوڑھی عورت زچہ کے پاس موجود رہنے کے لئے مل جائے - اگر وہ دوستوں سے تذکرہ کرتے تو یہ بات کچھ مشکل نہ تھی لیکن اِس معاملہ کو ہر شخص سے مخفی رکھنا تھا - قدسیہ تنہائی کی وجہ سے ہر وقت مکان میں بند پڑی رہتی تھی ورنہ اِس محلہ میں بھی شناسائی پیدا ہو جاتی - بہرحال بڑی کوشش کے ساتھ پڑوس میں ایک بوڑھی عورت ملی جو ایک ہفتہ قبل آکر رہی تھی - یہ ایک آیا تھی اور پنجاب کی رہنے والی تھی - وحید الدین اور قدسیہ نے اِس کو بہت غنیمت سمجھا - یہ بوڑھی آیا [illegible] تمام دن قدسیہ کے پاس بیٹھی رہتی تھی - اگر یہ آیا نہ ہوتی تو [illegible] بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا - وحید الدین کا خیال تھا کہ چار [illegible] بچہ کی ولادت کا اعلان کرینگے اور اُسوقت اگرچہ اُسکی عمر چار ماہ ہوگی لیکن ایک ماہ ظاہر کی جائے گی اور اسطرح اس عرفی اور اخلاقی گناہ پر پردہ پڑا رہیگا - لیکن تدبیر و تقدیر میں کچھ ایسی لاگ ہے کہ انسان سوچتا کیا ہے اور ہوتا کیا ہے - بچہ

ابھی سات ہی دن کا تھا کہ وحید الدین کو وطن سے ایک تار موصول ہوا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ تمہاری چچی سخت بیمار ہیں تم معہ اپنی بیوی کے جلد آؤ۔ تار پڑھ کر وحید الدین اور قدسیہ پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا۔ سات دن کا بچہ اور سات دن کی زچہ۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ دونوں میاں بیوی پہروں سوچتے رہے اور بالآخر ماں کی محبت پر خیال آبرو غالب آیا اور یہ طے پایا کہ جانے کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ وحید الدین نے فوراً تار پر جواب دیا کہ قدسیہ بیگم ایسی علیل ہیں کہ سفر نہیں کر سکتیں۔ لیکن دوسرے دن خود منشی رشید الدین دہلی آپہونچے۔ غنیمت یہ ہے کہ وہ کشمیری دروازہ کے مکان میں اُترے اور وحید الدین کو اس بہانہ کا موقع مل گیا کہ مریضہ اسپتال میں ہے۔

(۱۰)

ان واقعات نے وحید الدین کو سخت مشکل اور سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا تھا وہ حیران تھے کہ کیا کریں۔ اگر معاملات ظاہر کئے دیتے تھے تو سخت بے آبروئی تھی اور اگر مخفی رکھتے تھے تو اخفا کی کوئی صورت نہ تھی۔ منشی رشید الدین کا اصرار تھا کہ جسطرح ممکن ہو قدسیہ کو اُس کی ماں کے پاس پہونچایا جائے کیونکہ اُن کے بچنے کی کوئی اُمید نہیں اور وہ ہر لمحہ اُس کی یاد میں اشکبار رہتی ہیں۔ وحید الدین نے قدسیہ سے مشورہ کیا اور آخرکار یہ تجویز ٹھہری کہ بچہ کو آیا کے حوالے کر دیا جاوے اور قدسیہ وطن کو چلی جائے۔ اگرچہ یہ تجویز قدسیہ کے لئے سخت تکلیف دہ تھی لیکن اُس نے دائمی رسوائی کے مقابلہ میں اپنے عزیز بچہ کو مرگ و زیست کی کشمکش میں چھوڑنا گوارا کیا۔ آیا کسی طرح رضامند نہیں ہوتی تھی لیکن قدسیہ نے اُس کے قدموں پر سر رکھدیا اور اس قدر منتیں کیں کہ اُسے چار ناچار اُسکی درخواست منظور کرنی پڑی۔ وحید الدین نے خشک دودھ کے چار بکس اور ایک دودھ پلانے والی شیشی آیا کو لادی اور دس روپے نقد بھی دئے اور اُسے اطمینان دلایا کہ آٹھ دس روز سے زیادہ وقت انکی واپسی میں صرف نہیں ہوگا وہ نظارہ بھی کیسا دلدوز تھا جب قدسیہ نے آخری بار اپنے بچہ کو چھاتی سے لگایا اور آنسوؤں کے طوفان کے ساتھ اُسے آیا کے سپرد کیا۔ منشی رشید الدین بیٹی اور داماد کو ہمراہ لیکر وطن واپس ہوئے مگر پہونچکر انہوں نے بیوی کو نزع کی حالت میں پایا۔ اور کچھ دیر بعد وہ جاں بحق تسلیم ہو گئیں۔ وحید الدین کا دل رنج و غم سے چور ہو رہا تھا اُسپر تکان سفر اور پھر گھر پہونچکر خورد و خواب کی مسلسل بے قاعدگی مستزاد ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ وہ پہلے نزلہ و زکام میں اور پھر نمونیا میں مبتلا ہو گئے۔ حالت ایسی نازک ہو گئی تھی کہ زندگی کی مطلق اُمید نہ تھی [illegible] خدا نے اپنا فضل کیا اور ڈیڑھ ماہ کے بعد انہوں نے مرض سے نجات پائی لیکن ضعف اتنا تھا کہ نقل و حرکت دشوار تھی۔ دو ماہ کے عرصہ میں وہ اس قابل ہوئے کہ دہلی کا سفر اختیار کر سکیں لیکن اب قدسیہ کی بیماری آئی۔ رنج و غم کے علاوہ زچہ خانہ کی بے احتیاطیاں اور دودھ کا باقاعدہ اخراج نہ ہونا بلائے جان ہو گیا اور وہ کئی ماہ تک صاحب فراش رہی۔

(۱۱)

قدسیہ کی حالت ایسی نہ تھی کہ وحید الدین سفر کا ارادہ کرتے لیکن تندرست ہوتے ہی وہ فوراً دہلی روانہ ہو گئے تاکہ بدنصیب بچہ کی خبر گیری کریں لیکن دہلی پہونچکر جب یہ معلوم ہوا کہ آیا موجود نہیں تو اُنکا دل پاش پاش ہو گیا۔ بہت تفتیش کی لیکن اس سے زیادہ معلوم نہ ہو سکا کہ آیا پنجاب چلی گئی۔ وحید الدین نے پنجاب کا سفر کیا لوگوں سے تذکرہ کیا اور تفتیش و تحقیق کے جسقدر وسائل ممکن تھے اُنپر عمل کیا لیکن آیا کا سراغ نہ لگنا تھا نہ لگا۔ اس واقعہ سے وحید الدین اور قدسیہ کی زندگی ہمیشہ کیلئے بے لُطف ہو گئی۔ شاید اُنکا غم کچھ کم ہو جاتا لیکن زچہ خانہ کی خرابیوں اور بد احتیاطیوں سے قدسیہ میں کچھ ایسی نسوانی خرابیاں پیدا ہو گئیں تھیں کہ پھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ حمید الدین کے ہاں کئی اولادیں پیدا ہوئیں لیکن ایک لڑکی کے سوا کوئی زندہ نہ بچا۔ ان واقعات پر بیس سال گزر چکے بعد اس خاندان کی حالت میں بالکل انقلاب پیدا ہو گیا منشی رشید الدین اور وحید الدین کی والدہ نے وفات پائی وحید الدین لاولدی کے غم سے ایسے متاثر ہوئے کہ نوکری چھوڑ کر خانہ نشین ہو گئے۔ حمید الدین بمبئی کے جس کارخانہ میں ملازم تھے رفتہ رفتہ ترقی کر کے اُس کے منیجر ہو گئے اور پھر ذاتی کاروبار شروع کر کے بڑی دولت پیدا کی اور بالآخر اپنے وطن میں پانچ لاکھ سے کچھ زیادہ کی جائداد خرید کر آرام و اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے دونوں بھائیوں کی اولاد میں صرف ایک لڑکی تھی اور اس لڑکی کی دلجوئی و دلداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا تھا۔ لڑکی جب جوان ہوئی تو بدقسمتی سے برادری میں کوئی لڑکا میسر نہ آیا اور حمید الدین نے مجبور ہو کر برادری سے باہر اُسکی شادی کا انتظام کیا اور ایک لاکھ روپے کا جہیز اُس کے لئے تیار کیا۔ ان واقعات سے قدسیہ کے دل پر رنج و غم کے بادل چھا گئے تھے اور کسی وقت اُسکی آنکھوں سے آنسو نہیں تھمتے تھے۔ وہ اپنے دل میں ہمیشہ یہ سوچتی تھی کہ اگر اُسکا بچہ زندہ ہوتا تو آج یہ دولت ایک غیر گھر میں نہ جاتی۔

(۱۲)

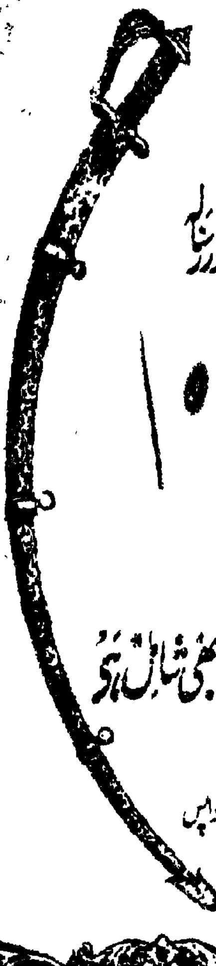
شادی سے ایک دن پہلے جب جہیز ترتیب کیساتھ رکھا گیا اور عزیز و اقارب کو دکھایا گیا تو قدسیہ اپنے اندوہناک جذبات پر قابو نہ پا سکی اور یکایک غش کھا کر گر پڑی۔ اس واقعہ سے گھر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ وحید الدین نے فوراً اسسٹنٹ سرجن کو بلایا ڈاکٹر نے غور و خوض کیساتھ مریضہ کو دیکھکر یہ رائے ظاہر کی کہ کسی ناگہانی غم اور اتفاقی جذبہ سے متاثر ہو کر وہ بیہوش ہو گئی۔ یہ بات سُنکر وحید الدین کی زبان سے بیساختہ نکلا کہ "آہ اُسکو غم نہ ہو تو آپ کیا پوچھتے ہیں"۔ وحید الدین نے یہ فقرہ اس درد سے کہا تھا کہ ڈاکٹر نے تنہا ہو کر اُن سے تفصیلی حال دریافت کیا۔ وحید الدین اسوقت از خود رفتہ ہو رہے تھے اُنہوں نے تمام واقعات بیان کر دئے۔ نوجوان ڈاکٹر جو بڑے غور سے وحید الدین کے حالات سن رہا تھا یکایک اُن کے قدموں پر گر پڑا اور آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ "آپ کا وہ گم گشتہ فرزند میں ہوں"۔ ڈاکٹر نے وحید الدین کو ہمراہ لیجا کر وہ کرتا اور ٹوپی بھی دکھائی جسکے ساتھ اُنہوں نے بچہ کو آیا کو سپرد کیا تھا۔ اور چاندی کے وہ کڑے بھی دکھائے جو قدسیہ نے اپنی چوٹی کے بال سر سے کاٹ کر اُسکے لئے بنائے تھے اور بیان کیا کہ جس آیا کو سپرد کیا تھا وہ ڈاکٹر عبدالرحیم کی ملازم ہو کر لاہور گئی اور تین ماہ کے بعد مر گئی۔ ڈاکٹر صاحب لاولد تھے انہوں نے مجھے پرورش کیا اور تعلیم دلائی مجھے اس کے سوا اور کچھ معلوم نہ تھا کہ میرے والدین شہر   کے رہنے والے تھے۔ چنانچہ میں نے بڑی کوشش کیساتھ اس شہر میں اپنا تبادلہ کرایا لیکن معاملہ اتنا پرانا اور ایسا مخفی تھا کہ تفتیش حال میں مجھے آجتک کامیابی نہیں ہوئی۔ قدسیہ ہوش میں آچکی تھی۔ بڑی احتیاط کیساتھ اُسے حالات سے آگاہ کیا گیا اور دوسرے دن حمید الدین کی حسین بیٹی اتنے بڑے جہیز کے ساتھ غیروں میں جانے کے بجائے شہر کے نیکنام اور ہر دلعزیز ڈاکٹر کے نکاح میں آ گئی۔

REGISTERED No. [illegible]
[illegible]





رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً




چیست دُنیا؟

از خدا غافل بُدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن !

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دُنیا ۱۰

جس کیساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اسکا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے واپس منگا لے

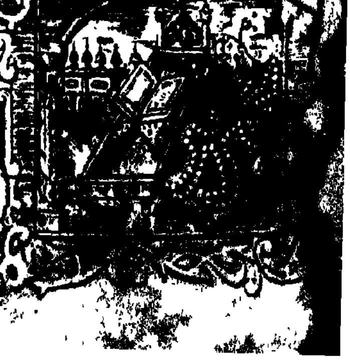


سالانہ قیمت

اعلی ایڈیشن للعہ، معمولی ایڈیشن عہ

ششماہی قیمت

اعلی ایڈیشن عہ، معمولی ایڈیشن عہ



فہرست مضامین رسالہ دین و دنیا دہلی بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۲۳ء

انجمن ترقی اُردو کی مطبوعات

فلسفۂ تعلیم

ہربرٹ اسپنسر کا نام فلسفہ میں افلاطون اور ارسطو کے ساتھ لیا جاتا ہے، اُس نے اصول ارتقا کی بنیاد پر فلسفہ کی تمام شاخوں کو ایک سلسلہ میں منسلک کر دیا ہے، اگرچہ اسکی تصانیف فلسفہ میں معرکۃ الآرا ہیں لیکن اسکی کتاب "تعلیم" خاص طور پر مقبول ہوئی، یہ کتاب اس بحث پر امہات کتاب میں شمار ہوتی ہے اسکا طرز بیان طرز استدلال نہایت دلچسپ دلنشین ہے پھر جس طرح سلسلے چھوٹی چھوٹی اور عام فہم باتوں پر نظر ڈالی ہے اور انسانی نفس کے متعلق نکات بیان کیے ہیں وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ حجم تقریباً ۴۰۰ صفحے۔ قیمت مجلد تین روپے (سے ر) (علاوہ محصول)

القمر

اس کتاب میں اول قوانین حرکت وسکون ونظام شمسی کا بیان ہے اسکے بعد چاند کے متعلق جتنی جدید تحقیقات ہوئی ہے سب کو جمع کر دیا ہے مصنف نے سائنس کے اِن مسائل کو عجیب لغریب طرز میں ادا کیا ہے۔ قیمت دو آنے

تاریخ تمدن

(ہر دو حصہ) یہ سر طامس بکل کی مشہور کتاب کا ترجمہ ہے، اسمیں تمدن کی ابتدائی تاریخ سے لیکر انتہا تک ہر مسئلہ پر بےنظیر قابلیت اور عدیم المثال وسعت نظر کے ساتھ بحث کی گئی ہے، یہ کتاب ہمیں واقعات پر غور کرنا اور ان سے نتائج کا صحیح اخذ کرنا سکھاتی ہے۔ مصنف نے انسانی تمدن کے متعلق عجیب و غریب اصول قائم کیے ہیں اور بڑی پرزور بحثیں کی ہیں اور اپنے اصول وکلیات کی شہادت دینے میں تاریخی واقعات کے انبار لگا دیے ہیں قیمت ہر دو حصہ مجلد وغیر مجلد ؎

معلومات الطبیعات

یہ کتاب انگلستان کے مشہور سائنسدان اور حکیم ہکسلی کی کتاب کا ترجمہ ہے اسمیں مظاہر قدرت کا بیان ایسے عالمانہ انداز اور جامعیت کے ساتھ کیا گیا ہے کہ اور کسی اردو کتاب میں ملنا محال ہے۔ حجم ۳۰۰ صفحے۔ اخیر میں ان مصطلحات کی ایک شاندار فہرست اور انکے مرادفات جو اس کتاب میں مستعمل ہوئے ہیں شامل ہیں۔ قیمت غیر مجلد ؎

دریائے لطافت

یہ ہندوستان کے مشہور اور فصیح البیان شاعر میر انشاء اللہ خاں کی بےمثل کتاب ہے جو اردو زبان کی تحقیق ومحاورات والفاظ وصرف ونحو پر اس خوبی وجامعیت کے ساتھ لکھی گئی اور اب تک یہ اپنی خوبیوں کی وجہ سے بےمثال ہے، اس میں اُس زمانہ کی مختلف بولیاں، خاص خاص محاورات اور عورتوں کی زبان اور ان کے الفاظ بھی درج ہیں یہ کتاب بالکل نایاب تھی، اب انجمن ترقی اُردو کے اہتمام سے چھپوائی ہے۔ قیمت ؎

طبقات الارض

اُردو زبان میں اس علم پر ایسی جامع کتاب اب تک نہیں لکھی گئی کتاب کے تین حصے اور اکیس باب ہیں۔ حجم ۳۰۰ صفحات۔ آخر میں انگریزی مصطلحات کی فہرست مع مرادفات درج ہے۔ قیمت غیر مجلد ؎

تاریخ ملل قدیمہ

اس کتاب میں اقوام قدیمہ کی تاریخ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے لکھی گئی ہے، تمام حالات وواقعات کو آئینہ بنا کر پیش کر دیا گیا ہے، ہر ملت قدیم کے متعلق نہایت تحقیق وشرح وبسط کو کام میں لایا گیا ہے۔ قیمت فی جلد مجلد ؎ (علاوہ محصول)

تاریخ اخلاق یورپ

(حصہ اول ودوم) یہ پروفیسر لیکی کی بےمثل اور عالمانہ کتاب کا ترجمہ ہے، اٹھارھویں صدی اور اُس کے ماقبل کی معاشرت اور مذہب واخلاق کی معلومات کی بنا پر ایک بیش بہا گنجینہ ہے اور نہایت دلچسپ اور حکیمانہ کتاب، اس کے پڑھنے سے دماغ میں روشنی اور وسعت نظر پیدا ہوتی ہے۔ قیمت حصہ اول ودوم مجلد وغیر مجلد ؎ (علاوہ محصول)

انتخاب کلام میر

یہ سرتاج شعرائے اُردو میر تقی میر کا کلام ہے میر صاحب کی کلیات ایک ضخیم دفتر ہے جسمیں رطب ویابس سبھی کچھ ہے لیکن یہ انتخاب اُن کے کلام کی روح ہے۔ شروع میں ۴۰ صفحہ کا ایک قابل دید دیباچہ ہے۔ ۱۹۰ صفحے کی ضخامت۔ قیمت مجلد ؎

نکات الشعراء

شعرائے اُردو کا نہایت دلچسپ تذکرہ خدائے سخن میر تقی میر (مرحوم ومغفور) جیسے زبردست اور باکمال شاعر کے معجز نگار قلم سے۔ قابل دید۔ قیمت ؎

مشاہیر یونان وروما

یہ کتاب اگرچہ پہلی صدی عیسوی کی لکھی ہوئی ہے لیکن دُنیا میں آجتک کوئی کتاب اس رتبہ کو نہیں پہنچی، تمام دُنیا کے انشاپردازوں نے اس کے آگے سر جھکایا ہے۔ کتاب کا موضوع "قدیم یونانی ورومی مشاہیر کے حالات" ہے لیکن ان کے لکھنے میں مصنف نے وہ کمال دکھایا ہے جسکی نظیر دنیائے ادب میں نہیں ملتی، اس کا ترجمہ دُنیا بھر کی مہذب زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اسمیں ایثار، حب وطن جوانمردی اور اُلوالعزمی کے ایسے کارنامے نظر آئیں گے جو دلوں کو ہلا دینگے۔ قیمت ہر دو جلد ؎

علم المعیشت

اس علم (پولیٹیکل اکانومی) پر اُردو میں یہ نہایت مستند اور جامع کتاب ہے مصنف نے مشکل سے مشکل مسائل کو بڑی سلاست اور خوبی سے بیان کیا ہے، یہ علم دنیا میں روز بروز ترقی کر رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انسانی تمدن کا اصلی راز ان اصول کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوتا ہے، موجودہ زمانہ کے تمدنی ترقی کے پیچیدہ راز واسباب بغیر اس علم کے مطالعہ کے سمجھ میں نہیں آسکتے۔ قیمت مجلد ؎

تاریخ یونان قدیم

لائق مؤلف نے نہایت مستند کتابوں سے یونان قدیم کی تاریخ اُردو زبان میں بڑی محنت سے لکھی ہے، اسی بہتر یونان کی تاریخ قدیم پر اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی اور قابل اعتبار ہے ...

ملنے کا پتہ: منیجر نظامیہ دار الاشاعت۔ دہلی

خاص طور پر اہل ہند کے مطالعہ کے لیئے لکھی گئی ہے جسے پڑھکر وہ بہت سے جدید اور مفید سبق حاصل کر سکیں گے۔ ضخامت ۲۵۰ صفحے۔ قیمت مجلد عا،

رسالۂ نباتات

اُردو میں علم نباتات پر یہ پہلا رسالہ ہے جسمیں سلیس اور آسان زبان میں علم نباتات کا بیان ہے۔ مولف نے بہت کم اصطلاحات سے کام لیا ہے، بلکہ جہاں تک ممکن ہوا ہے تمام مسائل کو بغیر دقت کے روزمرہ کی گفتگو میں ادا کر دیا ہے۔ یہ کتاب واقعی پڑھنے کے قابل ہے۔ قیمت مجلد ۱۲؍ علاوہ محصول وغیرہ۔

دیباچۂ صحت

یہ کتاب ڈاکٹر لطافت حسین خاں صاحب (علیگ) آئی۔ ایم۔ ایس نے ملک کے حالات اور ضروریات کو مدنظر رکھکر لکھی ہے اگرچہ اس مبحث پر اُردو میں اور بھی کئی کتابیں ہیں لیکن یہ خاص امتیاز رکھتی ہے، اگرچہ اس میں جابجا علمی بحثیں آگئی ہیں لیکن اُنہیں اس صفائی اور سلاست سے بیان کیا ہے کہ معمولی پڑھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے اس کتاب میں کوئی ضروری بات نہیں چھوٹی۔ انسانی زندگی کے تمام لوازم پر تفصیلی اور کارآمد بحث کی گئی ہے۔ قیمت مجلد علاوہ محصول (للعہ)

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت۔ دہلی

فیصلہ ہو گیا

کہ واقعات ٹرکی کی یاد کو قائم رکھنے کے لیئے ہندوستان کے تمام مسلمان سرفروش ترکوں، وطن پرست اسلامی بہادروں اور جانباز مسلمانوں کے دلیرانہ کارناموں کو پڑہیں، اپنی عورتوں اور بچوں کو سُنائیں اور پڑہائیں اور اُن کے واقعات زندگی سے فائدہ اُٹھائیں اس شاندار اور

آخری ریزولیوشن

کو عملی جامہ پہنانے کی سب سے اچھی اور سب سے آسان صورت یہ ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے ایک ایک جلد

ترکانِ احرار

کی منگالے جس میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا۔ غازی انور پاشا۔ غازی طلعت پاشا۔ جنرل عصمت پاشا۔ غازی محمود شوکت پاشا۔ حریت نواز خالدہ خانم وغیرہ وغیرہ جیسے بیس جانباز اور وطن پرست ترکوں کی نہایت صحیح، نہایت دلچسپ اور نہایت شاندار سوانح عمریاں درج ہیں اور کئی اصلی رنگین فوٹو شامل ہیں +

بہت کم جلدیں باقی رہگئی ہیں

اس لیئے سوچنے اور غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے فوراً منگا لیجیئے قیمت عہ

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

دہلی کے طبیب اور حکیم

کیوں مشہور اور نامور ہوے

اس لیئے کہ اُنہوں نے عالیجناب حکیم محمد شریف خاں صاحب مرحوم کی ہدایات پر عمل کیا اور اُنکی بےمثیل و بےمثال کتاب علاج الامراض کی تعلیم حاصل کرکے مطب شروع کیا، اپنے مریضوں کو وہی نسخے استعمال کرائے جو علاج الامراض میں تعلیم کیئے گئے ہیں۔

علاج الامراض ہی وہ کتاب ہے، جسکی بدولت

حکیم محمود خاں نے بےانتہا شہرت پائی حکیم عبدالمجید خاں نے اسقدر عزت حاصل فرمائی حکیم واصل خاں نے اسقدر اعزاز پایا۔ اور جناب حکیم محمد اجمل خاں صاحب نے خطاب مسیح الملک حاصل فرمایا۔ پھر آپ کا کتب خانہ کیوں ایسی جامع اور بےمثیل کتاب سے خالی ہے جسمیں سر سے پاؤں تک کے تمام امراض کی مکمل تشریح اور اُن کا علاج موجود ہے۔ یہ کتاب نایاب ہوگئی تھی اب نہایت محنت اور صرف کثیر کے ساتھ دوبارہ چھپی ہے اور حضرت مسیح الملک کی اجازت سے بہت سے خاص نسخہ جات کا اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جو اُن کے مطب میں استعمال کیئے جاتے ہیں۔ مدرسہ طبیہ کے قابل پرنسپل اور لائق پروفیسروں نے اسکی صحت میں زبردست حصہ لیا ہے۔

قیمت فی جلد مجلد علاوہ محصولڈاک وغیرہ لعہ،

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت دہلی

اگست سنہ ۱۹۲۳ء
ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۱ھ

ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة

رسالہ

دین و دنیا

جلد ۳ نمبر ۵

حمد

گزرے ہر دم مرا ارادت میں تری — گردن یہ جھکی رہے عبادت میں تری
یارب مجھے طولِ عمر دے تو لیکن — وہ عمر جو کام آئے اطاعت میں تری

نے لالہ و گل ہے نے غنچہ ہے باقی — اب باغ میں صرف ایک ہوا ہو باقی
تو نام جب جا کے عدم میں آنکھ غفلت کی کھلی — دیکھا تو فقط نام خدا ہو باقی

ہے بود کو نابود بنانے والے — اے نیست کو ہست کر دکھانے والے
کچھ پا نہ سکے بھید تری قدرت کا — ڈھونڈا ہی کیے سارے زمانے والے

بت خانے جدا ہیں خانقاہیں ہیں جدا — اربابِ پرستش کی نگاہیں ہیں جدا
جویا ترے شیخ و برہمن ہیں دونوں — منزل تری ایک ہے یہ راہیں ہیں جدا

آغاز ہے کچھ ترا نہ انجام ترا — بندوں پہ ہمیشہ لطف ہے عام ترا
سنتے ہیں تجھے "ہری" "خدا" ہے تو مسجد میں — جپتے ہیں شیخ و برہمن نام ترا

اے ذاتِ الٰہ بے مثالی تیری — کھنچتی نہیں تصویر خیالی تیری
جا ہی نہیں سکتا ہے تصور تجھ تک — اللہ رے شانِ ذوالجلالی تیری

اللہ رے شانِ کبریائی تیری
کونین میں پھرتی ہے دوہائی تیری
تصویر ہے ہر ذرہ تری قدرت کا
حقا کہ خدا ہے تو خدائی تیری

نعت

(از جناب محمود حسن صاحب محمود۔ اسرائیلی)

افضل و اعلیٰ کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم — اکمل و اولیٰ کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
منبعِ ثروت، ابرِ امارت، چشمۂ رحمت، بحرِ سخاوت — فیض کا دریا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جوہرِ فطرت، لعلِ نبوت، معدنِ حکمت، کانِ عصمت — گوہرِ یکتا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
جلوۂ قدرت، شمعِ ہدایت، لمعۂ کثرت، پرتوِ وحدت — نورِ خدا کا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دہر کی زینت، دین کی شوکت، فخرِ رسالت، حامیِ امت — نبیوں میں پیارا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
رشکِ گلستاں، رونقِ امکاں، مہرِ درخشاں، بدرِ تاباں — آنکھ کا تارا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شافعِ محشر، عاشقِ داور، سب کا یاور، بیکس پرور — میرا سہارا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مخزنِ رعنائی و خوبی، دل آرائی و محبوبی — رشکِ زلیخا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مالک ہی ہر ملک کے ملک کا لوح و قلم کا عرش و فلک کا — مظہرِ کُن کا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہوں محمود گدا اس در کا سگ ہیں جہاں کے قیصر و کسریٰ — ہے مرا مولا کون؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب میاں سردار محمد خاں صاحب سردار مقام سیہوٹہ)

جہاں میں ملتِ بیضا ہے نام اس شہ کی ملت کا — زمانے سے مٹایا نام جس نے کفر و ظلمت کا
جمالِ مصطفیٰ سے حسنِ یوسف کو ہے کیا نسبت؟ — کہ خالق مدح خواں ہے آپ اس کی ملاحت کا
شبِ معراج وعدہ لیا بخشش کا خالق سے — خیال اتنا تھا حضرت کو گنہگارانِ امت کا
ہوئے تم جب پیدا بت پرستی کی بنا کھو دی — اذاں کا شور ہے ہر سمت چرچا ہے شریعت کا
تامل کی نظر سے ہم نے جب دیکھا ہوا ثابت — کہ میم احمدی بھی اک اشارہ ہے نبوت کا
عدد ہیں میم احمد کے جو چالیس اس میں بھید تھا — ملے گا آپ کو اس عمر میں خلعت رسالت کا
نہ کیوں کر معجزے ان سے ہوں قدرت کے نمایاں ہوں — کہ جن کے پیروؤں پر بھی دعویٰ ہو کرامت کا
اسی کے واسطے اللہ نے دوزخ بنائی ہے — خیال آیا نہ تری جانب جس لعیں کو عداوت کا
لکھی ہے جب سے اے سردار نعتِ مصطفیٰ تو نے
زباں کو تیری دعویٰ ہے فصاحت کا بلاغت کا

تفسیر قرآن مجید

گزشتہ سے پیوستہ

تفسیر:- چونکہ یہ لوگ خدائے بالا و برتر سے واقف نہیں اور یہ نہیں جانتے کہ وہ عالم الغیب ہے، دلوں کے اسرار سے آگاہ اور تمام چھپی ہوئی باتوں سے باخبر ہے، اس لیے سمجھتے ہیں کہ ہم نے خدا کو دھوکا دینے میں کامیابی حاصل کی حالانکہ واقعہ اس کے برخلاف ہے، خدائی برتر دانا و بینا کو وہ دھوکا نہیں دے سکتے ہیں، درحقیقت وہ اپنے آپکو دھوکا دے رہے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ واقعہ کیا ہے یعنی انہیں اس کی خبر نہیں کہ ہم اپنی چالوں کا شکار ہو رہے ہیں، اور خدائے برتر ہماری دغابازی اور فریب سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے، وہ دانا و بینا ہے اس لیے ان باتوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو دلوں کے نہاں خانوں میں چھپائی جاتی ہیں، یہ بات ظاہر ہے کہ منافقین اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں، کیونکہ ان کی دغابازیاں چند روز میں منکشف ہو کر دنیا میں ہر طرح کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوتی ہیں اور عقبیٰ میں وہ شدید عذاب و سزا کے مستوجب ہونگے۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ

ترجمہ:- ان کے دلوں میں بیماری ہے، اللہ نے ان کی بیماری اور بھی بڑھا دی اور ان کو بڑے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

تشریح الفاظ:- قلب :- دل۔ صنوبری شکل کا پارہ گوشت جو بائیں پسلی کے نیچے ہر وقت جنبش میں رہتا ہے، وہ قوت امتیازی جو نیک و بد میں تمیز کرتی ہے۔ مرض :- بیماری، قوائے انسانی کا باطل ہونا اور اعتدال کا قائم نہ رہنا۔ کذب :- جھوٹ۔ دروغ کسی امر کو واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا یعنی ذاتی علم کچھ اور ہونا اور بیان کچھ اور کرنا۔ کذب کے برا اور ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو مضرت پہنچاتا ہے اور لوگوں میں فساد برپا ہوتا ہے لیکن جس کذب میں ضرر اور فتنہ و فساد کا احتمال نہ ہو اُسے مذموم و ممنوع نہیں کہا جاسکتا بلکہ بعض اوقات [illegible] مثلاً دو مسلمانوں میں رنجش بڑھ رہی ہے۔ اور اس وجہ سے وہ [illegible] کر رہے ہیں کہ دو مسلمانوں کو تین دن سے زیادہ دلوں میں [illegible]، اب اگر کوئی شخص ان دونوں میں ملاپ کرادے اور ایک سے دوسرے [illegible] کہ وہ تمہاری تعریف کرتا اور اچھے الفاظ میں تمہیں یاد کر رہا تھا تو یہ امر [illegible] دشمن سمجھا جائیگا۔ کیونکہ اس سے دو مسلمان ایک دوسرے کے دوست ہو جائینگے [illegible] رہیں گے، اسی طرح اگر ایک بیگناہ پھانسی پا رہا ہو اور جھوٹی گواہی کا یقین [illegible] کے جھوٹ بولنا گناہ نہیں بلکہ داخل ثواب ہے، اسی جھوٹ کے متعلق حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ علماء کے نزدیک تین مواقع پر

جھوٹ بولنا جائز ہے (۱) جنگ جہاد میں کیونکہ جنگ کے متعلق ارشاد ہوا ہے الحرب خدعۃ (لڑائی حیلہ سازی ہے)۔ (۲) بیوی کی دلدہی اور رضا جوئی کے لیے کیونکہ عورتیں عموماً ناقص العقل ہوتی ہیں اور بعض اوقات ان کی ضد ایسی بیجا ہوتی ہے کہ اگر ان کو پورا کیا جائے تو قباحت واقع ہو اور اگر صاف انکار ہو تو اور ضد بڑھے، پس ایسے مصلحت آمیز مواقع پر شوہر کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے تاکہ اس کی خانہ داری اور خانہ آبادی میں خلل واقع نہ ہو۔ (۳) دو شخصوں کی مصالحت کے لیے جھوٹ بولنا جائز اور مناسب ہے جیسا اوپر لکھا جا چکا۔ لیکن ایک مسلمان کا بہترین کیریکٹر یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہر حالت میں سچا رہے اور جھوٹ سے اجتناب کرے۔ مصلحت آمیز جھوٹ دوسروں کی بھلائی کے لیے بولے تو مضائقہ نہیں لیکن اپنی منفعت کے لیے ایسا بھی نہ کرے۔ چنانچہ حضرت شیخ سعدی جو دروغ مصلحت آمیز کو راستی فتنہ انگیز پر ترجیح دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ:-

تا نیک ندانی کہ سخن عین صواب است — باید کہ زگفتن دہن از ہم نکشائی

گر راست سخن گوئی و در بند بمانی — بہ زاں کہ دروغت دہد از بند رہائی

تفسیر:- انسان کی فطرت ہے کہ وہ صدہا کاموں سے صرف اس لیے باز رہتا ہے کہ اسمیں ہمت کی کمی ہے، وہ کام اپنی جگہ پر کچھ زیادہ ہمت طلب نہیں لیکن یہ اپنی ناتجربہ کاری اور ناواقفیت کی بنا پر اُن کی انجام دہی اپنی ہمت سے بالاتر سمجھتا ہے لیکن جب وہ کسی نہ کسی طرح ایک کام کر گزرتا ہے تو اسی قسم کے دیگر کاموں کے لیے اس کی ہمت بلند ہو جاتی ہے یہی حالت شرعی منہیات و ممنوعات کی ہے، جس شخص نے کبھی چوری یا زنا کا ارتکاب نہیں کیا ہے وہ ایسے مواقع سامنے آجانے پر لرز جاتا ہے اور کسی طرح اُسے ارتکاب جرم کی جرأت نہیں ہوتی لیکن جب کوئی شخص ایک دفعہ چوری یا زنا کا مرتکب ہو جاتا ہے تو دوسری بار کے لیے نہ اسکا دل لرزتا ہے اور نہ وہ اپنے اندر ہمت کی کمی محسوس کرتا ہے اور فسق و فجور کی حالت پر جب زیادہ عرصہ گزر جاتا ہے تو اُسے ذرا بھی لحاظ نہیں رہتا۔ اسی حالت کی طرف اس آیہ کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی ان منافقین کے دلوں میں بیماری تو پہلے ہی سے موجود تھی پس اس میں اضافہ ہو گیا جس طرح نزول قرآن سے اُن لوگوں کے دل نور سے معمور ہو گئے جن کو ازلی سعادت کے نور ایمان عطا کیا تھا اسی طرح جن لوگوں کے قلوب کفر و ضلالت سے تاریک ہو رہے تھے ان میں اور زیادہ تاریکی بڑھ گئی ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لالہ روید و در بوم زار خس

آیت کے آخر میں اس مرض کی کسی قدر تشریح بھی ہے یعنی انہوں نے خدا و رسول کے متعلق جو دروغ بیانی کی یا خدا و رسول اور قرآن کریم کو جھٹلایا پس اس کی سزا میں ان کے لیے دردناک عذاب تیار رکھا ہے جس میں وہ وقت پورا ہوتے ہی مبتلا ہو جائیں گے۔ (باقی آئندہ)

شرح مثنوی مولانا روم

گزشتہ سے پیوستہ

ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم — آن ز بیباکی و گستاخی ست ہم

ترجمہ: ظلمات غم سے تم پر جو کچھ نازل ہوتا ہے وہ تمہاری بیباکی اور گستاخی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

لغات: ظلمات (جمع ظلمت) تاریکیاں۔ بمعنے رنج۔

مطلب: مولانا فرماتے ہیں کہ لوگوں کو جو کچھ غم ہوتا ہے اُسکا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ جناب الٰہی میں گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں جیسا کہ کلام مجید میں ارشاد ہوا ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (تم کو جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتوں ہی پہنچتی ہے۔)

ہر کہ گستاخی کند در راہِ دوست — رہزنِ مرداں شد و نامرد اوست

ترجمہ: جو شخص دوست کی راہ میں گستاخی کرتا ہے وہ مردوں کی رہزنی کرتا ہے اور نامرد ہے۔

مطلب: راہ دوست سے مرضی الٰہی مراد ہے۔ یعنی جو شخص احکام الٰہی کی سرتابی کرتا ہے وہ مردان خدا کی رہزنی کرتا ہے۔ کیونکہ اُس کی کردار سے اُنہیں مضرت پہنچتی ہے اور وہ نامرد اس لیئے ہے کہ خدا کا حکم نہیں مانتا، اس کی اطاعت سے روگردانی کرتا ہے اور جی چُراتا ہے اور جی چُرانا نامردوں ہی کا کام ہے۔

ہر کہ گستاخی کند اندر طریق — گردد اندر وادی حسرت غریق

ترجمہ: جو شخص راہ دوست میں گستاخی کرتا ہے وہ حسرت کی وادی میں ڈوبتا ہے۔

لغات: وادی: نالا۔ جنگل کا وہ نشیبی حصہ جہاں پانی جمع ہوتا ہے۔

مطلب: یہ شعر بھی شعر سابق کی تائید کرتا ہے، طریق سے طریق دوست مراد ہے یعنی جو شخص دوست کی جناب میں گستاخی کرتا ہے اُسکا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ حسرت کے دریا میں غرق رہتا ہے اور ہمیشہ دست افسوس ملتا ہے۔

از ادب پُر نور گشتہ ایں فلک — واز ادب معصوم و پاک آمد ملک

ترجمہ: ادب سے یہ آسمان پُر نور ہوا، اور ادب سے فرشتوں کو عصمت و پاکی نصیب ہوئی

مطلب: آسمان نے پروردگار عالم کے حضور میں گستاخی نہیں کی بلکہ نہایت ادب سے احکام الٰہی بجالانے کے لیئے ایستادہ ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے اُسے چاند سورج اور دیگر مشتری وغیرہ ستاروں سے منور کر دیا۔ اسی طرح فرشتوں نے ادب کو اپنا شعار بنایا اور اُس کے صلہ میں عصمت و پاکی نصیب ہوئی، دوسرے مصرع میں اس مضمون قرآن کی طرف اشارہ ہے کہ خدا نے آسمان و زمین سے کہا کہ تم طوعاً کرہاً خدمت کے لیئے کمربستہ ہو جاؤ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم دلی طور سے احکام کی بجاآوری کے لیئے تیار ہیں۔ دوسرے مصرع میں قرآن کی ایک دوسری آیت کو پیش نظر رکھا گیا ہے یعنی لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون (فرشتے خدا کی نافرمانی نہیں کرتے خدا اُنہیں جو حکم دیتا ہے اُسے عمل کرتے ہیں) حاصل یہ ہے کہ ادب کا اثر ذی روح سے گزر کر غیر ذی روح اور غیر مکلف اشیاء تک پہنچتا ہے۔

بد ز گستاخی کسوفِ آفتاب — شد عزازیلے ز جرأت رد باب

ترجمہ: سورج گہن گستاخی کی وجہ سے ہوا بے ادبی ہی کی وجہ سے عزازیل کو شرمندہ ہونا پڑا

لغات: کسوف: سورج گہن۔ جرأت: بے باکی۔ بے ادبی۔ رد باب: شرمندہ پشیمان۔

مطلب: بندوں کی گستاخیوں اور گناہوں کے باعث سورج میں گہن لگتا ہے۔ یہ گویا ابتدائی اشعار کی تائید ہے جنمیں مولانا نے فرمایا ہے کہ بے ادب اپنی بے ادبی سے تمام عالم میں آگ لگا دیتا ہے، پس بندوں کے گناہ سے سورج پر بھی اثر پہنچتا ہے اور گہن کی مصیبت پیش آتی ہے۔ حافظ شیرازی بھی اسی مضمون کو لکھتے ہیں ؎

گناہ می کنی و بر زمیں ندے دانی
کہ ماہ بر فلک از شومی گنہ بگیرد

دوسرے مصرع میں عزازیل (شیطان) کے مشہور واقعہ کی طرف اشارہ ہے یعنی شیطان نے فرمان ایزدی سے سرتابی کی، اور حضرت آدم کو سجدہ نہیں کیا اس لیئے راندۂ درگاہ ہوا اور اُسے ہمیشہ کے لیئے پشیمان ہونا پڑا۔

حالِ شاہ و میہماں بر گو تمام — زانکہ پایانے ندارد ایں کلام

ترجمہ: بادشاہ اور اُس کے مہمان کا سارا حال (اب) بیان کرو۔ کیونکہ اس گفتگو کی تو کوئی انتہا نہیں ہے۔

مطلب: ضمنی طور پر نصیحتیں فرمانے کے بعد مولانا اصل قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ:-

اس گفتگو کی تو انتہا نہیں، بات میں بات نکلتی آتی ہے، پس اب مناسب ہے کہ بادشاہ اور اُس کے مہمان کا حال بیان کیا جائے۔

باقی آئندہ

شرح دیوانِ حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

مطلب: حافظ صاحب اُن لوگوں کو جو شریعت کے حجاب میں ہیں اور طریقت کی منزلوں سے اُن کو آگاہی نہیں مخاطب کرتے ہیں اور انہیں شاہدِ معنی کے دلربا نظارہ دل کی دعوت دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ ادھر آؤ جام یعنی دل کے صاف آئینہ کو دیکھو اس میں تمہیں شراب سرخ یعنی محبت الٰہی کی جلوہ نمائیاں نظر آئیں گی۔

راز درون پردہ ز رندانِ مست پرس کیں حال نیست صوفی عالیمقام را

ترجمہ:۔ پردہ کے اندر کا راز رندان مست سے پوچھ کیونکہ صوفی عالیمقام کو یہ حال نصیب نہیں ہے۔

مطلب:۔ صوفی عالی مقام سے شریعت یا انبیا مراد ہیں، چونکہ شریعت کا ادب ملحوظ ہے اس لیئے انہیں عالی مقام کہا، یہ لوگ باخبر ہونے کے باوجود کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ شریعت کا ادب مانع ہے اور چونکہ وہ رہنمائی خلائق پر مامور ہیں اس لیئے اُن پر بیخودی اور وارفتگی کی حالتیں غالب نہیں ہوتیں اس کے برخلاف رندِ عشق الٰہی میں جنون دیدہ ہوتے ہیں اور جو عالم شوق میں شریعت کی منزلوں سے آگے بڑھ گئے ہیں وہ کبھی کبھی کچھ کہہ جاتے ہیں اور بیشاہدِ حقیقی کے سربستہ راز کھول دیتے ہیں، پس حافظ صاف شعر سابق کے مضمون کو پیش نظر رکھ کر فرماتے ہیں کہ رندانِ مست سے پردہ کے اندر کا راز دریافت کرو جو مغلوب الحال ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کہہ ڈالیں گے! صوفیوں سے دریافت نہ کرو جن کے لبوں پر آداب شریعت کی مُہر لگی ہوئی ہے۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

ترجمہ:۔ دام اُٹھالو۔ عنقا کسی کا شکار نہیں ہوتا، اس جگہ ہمیشہ دام باد بدست (خالی) ہی رہتا ہے۔

لغات:۔ عنقا:۔ ایک پرندہ کا نام جسے گردن کی درازی کے باعث عنقا کہتے ہیں بعض کے نزدیک نام کے سوا اس پرندہ کی کچھ حقیقت نہیں اور محض فرضی ہے، اصطلاحاً اور عموماً عنقا کا لفظ اُن اشیاء کی نسبت استعمال کرتے ہیں جن کا نام معلوم ہے لیکن وہ کبھی دیکھنے میں نہیں آئیں۔ باد بدست :۔ ہاتھ میں ہوا۔ یعنی ہاتھ میں کچھ نہیں۔

مطلب:۔ اس شعر میں اُن لوگوں سے خطاب کیا گیا ہے جو بزعم خود یہ سمجھ رہے ہیں کہ اپنے مجاہدات کے ذریعہ سے ایک دن تمام حجاب برطرف کر دینگے اور ذات باری کے نظارہ و مشاہدہ کا موقع حاصل کریں گے پس مشاہدہ عین ذات کو عنقا سے تعبیر کر کے فرماتے ہیں کہ اس عنقا کو کوئی شکار نہیں کر سکتا پس سعی لاحاصل سے کیا فائدہ بہتر ہے کہ دام اُٹھالو۔ اور اس خیال خام سے باز آؤ۔

من آن زمان طمع ببریدم ز عافیت کاین دل نہاد در کفِ عشقت زمام را

ترجمہ:۔ میں نے اُس وقت عافیت کی اُمید منقطع کر دی جب اس دل نے تیرے عشق کے ہاتھ میں باگ دے دی۔

لغات:۔ عافیت۔ آرام۔ سکون۔ زمام:۔ عناں۔ باگ۔

مطلب:۔ جس دن سے میں تجھپر عاشق ہوا، اُس دن سے میں نے آرام و راحت کی اُمید چھوڑ دی۔ ظاہری مطلب تو یہ ہے لیکن عمیق نگاہ سے دیکھا جائے تو شعر میں روز ازل کی طرف اشارہ ہے، یعنی جس دن سے میں نے تیرے سوال کے جواب میں بلیٰ کہکر تیری خداوندی و اقتدار اور اس کے مقابلہ میں اپنی بندگی و بیچارگی کو تسلیم کر لیا اُس دن سے میں نے اختیار کی راحتوں کو خیرباد کہہ دیا۔

مارا بر آستانِ تو بس حقِ خدمت ست اے خواجہ باز بین بترحّم غلام را

ترجمہ:۔ ہم کو تیری جناب میں خدمت کا بہت کچھ حق حاصل ہے۔ اے مالک غلام کو پھر مہربانی کی نگاہ سے دیکھ۔

مطلب:۔ اے آقا! اپنے بندہ کو اس طرح نہ ٹھکرا۔ اُس نے برسوں تیرے آستانے پر جبیں سائی کی ہے اور اس لیئے وہ بہت کچھ حق رکھتا ہے، پس التجا ہے کہ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر اور اپنے بے بس غلام کی طرف ایک دفعہ اور لطف و کرم کی نگاہ سے دیکھ۔

در عیش نقد کوش کہ چون آبخور نماند آدم بہشت روضۂ دارالسلام را

ترجمہ:۔ عیش نقد کی کوشش کرو کیونکہ جب آب و دانہ نہیں رہا تو حضرت آدم ؑ کو باغ جناں چھوڑنا پڑا۔

لغات:۔ عیش:۔ زندگی۔ لطف زندگی۔ عیش و راحت۔ نقد:۔ موجود۔ اُدھار کے خلاف۔ آبخور۔ قسمت۔ نصیب۔ آدمیوں اور جانوروں کے پانی پینے کی جگہ۔ رودخانہ۔ تالاب۔ ہشت (ہشتن سے صیغۂ ماضی) چھوڑا۔ روضہ:۔ باغ۔ دارالسلام:۔ سلامتی کا گھر۔ بہشت کا نام۔

مطلب:۔ اس شعر میں مستعدی اور سرگرمی کی طرف توجہ دلاتے ہیں یعنی زندگی کے جو لمحے میسر آ رہے ہیں اُنکو غنیمت سمجھو اور انکا اچھا مصرف کرو کیونکہ حالات کو ثبات نہیں بہشت جیسی جگہ کو حضرت آدم ؑ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔

شرح گلستان

(گزشتہ سے پیوستہ)

ہر کہ در سایۂ عنایت اوست　　گنہش طاعت ست و دشمن دوست

ترجمہ:- جو شخص اُسکی عنایت کے سایہ میں ہے اُس کا گناہ طاعت اور اُس کا دشمن دوست ہے۔

مطلب:- وزیر ایسا صاحب اثر اور مقتدر ہے کہ جس شخص کا وہ حامی بن جاتا ہے اُسکے گناہ کو بھی طاعت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دشمن بھی اسکی دوستی کا دم بھرتا ہے یا اسکی سرپرستی انسان میں ایسا زبردست اخلاقی تغیر پیدا کر دیتی ہے کہ گناہ طاعت سے اور دشمن دوست سے بدل جاتا ہے۔

بر ہر یکے از سائر بندگان و حواشی خدمتے متعین ست کہ اگر در ادائے برخے ازاں تہاون و تکاسل روا دارند در معرض خطاب آیند و در محل عتاب، مگر براں طائفہ درویشاں کہ شکر نعمت بزرگاں واجب است و ذکر جمیل و دعائے خیر و ادائے چنیں خدمتے در مغیب اولیٰ تر ست کہ در حضور آں بہ تصنع نزدیک ست و ایں از تکلف دور۔

ترجمہ:- سب نوکروں چاکروں کے لیے ایک خدمت مقرر ہے کہ اگر اُسکے انجام دینے میں ذرا بھی سستی اور بے پروائی روا رکھیں تو اُن سے بازپرس کی جائے اور اُن پر عتاب نازل ہو لیکن یہ درویشوں کا گروہ مستثنےٰ ہے کیونکہ بڑے آدمیوں کے احسان کا شکریہ، بھلائی کے ساتھ اُن کا ذکر کرنا اور اُن کے لیے دعائے خیر کرنا واجب ہے، اور اس خدمت کو سامنے انجام دینے کی جگہ پیٹھ پیچھے ادا کرنا زیادہ اچھا ہے کیونکہ سامنے انجام دینے میں بناوٹ پائی جاتی ہے اور پیٹھ پیچھے یہ بات نہیں ہے۔

لغات:- سائر:- سب۔ باقی۔ جملہ۔ بندگان:- نوکر۔ حواشی:- جمع حاشیہ۔ کنارہ مجازاً متوسلین۔ ملازمین۔ نوکر چاکر۔ برخے:- ذرا بھی۔ تھوڑا۔ کچھ۔ تہاون:- سستی بے پروائی۔ تکاسل:- کسلمندی۔ بے توجہی۔ معرض:- جائے عرض۔ پیش ہونے کی جگہ۔ خطاب:- توجہ کرنا۔ رخ کرنا۔ مخاطب ہونا۔ (بازپرس) محل:- جائے وقوع عتاب:- غصہ۔ خفگی۔ ناراضی۔ طائفہ:- گروہ۔ ذکر:- یاد کرنا۔ تذکرہ کرنا۔ جمیل:- اچھا بھلا۔ اچھا۔ مغیب:- پیٹھ پیچھے۔ عدم موجودگی میں۔ حضور:- سامنے۔ موجودگی میں۔ روبرو۔ تصنع:- بناوٹ۔ تکلف:- بناوٹ۔

مطلب:- یہ عبارت بھی وزیر کی تعریف کے سلسلہ میں ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ سلطنت کی طرف سے سب کے لیے ایک نہ ایک خدمت مقرر ہے اور اس خدمت کی انجام دہی میں ذرا بھی غفلت کی جاتی ہے تو فوراً بازپرس ہوتی ہے اور عتاب نازل کیا جاتا ہے لیکن درویشوں کو اس کلیہ سے مستثنےٰ رکھا گیا ہے نہ اُن کو وہ بار داری کرنی پڑتی ہے اور نہ اُن سے کسی قسم کی بازپرس ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ درویش خود سمجھتے ہیں کہ احسانات کا شکریہ ادا کرنا اور بڑے لوگوں کے لیے دعائے خیر میں مصروف رہنا واجبات سے ہے، اور یہ خدمت ایسی ہے جسے حضور کی نسبت غیبت میں ادا کرنا زیادہ بہتر ہے۔

پشت دوتائے فلک راست شد از خرمی　　تا چو تو فرزند زاد مادر ایام را

ترجمہ:- آسمان کی جھکی ہوئی پیٹھ خوشی سے سیدھی ہو گئی۔ جب مادر ایام (دنیا) کو تجھ سا فرزند نصیب ہوا۔

لغات:- دوتا:- جھکی ہوئی۔ خمیدہ۔

مطلب:- وزیر کی تعریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ کو وجود مسعود سے دنیا میں ایسی خوشی پھیلی کہ آسمان کی پشت خمیدہ بھی جوش مسرت میں سیدھی ہو گئی لیکن چونکہ یہ خلاف واقعہ ہے اس لیے اسے شاعرانہ مبالغہ سمجھنا چاہیے کہ اُس شخص کی پیٹھ جسے آسمان نے ظلم و ستم سے خمیدہ کر دیا جوش مسرت میں راست ہو گئی۔

حکمت محض ست اگر لطف جہاں آفریں　　خاص کند بندۂ، مصلحت عام را

ترجمہ:- یہ بات سراسر حکمت پر مبنی ہے کہ دنیا کا پیدا کرنیوالا خدا اپنے بندوں کی مصلحت کے لیے ایک بندے کو خاص بنا لے۔

لغات:- محض:- بالکل۔ سراسر۔

مطلب:- خدا تعالےٰ نے جو اپنے لطف و کرم سے ممدوح کو وزارت کے عہدے پر ممتاز کیا اور اس طرح اُسے مخصوص کر کے بندوں کی فلاح و بہبود کا انتظام کیا تو یہ امر سراسر اُس کی حکمت پر مبنی ہے۔

دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست　　کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را

ترجمہ:- جس شخص نے نیکنامی کی زندگی بسر کی اُس نے دائمی دولت پائی کیونکہ ذکر خیر اُسکے بعد اُسکا نام زندہ رکھتا ہے۔

لغات:- جاوید:- ہمیشہ رہنے والا، دائمی۔ عقب:- پیچھے۔ بعد۔

مطلب:- وزیر کی نیکنامی کو اس لطیف پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ زندگی کی نیکنامی دولت جاوید کی حیثیت رکھتی ہے جو شخص نیکنام ہو اُس کا تذکرہ ہمیشہ بھلائی کے ساتھ ہوتا ہے اور اس طرح گویا اُس کا نام مرنے کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔

(باقی آیندہ)

شرعی مسئلہ

(از جناب مولوی محمود حسن صاحب سہسوانی)

عید کا دن جملہ مسلمانوں کی خواہ رومی ہوں یا شامی، ہندی ہوں یا عراقی ایسی مذہبی خوشی کا دن ہے جس میں ہر غریب و امیر کو مسرور و شاداں ہونے کا یکساں حکم دیا گیا ہے۔ جب معلوم ہوا کہ عید مذہبی خوشی کا دن ہے تو ضرور ہے کہ اس کی خوشی کا طریقہ بھی مذہب سے پوچھنا چاہیے کہ کیا خوشی کریں۔ چنانچہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سالہا سال عید کی خوشی مناکر اپنی امت کو دینی خوشی کا طریقہ تعلیم فرمادیا کہ غسل کریں، خط بنوائیں، نئے یا دھلے ہوئے کپڑے جو عمدہ سے عمدہ موجود ہوں پہنیں بشرطیکہ ریشمی نہوں، پائجامہ، کرتا، چوغہ وغیرہ ٹخنے سے نیچا نہو اور کافروں کے لباس سے مشابہ نہو، خوشبو لگائیں۔ عطر ملیں اور حق تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت کے کلمات یعنی تکبیر کہتے ہوئے عیدگاہ میں جاکر دوگانہ پڑھیں باقی عید کی نماز بلا ضرورت شدیدہ عیدگاہ کو چھوڑ کر جامع مسجد یا اپنے محلہ کی مسجد میں نہیں پڑھنی چاہیے، جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد مبارک پر جہاں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے عید کے دوگانہ کے لیے عیدگاہ کو ترجیح دی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز کا ثواب عیدگاہ میں مسجد نبوی سے بھی بڑھا ہوا ہے، پھر بھلا مسجد محلہ یا کسی مسجد کو عید کی نماز کیلیے عیدگاہ پر کیونکر ترجیح ہوسکتی ہے، ہاں اگر کوئی عذر پیش آجائے تو دوسری بات ہے۔ چنانچہ ایک بار خود حضور اقدس نے بعد بارش مسجد میں نماز ادا فرمائی، اور مستحب ہے کہ عیدگاہ کو پیادہ جائیں اور ایک راستہ سے جائیں تو دوسرے سے واپس آئیں تاکہ دونوں راستے قیامت کے دن گواہ بن سکیں، باہم خندہ روئی اور بشاشت کے ساتھ ملیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیں۔ مثلاً تقبل اللہ منا و منکم یا اس کے ہم مضمون لفظ سے یا عید مبارک اپنے رب کے فضل کا شکر ادا کرکے جو کچھ نعمت حق تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اسکو جائز طریقہ سے استعمال کریں۔

شریعت محمدیہ نے اس مذہبی خوشی میں دنیوی فرحت کے سامانوں میں دو طرح کی خوشی کو انتخاب فرمایا ہے، ایک کھانے پینے کی خوشی، دوم لباس کی زینت اور اچھے کپڑے پہننے کی خوشی کہ وسعت کے موافق عمدہ اور خوبصورت لباس پہنکر اپنا جی خوش کریں، اور حقیقت میں اصل خوشی تو انہی دو چیزوں میں منحصر ہے کہ غذا عمدہ ملے جس سے اندرونی آسائش ہو اور لباس عمدہ ہو کہ بیرونی آرائش ہو، مگر اسکے ساتھ دونوں قسم کی خوشی میں مذہب کا اتباع کرنا پڑے گا کہ حرام اور غیر مشروع سامان نہ ہو، اب اس سے آگے بڑھنا مذہبی خوشی سے خارج ہے اور ایسی خوشی کی شریعت اجازت نہیں دے سکتی۔ مثلاً عمدہ لباس پہننے کا یہ نتیجہ نکالا کہ مرد ریشمی غیر مشروع لباس پہنکر یا ڈاڑھیاں کترواکر اور منڈواکر عاصی اور نافرمان کی صورت بنائے ہوئے عیدگاہ میں جمع ہوں جو وسیلہ مغفرت عطا ہونیکی جگہ ہے، یا مثلاً ایسے ناسمجھ بچوں کو عیدگاہ میں ساتھ لیجائیں جو رونے کی چیخ پکار سے نمازیوں کو مشغول کردیں، پس اگرچہ کہا جاسکتا ہے کہ بچہ والوں کی خوشی اسی میں ہو کہ انکے بچے بھی ساتھ ہوں، مگر عید چونکہ مذہبی خوشی کا دن ہے اس لیے اس خوشی کے منانے میں ان کی اس رائے اور طبیعت کا اعتبار نہ ہوگا، کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجدوں میں بچوں کے لیجانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ یا مثلاً نماز کا سلام پھیرنے پر ایک کا دوسرے سے معانقہ کرنا اور گلے ملنا کہ دوسری نمازوں کا سلام پھیر کر تو کبھی نہ کیا جائے مگر دوگانہ عید میں ضرور ہونا چاہیے، پس یہ کہنا کہ عید خوشی کا دن ہے اور گلے ملنا بھی خوشی کا ایک طریقہ ہے، ہرگز قابل سماعت نہوگا اس لیے کہ جس پیغمبر نے عید کو خوشی کا دن بتایا ہے اس نے اس خوشی منانے کا یہ طریقہ تعلیم نہیں فرمایا، ہاں کسی دوست یا عزیز کے پردیس سے واپس آنے پر یا مدت کے بعد ملاقات ہونے پر جو خوشی لاحق ہوتی ہے اس کا اظہار معانقہ یا مصافحہ سے کیا جاتا ہے، پس اگر عید کے دن بھی کوئی مسلمان باہر سے آکر نماز کے بعد ملے تو اس سے معانقہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں اس لیے کہ پردیسی کی ملاقات وقوع میں آئی، باقی عید کی خوشی کا نہ یہ طریقہ ہے اور نہ ہم عید کی خوشی اس طریق پر منانے کے مجاز ہیں یا مثلاً عیدگاہ میں ہندو مسلمانوں کی دوکانوں کا میلا لگنا اور باجے گاجے اور کاغذ یا مٹی کے کھلونے اور مورتیں فروخت ہونا یا اپنے بچوں کو خرید کر دینا کہ ان کی خوشی اسی میں سمجھی جاتی ہے اور عید کو خوشی کا دن کہکر اس کی اجازت مانگی جاتی ہے حالانکہ مزامیر و مورتوں کا خریدنا بیچنا یا اپنے گھروں میں رکھنا اور استعمال کرنا یا بچوں کو اسکے استعمال کی اجازت دینا یوں بھی جائز نہیں ہے، پس عید کے دن جو مغفرت خداوندی کا دن ہے حق تعالیٰ کو غصہ میں لانے والی یہ حرکات کیونکر جائز ہوسکتی ہیں۔ غرضکہ مسلمانوں کو ان تمام خلاف شرع اور مخرب اخلاق امور سے محترز رہنا چاہیے۔

تنبیہ:- بعض بے علم جمعہ کے روز عید واقع ہونے کو نامبارک سمجھتے ہیں، یہ زعم بالکل باطل ہے بلکہ اس دن تو دو برکتیں جمع ہوجائیں گی۔

اب اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اور نہایت اخلاص کے ساتھ معزز ناظرین دین و دنیا کو عید کی مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مجھکو اور آپ کو توفیق نیک عطا فرماکر آخرت کی خوشی سے مالامال فرمائے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

نار و نور

(از جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی گورکھپور)

آگ کی عربی نار ہے اور فارسی آتش ہے، آفتاب کے بعد بظاہر حرارت اور روشنی کا یہی مبدأ ہے، نار کے ساتھ گویا نور لازم ہے۔ خلقت عالم میں حرارت کو بڑا دخل ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ زمین کی چیزوں میں یہ آگ اللہ کی قدرت کی بڑی نشانیوں میں ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ آگ محض قدحہ سے پیدا ہوتی ہے، یعنی آگ ہی سے آگ بنتی ہے اور یہ سلسلہ ختم ہوجائے تو آگ کا وجود معدوم ہوجائے لیکن فی الواقع ایسا نہیں ہر شے میں کم و بیش حرارت ہے اور حرارت سے آگ پیدا ہوتی ہے اور حرارت انتشار حرکت سے ہوتا ہے، حرارت سے قریب کی ہوا مشتعل ہوکر شعلہ [illegible] بن جاتا اس شعلہ آتش کے لیے اکثر شجر اور کثیر چراغ [illegible] ملتے ہیں، گویا وہ آتشین [illegible]

لیکن لکڑیاں از خود جلکر خاکستر ہو جاتی ہیں اور پتھر بلا لکڑیوں کی مدد کے نہیں جلتے اور جب جلتے ہیں تو یہ بھی جلکر راکھ ہو جاتے ہیں، لکڑیوں کے ساتھ پتھروں کو جلا کر لوگ چونا بناتے ہیں۔ لکڑیوں کے مکان اکثر جلتے رہتے ہیں۔ اینٹ، چونے اور پتھر کے مکان بہت کم جلتے ہیں۔ لیکن جب کبھی آگ ان میں لگ کر خوب مشتعل ہو گئی تو وہ اس طرح جلتے ہیں گویا لکڑیوں کے انبار میں آگ لگا دی گئی ہے اور پھر بہت مشکل سے یہ آگ بجھتی ہے۔

نار و نور کو نظام عالم میں بڑا دخل ہے اور اسی لیے بعض مشرکین و کفار بجائے خدا کے آگ کی پرستش کرتے ہیں، اور اُس ذاتِ پاک کا لحاظ نہیں کرتے جو نار و نور کی خلقت کا باعث ہے۔

محض آگ ہی سے آگ جلائی نہیں جاتی۔ میرے بچپن میں ایک قسم کی دیاسلائی بکتی تھی جو گرم خاکستر سے مشتعل ہو جاتی تھی۔ اور چقماق کو لوہے پر مار کر لوگ آگ کی چنگاری نکالتے تھے اور روئی یا کسی اور نرم چیز کو فوراً اُس سے مشتعل کر لیتے تھے۔ بندوق کی بارود تک آگ پہنچانے کا بھی یہی ذریعہ تھا چقماق سے فلیتہ جلا لیتے تھے اور پھر اسی فلیتہ سے بندوق اور توپ میں آگ پہنچاتے تھے۔ گزشتہ صدی نے آلاتِ جنگ میں ایسا مادہ اضافہ کیا ہے جو کسی سخت چیز کی ضرب سے مشتعل ہو جاتا ہے، بندوق کی ٹوپیوں اور کارتوس کے سروں پر یہی شے رہتی ہے۔ معمولی کاروبار کے لیے پہلے زرد مصالحہ ایجاد ہوا جو دیاسلائیوں کے سروں پر لگا دیا جاتا ہے اور رگڑنے سے وہ خود بخود مشتعل ہو جاتا ہے۔ پہلے ذرا دھواں نکلتا تھا اور اب اختراعِ جدید میں دھوئیں کا مقدمہ باقی نہ رہا رگڑنے کے ساتھ ہی سلائی مشتعل ہو جاتی ہے۔ اب ہم ان دیاسلائیوں کے عادی ہو رہے ہیں کہ اگر دیاسلائیاں نہوں تو ہمارے گھروں میں آگ نہ جلے۔

مجھے اس موقع پر ایک واقعہ لاہور کا یاد آیا۔ تین چار سال ہوئے میں مسٹر حبیش خان بہادر سید عبدالرؤف کا مہمان تھا۔ ڈرائنگ روم میں بہت سے ملنے والے بیٹھے تھے اور شب کے آٹھ بجے تھے۔ شب تاریک تھی لیکن بجلی کی روشنی سے تمام کمرے مع صحن و باغ کے بقعۂ نور ہو رہے تھے۔ دفعتاً لاہور کی بجلی کا خزانہ بگڑ گیا تو مکان اور باغ سے روشنی غائب ہو گئی۔ گھبرا کر لوگوں نے بیرون خانہ نظر دوڑائی تو سڑکیں بھی بے نور تھیں۔ گھر میں چراغ نہیں، تیل نہیں، لیمپ نہیں، لالٹین نہیں، دیاسلائیاں تھیں لیکن جیبوں میں نہ تھیں کہ اُنہی کو جلا جلا کر دفع الوقتی کی جاتی۔ سب نے میز ٹٹولی لیکن وہ دستیاب نہ ہوئیں، نہ جانے ما ندن نہ پائے رفتن، ایک گھنٹہ تک سب کے سب عالم حیرت میں خموش بیٹھے رہے۔ بالآخر جب روشنی کا خزانہ درست ہوا تو پھر کیا تھا، تمام عالم نور تھا، اُس وقت میں نے خیال کیا کہ اگر دیاسلائیوں کی آمد موقوف ہو جائے اور آگ پیدا کرنے کے قدرتی ذرائع سے ہم ناواقف ہو رہے ہیں، تو بڑی مشکل ہوگی۔

قرآن مجید کی دو آیتیں نارِ دنیا کے متعلق بیان کی جاتی ہیں اور مفصلۂ بالا پیرایہ میں اُن کی توضیح کی جاتی ہے:-

سورۂ یٰسین کے رکوع ۵ میں ہے:-

وہی تمہارے لیے درختان سبز کی رگڑ سے آگ پیدا کرتا ہے جس سے تم اور آگ سلگاتے ہو۔

الذی جعل لکم من الشجرۃ الاخضر نارًا فاذا انتم منه توقدون۔

سورۂ واقعہ کے رکوع میں ہے:-

آگ جسے تم سلگاتے ہو اس میں جلانے کے درخت تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟

افرایتم النار التی تورون ءانتم انشاتم شجرتھا ام نحن المنشون۔

لکڑی کی رگڑ لکڑی سے حرارت اور پھر آگ پیدا کرتی ہے۔ کبھی کبھی یہ آگ دیرپا ہوتی ہے، گرمیوں میں پتھر کی سڑکوں پر گھوڑے دوڑتے ہیں تو اُن کے نعل پتھر کی رگڑ سے برابر چنگاریاں اُچھالتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن یہ چنگاریاں نکلیں اور معدوم ہوئیں لکڑی سے جب لکڑی رگڑ کھاتی ہے تو آگ کم نکلتی ہے۔ لیکن جب کبھی نکلتی ہے تو کوسوں تک جنگل کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ جنگل کی آگ بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ کل جاندار اُس میں قریب قریب جلکر مر جاتے ہیں۔ دھوئیں میں بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی طرف وہ بھاگ نکلے تو آگ کی چنگاریاں اُن کے پہلے پہنچکر اُن کے آگے بھی جنگل میں آگ لگا دیتی ہیں۔ آگے اور پیچھے دونوں جانب سے آگ چلی تو بیچ میں وہ کہاں بچ رہیں؟

لکڑیاں دو قسم کی ہوتی ہیں، ایک وہ جن میں دودھ نکلتا ہے۔ جیسے آم، مہوہ، گولر، کٹھل، برگد، پیپل وغیرہ کے درخت اور دوسرے وہ درخت جن میں دودھ نہیں ہوتا جیسے ساکھو، املی، شیشم وغیرہ کے درخت، اول الذکر درختوں میں آگ کم نکلتی ہے اور جب تک وہ سوکھتے نہیں اچھی طرح جلتے نہیں، اور آخر الذکر درختوں سے آگ نسبتاً زیادہ نکلتی ہے اور ہری لکڑی بھی مشتعل ہو جاتی ہے۔ جنگلوں میں آخر الذکر درخت بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لیے محکمہ جنگلات میں آتش زدگی کے روکنے کے لیے تین تدبیریں عموماً زیر عمل رہتی ہیں، ایک یہ کہ دیاسلائی کی ذریعہ جنگل کے اندر نہ آنے دوسرے یہ کہ جنگل سے چند بیگھوں کے فاصلے تک آگ نہ جلنے پائے، اور تیسرے یہ کہ درختوں کی وہ شاخ جو ہوائے تند میں دوسری شاخ سے رگڑ کھاسکے فوراً کاٹ دی جائے۔

لکڑی کو لکڑی سے رگڑیے تو آگ کس طرح نکلتی ہے؟ اس کا تجربہ لوگوں نے بیان کیا ہے۔ سن (پٹوے) کی دو لکڑیاں دس پندرہ منٹ تک باہم رگڑی جائیں تو آگ پیدا ہو جائیگی۔ وہ مشتعل نہ ہوگی لیکن دھواں دیگی اور جل جائیگی۔ جنگلوں میں آتش کش ساکھو کی ایک لکڑی پھاڑ کر دو حصے کر لیتے ہیں اور اُسکی سطح ہموار کرتے ہیں یا بانس کے دو ٹکڑے اُٹھا لیتے ہیں اور پھر اُنہیں باہم رگڑتے ہیں، جب حرکت سے کافی حرارت پیدا ہوئی تو اُس پر کھڑ رکھ دیتے ہیں، کھڑ فوراً مشتعل ہو جاتا ہے اور کھڑ کے ساتھ تر لکڑی بھی جلنے لگتی ہے اس طرح وہ آگ پیدا کر لیتے ہیں۔ ساکھو کے چھلکے کے کوئلے اطراف گورکھپور میں دیسی لائق قدر ہیں جیسے دیگر مقامات پر ڈھاک کے کوئلے۔ تر چھلکے جلائے جاتے ہیں۔ اگر وہ خشک کر جلائے جائیں تو کوئلے کم اور ناقص پیدا ہونگے۔

استخوان حیوانی میں فاسفورس ہوتا ہے اور اس سے بھی کبھی کبھی ہوا میں نور پیدا ہوتا ہے۔ جیسے ناواقف سمجھتے ہیں کہ ارواح خبیثہ بھوت یا پریت شعلۂ آتشیں منہ سے نکالتے ہیں۔ اگر کوئی گھاس اُسکے قریب ہو تو کیا وہ بھی مشتعل ہو جائے گی؟ غالباً برق کی طرح

ان میں نار و نور کا اجتماع ہونا ، اور نور میں عام وخاص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر نار میں کم و بیش نور ضرور ہوتا ہے ، لیکن ہر نور میں اتنی حرارت لازم نہیں ہے کہ اُسے نار بنا دے بلکہ عام وخاص من وجہ کی نسبت زائد تر صحیح معلوم ہوتی ہے یعنی مشتعل آگ میں اکثر نار و نور دونوں جمع رہتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ آگ ہے لیکن اپنی قلت یا کسی اور وجہ سے اپنے گرد کی ہوا میں نور پیدا نہ کرسکی ، یا نور ہے لیکن اتنی حرارت اُس میں نہیں ہے کہ وہ آگ پیدا کرسکے ۔ ماہتاب کا نور آگ نہیں پیدا کرتا آفتاب کا نور بھی آگ پیدا نہیں کرتا لیکن اگر کسی محدب شیشہ سے اُسکی حرارت ایک نقطہ پر جمع کی جائے تو آگ پیدا ہو جائیگی ۔ میں اتنا ہی جانتا ہوں جتنا مجھے بتایا گیا۔ ذات باری کے سوا کوئی دوسرا عالم یا علیم نہیں ہے ۔

نصائح خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

۱۔ اے فرزند تقوے کو اپنا شعار بنانا۔
۲۔ ملازمت اور عبادت پر نازمت کرنا۔
۳۔ اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہنا۔
۴۔ حق تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔
۵۔ اُس کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔
۶۔ درمیان خوف و رجا کی زندگی بسر کرنا کہ سالکوں کا یہی مقام ہے۔
۷۔ والدین کے حقوق کا ہمیشہ خیال رکھنا۔
۸۔ قرآن شریف کا ورد ہمیشہ کرتے رہنا۔
۹۔ علم فقہ اور حدیث ضرور پڑھنا۔
۱۰۔ طلب علم سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹنا کہ فقیر بے علم طعام بے نمک کی مثال رکھتا ہے۔
۱۱۔ جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا۔
۱۲۔ عوام الناس سے دور رہنا۔
۱۳۔ علمائے اہل سنت وجماعت و ائمہ سلف کے مذہب پر رہنا۔
۱۴۔ اہل بدعت سے صحبت نہ رکھنا۔
۱۵۔ اُن کی صحبت کو دین کی بربادی تصور کرنا۔
۱۶۔ حلال کھانا ، حرام سے بچنا۔
۱۷۔ جوانوں ، لڑکوں اور عورتوں سے ہمیشہ دور رہنا۔
۱۸۔ خلوت اختیار کرنا۔
۱۹۔ نماز باجماعت ادا کرنا۔
۲۰۔ دستاویزوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔
۲۱۔ قاضیوں کی کچہری میں حاضر نہ ہونا۔
۲۲۔ ہمیشہ گمنام رہنے کی کوشش کرنا۔
۲۳۔ خانقاہ میں نہ بیٹھنا اور نہ خانقاہ بنانا۔
۲۴۔ کسی کی برائی سے غمگین نہ ہونا۔ ۲۵۔ کسی کی مدح سے مغرور نہ ہونا۔
۲۶۔ لوگوں سے حسن خلق کے ساتھ معاملہ کرنا۔ ۲۷۔ تمام مخلوق پر مرحمت کرنا۔
۲۸۔ ہر حال میں نیک ہو یا بد باادب رہنا۔
۲۹۔ قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنسنا کیونکہ یہ غفلت کی نشانی ہے۔
۳۰۔ ہمیشہ آخرت کا غم پیش نظر رکھنا۔
۳۱۔ موت کو روزانہ یاد کرتے رہنا۔
۳۲۔ ریاست کا خواہاں نہونا ، جو ریاست کا خواہاں ہوا وہ سالک طریقت نہیں ہے۔
۳۳۔ اگر ہوسکے تو روزہ ہمیشہ رکھنا کہ یہ نفس سرکش کی سرکوبی کرتا ہے۔
۳۴۔ فقر میں پاکیزہ رہنا۔ ۳۵۔ سبک بار ، بادیانت ، باورع ، باپرہیز رہنا۔
۳۶۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حلیم اور ثابت قدم رہنا۔
۳۷۔ مصیبت پر ہمیشہ صبر اور شکر ادا کرنا۔ ۳۸۔ مشائخ عظام کی جان و تن سے محبت کرنا۔
۳۸۔ کسی بزرگ کا خواہ وہ کسی طریقہ کا ہو انکار نہ کرنا بشرطیکہ خلاف شرع نہو۔
۳۹۔ لوگوں سے سوال نہ کرنا اور نہ اپنے واسطے کچھ مال جمع کرنا۔
۴۰۔ ہمیشہ توکل پر راضی رہنا۔ ۴۱۔ بخل و حسد سے بچتے رہنا۔
۴۲۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ تجکو دے اُسکو خلائق پر تقسیم کر دینا۔
۴۳۔ ظاہر کو کبھی آراستہ نہ کرنا۔ ۴۴۔ آرائش ظاہری کو خرابی باطن تصور کرنا۔
۴۵۔ ہمیشہ سچ بولنا کسی سے خوف نہ کھانا۔ ۴۶۔ نفس کو عزیز نہ رکھنا۔
۴۷۔ غیر ضروری گفتگو کے وقت خاموش رہنا۔
۴۸۔ ہمیشہ لوگوں کو وعظ نصیحت کرتے رہنا۔
۴۹۔ کم کھانا ، کم پینا ، کم سونا۔ ۵۰۔ سوائے ضرورت کلام نہ کرنا۔
۵۱۔ جس کا دل زندہ اور نفس مُردہ ہو اُسکو سماع سننا روا ہے۔ اور جس میں یہ بات نہ ہو اُسکو نماز روزہ میں مشغول رہنا اولےٰ ہے۔
۵۲۔ اے فرزند تیرا قول ہمیشہ فکر سے ہو۔ تن نماز میں ہو اور عمل خالص ہوں۔
۵۳۔ تیرے ساتھی درویش۔ تیرا گھر مسجد۔ تیرا مال دین کی کتابیں۔ تیری آرائش ترک دنیا۔ تیرا دوست خدا تعالیٰ ہو ۔

ستر عورت

(از علامہ ابو الفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

اسلام نے مرد و زن کے لیے گھٹنے سے ناف تک ستر عورت قرار دیا ہے اور مسئلہ شرعی یہ ہے کہ چادر ، لنگی یا پائجامہ کا ٹخنے سے نیچے رہنا داخل اسراف ہے اور گھٹنے سے اوپر رہنا بے حیائی ہے ، اور اسی لیے مسلمانوں کے پائجاموں کا حصہ زیریں ٹخنے اور گھٹنے کے درمیان کسی جگہ رہتا ہے۔ اہل تشیع گھٹنے کو ستر عورت نہیں سمجھتے لیکن یہ شرعی حکم جانتے ہیں کہ گھٹنے سے اوپر ران کا کوئی حصہ کھلنے نہ پائے۔ اس لیے گھٹنے سے نیچے تک انہیں بھی پائجاموں کا حصہ زیریں اتارکر رکھنا گویا لازم ہے مسلمانوں کا یہ شرعی مسئلہ مسلمانوں کی تہذیب کا پتہ دیتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ تمام

[illegible] ہندوستان میں بعض مراسم ہندوؤں سے لے لیے ہیں لیکن ان کے شرعی مسائل میں دست اندازی نہیں ہوئی اور وہ محفوظ ہے۔ مثلاً ہندوؤں کے اثر صحبت سے لنگیوں کو مسلمانوں نے اس طرح استعمال کرنا شروع کیا کہ آگے کا حصہ پیچھے لیجا کر پس پشت کھونس لیتے ہیں، اسے وسط شمالی ہند میں دھوتی باندھنا بولتے ہیں۔ یہ فعل غیر مستحسن ہے اور مثل دیگر جانب کے مسلمانوں میں، رائج ہو گیا ہے، لیکن شرعی احکام کا احترام اتنا باقی ہے کہ جب دھوتی پہننے والے مسجدوں میں جاتے ہیں تو دھوتی کا وہ حصہ جو پس پشت اوپر چڑھا ہوا رہتا ہے نیچے گرا لیتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جو تھائی ستر عورت نماز میں کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

ہندوؤں کی پوشش کی تقلید اعلےٰ طبقہ کے مسلمانوں نے کبھی نہیں کی، بلکہ اپنی پوششوں میں نئی ایجاد اور نئی نئی اختراعیں وہ خود کرتے رہے، چندوں سے جانگیہ انگریزوں نے استعمال کرنا شروع کیا ہے، جسے نیکر کہتے ہیں۔ ٹخنوں سے کیا بلکہ انگلیوں سے گھٹنوں تک اُن کی تہذیب میں ستر عورت خیال کیا جاتا ہے۔ اور گھٹنہ اور ران کا جو تھائی حصہ کیا جب کوئی روک نہیں ہے تو اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہوئے بھی ران تک کھل جاتی ہے اور عیب نہیں سمجھا جاتا۔ انگریز فاتح ہیں اور صرف فاتح نہیں بلکہ مہذب اور بہت سی اچھی باتوں کے عامل ہیں۔ اس لیے ہندوستان کے مسلمان بہت سے معمولات میں اُن کے مقلد ہوئے ہیں، اور ہونا ہی چاہیے۔ لیکن تقلید میں اس امر کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ احکام اسلام سے انحراف لازم نہ آئے ہیٹ لگائیے، کوٹ پتلون پہنیے، نکٹائی کالر لگائیے، اس میں چنداں مضائقہ نہیں لیکن نیکر پہنکر گھومئے اور ران کا حصہ کھلا رکھیے، اسے کوئی تاویل شرعی اسلام میں جائز نہیں قرار دے سکتے۔ میری غرض نکتہ چینی یا عیب جوئی نہیں ہے اور نہ کسی قسم کی فرمائش ہے کہ "ایں مکن آں کن" بلکہ اُن لوگوں سے جو شرعی احکام پر عمل کرنا پسند کرتے ہیں اور ناواقفیت کی وجہ سے نیکر کو خلاف شرع نہیں جانتے، اُنہیں صرف یہ بتانا ہے کہ نیکر کو وہ گھٹنے سے نیچا بنوائیں یا بیس برس پہلے جو فیشن تھا اُسے اختیار کریں یعنی گھٹنوں کے قریب نیکر میں چپاؤ دیکر گھٹنے سے نیچے تسمہ سے اُس کا حصۂ زیریں باندھ دیں اور لانبی جرابیں گھٹنوں تک چڑھالیں ❊

ایک دنیادار کے آخری لمحے

(از جناب علی فہمی صاحب میرٹھی)

آ۔ آ۔ پیاری دنیا۔ آ۔ تیرے عاشق پر نزع کا عالم طاری ہے، تیرا وہ سچا عاشق [illegible] دین و ایمان قربان کر چکا چند لمحوں میں تجھ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہونیوالا [illegible] پیاری دنیا۔ آ۔ اور اپنے سینہ سے لگا کر آخری وقت میں اپنے دیوانہ کو تسکین [illegible] افسوس موت کے تیز و تند جھونکے میرے چراغ زندگی کو گل کرکے مجھکو [illegible] تیری جُدائی کے خیال نے میرے سانس کو سینہ میں بھینچ [illegible] گرفتار ہے تب خشک ہوئے جاتے ہیں، [illegible] دیتی۔ میری مدہوش دنیا! تیری پیاری پیاری صورت میری آنکھوں میں [illegible] اور ہمیشہ پھرتی رہیگی۔ میری دلربا دنیا! تیرے جمال کا نقشہ ہمیشہ سے میری آنکھوں [illegible] ہے اور رہیگا، وہ آنکھ کی پتلی جس سے تو میرے دل میں آئی تھی افسوس [illegible] بنکر بہ جائیگی۔ دیکھ تیرے شیدا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ آ۔ اور اپنے [illegible] کے آنسو اپنے دست نازک سے پونچھ۔ دنیا۔ دنیا۔ پیاری دنیا تو میرے کلیجہ کی [illegible] تھی۔ میری خبر لے۔ اُف میرے سینہ میں آگ بھڑک رہی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ جہنم جس کا کبھی میں نام سنا کرتا تھا کسی نے اُٹھا کر میرے سینہ میں رکھدیا۔ آ۔ آ۔ پیاری دنیا۔ آ۔ اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھکر مجھکو تسلی دے، وہ دل جو تیری محبت کے لیے وقف ہو چکا ہے بیٹھا چلا جا رہا ہے۔ وہ دل جو تیرے لیے مدتوں [illegible] بنا رہا، آج یاس و حسرت کی دنیا بنا ہوا ہے۔ وہ دماغ جس میں تیری الفت کا [illegible] ہے، وہ دماغ جس میں تیری محبت کا سودا ہے، آج اُبل رہا ہے، کیا آفتاب [illegible] پر آ گیا۔ کیا قیامت آگئی۔ اب مجھکو معلوم ہوا کہ قیامت اسی کو کہتے ہیں۔ [illegible] یہی ہے، میری پیاری دنیا! تو کہاں ہے۔ کدھر ہے۔ آ۔ میرا ساتھ دے۔ مجھکو [illegible] بڑا بھروسہ تھا، کیا تو میرا ساتھ نہیں دیگی، کیا تو اس مصیبت کے وقت میں میرے کام نہیں آئیگی، کیا تو بھی بے وفا ہو گئی۔ یاد کر کہ میں نے تیرے لیے کیا کیا نہ کیا [illegible] بے ایمانی کی۔ میں نے حق داروں کو حق سے محروم کیا، مگر تیرے لیے دولت جمع کی [illegible] تیری خاطر مظلوموں کو ستایا یتیموں کو رُلایا، مگر افسوس تو نے میرا ساتھ نہ دیا۔ میں تیرے حاصل کرنے کے لیے کیا کچھ نہ کیا، مگر تو بے وفا نکلی، میں تیرے لیے لامذہب [illegible] دین و ایمان کھو بیٹھا، مگر افسوس تو نے مجھ سے دغا کی۔ اے میری پیاری دنیا دیکھ [illegible] ہاتھ پیر سرد ہو چکے، اب تو خبر لے۔ اُف۔ اُف۔ میری آنکھیں مجھکو کیا دکھا رہی ہیں [illegible] دنیا۔ پیاری دنیا مجھکو بچا۔ تجھکو تیرے مال و دولت کی قسم بچا۔ تجھکو تیری زیب و زینت [illegible] بچا۔ تجھکو تیرے حسن و آرائش کی قسم بچا۔ تجھکو میری محبت کی قسم بچا۔ مجھکو جہنم کے دہکتے [illegible] انگاروں سے بچا۔ جو آنکھیں کبھی تجھکو دیکھا کرتی تھیں آج وہ جہنم کا خوفناک نظارہ [illegible] ہیں جس طرح میں تیری طرف دوڑا کرتا تھا آج اسی طرح جہنم کی آگ میری طرف دوڑ [illegible] رہی ہے۔ اُف۔ اُف۔ مدد۔ مدد۔ پیاری دنیا مدد۔ ہائے میں جلا۔ ہائے [illegible] پھُنکا۔ جہنم کی لپیٹ میرے بستر مرگ تک آگئی۔ اے بے وفا دنیا تو کہاں ہے۔ [illegible] ..... جلا..... میں پھُنکا..... میں..... میں..... خاک..... ہو..... گیا۔

پردۂ دل سے نکل میری نظر میں آجا ۔۔۔ منزل عشق کی اب راہ گزر میں آجا
یہی اک آخری تدبیر سکوں ہے ظالم ۔۔۔ درد بن کر تو مرے زخم جگر میں آجا
نگہِ غیر کا پھر کوئی ٹھکانا نہ رہے ۔۔۔ لطف آجائے جو تو میرے اثر میں آجا

ذرہ ذرہ سے عیاں ہے ترا پوشیدہ جمال
کیا تعجب ہے جو تو روحِ بشر میں آجا

(مولانا [illegible])

آزادی

(از جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب [illegible])

"آزادی" خدا کی وہ [illegible] نعمت ہے [illegible] جو اصل ہے اور باقی نعمتیں اس کی تابع ہیں [illegible] بالکل [illegible] انسانی قوی پر دوسری طاقت اور [illegible] تسلط نہیں ہوتا وہ اپنے لیے [illegible] دین و دنیا کا ہر کام کر سکتا ہے۔

آزادی کے معنی | آزادی کے یہ معنی ہیں [illegible] خارجہ پابندی عائد نہ ہو اور اپنے اختیار [illegible] ملکیت یا موروثی جائداد اور [illegible] جو چیز سمجھتے ہوں اور جو اپنے حصول مقصد کے لیے ایک اوزار کی طرح استعمال کریں۔

انفرادی آزادی | ہر شخص اپنی قوت بازو سے [illegible] بلا شرکت غیرے اس سے پورا فائدہ اٹھا سکے۔ [illegible] ظلم زیادتی اور زبردستی نہ کر سکیں، [illegible] اس کی جان اور مال کو کسی قسم کا خطرہ نہ ہو۔ اسے کوئی نقصان یا رنج نہ پہنچا سکے۔

اجتماعی آزادی | اس سے یہ مراد ہے کہ ایک قوم یا ایک ملک میں رہنے والے لوگوں کے مشترکہ مقاصد مفاد اور آرام و آسائش پر دوسری قوم کا کوئی اثر نہ ہو۔ وہ اپنے مفاد کے کاموں کو خود ہی سوچے اور خود ہی کام کرے [illegible] قوانین خود بنائے اور خود عمل کرے اور اپنے ملک کی پیداوار کو اپنے ملک ہی کی سود [illegible] صرف اپنی رائے کا پیرو ہو۔ دوسری قوم [illegible] داخلی خارجی معاملات میں کسی طرح کا کوئی حصہ نہ لے سکے۔

ملکی آزادی | یہ اس بات پر موقوف ہے کہ رعایا کو ملک داری میں کامل دخل ہو [illegible] انصاف پر مبنی قوانین اور بالاشتراک پاس کردہ قواعد [illegible] اور کسی ایک آدمی اور [illegible] سے بڑے شخص کے ذاتی [illegible] آزادی [illegible] کر سکے اور کوئی انسان اپنے اختیارات [illegible] طور پر استعمال نہ کر سکے۔ اور جو ظلم [illegible] کی ایک شخص کی مرضی سے [illegible] وقوع پذیر نہ ہو سکے۔

آزادی اور قانون | بغیر ان قواعد و قوانین کی پابندی کے جو عام [illegible] مشترکہ [illegible] بغرض صلاح و فلاح اہل ملک بنائے جائیں رعایا کو آزادی حاصل ہونا ممکن ہے۔ جب ہر شخص ایک ہی قانون کی پابندی کرے گا تو ہر شخص کو یکساں بحیثیت اجتماعی کے فائدہ پہنچے گا۔ ہر شخص بے راہ روی اختیار نہ کر سکے گا [illegible] قواعد مقررہ [illegible] لہٰذا بغیر پابندی قوانین قومی و مذہبی انسان [illegible] آزادی میسر نہیں آ سکتی۔ [illegible] قوانین رعایا کی مرضی سے ان کی ضرورتوں کے مطابق [illegible] ان کی [illegible] مرضی ان پر جبراً وارد نہ کیے جائیں اور ان کی مرضی کے خلاف ترمیم [illegible] نہ ہو سکے اور چونکہ ہر شخص کے حقوق مساوی ہیں اس لیے مساویانہ قانون بنانا لازمی امر ہے۔

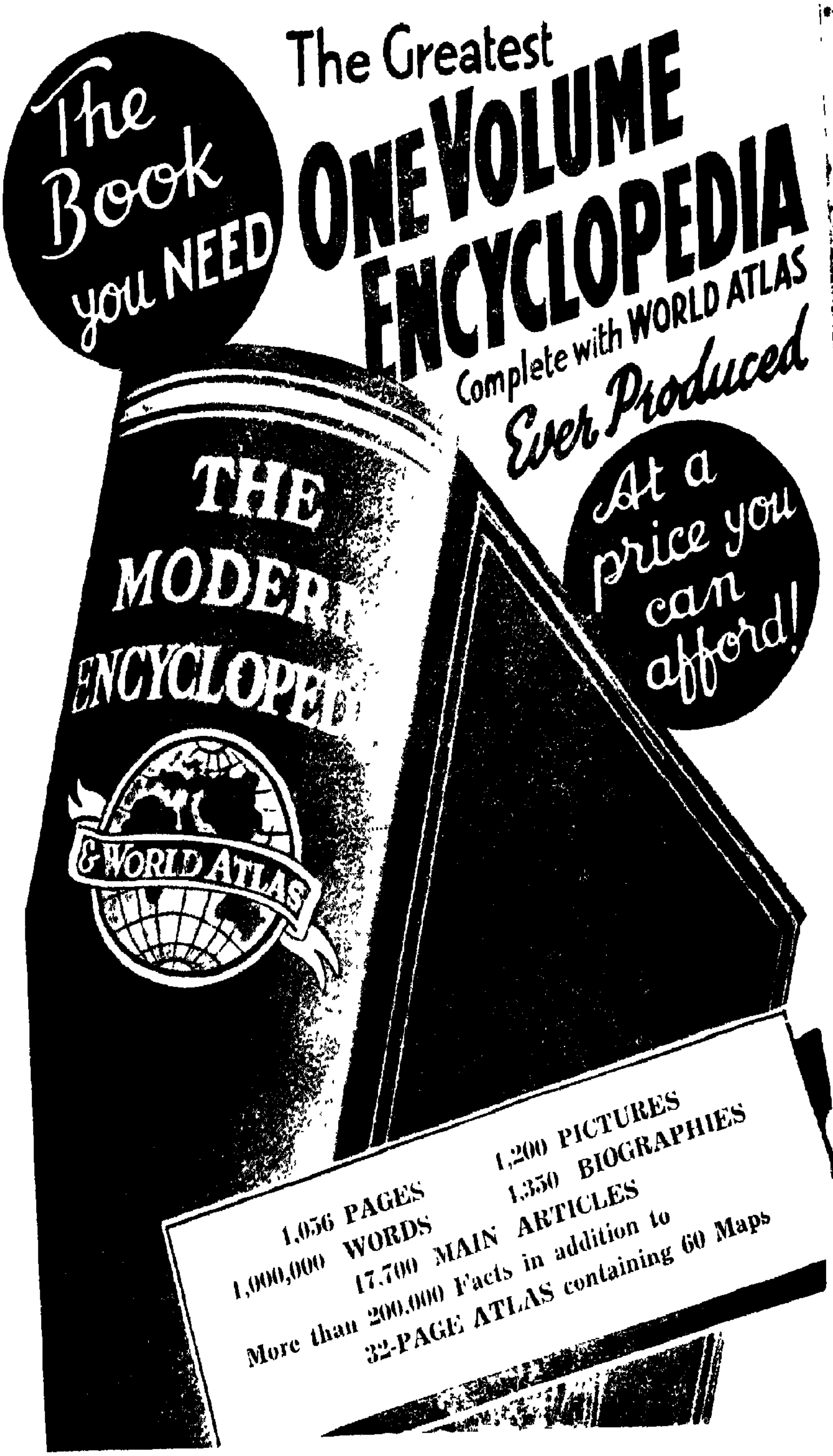
آزادی رائے | مجلس وضع قوانین میں طبقات رعایا کے نمائندوں کا ہونا اور ان کی مشترکہ ترمیم رائے اور انتہائی بحث و نقد سے کسی قاعدے قانون کا پاس ہونا لازمی ضروری ہے تاہم یہ بات [illegible] قابل ہے کہ تمام ممبر کیسے ہی قابل ہوں [illegible] اور [illegible] دوسری محنت اور کوشش سے کوئی ضابطہ [illegible] ناقص رہ جاتا ہے کیونکہ انسانی عقول تمام حقائق [illegible] کا [illegible] نہیں [illegible] لیے ضروری ہے کہ رعایا کے ہر فرد کو ہر حالت میں قوانین پر [illegible] نکتہ چینی کرنے، صدائے احتجاج بلند کرنے اور روز روشن [illegible] کا پورا حق حاصل ہو۔

مذہبی آزادی | [illegible] کو اپنے مذہبی رسوم و آداب و عبادات اپنے طریقوں پر ادا کرنے میں [illegible] ظاہری اور باطنی طور پر کسی قسم کی کوئی رکاوٹ حائل [illegible] مذہبی [illegible] کا احتساب اور پابندی قائم نہ ہو اور ہر مذہبی رسم کو [illegible] اطمینان، امن و امان۔ اور آزادی سے [illegible] ہر حکم کی تعمیل کی جا سکے۔

آزادی اور اختیار | [illegible] کے نزدیک آزادی اور اختیار میں کوئی فرق نہیں، [illegible] جاتے ہیں۔ یہ لوگ قانون کو پسند کرتے ہیں اور اس لیے کہ قانون [illegible] کا ذریعہ ہے وہ ہمیشہ اپنے فرائض ادا کرنے کی تو [illegible] قانون [illegible] اختیارات کو فرائض زندگی سے ملاتا ہے ان کے اطمینان کا سبب ہوتا ہے۔

لیکن ہم لوگ جو اس نعمت [illegible] سے محروم ہیں آزادی اور اختیار میں نمایاں فرق محسوس کرتے ہیں، اور آزادی اور اس کے فوائد پر غور کرنے سے تو اور بھی بڑا فرق نظر آتا ہے۔

آزادی پریس | آزادی کی [illegible] سب سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کے ذریعہ سے جو مفید کام با آسانی [illegible] کسی طرح ممکن نہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا انسٹی ٹیوشن (قانون [illegible]) آزادی پریس سے زیادہ اہم ہو۔ لیکن لحاظ مفید [illegible] سابقہ پڑتا ہے۔ گورنمنٹیں اسے عموماً [illegible] ظلم و ستم [illegible] کارروائیوں اور دراز دستیوں [illegible] اور دولتمند بھی اس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ ان کی [illegible] سے انصافانہ ریویو کیے جاتے ہیں جو کبھی بات آدھی لڑائی کے مصداق ان کی ناخوشی کا سبب ہوتی [illegible] اور یہی باتیں انہیں اس وجہ سے اور بھی [illegible] معلوم ہوتی ہیں کہ [illegible] اور خود بینی سے ان کی عادت بگڑ جاتی ہے سرمایہ دار [illegible] خوش نہیں ہیں کیونکہ ان کی تجارتی اغراض و مقاصد پر بھی اس [illegible] آزادی [illegible] غرض آزادی پریس شخصی اور اجتماعی آزادی کی حفاظت کا [illegible] مفاد کی مستر خفیہ سازشوں کا کافی تدارک ہے۔ یہ اتنی زبردست طاقت ہے [illegible] مجلس پارلیمنٹ اور پبلک پلیٹ فارم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں



The Book you NEED
The Greatest
ONE VOLUME ENCYCLOPEDIA
Complete with WORLD ATLAS
Ever Produced
At a price you can afford!
THE MODER ENCYCLOPE
& WORLD ATLAS
1,056 PAGES
1,200 PICTURES
1,000,000 WORDS
1,350 BIOGRAPHIES
17,700 MAIN ARTICLES
More than 200,000 Facts in addition to
32-PAGE ATLAS containing 60 Maps

البتہ کسی امیر و دولتمند کی امیرانہ خودغرضانہ چالیں اسے برباد کرسکتی ہیں۔

کتب بینی اور اس کا طریقہ

دنیا میں کوئی بشر ایسا نہیں جو زمانہ کا نالاں نہ ہو۔ اسکی قیامت خیز رفتار کا ستایا ہوا نہ ہو۔ کوئی نان شبینہ کو محتاج ہے کسی کو اولاد کا غم کھائے جاتا ہے، اہل بصیرت فراق میں گریاں ہیں۔ کوئی عزیزوں کے ہاتھوں نالاں، کہیں صف ماتم بچھی ہوئی ہے اور کہیں مظلوموں پر انوکھے ستم توڑے جا رہے ہیں۔ غرضیکہ :

دنیا بھی عجب گھر ہے کہ راحت نہیں جس میں | وہ گل ہے یہ گل بوئے محبت نہیں جس میں
یہ دوست ہے وہ دوست مروت نہیں جس میں | وہ شہد ہے یہ شہد حلاوت نہیں جس میں
بے درد والم عمر غریباں نہیں گزری | دنیا میں کسی کی بھی یکساں نہیں گزری

ایسے پُرآشوب مقام میں اگر کوئی شے دنیا کے ظلم و ستم کی سختی کو کم اور اس کے قیامت خیز سانحوں کو نرم کرسکتی ہے تو وہ مطالعہ کتب ہے۔ ایک فاضل کا قول ہے کہ مطالعہ انسان کی حقیقی راحت کا باعث ہے اس کے اخلاق حسنہ کی زیادتی کا موجب اور دنیا کے بدلے ہوئے تیور کا جواب باصواب ہوتا ہے لیکن سب سے بڑا فائدہ جو مطالعہ کتب سے ظہور میں آتا ہے وہ تہذیب نفس اور تربیت دماغ ہے۔ مطالعہ مختلف علوم و فنون کو جو قوموں کے خیالات کا نتیجہ اور جذبات کا آئینہ ہوتے ہیں ہمارے غور و خوض کے لیے پیش کرتا ہے اور اُن مفید نتائج سے بھی آگاہی بخشتا ہے جو صاحبان ادراک و فہم نے بہبودی انسان کے لیے تجویز اور منضبط کیے ہیں۔ لیکن وہ شخص جو مطالعہ نہیں کرتا اور اپنی ذاتی معلومات پر نازاں ہے، زمانہ گزشتہ کی برکات سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا اور نہ اس کی مختصر اور ناتکمل واقفیت اس کو صائب رائے قائم کرنے میں مدد دے سکتی ہے۔ وہ اپنی کوتاہ نظری اور ذاتی اعتماد کی بدولت گزشتہ نسلوں کے قیمتی خزانہ کی وراثت سے محروم رہتا ہے اور اس لیے علمی دنیا میں مفلس اور کنگال ہے۔ ایک مشہور ریاضی داں کی روایت ہے کہ اس نے اپنے لڑکپن کے زمانہ میں بغیر کسی کتاب کے مطالعہ کے علم مثلث کے چند ابتدائی سوالات حل کیے اور ان جوابات کو ایک قابل وقعت انکشاف سمجھ کر ایک رسالہ میں شائع ہونے کے واسطے بھیجا۔ اب آپ اسکی مایوسی کا اندازہ کیجیے کہ جب زمانہ کسی بڑے کتب خانہ میں پہلی مرتبہ گیا تو اس نے اپنے انکشافات کو فرسودہ اور پامال شدہ واقعہ دیکھا جو ہر ایک طالب علم کو بخوبی معلوم تھا۔ اسی قسم کی تکلیف اور سخت مایوسی موجود ہے اس شخص کے لیے جو مطالعہ نہیں کرتا اس کے لیے وہ زمانہ جو اس سے پیشتر تھا خالی اور بے معنی ہے۔ جب لوگوں نے زندگی بسر کی ہے، معاملات کو سوچا ہے، مصائب اُٹھائے ہیں، لیکن اس شخص کی ہدایت کے لیے نہیں، اس کی معلومات اس کے مشاہدے تک محدود ہیں اور اس کی واقفیت اس کے ذاتی تجربات، نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ شخص اپنی پیدا کردہ تاریکی کی وجہ سے جھاڑیوں میں گرے گا، دشواریوں سے ٹکرائے گا لیکن اس پختہ سڑک کا جو نوع انسان نے تیار کی ہے پتہ نہیں پا سکتا۔

مطالعہ ہماری واقفیت میں نمایاں اضافہ کرتا ہے اور زمانہ گزشتہ کے تمام تجربات اور مشاہدات کو جو قرنوں اور صدیوں کا نتیجہ ہیں اور جن کے عشر عشیر کے حصول کے لیے عمر نوح کافی نہیں ہو سکتی یکجائی طور پر ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ تواریخ کو کھولیے اور دنیا کے بڑے بڑے واقعات جو نسل انسان کی تقلب ماہیت کا باعث ہوئے ہیں آپ کے حضور میں من وعن موجود ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ انسانی تہذیب جو آج بہ وجوہ مکمل نظر آ رہی ہے کس طرح وقوع میں آئی اور مسئلہ ارتقا جسکی رو سے انسان حجری، شجری اور حیوانی مقامات سے گزر کر انسانی درجہ کو پہنچا، کہاں تک صداقت کا پہلو لیے ہوئے ہے، قوموں کے بناؤ اور بگاڑ سے ان کی ترقی اور تنزل سے اور اُن اسباب سے جو ان تغیرات عظیم کا باعث ہوئے ہیں جن کی بدولت حاکم محکوم اور غلام آقا بن گئے بخوبی واقفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ واقعات جو تاریخی اجتماع نقیضین کے زمرہ میں شامل ہیں کس طرح ظہور پذیر ہوئے اور سلطنتیں باوجود پورے اقبال کے یکایک زوال کی طرف کس طرح جھک گئیں گویا اُن کے عروج میں تنزل مضمر تھا۔ ظاہرا ترقی کے مدارج طے کرتے ہوئے پستی اور نکبت کے عمیق قعر میں ہی جا گریں۔ دیکھو یورپ لرزرہا تھا جب نپولین اعظم اپنے جاں نثار سپاہیوں کے ساتھ اس کو فتح کرنے کی غرض سے اُٹھا لیکن اُسی عروج کے زمانے میں شاہی تخت متزلزل تھا اور زوال کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے سلطنت مغلیہ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا لیکن گل کی نشوونما کے ساتھ خار بھی بڑھتا گیا اور اس کے عین حیات ہی میں سلطنت کے زوال کے اسباب پیدا ہو گئے۔

مطالعہ ہم کو اعلیٰ ترین دماغ کے خیالات سے آگاہی بخشتا ہے، زمانہ سابق کے قابل اور لائق بزرگوں کی صحبت اور ہمراہی کا شرف عطا کرتا ہے۔ اس کی بدولت ہم ڈیماس تھنیس، ابن خلدون، ابن بطوطہ سے گفتگو کا شرف حاصل کرتے، اور مہذب ممالک کے علمی خزائن سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ میں کس طرح باور کرلوں کہ سعدی، حافظ اور عمر خیام مردہ ہیں جبکہ اُن کی نصائح معرفت سے لبریز جذبات اور فلسفیانہ خیالات میری روح کی فرحت کا باعث ہوتے ہیں۔ میں کس طرح یقین کروں کہ انیس و دبیر ہم میں موجود نہیں ہیں درانحالیکہ ان کا سخن ہمارے جذبات میں تموج اور تلاطم پیدا کرتا اور میدان جنگ کا نقشہ ہو بہو ہماری نگاہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ شخص جو مطالعہ کتب میں مشغول ہے کبھی تنہا نہیں رہتا، اس کا کمرہ غیرفانی مہمانوں سے جو اظہار ہمدردی میں کبھی دریغ نہیں کرتے بھرا ہوا ہے۔ شعرا، فلسفی، اور لائق مصنف جنہوں نے علمی دنیا میں بیحد کاوشوں اور سخت مخالفتوں کے بعد نام روشن کیا ہے اور مجتہدین وعلماء ربانی جنہوں نے روحانی مسرت کے راز ہائے سربستہ کو منکشف کیا ہے اسکی طلبی پر حاضر ہیں اور اس کے استفسار کا تسلی بخش جواب دینے کے لیے موجود۔

مطالعہ خیال وعمل کی بنا دستہ تہائی درنش رکھتا ہے۔ جب ہم اُن لوگوں کی سوانح عمریاں پڑھتے ہیں جنہوں نے اخلاقی ہمت کے شجر کو اپنے خون سے سینچ کر شاداب کیا ہے اور اخیر دم تک ضمیر فروشی نہیں کی تو ہمارے دل میں

فطری طور پر اخلاقی حب کی وقعت، راستبازی کی قدر اور دیانت داری کی عزت پیدا ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عقلا کے نادر خیالات، علما کے علمی انکشافات اور جہاں دیدہ لوگوں کے ذاتی تجارب ہماری زندگی کے لیے چراغ ہدایت ثابت ہیں، ان کا غیر محسوس اثر ہم کو درجۂ حیوانیت سے بلند کر کے درجۂ ملکوتی پر پہنچا دیتا ہے اور ہمارا دل گنذرگاہ و جلیل اکبر ہو جاتا ہے۔

مطالعہ کی اول شرط یہ ہے کہ وہ اُس پیشہ سے متعلق ہو جو ذریعۂ معاش بنگیا ہے یا اُس علم سے وابستہ ہو جس میں طبیعت کو قدرتی طور پر لگاؤ ہو، اگر ایک وکیل ہمیشہ علم ریاضی کی کتب کا مطالعہ کرے اور ایک ریاضی داں علم ادب کو اپنے دماغ کی غذا بنائے تو ظاہر ہے کہ وہ قدرتی عطیات سے فائدہ اُٹھا نا نہیں جانتا لیکن چونکہ مطالعہ کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان کی ذہنی اور خارجی قوتیں نشو و نما پائیں، اس لیے ایک علم یا خاص پیشہ کی طرف ہمارا کلی رجحان مطالعہ کی غرض کو فوت کر دیگا قوت استدلال کا قوی کرنا قوت تخیل کو نقصان پہنچا کر اور قوت تنقید کو مضبوط بنانا قوت استدلال کو مردہ کر کے قرین مصلحت نہیں ہو سکتا جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ اعتدال ہے جو ہر ایک قوت کے استعمال میں مد نظر رکھنا چاہیے، اگر کوئی شخص کسی خاص مضمون میں کامل دستگاہ حاصل کرنے کی غرض سے صرف اُس خاص مضمون کو اپنی کل توجہ کا مرکز بنالے، اور دوسرے مضامین کی طرف سے قطعی بے رُخی اختیار کرے تو اُسکی کامیابی ایک امر موہوم ہو جائیگی اسلیے کہ مختلف علوم کا تعلق ایک دوسرے سے بہت ہی گہرا ہے اور جب تک ہر ایک علم کے ضروری مسائل پر غور نہ کر لیا جائے شاہد مقصود سے بغلگیر ہونا دشوار ہے، البتہ کسی خاص مضمون کی کلی واقفیت کے لیے زیادہ تر وقت اس کے مطالعہ میں صرف کرنا اور دیگر فنون کی جزئی معلومات بہم پہنچانے کیلیے بقدر مناسب وقت دینا ضرور ہے۔

جسم کو تندرست رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ غذا جو تناول کی جائے اپنی خاصیت کے لحاظ سے مختلف ہو تا کہ گوشت، خون، ہڈی اور چربی کی تقویت کا باعث ہو سکے۔

آدمی صرف خشک نان یا فقط گوشت پر زندہ نہیں رہ سکتا کیونکہ اگر ایک حرارت عزیزی کے قیام کے لیے ضروری ہے تو دوسری بدل ما یتحلل کے واسطے لازمی ہے۔ ایک قسم کی غذا کا پابند ہونا مضرت سے خالی نہیں، جو کیفیت جسم کے ساتھ ہے، وہی روح کے ساتھ، دماغ چست و چالاک رہ سکتا ہے، اگر اُسکو مناسب خوراک دی جائے اُسکی قوت متخیلہ کی پرورش کی جائے اور قوت استدلال کو طاقتور بنایا جائے، جس طرح کہ قوائد حفظ صحت جسمانی ترقی کے لیے مفید ثابت ہوتے ہیں اسی طرح مطالعہ روح کو ترقی دے سکتا ہے، اگر وہ باقاعدہ اصول پر مبنی ہو اور ہر دماغی قوت کے مناسب غذا رسانی کا اہتمام کیا جائے۔

لیکن مطالعہ بذاتہ کیا ہے؟ وہ کتب کا غیر مسلسل پڑھنا اور اُس پر سرسری نگاہ ڈالنا نہیں ہے جس کی غرض خالی اوقات کو پر لطف بنانا ہوتی ہے بلکہ کتب زیر مطالعہ کو دقیق نظر سے پڑھنا، اُن کے دقائق و غوامض کی تہ کو پہنچنا اور اُن پر تنقیدی نگاہ ڈالنے کا نام مطالعہ ہے، جس طرح غذا اچھی طرح ہضم ہو کر جزو بدن بننے کی صلاحیت پیدا نہ کریگی جسم کو پرورش نہیں کر سکتی، بلکہ اسلئے اُس کے ضرر کا سبب ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ دماغی غذا بھی اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتی جب تک اُس کا کامل طور پر دماغی تجربہ نہ ہو جائے اور اُس کا ہر عنصر اپنی متعلقہ قوت دماغی کے صرف میں آکر جزو دماغ ہونے کی صلاحیت نہ پیدا کرلے، اگر ایسا نہ ہوگا تو مثل غیر منہضم غذا کے وہ دماغ کے لیے بجائے مفید ہونے کے مضر ثابت ہوگی مطالعہ کا ایک خاص مقصد ہونا ضروریات سے ہے ورنہ وہ مفید ثابت نہیں ہو سکتا، اگر کوئی شخص سمندر میں بغیر قطب نما اور نقشہ جات کے روانہ ہو اور کسی خاص بندرگاہ پر لنگر ڈالنے کا قصد نہ رکھے تو وہ غرق ہو جائیگا یا ہوا اور لہر کے رحم پر اِدھر اُدھر بہتا پھرے گا، اگرچہ ایسا کوئی کلیہ قاعدہ تجویز نہیں کیا جا سکتا جو مطالعہ کی اصلی غرض کو پورا کردے تاہم چند عام اور موٹے موٹے اصولوں کا تدوین کرنا جن کی بنیاد پر طالب علم کا مطالعہ جاری رہے چنداں دشوار نہیں یعنی ہر روز کچھ مطالعہ کو دیا جائے اور وقت مقررہ میں بجز ضروری اور اہم کاروبار کے کوئی شے دخل انداز نہ ہو، جو وقت ایک دفعہ اپنی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے مقرر کر لیا جائے اُسکو پابندی کے ساتھ نبایا جائے۔ صبح کا وقت مطالعہ کیلیے بہترین وقت ہے اسلیے کہ اس وقت دماغ چست و چالاک رہتا ہے اور رات کے آرام کی بدولت تر و تازہ اور تمام قوتیں اپنا کام خوبی کر سکتی ہیں لیکن وقت خواہ صبح کا ہو خواہ شام کا خواہ تین گھنٹے ہوں خواہ ایک گھنٹہ لیکن پابندی کے ساتھ صرف کیا جائے۔ اصلی شے عادت ہے اور اُس کا پیدا ہونا صدہا دشواریوں کو آسان کر دیگا۔ بسا اوقات طبیعت مطالعہ سے گھبرا جاتی ہے اور تھکن اور درماندگی پیدا ہو جاتی ہے لیکن اُن دشوار گزار گھاٹیوں کے عبور کرنے کے بعد سرسبز اور شاداب قطعے کی امید رکھنا چاہیے، ہم استقلال کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہیں اور مطالعہ کو اپنی طبیعت ثانی بنالیں۔

ہمارا مطالعہ پر معنی ہونا چاہیے یعنی ہم مصنف کے اصل خیال اور حقیقی جذبات کو دریافت کرلیں کتب زیر مطالعہ کے جملوں کی صرفی و نحوی ترکیب پر غور کرنا نفس مضمون کے دلائل کو جانچنا اُنکی غلطیوں کو دریافت اُنکی خوبیوں کو پہنچنا پر معنی مطالعہ کہلاتا ہے، مطالعہ دماغ کو علم کے مادہ سے پر کردیگا لیکن یہ غور و خوض کا کام ہے کہ اُس مادہ کو دماغی قوت کا جزو بنائے۔

اُن ضروری نکات کو جو آج مطالعہ کیے گئے ہیں کل دُہرانا قبل اسکے کہ نیا مطالعہ کیا جائے حافظہ پر گہرا نقش بٹھا دیتا ہے۔ کتاب کے ایک بار ختم کرنے پر اُسکے خاص خاص نکتوں پر دوبارہ غور کرنا اور بخوبی سمجھ لینا مناسب ہے ہم دیکھتے ہیں کہ مکتبوں میں یہ اصول رائج ہے اور ہر جمعرات آموختہ کے لیے مخصوص ہوتا ہے، اس میں شک نہیں کہ مکتب کا طریقۂ تعلیم عمدہ اصولوں پر مبنی نہیں ہے لیکن آموختہ خوانی کا اصول اُس کے طالب علم کو کتاب زیر تدریس کا حافظ بنا دیتا ہے علاوہ بریں مطالعہ ایک ترتیب پر مبنی ہو، تواریخ کے مطالعہ کے بعد نظم کا پڑھنا اور نظم کے بعد منطق کے دلائل پر غور کرنا اور منطق کی کتب کے بعد قصص کو دیکھنا دماغ کو پریشان کر دیتا ہے اور وہ ان بے میل اور بے جوڑ مضامین کی کثرت سے نکما ہو جاتا ہے، چونکہ مطالعہ کی اصلی غرض فہم کو تقویت بنا اور صائب رائے کا پیدا کرنا ہے اسلیے وہ ان بے جوڑ مضامین کا مطالعہ جو ایک کے اثر کو زائل کر کے اپنا اثر جمائے اور بعدہٗ ایک تیسرے اثر سے مغلوب ہو جائے مطالعہ کی اصلی غرض کا منافی ہے۔

انتخاب کتب میں دوراندیشی اور عقلمندی سے کام لو، وہ کتب جو مخرب اخلاق یا ناپسندیدہ جذبات کی اُبھار کا باعث ہیں اُنکا زہریلا اثر بہت جلد غیر محسوس طور پر سرایت کرتا ہے اور تم ہوشیار نہیں ہوتے اُسکا شکار ہو جاؤگے۔

(باقی)

رسائل کی روح

اسلام کی نماز

اسلام جسکے لفظی معنی ہیں "مطابعت کے ساتھ" خدا کی ذات کی کماحقہٗ فرمانبرداری اور کامل طور پر رضا بالرضا کا متقضی ہے، دوسرے الفاظ میں اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہم بالکل اسکے ہوجائیں اور اسکے مقابل میں اپنی ہستی کو بھول جائیں۔

دنیاوی تعلقات اور روزمرہ کے مشاغل سے دل ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ اس انقلاب کی تکمیل کے لیے کئی روحانی مراحل طے کرنے پڑتے ہیں، مکمل ریاضت یا عبادت کا مطلب یہ ہے کہ دل اور روح معبود کا کردیا جائے، اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی ہستی کو فراموش کرکے دوسرے کا جزو بنا دیا جائے، اپنی رضا کو محبوب کی رضا بنا کر ہم عبادت کے اس مرحلہ پر پہنچ سکتے ہیں، یہ جب تک کہ ہمارے دل بالکل اس حد تک [illegible] نہوں ہم حاصل نہیں کرسکتے، اگر ہمارے دل اور باتوں میں مشغول ہیں تو ہمارے دل کس طرح ایک طرف پورے پورے مائل ہوسکتے ہیں۔ بس اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم ہاتھ باندھکر ہر ایک اور شے سے اجتناب کریں، کیونکہ ہر ایک اور شے ہمارا اس ایک مدعا سے منحرف کردیگی اس منزل پر ہم تب ہی پہنچیں گے جب ہم تمام دیگر اشیاء کو ترک کرکے ان سے اپنے ہاتھ دھولیں گے۔

خیال فرمائیے کہ دنیاوی جھگڑے اور تفکرات ہمارے دماغ پر کس قسم کا زور ڈالتے ہیں۔ کیا ہم زبانی دانشہ سے یا نماز کا قاعدہ دہرانے سے ان تفکرات کو ادا کرسکتے ہیں۔ اور کیا اس طرح پر ہم سب باتوں کو بھول کر عبادت کی اس منزل کو پہنچ سکتے ہیں جس کے معنی ہر ایک دیگر شے سے کنارہ کشی ہے، اس بات کے حاصل کرنے کے لیے ایک نیسان باقاعدہ لفصاب ترتیب کا اپنے آپ کو عادی بنانے کی ضرورت ہے۔ اگر بعض جسمانی حرکات ونشست وبرخاست مختلف حالات قلب پیدا کرنے کے معاون ہیں تو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی طرز نماز روحانی مظاہرے پر مبنی ہے۔

میں نے اس سے پہلے چند مراحل کا ذکر کیا ہے۔ جن سے اپنے مشاغل کو چھوڑکر دل دوسرے کی عبادت میں مصروف ہوسکتا ہے۔ سب سے پہلے انسان کو وہ کام چھوڑنا چاہیے جس میں وہ مصروف ہے انسان کو چاہیے کہ اس کام سے ہاتھ دھولے اور اسکو ترک کردے اور اپنے ہاتھ اس طرح باندھے کہ وہ سابقہ شغل میں مصروف نہوسکیں۔ یہ پہلے چار مرحلے ہیں جنمیں ہمیں گزرنا لازم ہے، اور ہماری طبیعت یکسو ہوسکتی ہے، پھر ہم دوسری طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی اعلےٰ اشیاء کی طرف جو اس وقت تک تکمیل نہیں پاتیں جب تک ہم معبود کے روبرو سجدہ نہ کریں۔

یہ سات مراحل مختلف لوازمات کی علامات بن جاتے ہیں جن کے بغیر اسلامی نماز ناقص ہے مسجد کے مینارے سے اذان ہوتی ہے اور مسلمان کا فرض ہے کہ وہ جس کام میں مصروف ہے اسکو چھوڑ دے اور وضو کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے دنیاوی تفکرات کو چھوڑ دیا اور اُن سے ہاتھ دھولئے۔ پھر وہ خدا کے روبرو کھڑا ہوکر کانوں پر ہاتھ دھرے، اس کا مقصد یہ ہے کہ سب دنیاوی باتوں کو چھوڑدیا، پھر وہ ہاتھ سینے پر باندھے جو اظہار مطابعت اور محبت ہے، اور پھر اپنا جسم جھکائے، جسم کے ساتھ دل کا خدا کے روبرو جھکنا لازمی ہے۔ اسکے بعد وہ پیشانی زمین پر خدا کے آگے رکھ دے، گویا اسی مرض کو خدا کی مرضی کے تابع کردیا۔ دماغی حالتیں مختلف جسمانی جنبشوں سے زور پکڑتی ہیں، جو ان حرکات جسم کا نمازی مطلب نہیں سمجھتا، اور جو ان کی تعلیم کو اپنی زندگی پر حاوی نہیں کرتا وہ اپنی عبادت کو تماشہ گاہ کا نظارہ اور اپنی نماز کو تماشہ کی نقل بنا تا ہے۔

(اشاعت الاسلام)

نیرنگ قدرت

اگر تمام حکمائے اولین اور آخرین اقلیدس و فیثاغورس سے لیکر ڈارون، ہکسلی اور اسپنسر تک اور جس قدر ان کے بعد مشہور طبیعی پیدا ہوں گے سب جمع ہوکر قدرت کے پوشیدہ راز اور اشیاء کی حقیقت کماحقہٗ دریافت کرلیں، ممکن نہیں۔ نیوٹن نے کمال انصاف پسندی سے کیا خوب کہا ہے "باایں جدوجہد اور ترقی مجھے ابھی حقیقۂ قدرت کی ابجد خوانی بھی نہیں آئی ابھی میں مثل اس بچے کے ہوں جو سمندر کے ساحل پر پڑا ہوا چمکیلی ریت پر ہاتھ پاؤں مارتا ہے"۔

ایمان بالغیب کے یہ معنی نہیں کہ عالم غیب کے متعلق بے تعلی روایتیں بے چون وچرا مان لی جائیں اور عقل کو دخل نہ دیا جائے اور تحقیق کا دروازہ مسدود ہوجائے بلکہ یہ معنی ہیں کہ قدرت کا سربستہ راز اور اس کی پوشیدہ قوتیں یعنی ملکوت کا عالم تسلیم کیا جائے اور عالم الغیب کی درگاہ قدرت میں زانوئے ادب تہ کیا جائے قوانین قدرت پر شوق سے بحث ہو، اسباب اور افعال کی تحقیق کی جائے، عالم مادی میں حیرت انگیز ایجاد اور اختراع ہوں، معلومات کا ذخیرہ روز بروز بڑھتا جائے یہ سب کچھ ہو مگر ساتھ ہی زبان اور دل سے سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا کی تصدیق ہوتی رہے۔

انسان کے معلومات جس وقت وسیع ہوجاتے ہیں اور دماغی قوتیں اپنا زور دکھاتی ہیں اور علوم وفنون میں مہارت ہوجاتی ہے اُس وقت عموماً نشہ کمال بیخود کردیتا ہے اور اس ذوق بیخودی میں اپنی ہستی بھی بھول جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ فلسفہ اور سائنس کے ماہر چونکہ اپنے فضل وکمال کے باعث خود کو انسانی ترقی کے شہ نشین پر پاتے ہیں اس لیے خضوع وخشوع سے اکثر بے بہرہ ہوجاتے ہیں حالانکہ ان سے بڑھکر ہستی موہوم اور عجائبات قدرت کا سمجھنے والا اور کون ہوسکتا تھا۔ عم اور افلاک کا دلپذیر عظمت اور جبروت کا نقشہ جمادینا علم معدنیات، نباتات اور حیوانات کا کمال، قدرت اور حکمت کی تصویر کھینچ دینا اور جلال وجمال کے مظاہر آنکھوں سے دکھانا، ایسے معارف ہیں جن کا جاننے والا بیساختہ کہہ اُٹھے گا۔ ع

یہ دعوت آن نکلی جو کہ [illegible]

خوشنما سائنس جانتے والے زیادہ حق ہے کہ ان آثارِ عظمت و جلال اور قدرت و کمال کو جو کائنات میں نمایاں ہیں دیکھ کر سجدہ ریز ہو جائیں۔

(صدق)

اسلامی تعلیم

اسلام کا اصل الاصول توحید ہے [illegible] حکیم و قوی رب العالمین [illegible] اور یکتائی کے اقرار کے ہیں۔ اسلام کا یہ دعوٰے نہیں [illegible] ہر شے پیش کیا ہے [illegible] کو ضمیر انسانی کی آزادی [illegible] جائے ایمان کی [illegible] دیتا ہے اور [illegible] جاتا ہے [illegible] کیا گیا ہر شے [illegible] کے سامنے [illegible]

یہ قرآن کریم [illegible] کی نظر ہے۔ یہ دعوت و تبلیغ کا [illegible] سیاہ ہو یا گندمی، خواہ وہ سامی ہو آریہ ہو یا [illegible] کی دعوت دیتا ہے اور [illegible] وضاحت [illegible] اسلام نے [illegible] تبدیلی مذہب کو [illegible] ظالموں [illegible] کی اجازت ہے۔ اسلامی [illegible] کہ وہ اسلامی ممالک میں [illegible] بلکہ ذمیوں کو تمام [illegible] حاصل ہے کہ وہ نہایت آزادی سے اپنے مراسمِ عبادات۔ مذاہب اور تمدن کی پیروی کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا یہ ایک بڑا اصول ہے کہ تمام انسان (صرف مسلمان یا کسی خاص مذہب و ملک کے آدمی نہیں) [illegible] ہیں، اور ان کو اختیار ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے جس طرح بھی چاہیں اس دنیا میں متمتع ہو سکتے ہیں۔ اسلام میں شریف و رذیل اور چھوت اچھوت کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

اسلام اپنی تعلیمات کی روح ہی کے ذریعہ نہیں، بلکہ اپنے قوانین دارکان کے ذریعہ ایک عام انسانی اخوت و جمہوریت کے قیام کی کوشش کرتا ہے اور حصول مقصد کے لیے ہر شخص کو وہ تمام حقوق و مواقع دیتا ہے جن سے وہ مستفید ہو سکے اس میں ذہنی و جسمانی [illegible] مذہب کا [illegible] نہیں۔ اسلام کا پہلا قانون یہ ہے کہ ہر شخص جو کچھ کماتا ہے وہ اس کا [illegible] اپنی کمزوریوں کا ذمہ دار ہے۔ اسلام میں بالشوزم کا کوئی [illegible] نہیں ہے۔ [illegible] اقلیت تسلیم ہی نہیں کی جاتی بلکہ ان میں کوئی خلل انداز نہیں ہو سکتا [illegible] مذہب کے مقابلہ میں اسلام ہی دنیا و دین ہے جو انفرادی و اجتماعی ارتقاء و ارتفاع کا حامی اور ان کے لیے ساعی ہے۔ اسلام میں سرمایہ داروں اور مزدوروں میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ دونوں آزاد ہیں۔ رنگ، ملک و ملت کی کوئی خلیج ان کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتی۔ اسلام کی اقتصادی عمارت کا یہ سنگِ بنیاد ہے اور تاریخ کا کوئی واقعہ اس کی کمزوری کو ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن جہاں اسلام سرمایہ داروں اور مزدوروں کو کامل آزادی دیتا ہے وہاں معاشرتی تخریب و ابتری کو بھی نہیں دیکھ سکتا اور اس میں بھی کسی قسم کا امتیاز قائم نہیں۔

(معارف)

دعوتِ عمل

ہے چاند بھلی رات کا بالائے بام تو
چمکے دلوں پہ گر تو ہے ماہِ تمام تو

ذہنیت پرستی کی تو خشت سمجھ [illegible]
[illegible] وقت کا ہے جو کہتا ہے جام تو

گر تیرے [illegible] جلوہ گر
[illegible] کو اپنا گر کے رکھے کا غلام تو

[illegible] ان کو جلوہ نیز
ساغر کا لیکے ہاتھ میں ماہِ تمام تو

[illegible] عمل
گر جانتا نہیں ہے حلال و حرام تو

شاہوں کے [illegible]
کرتا ہے [illegible] کے دلوں میں مقام تو

ذرا میں [illegible] وطن
کرتا ہے [illegible] طلب ننگ و نام تو

[illegible]
[illegible] صیام تو

[illegible] خالد
[illegible] تمام تو

[illegible] شام کو ملے
[illegible] صبح و شام تو

[illegible] اسلام ہو
[illegible] اسلام تو

آب حیات [illegible] طلب
رکھتا ہے ہاتھ میں [illegible] کا جام تو

ہشیار ہو [illegible] تمام
[illegible] پھیلا کے دام تو

[illegible]
[illegible] بچھاتا ہے دام تو

واعظ تجھے بتا نہیں سکتا وہ اپنا راز
دیتا نہیں ہے اپنی زباں کو لگام تو

بال کر بلند نعرۂ حق بے خطر سلیم
باطل کے اس فسانے کو کر دے تمام تو

(ہمایوں)

موت ایک کتاب ہے

ایک حقیقی فلاسفر موت کے آنے پر کیوں خوش ہوتا ہے اور اس کے پاس اس یقین کو واثق کرنے کے کیا وجوہ ہیں [illegible] ہماری دنیا سے مکمل ثابت ہوگی۔ شاید دنیا نہیں جانتی کہ حقیقی فلاسفر عمر بھر موت اور مرنے کا مطالعہ کرتا رہتا ہے، اور اس لیے موت کا استقبال پریشانی سے نہیں بلکہ خاطر سے کرتا ہے۔ وہ خواہشات نفس یعنی غذائے لذیذ، لباس فاخرہ اور تزئینِ ظاہری پر کبھی نہیں جاتا، وہ ان کی طرف بقدرِ ضرورت متوجہ ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ اس کا مطالعہ جسم سے نہیں بلکہ روح سے تعلق رکھتا ہے۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ جو شخص عیشِ جسمانی سے بہرہ یاب

نہ ہو وہ زندگی میں مردہ کی برابر ہے۔ حقیقی فلاسفر اس ناپاک خیال کی تردید کرتا ہے اور علیٰ الرغم عوام الناس اس کی صرف یہ کوشش ہوتی ہے کہ حتی الامکان روح کو جسم کی مواصلت سے آزاد کردے، اب سوچنا چاہیے کہ شعورِ حقیقی کی تحصیل کون سے ذرائع سے ممکن ہو سکتی ہے اور اس جستجو میں اگر جسم کو شریک حال رکھا جائے تو کوئی رکاوٹ واقع ہوگی یا نہیں، کیا بصارت و سامعت سے ہمیں اتفاق حق میں کوئی امداد ملتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ شعراء نے ہمیشہ یہ فریاد کی ہے کہ نہ انہیں کوئی شے صاف نظر آتی ہے، نہ صاف سنائی دیتی ہے، پس جب جسم کی دو قوتیں صحیح اور صاف نہیں ہیں تو دیگر قوائے جو ان دونوں کی نسبت کم مکمل ہیں کس طرح صاف ہو سکتے ہیں؟ روح جب جسم کی معیت میں کسی چیز کی تحقیق شروع کرتی ہے تو جسم اسکو گمراہ کردیتا ہے۔ لیکن جب وہ کسی مسئلہ کو اپنے جوہرِ خالص کی مدد سے حل کرتی ہے تو وہ اُس عالم میں پہنچ جاتی ہے جو پاک ہے، دائمی ہے، غیر فانی ہے۔ غیر منقلب ہے اب وہ ہر قسم کی پریشانیوں اور آوارگیوں سے آزاد ہوکر دغدغۂ انقلاب سے محفوظ ہوجاتی ہے کیونکہ اُس کا واسطہ غیر منقلب سے ہوجاتا ہے اور یہی مقام دانش ہے شعورِ حقیقی کا پرتو روح پر اُسی وقت پڑتا ہے جبکہ وہ عقل کی اعانت بہم پہنچائے روح کی قوتِ ادراک و استدلال اس وقت نہایت تیز ہو جاتی ہے جب وہ اندوہ و نشاط اور تمام جسمانی قوتوں کے اثر سے سبکدوش ہوجائے کیونکہ تعلق جسمانی اس کو عقل و حقیقت سے دور رکھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جسم کے مطالبات اتنے کثیر ہیں کہ ہماری توجہ ہمیشہ انہی کی طرف منعطف رہتی ہے۔ علاوہ ازیں جب جسم پر امراض و عوارض حملہ آور ہوتے ہیں تو اُس کے تفکرات ہمارے اور ذاتِ لم یزل کے ربطِ باہمی میں مزاحمت پیدا کرتے ہیں، اس کی مصاحبت ہمکو خوف و ہراس، جذبات و خواہشات اور گوناگوں حماقتوں سے بھر دیتی ہے اور اس طرح ہم کو کبھی فرصت نہیں ہوتی کہ اپنے فرضِ اولین کی طرف متوجہ ہوں۔ یہ جسم اور جسم کی خواہشوں ہی کا باعث ہے کہ تفریق و تنازعات منصۂ شہود پر آتے ہیں کیونکہ تمام تنازعات کی جڑ دولت کی خواہش ہے جس کے لیے ہم مجبور رہتے ہیں کیونکہ ہم خواہشاتِ جسمانی کے غلام بنکر رہتے ہیں، پس تلاشِ حقیقت کی ابتدا اس طرح ہوگی کہ روح اپنے آپ کو جسم سے بحدِ امکان آزاد کرکے اپنے جوہر کو محفوظ کرلے اور ہستی اشیاء کا مشاہدہ اپنے ہی آئینہ سے کرے، اُس کو چاہیے کہ وجودِ مطلق و مطہر کی جویا بن جائے اور اس محفلِ خیال میں عقل کے سوا کسی غیر جنس کو دخل نہ دے۔ مجھے یقین ہے کہ مرنے کے بعد ہم وہ شعورِ حقیقی ضرور حاصل کرینگے جس کی ہمیں تمنا ہے اور جسکے لیے ہم میں جذبہ موجود ہے مگر زندگی میں وہ بارآور نہیں ہو سکتا ہم اس طرح گویا اُس جذبہ کو پرورش کرتے ہیں اور تیار ہوتے ہیں اِس علمِ مصفا کی تحصیل کے لیے جس کا مطلع انوارِ موت ہے اور جو روح کے جسم سے پوری طرح آزاد ہونے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ؎

دل کو مجروح کیا جان کے کھٹکے نے ترے
بھول ہو جائیں یہ کانٹا جو نکل جائے ابھی

(نگار)

معیارِ ترقی

"ترقی" اور "عروج" ایسے الفاظ ہیں جو عام طور پر مستعمل ہیں لیکن باایں ہمہ ان کے صحیح معنی متعین کرنا دشوار ہے اسلیے کہ ہر زمانہ میں ترقی کا معیار مختلف رہا ہے لہٰذا یہ بالکل ممکن ہے کہ جو قومیں کل تک ترقی یافتہ سمجھی جاتی تھیں معیار کے بلند ہوجانے سے آج ان کا شمار درماندہ اور کمزور قوموں میں ہو۔ اور باوجود اپنی حالت پر قائم رہنے کے دوسری قوموں کے آگے بڑھجانے کی وجہ سے ان کی قوت و اقتدار خود بخود زائل ہو جائے۔

امتدادِ زمانہ اور تجربہ سے انسان کی عقل اور قوتِ مشاہدہ جس قدر ترقی کرتی جاتی ہے وہ کائنات کے مخفی خزائن سے متمتع ہونے اور اپنے ابنائے جنس پر اقتدار قائم کرنے نئے جدید ذرائع و وسائل تلاش کرتا ہے۔ اُسی کا یہ نتیجہ ہے کہ علوم کو ترقی ہے اور حقائقِ اشیاء کے انکشاف کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر ایجادات و اختراعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ اقتدار پسندی کے جذبہ نے فنِ جدال و قتال اور ہلاکت آفریں آلاتِ حرب کو بھی حیرت انگیز ترقی دی ہے لیکن یہ ترقی عام نہیں ہے اور گزشتہ زمانہ میں بھی دنیا کی مختلف اقوام نے دوش بدوش ترقی نہیں کی، بلکہ یکے بعد دیگرے منصبِ حکومت اور جاہ و اقتدار مختلف قوموں کو حاصل ہوتا رہا اور دوسری قومیں اُن ترقی یافتہ قوموں کی غلامانہ اطاعت میں مصروف رہیں۔ بعینہٖ یہی حالت آجکل ہے کہ ہر قسم کی مادی ترقی یورپ کو حاصل ہے اور دنیا کی دوسری قومیں طوعاً یا کرہاً اُن کی اطاعت کرتی ہیں، بلکہ جو قومیں اُن کے دائرۂ اطاعت سے باہر ہیں وہ بھی اُن سے متاثر و مرعوب ہیں، اور اس کا سبب یہی ہے کہ یورپ کا معیار رفتہ رفتہ بلند ہوگیا اور دوسری قومیں اپنی جگہ پر رہیں اس لیے قدرتاً پست و کمزور ہو گئیں۔

مسلمان بھی اُن قوموں میں سے ہیں جو زمانۂ گزشتہ میں ترقی اور عروج حاصل کرچکی ہیں، ایک خاص تہذیب و تمدن کے مالک ہیں اور ایک شاندار ماضی رکھتے ہیں لیکن آج اُن کی حالت برعکس ہے، اُن کی ترقی کا دور گزر چکا ہے اور ان کا زوال و انحطاط مسلم ہے۔ گویا دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں اُن کو وہ مرتبہ اور منصب حاصل نہیں ہے جس کے وہ اپنی تعداد اور گزشتہ عظمت و شوکت کے لحاظ سے مستحق ہیں۔

(کانفرنس گزٹ)

مری آہ دشمن کا گھر ڈھونڈھتی ہے
اثر آج یہ بے اثر ڈھونڈھتی ہے

ملا دے کوئی صبح محشر سے اسکو
مری شامِ غربت سحر ڈھونڈھتی ہے

محبت میں کچھ ایسے کھوئے گئے ہیں
ہمیں کو ہماری نظر ڈھونڈھتی ہے

نہ اس دل کو ہے گنج و زر کی تمنا
نہ یہ آنکھ لعل و گہر ڈھونڈھتی ہے

جُھکانے ہوئے سر ضعیفی ہماری
جوانی کو آغوشِ بستر ڈھونڈھتی ہے

ابھی دیر میں تھی ابھی ہے حرم میں
کسے جابجا یہ نظر ڈھونڈھتی ہے

پتا جس کا اب تک نہ پایا کسی نے
اسے جو دی دربدر ڈھونڈھتی ہے

جو اے شاد اہلِ کرم ہیں جہاں میں
فقیروں کو اُن کی نظر ڈھونڈھتی ہے

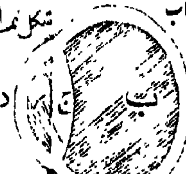
(ہز ایکسیلنسی مہاراجہ کشن پرشاد شاد)

معلومات

عینک کیوں استعمال کی جاتی ہے

عینک کا استعمال سمجھنے کے لیے ہم کو کچھ آنکھ کی ساخت سے واقفیت ہونا ضروری ہے۔ شکل نمبر ۱ میں آنکھ کے مختلف حصے دکھائے گئے ہیں۔ سب سے آگے د انگریزی میں کورنیا (قرنیہ) کہلاتا ہے اس کے پیچھے د۔ ق میں ایک رقیق شے بھری ہے اس کے بعد ایک شے ج ہے جو ڈبل کانوکس شیشے کے مانند ہے ج کے پیچھے ب ہے جس میں ایک قسم کا لعاب ہے۔ ج کے سامنے ایک پردہ ہوتا ہے

شکل نمبر ۱



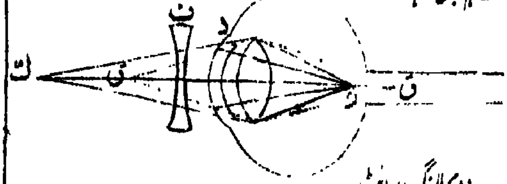
اس میں ایک سوراخ ہوتا ہے اور یہی آنکھ کی پتلی ہے سب سے پیچھے آنکھ کی نس رگ کا پھیلاؤ ہے جو دماغ سے آتی ہے اور اسے ریٹینا[1] (Retina) کہتے ہیں۔ جب کسی چیز کی شعاعیں آنکھ میں آتی ہیں تو کورنیا د۔ اور ڈبل کانوکس۔ ج۔ سے گزرنے میں مطابق قواعد کے خم کھا جاتی ہیں اور ریٹینا پر اس کی تصویر قائم کرتی ہیں جس کی وجہ سے چیز نظر آتی ہے۔ درست نگاہ والی آنکھ میں یہ تصویر ریٹینا پر ٹھیک مقام پر پڑتی ہے مگر ناقص نگاہ والی آنکھ میں وہ ٹھیک مقام سے ذرا آگے یا ذرا پیچھے پڑتی ہے۔ چنانچہ ناقص نگاہیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔

اوّل شورٹ سائٹ (قریب النظری) جس آنکھ میں د اور ج آنکھ کی لمبائی سے نسبتاً زیادہ موٹے ہوتے ہیں تو شعاعیں اُن میں سے گزر کر زیادہ خم کھا جاتی ہیں جس سے بیرونی شے کی تصویر ریٹینا تک نہیں پہنچتی بلکہ ادھر ہی رہ جاتی ہے۔ پس دور کی چیز صاف نہیں نظر آتی۔ یہی وجہ ہے کہ شارٹ سائٹ والے ہمیشہ ہر چیز کو نزدیک کر کے دیکھتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے تصویر ریٹینا کے ٹھیک مقام پر جا پڑتی ہے۔

نگاہ کے اس نقص کو دور کرنے کے لیے کانکیو شیشوں والی عینک استعمال کی جاتی ہے۔ کانکیو شیشہ شعاعوں کو پھیلا دیتا ہے اور اس قدر نہیں جھکنے دیتا کہ تصویر ریٹینا کے ادھر ہی رہ جائے۔ یعنی کانکیو شیشہ کا یہی اثر ہوتا ہے کہ گویا شے نزدیک آگئی۔ دیکھو شکل نمبر ۲۔ ل یہ اصلی شے ہے۔ اس کی تصویر خالی آنکھ میں ل پر پڑتی ہے۔ لیکن اگر سامنے ایک کانکیو شیشہ ف ہوتا ہے تو ل سے آتی ہوئی شعاعیں پھیل کر ق سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور تصویر بڑھ کر ق پر جا پڑتی ہے جس سے چیز صاف نظر آتی ہے۔

اس قسم کی نگاہ اکثر پیدائشی ہوتی ہے یا تھوڑی عمر میں زیادہ محنت اٹھانے سے ہو جاتی ہے۔

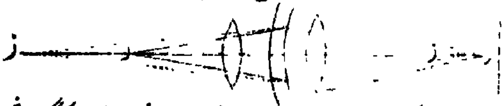
شکل نمبر ۲



دوم لانگ سائٹ

(بعید النظری) جب کورنیا۔ د۔ اور ڈبل کانوکس۔ ج۔ زیادہ چپٹے ہو جاتے ہیں تو ان میں سے گزرنے والی شعاعیں کم جھکتی ہیں لہٰذا تصویر بہت پیچھے قائم ہوتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دور کی چیز نظر آتی ہے مگر نزدیک کی صاف نہیں دکھلائی دیتی اکثر سن رسیدہ لوگ جب کوئی کاغذ پڑھتے ہیں تو اُسے آنکھوں سے دور کر کے پڑھتے ہیں کیونکہ دور کرنے سے وہ تصویر جو زیادہ پیچھے چلی گئی تھی آگے ہٹ آتی ہے اور ریٹینا کے ٹھیک مقام پر قائم ہوتی ہے۔ ایسی آنکھوں کے لیے کانوکس کے شیشوں والی عینک کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ کانوکس شیشہ شعاعوں کو ایک دوسرے کی

شکل نمبر ۳



طرف رجوع کر کے تصویر کو زیادہ آگے لے آتا ہے اور اثر وہی ہوتا ہے کہ گویا شے دور فاصلے پر پڑی ہے۔ لہٰذا شے صاف نظر آنے لگتی ہے۔ دیکھو شکل نمبر ۳۔ خالی آنکھ میں ز کی تصویر ر پر پڑتی ہے۔ لیکن آنکھ کے سامنے آتشی شیشہ ہونے سے شعاعیں ایک دوسرے کی طرف زیادہ رجوع ہوتی ہیں اور اثر وہی ہوتا ہے کہ گویا ز سے آتی ہیں۔ پس تصویر ذرا آگے بڑھ آتی ہے اور چیز صاف نظر آتی ہے۔

نگاہ کے اس نقص کا سبب ضعیفی اور کمزوری ہے اور زیادہ تر پیری میں یہ نقص پیدا ہوتا ہے۔ (ماخوذ)

[1] آنکھ کا وہ پردہ جس میں بصارت کی حس ہوتی ہے ۱۲

کم سرمایہ والوں کیلیے وسائل معاش

کاغذ کے پھول

یہ کام کچھ زیادہ مشکل نہیں چند روز کی محنت اور توجہ میں سکھا جا سکتا ہے۔ سرمایہ کی مطلق حاجت نہیں۔ ایک پیسہ سے کام شروع کیا جا سکتا ہے۔ پھولوں کی مانگ ہر جگہ اور ہمیشہ رہتی ہے اور چونکہ اس کام کے کرنے والے بہت کم ہیں اس لیے فرمائشوں سے فرصت نہیں ملتی۔ پھول اور گلدستے صرف طاقوں اور الماریوں کی زینت ہی کے لیے نہیں خریدے جاتے بلکہ شادی بیاہ اور اُمرا کی عرسوں وغیرہ کے موقع پر ان کی بڑی مقدار جلوس اور مکان کی آرائش کے لیے درکار ہوتی ہے وہ لوگ بھی اس کام سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو کوئی مستقل ذریعۂ معاش رکھتے ہیں اور اپنی آمدنی کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ عورتیں بھی پردہ میں رہ کر اس وسیلہ سے کچھ نہ کچھ حاصل کر سکتی ہیں۔

کاغذی بکس

ٹوپیوں، جوتوں، اور دیگر ضروریات کے لیے کاغذی بکسوں کی ضرورت ہوتی ہے اور دوکاندار بڑی مقدار میں ان بکسوں کو خرید کرتے ہیں ان کے سائز مقررہ ہیں۔ بکسوں کے بنانے میں نہ غیر معمولی عقل کی ضرورت ہے نہ مشاقی حاصل کرنے کے لیے زیادہ عرصہ درکار ہے۔ ایک شخص روزانہ سات آٹھ گھنٹے محنت کر کے روپیہ بارہ آنے کی مزدوری کر سکتا ہے، پردہ نشین عورتیں بھی یہ کام اختیار کر سکتی ہیں، لیکن یہ کام صرف بڑے شہروں میں کامیابی کیساتھ چل سکتا ہے۔

نمک سلیمانی

نمک سلیمانی کی تجارت بھی نہایت کامیاب ہے۔ پچاس فیصدی منافع یقینی ہے۔ بعض لوگوں نے صرف نمک سلیمانی کے ذریعے لاکھوں روپئے کی جائداد حاصل کر لی۔ یہ نمک ہر حالت میں فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ ہر گھر میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے اس لیے خوب فروخت ہوتا ہے۔ ۵ تولہ نمک کی شیشی چھ آنے کو بخوبی فروخت ہو سکتی ہے۔ تجارت کی صورت یہ ہے کہ کسی کارخانہ سے کفایت کے ساتھ ایک چھٹانک دو چھٹانک اور چار چھٹانک کی شیشیاں خرید کرو۔ خوشنما لیبل چھپواؤ اور شیشیوں میں نمک بھر کر سر مہر کر دو۔ نمک کے اشتہار اپنے شہر میں تقسیم کرو اور شیشیاں دوکانداروں کے ہاں فروخت کے لیے رکھدو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اخبارات میں اشتہار دیکر فروخت کرو۔ جن لوگوں کو نمک سلیمانی کا اصلی اور معتبر نسخہ معلوم نہ ہو وہ دواخانہ ہاشمی دہلی سے دو روپئے سیر کے حساب سے بنرخ تاجرانہ طلب کر سکتے ہیں۔

انورب کیپ

آجکل انورب کیپ کا رواج عام ہو رہا ہے۔ یہ ٹوپی کم داموں میں تیار ہو کر زیادہ قیمت کو فروخت ہوتی ہے۔ دہلی میں بکثرت بنائی جاتی ہیں۔ پس لوگوں کو چاہیے کہ دہلی آ کر اس کام کو سیکھیں جس میں غالباً زیادہ سے زیادہ دو تین ہفتے کا عرصہ درکار ہوگا اور پھر اپنے شہر میں جا کر کارخانہ قائم کر لیں۔ انورب کیپ کی طرح ایرانی ٹوپی اور نقلی فلٹ کیپ کا بنانا بھی سیکھنا چاہیے۔ سلیقہ کے ساتھ کام کیا جائے تو دو تین روپے روز پیدا کر لینا دشوار نہیں کام ایسا ہے کہ گھر کی عورتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں اور وہ لوگ بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جو اپنے فاضل وقت کو آمدنی بڑھانے میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔

سونے چاندی کا کام

سوناری کا پیشہ نہایت زرخیز اور کار آمد ہے۔ لیکن لوگوں کو اس طرف بہت کم التفات ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک میں ضرورت کے بقدر سونار موجود نہیں اور اس لیے اہل ضرورت کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس پیشہ کو زیادہ وسعت دی جائے مسلمانوں کو اس کام کی طرف مطلق توجہ نہیں۔ سُناری کا کام اگر سکھانے والا دیانت سے کام لے تو ایک سال کے عرصہ میں بخوبی آ سکتا ہے۔ ایک ہوشیار سُنار بے ایمانی کیے بغیر صرف اپنی محنت اور جائز مزدوری سے پانچ چھ روپئے روز پیدا کر سکتا ہے۔ دہلی، کٹک، کلکتہ اور بمبئی وغیرہ میں سوناری اور سادہ کاری کا کام اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ ان مقامات میں پہنچ کر کام سیکھیں اور پھر اپنے شہر میں اُسے پھیلائیں۔ زیورات کا بنانا سیکھنے کے ساتھ ہی اگر سادہ کاری کا کام بھی سیکھ لیا جائے تو بڑی کامیابی ہو سکتی ہے اور معمولی سرمایہ سے کام شروع کرنے کے بعد بہت جلد ایک بڑا کارخانہ قائم ہو سکتا ہے۔ سونے چاندی کے کام میں مزدوری کے علاوہ معقول بچت کی ایک یہ صورت بھی ہے جسے سُناری کی اصطلاح میں ٹانکا کہتے ہیں۔ بہرحال اگر اس کام کو خواندہ اور ذہین اشخاص اختیار کریں تو نہ صرف وہ خود پورا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں بلکہ خود اس پیشہ میں مزید ترقی کی امید ہے۔

کاپی کے کاغذ

بڑے بڑے شہروں میں جہاں چھاپے خانے (لیتھو پریس) موجود ہوں کتابیں، اخبار، جنتریاں اور اشتہار وغیرہ کی کتابت کرانے کے لیے مالکان مطابع کو رنگے ہوئے کاغذوں کی بے انتہا ضرورت رہتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے یہاں محض ان کے رنگنے ہی کا انتظام کر لے تو ایک دن میں سَو کاغذ بآسانی رنگے جا سکتے ہیں اور اس طرح اُس کو بحساب تین روپئے سینکڑہ پونے تین روپیہ کی آمدنی بآسانی ہو سکتی ہے۔ خوبی یہ ہے کہ اس کام کو پردہ نشین عورتیں بھی کر سکتی ہیں۔

کاغذ رنگنے کی ترکیب بھی چنداں مشکل نہیں بہت آسان ہے۔ اور زیادہ خرچ بھی نہیں ہوتا۔ صرف چار آنے صرف کر کے باقی اپنی محنت سے سَو کاغذ رنگے جا سکتے ہیں۔ ترکیب یہ ہے:-

دو آنے کا میدہ اور ایک آنے کا کپاسی رنگ خرید کر میدہ کو پانی میں گھولا جائے پانی اس مقدار سے دینا چاہیئے کہ پکانے پر پتلی لیٹی کی مانند ہو سکے۔ اس گھلے ہوئے میدہ میں کپاسی رنگ ملا دینا چاہیے اور باریک ململ کے کپڑے میں اس مرکب کو چھانکر دیگچی میں چولھے پر رکھکر نرم آنچ سے پکانا شروع کریں اور چمچہ وغیرہ سے برابر چلاتے رہیں تاکہ اُس میں گٹھلیاں نہ پڑنے پائیں۔ جب پتلی لیٹی کے مانند ہو جائے تو چولھے سے اُتار کر برابر چلاتے رہیں تاآنکہ سرد ہو جائے۔ اس کو کاغذ رنگنے والوں کی اصطلاح میں آر یا ماوا کہا جاتا ہے۔ اب کاغذ کو کسی ہموار تختہ یا بڑے ملٹ پر رکھکر اسپنج یا روئی سے کاغذ پر ہموار لگائیں اور رسی وغیرہ پر لٹکا کر سایہ میں خشک کریں۔ یہ رنگے ہوئے کاغذ اسی طرح دوبارہ اور دیکر خشک کر لیں۔

سوالات

مذہبی

(۸۸۱) مُردوں کو مہندی لگانا جائز ہے یا نہیں ؟ (ا ...)

(۸۸۲) مُردوں کی روح کو فاتحہ ، کلام مجید اور کھانا تقسیم کرنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں اور کیا وہ اسے جانتے ہیں یا جان لیتے ہیں کہ ہم کو فلاں شخص نے شیرینی یا کھانا تقسیم کیا ہے اور فاتحہ وغیرہ کا ثواب پہنچایا ہے ؟

(۸۸۳) جھینگا حرام ہے یا مکروہ ہے کوئی صاحب اسکی تشریح فرمائیں ۔ (مستوجل)

(۸۸۴) غیر مسلم کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا ناجائز ؟ (؍؍)

(۸۸۵) کتا جسم کے کسی حصہ سے چھو جائے تو کیا غسل ضروری ہے یا صرف اس حصہ کو پاک کرنا چاہیے ، اگر لباس کو چھو جائے تو لباس تبدیل کرنا چاہیے ؟

(۸۸۶) بکرے کے فوطے نکالنے کے بعد قربانی جائز ہے یا نہیں ؟ (...)

(۸۸۷) ٹوپی سے نماز کی امامت جائز ہے یا نہیں ؟ اور اگر ہے تو کس قسم کی ٹوپی سے جائز ہے ؟

(۸۸۸) ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے ، ایک دوسرا شخص اس سے آکر کہتا ہے کہ تمہاری والدہ حالت نزع میں ہیں اور تم سے ملاقات کرنے کی متمنی ہیں ۔ کیا وہ شخص نماز توڑ کر اپنی والدہ کو دیکھنے کے لیے جا سکتا ہے ؟ (حفیظ الرحمن)

(۸۸۹) ایک گاؤں میں جہاں نمازیوں کی تعداد خاصی ہے جمعہ کی نماز ہو سکتی ہے ؟ آس پاس کے گاؤں کے آدمی بھی آسکتے ہیں ۔ (نذیر احمد)

طبی

(۸۹۰) ۲½ سال سے ورم جگر کی شکایت ہے ، دائیں جانب درد رہتا ہے ، پیاس زیادہ ہے ، مجرب نسخہ مطلوب ہے ۔ (محمد صالح)

(۸۹۱) کیا کوئی دوا ایسی ہے جو ریکھو ر کی ہمت کو دور کر دے اور کھانے کے بعد نیند نہ آئے ؟ (محمد صالح)

(۸۹۲) اکثر زور سے کتاب پڑھنے اور زور سے بات چیت کرنے میں گلا پڑ جاتا ہے کیا کریں ؟ (محمد صالح)

(۸۹۳) کان سے پیپ نکلتی رہتی ہے ، دوا درکار ہے ۔ (احمد خاں)

(۸۹۴) خون صاف کرنے کے لیے مجرب دوا مطلوب ہے ۔ (؍؍)

(۸۹۵) مہیاں اور سرعت کا کم خرچ نسخہ مطلوب ہے ۔ (خریدار ...)

(۸۹۶) پنڈلیوں میں درد ہے ، دوا درکار ہے ۔ (؍؍)

(۸۹۷) چیچک کے داغ دور کرنے کا نسخہ درکار ہے ۔ (خریدار ...)

(۸۹۸) دس سال سے آنکھوں میں پڑوال ہیں ۔ مریضہ کی آنکھیں چھوٹی ہو گئی ہیں ۔ بال روز نکلوانے پڑتے ہیں ۔ کوئی صاحب مجرب نسخہ تجویز فرمائیں یا کوئی مفید مشورہ دیں ۔ (نذیر احمد)

صنعتی

(۸۹۹) اردو مختصر نویسی بذریعہ ڈاک یعنی بذریعہ خط و کتابت کہاں سکھائی جاتی ہے ؟ (...)

(۹۰۰) سلف میں ور ربڑ سلوشن بنانے کا نسخہ درکار ہے ۔ (...)

(۹۰۱) کپڑا دھونے کے صابون اور منہ دھونے کے صابون کا سستا اور عمدہ نسخہ مطلوب ہے ۔ (نذیر احمد)

(۹۰۲) کسی ایسی سیاہی کا نسخہ مطلوب ہے جس کے ایک شوب سے ... سطریں لکھی جا سکیں ( )

(۹۰۳) کوئی ایسی ترکیب مطلوب ہے (علاوہ ہیرے کی کنی کے) جس سے بغیر وقت کے جس قدر ہم شیشہ چاہیں تراش لیں ۔ (مشتاق احمد)

(۹۰۴) قلمی اور مطبوعہ تحریر محو کرنے کے مسالحہ کی ترکیب درکار ہے ۔ (؍؍)

(۹۰۵) وہ کونسی ترکیب ہے جس سے کاغذ بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور حروف بالکل سفید نکل آتے ہیں ۔ میں نے کئی ترکیبوں سے کیا ، مگر کاغذ بالکل سیاہ نہیں رہتا ۔ البتہ حروف بالکل سفید نکل آتے ہیں ۔ (؍؍)

متفرق

(۹۰۶) پرانی نایاب قلمی اور مطبوعہ کتابیں فروخت کرنے والے تاجروں کے نام مطلوب ہیں ۔ (...)

(۹۰۷) پنجابی آٹا پیسنے کی تیل چلی نئی یا سکنڈ ہینڈ کہاں کہاں سے مل سکتی ہے (محمد ...)

(۹۰۸) ریشم جو گھڑی میں لگایا جاتا ہے کس طرح بنایا جاتا ہے اور کہاں مل سکتا ہے ؟ (؍؍)

(۹۱۰) سودیشی واٹر پروف کوٹ یا کپڑا کہاں ملتا ہے اور کس قیمت پر ۔ (؍؍)

(۹۱۱) اصلی سنگ مقناطیس سفید کہاں اور کس قیمت پر ملیگا ؟ (غازی خاں)

(۹۱۲) ہومیو پیتھک ڈاکٹری پڑھنے کے لیے کونسا ایسا بڑا کالج یا اسکول ہے جس میں بذریعہ تحریر جلد تعلیم دی جاتی ہو اور جس کا ڈپلومہ گورنمنٹ کے نزدیک باوقعت اور مستند ہو ؟ (منیجر تہذیب میڈیکل ہال ۔ دہلی)

(۹۱۳) کسی ماہر علم جفر و رمل کا پتہ مطلوب ہے ۔ (شہاب الدین)

(۹۱۴) ڈاکٹر لوئی کوہن نے علاج غسل کے متعلق کون کونسی کتابیں لکھی ہیں ، اور کہاں سے مل سکتی ہیں ؟ (شہاب الدین)

(۹۱۵) اسلامی تاریخ جو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اور جس میں شروع اسلام سے آج تک

کے حالات ہوں مطلوب ہے۔ (خریدار ۲۲)

(۹۱۶) ہماری آنکھیں اندھیرے کو دیکھتی ہیں۔ مگر جب ہم آنکھیں بند کرلیتے ہیں تو باوجودیکہ ہم اندھیرے کو نہیں دیکھتے ہمیں اندھیرا نظر آتا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ (حفیظ الرحمٰن)

(۹۱۷) عامل ہمزاد اور مسمریزم کا پتہ درکار ہے۔ (خریدار ۳)

(۹۱۸) حضرت شفق عماد پوری کے نعتیہ اور عاشقانہ دیوان کہاں اور کس قیمت پر مل سکتے ہیں؟ (ایم۔اے۔رشید)

(۹۲۰) کیا کسی صاحب کے پاس رسالہ نظام المشائخ کے مندرجۂ ذیل پرچہ جات ہیں اور وہ کس قیمت پر مل سکتے ہیں؟

جلد ۲ ۱ و ۲ و ۳۔ جلد ۲۱ ۱ و ۲ و ۳۔ جلد ۲۲ ۱ پرچہ

جلد ۲۳ ۳ پرچہ۔ (ایم۔اے۔رشید)

(۹۲۱) ایک کتاب موسوم بہ معراج الکلام (مصنفہ حضرت بیان میرٹھی) کہاں اور کس قیمت پر ملیگی؟ (مشتاق احمد)

(۹۲۲) ہر قسم کے ست نکالنے کی انگریزی و دیسی آسان ترکیب مطلوب ہے۔ ست سفید اور نہایت عمدہ تیار ہونا چاہیے۔ (〃)

(۹۲۳) شہزادی زیب النساء کی مکمل سوانح عمری کہاں اور کس قیمت پر ملیگی۔ معمولی سوانح عمری میں نے دیکھی ہے مکمل درکار ہے۔ (〃)

(۹۲۴) کسی ایسے کتب خانہ کا پتہ درکار ہے جس میں جملہ علوم و فنون کی کتابیں ہر وقت اور ارزاں قیمت پر ملیں۔ (〃)

(۹۲۵) ہر قسم کے عطر نکالنے کی ترکیب مطلوب ہے۔ عطر نہایت اعلیٰ نکلے۔ (〃)

(۹۲۶) کسی ایسی لائبریری کا پتہ درکار ہے جس میں ہر قسم کے ناول نہایت ارزاں فیس پر دیکھنے کو ملیں اور ناولوں کے علاوہ جملہ علوم و فنون کی کتابیں بھی مل سکیں۔ فیس کے مفصل حالات بھی لکھ دیجیے۔ (〃)

(۹۲۷) ایک ایسے آلہ کی ترکیب مطلوب ہے جس کے ذریعہ سے مندرجۂ ذیل باتیں نہایت صحیح طور پر کافی عرصہ پہلے معلوم ہوجایا کریں:۔ موسم کا صاف رہنا۔ بارش کا ہونا۔ آندھی کا آنا، بارش معمولی ہوگی یا بہت زور سے۔ آندھی معمولی آئیگی یا بہت زور سے وغیرہ وغیرہ، آلہ بنانے اور دیکھنے کی مفصل ترکیب لکھ دیجیے گا اور نیز یہ بھی کہ آلہ کتنے عرصہ پہلے خبر دیگا اور جو اسکے متعلق مفید معلومات ہوں اُن سے بھی اطلاع دیجیے۔ (〃)

جوابات

(۸۵۹) مرکب مقوی اعلیٰ اس مرض کے واسطے بے نظیر ہے اُسکا استعمال کیجیے۔ دواخانہ ہاشمی دہلی سے عہ کو ملیگا۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۶۰) اکسیر سوزاک جو قرحہ سوزاک کی حالت میں پڑجاتا ہے اسکے لیے عمدہ چیز ہے۔ ہاشمی دواخانہ دہلی سے عہ کو ملیگی۔ (〃)

(۸۶۱) اطریفل اسطوخودوس اس مرض میں بہت مفید ثابت ہوا ہے اس کو چالیس یوم متواتر بعد تنقیہ خاص استعمال کرنے سے بالوں کی سفیدی دور ہوجائیگی۔ (〃)

(۸۶۲) مرکب سیلان الرحم کا استعمال کیجیے کل شکایات رفع ہوجائینگی۔ ہاشمی دواخانہ دہلی سے عہ کو ملیگا۔ (〃)

(۸۷۹) نیشنل بنک آف انڈیا لمیٹیڈ جسکی شاخیں ہندوستان میں دہلی۔ لاہور، امرتسر کراچی۔ بمبئی اور کلکتہ میں ہیں اس میں روپیہ جمع کرنے سے جرمنی سے مال منگوایا جاسکتا ہے۔ (حفیظ الرحمٰن)

(۸۳۹) مخدوم خاں، شرف علیخاں۔ محمد ممتاز علی خاں۔ (حفیظ الرحمٰن)

معزز خریداران توجہ فرمائیں

(۱) اکثر صاحبان کے خطوط دفتر میں آتے ہیں مگر ان میں نمبر خریداری کا حوالہ نہیں ہوتا۔ دفتر سے اندراج نام کے ساتھ ہی فوراً نمبر خریداری سے مطلع کردیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رسالہ کے پتہ کی چٹ پر بھی نمبر خریداری درج ہوتا ہے۔ اس لیے التماس ہے کہ ہر ایک صاحب خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت سے معاف فرمائیں، کیونکہ بغیر حوالہ نمبر خریداری و مختصر نام دفتر خطوط کی تعمیل کا ذمہ دار نہیں۔

(۲) خریدار صاحبان کو اختتام میعاد خریداری سے ایک ماہ قبل (بذریعہ ایک سُرخ خط کے جو رسالہ ہی میں رکھا جاتا ہے) مطلع کردیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں مزید عرصہ کے واسطے چندہ عام طور پر پیشگی بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیے۔ یا بصورت عدم خریداری رسالہ بذریعہ خط دفتر کو مطلع کرنا ضروری ہے۔

(الف) تاکہ حسب قاعدہ جو وی پی بغرض وصول چندہ مزید عرصے کے لیے کیا جائیگا اسکی واپسی سے دفتر مفت میں زیر بار نہ ہو۔ ترسیل زر کے وقت نمبر خریداری اور مختصر نام کوپن منی آرڈر پر لکھنا نہایت ضروری ہے۔

(ب) وی پی وصول نہ ہونے کی صورت میں بذریعہ خط تاریخ وصول وی پی سے مطلع کرنا نیز پتہ کی چٹ کو دفتر میں بھیجنا ضروری ہے تاکہ نام جلد سے جلد درج رجسٹر کرلیا جائے۔

(۳) (الف) رسالہ روپیہ وصول ہوتے ہی جاری کردیا جاتا ہے۔ جن صاحبان کو ترسیل زر سے ایک ہفتہ بعد تک رسالہ نہ پہنچے تو وہ تاریخ ترسیل زر سے دفتر کو مطلع کریں۔ (ب) عام طور سے پرچہ نہایت حفاظت اور باقاعدہ شمار کے بعد ڈاکخانہ میں ڈالا جاتا ہے۔ اس لیے کسی صاحب کو پرچہ نہ ملنے کا دفتر ذمہ دار نہیں، تاوقتیکہ مرسلہ رسالہ دفتر میں واپس موصول نہ ہوں لیکن خاص صورتوں مثلاً پتہ غلط ہونے یا تبدیل پتہ کی صورت تاریخ اشاعت رسالہ سے ایک ہفتہ بعد تک اطلاع آنے کی صورت میں مکرر رسالہ بھیجا جائیگا۔ اسکے بعد سادہ پرچہ بھر کے ٹکٹ آنے پر بشرطیکہ وہ دفتر میں موجود ہو روانہ کیا جائیگا۔

(۴) پرچے واپس کرنے کے بعد انکے عوض میں مزید توسیع میعاد خریداری کی خواہش صرف اس صورت میں منظور کیجاسکتی ہے کہ واپس کردہ پرچے غیر مسلسل نہ ہوں، ٹائٹل پیج اور رسالہ خراب نہ ہوں حالت میں نہ ہو۔

معاونین کی خدمت میں کم از کم ۵ خریدار بہم پہنچانے کی صورت میں ایک سال کے لیے رسالہ مفت جاری کیا جائیگا اور ۵ خریدار دینے کی صورت میں چھ ماہ کے واسطے (۵) جواب طلب امور کیلیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا لازمی ہے۔

خاکسار مینیجر رسالہ دین و دنیا

انشائے لطیف

دیا سلائی

کیا تم نے کبھی اس امر پر غور کیا ہے کہ آگ ہمارے کتنے اور کیسے بڑے بڑے کاموں میں استعمال ہوتی ہے؟ ذرا اس دنیا کا نقشہ اپنے تصور میں باندھکر دیکھو جس میں آگ کا وجود نہ ہو۔ فرض کرو کہ موسم سرما میں کسی روز جب ہم صبح کو بیدار ہوں اور سردی کا سخت زور ہو اور اس وقت دنیا میں ہر کہیں آگ بجھی ہوئی ہو، یا ہمارے پاس آگ جلانے کا کوئی ذریعہ، یا یوں سمجھو کہ ہم آگ جلانا ہی بھول گئے ہوں، تو اس وقت ہماری کیا حالت ہوگی؟ ہم سب سردی کے مارے ٹھٹھرنے لگیں گے، کیونکہ انگیٹھیوں، بھٹیوں اور الاؤں سے ہمیں مطلق حرارت حاصل نہ ہو سکے گی۔ ہمیں بہت جلد بھوک ستانے لگیگی۔ وقت پر ہم کھانا تیار نہ کرسکیں گے۔ ہم سب بیکار ہو جائیں گے۔ انجن اور ٹرینوں (ریل گاڑیوں) کو نہ چلا سکیں گے۔ بیشتر ملوں کے کام بند ہو جائیں گے۔ بیوپار اور تجارت رک جائیگی، رات کے وقت ہم تاریکی میں راستہ ٹٹولتے پھریں گے، کیونکہ آگ کے بغیر نہ تو ہم لیمپ سے کام لے سکیں گے، اور نہ گیس اور بجلی سے۔ اس حالت میں یہ معلوم کرلینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے کہ آگ کی عدم موجودگی میں روشنی اور حرارت دونوں چیزوں کے حاصل نہ ہونے سے انسان کی زندگی سخت افسوسناک اور مصیبت سے بھری ہوئی ثابت ہونے لگے گی۔

دنیا میں کوئی ایسا وقت نہیں گزرا جبکہ آگ موجود نہ رہی ہو۔ ہاں! ایک ایسا وقت ضرور گزرا ہے جبکہ انسان آگ جلانے کا طریقہ نہیں جانتا تھا۔ جب اسے آگ جلانے کا طریقہ معلوم ہوگیا تو مدت مدید کے بعد وہ اسے بہت سہل سمجھنے لگا۔ آجکل ہم بلا دقت آگ جلا سکتے ہیں کیونکہ ہمیں بآسانی "دیا سلائی" دستیاب ہو سکتی ہے، لیکن ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ "دیا سلائی" دنیا کی سب سے زیادہ عجیب چیزوں میں شمار کی جاتی ہے، اور انسان کو اس کے بنانے کا طریقہ سیکھنے میں ہزارہا سال گزارنے پڑے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ "دیا سلائی" کیا چیز ہے! مگر بہت کم لوگ اس کی تاریخ سے واقف ہوں گے۔ آؤ ہم اس کے تاریخی پہلو پر غور کریں۔

سب سے پہلے انسان کو آگ براہ راست قدرت سے مہیا ہوئی تھی، جب کسی پاس کے آتش فشاں پہاڑ سے نکلی ہوئی چنگاریوں کے ذریعہ سے جنگل میں آگ لگ جائے یا بجلی گرنے سے کسی درخت میں سے شعلے نکلنے لگیں، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قدرت کی جلائی ہوئی دیا سلائی ہے۔ دنیا کی ابتدائی تاریخ میں ہر قسم کی آگ قدرت ہی کو جلانی پڑتی تھی کیونکہ انسان اپنی کوشش سے ایک چنگاری بھی پیدا نہیں کرسکتا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ آگ حاصل کرنے کا ابتدائی طریقہ انسان کے لیے یہ تھا کہ وہ کسی شعلہ میں، جو قدرت نے کسی آتش فشاں پہاڑ یا بجلی کے ذریعہ سے جلایا ہو لکڑیاں سلگا لاتا تھا۔ اس طرح پر سلگائی ہوئی لکڑیاں گھر لیجاکر، ان کی مدد سے آگ جلائی جاتی تھی۔ اس طریقہ پر جو آگ حاصل کی جاتی تھی، اسے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا جاتا تھا، اور حتے الامکان کوشش کی جاتی تھی کہ وہ بجھنے نہ پائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ خواہ آگ کی کتنی ہی حفاظت کی جائے وہ کبھی نہ کبھی ضرور بجھ جاتی ہوگی، آندھی چلنے یا پانی برسنے سے اس کا بجھ جانا بالکل قرین قیاس ہے۔ ایسی حالتوں میں دوبارہ لکڑیاں سلگا کر لانی پڑتی تھیں اور اس مطلب کے لیے بسا اوقات طویل سفر طے کرنے اور سخت مصائب جھیلنے پڑتے تھے۔

رفتہ رفتہ دنیا کے کسی حصہ میں کسی شخص کو ایک ایسا طریقہ معلوم ہوا جس کے ذریعہ سے وہ خارجی طور پر آگ حاصل کیے بغیر آگ جلا سکتا تھا۔ اس کا مطلب صاف الفاظ میں یہ ہو سکتا ہے کہ اس نے مصنوعی طور پر آگ جلانے کا طریقہ معلوم کرلیا وہ پہلے ہی سے یہ بات جانتا تھا کہ اگر ہاتھوں کو زور زور سے ملا جائے تو وہ گرم ہو جاتے ہیں، اس کے بعد اس نے تجربہ سے یہ بات معلوم کی کہ اگر خشک لکڑی کے دو ٹکڑوں کو آپس میں رگڑا جائے تو انہیں بھی بہت گرم کیا جا سکتا ہے۔ اس تجربہ سے اسکے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا ممکن ہے کہ اگر لکڑی کے دو ٹکڑوں کو آپس میں زور سے رگڑا جائے تو آگ پیدا ہو جائے؟ پس اس نے بالکل خشک لکڑی کا ایک ٹکڑا زمین پر رکھکر اس کی سطح کو دوسری چھڑی کے نوکدار سرے سے یہاں تک رگڑا کہ اس میں ایک نالی بن گئی۔ رگڑنے کے عمل کے دوران میں اس نالی کے اندر ایک قسم کا لکڑی کا برادہ سا جمع ہوگیا، اس پر بھی وہ تیزی اور سختی کے ساتھ لکڑیوں کو رگڑتا گیا۔ حتے کہ وہ برادہ جو نالی میں جمع ہوگیا تھا، دہکنے لگا۔ اس دہکتے ہوئے برادہ پر اس نے تھوڑی سی خشک گھاس رکھی، اور اس کے بعد یہانتک پھونکیں مارتا رہا کہ اس میں شعلہ پیدا ہو گیا۔[1] یہ پہلا موقع تھا کہ انسان نے اپنے لیے خود آگ جلائی، شاید ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ "دیا سلائی" کی ابتدا تھی، ہاں! اسی "دیا سلائی" کی ابتدا، جو تاریخ عالم میں سب سے بہترین ایجاد کہلائے جانے کی مستحق ہے!

سہولت کی غرض سے آگ جلانے کے اس طریقہ کا نام "ہم چھڑی کے ذریعہ سے لکڑی میں نالی تیار کرنا" رکھ لیتے ہیں۔ واقعی یہ طریق آگ کو محفوظ رکھنے اور جا بجا لیے پھرنے کے طریقے سے زیادہ اچھا تھا لیکن اس پر بھی وہ ایک بہت بھدا اور غیر موزوں طریقہ تھا، اس مطلب کے لیے بالکل خشک لکڑی درکار ہوتی تھی، اور رگڑنے کا عمل صبر کے ساتھ بہت دیر تک جاری رکھنا پڑتا تھا، بعض اوقات ایک چنگاری پیدا کرنے میں کئی گھنٹے صرف ہو جاتے تھے، ایک عرصۂ دراز کے بعد کسی شخص نے یہ بات دریافت کی کہ لکڑی کو اوپر نیچے لیجا کر رگڑنے سے یہ طریقہ بہتر ہے کہ اسے ایک ہی جگہ گھما گھما کر رگڑا جائے۔ اس طرح گھمانے سے نیچے کی لکڑی میں ایک سوراخ پیدا ہو جاتا تھا اور رگڑ کے ذریعہ سے جو حرارت پیدا ہوتی تھی اس سوراخ ہی کے اندر مرکوز رہا کرتی

[1] مسٹر ڈالٹن بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ محض دو لکڑیوں کو رگڑنے سے آگ پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس عمل سے صرف اسی قدر ہو سکتا ہے کہ وہ سلگنے لگیں۔ ۱۲

تھی۔ ابتدا میں چھڑی کو گھمانے کا عمل ہاتھ کی ہتھیلیوں سے کیا جاتا تھا، لیکن اس سے ہاتھوں کو تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا گیا، آگ جلانے والوں نے ہتھیلیوں کے بجائے چھڑی کو ایک تسمہ یا تسمہ کے ذریعہ سے گھمانا شروع کیا جس چھڑی سے برمے کا کام لیا جاتا تھا۔ اس کا بالائی سرا دانتوں میں دبایا جاتا تھا۔ اگر تم اس طرح آگ جلانے کا تجربہ کر کے دیکھو تو معلوم ہوگا کہ برمے کی حرکت سے جبڑوں کو سخت تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

ان دونوں مذکورۂ بالا طریقوں میں آگ رگڑ کے ذریعہ سے پیدا کی جاتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی زمانہ کے تمام لوگ اسی رگڑ کے طریقہ سے کام لیتے تھے، اور اب بھی دنیا کے مختلف حصوں میں وحشی قومیں اسی سے کام لیتی ہیں۔

آگ جلانے کے سلسلہ میں دوسرا قدم اس وقت اٹھایا گیا جب یہ بات دریافت کی گئی کہ پتھر اور لوہے کی خام دھات کو ایک دوسرے سے ٹکرانے سے آگ کا شرار پیدا ہو سکتا ہے، اس کا اصول یہ تھا کہ چقماق (آتشیں پتھر) کا ایک ٹکڑا خام لوہے کے ایک ٹکڑے سے ٹکرایا جاتا تھا۔ اور اس عمل سے متعدد شرارے نکلتے تھے۔ اگر ان شراروں کو خشک کاہی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں یا کوئلہ کے سفوف میں گرنے دیا جائے تو فوراً آگ پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس طرح جو آگ پیدا ہوتی ہے اس میں سے شعلے نہیں نکلتے بلکہ وہ صرف دہکنے لگتی ہے۔ اب اگر اس دہکتی آگ پر خشک سا لکڑی رکھ کر پھونکنے سے ہوا دیں یا پھونکیں ماریں تو شعلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر لکڑی کے ٹکڑے کو دہکتی آگ میں ڈالنے سے پیشتر گندھک میں ڈبو لیا جائے تو فوراً شعلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ آگ جلانے کا وہ طریقہ تھا جو رگڑ سے آگ پیدا کرنے کے طریقہ کے بعد مروج ہوا، اور فی الحقیقت یہ ایک اصلاح یافتہ طریقہ تھا، کیونکہ اس میں آگ جلانے کے لیے نہ صرف محنت کرنی پڑتی تھی بلکہ وقت بھی بہت کم صرف ہوتا تھا۔ اس طرح پر آگ جلانے کیلیے جو سامان درکار ہوتا تھا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(۱) اس قسم کی ڈبیا (ٹنڈر بکس) جس میں کاہی (گھاس) کے کٹے ہوئے ٹکڑے اور کوئلہ کا سفوف وغیرہ موجود ہو۔ (۲) ایک ٹکڑا فولاد۔ (۳) ایک ٹکڑا چقماق۔ (۴) گندھک لگی ہوئی تیلیاں۔ چقماق اور فولاد کو آپس میں ٹکرایا جاتا تھا اور اس طرح جو شرارے پیدا ہوتے تھے وہ اس ڈبیا میں گرائے جاتے تھے جس میں کاہی کے ٹکڑے اور کوئلہ کا سفوف ہوتا تھا۔ شرارے ڈبیا میں گرتے ہی دہکنے لگتے تھے۔ اس کے بعد فوراً گندھک لگی ہوئی تیلی اس دہکتی آگ میں ڈال دی جاتی تھی جو فوراً روشن ہو جاتی تھی اس کے جلتے ہی اس موم بتی کو جلا لیا جاتا تھا۔ جو ٹنڈر بکس پر لگی رہتی تھی۔ تیلی میں آگ لگتے ہی ٹنڈر بکس کو بند کر دیا جاتا تھا تاکہ دہکتا ہوا مصالحہ بجھ جائے اور پھر دوسرے وقت کام میں لایا جا سکے۔

آگ جلانے کا یہ طریقہ اب سے ہزار ہا برس قبل دریافت ہوا تھا اور دنیا کی قریب قریب تمام مہذب اقوام[1] اسے اپنے وقت استعمال کر چکی ہیں، اس طریقہ کو چھوڑے ہوئے

[1] قدیم اہل یونان آتشی شیشے کے ذریعے آگ جلایا کرتے تھے۔ آفتاب کی شعاعیں شیشہ کے اندر سے گزر کر کسی چیز پر مرکوز ہو جاتی تھیں جس میں آسانی آگ لگ جاتی تھی۔ لیکن آتشی شیشہ کا "دیا سلائی" کے ارتقاء سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ ۱۲

ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا، اب بھی بہت لوگ ایسے ہوں گے جنہیں وہ وقت یاد ہوگا جبکہ فولاد چقماق اور ٹنڈر بکس کا استعمال ہر گھر میں ہوا کرتا تھا۔

اب سے کوئی ۲۰۰ سال قبل آگ جلانے کا ایک اور طریقہ دریافت ہوا۔ اگر گندھک کے تیزاب کی تھوڑی سی مقدار کلوریٹ آف پوٹاش اور کھانڈ کے مرکب پر ڈالی جائے تو چمکدار شعلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آگ جلانے کا ایک نیا طریقہ دریافت کرنے کے لیے یہ ایک اشارہ تھا۔ چنانچہ آخر کار سترھویں صدی میں وائنا کے ایک تجربہ دار شخص نے اس سے فائدہ اٹھایا ٹنڈر بکس کے ہمراہ جو گندھک لگی ہوئی تیلیاں استعمال کی جاتی تھیں اس نے ان میں سے ایک تیلی لیکر اسے گندھک کے تیزاب میں ڈبویا، اور اس کے بعد اسے کلوریٹ آف پوٹاش اور کھانڈ کے مرکب میں ڈالا، اس کے بعد کیا ہوا؟ تیلی میں فوراً آگ لگ گئی اور شعلہ پیدا ہو گیا۔ یہ طریقہ آگ پیدا کرنے کے پہلے دونوں طریقوں سے مختلف تھا۔ ضرورت صرف اس بات کی ہوتی تھی کہ چند کیمیائی اجزا کو ایک دوسرے سے ملا دیا جائے۔ پھر ان میں خود بخود آگ لگ جاتی تھی مطلب یہ کہ کیمیائی طریق پر آگ پیدا ہو جاتی تھی۔

وائنا کے اس شخص کی دریافت کی بدولت لوگوں کی توجہ نئی قسم کی دیا سلائی (یعنی کیمیائی دیا سلائی) کی طرف رجوع ہوئی۔ اب آگ جلانے کے لیے جن اشیاء کی ضرورت ہوتی تھی وہ حسب ذیل تھیں:۔

ایک بوتل گندھک کے تیزاب کی، ایک بنڈل تیلیوں کا جن کے سروں پر گندھک اور کلوریٹ آف پوٹاش و کھانڈ کا مرکب لگا ہوا ہو، اس قسم کی دیا سلائیوں پر بہت زیادہ لاگت آتی تھی یعنی قریباً پندرہ روپے میں سو دیا سلائیاں تیار ہوتی تھیں، اس کے علاوہ یوں بھی غیر اطمینان بخش تھیں۔ بسا اوقات جب تیلی کو تیزاب میں ڈالا جاتا تھا تو اس میں آگ نہ لگتی تھی، اور وہ دھکے دے کر تیزاب کو ادھر ادھر اڑانے لگتی تھی۔ اس سے کپڑے بھی خراب ہوتے تھے اور مزاج بھی، نتیجہ یہ ہوا کہ اٹھارھویں صدی میں اس قسم کی دیا سلائیوں کو صرف وہی لوگ استعمال کیا کرتے تھے جن کو یہ پسند تھیں یا جو انہیں خریدنے کی توفیق رکھتے تھے عام طور پر ٹنڈر بکس کے ذریعہ سے آگ جلانے کا طریقہ رائج رہا۔

آخر کار انیسویں صدی۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ اس صدی میں جس کے اندر بہت سی عجیب و غریب دریافتیں ہوئی ہیں، دیا سلائی کے ارتقا میں چوتھا قدم اٹھایا گیا۔ سنہ ۱۸۲۷ء کا ذکر ہے کہ انگلستان کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں جان واکر نامی ایک دوا فروش نے تیلیوں کے سروں پر گندھک کلوریٹ آف پوٹاش اور سلفائڈ آف اینٹیمنی کا مرکب لگا کر انھیں ریگ مال پر رگڑا، تیلیاں فوراً جلنے لگیں۔ یہ رگڑنے والی کیمیائی دیا سلائی وہ تھی جس کا استعمال کم و بیش اصلاح کے ساتھ ہم آج تک کرتے ہیں۔ اسے رگڑنے والی کیمیائی دیا سلائی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اسے چند کیمیائی ادویہ کے مرکب سے تیار کیا جاتا ہے۔ ہر چند کہ جان واکر کی دیا سلائی کے لیے ایسڈ کی بوتل درکار نہ ہوتی تھی، تاہم وہ اچھی قسم کی دیا سلائیاں نہ تھیں۔ انہیں صرف اسی صورت میں جلایا جا سکتا تھا کہ خوب زور سے رگڑا جائے، اس کا شعلہ پھڑپھڑانے لگتا تھا اور ہر طرف آگ گرتی تھی۔ اس کے چند سال بعد اینٹیمنی کے بجائے تیلیوں پر فاسفورس لگایا جانے لگا۔ اس سے دیا سلائی کی صنعت میں انقلاب عظیم واقع ہوا۔ اب دیا سلائی معمولی رگڑ سے روشن کی جا سکتی تھی۔

اب اس میں وہ بھڑ بھڑاہٹ بھی باقی نہ رہی تھی۔ یہی وہ فاسفورس کی دیاسلائی تھی جس سے ہم سب اچھی طرح آشنا ہیں۔

جب اس طرح پر آسانی سے جلنے والی فاسفورس کی دیاسلائیاں ایجاد ہوگئیں تو پھر تیزاب میں تیلی ڈبو کر ٹنڈر بکس کے ذریعہ سے آگ جلانے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ رفتہ رفتہ آگ جلانے کے پرانے طریقے لوگوں کو فراموش ہوتے گئے۔ اس وقت اس قسم کی دیاسلائیاں بارہ آنے فی پیکٹ کے حساب سے فروخت ہوتی تھیں۔ ایک پیکٹ میں ۱۴۴ دیاسلائیاں ہوا کرتی تھیں۔ بہت کم لوگ ان کے استعمال کی توفیق رکھتے تھے۔ مگر اب ایک پیسہ میں عمدہ قسم کی ۱۰۰ دیاسلائیاں خریدی جاسکتی ہیں۔ اب ان کا رواج اس قدر عام ہوگیا ہے کہ صرف صوبجات متحدہ امریکہ میں اندازاً .... ۱۵ دیاسلائیاں ہر سال استعمال ہوتی ہیں، یعنی فی کس ۵ دیاسلائی روزانہ۔

فاسفورس کی دیاسلائی میں ایک نقص ضرور ہے اور وہ یہ کہ اس میں آگ فوراً لگجاتی ہے۔ اگر فرش پر کہیں ایک دیاسلائی پڑی رہ جائے تو ممکن ہے کہ اس پر کسی شخص کا قدم پڑنے یا کوئی چیز گرنے سے اس میں آگ لگ جائے۔ ممکن ہے کہ بیخبری میں ہمارا پاؤں فاسفورس کی دیاسلائی پر پڑ جائے اور وہ جلنے لگے، اور ہم اُسے جلتا ہوا چھوڑ کر چلے آئیں اور گھر میں آگ لگ جائے۔ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ چوہوں نے فاسفورس کی دیاسلائی کو کترا ہے اور وہ جلنے لگیں، اور اس طرح مکان میں آگ لگ گئی۔ ایک شہر کا ذکر کرتے ہیں جس میں تیس تباہی خیز آتشزدگیاں صرف چوہوں کے دیاسلائی کترنے سے واقع ہوئی تھیں۔

ان دیاسلائیوں کے حوادث سے محفوظ رہنے کے لیے کچھ مدت سے سیفٹی دیاسلائیاں ایجاد ہوئی ہیں، ان دیاسلائیوں میں فاسفورس نہیں ہوتا۔ بلکہ اسے ایک قسم کی باریک ریت میں ملا کر اس ڈبیا کے پہلوؤں پر لگا دیا جاتا ہے جس میں دیاسلائیاں رکھی جاتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب تک ان دیاسلائیوں کو ان کے خاص بکس پر نہ رگڑا جائے وہ نہیں جلتیں۔ یہ دیاسلائیاں فاسفورس کی معمولی دیاسلائیوں سے اس قدر بہتر ہیں کہ دن بدن فاسفورس کی دیاسلائیوں کی مانگ کم ہوتی جارہی ہے اور بعض ممالک میں اس قسم کے قوانین نافذ ہوچکے ہیں کہ سیفٹی دیاسلائی کے علاوہ کسی اور قسم کی دیاسلائی فروخت نہ کی جائے۔

آگ جلانے کی طویل تاریخ میں سیفٹی دیاسلائی کی ایجاد آخری قدم ہے۔ ابتداءً آگ رگڑ سے پیدا کی جاتی تھی، اور اب ہمارے زمانہ میں بھی رگڑ ہی سے پیدا کی جاتی ہے، مگر ذرا غور کیجیے کہ دونوں طریقوں میں کس قدر فرق ہے۔ برمے کے ذریعہ سے آگ پیدا کرنے یا چھڑی کو لکڑی پر رگڑ کر آگ جلانے کے لیے فرصت اور مہارت درکار ہوتی تھی، لیکن سیفٹی دیاسلائی کے ذریعہ سے ایک بچہ بھی ایک لمحہ میں آگ جلا سکتا ہے۔

لیکن ذرا اس بات پر غور کیجیے کہ اس قسم کی عمدہ دیاسلائی تیار کرنے میں کتنا زمانہ صرف ہوا ہے، اس سادہ اور چھوٹی سی سیفٹی دیاسلائی کی ایجاد سے پیشتر دخانی انجن تار، ٹیلیفون اور برقی روشنی وغیرہ چیزیں مستعمل ہوچکی تھیں۔

(ماخوذ)

دُنیائے خیال

(از مولانا عاکی)

علمائے طبعیات کا مشہور مقولہ ہے کہ "خلا محال ہے" جس پر علاوہ بُرہان کے مشاہدہ کی شہادت بھی گزر چکی ہے اور ثبوت میں یہ بات عموماً استعمال کی جاتی ہے کہ ایک برتن لیکر پانی پر اوندھا دو پانی اُس میں نہ داخل ہوگا وقتیکہ اُس کی ہوا نکل نہ جائے۔ لہذا تمہیں ہوا کے نکلنے کا راستہ دینا ہوگا، اُس کے استبعاد پر قدما و متاخرین کے اسلوب استدلال میں اختلاف ہے ورنہ درحقیقت ایک ہی نغمہ ہے جو مختلف سازوں سے ادا ہوتا ہے، کارخانۂ مادیات میں اُسکی جانچ پرتال اکثر ہوتی رہی، بعینہ یہی حالت معنویات کی بھی ہے یعنی معنوی ظرف (فکر یا عقل) کا خلا بھی عنصر خیال سے محال ہے، بتقاضائے تصور (یا قوت تخیلہ) کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ تخیلات کے پردل سے مصروف پرواز نہ رہتا ہو، البتہ انتقال ذہنی خیالات میں تنوع پیدا کرتا رہتا ہے، ان خیالات کے سلسلہ کی کڑی ایک دوسرے سے پیوستہ ہوتی ہے، چنانچہ اس سیدھ سے موڑ کر شدید خیال کو اگر تم دوسری طرف متوجہ کرو تو آسانی سے کامیاب نہیں ہوسکتے کیونکہ اس وقت تم ضابطۂ فطرت سے انحراف کروگے، البتہ اسی خط مستقیم پر چلنے سے تمہارے اندیشۂ فکر کے نتائج بتدریج ظاہر ہونگے۔

جب یہ تمہیں معلوم ہوگیا کہ دماغ خیالات سے کبھی خالی نہیں ہوسکتا تو کوشش اس امر کی ہونی چاہیے کہ دماغ میں ہمیشہ پاکیزہ خیالات، نیچرل جذبات کو جگہ دی جائے۔ بے شغلی کے وقت انسانی و حیوانی جذبات میں مقابلہ کی ٹھہر جاتی ہے، اُن میں سے کوئی غالب آتا ہے، پھر وہی ملکۂ غالب ایک خیالی واعظ کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے، ترقی کی روحانی یا مادی تلقینات کا وعظ کہتا ہے اور رفتہ رفتہ انسان دونوں درجوں میں سے کسی پر پہنچ جاتا ہے۔ یعنی عالم ترقی میں یا تو صدیق کا معزز و گرامی خطاب حاصل کرتا ہے یا زندیق کہلاتا ہے، اور درحقیقت یہی معرکۂ خیال کی کامیابی اُسکے سر استقبال (آئندہ زندگی) پر تاج سعادت رکھتی ہے جس میں شہرت نیکنامی اور روشن ضمیری کے آبدار موتی ٹکے ہوتے ہیں، لہذا حکیمانہ روش یہ سکھلاتی ہے کہ انجمن بے شغلی کے ممبر اگر عقل سلیم کو اپنا صدر انجمن بنالیا کریں تو اُن کو اپنے مفاد کی عمدہ تدابیر کے انتخاب میں اس سے بہت بڑی بیش بہا مدد ملے اور بیکاری میں جن خطرات کا اندیشہ رہا کرتا ہے اُن سے اطمینان حاصل ہوجائے۔

(تمدن)

صنفِ نازک کیلئے ایک آہ

(از جناب عطیہ بانو صاحبہ حجاب مدراس)

خدا ہی جانے کتنی آہیں نکل چکی ہیں، نکل رہی ہیں، اور اب نکلیں گی۔ مگر وائے بر حال ما! کسی میں تاثیر ہی نہیں، اے کاش زمانے کی مصنوعی زمانہ ساز آہوں کا اثر تو ہماری آہوں میں آجاتا! اور کچھ تو وہ عورتوں پر رحم و کرم فرماتے جن کے زبردست پنجہ میں ہم اسیر و گرفتار ہیں۔

گو جانتی ہوں، کہ میرا کہنا عبث محض، میری تحریر فضول، میرا رونا رائگاں جائیگا مگر کیا کروں، دل کی بیتابیوں نے مجبور کر دیا ہے، اور آئے دن ہماری ہندوستانی عورتوں کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔

ہائے یہ اُنہی عورتوں کی داستانِ غم، حکایتِ الم ہے، جن کی شوہر پرستی اور پاکدامنی، وفاداری پر غیر ملک کے لوگ دنیا کے ہر ہر گوشے سے عش عش کر رہے ہیں! مگر افسوس! ہمارے بے درد مرد اپنی قدیم عورتوں کی قدر نہیں جان سکتے، اور سچ بھی ہے جو چیز اپنی ہوتی ہے اس کی انسان قدر نہیں کر سکتا، پھر تو ہمارے مرد بالکل بے خطا ہیں۔

میں شکایت نہیں کرتی، گلہ نہیں کرتی، مگر اے اسلامی بھائیو! ہر وقت آپ کو مخاطب کر کرکے میں کہہ رہی ہوں کہ میں آپ کی صرف آپکی بے عزتی دیکھ نہیں سکتی ہوں۔ میں ہندوستان کے مردوں کو ظالم اور جابر مشہور کرنا، دوسرے ملک کے مردوں میں ہمارے بھائیوں کی تحقیر کروانی ہرگز پسند نہیں کرتی ہوں، لہٰذا عرض ہے، خدا کیلئے خود کو جابر اور ظالم مشہور ہونے سے بچاؤ۔ کاش! عورتیں ..... ہاں آپکی عورتیں دوسرے ملکوں کی خواتین سے آپ کے متعلق ایسی تلخ رائے نہ سنیں! اور کاش! ہمارے مردوں میں کچھ تو حمیت و غیرت آتی۔

کیا اچھا ہو، اگر عورتوں کا وجود دنیا پر نہ آئے اور ان بیچاریوں کو آئے دن کی مصیبتوں کا سامنا نہ ہو، صرف مردوں ہی کا وجود اس صفحۂ عالم پر ہوتا، اور وہ نازک جابر ہستی اس ناپاک دنیا سے اُٹھ جاتی۔ اور اس طرح مردوں کو عورتوں کی قدر ہو سکتی بچوں کو سنبھالنا، خانہ داری کے دُشوار جھگڑے، گھر کی صفائی، دیکھ بھال، سینا پرونا، چولھا ہانڈی کا کام مردوں پر پڑتا، اور وہ پھر گھبرا کر قدرت سے التجا کرتے کہ اے مہربان ماں، پھر ہمیں ہماری عورتیں دیدے۔

آخر کس سزا، کس جرم پر، کس زمانے کی دشمنی پر مرد عورت کی بے عزتی، ناقدری کرتے ہیں؟ آہ اے ہندوستان کی مایۂ ناز خواتین! یہ آپ کی خدمت فضول ہے اس کا کوئی اثر آپ کے بے حس شوہروں پر نہیں ہو سکتا، ان کے سینے میں کوئی دل قدرت نے نہیں رکھا، بلکہ ایک پتھر ہے، یا اس سے بھی زیادہ کوئی اور شے، مگر اے بہنو! میں آپکو منع نہیں کرتی، آپ ہندوستان کی رہنے والیاں نہیں، بھلا کسی کی زبردست تقریر و تحریر آپ کو ان کی محبت سے جُدا کر سکتی ہے؟ آپ پیدا ہوئی ہیں صرف خدمت شوہر کے لیے، پھر میں آپ کو کیوں منع کروں؟

ہماری عورتیں ان ہی مردوں کے لیے مر مٹ جاتی ہیں، اپنا سکھ و راحت چین و آرام بیچ ڈالتی ہیں۔ اور اپنی زندگیاں اپنے شوہروں کے قدموں پر نثار و قربان کر دیتی ہیں۔ کیا تم ایسی عورتیں دنیا کے کسی گوشے میں بتا سکتے ہیں؟ اگر بتا سکتے ہو، پھر بتاؤ کہ کس ملک کی عورتیں اس طرح اپنی زندگیاں قربان کر دیتی ہیں؟ کہاں تک پیچ فرماں رہا کرتی ہیں؟ اگر یہ نہیں بتا سکتے ہو تو برائے خدا یہ بتاؤ کہ دنیا کے کس حصہ میں آپ جیسے مرد پیدا ہوتے ہیں؟ جو عورتوں کی ناقدری، بے عزتی کرتے ہوں؟ اگر ان سوالات کے جواب آپ عورتوں کو نہیں دے سکتے ہیں اور اپنا سا منہ لیکر رہجانا پڑتا ہے تو للہ پھر راہ راست پر آجائیے، عورتیں آپ کو طعنہ نہیں دینگی، آپ کی اس ناسمجھی کی حرکت پہ ہرگز نہیں مسکرائیں گی۔

یہ بیجا عورتوں پر ناز و غمزے (جو آپ کرتے ہیں) اسلام روا نہیں رکھتا۔ اگر آپ لوگوں کو دعوےٰ ہے کہ تنہا زندگی بسر کر سکتے ہیں، تو اسی وقت عورتوں کے منحوس وجود کو مٹا دیجیے۔ اور ہر وہ کام جو عورت باوجود جاہل ہونے کے انجام دے رہی ہیں ڈگریاں حاصل کر کرکے اپنے سر لیجیے گا، پھر تو میں بقول جناب حالی مرحوم عرض کرونگی

ع۔ یہ جو اُٹھتے دو ہی دن میں گر مردوں پہ پڑتا بار یہ۔

کیا اچھا ہوتا چندے عورت پیدا نہ ہوتی۔ مرد قدرت سے دست بستہ التجا کرتے "اللہ عورتوں کو عطا کر دے"

اے ہندوستان کے جلد باز مردو! عورتوں کو تعلیم دینے سے قبل اور انکی تعلیمی حالت پر رونے سے قبل آپ خود اپنی حالتِ زار پر غور کیجیے۔

حیف ہے آپکو شرم نہیں آتی، آپ کو شرمانا چاہیے تھا،

بھائیو! میں آخر میں آپ سے اپنی صاف گوئی کی معافی چاہتی ہوں اور کہتی ہوں میرے اس مضمون پر اعتراض نہ فرمائیے، بلکہ غور کیجیے ؎

یہ نہ کہنا کہ یہ کیا تم نے شکایت لکھی
اپنا سمجھا تمہیں تو دل کی حکایت لکھی

سچی بیوی

(از جناب نصیر صاحب حسین آبادی)

تنہائی کی مونس ہے تو — ساز محبت کی ہے لئے تو
جام عنایت کی ہے مے تو — حق میں ہے اک پاکیزہ شے تو
رونقِ بزم الفت تو ہے — لطفِ فزائے صحبت تو ہے
ترے وجود سے گھر ہے جنت — بن ترے جنت قعرِ مذلت

تیری لطافت تیری نزاکت … اک عالم پر چھائی ہے حیرت
تجھ خلقت حق کی [illegible] … [illegible]
بات تری ہے شہد سے شیریں … کام ترا ہے گل سے بھی رنگیں
حسن ہے تیرا عصمت و تمکیں … شرم تری ہے خود تری تزئیں
[illegible] … [illegible]
[illegible] عزت تجھ سے … [illegible] تجھ سے
ماں اور باپ کا [illegible] … نام و نمو کی شہرت تجھ سے
[illegible] … تو جو نہو تو گھر ہے ویراں
[illegible] … [illegible] جھیلے
کوئی [illegible] … [illegible]
[illegible] … [illegible]
سب ہے اولاد کی [illegible] … [illegible] لائی
[illegible] … [illegible] کو سکھائی
[illegible] … [illegible]
[illegible] … [illegible]
[illegible] … [illegible]
[illegible] … [illegible]
[illegible] … [illegible]
[illegible] … [illegible]
حق نے [illegible] … آدم کو [illegible] پیدا
بس ہوائی ہوئی موجب [illegible] … [illegible] باعث فرحت
گھر میں سرور [illegible] … اور سفر میں [illegible] مسرت
[illegible] … [illegible]
شرم و حیا کی [illegible] … غیرت [illegible]
[illegible] … تیری ہی [illegible] کھڑی ہے
تیرا وجود مسرت افزا … تیری [illegible] محبت افزا
تو ہے اندھیرے گھر کا [illegible] … تیرا ہی سب سے بول ہے بالا
تو ہی شرافت کی ہے [illegible] … سب سے بہتر سب سے بالا
عفت [illegible] … [illegible] زیور
ایسی تھی عصمت [illegible] … [illegible] جاری
جان کی بازی [illegible] … عصمت قرباں [illegible]
عشق [illegible] … [illegible] مر کے
تجھ سا سچا دوست کہاں ہے … تیرا ہی طالب سارا جہاں ہے
[illegible] کی راحت جاں ہے … فقر فقیری شان شہاں ہے
تیرا ابر کرم ہے چھایا … جنگل جنگل دریا دریا

شان امارت میں بھی جبلی ہے … ناز میں نعمت [illegible]
باغ کرم کی ہنستی کلی ہے … بات تری [illegible]
تیرے ہی حسن سے [illegible] … چپا چپا [illegible]
[illegible] بہت سے تجھکو بھولے … اپنی آن اور بان پہ پھولے
[illegible] عیش کے جھولے … اور ترے دلکو دیکے ملولے
[illegible] … دین میں دنیا کیلیے کھوتے
بے شک [illegible] … دل پر تیرے صدمہ گہرا
[illegible] … واہ ری ہمت اہل ہے [illegible]
[illegible] … عیش [illegible]
شرم و حیا کی [illegible] … صبر و رضا کی [illegible]
[illegible] … لطف و عطا کی [illegible]
[illegible] … [illegible]
محرم [illegible] … مونس [illegible] تجھ پر صدقے
[illegible] … [illegible] تجھ پر صدقے
[illegible] تجھ پر قرباں … جان محبت تجھ پر قرباں

اغلاط عوام

(از جناب سید ذاکر علی صاحب ذاکر ٹونکی)

سرکشی کو جب [illegible] کہو … اور اختیاری کو افطاری کہو
نام حیدر کا ہے جاذر جان لو … اور حلکو کو بھی تم جاقو کہو
کس لیے [illegible] ہم کہیں … اور کیوں نعرہ کو ناراہم کہیں
نام مچھلی کا ہے [illegible] مان لو … اور مصیبت بھی غلط ہی جان لو
[illegible] … صاف ہی کہتے نہیں ہو کیوں [illegible]
کیوں [illegible] … [illegible] ہے تالی بجا نا [illegible]
یہ غلط ہے [illegible] … ہے بجا گر تم کہو اسکو لگام
جبکہ کہنا ہے دوات اس کا بجا … پھر دوات [illegible] ہو گیا
ہے بجا [illegible] اس کو جان لو … اور ہے [illegible] مان لو
ہے کلہ آدمی کیا بلا اسے صاحبو … اصل میں ہے یہ [illegible]
جب مزاج اسکا ہی نام [illegible] … کس لیے تو نے کیا اس کو [illegible]
بعض [illegible] لوگ کہتے ہیں [illegible] … اصل میں [illegible]
یہ ہے [illegible] کیا ہے [illegible] … [illegible] اسکو کہو [illegible]
[illegible] بالکل غلط ہی اسکو جان … اصل میں [illegible]
[illegible] جو کہہ رہا ہے بار بار … اصل میں [illegible]
[illegible] ہے نام کیا ہے میرے دل … [illegible]

رنج و راحت

(۱)

منشی اشرف علی صاحب کو خدا دونوں جہان میں نیکنام کرے، ایسے نیک، ایسے دیندار اور ایسے حق پرست لوگ دنیا میں بہت کم ہیں، اگر کوئی شخص منشی صاحب کی سوانحعمری لکھے تو یقیناً لوگوں کو اخلاق اور دینداری کا بہت بڑا سبق ملے۔ منشی صاحب کوئی پیر نہیں لیکن ہزاروں پیروں سے زیادہ مقدس ہیں اور میرا تو یہ تجربہ ہے کہ اُن کے پاس تھوڑی دیر بیٹھکر وہی روحانی مسرت حاصل ہوتی ہے جو خلوص قلب کے ساتھ کسی عبادت کے بجالانے کے بعد دل کو محسوس ہوتی ہے، اگر موقع ملا تو منشی صاحب کے دلچسپ اور سبق آموز سوانح وقتاً فوقتاً پبلک کی نذر کیے جائینگے، اس وقت اُن کی زندگی کا ایک عبرتناک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے، جس سے اندازہ ہوگا کہ خدا کے خاص بندوں کو اپنی سچائی اور حق پرستی کی بنا پر ابتداءً کیسی کیسی آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، آج سے ۱۵ سال قبل منشی صاحب کلکٹری میں اہلمد تھے بیتس روپئے ماہوار تنخواہ تھی۔ منشی صاحب کی بیوی بڑی باسلیقہ تھیں، لیکن پھر بھی اتنی آمدنی ضروریات خانگی کے لیے ناکافی تھی، کیونکہ گھر میں منشی صاحب کی والدہ اور دو بچوں کو ملاکر پورے پانچ آدمیوں کا خرچ تھا۔ اتفاق سے منشی صاحب کے خسر بھی اہلمد تھے اور اُنکی تنخواہ بھی بیس روپئے تھی لیکن اُن کو ایسی عسرت اور ایسی مشکلات کا سامنا نہیں تھا جس میں منشی اشرف علی صاحب مبتلا تھے، اُن کے ہاں سب چھوٹے بڑے ملاکر آٹھ آدمی تھے اندر ایک خادمہ اور باہر ایک نوکر ملازم تھا گھر کا خرچ اُٹھاتا تھا، بیوی کے پاس ہزاروں کا زیور موجود تھا اور نہایت آرام سے زندگی بسر ہوتی تھی اس کے مقابلہ میں منشی صاحب کو نہ کبھی اچھے کپڑے نصیب ہوتے تھے اور نہ اچھا کھانا۔ بیوی کے پاس لے دیکے پانچ سو روپئے کے طلائی کپڑے تھے اور اس کے علاوہ نقرئی یا طلائی ایک چھلہ بھی نہ تھا۔ البتہ غریب عورت نے نہ معلوم کس طرح تن پیٹ کاٹکر ڈیڑھ سو روپئے کی رقم جمع کی تھی اور بس یہی عمر بھر کی کائنات تھی، اس کا سبب صرف یہ تھا کہ منشی صاحب نے کبھی رشوت نہیں لی کبھی کسی سے ناجائز طور پر ایک پیسہ کا فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ اہلِ معاملہ اُنھیں کسی نہ کسی طرح کچھ نذر کرنا چاہتے تھے لیکن منشی صاحب بڑے عزم اور استقلال کے ساتھ ان تمام نذروں اور تحفوں سے دور رہتے تھے، پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ سودے سلف کی خریداری میں اگر دوکاندار کی جانب سے کوئی رعایت دیکھتے تھے تو سودا واپس کردیتے تھے یہی حالت اخلاق کی تھی۔ نہایت منکسرالمزاج، متواضع شیریں گفتار اور دلسوز و ہمدرد تھے، منشی صاحب کی بیوی جنھوں نے ناز و نعمت میں پرورش پائی تھی اور اپنے باپ کی رشوت ستانی کے کرشمے دیکھے ہوئے تھیں کبھی کبھی منشی صاحب کی غیر معمولی احتیاطوں سے پریشان ہوجاتی تھیں اور اپنی نسوانی کمزوری کی بنا پر خانگی مشکلات کی طرف توجہ دلاکر منشی صاحب کو رشوت لینے کی ترغیب دیتی تھیں لیکن منشی صاحب ایسے کمزور طبیعت کے آدمی نہیں تھے کہ احکام الٰہی کے مقابلہ میں ایک ناقص العقل عورت کا کہنا مانتے اور چند روز کی عارضی آسائش کے بدلے میں نیکی جاوید کو ہاتھ سے کھو دیتے۔

(۲)

افلاس و غربت کی کشمکش میں مبتلا منشی صاحب اپنی زندگی بسر کر رہے تھے، ایک دن اُن کے اجلاس میں ممتاز نامی ایک شخص کا مقدمہ پیش ہوا، یہ شخص ایک طوائف کا بھائی تھا جس سے منشی صاحب کے مسلمان صاحب کسی زمانہ میں تعلق رکھتے تھے اور آجکل اُس نے کوتوال صاحب کو اپنا غلام بنا رکھا تھا چونکہ مسلمان صاحب کو چھوڑ کر وہ کوتوال صاحب کی طرف متوجہ ہوئی تھی اس لیے مسلمان صاحب اُس سے سخت ناراض تھے اور اس فکر میں تھے کہ کوئی موقع ہاتھ آئے تو اُسے رنج پہنچائیں اور شاید وہ پولس کی معرفت اپنے مشتعل جذبات کو کچھ تسکین دیتے لیکن بدقسمتی سے پولیس کا سرگروہ اُنکا رقیب تھا اور اس لیے بہت دشوار تھا کہ وہ انتقام کی کارروائی میں کچھ کامیابی حاصل کرسکیں۔ لیکن اب حسن اتفاق سے یہ موقع ہاتھ آیا کہ اُن کی محبوبہ متروکہ کا بھائی ایک ملزم کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہوا تو انتقام کا خیال اُن کے دل میں تازہ ہوگیا کوتوال صاحب ان باتوں سے آگاہ تھے اور اس لیے اُنھوں نے منشی اشرف علی صاحب سے مدد کی درخواست کی اور ممتاز نے ایک معقول رقم بھی اس کام کے معاوضہ میں پیش کرنی چاہی، لیکن منشی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق صاف انکار کردیا۔ معاملہ ایسا اہم تھا کہ کوتوال صاحب بذات خود منشی صاحب کے مکان پر آئے لیکن یہ سب کوششیں بے سود ثابت ہوئیں اور منشی صاحب نے ہرطرح کی ناجائز امداد سے صاف انکار کردیا۔ کوتوال صاحب اس بات سے بہت برافروختہ ہوئے اور جاتے وقت منشی صاحب سے کہہ گئے کہ بہت اچھا، اگر ہم دونوں آدمی اس شہر میں ہیں تو ایک بار آپ کو مجھسے بھی واسطہ پڑسکتا ہے۔ منشی صاحب نے کوتوال صاحب کی اس دھمکی کا مطلق خیال نہیں کیا اور اپنے انکار پر بدستور قائم رہے۔ ممتاز کا مقدمہ اگلی پیشی پر پیش ہوا اور اپنی خوش قسمتی سے وہ صاف بری ہوگیا۔ اس واقعہ پر خدا کی شکرگزاری کی بجائے کوتوال صاحب کے دل میں انتقام کا جذبہ اور زیادہ مشتعل ہوگیا۔ اسی اثنا میں ایک بھاری چوری کی رپورٹ لکھوائی گئی جس میں ایک پورا گینگ شریک تھا۔ ایک ملزم گرفتار ہوا اور کوتوال صاحب نے اُسے وعدۂ معافی کی امید دلاکر انکشافِ حالات کی کوشش شروع کی۔ کوتوال صاحب تفتیش میں مصروف تھے۔ اقبالی ملزم چوروں اور مال مسروقہ کے پتے دے رہا تھا اور یہ بھی بتایا جاتا تھا کہ کونسا مال کس شخص کے ہاتھ فروخت ہوا۔ کہ یکایک کوتوال صاحب کو منشی اشرف علی کی یاد آئی اور اُنھوں نے منشی صاحب کو نیچا دکھانے کے لیے یہ موقع ملا۔

(۳)

ممتاز اپنی مخصوص اہلیت کی بنا پر نہایت چالاک فتنہ پرداز اور دغاباز تھا۔ کوتوال صاحب نے اُسے اس کام پر مامور کیا کہ منشی اشرف علی صاحب کے گھر کی اندرونی حالت زیور، کپڑے اور ظروف وغیرہ کا حال معلوم کرے، چنانچہ اُس نے بہت آسانی

کے ساتھ دریافت کر لیا۔ زیورات کی کوئی لمبی چوڑی فہرست نہیں تھی، صرف ایک جوڑی کڑے تھے جو کبھی منشی صاحب کی بیوی کے ہاتھوں میں ہوتے تھے اور کبھی صندوقچے میں۔ کوتوال صاحب نے اقبالی مجرم کو پٹی پڑھائی کہ وہ ایک جوڑی طلائی کڑے منشی صاحب کے ہاتھ فروخت کرنے کا بیان دے اور جس بنیے کی چوری ہوئی تھی اُسکو مجبور کیا کہ وہ ان کڑوں کو اپنی ملکیت قرار دے اور شناخت کرے۔ ان امور سے مطمئن ہو کر کوتوال صاحب ایک دن صبح کو مستغیث اور اقبالی مجرم کو ساتھ لیے ہوئے منشی اشرف علی کے مکان پر وارد ہو گئے، چاروں طرف سے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا۔ کوتوال صاحب نے منشی صاحب کو آواز دی، جب وہ باہر نکلے اور کوتوال صاحب کو اس انداز میں دیکھا تو سمجھ گئے کہ کوتوال صاحب جو کچھ کہہ گئے تھے آج اُسکی تکمیل کے لیے تشریف لائے ہیں لیکن اُنھوں نے صبر و ضبط سے کام لیا۔ کوتوال صاحب نے منشی صاحب کو ملزم کی طرف توجہ دلا کر پوچھا کہ کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔ منشی صاحب نے کہا کہ میں نے اسے آج سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہیں۔ یہ جواب سننے کے باوجود کوتوال صاحب نے پھر سوال کیا کہ "کیا آپ نے اس شخص سے کوئی زیور خریدا ہے؟" منشی صاحب نے جواب میں کہا کہ جب میں اس سے واقف ہی نہیں تو خرید و فروخت کیسی؟" کوتوال صاحب نے طنزاً کہا "بجا ارشاد ہوا، اچھا ذرا پردہ کرا لیجیے ہم گھر کی تلاشی لیں گے" منشی صاحب اپنے آپ کو تمام الزامات سے بری یقین کرتے تھے اُنھوں نے بیوی کو پردہ ہو جانے کے لیے کہا اور پھر باہر آ کر کہا کہ پردہ ہو گیا، تشریف لائیے۔ کوتوال صاحب نے رفتہ رفتہ سارے مکان کی تلاشی لی اور جس وقت طلائی کڑوں کی جوڑی برآمد ہوئی اُسی وقت مالک اور ملزم دونوں قرارداد کے مطابق بے ساختہ پکار اُٹھے کہ یہی کڑے ہیں یہی کڑے ہیں، کوتوال صاحب نے کڑوں کو قبضہ میں لیکر فرد بنائی اور اُس پر گواہانِ تلاشی کے دستخط لیے اور منشی صاحب کو کوتوالی لیگئے۔ اس واقعے سے منشی صاحب کی بیوی اور بچے حد سے زیادہ متاثر تھے اور اُنھوں نے رو رو کر گھر میں محشر بپا کر رکھا تھا۔

(۴)

جب رونے دھونے سے فرصت ملی تو منشی صاحب کی بیوی نے فوراً اپنے میکے کو آدمی روانہ کیا اور اُن کے والد منشی ارجمند علی فوراً بیٹی کے پاس آئے منشی صاحب کی بیوی نے وہ ڈیڑھ سو روپے جو اُن کے پاس جمع تھے باپ کے حوالے کیے اور کہا کہ آپ جلد سے جلد کوتوالی جا کر معاملہ رفع دفع کرا دیجیے ورنہ خدا جانے عدالت تک پہنچتے پہنچتے کیا سے کیا ہو جائیگا، منشی ارجمند علی کوتوالی پہنچے۔ اس وقت کوتوال صاحب کی بدزبانی اور مطلق العنانی کی کچھ انتہا نہیں تھی۔ بالآخر منشی ارجمند علی نے کوتوال صاحب سے تخلیے کی خواہش کی اور بڑی منت سماجت کے ساتھ اُنہیں آمادہ کیا کہ وہ معاملہ کو اسی جگہ دبا دیں اور مزید آبرو ریزی سے اس خاندان کو محفوظ رکھیں، لیکن کوتوال صاحب کسی طرح رضامند نہیں ہوتے تھے بالآخر جب اُنھوں نے نوٹ قدموں پر رکھوائے تو معاملہ اِس شرط پر طے ہوا کہ کڑے اُن کے مالک یعنی اُس شخص کو جس کی چوری ہوئی ہے دیدیے جائیں اور ڈیڑھ سو روپئے کوتوال صاحب کی نذر کیے جائیں۔ منشی اشرف علی صاحب کو جب یہ شرطیں معلوم ہوئیں تو اُنھوں نے صاف انکار کر دیا لیکن اُنکے خسر نے ان شرطوں پر معاملہ کر لیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر معاملہ عدالت تک پہنچا اور پولیس نے ثبوت بہم پہنچا لیا جو اُس کے لیے کچھ مشکل نہیں تو رقم جانے کے علاوہ نوکری کے بھی لالے پڑینگے۔ الغرض معاملہ کو اس حد تک پہنچا کر منشی ارجمند علی منشی اشرف علی کے ہمراہ واپس آئے اُنھوں نے دیر تک بیٹھکر بیٹی کو تسلی دی اور منشی اشرف علی کو عاقبت بینی کی ہدایت کی۔

اس حادثہ کے بعد منشی اشرف علی کے پاس ایک حبہ باقی نہیں رہا۔ اور اگر خدانخواستہ وہ کسی اور آفت ارضی و سماوی میں مبتلا ہو جاتے تو اُس سے عہدہ برآ ہونے کی کوئی صورت نہیں تھی۔

(۵)

ان افسوسناک واقعات سے منشی صاحب کی بیوی بہت متاثر تھیں، وہ اپنے شوہر کی سلامتی اور اس بلائے ناگہانی سے بال بال بچ جانے پر جس قدر خوش تھیں اُسی قدر زر و زیور کی بربادی پر متاسف تھیں۔ اور یہ کوئی تعجب انگیز امر نہ تھا، طلائی کڑوں کی وہ جوڑی جو بالجبر اُن کے قبضہ سے دوسرے کے قبضہ میں پہنچ گئی تھی اور ڈیڑھ سو روپے کی رقم جسے اُنھوں نے کئی سال تکلیف اُٹھا کر جمع کیا تھا اُن کی کل کائنات تھی اور اس کے جاتے رہنے کے یہ معنی تھے کہ اُن کا گھر بالکل لُٹ گیا اور آئندہ مشکلات کے لیے کوئی سہارا باقی نہیں رہا۔ کوتوال صاحب نے اس کنبہ سے بہت سخت انتقام لیا جس کی تلافی کی بظاہر تمام عمر امید نہ تھی۔ ان لوگوں کے چلے آنے کے بعد اُنھوں نے کڑوں کی جوڑی مصنوعی مالک سے فوراً وصول کر لی، اور دنیا کی نیرنگیاں دیکھیے کہ تھوڑی دیر کے بعد وہ اُن ڈیڑھ سو روپیا کے ساتھ کوتوال صاحب کی محبوبۂ بالانشین کے صندوقچہ میں پہنچ گئی۔ منشی صاحب کو خدا کی ذات پر بہت کچھ اعتماد تھا اور وہ سچائی کو بڑی طاقت خیال کرتے تھے اور اس لیے کوتوال صاحب کی ان بے اعتدالیوں کے متعلق اُنہیں یقین تھا کہ بہت جلد قدرت کے غیر محسوس ہاتھ اُن کو سزا دینے کے لیے بڑھیں گے اور غیب کے خزانے اُن کے مالی نقصانات کی تلافی کر دینگے۔ لیکن جب اُنھوں نے دیکھا کہ حالات میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا اور کوتوال صاحب اپنے اعمال کی سزا پانے کی بجائے پہلے سے زیادہ عزت و وقار حاصل کر رہے ہیں تو اُن کا دل افسردہ ہو گیا اور اُنہیں یقین آ گیا کہ یہ جو کچھ ہوا اُنہی کی بداعمالی کا نتیجہ ہے اور اس لیے قدرت سے انتقام کی توقع بے سود ہے۔ اس خیال نے منشی صاحب کی توبہ و استغفار میں اضافہ کر دیا اور وہ بسا اوقات خلوت گاہ میں اشکبار نظر آتے تھے۔ وہ اپنے مفروضہ گناہوں کے کفارے کی جستجو میں تھے کہ پڑوس کی ایک ضعیفہ نے اُنہیں اپنے مکان میں بُلا کر اور زار زار رو کر اُن سے سفارش کی درخواست کی، اس ضعیفہ کا بیٹا چوری کے الزام میں تین سال کے لیے سزا پا

تھا۔ اور اس کی جیل خانہ میں چند ماہ کا زمانہ بسر ہوا تھا کہ وہ درد گردہ میں مبتلا ہو کر جاں بحق تسلیم ہوا۔ اُس کی اچانک وفات کے بعد اس ضعیفہ کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں کیونکہ وہ اور کوئی وارث نہیں رکھتی تھی، اور اُسے ضرورت پیش تھی کہ تکلیف دہ زندگی کی میعاد کسی نہ کسی طرح ختم کرنے کے لیے کوئی سہارا تلاش کرے۔ وہ پڑوس میں رہنے کی وجہ سے منشی صاحب کی نیکیوں سے اچھی طرح واقف تھی اُس نے ان سے خواہش کی کہ اُسے اپنے مکان میں رکھ لیں۔ منشی صاحب اُس کے غمناک حالات سے بہت متاثر ہوئے اور اُسے اپنے مکان میں اُٹھا لائے۔ ضعیفہ نے اپنا مکان فروخت کر دیا، اور یہ تین سو روپئے کی رقم منشی صاحب کے حوالہ کی تاکہ وہ اُسے پانچ روپئے ماہوار مصارف روزمرہ کے لیے دیتے رہیں۔

(۶)

اس ضعیفہ کے لیے باعثِ تسکین و راحت بنکر منشی صاحب کے جذبات کو کسی قدر سکون ہوا اور اُن کو امید بندھی کہ اب خدا اُن کے گناہوں سے درگزرے گا اور اُن کی مشکلات میں آسانیاں پیدا ہو کر انقباض انبساط سے بدل جائیگا لیکن ایسا نہیں ہوا اور اُن کی مصیبتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ منشی صاحب کی نیکیاں اور پرہیزگاریاں اُن کے عدالتی احباب کی آنکھوں میں ہمیشہ کھٹکتی تھیں۔ عدالت میں عموماً ہر شخص رشوت لیتا تھا اور اس لیے منشی صاحب کو رشوت نہ لینے کی وجہ سے جو سلسلہ فوقیت حاصل تھی وہ سب کو ناگوار تھی خاصکر منشی صاحب کے سلخواں جو ہیچ عیب شرعی سے متصف تھے اُن کے جانی دشمن ہو رہے تھے، وہ اپنی میخواری اور بدکاری رشوت کے بغیر قائم نہیں رکھ سکتے تھے اور منشی صاحب عموماً اُن کی رشوت رسانی میں مخل انداز ہوتے تھے سلخواں صاحب نے بار بار کوشش کی کہ منشی صاحب کو نقصان پہنچائیں لیکن حاکم کی مہربانی اور قدردانی سے اُنہیں کبھی اس کا موقع نہیں ملا۔ منشی صاحب یہ سب کچھ جانتے تھے لیکن اپنی مستقل مزاجی اور نیک نہادی کی وجہ سے اُن کے خیالات میں کبھی تزلزل پیدا نہیں ہوتا تھا اور سخت سے سخت تکالیف اُٹھانے کے باوجود وہ اپنے طریقِ عمل کو بدلنے کے لیے تیار نہیں تھے اور اُن کے لیے یہ بات ناممکن تھی کہ جن امور کو وہ ناجائز خیال کرتے تھے اُن کو دنیاوی عارضی تکالیف سے متاثر ہو کر اپنے لیے جائز قرار دیں۔ اہلِ معاملہ تو منشی صاحب کو رحمت کا فرشتہ سمجھتے تھے لیکن اپنے معاصر اہلکاروں کے لیے وہ دوزخ کے اُنیس محافظوں میں سے ایک تھے۔ اسی اثنا میں کہ منشی صاحب کو حادثات نے ہیجان کر رکھا تھا ایک مزید مصیبت یہ پیش آئی کہ اُن ڈپٹی صاحب کا تبادلہ ہو گیا جو ہندو ہونے کے باوجود اُنکے مذہبی جذبات کی دل سے قدر کرتے تھے اور اُن کی جگہ جو صاحب تشریف لائے وہ اپنے پیشرو سے بالکل متضاد تھے۔ منشی صاحب کے یہ نئے افسر نہ صرف ولایت کے تعلیم یافتہ تھے بلکہ اُن کی شادی بھی ولایت میں ہوئی تھی اس لیے وہ رشوت کے بغیر اپنے بنگلے کے غیر معمولی اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی تشریف آوری پیشکار صاحب کے حق میں تو نعمت ثابت ہوئی لیکن غریب الہد کے لیے مرگ مفاجات بحکم منشی چند روز میں پیشکار صاحب نے ڈپٹی صاحب کے مزاج میں غیر معمولی دخل پیدا کر لیا اور اب [illegible] کے ساتھ رشوت ستانی کا بازار گرم ہو گیا۔ منشی صاحب یہ حالات دیکھکر دل ہی دل میں لرزتے رہتے تھے اور ہر نماز کے بعد خدا سے دعا مانگتے تھے کہ وہ اُنہیں اس عذاب سے نجات دے۔ آخرکار منشی صاحب کی یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی اور سلخواں نے جو عرصہ دراز سے منشی صاحب کی فکر میں تھا اُن کے متعلق ڈپٹی صاحب کے کان بھرنے شروع کیے۔ اب منشی صاحب کے لیے نوکری اور آبرو دونوں کی حفاظت نہایت دشوار تھی کیونکہ اب یہ سلخواں اُن کو ہر روز ایک نئی مشکل میں مبتلا کرنے لگا اور بات بات پر اُن کیساتھ بدزبانی اور بداخلاقی کے ساتھ پیش آتا تھا۔

(۷)

سلخواں نے ڈپٹی صاحب کو اس قدر بدگمان کر دیا تھا کہ وہ بے سبب اور بلا تقصیر غریب الہد پر خفا ہوتے تھے۔ وہ کتنی ہی مستعدی اور سرگرمی سے کام کرے لیکن ڈپٹی صاحب اور سلخواں صاحب کے لیے ہر نقطہ اور ہر حرف پر نکتہ چینی لازمی تھی۔ تین ماہ کے عرصہ میں حکام بالا کو چار بار رپورٹ کی گئی اور آخرکار ایک سششماہی میں منشی اشرف علی صاحب نے اس کشاکش سے نجات پائی یعنی اُنہیں نہایت ناقابل غیر مستعد اور نااہل قرار دیکر برخاست کر دیا گیا۔ یہ حادثہ منشی صاحب اور اُن کے کنبہ کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اُن کے پاس پندرہ دن سے زیادہ عرصہ کے لیے خرچ نہ تھا اور اس کے بعد یقیناً فاقہ کشی کا سامنا تھا۔ منشی صاحب نے مکان پر پہنچکر پہلا کام یہ کیا کہ اپنی پڑوسی ضعیفہ کی امانت اُس کے حوالے کر دی تاکہ مصیبت اور ضرورت کے وقت اُن کی نیت ڈانواڈول نہ ہو۔ منشی صاحب کو معلوم تھا کہ اب اُنہیں کیسی مشکلات کا سامنا ہونے والا ہے اور اس آنیوالی مصیبت کے خیال نے اُنہیں ایسا متاثر اور دل شکستہ کیا کہ وہ تقریباً تمام رات جنابِ باری میں سربسجود اور اشکبار رہے۔ دو تین دن میں جب رنج و غم کم ہو کر ہوش بجا ہوئے تو منشی صاحب کو اُن کی بیوی نے تلاشِ معاش کا مشورہ دیا۔ مگر ظاہر ہے کہ اُن کے افسروں نے اُنہیں اب سرکاری ملازمت کے قابل تو رکھا نہ تھا البتہ پرائیویٹ ملازمتوں کا موقع اُن کے لیے باقی تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے شہر کے رؤسا کی خدمت میں حاضری شروع کی تاکہ کسی کے ہاں اُنہیں مختاری یا کارندہ گیری کی ملازمت مل جائے۔ لیکن شومیِ نصیب سے کہیں کامیابی نہیں ہوئی اور اسی حالتِ بیکاری میں بیس دن کا عرصہ گزر گیا۔ اب منشی صاحب کے پاس بالکل خرچ نہ تھا اور اس کے سوا کوئی صورت نہ تھی کہ کسی سے قرض لیا جائے یا گھر میں جو دس بیس برتن تھے اُن کو فروخت کر کے کام چلایا جائے۔ چنانچہ منشی صاحب نے چوبیس گھنٹے فاقہ کشی میں بسر کرنے کے بعد برتنوں ہی کو فروخت کیا۔ اس اثنا میں منشی ارجمند علی اور اُس ضعیفہ نے جو اُن کے گھر میں رہتی تھی بہت چاہا کہ اُنہیں کچھ مدد دیں لیکن اُنہوں نے کسی طرح گوارا نہیں کیا۔ بہرحال منشی صاحب کا اب یہ معمول تھا کہ تمام دن تلاشِ معاش میں مصروف رہتے تھے۔ شہر کے زمینداروں اور تاجروں میں روزانہ گشت کرتے تھے لیکن ہر جگہ سے جواب صاف ملتا تھا لیکن یہ انکار پر انکار سننے کے باوجود آمد و رفت کا سلسلہ اس امید میں بند نہیں کرتے تھے کہ شاید بال بچوں کی تقدیر سے کسی کو ترس آ جائے اور کہیں ملازمت کی کوئی صورت نکل آئے۔

سب کچھ کیا اور کچھ نہ ہوا۔ ڈیڑھ ماہ کی دوڑ دھوپ بالکل بیکار ثابت ہوئی۔

(۸)

آخر کار پھر فاقہ کشی کا سامنا ہوا۔ مکان کا کرایہ جو کبھی تیسری کی بجائے چوتھی کو ادا نہیں کیا گیا تھا۔ ڈیڑھ ماہ سے چڑھا ہوا تھا۔ بچے بھوک سے تڑپ رہے تھے اور بدنصیب ماں ضعف گرسنگی سے اتنی طاقت نہیں رکھتی تھی کہ اُن کو تسلی دے۔ منشی اشرف علی صاحب تیسرے فاقہ پر بھی آج تلاش معاش میں گئے ہوئے تھے۔ مگر آج بھی اُن کو ہر جگہ ناکامی ہوئی۔ جس وقت وہ متمول سوداگروں کی دوکان سے انکار کے زخم کھا کر بازار سے واپس آ رہے تھے اُن کی نگاہ یکایک اُس بالاخانہ کی طرف گئی جس میں کوتوال صاحب کی محبوبہ مقیم تھی اور بے ساختہ اُن کے لبوں سے ایک آہ نکلی۔ اُن کے دل میں انتہائی نفرت یہ خیالات گردش کرنے لگے کہ اسی عورت کی بدولت آج مجھے یہ مصیبت برداشت کرنی پڑی۔ اگر پانچ سو روپے کے کپڑے اور ڈیڑھ سو روپئے نقد میرے پاس موجود ہوتے تو مجھے اور میرے بچوں کو کم از کم اس فاقہ کشی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ ان خیالات کیساتھ منشی صاحب گزر رہے تھے کہ یکایک ایک بھاری لاش اس طوائف کے کمرہ سے سڑک پر آگری جس کے ساتھ ہی سینکڑوں آدمی اُس کے گرد مجتمع ہوگئے اگرچہ منشی صاحب میں اتنی طاقت نہیں تھی لیکن واقعہ کی اہمیت نے اُنہیں بھی تحقیق حال کا مشتاق بنایا لہٰذا وہ بھی ہجوم میں ملکر اس ہولناک نظارہ میں شریک ہوگئے اور یہ معلوم کرکے اُنہیں حیرت ہوئی کہ یہ تڑپتی ہوئی نعش کوتوال صاحب کی تھی۔ چند لمحے گزرے تھے کہ تمام تماشائی لوگوں کی زبان پر تھا یعنی کوتوال صاحب نشہ میں بدمست اپنی محبوبہ کے ساتھ گرم اختلاط تھے کہ ضلع ..... کے چند مشہور بدمعاش بھی آگئے۔ کوتوال صاحب نے اُن سے بدزبانی کی اُنہوں نے گالیوں کی بارش سے اس بدزبانی کا جواب دیا۔ کوتوال صاحب ہاتھا پائی کو اُٹھے جس کا آخری سین یہ تھا کہ بدمعاشوں نے اُنہیں اچھی طرح مار پیٹ کر بالاخانہ سے نیچے پھینک دیا اور اس کے ساتھ ہی نیچے اُتر کر انبوہ میں شامل ہوگئے اور پھر کسی کو معلوم نہیں کہ کہاں چلے گئے۔ کوتوال صاحب کو فی الفور ایک تانگہ پر لاد کر اسپتال بھیجا گیا لیکن اُن کی روح راستہ ہی میں قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

(۹)

یہ وحشت ناک سماں دیکھ کر منشی اشرف علی اپنی تکالیف بھول گئے۔ وہ کوتوال جس نے انہیں اس قدر پریشان کیا تھا اور جو اُن کی تمام موجودہ تکالیف کا باعث تھا اس وقت انہیں نہایت رنج و اندوہ کے ساتھ یاد آرہا تھا۔ اُنہوں نے سچے دل سے اُسے معاف کیا اور اُس کی مغفرت کی دعائیں مانگنے لگے۔ غالباً شام کے ۵ بجے تھے جب وہ اپنے مکان پہنچے، لیکن گھر میں پہنچکر اُنہیں سخت حیرت ہوئی۔ بچے مسرت کے جوش میں بھرے ہوئے صحن مکان میں کھیل رہے تھے۔ بیوی باورچیخانے میں بیٹھی ہوئی کھانا پکا رہی تھیں۔ منشی صاحب کی والدہ جانماز پر بیٹھی ہوئی وظیفہ پڑھ رہی تھیں۔ منشی صاحب کو دیکھتے ہی بچے دوڑ کر اُن سے لپٹ گئے اور بیوی کے لبوں پر تبسم کی موجیں نمایاں ہونے لگیں۔ منشی صاحب یہ نظارہ دیکھکر سخت متحیر تھے۔ وہ دالان میں جب کر چارپائی پر لیٹ گئے۔ بچوں نے کہا "ابا جان خدا نے ہم پر اپنا فضل کیا۔ اب ہم کبھی بھوکے نہیں رہینگے۔ ابھی منشی جی کچھ کہنے نہیں پائے تھے کہ اُن کی بیوی مسکراتی ہوئی باورچی خانہ سے آئیں اور اُنہوں نے بھی اسی فقرے کو دُہراتے ہوئے کہا:

"لو مبارک ہو خدا نے ہم پر اپنا فضل کیا، لو تم ہاتھ منہ دھو ڈالو، کھانا تیار ہے"

منشی صاحب نے کہا آخر معاملہ کیا ہے، خدا نے کیونکر اپنا فضل کیا ذرا تفصیل سے بیان کرو۔ منشی صاحب کی بیوی نے کہا کہ آج مشرف جب مدرسہ سے واپس آیا تو اُس کے پاس ایک منی بیگ تھا، اُس نے منی بیگ مجھے دیا، میں نے پوچھا یہ کیا ہے تو اُس نے کہا کہ میں نے مدرسہ سے واپس آتے ہوئے باغ میں پایا ہے میں نے اُسے کھولکر دیکھا تو اُس میں سے دو ہزار روپئے کے نوٹ اور چار روپئے نکلے۔ میں نے سمجھ لیا کہ بس اب ہمارے دن پھر گئے اور ہماری فاقہ کشی پر خدا کو رحم آگیا، اتنا سنکر منشی صاحب نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا کہ وہ منی بیگ کہاں ہے؟ منشی صاحب کی بیوی نے منی بیگ لاکر اُن کے سامنے رکھدیا۔ منشی صاحب نے اُسے الٹ پلٹ کر دیکھا تو اُس پر ایک جانب انگریزی میں لکھا تھا "منشی سعادت علی خاں رئیس ....." اس کے بعد منشی صاحب نے بیوی سے پوچھا کہ اسمیں سے تم نے کیا لیا ہے؟ بیوی نے کہا ہم نے صرف چار روپئے نکالے ہیں نوٹوں کو ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ چار روپئے میں سے بھی صرف ایک روپیہ نو آنے خرچ ہوئے ہیں اور باقی دام میرے پاس موجود ہیں۔ منشی صاحب نے کہا تمنے غضب کیا۔ یہ تو ایک امانت تھی تمہیں اسمیں سے کچھ خرچ کرنیکا اختیار کیونکر حاصل ہوا۔ افسوس میرے پاس ایک پیسہ نہیں میں کسطرح اس کمی کو پورا کرونگا۔ اب میں جاتا ہوں، شہر کے ہوٹلوں میں تلاش کرتا ہوں، اگر مجھے مالک کا پتہ مل گیا تو خیر ورنہ سرکار میں اطلاع کردونگا۔ منشی صاحب یہ گفتگو کر رہے تھے اور اُنکی بیوی رنج و حسرت کیساتھ خاموش بیٹھی ہوئی سُن رہی تھیں۔ آخر کار منشی صاحب منی بیگ لیکر گھر سے نکلے اور سب کو تاکید کرگئے کہ یہ کھانا ہرگز نہ کھانا۔ کیونکہ کیسی طرح جائز نہیں۔ بچوں کو بھی نہ دینا ورنہ اس طعام حرام کا اثر اُنکے اخلاق کو خراب کریگا۔

(۱۰)

ناتوانی سے ہر قدم پر چکر آرہے تھے لیکن منشی صاحب ہوٹلوں میں سرگرداں رہے تھے آخر کار ایک بڑے ہوٹل میں سُراغ ملا کہ سعادت علی خاں یہاں مقیم ہیں لیکن وہ ہوا خوری کو گئے ہوئے تھے۔ رات کے ۹ بجے واپس آئے۔ بصد مشکل منشی صاحب کی رسائی ہوئی اور اُنہوں نے منی بیگ نکالکر اُنکے سامنے رکھدیا اور آبدیدہ ہوکر اُن سے کل واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میری بیوی ایسی بے ایمان نہیں اگر وہ اور اُسکے بچے تین فاقوں سے نہ ہوتے تو وہ آپکی امانت کو ہاتھ نہ لگاتی لیکن میں آپکو اطمینان دلاتا ہوں کہ جیسے ہی خدا نے مجھ پر اپنا فضل کیا میں پوری رقم آپکی خدمت میں ارسال کردونگا۔ سعادت علی خاں بڑے چشم پوش دریا دل اور مردم شناس رئیس تھے منشی صاحب کی شخصیت اور گفتگو سے وہ بیحد متاثر ہوئے۔ دیر تک خاموش رہنے کے بعد اُنہوں نے منشی صاحب سے اُنکے حالات اور مشاغل دریافت کیے۔ منشی صاحب نے اپنی پوری سوانح عمری کا اختصار کیساتھ عرض کی۔ سعادت علی خاں کو عرصہ سے ایک ایسے متدین شخص کی جستجو تھی اُنہوں نے منشی صاحب سے کہا کہ اگر میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو تو میں پچاس روپئے ماہوار اور کھانا دینے کو آمادہ ہوں۔ منشی صاحب نے فی الفور منظور کرلیا۔ چلتے وقت سعادت علی خاں نے اُنہیں سو روپئے دیے لیکن اُنہوں نے بلا معاوضہ کچھ لینے سے انکار کیا بڑی رد و قدح کے بعد پچاس روپے بطور تنخواہ پیشگی قبول کیے اور اُسمیں سے ایک روپیہ نو آنے ادا کرکے گھر کو واپس آئے۔ یہاں پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ ضعیفہ نے یکایک ضعف کیا ہے اور اُسکی حالت سقیم ہے، اُنہوں نے وصیت کی کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ تمہیں ہبہ کرتی ہوں منشی صاحب نے فوراً حکیم کو بلایا لیکن حکیم کے آتے آتے وہ راہی ملک بقا ہوئی۔ دو تین دن کے بعد منشی صاحب نے ... اُس میں تقریباً ساڑھے چار سو روپئے اور ... زیور ... منشی صاحب ...

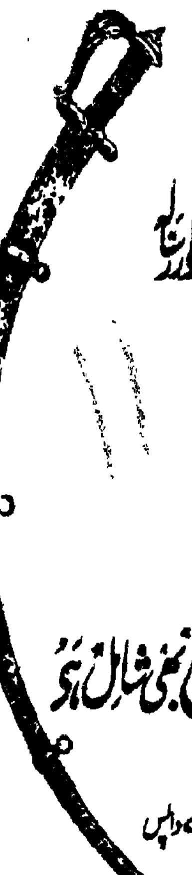
REGISTERED No L.1313

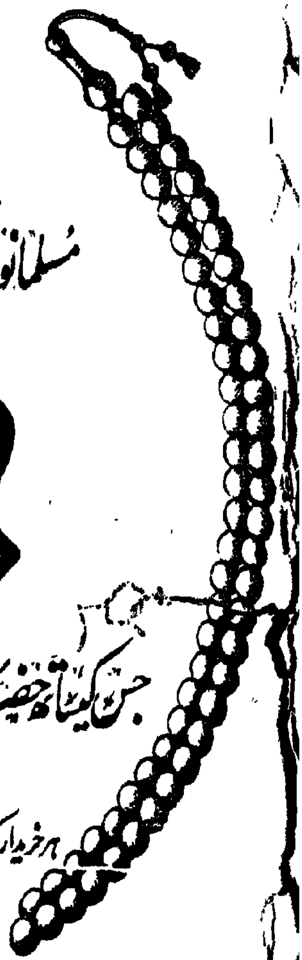
ایڈیٹر سید [illegible]



رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً







چیست دُنیا؟

از خدا غافل بدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن!

مسلمانوں کو دینداری اور دُنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دُنیا

جس کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دار الاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اُس کا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس کرکے اپنی ادا کردہ کُل قیمت ہم سے واپس منگالے





سالانہ قیمت

اعلیٰ ایڈیشن للعہ معمولی ایڈیشن للعہ

ششماہی قیمت

اعلیٰ ایڈیشن للعہ معمولی ایڈیشن عہ

١٩٢٣ء

۷۸۶ ھوالکل یا معین

پیر بھائی

بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۲ھ

نیا سال سنہ ۱۳۴۱ھ ختم ہوا محرم کی پہلی تاریخ سے سنہ ۱۳۴۲ھ کا دور شروع ہوا ہے یہ کہنا کہ نیا سال مبارک ہو ایک دعا ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ گذشتہ سال کے اعمال کا حساب کرنا چاہیے کہ کتنے گناہ کیے، کتنی نیکیاں ہوئیں اور آئندہ سال کا موازنہ (بجٹ) بنایا جائے کہ اپنی ذات، اپنی قوم اور اپنے مذہب کے واسطے کیا کیا کام کرنے ہیں۔

ذی الحجہ کا پیر بھائی جب سے رسالہ دین و دنیا جاری ہوا ہے یہ پہلا مہینہ تھا جس میں رسالہ پیر بھائی شائع نہیں ہو سکا۔ کیونکہ حسن نظامی دہلی میں موجود نہ تھا۔ اور سفر میں اس قدر کم فرصتی ہوتی ہے کہ لکھنا پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے۔

سفر دکن کا خلاصہ حسن نظامی کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے برقی پیغام بھیجکر حیدرآباد بلایا تھا۔ ۲۷ ذیقعد سنہ ۱۳۴۱ کو دہلی سے روانگی ہوئی۔ ۲۹ ذیقعد کو حیدرآباد پہنچا۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد کے گوبند باغ میں قیام ہوا۔ یکم ذی الحجہ کو حضور نظام نے اپنے محل کنگ کوٹھی میں کھانے کے لیے مدعو کیا۔ ۴ ذی الحجہ کو خاص فرمان کے ذریعہ دو سو روپے ماہوار حسن نظامی کے نام مقرر کیے۔ ۱۴ ذی الحجہ کو پھر کنگ کوٹھی میں کھانے کی دعوت میں بلایا گیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو حیدرآباد سے رخصت ہوا۔ ۲۴ کی شام کو دہلی پہنچا

حور بانو کی صحت ۱۴ شعبان سنہ ۱۳۴۱ھ سے علالت شروع ہوئی۔ رمضان المبارک میں پہلا آپریشن ہسپتال میں ہوا۔ شوال میں دوسرا عمل جراحی کیا گیا۔ ذیقعد اور ذی الحجہ میں بخار برابر قائم رہا اور زیر ناف آپریشن زخم ناسور بن گیا۔ ڈاکٹر سراج الدین صاحب کا علاج کرتے رہے جو جراحی میں نہایت اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں۔ آخر خدا نے فضل کیا ناسور اچھا ہو گیا۔ مگر بخار اب تک کہ محرم کی پانچ تاریخ ہے ایک سو تین درجہ رہتا ہے۔ دعا کی ضرورت ہے۔

فتوے کفر کا جھگڑا جب سے حسن نظامی پر کفر کا فتوے لگایا گیا ہے دہلی اور ہندوستان کے کئی شہروں میں باہمی نفاق کی ایک نئی صورت پیدا ہو گئی ہے، اور واقعہ پسند طبائع نے اس قصہ کو شغل زندگی بنا لیا ہے۔

اس فتوے کی بنا میری کتاب "مرشد کو سجدۂ تعظیم" ہے جس میں تعظیمی سجدہ کو مباح ثابت کیا گیا تھا۔ یہ کتاب اس غرض سے نہیں لکھی گئی تھی کہ لوگ مجھ کو تعظیمی سجدے کریں۔ یا سجدوں کا رواج بڑھے۔ بلکہ حضرت غوث الاعظم رضؓ حضرت خواجہ اجمیری رضؓ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ۔ حضرت بابا گنج شکر رضؓ حضرت محبوب الٰہی رضؓ جیسے اولیاء اللہ پر جو طعن کیے جاتے تھے کہ یہ بزرگ تعظیمی سجدے کراتے تھے۔ ان کو طعن سے بچانے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی تھی۔ مگر افسوس ہے کہ معمولی بات کو حد سے زیادہ بڑھا دیا گیا۔

فتوے مذکور کی حقیقت یہ فتوے جس اشتہار میں دعوے کیا گیا ہے کہ تمام علمائے ہند نے حسن نظامی کی تکفیر کی ہے، اگر غور سے دیکھا جائے تو اول سے آخر تک مغالطہ سے بھرا ہوا ہے۔

اوّل تو یہ درست نہیں ہے کہ تمام علمائے ہند کے اس میں دستخط ہیں کیونکہ صرف چند علما کے نام اس میں نظر آتے ہیں۔ حالانکہ ہندوستان میں ہزاروں علماء موجود ہیں۔

دوسرے یہ کہ فتوے میں دو ایسے مفتی ہیں جنکی عمر سولہ سترہ سال کی ہے اور جو مولوی ہونا کیا عربی کا ایک لفظ بھی نہیں جانتے۔ اور دونوں جناب مولوی احمد علی صاحب محدث کے صاحبزادے ہیں۔ معلوم نہیں اتنی بڑی جرأت کس نے دلائی کہ کمسن لڑکوں کو مفتیان اعظم کی صف میں بٹھا دیا گیا۔

تیسرے فتوے کے دو بڑے رکن جناب مولانا کرامت اللہ خاں صاحب اور جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اس فتوے پر مہر و دستخط کرنے سے انکار کرتے ہیں اور انہوں نے تحریری اطلاع دی ہے کہ ہم نے مذکورہ فتوے کفر پر مہر و دستخط نہیں کیے۔

چوتھے مولانا کفایت اللہ صاحب کی نسبت یہ بہتان ہے کہ انہوں نے حسن نظامی پر کفر کا فتوے لگایا کیونکہ فتوے میں ان کی عبارت کے کسی لفظ سے تکفیر ثابت نہیں ہوتی۔

پانچویں اس فتوے میں مولوی شرف الحق صاحب دہلوی کے دستخط بھی ہیں جو رات دن سر بازار امرد لڑکوں کو سجدے کرتے پھرتے ہیں۔ ایسے شخص کے فتوے کی جو وقعت ہے ظاہر ہے۔

بس صرف ایک جناب مولوی احمد علی صاحب محدث میرٹھی کا نام باقی رہتا

ہے جو فتوے کفر میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ ان کی دیانت داری کا یہ حال ہے کہ حسن نظامی کی تردید لکھتے وقت انہوں نے یہ دعوے کیا ہے کہ کتاب سجدہ تعظیم میں حسن نظامی نے مشکوٰۃ شریف کی جس حدیث کا ذکر لکھا ہے وہ مشکوٰۃ میں کہیں نہیں ہے۔ مگر جب مولانا عبدالسلام صاحب یعنی شاہ نظامی نے حیدرآباد دکن سے ان کو مشکوٰۃ کے صفحہ کا حوالہ دیکر لکھا کہ حدیث مذکور مشکوٰۃ میں موجود ہے تو وہ دم بخود ہو کر رہ گئے۔ اگر ان میں دیانت ہوتی تو اپنی غلطی کو تسلیم کر لیتے۔ مگر انہوں نے آجتک ایسا نہیں کیا بلکہ وہ زیر لب مسکراتے ہیں کہ ہم نے حسن نظامی کو خوب رُسوا کیا۔ اور اس کے بزرگوں پر خوب ہی لعن طعن کیے۔

مولانا کو معلوم ہونا چاہیے کہ حسن نظامی کو آپ جس قدر چاہے رسوا کیجیے وہ بے شک اسی قابل ہے مگر خدا کے لیے حضرات اولیاء اللہ کو گستاخانہ الفاظ سے یاد نہ فرمایئے ورنہ غیرت الٰہی جوش میں آئیگی، اور جب غیرت الٰہی جوش میں آتی ہے تو بے ادب لوگوں کی صورت و سیرت کو مسخ کر دیتی ہے۔

قصہ مختصر یہ کیفیت اس کفر کے فتوے کی ہے جسکی نسبت خواہ مخواہ میدان کارزار گرم کیے گئے ہیں۔ جب اہل علم و اہل نظر ان تمام حالات کو معلوم کرتے ہیں تو خود ہی یہ فتوے ان کو بیچ در بیچ معلوم ہونے لگتا ہے۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ ناقابل توجہ بات کو اتنا بڑھایا جائے۔

بعد کے واقعات

اہل سلسلہ کی آگاہی کے لیے لکھا جاتا ہے کہ جب کفر کے فتوے کی دہلی میں خوب تشہیر ہو چکی اور حسن نظامی نے صرف ایک اعلان بطور تشریح کے شائع کر کے سکوت اختیار کر لیا تو دہلی میں ایک نئی جماعت کفر ساز لوگوں کی قلعی کھولنے کو کھڑی ہو گئی۔ چونکہ دہلی جو بائیس خواجہ کی چوکھٹ کہلاتی ہے ان لوگوں سے خالی نہیں ہے جو اولیاء اللہ کی غلامی کا فخر رکھتے ہیں۔ ان حضرات نے حسن نظامی کی حمایت کیلیے نہیں بلکہ حضرات اولیاء اللہ کی حمایت کے خیال سے ان مولویوں کی حقیقت کھنی شروع کی جنہوں نے کفر کا فتوے دیا تھا چنانچہ سب سے پہلے روزانہ اخبار مبلغ دہلی کے چشتی ایڈیٹر نے کفر ساز مولویوں کی نام بنام حقیقت شائع کی اسکے بعد محمد فاروق صاحب چشتی ایڈیٹر آئینہ ہند کے نام سے ایک اشتہار شائع ہوا جس میں فتوے جمع کرنے والے صاحب کے ذاتی حالات تھے۔ اس اشتہار کو دیکھنے کے بعد میری طرف سے اشتہار شائع ہوا کہ مجھکو اس قسم کے مضامین حاشا ثم حاشا پسند نہیں ہیں۔ اسکے بعد محمد فاروق صاحب چشتی پر توہین کا مقدمہ ..... صاحب نے دائر کیا جسکی پیشی ۱۸ اکتوبر کو مقرر ہے۔

غرض دہلی میں اس قصہ نے حد درجہ کی تفریق مسلمانوں میں پیدا کر دی ہے اور ..... ہو رہا ہے۔ بزرگان دین کے ماننے والے اور ان کے منکرین دو جماعتوں میں ..... ہیں اور آریہ سماج کو بہت اچھا موقع اس سے فائدہ اٹھانے کا مل گیا ہے۔

ثبوت سجدہ تعظیم

کی نسبت مولانا یعنی شاہ نظامی اور دہلی کے اور چند علماء نے رسائل لکھے ہیں جب کو ضرورت ہو یقیناً دفتر

حلقہ مشائخ دہلی سے منگا لے۔

مدرسہ داعیان اسلام کی حالت

وسط شوال سے پانچ آدمی اس مدرسہ کے لیے صوبہ سرحد سے آئے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں:- احمد ابدالی نظامی۔ محمد اکرم نظامی۔ نورالدین نظامی۔ بنوں سے عبداللطیف نظامی ہزارہ سے۔ سید جمال شاہ ہوتی مردان سے۔ ان کو پہلے خلاصہ قرآن شریف مع ترجمہ کے حفظ کرایا گیا جس کو میں نے تعلیم القرآن کے نام سے ابھی حال میں تیار کیا ہے اور جس کا یاد کرنا تمام قرآنی تعلیم پر حاوی کر دیتا ہے۔

ذیقعد و ذی الحجہ میں عبداللطیف اور سید جمال شاہ خانگی ضروریات کے سبب واپس چلے گئے۔ صرف بنوں والے باقی رہے۔ ذی الحجہ میں دو آدمی اور آگئے، ایک مولوی عبدالحفیظ خاں صاحب نظامی نیکی شاہ بھاگل پور سے آئے ہیں جو حسن نظامی کے خلیفہ اور انگریزی فارسی اردو وغیرہ علوم سے واقف سالک و عارف شخص ہیں۔ عمر ساٹھ برس کی ہے۔ دوسرے عبداللہ صاحب سہروردی نصیر آباد بھوپال سے آئے ہیں۔ یہ نوجوان بہت ہونہار معلوم ہوتے ہیں۔ انکو دعوت اسلام کے لیے صرف تصنیف و تالیف کا کام سکھایا جائیگا کہ دعوت و تبلیغ کو ایک ایسی جماعت کی از حد ضرورت ہے جو رات دن تصنیف و تالیف کے ذریعہ یہ فرض ادا کرے۔

مدرسہ کا خرچ

ابھی باقاعدہ کام شروع نہیں ہوا ہے لیکن انشاءاللہ اس سال کی اشاعت تک باقاعدگی سے کام ہونے لگیگا۔ بالفعل صرف دس آدمیوں کو رکھا جائیگا۔ پانچ موجود ہیں، پانچ اور قبول کیے جائینگے۔

حساب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانے، مخصوص لباس، اور ہر قسم کی فراہمی کتب و متفرق ضروریات زندگی میں فی کس بیس روپے ماہوار خرچ ہونگے یعنی دو سو روپے ماہوار تو اسکے لیے اور ۸۰ روپے ماہوار کا ایک ایسا عالم جو علم دین کی ضروری معلومات کے علاوہ تاریخ اقوام اور انکے مذاہب و خصائل بھی جانتا ہو اور طلبہ کو درس دیسکے۔

باقی تمام امور حسن نظامی خود اپنے ذمہ رکھیگا جسکے معاوضہ کی ضرورت نہیں، کل پونے تین سو روپے ماہوار خرچ ہوگا۔ مگر آمدنی مقررہ اس سے بہت کم ہے۔ افریقہ کے پیر بھائیوں نے ستر شلنگ ماہوار مقرر کیے ہیں اور چھ سو روپے سے زیادہ یکمشت بھیجے ہیں یکشنی شاہ نظامی نے برما کے بھائیوں سے پانسو روپے سے زیادہ یکمشت بھیجے ہیں مگر مقررہ رقم کچھ نہیں ہے یعنی نظامی نے ایک سو روپیہ بھیجا فو نظامی کی طرف سے بھیجے ہیں۔ اس کے علاوہ دو چار دس بیس تیس چالیس کی کچھ اور رقمیں بھی ہیں جن کا مفصل حساب موجود ہے۔ بنوں کے طلبہ کے وارثوں اور دیگر پیر بھائیوں نے بھی اکتیس روپے ارسال کیے ہیں مگر یہ رقمیں مصارف کے لیے کافی نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کی کارسازی پر بھروسہ ہے۔

داعی اسلام تیار ہے

حسن نظامی نے داعی اسلام کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا تھا اور ایک ہزار کی تعداد میں چھپ کر مفت بانٹا تھا۔ اسکی نسبت آریہ اخبارات نے آسمان سر پر اُٹھا لیا ہے کہ حسن نظامی نے ہندوؤں کے خلاف خفیہ سازش کی ہے یہاں تک کہ سوامی شردھانند جی نے بھی مضامین کا ایک سلسلہ حسن نظامی کی اس کتاب کے خلاف لکھا ہے۔ جو چیز مطبع میں چھپے، ہزاروں کی تعداد میں بذریعہ ڈاک تقسیم ہو اسکو خفیہ کیونکر کہا جا سکتا ہے حسن نظامی نے کتاب کے اندر خفیہ رکھنے کی تاکید محض اس وجہ سے کی تھی کہ مسلمان قوم اسکے کورا زاری جانے بھی نیبرے۔

اس کتاب میں کوئی اتفاقی بات نہیں ہے نہ کسی غیر مسلم قوم کے خلاف کوئی منصوبہ ہے۔ بلکہ اس میں ایسی تدبیریں بتائی گئی ہیں جن سے ہر مسلمان داعی اسلام کا کام کرسکے۔

ختم ہوگئی تھی اور بے شمار درخواستیں اسکی آرہی تھیں، خصوصاً افریقہ کے بھائیوں کا مطالبہ تھا انہی کی خاطر سے اسکو کر چھپوا لیا گیا اور چھپ کر تیار ہے۔ مگر اب حسن نظامی مفت تقسیم نہیں کرسکتا کے قریب اسکی قیمت تین آنے مقرر کی گئی ہے۔ بھائیوں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ سو سو دو دو سو یکمشت خرید کر مفت تقسیم کردیں تاکہ ہر مسلمان دعوت اسلام کی حکمت و تدبیر کو سمجھ کر اس خدمت کا ثواب حاصل کرسکے۔

یہ کام ایسا ہے کہ محض ایک کتاب کی قیمت ادا کرنے سے داعی اسلام کا اجر حاصل ہوسکتا ہے طلب کرنی چاہیے ورنہ کتاب ختم ہوجائیگی۔ مانگ بہت زیادہ ہے جلد منگائیے بک ڈپو دہلی مگر پانچ سے کم کا روانہ کرنا مشکل ہے۔

سنت نہال سنگھ کا تعصب

سنت نہال سنگھ ایک سکھ مضمون نگار ہیں عرصہ تک یورپ میں رہے ہیں، اور یورپین عورت سے شادی کی ہے، یورپ میں ان کے مضامین بہت پسند کیے جاتے ہیں۔

سنت کا لفظ سکھوں میں درویشوں کے لیے مخصوص ہے، مگر نہال سنگھ صاحب نام کے سنت ہیں ورنہ وہ سکھ مذہب اور سکھ صورت سے بظاہر کچھ تعلق نہیں رکھتے۔

گذشتہ سال حسن نظامی نے سر علی امام کے ہاں حیدرآباد میں ان کو کئی بار دیکھا تھا۔ سر علی امام نے انکو شاندار بنگلہ، موٹر اور بہت معقول تنخواہ پر ریاست کی تاریخ لکھنے کے لیے نوکر رکھوا دیا تھا۔ ان کو اتنی بڑی تنخواہ دی جاتی تھی جو حیدرآباد کے بڑے بڑے عہدہ داروں کو بھی میسر نہیں ہے۔ مگر آج سنت نہال سنگھ حیدرآباد کے خلاف تعصب سے لبریز مضمون لکھتے ہیں جو غالباً انگریزی میں ہوگا۔ کیونکہ وہ انگریزی ہی میں لکھتے ہیں۔ اسکا ترجمہ لاہور کے مشہور متعصب آریہ اخبار ملاپ نے شائع کیا ہے۔ ذیل میں اس مضمون کو درج کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین اندازہ کرسکیں کہ غریب مسلمانوں کے خلاف کس طرح ایکا کرکے کام ہو رہا ہے۔ حسن نظامی اس مضمون کی نسبت صرف اتنا کہنا چاہتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے، حیدرآباد میں ہر مذہب اور ہر قوم کے حقوق کا خیال رکھا جاتا ہے، البتہ کشمیر اور پٹیالہ میں مسلمان علانیہ اپنے حقوق سے محروم کیے جا رہے ہیں۔ سنت نہال سنگھ کا مضمون یہ ہے۔

ریاست حیدرآباد میں کیا ہو رہا ہے؟

میں اورنگ زیب ثانی پیدا کرکے چھوڑونگا

موجودہ نواب کے اتالیق کی طرفداری

(از قلم سنت نہال سنگھ)

ایک دن جبکہ میں ایک دوست سے جو ریاست حیدرآباد کا ایک بڑا مشہور افسر ہے باتیں کر رہا تھا تو میرے دل میں اتفاقیہ یہ خیال آیا کہ میں اُس سے دریافت کروں کہ انکے کتنے بھائی جو علیگڑھ اینگلو اورنٹیل کالج جسکو اب مسلم یونیورسٹی کہتے ہیں کے گریجویٹ یا اُس سے زیادہ تعلیم والے طلبا ہیں یا کسی اور ذریعہ سے یونیورسٹی مذکور سے تعلق رکھتے ہیں۔ نظام حیدرآباد کی ریاست کے عہدے دار ہیں، میرے دوست نے اپنے ان دوستوں کی جو علیگڑھ یونیورسٹی کے طلبا رہ چکے ہیں ایک طول طویل فہرست دکھائی میں اس فہرست کو دیکھ کر ششدر رہ گیا

اُن کا تعصب اور اوصاف

ریاست حیدرآباد کی کونسل کا جو ممبر خزانہ ہے وہ گریجویٹ نہیں ہے لیکن علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کی تعلیمی کونسل کا ممبر ہے۔ محکمہ خزانہ کا سکریٹری ایک گریجویٹ ہے۔ محکمہ عدالت کا جو سکریٹری ہے وہ اس مشہور نواب کا بھتیجا ہے جو کئی سالوں تک علیگڑھ یونیورسٹی کا مشہور رکن رہا ہے۔ سکریٹری مذکور نے اپنی تعلیمی زندگی کا بہت سا حصہ اس کالج میں گزارا ہے۔ محکمہ سررشتہ تعلیم کا ڈائرکٹر کالج مذکور کے بانی کا پوتا ہے۔ عثمانیہ یونیورسٹی کالج کا پرنسپل علیگڑھ اینگلو اورنٹیل کالج کا طالب علم ہے۔ اس طرح سے نام ایک دوسرے کے ساتھ شامل کرتے ہوئے افسران ریاست کی فہرست میں اضافہ کا کارن بنے۔

میں نے مذاقیہ اپنے دوست سے کہا کہ پھر حیدرآباد کو علیگڑھ یونیورسٹی کا ضمیمہ کیوں نہیں کہتے؟ میرے دوست نے مسکراتے ہوئے جواب دیا "بے شک" تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد اُس نے اپنے کلمہ میں ان الفاظ کی ایزادی کی "اگر آپ حیدرآباد ریاست کو اس نام سے منسوب کریں تو آپ غلطی نہیں کریں گے"۔

یہ ذکر کرنا کہ یہ تمام اصحاب جنہوں نے علیگڑھ کالج سے اپنی تعلیم حاصل کی ہے یا کسی دوسرے ذریعہ سے علیگڑھ کالج سے تعلق رکھتے ہیں مسلمان ہیں، میرے خیال میں اس وقت بے سود ہے۔ تقریباً سو فی صدی نظام حیدرآباد کی ریاست کے عہدہ داران مسلمان ہیں اور وہ وہی ہیں جنہوں نے مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہے۔

جب پہلی مرتبہ میں حیدرآباد آیا تو میں نے دیکھا کہ انتظامیہ کونسل کے صدر علی امام کے خیالات وہ نہیں ہیں جو نواب صاحب کے ہیں۔ سر علی امام ایک پکے مسلمان ہیں۔ جہاں تک میرا دماغ کام کرسکتا ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ شاید ریاست حیدرآباد میں صرف ایک ہی غیر مسلم افسر تھا، اُسکا نام آنریبل نواب فریدون ملک جنگ تھا۔ آپ ایک پارسی جنٹلمین ہیں لیکن اُردو زبان بہت اچھی طرح سیکھ گئے ہیں اور ہر جمعہ کو مسلمانوں کی جماعت میں شمولیت اختیار کرتے ہیں، نواب صاحب کے عہدہ داروں میں ایک بھی ہندو افسر نہیں ہے۔

قسمت ٹوٹ گئی

اب میں آپ کے سامنے ایک نئی بات پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ جہاں نواب صاحب کے دیگر تمام و کمال عہدہ داران مسلمان ہیں وہاں آپ کے قانونی مشیر ہندو ہیں۔ آپ محکمہ قانون کے سب سے بڑے افسر ہیں اور مجلس وضع آئین و قوانین کے سکریٹری ہیں۔ جتنے عرصہ تک میں وہاں حیدرآباد میں رہا اس مجلس کا ایک بھی اجلاس منعقد نہیں ہوا۔ آپ کا اسم مبارک دیوان بہادر کرشنا ماچاریہ ہے۔ آپکی علمی قابلیت کی جہاں تک تعریف کی جائے اتنی ہی بجا ہے۔ قانونی مشیر کا نائب بھی ہندو نوجوان ہے جس کا نام آنرا بہادر بالمکند ہے۔ رائے بہادر ایک لائق و فائق وکیل ہیں۔

ہاں مجھے ایک اور غیر مسلم کا نام یاد آگیا ہے جو محکمہ حفظان صحت کے سب سے بڑے افسر ہیں لیکن انتظامیہ کونسل کے ممبر سے اُن کی پوزیشن بہت ادنٰے ہے۔ آپ کا اسم گرامی لفٹنٹ کرنل راجہ دھون سنگھ ہے۔ مسٹر رابرٹ لورین الیکٹریکل ڈپارٹمنٹ کے سب سے بڑے افسر ہیں۔ آپ ایک مشہور انجنیر ہیں حیدرآباد کی ریاست میں داخل ہونے سے پیشتر آپ انگلستان اور برطانوی ہندوستان میں کافی مشہور ہو چکے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے دیگر تمام محکمہ جات کے اعلیٰ افسران مسلمان ہیں۔ جس وقت سر علی امام نے ریاست حیدرآباد سے ملازمت چھوڑی تھی جسکے متعلق میں کسی اور دوسرے مضمون میں اپنے خیالات کا اظہار کرونگا تو مسٹر عبدالقدیر یوسف علی انڈسٹریل سکریٹریٹ سے ان کی جگہ تبدیل کی گئی۔ لیکن آپ نے عہدہ میں آنے [illegible] سے استعفٰے دیدیا۔ آپ کی ملازمت کا جو وقت ابھی باقی تھا اُسکے معاوضہ میں آپکو [illegible] دیدیا گیا۔ پھر ایک ہندو انتظامیہ کونسل میں داخل ہوا۔ آپ کا اسم گرامی رائے بہادر مرلیدھر ہے۔ محکمہ مال کا تمام کام آپ کے سپرد کیا گیا۔ آپ محکمہ دیوانی سے ریٹائر ہونے پر (صرف خاص (یعنی خانگی امور) اور لین دین کے کاموں پر مامور ہوئے

ریاست کے مختلف اضلاع کی کیفیت

حیدرآباد الخلافہ سے روانہ ہو کر مختلف اضلاع کا چکر لگانے لگا۔ میں نے دیکھا کہ گرد و نواح الخلافہ میں مسلمان اعلیٰ عہدہ داران ہیں تو بالکل ایک ضلع کے بھی افسر؟

مسلمان ہوتے ہیں، میں مثال کے طور پر یہ ایک قصہ بیان کرتا ہوں، حیدرآباد میں میں نے دیکھا کہ سب سے بڑا افسر جسکو وزیر تعلقہ دار کہتے تھے مسلمان تھا، جج صاحب مسلمان، محکمہ پولیس کا سپرنٹنڈنٹ مسلمان، غرضکہ ادنیٰ سے ادنیٰ افسر مسلمان تھا۔

جب میں اورنگ آباد میں گیا تو میں نے دیکھا کہ اس ضلع کا کلکٹر بھی مسلمان تھا اور ضلع میں جتنے بھی افسران تھے مسلمان تھے۔ آخر میں محکمہ آثار قدیمہ کا جو سب سے بڑا افسر ہے اس کے بھی سارے افسر مسلمان تھے۔ کھنڈرات اور آثار قدیمہ کا افسر جسکو ہندوؤں کے ان مقامات کے متعلق جو پہاڑوں کی کھوہ کاٹ کر بنائے گئے ہیں ذرا بھی واقفیت نہیں ہے مسلمان تھا۔

یہ ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ریاست حیدرآباد کی بہت سی آبادی ہندوؤں کی ہے۔ میں اندازے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس ریاست میں ہندوؤں کی آبادی تقریباً ۹۰ فیصدی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس ملک میں ... اس ریاست میں ہندوؤں کی آبادی سب سے زیادہ ہو اس کی انتظامیہ، عدالت اور دیگر شعبوں کے تمام وکمال اعلیٰ وادنیٰ افسران مسلمان ہوں جن کی تعداد بلحاظ آبادی بہت کم ہے۔ میرے خیال میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جس کو حیدرآباد کی ریاست سے سفر کرنیکا موقع ملا ہو اور اس نے یہ معاملہ جو میں نے اوپر عرض کر دیا ہے نہ سمجھا ہو۔

ریاست حیدرآباد میں رہکر میں نے جو معلومات حاصل کیں ان کے متعلق کسی قسم کا شک کرنا فضول ہے۔ معاملات ایسے ہوگئے ہیں کہ جن کے متعلق توضیحاً بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ہندو اپنے آپ کو محکوم سمجھتے ہیں اور مسلمان حاکم۔ اگر کوئی شخص اسکے متعلق مزید حالات یا انکی وجہ دریافت کرنا چاہے تو جواب ملیگا کہ "چونکہ یہ مسلمانوں کی ریاست ہے" اور اگر ہم ان کو یہ جواب دیں کہ "حیدرآباد اتنی ہی مسلمان ریاست ہے جتنا کہ ہندوستان ایک عیسائی ریاست" تو پھر وہ لوگ لاجواب ہو جاتے ہیں۔

اب اس جواب کی تہہ میں جو بات سب سے زیادہ کام کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح حیدرآباد کی ریاست مسلمانوں کی ریاست ہے اس میں مسلمان سب سے بڑی آسامیوں پر ہیں۔ اسی طرح عیسائی ہندوستان کی انتظامیہ جماعت کے اعلیٰ افسران عیسائی ہونے چاہئیں کیونکہ وہ غالب ہیں یا حاکم ہیں لیکن معاملہ دگرگوں ہے۔

جس مکان میں میں نے رہائش اختیار کی ہوئی تھی اس میں پہلے ایک انگریز رہتا تھا جو انتظامیہ جماعت کا ایک بڑا افسر تھا لیکن اب متعفی ہو کر کہیں چلا گیا تھا۔ ... صاحب نے جن کو اس انگریز کے مستعفی ہونے کی وجوہات کے متعلق علم تھا مجھ سے کہا کہ جس محکمہ میں یہ انگریز کام کیا کرتا تھا اس میں ایک آسامی خالی ہوئی۔ انگریز افسر موصوف نے اس آسامی کے لیے ایک ... کی سفارش کی اور کاغذات نواب صاحب کی کوٹھی بھیجدیئے۔ جب کاغذات واپس آئے تو اس نے دیکھا کہ ان پر ایک سوال لکھا ہوا تھا جس کا جواب مطلوب تھا۔ سوال یہ تھا کہ "کیا کوئی مسلمان ایسا دستیاب نہیں ہو سکتا ہے جو اس آسامی کے فرائض سرانجام دے سکے" ... دیکھکر آپ نے کیوں حمیدہ صفات والے مسلمانوں کی سفارش نہیں کی"۔ ... مجھے اس سے کوئی بحث نہیں کیونکہ میرے کاغذات نہیں تھے لیکن میں اپنے ذاتی علم کی بنا پر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ سر علی امام ایک بڑی آسامی یعنی صدر اعظم کے عہدہ پر متمکن تھے ان کو چاہیے تھا کہ وہ تدبر اور سکوت سے کام لیتے ہوئے ایک ہندو کو بھی جج کی آسامی پر مقرر کر دیتے۔ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ ہائیکورٹ کے ججوں کی بنچ میں ایک لائق ہندو جج بھی ہو، جو ہندوؤں کے قوانین سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو تاکہ وہ جج ان کو اہل ہنود کے ان مقدمات میں جو تمام وکمال ہندوؤں کے متعلق ہوں مشورہ دیسکے۔

ہندو طلباء کے وظائف کا تناسب

مجھے یاد ہے کہ ریاست حیدرآباد سے جتنے ہندو اور مسلمان طلباء سمندر پار تعلیم پانے کے لیے بھیجے گئے ہیں ان کے متعلق سر علی امام نے ایک اسکیم تیار کی تھی جس میں وظائف کا تناسب ۱ اور ۱۰ ہے۔ میں اس وقت اپنی یاد سے بہت سا کام لے رہا ہوں لیکن مجھے اپنی یاد پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ یہ تناسب جو میں اوپر عرض کر چکا ہوں صحیح ہے۔

حیدرآباد ریاست کے ضعیف العمر باشندگان نے جنہوں نے اپنی زندگی کا بہت سا حصہ موجودہ نظام سے پیشتر دوں کے عہد میں گزارا ہوا ہے۔ مجھے بتایا کہ اب معاملات کی صورت بالکل بدل گئی ہے، سابقہ نظام کے عہد میں ریاست کا سب سے بڑا افسر ہندو ہوتا تھا اور پھر اس کے ماتحت بھی بہت سے ہندو افسران ہوتے تھے۔ ان ایام میں ریاست حیدرآباد میں ہندو مسلم سوال کو سر چھپانے کو جگہ نہ تھی۔

میں نے حیدرآباد ریاست میں دیکھا کہ یہ سارا معاملہ ایک مولوی صاحب کی تعلیم کا نتیجہ ہے جنہوں نے نواب صاحب کو اسلام کی تعلیم دی تھی۔ نواب صاحب اس وقت بالکل بچے تھے ان کے دماغ میں ابھی کسی قسم کا کوئی امر نہ تھا۔ مولوی صاحب کو موقع ہاتھ آگیا اور آج جو ہم دیکھتے ہیں یہ مولوی صاحب کی تعلیم کا نتیجہ ہے یعنی وہ اسلامی بیج جسکو مولوی صاحب نے اپنے ہاتھوں ریاست حیدرآباد کی زمین میں بویا تھا آج صرف بڑا نہیں ہوگیا بلکہ ثمردار بھی ہے اور وہ میٹھا پھل لایا ہے جس کی بدولت آج ریاست حیدرآباد کے سینکڑوں اور ہزاروں مسلمان عیش کر رہے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ نواب صاحب نے متعدد بار قسم کھا کر یہ الفاظ استعمال کیے تھے "کہ میں نے زندگی زیب تنا نی پیدا کر دیا ہے"

میں نے ایک دفعہ دوران گفتگو میں نظام صاحب کو عرض کر دیا تھا کہ آپ صرف مسلمانوں کے نواب ہی نہیں ہیں بلکہ ان تمام ہندوؤں اور سکھوں کے بھی مالک ہیں جو آپ کے جھنڈے تلے پرورش پا رہے ہیں۔ "ہندو"

فتنہ ارتداد کا اب کیا حال ہے؟

جو لوگ ہندوستان کے باہر ہیں یا ہندوستان میں رہنے کے باوجود رفتار زمانہ سے واقف نہیں ہیں انکی اطلاع کے لیے یہ لکھنا ضروری ہے کہ اب ارتداد کی تحریک نے اپنا وہ اصلی چہرہ دکھانا شروع کر دیا ہے جو شدھی کے پردہ میں پوشیدہ تھا۔ پہلے اس تحریک کا منشا نو مسلم راجپوتوں کو آریہ بنانا تھا پھر ظاہر کیا گیا کہ آریہ نہیں ہم تو ہندو بناتے ہیں، پھر کہا گیا کہ ہندو نہیں بلکہ برادری سے خارج شدہ لوگوں کو برادری میں ملایا جاتا ہے۔

آریہ سماج نے واقعات کا رنگ دیکھ دیکھ کر آہستہ آہستہ چند ماہ میں کئی رنگ بدلے ہیں اور اب ارتداد کی تحریک کے اصل مقصد کو سمجھنا کچھ دشوار نہیں رہا اور صاف نظر آتا ہے کہ یہ تحریک مذہب سے کچھ سروکار نہیں رکھتی اور آریہ مذہب درحقیقت کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ ایک سیاسی تحریک ہے، اور محض اسلام اور مسلمانوں کی ہستی کو ہندوستان سے مٹا دینے کی نیت سے آجکل وہ پوری قوت صرف کر رہی ہے۔ اب کھلم کھلا ہندو قوم کو مسلمانوں کے خلاف متحد کیا جاتا ہے جسکا نام ہندو سنگٹھن رکھا گیا ہے اور جسکا عظیم الشان جلسہ بھی اگست میں بنارس میں ہونے والا ہے ... حسن ... قابل ...

ستمبر ۱۹۲۳ع ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ محرم ۱۳۴۲ھ

رسالہ

دین ودنیا

جلد ۳ نمبر ۶

حمد

ہر آن میں ہر ادا میں تو ہے ۔ ہر تان میں ہر صدا میں تو ہے
ہے تجھ سے جہاں کا ساز وساماں ۔ ہر برگ میں ہر نوا میں تو ہے
فانوس کہاں کا شمع کس کی ۔ ہر روپ میں ہر ردا میں تو ہے
لشکر میں ہے زور و شور تیرا ۔ ہر طبل میں ہر لوا میں تو ہے
گلزار ہرے بھرے ہیں تجھ سے ۔ ہر نشو میں ہر نما میں تو ہے
ہر بحر کے موتیوں میں ہے تو ۔ ہر باغ کے موتیا میں تو ہے

اے تخت نشین کبریائی ۔ اللہ رے تیری بادشاہی
رائی تری رحمتوں سے پربت ۔ پربت تری ہیبتوں سے رائی
لیکر چیونٹی سے تا سلیماں ۔ دیتے ہیں سبھی تری دُہائی
چھینٹا ترے ابر مکرمت کا ۔ سو بحر مراد کی چڑھائی
ہر شعلہ کی تجھ سے لو لگی ہے ۔ ہر قطرہ کی تجھ سے آشنائی
نعمت سے تری بھرا ہے عالم ۔ کب چودہ طبق میں ہو سمائی

اے دشمن و دوست کے سہارے ۔ اے دونوں جہان کے دُلارے
اے بجھتے ہوئے گھروں کی قندیل ۔ اے ٹوٹے ہوئے دلوں کے تارے
غم کھائی ہوئی کمر کی ڈھارس ۔ اُجڑی ہوئی کوکھ کے سہارے
چلتا نہیں خاک میں ترا کھوج ۔ ذرے ہیں تباہیوں کے مارے
ملتا نہیں چرخ پر ترا بھید ۔ پھرتے ہیں تلاش میں ستارے
پایا نہ ترا شباب وہ رنگ ۔ اُڑتے ہیں سپہر کے غبارے

نعت

(از مولینا شفق رضوی)

وہ غنچہ کھلا جو شور گل وادیٔ عرب کے خار نہیں ۔ وہ گل کہ بھی خوشبو جسکی بسی آباد صبا گلزار نہیں
وہ نور کہ برقِ طور بنا موسے کے لیے کہسار نہیں ۔ وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غار نہیں
اک روز جھلکنے والی تھی سب دنیا کے دربار نہیں

گر خانۂ ظلمت باطل میں اس نورِ خدا کا شور نہ ہو ۔ گر شمس و قمر کی منزل میں اس ماہ لقا کا شور نہ ہو
گر بحرِ رواں کے ساحل پر ان تیغِ صفا کا شور نہ ہو ۔ گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

بھٹکے ہوئے تھے جو قافلے سب جنکا نہ تھا کوئی راہ نما ۔ وادیٔ عرب میں انکے لیے اک غیب سے آیا خضر بنا
جس نکتۂ مالا ینحل کا کوئی نہ ہوا تھا عقدہ کشا ۔ جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا جو نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

اسرار الٰہی کھل نہ سکے منطق کی زبانِ فلسفہ سے ۔ توحید کے عقدے حل نہ ہوئے حکمت کے بیانِ فلسفہ سے
مذہب کی سہہ منزل دور رہی بھٹکائے گمانِ فلسفہ نے ۔ وہ جنس نہیں پائی جسے لے آئیں دکانِ فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملیگی عاقل کو قرآں کے سیپاروں میں

توحید کے دامن میں آ کر کھلی ہر گلبن کی اُنگلی شفق رنگ کلی ۔ اسلام کے گلشن میں پہنچ کر شفق اک پھول کی خوشبو شب بھر
اُن دیئے شمعِ وحدت کی ہر چار طرف سے پھیلی ہوئی ۔ ہیں ہر گز میں ایک ہی مشعل کی بو بکر و عمر عثمان وعلی
ہم مرتبہ ہیں یاران نبی کچھ فرق نہیں ان چاروں میں

جتنا کوئی محبوب خدا کا نہ ہوا ۔ اس قطرے سے بڑھکر کوئی دریا نہ ہوا
ہر چند کہ اُمی تھے رسول عربی ۔ لیکن کوئی اُن سا بھی ادیب ہو گا نہ ہوا

جرمی امروہوی

تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور جب اُن سے کہا گیا کہ دنیا میں فساد نہ کرو تو انہوں نے کہا ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار، وہی ہیں فساد کرنے والے لیکن اُنہیں شعور نہیں۔

تفسیر:۔ یہ آیات کریمہ بھی منافقین کے متعلق ہیں یعنی جب وہ مسلمان جو سچے دل سے ایمان لاچکے ہیں اور ظاہر و باطن میں خدائے دانا و بینا کے پرستار ہیں منافقوں کی ناشائستہ حرکات دیکھکر کہتے ہیں کہ دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ تو منافقین اُن کو جواب دیتے ہیں کہ ہمتو فساد نہیں پھیلاتے بلکہ جو طریق ہمنے اختیار کر رکھا ہے یہ اصلاح پر مبنی ہے اور ہم مصلح ہیں۔ منافقین کے اس جواب پر خدا مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ دیکھو ان کی باتوں میں نہ آنا اور جو طریقہ انہوں نے اختیار کر رکھا ہے اُسے اصلاح نہ سمجھنا دراصل یہی لوگ مفسد اور فتنہ پرداز ہیں۔ ان منافقین کا یہ شیوہ تھا کہ اِدھر تو مسلمانوں سے میل جول رکھتے تھے اور اُن سے ظاہر کرتے تھے کہ ہم تمہارے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور دوسری طرف کفار و مشرکین سے ملتے تھے اور اُن کو باور کراتے تھے کہ فی الحقیقت ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں سے ہمیں کوئی ہمدردی نہیں بلکہ ہم اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ بسااوقات یہ لوگ ایک فریق کے راز دوسرے فریق سے کہتے تھے اور اس طرح کی باتیں بیان کرتے تھے جس سے باہم جنگ و جدال کی نوبت پہنچتی تھی اور جانبین میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل رہتی تھی۔ انہی امور کو مدِ نظر رکھکر مومنین نے اُن کو سمجھایا کہ تمہارا یہ طریقہ اچھا نہیں۔ ان باتوں کو اختیار کرکے لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ کرو۔ لیکن منافقین نے مومنین کے سمجھانے پر مطلق التفات نہیں کیا بلکہ اُن سے کہا کہ تم جن باتوں کو باعثِ فساد قرار دیتے ہو وہ موجب اصلاح و فلاح ہیں لیکن ذاتِ باری نے کمال مہربانی سے مومنین کو فوراً آگاہ کر دیا کہ یہی لوگ مفسد ہیں اور اپنی بے وقوفی کے باعث اور اس لئے کہ اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے نیک و بد میں امتیاز نہیں کرسکتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ جن باتوں کو وہ اچھا جانتے ہیں درحقیقت وہ بُری ہیں اور جن امور کو وہ اصلاح پر مبنی قرار دیتے ہیں وہ سراسر فتنہ و فساد کا باعث ہیں۔ اس آیت میں مسلمانوں کو یہ سبق بھی ملتا ہے کہ اُنہیں کفار کے ساتھ اس طرح دوستی نہیں کرنی چاہیے جس کا اثر امورِ دینی پر پڑتا ہو۔ آفریدگارِ عالم نے انسانی دلوں کو آئینہ کی طرح بنایا ہے جس طرح ایک دل کا اثر و عکس دوسرے دل پر پڑتا ہے۔ اسی بنا پر حدیث شریف میں آیا ہے کہ بُرے آدمیوں کی صحبت سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔ جب مسلمانوں اور کافروں میں تعلقات دلی پیدا ہونگے تو مسلمانوں کا عکس کافروں کے دل پر اور کافروں کا عکس مسلمانوں کے دل پر پڑیگا لیکن کفار پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا کیونکہ اُن کے قلوب تاریک ہیں اور اُن میں اثر پذیری کی صلاحیت نہیں ہے۔ لیکن مسلمانوں کے دلوں پر کفار کا اثر پڑیگا کیونکہ وہ سادہ اور جلد متاثر ہوجانے والے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اُن کے معاملات مذہبی اور امور دینی میں رخنہ اندازی ہوگی۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ نجس چیزیں پاک چیزوں سے ملکر اُنہیں نجس کردیتی ہیں لیکن پاک چیزیں نجس چیزوں سے ملکر اُن کو پاک نہیں کرسکتیں۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَآ اٰمَنَ السُّفَھَآءُ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَھَآءُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ:۔ اور جب اُن سے کہا گیا کہ اُس طرح ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کیا ہم اُس طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ خبردار وہی بے وقوف ہیں مگر جانتے نہیں۔

تفسیر:۔ یہ آیات بھی منافقین ہی کے متعلق ہیں یعنی مسلمانوں نے اُن کی فتنہ پردازیاں اور بے ایمانیاں دیکھکر کہا کہ تم لوگ اس طرح کیوں نہیں ایمان لاتے جس طرح اکابر اصحاب ایمان لائے ہیں یعنی اُن کا ظاہر و باطن یکساں ہے سچے دل سے خدا اور رسول کے مطیع فرمان ہیں اور ہر موقع پر اُسکی راہ میں جان و مال نثار کرنے کو تیار ہیں اسکے برخلاف تمہارے دل میں کچھ ہے زبان پر کچھ ہے۔ اِدھر کی باتیں اُدھر لگاتے ہو اور باہم فتنہ و فساد برپا کرتے ہو۔ مسلمانوں کی یہ بات سُنکر منافقین نے کہا کیا خوب تمہارا منشا ہے کہ ہم بھی اُس طرح ایمان لائیں جس طرح بے وقوف ایمان لائے ہیں۔ منافقین نے (نعوذ باللہ) اُن اصحاب کرام کو جو سچے دل سے ایمان لائے تھے سفیہ یعنی کم عقل کہا۔ خدائے کریم نے بکمال شفقت و کرم سے اُنکے الفاظ میں خود ہی مسلمانوں کی جانب سے منافقین کے متعلق ارشاد فرمایا اور مسلمانوں کو متنبہ کردیا کہ دراصل یہی لوگ کم عقل و بے وقوف ہیں لیکن جانتے نہیں یعنی اپنی ذات سے وہ واقف نہیں اور اپنی جہالت سے بے خبر ہیں۔ حضرت سلمانؓ فرماتے تھے کہ اس آیت میں جن منافقین کا ذکر ہے وہ اس وقت تک پیدا نہیں ہوئے۔ مفسرین کو حضرت کی اس بات پر تعجب تھا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جیسا اس آیۂ کریمہ کی زندہ تفسیر دنیا میں موجود ہے چنانچہ محمدِ عالم کے زمانہ میں منافقین مسلمانوں کیساتھ اُنکے اخلاص و غربت کی وجہ سے تمسخر کرتے تھے اور اُنکی دینداری و سادگی اور نیکی کے باعث اُنہیں کم عقل سمجھتے تھے اُسی طرح آج بھی ملک میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جو مذہب کے سچے پابندوں اور احکام الٰہی کے حقیقی پیرو بزرگوں کی شان میں بے ادبی کرتی ہے۔ جو لوگ مذہبی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور فرائض کو سچے ذوق و شوق کے ساتھ بجالاتے ہیں اُنکا مذاق اُڑاتے ہیں اور اُنہیں بے وقوف سمجھتے ہیں لیکن خداوند عالم نے صدہا سال پیشتر آیت ان نیک بندوں کی عزت و عظمت برقرار رکھی ہے اور اُنکو حقیر سمجھنے والے منافقین کے متعلق فرما[illegible]

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

شاہ و طبیب کی ملاقات

ادب کے متعلق بیش بہا نصائح ضمناً ارشاد فرمانے کے بعد مولانا پھر اصل حکایت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور شاہ و طبیب کی ملاقات کا حال ذیل کے الفاظ میں لکھتے ہیں:۔

شہ چو پیش میہمان خویش رفت　　شاہ بود و لیک ایں درویش رفت

ترجمہ:۔ بادشاہ جب اپنے مہمان کے سامنے گیا تو اگرچہ بادشاہ تھا لیکن درویش بنکر گیا۔

دست بکشاد و کنارانش گرفت　　ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت

ترجمہ:۔ ہاتھ کھولے اور مہمان کو آغوش میں لیا۔ اور عشق کی طرح اُسے جان و دل میں جگہ دی۔

مطلب:۔ بادشاہ نہایت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ اور بادشاہ ہونے کے باوجود فقیر بنکر اپنے مہمان کے سامنے حاضر ہوا اور کمال گرمجوشی سے ہاتھ پھیلا کر اُس سے بغلگیر ہوا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ پیش آیا۔ اُسے اپنے دل میں اور اپنی جان میں اس طرح جگہ دی جس طرح عشق انسان کے جان و دل اور رگ و پے میں رہتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انتہائی خلوص اور نیازمندی کے ساتھ بادشاہ نے مہمان غیبی کو خیرمقدم کہا۔

دست و پیشانیش بوسیدن گرفت　　از مقام و راہ پرسیدن گرفت

ترجمہ:۔ اس کی پیشانی اور ہاتھ کو بوسے دینے لگا اور مقام و راہ کا حال پوچھنے لگا۔

مطلب:۔ غالباً اس زمانہ میں یہ ایک ادائے تعظیم تھی کہ پیشانی اور ہاتھوں کو بوسہ دیا جائے۔ پس بادشاہ نے اپنے مہمان کی پیشانی اور ہاتھوں کو چوما اور کمال اخلاق سے یہ دریافت کیا کہ آپ کو راہ میں کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی اور آپ خیر و عافیت کے ساتھ یہاں پہنچ گئے۔

پُرس پرساں می کشیدش تا بصدر　　گفت گنجے یافتم آخر بصبر

ترجمہ:۔ یہ باتیں پوچھتے ہوئے اور مہمان کا ہاتھ ہاتھ میں لیتے ہوئے اسے صدر جگہ تک لے گیا اور کہا کہ میں نے خزانہ پایا لیکن بڑے صبر کے ساتھ۔

مطلب:۔ یعنی بادشاہ نے مہمان سے معانقہ کیا۔ حالِ سفر پوچھا اور اسی اثنا میں اسے کھینچکر صدر نشین میں بٹھا دیا اور کہا کہ میں نے آپ کو کیا پایا گویا ایک خزانہ مجھے مل گیا اگرچہ اس خزانہ کے حصول میں مجھے بہت صبر و انتظار کرنا پڑا۔

صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت　　میوۂ شیریں دہد پُرمنفعت

ترجمہ:۔ صبر تلخ ہے لیکن آخر میں میٹھا اور منفعت سے بھرا ہوا پھل دیتا ہے۔

مطلب:۔ چونکہ صبر کا ذکر آگیا تھا اس لیے مولانا بادشاہ کی زبان سے ضمناً صبر کی تعریف فرماتے ہیں اور اُس کی خوبیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صبر اگرچہ تلخ ہے۔ ناگوار ہے۔ تکلیف دہ ہے لیکن اُس کا نتیجہ ہمیشہ خوشگوار اور شیریں اور راحت بخش ہوتا ہے اور صبر کرنے والے کو صبر سے بڑی منفعت حاصل ہوتی ہے۔

گفت اے نور حق و دفع حرج　　معنی الصبر مفتاح الفرج

ترجمہ:۔ بادشاہ نے کہا اے نور حق اور اے مجبوری دور کرنے والے اور اے الصبر مفتاح الفرج (صبر کشادگی کی کنجی ہے) کے مفہوم مجسم!

مطلب:۔ بادشاہ نے مہمان کو ایسے الفاظ کے ساتھ مخاطب کیا جس سے اُسکے اوصاف واضح ہوتے ہیں چنانچہ کہا کہ اے حق و صداقت کی روشنی۔ اے حرج اور مجبوری کو دور کرنے والے اور اے اس حدیث کے کہ "صبر کشادگی کی کنجی ہے" صحیح اور مجسم معنی و مفہوم۔

اے لقائے تو جواب ہر سوال　　مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

ترجمہ:۔ اے تیری ملاقات ہر سوال کا جواب ہے۔ اور بے گفت و شنید تجھ سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

لغات:۔ لقا۔ ملاقات۔ قیل۔ کہا گیا۔ (صیغہ ماضی مجہول) قال۔ کہا (صیغہ ماضی معروف) قیل و قال۔ گفت شنید۔ رد و قدح۔ بحث و تکرار۔

مطلب:۔ ان الفاظ کے ساتھ بادشاہ نے اپنے مہمان کو مخاطب کیا ہے یعنی اے وہ ذات کہ صرف تجھے دیکھکر اور تجھ سے ملکر دل کے سوال کا جواب خود بخود مل جاتا ہے اور سکون و اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ اور تیری بدولت ہر مشکل بحث و تکرار اور رد و قدح کے بغیر حل ہو جاتی ہے۔

ترجمان ہر چہ ما را در دلست　　دستگیر ہر کہ پایش در گلست

ترجمہ:۔ ہمارے دل میں جو کچھ ہے تو اُس کا ترجمان ہے اور تو اُس شخص کا دستگیر ہے جو پابہ گِل ہے۔

مطلب:۔ بادشاہ کا خطاب بدستور جاری ہے اور یہ شعر ماسبق کی تائید میں ہے۔ چنانچہ ملاقات سے ہر سوال کا جواب اس لیے مل جاتا ہے کہ آپکی ذات ہمارے دل کی باتوں کی ترجمان ہے اور ہر مشکل اس لیے حل ہو جاتی ہے کہ آپ مصیبت میں پھنسے ہوئے لوگوں کے دستگیر ہیں۔

(باقی آئندہ)

شرح دیوانِ حافظ

(گزشتہ سے پیوستہ)

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو — یعنی طمع مدار وصالِ دوام را

ترجمہ:- بزم دور میں ایک دو پیالے پی اور چل دے یعنی وصال دائمی کی امید نہ رکھ۔

مطلب:- اس شعر میں دنیا کی بے ثباتی فرصت عمر کی کوتاہی ظاہر کی گئی ہے اور اس وقفۂ قلیل میں سرگرمی کار کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یعنی اس مجلس میں دور چل رہا ہے تم بھی آ گئے ہو تو ایک دو پیالے پیکر اپنی راہ لو۔ یہ امید نہ رکھو کہ اس بزم میں ہمیشہ رہ سکو گے اور دورِ ساغر کا موقع برابر ملتا رہے گا۔

اے دل شباب رفت و نچیدی گلے ز عمر — پیرانہ سر مکن ہنرے ننگ و نام را

ترجمہ:- اے دل جوانی ختم ہو گئی اور تو نے عمر (کے باغ) سے ایک پھول بھی نہ چنا (اب) بڑھاپے میں ننگ و نام کا خیال نہ کر۔

مطلب:- کام کا سب سے بہتر وقت شباب ہے' دین و دنیا کی نیکی و ناموری اسی زمانہ میں حاصل ہوتی ہے پس اے دل جب شباب ختم ہو گیا اور تو نے اُس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا تو اب بڑھاپے میں ننگ و نام اور عزت و ناموس کی کوشش بیکار ہے۔

حافظ مرید جام جم است ای صبا برو — وز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

ترجمہ:- حافظ جام جم کا مرید ہے پس اے صبا جا اور بندہ کی طرف سے شیخ جام کو بندگی پہنچا۔

لغات:- جام: خراسان میں ایک مقام کا نام ہے۔ ملا عبد الرحمٰن جامی اور اکثر بزرگان دین کا مولد و منشا ہے۔ شیخ جام سے کسی خاص بزرگ یا خواجہ قطب الدین یحییٰ جامی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت حافظ رح کے زمانہ میں موجود تھے۔

مطلب:- جام جم یعنی شراب وحدت کی بیخودی کا میں مرید ہو گیا ہوں۔ پس اے صبا شیخ جام کو میری طرف سے سلام پہنچا دے اور اس واقعہ سے آگاہ کر دے (کہا جاتا ہے کہ حضرت حافظ کسی کے مرید نہیں تھے۔ جام جم اور شیخ جام میں جو شاعرانہ لطافت ہے وہ ظاہر ہے)

غزل

رونق عہد شباب است دگر بستاں را — می رسد مژدۂ گل بلبل خوش الحاں را

ترجمہ:- باغ کو از سر نو عہد شباب کی رونق عطا ہوئی ہے۔ بلبل خوش الحان کو بہار کا مژدہ پہنچ رہا ہے۔

لغات:- بستاں: مخفف بوستاں۔ بو کی جگہ۔ باغ۔ گل۔ پھول۔ بہار۔

مطلب:- ان دنوں باغ میں از سر نو رونق پیدا ہوئی ہے اور بلبل خوش الحان کو بہار کا پیام پہنچ رہا ہے۔ شعر کا معنوی مطلب نکالنے کے لیے باغ سے بزم یا بلبلِ خوش الحان سے عاشق اور "مژدۂ گل" سے امید وصال مراد لینی چاہیے۔

اے صبا گر بجوانانِ چمن باز رسی — خدمت ما برساں سرو و گل و ریحاں را

ترجمہ:- اے صبا اگر تو جوانانِ چمن کے پاس پھر جائے تو سرو، گلاب اور نازبو کو ہمارا سلام پہنچا۔

لغات:- خدمت:- بندگی۔ سلام۔ ریحاں:- نازبو۔ پھول۔

مطلب:- دونوں شعر باہم مسلسل ہیں۔ پہلے شعر میں باغ کی موجودہ حالت دکھا کر عاشق صبا سے مخاطب ہوتا ہے جس سے اُس کی درماندگی، دور افتادگی اور مہجوری ظاہر ہوتی ہے۔ اور کہتا ہے سرو، گلاب اور نازبو وغیرہ جوانانِ چمن کے پاس تو دوبارہ جائے تو اُن سے ہمارا سلام کہدے۔ معنوی مطلب ملحوظ رکھتے ہوئے جوانانِ چمن سے حریم قدس کی مقرب ہستیاں مراد لینی چاہییں۔

اے کہ بر مہ کشی از عنبر سارا چوگاں — مضطرب حال مگرداں من سرگرداں را

ترجمہ:- اے وہ کہ تو چاند (چہرۂ تاباں) پر عنبر سارا (زلف) سے ہالہ ڈالتا ہے

لغات:- عنبر سارا: عنبر خالص۔ چوگان:- ایک خمدار لکڑی جو گوے و چوگان کے مشہور کھیل میں استعمال ہوتی ہے۔ اور اسی خمیدگی کی وجہ سے بمعنی ہالہ۔

مطلب:- عاشق محبوب سے کہتا ہے کہ عنبر سارا یعنی زلف عنبریں سے چہرۂ تاباں کو چھپا کر میری پریشانیوں میں اضافہ نہ کر۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ مشاہدۂ انوار الٰہی سے جو انبساط پیدا ہوتا ہے۔ وہ حجاب ظلمت کے بڑھ جانے سے مبدل بہ انقباض ہو جاتا ہے جس سے طالب حقیقی کو اضطراب و قلق لاحق ہوتا ہے اور وہ شاہد معنی سے فریاد کرتا ہے کہ اپنے انوار کی بارش میں کمی نہ کر اور ایک پریشان کو اور زیادہ پریشان نہ کر۔

ترسم آں قوم کہ بر دُرد کشاں می خندند — در سر کار خرابات کنند ایماں را

ترجمہ:- مجھے خوف ہے کہ جو لوگ دُرد کشوں پر خندہ زن ہیں وہ اپنے ایمان کو خرابات کے معاملات کی نذر کر دینگے۔

مطلب:- خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ شراب پینے والوں پر ہنستے ہیں اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ خود اپنا ایمان سیہ کاریوں کی نذر نہ کریں۔ حدیث شریف میں بھی یہ مضمون موجود ہے کہ جو شخص بدبینی کیساتھ اپنے کسی بھائی کے عیوب کا اعلان کرتا ہے وہ مرنے سے پہلے اُن عیوب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون اس رُباعی میں کس خوبی سے ادا ہوا ہے ؎

شرح گلستاں

(گزشتہ سے پیوستہ)

وصف ترا گر کنند ور نہ کنند اہل فضل   حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

ترجمہ:۔ اہل فضل تیری تعریف کریں یا نہ کریں حسین چہرہ کو مشاطہ کی حاجت نہیں ہے۔

لغات:۔ اہل فضل:۔ صاحب فضیلت۔ اہل کمال۔ مشاطہ: کنگھی کرنے والی بالوں کو آراستہ کرنے والی۔ دل آرام:۔ دل کو آرام دینے والا۔ محبوب۔ حسین۔

مطلب:۔ ممدوح کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ تیری ذات اہل کمال کی تعریف و ستائش سے مستغنی ہے جس طرح ایک حسین چہرہ کو اپنی قدرتی زیبائش و رعنائی کی وجہ سے مشاطہ کی ضرورت نہیں اسی طرح تجھ کو اپنے ذاتی اوصاف و محاسن کے باعث کسی تعریف کرنے والے کی حاجت نہیں۔

ذکر تقصیر خدمت و موجب اختیار عزلت

ترجمہ:۔ خدمت میں کمی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کی وجہ کا بیان۔

مطلب:۔ اس عنوان کے ماتحت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خدمت میں کوتاہی و کمی کیوں کی اور گوشہ نشینی کا باعث کیا تھا۔

تقصیر و تقاعدے کہ در مواظبت بارگاہ خداوندی میرود بنا بر آنست کہ طائفہ از حکمائے ہندوستان در فضائل بزرجمہر سخن میگفتند بآخر جز ایں عیبش نہ دانستند کہ در سخن گفتن بطی ست یعنی درنگ بسیار میکند و مستمع را منتظر می باید بود تا وے تقریر سخنے کند

ترجمہ:۔ بارگاہ خداوندی کی پیہم حاضری میں جو کوتاہی اور تامل ہو رہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ "ہندوستان کے حکیموں کا ایک گروہ بزرجمہر کی خوبیوں کے متعلق گفتگو کر رہا تھا اور آخر کار انہوں نے بزرجمہر میں اس کے سوا کوئی عیب نہ دیکھا کہ وہ بات کرنے میں بہت تاخیر پسند ہے یعنی بہت دیر میں بات کہتا ہے اور سننے والے کو بڑا انتظار کرنا پڑتا ہے کہ وہ کوئی بات کہے۔

لغات:۔ تقصیر:۔ کمی کرنا۔ کوتاہی کرنا۔ تقاعد:۔ بیٹھ رہنا۔ کسی کام کو جو جاری ہو ملتوی کر دینا۔ مواظبت:۔ ہمیشگی۔ کسی کام کو ہمیشہ کرتے رہنا۔ طائفہ:۔ گروہ۔ جماعت حکیم:۔ صاحب حکمت۔ صاحب علم و فضل۔ اہل کمال۔ عقلمند و علم داں۔ فضائل:۔ (جمع فضیلت) بزرگی۔ خوبی۔ کمال۔ بزرجمہر:۔ بزرگ مہر۔ (بڑا آفتاب) کا معرب نوشیرواں عادل کا وزیر اعظم جو اپنی فہم و فراست اور تجربہ و حکمت میں بہت مشہور تھا۔ بطی:۔ دیر کرنیوالا۔ درنگ:۔ دیر۔ تاخیر۔ مستمع:۔ سامع۔ سننے والا۔ کان دھرنیوالا مخاطب۔ تقریر:۔ مقرر کرنا۔ بولنا۔ کہنا "تقریر سخن": بات کا مقرر کرنا۔ بات کا کہنا۔

مطلب:۔ میں پہلے دربار شاہی میں برابر حاضر ہوتا تھا۔ لیکن اب چند روز سے حاضری کا سلسلہ موقوف کر دیا ہے اور خانہ نشین ہو گیا ہوں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ میں حکیم بزرجمہر وزیر نوشیرواں کی ایک عادت سے بہت متاثر اور سبق پذیر ہوا ہوں (وزیر موصوف کی اس عادت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ) ایک دفعہ حکمائے ہندوستان حکیم بزرجمہر کے محامد و محاسن ذاتی کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ آخر ان کو حکیم ممدوح میں باوجود تحقیق اس کے سوا کوئی عیب نظر نہیں آیا کہ وہ جو بات کہتا ہے بہت دیر میں کہتا ہے۔ اور مخاطب کو اس کا جواب سننے کے لیے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔

بزرجمہر شنید و گفت اندیشہ کردن کہ چہ گویم بہ از پشیمانی خوردن کہ چرا گفتم۔

ترجمہ:۔ بزرجمہر نے سنا اور کہا کہ (اس بات کو) سوچ لینا کہ میں کیا کہوں اس پشیمانی سے بہتر ہے کہ میں نے کیوں کہا۔

مطلب:۔ حکمائے ہندوستان نے بزرجمہر کے متعلق جو رائے دی تھی اسے سنکر اس نے کہا کہ دیر میں بات کہنی کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کام کرنے اور بات کہنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ میں کیا کر رہا ہوں اور کیا کہہ رہا ہوں تو اسے سوچنے سمجھنے میں تاخیر ہو جانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ سوچے سمجھے بغیر جلدی میں ایک بات منہ سے نکال ڈالے اور پھر پشیمان ہو کہ میں نے کیوں کہا۔ مجھے ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا۔ پس حضرت سعدی فرماتے ہیں کہ بزرجمہر کی اس عادت سے میں نے سبق لیا ہے اور بارگاہ شاہی کی حاضری میں میری طرف سے جو تاخیر ہوتی ہے وہ اسی مصلحت پر مبنی ہے۔

سخن دان پرورده پیر کہن   بیندیشد آنگہ بگوید سخن

ترجمہ:۔ پرانا بوڑھا تربیت پایا ہوا سخن داں پہلے سوچ لیتا ہے پھر بات کہتا ہے۔

لغات:۔ سخن داں: سخن جاننے والا۔ عالم۔ پروردہ:۔ پالا ہوا۔ تربیت پایا ہوا۔

مطلب:۔ ایک صاحب علم و عقل جو بات چیت کے عیب و ہنر سے واقف ہو اور کامل سخنداں ہو اور ساتھ ہی پیری اور کہن سالی نے اسے زمانہ کے نشیب و فراز اور سرد و گرم سے پورا واقف کر دیا ہو جب بات کہتا ہو تو کہنے سے پہلے سوچ لیتا ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور اسکا کیا اثر اور کیا نتیجہ ہوگا۔

(باقی آئندہ)

شمار ماہ و سال

"چونکہ اسلامی نیا سال شروع ہو رہا ہے اس لیے علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی کا مضمون ذیل دلچسپی سے پڑھا جائیگا جو موصوف نے دین و دنیا میں اشاعت کے لیے بھیجا ہے۔" (ایڈیٹر)

ابتدائے خلقت سے ماہ و سال کا شمار کیا جاتا ہے۔ گردش ماہتاب سے مہینوں کا شمار ہوتا ہے اور تبدیل موسم سے سال قائم ہوتا ہے۔ مہینوں کی تقسیم ہفتوں میں کیونکر ہوئی اس کا پتہ نہیں چلتا لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام قوموں میں دنوں کے سات ہی نام ہیں۔ مہینے کا شمار ماہتاب کے نکلنے کے دوسرے دن سے شروع ہوتا ہے۔ یا ماہ کامل ہونے کے دوسرے دن سے شروع ہوتا ہے۔ ہندو ماہ کامل ہونے کو پورنماشی اور اس کے اگلے دن کو مہینہ کی پہلی تاریخ یعنی پڑوا کہتے ہیں۔ اور عرب میں مہینے کی پہلی تاریخ کو غرہ بولتے ہیں جو رویت ہلال کے دوسرے دن واقع ہوتا ہے۔ ہندوؤں کی تیسری تاریخ گویا مسلمانوں کی پہلی تاریخ ہوتی ہے۔ ہندوؤں میں مہینے کے دو حصے بدی اور سدی ہوتے ہیں اور انہیں پکھ کہتے ہیں ایک پکھ تقریباً پندرہ دن کا ہوتا ہے۔ ہر قمری مہینہ کی آخیر تاریخ کو دوسری تاریخ بدی کی عموماً ہوتی ہے۔ سال کا شمار کسی بڑے واقعہ سے کیا جاتا ہے مثلاً آدم علیہ السلام کے زمانے کو مسلمان ۷۲۲۳ سال تقریباً بتاتے ہیں اور طوفان حضرت نوح علیہ السلام کو ۴۲۰۵ سال بتاتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو ۳۰۴۰ سال اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ۳۲۳۳ سال بتاتے ہیں۔ بخت نصر کے آغاز حکومت کا زمانہ ۲۶۹۹ سال کے قریب ہوا۔

ہندوؤں کے نزدیک پہلے راجہ جودھشٹر کے عہد سے سمت کا شمار ہوتا تھا جس کو ۵۰۴۲ برس کے قریب زمانہ گزرا۔ مسلمانوں کے نزدیک صرف حضرت آدم سے شمار سال کیا جاتا ہے لیکن حکمائے فارس و ہند ابتدائے آفرینش سے شمار کرتے ہیں۔ بعض اہل فارس ایک لاکھ پچاسی ہزار سال بتاتے ہیں اور حکمائے ہند دو ارب کے قریب بتاتے ہیں۔ بہرحال تخلیق عالم کی تحقیقات ہمارے موضوع سے الگ ہے۔ لیکن جس قدر نام ہم نے اوپر لکھے ہیں ان سب سے سنوں کا شمار اگلے زمانوں میں کیا جاتا تھا جس سے بڑے بڑے واقعات سے سنوں کا شمار کرنا فطرت انسانی ہیں ہے۔ بلکہ بعض چھوٹے چھوٹے واقعات سے بھی شمار کرنا فطرت انسانی ہے۔

مثلاً اصحاب فیل کی چڑھائی مکے پر ہوئی تو یثرب و بطحا میں عرصے تک شمار سال اسی سے ہوتا رہا۔ ہندوستان کے ممالک متحدہ میں غدر کی مصیبت جھیلے ہوئے حضرات تاریخی خوبصورتی سے واقعات اس طرح بیان کرتے تھے کہ غدر سے ۵ برس کے بعد یہ ہوا اور ۱۵ برس کے بعد وہ ہوا۔ ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں کے جلوسی سال بھی اسی مد میں ہیں۔ ان میں سال جلوس الٰہی زیادہ تر مشہور ہے۔ جلال الدین اکبر بادشاہ کے سال جلوس کو سال الٰہی کہتے ہیں۔

تہذیب بڑھنے پر بجائے قمری مہینوں کے شمسی مہینوں کا استعمال ہوا کیونکہ قمری بارہ مہینے سال کو پورا نہیں کرتے۔ ہندوستان میں تیسرے برس ایک اور مہینہ (لوند کا مہینہ) بڑھا کر یہ کمی پوری کی گئی۔ اور قمری مہینے سے حساب قائم رکھا گیا۔ عربوں نے بدستور قمری ماہ و سال دفتروں میں قائم رکھا۔ لیکن شمسی مہینے کی تحقیقات بحد کمال کی فروری کا مہینہ چوتھے سال ۲۹ دن کا پہلے سے قرار پاچکا تھا۔ لیکن ۱۰۰ برس اور ۱۰۰۰ برس کے بعد صورت استثنیٰ قائم کرکے سلجوقی عہد میں عمر خیام نے تمام دنیا کے لیے جنتری مکمل کر دی تھی۔ ایشیا میں عمر خیام اپنی رباعیوں کی وجہ سے مشہور ہے لیکن یورپ میں وہ علم نجوم کے استادوں کا استاد مانا جاتا ہے۔

حضرت علیؑ کے علم نجوم کا ذکر کرنا لطف سے خالی نہ ہوگا۔ یہ مثل پیغمبر خدا کے علم امی تھے لیکن معمولی نوشت و خواند سے زائد آج کل کی اصطلاح کے مطابق ان کے پاس علم ظاہری نہ تھا لیکن علم باطن سے ان کا سینہ معمور تھا۔ جس میں تمام علوم عقلیہ جس کی ایک شاخ علم نجوم بھی ہے شامل تھے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا تھا انا مدینة العلم و علی بابها "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس شہر کا دروازہ ہے" علم سے محض علم مذہبی مراد نہیں ہے۔ بلکہ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اس میں داخل ہیں۔

اب دیکھنا ہے کہ علم نجوم میں حضرت علیؑ کی کیا پایہ گاہ تھی۔ ایک روز ایک ذی علم اہل کتاب نے حضرت علیؑ کے سامنے آیت پڑھی ولبثوا فی کهفهم ثلث مائة سنين وازدادوا تسعا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "اصحاب کہف اپنے غار میں نو اوپر تین سو برس رہے" اور یہ کہا کہ میں نے اپنی کتاب میں نو اوپر تین سو نہیں دیکھا بلکہ صرف تین سو دیکھا۔ اگر آپ کی کتاب آسمانی ہے تو یہ فرق کیونکر ہوا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تمہاری کتاب میں یونانیوں کے حساب سے ۳۰۰ سال ہے اور عربوں کے حساب سے جہاں سال قمری ہے تین سو نو برس ہوتے ہیں۔ کیونکہ شمسی سال قمری ماہ کے تقریباً ایک سال ۱۰ یوم کے برابر ہوتا ہے وہ یہ جواب سنکر متعجب ہوا اور فوراً اسلام لایا۔

یہ حضرت علیؑ کی ذاتی رائے نہ تھی۔ بلکہ قرآن میں بالقصد شمسی و قمری سالوں کا تفاوت بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر طرح سمجھ جائے اور یہ معجزہ قرآنی ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ اصحاب کہف عربی علم نجوم سے حساب لگاتے تھے جب انہوں نے سنا کہ ۳۰۰ برس زمانہ گزرا تو انہوں نے ۹ برس حساب میں اضافہ کر دیا۔ اس صورت میں ازدادوا کا فاعل اصحاب کہف رہیگا۔ ازدیاد کے معنی زائد کردن یا اضافہ کردن کے ہیں۔ صراح میں ہے وزاد و ازداد بمعنی۔ یقال زاد اللہ خیرا۔

سال ترکی۔ سال ایغور یا سال غازانی بھی اسے کہتے ہیں۔ یہ ترکوں کا سال ہندوؤں کی طرح قمری ہے اور تیسرے برس ایک مہینہ کبیسہ یا لوند کا اس میں بڑھتا ہے۔ شاہ غازان کی بادشاہی سے یہ سال شروع ہوتا ہے۔ تقریباً ۶۴۲ برس اس کے ہو گئے نام مہینوں کے یہ ہیں:

آرام آئے - اکنہ آئے - اوچونج آئے - ترتنج آئے - بیشنج آئے - التنج آئے - یتنج آئے - سکزنج آئے - توقزنج آئے - اوننج آئے - ازبرشنج آئے - [illegible]

سال رومی سکندر کے عہد سے جسے آج تک ۲۲۴۹ برس کے قریب گزرے رومی سنوں کی ابتدا ہوئی۔ مہینے یہ ہیں:-

تشرین اول ۔ تشرین آخر ۔ کانون اول ۔ کانون آخر ۔ شباط ۔ آذار ۔ نیسان ۔ ایار ۔ حزیران ۔ تموز ۔ آب ۔ ایلول ۔ کانون اول کاتک کے مہینہ کو کہتے ہیں ۔ رومیوں کا سال ۳۶۵ ۱/۴ دن کا ہوتا ہے ۔ یہ مہینے ۳۰ یا ۳۱ دنوں کے ہوتے ہیں ۔ ماہ شباط چوتھے سال ۲۹ دن کا ہوتا ہے ۔

سال فارسی ۔ اسے سال یزدجردی کہتے ہیں ۔ اس کے مہینے یہ ہیں:۔
فروردین ۔ اردی بہشت ۔ خرداد ۔ تیر ۔ مرداد ۔ شہریور ۔ مہر ۔ آبان ۔ آذر ۔ دی ۔ بہمن ۔ اسفندارمذ ۔ سب مہینے ۳۰ دن کے ہوتے ہیں اور اسفندارمذ ۳۵ دن کا اور ایک سو بیس سال کے بعد بارھواں سال تیرہ مہینے کا ہوتا ہے ۔ یہ سنہ یزدجرد کی تخت نشینی سے شمار کیا جاتا ہے ۔ جسے قریب ۱۴۰۰ برس ہوئے ۔ تحویل آفتاب اول درجہ برج حمل میں جس روز ہوتی ہے اس روز کو نوروز کہتے ہیں ۔

سال ہندی ۔ راجہ بکرماجیت کی تخت نشینی سے سنبت یا سمبت کا آغاز ہوا اس وقت سمبت ۱۹۷۹ ہے اور اسی کے بعد راجہ سال باہن (واہن) نے راجہ بکرماجیت کو جنگ میں شکست دیکر اپنا سال موسوم بہ ساکا چلایا ۔ جو بہت مشہور نہیں ہوا ۔ لیکن بنگال اور بہاروں اور جنوبی بہاروں میں اب تک مستعمل ہے ۔ اور اُسے ابتک ۱۸۴۵ سال ہوئے ۔ لیکن صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ راجہ باہن کی فتح بمقابلہ راجہ بکرماجیت کے نہیں ہوئی ۔ بلکہ بمقابلہ اس کے قائم مقام یا بعد کے ہوئی ۔ ہندی سال کی ابتدا ماہ چیت سے ہوتی ہے ۔ ۱۲ مہینوں کے نام یہ ہیں:۔
چیت ۔ بیساکھ ۔ جیٹھ ۔ اساڑھ ۔ ساون ۔ بھادوں ۔ کنوار ۔ کاتک ۔ اگھن ۔ پوس ۔ ماگھ ۔ پھاگن ۔ ہندیوں کے نزدیک ایک رات اور دن ۲۴ گھنٹے کے بجائے ۶۰ گھڑی میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اور ہر گھڑی میں ۶۰ پل اور ہر پل میں ۶۰ بپل اور ہر بپل اتنا ہوتا ہے کہ صحیح المزاج اور معتدل مزاج آدمی چھ مرتبہ سانس لے سکے ۔
آفتاب کی سالانہ گردش کے دائرے کو بارہ فرضی حصوں میں اہل نجوم نے تقسیم کیا ہے ۔ زبان عربی میں ان کے نام یہ ہیں:۔
حمل ۔ ثور ۔ جوزا ۔ سرطان ۔ اسد ۔ سنبلہ ۔ میزان ۔ عقرب ۔ قوس ۔ جدی ۔ دلو ۔ حوت ۔ ہندوستان میں برج کو راس کہتے ہیں اور بارہ راسوں کے نام یہ ہیں
میکھ ۔ برکھ ۔ متھن ۔ کرک ۔ سنگھ ۔ کنیاں ۔ تلا ۔ برچھک ۔ دھن ۔ مکر ۔ کنبھ ۔ مین ۔ آفتاب ان برجوں کا دورہ ۳۶۵ دن ۱۵ ۱/۲ گھڑی میں طے کرتا ہے ۔
سال انگریزی ۔ مثل سال رومی کے سال انگریزی بھی شمسی ہے ۔ ۱۲ مہینوں کے نام یہ ہیں:۔
جنوری ۔ فروری ۔ مارچ ۔ اپریل ۔ مئی ۔ جون ۔ جولائی ۔ اگست ۔ ستمبر ۔ اکتوبر ۔ نومبر ۔ دسمبر ۔ اپریل، جون، ستمبر، نومبر ۳۰ دن کے ، اور فروری ۲۸ دن کا ۔ بقیہ مہینے ۳۱ دن کے ہوتے ہیں ۔ چوتھے سال فروری ۲۹ دن کا ہوتا ہے ۔ اور یہ سال کی کسر کو پورا کرتا ہے ۔ ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ برس کے بعد پھر ۲۹ دن میں کچھ تغیر ہوتا ہے ۔ اور یہ عمر خیام کا قائم کیا ہوا ہے ۔ اس سے پھر کچھ کسر باقی نہیں بچی ۔ سال انگریزی کو سال عیسوی بھی کہتے ہیں ۔ اور اس کی ابتدا حضرت عیسیٰ کی ولادت سے ہوتی ہے جس کو ایک ہزار نو سو تئیس (۱۹۲۳) برس ہوئے ۔

سال ہجری کی ابتدا اس وقت ہوئی جب آنحضرتؐ نے ہجرت کر کے مدینہ میں قدم رکھا لیکن اس کی ضرورت حضرت عمرؓ کے وقت میں محسوس ہوئی ۔ حاکم یمن موسیٰ اشعری نے لکھا کہ خطوط دربار خلافت سے آتے ہیں ۔ ان سے پتہ نہیں لگتا کہ کون پہلے لکھا گیا ۔ حضرت عمرؓ نے تاریخ و سنہ لکھنے کی ضرورت محسوس کر کے مشورہ کیا کہ سنہ رکھا جائے ۔ لوگوں نے رائے دی کہ فتح مکہ سے شروع سال ہو اور کسی نے کہا وفات رسولؐ سے ہو ۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ پہلی صورت میں ہمیں اپنا زمانہ کفر یاد آئیگا اور دوسری صورت میں وفات نبیؐ یاد آئیگی ۔ بالآخر حضرت علیؓ کی رائے ہوئی کہ ہجرت مدینہ سے سال کا شمار ہو اور یہ رائے پسند آئی ۔ ۱۲ ربیع الاول کو آنحضرتؐ مدینہ پہنچے تھے ۔ اور ماہ صفر میں مکہ سے چلے تھے لیکن ارادہ سفر ماہ محرم سے تھا ۔ اس لیے سترہ برس کے بعد یکم محرم ارادہ سفر مدینہ سے سنہ ہجری کا شمار کیا گیا ۔ نام مہینوں کے یہ ہیں:۔
محرم ۔ صفر ۔ ربیع الاول ۔ ربیع الآخر ۔ جمادی الاولیٰ ۔ جمادی الاخریٰ ۔ رجب ۔ شعبان ۔ رمضان ۔ شوال ۔ ذیقعدہ ۔ ذی الحجہ ۔
شمار مہینوں کا غرہ یا ہلال چاند دیکھنے کے دوسرے دن سے شروع ہوتا ہے ۔ پہلی تاریخ کو غرہ اور جس دن چاند نکلے اس دن کو سلخ کہتے ہیں ۔ اور ہر مہینہ ۳۰ یا ۲۹ دن کا ہوتا ہے ۔ سال کے دنوں کی تعداد ۳۵۴ ہوتی ہے کیونکہ چھ مہینے ۳۰ دن کے اور چھ مہینے ۲۹ دن کے ہوتے ہیں ۔ اس لیے ۱۰۰ برس کے بعد تقریباً ۳ سال کا فرق پڑتا ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ۔

سال جلالی یا ملک شاہی:۔ جلال الدین ملک شاہ سلجوقی نے سال جلالی کا رواج دیا ۔ سنہ جلالی میں مثل جلال الدین اکبر شاہ ہندوستان کے اس نے دنیا دینا پسند نہیں کیا ۔ شمسی مہینہ سے سال جلالی قائم کیا ۔ سال جلالی ۳۶۵ دن ۵ ساعت ۴۹ دقیقہ کا ہوتا ہے ۔ ہر مہینہ ۳۰ دن کا ہوتا ہے اور ۵ دن اسفندارمذ میں زیادہ کرتے ہیں اور چوتھے سال اسے ۶ دن کا قرار دیتے ہیں آج تک تقریباً ۸۴۵ سال ہوئے ۔

سال فصلی:۔ یہ سال مسلمانوں کی یادگار ہندوستان میں ہے ۔ اکبر کے عہد میں بکرماجیتی اور ہجری سنوں کے میل سے ایک نیا سال فصلی رائج ہوا ۔ جو ابتک رائج ہے ۔ ۹۷۱ ہجری کی ابتدا فصل خریف میں پڑی ۔ ماہ کنوار سے سنہ فصلی کی ابتدا ہوئی ، اور ۹۷۱ فصلی سے موسوم ہوا ، اور سال ہندی بکرماجیتی کے اعتبار سے شروع ہوا گر چھ مہینے ۳۰ دن کے اور ۶ مہینے ۲۹ دن کے اور تیسرے سال لوند کا مہینہ اضافہ کیا گیا ۔ سنہ فصلی میں مہینوں کے وہی نام ہیں جو سال ہندی میں درج کیے گئے ۔ صرف اتنا فرق ہے کہ سال ہندی چیت سے اور سال فصلی کنوار سے شروع ہوتا ہے ۔

حق کی تلاش میں ہو تو دیکھا چاہئے آپکو   خود کو نہ پائیگا تو خدا کو نہ پائیگا

جرأت

صحیفۂ عالم

(از جناب مولوی محمد حسن صاحب محو اسرئیلی)

دو ورق روز و شب کچھ نہیں عالم کے صحیفے کا مگر — ورق تازہ الٹتا ہے فلک بہر خورشید
یوں تو کچھ بھی نہیں دیکھیں اگر غور سے ہم — ہر ورق صورت رمال کا ہے اک عکس جدید
نقش کرتے ہیں شہ ... نظم جو الفاظ — عقل انساں سے ہوتی نہیں ان کی تردید
لفظ کیا ہیں کہ وہ قانون الٰہی ہے صریح — جن میں تاویل کی حاجت ہو نہ جائے تنقید
جس کی پابندی نے بخشا ہے شرف انساں کو — نیکی و بام فلک تک ہے جس کی تقلید
جو سمجھتا نہیں اس کو ہے اسے بھی مرغوب — اس کی رنگینی تحریر ہے وہ قابل دید
صاحب فہم و فراست ہی نے سمجھا ہے کچھ — کہ یہ آئین ہی ہے باب ترقی کی کلید
ان کے اقوال کی کی جائے اگر پابندی — آج دل کہتا ہے دنیا میں حیات جاوید
وہ اولوالعزم تھے زندہ ہیں فنا نے آ کے — تھی شکست ان کے لیے ایک ظفر کی تمہید
وہ یہ کہتے تھے رہے تم کو ذرا نفس کا خیال — وہ یہ کہتے تھے کہ بن جاؤ نہ غفلت کے مرید
وہ یہ کہتے تھے کہ دنیا میں ہجوم حرماں — مقتضی ہے کہ کرے نوع بشر سعی مزید
تیری عبرت کے لیے مورد نکس کافی ہیں — مول ملتی ہو تو جا عقل و خرد ان سے خرید
ہو حیات نبوی پر بھی تعمق کی نظر — جس کی مدحت سے مزین ہوا فرقان حمید
پھر صحابہ کے تمدن پہ بھی ہو ایک نگاہ — جن کے فعلوں میں تھی ہم رنگی اقوال و وعید
ہو حسین ابن علیؑ کا سا ترے دل میں عزم — منہدم ذات سے جن کی ہوئی بنیاد یزید
سینچ کر گلشن دیں جس نے لہو سے اپنے — باغ عالم میں نمایاں کیا اک رنگ جدید
الغرض ایسی درخشاں ہیں نصائح ان کی — بزم انجم میں ہو جس طرح ضیائے مہ عید
کیوں نہ ہو فطرت انساں پہ رہا ان کو عبور — صفحۂ دل پہ منقش رہی لوح خورشید

کارنامے ہی بزرگان سلف کے اپنے
دیتے ہیں ابن نیل سعید کی انساں کو نوید

توحید

توحید کے چند مراتب ہیں (۱) توحید ایمانی (۲) توحید علمی (۳) توحید حالی (۴) توحید الٰہی۔

توحید ایمانی

اول قسم (توحید ایمانی) سے یہ مراد ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ خدا اپنی صفات اور استحقاق پرستش میں یکتا ہے۔ کوئی اسکا ہمسر نہیں ہے۔ اور جیسا قرآن و حدیث میں آیا ہے دل سے مانے، زبان سے اقرار کرے۔ یہ توحید نتیجہ ہے صدق خبر کا۔ یعنی کسی ہادی کے قول کو صحیح اور سچ تسلیم کرنے کا۔ اس سے آدمی کھلا شرک سے بچ جاتا ہے۔ اسی توحید میں اسلام کے سب فرقے اپنے آپ کو شریک بتاتے ہیں۔

توحید علمی

توحید علمی سے یہ مراد ہے کہ علم باطن اور علم یقین کے ذریعہ سے آدمی اس کو سمجھ سکتا ہے اور بعد توحید ایمانی کے حاصل کرنے کے اس کے مدارج حاصل ہو جاتے ہیں اور یہ تصوف کی ابتدا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی یقین کے ساتھ جانے کہ حقیقی موجود اور مؤثر مطلق سوا خداوند تعالےٰ کے کوئی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کا وجود اس قابل ہے کہ وہی دکھلایا جائے اور وہی ایسا اثر پیدا کرنے والا ہے جو کسی قید کا پابند نہیں، اور خدا کی ذات و صفات و افعال کے روبرو تمام ذاتوں اور صفتوں اور افعال کو ہیچ سمجھے اور سب وجودوں کو وجود مطلق الٰہی کے نور کا پرتو سمجھے اور ہر صفت کو صفت مطلق خداوندی کا سایہ سمجھے۔ چنانچہ جہاں اس کو علم قدرت، ارادہ، بینائی، شنوائی ملے۔ اسکو خدا کے علم، قدرت، ارادہ، بصر و سمع کا اثر و نشان سمجھے اس طور پر دوسرے افعال کو سمجھے۔ اب بندہ تیسرے درجہ کی توحید تک پہنچنے کے لائق ہے۔ یعنی:-

توحید حالی

اس کے معنی یہ بتائے گئے ہیں کہ توحید کی کیفیت کا غلبہ موحد (اس انسان) کے اوپر ایسا غالب آجائے کہ رسوم وجود یعنی اپنے یا غیروں کے وجود کے جو نشان بطور تاریکی کے حائل ہیں سب اس سے دور ہو جائیں اور وہ شخص توحید کے جلوہ کے سوا کسی کے وجود کو نہ دیکھ سکے۔ اور اپنا وجود الٰہی وجود میں اس طرح مستغرق کر دے جس طرح آفتاب نکلنے پر ستاروں کا نور اس میں جذب ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں بقول حضرات صوفیا کے مشاہدہ جمال کی وجہ سے موحد کا وجود واحد میں ایسا جمع اور غرق ہو جاتا ہے کہ اس کی ظاہری نگاہ میں سوائے ذات و صفات واحد کے نظر نہیں آتا۔ یہاں تک کہ توحید کے خیال کو دیکھنے کے فعل کو بھی واحد (خدا) ہی کا فعل سمجھتا ہے۔ اپنا فعل نہیں سمجھتا اور مثل قطرے کے وجود کے طلاطم میں اس کی ہستی غرق ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت جنید نے اس پر کہا ہے۔ التوحید یضمحل فیہ الرسوم ویندرج فیہ العلوم ویکون اللّٰہ کما لم یزل۔ یعنی توحید میں نشانات کمزور ہو جاتے ہیں اور علوم لپٹ جاتے ہیں اور اللہ ایسا ہوتا ہے گویا برابر چلا جاتا ہے۔ مگر یہ درجہ نہایت مشکل اور تہذیب نفس سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ ابو علی دقاق کا قول ہے کہ "توحید ایک قرضخواہ ہے کہ اس کا قرض ختم نہیں ہوتا۔ اور ایسا مسافر ہے کہ اسکا حق ادا نہیں ہوتا"۔ صوفیا کے نزدیک اس درجہ کی تکمیل سے شرک سے آدمی بچتا ہے۔

توحید الٰہی

چوتھی توحید الٰہی ہے۔ اگرچہ اس کو صوفیا کے عقائد اور ادراک رائج توحید سے زیادہ تعلق معلوم نہیں ہوتا وہ یہ ہے کہ ازل میں ہمیشہ خدا اپنے نفس میں وحدانیت اور فردانیت کی صفت سے متصف تھا نہ کہ دوسرے دیکھنے والے کے نزدیک اور یہ حدیث آئی ہے کان اللّٰہ ولم یکن معہ شیٔ خدا تھا اس کے ساتھ اور کچھ نہ تھا اس حالت کی تفسیر ہے۔ جیسا اس وقت تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ اور ایسا ہی جدا اور واحد و یکتا موجود ہے۔ الآن کما کان اور ابد تک یعنی آئندہ ہمیشہ تک ایسا ہی رہیگا، وقت کا اس پر اثر نہیں ہے۔ چنانچہ

قرآن شریف کی اس آیت کے معنی کہ کل شیٔ ھالک الا وجھہ صوفیا یہی لیتے ہیں کہ ہر وقت ہر چیز ہلاک ہے مگر ذاتِ خداوندی۔

جو لوگ ناقص ادراک رکھتے ہیں اُن کے لیے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قیامت کو ایسا ہوگا۔ مگر درا صل اب بھی یہی حقیقت موجود ہے۔ (ماخوذ)

قسم

ہم لوگ نہایت بے تکلفی کیساتھ قسم کھاتے ہیں اور بعض لوگوں نے تو قسم کو تکیہ کلام بنا لیا ہے اسلیے ذیل میں قسم کے متعلق چند سطور لکھی جاتی ہیں:-

قسم کو عربی میں یمین کہتے ہیں جسکے معنی قوت اور مضبوطی کے ہیں اور عرفِ شرع میں اُس قسم کو کہتے ہیں جو اللہ کے نام سے یا اُس کی کسی صفت سے کھائی جائے جیسا کہ واللہ باللہ تاللہ عربی میں اور اللہ کی قسم یا بخدا اُردو میں اور اسی کو حلف کہتے ہیں چونکہ خدا کے نام سے قسم میں قوت اور تاکید ہو جاتی ہے اس لیے اس کو یمین کہتے ہیں۔ یمین تین طرح پر ہوتی ہے ایک غموس[1] یہ وہ کہ جو کسی گزری ہوئی بات پہ عمداً جھوٹی قسم کھائی جائے جیسا کہ واللہ فلاں شخص آیا تھا اور جانتا ہے کہ وہ نہیں آیا، اس میں بڑا گناہ ہے۔ اس پہ حکم ولکن یواخذ کم بما کسبت قلوبکم آخرت کا مواخذہ ہے۔ دنیا میں اس کا علاج توبہ و استغفار ہے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ کا بھی ہے۔ مگر امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ بما کسبت قلوبکم میں داخل ہے اور پھر سورۂ مائدہ میں اسکو بما عقدتم الایمان سے تعبیر کیا ہے اور وہاں اس مواخذہ کی تشریح ہے کہ کفارہ دینا ہوگا۔

دوسری منعقدہ وہ یہ کہ آیندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر خدا کی قسم کھائے کہ واللہ میں فلاں کام کروں گا۔ یا خدا کی قسم اُس کے گھر نہ جاؤنگا۔ پس جو کسی گناہ کی بات پر قسم کھا بیٹھے کہ واللہ میں نماز نہ پڑھوں گا یا فلاں شخص کو قتل کرونگا یا اللہ نہ دوں گا یا اپنے باپ سے کلام نہ کرونگا تو اُس پر لازم ہے کہ اپنی قسم کو توڑ دے اور کفارہ دیدے۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من حلف علی یمین ورای غیرھا خیرا منھا فلیأت بالذی ھو خیر ثم لیکفر عن یمینہ (رواہ البخاری) کہ جو کسی بات پر قسم کھا بیٹھے اور اسکے خلاف کرنے میں بہتری جانیں تو اُس کام کو کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ قرآن میں ہے کہ تم خدا کے نام کو نیکی سے باز رہنے میں آڑ نہ بناؤ۔ اور جو ایسی باتوں پر قسم نہیں تو اُس کو پورا کرنا چاہیے اور اگر خلاف کریگا پھر عام ہے کہ اچھی بات پر قسم تھی یا بُری بات پر تو اُسکو بالاتفاق کفارہ دینا ہوگا جیسا اشارہ یواخذکم بما کسبت قلوبکم میں ہے اور تشریح سورۂ مائدہ میں ہے ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارتہ اطعام عشرۃ مسٰکین من اوسط ما تطعمون اھلیکم او کسوتھم او تحریر رقبۃ فمن لم یجد فصیام ثلثۃ ایام الآیہ کہ خدا تم سے اُن قسموں پر کہ جن کو تم نے منعقد کیا ہے مواخذہ کرتا ہے سو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا[2] کھلانا یا کپڑا[3] پہنانا یا غلام آزاد کرنا ہے اور اگر مقدور نہو تو تین[4] روزے رکھنا۔

تیسرے یمین لغو اس کی تفسیر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ ابن عباس اور حسن بصری اور مجاہد اور نخعی اور زہری اور سلیمان بن یسار اور قتادہ اور سدی اور مکحول اور امام ابوحنیفہ کہتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ کسی گزشتہ بات پر یہ سمجھ کر کہ یوں ہے قسم کھائے اور درا صل وہ یوں نہ ہو جیسا کہ کوئی کہے واللہ پرسوں یا پرسوں ہوئی تھی اور اُسکو گمان غالب ہے کہ یوں ہی تھی اور دراصل یہ غلطی پر تھا۔ یا کہے کہ واللہ یہ فلاں چیز ہے اور دراصل اس کا خیال غلط ہے۔ چونکہ اس نے عمداً جھوٹ نہیں بولا یہ معاف ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم۔ اور عائشہ صدیقہ رض اور شعبی اور عکرمہ اور امام شافعی کہتے ہیں یہ یمین لغو نہیں کیونکہ اس میں قصد پایا گیا اس پر کفارہ لازم ہوگا بلکہ لغو یہ ہے کہ بلا قصد یونہی بات بات پر واللہ باللہ کا لفظ استعمال کیا جائے چونکہ اس میں قصد نہیں یہ لغویت معاف ہے۔

عرب میں یہ بھی دستور تھا کہ بیوی سے خفا ہو کر قسم کھا بیٹھتے تھے کہ اب تیرے پاس نہ آؤنگا سو وہ قسم کے مارے نہ اس کے پاس آتے تھے نہ طلاق دیتے تھے۔ اس میں عورت کو بڑی دقت پیش آتی تھی۔ اس قسم کی قسم کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے ایلاء کے لیے مدت چار مہینے کی مقرر کر دی پس اگر چار مہینے کے اندر اندر پھر ملاپ ہو گیا تو صرف اس قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ مگر بعض علماء کہتے ہیں کہ کفارہ نہیں دینا پڑے گا کس لیے کہ اللہ غفور رحیم آیا ہے۔ مگر یہ قول ٹھیک نہیں کیونکہ ہر قسم میں جو اللہ کے نام سے کھائی جائے حانث ہونے پر یعنی پورا نہ کرنے پر کفارہ لازم ہوتا ہے اور یہ بھی ایک قسم ہے دوم غفور رحیم باعتبار عذاب آخرت کے ہے اور جو چار مہینے گزر گئے اور باہم ملاپ نہ ہوا تو ایک طلاق بائن پڑ جائیگی۔ امام شافعی فرماتے ہیں خود بخود طلاق مدت گزرنے پر نہ ہوگی بلکہ عورت مجاز ہوگی کہ حاکم کی طرف رجوع کرے اور حاکم یا ملاپ کرائے یا طلاق دلائے محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایلاء جب پایا جائیگا کہ جب شوہر چار مہینے یا زیادہ مدت لگا کر قسم کھائیگا یا مطلق کہے گا یا ہمیشہ کا لفظ بولے گا۔ مگر چار مہینے سے کم کی مدت پر قسم کھانے میں ایلاء نہ ہوگا۔ (ماخوذ)

کامیابی کا راز

(از جناب تنہا صاحب)

اے درختو! اے پہاڑ کے سبزہ زارو! اے ہمالہ کی اونچی چوٹیو! کیا تم مجھے کامیابی کا راز بتا سکتی ہو؟ اے بہتے پانی کے نالو! اے برف کے پہاڑو! کیا تم مجھے کامیابی کی شاہراہ پر لگا سکتے ہو؟ اے آفتاب! تو نے ابھی بادلوں میں سے نکل کر

[1] غموس کہتے ہیں ڈوبنے کو چونکہ ایسا قسم کھانیوالا گناہ میں ڈوبتا ہے اسلیے اسکو غموس کہتے ہیں ۱۲۔

[2] دو وقت اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں دے اور ایک صاع جو اور کھجور وغیرہ ۱۲۔ صاع کا وزن تخمیناً ساڑھے چار سیر ہے ۱۲۔

[3] کپڑا ہر شخص کو اونٰے مرتبہ اتنا پہنانا کہ جس سے نماز ادا کر سکے اور زیادہ کا اختیار ہے ۱۲۔

[4] روزہ امام اعظم کے نزدیک پے در پے رکھے اور ائمہ کے نزدیک یہ قید نہیں ہے ۱۲۔

شاید تو مجھے کامیابی کا سراغ بتانے آیا ہے۔ کیا خوب! تو مشرق سے سفر کرتا ہوا مغرب میں پہنچ گیا مگر میری منزل مقصود کا کچھ نشان نہ بتایا۔ اے نیلے آسمان پر چمکنے اور دمکنے ستارو! جب مسافر اندھیری راتوں میں چلتے چلتے راستہ بھول جاتا ہے تو تم ہی اُسکی رہنمائی کیا کرتے ہو۔ کیا مجھ گم ستہ رہ کی بھی راہبری کروگے؟ تمام رات اختر شماری میں گذری مگر افسوس تم نے بھی کامیابی کا کچھ بھید نہ بتایا۔ اے بڑے بڑے میدانوں میں بہنے والی گنگا! تو ہمارے ہندوستان کی آبادی کے بہت بڑے حصہ کی نجات دہندہ ہے۔ تیرا پانی متبرک خیال کیا جاتا ہے، تو بڑے بڑے شہروں میں ہوکر گزرتی ہے۔ بہت سے گنہگار تیرے پانی میں آکر نہاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ نہاکر پاک ہوگئے، بس اس خیال سے کہ ہم بھی بھٹکے ہوئے ہیں، تجھ میں غوطہ لگاتے ہیں شاید تو ہماری کچھ مدد کرے اور ہم کو کامیابی کا راز بتادے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تو بھی مرغزاروں میں بہتی ہوئی اور اٹکھیلیاں کرتی ہوئی، اور بہت سے چھوٹے دریاؤں کو لیتی ہوئی اُس سمندر میں، اُس عمیق سمندر میں جاگری جس کو خلیج بنگالہ کہتے ہیں اور پھر تیرا بھی کچھ نشان نہ ملا۔ اے سمندر! اے ذخار سمندر! تیری دنیا کے تین چوتھائی حصہ پر حکومت ہے، تو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے، تو ہی بتا کہ کامیابی کیسے نصیب ہوسکتی ہے؟ یہ لاش! اُس جو سینکڑوں جہازوں کو تباہ اور غرق ہونے سے بچاتے ہیں کیا مجھے نہیں بتاسکتے کہ کامیابی تک پہنچنے کی کیا تدبیر ہے؟ اے دنیا کے رہنماؤ اور رہبرو! حضرت الیاسؑ و خضرؑ! حیران ہوں، سرگردان ہوں تم ہی منزل مقصود کا کچھ نشان بتاؤ۔

اے دل تجھے کامیابی کا راز کوئی نہ بتائیگا

تو کیوں پریشان ہے؟ وہ تاریخ کے صفحات پر جو کامیاب اشخاص نظر آرہے ہیں اُن کے حالات کا مطالعہ ضرور عقدہ کشائی کریگا اور تیری یہ کوشش بیکار نہ جائیگی۔

لا تقنطوا من رحمة الله

وہ ایک معمولی مختار کا لڑکا جو ایک چھوٹے سے جزیرے میں پیدا ہوا اور جس کی پیدائش کے وقت کرسیکا جو اس کا وطن مالوف تھا اٹلی کے قبضہ سے نکل کر فرانس کے قبضہ میں آگیا، جو اہل اس کو بُرا شگون سمجھے یا بھلا، مگر یہ لڑکا وہ غضب کا لڑکا تھا کہ جب اسکول کے لڑکے اُس کو اس وجہ سے چھیڑا کرتے تھے کہ یہ ایک لڑکی نے جو اسی اسکول میں تعلیم پاتی تھی محبت رکھتا تھا تو اُس کی اولوالعزم طبیعت مخالفین کی جانب کثرت کا خیال نہ کر کے اس کو تن تنہا اُن سے جنگ کرنے میں گھسنے پر مجبور کر دیتی تھی اور اُس کی عداوت اور حوصلہ مندی آخر کار بزدلوں کو بھگا دیتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اُس کا قد اتنا چھوٹا تھا کہ ایک مرتبہ اُسکی درخواست فوجی جنرل نے صرف اسی وجہ سے نامنظور کردی تھی مگر یہ کسے معلوم تھا کہ:

آں شنیدی ناشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے

یہی وہ چھوٹے قد کا لڑکا ایک ادنے درجہ سے آخر کار فرانس کا شہنشاہ بن گیا جس نے تمام یورپ میں تہلکہ ڈال دیا، جس نے انگریزوں جیسی قوم کو بھی خوفزدہ کردیا۔ لیکن وہ کیا شے تھی جو اُس کی کامیابی کا باعث ہوئی۔ آخر وہ کیا چیز تھی جس نے اُس کی زبان سے کہلوادیا کہ دنیا میں کوئی چیز ناممکن نہیں ہے؟ وہ شے جس نے کامیابی کا تاج اُس کے سر پر رکھا اور جو کامیابی کا راز نہاں ہے وہ صرف اولوالعزمی اور اُولوالعزمی ہے[۵۱]۔

وہ ایک مزدور کا لڑکا جو ۱۷۸۱ء میں نیوکاسل کے قریب کسی موضع میں پیدا ہوا تھا جب اپنی بہن کے ہمراہ جو ٹوپی خریدنے گئی تھی بازار میں گیا جس کو صرف ایک ٹوپی تمام بازار میں پسند آئی۔ مگر اپنے پاس دام زیادہ نہ ہونے کی وجہ سے نہ خرید سکی تو اُس کے ننھے سے دل نے جس میں اُولوالعزمی، عالی ہمتی، استقلال اور محنت کوٹ کوٹ کر قدرت نے بھر دی تھی یہ گوارا نہ کرسکے کہ اُسکی بہن خالی ہاتھ گھر کو واپس جائے، بہن سے تھوڑی دیر کی اجازت لیکر کچھ پیسے فوراً کما لایا اور اپنی بہن کو وہ ٹوپی مول لے دی۔ سچ یہ ہے کہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ جب ذرا سی عمر میں اُسکا یہ حال تھا تو وہ کیوں ایسا کام نہ کرتا جو سب کو غوطۂ حیرت میں ڈال دیتا۔

یہ وہ بڑا شخص ہوا ہے جس نے ریل ایجاد کی ہے اور اگرچہ ہزاروں نے اُسکو دیوانہ بنایا، مخبوط الحواس کہا۔ مگر جب اُس نے ۲۷ ستمبر ۱۸۲۵ء کو بارہ میل کی سڑک پر پہلے پہل ریل دوڑائی تو سب اُس کا منہ تکتے رہ گئے۔ اور اُسکی اولوالعزمی اور عالی ہمتی پر عش عش کرنے لگے۔ واقعی اُولوالعزمی وہ شاہزادی ہے جس کی لونڈی کامیابی ہے[۵۲]۔

وہ یورپین جہازران جس سے پیشتر ہزاروں جہازران برباد یا تباہ ہوگئے تھے یا راستہ بھولکر کہیں سے کہیں جا پڑے تھے اپنی عالی ہمتی کے سبب ہزاروں کی قسمت کا فیصلہ سنکر بھی اپنے ارادہ سے باز نہ رہا اور پندرھویں صدی کے اخیر میں جب اپنا جہاز افریقہ کے سواحل کے گرد چلاتا ہوا اور اپنے ساتھیوں کی درشتی اور سختی سہتا ہوا اُس مقام پر پہنچا جس کو اُس نے کیپ آف گڈ ہوپ یعنی راس امید سے موسوم کیا ہے، تو وہ اپنی منزل مقصود کو قریب سمجھکر بہت خوش ہوا اور دل میں کہنے لگا۔ اُس ہندوستان کو جس کے لیے اتنا دور دراز کا سفر اختیار کیا گیا ہے ہماری فتنسال آنکھیں بہت جلد دیکھیں گی اور اس بات کا سہرا کہ وہ پہلا یورپین جس نے ہندوستان تک پہنچنے کا راستہ دریافت کیا میرے ہی سر رہیگا چنانچہ یہ پہلا یورپین جس نے سرزمین ہند پر قدم رکھا وہ بھی جہازران تھا، صدیوں سے اہل یورپ ہندوستان کا راستہ دریافت کرنے کے درپے تھے، مگر یہ اُولوالعزم اور حوصلہ مند شخص ہی اس ارادہ میں کامیاب ہوا[۵۳]۔

وہ مفلس و نادار شخص جو آج کروڑپتی بنا بیٹھا ہے، جو آج دنیا بھر میں سب سے زیادہ مالدار ہے، اپنی عالی ہمتی ہی کی وجہ سے اس درجہ کو پہنچا ہے۔ اگر اُس میں صفت

۵۱ نپولین سے مراد ہے۔ ۱۲
۵۲ جارج "ریلوے انجن کے موجد" سے مراد ہے۔ ۱۲
۵۳ واسکوڈی گاما سے مراد ہے۔ ۱۲

وہ ہوتی اگر اُس کو اس نعمت سے بہرۂ وافی نہ ملتا ! اگر اُس کے بجائے وراثت میں اُس کو کمزوری مل جاتی تو وہ اُن گمنام اور مفلس اشخاص میں سے ہوتا جو دن بھر گھاس کھودتے پھرتے ہیں اور جو دو چار پیسے اُس کو فروخت کرکے ملتے ہیں اُسی میں گزر اوقات کرتے رہتے ہیں اور جب مرجاتے ہیں تو خدا واسطے کا کفن اُن پر ڈال دیا جاتا ہے۔

وہ اسلام کا بہادر اور جان نثار سپاہی جس کو اُلوالعزمی نے افریقہ کے اُس ساحل پر پہنچا کر بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا اور آخر کار آبنائے جبل الطارق سے جو اُسی کے نام سے موسوم ہے گزر کر اندلس میں پہنچا اور اسکو فتح کیا۔ ایسا فتح کیا کہ مسلمان سات سو برس تک اُس ملک میں حکمران رہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بہادر شخص کے افعال میں اُلوالعزمی برابر کام کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہمیشہ فاتح اور دشمن مفتوح نظر آتے ہیں[۲]۔

وہ تاریخ ہندوستان کا بہادر سپاہی جس کے سامنے اگرچہ دغابازوں اور قزاقوں کو مقابلۃً پیش کیا جائے مگر حق یہ ہے کہ وہ اُس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتے۔ جب اُس صوبے کا جس کے باشندے عموماً بزدل خیال کیے جاتے ہیں۔ ترقی کرتے کرتے صوبہ دار بن گیا تو اپنی اُلوالعزمی اور حوصلہ مندی سے ایسے شہنشاہ کے مقابلہ کو نکلا جس کی اولاد مدتوں تخت ہندوستان پر جلوہ گر رہی ہے اور آخر کار اپنی علو ہمتی کے باعث کامیاب ہوا اور ہندوستان کا شہنشاہ بن گیا[۳]۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض اشخاص باوجود عالی ہمت اور اُلوالعزم ہونے کے بھی ناکامیاب رہتے ہیں۔ بظاہر اسکے یہ اسباب معلوم ہوتے ہیں:-

(۱) جس کام کا اُنھوں نے ارادہ کیا اور اُس کے لیے جس قدر اُلوالعزمی درکار تھی اُس قدر اُن میں موجود نہ تھی۔ یعنی کام بڑا تھا اور حوصلہ کم تھا۔

(۲) جو دشوار گزار اور پیچیدہ راستے اُن کے اور اُن کی منزل مقصود کے درمیان تھے اُن سے وہ نہ نکل سکے۔ بعض اپنی منزل مقصود کو بھول گئے اور پیچیدہ راستوں کو صاف بنانے کی کوشش میں مصروف ہوگئے۔ بعض اپنی ناعاقبت اندیشی سے اُنھیں راستوں میں گم ہوگئے۔

(۳) بعض لوگ کسی کامیاب شخص کی تقلید کیا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بھی اسی طرح ایک دن کامیاب ہو جائینگے۔ مگر اتفاقات وہ کامیاب شخص کے کسی عیب کو اُس کی کامیابی کی دلیل سمجھتے ہیں اور اگر وہ عیب اُن میں بھی ہوتا ہے تو اُسکو ہنر سمجھ کر اپنے مقصد کے جویاں ہوتے ہیں اور ناکامیاب رہتے ہیں۔

(۴) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک حوصلہ مند شخص اپنے دل میں ٹھان لیتا ہے کہ وہ یہ کریگا اور یہ بنے گا۔ مگر بعض اوقات زندگی کی روزانہ کشاکش میں اس کا خیال اس کے دل سے محو ہو جاتا ہے اور وہ ایسا کام کر بیٹھتا ہے کہ جس کی وجہ سے اُس کا اپنے مقصد میں کامیاب ہونا محال ہو جاتا ہے۔

---

[۱] [illegible] "[illegible] کے مشہور گرد [illegible]" سے مراد ہے۔ ۱۲

[۲] ابن طارق سے مراد ہے۔ ۱۲

[۳] شیر شاہ سوری سے مراد ہے۔ ۱۲

کیا خوب ! ابھی اسکول سے وہ چھوٹا لڑکا بغل میں بستہ دبائے ہوئے نکلا ہے اور کہتا جا رہا ہے کہ آج کا سبق بہت عمدہ ہے " مجھکو اب کامیابی کا راز معلوم ہوگیا ہے، میں اُلوالعزمی کو ہاتھ سے جانے نہ دونگا اور ایک دن میں بھی بڑا شخص بنوں گا۔ ہاں ! اماں جان کہا کرتی ہیں کہ ہر بات میں اللہ میاں سے مدد مانگنی چاہیے (آسمان کی طرف دیکھکر) اے میرے اللہ ! تو میری مدد کر ! اور مجھکو میرے ارادوں میں کامیاب کر"

اپنے حال پر دو آنسو

(از جناب عباسی بیگم صاحبہ از مدراس)

خودی سے باز آ نہ خوار ہو تو خدا کے بندے خدا خدا کر
خدا کا رستہ ہے صاف سیدھا ادب سے چل سر جھکا جھکا کر

کہاں وہ علم و ہنر کے بانی ! کدھر ہیں تغلق کدھر گیلانی !
ہوئے ہیں زیر زمیں وہ پنہاں نشان ہستی مٹا مٹا کر

غضب ہیں قدرت کے کارخانے عجب ہے کچھ اسکی بے نیازی
عدم سے لایا کبھی بنا کر، کبھی بگاڑا بنا بنا کر

نہ دل کو تسکین نہ تاب دوری پھنسے مصیبت میں دل لگا کر　(مطلع ثانی)
طلب ہے اُس بے نشاں کی ہم کو گیا پتہ بھی نہ جو بتا کر

کہاں وہ دولت کہاں حمیت کہاں وہ ہمت کے کارنامے
ہماری ہستی نے ہائے ہم کو گھٹایا آخر بڑھا بڑھا کر

کہاں ہے عباسیوں کی شوکت ! کہاں ہے عثمانیوں کی سطوت
گئے ہیں راہ خدا میں سائے سروں کو اپنے کٹا کٹا کر

علوم قبضے میں جنکے تھے سب جہاں پہ قبضہ تھا جن کا بالکل
ہوئے ہیں محروم علم سے وہ خزانے اپنے لٹا لٹا کر

کہاں حمیت ہے اب ہمیں ؟ کہاں وہ تاثیر گفتگو میں
ہوئے ہیں افسوس خوار کیسے ! لیاقت اپنی گنوا گنوا کر

وہی ہے غفلت وہی ہے سستی وہی تساہل، وہی تغافل
گئے ہیں آخر جگا نے والے ہمیشہ ہم کو جگا جگا کر

کہاں وہ اسلام کے ہوا خواہ کہاں وہ سردار قوم کے آہ
دلوں پہ اہل جہاں کے اپنا گئے ہیں سکہ جما جما کر

ہوا ہے کافور، دو قومی شہید اپنی غرض کے ہیں سب
ہوا ہے مختل دماغ بالکل دلوں میں نخوت سما سما کر

ہیں ایک وہ بھی جنھیں ترقی کی رات دن دھن لگی ہوئی ہے
اور ایک ہم ہیں مصیبتوں میں پڑے ہیں عشرت گنوا گنوا کر

وہ تعمیر جو لکھے تھے جو بانی ہے باقی ان کی فقط کہانی
نہ کچھ پتا ہے نہ کچھ نشاں ہے سراغ لائے کوئی لگا کر

ذلیل ہم کو سمجھتے ہو تم، تمہیں ہمائم سمجھتے ہیں ہم
غرور کرتی ہیں غیر قومیں ہمیں یہ فقرے سنا سنا کر

اُٹھو بڑھو اب کرو نہ سستی رہے بہت محوِ خوابِ غفلت
بہت سی طے کرنی ہیں منازل قدم بڑھاؤ جما جما کر

ابھی تو بگڑا نہیں ہے کچھ بھی تلافی ممکن ہے اب بھی اسکی
جو نونہالانِ قوم کو تم بڑھاؤ ہمت بندھا بندھا کر

علوم و فن تم سکھاؤ ان کو، طریقِ حرفت بتاؤ ان کو
بناؤ روشن ضمیر ان کو، فنِ زراعت سکھا سکھا کر

پھریں ہمارے بھی دن الٰہی کہ سب یہ جاتی رہے تباہی
جہاں پہ لہرائے اپنا پرچم عروج اپنا دکھا دکھا کر

یہی ہے عباسی ہمکو حسرت یہی ہماری ہے سب سے خواہش
کہ قوم سرسبز ہو ہماری جہاں پہ سکہ جما جما کر

سلامِ یزدانی

(از باقیاتِ حضرت بیان میرٹھی)

صدا مجرائی آتی تھی لبِ شمشیرِ قاتل سے
رگیں پیاسے گلے کی خشک ہیں کٹتی ہیں مشکل سے

لبِ دریا سے پیاسے رہ گئے حضرت یہی غم ہے
کہ اک اک موج اب تک سر کو ٹکراتی ہے ساحل سے

کیا پامال خولی کو جدا رکھ سرِ شہیدوں کے
اسیرانِ مصیبت کھینچے پائیں نہ محمل سے

کہا سجاد بیکس نے ہم آیاتِ الٰہی ہیں
ہماری منزلت ثابت ہے یٰسین و مزمل سے

کہا پیر سر سے طے راہِ تسلیم کو سر قلم ہو کر
کوئی منزل ہماری کم نہیں قرآں کی منزل سے

انگوٹھی بخشدی دستِ خدا نے عین طاعت میں
سلیماں کر دیا اک مور کو حضرت نے سائل سے

رہائی جس نے دی امت کو زنجیرِ جہنم سے
اُسی کا آل ہے جکڑا ہوا طوق و سلاسل سے

پھر میداں علیؑ کی تیغ جو ہر وار چمکا کر
کیا ارشاد امامِ حق نے یوں افواجِ باطل سے

کہ روشن ہے جہاں پر جوہر اس تیغِ ہلالی کا
احد سے بدر سے خیبر سے خندق سے سلاسل سے

کیے طوفاں بپا بحرِ محیطِ جنگ میں اس نے
بچی اک کفر کی کشتی نہ اسکے آبِ سائل سے

یہ آہن ہی ہے فلک سے جو چرخ اسکا جوہر گردان ہے
کیا پامال اس نے کفر کو قطعِ منازل سے

دکھائیں تیزیاں کیا کیا بتوں کو بت پرستوں کو
برش برطعنہ ہے اسکی کافروں کی سختیِ دل سے

وہ صفا داجل ہے یہ چلی ہے جب عقاب آسا
شجاعانِ عرب تڑپا کیے ہیں مرغِ بسمل سے

کہا ہے جبرائیل نے پاسبانِ دینِ حق بنکر
حرم کو جس نے بتاں سے عرب کو کیشِ باطل سے

مٹایا جاہلیت کو ہوئے نااہل جاہل اس سے
کہ چڑھ چڑھ کر وہ عمارِ سر اُتارا دوشِ جاہل سے

یہ وہ شمشیر ہے جس سے حدودِ شرع جاری کیں
جدائی کفر و دیں میں پڑ گئی اس حدِ فاصل سے

سمجھتی ہے کہ تم آئینہ سے یہ سدِ سکندر کو
کہیں سیلاب رُکتا ہے کسی دیوارِ حائل سے

یہ ہے معجز بیاں آتا ہے وہ سحرِ حلال اسکو
کہ اسکے دم کی تاثیرِ عمل پوچھو تو عامل سے

دکھائے معجزے بیرالعلم میں کو دکر اسنے
صدا تحسین کی آتی ہے دہانِ جا و بازل سے

اسی کی شان میں فرمانِ انزلنا الحدید آیا
سلامت بچکے جائے کب کوئی اس قہرِ نازل سے

غرض آساں نہیں ہے اسکے قبضہ سے نکلنا
کہ یہ مشکل کشائی تیغ ہے چھوڑے گی مشکل سے

عروجِ حسنِ رعنائی کو کیا سروِ چمن پہنچے
قدِ اکبر کو کیا تشبیہ دوں اس پائے در گل سے

سرِ بالینِ شہ جب بیکسی فریاد کرتی تھی
خفا ہو ہو کے دمِ خنجر کا رنگ جاں گیا قاتل سے

بیاں کیا جائے کیا گزری ہے اس گلشن کے پھولوں پر
کہ ہر دم خوں چکاں ہے نوکِ منقارِ عنادل سے

ہائے کیوں؟

(از جناب ملک الکلام فوقؔی امروہوی)

مجرئی سیلِ اشکِ غم، آنکھوں سے بہہ نہ جائے کیوں؟
چوٹ سی دل پہ جب لگے، نکلے نہ منہ سے ہائے کیوں؟

آہ! یزیدِ روسیاہ بزم میں اپنی یوں کہے:-
ہیں یہ رسول زادیاں بالوں سے منہ چھپائے کیوں؟

جب وہ امامِ خستہ جاں، جب وہ مریضِ ناتواں،
پہنے سلاسلِ گراں، ضعف سے غش نہ آئے کیوں؟

مہر میں جس کی ماں کے ہو آب نمکِ جہان کا،
کرب و بلا میں تین روز پانی وہی نہ پائے کیوں؟

بولی سکینہؑ اے خدا! دیر ہوئی گئے ہوئے،
پانی فرات سے چچا میرے لیے نہ لائے کیوں؟

آہ یہ طعنِ جاں شکن، آہ یہ طنزِ دل خراش
عقدہ کشائی کے لیے عقدہ کشا نہ آئے کیوں؟

مغفرت فوقؔی کا ہو جبکہ اسی پہ انحصار
منبرِ حسینؑ پر نہ وہ شمعِ سخن جلائے کیوں؟

بسمل

کرو باطل پہ حملہ حق کی تم شمشیر ہو جاؤ
مصافِ عدل میں فاروقؓ کی تصویر ہو جاؤ

فدا ہونا ہے تمکو کعبۂ دیں کی حمایت میں
اُٹھو اور خوابِ ابراہیمؑ کی تعبیر ہو جاؤ

صدائے "فاستقم" کانوں میں ہر گز گونجتی اب تک
تو پھر اس آیتِ محکم کی تم تفسیر ہو جاؤ

رہا کرتے تھے گردش میں جہاں ساغرِ شہادت کے
تم اب ان میکدوں پر در بنے تعمیر ہو جاؤ

نہ ہونے پائیں ظلم ناروائی ظلمتیں حائل
اگر تم آفتابِ عدل کی تنویر ہو جاؤ

نمائش عظمتِ حق کی اگر فرضِ اب تمہارا ہے
تو پھر سرتاپا تم نعرۂ تکبیر ہو جاؤ

خدا کا آخری پیغام کہتا ہے تمہیں عالم
تو پھر تم مشرق سے تا [illegible]

خدا کو ایک مانا ہے تو پھر یکتا بھی تم ہو
دلوں میں ہو اگر ایماں [illegible]

رسائل کی روح

محبت الٰہی

دنیا میں انسانوں کے درمیان رحم و کرم اور مہر و محبت کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ جن کی بنا پر دوستوں، عزیزوں، قرابت داروں، اولادوں میں میل ملاپ اور رسم و محبت ہے اور جس کی بنا پر دنیا میں عشق و محبت کے یہ مناظر نظر آتے ہیں۔ تم کو معلوم ہے کہ یہ اس شاہد حقیقی کے سرمایہ محبت کا کتنا حصہ ہے؟ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصّے کیے، ان میں سے ایک حصہ اپنی مخلوقات کو عطا کیا، جس کے اثر سے وہ ایک دوسرے پر باہم رحم کیا کرتے ہیں، باقی ننانوے حصّے خدا کے پاس ہیں" اس لطف و کرم اور مہر و محبت کی بشارتیں کس مذہب نے انسانوں کو سنائی ہیں، اور کس نے گنہگار انسانوں کے مضطرب قلوب کو اس طرح تسلی دی ہے؟

صحیح بخاری میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص شراب خواری کے جرم میں بار بار گرفتار ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش ہوا، صحابہ نے تنگ آکر کہا "خداوندا تو اپنی لعنت اس پر نازل کر یہ کس قدر بار بار لایا جاتا ہے" رحمۃ للعالمین کو صحابہ کی یہ بات ناپسند آئی، فرمایا "اس پر لعنت نہ کرو کہ اس کو خدا اور رسول سے محبت ہے"۔

ابن ماجہ میں ہے کہ مدینہ میں ایک غریب مسلمان نے وفات پائی، اس کا غم کس نے کیا ہوگا، ہاں اس دل نے جو دنیا کا غم ازبکر آیا تھا، اس کے فراق ظاہری سے چہرۂ مبارک پر اندوہ و ملال کے آثار تھے، صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم! آپ کو اس مرنے والے کی موت کا غم ہے، فرمایا "ہاں اس کو خدا اور رسول سے محبت تھی" اس غریب میں اس محبت کا اثر یہ تھا کہ وہ ہمیشہ زور زور سے قرآن پڑھا کرتا تھا۔

صحیحین میں حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک صاحب کو کسی جماعت کا افسر بنا کر بھیجا تھا۔ وہ جب نماز پڑھاتے تھے تو ہر نماز میں ہر سورہ کے آخر میں قل ھو اللہ ضرور پڑھتے تھے، جب سفر سے یہ جماعت لوٹ کر آئی تو خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس نے یہ واقعہ عرض کیا۔ فرمایا اُن سے پوچھو کہ اب وہ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ لوگوں نے پوچھا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ میں اس لیے کرتا ہوں کہ اس سورہ میں رحم والے خدا کی صفت بیان ہے، تو مجھکو اس کے پڑھنے سے محبت ہے۔ فرمایا "اُن کو بشارت دو کہ وہ رحم والا خدا بھی اُن سے محبت کرتا ہے"

صحیح بخاری اور **مسلم** میں متعدد طریقوں سے حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے خدمت والا میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ "یا رسول اللہ! [illegible] کب آئیگی؟ فرمایا "تم نے اس کے لیے کیا سامان رکھا ہے" نادم ہو کر شکستہ دلی [illegible] یا رسول اللہ! میرے پاس نہ تو نمازوں کا نہ روزوں کا اور نہ صدقات [illegible] ہے جو کچھ سرمایہ ہے وہ خدا اور رسول کی محبت کا ہے اور بس!" [illegible] محبت کریگا وہ اسی کے ساتھ رہیگا" صحابہ نے اس بشارت کو سنکر اس دن بڑی خوشی منائی۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "جب خدا کسی بندہ کو چاہتا ہے تو فرشتۂ خاص جبرئیل سے اس کا تذکرہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ کو پیار کرتا ہوں، تو جبرئیل بھی اس کو پیار کرتے ہیں اور آسمان میں پکار دیتے ہیں کہ خدا اس بندہ کو پیار کرتا ہے تم بھی پیار کرو۔ تو آسمان والے بھی اس کو پیار کرتے ہیں، اور پھر زمین میں اس کو ہر دلعزیزی اور حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔

ترمذی میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلعم سے راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرا بندہ اپنی اطاعتوں سے میری قربت کو اس قدر ڈھونڈھتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، یہاں تک کہ میں اُسکی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے"۔

امام **بزار** نے مسند میں حضرت ابوسعید سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں، لیکن قیامت میں ان کے مرتبہ کی بلندی پر انبیاء اور شہداء بھی رشک کرینگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا سے محبت ہے اور جن کو خدا پیار کرتا ہے، وہ اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں" الخ۔

ترمذی میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "لوگو! خدا سے محبت کرو کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے، اور خدا کی محبت کے سبب مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے سبب میرے اہلبیت سے محبت کرو"۔

جو کچھ اسلام کی تعلیم تھی، وہ پیغمبر اسلام کی عملی زندگی تھی۔

عام مسلمانوں میں پیغمبر اسلام کا لقب "حبیب خدا" ہے دیکھو کہ حبیب و محبوب میں خلّت اور محبت کے کیا کیا راز و نیاز ہیں، آپ خشوع و خضوع کی دعاؤں میں، اور خلوت کی ملاقاتوں میں کیا ڈھونڈھتے اور کیا مانگتے تھے، کیا چاہتے تھے اور کیا سوال کرتے تھے؟ امام احمد اور بزار نے مسندوں میں۔ ترمذی نے جامع میں حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے معجم میں متعدد صحابیوں سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی دعاؤں میں **محبت الٰہی** کی دولت مانگا کرتے تھے، انسان کو اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جان ہے، لیکن محبوب خدا کی نگاہ میں یہ چیزیں ہیچ تھیں۔ دعا فرماتے تھے کہ۔

"خداوندا میں تیری محبت مانگتا ہوں اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اُسکی محبت اور اس کام کی محبت جو تیری محبت سے قریب کردے، الٰہی! تو اپنی محبت کو جان سے اہل و عیال سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب بنا"۔

عرب میں ٹھنڈا پانی دنیا کی تمام دولتوں اور نعمتوں سے زیادہ گراں اور قیمتی ہے لیکن حضور کی پیاس اس مادی پانی کی خنکی سے نہیں سیر ہوتی تھی وہ صرف محبت الٰہی ہی کا زلال خالص تھا جو اس تشنگی کو تسکین دے سکتا تھا، عام انسان روٹی سے جیتے ہیں

[illegible] ابن ماجہ

[illegible] سورۂ [illegible]

مگر ایک عاشق الٰہی (صلعم) کا قول ہے کہ "انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا" پھر وہ کون روٹی ہے جس کو کھا کر انسان پھر کبھی بھوکا نہیں ہوتا، حضور دعا فرماتے ہیں۔ "خداوندا! تو مجھے اپنی محبت جو تیری محبت کی راہ میں نافع ہے مجھے روزی کر"

تمام ایمان، خدا اور رسول پر یقین کرنا ہے، مگر جانتے ہو! کہ اس راہ کی آخری منزل کیا ہے؟

صحیحین میں ہے:۔ "یہ کہ خدا اور رسول کی محبت کے آگے تمام ماسوا کی محبتیں ہیچ ہو جائیں"

احادیث سے ہمارا یہ دعوے اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ لڑائی کا میدان ہے دشمنوں میں بھاگ دوڑ مچی ہے، جسکو جہاں امن کا گوشہ نظر آتا ہے، اپنی جان بچا رہا ہے بھائی بھائی سے ماں بچے سے بچہ ماں سے الگ ہے، اسی حال میں ایک عورت آتی ہے، اس میدان حشر میں اس کا بچہ گم ہو گیا ہے۔ محبت کی دیوانگی کا یہ عالم ہے کہ جو بچہ بھی اُسکو سامنے نظر آ جاتا ہے بچہ کے جوش محبت میں اسکو چھاتی سے لگا لیتی ہے اور اسکو دودھ پلا دیتی ہے۔ رحمۃ للعالمین کی نظر پڑتی ہے، صحابہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں "کیا ممکن ہے کہ یہ عورت خود اپنے بچے کو اپنے ہاتھ سے دہکتی آگ میں ڈال دے؟" لوگوں نے عرض کی "ہرگز نہیں" فرمایا "تو جتنی محبت ماں کو اپنے بچے سے ہے خدا کو اپنے بندوں سے اس سے بہت زیادہ محبت ہے"

ایک دفعہ ایک غزوہ سے آپ واپس تشریف لا رہے ہیں، ایک عورت اپنے بچہ کو گود میں لیکر سامنے آتی ہے، اور عرض کرتی ہے "یا رسول اللہ! ایک ماں کو اپنی اولاد سے جتنی محبت ہوتی ہے، کیا خدا کو اپنے بندوں سے اُس سے زیادہ نہیں ہے؟" فرمایا "ہاں" "بیشک اس سے زیادہ ہے" بولی "تو کوئی ماں تو اپنی اولاد کو خود آگ میں ڈالنا گوارا نہ کریگی" یہ سنکر فرط اثر سے آپ پر گریہ طاری ہو گیا، پھر سر اُٹھا کر فرمایا "خدا اُس بندہ کو عذاب دیتا ہے جو سرکشی سے ایک کو دو کہتا ہے"

آپ ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں، ایک صحابی چادر میں ایک پرندکو مع اسکے بچوں کے باندھکر لاتے ہیں، اور واقعہ عرض کرتے ہیں کہ "یا رسول اللہ! میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اُٹھا کر کپڑے میں لپیٹ لیا، ماں نے یہ دیکھا تو میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے ذرا سا کپڑے کو کھول دیا تو وہ فوراً آ کر میرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی" ارشاد ہوا "کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھکو حق کے ساتھ مبعوث کیا، جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے، خدا کو اپنے بچوں کے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے"

ربابی خمخانۂ عشق کا آخری جرعہ سرشار، ریاض محبت کی بہار جاوداں کا آخری نغمہ خواں عندلیب نظارۂ جمال حقیقت کا سب سے مشتاق مستور راز کے چہرۂ زیر نقاب کا پہلا بند کشا زندگی کے آخری لمحوں میں ہے، مرض کی شدت ہے، بدن بخار سے جل رہا ہے، اُٹھا بیٹھا نہیں جاتا۔ لیکن یکبارگی اپنے میں ایک علاقہ ظاہری کی قوت پاتا ہے۔ مسجد نبوی میں جاں نثار حاضر ہوتے ہیں کہ نظریں حضور کیطرف لگی ہیں نبوت کا آخری پیغام سننے کا منتظر ہو، خود لب مبارک اب ہلتے ہیں یہ آواز آتی ہے "لوگو میں اسکے سامنے بات کی براءت کرتا ہوں کہ انسانوں میں میرا کوئی دوست ہے، میرا پیارا صرف ایک ہی ہے، جس نے ابراہیم کو اپنا پیارا بنایا" یہ تو وفات سے پہلے کا اعلان تھا، جبکہ لب شریف جنبش میں تھے زبان مبارک پر یہ کلمہ تھا "خداوندا! بہترین رفیق" (صحیح بخاری وفات) (معارف)

افکار اصغر

شاید کہ پیام آیا پھر وادی سینا سے ۔۔۔ شعلے سے لپکتے ہیں کچھ کسوت مینا سے

اسرار حقیقت کو اک ایک سے پوچھا ہے؟ ۔۔۔ ہر نغمۂ رنگیں سے ہر شاہد زیبا سے

میخانہ کی یہ صحبت اے شیخ غنیمت ہے ۔۔۔ لے کچھ لب ساغر سے کچھ سینۂ مینا سے

یا زندگی تو تھی ہر موج حوادث کی ۔۔۔ یا موت کا طالب ہوں انفاس مسیحا سے

انوار کی ریزش ہو اسرار کی بارش ہو ۔۔۔ ساغر کو جو ٹکرا دوں اس گنبد مینا سے

وہ عشق کی عظمت سے شایدیں آگاہ ہیں ۔۔۔ سو حسن کروں پیدا ایک ایک تمنا سے

یا رب! غم ہستی کا اب ذہن رہا دامن ۔۔۔ یا شاہد رعنا سے، یا ساغر و مینا سے

اشعار یہ اصغر کے ہے رقص کہ جولانی

اک موج نسیم آئی کیا باغ مصلّے سے

(علیگڑھ میگزین)

اقوال بقراط

(۱) چار باتیں باصرہ کو مضر ہیں، اول تو طعام نمکین کھانے کی کثرت دوسرے گرم پانی پینے اور اس سے نہانے کی عادت۔ تیسرے آفتاب کی جانب دیکھنا چوتھے چہرۂ دشمن کو منظر بنانا۔

(۲) چار باتیں باصرہ کو قوت دیتی ہیں۔ اوّل دوستان خالص کا دیدار۔ دوسرے حسینوں کے چہروں کو منظر بنانا۔ تیسرے چاند پر نگاہ کرنی۔ چوتھے سبزہ پر نظر ڈالنی۔

(۳) تین باتوں سے انسان دُبلا ہوتا ہے۔ اول باسی منہ خالی شکم پانی پینے سے۔ دوسرے سخت چیز پر سونے سے۔ تیسرے باآواز بلند بولنے سے۔

(۴) پانچ عضو کا علاج پانچ چیزوں سے کرنا چاہیے یعنی سر کا علاج غرغرہ سے۔ معدہ کا علاج قے سے۔ آنتوں کا علاج اسہال سے۔ جلد کا علاج عرق سے۔ عروق کا علاج فصد سے۔

(۵) جس کے جسم میں اخلاط ردیہ بھری ہوں اُسکو اغذیۂ لطیفہ و اطعمۂ قویہ سے نفع نہیں ہوتا ہے بلکہ نقصان ہوتا ہے۔

(۶) چار چیزوں کے استعمال سے جسم انسان کو ضرر ہوتا ہے۔ اوّل حمام میں دیر تک رہنے سے۔ دوم خلوئے معدہ میں جماع کرنے سے۔ سوم خشک گوشت کھانے سے۔ چہارم قوت سے زیادہ محنت کرنے سے۔

(۷) چھ چیزوں سے جسم انسان میں بیماری پیدا ہوتی ہے، اوّل غذا پر غذا کھانے سے۔ دوم بکثرت جماع کرنے سے۔ سوم زیادہ جاگنے سے۔ چہارم پیشاب و پاخانہ روکنے سے۔ پنجم بے فصل میوہ کھانے سے۔ ششم غم و اندیشہ میں رہنے سے۔

(۸) بیمار کے لیے دس نشانیاں موت کی خبر دیتی ہیں۔ اوّل بچشم واحد دیکھنا۔ دوم پوست پیشانی کا کھنچ جانا۔ سوم نرمۂ گوش کا جنبش کرنا۔ چہارم سینہ کا گرم ہونا۔ پنجم پیروں کا سرد ہونا۔ ششم عرق سرد کا آنا۔ ہفتم سانس کا زور زور سے چلنا۔ ہشتم چہرہ اور آنکھوں کا گرد آلود ہونا۔ نہم بیقراری اور اضطراب کا ہونا۔ دہم آنکھوں سے اشکوں کا جاری ہونا۔

(۹) خالق نے جسم انسان میں تین روحیں مخلوق کی ہیں، ایک تو روح حیوانی مسکن اس کا دل ہے۔ دوسرے روح طبعی مکان اس کا جگر ہے۔ تیسرے روح نفسانی جائے قیام اسکی

دماغ ہے۔

(۱۰) انسان کا جسم چار خلطوں سے مخلوط ہے، اوّل خون، رنگ اس کا سرخ، مزاج اس کا گرم و تر، پیدائش اس کی ہوا سے، دوم بلغم، رنگ اُس کا سفید، مزاج اُس کا سرد، پیدائش اُس کی پانی سے ہے۔ سوم صفرا، رنگ اس کا زرد، مزاج اُس کا گرم و خشک، پیدائش اس کی آگ سے ہے۔ چہارم سودا، مزاج اس کا سرد و خشک، پیدائش اس کی مٹی سے ہے۔ خون سب خلطوں سے افضل ہے۔ خلطوں کا اعتدال موجب صحت اور عدم اعتدال بیماری کا باعث ہے۔

(۱۱) استعمال غذا میں پندرہ چیزوں کا لحاظ رکھنا انسب ہے۔ پہلے اس قدر کھائے جس قدر معدہ آسانی سے اُٹھائے۔ دوسرے بغیر اشتہائے کامل کے کچھ نہ کھائے۔ تیسرے ابھی کچھ بھوک باقی رہے کہ کھانے سے ہاتھ اُٹھائے۔ چوتھے غذائے مرغن زیادہ نہ کھائے پانچویں بہت گرم کھانے سے احتراز کرے۔ چھٹے بہت سرد سے بھی پرہیز رکھے۔ ساتویں کھانے کا وقت مقرر رکھے۔ آٹھویں دیر ہضم کے اوپر زود ہضم نہ کھائے۔ نویں بار بار غذا پر غذا نہ کھائے۔ دسویں غذا مطبوع طبع کھایا کرے۔ گیارھویں غذائے ترش سے محترز رہے۔ بارھویں ایک ہی غذا کا عادی نہ ہو جائے۔ تیرھویں شیریں کے بعد نمکین کھائے چودھویں ترش کے بعد شیریں استعمال میں لائے۔ پندرھویں خشک غذا سے بھی اپنے کو بچائے۔

(۱۲) دس چیزوں کا باہم ملا کر کھانا ممنوعات سے ہے۔ سرکہ اور چاول۔ مولی اور دہی۔ بلغم اور عسل۔ شیر اور انجیر۔ بیضہ مرغ اور پنیر۔ انگور اور کلہ۔ انار اور ہریسہ۔ حجرات اور باقلہ۔ لحم کبوتر اور پیاز۔ شیر اور ماہی + (مشیر الاطبا)

کلام شاد

دیکھے تہی سبو مجھے صبر کا حوصلہ دیا
جس کی طلب تھی ساقیا اُس سے کہیں سوا دیا

باغ بہشت کا سماں ہم کو یہیں دکھا دیا
اس کی زباں پہ ہم نثار جسنے ترا پتا دیا

حل نہ کیا ہو ساقیا درد کہیں زلال سے
تونے پلا کے جام مے دل کو مرے جلا دیا

بخش دیا تھا عشق کو صبر گریز پا اگر
حسن کو تو نے کس لیے غمزۂ دلربا دیا!؟

کچھ نہ کھلا کہ ہے پسند کیوں اُسے بے تعلقی
جس نے تعلقات میں دل کو مرے پھنسا دیا

پیر مغاں نے منعمو! تم کو دیا تھا جو سبق
تم نے اُسی کا حرف حرف نام خدا بھلا دیا

میرے غریب دل مجھے بھائی مسافرت کی شام
صبح وطن کو شامتی! چھوٹتے ہی بھلا دیا

پیر مغاں کا بھی ادب بھول گیا وہ مے پرست
جس نے بھرے سبو کی قدر خاک نہ کی لنڈھا دیا

اور تو کچھ گلا نہیں شکوہ یہی کہ دیکھے شوق
دشمن جان و آبرو ساتھ مرے لگا دیا

بزم تھا جلوہ ستاں تیرہ و تار ہو گئی
گل کے چراغ عمر کو کس نے صبا بجھا دیا!

جلتے تھے اپنے غمگسار اس شب تار ہجر میں
پہلے ہی اے فسانہ گو تو نے انہیں سلا دیا

بچ کے چلا اس سے جو ہو کم ہو وہ اے جمال یار!
خوب کیا جو عشق کو طالع نا رسا دیا

درد شب فراق کا میں نہ اُٹھا سکا مزا
تو نے تھپک کے اے اجل جلد مجھے سلا دیا

مشت پٹ کے اپنی عمر عزیز شاد حیف
دولت لازوال بھی تو نے جسے گنوا دیا

(شاد عظیم آبادی)

بچوں کو تنہا سلانا

بچوں میں جو جسمانی بجلی پائی جاتی ہے اسے مثبت تصور کرنا چاہیے اسکے مقابلہ میں بڈھوں کی جسمانی بجلی منفی سمجھنی چاہیے۔ زمانۂ طفلی چونکہ نشو و نما کا ہے اسلئے اس میں عجلت سے تغیرات بدنی ہوتے رہتے ہیں اور عصبی قوتیں بھی کثرت سے پیدا ہو کر صدحیات منتج رہتی ہیں لیکن اگر ان دنوں بچوں کو اپنے سے بڑے اشخاص کے ہمراہ سونا پڑے اور اس پر مداومت کی جائے تو بڑی عمر کے اشخاص جنکی جسمانی برق منفی اور کمزور ہو چکی ہے بچوں کی برقی قوت کھینچ کر سلب کر لینگے اور بچے اس نقصان کے باعث اکثر کمزور، زرد رو، پژمردہ خاطر سست اور چڑچڑے ہو جاتے ہیں اس پر قدیم ترین شہادت حضرت داؤد کی زندگی سے ملتی ہے جنکی نا نوے ازواج تھیں۔

دنیا کا تجربہ شاہد ہے کہ نا توان توانا ؤں سے اور مریض تندرستوں سے بہت کچھ قوت حیات جذب کر سکتے ہیں، ماندگی کی حالت میں دوسرے شخص سے جسم دبوانا یا درد سر کے وقت پنڈلیوں کی مالش وغیرہ فوری نفع بخش ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ دو جسموں کے ملنے سے ایک کی جسمانی برق دوسرے میں نفوذ کر جاتی ہے۔ پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بچوں کو ساتھ سلا کر شب بھر اُن کے اجسام کی برق غیر محسوس طور پر جذب نہ کریں۔

مریض مائیں اپنے شیر خوار بچوں کو ہر وقت پاس رکھنے اور ساتھ سُلانے کی بدولت کچھ مدت تک سلسلۂ حیات کو طول دیتی رہی ہیں۔ امریکہ کا ایک ڈاکٹر راوی ہے کہ ایک عورت کو پھیپھڑوں کی کمزوری تھی سل ہو گئی جو لاعلاج تھی۔ اسکا شیر خوار بچہ ہر وقت اسکے پاس رہتا۔ بظاہر مریض ماں چند ساعت کی مہمان معلوم ہوتی تھی لیکن اسکے باوجود وہ مہینوں تک زندہ رہی اور اپنے ڈاکٹروں اور معالجوں کی پیشگوئیاں کہ وہ فلاں وقت تک مر جائیگی جھٹلاتی رہی۔ اس اثنا میں بچہ جو تندرست تھا رفتہ رفتہ بیمار ہونے لگا اور کمزور ہوتا گیا اسکی بیماری کا سبب کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ آخر بچے نے ماں کے دودھ کا حق ادا کیا اور اپنی جسمانی برق کی آخری چنگاری بھی ماں کی جسمانی مشعل کو روشن کرنے میں صرف کر دی نتیجہ یہ ہوا کہ اور بچے نے اپنی ننھی جان حق کو سونپی اور ساتھ ہی ماں نے سفر آخرت اختیار کیا۔

بڑی عمر کے اکثر اشخاص نوجوان بیویوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ اپنی انمیل شادی کے بعد ضائع احساسات سے خوب واقف ہوتے ہیں وہ بوڑھے اتنے بیوقوف نہیں ہوتے جتنا کہ لوگ انہیں خیال کرتے ہیں۔ البتہ ان کی نوخیز بیویاں "نوجوان بیوقوف" ضرور کہلا سکتی ہیں جو کام طور پر ناسمجھ ہیں۔

پس جو والدین اپنے بچوں کی صحت اور نشو و نما کے خواہاں ہیں انہیں مذکورۂ بالا جسمانی نقصان کا سد باب کرنا چاہیے، کیونکہ اسکی تلافی آسان نہیں۔ سب سے بڑی احتیاط یہ کرنی چاہیے کہ مریض بچوں سے تندرست بچوں کو علیحدہ سُلایا جائے۔ ان کے ایک ہی بستر پر سونے سے جہاں مریض بچے کے جلد تندرست ہونے کی توقع ہے وہاں تندرست بچے کے جلد بیمار ہو جانے کا بھی احتمال ہے۔ لیکن کنبہ میں ایک بچہ کو مضبوط و توانا رکھنا اولیٰ تر ہے خواہ اُس کے کمزور بہن بھائی مر ہی جائیں۔ بہ نسبت اسکے کہ اسکی تمام قوت حیات ضعیف و ریض بہن بھائیوں میں تقسیم کر کے سب کو کمزوری کے مساوی درجہ پر لایا جائے۔ برخلاف اسکے اگر کسی کنبے میں ایک آدھ تاتوان یا مریض بچے ہوں تو انہیں ایسے تندرست بچوں کیساتھ رکھنا جنکی ذاتی صحت اچھی ہو شفقت آمیز فعل ہو کیونکہ تندرست بچے اپنے کمزور بھائی کو بہت جلد صحت دینے کا وسیلہ ہونگے اور انہیں خود بھی کوئی جسمانی نقصان محسوس نہ ہوگا۔ قوی اور تندرست بچے جو گھر کی چار دیواری سے باہر تازہ ہوا اور کھلے مقامات پر کھیلنے کودنے میں اپنی فالتو صحت کا کچھ حصہ مریض بھائی بہن کو بخوبی دے سکتے ہیں لیکن برخلاف اسکے مریض بچے اپنے تندرست بہن بھائیوں کو بھی بیمار بنا رینگے۔ والدین کو احتیاط چاہیے۔
(الحکیم)

معلومات

بھوک کھلنے اور بآوازِ بلند پڑھنے سے بھوک لگتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تنفس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے جس سے آکسیجن گیس اندر زیادہ مقدار میں داخل ہوتی ہے اور اس لیے غذا بہت جلد تحلیل ہو جاتی ہے کیونکہ آکسیجن گیس سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔

جوشِ خون میوہ اور ترکاریاں کھانے سے خون کا جوش کم ہو جاتا ہے جس کا باعث یہ ہے کہ ان کے استعمال سے ہیڈروجن اور کاربن بہت کم پیدا ہوتا ہے اور یہی دونوں حرارت کا باعث ہیں۔ نیز ان میں پانی زیادہ ہوتا ہے جو مسامات کی راہ سے خارج ہوتا ہے اور بدن سرد پڑ جاتا ہے۔

گرمیٔ جسم جسم میں گرمی قائم رکھنے کے لیے سیاہ رنگ کا لباس پہننا چاہیے کیونکہ سیاہ رنگ سورج کی حرارت زیادہ جذب کرتا ہے۔

دردِ سر چائے پینے سے عموماً دردِ سر کم ہو جاتا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ چائے محرک ہے اس سے دورانِ خون تیز ہو جاتا ہے اور اعصاب کے اندر منجمد خون پگھل جاتا ہے۔

بیمار کا کمرہ ڈاکٹر اور اطبا عموماً بیمار کے کمرے میں لوگوں کی آمد و رفت اور موجودگی سے روکتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ زیادہ آدمیوں سے کاربانک زیادہ پیدا ہوتا ہے جو مضرِ صحت ہے۔ حرارت زیادہ پیدا ہو کر کمرہ نسبتاً زیادہ گرم ہو جاتا ہے جو مریض کے لیے مضر ہوتا ہے۔ لوگ جب مریض سے گفتگو کرتے ہیں اور وہ جواب دیتا ہے تو اسکی طبیعت میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور طبیعت جو مدبرِ بدن ہے بدن کی اصلاح کرنے کی بجائے لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

حرارت کے مدارج کمرے کو گرم کرنے والے سٹوو (چولھے) کی حرارت اگر حد سے زیادہ بڑھ جائے تو وہ صحت کے لیے مضر ہے کیونکہ جب حرارت ۳۰۰ درجہ فیرن ہیٹ بڑھ جائے تو حیوانی، اور نباتاتی مادہ جو ہر وقت ہوا میں ملا رہتا ہے وہ بکھرنے اور خراب ہونے لگتا ہے اور اس سے ایک خاص قسم کے ابخرے پیدا ہونے لگتے ہیں جو صحت کے لیے زہریلے اور نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی تاریک مکان میں سورج کی شعاعیں پڑنے لگیں تو یہ ابخرے نظر آیا کرتے ہیں۔

گیلے کپڑوں سے زکام گیلے کپڑے پہننے سے اکثر زکام ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جسمانی حرارت یکایک کم ہو جاتی ہے کیونکہ کپڑوں کا پانی جسمانی حرارت سے بخارات بنکر اڑتا ہے تو حرارت کو بھی ساتھ لیجاتا ہے۔

مٹی کا تیل مٹی کے تیل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ زمین سے کھود کر نکالا جاتا ہے چنانچہ بعض ملکوں میں اس کی بہت سی کانیں ہیں جیسے باطوم علاقہ روس برھا علاقہ ہندوستان۔ نیویارک امریکہ وغیرہ۔

کئی قسم کا ہوتا ہے۔ اوّل درجہ کا جو رقیق اور سفید ہوتا ہے مگر سفیدی میں نیلی جھلک پائی جاتی ہے۔ جو آکسیجن کی ہوتی ہے۔ (جن اشیاء میں آکسیجن کا جزو شامل ہوتا ہے اُن کی رنگت میں نیلاپن جھلکا کرتا ہے جیسے کونین کسیر) اوّل درجہ کا تیل سفید روشنی دیتا ہے اور دھواں بالکل نہیں دیتا۔ دوم درجہ کا تیل جس کا رنگ گہرا ہوتا ہے جلنے میں خراب ہوتا ہے اور اُس میں بدبو بھی پائی جاتی ہے۔

یہ تیل مواد اور ورم کو حل اور غلیظ مادہ کو پتلا کرتا ہے۔ درد کو تسکین دیتا ہے اور جس جگہ لگایا جائے اس جگہ کو گرم کرتا ہے۔ کیڑوں کو مارتا ہے اور جلد کو پھاڑتا ہے گرمی سے فوراً دھواں بنکر اُڑ جاتا ہے۔ عصبی امراض جیسے تشنج میں میٹھے تیل میں ملا کر ملنے سے آرام دیتا ہے۔ گو خود بدبودار ہے لیکن گندہ نالیوں کی عفونت دور کرنے کے لیے اگر اسے گندہ پانی اور کیچڑ پر چھڑکا جائے تو بدبو کو نقصان پہنچانے نہیں دیتا۔ نہ وہاں کیڑے پیدا ہونے دیتا ہے۔ اگر کسی زخم کے اندر کیڑے پڑ گئے ہوں تو اس کے لگانے یا اندر پچکاری کرنے سے وہ سب مرجاتے ہیں۔ برسات میں اگر اس کو زخم پر چھڑ دیں تو زخم کے خراب ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا، اگر کوئی زخم سخت ہو اور پھوٹتا نہ ہو تو اس کے چپڑنے اور اوپر سے پلٹس باندھنے سے جلد پھوٹ جاتا ہے۔ اگر جوڑوں میں کہیں درد ہوتا ہو تو اس کی مالش سے آرام ہو جاتا ہے۔ مالش خواہ اس اکیلے کی ہو یا زیتون کے تیل کے ہمراہ ہو خواہ کوئی دوسرا تیل ساتھ شامل کر دیا جائے۔ جہاں مچھر کثرت سے ہوں یا جس سڑے ہوئے پانی میں مچھروں نے بچے دے رکھے ہوں وہاں اسکو چھڑک دیں تو مچھر بھاگ جاتے اور اُن کے بچے مرجاتے ہیں۔ اگر بھڑ، مکھی، بچھو وغیرہ کاٹے تو اس جگہ اسکو مل دینے سے آرام ہو جاتا ہے۔ زیادہ احتیاط کے لیے اس جگہ کو دبا کر تھوڑا سا خون نکالدیں پھر مقامِ ملدوعہ پر سرد پانی بہت بہائیں تاکہ زہر دورانِ خون میں سرایت نہ کر سکے بعدہ اسکی مالش کریں تو بہت جلد فائدہ بخشتا ہے۔ اگر اسکے ملنے میں ذرا دیر ہو جائے اور ورم ہونا شروع ہو جائے تو نیم گرم پانی میں نمک گھول کر آمیا متورم عضو کو نصف گھنٹہ تک رکھیں پھر اچھی طرح دھو کر اس کی مالش کریں تو ورم اترنے لگتا ہے۔ کھنکھجورا اگر کہیں چمٹا ہوا ہو تو خفیف سا اس کے بدن پر مل دیں وہ از خود جدا ہو جائیگا داد، چنبل اور پرانی پھنسیوں پر سہاگہ کے ہمراہ ملا کر لگانے سے بڑا فائدہ بخشتا ہے۔ مرض کی رفتار رُک جاتی ہے اور چند روزہ استعمال سے کلی فائدہ ہو جاتا ہے۔ صرف ایک بوند کسی مناسب عرق میں ملا کر دینے سے نفخ (اپھارا) کو دور کرتا ہے، اگر کسی کے دماغ میں کرم پڑ گئے ہوں اور ان کے باعث مریض کو دردِ سر، خارشِ سر کی سخت تکلیف ہو تو ایک ایک بوند ناک کے دونوں نتھنوں میں ڈال دیں۔ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام کیڑے ناک کی راہ نکل جائینگے۔

اگر کمر یا جوڑوں میں درد رہتا ہو تو روغن بید انجیر یا روغن کنجد یا روغن بادام یا روغن السی یا روغن بنولہ میں ملا کر مالش کریں تو درد دور اور ورم تحلیل ہو جائیگا۔

کم سرمایہ والوں کیلئے وسائل معاش

رنگسازی

رنگسازی کا کام اگر سلیقہ سے کیا جائے تو کافی منفعت ہو سکتی ہے کپڑے کی رنگائی کچھ زیادہ مشکل کام نہیں چند روز کسی ہوشیار رنگ ریز کے ساتھ رہکر سیکھا جا سکتا ہے اور ایک عقلمند آدمی بطور خود بھی حاصل کر سکتا ہے۔ آجکل عام طور پر ولایتی رنگ استعمال ہوتے ہیں لیکن ذیل میں دیسی رنگوں کی چند ترکیبیں لکھی جاتی ہیں جو غالباً زیادہ پسند کی جائینگی۔ ان ترکیبوں سے نہ صرف معمولی کپڑے رنگے جا سکتے ہیں بلکہ سادہ کپڑے کے تھان رنگ کے بازار میں بغرض فروخت رکھے جا سکتے ہیں۔ آجکل سودیشی تحریک کے سلسلہ میں گاڑھے کو بہت مقبولیت حاصل ہے، اگر پختہ ہلکے رنگوں کا گاڑھا رنگ کر تیار کیا جائے وغیرہ کے لیے بازار میں مناسب داموں پر فروخت کیا جائے تو خاصہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ دیسی رنگ حسب ذیل ترکیب سے تیار ہوتے ہیں وزن حسب مرضی مقرر کرنا چاہیے :۔

رنگ گلابی :۔ دو تولہ کسوم کا رنگ۔ عرق لیموں ایک چمچہ۔

رنگ جنبئی :۔ نیل چھ ماشہ۔ عرق لیموں ایک عدد۔

رنگ پستئی :۔ نیل کے رنگ میں اول رنگیں، بعدہٗ ہلدی کے رنگ میں اس کے پانی سے دھو کر دہی کے پانی سے چند بار دھوئیں تاکہ ہلدی کی بو دور ہو جائے پھر قدرے کلف اور آب لیموں میں ڈبو کر تیار کر لیں۔

رنگ سبز :۔ بالکل پستئی رنگ جیسا صرف نیل کا رنگ گہرا ہو۔

رنگ زرد :۔ ہلدی کے رنگ میں رنگیں اور چند بار صاف پانی سے دھو کر دہی کے پانی سے مکرر سہ کرر دھوئیں۔ اب لیموں اور کلف دیکر خشک کر لیں۔

رنگ کافوری :۔ گل ہارسنگھار ایک تولہ لیموں ایک عدد اور کلف

رنگ بسنتی :۔ مثل زرد صرف بسنتی کے لیے رنگ ہلکا لگائیں۔

رنگ گوہنئی :۔ نیل خام چھ ماشہ رنگ کسوم چھ ماشہ لیموں ایک عدد۔ اول نیل کے رنگ میں رنگیں بعدہٗ کسوم کے رنگ میں۔ اس کے بعد آب لیموں اور کلف۔

رنگ طوطئی :۔ اول نیل پختہ کے رنگ میں غوطہ دیں پھر ہلدی کے رنگ میں اور ایک عدد لیموں۔

رنگ فیروزی :۔ نیل خام ایک تولہ گل ڈھاک آدھ سیر لیموں دو عدد۔ اول گل کپاس کے رنگ میں رنگ دیں پھر نیل کے رنگ میں پھر لیموں دیں۔

رنگ انگوری :۔ مثل فیروزی کے ہے صرف انگوری میں رنگ ہلکا دیں۔

رنگ عباسی :۔ نیل خام چار ماشہ۔ رنگ کسوم پاؤ بھر، اول نیل کے رنگ میں، بعدہٗ کسوم کے رنگ میں۔ پھر لیموں اور کلف دیکر تیار کر لیں۔

رنگ بادنجانی :۔ کسوم اور نیل کے رنگ میں بطریق معلوم گل شفتالو کسوم اور ترشی سے رنگ لیں۔

رنگ زعفرانی :۔ کسوم اور ہارسنگھار دونوں رنگ ملا کر۔

رنگ نافرمانی :۔ کسوم اور نیل کے رنگوں میں۔

رنگ طوسی :۔ کسوم اور سیاہی آہن سے۔

رنگ بادامی :۔ کسوم اور ہارسنگھار کے رنگ میں۔

رنگ خشخاشی :۔ کسوم اور نیل سے رنگا جاتا ہے۔

رنگ کپاسی :۔ گل ڈھاک اور لیموں سے۔

رنگ عباسی :۔ ہڑ زرد آدھی چھٹانک۔ سیاہی آہن دو تولہ۔ پھٹکری دو تولہ۔ چوب پتنگ تین چھٹانک۔ اول ہڑ کے رنگ میں غوطہ دیں۔ پھر خشک کر کے سیاہی آہن میں دوبارہ رنگیں۔ تیسری مرتبہ پتنگ کے پانی میں اور چوتھی مرتبہ پھٹکری کے پانی میں رنگ کر کلف دیکر خشک کر لیں۔

رنگ کشمشی :۔ اول ہڑ کے پانی میں بعدہٗ سیاہی آہن میں۔ بعدہٗ ہلدی کے رنگ میں پھر ناشپال یعنی پوست انار میں۔ پھر پھٹکری کے پانی میں غوطہ دیں۔

رنگ زنگاری :۔ نیلہ تھوتہ اور چونے کے ساتھ رنگا جاتا ہے۔ اگر پارچہ دیر تک اس میں رہیگا تو پرزے پرزے ہو جائیگا۔

لکڑی کی رنگائی

لکڑی کی بنی ہوئی اشیاء کی پالش اور رنگائی بھی بیکار اشخاص کے لیے ایک مفید مشغلہ ہے اور اسکے سیکھنے کے لیے بھی زیادہ وقت درکار نہیں معمولی طور پر دو تین روپے روزانہ پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ وارنش کا نسخہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ رنگ بازار میں فروخت ہوتے ہیں جنکو اس وارنش میں ملانے سے حسب منشا رنگ حاصل ہو سکتا ہے :۔

سیر بھر رال اور سیر بھر روغن السی، اول رال کو کسی آہنی برتن میں آگ کے اوپر رکھیں تاکہ گداختہ ہو جائے۔ کسی لکڑی سے ہلاتے رہیں جب سب گداختہ ہو جائے روغن السی ڈالدیں اور لکڑی سے حرکت دیتے رہیں تاکہ قوام معتدل ہو جائے یعنی نہ زیادہ غلیظ ہو جائے اور نہ زیادہ رقیق رہے۔ پس اسکو کسی پاکیزہ ظرف میں کر کے رکھ لیں اور استعمال میں لائیں۔ اگر بجائے رال کے سندرس ڈالا جائیگا تو اعلیٰ اور عمدہ وارنش تیار ہوگی۔ رال کی وارنش اگر تین چار روز میں خشک ہوتی ہے تو سندرس کی وارنش گھنٹہ دو گھنٹہ میں خشک ہو جاتی ہے۔ گویا ادھر لگا یا ادھر خشک ہوئی اور نہایت صاف و شفاف ہوتی ہے۔

بعض لوگ روغن السی میں روغن تارپین بھی ملا دیتے ہیں۔ یہ نہایت ہی اعلیٰ اور لطیف ہوتی ہے اور بہت ہی جلد خشک ہو جاتی ہے۔ گویا لگانے کی دیر ہے اور اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے :۔

سیر بھر سندرس آگ پر پکائیں جب گداختہ ہو جائے تو آدھ سیر روغن السی اور آدھ سیر روغن تارپین ڈالکر لکڑی سے ہلاتے رہیں جب قوام معتدل ہو جائے تو آگ سے اتار لیں اور سرد کر کے شیشہ میں بھر دیں۔

کم خرچ بالانشین وارنش بنانی ہو تو رال اور سندرس کی جگہ بیروزہ خشک ڈالیں اور روغن السی اور تارپین کی جگہ مٹی کا تیل۔

سوالات

مذہبی

(۹۱۶) بعد نماز عیدین و خطبہ کے حضور اکرم صلعم و صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم نے دعا مانگی ہے یا نہیں مع حوالۂ کتاب جواب دیں۔ (غلام رسول)

(۹۱۷) مہر شرعی کی تعداد کیا ہے؟ (۹۹۵/م)

(۹۱۸) حضور صلعم کی ازواج مطہرات کے مہر کی تعداد اور اُس کی ادائگی کا طریقہ کیا تھا؟ (۳۹۵/م)

(۹۱۹) حضرت زینبؓ، حضرت اُم کلثوم، حضرت فاطمہؓ، حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مہر کی تعداد اور طریقہ ادائگی مطلوب ہے۔ (۳۹۵/م)

(۹۲۰) دو ماہ کا حمل ساقط ہوا اور دس یوم کے اندر نفاس بند ہو تو غسل کے کیا شرائط ہیں؟ (۳۹۵/م)

(۹۲۱) کیا بیل اور بھینس کی قربانی جائز ہے؟ (۳۹۵/م)

(۹۲۲) تہجد کی نماز کی کیا نیت ہے اور کیا وقت ہے؟ (ایک خریدار)

(۹۲۳) عشاء کی نماز کا وقت رات کو کب تک رہتا ہے۔ اگر عدیم الفرصتی کی وجہ سے نماز کو دیر ہو جائے، تو کیا عشاء کی نماز اور تہجد کی نماز ایک ساتھ ادا کی جا سکتی ہے؟ (ایک خریدار)

(۹۲۴) غسل کرتے وقت پہلے وضو کرنا چاہیے۔ مگر مجامعت یا احتلام کے بعد غسل کیا جائے تو اُس میں پہلے وضو کیا جائے یا نہیں؟ اگر بدن کو اوّل تھوڑے سے پانی سے دھولیں اور بعد اسکے وضو کریں اور پھر جسم پر تین بار پانی بہائیں تو غسل ٹھیک ہوگا یا نہیں؟ غسل کے وقت کلمہ شریف پڑھا جائے یا نہیں؟ مفصل جواب مطلوب ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۲۵) حاملہ عورت سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ (ایک خریدار)

(۹۲۶) عورت کو جو خاوند کے انتقال کے بعد چار ماہ دس روز کی عدت کی قید شرع میں لگائی گئی ہے۔ اسکا اصلی مقصد کیا ہے؟ (ایک خریدار)

(۹۲۷) زوجہ کے انتقال کے بعد اُس کا جہیز واپس کرنا چاہیے یا نہیں؟ (ایک خریدار)

(۹۲۸) زوجہ کے انتقال ہو جانے کے بعد خاوند کو اُسکی صورت دیکھنا اور میت کو کاندھا دینا، قبر میں اُتارنا جائز ہے یا نہیں؟ (ایک خریدار)

(۹۲۹) نذریں جو بحالت آسودگی مانی گئی ہیں جو تقریباً ایک سو روپیہ کی ہیں اور اب بوجہ تنگی اُنکا ادا کرنا مشکل ہے۔ نیت بدلی نہیں بلکہ معذوری ہے تو ایسی صورت میں نفلوں کے ذریعہ سے یا اور کس ترکیب سے ادا ہو جائینگی؟ (خریدار)

(۹۳۰) آیت کریمہ کسی مدعا کے لیے سوا لاکھ مرتبہ پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔ ایک یوم کے اندر پڑھی جائے یا کئی روز میں؟ بسم اللہ ایک مرتبہ پڑھنا کافی ہے یا ہر بار؟ (ایک خریدار)

طبی

(۹۳۱) مرگی کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (۷۶۱/ج)

(۹۳۲) ایک مریضہ کی عمر ۱۸ سال ہے۔ پانچ سال شادی کو ہو گئے۔ تین سال سے ایام ماہواری کے دوران میں ناف کے نیچے سخت درد ہوتا ہے۔ فم رحم تنگ ہے۔ کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ مجرب دوا مطلوب ہے۔

(۹۳۳) رفع پریشانی اینوی کیواسطے کوئی سہل الاصول نسخہ یا عمل درکار ہے (۳۴/ج)

(۹۳۴) دانتوں اور سر کے درد کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (غلام رسول)

(۹۳۵) خرابی خون کا مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (۱۲۵/ن)

(۹۳۶) مریضہ کی عمر ۷ سال ہے۔ مثانہ بہت کمزور ہے۔ شب کو کئی بار پیشاب آتا ہے مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (۱۲۵/ن)

(۹۳۷) ریگ گردہ کا مجرب نسخہ درکار ہے۔ (۳۹۵/م)

(۹۳۸) امراض چشم میں جاکسو مدبر کرنیکی ترکیب کیا ہے؟ (۳۹۵/م)

(۹۳۹) گردہ میں درد رہتا ہے۔ بائیں جانب درد ہوتا ہے۔ مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۴۰) کان بہتا ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۴۱) ۸ سال سے ایام ماہواری باقاعدہ نہیں۔ مرض سیلان کی بھی شکایت ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

صنعتی

(۹۴۲) بیچکیں بنانے کی مشین کس قیمت میں اور کہاں سے ملیگی نیز سوت کس نرخ سے اور کہاں ملیگا پتہ مطلوب ہے۔ (۳۴/ج)

(۹۴۳) نقلی ویسلین۔ فنائل و وائٹ آئل بنانے کا نسخہ درکار ہے۔ (خریدار)

متفرق

(۹۴۴) کتاب گلزار وحدت مصنفہ خواجہ نجم الدین صاحب کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (۱۵/ج)

(۹۴۵) کتاب محیط اعظم کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (ایضاً)

(۹۴۶) گولیاں بنانے کی مشین کہاں اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (ایضاً)

(۹۴۷) مولمین (برما) کی جوٹ فیکٹری کا پتہ مطلوب ہے۔ (ایضاً)

(۹۴۸) ادویات کے عرق کشید کرنیکی ترکیب جس کتاب میں لکھی ہو اور جہاں سے ملتی ہو

کہاں اور کس قیمت پر مل سکتی ہے؟ (نمبر ۱۵۱)

(۹۴۹) دو کتابیں حکمت کی ہیں جنکے نام معلوم نہیں۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اُن کتابوں میں طریقہ علاج ہر مرض کا بغیر دوا کھلانے کے ہے، اور وہ کتابیں جرمنی ڈاکٹر کی ایجاد کردہ ہیں۔ (نمبر ۴۴۴)

(۹۵۰) نماز ہمیشہ صبح کی قضا ہو جاتی ہے۔ خاص وقت پر اُٹھنا چاہتا ہوں، ایسی ترکیب بتلائیے کہ بغیر کسی دوسرے کے خود بخود اُٹھ جایا کروں۔ (نمبر ۴۴۴)

(۹۵۱) حضرت مولانا عبدالغفور صاحب آخوند سوادبنیری کی سوانح مطلوب ہے۔ (غلام رسول)

(۹۵۲) کچی لاکھ اور گوند سینگ بارہ سنگھا اور چیتل کے بیو پاریوں کے پتے مطلوب ہیں (عبداللہ خاں)

(۹۵۳) حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی اولاد سادات کہلاتی ہے اور حضرت عثمان رضؓ کی اولاد کیوں سادات نہیں ہے۔ باوجودیکہ آپکو خطاب ذوالنورین کا تھا (خریدار نمبر ۱۳)

(۹۵۴) کراچی میں کمیشن پر کام کرنیوالے اصحاب کا پتہ اور یہ کہ کس فیصدی پر کام کرتے ہیں مطلوب ہے۔ (خریدار نمبر ۲۵)

(۹۵۵) ایک فارسی روزانہ اخبار کا پتہ مطلوب ہے جو مصر سے نکلتا ہے۔ (وکی احمد)

(۹۵۶) عورتوں کے دیکھنے کے قابل رسالے یا اخبار کہاں کہاں سے نکلتے ہیں؟ (〃)

(۹۵۷) کونسی ایسی کمپنی ہے جو اپنا مال کمیشن پر فروخت کرنیکو دیتی ہے؟ (〃)

(۹۵۸) دہلی میں جوتے اور جوتیاں کا مدار کس دوکان سے کفایت سے تاجرانہ نرخ پر مل سکتی ہیں؟ (〃)

(۹۵۹) لڑکوں کے کھیلنے کے کم قیمت کھلونے کہاں سے مل سکتے ہیں؟ (〃)

(۹۶۰) پیپرمنٹ کم قیمت پر کہاں سے مل سکتا ہے۔ (〃)

(۹۶۱) پیٹنٹ دوائیں کہاں سے کفایت سے ملیں گی؟ (〃)

جوابات

(۸۹۰) علی الصباح ۵ ماشہ معجون دبید الورد ہمراہ ۱۰ تولہ عرق بادیان استعمال کریں (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۱) بغیر بھونے ہوئے استعمال ناجائز ہے۔ بعد بھوننے کے ہمراہ عسل اور شیر گاؤ اور روغن زرد کے استعمال کر سکتے ہیں۔ احتیاط اس میں ہے کہ ایسی ہر ایک اودیات کے استعمال سے پرہیز کریں۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۲) ہاشمی دواخانہ دہلی سے اسکی مجرب دوا مل سکتی ہے۔ خط و کتابت کیجیے۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۳) اول کان کو نیم کے پتوں کے پانی سے دھو کر زرد کوڑی جلا کر باریک پیسکر کان میں ڈالنا چاہیے۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۹۴) مندرجہ ذیل نسخہ تیار کر کے استعمال کریں:-

برادہ صندل سفید	برادہ صندل سرخ	عشبہ مغربی	عناب
۱۰ ماشہ	۱۰ ماشہ	۱۰ ماشہ	۷ عدد

چرائتہ تلخ	گل منڈی	سرپھوکہ	نگند بابری	تخم...
۷ ماشہ	۷ ماشہ	۵ ماشہ	۵ ماشہ	۱۰ ماشہ

بسفائج فستقی	برہمنڈنڈی	چوب چینی دردی	بادرنجبویہ	گل سیوتی
۳ ماشہ	۱۰ ماشہ	۵ ماشہ	۷ ماشہ	۷ ماشہ

گل سرخ	گل نیلوفر	گل گاؤزباں	شیر تزہ	آب دریا
۷ ماشہ	۷ ماشہ	۷ ماشہ	۱۰ ماشہ	۱۰ ماشہ

ہمہ ادویہ یک شب تر داشتہ بر ہم معروف عرق کشند۔ ۱۲ تولہ عرق ہمراہ ۲ تولہ شربت عناب بنوشند۔ (〃)

(۸۹۵) اس مرض میں حبوب مغلظا اعلیٰ سے بہتر اور مجرب کوئی اور دوا نہیں ہے یہ گولیاں عہ کو ہاشمی دواخانہ دہلی سے مل سکتی ہیں۔ (〃)

(۸۹۶) سورنجان تلخ سائیدہ ۲ تولہ مال کنگنی کلاں سائیدہ ۲ تولہ روغن کنجد ۵ ماشہ میں ملا کر بیٹھ لیوں پر دھوپ میں ملیں۔

(۸۹۷) استخوان گوسپند سوختہ۔ مغز تخم خربزہ۔ بیج نے۔ مینگنی اونٹ ہموزن پانی میں پیسکر داغوں پر ملیں۔ (〃)

ایضاً۔ اگر تازہ داغ ہوں تو گلیسرین روزمرہ ملتے رہیں دور ہو جائینگے۔ (اجوتی)

(۸۹۸) مرض زمانہ پکڑ گیا۔ لہٰذا آپریشن کرا دینا چاہیے۔ (حکیم محمد ظہیر علی)

(۸۷۶) انفاس العارفین سید عبدالغنی صاحب جعفری کلیمی سجادہ نشین شاہ کلیم اللہ جہان آبادی کلاں محل دہلی سے بقیمت عہ مل سکتی ہے۔

(۹۱۶) ہماری آنکھیں بلا روشنی کے کسی چیز کو نہیں دیکھ سکتیں، اور جہاں روشنی ہو وہاں اندھیرا مفقود ہے۔ لہٰذا میری رائے میں اندھیرے کو انسان نہیں دیکھ سکتا جس طرح کھلی آنکھوں ہم کسی چیز کو بغیر روشنی کے نہیں دیکھ سکتے ہیں اسی طرح آنکھیں بند ہونے پر پپوٹے روشنی کو آنکھوں سے اوجھل کر دیتے ہیں اور ہمکو کوئی چیز یہاں تک کہ خود وہ پپوٹے جو آنکھوں کے سامنے حائل ہیں نظر نہیں آتے لہٰذا اندھیرا بذات خود کوئی نظر آنیوالی شے نہیں ہے بلکہ بغیر روشنی کے جب آنکھوں کا نور کام نہیں کرتا تو ہم کہتے ہیں کہ اندھیرا ہے۔ (انشاء اللہ خاں لودی)

(۹۰۳) جہاں سے شیشہ تراشنا مقصود ہو اُسکو گرم کر کے اول موم کی باریک تہ دیجیے اور سرد کرنے کے بعد کسی لوہے کی نوکدار چیز سے خط دیجیے اور اس خط پر مجور ہری سے "فلورک ایسڈ" لگا دیجیے۔ شیشہ کٹ جائیگا (سید امین الحسن قمری بلند شہر)

ئے لطیف

دل

(از جناب سلطان حید صاحب جوش)

دل ہمہ گویہ حیراں در بغل   شعلے رخوں در آستیں خشیے طوفاں در بغل

یہ دل تمام انسانی خواہشات کا مرکز، دماغی خیالات کا حکمران، پہلو میں گد گدیاں کرنے والا ... نظروں سے نکل جانے والا ضدی! بے چین و مضطرب، ناسمجھ اور نادان کون؟ ... کا لوتھڑا، وہی جذبے کی ہوا کھانے والا، وہی خون کی گردش کا پالا پوسا ... نادان و ناکارہ دل!! و ناتجربہ کار دل!!!

آہ موسم برسات میں دھانی اور سبز دوپٹے اوڑھ اوڑھ کر اٹکھیلیاں کرنے والے ... حسینان چمن! تمہیں کچھ بھی خبر ہے کہ تمہارے جوبن کا نکھار، تمہارا نظروں میں کھب جانے والا ... رنگ، تمہارا ہزار ہزار ادا کے ساتھ جھومنا، کس پر غضب ڈھا رہا ہے۔ اور اسے نسیم سحری کے گد گدانے سے مسکرانے والے نیم شگفتہ غنچو! تم جانتے بھی ہو کہ تمہاری دلکش صورت، تمہارے شبنم سے دھوئے ہوئے چہرے، تمہاری نیم شگفتگی، کسی ظالم کی چشم نیم وا کا تیر کس کی جان پر بنائے دیتا ہے؟

عقل کے پس و پیش کرنے والے فرشتے، رخصت! ننگ و ناموس کی طلب میں رہنے والے دماغ، الوداع! آ، اے عشق کے تختۂ مشق، کیوپڈ کے زخمی کردہ دل! آ! آ، اور بے چین کردے، مضطرب بنادے، اور جبر ہاتھوں سے نکل جا! نکل جا اور کسی دل لبھانے والی زمانہ کی گرم و سرد ہوا سے ناآشنا، ایک ٹھنڈی رات کی، صرف ایک رات کی جان، منہ بند کلی پر قربان ہو جا۔ اسکی جادو بھری خاموشی پر مست، اور اسکی ناسمجھی پر، اس کے بھولے پن پر، اسکی بے زبانی پر جان دیدے!!

دھڑک، دھڑک! اے مریض ازلی! تڑپ، تڑپ! اے دل ناصبور تڑپ! سوسن کی زبان کے مزے لینے والے، اپنے نالۂ دلخراش سے مین آسمان کو گونجا دے! نرگس سے آنکھ لڑانے والے اپنی خونفشاں آنکھ سے دریا بہادے۔ سنبل سے الجھنے والے، ہوش و خرد سے دست و گریباں ہو جا، جامۂ ہستی کو اس نابکار دنیا کی دورنگی سے تیار ہونے والے فانی جامہ کو پھاڑ پھینک! ملیامیٹ کردے!!

یہ شباب کی جیتی جاگتی تصویر، حسن بے مثال کی بے مثال تشبیہ، نوشگفتہ گلاب، سرخ و سفید گلاب اور آگ بھبوکا گل لالہ: دونوں ہاتھوں میں زر گل لیے ہوئے عروس بہار کو نذر دینے والے معشوق! کیسے کیسے خندۂ بے حجابانہ سے اسی وحشی، اسی مجنوں، اسی دیوانے دل کو اپنے حسن کی طرف مائل کر رہے ہیں!! یہ زمین کے اردگرد چھٹے ہوئے گملوں میں سے گردن نکالکر جھانکنے والے پودے اور ان کے خوشنما نازک پنکھڑیوں کے پھول! پھونک پھونک کر قدم رکھنے والی نسیم بیا اپنی بھینی بھینی، اپنی دلآویز خوشبو کو ملاکر کس کس طرح اسی پاگل، اسی از خود رفتہ، اسی بیلے آپے ہو جانے والے دل کو اپنی بہار دکھانے کے لیے متوجہ کر رہے ہیں!!

اور سب سے بعد، مگر سب سے کم، یہ قیامت کی عکسی تصویر، فتنۂ محشر کا سچا خاکہ آفتاب کی سنہری اور چکا چوند پیدا کرنے والی شعاعوں کی حوض کی ہلکی ہلکی موجوں سے دست و راز بازیاں، یا یوں سمجھیے کہ آب مصفا کی صدف خیالی سے گوہر مقصود نکالنے کے لیے غواص آفتاب کا چھپ چھپا کر اپنی شعاعی رسی کے سہارے عکس کے پیکر سے میں ہمنشیر حوض کی تہہ تک اتر آنا، اور ہوا کے شانہ ہلا دینے سے جاگ اٹھنے والی ننھی ننھی موجوں کا لپٹ لپٹا کر اس سینہ زور چور کو پکڑ لینا۔ غرض جو کچھ بھی ہو یہ ناقابل بیان نظارہ، یہ قدرتی مناظر کا نقش آخریں، کس کس دلکش لرزش، ناقابل لرزش کے ساتھ اسی بسمل، اسی تڑپنے والے، اسی مچلنے والے دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے!!

ان حسینان چمن کو، ان نیم وا غنچوں کو، ان زر گل کی نذریں دینے والے معشوقوں کو اور اس آبی آفتاب کے بے چین کرنے والے نظارے کو دل ناصبور نے دیکھا، دیکھا اور للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ چشم پرحسرت کھول دی، دست تمنا دراز کیا، اور ظالمانہ تحکم کے ساتھ، وحشیانہ شوق کے ساتھ، ایک نیم شگفتہ غنچہ توڑ لیا ننھی سی جان کو عروس بہار کے سایۂ عاطفت سے نکال لیا، اور نیم شگفتگی کی مست نیند سونے والے کو ہمیشہ کے لیے نسیم کے قدرتی پنکھے سے جدا کردیا۔ ایک ایک پھول پیچاں جانے والے دل وحشی نے اسے توڑا تو بھی مگر تھوڑی دیر کے بعد اپنے سینہ پر لگا چکنے کے بعد، اپنی مجنونانہ قوت شامہ کی ہوس بجھانے کے بعد، اپنی بھلی نہ رہنے والی آنکھوں کی سیری کے بعد، اسی غنچہ کو، اسی غنچہ کو جو ابھی پھول بھی نہ بنا تھا، جس نے اپنی دوروزہ زندگی میں ایک مرتبہ بھی خندۂ بیباختہ سے کسی بلبل کو پروانہ نہیں بنایا تھا، بڑی بے رحمی کے ساتھ، بے پروائی ملی ہوئی بے رخی کے ساتھ مل ڈالا، مسل ڈالا۔ نوچ پھینکا اور روند ڈالا!!

اف یہ صناع حقیقی کی اعلیٰ ترین صنعت، حسن انسانی کی لاجواب صورت، اپنے طرز خرام سے کیسے کیسے سوتے ہوئے فتنوں کو جگا رہی ہے! یہ زندہ گلاب کی دو جیتی جاگتی پنکھڑیاں، ہلکی ہلکی سرخی کی جھلک مارنیوالے رخسارے، یہ نظر پڑتے ہی شرما جانیوالی پردہ نشین اچھوتیاں، موہنی اور سرمگیں آنکھیں! یہ آتش عشق میں نشیب و فراز عشق کا خاکہ اتارنے والے خنجر، گھن دار اور پیوستہ بھویں یہ بخت عاشق اور شب دیجور کا عکس، سر چڑھنے والے گیسو، یہ چلنے میں لچک جانے والی اصفہانی تلوار، نازک اور تنگ کمر، پھر یہ دوشیزگی کا عالم! یہ بھولے پن کا زمانہ، یہ کم سنی کی کیفیت! شعلہ، اور شعلۂ جوالہ، آفت، اور آفت ناگہانی فتنہ اور فتنۂ قیامت!!!

صبر و تحمل برباد، عقل و ہوش نثار، پہلو میں بیقرار ہونے والے دل نکل جا۔ نکل جا، اور یہ کہتا ہوا نکل جا کہ "من سیپارۂ دل ہی فروشم" اس قیامت برپا کرنے والی چال کو، فتنۂ محشر کو جگانے والی چال کو سکون ہوا، چشم مخمور کی بھولی بھالی نظر انگڑائی لیتی ہوئی گوشۂ چشم سے نکلی۔ لب نازک کو یاسمن کی دو ننھی ننھی پتیوں کو، نسیم گفتار نے جنبش دی! اور، اور کچھ نہ پوچھیے کہ کیا ہوا؟ دلِ حزیں کا جھگڑا طے! دلِ بے چین کا معاملہ ختم! ختم، اور دو لفظوں میں ختم:۔

بگفتا "قیمتش"؟ گفتم "نگاہے"!

بگفتا "کمترش"؟ گفتم "کہ گاہے"

یا دش بخیر! ایک نظرِ غلط انداز پر، ایک تبسم فتنہ پرداز پر، ایک رفتار قیامت خیز پر دلِ نالاں کی بیتابیاں! الامان! الامان!! اس نادان کی ضد، لاکھ مصیبتوں کی ایک مصیبت! اس دلِ بسمل کی بیقراری، لاکھ عذابوں کا ایک عذاب!! اب سے دور، کسی کمسن کے بھولے پن اور ناسمجھی سے پیدا ہونے والی جدائی اور یہ تڑپنے والا دیوانہ! کسی کے عصمت میں ڈوبے ہوئے، دوشیزگی کی چشم و ابرو کا تصور، اور پہاڑ سی راتیں! حسرتوں کا مچلنا اور ارمانوں کی فریاد بیکسی کا عالم اور دلِ ناشاد! خدا نہ دکھائے وہ راتیں جبکہ آنکھوں نے خونِ جگر کو آنسوؤں کی صورت میں بہایا۔ اور خدا نہ لائے وہ دن جبکہ نفس نے سینہ کی آگ کو شرر باری سے بھڑکایا!!

ہر مصیبت کی انتہا، بجا! ہر حالت کو انقلاب، درست! مگر دلِ وحشی کی وحشت میں فرق، ناممکن! قطعی ناممکن!! چشم بد دور، وہ کسی کی ناقابل اظہار مہربانیاں! وہ کسی کا بے حجابانہ برتاؤ، اور وہ کسی کا بات بات پر مسکرا دینا! دلِ ناعاقبت اندیش کے ساتھ وہی کر گیا جو ہوا آگ کے، اور بارش طغیانی کے ساتھ کرتی ہے، دل کی لگی اور بڑھی، شعلۂ عشق اور بھڑکا، آتشِ شوق تیز تر ہوگئی مگر نہیں وصال کے بعد بھی عشق کے مقاصد کی کامیابیوں کے بعد بھی، اور خلوت کی بے کھٹکے چاندنی راتوں کے بعد بھی تسکینِ قلب نہ ہوئی، دستِ حنائی اپنی ٹھنڈک سے سینہ کی آگ کو نہ بجھا سکا! اور ماہ نیم ماہ رات رات بھر نظروں کے سامنے رہکر بھی سیراب نہ کرسکا۔

یہ ازلی بیقرار، یہ دیوانۂ مستقل، دلِ ناصبور، اب بھی ہزاروں خندۂ بے حجابانہ اور رازِ خود رفتگی کی کیفیتوں کے مزے لوٹنے کے بعد بھی ایک نئی نظر ایک نئے تبسم، ایک نئے نازو انداز کا جویاں ہی رہا۔ آہ! اے کم نصیب! ہر پھول کو اپنی قوتِ شامہ کے بسیٹ چڑھانے والے دل، دیوانگی کو بڑھا، وحشت کو ترقی دے! مجنوں ہو، پاگل بن اور حیوانیت سے کوسوں تجاوز کر جا!!

ایک حسنِ لایزال کو ڈھونڈھ، ایک ہر روز نئے نئے جلوہ میں ظاہر ہونے والے کی جستجو کر، ایک ایسے عشوہ گر کی تلاش کر جو آنِ واحد میں ہزار بل کرشمے دکھا کر تجھے از خود رفتہ بنا دے۔ جو پھولوں میں، نسیم سحر میں، نیم شگفتہ غنچوں میں، اور ان نابعد فریب حسینوں کی کمسن میں طرح طرح سے اپنے تڑپا دینے والے حسن کی جھلک دکھاتا ہو! ایسا پردہ نشین جو ہر جگہ ظاہر ہو! ایسا منہ چھپانے والا جو ہر روپ سے موجود ہو۔ وہ شانِ رحم جو لاکھوں مصیبتیں جھیلنے پر بھی لذت سے محروم رکھے۔

ہاں اے ظاہر پرست دل! اس مجموعۂ صفات پر جان دے جو جنون کو بڑھا دے، جو تیری دیوانگی کو، کبھی نہ ختم ہونے والی دیوانگی کو کہیں پہنچا دے، جو تیرے مجنونانہ خیالات کی باگ ناممکن الاظہار منزل کی موڑ دے، جو تیری ہرجائی آنکھ کو بے ہوس اور ہمیشہ ایک نئے نظارہ کی تلاش رہنے والی آنکھ کو ابدالآباد تک کے لیے صرف ایک جھلک سے متوالا بنا دے۔

اے مرغِ وحشی، بے آپے ہو جا! خرقۂ استدلال کو پھاڑ پھینک! حدود سے آگے نکل جا۔ اے سیماب صفت ٹھہر نہیں! بجلی کی طرح آ، اور ہوا کی طرح چل، لوٹے جا یہ میٹھا میٹھا دردِ جگر بند نہ ہونے دے، اور کسی غیر فانی گلاب میں بوسہٗ کسی غیر متحرک نور میں ہستی کو پھونک دینے والا شعلہ بن کر جل جا اور فنا ہو جا!

مگر سیراب نہ ہو! ابھی باز نہ آ! چلا چل، اے دیوانے! چلا چل! قیود و فرائض کے جال سے نکل جا! ہستیٔ ناکارہ کو، ایک سے دو بنانے والی ہستی کو، فراموش کر! ہوش و خود پر چھری پھیر دے! پردۂ حجاب کو الٹ دے، اور نیم شگفتہ کلی اور حسنِ لایزال اپنے ہی کو سمجھ! معشوقوں میں کج ادائی اور جان دینے والوں میں دیوانگی بن جا! شعلہ بجوالہ اپنے آپ کو مان، مقصدِ کائنات اپنے آپ کو جان، خود ہی عامل اور خود ہی معمول! خود ہی موجود، اور خود ہی روپوش! خود ہی یہ اور خود ہی وہ۔ سجدہ کر تو آپ کو! قدم لے تو اپنے، اور اسے ناقابلِ ضبط جوش میں کچھ کا کچھ کہنے والے دل، مر تو اپنے پر مر، جان دے تو اپنے لیے جان دے۔

ہائے ہائے! اے خانہ خراب! اے سرگرداں! بیمارِ جاں طلب! مطعونِ خلائق، اب بھی اس نقطۂ انتہائی تک پہنچنے کے بعد بھی تو اگر کسی مہذب خطاب سے پکارے جانے کا مستحق ہو سکتا ہے تو وہ اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ خود نما، خود پسند دل! خود بین و خود پرست دل!! ؂

برسات کا سماں

یہ نظر فریب منظر یہ فضائے برشگالی
یہ نسیم روح پرور یہ گھٹائیں کالی کالی
لب جو برسنے والی

یہ بہار سبزہ و گل یہ ادائے سرو و ریحاں
یہ صدائے بانگِ بلبل یہ طیور زمزمہ خواں
یہ ہرے بھرے خیاباں

یہ گلوں کی جب سہ نزہی یہ قبائے سرخ و گلگوں
یہ چمن کی دل نشینی یہ فضائے کوہ و ہاموں
یہ بہار رنگ افسوں

... کی صدائیں — یہ ترانہ ہائے قمری
... ٹھنک ہوائیں — یہ نسیم بھینی بھینی
یہ پھوار ٹھنڈی ٹھنڈی

... نے والے جگنو — یہ سواد شب کا عالم
... کے بکھرے گیسو — یہ خروش رعد پیہم
یہ نمود برق ہر دم

کہیں مینہ کے ہیں جھالے — کہیں بادلوں کے ہیں دل
کہیں بہ رہے ہیں نالے — کہیں روپ پر ہیں جنگل
کہیں کوکتی ہے کوئل

کہیں قمریوں کی کوکو — کہیں مور کی صدائیں
کہیں پھر رہے ہیں آہو — کہیں جھومتی ہیں گھٹائیں
کبھی اٹھتی ہیں ہوائیں

کہیں جگنوؤں کی قطاریں — یہ ہوائیں اونچی نیچی
کہیں مینہ کی پھواریں — یہ ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی
کہیں یہ ہوا ہے کنجی

کبھی برق کا تبسم — کبھی رعد ہے خروشاں
کبھی موجوں کا تلاطم — کبھی جوش پہ ہے طوفاں
کبھی سیل ابر باراں

کبھی قوس ہے نمایاں — یہ ہے سبزہ زار دلربائی
کبھی آفتاب تاباں — کبھی تیرگی ہے چھائی
کہ گھٹا ہے گھر کے آئی

کبھی جھینگروں کے نغمے — کبھی مینڈکوں کی ٹرٹر
کبھی گونجتے ہیں بھونرے — کبھی مرغ ہیں نوا گر
کہ سرود خواں ہے نیچر

جو ابل رہے ہیں چشمے — تو چڑھی ہوئی ہیں ندیاں
جو برس گئے ہیں جھالے — تو ہرا بھرا ہے میداں
ہے زمیں کا سبز داماں

جو چٹک رہی ہیں کلیاں — تو لہک رہا ہے سبزا
جو ہوا ہے عنبر افشاں — تو مہک رہا ہے صحرا
کہ یہ رت ہے روح افزا

(ماخوذ)

دنیا میں ایسے بزرگ گزرے ہیں ... اسی ہوتی ہیں کہ اگر چشم بصیرت سے دیکھا جائے تو ان سے خالق کی قدرت کا ملہ کا پتہ لگتا ہے ... غفلت میں اپنے ... ہیں کہ ان تمام باتوں کو ذرا بھی غور سے نہیں دیکھتے ... دیکھ کر ...

پھول بھی اس حسرت و افسوس میں اپنے دل افسردہ کی طرح منقبض ہوئے جاتے ہیں کہ اگر رات ہم بھی کسی سیمتن کے گلے کا ہار بن جاتے تو اس وقت بڑھنے والی دھوپ کے ہاتھوں سے اس طرح گویا پژمردہ ہوتے۔ مگر حضرت انسان کو کچھ بھی خبر نہیں ہمارے نزدیک سورج کا روز نکلنا اور غروب ہونا ایک نہایت معمولی بات ہے۔ اس کے بعد دوپہر ہوئی اور درختوں کے پتوں میں شعاع کی روشنی اسی طرح عیاں ہونے لگی جیسے کسی پری وش کے کانوں میں سونے کی جڑاؤ بجلیاں تڑپ تڑپ کر مشتاقوں کے دلوں پر بجلی گراتی ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک یہ بھی روز واقع ہونے والا امر ہے۔ پھر وہ وقت آیا جس میں آفتاب اپنے کسی دلستاں معشوق سے ملنے کے لیے سارا آسمان ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دن بھر کی سخت محنت کے بعد سطح زمین سے بالکل قریب ہو جاتا ہے اور اس کی تجسس کرنیوالی کرنیں مشتاق نگاہوں کی طرح بے اختیار ہو کر گر پڑتی ہیں اور جھلملا جھلملا کر ایک حسرت کے ساتھ چاروں طرف دیکھنے لگتی ہیں۔ مگر اس کا ہمارے دل پر کوئی پائدار اثر نہیں ہوتا اور ہم ایک لحظہ بھی اس غور میں صرف نہیں کرتے کہ آخر وہ کونسی زبردست قوت ہے جو ایک آن کی آن میں کسی نازک مزاج کے تلون کی طرح ایسی ایسی دلچسپ تبدیلیاں کرتی رہتی ہے اور اس کی قدرت کیسی زبردست ہے ؏ (ملخص)

ایک مسکراہٹ کی قیمت کون بتا سکتا ہے؟ دینے والے کا اس میں کچھ خرچ نہیں ہوتا لیکن پژمردہ خاطر، گنہگار، افسردہ دل اور بیکس کے حق میں یہ انمول ثابت ہوتی ہے۔ اس سے کینہ کی آگ بجھ جاتی ہے، بدمزاج رام ہو جاتے ہیں۔ نفرت محبت سے، انتقام مہربانی سے بدل جاتا ہے۔ اور تنگ تاریک رستے جواہرات کی روشنی سے جگمگا اٹھتے ہیں۔ خندہ پیشانی نیک دل انسان، جانی دوست، محبت کرنے والے بھائی، تابعدار بیٹے اور مہربان شوہر کی نشانی ہے۔ اس سے حسن دوبالا ہو جاتا ہے۔ بدصورتی پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ اور حسین عورت بہشتی فرشتوں سے مشابہ ہو جاتی ہے ؏ (ماخوذ)

مذہب کے بعد انسان کی اصلاح کے واسطے کوئی شے علم سے بڑھکر نہیں۔ اگر فلسفہ کی خاردار جھاڑیوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے ڈرتے ہو تو مطالعہ تاریخ میں تو کوئی اندیشہ نہیں اس سے بڑھکر آسان کام کیا ہوگا جس میں تفریح اور فائدہ دونوں موجود ہیں۔ ایسے شخص کو دیکھکر ہمیں کیسا افسوس ہوتا ہے جس کی گردن اکڑ گئی ہو اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھ سکے۔ لیکن وہ شخص جو گزشتہ کارنامہ نمایاں سے بے خبر ہے اس سے بھی بڑھکر قابل رحم ہے۔ تاریخ نوجوان کو بغیر جھریوں اور سفید بالوں کے بوڑھا بنا دیتی ہے اس سے بڑھاپے کا تجربہ بغیر بڑھاپے کی تکلیفوں کے حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ صرف ماضی کو حال ہی نہیں بنا دیتی۔ بلکہ آئندہ کی بھی خبر دیتی ہے کیونکہ اس دنیا میں کوئی بالکل نیا واقعہ نہیں پیش آتا۔ ہر ایک چیز ایسی ہی نئی ہوتی ہے جیسے کہ نیا چاند۔ جو اصل میں محض پرانا چاند بدلی ہوئی صورت میں ہوتا ہے۔ اسی طرح پرانے واقعات بھی بار بار نئی اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں ؏ (ماخوذ)

صنفِ نازک کیلئے

زیور

اِس میں کچھ شک نہیں ہے کہ زیورات سے لحاظاً حُسنِ ذاتی کم وبیش ترقی حُسن ہو جاتی ہے اور شوقین نظروں کو یہ مصنوعی منظر خوش آیند معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اصلی چیزوں کے آگے مصنوعی چیزوں کی جو قدر و منزلت ہو سکتی ہے وہ معلوم ہے۔ ایک بھونڈی اور بدشکل کو کتنا ہی زیور پہنایا جائے وہ خوبصورت نہیں بن سکتی، اور نہ کچھ مزید کشش اُس میں پیدا ہو سکتی ہے۔ برخلاف اس کے ایک خوبصورت نازنین اگر بے زیور بھی ہو تو اس کی قدرتی دلفریبی زیورات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کچھ کم نہیں ہو سکتی، کیا اچھا حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎

ز عشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی ست ... باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

خواہ کسی قسم کا زیور ہو (طلائی یا نقرئی) سوائے معدودے چند کے تقریباً سب میں ٹانکہ یعنی لاگ ہوتی ہے جو اس وقت تو زیور کو کسی قدر خوشنما ضرور کر دیتا ہے مگر اس کی مالیت کو بہت گھٹا دیتا ہے۔ اگر آج آپ ایک زیور ٹانکہ کا بنوائیں اور وہ آپ کے حسبِ منشا نہ بنے یا کسی اور وجہ سے آپ اُسکو فروخت کرنے کے ارادے سے بازار میں لیجائیں تو خود بنانے والا سُنار بھی ہرگز اس کی پوری قیمت نہ دے گا اور ٹانکہ کا بہانا اور ملاؤ کا نقص اور سو حیلے پیش کریگا۔ اسی طرح اگر آپ کسی ضرورت کے وقت کچھ زیور رہن کریں اور اس پر روپیہ لینا چاہیں تو سو روپے کے زیور کے لیے پچاس ہی روپے ملیں گے اور سود علاوہ ہوگا، اور بہت قلیل مدت میں اصل و سود ملا کر سو روپے تک نوبت پہنچ جائیگی۔ ان سب باتوں کو جانے دیجیے، ایک زیور آپ آج بنوائیں تو اگر سونے کا ہے تو اس کی قیمت کے لحاظ سے اور چاندی کا ہے تو تکنے وزن کے لحاظ سے سُنار بنوائی لیگا، فرض کر لیجیے کہ اگر سونے کی چیز ہے تو کم از کم ۱ ر فی روپیہ (بشرطیکہ جڑاؤ نہ ہو کیونکہ اس صورت میں اس کی علیحدہ اُجرت ہوگی) اور چاندی کی دو پیسہ فی تولہ بنوائی لے تب بھی ایک معقول رقم زیور کی باہر چلی جاتی ہے۔ کیونکہ بہت کم زیورات ایسے ہیں جو ایک تولہ میں ہی بن جائیں ورنہ دس دس اور بیس بیس تولہ بلکہ اس سے بھی زیادہ نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس دو چار زیور اگر بنوائے جائیں تو ایک بڑی رقم اصل بنوائی میں چلی جاتی ہے جو کسی شمار و قطار میں نہیں۔ اور پھر ایسی ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ ہم جیسے چاہیں اُن کی مرمت تراش خراش اور تبدیل وضع ہوتی رہتی ہے اور ہر دفعہ سیر تو اس میں کھوٹ ملتا رہتا ہے اور بنوائی بار بار دی جاتی ہے۔ الغرض ایک زیور چار سال کے بعد اپنی اصلی لاگت سے ایک خمس قیمت کا بھی ... سے بھی کم قیمت اُٹھتی ہے اور۔ آخر الامر اگر سونے کا زیور ہے تو

آدھا قیمت اور ٹانکہ اور چاندی کا ہے تو اسی قدر یا اس سے زیادہ اُس میں ہو جاتا ہے اور جو بنوائی میں خرچ ہوتا ہے وہ علاوہ۔ اگر یہی جمع ہو یا کسی تجارت میں لگا یا جائے تو بجائے اسکے کہ اصل مالیت کا نقصان ہو اصل سے دوگنا نہیں تو ڈیوڑھا تو ضرور ہو جائیگا۔ خدا اسلامی عورتوں کو سمجھ دے کہ وہ اپنے بھوتے جذبات کو قومی فائدہ پر نثار کرنے کے لیے بطیبِ خاطر آمادہ ہو جائیں اور "ورنہ سنائی بہ ستم ہی رسد" کی نوبت نہ پہنچے۔

ان زیورات کی وجہ سے اکثر بچوں اور عورتوں کی جانوں پر بن جاتی ہے۔ بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ کوئی گاؤں، قریہ، قصبہ یا شہر ایسا نہ ہوگا جس میں ہر سال ... جاتیں صرف ان زیورات کی بدولت ضائع نہ ہو جاتی ہوں۔ حال ہی میں ایک پنجاب کے ایک شہر میں ایسا ہوا کہ جس کی وجہ سے ایک متوسط درجہ کی عزت دار عورت کا چار یا پانچ سو روپے کا زیور چند بدمعاشوں نے اُتار لیا اور اُسکا ناموس ننگ آلود کر دیا۔ میں بالتفصیل اس واقعہ کو بیان کرتا مگر کسی کی پردہ دری مطلوب نہیں ہے اس لیے اُسکو قلم انداز کرتا ہوں۔ میلوں وغیرہ میں اکثر معصوم اور جانیں اس کمبخت قبیح رسم کے نذر ہوتی ہیں۔ اگر حُسنِ اتفاق سے بعض کی جان بچ گئی تو وہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب سے علیحدہ ہو کر آوارہ اور سرگرداں ہو جاتے ہیں، ماں باپ اُن کی جُدائی میں علیحدہ جان کھوتے ہیں اور جا بجا اُن کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ کہیں تھانہ میں رپورٹ لکھواتے ہیں۔ کہیں نجومیوں سے فالیں دکھواتے ہیں۔ کہیں کھوجیوں کو رقومات دیتے ہیں۔ کہیں اخباروں میں "گمشدہ عزیز" کے عنوان سے اشتہار دیتے ہیں، غرضکہ سو طرح کی خرابیوں میں پڑ جاتے ہیں۔

پس اگر وہ اس مصرعہ پر عمل کریں۔ ع

"چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی"

تو کیوں یہ دن اُن کو دیکھنا پڑے۔ اے وہ لوگو! جن کو اپنے بال بچوں کی جانیں اُنکی آبرو اپنی سراسیمگی سے نجات اور بالآخر اپنی عورتوں کا ننگ و ناموس مطلوب ہو۔ عبرت پکڑو اور قطعی اور بالجزم ارادہ ترک زیورات کا کر دو اور اپنی عورتوں کا کہنا بالکل اس بارے میں مت مانو اور اُن کی کبیدگی خاطر کی ہرگز پروا نہ کرو۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو گویا اپنے پیاروں کو شربت کے پیالے میں سم قاتل ملا دو گے۔ (ملخص)

ماں کا اثر بچہ پر

ماں کا اثر بچہ پر لا انتہا ہوتا ہے۔ بچہ کی آنکھ ماں کی گود میں کھلتی ہے، وہ ماں کی نگرانی میں نشو و نما پاتا ہے۔ بڑھتا ہے، بڑھتا ہے اور اسی کے زیر سایہ تعلیم و تربیت حاصل کرتا ہے۔ اور عالمِ طفولیت میں جو کچھ اُسے سبق ملتا ہے وہ ماں ہی سے ملتا ہے جو تعلیم و تربیت اُسے اُس زمانہ میں ملتی ہے آئندہ زندگی میں وہ ہی کام آتی ہے۔ بچپن میں جو کچھ سیکھتا ہے بڑا ہو کر اسی پر عمل کرتا ہے۔ جو خیالات بچپن میں تہ نشین ہو جاتے ہیں وہی ساری عمر قائم رہتے ہیں۔ پس یہ کہنا بیجا نہیں کہ سب بیہودہ یا وہ کارآمد

گراس اسکول کی حکمران عورت ہے اور یہاں اسی کا سکہ چلتا ہے، اور آج کے دن تک یہاں عورت ہی کا ڈنکا بجتا ہے۔ بچہ ہر بات میں اپنی ماں کا لحاظ اور ادب رکھتا ہے، اس کا حکم مانتا ہے اور پہلی آواز جو اس کے کان میں پڑتی ہے وہ عورت ہی کی زبان سے نکلتی ہے۔ عورت کا اثر بچپن تک ہی اور عورت صرف زمانۂ بچپن ہی کی جس کا دوسرا نام عالم طفولیت ہے حکمران نہیں ہے بلکہ وہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک انسان کو اخلاق کی تربیت دینے والی ہے۔ انسان کی خصلت اور عادات پر عورت کا ہمیشہ بڑا اثر پڑتا ہے، اور وہ جوانی میں رہتا اور بڑھاپے کی مونس و غمخوار ہے اور جس طرح ایک بادشاہ اپنی رعیت کا اور فوج کا سرپرست ہوتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے خاوند کی نگہبان اور اس کی سرپرست ہوتی ہے۔ مرد جب دن بھر کی مشقت اور کلفت کے بعد گھر آتا ہے تو عورت اسے راحت و آرام دینے کی کوشش میں مصروف ہوتی ہے اور خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کرتی ہے۔ اس کی مسکراہٹ اور خوش کلامی سے دن بھر کی تکلیفیں کافور ہو جاتی ہیں اور اسکے محبت آمیز الفاظ سے عجب تر و تازگی پیدا ہوتی ہے۔ عورت کی ایک محبت بھری نگاہ بڑے بڑے بادشاہوں کے خلعت فاخرہ سے زیادہ قیمتی اور قابل قدر ہے۔ فی الحقیقت عورت نہایت ہی آرام دہ اور دلپذیر ساتھی ہے اور اسکی فرمانروائی صرف ربع مسکوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دلوں پر بھی ہے، اور چونکہ گہوارے سے لگا کر لب گور تک مرد عورت کے ہاتھ میں رہتا ہے اس لیے ہر قوم کی قسمت کا فیصلہ بھی عورت ہی کے ہاتھ میں ہے اور وہ دنیا کی فاتح اور حکمران ہی نہیں بلکہ فرشتۂ تقدیر بھی ہے۔ **لینیمسن** نے کیا اچھا کہا ہے "عورت نے اس جہان کو جنت بنا دیا"۔

ہر قوم اور ہر ملک کی شایستگی کا دارومدار عورتوں پر ہے۔ تعلیم یافتہ عورتیں بچوں کی پرورش مناسب طور سے کرتی ہیں اور وہ زمانہ کی حالت سے خوب واقف اور وقت کی ضروریات سے آگاہ ہوتی ہیں اور اسی لیے تعلیم یافتہ ماں کا بچہ بھی تہذیب یافتہ ہوتا ہے، وہ قوم کے لیے سرمایۂ ناز اور ملک کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں۔

شہنشاہ **نپولین** نے لکھا ہے "مجھے جو عزت و شہرت حاصل ہوئی وہ میری پیاری ماں کی بدولت تھی"۔

حیات جاوید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سرسید کی تعلیم اُن کی والدہ ماجدہ کی نگرانی میں بخوبی تمام ہوئی تھی۔

جو باتیں بچہ ماں سے سیکھتا ہے وہ اس کی آیندہ زندگی میں عملی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں جس سے بندگان خدا کو فائدہ، ملک کو رونق اور قوم کو ترقی حاصل ہوتی ہے الغرض عورت کا اثر ساری دنیا میں پایا جاتا ہے اور جہان کی حکمرانی میں بھی بڑا حصہ عورت ہی کا ہے۔ (ملخص)

بیوی

جو ہو بیوی حسین و نیک سیرت باوفا	نعمت پاکیزۂ خلاق عالم ہے وہی
اور اگر بد خصلت ہے ہو گیا اسکے خلاف	مرد کے حق میں عذاب صد جہنم ہے وہی

زنانہ مشاغل

(از جناب بلقیس بیگم صاحبہ)

ہر ایک بی بی کو کچھ نہ کچھ مفید شغل جاری رکھنا چاہیے، خواہ وہ سلائی کا ہو یا لکھنے پڑھنے کا۔ اکثر بیبیوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ عموماً سارا سارا دن غیبت اور فضول گوئی میں ختم کر دیتی ہیں، یہ بہت بُری عادت ہے، اوّل تو غیبت بہت بڑا گناہ ہے جس سے ہر بہن بھائی کو بچنا چاہیے۔ دوم اتنا وقت محض فضول و خرافات باتوں میں گزارنے سے بہتر ہے کہ تم لکھنے پڑھنے میں کوشش کرو۔ اگر خط اچھا نہیں ہے تو اس کے درست کرنے میں کوشش کرو۔ علاوہ ازیں جو اُردو لفظ تمہاری زبان سے اچھی طرح ادا نہ ہو سکیں انہیں بار بار اپنی زبان سے کہو۔ علم ایسی عجیب چیز ہے کہ اسکی خوبیوں کے لائق میں اپنے قلم کو نہیں سمجھتی۔ اگر ایک لڑکی صرف پڑھی لکھی ہے تو وہ ایک ہنر بغیر کسی کے سکھائے آسانی سے سیکھ جائیگی۔ مثلاً اگر اسکو سینا اچھا نہیں آتا تو وہ کتاب میں سے دیکھ دیکھ کر اور ترکیب پڑھکر یہ کام سیکھ جائیگی، یا اگر اسکو پکانا نہیں آتا تو یہ ہنر بھی کتابوں میں سے پڑھکر حاصل کر لیگی۔ اگر وہ خانہ داری یا تربیت اولاد سے ناواقف ہو تو یہ سب باتیں بھی وہ کتاب سے سیکھ سکتی ہے اس لیے سب سے مقدم علم سیکھنا ہے، اگر لڑکی ان سب فنوں سے واقف ہو تو پھر اسکا ذرا سا وقت بھی بیکار ضائع نہیں ہو سکتا۔

سب سے اول تو روزنامچہ یا ٹائم ٹیبل بنایا جائے۔ صبح اُٹھکر اور ضروریات سے فارغ ہو کر نماز پڑھنا پھر قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے، اور دعا کرنی چاہیے کہ خدا یہ تمام دن خوشی سے گزر وے۔ بعد ازاں ناشتہ کرنا پھر گھر میں جھاڑو بہارو۔ کھانے کا انتظام وغیرہ کام ہیں۔ پھر جو خط آئے ہوں انکے جواب لکھنا پھر کھانا کھانا اور کھلانا۔ بعد میں سبق یاد کرنا اور تھوڑی دیر سلائی کا کام کرنا چاہیے۔ غرض دن کا کوئی وقت ضائع مت جانے دو۔ یہ بھی بُرا معلوم ہوتا ہے کہ تمام دن پڑھنے لکھنے ہی میں گزار دو بلکہ کچھ سلائی بھی کرو۔ گھر کے کپڑے اگر بازار میں درزی کے ہاں جائیں تو بہت بُری بات ہے جبکہ تمہیں سینا پرونا آتا ہے۔ تم خود وہ کپڑے سیو اور اس سلائی کی محبت سے خود ہی فائدہ اٹھاؤ۔ اگر تمہیں جالی اور کروشیا کا کام آتا ہے تو ان سے خوبصورت سے خوبصورت میز پوش اور بہت کا غلافی کوزی وغیرہ چیزیں بناؤ جس سے تمہارا سگھڑاپا معلوم ہو۔ اس سے کیا فائدہ کہ تمام دن خالی ہاتھ پر ہاتھ رکھے گزر جائے؟ اگر یہ کام نہیں آتے تو انکے سیکھنے کی کوشش کرو۔ یہ کام بہت اچھے ہیں ان سے اوّل تو خالی وقت بیکار نہیں جاتا، دوسرے جی بہلتا ہے تیسرے گھر کی اعلیٰ اعلیٰ چیزیں تیار ہوتی ہیں جو بازار سے تو معمولی بھی نہیں مل سکتی ہیں۔ اگر ملیں بھی تو ایک ایک چیز چوگنی اور پانچ گنی قیمت پر آتی ہے، اور گھر میں بالکل مفت تیار ہو جاتی ہے۔ شغل میں انسان اپنے غم فکر بھی بھول جاتا ہے اسی لیے سب سے بہتر یہی ہے کہ خالی نہ رہو۔ آپ یورپین اور پارسی لیڈیوں کو دیکھیں کہ وہ اپنا ایک منٹ بھی بیکار نہیں کھوتیں وہ اکثر ان خالی وقتوں میں تصویریں بناتی ہیں۔ کروشیا سلائی کا کام کر کے گھر کے لیے عمدہ عمدہ چیزیں تیار کرتی ہیں۔ جو بھی ہوئی بہت عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔ اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں سے بہت خوشی حاصل ہوتی ہے۔ پس ایسے شغل ضرور اختیار کرنے چاہئیں کہ جن سے دل کا بہلاؤ اور مالی فائدہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہوں۔

(ماخوذ)

لیلائے سخن کا دیوانہ

(۱)

میاں طالب حسین کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ والد کو اُن سے بہت محبت تھی اور اُن کی وجہ سے بیوی کے انتقال کے بعد اُنہوں نے دوسری شادی بھی نہیں کی تھی اور اپنی ساری آمدنی ان کی ناز برداریوں میں صرف کرتے تھے۔ طالب حسین کی عمر جب دس گیارہ سال کو پہنچی تو انہیں وہ نا کیولر مڈل اسکول میں داخل کیا گیا۔ طالب حسین چنداں غبی تو نہیں تھے لیکن باپ کی سہل انگاری اور چشم پوشی کی وجہ سے اُن کو محنت کی بالکل عادت نہیں تھی۔ تاہم وہ گرتے پڑتے مڈل تک پہنچ گئے تھے۔ اب طالب حسین جوانی کی ابتدائی منزلوں میں تھے۔ قدرت شباب کے ولولوں کو اپنے غیر محسوس ہاتھوں سے نشو و نما دے رہی تھی اور طبیعت اُن مشاغل کے لیے گرسنہ ہو رہی تھی جو شباب کی آگ کا ایندھن ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے طالب حسین کو اُردو ناولوں کا چسکا پڑا اور اُنہوں نے خرافات پسند پنجابی دل و دماغ کے وہ تمام نتائج جو ایک روپے میں ایک ہزار صفحے کے حساب سے فروخت ہوتے ہیں منگا ڈالے۔ ناولوں کے مطالعہ سے نیچر کے سادہ صفحات پر گلکاریاں شروع ہو گئی تھیں کہ ماں باپ کے اکلوتے فرزند کو ایک اور جنون پیدا ہوا۔ مڈل کلاس کے ایک اُستاد شعر و سخن کے بہت شائق تھے، اگرچہ شاعری سے متعلق مذاق اور واقفیت نہیں رکھتے تھے لیکن شاعر تھے اور چاہتے تھے کہ اُن کے مدرسہ سے جو شاگرد نکلے وہ شاعر ضرور ہو۔ چنانچہ وہ مڈل کلاس کے طالبعلموں کو ہمیشہ شعر و سخن کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ ایک دن میاں طالب حسین سے بھی اُنہوں نے شعر گوئی کی فرمائش کی اور ایک آنے والے مشاعرہ کی تاریخ بتائی۔ بیچارے طالب حسین نے کبھی شعر نہیں کہا تھا وہ کسی طرح کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا لیکن اُس نے مشاعرہ میں ضرور شرکت کی۔ طالب حسین کے لیے دنیائے شاعری کے نظارہ کا یہ پہلا موقع تھا۔ اُسے یکے بعد دیگرے مختلف اشکال، مختلف لباس، مختلف آواز، مختلف انداز شعرا کی غزل سرائی میں تحسین اور واہ کو سب سے زیادہ لطف آیا اور اُس نے قطعی فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ممکن ہو وہ اگلے کھیل میں ان ایکٹروں کے ساتھ ضرور شامل ہو جائیگا۔ اُسے مشاعرہ میں یہ معلوم کر کے کیسی مسرت ہوئی کہ بوڑھے سے بوڑھے ناکارہ سے ناکارہ، بدشکل سے بدشکل شاعر کے پاس ایک فرضی معشوق تھا جس پر اُسے پورا اختیار حاصل تھا اور جس کے ہر حصۂ جسم اور ہر گوشۂ حُسن سے وہ مستفید تھا۔ چنانچہ طالب حسین جب صبح کے ۵ بجے مسجدوں کی اذانیں سُنتا اور سڑکوں پر میونسپلٹی کے سحر خیز ملازموں کی جست و خیز دیکھتا ہوا گھر کو واپس ہوا تو اُسکے تصور کی جیب میں بھی ایک خیالی معشوق تھا جو ہر قدم پر یقین دلا رہا تھا کہ میں تم سے کوئی فیس نہیں لونگا۔

(۲)

مشاعرہ سے واپس ہو کر میاں طالب حسین دن کے ۲ بجے تک سوتے رہے۔ جب سو کر اُٹھے تو پھر مشاعرہ کا خیال بندھا۔ اُنہوں نے محسوس [illegible] اور اُن کے شاگردوں کی غزلیں خوب کامیاب ہوئیں لہذا [illegible] کہ جس طرح ممکن ہو مائل صاحب کی شاگردی اختیار کرنی چاہیے [illegible] کے ایک شاگرد نازل تخلص ان کے محلہ میں رہتے تھے اور ان [illegible] دن کے بعد طالب حسین اُنہیں ہمراہ لیکر مرزا مائل صاحب کی خدمت [illegible] صاحب اُردو پڑھے ہوئے تھے اور کچھ شُدبُد فارسی بھی جانتے تھے [illegible] شائق تھے کیونکہ اُنہیں تجربہ سے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ مشاعرہ میں [illegible] اور واقفیت، کلام کے نقائص سے پاک اور خوبیوں سے لبریز ہونے [illegible] اور ہوتی بلکہ شاگردوں کی واہ واہ سارے مشاعرہ پر چھا جاتی ہے اور جہاں [illegible] مختلف گوشوں سے چلانا شروع کیا کہ تمام سامعین متوجہ ہو کر چیخ پڑتے [illegible] ہوا کہ مشاعرہ میں مائل صاحب کو دوسرے مصرعے کے پڑھنے کی تکلیف [illegible] اور صرف پہلا مصرعہ سنکر ہی شاگردوں نے اور اُن کے ساتھ ہی [illegible] شور برپا کر دیا۔ مشاعروں کی اِس داد نے مائل صاحب کو ایسا بیخود کر دیا تھا [illegible] سے غزل لکھنے یا اُسے عیوب شعری سے پاک کرنے اور فن میں بحیثیت فن [illegible] کی کبھی زحمت نہیں ہوئی۔ وہ صرف اس گُر سے واقف ہو گئے تھے کہ مشاعرہ [illegible] کیونکر لی جاتی ہے اور اس کے بعد اُنہیں غرض نہ تھی کہ اُن کی غزل تعویذ گلو بنا [illegible] یا استنجائے کبیر کے کام آئے اور اسی پہلو سے میاں طالب حسین کی درخواست میں اُنہیں ذرا بھی تامل نہیں ہوا۔ طالب حسین کا خیال تھا کہ شاگرد ہونے کے ساتھ ایک مشین کی طرح کھٹا کھٹ شعر اُگلنے لگے گا اور اسی لیے وہ مائل صاحب کے [illegible] روپے کی مٹھائی بھی لے گیا تھا لیکن افسوس کہ یہ خیال غلط نکلا اور شاگرد ہونے کے بعد بھی وہ ویسا ہی رہا جیسا شاگرد ہونے سے پہلے تھا اور مائل صاحب مجبور بھی تھے وہ [illegible] نہیں جانتے تھے کہ شعر کسے کہتے ہیں اور شعر کیسا ہونا چاہیے۔ پھر وہ طالب حسین کو کیا بتا[illegible]۔ اُن کا قاعدہ تھا کہ جب مشاعرہ میں دو تین دن رہتے تھے وہ ڈیڑھ دو سو شعر کہتے تھے اور پھر بہترین شعر اپنے لیے انتخاب کر کے باقی اشعار شاگردوں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ شاگردوں کو بھی فکر سخن کے سلسلہ میں صرف اتنی زحمت ہوتی تھی کہ اپنے حصہ میں آئے ہوئے اشعار کو ایک کاغذ پر صاف کریں۔

(۳)

بہر حال طالب حسین مرزا مائل کے شاگرد ہو گئے اور قابل تخلص تجویز ہوا لیکن مرزا صاحب کے دیگر شاگردوں کی طرح یہ اُن کے پس خوردہ پر قناعت نہیں کرتے تھے بلکہ کامیابی ہو نہ ہو خود بھی فکر کرتے تھے۔ آٹھ دس مشاعروں کی شرکت میں طبیعت کھل گئی اور وزن کا امتیاز ہوتے ہی اُنہوں نے رات دن ایک کر دیا۔ رات کو ایک بجے تک فکر سخن۔ مدرسہ میں فکر سخن۔ حتے کہ استنجے کے خاموش لمحے بھی اس بحر ناپیدا کنار کی غواصی میں صرف ہوتے تھے۔ طالب حسین شعر تو برا بھلا اپنی قابلیت کے مطابق کہنے لگے لیکن امتحان میں فیل ہو گئے اور اس طرح گویا اُن کی عمر کا ایک سال کم ہو گیا۔ اگلے سال اُنہوں نے پھر اسی درجہ میں پڑھنا شروع کیا لیکن چونکہ مشق سخن بدستور جاری تھی اس لیے اُنکے بھی [illegible]

ساتھ جوانی بھی اپنے پنہاں ہاتھ پاؤں نکال رہی
تا کامیش کے لیے مجبور کر دیا۔ اور تمام وقت شعرا
[illegible]نے لگے۔ اب تک اُن کا دماغ فکرِ معاش سے آزاد
[illegible]سکا اور دنیا میں مبتلا ہو کر اُن کے شفیق باپ نے رحلت کی
موجود تھی ورنہ طالب حسین کے لیے جنہوں نے اپنی زندگی
زندگی موت سے بدتر ہو جاتی۔ اسی اثنا میں طالب حسین
دو سال کے لیے عرب چلے گئے تاکہ فریضۂ حج ادا کریں
سے مشرف ہوں۔ اب طالب حسین کی فکرِ سخن کے لیے میدان
[illegible]تاد کے چلے جانے سے اُنہیں پہلے سے زیادہ غور و محنت
[illegible] تو خود بھی کچھ لکھ لیتے تھے لیکن اُن کے دوسرے اُستا
کے بل بوتے پر شاعری کرتے تھے اور اس لیے سائل صاحب
[illegible]سرائی اور مشاعروں کی بزم آرائی ختم ہو گئی۔ اس سے طالب حسین
[illegible] مشاعرہ میں کوئی اُن کی غزل پر توجہ نہیں کرتا تھا اور مطلع سے
[illegible]بالی تھی۔ جب کئی مشاعروں میں غزل کا یہی حال رہا تو اُنہیں
[illegible]پنے بعض بے تکلف احباب سے اس کا تذکرہ کیا۔ ایک صاحب
[illegible] ان سے کہا کہ بھئی تمہاری غزل مشاعرہ میں اس لیے سرسبز نہیں
[illegible]اور دلگدازی نہیں ہوتی۔ تم نے شاید حالی صاحب کا یہ شعر

[illegible]ریب نہ ہو تو، تو غم نہیں ۔۔۔ پر تجھ پہ حیف ہے جو نہ ہو دلگداز تو

[illegible]ین نے کہا کہ پھر تاثیر اور دلگدازی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے اُن صاحب نے کہا
[illegible] دلیں درد ہو اور جو باتیں وہ لکھتا ہو اُنہیں عملی طور پر جانتا ہو۔ طالب حسین نے کہا تو جناب کے
[illegible] شاعر بننے سے پہلے عاشق بنے" اُن صاحب نے کہا" اور کیا اس کے بغیر بھی کوئی شاعر ہو سکتا ہے اور مؤثر
[illegible] نکلا ہوا دل غیر دہ جز دل ریزد"

(۴)

طالب حسین اپنے مخلص دوست کے مشورہ پر عرصہ تک غور کرتے رہے اور بالآخر اُنہیں
[illegible]کر لینا پڑا کہ عاشق ہوئے بغیر اچھا شاعر بننا ناممکن ہے۔ عروض دقوافی اور بیان
[illegible] کی تکمیل سے یہ فن نہیں آ سکتا۔ اس کا معلم صرف عشق اور اس کا اُستاد صرف
[illegible] اس خیال کے مستحکم ہونے کے بعد طالب حسین کو عاشق بننے کی سخت ضرورت
[illegible] لیکن بقول غالب ؎

عشق کہتے ہیں جسے یہ وہ آتش غالب ۔۔۔ کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

[illegible] بازار میں مل جاتا ہے مگر عشق نہیں ملتا ورنہ وہ ضرور خرید کر لیتے۔ وہ مہینوں ایسی
[illegible] کوچہ و بازار میں پھرتے رہے لیکن مطلق کامیابی نہیں ہوئی۔ نہ
[illegible] سے کوئی ماہرو نظر آیا۔ نہ کسی فٹن، پالکی یا ڈولی سے کبھی ایسی جھلک
[illegible] کہ سرِ راہ طور کا سماں پیدا ہو جاتا۔ آخر کار بڑے عرصہ کے بعد دل اُلجھا
[illegible] صدر بازار کے ایک بالاخانے سے جس نے پہلی بارش میں سرسبز ہونے
[illegible] تھی۔ یہ ایک بازاری لبنت و پنج سالہ عورت تھی جس نے نوجوان شاعر

کو کھوپرے کے تیل میں ڈوبی ہوئی زلفوں میں اسیر کر لیا۔ اور غریب نے حافظ کا یہ مطلع
پڑھتے ہوئے کہ ؎

شاہد آں نیست کہ او موی و میانے دارد
بندۂ طلعت آں باش کہ آنے دارد

ہزار جان سے اپنا دل اس عربدہ ساز کی نذر کر دیا۔ اس حادثہ کے بعد طالب حسین
کی شاعری کا رنگ بدل گیا اور کسی دوسرے پر اثر ہوا یا نہیں لیکن وہ خود اپنے
اشعار میں درد محسوس کرنے لگے۔ اب عملی طور پر اُن کے دل میں فراق کی بیتابیاں
موجود تھیں۔ اب اُن کے لیے ناوکِ نگاہ۔ تیغِ ابرو۔ دامِ گیسو محض ایک لفظی طلسم
کی حیثیت نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ ان کا اثر اپنے دل اور اپنی روح پر محسوس
کر رہے تھے۔ رفتہ رفتہ عشق اپنی منزلیں طے کرنے لگا اور شباب رہ رہ کر تمنائے
وصال کو شہ دینے لگا۔ آخر ایک دن جذبات کے تلاطم شرم و تہذیب، اور
ایمان و مذہب کی کشتیاں غرق ہو گئیں اور نوجوان شاعر جیب میں چند روپئے
لیکر معاملہ بندی کی عملی تعلیم حاصل کرنے کے لیے صدر بازار کو روانہ ہوا۔ رات کی تاریکی
فضا اور موسم سرما کی گناہ آفریں خاموشی نے تمام حجاب اُٹھا دیے، اور ابھی گھڑیوں
میں بارہ نہیں بجے تھے کہ فراق اور وصال کے ڈانڈے باہم مل گئے اور خیال کی برقی
موجیں مثال میں تڑپنے لگیں۔

(۵)

شاعری کی آخری منزل پر پہنچنے کے بعد تیسرے دن صبح کو طالب حسین آگاہ ہوئے
کہ کم خرچ عشق نے اُنہیں کس سوز و اضطراب میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب اُنہوں نے
محسوس کیا کہ درد و قلق کیا ہے، بیتابی و بے خوابی کسے کہتے ہیں اور رہ رہ کر ٹیسیں کس طرح
اُٹھتی ہیں۔ لیکن اس درد کا علاج "عناب لب لعاب دہن شربت وصال" سے ناممکن
تھا، اس کی دوا صرف ڈاکٹر بوس کی ڈسپنسری میں تھی۔ چنانچہ کئی ماہ تک طالب حسین
اپنی دوا دارو میں مصروف رہے اور اگرچہ بظاہر اُن کو صحت ہو گئی لیکن مرض کی چنگاریاں
ہمیشہ کے لیے فرو نہ ہو سکیں۔ اب اُن کو عزیز و اقربا نے شادی کی صلاح دی اور اگرچہ
وہ بدقسمتی سے کوئی قریبی رشتہ دار نہیں رکھتے تھے لیکن اُن کی خالہ زاد بہن اپنی نیکی
اور رحمدلی کی بنا پر اُن سے بہت محبت رکھتی تھیں اور اس موقع پر بھی جبکہ شادی
کا مسئلہ چھڑا ہوا تھا اُنہوں نے اپنی خواہرانہ ہمدردی کا اظہار کیا اور آخر کار طالب حسین
کے لیے ایک جگہ بات چیت پختہ کر لی۔ چند روز میں طالب حسین کا گھر آباد ہو گیا اور شب
تنہائی کی تکالیف اطمینان و راحت سے بدل گئیں لیکن یہ اطمینان چند ماہ سے
زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکا، کیونکہ اب وہ سرمایہ بالکل ختم ہو چکا تھا جو طالب حسین
کے والد نے اُن کے لیے چھوڑا تھا۔ اور اب مصیبت زدہ شاعر کو فکرِ سخن کے ساتھ
فکرِ معاش بھی دامنگیر تھی۔ طالب حسین کی تعلیم بالکل نامکمل تھی اور اس لیے ملازمت
کے حصول میں اُنہیں سخت دقت پیش آئی اور بڑی جستجو کے بعد ایک ہفتہ وار اخبار
کے دفتر میں اٹھارہ روپئے ماہوار کی نوکری میسر ہوئی۔ اخبار کا دفتر دو کمروں پر مشتمل
تھا۔ ایک کمرہ میں ایک پریس، دو پتھر، ایک میز اور چند بیالہ باشے کی سے ایک سال [illegible]

ول کشور اور گلاب سنگھ چلمن زنی کر رہے تھے، اور دوسرے کمرہ میں ایک میز اور تین کرسیاں تھیں جو صورت حال سے ایڈیٹر صاحب کی نشستگاہ کا پتہ دے رہی تھیں، اخبار کے ایڈیٹر و مالک مسٹر دُرّانی اور میاں طالب حسین کے حالات باہم بہت ملتے جلتے تھے۔ یہ شاعری کے بسمل تھے اور انہیں اسکول لائف کی کوتاہ اندیشی اور فیشن کی پرستش نے تباہ کیا تھا۔ مسٹر دُرّانی انٹرنس فیل تھے۔ اسکول چھوڑنے کے بعد انہوں نے چار دانگ عالم میں ملازمت کی کوشش کی لیکن کوئی خاطر خواہ نوکری نصیب نہیں ہوئی۔ وہ کسی ایسی جگہ کے خواہشمند تھے جس میں اُن کے فیشن کو صدمہ نہ پہنچے اور عزت و وقار میں بھی کمی نہ ہو جب کوئی صورت نہ نکلی تو انہوں نے اخبار نکالا لیکن افسوس کہ اس کام میں بھی اُنہیں کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور یہ ناکامی درحقیقت اُن کی نااہلیت پر مبنی تھی۔ مسٹر دُرّانی کے اسلاف میں سات پشتوں تک کبھی کسی نے مضمون نہیں لکھا تھا، اور اس لیے اگر مسٹر دُرّانی اخبار نویسی کے کام سے نابلد تھے تو ذرا بھی تعجب کی بات نہیں تھی۔ وہ لے دیگر اخبار نویسی کے یہ معنی سمجھتے تھے کہ جب موقع ملا کسی رئیس، زمیندار، تعلقہ دار، ممبر کونسل وغیرہ کو کوئی دھمکی دی اور جو کچھ اینٹھ سکے اُس سے اینٹھ لیا۔ امرا کے بچوں کی ولادت اور شادی کی تقریبیں بھی اُن کے لیے کچھ نہ کچھ منفعت بخش ثابت ہوتی تھیں۔ مسٹر دُرّانی نے صرف کمانے کے یہ طریقے ہی نہیں سیکھے تھے بلکہ کمائے ہوئے روپیے کو محفوظ رکھنا بھی اُنہیں معلوم تھا۔ چنانچہ اُن کے دفتر کا کوئی ملازم یہ قسم نہیں کھا سکتا کہ پچھلے زمانۂ ملازمت میں پوری تنخواہ وصول ہوگئی۔ وہ پچاس فیصدی سے زیادہ رقم بیباق کرنا گناہ سمجھتے تھے اور اس طریق عمل کی بدولت تین چار سال کے عرصہ میں اُنہیں پچاس ساٹھ اشخاص کے آقا بننے کا شرف حاصل ہوگیا تھا۔ بیچارہ طالب حسین مسٹر دُرّانی کے ان کمالات سے بالکل بےخبر تھا لیکن صرف ایک سہ ماہی گزرنے پر اُسے معلوم ہوگیا کہ ملازمت اور خودکشی دونوں کا ایک مفہوم ہے۔

(۶)

طالب حسین کو مہینے میں اٹھارہ روپیے کی جگہ مشکل سے آٹھ دس روپیے وصول ہوتے تھے اور اتنی رقم میں وہ اپنی زندگی جس طرح بسر کر سکتا تھا وہ ظاہر ہے اور پھر یہ رقم بھی یکمشت نہیں ملتی تھی کہ سلیقہ مند بیوی کو اپنا ہنر دکھانے کا موقع ملتا بلکہ ایک ایک، دو دو روپیے کی صورت میں وصول ہوتی تھی۔ طالب حسین اس قدر پریشان تھا کہ وہ اس قومی خدمت سے جیسا کہ اُسے مسٹر دُرّانی نے سمجھا رکھا تھا کب کا سبکدوش ہو جاتا لیکن بدنصیب کو کہیں کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی اور ان سب تکالیف کا نعم البدل یہ تھا کہ اخبار کے صرف سوا دو سو خریدار ہونے کی وجہ سے اُسے دفتر میں بھی فکرِ سخن کا موقع مل جاتا تھا۔ بہرحال طالب حسین اپنی زندگی کے دن بسر کر رہا تھا کہ آسمان نے جو ہمیشہ سے شعرا کا دشمن ہے ایک اور رنگ بدلا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہو رہا تھا جس میں مشاہیر شعرائے ہند خواہ وہ کرایہ نہ ملنے کی بنا پر آتے یا نہ آتے مگر مدعو تھے۔ طالب حسین ایک ماہ سے اس مشاعرہ کے لیے غزل لکھ رہے تھے اور اس عرصہ میں انہوں نے تقریباً تین سو شعر لکھ ڈالے لیکن چونکہ مشاعرہ میں صرف پندرہ اشعار کی اجازت تھی اس لیے انہوں نے فیصدی کے حساب سے غزل انتخاب کرلی جس دن شب کو مشاعرہ منعقد ہونے والا تھا اُس دن بدقسمتی سے طالب حسین کو دفتر سے خرچ نہ مل سکا اور شام کو جب وہ گھر آیا تو معلوم ہوا کہ کھانے پکانے کی کوئی چیز گھر میں موجود نہیں۔ مجبور ہوکر طالب حسین بنیے کے پاس گیا اور تین اہم اجزائے زندگی یعنی آٹا دال اور لکڑیاں اُدھار لاکر بیوی کو تاکید کی کہ جلد کھانا تیار کرو مجھے آج مشاعرہ میں جانا ہے، اور خود غزل صاف کرنے بیٹھا۔ بارش کے دن تھے۔ سارا گھر ٹپک رہا تھا۔ لکڑیاں نہایت گیلی تھیں اور سب سے زیادہ مصیبت یہ تھی کہ طالب حسین کی بیوی کو آٹھواں مہینہ تھا، اور بدنصیب کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ وہ لاکھ کوشش کرتی تھی لیکن آگ نہیں جلتی تھی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ دم پھول گیا تھا۔ لیکن آگ نے گویا حضرت ابراہیمؑ کی قسم کھائی تھی کہ جلنے کا نام نہیں لیتی تھی۔ سارا گھر دھوئیں سے بھر گیا تھا۔ اس پریشانی پر جیسے ایک دل جلی عورت ہی کا دل خوب جان سکتا ہے مستزاد یہ تھا کہ ہر پانچویں منٹ پر طالب حسین کی صدا بلند ہوتی تھی کہ "کھانا تیار ہوا" آخر ۹ بج گئے اور دال ایک پیرزا بالغ کی طرح پختگی کو نہ پہنچی۔ اب طالب حسین کو تاب نہ رہی اور اُس نے بیوی کو سخت سے سخت الفاظ کہکر اور بغیر کھائے پیے بغیر مشاعرہ کا رخ کیا۔ شوہر پرست عورت نے جب یہ صورت حال دیکھی تو پکانے کا سلسلہ موقوف کردیا اور خود بھی فاقہ سے پڑ رہی۔ رات کے ۲ بجے تک تو وہ آنکھ کی تکلیف اور تنہائی کے خوف سے بیدار رہی لیکن اس کے خون کے اُس مست دوران نے جو بیس سال کی عمر تک رہتا ہے اُسے بالکل بےخبر کردیا، اور علی الصباح اُس کی آنکھ اُس وقت کھلی جب طالب حسین نے اُسے بیدار کیا وہ طالب حسین کو دیکھکر گھبرا گئی کیونکہ وہ رات کو دروازہ اچھی طرح بند کرکے سوئی تھی۔ اور اس سے پہلے کہ طالب حسین سے کچھ پوچھے وہ کوٹھری کی طرف بھاگی جس کا دروازہ کھلا پڑا تھا، اور اندر پہنچتے ہی بے ساختہ اُس کے مُنہ سے ایک چیخ نکلی "لو میں لٹ گئی!"

(۷)

طالب حسین پر تو کیا اثر ہوتا۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ چوری کے اس حادثہ نے اُس کی بیوی کو نیم جان کردیا۔ اُس کی ساری کائنات ایک اسٹیل ٹرنک میں تھی اور وہ اُٹھ گیا۔ بے درد چوروں نے اِسی پر اکتفا نہ کی بلکہ گھر میں جو کچھ تھا وہ لے گئے کہ پانی پینے کے لیے ایک گلاس بھی باقی نہ رکھا۔ طالب حسین نے طویل خاموشی کے بعد جب بیوی کو مخاطب کیا تو یہی کہا کہ "یہ جو کچھ ہوا تمہاری غفلت اور آرام طلبی سے ہوا" یہ سُنکر غریب عورت پھوٹ پھوٹ کر رودی کیونکہ اس ناانصافی نے اُس کا دل پاش پاش کردیا تھا۔ ایک مرد کے لیے یہ بات جائز تھی کہ وہ جوان عورت کو مکان میں تنہا چھوڑ کر تمام رات مشاعرہ کی خرافات میں بسر کرے لیکن ایک عورت کے لیے جسے قدرت نے گرانبار اور مرض نے ناچار کر رکھا تھا یہ ناجائز تھا کہ تمام رات میں دو گھنٹے کے لیے اُس خواب شیریں سے آشنا ہو جس کے مزے صرف گنتی گھڑیوں پر عالم بےفکری میں خوابیدگی

جانتے ہیں۔ طالب حسین کی بیوی کے پاس اگرچہ بہت قیمتی کپڑے اور بیش قیمت زیور نہ تھے۔ لیکن جو کچھ بھی تھا اُس کو وہ نہایت غنیمت سمجھتی تھی اور جان سے بڑھ کر عزیز رکھتی تھی کیونکہ اُسے اُن چیزوں کے دوبارہ میسر آنے کی امید نہ تھی۔ علاوہ بریں چھ سات روپے بھی اُس کے جو اُس نے طرح طرح کی تکالیف اُٹھا کر زچہ خانے کے خرچ کے لیے رکھے تھے اُسی بکس میں تھے جس کو چور چرا کر لے گئے بہرحال اس واقعہ نے بیچاری کو بالکل گھلا دیا۔ اور ایک ماہ کے بعد جب قدرت کی ودیعت اُس کے آغوش میں آئی تو افلاس و تہی دستی کی وجہ سے جس کا پہلے ہی سے اندیشہ تھا سخت تکالیف برداشت کرنی پڑیں، اور زچہ خانہ کی بے احتیاطیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیمار ہوگئی۔ نقل و حرکت کے قابل نہ تھی کہ کسی زنانہ شفاخانے میں جاتی۔ اگرچہ کچھ رستم جیسے بغیر وہاں بھی کسی ہمدردی کی امید نہ تھی۔ طالب حسین کے افلاس و ناداری کی یہ حالت تھی کہ دوا علاج تو درکنار، دونوں وقت پیٹ بھر روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی تھی، کیونکہ بیوی کی علالت، اور ناپاکی کی وجہ سے بازار سے کھانا آتا تھا اور وہ بالکل ناکافی ہوتا تھا۔ بہرحال مریضہ کی حالت ہر لمحہ خراب ہونے لگی اور بالآخر بیس دن کا بچہ بستر مرگ پر چھوڑ کر وہ راہی ملک بقا ہوئی۔ غریب عورت کا جنازہ پڑوسیوں کے چندہ سے اُٹھا، کیونکہ مسٹر درّانی نے جو ملازمین کی جانب سے ولادت و وفات کے زبردست بہانوں کے خوگر تھے طالب حسین کے بیان کو ایک بہانہ سمجھ کر اُنہیں کچھ نہیں دیا بیوی کی وفات کے بعد طالب حسین کی زندگی بہت تکلیف دہ ہوگئی۔ بیس دن کا بچہ ایک ایسا مصرع طرح تھا جس پر طبع آزمائی اُن کے لیے دشوار تھی، اور اُنہوں نے جناب باری میں سجدۂ شکر ادا کیا جب تیسرے دن وہ بچہ بھی موت کے ہاتھوں آغوش مادر میں پہنچ گیا۔ طالب حسین بیوی اور بچے کی موت کے بعد اظہار ماتم اور ایصال ثواب کے لیے جو کچھ کر سکے وہ ایک نوحہ تھا جسے اُنہوں نے پوری طاقت کے ساتھ لکھا تھا، اور جس کا ایک شعر ہمیں اب تک یاد ہے ؎

وہ راحتِ دل بیوی وہ نورِ نظر بچہ ٭ ہے ہے مری منکوحہ
وہ رشکِ صدف بیوی وہ رشکِ گُہر بچہ ٭ مظلومہ و مذبوحہ

(۸)

یہ خس و خاشاک دور ہوتے ہی طالب حسین کی طبع دریا خیز اور زیادہ رواں ہوگئی اور فکر معاش سے اُن کا دماغ اور اُن کا وقت پہلے سے بہت زیادہ آزاد ہوگیا اور وہ اپنی شاعری کو ترقی دینے میں ہمہ تن مصروف ہوگئے، اب اُن کے دل میں جذبات کی کمی نہیں تھی۔ لیکن دوستوں نے اُنہیں بتایا کہ اُن کا کلام تمام خوبیاں رکھنے کے باوجود کیف و مستی سے خالی ہے اور پھر اُنہیں یقین دلایا گیا کہ تمام شعرائے نامدار بادہ نوش تھے اور اسکے بغیر "آمد" جو شاعری کی جان ہے پیدا نہیں ہوسکتی۔ طالب حسین نے اس امر خاص کے متعلق اتنی روایتیں سنیں اور اتنے اشعار پڑھے کہ آخر ایک دن وہ اس آب تند سے اپنی شاعری کو جلا دینے کے لیے تیار ہوگئے اور پھر اُنہوں نے حسب دستور باندھ لیا کہ شام کے وقت ایک بھٹی میں بیٹھ کر ۹ پیسے کی روزانہ پیا کرتے تھے۔ چند ماہ اسی حالت میں گزرے اور اب طالب حسین اپنی شاعری کو ہمہ وجوہ مکمل سمجھنے لگے تھے کہ ایک دن جب وہ بھٹی میں بیٹھے ہوئے جام سفال کو شہر شہر کی ایوں سے لگا رہے تھے ایک بدمست سے اُن کی مڈبھیڑ ہوگئی اور اُس شخص نے شرابخوری کی بے رحمی سے پختہ فرش پر دے پٹکا اور اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ اُسے بھٹی کے دو گز بلند چبوترے سے نیچے نالی میں پھینک دیا اس صدمے سے طالب حسین بیہوش ہوگئے۔ پولیس نے انہیں فوراً اسپتال پہنچا دیا، اور خدا نے اُردو علم ادب پر بڑا احسان کیا کہ زندگی کی تمام امیدیں منقطع ہو جانے کے باوجود وہ دو ماہ کے عرصہ میں تندرست ہوگئے اور اُنہوں نے ایک شاندار قصیدہ شفاخانہ کے انچارج کی شان میں تصنیف کیا۔ اس حادثہ میں طالب حسین کا بایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں بیکار ہوگیا تاہم وہ چلتے پھرتے ہیں اور بلاناغہ ہر مشاعرہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اب اُن کے شاگردوں کی تعداد بھی ایک درجن کے قریب پہنچ گئی ہے اور تقریباً ہندوستان بھر کے شعرا اُن کے مداح ہیں۔

معزز خریداران توجّہ فرمائیں

(۱) اکثر دفتر میں ایسے خطوط آتے ہیں جن پر نمبر خریداری کا حوالہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ ہر خریدار کو اُسکے نمبر خریداری سے دفتر مطلع کر دیتا ہے۔ اور رسالہ کی پتہ والی چٹ پر نمبر خریداری درج ہوتا ہے۔ اسلیے خط بھیجتے وقت نمبر خریداری ضرور تحریر کرنا چاہیے۔ ورنہ دفتر تعمیل ارشاد کا ذمہ دار نہیں۔

(۲) ہر خریدار کو اختتام میعاد خریداری سے (بذریعہ ایک سرخ خط کے جو رسالہ میں رکھ دیا جاتا ہے) ایک ماہ پیشتر مطلع کر دیا جاتا ہے، اس لیے مزید عرصہ کیواسطے بذریعہ منی آرڈر چندہ پیشگی آ جانا چاہیے، یا بصورت عدم خریداری رسالہ دفتر کو ایک خط کے ذریعہ سے مطلع کر دینا ضروری ہے۔ تاکہ حسب قاعدہ جو وی۔پی بغرض وصول چندہ بھیجا جائیگا اُسکی واپسی سے دفتر مفت میں زیر بار نہو۔

(۳) منی آرڈر کی کوپن پر نمبر خریداری اور نام صفائی کے ساتھ ضرور درج ہونا چاہیے۔

(۴) وی۔پی وصول کرنے کے بعد تاریخ وصولی سے دفتر کو مطلع کرنا لازمی ہے۔ نیز پتہ کی چٹ بھی دفتر میں ضرور بھیجنی چاہیے تاکہ نام جلد سے جلد درج رجسٹر کر لیا جائے۔

(۵) ترسیل زر سے ایک ہفتہ کے اندر اگر رسالہ نہ پہنچے تو دفتر کو اطلاع دینی چاہیے۔

(۶) چونکہ دفتر سے نہایت احتیاط کے ساتھ رسالہ روانہ کیا جاتا ہے اس لیے تاوقتیکہ رسالہ پرچہ دفتر میں واپس نہ آئے کسی صاحب کو رسالہ نہ ملنے کا دفتر ذمہ دار نہیں۔ لیکن خاص صورتوں میں مثلاً غلط ہونے یا تبدیل پتہ کی صورت میں تاریخ اشاعت رسالہ سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع موصول پر رسالہ دوبارہ بھیجا جا سکتا ہے۔

(۷) شائع شدہ پرچوں میں سے ہر پرچہ ۵ کے ٹکٹ موصول ہونے پر بشرطیکہ وہ دفتر میں موجود ہو بھیجا جائیگا

(۸) پرچے واپس کرنے کے بعد انکے عوض میں مزید توسیع میعاد خریداری صرف اُس صورت میں منظور ہوگی جبکہ واپس کردہ پرچے غیر مسلسل اور ٹائیٹل پیج وغیرہ داغ دھبوں سے خراب اور بدحالت نہ ہوں

(۹) معاونین کی خدمت میں کم از کم ۸ خریدار مہیا کرنے کی صورت میں ایکسال کیلیے رسالہ مفت جاری اور ۵ خریدار دینے کی صورت میں ۶ ماہ کے واسطے

(۱۰) جواب طلب امور کے لیے جوابی کارڈ یا ایک آنہ کا ٹکٹ آنا لازمی ہے۔

خاکسار منیجر رسالۂ دین و دنیا۔ دہلی

چیست دُنیا؟
از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن !

مسلمانوں کو دینداری اور دنیاداری کی صحیح تعلیم دینے والا ماہوار رسالہ

دین و دُنیا

۱۲

جس کے ساتھ حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی کا ماہوار رسالہ پیر بھائی بھی شامل ہے

نظامیہ دارالاشاعت دہلی سے شائع ہوتا ہے

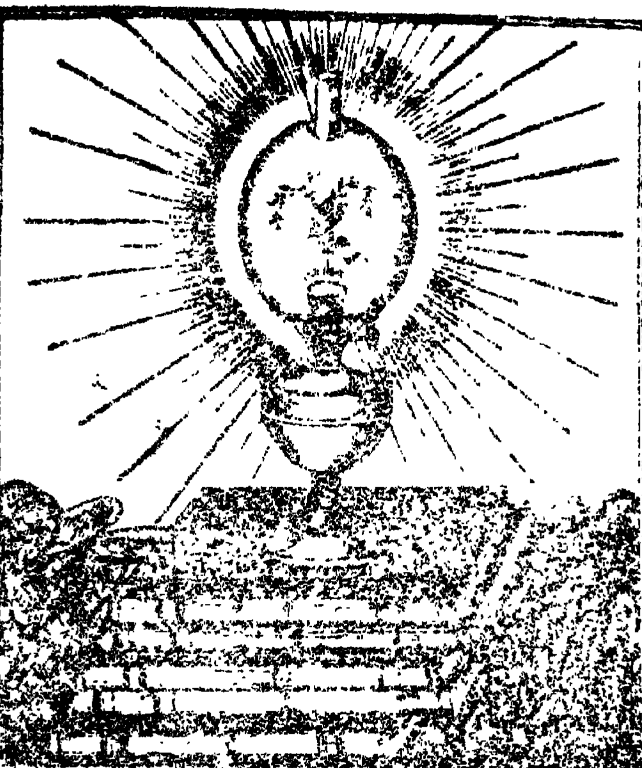
ہر خریدار کو اختیار ہے کہ جب اس کا جی چاہے دیکھے ہوئے پرچے احتیاط سے واپس
کرکے اپنی ادا کردہ کل قیمت ہم سے واپس منگالے

سالانہ قیمت
اعلیٰ ایڈیشن للعہ معمولی ایڈیشن [illegible]

ششماہی قیمت

تجارتی کنجی
اور
دولت کی فراوانی

[illegible]



نظامیہ دارالاشاعت
دہلی
بہترین کتابیں

[illegible]

تجارت کی پہلی

[illegible] تجارت سے متعلق [illegible] شروع کرنے [illegible] ایجاد اور روپیہ پیدا کرنے [illegible] تجارت ایک [illegible] بہترین کتاب ہے [illegible] قیمت [illegible]

تجارت کی دوسری

اس میں اشتہار کی تعلیم [illegible] اشتہارات [illegible] اشاعت [illegible] قیمت فی جلد [illegible] مجلد [illegible]

تجارت کی تیسری

اس میں دکانداری کی تعلیم [illegible] خرید [illegible] اصول [illegible] قیمت فی جلد ۱۲ مجلد [illegible]

تجارت کی چوتھی

سوداگری تجارت کی تعلیم کے متعلق [illegible] روپیہ پیدا کر سکتے ہیں [illegible] سوداگروں [illegible] گاہکوں کو اپنی طرف توجہ کرنا [illegible] کامیاب بنا سکتی ہے [illegible] قیمت فی جلد [illegible] مجلد [illegible]

تجارت کی پانچویں

اس میں فن "بہی کھاتہ" کی تعلیم نہایت خوبی سے سادہ [illegible] تمام جنتریوں اور بہیوں کے نمونہ اردو اور انگریزی میں [illegible] لکھنے اور ان کی خانہ پری [illegible] آسان پیرایہ میں تعلیم کئے گئے ہیں [illegible] فوائد کو نہایت عمدگی سے دکھایا گیا ہے۔ تمام حسابات کو درست رکھنے کے اصول بتائے گئے ہیں۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے [illegible] قیمت [illegible]

مینیجر نظامیہ دارالاشاعت خواجہ ڈپو درگاہ حضرت سلطان المشائخ دہلی

هو الكل

یا معین

پربھاری

بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

برہم و ابراہیمؑ

ہندوؤں کے وید میں جگہ جگہ برہم کا لفظ آیا ہے۔ ایک جگہ ایکو برہم دوتیو ناستی (ایک ہی اللہ ہے دوسرا نہیں ہے) بھی موجود ہے جو بعینہ لا الٰہ الا اللہ کے ہم معنی ہے۔ برہم اسم ذات ہے یعنی جس طرح ہمارے ہاں لفظ اللہ اسم ذات ہے ہندوؤں کے ہاں اوم اور برہم وغیرہ اسمائے ذات ہیں۔ برہم ودیا (علم الٰہی) ہندو مذہب کی بنیاد اور جان ہے اگرچہ صفاتی مظاہر کی اُلجھن میں مبتلا ہو کر ہندو قوم برہم ودیا (علم الٰہی) کو بھول گئی اور حقیقت کو چھوڑ کر مجاز اور اصل کو ترک کر کے عکس کی پیروی کرنے لگی تاہم اب بھی اُن کے ہاں برہم اور برہم ودیا کے تعلقات بکثرت موجود ہیں۔

ایک مسلمان جب ہند و مذہب پر اسلامی نقطۂ نظر سے غور کرتا ہے۔ تعصب اور ضد کو خیال سے دور کر کے سچی تحقیق اُس کے پیش نظر ہو جاتی ہے تو یہی الفاظ برہم اور برہم ودیا اور اُن کے معانی اور وہ عقائد و خیالات جو برہم اور برہم ودیا کی نسبت ہندوؤں میں ہیں اسکو حیرت میں ڈال دیتے ہیں، اور وہ ایک دفعہ ہی خوشی کا نعرہ لگا کر کہتا ہے کہ :-

ہندو اور مسلمان تو ایک ہی ہیں

زبان اور مُلک کی جدائی کے سبب یہ تفریق پڑ گئی ہے ورنہ ہم میں اور ہندوؤں کے مذہب [illegible]خ کا ابتدائی دور ایک ہی تھا اور اس میں کچھ جدائی نہ تھی، کیونکہ دین اسلام در حقیقت دین ابراہیم ہے۔ حضرت ابراہیم سے اس دین کو قرآن شریف نے منسوب کیا ہے اور صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ تو وہ ہے جس کو حضرت ابراہیمؑ نے خدا کی ہدایت سے پیش کیا تھا اسی واسطے اس قوم اسلام کو ملت ابراہیمی اور دین اسلام کو دین حنیف کہتے ہیں (حنیف حضرت ابراہیمؑ کا نام تھا۔) برہم اور ابراہیمؑ میں جو لفظی مشابہت ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے یہ مشابہت تاویل و قیاس سے پاک ہے ہر شخص بادی النظر میں اس عجیب مشابہت کو قبول کر سکتا ہے کیونکہ فرق صرف دو الف کا ہے۔ برہم میں دو الف بڑھنے سے ابراہم بنجاتا ہے اور یہ فرق محض تلفظ کی مغائرت سے واقع ہوا ہے۔ بعض اقوام حضرت ابراہیمؑ کو ابراہام کہتی ہیں بعض براہام کہتی ہیں اور بعض برہم کہنے لگیں۔ پس معلوم ہوا کہ ہندو مذہب میں جو برہم ودیا ہے حقیقت حضرت ابراہیم کی تعلیم ہے، برہم ودیا کے لفظی معنی دین ابراہیمی کئے جائیں [illegible] نہ کرنا چاہیئے۔

لہٰذا ہم مسلمان اور ہندوستان کے ہندو ایک ہی مذہب کے پیرو ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ان کے ہاں ابراہیمی دین کی صورت بدل گئی جیسے کہ ظہور نبوت محمدیہ سے پہلے اہل عرب میں دین ابراہیمی اصلی شان سے ہٹ گیا تھا اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مبعوث ہو کر اس کی اصلاح کر دی تھی اسی طرح ہندوستان کے برہم ودیا (دین ابراہیمی) میں تغیر ہو گیا ہے اور آخری زمانہ کے اوتار حضور محمد رسول اللہ صلعم کے دین سے اسکی اصلاح ہو گی۔

یہ شبہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا کہ برہم تو اسم ذات الٰہی ہے اور ابراہیم اسم بشر ہے پھر یہ مشابہت کیونکر درست ہو گی؟ اس لیے کہ برہم ودیا کا لفظ اس کی تشریح کر دیتا ہے یعنی حضرت ابراہیمؑ نے ذات الٰہی کا جو علم و عرفان عطا فرمایا وہ برہم ودیا ہے۔ برہم کا لفظ ہی اسم ذات اسواسطے بنا کہ حضرت ابراہیمؑ نے ذات الٰہی کے گیان کو تعلیم کیا تھا اسواسطے حضرت ابراہیمؑ کے نام کی نسبت سے ذات الٰہی کا نام برہم رکھ دیا گیا، اور ذات الٰہی کے علم و گیان کو برہم ودیا کہنے لگے۔

برہما اور ابراہیمؑ

ہندوؤں کا بیان ہے کہ سب سے پہلے برہما کا ظہور ہوا اور برہما ہی سے چار ذاتیں برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر ظاہر ہوئیں۔ برہمن برہما کے سر سے نکلے چھتری بازو سے۔ ویش شکم سے۔ شودر ٹانگوں سے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل جب ہندوستان میں آئی تو جو اُنمیں سے حضرت ابراہیمؑ کے بہت مقرب تھے اُنکو برہمن کا لقب دیا گیا اور جو ان کے بعد تھے اُنکو چھتری۔ ویش۔ شودر کا لقب ملا۔ برہمن لفظ ہی اسکی خبر دیتا ہے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے نام سے بوجہ قرب خاص منسوب کیے گئے ہوں گے۔ *

یہ [illegible] کائنات اور موجودات دنیا کا نام ہندو زبان میں برہمانڈ رکھا گیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے حضرت ابراہیمؑ کے نام کی شہرت قائم رکھنے کے لیے یہ نام مقرر کیا ہو گا۔

ہندوستان میں عربی زبان

مہابھارت کی لڑائی کے حالات میں صاف صاف لکھا ہے کہ مہابھارت کے مشہور راجہ یدھشٹر سے ایک جاسوس نے عربی زبان میں گفتگو کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ یدھشٹر عربی جانتے تھے اور چونکہ حضرت ابراہیمؑ کی زبان عربی تھی سو اسلئے انکی قوم کے بڑے بڑے آدمیوں نے اپنی جدی زبان کو ہندوستان آنے کے بعد بھی محفوظ رکھا تھا۔ ہندو و مسلمانوں کو اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیئے اور جب ہندو سمجھ جائیں کہ وہ آپس میں غیر نہیں ہیں ایک ہی ہیں تو باہمی عناد و فساد کو ترک کر کے اتحاد کر لینا چاہیئے اور اسکی صورت یہی ہے کہ دین ابراہیمی کی اصلاح یافتہ صورت کو جو باسم اسلام مروج ہے تمام ہندو قبول کر لیں اور اپنے اصلی دین کو پہچان کر بھول اور غلطی سے باہر نکل آئیں۔

جو جانور گوشت نہیں کھاتے

وہ بڑے ملنسار اور جفاکش ہوتے ہیں۔ ان میں غصہ نہیں ہوتا، وہ کسی کو ستاتے نہیں۔ دیکھو بیل، گدھے، گھوڑے، ہاتھی اور پرند جیسے کبوتر، فاختہ وغیرہ ہزاروں جانور ہیں جو گوشت نہیں کھاتے۔ کیا دیکھا نہیں کہ وہ کیسے محنتی ہوتے ہیں اور کیسی اطاعت سے دوسروں کا کام کرتے ہیں، اسکی وجہ محض یہ ہے کہ وہ گوشت نہیں کھاتے۔

اور جو جانور گوشت کھاتے ہیں ان سے محنت نہیں ہو سکتی، ان میں تحمل اور برداشت کی طاقت نابود ہوتی ہے۔ غصہ ہر وقت ان کی ناک پر رکھا رہتا ہے۔ چہرہ سے ان کے خوف معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کہ شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ اور پرندوں میں باز، شکرہ وغیرہ، اس کا سبب صرف یہ ہے کہ یہ گوشت کھاتے ہیں۔

پس جو لوگ محنتی، جفاکش بننا چاہیں ان کو گوشت خوری کے مسئلہ پر غور کرنا چاہیے، وہ بھی غور کریں اور وہ بھی جن کو غضبناک اور خونخوار بننے کا شوق ہے۔

حاکم و غلام

مگر جب گوشت خوری کے مسئلہ پر غور کرو تو اس بات کو بھی دھیان میں رکھنا کہ گوشت کھانے والے اور گوشت نہ کھانے والے جانوروں میں ایک فرق اور بھی ہے کہ گوشت کھانے والے جانور سب کے حاکم ہوتے ہیں اور گوشت نہ کھانے والے ساری عمر غلامی کرتے ہیں۔ شیر جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے، ہاتھی شیر سے جسم و قد و قامت میں دس حصہ زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ مگر شیر کی صورت دیکھتے ہی جنگل چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ اور جب انسان کے ہاتھ میں گرفتار ہوتا ہے تو ساری عمر اس کی غلامی کرتا ہے۔ پس اگر حاکم بننا ہے تو گوشت کھاؤ، اور محکوم و غلام بننا ہے تو گوشت کھانا چھوڑ دو۔

جینی جیو رکھشا کرتے ہیں

جین مذہب کے لوگ ہندو نہیں ہیں مگر ہندوؤں میں ان کا شمار کیا جاتا ہے حالانکہ ان کے مذہب اور ہندو مذہب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

جین مذہب والوں کا سب سے بڑا اصول جیو رکھشا ہے یعنی جاندار کی حفاظت و رحمدلی ان کا سب سے بڑا مذہبی حکم ہے، وہ گائے کی حفاظت اس لیے ضروری نہیں سمجھتے کہ گائے کوئی مقدس جانور ہے بلکہ وہ گائے کی حفاظت محض اسکے جاندار ہونے کے سبب کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک واقف کار اور حساب دان جینی نے لکھا ہے کہ ہندو قوم گائے کی حفاظت کے غل شور میں جیو ہتیا کو بڑھاتی ہے اسی واسطے ہم جینی ہندو قوم کی مدد نہیں کر سکتے۔

اس جینی نے دلیل یہ لکھی ہے کہ مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا گیا ہے، وہ گائے، اونٹ، بھیڑ، بکری جانوروں میں سے کسی ایک کی قربانی کر سکتے ہیں مذہب نے گائے اونٹ کی قربانی میں ان کو یہ آسانی دی ہے کہ ایک گائے اور ایک اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، مگر بھیڑ، بکری، دنبہ کی قربانی میں یہ فائدہ نہیں ہے کیونکہ بھیڑ، بکری، دنبہ کی قربانی میں ایک مسلمان کی طرف سے ایک ہی جانور کا ہونا ضروری ہے۔ ان میں دو یا تین یا چار یا پانچ چھ سات شریک نہیں ہو سکتے۔

اس پر جینی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر گائے اور اونٹ کی قربانی ہوگی تو سات جانیں بچ جائینگی، کیونکہ ایک جان کی قربانی میں سات مسلمان حصہ لے سکیں گے اور بھیڑ بکری، دنبہ کی قربانی میں سات جانوروں کا نقصان ہوگا۔

پس جینی دھرم چونکہ گائے کو ہندوؤں کی طرح مقدس نہیں مانتا، لہذا وہ گائے کی قربانی کو بھیڑ وغیرہ کی قربانی پر فوقیت دیتا ہے کہ گائے کی قربانی میں سات جانیں بکرے وغیرہ کی بچ سکتی ہیں۔

اسی طرح اس جینی کا خیال ہے کہ گائے اور اونٹ کا گوشت مقدار میں اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ ستر آدمی اس کو کھا سکتے ہونگے۔ اگر گائے کے گوشت کی مخالفت کی جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جتنا گوشت ایک گائے کو ذبح کرنے سے حاصل ہوتا وہ دس بکروں کے گوشت سے حاصل ہوگا اور ایک جان کی جگہ دس جانیں ضائع ہونگی۔

پس جینی دھرم والوں کا فرض ہے کہ وہ حساب پر غور کر کے وہ کام کریں جس سے جیو رکھشا ہو سکے۔

گائے کی جوت

نومسلموں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ برہم ہتیا کا گناہ کرتے ہیں وہ گائے کا جوت پی جاتے ہیں۔ پس اگر مسلمان گائے کی قربانی کرتے ہیں تو گویا وہ ایک تکلیف دہ جوت اور گناہ کے کفارہ سے لوگوں کو بچاتے ہیں۔ پھر گائے کی قربانی سے ناراض ہونا فضول ہے۔

کلمۂ توحید سوراج ہے

اگرچہ آج تک سوراج کی اصلی تعریف کسی نے بیان نہیں کی، کوئی کہتا ہے غیر حکومت سے آزاد ہو جانے کا نام سوراج ہے، کوئی کہتا ہے اپنی خواہشات و جذبات کو قابو میں لینے کا نام سوراج ہے، کسی کا خیال کچھ ہے کسی کی رائے کچھ اور ہے۔

تاہم یہ سب مانتے ہیں کہ سوراج وہ چیز ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد ملک کی تمام اقوام متحد ہو جائینگی، اور ایک مشترکہ مقصد ان میں پیدا ہو جائیگا چاہے وہ اور باتوں میں باہمی اختلافات رکھتے ہوں لیکن ایک مقصد ایسا ہوگا جس میں ہر قوم دوسری اقوام سے متفق و متحد ہوگی۔

تو کیا وہ لوگ اس پر غور نہیں کرتے کہ مسلمانوں کا کلمۂ توحید اس قسم کا متحدہ مقصد ہے جس میں مسلمانوں کا ہر فرقہ شریک ہے۔ خواہ اسلامی فرقوں میں کتنا ہی اختلاف ہو مگر کلمۂ توحید اور قبلہ رخ نماز پڑھنے میں وہ سب متحد ہیں۔ اور ایک فرقہ کو بھی اس مقصد مشترک سے اختلاف نہیں ہے۔

لہذا سوراج چاہنے والوں کو مسلمانوں کا کلمۂ توحید اختیار کر کے مقصد مشترکہ کو حاصل کر لینا چاہیے۔

ناظرین کو چاہیے کہ وہ اہل سوراج کو یہ پیام پہنچا دیں۔

ترکِ موالات

مسلمان اصلی اور ازلی تارکِ موالات ہے کیونکہ اس کے کلمۂ توحید میں سب سے پہلا فقرہ لَا اِلٰہَ ہے یعنی مسلمان کو حکم ہے کہ وہ اسلام کا اقرار کرنے سے پہلے ہر غیرِ خدا سے ترکِ موالات کرے۔ لا الٰہ کے یہی معنی ہیں کہ غیرِ خدا کی نفی اور انکار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ایک اللہ کا اقرار ہوتا ہے یعنی اِلَّا اللہ پڑھا جاتا ہے۔ کیا کسی اور قوم کے کلمہ میں ایسا کوئی لفظ ہے؟ دنیا مانتی ہے کہ سوائے مسلمانوں کے اور کسی میں نہیں ہے۔

انسداد ارتداد کے لیے سفر

۲۰ اکتوبر ۱۹۲۳ء سے سلسلۂ انسدادِ ارتداد کا سفر شروع ہوا۔ بخار کی شدت نے جسم کو بے حد کمزور کر دیا تھا۔ مگر خدا تعالے نے ہمت دی اور سفر آسانی سے ہو رہا ہے۔

ہفتہ کی شام کو دہلی سے چلکر اجمیر شریف کی چوکھٹ کو سلام کرتا ہوا راجکوٹ پہنچا۔ وہاں بدر الدین نظامی راجکوٹی اور پروفیسر چاند سیال نظامی بی اے اور حاجی عبد العزیز صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حاجی صاحب دھوراجی سے لینے آئے تھے، تو اگلے روز حضرت مولانا عبد الماجد صاحب بدایونی اور جناب کنور عبد الوہاب صاحب بھی مل گئے۔ تین بجے دھوراجی پہنچے۔ ہزار ہا مسلمان جھنڈے لیے ریل پر موجود تھے۔ تکبیروں کے نعروں سے زمین آسمان گونجتے تھے جلوس شہر میں پہنچا تمام راستے اور بازار مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے اور تکبیریں بلند ہو رہی تھیں۔ تین روز کے قیام میں کئی جلسے ہوئے، اور انسداد ارتداد کی تبلیغ کما حقہ ہو گئی اور مسلمانوں میں ایک اسلامی زندگی کا جوش پیدا ہو گیا۔ اسمٰعیل صاحب گاندھی نظامی کرنال سے اور حاجی محمد صاحب جماعت آغاخاں کی طرف سے شریک ہوئے ہیں۔ گاندھی صاحب بڑے پر جوش کام کرنے والے ہیں۔ دھوراجی کے مسلمانوں نے سچے اسلامی جوش کو ظاہر کیا۔ حضرت مولانا اور کنور صاحب نے جمیت پور، اپلیٹا، راناواؤ وغیرہ میں فرضِ تبلیغ کو ادا کیا۔ اور میں مانا ودر آیا۔ بانٹوہ۔ مانگرول، مانا ودر میں تبلیغ ہوئی۔ مولانا اور کنور صاحب بھی آ گئے۔ میں چالیس میل خشکی کے راستہ سے پوربندر گیا۔ بڑا خوبصورت شہر سمندر کے کنارہ ہے۔ وہاں تبلیغ کا فرض ادا کرکے پھر فوراً چالیس میل واپس گیا اور مانا ودر پہنچا۔

بعد کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے انشاء اللہ۔

ذاتی

الحمد للہ میری صحت اچھی ہے۔ دہلی سے تار آئے ہیں حور بانو کی حالت پھر خراب ہے۔ گھر میں سب بچے موسمی بخاروں میں مبتلا ہیں۔ احباب اور پیر بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ خط و کتابت زیادہ نہ کریں کیونکہ مجھکو تمام گجرات کے خاص اور نازک حالات کو دیکھنا اور فرضِ تبلیغ پورا کرنا ہے۔

———※———

نقشۂ ارتداد کی موجودہ اہمیت کا تقاضا ہے کہ دین و دنیا میں بھی انسدادی مضامین کا سلسلہ شروع کیا جائے اس کے لیئے اشتہارات کی ایک نئی تجویز حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی نے جاری کی ہے جو ہندوستان کے اکثر مقامات میں سودمند ثابت ہوئی ہے۔ اس واسطے اس سلسلہ کے دو اشتہار جو طبائع عامہ پر تبلیغ اسلام کا گہرا اثر ڈالتے ہیں یہاں درج کیئے جاتے ہیں۔ آئندہ تبلیغ و دعوت اسلام کی دوسری تدبیروں اور حکمتوں کو بذریعۂ اشتہارات لکھا جائے گا تاکہ ہر علاقہ کے مسلمان اپنے اپنے حلقوں میں ان کی تشہیر کرکے داعی اسلام کا ثواب و اجر حاصل کرسکیں +

دین و دنیا کا مالک کون ہے؟

اللہ

دین و دنیا کو فروغ کون دیتا ہے؟

اللہ

عزت و عظمت و یکتائی و کبریائی کا حقدار کون ہے

اللہ

اسلام کا نصب العین کیا ہے ؟

اللہ

محمد رسول اللہ پر کون درود پڑھتا ہے؟

اللہ

ھذا من عبداللہ و من اللہ۔ حسن نظامی

اللہ کے آخری رسول کون تھے ؟

محمد ؐ

تمام دنیا کے ہادی کون تھے؟

محمد ؐ

ہر ملک اور ہر قوم کے غریبوں کے اصلی غمخوار کون تھے ؟

محمد ؐ

قرآن خدا کی طرف سے کون لایا ؟

محمد ؐ

دنیا میں سب سے بڑا آدمی کون تھا؟

محمد ؐ

سرکارِ محمدیؐ کا حلقہ بگوش۔ حسن نظامی

یہ اشتہارات روپیہ سیکڑہ قیمت پر دفتر دین و دنیا دہلی سے تقسیم کرنیکو منگائیے

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ

ماہ نومبر ۱۹۲۳ء | ماہ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ

رسالہ

جلد ۳ | نمبر ۸

دین و دنیا

حمد

(از جناب منشی فیض الحسن صاحب فیضؔ جبل پوری)

تعریف اُسی کو زیبا ہے جو دونوں جہاں کا مالک ہے | توصیف اُسی کا حصہ ہے جو کون و مکاں کا مالک ہے
خلاق ہے وہ رزاق ہے وہ۔ غفار ہے وہ ستار ہے وہ | ہر رازِ نہاں سے واقف ہے ہر امرِ عیاں کا مالک ہے
اک دم کے اشارے سے جسکے یہ ارض و سما سب خلق ہوئے | وہ ساری زمیں کا حاکم ہے وہ سارے زماں کا مالک ہے
پھولوں سے چمن کو زینت دی ہر گل کو عنایت نکہت کی | وہ موسم گل کا افسر ہے وہ فصلِ خزاں کا مالک ہے
محمود ہے وہ موجود ہے وہ معبود ہے وہ مسجود ہے وہ | جو حاکم روزِ محشر ہے جو نار و جناں کا مالک ہے
خورشید کو جسنے دی ہے ضیا۔ فرمایا قمر کو نور عطا | ہر خواہشِ دل سے واقف ہے ہر وہم و گماں کا مالک ہے
ارماں وہی بر لاتا ہے ہر شان وہی دکھلاتا ہے | عشاق کے دل پر قابض ہے وہ حسنِ بتاں کا مالک ہے

کیونکر نہ رہے اُسپر ہی فدا کیونکر نہ کرے اُسکی ہی ثنا
اے فیضؔ اُسی کی دلمیں ہے جا اور دل ہی یہاں کا مالک ہے

رباعیات

(از جناب ابوالاحسان قربان علی صاحب مقبول بمبئی)

آتش میں جھلک تیری غضب کی پائی | دریائے کرم دوش پہ بدلی لائی
ہر ذرۂ خاک میں ہے دیکھا ترا نور | رحمت میں لیئے آئی۔ ہوا جب آئی

گو آنکھوں نے دیکھی نہیں صورت تیری | دیتا ہے ہر اک عضو شہادت تیری
ہر موئے بدن سے امنت ربی نکلے | دے طاقتِ گفتار جو قدرت تیری

نعت

(از ملک الکلام جناب قوی امروہوی)

اللہ غنی۔ منزلت و شانِ محمدؐ | ہے عرشِ بریں پایۂ ایوانِ محمدؐ
ہے قُربِ خدا جن کو میسر وہ فرشتے | کہلاتے ہیں کس فخر سے دربانِ محمدؐ
لاتے نہیں وہ مُلکِ سلیماں کو نظر میں | قسمت سے ہیں جو لوگ۔ گدایانِ محمدؐ
وہ لوگ ہیں آزادِ غمِ ہر دو جہاں سے | جو ہو گئے وابستۂ دامانِ محمدؐ
چھوڑوں گا نہ اے شیخ میں جنت کی ہوس میں | یثرب کو۔ کہ ہے اک چمنستانِ محمدؐ
کیا رُوئے مہ و مہر کو لائینگی نظر میں | جو آنکھیں ہیں محوِ رخِ تابانِ محمدؐ
کیا ڈر تپشِ مہرِ قیامت کا ہو مجکو | سر پر ہے شفق گوشۂ دامانِ محمدؐ

(از جناب حکیم شیخ نبی بخش صاحب نالاں امروہی)

مقبول یہ دعا مری۔ پروردگار ہو | یثرب کی سرزمین ہو میرا مزار ہو
عزت نہ چاہیے مجھے حشمت نہ چاہیے | سارے جہاں کی ایک بھی نعمت نہ چاہیے
غلمان و حور و کوثر و جنت نہ چاہیے | مجکو نصیب فخرِ رسل کا دیار ہو

دیکھا اگر مدینہ نہ دُنیائے زشت میں | کیا چین ہم کو آئیگا باغِ بہشت میں
اُلفت نبیؐ کی ہے جو ہماری سرشت میں | یارب اُنہی کے در پہ ہمارا گزار ہو

اپنے لیئے تو دشتِ مدینہ بہشت ہے | سرسبز عشقِ احمدِ مرسل کی کشت ہے
کچھ خوب سے غرض ہے نہ پروائے زشت ہے | جو کھٹ رسولؐ کی ہو مری چشم زار ہو

حسرت یہی ہے اور یہی دل کا مدعا | ارماں یہی ہے اور یہی اپنی التجا
نالاںؔ جو پہنچے گلشنِ یثرب میں اے خدا | نالوں میں اُسکے لطفِ نوائے ہزار ہو

تفسیر قرآن مجید

(گزشتہ سے پیوستہ)

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

ترجمہ:- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مول لیا گمراہی کو ہدایت کے بدلے پس نہ ان کی تجارت سود مند ہوئی اور نہ انہیں سیدھی راہ ملی۔

تشریح الفاظ:- اشتراء (شراست) مول لینا۔ ارادۃً اپنی پسند و مرضی سے سودا کرنا۔ ضلالت - گمراہی۔ راہ راست کے خلاف راہ اختیار کرنا۔ کج روی - حق سے عدول کرنا۔ ھُدیٰ - ہدایت۔ راہ راست۔ ایمان۔ اتباع حق۔ ربح - سود مند ہونا۔ نفع بخش ہونا۔ کامیاب ہونا۔ راس المال کا صحیح سالم رہ کر اس کے ساتھ منافع بھی ملنا۔ تجارۃ۔ ایسی خرید و فروخت جس میں لاگت اور اصل پر منافع ملتا ہو۔ سوداگری۔ بیوپار۔

تفسیر:- یہ آیت کریمہ بھی آیات سابق کی طرح منافقین کے متعلق ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ منافقین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کو جو ایک جنس گراں بہا تھی بدلے میں دے کر گمراہی اور نفاق مول لیا ہے اپنی نادانی اور بے وقوفی سے ان لوگوں نے یہ سودا منفعت بخش سمجھ رکھا ہے اور بہت خوش ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس تجارت میں ان لوگوں نے ایسا نقصان اٹھایا ہے جس کی تلافی ناممکن ہے منافع تو درکنار یہ اصل بھی ہاتھ سے کھو بیٹھے ہیں۔ اس خرید و فروخت میں انہیں سخت ناکامی ہوئی ہے اور ایسا خسارہ ہوا ہے جس کے لئے ابدالآباد تک دست حسرت ملیں گے۔ تجارت میں کامیاب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ راس المال بدستور محفوظ رہے اور اس کے ساتھ ہی کچھ منافع بھی ملے اور اگر بدقسمتی سے منافع نہ ملے تو راس المال محفوظ رہے تاکہ تاجر کو دوبارہ قسمت آزمائی کا موقع مل سکے لیکن ان منافقوں نے ایسی تجارت کی کہ منافع تو درکنار راس المال بھی کھو بیٹھے اور اس وجہ سے آئندہ قسمت آزمانے اور فائدہ اٹھانے کا موقع بھی ان کے لئے باقی نہیں رہا۔ اس تجارت میں راس المال انسان کی فطرت سلیم اور عقل صحیح ہے۔ پس جب ان لوگوں نے ضلالت و گمراہی اختیار کی تو عقل و ہوش اور قوت تمیز ہاتھ سے جاتی رہی۔ اور ایمان و ہدایت کی استعداد و صلاحیت باطل ہوگئی جس کا یہ مطلب ہے کہ گویا وہ راس المال کھو بیٹھے جس کی بدولت حق کی روشنی اور کمال کی بلندیاں ان کو بطور منافع حاصل ہوتیں۔ اللہ جل شانہ نے منافقین کے حال زبوں کو اس آیت مبارکہ میں بطور استعارہ ظاہر فرمایا ہے۔ اور حسن کلام نیز دلنشینی کے لئے تجارت وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں ورنہ آیت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ منافقین کے سامنے دو باتیں تھیں۔ ایک ایمان و ہدایت - دوسری کفر و ضلالت - انہوں نے اپنی کوتاہیٔ عقل اور ناعاقبت بینی کی وجہ سے کفر و ضلالت کو ایمان و ہدایت پر ترجیح دی اور بجائے اس کے کہ دلوں کو نور ایمان سے معمور کر کے اور رضائے خدا و رسول کی سیدھی راہ پر چل کر بہشت بریں کی نعمتوں سے مالا مال ہوتے جہنم کو اپنا مستقر بنایا اور ابدی تکالیف و مصائب میں اپنے آپ کو مبتلا کیا۔

یہ آیت اگرچہ منافقین کی بابت ہے لیکن عام معنی پر بھی مشتمل ہے۔ اس صورت میں وہ لوگ بھی اس میں شامل ہوں گے جو نیکی کے عوض میں بدی۔ دیانت کے بدلے خیانت اور زہد و تقوے کے بدلے میں فسق و فجور مول لے رہے ہیں۔ اور اس تجارت میں کھلم کھلا خسارہ اٹھا رہے ہیں۔ اور عقبیٰ کی بیش قیمتی اور پائدار دولت کو دنیا کی فانی اور ارزاں متاع پر نثار کر رہے ہیں۔ ان کی حالت بالکل ایسی ہے کہ کسی بچے کی مٹھی میں اشرفیاں ہوں اور اسے ایک پیسہ کا کھلونا دکھایا جائے تو وہ اشرفیاں پھینک کر اس کھلونے کی طرف ہاتھ بڑھائے گا۔ اپنی نادانی اور نابینائی کی وجہ سے ان لوگوں کو نظر نہیں آتا کہ ہم دنیا کی سریع الزوال اور ناچیز راحتوں اور لذتوں کو عقبیٰ کی دائمی مسرتوں اور لازوال نعمتوں کے بدلے مول لے رہے ہیں اور ہماری یہ تجارت سراسر نقصان و خسران کا باعث ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ خدا ہر بچہ کو فطرت سلیم اور دین مستقیم پر پیدا کرتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی نصاریٰ یا مجوسی بنا لیتے ہیں الخ۔ اس آیت کریمہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس فطری نور ہدایت کو جو خدا نے ان کو پیدائش کے ساتھ عطا کیا تھا ان لوگوں نے کفر و ضلالت کی تاریکیوں سے بدل دیا اور گویا ہدایت کے عوض ضلالت و گمراہی کو مول لیا۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ۝

ترجمہ:- ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ سلگائی پھر جب آگ نے گرد و پیش روشن کر دیا تو اللہ ان کی روشنی لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا جس میں انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

تشریح الفاظ:- مثل - مثال۔ استیقاد - آگ سلگانا۔ روشن کرنا۔ اضاءۃ - روشن کرنا۔ ما حولہ - جو کچھ اس پاس ہو۔ گرد و پیش۔ ظلمات جمع ظلمت تاریکی۔ اندھیرا۔ ابصار - دیکھنا۔ سوجھنا۔ نظر آنا۔

تفسیر:- مضمون آیات کو زیادہ واضح اور دلنشین بنانے کے لئے جل شانہ نے منافقین کے متعلق یہ مثال ارشاد فرمائی۔ عوام مثال سے بات کو اچھی طرح سمجھ لیتے ہیں اور خواص کو غور و خوض کے لئے نئی راہیں ملجاتی ہیں چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان منافقین کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے سردی وغیرہ کی تکلیف سے بچنے اور اندھیرے سے محفوظ رہنے کے لئے آگ سلگائی ہو اور جب آگ روشن ہوگئی ہو تو یکایک خدا نے اس کی روشنی معدوم کر کے اسے پھر تاریکی میں چھوڑ دیا ہو جہاں اسے کچھ نہ سوجھتا ہو۔ آگ روشن کرنے سے ایمان قبول کرنا اور اس کی روشنی جاتا رہنے سے نفاق و کفر میں مبتلا ہو جانا مراد ہے۔ صحابہ کرامؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ منافقین نے زبانی طور پر توحید و رسالت کی تصدیق کی جس سے ان کا جان و مال سلامت رہا اور سچے مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ مسلمان برتاؤ کرتے رہے گویا آگ جلانا اور اس سے عارضی روشنی حاصل کرنا تھا لیکن زبانی تصدیق کے فوائد صرف زندگی تک محدود ہے اور منافقین دنیاوی منافع حاصل کرتے رہے۔ مرنے کے بعد اس تصدیق زبانی کا اثر ختم ہو گیا اور گویا آگ کی روشنی بجھ گئی اور منافقین تاریکیوں میں مبتلا ہو گئے۔

شرح مثنوی مولانا رومؒ

(گذشتہ سے پیوستہ)

دید رنج و کشف شد بر وے نہفت لیک پنہاں کرد با سلطان نگفت

ترجمہ:۔ بیماری دیکھی اور پوشیدہ حالات اُس پر منکشف ہو گئے لیکن اُس نے اُن حالات کو مخفی رکھا اور بادشاہ سے نہیں کہا۔

لغات:۔ رنج۔ غم۔ مرض۔ بیماری۔ کشف۔ کھولنا۔ اولیاء اللہ کا اپنے صفات باطن سے نامعلوم باتوں کو معلوم کر لینا۔

مطلب۔ طبیب غیبی نے جب کنیز کو بغور دیکھا تو قوت کشف سے اندرونی حالات جن سے بادشاہ اور تمام اطباء بے خبر تھے اُسے معلوم ہو گیا۔ واقعہ یہ تھا کہ کنیز ایک شخص کے عشق میں مبتلا تھی۔ اس عشق نے اُسے بیمار کر رکھا تھا ورنہ حقیقت میں اُسے کوئی جسمانی بیماری نہیں تھی۔ طبیب غیبی کو کشف سے یہ سارا حال معلوم ہو گیا لیکن اُس نے بادشاہ سے کچھ نہیں کہا کیونکہ بادشاہ کو اس سے رنج پہنچتا اور یہ اولیاء اللہ کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی کو رنج پہنچائیں یا کسی کا عیب ظاہر کریں۔ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "درویشی پردہ پوشی ست"

رنجش از صفرا و از سودا نبود بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

ترجمہ:۔ اُس کی بیماری صفرا اور سودا سے نہ تھی۔ ہر لکڑی کی بُو اُس کے دھوئیں سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

لغات:۔ صفرا۔ زرد۔ طبی اصطلاح میں ایک خلط کا نام ہے۔ پت۔ سودا۔ سیاہ۔ طبی اصطلاح میں ایک خلط کا نام۔

مطلب:۔ کنیز کی بیماری کسی جسمانی خلط یعنی خون۔ بلغم۔ صفرا۔ سودا کی خرابی سے نہیں تھی۔ اگر ایسا ہوتا طبیب غیبی کو فوراً معلوم ہو جاتا کیونکہ یہ بات چھپی نہیں رہتی جیسا کہ لکڑی کے دھوئیں سے اُسکی خوشبو یا بدبو کا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر کوئی ظاہری مرض ہوتا تو قارورہ اور نبض سے اُس کا حال معلوم ہو جاتا۔ کنیز کو جو مرض تھا اُس کی تشریح آئندہ اشعار میں فرماتے ہیں

دید از زاریش کو زار دل ست تن خوش ست و او گرفتار دل ست

ترجمہ:۔ اُس کی زاری سے طبیب غیبی نے معلوم کیا کہ وہ دل کی بیمار ہے۔ صرف پاؤں تک تندرست ہے۔ صرف دل کی گرفتار ہے۔

مطلب:۔ اُس کی بیماری یا آہ و زاری کو دیکھ کر طبیب غیبی نے معلوم کیا کہ یہ کسی جسمانی مرض میں مبتلا نہیں ہے بلکہ اسے عشق کا آزار ہے اور کسی کی محبت میں گرفتار ہے۔

عاشقی پیداست از زاریٔ دل نیست بیماری چو بیماریٔ دل

ترجمہ:۔ دل کی بیماری سے عاشقی ظاہر ہے۔ دل کی بیماری کی طرح کوئی بیماری نہیں۔

مطلب:۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ طبیب غیبی نے کیونکر اپنی فہم و فراست اور کشف و کرامت سے یہ معلوم کر لیا کہ کنیز بیمار نہیں بلکہ عاشق ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اُسے کوئی جسمانی شکایت نہیں تھی لیکن اس کے باوجود وہ مسلسل فریاد و فغاں اور آہ و بکا میں مصروف تھی اور اُس کا دل اندرونی صدمات سے زار ہو رہا ہے۔ دل کی یہ حالت گواہی دے رہی تھی کہ وہ عشق و محبت کے مرض میں مبتلا ہے۔ اُسے کوئی جسمانی مرض نہیں بلکہ دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماری سب بیماریوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ جس طرح تمام اعضا میں دل کو اہمیت حاصل ہے اسی طرح تمام اعضاء کی بیماریوں سے دل کی بیماری اہم ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اعضا کی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں اور دل کی بیماری پنہاں ہوتی ہے اور اُس کے دریافت و تشخیص کے لئے ایک عرفانی نگاہ کی ضرورت ہے۔

علت عاشق ز علتہا جداست عشق اصطرلاب اسرار خداست

ترجمہ:۔ عاشق کی بیماری تمام بیماریوں سے جدا ہے۔ عشق اسرار الٰہی کا اصطرلاب ہے۔

لغات:۔ علت۔ بیماری۔ مرض۔ اصطرلاب۔ اہل ہیئت و نجوم کا وہ آلہ جس کی مدد سے آفتاب اور ستاروں کی گردش اور وہ باتیں معلوم کرتے ہیں جو قدرتی معمولی بینائی سے معلوم نہیں ہو سکتیں۔

مطلب:۔ شعر سابق کی تائید میں پہلا مصرعہ ہے اور اس کے بعد عشق کی تعریف ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ عاشق کی بیماری نئی قسم کی ہوتی ہے اُسے دیگر بیماریوں پر قیاس نہیں کرنا چاہئے عشق عجب چیز ہے۔ یہ خدا کے بھید معلوم کرنے کا ایک ایسا آلہ ہے جس طرح آفتاب اور ستاروں کا حال معلوم کرنے کا آلہ اصطرلاب ہے۔

عاشقی گر زیں سر و گر زاں سرست عاقبت ما را بداں سر رہبرست

ترجمہ:۔ عاشقی اِس خیال سے ہو یا اُس خیال سے۔ آخر کار اُس راز تک ہماری رہبری کرتی ہے۔

مطلب:۔ عشق خواہ مجازی ہو خواہ حقیقی ہو۔ نتیجہ پہنچ کر اُس راز تک یعنی اسرار الٰہی تک ہماری رہبری کرتا ہے۔ عشق حقیقی کا اسرار الٰہی تک رہبری کرنا ظاہر ہے۔ عشق مجازی کو رہبر اسرار الٰہی اس لئے فرمایا کہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ (مجاز حقیقت کا پل ہے) الغرض کوئی عشق ہو اگر وہ صادق ہے تو آخرکار اسرار خداوندی تک رہبری کرتا ہے اور تجلیات سرمدی کا پردہ اُٹھاتا ہے۔

شرح دیوان حافظ

(گذشتہ سے پیوستہ)

در سرِ زلف ندانم کہ چہ سودا داری — کہ بہم بر زدہ گیسوئے مشک افشاں را

ترجمہ: تو زلف میں نہ جانے کیا سودا رکھتا ہے کہ اپنے مشک افشاں گیسو کو پریشان کر رکھا ہے۔

مطلب: مجھے معلوم ہے کہ زلف پریشان ہو اور معشوق کا گیسو بکھرا ہوا ہو تو مطلب یہ [illegible] ہوتا ہے کیونکہ رخ انور کی تجلیات زیادہ روشنی سے نمایاں ہو کر انبساط اور مسرت پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود نہیں معلوم تجھے کیا جنون ہے کہ زلف کے متعلق تجھے کیا خیال ہے کہ تو اپنے مشک افشاں گیسو کو پریشان و برہم کئے رکھتا ہے [illegible] نہیں کرتا۔ سر، سودا، وغیرہ الفاظ کی شاعرانہ تناسب ظاہر ہے۔

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجیست — کہ بہ شمشیر میسر نشود سلطاں را

ترجمہ: آزادی کا ملک اور قناعت کا خزانہ ایسا خزانہ ہے کہ بادشاہوں کو بزورِ شمشیر سے میسر نہیں آسکتا۔

مطلب: فقر و قناعت کی پاکیزہ زندگی کے متعلق فرماتے ہیں کہ آزادی ایسا ملک ہے اور قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جسے بادشاہ [illegible] ملک گیری سے کوئی خطرہ نہیں۔ اس ملک اور اس خزانہ کو کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی حاصل نہیں کرسکتا۔

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

ترجمہ: اے حافظ شراب پی۔ رندی کر۔ خوش رہ لیکن دوسروں کی طرح قرآن کو مکر و فریب کا جال نہ بنا۔

مطلب: حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مے خواری اور رندی اگرچہ گناہ ہے لیکن اس سے بڑھکر یہ گناہ ہے کہ قرآن کریم کو [illegible] بنایا جائے اور احکام الٰہی کی تحریف کرکے اپنی ناپاک خواہشوں کے لئے جواز [illegible] نکالا جائے اور آیات قرآنی کو نفسانیت اور ہوا پرستی کا شکار کیا جائے۔ "دگراں" سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے قرآن کو دام تزویر بنا رکھا ہے۔ حافظ ان [illegible] کلام کے لئے یہ فرماتے ہیں کہ پیو اور رندی اختیار کرلو لیکن قرآن کو دام تزویر نہ بناؤ درحقیقت ان کا یہ منشا نہیں کہ لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہوں۔

غزل

بملازمان سلطاں کہ رساند ایں دعا را — کہ بشکرِ پادشاہی ز نظر مراں گدا را

ترجمہ: بادشاہ کے نوکروں تک کون یہ صدا پہنچائے گا کہ بادشاہی کے شکریہ میں فقیر کو نظر سے نہ گرا۔

لغات: ملازمان سلطاں۔ تعظیم و ادب کے طور پر کہا جاتا ہے ورنہ دراصل سلطان مراد ہے۔ دعا۔ گزارش۔ پکار۔ صدا۔

مطلب: نعمت کا سب سے بڑا اعلیٰ شکریہ یہ ہے کہ اُن لوگوں پر ترس کھایا جائے جن کو وہ نعمت میسر نہیں بینائی کا شکریہ یہ ہے کہ اندھوں کی مدد کی جائے۔ دست و پا کا شکریہ یہ ہے کہ اپاہجوں کی امداد کی جائے۔ دولت کا شکریہ یہ ہے کہ مفلسوں پر ترس کھایا جائے۔ بادشاہی کا شکریہ یہ ہے کہ فقرا کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ اور چونکہ ناشکر گزاری زوال نعمت کا باعث ہوتی ہے پس اگر بادشاہ نے اپنی بادشاہی کے شکریہ میں فقرا کی عزت و احترام کا خیال نہ کیا تو بادشاہی کے زوال کا اندیشہ ہے۔

چہ قیامت ست جاناں کہ بعاشقاں نمودی — رخ ہمچو ماہ تاباں دل ہمچو سنگ خارا

ترجمہ: اے محبوب کیا قیامت ہے کہ تو نے عاشقوں کو چہرہ ماہ تاباں کی طرح اور دل سنگ خارا کی طرح دکھلایا ہے۔

مطلب: ایک عام بات ہے کہ محبوب جتنے حسین ہوتے ہیں اُتنے ہی سنگدل ہوتے ہیں۔ وہ اپنے حسن و جمال کی رعنائی اور خوش ادائی سے عشاق کو فریفتہ کرلیتے ہیں لیکن جب محبت ارمانوں اور تمناؤں کی دنیا دل میں پیدا کردیتی ہے اور دیدار و وصال کی التجائیں زبان پر آتی ہیں تو اُن کا دل سنگ خارا کی طرح سخت ثابت ہوتا ہے۔ وہ عشاق کی گریہ وزاری پر ترس کھاتے ہیں نہ فریاد و شیون سے متاثر ہوتے ہیں۔ اسی مضمون کو اس شعر میں ادا کیا گیا ہے۔ اگر شعر کے صوفیانہ معنی پیدا کئے جائیں تو "رخ ہمچو ماہ تاباں" سے شان جمالی اور "دل ہمچو سنگ خارا" سے شان جلالی مراد لینی چاہئے۔

رقیب دیو سیرت بخدا ہمی پناہم — مگر آں شہاب ثاقب مددے کند سہا را

ترجمہ: دیو سیرت رقیب سے میں خدا کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ شاید وہ شہاب ثاقب سہا کی مدد کرے۔

لغات: رقیب۔ نگراں۔ دم کے ساتھ لگا ہوا۔ دیو۔ شیطان۔ بُری ترغیب دینے والا۔ شہاب ٹوٹا ہوا ستارہ جو آسمان پر نظر آتا ہے اور جس کے متعلق مشہور ہے کہ شیاطین کو آتشیں گرز لگانے جانے کے وقت وہ نما ہوتا ہے۔ ثاقب۔ چمکدار۔ روشن۔ سہا۔ ایک چھوٹا سا ستارہ۔ ناچیز۔ کمزور۔

مطلب: میں اس نفس سرکش سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں لیکن میری کامیابی اُسی وقت ممکن ہے کہ شہاب ثاقب مجھ ناچیز کی مدد کرے اور نفس لعین کو جو مجھے شیطان کی طرح بہکا رہا ہے آتشیں تازیانے لگائے۔

شرح گلستان

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہر کہ گردن بدعوے افرازد — دشمن از ہر طرف بروتازد
سعدی افتادہ ایست آزادہ — کس نیاید بجنگ افتادہ

ترجمہ :- جو شخص بڑا بول بولتا ہے اُس پر ہر طرف سے دشمن دوڑتے ہیں۔ سعدی عاجز ہے، وہ تعلق ظاہری و باطنی سے آزاد ہے ایسے عاجز کے ساتھ کوئی جنگ نہیں کرتا۔

لغات :- اُفتادہ۔ پڑا ہوا۔ خاکسار۔ عاجز۔ آزادہ۔ وہ شخص جس نے ظاہری و باطنی تعلقات کے قیود سے آزادی اور رہائی حاصل کر لی ہو۔

مطلب :- میں تو اپنی عاجزی اور ہیچ مدانی کا خود اقراری ہوں۔ اگر میں نے کوئی بڑا بول بولا ہوتا کوئی دعویٰ کیا ہوتا تو حریف نکتہ چینی کرتے اور میرے مقابلہ میں آتے لیکن جب میں خود اپنی عاجزی کا اعتراف کرتا ہوں تو ایک عاجز کے ساتھ کون لڑائی پر آمادہ ہوگا۔

اوّل اندیشہ وانگہے گفتار — پائے بیش آمدست پس دیوار

ترجمہ :- پہلے سوچنا پھر بات کہنا۔ کیونکہ پہلے دیوار کی بنیاد ڈالی جاتی ہے پھر دیوار بنائی جاتی ہے۔

لغات :- پائے۔ ہر چیز کا حصۂ زیریں۔ بنیاد

مطلب۔ اس شعر میں بھی مضمون ماسبق کی تائید و تاکید ہے یعنی پہلے سوچنا سمجھنا چاہیئے پھر مُنہ سے بات نکالنی چاہیئے۔ سوچنا سمجھنا بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے اور گفتگو اُس پر عمارت بنانے کے مانند ہے۔ پس اگر بنیاد کمزور ہوگی تو عمارت بھی کمزور ہوگی۔ بنیاد ٹیڑھی اور ناقص ہوگی تو دیوار بھی ٹیڑھی اور ناقص ہوگی۔ اس جملہ معترضہ کے بعد پھر اظہار عجز و انکسار ہی کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں

نخلبندی دانم ولے نہ در بستاں۔ شاہد ہمی فروشم ولے نہ در کنعان

ترجمہ :- میں باغبانی تو جانتا ہوں لیکن باغ میں نہیں۔ شاہد فروشی کرتا ہوں لیکن کنعان میں نہیں۔

لغات :- نخلبندی۔ باغبانی۔ درختوں کا لگانا۔ شاہد۔ حسین۔ خوبصورت۔ معشوق۔ محبوب

مطلب :- میں باغبانی تو ضرور جانتا ہوں لیکن ایسا ماہر فن نہیں کہ باغ میں بھی کام کر سکوں اسی طرح شاہد تو میں ضرور بیچتا ہوں لیکن کنعان میں شاہد فروشی کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا انجام پشیمانی ہوگا۔ اس جملہ میں بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں نے سوداگروں کے ہاتھ اور سوداگروں نے مصر کے بازار میں فروخت کیا تھا۔ اس کے بعد حضرت لقمان کی حکایت بیان کرتے ہیں جس سے اس خیال کی تائید مزید ہوتی ہے کہ آدمی سوچے سمجھے بغیر کوئی کام نہ کرے۔

لقمان را گفتند حکمت از کہ آموختی گفت از نابینایان کہ تا جائے نبینند پائے نہ نہند۔ قدّم الخروج قبل الولوج

ترجمہ :- لقمان سے لوگوں نے پوچھا کہ حکمت کس سے سیکھی۔ جواب دیا کہ اندھوں سے کیونکہ وہ جب تک جگہ نہیں ٹٹول لیتے اُس وقت تک پاؤں نہیں رکھتے۔ داخل ہونے سے پہلے باہر نکلنے کی تدبیر سوچ لو۔

لغات :- لقمان۔ ایک مشہور دانشمند جن کے متعلق بعض علماء نبوت کا خیال رکھتے ہیں حکمت۔ دانشمندی۔ ہر بات کو جیسا کہ اُس کا حق ہے انجام دینا۔ ولوج۔ داخل ہونا۔ گھسنا

مطلب :- مشہور دانشمند حضرت لقمان سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپنے یہ دانشمندی کس سے سیکھی۔ حضرت لقمان نے جواب دیا کہ اندھوں سے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیونکر؟ فرمایا اسلئے کہ وہ جب تک جگہ محسوس نہیں کر لیتے اُس وقت تک پاؤں نہیں رکھتے۔ پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں اور ہر لحظہ احتیاط کا خیال رکھتے ہیں۔ مشہور مثل ہے کہ اندر جانے سے پہلے باہر آنے کا راستہ سوچ لو

ع مردیت بیازمائے وانگہ زن کن

ترجمہ :- پہلے اپنی مردی کو آزما لو پھر عورت کرو

مطلب :- یہ شعر مثال بھی کلام ماسبق کی تائید میں لائی گئی ہے۔

گرچہ شاطر بود خروس بجنگ — چہ زند پیش بازِ روئیں چنگ
گربہ شیر ست در گرفتن موش — لیک موش ست در مصاف پلنگ

ترجمہ :- اگرچہ مرغ لڑائی میں چالاک ہوتا ہے لیکن روئیں پنجہ والے باز کے سامنے کب کر سکتا ہے۔ بلی چوہے کے پکڑنے میں شیر ہوتی ہے لیکن چیتے کے مقابلہ چوہے کی مانند ہے۔

لغات :- شاطر۔ چالاک۔ چلتا ہوا۔ چابکدست۔ خروس۔ مرغ۔ روئیں۔ وہ چیز جو روئی سے بنائی جائے۔ روئی ایک دھات ہے جیسے تانبہ اور قلعی کو گلا کر بناتے ہیں۔ مصاف جائے صف بندی۔ میدانِ جنگ۔ جنگ۔ مقابلہ۔

مطلب :- اپنی خاکساری اور عاجزی کے ساتھ اپنی عاجزی کے ثبوت میں فرماتے ہیں کہ میں سب کچھ ہی لیکن مدمقابل کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوں جیسے کہ مرغ اپنی جگہ پر بڑا لڑنے والا چالاک ہے لیکن باز کے سامنے بیکار ہے اور جسطرح بلی چوہے کے لئے شیر ہے لیکن چیتے سے مقابلہ آپڑے تو چوہے کے مانند ہے۔

دین کا دوسرا نام امن ہے

اگر دین کے لئے لڑنا پڑے تو وہ جنگ درحقیقت امن ہے

(از حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب)

مولانا عبدالماجد صاحب بی اے فلسفی [illegible] نے آج کل ایک کتاب پیام امن لکھی ہے۔ اس کتاب کی بنیاد ایک یورپین کی کتاب [illegible] پر ہے مولانا نے اضافہ فرمایا ہے۔ یہ یورپین کی کتاب پروفیسر ڈاکٹر ٹیگور نے بھی [illegible] اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا سے جنگ اور لڑائی [illegible] رواج ہو۔

یورپ کی [illegible] تعلیم اور ترقی [illegible]

[illegible] یورپ میں کثرت سے ایسی کتابیں اور مضامین شائع ہوتے ہیں [illegible] کی جاتی ہے

[illegible] یہ کبھی ایسا یقین ہے [illegible] کے خلاف [illegible] ثابت ہوا ہے [illegible] مضمون بھی [illegible] ہو وہ مسلک کو معدوم [illegible] آپس میں محبت سے رہنا ایک امر محال ہے

ڈاکٹر ٹیگور [illegible]

[illegible]

میرے نزدیک ٹیگور کا یہ خیال [illegible] خلاف ہے

[illegible] آدمی ان کا لکچر سننے کو لوٹ پڑتے ہیں [illegible] ہوتے ہیں مگر [illegible] باوجود یورپ کا [illegible]

اس سے ثابت ہوا کہ ٹیگور کی تحریر [illegible] دل پر ٹیگور کے خیال نے قبضہ نہیں کیا [illegible]

لڑائی انسانی فطرت میں شامل ہے جو اس کو معدوم کرنا چاہتا ہے وہ گویا فطرت کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی بات مشہور ضرور ہوگی۔ دنیا میں اس کی تعریف بہت [illegible] مگر عمل درآمد کے وقت اس کو طاق میں رکھدیا جائیگا

یہ خیال کہ حکومت [illegible] ہوتی ہے [illegible] محض فریب نفس ہے [illegible] حقیقت یہ ہے [illegible] اتحاد میں تلوار ہے۔ کہیں [illegible] مولانا عبدالماجد [illegible] جو یہ کتاب لکھی ہے یہ بھی [illegible] معلومات دو [illegible] کرنے کی نیت سے لکھی [illegible]

یہ محض خیال خام ہے کہ دنیا سے [illegible] حکومت بھی [illegible]

جا بس کی صورتیں بدل جاتی ہیں۔ حکومت معدوم نہیں ہوتی۔ پہلے شخصی حکومت تھی اب جمہوری ہوئی۔ اسکے بعد کوئی اور صورت پیدا ہوگی پھر شخصی حکومت واپس آ جائے گی۔

جمہوری حکومت سے کیا فائدہ ہوا۔ قتل و خونریزی اس میں بھی موجود ہے۔ پس جو لوگ حکومت کو معدوم کرنا یا جنگ کو معدوم کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے دماغ کو [illegible] آرام سکون [illegible] دیتے ہیں۔

ٹیگور اور مولانا عبدالماجد اپنی بے شمار صفات حسنہ کے سبب میرے محبوب ہیں مگر ان معاملوں میں ان کی رائے سے مجھے قطعی اختلاف ہے اور میرے نزدیک وہ ایک سخت مغالطہ میں مبتلا ہیں

جو قوم کا فلسفہ بہت اچھی ہے لیکن فلسفہ ہمیشہ دماغ کو مسرور کیا کرتا ہے عمل کی [illegible] اسلام کا فلسفہ دماغ کے لئے کچھ اعلیٰ معلوم نہ ہو مگر اس کا ہر چھوٹے [illegible] فطرت کے موافق ہے۔ اور چونکہ اسلام نے لڑائی کو اپنے [illegible] مسلمانوں پر [illegible] ہے اس لئے معلوم ہوا کہ لڑائی ایک فطرتی چیز ہے [illegible]

[illegible] آیات بھی نقل کی ہیں اور فقہ کی آیات [illegible] قتل سے بھی زیادہ [illegible] فرمایا اور مسلمانوں کو [illegible] رہا ہے۔

[illegible] فساد لڑائی جھگڑا بہت بُری چیز ہے مگر جس طرح [illegible] دو پہلو [illegible] لڑائی کے بھی دو پہلو ہیں ایک اچھا اور ایک بُرا۔ بُرا تو یہ ہے [illegible]

[illegible] اچھا پہلو یہ ہے کہ اپنے [illegible] وطن کے حقوق کی حفاظت اور [illegible] کے لئے جنگ کی جائے۔ یہ آخری لڑائی اسلام نے فرض [illegible] ٹیگور کے پسندیدہ اس سے [illegible] بہتر ہے

[illegible] لڑائی کا حکم جب حکم قرآن بہت بڑا گناہ خیال کرتا ہوں مگر جب [illegible] تب آجائے تو لڑائی کو سب سے بڑا فرض سمجھتا ہوں۔

[illegible] صاحب اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو اس خاص عقیدہ [illegible] جہاد کی مخالفت میں تحریریں شائع کیں۔ جہاد تو نماز [illegible] اسلام کا ایک [illegible] ہے جو شخص جہاد کا انکار کرتا ہے وہ گویا اسلام کا انکار کرتا ہے

اسلام اور تلوار

سر سید کے شاگردوں سے ایک ہوا چلائی تھی کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ سارے ہندوستان کے مسلمان یہی کہتے تھے کہ اسلام کو تلوار سے کچھ تعلق نہیں [illegible] ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اسلام کے اندر [illegible] تلوار کے حرکات اشاعت اسلام سے کچھ تعلق نہ تھا مگر [illegible] تلوار کو [illegible] اس تلوار [illegible] تلوار سے محبت ہو گئے اور لڑائی کا [illegible] مسلمان کو سب سے [illegible] اور مسلم قومیت کا [illegible] پسندیدہ ہے۔

جمہوریت کا نام امن ہے وہاں لڑائی کی قوت کا مشاق ہے جس ملک میں جنگ کی قوت نہیں ہے وہاں امن کی صورت دیکھنی محال ہے اور چونکہ دین و مذہب کا دوسرا نام امن ہے اسواسطے جہاں جنگ نہیں وہاں دین و مذہب نہیں۔

یورپ باوجود بے دین ہونے کے لڑائی کی قوت کا عاشق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے دولت دنیا کو بنا و بچہ بنا رکھا ہے اور دولت ہی اس کی معبود ہے۔ پس اگر قوت حرب اسکے پاس نہ ہو تو اس کا یہ معزز و محبوب دولت ابھی فنا ہو جائے۔

دنیا کا ذرہ ذرہ ہر حیوان ہر انسان رات دن لڑائی کے لئے بے قرار ہے پس جو شخص لڑائی کو معدوم کرنا چاہتا ہے وہ تنازع للبقا کے فلسفہ کو نہیں جانتا اور اس کی یہ خواہش اور اس کی کتاب ہی کے اندر ہمیشہ بند پڑی رہیگی۔

العلم حجاب الاکبر

(از جناب علامہ ابوالفضل محمد احسان اللہ صاحب عباسی)

العلم یعنی دانستن۔ علم کی یہ تعریف مشہور ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ علم یعنی نہ دانستن ہے۔ علم جو فطرت انسانی میں داخل ہے وہ صرف یہ ہے کہ اللہ خالق عالم۔ قادر مطلق۔ رب العالمین اور مدبر عالم ہے اور وہ کتابیں جن میں خدا کی ان صفات کا بیان ہے اور وہ اشخاص جن کے ذریعہ سے ان کی اشاعت ہو قابل عزت ہیں۔ اس فطرتی علم کے سوا اگر کوئی علم ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ انسان جاہل ہے۔ انسان اپنے آپ کو جاہل نہیں سمجھتا ذرا سا جانا اور سمجھا کہ جان گیا اور پھر کچھ اور جانا تو سمجھا کہ اب جانا اور بہت جانا وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا۔ عجلت انسان کے مزاج میں ہے۔ جانا۔ اور کچھ جانا کہ نہیں جانا۔ اسی پھیر میں وہ عمر بھر رہتا ہے اور جب یہ جانتا ہے کہ انسان کچھ نہیں جان سکتا تو ذرا سا علم یا دانستگی اُسے حاصل ہوتی ہے۔ علم کی غرض جاننا نہیں ہے بلکہ اپنی جہالت کا پہچاننا ہے۔ جو جتنا ہی بڑا عالم ہے اتنا ہی اپنی جہالت کا بڑا معترف ہے۔ الاماشاءاللہ۔

انسان کو چیزوں کے نام صرف بتائے گئے ہیں۔ حقیقت اشیاء بتائی نہیں گئی ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (سورہ بقرہ) کا یہی مطلب ہے۔ تبدیل خیالات و تمدن کے لئے اسماء سے زائد جاننا ضروری نہیں ہے۔ اور یہ جاننا کچھ جاننا نہیں ہے محض اصطلاحات سے واقف ہونا ہے جس طرح ہندوستان کی یونیورسٹیاں کلرک پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اسی طرح چیزوں کا نام جاننا ہے۔ تاکہ آقا سائیس سے گھوڑا کھینچ کو کہے تو وہ لوٹا کھینچ کر نہ پہنچے اور یہ معلوم ہو جائے کہ یہ گھوڑا ہے۔ یہ لوٹا ہے۔ یہی اسماء اشیاء کا جاننا ہے اور اتنا ہی جاننا انتظام عالم کے لئے ضروری ہے۔ اور نقلی علوم کا تعلق اسی میں ہے۔ اور علوم عقلیہ کی تحصیل کا حاصل یہ ہے کہ یا تو عقل تھک کر اپنی جہالت کا اعتراف اور خدا ہی کا یقین کرینگے۔ علوم عقلیہ کی تحصیل میں یہی فائدہ ہے اور ایک اعتبار سے یہ بہت بڑا فائدہ ہے کہ اپنی جہالت کا یقین ہو جاتا ہے۔ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔

آنکھ کے تل میں تمام عالم کا عکس موجود ہے۔ یہ بدیہیات سے ہے۔ تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ نطفہ کے ذروں میں بہت سے ذرے یا کیڑے ایسے ہیں کہ اس میں بچہ کا مجسمہ موجود رہتا ہے۔ اور پھر یہی کیڑے مادہ رحم میں پرورش پاکر صورت انسانی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلے حکما کا یہ خیال تھا کہ جزو لا یتجزیٰ سے دنیا بنی ہے۔ جزو بھی کتنی چھوٹی کہ جزو لا یتجزیٰ کی شکل ہے یا نہیں۔ اب ایک اخیر میں یہ رائے ہوئی کہ جسے جزو لا یتجزیٰ سمجھتے تھے اس کی بھی تجزی ہو سکتی ہے لیکن بعد تجزی کے وہ مادیات سے خارج ہو جاتا ہے۔ اب ایک حکیم نے یہ دریافت کیا ہے کہ ہر ایک ذرہ عالم تمام عالم کا مجسمہ ہے۔ جس طرح شمس کے گرد سیارے اور ستاروں کے گرد اقمار ہیں فضائے محض ہے اسی طرح ہر ذرہ میں عالم ظاہری کا پرتو ہے۔ [illegible] تو جاہل ہیں؟ اپنے زمانہ کے وہ بھی عالم تھے اور اپنے وقت کے یہ بھی عالم ہیں۔ مگر دوسروں کی زبان سے عالم تھے اور ہیں۔ ورنہ وہ اپنے آپ کو عالم تو نہیں سمجھتے تھے۔ اور نہ یہ ہی سمجھتے ہیں۔ دونوں اپنی تحقیقات کو نامکمل کہتے تھے اور کہتے ہیں یا سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔ امر واقعی کا علم سوا خالق مطلق کے کسی دوسرے کو نہ تھا اور نہ ہے۔ اسی مضمون کو سقراط یا دیمقراطیس حکیم یوں بیان کرتا تھا کہ لوگ مجھے بڑا عالم سمجھتے ہیں لیکن علم کے بحر زخار و ناپیدا کنار کے ساحل تک بھی میں اپنے آپ کو پہنچا ہوا نہیں سمجھتا۔ بلکہ اپنی نادانیوں کو انتہائے علم سمجھتے تھے اور اسی کو جاہ و اہم ذوق ایک دوسرے رنگ میں کہتا ہے ع

آخرش دیکھا تو العلم حجاب الاکبر۔

شریعت و طریقت

(از جناب مولانا محمود حسن صاحب محمود۔ اسسرائیلی)

ہو کے آزردہ شریعت نے طریقت سے کہا   تجھ سے تھی گرمیٔ ہنگامۂ بازار شہود!
موجب فخر تھی میرے لئے ہستی تیری   مایۂ ناز تھا مذہب کے لئے تیرا وجود
شاہد گل کی طرح خانۂ گلریز مرا   تیرے ہی ذوق سے اک عمر رہا سرسبز و
ظلمت [illegible]   [illegible] نقش قدم [illegible]
میرے انجام میں آغاز جھلکتا تھا ترا   یعنی تھی غازۂ رخسار مرا تیری نمود
کیوں تری طرز تغافل کی سنوں شکوہ گلہ   کہہ جاتا ہے دو رشتۂ الفت مقصود
طالب "مزد" نہ تھی ہمت عالی تیری   صرف مقصود حقیقی ہی تھا تیرا مقصود
نکہت غنچۂ توحید کی آتی تھی مہک   تیری محفل میں کہاں تھا اثر عنبر و عود
اب نہ وہ گرمی و جیلانی و شبلی و جنید   اب نہ آہ ہم کوئی باقی نہ تقاضائے ہنود
اب نہ وہ بزم نہ وہ شمع شبستاں باقی   نہ وہ ساقی، نہ وہ ساغر نہ وہ دور مسعود
ہمتیں پست ہوئیں تیرے طلبگاروں کی   ہو گیا "ذوق عمل" صورت عنقا مفقود
رنگ دکھلانے لگی نفس پرستی کی ہوس   طبع آزاد ہوئی مائل اوہام ہنود
آہ۔ جس دین نے وہ خلق کو باطل سے بچا   آہ۔ جس دین نے کیں شرک کی راہیں مسدود
ڈالی اس دین میں اصنام پرستی کی بنا   آہ۔ اس دین میں پجنے لگے لاکھوں معبود
آہ۔ جس دین نے انسان کو آزاد کیا   آہ۔ اس دین میں آتی ہیں نظر آق قیود
گوش عبرت سے ذرا سن کے طریقت آخر   آپ گفتار سے دھونے لگی یوں داغ جمود
آشنا سا دل نے جانا تو گمراہ ہو نہ سکا   پرتو مہر کی صورت مرا جلوہ محدود
کون کہتا ہے کہ آئین ہیں میرے بیکار   کون کہتا ہے کہ تقلید ہے میری بے سود
میں نے تعمیر دل اقوام کو کیا مستحکم   سقف دین کے لئے تو شہ مری ہو گل عمود
استفادہ جو کیا بحر کرم سے میرے   گو ہوا مدوزم ہوں اب بھی وہ فال مقصود

طالبِ لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید
ہمچناں در عملِ معدن و کان است کہ بود

تجارت میں مسلمانوں کا حصّہ

(از جناب طفیل احمد صاحب ولایت منزل علیگڈھ)

آجکل مسلمانوں کے اخبارات میں بکثرت ادوا میں مذبذب مسلمانوں کی مالی امداد کرنے انھیں بلاسودی قرض دینے، اُن کے لئے مسلمانوں سے چندہ کر کے بنک قائم کرنے اور شہروں میں مسلمانوں کی دوکانیں کھلوانے اور مسلمانوں کو قرضداری اور سود کے چکر سے نکالنے کے متعلق مسلسل تاجرانہ مضامین نکل رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی جب جب ہندوستان میں جھگڑا ہوا ہے مسلمانوں میں اپنی دوکانیں کھولنے کی تحریک ہوئی ہے مگر وہ پائدار نہیں رہی۔ مجھے دوسرے ملکوں کا تجربہ نہیں ہے البتہ صوبہ متحدہ کے حالات عرض کر سکتا ہوں کہ یہاں مسلمان سرمایہ دار نہیں ہیں اس لیے انھیں دوکانداری، تجارت، کارخانے غرضکہ ہر قسم کے کاروبار چلانے کے لئے دیگر اقوام کے لوگوں سے روپیہ لینا پڑتا ہے۔ اس زمانہ میں سرمایہ روحِ تجارت بلکہ روحِ حیات ہے۔ اور ایسی ضروری چیز جب مسلمانوں کے پاس نہیں ہے تو وہ ہزار فکریں ماریں اُن کی تجارت نہ اُن کے ہاتھ میں آسکتی ہے نہ کامیاب ہو سکتی ہے۔ اور وہ مدت العمر سرمایہ داروں کی غلامی سے نہیں نکل سکتے۔ انھیں ہر کاروبار میں قدم قدم پر سود دینا پڑتا ہے اور وہ اپنے مروجہ عقائد کی وجہ سے سود لے نہیں سکتے۔ سرمایہ وہ دولت ہے جس سے خاصیت اور دولت پیدا کی جاتی ہے۔ ہر شخص کا پیشہ ایسا نہیں کہ وہ خود بازار میں جاکر تجارت کرے اس لئے موجودہ زمانہ میں ایسے طریقے نکل آئے ہیں کہ ہر شخص کچھ نہ کچھ اپنے روپیہ کے ملکی قومی تجارت میں گھر بیٹھے شریک ہو سکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی اندوختہ رقم بنکوں کو کمپنیوں اور سرکاری تمسکات میں لگا دے۔ ۔۔۔ اگر رقم زیادہ ہو ۔۔۔ دوکانداروں کو معین اور غیر معین منافع پر قرض دے۔ ۔۔۔ بینکوں میں سرمایہ بڑھانے کے طریقوں میں اس قدر سہولت پیدا کر دی گئی ہے کہ ایک ادنیٰ مزدور بھی اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ مثلاً ڈاکخانہ میں ایک بار ایک روپیہ جمع کر دینے کے بعد وہ چار آنہ تک جمع کر سکتا ہے اور جب ساڑھے سات روپیہ ہو جائیں تو پانچ سال کے لئے جمع کر دینے سے وہ دس روپیہ پانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ یہ ایک معمولی سی مثال ہے مگر اس ادنیٰ طریقہ سے لے کر اعلیٰ طریقوں تک مسلمان بوجہ اپنے مذہبی عقائد کے کسی سے بھی متمتع نہیں ہو سکتے۔ حتیٰ کہ اُن کے پبلک انسٹیٹیوشنوں کا سرمایہ، مساجد، وقف کی رقم اور امانتوں کا کوئی ذریعہ ۔۔۔ جس سے لاکھوں روپیہ ماہوار مستقل آمدنی ہو سکتی ہے بینکوں میں نہیں ۔۔۔ سرکاری بنکوں میں یا مہاجنوں کے پاس ۔۔۔ پڑا رہتا ہے اور بعض وقت بالکل تلف ہو جاتا ہے۔

مصر اور ٹرکی میں عرصہ ہوا سود کا مسئلہ حل ہو چکا ہے اور یہاں قومی بنک قائم ہو گئے ہیں۔ مصر کے جامعہ ازہر کے فاضل جناب الشیخ ۔۔۔ جو اسلامی قانون کے ماہر اور مذہبی صیغہ کے افسر اعلیٰ ہیں اور مفتی محمد عبدہ و دیگر علماء کے مضامین ۔۔۔ ترجمہ ہو کر اس ملک میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ ۔۔۔ اخبارات میں ایک ۔۔۔ ہو چکا ہے مگر ان کے اعتبارات ۔۔۔ ہندوستان کے ۔۔۔ اس مسئلہ کے متعلق ۔۔۔ غور کر کے ۔۔۔

(۱) یہ امر مسلم ہے کہ بجز ربا النسیہ کے جو جاہلیت کے زمانہ کا سود تھا کوئی ربو حرام نہیں ہے، چنانچہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کَلَا رِبٰوا اِلَّا فِی النَّسِیَّۃِ۔ ربوا النسیہ کی تعریف ابن جریر طبری کی تفسیر، تفسیر کبیر اور اعلام الموقعین میں بہ تبدیل الفاظ یہ ہے کہ "وہ لوگ اس عہد پر کچھ مال دیتے تھے کہ ہر ماہ مال کی ایک مقدار معین (بطور سود) کے وصول کرتے رہیں گے اور اصل مال پورے کا پورا رہیگا۔ پھر جب قرضہ کی میعاد آجاتی تو قرضدار سے اصل مال کا مطالبہ کرتے تو اگر وہ دینے سے معذور ہوتا تو قرض اور میعاد دونوں کو بڑھا دیتے۔"

ظاہر ہے کہ اس قسم کے معاملہ میں کیسانیت نہیں ہے بلکہ ایک تاوانی صورت ہے جو نہ صرف اسلام میں بلکہ موجودہ قانون انگریزی کی رو سے بھی جو ہندوستان میں رائج ہے قطعاً ناجائز ہے۔

(۲) اور اگر سود کی یہ صورت ہندوستان میں رائج بھی ہو تب شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے کی بنا پر ہندوستان میں جائز ہے جو انھوں نے لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِالْحَرْبِ کی بنا پر دیا ہے۔ بعض مسلمان دارالحرب کے نام سے گھبراتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ان پر جہاد فرض ہو جائیگا اور جمعہ کی نماز نہ ہو سکے گی۔ مگر واضح ہو کہ دارالحرب کی دو قسمیں ہیں، دارالعزار اور دارالامن۔ دارالعزار وہ ہے جہاں مذہبی ارکان ادا کرنے کی آزادی نہو۔ وہاں جہاد وغیرہ فرض ہے اور دارالامن وہ دارالحرب ہے جہاں مثل ہندوستان کے مذہبی ارکان ادا کرنے کی آزادی ہو مگر بعض احکام اسلام جاری نہوں۔ ظاہر ہے کہ ہندوستان میں احکام اسلام جاری نہیں ہیں اور ایک ادنیٰ مثال اس کی یہ ہے کہ ملکی قانون کی رُو سے ہر قسم کا سود اور سود در سود مسلمانوں سے وصول ہو سکتا ہے۔ جو خلاف شریعت ہے۔ پس مسلمانوں کے لئے جائز ہے کہ جس جس قسم کا سود انھیں غیر مسلموں کو دینا پڑتا ہے اسی قسم کا سود وہ اُن سے لے سکیں۔

(۳) اب ایک صورت سود کی مضاربت ہے جس پر علماء مصر نے بحث کی ہے۔ اُن کا قول ہے کہ اگر کسی شخص کو کچھ روپیہ تجارت کرنے کے لئے معین یا غیر معین منافعہ پر دیا جائے تو یہ سود نہیں بلکہ مضاربت یعنی تجارت کی شرکت ہے جو جائز ہے۔

جب کسی شخص کو کاشت کرنے کے لئے کوئی زمین معین لگان پر دی جاتی ہے تو وہ جائز ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ کسی دوکاندار کو معین منافعہ پر روپیہ دینا ناجائز سمجھا جائے۔

(۴) اسی مضمون کے متعلق قرآن شریف کی ایک آیت ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ تفسیر کبیر میں لفظ باطل کی تفسیر میں سود کو بھی لیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ تجارتی سود مسلمانوں میں آپس میں جائز ہے اور تجارتی سود سے مراد روپیہ کے استعمال کی بازاری قیمت ہے جس پر تمام تجارت اور کاروبار کا انحصار ہے اور جس کے لین دین میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان دنیا کی تجارت سے خارج ہو رہے ہیں۔ حالانکہ تجارت ابتدا سے مسلمانوں کا طغرائے امتیاز رہا ہے اور جس کی نسبت آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے۔ عَلَیْکُمْ بِالتِّجَارَۃِ فَاِنَّ فِیْھَا تِسْعَۃَ اَعْشَارِ الرِّزْقِ۔ یعنی لازم پکڑو تم تجارت کو کیونکہ اس میں رزق کا ۹/۱۰ حصہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اب یہی وقت ہے کہ مسلمان اپنے قومی اور مذہبی شعار یعنی تجارت کو اختیار کریں۔ ہر شخص کے پاس جو کچھ پس انداز ہے یا وہ پس انداز کرے اُسے اپنی قومی حیات کی بقا کے لئے دوکانیں کھلوانے میں لگائے۔ دوکانداروں کو روپیہ دینے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) عام مضاربت یا شراکت جس میں روپیہ دینے والا اور کام کرنے والا نفع نقصان دونوں میں شریک ہوں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ روپیہ والا معین منافعہ ٹھیرا لے

(۳) اور تیسری صورت یہ ہے کہ روپیہ والا یہ ٹھیرا لے کہ اُس کے روپیہ پر کم سے کم اتنے فیصدی منافع ملیگا اور اگر زیادہ منافع ہو تو حصہ رسد ملے۔ ایسٹ انڈین ریلوے جب جاری ہوئی تو اس کے حصے اسی ضمانت پر فروخت ہوئے تھے کہ حصہ داروں کو کم سے کم چھ فیصدی منافعہ ملے گا اور نظام اسٹیٹ ریلوے میں بھی یہی شرط ہے غرضکہ ان تینوں صورتوں میں سے جو صورت حسب حال ہو اختیار کی جائے۔ مگر جب تک کہ سرمایہ کا پیدا کرنا، بچانا، اُسکو بڑھانا مسلمان نہ سیکھیں گے اور اپنی دکانوں کے لئے اپنا سرمایہ فراہم نہ کریں گے تب تک تجارت میں کامیابی سے خیال است و محال است و جنوں۔

سود تجارت میں

ایک صاحب نے بلوچستان سے جواز سود کے لئے مجھ سے استفسار کیا ہے عموماً ایک قسم کی بیداری مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے اور اپنی حالت کا احساس ان میں شروع ہوا ہے اور اب یہ سمجھتے ہیں کہ تجارت ہی ایک ذریعہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن ایک غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ بغیر سودی لین دین کئے ہوئے موجودہ زمانے میں تجارت کرنا مشکل ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ سودی لین دین تجارت میں معین نہیں ہے بلکہ مضر ہے۔ اصل خط اور اُس کا جواب جو میں نے لکھا ہے دونوں کی نقلیں مسلمانوں کی آگاہی کے لئے میں شائع کرتا ہوں۔ بدقسمتی سے میں نے اس کے خط شائع کرنے کی اجازت حاصل نہیں کی اس لئے بجائے نام کے فرضی نام الف لکھا جاتا ہے۔

"جناب من تسلیم۔ مجھے آپ کے نادر مضامین دین و دنیا و دیگر رسالجات میں دیکھنے موقع ملتا ہے۔ جن سے آپ کی علمی قابلیت و وسعت معلومات کا پورا اثر انسان کی طبیعت لیتا ہے۔ میں خوش ہوں کہ ہم مسلمانوں میں آپ جیسی برگزیدہ ہستیاں بھی موجود ہیں جو دین کے ساتھ دنیاوی عزت بھی حاصل کرنے کی تلقین کرتی ہیں۔ میں ایک تاجر پیشہ شخص ہوں جسے بے دین غیر مذاہب کے لوگوں سے لین دین کا واسطہ پڑتا ہے اور روپیہ پر سود دینا اور لینا پڑتا ہے۔ اس معاملہ کو ہمارے علماء نے حرام قرار دے دیا ہے حالانکہ میری ناچیز رائے میں سود لینا کسی چیز کی طرح روپیہ کا کرایہ ہے۔ اس لئے میں آپ کی قیمتی رائے اس معاملہ کے متعلق لینا چاہتا ہوں کہ سود کی تشریح و تعریف کیا ہے اور اس کی ممانعت کیوں ہے اور جو سود آج کل معاملات میں لیا دیا جاتا ہے وہ مطلب انہیں تاکہ اصلی حقیقت سے باخبر ہو کر میں سود کے ناروا ہونے کی حالت میں مزید گناہ سے بچوں اور درست ہونے کی صورت میں فائدہ سے محروم نہ ہوں۔ امید ہے کہ بواپسی ڈاک اس کی پوری تشریح کر کے مجھے ممنون و مشکور فرمائیے گا۔ فقط۔ راقم۔ الف"

"جناب من۔ السلام علیکم۔ میری تحریرات سے آپ نے خیال کیا ہوگا کہ میں آزاد خیال رکھتا ہوں اور مذہبی باتوں میں قرآن اور صحیح حدیثوں کے سوا کسی کی رائے اور قول کا پابند نہیں ہوں اور ضرورت زمانہ کے مطابق ہر وقت علماء کی کثرت رائے اور اجتہاد کو قابل عمل عوام کے لئے جانتا ہوں اور علماء متبحر کو ہر وقت اجتہاد کا مجاز سمجھتا ہوں لیکن خود اپنے آپ کو علمی کم بضاعتی کی وجہ سے اجتہاد کے قابل نہیں سمجھتا۔ زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو اس کا مجاز سمجھتا ہوں کہ ائمہ سابق نے جن مسائل میں اختلاف کئے ہیں اُن کی مختلف فیہ رایوں میں سے کسی ایک کو مرجح سمجھوں۔ میں اہل سنت والجماعت ہوں۔ میں سنیوں اور شیعوں میں جو مسائل مختلف فیہ ہیں اُن میں بھی قول صحیح کو میں اپنی سمجھ اور معلومات کے مطابق جانچنے کی کوشش کرتا ہوں۔ باوجود اس غیر معمولی آزادی کے جو مجھ کو ہے میں سود خواری کو کسی حالت میں جائز نہیں سمجھتا اور نہ مجھے یہ علم ہے کہ ائمہ سابقہ نے کبھی اسے جائز خیال کیا ہے۔ ائمہ نے وہ مصالح جن پر ناجوازی سود مبنی ہے بہت مفصل بیان کئے ہیں ان پر میں موجودہ زمانے کی حالتوں پر لحاظ کر کے دو باتیں اور اضافہ کرتا ہوں۔ ممکن ہے کہ علماء سابق نے ان کو ذکر کیا ہو لیکن میں نے کسی کتاب میں انھیں نہیں دیکھا۔ مجھ سے کوئی لغزش ہو تو خدا معاف کرے۔

(۱) سود خواری تجارت کے منافی ہے اور تجارت بہترین ذریعہ قومی اور ذاتی ترقی مال و دولت کا ہے۔ تجارت کی ترغیب دینے کے لئے یا تجارت کے لئے مسلمانوں کو مجبور کرنے کے لئے شارع نے زکوٰۃ کو فرض کیا ہے تاکہ لوگ روپیہ کو نفع کے لئے خرچ کریں ورنہ سالانہ زکوٰۃ میں رفتہ رفتہ روپیہ غائب ہو جائے گا۔ اور روپیہ کو نفع پر لگانے کی حالت میں سود حرام کر دیا تاکہ روپیہ والے خواہ مخواہ تجارت میں روپیہ لگائیں۔ گھوڑے کو چابک لگاتے ہیں کہ وہ دوڑے اور جب وہ دوڑنا چاہتا ہے تو لگام کھینچتے ہیں کہ وہ دوڑنے نہ پائے ... اسی طرح مسلمانوں کو تاجر بنانے کے لئے زکوٰۃ واجب کی گئی ہے اور سود خواری حرام کی گئی ہے۔ وجوب زکوٰۃ کے اور اور بھی مصالح ہیں۔ اس مضمون کی اغراض کے لئے اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ حرمت سود میں صرف اتنی ہی مصلحت نہیں ہے۔ اس مضمون کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے الاسلام طبع ثانی کی فصول ۸ و ۱۰ دیکھئے۔ یہ کتاب میں جہاں تک خیال کرتا ہوں آپ کے شہر میں ضرور ملے گی۔ تلاش کیجئے۔ اگر آپ کا یہ خیال ہو کہ سود خواری میں بہ نسبت تجارت کے زیادہ نفع ہے تو کتاب مذکور کے صفحہ ۱۴۴ میں بغداد کے ایک تاجر اور ایک بڑھیا کی حکایت پڑھئے۔ اس حکایت کے پڑھنے کے بعد تعجب ہوگا کہ تجارت کے فوائد سے لوگ ناواقف ہیں۔ فوائد سے واقف ہونے کے بعد ہمت بڑھتی ہے اور ہمت ...

(۲) اب رہا سود پر روپیہ لینا۔ سود لینے والا گنہگار ہے ... اگر کوئی شخص سودی روپیہ لینے کے لئے مجبور ہے۔ تو مجبوری حرام چیزوں کو بہت ... میں حلال کر دیتی ہے۔ مقامی نقیہوں سے حالات بیان کر کے فتویٰ پوچھئے لیکن اگر آپ کا

یہ خیال ہو کہ بغیر سود دئے ہوئے ترقی نہیں ہو سکتی، تجارت نہیں چل سکتی تو یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ سودی روپیہ سے تجارت کرنا تجارت نہیں ہے قمار بازی ہے۔ نفع ہوا تو اتنا کہ خیال بھی نہ تھا اور نقصان ہوا تو اتنا کہ دیوالہ نکل گیا۔ یورپین قومیں تجارت میں کتنی ہی بڑھ جائیں لیکن ان کی حالت میں وہ بات واستقلال کہاں جو مسلمان تاجروں کو گزشتہ زمانے میں حاصل تھا۔ سودی روپیہ سے تجارت کرنا قمار بازی ہے تجارت نہیں ہے۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے بہت سی کتابیں ہیں جن میں اس کا ذکر ہے اسے پڑھ کر آپ کو معلوم ہوگا کہ سودی روپیہ سے تجارت کرنا یوں قمار بازی ہے۔

(۳) میں آپ کی طرف تجارت سے ناواقف نہیں ہوں۔ واقف ہوں اور تصدیق کرتا ہوں کہ غیر مذہب والوں سے سود لے کر آپ نہ لیجئے۔ ہاں کسی قدر اس کے ہاتھ کھینچنا اس سے بہتر ہے کیونکہ ہم مذہب اپنے بھائیوں کو سود دے کر ان کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے ہم مذہبوں کو قرض دو تو ان سے سود نہ لو۔ قصدا وعدہ خلافی کی تو ہم بہت نقصان اٹھائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ اپنا وعدہ پورا نہ کرنا بھی سود کی میں داخل ہے۔ امید ہے کہ ہم تمام مسلمان عمل کریں۔ عزیم القدر تجارت پیشہ حضرات خصوصاً جن کی ذات میں کم ایسے لوگ ہیں جو اب اس سے پرہیز کرتے ہیں اور سود دینا اسی طرح درست سمجھتے ہیں۔ تاجر اس قدر تجارت کرتا ہے اپنے روپیہ سے وہ تجارت کرتا ہے۔ سودی روپیہ لیکر کاروبار کرنا کاغذ کی ناؤ چلانا ہے۔ آئے دن یورپ اور ہندوستان میں جو دیوالے نکلتے رہتے ہیں ان کی زیادہ تر ان کے اسباب یہی ہیں کہ کاغذ کی ناؤ چلتی تھی بالآخر بھیگی اور پانی میں بیٹھ گئی۔

"بہی خیرخواہ" محمد احسان اللہ

حرص و قناعت

از جناب مولوی محمد منظور فاضل الہ آبادی

"موجودہ حالت پر قائم رہنا اور ترقی کی خواہش نہ کرنا، بلکہ اپنی حالت پر صبر و شکر کرکے زیادہ کی خواہش نہ کرنا۔ تھوڑے پر راضی ہو جانا، تقدیر پر بھروسہ رکھ کر تگ و دو نہ کرنا، دوسروں کی ترقی دیکھ کر حسد نہ کرنا، اور کسی سے سبقت لے جانے کو گناہ سمجھنا قناعت ہے۔ اور حرص دوسروں سے سبقت لے جانے، ترقی و عروج کی خواہش، موجودہ حالت پر قناعت نہ کرنے، اور زیادتی ہوس کو کہتے ہیں۔

ممکن ہے کہ بعض حضرات اس تعریف سے اتفاق نہ کریں۔ لیکن اخلاقیین نے جو کچھ بتایا ہے وہی میں نے عرض کیا۔

اخلاق انسانی میں قناعت و حرص دو ایسی اہم خصلتیں ہیں جن پر ترقی و عروج اور نکبت و ادبار کا دارومدار ہے۔ ایک قوم ان میں سے ایک کے اختیار کرنے سے ہم زرقی کی طرف گامزن ہے تو دوسری قوم دوسری خصلت پر عمل پیرا ہو کر نکبت و ادبار، ذلت و عسرت کے قعر عمیق میں بے خبر پڑی ہے۔

سوال یہ ہے کہ "قناعت افضل ہے یا حرص، حرص قابل عمل خصلت ہے یا قناعت، قناعت پر عمل کرنا چاہئے کہ حرص اختیار کرنا لازمی ہے"۔

میں آپ سے دریافت کرتا ہوں، غور کر کے، خوب سمجھ کے، نشیب و فراز دیکھ کر جواب دیجئے کہ آپ قناعت کو ترجیح دیتے ہیں یا حرص کو؟ اور آپ قانع ہونا پسند فرمائیں گے یا حریص؟

آپ فرمائیں گے قناعت اور حرص کا مقابلہ یعنی چہ؟ زمین کو آسمان سے کیا نسبت اور یقیناً آپ کبھی حریص ہونا پسند نہ کریں گے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ آپ اس سے سخت ناراض ہوں گے اور ناخوش کہ لوگ حریص کہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہم کو عہد عتیق کا فلسفۂ اخلاق یہی بتاتا ہے۔ قناعت کی خوبیوں سے دفتر کے دفتر سیاہ ہیں اور حرص کی مذمت سے کتابیں بھری ہیں۔ لیکن میرا ذاتی خیال یہ ہے اور "ہر کسے را بہر خیال خویشتن خبطے دارد" کہ قناعت پست ہمتی، تقدیر پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہنے، سستی، کاہلی اور غیر مستقل مزاجی کا دوسرا مگر مہذب نام ہے۔ اور حرص سیری رنج کے، عالی بلند ہمتی، عزم و استقلال، محنت و کوشش، جانفشانی و عرق ریزی، چالاکی و چابک دستی اور سرگرمی کو ایک صورت اور ایک لفظ میں کہتے ہیں۔

سو میں ۹۹ ایسے ہیں جو مانتے ہیں کہ حرص نہایت قابل نفرین عیب ہے اور قناعت ہی اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہے۔ حریص ہی حرص کرتے ہیں۔ بخلاف اس کے ایک صدی آدمی مشکل سے ملے گا جو واقعی قناعت پر یقین رکھتا ہو اور قناعت کرتا ہو۔

میں تو کہتا ہوں کہ ایک آدمی ایسا مشکل سے ملے گا جو واقعی قناعت کرتا ہو۔ بخلاف اس کے نامزدگی ترقی اور ترقی کے خواہشمند ہیں۔ میں دریافت کرتا ہوں کون ایسا شخص ہے جو اچھا بننا نہیں چاہتا اور ترقی کی خواہش نہیں رکھتا۔

ایک عابد زاہد سے لیکر دنیادار جاہل تک یہی خواہش رکھتا ہے کہ اپنی موجودہ حالت سے ترقی کر کے اعلیٰ مراتب کو پہنچے۔ ایک بلند ہمت سوداگر اسی کا خواہشمند ہوگا کہ اگر دو ہزار کا مال آج فروخت کیا ہے تو کل چار ہزار کا بیچنا چاہئے۔ ایک عادل رعایا کی فلاح و بہبود کا عاشق بادشاہ یہی چاہیگا کہ گزشتہ سال سے زیادہ رعایا کو آرام اور امن حاصل ہو۔ ایک صمیم العزم طالب علم اگر پار سال دوسرے درجہ میں کامیاب ہوا ہے تو کوشش کریگا کہ اس سال اول درجہ میں پاس ہو۔ تو کیا آپ کے نزدیک یہ خواہشیں، کوششیں، آرزوئیں بیجا ہیں؟

ایک اہل قلم بڑی محنت و کاوش سے اگر ایک کتاب تصنیف کرے تو کیا اس کو اسی ایک تصنیف پر قناعت کرنا چاہئے اور آئندہ تصنیف کرنا گناہ سمجھنا لازمی ہے۔ یقیناً ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ اگر اس نے پہلی تصنیف ایک سال میں کی ہے، تو دوسری تصنیف کو چھ مہینے میں تمام کر دینا چاہیگا۔

ایک اخبار یا رسالہ کے منیجر کی کیا یہ کوشش کہ گزشتہ سال سے اس کے اخبار یا رسالہ کی اشاعت زیادہ ہو، بیجا ہے؟

ایک کمپنی اگر دوسری کمپنیوں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرے تو ناجائز نہیں۔

ہم کو تاریخ بتاتی ہے کہ جو قومیں حریص رہیں وہی پھر عروج و ترقی پر آفتاب تاباں ہو کر چمکیں، اور جو قوم قناعت پسند ہوئی وہ چاہ نکبت و ادبار میں گری۔

تاریخ شاہد ہے جب تک مسلمان حریص رہے، مسلمانوں میں حرص رہی ہر قسم کی ترقی کی، وہ علم کے ایسے حریص تھے کہ ذرا ذرا باتوں کی تلاش میں سینکڑوں میل پُر خطر سفر کرتے تھے، اور جب تک تلاش و جستجو کی حرص ان میں رہی ہزار ہا ایجادات و اختراعات کیں۔ کیا مسلمانوں سے پہلے بھی کہیں گھڑی تھی، یا کسی کو دعوے ہے کہ عربوں سے پہلے نل (دیا نپ) استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ سب کب تک رہا؟ جب تک ان میں علمی حرص موجود تھی۔

دولت و ثروت کی حرص ہی تھی جو ان کو کشاں کشاں پکڑی ہوئی تجارت کے سلسلے میں دنیا کے گوشے گوشے میں لئے پھرتی تھی۔ حکومت و ریاست کی حرص اُن کو ہندوستان لائی، اور یورپ لیگئی ملک گیری، تاجداری کی ہوس ہی تھی جو مسلمانوں کو آٹھ سو برس تک اسپین کا مالک بنائے رہی اور آٹھ سو برس تک ہندوستان پر سلطنت کراتی رہی۔

ممکن ہے کہ لوگ اختلاف کریں لیکن میرے نزدیک اُن کی مذہبی تبلیغ و اشاعت کی حرص کی بدولت آج چالیس کروڑ مسلمان دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ کیا آپ اُن لوگوں کو بُرے الفاظ میں یاد کریں گے جنہوں نے حریص بن کر اپنے وطن چھوڑے اور دنیا میں پھیل گئے۔ میں آپ سے بالکل سچ عرض کرتا ہوں کہ ہم اپنے اسلاف کی حکومت و ریاست، دولت و ثروت کی حرص کی وجہ سے آج ہندوستان میں ۸ کروڑ آباد ہیں۔

اپنے بزرگوں کی دولت و ثروت جاہ و جلال کا حال کتابوں میں دیکھئے۔ کیا ان کی دولتمندی قناعت سے تھی۔ اگر ایسا ہے تو ہم کو زیادہ دولتمند ہونا چاہیئے کہ تقدیر پر بہت زیادہ بھروسہ کر کے کسی قسم کی کوشش نہیں کرتے اور اپنی حالت قانع ہیں۔

ذرا نظر اُٹھا کے دیکھئے ہمارے برادرانِ وطن ہم سے کس قدر زیادہ حریص ہیں۔ میں بالکل سچ کہتا ہوں کہ مسلمان اس وقت جو تمام اقوام عالم سے پیچھے ہیں، اس کا سبب صرف حرص کا فقدان ہے۔

ان کو جانے دیجئے آج جو تمدن و تہذیب کے علمبردار خیال کئے جاتے ہیں اُن کی ہیجانہ حالت پر غور کیجئے، علمی حرص ان میں ہے، تجارتی حرص ان میں پائی جاتی ہے، مذہبی حرص اور حکومت کی حرص ان میں موجود ہے، یورپ والوں نے خصوصاً طور پر جو کتابیں عربی یا فارسی کی چھاپی ہیں کس تحقیق و جستجو کے ساتھ۔ یہ نہیں بلکہ جو ہاتھ آیا وہ جوں کا توں چھاپ دیا، عمر خیام کی رباعیات دیکھئے کسی ملک نے بھی سوائے یورپ کے اس خوبی کے ساتھ چھاپا ہے۔

ان کی تجارت پر نظر کیجئے، جو کام کرتے ہیں کیسی بلند آہنگی اور بلند ہمتی کے ساتھ کس قدر حریصانہ کوششیں کرتے ہیں، حد امکان ترقی اور بڑھانے کی فکر میں رہتے ہیں، ایک کمپنی اخبار نکالتی ہے، لاکھوں کی اشاعت ہو جاتی ہے لیکن یہی کوشش ہوتی ہے کہ اور ترقی ہو تو بہتر ہے، بخلاف ہمارے کہ ایک معمولی رسالہ نکالتے ہیں۔ چند ہزار کی اشاعت کو انتہا ترقی خیال کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں اور ببانگ دہل کہتا ہوں کہ حریص بنئے اور حرص اختیار کیجئے مگر نہایت زور سے کہوں گا کہ حریص بنئے لیکن ظلم و ستم اور حسد و غضب سے بچئے طمع کو پاس نہ آنے دیجئے۔ حرص اور طمع میں ایک بیّن فرق ہے، جس کو اہل ذوق کی نگاہیں محسوس کرتی ہیں۔ ہر نیک کام میں حرص محمود ہے اور جس طرح بُرا کام بُرا ہے اسی طرح اس کی حرص بھی مذموم ہے، جو بحث سے خارج ہے۔ دولت کی حرص کر کے دولت خوب بڑھائیے لیکن فرائض نہ بھولئے۔ بخل نہ کیجئے، کسی ہنر کو حریصانہ حاصل کیجئے۔ لیکن ماہر بن کر مغرور نہ بنئے۔

میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ جو کام آپ کرنا چاہتے ہیں، کیجئے لیکن حریصانہ کیجئے۔ اگر آپ کسی امر میں حریصانہ کوشش نہ کریں گے تو یاد رکھئے کبھی آپ اُس میں کامیابی حاصل نہ کریں گے۔

قناعت صرف بُرے کاموں میں محمود ہے اور اچھے کاموں میں مذموم، قناعت سے کوئی انسان کسی امر میں ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ اگر تمام آدمی قانع ہو جائیں تو دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے، حالانکہ حریص ہونے پر تمام کام بہت خوش اسلوبی سے سرانجام پاتے ہیں بشرطیکہ حرص بے لوث ہو۔

اُصول زندگی

(از جناب منشی معین الدین صاحب)

دماغ اور جسم، موت اور حیات کے تعلقات یقیناً بعید الفہم ہیں مگر سائنس و فلسفہ کے غواص جنہیں دعوے ہے جدید تحقیقات کے آبدار موتی سے دامن معلومات کو مالا مال کرنے کا۔ آئیں اور اس بحر تعلقات میں گھس کر جواہر انکشافات کو غوطہ زن ہو کر تہ دریا سے نکال تو لائیں؟ میں کہتا ہوں انھیں سر آئزک نیوٹن کا ہمزبان ہونا پڑے گا۔ ضرور ہونا پڑے گا

ہم عالم و باخبر ہیں۔ مانا ہم نے — دیکھا بھالا بہت زمانا ہم نے
لیکن جو کچھ کہ ہم نے جانا اُس سے — اتنا جانا کہ کچھ نہ جانا ہم نے

مثل مشہور ہے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَر یا اَلْعَالِمُ مَنْ سَئَلَ بِجَهْلِهٖ۔ عقل و دانش۔ فہم و ادراک پر ناز کرنے والے انسان! تو ضعیف البنیان ہے۔ اُسے عقل دی گئی ہے لیکن ایک حد تک اُسے فہم و ادراک کا مادہ عطا ہوا ہے مگر ایک اندازے کے ساتھ تیری دانش اسی قدر ہے جتنا تجھے سکھلایا گیا ہے۔ اے نحیف انسان! اگرچہ تجھے آسمانی مقدس کتاب میں خطاب کیا گیا ہے اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ اور اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ یہ سب کچھ ہے مگر اس کے ساتھ ہی ساتھ

وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا بھی ہے۔ بس تیری بہتری اسی میں ہے کہ تو اقرار کرے یہ کہکر سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ؂

کیا فائدہ فکر بیش و کم سے ہوگا ہم کیا ہیں جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے جو کچھ ہوگا، تیرے کرم سے ہوگا

تمھارا پیچیدہ مگر نازک حقیقی تن بدن (جسے بعید مشین سمجھو) کیسے کیسے حیران کن جلیل الشان امورات کے انجام دہی کی استعداد رکھتا ہے جن کی زندہ امثال فلسفۂ تاریخ پیش کرنے کو موجود ہے۔ نامناسب ہوگا اگر تمثیلاً کہا جائے کہ اہرام مصری کے بانی تم تھے۔ جبل پرینیز (Pyrenees) کی چوٹی پر ہو کر پار اتر جانے والے تم تھے۔ ہاں! تمھیں میں سے بعض کا تو مدعا یہ تھا کہ اس گردون گرداں کے تلے کوئی شے ناممکنات سے نہیں۔ لفظ "ناممکن" احمقوں کے لغات میں ہو تو ہو مگر اس لفظ ہی سے تمھیں ہمیشہ انکار رہا ؂

منصور نے تو جبل میں حق کو بلا لیا کیا وہ بھی کام ہے کہ جو تدبیر سے نہ ہو

ہینبال پر یونان جتنا فخر کرے تھوڑا ہے۔ درۂ خیبر کے اکھاڑ پھینکنے والے پر اسلامی دنیا جتنا ناز کرے اکم ہے۔ کلمبس تم میں تھا۔ لقمان تمھارے تھے۔ اسکندر اعظم تمھارا ہی کہلاتا ہے۔ ولنگٹن، ونیلسن کی بھی ہستی کچھ کم نہ تھی۔ ابھی ایسے ہزاروں موجود ہیں مگر یہ تو بتلاؤ کہ لیسے عجائبات و نادر امورات کن ذریعوں سے انجام دئے۔ یہی تمھاری ہستی ہے جو تھوڑی سی غفلت میں تودۂ خاک ہو جاتی ہے تو بس تم اس کی حفاظت کرو۔ ذرا اچوک ہوئی اور سمجھ رکھو کہ اس کے خمیازے تمھیں بری طرح بھگتنے پڑینگے۔ میں کہتا ہوں یہ تم پر منحصر ہے کہ جسم کو تم ایسا معبد بناؤ جس میں اسرار حقیقت کی پرستش ہو یا اس کو ایسے خوفناک ویرانہ میں لا بساؤ جہاں اس پر کسی دیکھی آنکھ آنسو روتی ہو ؂

زندگی مختصر ہے اور کام انجام دینے کو بہت۔ انسانی قیام اس دنیا میں بہت ہی تھوڑے دنوں کے لئے ہوتا ہے اور وہ بھی مقرر وقت تک۔ اس تھوڑے سے وقت میں ہر ایک شخص کو اپنی قوت کے مطابق وہ کام پورا کرلینا چاہئے جس کے لئے وہ دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اور یہی زندگی کا اصل مقصد ہے ؂

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

کل کا قاعدہ ہے کوئی پرزہ ذرا بگڑا اور وہ کام کرنے سے رہا۔ میں کہہ چکا ہوں انسانی جسم کو ایک مشین سمجھو جسکی ساخت نادر و انوکھی ہے۔ جب کبھی کوئی جزو بے قاعدہ بے ترتیب ہوتا ہے تو تمھیں دیکھو کیسے نڈھال ہو جاتے ہو۔ طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔ اور تم کام کرنے کے لائق نہیں رہتے ؂

چو عضوے بدرد آورد روزگار دگر عضوہا را نماند قرار

خداوند تعالیٰ نے جسم انسانی کی ترتیب، جوڑ، اسباب و ساخت میں بڑی آراستگی رکھی ہے جو خوشنما ہونے کے علاوہ بہت ہی نازک و دقیق ہے۔ اس کی ابتری و بربادی کو حرف فاش غلطی ہی نہ سمجھو بلکہ سراسر گناہ کبیرہ ہے۔

سُنا ہے۔ نعوذ باللہ۔ خداوند بزرگ و برتر اگر انسانی اعصاب سے منعفت چوتا تو صحت جسمانی کو مقدم رکھتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ بدنی صحت کو کتنی اہمیت ہے۔ تم نے ضرور سُنا ہوگا "صحیح دماغ صحیح بدن انسانی" یہ سچ ہے کہ اچھے دماغ کا ہونا بھی اچھے بدن کے ہونے پر موقوف ہے۔ اور جب تمھارا دماغ صحیح نہیں تو تم دنیا کے کام کے نہیں عبادت الٰہی جو تخلیق انسانی کی غایت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ بن نہیں پڑسکتی جب تک صحت نصیب نہو۔ جوانی کی عبادت کیوں پسندیدہ ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اس وقت انسانی اعضاء کے قویٰ عالم شباب میں رہتے ہیں۔ ارکان عبادت پورے پورے طور پر ادا کئے جا سکتے ہیں اور یہی مطلوب ہے۔

(ملخص)

افکار کبار

(مرتبہ جناب جلیل صاحب عظیم آبادی)

(۱) کوئی شخص اس استاد سے زیادہ خطرناک نہیں جو صرف اسی قدر جانتا ہو جس قدر کہ اسے طلباء کو بتانا ضروری ہو۔ (گوئٹے)

(۲) دانا اور احمق صبر دونوں ہی کرتے ہیں مگر احمق رو دھو کر چپ ہوتا ہے اور دانا مشروع ہی سے قضا پر نظر کرکے خاموشی اختیار کرتا ہے۔ (نامعلوم)

(۳) عقلوں کی لڑائی دیکھنے سے زیادہ دنیا میں کوئی تماشا عمدہ نہیں۔ (مامون خلیفہ)

(۴) دلیل سے غالب ہونا میں بہ نسبت زور سے غالب ہونے کے زیادہ پسند کرتا ہوں (مامون خلیفہ)

(۵) عادت کا اختیار کرنا آسان ہے مگر اختیار کرنے کے بعد چھوڑنا مشکل بلکہ محال ہو جاتا ہے۔ (جلیل)

(۶) علم جب محدود نہیں تو طلب کی بھی کوئی حد نہ ہونی چاہئے۔ (علامہ ابن العلا)

(۷) میرے علم کی معراج یہ ہے کہ میں نے سمجھ لیا ہے کہ مجھے کچھ نہیں آتا۔ (سقراط)

(۸) دنیا کی ہر چیز قید کی جاسکتی ہے مگر دل قید نہیں کیا جا سکتا۔ (جلیل)

(۹) شریف کی یہ پہچان ہے کہ اپنے بڑے کو دبائے اور چھوٹے سے خود دب جائے۔ (مامون خلیفہ)

(۱۰) دو دوستوں کے لئے کوئی جگہ تنگ نہیں اور دو دشمنوں کے لئے سارے جہان میں بھی وسعت نہیں ہے۔ (امام خلیل بصری)

( ) بچو دین میں جھگڑا کرنے سے اس واسطے کہ وہ دل کو کام کی باتوں سے باز رکھتا ہے اور نفاق پیدا کرتا ہے (امام جعفر صادقؓ)

( ) جب تم دیکھو کہ ایک قوم جھگڑنے میں بہت چست ہے اور عمل میں سست تو سمجھ لو کہ خدا کی بھیجی ہوئی آسیب یہی ہے (امام اوزاعی)

( ) دولت کو عدل سے آباد کرو۔ ظلم تو اس کا ڈھا دینے والا ہے۔ (مامون خلیفہ)

( ) مجکو عفو میں ایسا مزہ آتا ہے کہ ثواب ملنے کی توقع نہیں۔ (مامون خلیفہ)

( ) علماء اہل وسعت ہیں اور مفتی ہمیشہ اختلاف کرتے رہے ہیں۔ (حضرت یحییٰ ابن سعید)

( ) میں جو کچھ علم و حکمت کی باتیں جانتا ہوں اگر انپر عامل ہو جاؤں تو یہ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ میں اور زیادہ جانوں اور ان پر عمل نہ کروں۔

رسائل کی روح

ضبطِ نفس

جب تک ضبطِ نفس کی مشق نہ ہو تب تک انسان دنیا میں کوئی فضیلت حاصل نہیں کرسکتا۔ مشق شروع سے رفتہ رفتہ بڑھ سکتی ہے۔ بعض نفسانی خواہشات ہیں جیسے کہ ایک درخت کی جڑ سے کئی تنے نکل کر ہر ایک تنا ہزار شاخوں میں پھیلتا ہے۔ مثلاً بسیار خواری کی عادت، تعطل اور بیکار رہنا، شہوات پر تھوڑا سا بھی دباؤ نہیں۔ اور مال کے تماشے، آرائشاتِ جسمانی، بناؤ سنگار، دل بہلاؤ کے کھیل، تماشے، بازاری دل لگی اور فضول معقولات وغیرہ جن کی جڑ کاٹنی چاہئے کہ ان کی شاخوں کا قلع قمع ہو۔ جو شخص روزانہ کبھی عطلت اور بیکاری کو چھوڑ نہیں سکتا اور ایک بندۂ شکم اور پیٹ کا رکھنے والا کبھی ممکن نہیں کہ دماغ میں شہوانی خیالات پیدا نہ ہونے دے۔ اس کا آسان علاج فاقہ کشی ہے مگر افسوس کہ فی زمانہ نیک زندگی کے حاصل کرنے کے ذرائع قطعاً مفقود ہیں۔ ہر چند کہ ضبطِ نفس کی عادت بغیر کوئی نیکی میسر نہیں ہوسکتی۔ مگر اس صفت کو عام طور پر لغو سمجھا جاتا ہے اور اس کے حاصل کرنے کے بجائے حماقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ فاقہ کشی اور روزہ دار شخص کو متعصب ملا خیال کرتے ہیں۔ تم نیک بننے کی عمر بھر آرزو کرتے رہو، جب تک فاقہ کشی نہ سیکھو گے تب تک نیکی ارمانِ دل رہے گا۔ فاقہ کشی بغیر ضبطِ نفس کی عادت پیدا کرنا ایسا ہے جیسے کہ ٹانگوں کی مدد بغیر کھڑا ہونا۔

(کانفرنس گزٹ)

انسان کی روحانیت

اگر ہم انسان کی قوتوں پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کی وسعت محض شہوانی زندگی تک نہیں بلکہ اس سے پرے تک پہنچتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک جنگلی انسان کی خواہش اپنی حفاظت تک محدود ہو مگر کثرت سے اقوامِ انسانی ایسی ہیں جن کی حالت اس سے مختلف ہے۔ ان کی آنکھوں اور کانوں کے ذریعہ سے دماغ میں وہ روشنی پہنچتی ہے جو ہماری زندگی کے اس حصہ کو منور کرتی ہے جسے حیوانی یا مادی زندگی سے کچھ تعلق نہیں۔ ہمیں رنگوں کے تناسب، حسن و صورت اور آوازوں کی موزونیت میں خاص لطف آتا ہے۔ حیوانی زندگی کو ان کی مطلق ضرورت نہیں۔ انسان محسوس کرتا ہے کہ اس میں حیوانی احساس کے علاوہ ایک اور احساس بھی ہے جسے روحانی کہنا چاہئے کیونکہ اگر ہم اسے نفس مانیں تو ایک خاص سلسلہ فطرتی تمیزوں، احساسات اور قوتِ ارادی کا محض بیکار رہ جاتا ہے۔ انسان ایسی اشیاء سے بے حد مسرت اور لطف حاصل کرتا ہے جنہیں ان کے حیوانی احساس سے کچھ تعلق نہیں۔ آسمان پر خوش نما اور خوش رنگ دھنک کو دیکھ کر کتے یا گھوڑے کو کچھ احساس نہیں ہوتا۔ حالانکہ انسان اس سے لطف اٹھاتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس کے دیکھنے سے اس کی روحانی زندگی پر اثر پڑتا ہے جو اس کی نشو و نما کے لئے ضروری ہے۔ یہاں تک کہ بچے بھی اس لطف کا اظہار کرتے ہیں۔ لوری یا گانا سننے سے انہیں بھی مزہ ملتا ہے۔ خوبصورت پھول دیکھنے سے وہ بھی اسی طرح خوش ہوتے ہیں۔

(نظام کالج اردو میگزین)

علم الحقیقت

انسان کی زندگی کا سب سے اچھا اور بہترین شغل یہ ہے کہ اپنے وجود کائنات عالم کے سلسلۂ تخلیق پر غور کیا کرے۔ جو شخص علم الطبیعات کو غور و توجہ سے مطالعہ کیا کرتا ہے اور چشمِ حقیقت بین سے اس عالم کی ہر ایک شئے کو دیکھا کرتا ہے تو اس کو عالم کے ہر ذرے ذرے سے خالقِ کائناتِ عالم کے وجود کا کافی ثبوت مل جاتا ہے اور ہر ایک شئے عالم کی اور اس کا سلسلۂ تخلیق اور نیز اس کے کامل انتظام کے قابلِ اطمینان شہادت اس کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ ایسا آدمی جس وقت اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھتا ہے تو وہ اس وسیع اور لاحد و دنیا عالم میں یہ دیکھتا ہے کہ سب سے [illegible] روشنی دکھانے والا کرۂ آتشین یعنی آفتاب اپنی مقررہ جگہ پر قائم ہے اور ہزاروں سیارے اپنی رفتار پر گردش کر رہے ہیں اور کئی ستارے ایسے بھی ہیں جو اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ یہ بھی دیکھتا ہے کہ دمدار ستارے صرف دوسرے ستاروں کی قوتِ کشش اور روشنی کی وجہ سے گردش کر رہے ہیں۔ [illegible] یہ منظر اس کو حیرت زدہ [illegible] ہر وقت گردش کیا کرتے ہیں مگر کوئی ستارہ دوسرے سے [illegible] اور نہ ایک دوسرے سے [illegible] اور جب وہ زمین کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کو اس قسم کے [illegible] کی طرح بے شمار زمین کہتے ہیں کہ وہ ہر چیز چھوٹی اور بڑی ایسی ہستیاں دکھائی دیتی ہیں جن کا شمار [illegible] ہر ایک کی شکل و صورت مزاج و طبیعت ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں اور نہایت حیرت انگیز طریق عمل پر ایک معینہ [illegible] ہر وقت گردش کر رہی ہیں اور بقا و فنا [illegible] کو جوڑے ہوئے ہیں۔

اللہ اکبر! [illegible] علم کا فہرست دل پر روشنی ڈالتی ہے اور اس کے عکس میں انسان تمام ہستیوں کے وجود اور ان کی منازل کو اور [illegible] وسیع اور اعلیٰ انتظام کی مشین کو ہر وقت چلتے ہوئے دیکھتا ہے۔ [illegible] ہیبت کا اس پر طاری ہو جاتا ہے اور اس وقت وہ قہری طور پر ایک جلال کے سامنے سر نیاز و اطاعت خم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جس قدر اس پر مذکورہ بالا حقیقتیں واضح ہوتی جاتی ہیں [illegible] وہ خالقِ کائناتِ عالم کی تسبیح و تہلیل کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ [illegible] اس کی زندگی ایک سلسلۂ عبادت میں [illegible] ہو جاتی ہے اور اس وقت وہ دل [illegible] جس میں ایسی عقل کامل ہو اور ان میں ایسی مافوق الفطرت قوت و قدرت پائی جاتی ہو جو تمام موجودات کا مکمل انتظام کر سکے۔

کیا کوئی شخص دعویٰ کرسکتا ہے کہ میں ایک مکھی یا ایک اچھی چیز کے تک کو پیدا کر دوں گا۔ اور کیا دنیا میں کوئی دوسری ذی شعور قوت ہے کہ جو تمام ذی روح ہستیوں کو کھلا کر اور خود بلا غذا کے جتنی اور جس قدر کہ ان کو غذا کی ضرورت ہوتی ہے پہنچا سکتی ہے۔ کیا کوئی انصاف سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ایک ناچیز کنکر کو بھی کوئی بے شعور قوت پیدا کر سکتی ہے۔

(رسالہ شباب اردو)

حقیقی عزت

انسان کی اصلی شرافت روح کی نیکی و پاکیزگی سے حاصل ہوتی ہے اور یہی وہ عزت ہے جسکو سچی عزت کہہ سکتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ بظاہر بھی مرتبہ و وقار بادشاہوں کی خوشنودی سے حاصل ہوتا ہے یا کبھی مال و دولت کی وجہ سے بھی کوئی خطاب مل جاتا ہے۔ مگر حقیقت میں یہ عزت وہ نہیں ہے جو روح کی نیکی اور پاکیزگی سے انسان حاصل کرتا ہے۔ قابلِ عزت وہ خطاب ہے جو بنی نوعِ انسان کی نیکی اور بھلائی کے کرنے کی وجہ سے ملا ہو، یا ملک کی خدمت کے صلہ میں عطا ہوا ہو۔ بلکہ اصلیت تو یہ ہے یہی وہ خطاب ہے جو خطاب دینے والے اور خطاب پانے والے دونوں کو سچا افتخار [illegible]

بخشتا ہے۔

دنیا میں ظاہری وقار انسان کو اعلیٰ اعزاز کے مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ سیم و زر ذلیل طبیعت کے انسان کو اعلیٰ اعزاز کے مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ سیم و زر ذلیل طبیعت کے انسان کو شریف بنا سکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب کبھی کوئی شجاع و بہادر اپنے شریف اجداد کی شجاعت و بہادری کے جوہر کو ورثہ میں پاتا ہے تو وہ البتہ عزت و خطاب کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور جب وہ خوبیاں جو جوہر شرافت ہیں اس میں موجود نہ ہوں تو وہ حقیقت میں کسی عزت و مرتبے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایسے شخص کو اچھے آدمی یہ کہینگے کہ یہ خود بھی ذلیل ہے اور اس نے اپنے بزرگوں کو بھی ذلیل کر دیا ہے

خاندانی اعزاز اس وقت قابل عزت و قابل قدر ہو سکتا ہے جب تو کسی شخص میں وہی خوبیاں ہوں جو اس کے اجداد میں تھیں اور جو شخص خود نالائق ہے وہ کیا اپنے بزرگوں کی لیاقت و عزت پر فخر کر سکتا ہے۔ ایسے آدمی کی مثال اس شخص سے ہے جو مناسب ہو کہ جو چوری کر کے کسی عبادت گاہ میں پناہ لینے کی غرض سے داخل ہو جائے۔ (شباب اُردو)

تم کیسے ناخدا ہو

(از جناب ماسٹر باسط بدایونی)

درویش باصفا ہو، تم مرد باخدا ہو ۔۔۔ منزل سے آشنا ہو ہادی ہو پیشوا ہو!

خضر رہ طریقت، رہبر ہو رہنما ہو ۔۔۔ شیدائے زہد و طاعت پابند اتقا ہو

روشن ہے سب جہاں پر تم کون اور کیا ہو

سجدہ میں یوں گھسا ہے بسوں جبیں کو تم نے ۔۔۔ شرما دیا ہے جس سے ماہ مبیں کو تم نے

سینچا یا فیض باطن ہر ہم نشیں کو تم نے ۔۔۔ سرسبز کر دیا ہے اہل زمیں کو تم نے

اسرار معرفت سے تم خود آشنا ہو!

تم ہو سلف سے اب تک شیدائے دین و ملت ۔۔۔ مذہب کی جان و دل سے کرتے ہو تم اشاعت

گمراہوں کو دکھائی تم نے رہ ہدایت ۔۔۔ تم مبلغ ہو تم پیشوائے خدمت

ہمدرد قوم تم ہو تم درد آشنا ہو!

ہم دل سے کہہ رہے ہیں تم فرد ہو یگانہ ۔۔۔ وہ خوبیاں ہیں تم میں جن کا نہیں ٹھکانہ

ہر لب پہ ہر زباں پر ہے آج تک فسانہ ۔۔۔ خادم ہے تمہارے ششدر ہیں ہر زمانہ

باطن میں بادشاہ ہو ظاہر میں اک گدا ہو

نرغے میں کفر کے ہو دنیائے دیں ستم ہے ۔۔۔ اس طرح ظلم ڈھائے جانے بڑی ستم ہے

دشمن ہوں جان و دل کے یوں اہل کیں ستم ہے ۔۔۔ اس پہ بھی گر ہو تم خلوت گزیں ستم ہے

ڈوبا میں ہو تمہارا تو کس کا آسرا ہو

ہم دین کو چھوڑ دو تم اب گوشۂ عبادت ۔۔۔ تبلیغ دین حق ہو مذہب کی ہو اشاعت

بھٹکے ہوؤں کو لاؤ سوئے رہ ہدایت ۔۔۔ فضل خدا سے ہر دم حاصل ہے تم کو طاقت

باطن میں [illegible] ۔۔۔ [illegible] ظاہر میں [illegible]

باہر نکل کے دیکھو حالت ہے جو ہماری ۔۔۔ اس وقت ہے ضرورت اب دین حق کی

ساحل ہے دور آ سکتا دور اتنی اندھیری ۔۔۔ طوفاں کا سامنا ہے منجدھار میں ہے کشتی

گوشہ نشین ہو کر تم کیسے ناخدا ہو! (درویش)

قرآن پاک اور غیر مسلم

مسٹر کوشی نوا شجی قرآن کریم ان مضامین میں جو بجلی کی طرح دل پر اثر کرتے ہیں۔ اس کتاب کے حسن کا جلوہ نظر آتا ہے اور جس قدر ہم ان مضامین پر زیادہ غور کرتے ہیں وہ اور زیادہ ہمیں اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یعنی وہ زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہے وہ ہمیشہ فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے۔ اور آخر کار فرحت آمیز تحیر میں ڈالتی ہے۔ اسلئے ہم بے اختیار اس عجیب و غریب کتاب کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(کوارٹرلی ریویو آف لندن)

اقوال نبی

اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِمِ (ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے یعنی اگر کوئی شخص آئینہ دیکھے تو جسطرح آئینہ اس کے چہرے کے تمام داغ دھبے اور عیوب بتلاتا ہے اسی طرح ہر مسلمان بھائی کو چاہیئے کہ اپنے مسلمان بھائی کے عیوب اس کو بتلائے تاکہ وہ اپنی اصلاح میں مصروف ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ عیوب کسی دوسرے شخص سے بیان نہ کرے۔ جیسا کہ آئینہ میں یہ وصف ہے کہ اگر اس کے بعد کوئی دوسرا شخص آئینہ کے سامنے کھڑا ہو تو وہ پہلے شخص کے عیوب اس کے سامنے ظاہر نہیں کرتا)۔

اِسْتَعِيْنُوْا عَلَى الْحَوَائِجِ بِالْكِتْمَانِ - اپنی ضرورتوں میں پوشیدگی سے مدد چاہو اپنی حاجت کی طلب علانیہ کرنا مناسب نہیں۔ عوام کی نظروں سے چھپا کر کام کرنا چاہیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کے مختلف لوگ خواہشمند ہوتے ہیں اگر کھلم کھلا اس کو حاصل کرنا چاہو تو کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر پوشیدہ سعی کی جائے اور مطلب حاصل ہو تو ہو المراد۔ اگر مطلب حاصل نہ ہوا تب بھی ہم چشموں میں سبکی نہیں ہوتی کیونکہ ان کو معلوم ہی نہیں کہ فلاں شخص بھی اسکی طلب میں تھا (واعظ)

حضرت علیؓ اور حسینؓ

ایک روز شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے چند سوالات فرمائے اُس کے جو برجستہ جوابات آپنے دئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

س۔ اے صاحبزادے! انتظام کیا چیز ہے؟

ج۔ بابا جان! برائی کو بھلائی سے دفع کرنا۔

س۔ شرافت کیا چیز ہے؟

ج۔ قبیلہ والوں سے موافقت۔ اور اُن کی تکالیف کی برداشت۔

س۔ بخشش یا سخاوت کیا چیز ہے؟

ج۔ تنگدستی و فراخدستی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا۔

س۔ بخیل کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ انسان کا اپنی عزت کو خراب کر کے مال کی حفاظت کرنا۔

س۔ بزدلی کس کو کہتے ہیں؟

ج۔ دوست پر جرأت کرنا اور دشمن سے بھاگنا۔

س۔ تونگری کیا چیز ہے؟

ج۔ نفس کا راضی ہو جانا اُس چیز سے جسکو اللہ نے اسکی قسمت میں لکھا ہو اگرچہ وہ تھوڑی ہو

س۔ علم کیا چیز ہے؟
ج۔ غصہ کو پی جانا اور نفس کو اپنے قابو میں رکھنا۔
س۔ عزت کیا چیز ہے؟
ج۔ اللہ سے زیادہ ڈرنا اور اس بارہ میں بڑے سے بڑے شخص سے لڑنا یعنی اسکی پروا نہ کرنا
س۔ ذلت کیا چیز ہے؟
ج۔ صدمہ پہنچنے کے وقت گھبرا جانا
س۔ تکلیف کیا شے ہے؟
ج۔ لایعنی گفتگو کرنا۔
س۔ بزرگی کیا ہے؟
ج۔ تاوان بھرنا۔ اور جرم معاف کرنا۔
س۔ سیادت کیا شے ہے؟
ج۔ بھلائی کرنا۔ برائی چھوڑنا۔
س۔ کمینہ پن یا بے وقوفی کس کو کہتے ہیں؟
ج۔ کمینہ لوگوں کی اتباع۔ اور گمراہوں کی صحبت۔
س۔ غفلت کس کو کہتے ہیں؟
ج۔ مسجد کو چھوڑنا اور فسادی کی تابعداری کرنا۔ (واعظ)

ریاضت حضرت رابعہ بصریؒ

روایت ہے کہ حضرت بی بی رابعہ بصری یاد الٰہی میں ایسی مستغرق رہتی تھیں کہ آپنے چالیس سال تک سلسلہ بھر آرام نہ فرمایا۔ آپ شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھا کرتی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے اوصاف حمیدہ کے ساتھ آپ کو حسن ظاہری بھی کمال درجہ کا عطا فرمایا تھا۔ آپ کی ریاضت و حسن و جمال کا شہرہ سنکر حضرت حسن بصریؒ نے جو ایک جلیل القدر بادشاہ تھے ۔ ۔ ۔ آپ سے نکاح پڑھانے کی استدعا کی۔ تاکہ دونوں ملکر یاد الٰہی میں مشغول رہیں۔

حضرت رابعہ بصریؒ نے جواباً کہا کہ مجھ کو چار تکلیفیں ہیں۔ اگر صحت ہوگئی تو نکاح پڑھا لوں گی خواجہ حسن بصریؒ نے حکما حاذق کو حضرت بی بی رابعہ کی خدمت میں بھیجا۔ آپنے ان سے کسی بات کا اظہار نہ کیا۔ اور کہا کہ خواجہ صاحب سے جا کر کہدو کہ بی بی رابعہ اپنے امراض کا احوال بجز اُن کے اور کسی سے بیان نہ کرے گی

الغرض حضرت حسن بصری بذات خود تشریف لے گئے اور احوال دریافت فرمایا۔

بی بی رابعہؒ نے کہا۔ خواجہ صاحب! مجھے چار تکلیفیں یہ ہیں ا۔

اوّل یہ کہ روز ازل میں میں نے قالوا بلیٰ کہا ہے یا نہیں۔ اور دونوں سجدے کئے ہیں یا صرف ایک۔

دوسرے یہ نہ معلوم قیامت کے روز نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں ہوگا یا بائیں میں۔

تیسرے مجھے اس بات کا علم نہیں کہ مرتے وقت میرا ایمان سلامت رہیگا یا نہیں۔

چوتھے خدا جانے میرا حشر کونسے فرقہ کے ساتھ ہوگا۔

خواجہ حسن بصریؒ ان باتوں کو سنکر حیران رہ گئے۔ اور کہا۔ میں بھی ان آرزاؤں سے خالی نہیں الغرض آپ کے دل میں اثر ہوا۔ اور فوراً سلطنت چھوڑ کر رہ مولا اختیار کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے اندر کاملین میں سے ہو گئے۔

بارہ دگر بی بی رابعہ کو کہا کہ مجھے بھی چاشنی حق حاصل ہوگئی ہے اب تو اپنے نکاح میں قبول کرلو بی بی رابعہ نے کہکر دریافت کیا کہ اے حسن! کیا واقعی یہ سچ ہے۔ جواب آیا بیشک اسے سچ سمجھنا چاہیئے۔

حضرت بی بی رابعہ نے پھر کہا کہ اے حسنؒ شاید تونے یہ حدیث نہیں سنی کہ طالب المولیٰ مذکر ہے پس جب میں اس کی طالب بن گئی تو اس کی ذاکر ہوئی اور اس کے ذاکر کو ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کرنا درست نہیں

یہ سنکر خواجہ حسن بصری ایسے متعجب ہوئے کہ گفتگو کی مجال نہ رہی اور آپنے خاموشی اختیار کی۔ یاد حق ہو تو ایسی ہو۔ ریاضت اس کا نام۔ ریاکاری کس کام کی کسی نے کیا اچھا شعر کہا ہے

جب نہ ہو یاد خدا دل میں تو ہے کیا فائدہ ہاتھ میں ہر وقت گر تسبیح صد دانہ رہے

(مرج البحرین)

اسلامی مساوات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جبالا ایک کاسی شاہ مشرف باسلام ہوکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ امیر المؤمنین کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کرے۔ وہ شہر میں بڑی طمطراق اور شان و شوکت سے داخل ہوا۔ اسکی مسلمانوں کی طرف سے معقول خاطر و مدارات اور خیر مقدم کیا گیا۔ جب وہ طواف کعبہ میں سرگرم تھا ایک غریب مسلمان بھی اپنے فرائض کی انجام دہی کر رہا تھا۔ طواف کی حالت میں اس کے لباس کا ایک گوشہ شاہی کندھوں سے چھو گیا۔ یہ معلوم کرتے ہی جبالا نے غیظ و غضب اور غصہ سے نہایت زور میں ایک مکا اس کے منہ پر مارا۔ جس سے اس غریب کے دانت ٹوٹ گئے اس واقعہ کا باقی ماندہ حصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کے یادگار الفاظ میں بیان کرنا چاہیئے جو آپ نے ابو عبیدہ رضؓ کو جو سپہ سالار افواج شام تھے لکھے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے:۔

"اور وہ غریب شخص میرے پاس آیا۔ اور دادرسی کے لئے استغاثہ دائر کیا۔ میں نے جبالا کو بلایا۔ جب وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تونے اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ کیوں اس سختی کا برتاؤ کیا۔ اس نے جواب دیا کہ اس شخص نے میری توہین کی۔ اگر مجھے کعبہ کی بزرگی کا خیال نہ ہوتا تو اسے اسی جگہ قتل کر ڈالتا۔ میں نے جواب دیا کہ تیرے الفاظ میں جرم کا وزن ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی تو خود جرم کا اقراری ہے۔ اگر تو اس سے معافی مانگ لے جب بھی قانونی سزا تجھ دی جائے گی۔ جبالا نے جواباً کہا۔ میں بادشاہ ہوں اور وہ ایک معمولی آدمی ہے۔ میں نے جواب دیا۔ شاہ ہو یا گدا ہو قانون کی آنکھ میں سب برابر ہیں۔ تم دونوں مسلمان ہو۔ پھر چھوٹا بڑا پن کاہے کا ہے۔ اس نے پھر التجا کی کہ کل تک مہربانی فرما کر سزا میں تعویق کر دیجئے۔ میں نے مجرم کی خواہش کے بموجب ایک دن کی تعویق منظور کر لی۔ رات کو جبالا بچ نکلا اور بیت المقدس سے مل گیا۔ لیکن خدا تجھکو اسپر اور اس جیسے اوروں پر فتحمندی بخشنے گا۔" (سیرت عمریہ)

(نظام المشائخ)

انتخاب آفرینش عقل ہے نورِ چشمِ اہلِ بینش عقل ہے
لوحِ گردوں پیش پا اُفتادہ ہے ربعِ مسکوں پیش پا اُفتادہ ہے
عقل سے کھلتا ہے رازِ جان و جسم عقل ہے مشکل کشا ہر طلسم
عقل مرہم ہے جہاں مجروح ہے عقل فاتح ہے جہاں مفتوح ہے

معلومات

قوت اور کشش

اس رسالہ کے ناظرین سب جانتے ہونگے کہ کشش اُن تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے جو مادی کہلاتی ہیں۔ جہاں کہیں مادہ ہے کشش ضرور موجود ہے، عام طور پر اُسکی جو شکلیں نظر آتی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو کشش اتصال کہلاتی ہے۔ یہ کشش ہر مادی چیز کے ذروں میں کم و بیش موجود ہے اس کے سبب سے ہر چیز کے ذرے ایک دوسرے سے ملے جلے رہتے ہیں۔ اگر یہ کشش نہ ہوتی تو دنیا میں کوئی چیز مشکل نظر نہ آتی اس کشش کے سبب سے مختلف مادی چیزوں کے ذرے آپس میں ملکر نئی نئی شکلیں بناتے رہتے ہیں۔ لوہا کیا چیز ہے؟ مادی ذروں کا ایک مجموعہ ہے جو آپس میں ایک دوسرے سے نہایت گہرے طور پر وابستہ ہیں۔ مٹی کیا چیز ہے؟ یہ بھی مادی ذروں کا ایک مجموعہ ہے، مگر انہیں ذروں کا ملاپ اسقدر گہرا نہیں ہے جیسا کہ لوہے میں ہے۔ اسی سبب سے مٹی کا ٹکڑا تھوڑی سی طاقت لگانے سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے برخلاف اس کے لوہے کے ٹکڑے کو توڑنے کے لیے بہت بڑی طاقت کی ضرورت ہے۔ ایک کشش وہ ہے جو کشش شعری کہلاتی ہے۔ اس کے سبب سے تمام مسامدار مادی چیزیں پانی جیسی سیال چیزوں کو اپنے اندر جذب کرتی ہیں۔ اسفنج کو دیکھو کہ وہ پانی کو کس طرح اپنے اندر جذب کرتا ہے، اور ایک اور کشش ہے جو کیمیائی کشش کہلاتی ہے اس کے سبب سے عنصر یعنی مفرد چیزیں ایک دوسرے سے ملتی اور مرکب چیزیں بناتی ہیں۔ یہ مرکب چیزیں اُن مفرد چیزوں کی نسبت جن سے ملکر وہ بنتی ہیں صفات اور قوام کے لحاظ سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً آکسیجن اور ہیڈروجن دو ہوائی عنصر ہیں۔ اُن کے آپس میں ملنے سے پانی بن جاتا ہے، اور پانی کے خواص اور صفات ان دو ہوائی مفرد چیزوں کے خواص اور صفات سے جداگانہ ہوتی ہیں، کھانے کا نمک کلورین اور سوڈیم سے ملکر بنتا ہے، کاسٹک جس کے چھونے سے بدن سیاہ پڑ جاتا ہے اور جل جاتا ہے، شورہ کے تیزاب اور چاندی سے ملکر بنتا ہے۔ ایک اور کشش ہے جو مقناطیسی کشش کہلاتی ہے۔ یہ وہ کشش ہے جس کے سبب سے مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے، ایک مشہور کشش وہ ہے جو برقی کشش کے نام سے موسوم ہے۔ ایک وہ کشش ہے جو کشش ثقل کہلاتی ہے اس کے سبب سے زمین اُن تمام چیزوں کو جو اس پر موجود ہیں اپنی طرف کھینچتی ہے پتھر کو کیسی ہی بڑی طاقت سے آسمان کی طرف پھینکو وہ ضرور زمین پر [illegible] گا، اس سے بھی زیادہ شاندار وہ کشش ہے جو تمام ستاروں کے درمیان موجود ہے، ہر ستارہ دیگر ستاروں کو اپنی طرف کھینچتا رہتا ہے مثلاً [illegible] تمام ستاروں کو کھینچ رہی ہے، اسی طرح سورج زمین چاند اور دیگر ستاروں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ اسی کے سبب سے ہر ستارہ اپنے خاص مدار میں حرکت کرتا ہے، اور کوئی ستارہ کسی اور ستارہ سے ٹکرانے نہیں پاتا۔

نباتات اور حیوانات میں جو کشش اتصال موجود ہے اس کے سبب سے اُنکے اجزا باہم پیوستہ رہتے ہیں اور وہ شعری کشش کی مدد سے اپنی غذا کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔

غرضکہ تمام مادی اور حیوانی دنیا کی زندگی کا مدار کشش پر ہے اور کشش قدرتی طور سے اُن کے اندر موجود ہے اور اپنا کام ہر وقت کرتی رہتی ہے۔ اگر کشش اس عالمگیر طریقہ سے دنیا کی تمام مادی چیزوں میں نہ پائی جائے تو یہ بات یقینی ہے کہ نظام کائنات کا شیرازہ بالکل بکھر جائے اور اس لامحدود فضا میں جس کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں ہے گرد و غبار کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔

حیوانی دنیا میں بھی کشش اپنا جلوہ نمایاں طور پر دکھاتی ہے۔ محبت بھی ایک کشش ہے، اس کشش میں اور اُس کشش میں جو دنیا کی تمام مادی چیزوں میں پائی جاتی ہے، اعتباری فرق کے سوا اور کوئی فرق نہیں ہے، وہی ایک چیز ہے جو مختلف شکلوں میں جلوہ گر ہے، ذرا خیال کرو کہ ہم میں سے ہر انسان اپنی ذات سے محبت رکھتا ہے اور اگر وہ کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو یہ محبت بھی وہ اپنی ذات ہی کے لیے کرتا ہے۔ محبت کی کوئی شکل اور کوئی قسم کیوں نہ ہو ہر صورت میں اُس میں اور اُس عالمگیر کشش کے درمیان کوئی بین فرق نظر نہیں آتا جب کوئی بچہ اپنی فطرت پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ ہر چھوٹی چیز کو جو اُس کے سامنے آئے منہ میں لیتا ہے اور اُس کو نگل لینا چاہتا ہے۔ اور اگر کوئی بڑی چیز اُس کے سامنے آئے جس کو وہ منہ میں نہیں رکھ سکتا تو اُس کو اپنی چھاتی سے لگا لیتا ہے اور اگر کوئی شخص اُس چیز کو چھیننا چاہے تو جہاں تک اُس کے امکان میں ہے اُس کو اپنے سے جدا کرنا نہیں چاہتا، اور اگر وہ چیز اُس سے چھین لی جائے تو چیخ مار کر رونے لگتا ہے۔ رفتہ رفتہ بچہ کو اس بات کی تمیز ہونے لگتی ہے کہ کون سی چیز اُس کے لیے مفید ہے اور کونسی چیز اُس کے لیے مضر ہے، اُس حالت میں وہ صرف مفید چیزوں کو لیتا اور مضر چیزوں کو پھینک دیتا ہے۔ یہ مضر چیزوں کو پھینکنے اور اپنے سے دور رکھنے کی عادت مجبوری سے پیدا ہوتی ہے، نہ رغبت سے، عام طور پر تو ہر بچہ اس بات کی طرف مائل ہے کہ وہ ہر چیز کو اپنی طرف کھینچے اور کسی چیز کو ہاتھ سے نہ دے، خواہ وہ چیزیں اُس کے کار آمد ہوں یا نہ ہوں۔ یہ ٹھیک نمونہ اُس کشش کا ہے جو مادی اجسام کے درمیان موجود ہے۔

(ماخوذ)

کم مایہ لوگوں کیلئے وسائلِ معاش

ربڑ کی مُہر کی سیاہی

اس سے قبل کی اشاعت میں ہم ربڑ کی مہریں بنانے کا مکمل طریقہ ناظرین دین و دنیا کے لیے درج کر چکے ہیں۔ لیکن چونکہ ربڑ کی مہریں چھاپنے کے لیے سیاہی بھی مخصوص ہوتی ہے لہٰذا اس جگہ ہم اُس کے بنانے کا قاعدہ اور طریق استعمال بھی درج کیے دیتے ہیں تاکہ ہمارے وہ بیکار بھائی جو بدقسمتی سے علم سے بے بہرہ اور نوکری سے مایوس ہو کر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں اور کسی ہنر کے نہ جاننے کی بنا پر اپنی اور اپنے متعلقین کی شکم پُری کا کوئی ذریعہ نہیں رکھتے اس کے تیار کر لینے کے بعد تنگدستی کی ناگفتہ بہ تکالیف سے بآسانی نجات حاصل کر سکیں۔

دو تین نسخے درج ذیل ہیں ان میں سے جس کو آسان اور ارزاں پائیں بنائیں اور خاطرخواہ نفع حاصل کریں:۔

(۱) اینی لن نیلا رنگ، ۳ ڈرام۔ آب مقطر ۱ ڈرام۔ ایسی ٹک ایسڈ دو ڈرام ایلکوحل ڈیڑھ اونس۔ گلیسرین ساڑھے چھ اونس۔

ان تمام اشیاء کو ملا کر حل کر لیا جائے۔ اور بوتلوں میں بھر لی جائے۔ اگر سُرخ رنگ شامل کرنا ہو تو ایسی ٹک ایسڈ کو شامل نہ کرنا چاہیے۔

(۲) ٹینن (Tannin) ایک حصہ اور پانی ایک حصہ دونوں کو دو حصے گلیسرین میں ملا کر استعمال کرنے کے قابل سیاہی تیار ہو جاتی ہے۔ دوسرے رنگوں کی اگر سیاہی تیار کرنی منظور ہو تو ٹینن کی جگہ حسب خواہش رنگ ملا لینے چاہئیں۔

(۳) ایک اونس نگروسن (Nigrosine) ۲ ڈرام گلیسرین۔ ۹ ڈرام سلیکا سلوشن (Silica Solution) اور آٹھ اونس پانی۔ ان سب کو باہم اچھی طرح ملا لینا چاہیے۔ یہ نہایت عمدہ سیاہ رنگ کی روشنائی بن جائیگی جو ربڑ کی مہر سے نہایت عمدہ چھاپہ دیگی۔

مُہر پر سیاہی لگانے کی گدّیاں

اوّل تو ان گدیوں ہی کا تیار کرنا بجائے خود ایک ایسا کام ہے جس سے ایک ناخواندہ بآسانی اپنی اور اپنے متعلقین کی روزی پیدا کر سکتا ہے اور اگر تمام گھر والے اس کام کو مل جل کر کریں تو ایک دن میں پانچ چھ روپے روز کما لینے کچھ دشوار نہیں۔ اس طرح کہ ایک لکڑی کے چھوٹے سے ہموار تختہ پر نمدہ کی ایک تہ تختہ کے برابر کاٹ کر رکھی جائے اور ایک تہ اُس سے کسی قدر کم۔ یہ نمدہ جس کی یہ دو تہیں تراشی گئی ہیں پتلا ہونا چاہیے زیادہ موٹا ہو ورنہ گدّی بہت زیادہ بلند ہو جائیگی۔ پھر تھوڑی تھوڑی روئی اس طرح بچھائی جائے کہ درمیان سے تختۂ مذکور کے سروں تک ہموار ڈھلاؤ پیدا ہو جائے۔ پھر اس روئی اور نمدے پر دو کپڑے کی تہیں نمدہ سے تقریباً انگل انگل بھر زیادہ رکھکر چیڑ کے تختہ میں باریک کوکوں (چھوٹی چھوٹی کیلوں) سے جڑ دی جائیں۔ یہ گدّی تیار ہوگی۔ اب اس گدّی کو قائم اور محفوظ رکھنے کے لیے ٹین کے خوبصورت بکس تیار کرا لیے جائیں اور اُس میں گدّی کو سریش وغیرہ سے چپکا دیا جائے۔ یہ بکس سوداگروں اور مہر کنوں کی دوکانوں پر بہت زیادہ مقدار میں فروخت ہو سکتے ہیں۔ بکسوں پر وارنش وغیرہ کا پالش کر کے اُس کو خوبصورت کر لینا چاہیے۔ اگر خود پالش نہ کر سکتے ہوں تو ہر شہر میں کنگروں کی دوکانوں پر عمدہ اور پانی سے نہ دھلنے والا رنگ ہو سکتا ہے۔

دوسرے ان گدیوں کو تر رکھنے کے لیے بھی ایک مرکب تیار کیا جاتا ہے جس کے تیار کر لینے سے اچھی خاصی بافت ہو سکتی ہے۔ یہ مرکب ہر مہر خرید کرنے والے کے لیے ضروری ہے ورنہ گدّی خشک ہو جانے کے بعد بیکار ہو جاتی ہے۔ اور یہ مرکب گدّی کو خشکی کی خرابی سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس مرکب کے تیار کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ:۔

۳۵ حصہ جیلے ٹین کو ۳۰۰ حصے پانی میں جوش دیکر گرم حالت میں فلالین کے ذریعہ سے چھان لیا جائے اور ۶۰۰ حصے گلیسرین ملا کر پھر آگ پر اس قدر پکایا جائے کہ ایک ہزار حصے پانی جل جائے۔ اب مرکب ہذا میں حسب خواہش رنگ ملا کر بوتلوں میں بھر لیا جائے۔ اول اس مرکب سے گدّی کو تر کر دینا چاہیے۔ اگر اتفاقیہ گدّی خشک ہو جائے تو پانی اور گلیسرین سے تر ہو سکتی ہے۔

کاغذ اور رُوئی کی ڈلیاں

یہ کام بیچاری بیوہ عورتیں اپنے پیٹ پالنے کے لیے کر سکتی ہیں۔ اگر بوڑھے اور مسن مرد بھی اس کام کو کریں تو کم از کم دوسروں کے محتاج نہیں رہ سکتے اور اپنی عمر کا بقیہ حصہ بآسانی بسر کر سکتے ہیں۔

سطحی نظر سے دیکھنے میں اگرچہ یہ کام نہایت معمولی ہے لیکن اس میں بڑی بات یہ ہے کسی قسم کا سرمایہ لگانے کی ضرورت نہیں صرف ہاتھ پاؤں کی محنت اور ردی کاغذ اور پُرانے روئی سے یہ کام چل سکتا ہے۔ ایک دن میں تقریباً دس ڈلیاں ایک شخص تیار کر سکتا ہے، اور فی ڈلیا اگر ۳ پائی بھی قیمت قرار دی جائے ایک روپیہ چودہ آنے کی مزدوری ہو سکتی ہے۔ یہ ڈلیاں اس طرح بنائی جاتی ہیں کہ:۔

ردی کاغذ اور روئی اور کھریا مٹی کو ہموزن اتنے پانی میں بھگوتے ہیں کہ کاغذ اچھی طرح گل جائے۔ اور کم از کم اتنے ہی عرصہ تک یہ چیزیں بھیگی رہنی چاہئیں کہ کاغذ اچھی طرح گلکر اس مرکب کی لگدی سی بن سکے۔ اب اس مرکب کو کسی پتھر کے ہتّھے سے اچھی طرح کوٹ لینا چاہیے جب ایک ذات ہو جائے تو جتنی بڑی ڈلیا بنانی ہو اُس کے موافق اس مرکب کی ہموار بیلن سے بیل کر روٹی سی بنائی جائے اور کسی اُلٹے گھڑے پر ڈالکر چاقو سے کونے برابر تراش کر کنارے گھڑے کے باہر کی جانب موڑ دیے جائیں اور درمیان میں پیندی اسی مرکب کی بنا کر قائم کر دی جائے اور اس ڈلیا کو باہر کا ہاتھ لگا کر چکنانے کے بعد دھوپ میں خشک کر کے گھڑے پر سے اُتار لی جائے۔

(جاری ہے)

سوالات

مذہبی

(۹۹۱) اسم اعظم مع فوائد جاننا چاہتا ہوں۔ (کے۔ ایس۔ بی۔ ایم۔ ذکریا)

(۹۹۲) کسی مجبوری کی وجہ سے کوئی شخص نماز مسجد میں ادا نہیں کر سکتا تو کیا وہ گھر میں اپنی اہلیہ اور ہمشیرہ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کر سکتا ہے۔ جواب مستند درکار ہے۔ (س ع)

طبّی

(۹۹۳) تپ محرقہ کے باعث ایک عورت کے سر کے بال گر گئے ہیں، جلد بڑھنے اور پہلے کی طرح مکمل آنے کا نسخہ مطلوب ہے۔ (۲۶۹ الف)

(۹۹۴) مقوی دل و دماغ و دافع نسیان گولیوں کا نسخہ مطلوب ہے (بمشیر خریدار)

(۹۹۵) میرے بھائی کی زبان میں لکنت ہے۔ پڑھتے وقت حروف صاف نہیں نکلتے ہیں مجرب نسخہ مطلوب ہے۔ (نمبر ۲۹۱ خریدار)

(۹۹۶) کثرت مجامعت کی وجہ سے سرعت کی شکایت ہے مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ایک خریدار)

(۹۹۷) عرصہ تین سال سے دن میں چار پانچ دست آجاتے ہیں مجرب نسخہ درکار ہے۔ (ابوالحسین خاں خریدار)

صنعتی

(۹۹۸) شیشہ پر قلعی کرنے کی ایسی صحیح اور درست ترکیب درکار ہے جس میں چاندی یعنی نائٹریٹ آف سلور کی اتنی ہی مقدار ڈالی جا سکے جو کل شیشہ پر صحیح طور سے جذب ہو جائے اور ضائع نہ جائے۔ (حجری)

متفرق

(۹۹۹) رسالۂ دین و دنیا جلد اول نمبر ۱ و جلد دوم نمبر ۹ و ۱۰ و جلد سوم نمبر ۱ کے پرچے مطلوب ہیں۔ (س ع)

(۱۰۰۰) ایک اردو رسالہ جس کے مطالعہ سے نبض کی شناخت ہو سکے کہاں سے مل سکتا ہے؟ وہ کتاب جس کا نام دخل سکھانیوالی کتاب ہے کہاں سے ملیگی؟ (محمد علی)

(۱۰۰۱) اسرار دربار لندن ترجمہ اردو مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن کی مکمل جلدیں کہاں سے اور کس قیمت پر مل سکتی ہیں۔ (نواب نصیب یار جنگ)

(۱۰۰۲) کتاب سیرۃ النبی مؤلفہ علامہ شبلی نعمانی اور شمس التواریخ اور ایک کتاب مفصل شرح وافی علم نحو قلمی یا مطبوعہ رعایتی قیمت پر درکار ہے۔ (عبدالرحمن)

(۱۰۰۳) خفیہ پولیس کے لیے ربڑ کے چہرے بھیس بدلنے کو عمدہ کس کمپنی سے مل سکتے ہیں؟ (نمبر ۲۴۳ خریدار)

(۱۰۰۴) ہرن کے شکار کے لیے کونسی بندوق اچھی ہوتی ہے؟ (نمبر ۴۴۹ خریدار)

(۱۰۰۵) والدہ محترمہ نے ۱۳۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔ ناظرین شعراء میں سے کوئی صاحب تاریخ وفات کا قطعہ اردو میں تحریر فرما کر مشکور فرمائیں (س ع)

(۱۰۰۶) صنعتی و تجارتی اخبارات کے پتے درکار ہیں۔ (ذکریا خریدار)

(۱۰۰۷) ایک عربی اردو ریڈ ٹائپ کی ضرورت ہے (جیسا انگریزی ٹائپ ہوتا ہے) کس قیمت کو اور کہاں سے مل سکتا ہے؟ (۱۴۹ خریدار)

(۱۰۰۸) ہندوستان و یورپ کی معتبر لاٹری کمپنیوں کے پتے درکار ہیں کوئی صاحب تحریر فرمائیں۔ (ایک خریدار)

(۱۰۰۹) رسالۂ دین و دنیا مئی ۱۹۲۲ء و جنوری ۱۹۲۱ء و فروری ۱۹۲۱ء و مارچ ۱۹۲۱ء و ستمبر ۱۹۲۱ء و اکتوبر ۱۹۲۱ء کا ایک ایک پرچہ درکار ہے جن صاحب کے پاس ہوں اطلاع دیں۔ (ابوالحسین خان خریدار)

(۱۰۱۰) کیا کوئی صاحب دین و دنیا کا ۱۵ جولائی ۱۹۲۳ء کا پرچہ مفت یا قیمتاً دے سکتے ہیں؟ (ایزد بخش قادری خریدار)

(۱۰۱۱) تفسیر اکسیر اعظم مطبوعہ مطبع احتشامیہ مراد آباد ۲۴ پارہ تک میرے پاس موجود ہے اس مطبع کی باقی پاروں کی تفسیر کہاں سے اور کس قیمت پر ملیں گی۔ (س ع)

(۱۰۱۲) کار بانڈ بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ (نبی حسین خان خریدار)

(۱۰۱۳) شیشے پر پختہ کام کرنے کی ہندوستانی اشیاء سے پختہ رنگ بنانے کی ترکیب مطلوب ہے۔ ہر قسم کا رنگ سنہری رو پہلی تیار ہو سکے۔ (")

(۱۰۱۴) آئینہ جس کا شیشہ ڈبل ہو کہاں سے مل سکتا ہے۔ پتہ مطلوب ہے۔ (کامل دین خریدار)

(۱۰۱۵) الیکٹرک انجینیری کا امتحان پرائیویٹ کس جگہ دیا جا سکتا ہے۔ مگر سند کارآمد ہو۔ (۱۹ ی)

(۱۰۱۶) الیکٹرک انجینیری کی کتابیں اردو اور انگریزی میں کہاں سے مل سکتی ہیں (۱۹ ی)

(۱۰۱۷) کچا بڑا اور کچا شیشہ کہاں سے مل سکتا ہے۔ پتہ مطلوب ہے۔ (ع ع)

(۱۰۱۸) شرح سکندر نامہ، سراج المحققین از سراج الدین علی خاں آرزو۔ شرح سکندر نامہ خیر الشارحین از نواب الٰہی خان۔ شرح سکندر نامہ از مولوی محمد شاہ، شرح سکندر نامہ از سیف اللہ

احمد آباد دکن - شرح گلستان شکرستان از ملا محمد سعید -
شرح گلستان بہارستان از عبد الغنی -
شرح گلستان عبد الرسول - شرح گلستان از عطاء اللہ لاہوری
شرح گلستان از مولوی عبد الحی شرح گلستان عربی سروری کاشانی
مندرجۂ بالا شروحات کہاں سے اور کس قیمت پر ملیں گی - پرانی کتب فروخت کرنے والے اصحاب کے پتے مطلوب ہیں (خریدار نمبر ۲۵۲)

جوابات

(۹۴۹) "علاج بالنماز" قیمت سات روپے آٹھ آنے میں غلام علی تاجر کتب کشمیری دروازہ لاہور سے ملیگی - (خادم حسین)

(۹۸۱) میر نذر علی صاحب درد ۔ اورنگ آباد دکن سے خط و کتابت کیجیے -

( ) ممالک غیر کے ڈاک کے ردی ٹکٹوں کے تبادلہ خرید و فروخت کے متعلق پتۂ ذیل پر خط و کتابت کیجیے -

پتہ :- عبد الرحمٰن علوی سب انسپکٹر مدارس - بہرائچ ، اودھ)

(۹۳۲) یہ جو نسخہ ہے وہ ایک یوم کی خوراک ہے لہٰذا جو وزن تحریر کیا گیا اُسی وزن کے پانچ نسخے علیحدہ علیحدہ ایک ایک کرکے پانچ روز استعمال کرانا چاہیے - (حکیم محمد اظہر علی)

(۹۳۱) یہ جو نسخہ ہے وہ اس وقت استعمال کرنا چاہیے جس وقت مرگی کا دورہ پڑے جو وزن نسخہ کی ادویہ کا ہے وہ ایک روز کے استعمال کے واسطے کافی ہوگا اور اُس میں سے ہی قدرے ناخونوں پر مل دیا جائے - جس زمانہ میں دورہ پڑے اس وقت سے لیکر اور اس کے ایک ہفتہ بعد تک استعمال نسخہ کرایا جائیگا تو انشاء اللہ آئندہ دورہ نہیں پڑے گا -

(حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۷۲) ہاشمی دواخانہ سے طلائے بے نظیر طلب کیجیے ۲ ماشہ ۱ کو ملے گا -

(حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۶۲) سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بغیر نماز صحیح نہیں جبکہ کوئی شخص بغیر جماعت کے نماز پڑھے - لیکن جماعت کے ساتھ نماز پڑھے ، پھر سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنا چاہیے ، اسلیے کہ حدیث ہے قرأۃ الامام قرأۃ للمقتدی (ترجمہ) "امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے" (ح ۲۱)

(۹۴۳) کافر کی اولاد اگر زمانۂ شیر خوارگی میں مرجائے تو اُس سے کوئی حساب نہیں لیا جائیگا ۔ اس لیے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے - کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام الخ (ح ۲۱)

(۹۴۴) وہ عورت کسی کو نہیں ملے گی بلکہ وہاں کوئی ایک دوسرے کو نہیں پہچانیگا وہاں کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ کا خیال نہیں کیا جائیگا - سب کے رشتے ناطے قطع ہو جائیں گے - سوالات اہلبیت علیہم السلام - (ح ۲۱)

(۹۶۴) وہ عورت اپنے آخری شوہر کو دلائی جائیگی - کیونکہ ماقبل کے مرنیوالے شوہروں کے بعد اُس عورت نے جو عدت کا زمانہ گزارا ہے اُس نے اُس عورت کو ماقبل کے شوہروں کی زوجیت سے خارج کر دیا ہے - اگر یہ زمانۂ عدت زوجیت سے خارج کرنیوالا نہوتا تو مدت العمر کوئی عورت عقد ثانی نہ کرسکتی - (سید معین الحسن جرمی)

(۹۶۵) نہیں پہن سکتا - اس کا پہننا ہر حالت میں حرام اور ناجائز ہے - (ح ۲۱)

(۹۶۶) ہاتھوں پر لگانا جائز نہیں لیکن ناخونوں پر لگانا اچھا ہے - (")

(۹۶۷) عاقِ والدین کی بیعت جائز نہیں - (")

(۹۶۸) درست ہے -

(۹۶۹) یہ قانونِ قدرت کے خلاف نہیں - شیطان لعین ابتک زندہ ہے - حضرت خضر ابتک زندہ ہیں - حضرت ادریس ابتک زندہ ہیں - حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فوت ہونے میں حکمت تھی اور ان کے زندہ رہنے میں حکمت ہے - (")

(۷۲۰) مبلغ پانچ روپے کی کتابیں مندرجۂ ذیل پتہ سے طلب کریں -

پتہ :- (رضا حسین صاحب - محلہ مصرانہ - قصبہ بھانی - ضلع ہردوئی)

(۸۳۰ و ۸۶۶ و ۸۷۵) کی کتاب بھی اسی مندرجہ پتہ سے طلب کریں -

(۸۴۰) کتاب مطلوبہ مبلغ للعہ میں بپتہ مندرجۂ جواب (۷۲۰) پر طلب کریں -

(۸۶۶ و ۹۰۱) صابون بنانے کی ترکیبیں معلوم کرنے کے لیے بھی پتۂ مندرجۂ جواب نمبر ۷۲۰ پر خط و کتابت کریں -

(۹۸۷) پتۂ ذیل پر خط و کتابت کریں (حبیب احمد ہیڈ کلرک وزارت سکروڈ کشمیر) (ح ۲۱)

(۹۷۴) اوّل داد کو اچھی طرح پاچک صحرائی سے رگڑ کر ضماد ادویۂ ذیل لگائیں داد کے واسطے بھی مفید ہے اور بال صفا کا کام بھی دیگا -

ہڑتال - اُشق - مقل - زاج - روغن گندم
۱ تولہ ۲ ماشہ ۲ ماشہ ۹ ماشہ ۴ ماشہ

ہمہ ادویہ را در سرکہ باریک سائیدہ ضماد نمایند - (حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۷۳) اول فوطہ کو گل ٹیسو کا بھپارہ دیں اور بعد بھپارہ دینے کے اُس پر ذیل کی ادویہ کا ضماد کردیں - بزرالبنج ۹ ماشہ - برادہ مس تولہ بھر - برادہ سُرب تولہ بھر - برادہ سنگ آسیا تولہ بھر - گل ارمنی ایک تولہ باریک در عرق کشنیز سبز سائیدہ ضماد نمایند - (حکیم محمد ظہیر علی)

(۹۷۵) چرائتہ - سرپھوکہ - نگندبابری - عناب - حشیشہ مغربی - چوب چینی - دردی - بسفائج فستقی
۲ تولہ ۲ تولہ ۳ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۲ تولہ ۲ تولہ
گل نیب - بادرنجبویہ - گلسرخ - گل سیوتی - گل گڑہل - گل منڈی - بیخ کیوڑہ
۲ تولہ ۵ تولہ ۵ تولہ ۳ تولہ ۳ تولہ ۵ تولہ ۲ تولہ
شیر گاؤ - آب مدا - ہمہ را در قرع انبیق انداز ند و بریم سوم عرق کشند
۵ سیر ۵ سیر ۱۲ تولہ عرق ہمراہ شربت عناب علی الصباح بنوشند (")

انشائے لطیف

کھلتا ہوا پتا

اُس کی صناعیاں، اُس کی دستکاری، اُس کی رنگیلی طبیعت اور ایک سے دوسری کی صورت نہ ملنے دینے والی قدرت کاملہ بھی کس شان کی موجد ہے کہ ہر خاک میں ایک جوہر ہر جوہر سے ایک تصویر اور ہر تصویر میں وہ وہ باتیں پیدا کر دیتی ہے جو دیکھکر عش عش کرنے کے سوا ذرہ برابر بھی نقل نہیں کی جاسکتیں ؎

ہوائے سبزہ و گلہائے رنگیں … یہ ساری شوخیاں ہیں اک حسیں کی

اس بھری پُری دُنیا میں کیا کوئی ایسا چابکدست مصور۔ سائنٹسٹ۔ یونیٹکل آرٹس کا ماہر۔ باغبان یا مالی موجود ہے جو ایک جوہی کے نازک پھول کی نظیر اپنی قوت مدرکہ یا کاریگری سے بناسکے، کیا ایک سادے سے پتے پر ویسے ہی نرم اور نازک نازک نقش کسی مشین یا کسی دوا کے ذریعہ پیدا ہو جائینگے، جو ایک معمولی کیلے کے چوڑے پتے پر دیکھے جاتے ہیں۔ ہاں ہاں۔ امریکہ کا مشہور حکیم ایڈیسن جو اپنے قول کے موافق ایک بٹن کے دبانے سے گریٹ برٹن کو اُڑا دینے کی دھمکی دیتا ہے، بلکہ اس کے بنائے ہوئے عجائبات اس وقت سیاحوں کے لئے اعجاز اور سحر عالم آشکارا کا مرتبہ دکھا رہے ہیں کیا اس سے یہ ممکن ہے کہ وہ ایک چھوٹی سی ہری ٹہنی کو توڑ کر اسکی جگہ ویسی ہی دوسری لگا دے۔ ایک دن میں نہیں، سَو دن میں۔ سو دن میں نہیں ہزار دن میں۔ نہیں یہ ناممکن ہے۔ قدرت کے مقابلہ میں کس کی مجال ہو سکتی ہے جو ایک تنکا بھی بنا سکے قدرت کی صنعتیں، زبردست حکمتیں ہیں اور حکمت کی شان ہر ذرے ذرے سے پھُٹی پڑتی ہے، رونگٹے رونگٹے سے ظاہر ہے۔ اگر دیکھنے والے کو سلیقہ ہے، اگر سمجھنے والے کو سمجھ ہے، تو وہ دن رات میں کیا کچھ نہیں دیکھ سکتا، اور ذرا سے غور میں کیا کچھ نہیں سمجھ سکتا۔ وقت پر لگا کر اُڑ رہا ہے۔ زندگی موت کے دن گن رہی ہے نہ جانے کیا جاتے لیتی ہیں اور آنکھیں کھلے رہنے پر بھی بند ہیں +

کھلتا ہوا پتا۔ آئیے۔ میں آپ کو بتاؤں! اس سُرخی میں کیا بھید ہے اور نفس مضمون سے اس نے کیا دست و گریبانی ہے۔ میرے مضمون کے پڑھنے والو میرے گھر میں ایک ایسے درخت کا گملہ ہے جس میں پھول پھل تو نہیں آتا مگر ہاں اُس کے پتے لال لال اور بڑے بڑے ہو کر بہت ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اصل ایک چھوٹا سا پودا ہے اس لئے اُس کی بساط کے موافق ہر شاخ میں دو دو تین پتے آ سکتے ہیں۔ مگر وہ بھی باری باری سے۔ یعنی جب ایک پتہ پورے طور پر کھل جاتا ہے تو جل کر گر پڑتا ہے اور اُس کی جگہ دوسرا پیدا ہو جاتا ہے کھلنے کا بھی عالم نرالا ہوتا ہے۔ لال لال ڈنٹھل میں سے پہلے ایک سوئی سی نکلتی ہے جو بڑھتے بڑھتے نکھرتے نکھرتے پانچ چھ دن میں ایک بھر پور پتا بن جاتی ہے اور یہی درحقیقت وہ لپٹا ہوا پتا ہوتا ہے جو آہستہ آہستہ کھلنا شروع ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ جتنی جتنی نسیم سحر کے پولے پولے ہاتھوں کی ہلکی ہلکی جنبش اور دریا دل شبنم کے گول گول موتیوں کی نچھاور اثر پذیر ہوتی جاتی ہے، سورج کی دھیمی دھیمی شعاعیں ادھر اُدھر سے پڑتی جاتی ہیں اُتنی ہی یہ پھول سی پتی لمبی ہو ہو کر کھلتی بھی جاتی ہے اور آخر ایک اٹھوارے کے بعد وہی راز سربستہ ایک پنجۂ نگارین ہو جاتا ہے۔ جب یہ کھلنا شروع ہوتا ہے تو اس کی نیم وا حالت اُن نازک اُنگلیوں کی جھلک مارتی ہے جو حنا کی بدولت خون میں ڈوبے ہوئے نشتر کہلاتی ہیں۔ اسکی سُرخ سُرخ رگیں جب آپس میں پھیل پھیل کر مل جاتی ہیں تو یہ عین بعین اُس نازنین مظلومہ کا کمزور ہاتھ معلوم ہوتا ہے جسنے قاتل کی ننگی تلوار روکنے کے لئے گھبراہٹ میں اپنی گوری گوری ہتھیلی آگے کر دی ہو اور وہ لہو لہان ہو کر رہ گئی ہو۔

میرے دوستو! جب تک یہ کھلتا نہیں ہے اور ایک سربند کلی کی طرح رہتا ہے اُس وقت تک میں کیا بتاؤں کہ دن بھر میں کَے کے دفعہ میری نگاہیں اس تک جاتی ہیں اور مایوس لپٹ آتی ہیں، یہ کھلنا شروع ہوتا ہے اور میری بیقراری پہلے سے بھی دوچند وسہ چند ترقی کر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بالکل کھل جاتا ہے اور میری لب تشنہ نظریں اس کی رنگینیوں سے لبریز ہو کر بالکل سیر ہو جاتی ہیں، پھر وہ اپنی عمر کی پوری میعاد تک برابر کھلا رہتا ہے، مگر خدا جانے کیا بات ہے کہ پھر مجھے اس کی طرف سے کچھ ایسی مساوات ہو جاتی ہے کہ کبھی بھولے سے بھی نظر اٹھا کر اُس کی طرف نہیں دیکھتا۔ ہاں جب کبھی دھیان بٹتا ہے تو کدھر؟ اس دوسری پتی کی طرف اس اُمید میں کہ دیکھئے وہ کب کھلتی ہے۔

آہ۔ اس میں ایک عجیب بھید ہے، اس میں ایک طرفہ جدت ہے۔ بلکہ اس میں ایک اچھی خاص نصیحت پوشیدہ ہے، جیسے کھلے ہوئے پتوں کے خطوں نے ذرا سے غور کے بعد حرف بحرف کہہ دیا۔ کمال اور نقص میں کچھ یوں ہی سا فرق ہے۔ کمال کے بعد ہی زوال شروع ہو جاتا ہے جس کی دھیمی نمائش بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ صرف مٹھی کھلنے کی دیر ہے، خدا نہ کرے جو کسی کی مٹھی کھلے۔ کلی کلی کی بسیا نگاہیں ساری خوشبو بکھر اُڑ جاتی ہیں۔ اور پھر اُدھر بھولے سے بھی نہیں بھٹکتیں۔ راز سربستہ جبتک سربستہ ہے بالکل محفوظ اور مقید ہے، جہاں اُس کی ذرا سی بو پھوٹی اور بس ہونٹوں نکلی اور کوٹھوں چڑھی۔ اپنا راز جان سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ اپنی مٹھی کھول دینی سراسر نادانی ہے، دوسرے سے اپنا بھید کہہ دینا اُس کا غلام بن جانا ہے۔ بھلا یہ کونسی دانائی ہے کہ اپنی تمام قوتیں، اپنا جوش۔ اپنی عزت۔ اپنی آبرو۔ دفعتاً دوسرے کے ہاتھ میں دیدیئے جائیں +

دُنیا والو! دُنیا میں بھرم عجب چیز ہے اور بے اعتباری سخت ذلت۔ اپنا بھرم کھونا گویا دوسرے دل سے اپنی عزت گرانا ہے۔ اس لئے اپنے خزانہ کی کنجی دوسرے کی جیب میں ڈال دینی دیدہ دانستہ اُس کا محتاج بننا ہے۔ مٹھی کھلنے کے بعد کبھی بند نہیں ہو سکتی اور گئی ہوئی خوشی پھر نہیں پلٹتی۔ اپنا راز جب تک اپنے دل میں ہے اُسے لُٹا آپ کا نہیں، اور جہاں دوسرے کو ہمراز بنایا ہمیشہ نگاہیں نیچی ہوتی ہوئی دیکھیں +

اسے اس نئی روشنی کی جھلک سے ٹٹول ٹٹول کر چلنے والو! کھلتا ہوا پتا گویا دو دن کی بہار تھا جو پھر دفعتاً نظر سے گر گیا۔ اور نظر سے گرتے ہی جلکر تھالے میں آپڑا جہاں سے ہوا نے اُسے زمین پر پھینک دیا اور دوسرے دن جھاڑو کی سینکیں اُسے دروازہ سے باہر بھی کر آئیں۔ میں نے اُسے پھر جوتوں بھی نہ دیکھا کہ اُسکی کیا نوبت ہوئی اور وہ کس درجہ کو پہنچا۔

کیوں کسی غیر کا محتاج بنے؟ او ناداں!
ہونٹ سی لے کہ یہاں لذتِ گفتار نہیں (بیخود)

تفریح

(از جناب مشہدی صاحب)

انسان دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک محنتی اور دوسرے کاہل۔ ایک اپنی زندگی کا خلاصہ جفاکشی اور استقلال کو سمجھتا ہے اور دوسرا سستی اور کاہلی پر شیدا ہوا ہے۔ اول الذکر نہایت قوی اور دنیوی نعمتوں سے مالامال ہے۔ دوسرا بیچارہ تنگ دست اور دیرینہ بیمار حال۔ ایک کا اصول "ہم خرما و ہم ثواب" ہے اور دوسرا "پراگندہ روزی پراگندہ دل" کا مصداق۔

اس عمیق فرق کو دیکھتے ہوئے جو ان گروہوں میں ہے، [illegible] ماننا پڑتا ہے کہ تفریح محنتی اور جفاکش کا حق ہے نہ کہ سست اور کاہل کو۔ تفریح کی اولین غرض تکان ہے خواہ وہ جسم کی ہو خواہ دماغ کی۔ پس وہ شخص جو اپنی تمام قوت کو اپنی بہبودی یا نوع انسان کی ترقی میں خرچ کرتا ہے مستحق ہے کہ کچھ گھنٹے تفریح طبع میں صرف کرے۔ تفریح اُس کو شگفتگی، دل کو حیات بخشی اور روح کو تازہ و بشاش بنا دے گی، جو دوسری حالت میں مردہ ہو جاتی ہے۔

دنیا تسلیم کرتی ہے کہ ہم ہندوستانی نہایت درجہ کے محنتی اور جفاکش ہیں۔ اگر حد ور مجبور کیجیے یعنی ہماری محنت اور جفاکشی تھوڑے عرصہ میں ہمارے اعضاء کو ناتواں اور قوائے ذہنی کو کمزور کر دیتی ہے۔ برعکس اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ اہل یورپ کی جسمانی اور دماغی قوتیں تاحیات عمدگی اور چستی سے کام کرتی رہتی ہیں۔ کبرسنی ہمارے دماغ کو عقل سے خالی اور جسم کو درد اور ضعف کا شکار بنا دیتی ہے برخلاف اس کے اہل یورپ میں زیادتی عمر ان کی کوششوں میں خاص اضافہ کرتی ہے اور دوسروں کی رہبری کا باعث ہوتی ہے۔ ہندوستان کی کہاوت کہ "ساٹھا پاٹھا" ہوتا ہے اور یورپ کا مقولہ [illegible] بالکل قابل تعظیم ہیں ایک دوسرے کی حالت کا [illegible]۔ ایک نقص اور تنزل کا سبب صرف یہ ہے کہ ہماری تفریح طبع کے مشاغل صحیح اصول پر مبنی نہیں ہیں لہذا وہ ہماری قوتوں کے معاون ثابت ہونے کے بجائے دشمن ثابت ہوتے ہیں۔ ان مشاغل پر خامہ فرسائی کی تفصیل [illegible] سمجھ کر چند مفید اور مجرب اصول پیش کرتا ہوں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر گم شدہ وقار کو دوبارہ حاصل کریں۔

اول اچھی طرح اطمینان کر لو کہ جو مشاغل تفریح تم اختیار کرنا چاہتے ہو تمہاری قوت ضمیر کے خلاف تو نہیں ہیں، کیونکہ اس قسم کا گناہ شگفتگی طبع اور اطمینان قلب کو برباد کر دیتا ہے اور تفریح کا اصلی مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ بعض شخص حرب فیل اور جنگ مرغ کو پسند کرتے ہیں اور بعض گناہ خیال کرتے ہیں۔ بس اس قسم کے مشاغل میں قوت ضمیر کے ارشاد پر عمل کرو۔

۲ **دوم**۔ صبح کا وقت تفریح میں ضائع نہ کرو۔ رات بھر کا آرام کافی تفریح ہے، اور وہ شخص جو تھکا نہ ہو تفریح کا مستحق نہیں ہے۔ اس لیے صبح کا وقت تفریح میں خرچ کرنا وقت کو بیکار اور ضائع کرنا ہے۔ یاد رکھو کہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ایسا نہ ہو کہ تم کو اس کا عمر بھر افسوس کرنا پڑے۔

۳ **سوم**۔ مشاغل تفریح کو تکلفات سے آزاد رکھو اور عمر کی مناسبت کو فراموش نہ کرو۔ تکلفات کی زیادہ پابندی تکلیف کا باعث ہوتی ہے اس لیے اُن گھنٹوں کو جسم و دماغ کے تر و تازہ کرنے میں صرف کرنا چاہیے، سو اُنہیں روح نہ بناؤ۔ اگر تم بچوں کا کھیل کھیلنا چاہتے ہو تو بچوں کا ڈھنگ اختیار کرو اور اگر جوان ہو تو اوائل عمری کی حرکات سے پرہیز کرو۔ ایسا نہ ہو کہ [illegible] شیکسپیر سعدی کا یہ شعر

چہل سال عمر عزیزت گذشت — مزاج تو از حال طفلی نگشت

تم پر صادق آجائے۔

۴ **چہارم**۔ [illegible] اگر تمہاری زندگی عزلت گزینی کی سی ہے تو جسم کی ورزش کرو۔ اور اگر حرکت دینے والی اور چستی کی ہے تو ذہن کی شگفتگی [illegible] خیال رکھو کہ آخر الذکر حالت میں دماغ کو بجائے آرام دینے کے [illegible] کام اس سے مت لو، اور شطرنج یا دوسرے دماغی کھیلوں کو [illegible] تفریح کے نہ کھیلو۔ زیادتی ہر ایک شے کی مضر ہوتی ہے۔ اس لیے زیادہ ورزش یا زیادہ جوش دینے والے کھیلوں سے بچنا بہتر ہے۔

۵ **پنجم**۔ تفریح کی بھلائی یا برائی کا تعلق طبیعت سے ہے اس لیے حسب دلخواہ مشاغل پسند کرو۔ کانٹے کے ذریعے مچھلی پکڑنا جس میں گھنٹوں خاموش رہنا پڑتا ہے، بعض مصیبت خیال کرتے ہیں اور بعض بجد مسرت کا ذریعہ جانتے ہیں۔ دوڑنا، کودنا، میدانوں کے نشیب و فراز میں سیر کرنا، پہاڑوں پر چڑھنا عام طور پر پسند کیے جاتے ہیں لیکن وہ کھیل جو علاوہ فرحت بخشنے کے کوئی اور عمدہ کام کے موجب ہوں زیادہ اچھے ہیں مثلاً گیند کا پھینکنا ہاتھ اور آنکھ دونوں کو علم ریاضی کی تعلیم دیتا ہے۔ پیرنا [illegible] جانوں کا جو پیراک کی عدم موجودگی میں غرق ہو جائیں نجات کا باعث ہوا ہے۔ پٹہ اور بنوٹ علاوہ تفریح کے فن جنگ کے اصول بتاتا ہے۔

۶ **ششم**۔ لیکن تفریح کے لیے افضل ترین شغل شکار کھیلنا ہے۔ کسی امیر نے ایک غریب سے کہا کہ میں شکم کی تلاش میں جاتا ہوں جو میرے شکم کو سیر ہو۔ غریب نے جواب دیا کہ میں شکم کی فکر میں ہوں کہ میرے شکم کو سیر کرے۔ یہ خوبی شکار میں پائی

ہوتی ہے۔ یہ دونوں کی خواہش کو بوجود [illegible] پیدا کر دیتا ہے۔ اگر آدمی کھوتا ہو تو نوشتہ [illegible] اور اگر زیادہ سیر ہو تو [illegible] بنا دیتا ہے۔ [illegible] یہ اصول نہایت سادے اور [illegible] العمل ہیں۔ قوانین میں کوئی سائنس کی پیچیدگی ہے اور نہ فلسفہ کی باریکی جو ذہن میں نہ آسکے۔ حاصل ہوا اور دیکھو اُس علت یہ اُصول [illegible] ہمیشہ [illegible] ہوتے ہیں [illegible] نے آج یورپ و امریکہ کی [illegible] ان کو [illegible] مہذب ممالک ان کی قدر کرتے ہیں اور ان کی [illegible] ہیں۔ واقعی صحیح ہے۔

"[illegible] جو ہر [illegible] واللہ [illegible]"

میری [illegible]

(خواب سے بیدار ہو [illegible])

کبھی اے دوستو [illegible] تھا	[illegible]
کھڑی رہتی تھی دولت [illegible]	[illegible]
ہمارا نام کو [illegible]	[illegible]
سر سے اقبال و دولت [illegible]	[illegible]
[illegible] کارخانہ میں [illegible] رونق	[illegible]

[illegible] کو [illegible]	[illegible]
غضب یہ ہو [illegible] لاکھوں کروڑوں [illegible]	[illegible]

بتاؤں [illegible] کس طرح یہ [illegible] دکھلایا اُسے

کہا [illegible] نے [illegible] ہیں او [illegible]

جُدائی

[illegible] دوستوں سے جدائی [illegible] ہو سکتے کہ اُن سے [illegible] مستے ہیں [illegible] سمجھتے ہیں اور یہ [illegible] سوچتے کہ اگر [illegible] پیدا کر سکتی ہے۔

خدا کی آواز ہمیں کہہ رہی ہے کہ "ہاں [illegible]" [illegible] ہم ہیں [illegible] پر انحصار [illegible] ہیں اور اُن [illegible] مخلوق [illegible] رہتے ہیں [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] ہیں ہے۔ (ترجمہ ماخوذ)

گزرے زمانہ کی یاد

(از جناب نادر علیخاں صاحب نادر)

اکثر شب تنہائی میں کچھ دیر پہلے نیند سے
گزری ہوئی دلچسپیاں بیتے ہوئے دن عیش کے
بنتے ہیں شمع زندگی اور ڈالتے ہیں روشنی
[illegible] دلِ صد چاک پر

وہ [illegible] اور وہ سادگی وہ رونا وہ ہنسنا کبھی
[illegible] وہ دل لگی وہ قہقہے
[illegible] وفا [illegible]
[illegible]
[illegible] اک سبزۂ پامال ہے
اک پھول [illegible] ہوا سوکھا ہوا بکھرا ہوا
[illegible] پڑا ہے خاک پر

[illegible] تنہائی میں کچھ دیر پہلے نیند سے
[illegible] بیتے ہوئے دن [illegible]
[illegible] اور ڈالتے ہیں روشنی
[illegible]

[illegible] پھر [illegible]
[illegible] ہوا [illegible]
[illegible] ان [illegible]
[illegible] کس طرح یادوں [illegible]
[illegible] دل بے صبر پر

جب [illegible] احباب کو میں یاد کرتا ہوں جو
[illegible] طرح طائر باغ سے
[illegible] گرتا [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] سب [illegible] چل بسے
[illegible] چھت کے [illegible] نشاں
[illegible] نہیں [illegible] اک شمع [illegible]
[illegible] کوئی جھانکے نہ بھولے سے کبھی
وہ خانہ خالی ہے دل پوچھے نہ جس کو دیو بھی
اُجڑا ہوا ویران گھر

یوں ہی شب تنہائی میں کچھ دیر پہلے نیند سے
گزری ہوئی دلچسپیاں بیتے ہوئے دن عیش کے
بنتے ہیں شمع زندگی اور ڈالتے ہیں روشنی [illegible]

صنف نازک کے لئے

ہماری صحت

جب میں امریکہ اور ہندوستان کی عورتوں کا مقابلہ کرتا ہوں۔ تو زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ امریکہ میں قانوناً ۱۸ سال سے کم عمر میں لڑکیاں شادی نہیں کر سکتیں۔ اسی قسم کا قانون ہندوستان میں بھی ہونا چاہئے۔ تندرست و توانا بچوں کے پیدا کرنے کے لئے صغیر سنی کی شادی قطعاً موقوف کر دینی چاہئے۔ وہ ماں باپ جو لڑکی کے بالغ ہوتے ہی شادی کی فکر میں لگ جاتے ہیں [illegible] حالات میں اس کے اپنے جسم کی نشو و نما بھی پوری نہیں ہونے پاتی۔ اور تعلیم و تربیت تو بھلا [illegible] وہ بالکل ہیں۔ ان کو بالکل [illegible] کرنا چاہئے۔ یہ خیال کہ اپنے جیتے جی سب [illegible] کی خوشیاں [illegible] لایعنی اور لغو [illegible] ہے۔ وہ خوشیاں نہیں ہیں بلکہ [illegible] وہ ماتم میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ یہ معاملات بہت کچھ عورتوں کے ہاتھ میں ہوتے ہیں [illegible] تمام الزام مردوں کے سر [illegible] بلکہ کچھ اپنے فرائض کا بھی خیال کرو۔ آپ بہت کچھ اپنی جنس کی ترقی میں مدد دے سکتی ہیں۔ کم از کم ان شادی بیاہ وغیرہ کے معاملات میں آپ بہت کچھ اصلاح کر سکتی ہیں۔ کچھ تو تم خود کر کے بھی دکھلاؤ۔ صرف اخباروں کے صفحات سیاہ کر دینے سے کچھ نہیں بن جاتا۔

صحت سب سے بڑی دولت ہے۔ اس کے قائم رکھنے کے لئے انسان کو بعض تو [illegible] کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ مگر صرف صحت قائم رکھنا ہی کوئی بہادری نہیں ہے۔ بلکہ اس [illegible] ترقی کرنا [illegible] حالات کو بہتر بنانے کے لئے صحت کا بہت ضروری ہے۔

(۱) حتی الوسع رات کو جلد سونا اور صبح سویرے اٹھنا۔ جو باتیں رات کو ذہن پر مشکل اور پیچیدہ معلوم ہوتی ہیں وہ دن کو بھی ہو سکتی ہیں۔ رات خدا تعالیٰ نے سونے کے لئے بنائی ہے۔

(۲) سونے کے کمرے کے روشندان ہمیشہ کھلے رہنے چاہئیں چاہے سردیاں ہوں یا کوئی موسم۔ دن کے وقت تمام کھڑکیاں وغیرہ نہ صرف سونے کے کمرے کی بلکہ تمام کمروں کی کھلی رکھنی چاہئیں۔ تاکہ تازہ ہوا۔ اور دھوپ کی روشنی اچھی اندر آ سکے۔ یاد رکھو کہ تمام بیماریوں کے جراثیم اندھیری اور نمدار اور غلیظ جگہ میں بہت نشو و نما پاتے ہیں۔ ہمارے ہندوستان میں بعض گھروں میں خاصکر سردیوں میں سونے سے پہلے تمام کواڑ کھڑکیاں اور روشندان نہایت احتیاط سے بند کر دئے جاتے ہیں کہ کہیں غلطی سے تازہ ہوا اندر داخل ہو سکے۔ اس کے بعد کوئلوں کی انگیٹھی جلا کر دیکھائی جاتی ہے۔ جب کمرہ تنور کے موافق ہو گیا۔ تو رضائی یا لحاف میں منہ اور سر چھپا کر سو گئے۔ "بریں عقل و دانش بباید گریست"۔ ایسے حضرات سب سے پہلے تپ دق۔ نمونیا۔ زکام۔ کھانسی اور انفلوئنزا کا شکار ہوتے ہیں تازہ ہوا حقیقتاً آپ کی صحت اور تندرستی کے لئے نہایت اشد ضروری ہے۔

(۳) کھانے میں یہ احتیاط رکھیں کہ وقت پر ہی کھائیں۔ کہ قریباً ہر سمجھدار امریکن ماں اپنے بچوں کو وقت پر کھانا دیتی ہے۔ اور درمیان میں اور کوئی چیز مطلق نہیں کھانے دیتی۔ اس سے بچے اول تو کھانا شوق سے کھاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اس کی اشتہا ہوتی ہے دوسرے کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے اور صحت و تندرستی قائم رہتی ہے۔

(۴) کھانے میں سبزیاں ضرور ہونی چاہئیں۔ بدن کی نشو و نما اور خاصکر ہڈیوں کی مضبوطی اور نشو و نما پانے کے غذائی اجزا ان چیزوں میں بہت ہوتے ہیں۔

دودھ بھی ہر انسان کے لئے ایک ضروری چیز ہے مگر حتی الامکان دودھ کو ابال لینے سے پرہیز کریں۔

(تہذیب لنسواں)

نماز

نماز ایک ایسی چیز ہے جسکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اور انسان جس قدر اس کو بجالائے تھوڑا ہے۔ نماز کا پابند دین و دنیا میں سرخرو رہتا ہے۔

قلب میں اس کے بھرے رہتے ہیں انوار خدا [illegible] رہتی ہے سدا رحمت خالق کی نظر روز قیامت پہلے جو چیز پوچھی جائے گی وہ یہی ہے۔ [illegible] کی پابندی [illegible] متعدد احکام ہیں۔ یہی وسیلۂ نجات بھی ہوگا۔ پس اس کی پابندی [illegible] ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص اس کو پابندی سے پڑھے تو پھر اس کو چھوڑنا [illegible] ہم لوگ تمام دن مکروہات دنیا میں صرف کرتے ہیں۔ اگر تھوڑا سا وقت نماز کے لئے نکال لیں تو کیا مشکل ہے۔ مگر افسوس ہے ہم لوگوں پر کہ ذرا توجہ نہیں کرتے۔ سچ ہے

ع سو میں دو بھی نہیں نماز گذار۔

سب کچھ کر لینگے مگر نماز کے نام سے ایسی سستی آتی ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ زندگی کا کیا اعتبار ہے جس وقت موت آئی اسی وقت چلے۔ پس جب یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کو اس دنیا سے جانا اور خدا کو جواب دینا ہے تو جس قدر ہم عبادت کریں ہمارے لئے اچھا ہے ورنہ بعد مردن بجز افسوس کے کچھ نہ ہوگا۔ حضرت [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے ایسے چشمے سے تشبیہ دیتے ہیں جو کسی شخص کے [illegible] اور وہ اس میں رات دن پانچ مرتبہ غسل کیا کرے پھر ممکن نہیں کہ اس کے جسم پر کسی قسم کا میل باقی رہ جائے۔

اسی طرح نماز گناہوں کو گراتی ہے جیسے درختوں سے پتے جھڑا کرتے ہیں۔

کثرت نماز سے آپ کا جسم بہت دکھ اٹھاتا تھا، اپنے اہل و عیال کو اسی کا حکم کرتے تھے اور بنفس نفیس اس کی مشغولی پر صابر تھے۔

حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ نہایت خشوع خضوع سے ظہر کی نماز اس وقت ادا کرو۔ جبکہ آفتاب کا سایہ بڑھکر ایک بکری کی خوابگاہ کی مانند ہو جائے۔ عصر کی نماز اس وقت پڑھو جبکہ گرمیں آفتاب سفید ہو، زندہ ہو، مائل بہ زردی ہو کر قریب غروب ہو جائے۔ یہ فضیلت عصر کا وقت ہے۔ مغرب کی نماز عاجزانہ اس وقت پڑھو جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتے ہیں اور حجاج مقام عرفات سے کوچ کرتے ہیں۔ عشا کی نماز اس [illegible] اس وقت پڑھو جبکہ سمت مشرق کی سرخی زائل ہو جائے ایک ثلث رات کے گذر جانے تک۔ صبح کی نماز با ہم مل کر اس وقت پڑھو جبکہ ایک شخص دوسرے کا چہرہ اچھی طرح پہچاننے لگے۔

(ر۔ ب۔ دکن)

تندرستی

تنگدستی اگر ہو تو سالک نہ درستی ہزار نعمت ہے

تندرستی کے واسطے محنت جسمانی بہت ضروری ہے۔ اور عورتوں کے واسطے گھر کا کام کرنا محنت جسمانی کا فائدہ دیتا ہے۔ [illegible] مصیبت [illegible] سکتے ہیں اور [illegible] طرح طرح کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ تمہاری حالت [illegible] سب ایک [illegible] جسم کمال کرنے سے تم کو اور ہر شخص کو جیسے کہ تندرستی نعمت کو [illegible] محنت اور [illegible] ہوتا ہے اور وہ پسینہ [illegible] اصطلاح میں [illegible] الکھانے کا نام [illegible] مزاج کے موافق غذا اس کو کھانا چاہیئے اور جب [illegible] کھانے میں [illegible] چاہئے۔ اور جب کھانے کو خوب شکم سیر ہو کر [illegible] خالی رکھے اس کا نام [illegible] ہوگا۔ [illegible] پیدا ہی نہیں ہونے پاتے۔ تمام رگوں کو پاک صاف کرتی ہے۔ پسینہ اُن میں کثافت کو پیدا ہی نہیں ہونے دیتا۔ اگر محنت مزاج میں مناسب [illegible] پیدا کرتا ہے تو [illegible] طبیعت کو غذا کی [illegible] کرتا ہے کہ وہ اپنا [illegible] زور اور قوت کو کام میں لا سکے۔ اس موقع پر مجھے ایک [illegible] سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو [illegible] ایک حکیم [illegible] کے پاس کوئی [illegible] نہیں ہے۔ حکیم [illegible] خالی [illegible] اس کے [illegible] واسطے حکمت [illegible] مہینہ [illegible] ضرورت کسی کو [illegible] حکیم نے عرض کی [illegible] اس قدر عرصہ [illegible] لیکن [illegible] حضرات صحابہ کرام [illegible] [illegible] اس [illegible] فرمایا کہ ہم [illegible] مریض [illegible] صحت کو [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] ضرورت نہ [illegible] ہے اور میرے صحابہ کو [illegible] کسی کا معدہ خراب [illegible] اور نہ [illegible] شکم سیر ہو کر کھاتا ہے نتیجہ اسکا یہ ہے کہ [illegible] بھوک رکھکر کھانا کھانے [illegible] امراض سے [illegible] دوائیوں کے حاصل ہونے تندرستی اللہ تعالیٰ کی [illegible] نعمت [illegible] انسان [illegible] پر [illegible] اچھے طور پر کر سکتا ہے بیماری سے آدمی [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] کام کرنا اسکو دشوار ہو جاتا ہے۔ بیماری کی حالت میں انسان کو سب باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ [illegible] اسلئے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنی صحت جسمانی کا خیال بڑی توجہ کے ساتھ رکھے [illegible] جسم اور روح کو آپس میں نہایت تعلق ہے جب جسم کو آرام پہنچتا ہے تو روح کو بھی تفریح ہوتی ہے جس طرح جسم کو صحت کے واسطے غذا کی احتیاط ضروری ہے اسی طرح عمدہ ہوا اور صاف پانی کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب بہنوں کو اسپر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ (ایک بیگم [illegible])

صبر

صبر دنیا میں ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جس میں یہ صفت نہیں وہ انسان نہیں بلکہ [illegible] خارج سمجھا جاتا ہے اس لئے [illegible] کہ [illegible] اور یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ خداوند عالم نے ہر ذی روح کو خواہ وہ انسان ہو یا حیوان کم و بیش عطا فرمایا ہے مگر افسوس کہ ہم لوگ اپنی غیر مستقل مزاجی اور تلون کی وجہ سے ایسی بڑی نعمت کو کھو بیٹھے ہیں۔ ہمارے دین و ایمان کا یہ بڑا جزو ہے۔ اور دنیاوی تکالیف و مصائب کا مقابلہ انسان صرف اسی سے کر سکتا ہے۔ خداوند عالم کو صبر بہت پسند ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خوبی انتہائی درجہ کی [illegible] حضرت کو سخت سخت ایذا دیتے تھے مگر حضرت بجائے اس کے کہ کچھ بدلہ لیں باوجود قدرت صبر فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت کی کامیابی کا یہ بہت بڑا ذریعہ تھا۔ خدا اور رسول جب اس کی تعریف فرمائیں تو افسوس ہے اگر ہم لوگ اسکے عادی نہ ہوں۔ ہر مصیبت میں خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو یا بڑی سے بڑی لازمی ہے۔ [illegible] اس شخص کا جو صبر کو اپنا شیوہ بنائے اور دنیاوی مصائب کا اس سے مقابلہ کرتا رہے۔ جس شخص پر کوئی مصیبت پڑے اسکو چاہئے کہ صبر کرے اور خدا کا شکر کرے اور اس پر توکل کرے پھر دیکھے کہ اس کو اس صبر میں کیا [illegible] حاصل ہوتا ہے۔ [illegible] مصیبت ٹل جائے تو اس کا دل کس طرح باغ باغ ہو جاتا۔ بیشک صبر کا بیج کڑوا ہے مگر اسکا پھل ایسا شیریں ہے کہ اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ اس کے مقابلہ میں کوئی دنیاوی شیرینی اپنی حقیقت نہیں رکھتی۔ جو خوش نصیب اس کا پھل حاصل کرتا ہے وہ اپنی قسمت کی [illegible] [illegible] جیسے وہ [illegible] اپنے مالک کی تکلیفوں کو برداشت کرے اور وہ [illegible] صبر کی [illegible] کہ اس کو [illegible] محنت کرتے [illegible] تمام [illegible] خواہ اُن کو [illegible] اور وہ اس بات پر خوش ہو کر میری [illegible] کھانے کی [illegible] میری عزیز بہنو! خوب جان لو کہ [illegible] والی ہیں جس کے [illegible] ہے اگر ہم اپنی بے صبری سے ایسی نعمت کو کھو بیٹھیں اسکا [illegible] عادی بناؤ اور خوب جان لو کہ اگر تم صبر کرو گی تو [illegible] اگر آج تھوڑی تھوڑی مصیبتوں میں ہم صبر کریں گے تو کل بڑی بڑی مصیبتوں کا ہم آسانی سے مقابلہ کر لینگے۔ (ماخوذ)

عورتوں کے توہمات

(۱) شب کے وقت آئینہ نہ دیکھو [illegible] پرچھائیاں پڑتی ہیں
(۲) شب کو پلنگ کی [illegible] پیدا ہوتی ہے۔
(۳) گھر میں بھی جھاڑو دے تو جمعہ کے دن (۴) ہاتھ کھجلائے تو روپیہ ملے۔
(۵) چاند دیکھکر لڑکوں کا منہ نہ دیکھو ورنہ مہینہ بھر لڑکے ٹھوکریں کھا کر گرتے ہیں۔
(۶) جوتے پر جوتا چڑھ جائے تو سفر درپیش ہو۔
(۷) مرد عورت کی چوٹی نہ چھوئے۔ بیمار پڑ جانے کا خوف ہے۔
(۸) گھر سے نکلتے وقت اگر کوئی چھینکے یا بلی رستہ کاٹ جائے تو باہر نہ جاؤ۔
(۹) آنکھ پھڑکے یا چولہا ہنسے تو خوشی ہوتی ہے۔
(۱۰) عورت شوہر کا نام لے تو نکاح ٹوٹ جائیگا۔ (امۃ [illegible] عظیم آبادی)

پیکرِ دیانت

(۱)

مولوی شمس الدین اگرچہ علوم عربیہ سے واقف اور اصطلاحی عالم نہیں تھے لیکن دینداری، احکامِ شریعت کی پابندی اور نیک مزاجی کی وجہ سے انھیں سب مولوی صاحب کہتے تھے۔ مولوی صاحب نے اپنے والدین کے زیرِ سایہ رسمی طور پر اردو فارسی اور انگریزی مڈل کلاس تک تعلیم پائی تھی وہ کچھ اور پڑھ لیتے لیکن ماں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے اور کوئی سرپرست یا جائداد نہ ہونے کی وجہ سے تعلیم چھوڑ کر انھیں معاش کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ مولوی صاحب صوبجاتِ متحدہ کے ایک بڑے شہر میں رہتے تھے لیکن اپنے وطن میں کوئی معقول ذریعۂ معاش پیدا نہ ہونے سے وہ اپنے ایک محلہ دار کے ہمراہ بمبئی چلے گئے اور چند روز پریشان رہ کر ایک کارخانے میں چالیس روپیہ ماہوار کے نوکر ہو گئے۔ انھیں انگریزی میں خط و کتابت کا کام کرنا پڑتا تھا۔ ابتدا میں تو کچھ دقتیں پیش آئیں لیکن پھر وہ اپنے کام میں بہت ہوشیار ہو گئے اور کارخانہ کے مالک نے کام سے خوش ہو کر اُن کی تنخواہ پچاس روپے کر دی۔ مولوی صاحب کے لئے اپنی نیک چلنی اور سادہ مزاجی کی وجہ سے بمبئی اور ایک گاؤں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ کارخانہ کے مالک نے دفتر ہی میں انھیں رہنے کے لئے جگہ دے رکھی تھی دفتر کے نیچے ہوٹل تھا۔ وہ دن بھر اپنا کام کرتے تھے۔ ہوٹل میں دونوں وقت کھانا کھاتے تھے اور پھر اپنی جگہ آ کر بیٹھ رہتے تھے۔ دفتر کی ضرورتوں کے سوا کہیں باہر نہیں جاتے تھے اور رات دن ایک خاموش طبع سنجیدہ بلکہ ایک افسردہ انسان کی طرح زندگی بسر کرتے تھے۔ مولوی صاحب تین سال تک بمبئی میں رہے۔ اگر کوئی قسمت کا دھنی اور چلتا ہوا آدمی ہوتا تو اتنے عرصہ میں لکھ پتی بن جاتا۔ لیکن مولوی صاحب نے صرف آٹھ سو روپے جمع کئے اور وہ بھی صرف اپنی معاشرت کی سادگی اور کفایت شعاری کی بنا پر۔ اُن کا خیال تھا کہ پورے ایک ہزار کی رقم پس انداز ہو جائے تو وطن کا رُخ کریں لیکن وہ یکایک بیمار ہو گئے۔ اور کھانسی بخار نے اس قدر طول کھینچا کہ مسلسل چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اب اُن کے لئے دفتر کے فرائض کا انجام دینا دشوار تھا۔ بمبئی میں کوئی کسی کا پرسانِ حال نہیں ہوتا اس لئے تیمارداری میں بغیر سخت دشواریاں پیش آئیں۔ اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے لئے وطن اور پردیس برابر تھا لیکن تبدیل آب و ہوا کے خیال سے وہ اپنے وطن کو واپس چلے آئے اور گھر پہنچ کر بھی تین چار ماہ تک بیمار رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پس انداز رقم میں سے تین سو روپے اٹھ گئے اور جب وہ تندرست ہوئے تو اُن کے پاس مکان سکونت کے علاوہ صرف پانچ سو کا اثاثہ تھا۔

(۲)

تندرست ہو کر مولوی صاحب کو پھر فکرِ معاش درپیش ہوئی لیکن علالت نے اس قدر مضمحل اور شکستہ دل کر دیا تھا کہ وہ کسی طرح بمبئی کے دور دراز سفر کی ہمت نہ کر سکے۔ دہلی اُن سے قریب بھی تھی اور انھوں نے یہیں قسمت آزمائی کا ارادہ کیا۔ چنانچہ مختصر طور پر سامانِ سفر درست کر کے ایک دن وہ روانہ ہو گئے۔ اور چند گھنٹہ ریل میں بیٹھ کر اس شہر میں پہنچ گئے جو صدیوں تک مسلمانوں کا پایۂ تخت رہ چکا ہے۔ اور جس میں ابھی تک اسلامی شان و عظمت کی زندہ یادگاریں موجود ہیں۔ دہلی پہنچ کر مولوی صاحب نے سرائے میں قیام کیا اور اربابِ تجارت میں ملازمت کی جستجو شروع کی۔ حسنِ اتفاق سے پہلے دن ہی وہ کامیاب ہو گئے اور حاجی ...... کے شوروم میں وہ پچاس روپے ماہوار پر ملازم ہو گئے۔ حاجی صاحب اگرچہ پابندِ صوم و صلوٰۃ تھے لیکن مزاج کے بہت سخت تھے۔ وہ جانتے تھے کہ تجارت اور مروّت دو متضاد چیزیں ہیں۔ نوکروں پر جرمانہ تو وہ ضرور کرتے تھے لیکن کبھی انعام کا خیال اُن کے دل میں نہیں آتا۔ تاہم وہ کسی کی تنخواہ نہیں روکتے تھے اور جس طرح دوسروں سے معاملہ کی صفائی کے خواہاں تھے اسی طرح خود بھی معاملہ صاف رکھنا چاہتے تھے۔ بہرحال مولوی صاحب کو حاجی صاحب کے ہاں کوئی زحمت نہیں ہوئی۔ اسلئے کہ وہ خود نہایت سنجیدہ اور دیانتدار شخص تھے اور ملازمت کی حالت میں تنخواہ اور کام کے سوا انھیں کسی بات سے سروکار نہیں رہتا تھا اس لئے آقا کی خشک مزاجی اور بے مروّتی سے انھیں کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی تھی۔ مولوی صاحب کی ملازمت کو ابھی چھ ماہ گزرے تھے کہ احباب و اعزہ اور رفقائے کار نے انھیں شادی کے لئے مجبور کیا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے وطن میں ایک یتیم و بیسہارا لیکن خوش اطوار خوش خوار لڑکی سے شادی کر لی۔ بڑی خوش نصیبی یہ تھی کہ مولوی صاحب کی بیوی بھی اُن کی طرح دیندار اور نیک خیال تھی۔ چونکہ اُن کی بیوی کے ماں باپ نہ تھے اور انھوں نے اپنے چچا کے ہاں پرورش پائی تھی اس لئے مولوی صاحب شادی کے پندرہ دن بعد جب دہلی کو واپس آنے لگے تو بیوی کو ہمراہ لیتے آئے۔ ہمخیالی اور نیک مزاجی کی وجہ سے اِن میاں بیوی میں باہم ایسی محبت اور یکجہتی پیدا ہو گئی کہ گویا اُن کی روحیں روزِ ازل سے باہم وابستگی رکھتی تھیں۔ مولوی صاحب نے ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لے لیا تھا اور اس معمولی آمدنی میں بھی وہ خوش سلیقہ بیوی کی بدولت آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے تھے۔

(۳)

دہلی آ کر تین ماہ تک مولوی صاحب اور اُن کی بیوی بخیریت رہیں لیکن پھر یہاں کی آب و ہوا موافق ثابت نہیں ہوئی اور مولوی صاحب کی بیوی علیل رہنے لگیں جس سے وہ بہت کمزور ہو گئیں۔ اسی اثنا میں انفلوئنزا دہلی میں پھیلا اور بدقسمتی سے وہ مبتلا ہو گئیں۔ چونکہ کمزور تھیں اس لئے بخار کا غیر معمولی اثر ہوا۔ بیوی کی علالت نے مولوی صاحب کو نہ صرف وفورِ غم کے باعث حواس باختہ کر رکھا تھا بلکہ کھانے پینے، دوا علاج اور تیمارداری کی زحمتیں بھی محسوس کرتے تھے۔ اگر وہ گھر میں بیٹھ کر بیوی کی تیمارداری کرتے تو حاجی صاحب سے یہ امید نہ تھی کہ وہ تنخواہ وضع کرنے سے باز رہیں گے اور تنخواہ وضع ہونے کی حالت میں مولوی صاحب کو مالی پیچیدگیوں کا سامنا تھا کیونکہ اُن کے پاس اب کوئی سرمایۂ پس انداز موجود نہ تھا۔ الغرض بیچارے ملازمت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ اور جہاں تک وقت ملتا تھا اپنی جان پر تکلیف اٹھا کر بیوی کے دوا [illegible] کی بھی کوشش کرتے تھے چونکہ وہ ضعیفہ مکان میں بالکل تنہا تھی اس لئے ایک ضعیفہ کو انھوں نے رفعِ تنہائی اور تیمارداری کے لئے مقرر کر دیا تھا۔ حالانکہ مولوی صاحب اپنے مقدور سے زیادہ علاج میں کوشش کرتے تھے لیکن انفلوئنزا نے ابھی اپنی میعاد ختم نہیں کی تھی اور دن کو تین بجے سے بخار ایسی شدت اور اُس کے ساتھ ہی حواس میں ایسا انتشار پیدا ہو جاتا تھا کہ زندگی کی تمام امیدیں منقطع ہو جاتی تھیں۔ مولوی صاحب کو صبح ۹ بجے سے شام کے ۵ بجے تک دفتر میں موجود رہنا پڑتا تھا اور وہ اس سے پہلے کسی طرح گھر نہیں آ سکتے تھے۔ ایک دن کام کی بہت کثرت تھی غالباً پنجشنبہ کا دن تھا معمولی خط و کتابت کے علاوہ ولایتی ڈاک کی روانگی بھی ہو رہی تھی۔ حاجی صاحب نے مولوی صاحب کو دس ہزار روپے کے نوٹ دے کر جو بیمہ کی صورت میں ایک جگہ روانہ کرنے تھے۔ مولوی صاحب نے یہ نوٹ پیپر ویٹ کے نیچے دبا دئے اور خود اُس کام میں مصروف ہو گئے جو پہلے سے انجام دے رہے تھے۔ اسی زمانہ میں وہ ضعیفہ جو اُن کی بیوی کے پاس رہتی تھی حواس باختہ اُن کے پاس آئی اور آتے ہی کہا کہ تمہاری بیوی کی حالت نزع میں ہیں یہ سنتے ہی مولوی صاحب کا دماغ مختل

ویکار رہ گیا۔ اور یہ معلوم ہوا کہ گویا بدن سے روح نکل گئی ہے۔ انھوں نے جوں توں تمام روزانہ کاغذات اور ان کے ساتھ ہی دس ہزار کے نوٹ جن کا بیمہ بھیجنا تھا میز کی دراز میں رکھ کر قفل لگا دیا لیکن بدقسمتی سے کنجیاں میز ہی پر چھوڑ دیں۔ وہ اس قدر بدحواس ہو رہے تھے کہ انھوں نے دفتر کے کمرہ میں جا کر حاجی صاحب سے اس طرح جانے کی اطلاع بھی نہیں کی اور افتاں و خیزاں گھر کو روانہ ہوئے۔

(۴)

اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کی بیوی کا حال بہت نازک ہو رہا تھا۔ اُن کی آنکھیں بند تھیں، نبض غیر معمولی تیزی سے چل رہی تھی اور بخار کی یہ شدت تھی کہ لمس پر ہاتھ رکھنا دشوار تھا۔ مولوی صاحب نے یہ حالت دیکھ کر فوراً یوڈی کلون کی شیشی اٹھائی اور پانی میں چند قطرے ڈال کر پیشانی پر چھینٹے دئے اور کپڑا بھگو کر سر پر رکھا جس سے چند منٹ میں مریضہ نے آنکھیں کھول دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اجابت ہوئی اور مزاج کسی قدر اعتدال پر آ گیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب ضعیفہ کو مریضہ کے پاس چھوڑ کر خود دفتر روانہ ہوئے کیونکہ ڈاک کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ دفتر پہنچ کر جب انھوں نے کنجیاں میز پر رکھی ہوئی دیکھیں تو اُن کا دل دھڑکنے لگا کیونکہ وہ دس ہزار روپے کے نوٹ بھی دراز میں رکھ گئے تھے۔ اور اس سے پہلے ایک دفعہ جب وہ کاغذات کو میز پر چھوڑ کر کسی کام کو باہر گئے تھے تو حاجی صاحب کے صاحبزادے جو اپنے والد کے بالکل برعکس نہایت آوارہ منش اور اوباش مزاج تھے۔ پانچ روپے کے ٹکٹ اڑا لے گئے تھے۔ بہرحال انھوں نے نہایت وحشت زدہ ہو کر دراز کو کھولا۔ کاغذات نکالے بہت ہی جستجو کی اور جب نوٹوں کی صورت نظر نہ آئی تو زمین پیروں کے نیچے سے نکل گئی دیر تک غشی کی سی حالت طاری ہوئی اور یہ محسوس ہوا کہ دل کی حرکت بند ہوئی جاتی ہے۔ جب اس کیفیت میں کسی قدر کمی ہوئی تو مولوی صاحب چشم پر آب حاجی صاحب کے پاس گئے اور کل ماجرا بیان کیا۔ حاجی صاحب نہایت برافروختہ ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اگر دس پانچ روپے کی بات ہوتی تو میں درگزر کر سکتا تھا۔ دس ہزار روپے کی رقم سے میں ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔ آپ ایک گھنٹہ کے اندر نوٹ مجھے لا کر دیجئے ورنہ میں پولیس میں اطلاع کرتا ہوں۔ مولوی صاحب پھر اپنی میز کے پاس واپس آئے۔ ایک ایک کاغذ اٹھا کر دیکھا لیکن نوٹوں کا سراغ نہ ملا۔ جب دیر ہوئی تو حاجی صاحب خود اپنے کمرہ سے اٹھ کر منشی صاحب کے کمرہ میں آئے۔ منشی صاحب اور دیگر اہلکاروں کی جامہ تلاشی لی گئی۔ میز اور کاغذوں کو دیکھا بھالا لیکن کچھ کامیابی نہیں ہوئی۔ آخر حاجی صاحب نے مولوی صاحب کو علیحدہ لے جا کر سمجھانا شروع کیا اور کہا کہ تم اپنی شرافت میں کیوں داغ لگاتے ہو۔ بہر حال تم اپنے گھر میں رکھ آئے ہو تو خاموشی کے ساتھ واپس لے آؤ اور اس قصہ کو ختم کرو۔ میں اس کے سوا اور کوئی بدسلوکی تمہارے ساتھ نہیں کروں گا کہ تمھیں ملازمت سے برطرف کر دوں گا۔ مولوی صاحب کے پاس ان تمام باتوں کا جواب خونی آنسوؤں کے سوا کچھ نہ تھا۔ آخر حاجی صاحب نے مولوی صاحب کو اپنے ملازمین کے سپرد کر دیا کہ یہ کہیں جانے نہ پائیں اور خود تھانے میں پہنچے۔ تھوڑی دیر میں افسر انچارج ابرار کانسٹبلوں کو ہمراہ لے کر دفتر میں آ پہنچے۔ تھانہ دار صاحب نے دفتر کے ملازمین کا بیان قلمبند کیا۔ سب کی جامہ تلاشی لی۔ میزوں کی درازوں، الماریوں اور صندوقچوں کو دیکھا مولوی صاحب سے نہایت سختی کے ساتھ استفسار کیا اور جب کچھ سراغ نہ ملا تو حراست کے اندر انھیں اُن کے مکان پر لے گئے اور وہاں بھی خانہ تلاشی کی۔ جس وقت پولیس پہنچی اُس وقت مولوی صاحب کی بیوی کا اضطراب ناقابل بیان تھا۔ الغرض سب کچھ ہوا لیکن نوٹوں کا پتہ نہ چلا۔ تھانہ دار صاحب مولوی صاحب کو بدستور حراست میں تھانے لے آئے اور حوالات میں بند کر دیا۔ اس غریب خاندان کا کوئی مددگار و پرسان حال نہ تھا۔ صرف خدا تھا لیکن وہ بھی سر امتحان تھا۔ ایک پیارا شوہر حوالات میں اور ایک بیمار بیوی عالم تنہائی میں جس طرح بے چین اور مضطرب تھے اُس کا اندازہ دشوار ہے۔

(۵)

پولیس نے شہادت بہم پہنچا کر مقدمہ کا چالان کر دیا۔ بازار والوں نے شہادت دی اور بالکل صحیح تھی کہ فلاں وقت ملزم نہایت تیزی سے اپنے مکان کی جانب جا رہا تھا۔ مولوی صاحب کا اس امر سے خود اقبال تھا کہ دس ہزار کی رقم انھوں نے حاجی صاحب سے وصول پائی۔ عدالت نے جرم ثابت پایا اور مولوی صاحب کو تین سال قید بامشقت کی سزا دی۔ عزیز بیوی پردیس میں اور عالم کس مپرسی میں۔ شدید علالت میں مبتلا۔ نہ وہ تین سال کے لئے قید بامشقت میں گرفتار۔ نہ کوئی غمگسار اور نہ کوئی پیروکار۔ یہ باتیں ایسی نہ تھیں جو مولوی صاحب کے دماغ کو بیکار نہ کر دیتیں۔ انھیں خبر نہ تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور وہ کہاں جا رہے ہیں اور جب تک جیل کی گالیوں اور بے دردانہ زد و کوب نے انھیں مشقت کے لئے مجبور نہیں کیا اُس وقت تک اُن کے حواس بالکل باطل رہے۔ طاہرہ (مولوی صاحب کی بیوی) کا حال اُن سے زیادہ زار و ابتر تھا۔ سولہ سترہ سال کی ایک لڑکی جس نے دنیا میں کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اور جو اگرچہ وہ ہوشمند و سلیقہ شعار تھی لیکن ہنوز ناتجربہ کار تھی اس مصیبت میں اگر دیوانی ہو جاتی تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی لیکن یہ قدرت کے راز ہیں کہ مصائب کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کا فرشتہ بھی آسمان سے اترتا ہے اور کمزور انسان کو مشکلات سے عہدہ برآ ہونے میں حیرت انگیز مدد دیتا ہے۔ طاہرہ کا میعادی بخار اتر چکا تھا اور صرف نقاہت باقی تھی لیکن تفکرات نے اُس میں غیر معمولی اضافہ کر دیا تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کو تین سال کی سزا ہو گئی تو اُس نے مایوس ہو کر اپنے چچا کو تفصیلی حالات کا خط لکھا۔ وہ بیچارے گھبرائے ہوئے دہلی آئے۔ وکیلوں سے ملے اور جب کئی وکلاء نے باتفاق یہ رائے دی کہ اپیل بیکار ہے تو مجبوراً خاموش ہو رہے اور وطن چلے گئے۔ منشی امتیاز حسین (طاہرہ کے چچا) بڑے نیک اور دیندار شخص تھے اور انھیں کی تربیت کا یہ اثر تھا کہ طاہرہ اس عمر میں ایسی پابند صوم و صلوٰۃ تھی۔ منشی صاحب دنیا کے تمام جھگڑوں سے فرصت پا چکے تھے اور عرصہ سے اُن کو حج بیت اللہ کی تمنا تھی۔ انھوں نے طاہرہ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور کہا کہ تم بھی اپنا زیور اور اثاثہ فروخت کر کے ہمارے ہمراہ چلو کیونکہ یہاں کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کے پاس ہم تمھیں چھوڑ جائیں۔ طاہرہ جانتی تھی کہ اُس کا شوہر تین سال سے پہلے رہائی نہیں پا سکتا اور دینداری کا جذبہ اُسے اس تجویز کی مخالفت پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ اپنا زیور وغیرہ فروخت کر کے چچا کے ہمراہ حج کو روانہ ہو گئی۔ مکہ معظمہ پہنچ کر منشی امتیاز حسین اور اُن کی بیوی کو ایسی بیماری ہوئی کہ حج کے فرائض سے فارغ ہونے کے بعد بھی وہ مکہ معظمہ ہی میں مقیم رہے اور اُن کی خوش قسمتی کو رشک کھانا چاہئے کہ چھ ماہ کے عرصہ میں دونوں نے حرم محترم میں وفات پائی۔

(۶)

اس حادثہ سے طاہرہ کا دل پاش پاش ہوگیا۔ ابھی مولوی صاحب کی رہائی میں پونے دو سال کا وقفہ تھا۔ طاہرہ سخت پریشان تھی کہ کیا کرے۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ اپنی بے بسی و بے کسی پر ہر وقت اُس کی آنکھوں سے آنسو رواں رہتے تھے۔ کئی کئی وقت گزر جاتے تھے کہ وہ کچھ نہیں کھاتی تھی۔ آخر اس رنج و اندوہ نے اُسے صاحب فراش کر دیا۔ مکہ معظمہ میں غمخواروں اور تیمارداروں کی کمی نہ تھی لیکن کسی کو اُس کے حال کی کیا خبر تھی۔ اس طرح بے خور و خواب اور بیمار رہنے سے وہ بہت کمزور ہوگئی اور پہروں غشی میں پڑی رہنے لگی۔ ایک دن جب اُس نے غش سے آنکھ کھولی تو اپنے سامنے کرسی پر ایک ضعیفہ کو بیٹھے دیکھا جن کے چہرہ سے شان و عظمت اور لباس سے امارت ظاہر ہوتی تھی۔ معلوم ہوا کہ یہ مع بیگمات متوسط ایک بیگم صاحبہ تھیں جو اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کر کے مکہ معظمہ آئی تھیں۔ شوہر نے انتقال کیا اور یہ بدستور یہاں مقیم رہیں۔ بیگم صاحبہ لاولد تھیں۔ لاکھوں روپے کی جائداد فروخت کر کے انھوں نے ہجرت کی تھی۔ کئی سال سے مکہ معظمہ میں مقیم تھیں اور جس مکان کے حصہ زیریں میں طاہرہ رہتی تھی وہ اُن ہی کا تھا۔ بیگم صاحبہ نے طاہرہ کے حالات سُنکر بے حد شفقت و محبت کا اظہار کیا۔ اُسے اپنے ہمراہ لے گئیں اور حقیقی بیٹی کی طرح برتاؤ کرنے لگیں۔ طاہرہ اب بالکل مطمئن تھی۔ دنیا کی تمام آسائشیں اُسے حاصل تھیں۔ دل کو تکلیف تھی وہ شوہر کی یاد سے تھی اور اس خیال سے تھی کہ وہ ان آسائشوں میں اُس کا شریک حال نہیں۔ بیگم صاحبہ کی شفقت روز افزوں ترقی پر تھی کیونکہ طاہرہ نے اپنے سلیقے اور اطاعت سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اگر خدا بیگم صاحبہ کو اولاد دیتا تو وہ اُن کے لئے اس سے بہتر نہ ہوتی۔ ایک سال کا زمانہ اسی حالت میں گزرا اور طاہرہ کو کوئی نیا صدمہ نہیں پہنچا لیکن پھر آسمان نے رنگ بدلا اور بیگم صاحبہ ایک ماہ بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوئیں۔ مرنے سے پہلے انھوں نے تمام زر و مال اور نقد و جنس طاہرہ کو ہبہ کر دیا۔ بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد طاہرہ کے لئے اُس مکان میں رہنا دشوار ہوگیا۔ اُس نے ایسی شفقت اپنے ماں باپ کے گھر بھی نہیں دیکھی تھی۔ آخر اُس نے ہندوستان کی واپسی کا ارادہ کیا اور لاکھوں روپے کا سامان اور نقد و جنس ساتھ لے کر بیگم صاحبہ کے قدیم الخدمت ایک نوکر اور ایک خادمہ کے ہمراہ وہ ہندوستان کو روانہ ہوگئی۔ اب مولوی صاحب کی رہائی میں ایک سال کی دیر تھی اس لئے اُس نے ہندوستان کے مختلف شہروں میں سیاحت شروع کی اور جہاں آب و ہوا مناسب دیکھی وہاں ایک ایک دو دو ماہ قیام بھی کیا تاکہ کسی طرح یہ مدت بھی بسر ہو جائے۔

(۷)

مولوی صاحب کو حکم سزا ہوئے دو سال گزرے تھے کہ حاجی صاحب کا اکلوتا بیٹا تپ دق میں مبتلا ہوا۔ بہتیری کوشش کی لیکن اُس کی حالت روز بروز خراب ہوتی گئی۔ آخر میں پوست و استخوان کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ حاجی صاحب تمام کاروبار سے دست بردار ہوکر ہر وقت اُس کے پاس بیٹھے رہتے تھے۔ ایک دن باتوں باتوں میں اُس نے کہا کہ مولوی شمس الدین کو بے گناہ سزا ہوئی۔ وہ دس ہزار روپے کے نوٹ میں نے اُن کی میز سے نکال لیے تھے۔ یہ سُنکر حاجی صاحب کا دل ہل گیا اور انھیں یقین ہوگیا کہ ہم پر مولوی صاحب کا صبر پڑا ہے وہ مولوی صاحب کی رہائی کے دن گن رہے تھے۔ آخر تقریباً ڈھائی سال کے بعد جب مولوی صاحب رہا ہوئے اور اپنے مسکن کے پڑوس میں ایک دوست کے ہاں مقیم ہوئے تو حاجی صاحب نے دس ہزار روپے کے نوٹ ایک لفافہ میں بند کر کے ایک شخص کے ہاتھ اُن کے پاس روانہ کئے۔ اُس شخص کو ہدایت کر دی تھی کہ لفافہ دے کر فوراً چلے آنا تاکہ اُن کو استفسار کا موقع نہ ملے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ مولوی صاحب نے لفافہ کھولا تو اُس میں سے دس ہزار کے نوٹ برآمد ہوئے۔ وہ بڑی دیر تک عالم حیرت میں رہے۔ پھر یہ خیال کر کے کہ شاید خدا نے یہ میری بے گناہی کا صلہ دیا ہے خاموش ہو رہے لیکن اُن کے ضمیر نے کسی طرح اس رقم کو قبول نہیں کیا اور وہ اُسی وقت حاجی صاحب کے دولت کدہ پر آئے۔ حاجی صاحب نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ مولوی صاحب سے ملاقات کی۔ مولوی صاحب نے وہ سب نوٹ حاجی صاحب کے سامنے رکھدئے اور کہا کہ میں نے مجرمانہ باقیہ مجرمانہ سزا ضرور پائی لیکن اس سے آپ کی گمشدہ رقم آپ کو نہیں ملی۔ اب خدا نے غیب سے یہ روپیہ میرے پاس بھیجا ہے لہذا میں آپ کی خدمت میں یہ رقم پیش کرتا ہوں۔ اتنا کہکر مولوی صاحب اُٹھنے لگے لیکن حاجی صاحب نے اُن کا دامن تھام لیا اور زار زار رونے لگے۔ حاجی صاحب نے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ مولوی صاحب سے معافی مانگی اور بڑی منتوں کے ساتھ یہ خواہش کی کہ وہ اس رقم کو قبول کریں لیکن مولوی صاحب کسی طرح آمادہ نہ ہوئے۔ اتنے میں خدمتگار نے اطلاع دی کہ ایک بیگم آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔ حاجی صاحب نے کہا بلالو۔ یہ بیگم صاحبہ مولوی صاحب کی بیوی تھیں جو بھیال خود شوہر کی رہائی سے پہلے دہلی میں آکر مقیم ہوئی تھیں اور حاجی صاحب کے پاس مولوی صاحب کے متعلق حالات دریافت کرنے کے لئے اپنے خدمتگار اور خادمہ کے ساتھ آئی تھیں۔ بیگم صاحبہ نے جب مولوی صاحب کو حاجی صاحب کے پاس دیکھا تو قریب تھا کہ انھیں غش آجائے لیکن انھوں نے ضبط سے کام لیا۔ مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر مکان کے باہر چلی آئیں اور انھیں اپنی پالکی گاڑی میں بٹھا کر برقع کا نقاب اٹھا دیا۔

تندرستی ہزار نعمت ہے

کون نہیں جانتا کہ تندرستی اور صحت جسمانی پر انسان کے جملہ تعلقات دینی و دنیوی کا دار و مدار ہے کس کو نہیں معلوم کہ اگر صحت و تندرستی حاصل نہ ہو تو انسان کا دنیا میں موجود ہونا محض بیکار ہے۔

تندرستی ہی ایک ایسی نعمت ہے جس کو انسان اپنے مال، باپ، بہن، بھائی، عزیز و اقربا، دوست احباب، اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے۔

تندرستی ہی سے انسان دنیا میں ہر نیک و بد اعمال پر قادر ہو سکتا ہے، اور اپنی ہستی کی ضروریات کو اچھی طرح پورا کر سکتا ہے۔

تندرستی ہی انسان کو دنیا میں نیکنامی کے ساتھ اعلیٰ اعلیٰ درجے پر فائز کر سکتی ہے، اور عقبے کے لیے بھی بلند سے بلند تر مراتب حاصل کرنے کا موجب ہو سکتی ہے۔

تندرستی ہی دنیا کی عجیب و غریب ایجادوں کی موجب ہے۔ آج دنیا میں جس قدر اشیاء ہیں وہ سب تندرستی کی بدولت ہیں

غرضکہ دنیا کی کوئی شے ایسی نہیں جس میں انسانی ضرورت کا احساس ہوتے ہوئے تندرستی کو دخل نہ ہو۔

انسان تو انسان اس نعمت کی جانوروں کو بھی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ زندگی کو روح کی۔

کچھ جانداروں ہی پر موقوف نہیں بیجان چیزوں کے لیے بھی اس کی اشد ضرورت ہے، معمولی سے معمولی کمہار کے بنائے ہوئے مٹی کے برتن آپ اسی وقت برتنا، رکھنا، سب دینا پسند کر سکتے ہیں جب تک ان میں کوئی برائی یا عیب پیدا نہ ہو۔ اور بدنما نہ ہو جائیں

اس لیے انسان کو اپنی تندرستی کی بے انتہا قدر کرنی چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو ایسا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے جس سے تندرستی میں بدنمائی پیدا نہ ہو سکے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جب صحت میں بدنمائی پیدا ہو جاتی ہے تو اپنے بیگانے سب نفرت کرنے لگتے ہیں اور کوئی بھی اپنے پاس تک بٹھانا پسند نہیں کرتا۔

اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ تندرستی کی قدر کس طرح کی جائے اور کیا طرز عمل اختیار کیا جائے جو صحت و تندرستی کو علیٰ حالہٖ برقائم رکھ سکے اور اس میں کوئی برائی نہ پیدا ہونے دے۔

پروردگار عالم نے جہاں انسان کے لیے تندرستی کو نعمت عظمیٰ قرار دیا ہے وہاں اس کی حفاظت کے لیے بھی کافی سامان پیدا کر دیا ہے اور ایسے ایسے ذرائع قرار دیے ہیں جن سے انسان پورے طور پر اس کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ صحت میں کسی قسم کی خرابی پیدا ہو گئی ہو تو انسان ان کے ذریعہ سے فوراً اور قطعی طور پر اس کا تدارک کر سکتا ہے۔

یہ ذرائع آپ کو بجز ان حکماء و اطبا کے جنکو خدا نے محض اسی کام کے لیے مامور و مخصوص فرمایا ہے اور کسی سے دستیاب نہیں ہو سکتے بشرطیکہ آپ ان کی تلاش و جستجو کریں۔ اور اپنا تھوڑا سا وقت بھی ان کی تحریر و تقریر کے دیکھنے اور سننے میں خرچ کریں۔

لیجیے ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں

اور منجملہ سینکڑوں ذرائع کے چند ذیل میں درج بھی کیے دیتے ہیں:-

جوہر مخزنی — تندرستی اور صحت قائم رکھنے کا پہلا ذریعہ ہے۔ کیونکہ فی صدی ننانوے بیماریاں معدے کی خرابی سے پیدا ہوتی ہیں۔ ہیضہ، بدہضمی، درد شکم، نفخ شکم، تخمہ، ڈکار، کھٹی ڈکاروں کا آنا۔ غذا کا اچھی طرح ہضم نہ ہونا ضعف معدہ جسم میں خون کی کمی، اشتہا کا نہ ہونا یا کم ہونا، قویٰ کا کمزور ہونا اور اس وجہ سے اکثر درد سر رہنا وغیرہ اسی قسم کے ہزاروں امراض سے جو معدے کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں محفوظ رکھتا ہے اور اگر موجود ہوں تو انکو بہت ہی قلیل عرصہ میں فنا کر دیتا ہے۔ اس میں بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ مقدار خوراک بہت کم یعنی صرف ایک چاول قسم اول اور ایک رتی قسم دوم کی ہے۔ **قیمت** فی شیشی قسم اول تیس خوراک صرف للعہ قسم دوم بتیس خوراک صرف عہ

ٹانک پلز — یہ حفظان صحت کا دوسرا ذریعہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جب انسان میں طاقت نہ ہو تو وہ محنت اور جفاکشی کے کام ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔ یہ گولیاں محض جسمانی طاقت ہی کیلئے مخصوص نہیں بلکہ روحانی طاقت کے لیے بھی اکسیر ہیں۔ ان گولیوں کو بڑھاپے کی ٹیک (لاٹھی) سمجھنا چاہیے، اور جوانی کے بوڑھوں کو نوجوان بنانے والی اکسیر کیونکہ زائل شدہ قوت کو واپس لاتی ہیں کمزوری کی شرمندگیوں سے محفوظ رکھتی ہیں، ہمارا دعوےٰ ہے کہ ان گولیوں سے ہوتے ہوئے کیمیائے صحت کے لیے ان سے بڑھکر اکسیر ہو ہی نہیں سکتی۔ ننو گولیوں کی **قیمت** عہ

مایہ ناز — یہ صحت کا تیسرا ذریعہ ہے۔ اور وہ اسم بامسمیٰ ہے جو نسل قطع ہو جانے کے اسباب کو ملکیت دہ کر دیتا ہے، اور نا عاقبت اندیش نوجوانوں کو اچھی طرح اشکنا شوئی کرکے انکو ان کی امیدوں میں کامیاب اور ان کے شرمناک نتائج کا سدباب کر دیتا ہے **قیمت** فی شیشی جس میں ۲۰ ماشہ ملا ہے قسم اول للعہ قسم دوم عہ علاوہ محصولڈاک وغیرہ

چوہوں کش روغن — غور تو کرو چوہوں کی محنت کا چوتھا ذریعہ۔ نہایت اعلیٰ درجہ کی چیز ہے صرف دو چار قطرے ہی کیسے سے جوؤں کا نام نہیں رہتا۔ نہایت خوشبودار **قیمت** فی شیشی للعہ

گٹھیا کا دشمن — صحت کا پانچواں ذریعہ۔ تمام اعصابی درد کو جڑ سے اکھاڑ دینے کیلیے لاجواب اور اسم بامسمیٰ ہے۔ **قیمت** فی شیشی معہ دوسری دوا للعہ ، نصف عہ اگر آپ کیا شنوائی جواب ہم دیں

سنون مخزنی — اپنی اعلیٰ درجہ کا سریع الاثر کوئی منجن دیکھنے میں نہیں آیا ہے ہماری گذارش کی انتہا یہ ہے کہ اگر فائدہ نہ ہو تو واللہ قیمت واپس۔ ضرور طلب کیجیے۔ **قیمت** ۸ مرفی تولہ

دوائیں ملنے کا پتہ:- منیجر ایس۔ ایم۔ تہذیب ہند کمپنی تہذیب میڈیکل ہال۔ دہلی

محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

تفسیر سورۂ یٰس

حسن جدید لذیذ کی سچی مثال، ہر مسلمان کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ، برکات الٰہیہ کا شاندار مخزن

جناب مولانا سید ظہور احمد صاحب چشتی شاہجہانپوری دامت فیوضہم

اگر رسالہ دین و دنیا دہلی کے دل و دماغ کا تازہ ترین اور مہتم بالشان کارنامہ دیکھنا ہو تو سورۂ یٰسین شریف کی تفسیر منگا کر ملاحظہ فرمائیے جو حسنِ معانی کے اعتبار اور ادائے مطالب کے لحاظ سے آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

اسوقت عربی۔ فارسی اور اُردو زبان میں بیشمار تفسیریں ملک میں موجود ہیں لیکن میں سچ عرض کرتا ہوں کہ ایسی تفصیل، ایسی جامعیت، ایسا حسنِ بیاں، ایسی سلاست اور ایسی برجستگی کسی ایک تفسیر میں بھی نظر نہیں آتی۔ ہر آیت کا ترجمہ، شان نزول۔ معانی لغات۔ مطالب کی تصریح و تشریح اور نکات و رموز کو اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ تعریف نہیں ہوسکتی، زبان اتنی سہل اور بامحاورہ کہ عورتیں اور بچے بھی آسانی کے ساتھ سمجھتے چلے جائیں۔ کتابی صورت ۲۲×۱۸ کی خوشنما اور مقبول عام تقطیع۔ اعلیٰ درجہ کی لکھائی۔ صاف و پاکیزہ چھپائی۔ بہترین سفید کاغذ قیمت فی جلد صرف دس آنے (۱۰/) علاوہ محصول ڈاک۔ ذیل کے پتہ سے طلب کیجئے

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی

شہزادی مرزا حسین صاحب غازی تاج جہاں

کے عجیب و غریب چار ناول

طوائف کی پُراسرار زندگی

سعید

اس قابل دید ناول میں قابل مصنف نے ایک تعلیمیافتہ مسلمان اور دہلی کی ایک پاترکے دلی جذبات کا نہایت خوبی کے ساتھ خاکہ کھینچا ہے اور حسن و عشق کے پیچیدہ مگر دلکش معاملات پر عجیب و غریب پیرایہ میں بحث کی گئی ہے اور اخلاقی فلاح پر انجام دکھایا گیا ہے۔ عمدہ کاغذ پاکیزہ لکھائی چھپائی۔ قیمت ۸؍

سعادت

اسمیں دہلی کی ایک حسین و جمیل سلیقہ شعار اور تعلیمیافتہ طوائف کے کیرکٹر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ رقص و سرود حسن و عشق اور وصل و ہجر کا دلفریب منظر دکھا کر عاشق و معشوق کے راہ راست پر آنے کا دلچسپ سین پیش کیا ہے۔ اسمیں طالب مطلوب کی خط و کتابت ناول کی روح رواں سمجھنی چاہیئے۔ قیمت فی جلد صرف آٹھ آنے

کے متعلق

شاہد رعنا

یہ ناول قابل مصنف نے جس خوبی اور خوش اسلوبی سے مرتب کیا ہے وہ ہر طرح قابل ستایش ہے۔ چاوڑی بازار دہلی کی ایک قرطلعت طوائف نے اس میں اپنی تمام زندگی کی کہانی خود بیان کی ہے اور پھر ایسی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ جسکی انتہا نہیں، آج تک اس موضوع پر ملک میں کوئی ناول شاہد رعنا کے ٹکر کا شائع نہیں ہوا۔ ضرور منگائیے بیحد دلچسپ اور نتیجہ خیز ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍

سزائے عیش

سلسلۂ طوائف کا نقش آخر۔ مصنف ممدوح کا تازہ ترین کارنامہ اگرچہ قریب قریب ٹریجڈی ہے مگر نتیجہ کے اعتبار اور انجام کے لحاظ سے کامیڈی سے بڑھ چڑھ کر فلسفہ حسن و عشق اور تفریحات عامہ پر فلسفیانہ بحثیں۔ دلفریب طرز بیان۔ سلیس اردو زبان۔ ایک شریف گھر اور ایک دہلی کی نامی طوائف کے بالاخانہ کا بالکل صحیح ٹائم ٹیبل مگر نہایت تہذیب و متانت کے ساتھ۔ فوراً منگاکر ملاحظہ فرمائیے قیمت ۱۰؍

منیجر نظامیہ دار الاشاعت دہلی